حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

کے سلسلہ کے 316 بزرگانِ دین کی سوانح حیات

کا حسین مرقع

گلزارِ صابری

المعروف

صابری انسائیکلوپیڈیا

مصنف:

پاسبانِ مسلکِ اولیاء

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

ناشر بک سنٹر 32-حیدر روڈ. راولپنڈی کینٹ

Marfat.com

گلزارِ صابری

المعروف

صابری انسائیکلوپیڈیا

جگر گوشہ حضرت گنج شکر شیخ المشائخ پیر طریقت

حضرت

صاحبزادہ

دیوان عظمت سید محمد فریدی چشتی

آستانہ عالیہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر پاکپتن شریف

مصنف

پاسبان مسلک اولیاء

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

ناشر: بک سنٹر 32 حیدر روڈ، راولپنڈی کینٹ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ISBN: 969-8904-06-9

نام کتاب.................. گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلو پیڈیا

تالیف.................. صاحبزادہ مقصود احمد صابری

صفحات.................. 1152

ایڈیشن اول.................. جون 2007ء

109659

تعداد اشاعت.................. 1000

کمپوزنگ.................. عامر حسین، عمر اقبال

لے آؤٹ ڈیزائنگ.................. سی گرافکس (سرکلر روڈ، راولپنڈی)

(0300-5368511, 0300-5811641)

قیمت..................-/1495 روپے

بک سنٹر

32 حیدر روڈ، راولپنڈی کینٹ

GPO Box 1422

Ph: 051-5565234,

E-mail:markone1970@yahoo.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا کَامِلًا وَّ یَقِیْنًا صَادِقًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ قَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّ رِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّ تَوْبَۃً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَۃً عِنْدَ الْمَوْتِ وَ مَغْفِرَۃً وَّ رَحْمَۃً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں کامل ایمان اور سچا یقین اور کشادہ رزق اور عاجزی کرنے والا دل اور (تیرا) ذکر کرنے والی زبان اور حلال اور پاک روزی اور سچے دل کی توبہ اور موت سے پہلے کی توبہ اور موت کے وقت کا آرام اور مرنے کے بعد مغفرت اور رحمت اور حساب کے وقت معافی اور جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات (یہ سب کچھ مانگتا ہوں) تیری رحمت کے وسیلہ سے، اے بڑی عزت والے، اے بڑی مغفرت والے، اے پروردگار میرے علم میں اضافہ کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرمادے۔

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

از رشحات قلم: سلطان الہند نائب رسول حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چو من بر جرم و عصیا نم توئی غفار یااللہ
چو من با عیب و نقصا نم توئی ستار یااللہ

چناں کن از کرم برمن بنائے توبہ مستحکم
کہ دانم بر زبان ہر لحظہ استغفار یااللہ

چناں کن ازکرم در دل بحق احمد مرسلؐ
عذاب مرگ چوں گردد مرا دشوار یااللہ

چوگور تیرہ تر وحشت نماید برمن مجرم
بشمع مغفرت گرداں پر از انوار یااللہ

معین الدین عاصی را کہ مے نالد بصد زاری
گناہم بخش ایماں را سلامت دار یااللہ

Marfat.com

نعت شریف

ازرشحات قلم: حضرت سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امروز شاہ شاہاں مہماں شد است مارا
جبریل با ملائیک درباں شد است مارا

دربار گاہِ وحدت کثرت کجا بگنجد
مژدہ ہزار عالم یکساں شد است مارا

در خلوت گدایاں مرسل چہ کاردارد
بے برگ و بے نوائی ساماں شد است مارا

بت خانۂ جہاں را بسیار سیر کردم
آئینِ خود پرستی ایماں شد است مارا

احمد بہشت دوزخ بر عاشقاں حرام است
ہر دم رضائے جاناں رضواں شد است مارا

Marfat.com

سلام بحضور

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

السلام مخدوم علاؤالدین صابرؒ السلام
السلام اے نور چشم ابن حیدر السلام

السلام مخدوم علی احمد علاؤالدین ولی
السلام اے سیرتِ حسن نبیؐ شکل علیؑ

السلام اے واقف اسرار حق رب مجید
السلام اے دلبر گنج شکر بابا فریدؒ

السلام اے نور حق شمع بزم چشتیاں
السلام اے راحت جانِ سکونِ خواجگان

السلام اے جلوہ شان ولایت حیدری
السلام اے بندہ پرور بادشاہِ کلیری

السلام اے زینت کون و مکان حسن بتول
السلام اے یادگار گلشن زہراؓ کے پھول

لو امیر صابری کا اب میرے آقا سلام
آپ کے بندوں کا بندہ آپ کے دَر کا غلام

ازقلم: صوفی محمد امیر بخش امیر صابری

Marfat.com

بفیضان نظر و زیر ادارت

جگر گوشۂ غوث الاعظم فخر السادات وارث علوم حضرت خواجہ چوراہیؒ عالمی مبلغ عالم اسلام شہباز طریقت، شہنشاہ خطابت عالم ربانی مرشد لا ثانی

حضرت علامہ الحاج

پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی
نقشبندی مجددی

مدظلہ العالی

زیب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چوراشریف ضلع اٹک

جن کے کردار و گفتار اور علوم ظاہریہ و باطنیہ سے پوری دنیا میں محبت و اخوت اور تصوف کے دیپ روشن ہیں

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کیلیے

محتاج کرم و طالب دعا صاحبزادہ مقصود احمد صابری

Marfat.com

انتساب

عامل و عاشق قرآن، علم حقیقت و معرفت کے ترجمان، ہمہ صفت قلندرانہ، بیک وقت سالک و مجذوب،
جامع الصفات و کمالات، منبع فیوض و برکات، مجمع الحسنات و کرامات

شہباز طریقت حضرت قمر المشائخ

الحاج الحافظ **قمر الدین چشتی صابری** رحمۃ اللہ علیہ

صابری دربار موہڑہ چھپر، چکری روڈ، راولپنڈی

کے

نام

جنکی نگاہ ولایت کا یہ فقیر ناچیز عرصہ 40 برس سے زیادہ دیدار کرتا رہا۔
اور آپ ہی کی نگاہ ولایت و علم و عرفان کے تصدق یہ ناچیز نالائق و
کمترین چند اوراق لکھنے کے قابل ہوا

گر قبول افتذ زہے عز و شرف

محتاج کرم و طالب دعا

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

خلف الرشید حضور فیض عالم حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

عاشق و عامل قرآن، سیف اللسان، شیخ الحدیث والقرآن فارغ از قید مشائخیت حضور فیض عالم قبلہ والد بزرگوار

حضرت علامہ مولانا

حافظ فیض محمد چشتی صابری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز، پیر دستگیر مرشد روشن ضمیر، سلطان الاصفیاء، برہان الاتقیاء، امام العرفا، فخر السادات حضرت قبلہ

پیر سید

غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکنی

کے توسل سے

مرشد نامدار، مرشد روشن ضمیر، مطلع سالکاں، مقطع عارفاں، حامی بیکساں، بحر العلوم، مرشد نامدار، مرشد روشن ضمیر حضرت قبلہ

حضرت

خواجہ حاجی منیر احمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

ماڑی شریف

کی خدمت میں بعد احترام پیش کرتا ہوں اور رب کریم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ

میری نظر کو حسن بصیرت کا نور دے

میرے قلم کو شوخی تحریر کر عطا

میری زبان کو دولت الفاظ بخش دے

الفاظ کو بلندی تاثیر کر عطا

طالب دعا: خویدم اہل التصوف

صاحبزادہ **مقصود احمد صابری**

بانی و مہتمم: جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ

آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ، راولپنڈی

فون: 0300-9500314,0333-5594225

Marfat.com

فہرست

(گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلوپیڈیا)

نمبر شمار		
حمد باری	خواجہ معین الدین چشتی	3
نعت شریف	حافظ نور احمد قادری	4
سلام بحضور مخدوم پاک	صوفی امیر بخش صابری	5
دُعائے صابری	صوفی امیر بخش صابری	6
زیر ادارت وبفیضان نظر	حضرت پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی	7
انتساب	حافظ قمر الدین چشتی صابری کے نام	8
نذرانہ عقیدت	حضرت حاجی منیر احمد صابری	9
نشان منزل	قاضی محمد سعید الرحمٰن قادری	26
تقریظ۔ازقلم	سعود الحسن خان صابری (لاہور)	31
تقریظ۔ازقلم	پیر سید غلام یسٰین شاہ (آزاد کشمیر)	34
تقریظ۔ازقلم	صاحبزادہ جمیل اختر صابری کالیکی منڈی	35
تقریظ۔ازقلم	پروفیسر پیر سبطین شاہ جہانی صابری	36
تقریظ۔ازقلم	صاحبزادہ سعید احمد صابری	37
مقدمۃ الکتاب۔ازقلم	پیر محمد یونس صابری، ملتان	38
حرف اول	صاحبزادہ مقصود احمد صابری	49

Marfat.com

نمبر شمار		سن ہجری	سن عیسوی	صفحہ نمبر
1	حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ	۱۱ھ	632ء	63
2	حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	۴۰ھ	661ء	77
3	حضرت خواجہ حسن بصری	۱۱۱ھ	729ء	97
4	حضرت خواجہ عبدالواحد زید	۱۷۷ھ	793ء	106
5	حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض	۱۸۷ھ	803ء	112
6	حضرت خواجہ ابراھیم ابن ادھم	۲۱۸ھ	833ء	119
7	حضرت خواجہ شاہ حذیفہ مرعشی	۲۵۲ھ	866ء	129
8	حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری	۲۸۷ھ	900ء	134
9	حضرت خواجہ علو ممشاد دینوی	۲۹۸ھ	910ء	139
10	حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی	۳۶۹ھ	980ء	144
11	حضرت خواجہ ابواحمد چشتی	۳۵۵ھ	960ء	152
12	حضرت خواجہ ابومحمد چشتی	۴۱۱ھ	1020ء	160
13	حضرت خواجہ ابویوسف ناصرالدین چشتی	۴۵۹ھ	1066ء	169
14	حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی	۵۳۷ھ	1142-3ء	178
15	حضرت خواجہ حاجی محمد شریف زندانی چشتی	۶۱۲ھ	1215ء	190
16	حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی	۶۱۷ھ	1220ء	196
17	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری	۶۳۳ھ	1236ء	205
18	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی	۶۳۴ھ	1237ء	223
19	حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی	۶۷۰ھ	1272ء	230
20	حضرت سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری	۶۹۰ھ	1291ء	242
	ردیف (الف)			
21	حضرت شاہ اسحاق کاکو چشتی صابری	۹۹۴ھ	1585ء	258

Marfat.com

22	حضرت سید اللہ داد شاہ چشتی صابری	۱۰۲۶ھ	1617ء	259
23	حضرت پیر سید اللہ بخش شاہ چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		260
24	حضرت اخوند درویزہ چشتی صابری	۱۰۴۸ھ	1638ء	261
25	حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری	۱۰۴۹ھ	1639ء	265
26	حضرت سید اللہ بخش چشتی صابری	۱۰۶۳ھ	1652ء	267
27	حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی صابری	۱۰۹۷ھ	1685ء	268
28	حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی صابری	۱۰۹۷ھ	1685ء	272
29	حضرت شیخ شاہ ابوالمعالی چشتی صابری	۱۱۱۶ھ	1704ء	273
30	حضرت شیخ محمد اعظم ربنوی چشتی صابری	۱۱۴۴ھ	1731ء	278
31	حضرت شیخ امان اللہ چشتی صابری	۱۱۵۲ھ	1739ء	279
32	حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری	۱۱۵۹ھ	1746ء	280
33	حضرت ملا اخوند امام الدین چشتی صابری	بارہویں صدی ہجری		285
34	حضرت سید محمد اعظم چشتی صابری (روپڑی)	۱۲۲۷ھ	1812ء	286
35	حضرت شیخ امام علی چشتی صابری (رامپوری)	۱۲۴۰ھ	1824ء	289
36	حضرت شیخ سید امیر الدین شاہ چشتی صابری	۱۲۴۳ھ	1827ء	290
37	حضرت شیخ اللہ بخش سنامی چشتی صابری	۱۲۵۴ھ	1838ء	292
38	حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابری	۱۲۷۱ھ	1854ء	293
39	حضرت شیخ سید امانت علی شاہ چشتی صابری	۱۲۸۰ھ	1863ء	295
40	حضرت شیخ احمد حسن چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		296
41	حضرت شیخ سید شاہ امیر حسین چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		297
42	حضرت شاہ محمد امیر چشتی صابری	۱۲۹۰ھ	1873ء	298
43	حضرت صوفی احمد حسین شاہ چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		299
44	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری	۱۳۱۰ھ	1892ء	301
45	حضرت میاں اللہ بخش چشتی صابری	۱۳۱۱ھ	1893ء	312

Marfat.com

46	حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری	۱۳۵۰ھ	1931ء	313
47	حضرت منشی انتظام علی چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		315
48	حضرت سائیں اللہ دتہ چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		316
49	حضرت قاضی امام الدین چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		318
50	حضرت سید محمد افضل بخاری چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		319
51	حضرت شاہ محمد امیر چشتی صابری کلیامی	چودھویں صدی ہجری		320
52	حضرت مولانا انوار اللہ چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		321
53	حضرت حافظ محمد امین چشتی صابری	۱۳۶۳ھ	1944ء	322
54	حضرت شیخ صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری	۱۳۶۷ھ	1947ء	323
55	حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری	۱۳۷۵ھ	1955ء	328
56	حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری	۱۳۸۳ھ	1963ء	332
57	حضرت شاہ احمد حسن خان چشتی صابری	۱۳۸۴ھ	1964ء	335
58	حضرت مولانا انور علی شاہ چشتی صابری	۱۳۹۹ھ	1978ء	337
59	حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابری	۱۴۰۷ھ	1986ء	337
60	حضرت شیخ سید امور الحسن چشتی صابری	۱۴۰۷ھ	1986ء	362
61	حضرت شاہ محمد انور چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		371
62	حضرت مولانا امان اللہ خان چشتی صابری	۱۴۱۴ھ	1993ء	371
63	حضرت شیخ محمد امیر چشتی صابری	چودھویں صدی کے بزرگ جو اچانک لاپتہ ہوئے		376

ردیف (ب)

64	حضرت شیخ بدر الدین سلیمان چشتی صابری	چھٹی صدی ہجری		383
65	حضرت شیخ بہرام چشتی صابری	۸۵۴ھ	1450ء	384
66	حضرت شیخ بختیار احمد چشتی صابری	۹۱۰ھ	1504ء	386
67	حضرت شیخ بدھن چشتی صابری	دسویں صدی ہجری		388

Marfat.com

68	حضرت شاہ بہلول برکی چشتی صابری	١١٧٠ھ	1756ء	390
69	حضرت سید باقی شاہ چشتی صابری	١١٧٨ھ	1764ء	392
70	حضرت شیخ بلاقی شاہ چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		392
71	حضرت شیخ بدرالدین بدری بابا چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری کا اول زمانہ		393
72	حضرت شیخ برکت اللہ چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری کا اول زمانہ		394

ردیف (پ)

73	حضرت شیخ پیارا چشتی صابری	نوویں صدی ہجری		395
74	حضرت شیخ پائندہ بنوری چشتی صابری	١٠٦٣ھ	1652ء	395
75	حضرت شیخ پنجو بابا چشتی صابری	١٠٧٣ھ	1662ء	398
76	حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		399
77	حضرت شیخ پیر محمد شاہ چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		399

ردیف (ج)

78	حضرت شیخ محمد جلال الدین کبیرالاولیاء چشتی صابری	٧٦٥ھ	1363ء	401
79	حضرت شیخ جلال الدین محمود تھانیسری چشتی صابری	٩٨٩ھ	1581ء	405
80	حضرت شیخ محمد جمال چشتی صابری	١٠٢٩ھ	1619ء	408
81	حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری (لاہوری)	١٠٣٩ھ	1629ء	410
82	حضرت بابا محمد جمال چشتی صابری	١٠٨٢ھ	1671ء	412
83	حضرت شاہ محمد جمال چشتی صابری	١١٧٥ھ	1761ء	413
84	حضرت میاں جیون شاہ چشتی صابری	بارہویں صدی ہجری		415
85	حضرت سید جان محمد چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		416
86	حضرت خواجہ جلال الدین چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		416
87	حضرت صوفی جان چشتی صابری (مرادآبادی)	١٣٣٢ھ	1913ء	417
88	حضرت شاہ محمد جعفر رحمانی چشتی صابری	١٣٨٣ھ	1963ء	418
89	حضرت شیخ جمال الدین انور غریب شاہ صابری	١٤٢٢ھ	2001ء	425

Marfat.com

ردیف (چ)

90	حضرت سید چراغ علی شاہ چشتی صابری	۱۳۱۶ھ	1898ء	443
91	حضرت سید چراغ الدین شاہ چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		445

ردیف (ح)

92	حضرت شیخ حمید الدین چشتی صابری	۱۰۳۲ھ	1620ء	446
93	حضرت شاہ محمد حیات چشتی صابری	۱۱۹۲ھ	1778ء	448
94	حضرت مولانا سید محمد حسین ترمذی چشتی صابری	۱۲۲۸ھ	1813ء	449
95	حضرت شاہ جی حسام الدین چشتی صابری	۱۲۵۰ھ	1834ء	451
96	حضرت مولانا محمد حسن چشتی صابری	۱۲۵۹ھ	1843ء	452
97	حضرت سید حافظ محمد حسین بانکے چشتی صابری	۱۲۸۰ھ	1864ء	453
98	حضرت شیخ مولانا محمد حسین چشتی صابری	۱۳۲۲ھ	1904ء	453
99	حضرت شیخ مخدوم شاہ محمد حسن چشتی صابری	۱۳۲۳ھ	1905ء	454
100	حضرت شیخ خواجہ محمد حسین چشتی صابری	۱۳۲۷ء	1909ء	457
101	حضرت صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری	۱۳۳۱ھ	1913ء	466
102	حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ چشتی صابری	۱۳۵۷ھ	1938ء	472
103	حضرت شیخ سائیں محمد حسین چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری اول زمانہ		474
104	حضرت ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری	۱۳۸۷ھ	1967ء	475
105	حضرت پیر محمد حسین چشتی صابری	۱۳۹۳ھ	1973ء	478
106	حضرت سید شاہ حسین چشتی صابری	۱۴۰۰ھ	1979ء	479
107	حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابری	۱۴۰۸ھ	1987ء	481
108	حضرت شاہ محمد حبیب اللہ حاوی چشتی صابری	۱۴۱۴ھ	1993ء	482
109	حضرت پیر سید صوفی حشمت علی شاہ صابری	۱۴۲۰ھ	1999ء	487

ردیف (خ)

110	حضرت شیخ خیر الدین عرف خیرا شاہ چشتی صابری	۱۲۲۸ھ	1813ء	492

Marfat.com

111	حضرت بابا خیر دین عرف جھنڈو شاہ صابریؒ	۱۳۷۷ھ	1957ء	493
112	حضرت سائیں خیر دین چشتی صابریؒ	۱۳۷۲ھ	1952ء	496
113	حضرت سید خلیل احمد شاہ کاظمی چشتی صابریؒ	۱۳۹۰ھ	1970ء	497
114	حضرت شاہ خلیل الرحمٰن چشتی صابری (مرادآبادی)	۱۳۹۹ھ	1979ء	499
115	حضرت میاں محمد خلیل الرحمٰن چشتی صابریؒ	۱۴۱۵ھ	1994ء	500

ردیف (د)

116	حضرت شیخ داؤد گنگوہی چشتی صابریؒ	۱۰۹۵ھ	1683ء	505
117	حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابریؒ	دسویں صدی ہجری		507
118	حضرت شیخ درگاہی شاہ چشتی صابریؒ	۱۱۲۲ھ	1710ء	508
119	حضرت مولانا محمد دین غریب چشتی صابریؒ	۱۳۵۰ھ	1931ء	509
120	حضرت شیخ خواجہ دیوان محمد چشتی صابریؒ	۱۳۵۹ھ	1940ء	510
121	حضرت میاں دولت علی چشتی صابریؒ	۱۳۷۸ھ	1960ء	513
122	حضرت راجہ دوست محمد چشتی صابریؒ	چودھویں صدی ہجری اول زمانہ		516

ردیف (ذ)

123	حضرت سید محمد ذوقی شاہ چشتی صابریؒ			517

ردیف (ر)

124	حضرت شیخ رکن الدین چشتی صابریؒ (ردولوی)	۹۷۱ھ	1563ء	519
125	حضرت شیخ محمد روش الدین لقب بے ریا چشتی صابریؒ	بارہویں صدی ہجری		520
126	حضرت شیخ بابا رحمت اللہ عرف فقیر لال بادشاہ	۱۳۴۹ھ	1932ء	521
127	حضرت ماسٹر رحیم بخش ناصری چشتی صابریؒ	۱۳۶۰ھ	1941ء	521
128	حضرت منشی رضی الدین چشتی صابریؒ	۱۳۶۳ھ	1944ء	522
129	حضرت شیخ خواجہ رحم الدین چشتی صابریؒ	۱۳۶۸ھ	1948ء	522
130	حضرت سید رحمت علی شاہ صابریؒ	۱۳۷۵ھ	1955ء	538

Marfat.com

131	حضرت سائیں رحمت دین چشتی صابری	۱۳۷۶ھ	1956ء	538
132	حضرت شیخ رحمت علی عرف چاندی شاہ چشتی صابری	۱۳۸۱ھ	1962ء	539
133	حضرت بابا رحمت علی چشتی صابری	۱۳۹۴ھ	1974ء	540

ردیف (س)

134	حضرت شیخ سلیم الدین شیر ربانی چشتی صابری	۷۴۹ھ	1348ء	543
135	حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری	۱۱۲۹ھ	1716ء	544
136	حضرت سید محمد سعید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری	۱۱۳۱ھ	1718ء	549
137	حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری	۱۱۵۱ھ	1739ء	560
138	حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری	۱۲۱۴ھ	1799ء	561
139	حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری	۱۲۲۰ھ	1806ء	563
140	حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری	۱۳۵۰ھ	1932ء	564
141	حضرت پیر سجاول دین چشتی صابری	۱۳۵۸ء	1939ء	580
142	حضرت شیخ پیر سیدن شاہ چشتی صابری	۱۳۸۳ھ	1963ء	581
143	حضرت شیخ میاں سلیمان قلندر چشتی صابری	۱۴۰۹ھ	1989ء	604

ردیف (ش)

144	حضرت شیخ خواجہ شمس الدین ترک چشتی صابری	۷۱۵ھ	1315ء	610
145	حضرت شیخ شبلی چشتی صابری	۸۵۲ھ	1448ء	615
146	حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری	۱۲۷۰ھ	1853ء	616
147	حضرت بابا شیر محمد چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		628
148	حضرت میاں شہاب الدین چشتی صابری	۱۳۵۸ھ	1939ء	628
149	حضرت شیخ محمد شرف عرف منوشاہ چشتی صابری	۱۳۶۶ھ	1947ء	630
150	حضرت خواجہ محمد شفیع چشتی صابری	۱۳۷۷ھ	1957ء	630
151	حضرت شاہ شبیر احمد چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		640

Marfat.com

152	حضرت شاہ شہید اللہ چشتی صابریؒ	چودھویں صدی ہجری		641
153	حضرت سید شمیم الحسن چشتی صابریؒ	۱۴۲۶ھ	2005ء	644

ردیف (ص)

154	حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابریؒ	۱۰۳۶ھ	1666ء	646
155	حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابریؒ (لاہوری)	۱۰۸۴ھ	1673ء	649
156	حضرت سید صابر علی عرف شاہ صابر بخش صابریؒ	۱۲۳۷ھ	1821ء	650
157	حضرت شیخ محمد صابر علی چشتی صابریؒ (رامپوری)	۱۳۱۶ھ	1898ء	651
158	حضرت شیخ صدقی شاہ چشتی صابریؒ	۱۳۱۹ء	1901ء	652
159	حضرت شاہ صندل چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		653
160	حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابریؒ	۱۳۷۴ھ	1954ء	653
161	حضرت شیخ محمد صدیق ناصری چشتی صابریؒ	۱۴۰۰ھ	1980ء	675
162	حضرت خواجہ سید صابر حسین چشتی صابریؒ	۱۴۲۶ء	2005ء	676

ردیف (ض)

163	حضرت حافظ محمد ضامن علی شہید چشتی صابریؒ	۱۱۷۲ء	1759ء	679

ردیف (ط)

164	شیخ طالب علی چنگاڑی شاہ چشتی صابریؒ	۱۳۸۶ھ	1966ء	681

ردیف (ظ)

165	حضرت شیخ شاہ محمد ظہور الحق چشتی صابریؒ	۱۴۰۴ھ	1984ء	682

ردیف (ع)

166	حضرت شیخ مخدوم عبدالحق چشتی صابریؒ	۸۳۶ھ	1432ء	685
167	حضرت مخدوم عارف احمد چشتی صابریؒ	۸۵۸ھ	1454ء	693
168	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابریؒ	۹۴۴ھ	1537ء	695
169	حضرت شیخ عبدالکبیر چشتی صابریؒ	۹۴۷ھ	1540ء	703

Marfat.com

170	حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری	۹۹۰ھ	1582ء	704
171	حضرت شیخ عبدالغفور چشتی صابری	دسویں صدی ہجری		706
172	حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد چشتی صابری	۱۰۰۷ھ	1599ء	708
173	حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری	۱۰۹۴ھ	1682ء	709
174	حضرت شیخ عبداللہ پاک بندگی چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		710
175	حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلیٰ چشتی صابری	۱۰۳۳ھ	1621ء	711
176	حضرت سید علی غواص ترمذی چشتی صابری	۱۰۴۰ھ	1628ء	714
177	حضرت شیخ عبدالکریم چشتی صابری لاہوری	۱۰۴۵ھ	1633ء	716
178	حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری لاہوری	۱۰۵۹ھ	1647ء	719
179	حضرت شیخ عارف چشتی صابری	۱۰۶۴ھ	1653ء	719
180	حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری	۱۰۷۱ھ	1659ء	721
181	حضرت شیخ عبدالکریم چشتی صابری	۱۰۷۲ھ	1660ء	722
182	حضرت شیخ عبدالسبحان چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		723
183	حضرت شیخ عبدالجلیل چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		725
184	حضرت شیخ سید عبدالرشید چشتی صابری	۱۱۲۱ھ	1709ء	727
185	حضرت سید عتیق اللہ چشتی صابری	۱۱۳۱ء	1719ء	728
186	حضرت شاہ عضدالدین چشتی صابری	۱۱۷۲ھ	1759ء	729
187	حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری	بارہویں صدی ہجری		730
188	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری	۱۱۹۵ھ	1781ء	732
189	حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری	۱۱۹۹ھ	1785ء	735
190	حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری	۱۲۰۲ھ	1787ء	736
191	حضرت شیخ عبدالکریم ملا اخوند فقیر چشتی صابری	۱۲۰۶ھ	1792ء	738
192	حضرت شیخ محمد علی شاہ چشتی صابری	۱۲۱۳ھ	1799ء	742
193	حضرت میاں عالم شاہ چشتی صابری	۱۲۳۳ھ	1818ء	742

Marfat.com

194	حضرت شاہ عبدالرحیم چشتی صابریؒ	۱۲۴۶ھ	1830ء	743
195	حضرت شاہ علی محمد چشتی صابریؒ	۱۲۵۰ھ	1834ء	745
196	حضرت حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ	۱۲۵۵ھ	1839ء	746
197	حضرت شیخ عبدالباری چشتی صابریؒ	۱۲۶۳ھ	1847ء	748
198	حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی صابریؒ	۱۲۷۶ھ	1860ء	749
199	حضرت سید عبداللہ چشتی صابریؒ	۱۲۸۸ھ	1872ء	749
200	حضرت حافظ علی حسین چشتی صابریؒ	۱۲۹۷ھ	1880ء	750
201	حضرت شیخ محمد علی چشتی صابریؒ	تیرہویں صدی ہجری کا آخری زمانہ		758
202	حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابریؒ	تیرہویں صدی ہجری کا آخری زمانہ		760
203	حضرت بابا محمد عمر ناصری چشتی صابریؒ	تیرہویں صدی ہجری کا آخری زمانہ		761
204	حضرت پیر سید عبداللہ شاہ چشتی صابریؒ	۱۳۰۴ھ	1887ء	761
205	حضرت شاہ عبدالرحیم چشتی صابریؒ	۱۳۰۷ھ	1890ء	762
206	حضرت شاہ عبدالرحمٰن خان چشتی صابریؒ	۱۳۱۴ھ	1896ء	764
207	حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابریؒ	۱۳۵۸ھ	1939ء	765
208	حضرت پیر علی احمد جی چشتی صابریؒ	چودھویں صدی ہجری		767
209	حضرت مولوی عبدالستار چشتی صابریؒ	۱۳۶۰ھ	1941ء	767
210	حضرت پیر صوفی علی بخش چشتی صابریؒ	۱۳۶۵ھ	1946ء	769
211	حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ	۱۳۶۷ھ	1950ء	770
212	حضرت الحاج علم دین چشتی صابریؒ	۱۳۷۸ھ	1958ء	772
213	حضرت مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابریؒ	۱۳۷۹ھ	1959ء	773
214	حضرت مولانا عبدالغفور قیس چشتی صابریؒ	۱۳۸۰ھ	1960ء	780
215	حضرت خواجہ محمد عمر دین چشتی صابریؒ	۱۳۸۸ھ	1968ء	780
217	حضرت محمد عبداللہ چشتی صابریؒ	۱۳۸۹ھ	1969ء	784

Marfat.com

218	حضرت حاجی علی احمد چشتی صابری	۱۳۹۱ھ	1971ء	785
219	حضرت شاہ محمد عارف عرف بھائی جان صابری	۱۳۹۳ھ	1973ء	785
220	حضرت پیر عاشق الدین چشتی صابری	۱۴۰۰ھ	1979ء	789
221	حضرت علامہ مخدوم عبدالحق چشتی صابری	۱۴۰۰ھ	1979ء	790
222	حضرت مخدوم شاہ محمد عارف حسن چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		793
223	حضرت مولانا عبدالعزیز چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		794
224	حضرت صوفی عبداللطیف چشتی صابری	۱۴۰۶ھ	1985ء	795
225	حضرت سید عبدالمعبود شاہ گیلانی صابری	۱۴۰۶ھ	1985ء	796
226	حضرت صوفی عبدالرشید چشتی صابری	۱۴۰۸ھ	1987ء	800
227	حضرت بابا سید عبدالرحمٰن چشتی صابری تاجی	۱۴۰۸ھ	1987ء	801
228	حضرت سید عبداللہ شاہ چشتی صابری	۱۴۱۰ھ	1989ء	803

ردیف (غ)

229	حضرت سید غریب اللہ شاہ چشتی صابری	۱۱۳۳ھ	1721ء	804
230	حضرت خواجہ غلام علی شاہ چشتی صابری	بارہویں صدی ہجری		808
231	حضرت سید غلام علی شاہ چشتی صابری	۱۲۱۰ھ	1795ء	808
232	حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ چشتی صابری	۱۲۴۳ھ	1827ء	810
233	حضرت میاں غلام حسین حریف چشتی صابری	۱۲۵۹ھ	1843ء	811
234	حضرت شیخ مولوی غلام مصطفےٰ چشتی صابری	۱۲۶۷ھ	1851ء	813
235	حضرت شیخ غلام حسین المعروف فقیر شاہ صابری	۱۲۷۰ھ	1854ء	814
236	حضرت شیخ غلام قادر چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری کا آخری زمانہ		818
237	حضرت پیر غلام محمد چشتی صابری	چودھوی صدی ہجری		819
238	حضرت پیر سید غلام حسین شاہ چشتی صابری	۱۳۶۱ھ	1942ء	820
239	حضرت مولانا غلام ربانی چشتی صابری	۱۴۰۹ھ	1988ء	832

Marfat.com

240	حضرت خواجہ غلام فرید الدین چشتی صابری	۱۴۲۱ھ	2000ء	835
241	حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی صابری	۱۴۲۴ھ	2004ء	845
242	حضرت مولانا غلام فرید چشتی صابری	۱۴۲۵ھ	2005ء	849
	ردیف (ف)			
243	حضرت سید محمد فاخر شاہ چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		851
244	حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری	۱۲۸۶ھ	1869ء	852
245	حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری (کلیامی)	۱۳۰۸ھ	1890ء	853
246	حضرت خواجہ شاہ محمد فاروق حسن چشتی صابری	۱۳۴۰ھ	1922ء	882
247	حضرت قاری محمد فضل الدین چشتی صابری	۱۳۵۰ھ	1932ء	882
248	حضرت پیر فضل الدین چشتی صابری	۱۳۵۱ء	1933ء	884
249	حضرت میاں فضل کریم چشتی صابری	۱۳۷۴ء	1956ء	888
250	حضرت شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری	۱۳۸۲ء	1964ء	889
251	حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری	۱۳۹۶ء	1978ء	891
252	حضرت شاہ محمد فاروق رحمانی صابری (کراچی)	۱۴۰۳ء	1985ء	903
253	حضرت صوفی فقیر محمد چشتی صابری	۱۴۰۶ء	1988ء	912
254	حضرت صوفی فرزند علی چشتی صابری	۱۴۱۲ء	1994ء	914
	ردیف (ق)			
255	حضرت شیخ قطب الدین چشتی صابری	دسویں صدی ہجری		922
256	حضرت پیر صوفی قدرت اللہ چشتی صابری	۱۳۸۱ھ	1961ء	923
257	حضرت حافظ قمر الدین چشتی صابری	۱۴۲۰ھ	1999ء	926
258	حضرت سید محمد قاسم شاہ چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		942
259	حضرت خلیفہ قادر بخش چشتی صابری	چودھویں صدی ہجری		943
	ردیف (ک)			
260	حضرت شیخ شاہ کاکو چشتی صابری	۸۸۲ھ	1477ء	944

103659

Marfat.com

261	حضرت شیخ سید محمد کبیر چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		945
262	حضرت میاں جی کریم بخش چشتی صابری	١٢٧٩ھ	1863ء	946
263	حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابری	١٣١٧ھ	1900ء	947
264	حضرت پیر کالا پاکپتنی چشتی صابری	چودہویں صدی ہجری اول زمانہ		950
265	حضرت پیر صوفی کرامت علی چشتی صابری	١٤١٧ھ	1996ء	952
	ردیف (گ)			
266	حضرت پیر گوہر علی چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		955
267	حضرت پیر گلزار حسین شاہ چشتی صابری	١٤١٢ھ	1991ء	956
	ردیف (ل)			
268	حضرت شیخ شاہ لطف اللہ چشتی صابری	١١٨٦ھ	1773ء	968
	ردیف (م)			
269	حضرت شیخ محمد بن عارف حق چشتی صابری	٨٨٤ھ	1479ء	969
270	حضرت شاہ محب اللہ چشتی صابری	١٠٥٨ھ	1647ء	971
271	حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری	١٠٩٩ھ	1688ء	975
272	حضرت شیخ سید محمدی شاہ فیاض چشتی صابری	١١٠٧ھ	1696ء	975
273	حضرت شیخ شاہ محمد چشتی صابری (دہلوی)	١١٦٥ھ	1751ء	977
274	حضرت حافظ سید محمد چشتی صابری	١٢٤٠ھ	1825ء	977
275	حضرت خواجہ مظفر نواب روشن الدولہ صابری	بارہویں صدی ہجری		978
276	حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		981
277	حضرت میاں محمود الحق چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		983
278	حضرت سید محمد شاہ چشتی صابری	١٢٤٠ھ	1825ء	984
279	حضرت شیخ حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری	١٢٤٧ھ	1831ء	985
280	حضرت سید معین الدین شاہ خاموش صابری	١٢٨٨ھ	1871ء	990
281	حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی صابری (انبیٹھوی)	تیرہویں صدی ہجری		999

Marfat.com

282	حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری (میرٹھ)	۱۳۲۷ھ	1909ء	999
283	حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری (جلال آبادی)	چودہویں صدی ہجری زمانہ اول		1019
284	حضرت شیخ قاضی محسن الدین چشتی صابری	چودہویں صدی ہجری زمانہ اول		1021
285	حضرت سید میراں شاہ گیلانی چشتی صابری	چودہویں صدی ہجری زمانہ اول		1022
286	حضرت شاہ مشتاق احمد چشتی صابری	چودہویں صدی ہجری زمانہ اول		1023
287	حضرت صوفی مشتاق احمد چشتی صابری (سراجی)	۱۳۸۴ھ	1965ء	1023
288	حضرت الحاج پیر محمد علی چشتی صابری	۱۴۰۰ھ	1979ء	1026
289	حضرت حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری	۱۴۰۰ھ	1980ء	1028
290	حضرت بابا محمد شاہ چشتی صابری	۱۴۰۱ھ	1981ء	1035
291	حضرت صوفی منظور احمد چشتی صابری	۱۴۱۶ھ	1995ء	1035
292	حضرت صوفی مبارک علی اوج چشتی صابری	۱۴۱۷ھ	1996ء	1039
293	حضرت خواجہ حاجی منیر احمد چشتی صابری	۱۴۲۵ھ	2005ء	1040

ردیف (ن)

294	حضرت شیخ نظام الدین چشتی صابری	۱۰۱۸ھ	1609ء	1063
295	حضرت خواجہ نظام الدین بلخی چشتی صابری	۱۰۳۵ھ	1625ء	1064
296	حضرت شیخ نواب بھکاری چشتی صابری	۱۱۶۵ھ	1752ء	1067
297	حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی چشتی صابری	۱۲۴۹ھ	1834ء	1068
298	حضرت شیخ ناصر الدین عرف ناصر خان صابری	۱۲۹۵ھ	1878ء	1070
299	حضرت مولانا نوازش علی چشتی صابری	بارہویں صدی ہجری		1070
300	حضرت سید نفیر عالم چشتی صابری	۱۳۵۸ھ	1939ء	1071
301	حضرت مولانا نواب الدین چشتی صابری	۱۳۶۵ھ	1946ء	1072
302	حضرت پیر سید نوازش علی چشتی صابری	۱۳۶۸ھ	1948ء	1090
303	حضرت شیخ نظام الدین فاروقی چشتی صابری	چودہویں صدی ہجری کا وسط زمانہ		1091

Marfat.com

304	حضرت خواجہ محمد نذر دیوان چشتی صابری	۱۴۰۱ھ	1980ء	1092
305	حضرت صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری	۱۴۰۹ھ	1988ء	1094
	ردیف (و)			
306	حضرت پیر جی وزیر علی شاہ چشتی صابری	چودہویں صدی ہجری		1097
307	حضرت سید محمد وارث شاہ حسن چشتی صابری	۱۳۵۵ھ	1936ء	1098
308	حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری			1099
309	حضرت حکیم وزیر الدین آصف چشتی صابری	۱۴۱۸ھ	1997ء	1104
310	حضرت مولانا کپتان واحد بخش سیال صابری	۱۴۲۶ھ	2005ء	1105
	ردیف (ھا۔ہ)			
311	حضرت شیخ سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابری	۱۳۳۰ھ	1911ء	1109
	ردیف (ی)			
312	حضرت شیخ محمد یوسف جی چشتی صابری	گیارہویں صدی ہجری		1115
313	حضرت شیخ یحیٰ چشتی صابری	۱۱۳۲ھ	1720ء	1116
314	حضرت خواجہ یار محمد چشتی صابری	تیرہویں صدی ہجری		1117
315	حضرت سید حافظ محمد یسین شاہ چشتی صابری	۱۳۸۶ھ	1966ء	1117
316	حضرت حافظ محمد یامین چشتی صابری	۱۴۲۲ھ	2001ء	1123
	استخراج۔ازقلم	ملک محبوب الرسول		1125
	قطعہ تاریخ۔ازقلم	صاحبزادہ جمیل اختر صابری		1126
	قطعہ تاریخ	صاحبزادہ مشتاق احمد صابری		1127
	اظہار تشکر			1128
	کتابیات			1143
	رباعیات درشان بابا فرید گنج شکر	صاحبزادہ مشتاق احمد صابری		1150
	منقبت۔ازقلم	صاحبزادہ جمیل اختر صابری		1152

Marfat.com

نشانِ منزل

عالم باعمل، فاضل جلیل حضرت علامہ حافظ قاری

قاضی محمد سعید الرحمٰن قادری ناظم اعلیٰ

ادارہ فیضان الرسالت مہریہ قادریہ، پیر مہر علی شاہ ٹاؤن چکری روڈ راولپنڈی۔

صوفیائے کرام اور اولیائے کاملین کی زندگیوں کو زیور قلم سے آراستہ کرنے والے اور دیگر کئی کتب کے مؤلف اور مرتب حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ مقصود احمد صابری زید عمرہ ایک عظیم مذہبی اور سیاسی شخصیت ہیں۔ جس کے باعث آپ علماء اور سیاست کے میدان میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ملک پاکستان کے تمام بڑے شہروں کے نامی گرامی علماء ومشائخ عظام اور علاقہ بھر کے تمام قومی اور صوبائی سیاسی رہنماء آپ سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری موصوف کی زندگی پر نظر ڈالنے سے تین مراحل آپ کی زندگی کے نمایاں نظر آتے ہیں۔

(۱) نسب و پیدائش (۲) تعلیم و تربیت (۳) عملی زندگی کا آغاز اور خدمات

نسب و پیدائش ☆ : موصوف کی پیدائش گیارہ ذی الحج ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۱ اگست ۱۹۵۵ء بروز سوموار بعد نمازِ فجر حضرت مولانا حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں جھنگی محلہ نزد بنی چوک، سرکلر روڈ راولپنڈی میں ہوئی۔

خاندانی نام مقصود احمد مسلکاً سنی حنفی بریلوی اور مشرباً چشتی صابری ہے۔ قوم آپ کی سروھی راجپوت ہے والد گرامی چونکہ بھارت سے ہجرت کر کے تشریف لائے تھے۔ لہٰذا آپ کا آبائی علاقہ موضع بجھیٹی، روڑکی روڈ تحصیل دیوبند ضلع سہارنپور یوپی انڈیا۔ والد گرامی نے مدرسہ دیوبند کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے علوم اسلامیہ وہیں سے حاصل کیے۔

عجیب اتفاق یہ ہے کہ موصوف کے والد گرامی کے علاوہ تمام اجداد قوم قبیلہ اور خاندان کے لوگ دیوبندی مسلک رکھتے ہیں۔ صرف والد گرامی اور تمام اولاد جو گیارہویں شریف کا عدد پورا کرتے ہیں اور ان کی

Marfat.com

اولادیں سنی حنفی بریلوی ہیں۔ والدگرامی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت پیر طریقت رہبر شریعت پیر سید غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدرآباد دکنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆: موصوف نے علوم دینیہ کا آغاز اپنے والدگرامی کے مدرسہ تجوید القرآن جھنگی محلہ راولپنڈی سے کیا۔ ابتدائی علوم اپنے والد سے ہی حاصل کئے۔ اس کے ساتھ ساتھ سکول کی زندگی کا آغاز ہونے پر مڈل تک سکول کی تعلیم بھی حاصل کی۔ بعدازاں درس نظامی کیلئے جامع نعیمیہ غوثیہ گجرات میں داخل ہوئے اور وہیں سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ جبکہ دورہ تفسیر القرآن حضرت علامہ مولانا مفتی مختار احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب ہزاروی اور مفتی مختار احمد درانی خانپور کٹورہ سے کیا۔ اسکے علاوہ امام المناطقہ صدر المدرسین علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی مدظلہ سے بھی اکتساب علم کرتے رہے۔ روحانی تعلیم بھی گھر سے شروع ہوئی۔ نیز زندگی کا بیشتر حصہ فقراء اور صالحین کی صحبت میں گزرا۔ والدگرامی کے پیر بھائی اور راولپنڈی کی مشہور معروف علمی وروحانی شخصیت حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ قادری گیلانی آف قلعہ سوبھا سنگھ نارووال نے بھی اپنی توجہات سے قادری سلسلہ میں نوازا اور انہی سے دستار خلافت کا حصول بھی ہوا۔ **1977**ء میں والدگرامی کے سالانہ عرس کے موقع پر حضرت قمر المشائخ نے بڑے بڑے مشائخ وصوفیا کرام کی موجودگی میں دستار سجادگی قبلہ والد صاحب کی طرف سے باندھی۔

عملی زندگی کا آغاز اور خدمات ☆: عملی زندگی میں قدم رکھتے ہوئے آپ نے **1979**ء میں پہلی بار جامع مسجد غوثیہ ڈھوک تھتھال چکری روڈ راولپنڈی میں امامت کے فرائض سرانجام دینا شروع کیے۔ حوصلہ افزائی کیلئے ماہوار 200 روپے وظیفہ مقرر ہوا۔ چھ ماہ بعد اتنے ہی عرصے تک جامع مسجد غوثیہ مہریہ حنفیہ ماڈل کالونی ڈھوک حسو اور پھر **1980**ء تا **1982**ء تک مرکزی جامع مسجد مورگاہ گاؤں میں خدمات انجام دیں۔ اسکے بعد مرکزی جامع مسجد چھتہ موڑ مری میں ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۴ء خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد جامع مسجد حاجیا گلی تحصیل وضلع ایبٹ آباد میں ۱۹۸۴ء تا ۱۹۸۶ء تک خدمت دین کی۔ اس کے بعد جامع مسجد نوری خیابان سرسید راولپنڈی میں ۱۹۸۶ء تا

Marfat.com

۱۹۸۷ء تک سال گزارا۔ اس کے بعد جامع مسجد سید پوری گیٹ بنی چوک راولپنڈی میں ۱۹۸۷ء تا ۱۹۸۹ء تک خدمت اسلام کی۔

مذکورہ دس سالوں میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کی زندگی میں اہم موڑ شادی خانہ آبادی کی صورت رونما ہوا۔ جو کہ اپریل ۱۹۸۰ء میں قرار پائی۔ یوں موصوف نے ایک طویل سفر کا آغاز کیا۔ آپ کے پہلے بیٹے کی ولادت ۳۱ مارچ ۱۹۸۲ء کو ہوئی۔

۱۹۸۸ء ان دس سالہ خدمات کے بعد اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے موصوف کو ایک جامعہ قائم کرنے کیلئے ایک قطعہ زمین جگہ عطا فرمائی۔ جہاں جامعہ اسلامیہ فیض القرآن چکری روڈ راولپنڈی کی بنیاد ۱۹۹۰ء میں پڑی۔ جامعہ میں تعلیم و تدریس کا آغاز و افتتاح ۱۱ اپریل ۱۹۹۲ء کو محدث کبیر حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی فیصل آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں ہوا۔

جامعہ اسلامیہ کے بانی و مہتمم کی حیثیت سے کام شروع کرنے کے بعد صابری صاحب کی زندگی میں دیگر مساجد میں جمعہ کا خطبہ دینے کا معمول کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک سال ۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۰ء جامع مسجد بلال گروٹی شاپ کمال آباد راولپنڈی۔ ۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۵ء جامع مسجد اللہ والی احمد آباد دھمیال کیمپ میں فی سبیل اللہ خطابت کے جوہر دکھائے۔ ۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۹ء جامع مسجد میرا کلاں چکری روڈ میں بھی فی سبیل اللہ کام کیا۔ اس کے بعد تا حال اپنے جامعہ میں جامع مسجد اکبر میں نماز و خطبہ جمعہ دے رہے ہیں۔

''سیروانی الارض'' کے بمصداق آپ کو ملک پاکستان کے طول و عرض کا شائد ہی کوئی گوشہ ہو جہاں آپ کو جانے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ اور بڑے بڑے شہروں کی مساجد، مدارس اور مزارات پر حاضری دینے کے علاوہ آپ نے علماء و مشائخ سے ایک تعلق بھی استوار کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے بیرونی ممالک کے دورے بھی کئے۔ جن میں سب سے پہلا دورہ دسمبر ۱۹۷۵ء مسقط، صلالہ کا کیا جہاں چھ مہینے تک قیام رہا۔ دوسرا دورہ ۱۹۸۳ء میں انڈیا کا کیا جس میں اپنے خاندان کے لوگوں سے ملاقات کے علاوہ بہت سارے مقدس مقامات کی حاضری بھی ہوئی۔ انڈیا کے مختلف شہروں جن میں مظفر نگرہ، دیوبند، کلیر شریف، دہلی، مہرولی اور میرٹھ کے بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرنے کا موقع ملا۔ تیسرا دورہ ۱۹۹۹ء میں عرب امارات کا کیا جن میں دوبئی، ابوظہبی، العین اور شارجہ کے ممالک شامل ہیں۔ حسب معمول تمام مقدس مقامات کی زیارت کی اور علماء و مشائخ سے ملاقاتیں

Marfat.com

ہوئیں۔ تیسرا دورہ ۱۹۹۵ء میں ایران جانے کا اتفاق ہوا مختلف مقامات کی سیر کے ساتھ ساتھ حاضری مزارات بھی ہوئی۔ چوتھا دورہ ۱۹۹۷ء ملک شام کا کیا اور شام میں صحابہ اور تابعین اور آئمہ مجتہدین کے مزارات پر حاضری دینے کا موقع ملا۔

ادائیگی عمرہ مسلمان کی سب سے بڑی اور دلی خواہش دربار رسول ﷺ کی حاضری ہے جو ہر مسلمان کو تڑپاتی اور بے قرار کرتی رہتی ہے۔ اللہ کا کرم جن کے شامل حال ہو وہ ہی اس عظیم نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ صابری صاحب کو بھی اللہ پاک نے اپنی خاص عنایت سے دو مرتبہ حاضری حرمین کی سعادت عطا فرمائی۔ پہلا کرم ۱۹۸۳ء میں ہوا اور دوسری مرتبہ یہ کرم ۱۹۹۷ء ۱۴ سال بعد ہوا اور ہر مسلمان اور صاحب عشق و محبت کی طرح خواہش رکھتے ہیں کہ

”خدایا ایں کرم بارے دگر کن“

بیعت و ارادت ☆: یوں تو آپ کی بچپن ہی سے روحانی تربیت والد گرامی اور ان کے پیر بھائی حافظ جی صاحبان کے ذریعے ہوتی رہی۔ اس طرح آپ کے والد گرامی اور حضرت قمر المشائخ نہ صرف آپ کے استاد بلکہ ہر دو حضرات شیخ تربیت بھی ہیں جبکہ بیعت توبہ کے لئے ایک کامل رہنماء کی بہرحال ضرورت ہوتی ہے جن سے شرف بیعت ضروری ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں صابری صاحب نے ۲۳ دسمبر ۱۹۹۵ء میں حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر آستانہ عالیہ چشتیہ ماڑی بگیال شریف ضلع و تحصیل راولپنڈی میں بیعت کی۔

صابری صاحب کہتے ہیں کہ میرے بہترین شوق چھ کام ہیں۔

۱۔ کسی بھی سفر میں کتابیں خریدنا، قوالی اور علماء کی تقریر والی کیسٹ خریدنا۔

۲۔ سنی ادارے تعمیر کروانا۔

۳۔ محفل سماع سننا۔

۴۔ مختلف حوالوں سے پروگرام کرانا۔

۵۔ آنے والے مہمانوں کی خدمت کرنا اور اس سلسلہ میں ہمیشہ ایک ہی دعا رہی ہے کہ ”مولیٰ فقیر کا دروازہ کھلا رہے اور لنگر چلتا رہے۔“

Marfat.com

۶۔ تصنیف و تالیف۔

صابری صاحب کے بہترین شوقوں میں جو تصنیف و تالیف کا شوق ہے اس پر آپ نے خاصہ کام کیا ہے۔ آپ کی تالیف شدہ کتابوں میں سب سے پہلی کتاب ''خواجگان چشت'' ۱۹۸۲ء میں پرنٹ ہوئی۔ اور پہلی کیسٹ بھی بازار میں اسی سال پہنچی جس کا موضوع شان غوث پاک تھا۔ اور پھر آپ تسلسل سے اس کام میں کوشش کرتے رہے اور اب تک ۱۵ کتابیں تالیف کر چکے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

صداقت اہل سنت (۳۴۰ صفحات)، تذکرہ اولیائے پوٹھوار (۶۷۰ صفحات، جلد اول)، تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد دوم، صفحات ۲۰ ۷)، گلدستہ اولیاء (جلد اول، صفحات ۱۱۰۰)، تجلیات خواجگان چشت (صفحات ۹۵۰)، تذکرۃ العارفین (صفحات ۲۸۸)، وظیفہ خداوندی (صفحات ۱۰۱)، مسائل صلوٰۃ (صفحات ۷۰)، مسائل رمضان (صفحات ۵۲)، ایصال ثواب اور حقیقت گیارہویں شریف (صفحات ۵۲)، تحفہ میلاد مصطفیٰ (صفحات ۵۲)، تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کی شاندار خدمات (صفحات ۵۲)، فیضان برکات شریف (صفحات ۶۰)

جبکہ زیر تالیف کتب میں ''مجموعہ کرامات اولیاء'' (جلد اول۔ جلد دوم) اور ''صابری انسائیکلو پیڈیا'' ہیں۔ ہر کتاب مؤلف کی طرح اپنی مثال آپ ہے۔ خطہ پوٹھوہار میں عظیم عظیم اولیاء جن کے نام تک لوگوں سے محو ہوتے جا رہے تھے ان کو کتابی شکل دینے اور پھر اولیاء کی کرامات کو جمع کرنے اور خاص طور پر صابری چشتی سلسلے پر خاصا بڑا کام کرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت محبوب دو عالم ﷺ کے وسیلہ سے صابری صاحب کے جملہ مقاصد کو پورا فرمائے، آپ کے لگائے ہوئے پودے (جامعہ اسلامیہ) کو بارآور فرمائے، آپ کی تصانیف کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان کو دارین کی کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔

والسلام

قاضی محمد سعید الرحمٰن قادری

ناظم اعلیٰ ادارہ فضان رسالت

پیر مہر علی شاہ ٹاؤن راولپنڈی

Marfat.com

تقریظ...... ازقلم: ممتاز قانون دان ومورخ ترجمان سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ (بغیہ شریف)

سعودالحسن خان صابری روہیلہ (ایم اے ایل ایل بی لاہور)

برصغیر میں دین اسلام کے فروغ واشاعت کا سہرا صوفیاء کے سر جاتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کا عوام کے ساتھ تعلق تھا۔ ان لوگوں نے غیر مسلموں کے سامنے ایک ایسا لائحہ عمل پیش کیا کہ جس کے ذریعے وہ لوگ سماج میں برتری حاصل کر سکتے تھے اور آخرت میں عذاب الٰہی سے بچ سکتے تھے۔ حکمرانوں کے تعلقات معاشرے کے خواص سے تھے تو ان صوفیاء کے عوام سے تھے۔ حکمران غیر مسلم خواص کو تو مسلمان نہیں کر پائے بلکہ انکے ساتھ مصالحت کر لی جیسا کہ شہنشاہ اکبر اور دیگر حکمرانوں کی تاریخ سے ثابت ہے۔ البتہ صوفیاء نے عوام کی ایک معقول تعداد کو اسلام کی جانب راغب اور مسلمان کیا۔ صوفیاء نے ایک کام اور کیا۔ وہ یہ کہ ہندوستان کے باہر سے جو مسلم اقوام مثلاً مغل، پٹھان، آئیں ان کو اپنی جانب کھینچ کر مسلم اور نومسلم دونوں کو برابری پر لاکر نسلی امتیاز ختم کر دیا۔ اب صوفیانہ سلسلوں سے وابستہ لوگ مغل، شیخ، سید، پٹھان، یا شودر، برہمن، جاٹ، راجپوت، وغیرہ نہیں رہے بلکہ چشتی، قادری، نقشبندی اور صابری بن گئے۔ صوفیاء نے سماج میں رہ کر اپنے طرز عمل اور کردار سے اسلام کی تبلیغ کی جو کہ مولوی حضرات کے طریقہ تبلیغ سے یکسر مختلف تھی یعنی بحث و مباحثہ کر کے دوسرے کے مذہب کو غلط اور اپنے مذہب کو درست ثابت کرنا۔ اس طرح سے صوفیاء کے حلقوں میں نہ صرف مسلم اور نومسلم آئے بلکہ غیر مسلم بھی آ گئے۔

ہندوستان و پاکستان میں صوفیانہ سلسلوں میں سلسلہ چشتیہ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ آگے جا کر یہ سلسلہ دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اول صابری جو خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر سے جاری ہوتا ہے۔ دوم نظامی جو خواجہ نظام الدین اولیاء سے جاری ہوتا ہے۔ نظامی سلسلے کو شہروں میں تقویت ملی جبکہ صابری سلسلے کو قریہ قریہ گاؤں گاؤں اور پہاڑی و قبائلی علاقوں میں تقویت ملی یہی وجہ ہے کہ سلسلہ صابریہ کو افغان اور دیگر پہاڑی لوگوں میں بھی بہت فروغ حاصل ہوا۔ اس چیز نے صابریوں میں اس خودداری، تہور، مستقل مزاجی، استقامت اور جلال کو اور بھی فروغ دیا جس کا آغاز حضرت مخدوم صابر کلیریؒ سے ہوا تھا۔

Marfat.com

نظامی چونکہ شہریت کی جانب مائل تھے لہٰذا انہوں نے شہریت کے اثرات کے تحت تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ صابریوں میں شہریت شروع سے معدوم رہی اور مغلوب الحال رہے لہٰذا وہ تصنیف و تالیف پر دھیان نہیں دے پائے۔ یہی وجہ ہے کہ سلسلہ صابریہ پر کتب بہت کم ملتی ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت صابر کلیریؒ کے حالات بھی مختصر شکل میں سامنے آئے ہیں۔

سلسلہ صابریہ پر حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کا کام اولین نوعیت کا ہے۔ اسکے بعد تصوف پر صابری سلسلے کے حوالے سے کام ہونے لگے لیکن ان کے مصنفین نے سلسلہ پیری مریدی صرف اپنے حد تک محدود رکھا۔ صابریوں پر سب سے پہلے جامع کام حافظ محمد حسین مراد آباد نے کیا جنہوں نے اپنی کتاب ۱۸۶۹ء میں مکمل کی اور ۱۸۷۴ء میں ''انوار العارفین کے نام سے یہ شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۱۸۷۵ء تک کے تمام صابری بزرگان کا احاطہ کرتی ہے اور ان کے حالات و سلسلہ بیعت پر بحث کرتی ہے۔ اپنے وقت میں اسکی بہت شہرت ہوئی لیکن فارسی کے چلن کے خاتمے سے لوگ اس کو فراموش کر گئے کیونکہ یہ کتاب فارسی میں تھی۔ ۱۹۱۳ء کے لگ بھگ مولانا مشتاق احمد انبھٹوی نے کمال عرق ریزی سے سلسلہ صابریہ کے بزرگان کا تذکرہ اکٹھا کیا اور اردو زبان میں ''انوار العاشقین'' کے نام سے شائع کیا۔ کتاب مختصر مگر جامع ہے اور قابل ستائش ہے۔ اس کے بعد سے ۱۹۹۳ء تک کوئی کام سلسلہ صابریہ پر سامنے نہیں آیا۔ ۸۰ سال کے اس وقفے میں بہت سی ہستیاں سامنے آئیں مگر بہت کم لوگوں کو یہ پتہ چل سکتا کہ سلسلہ صابریہ سے ان کا تعلق ہے اور یہ بھی جان نہ پائے کہ اس سلسلے سے وابستگی کے ان کے اوپر کیا اثرات مرتب ہوئے۔ ۱۹۹۳ء مولانا اصغر علی صاحب المعروف ابومظہر چشتی صاحب کی کتاب ''شمیم و لایت'' شائع ہوئی۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں اول وہ جس میں پاکستان کے قیام سے قبل تک کہ صابریوں کا تذکرہ تفصیلاً ہے۔ اس حصے کا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ فارسی زبان سے ناواقف ہونے کی بناء پر انوار العارفین کا مطالعہ نہیں کر سکتے وہ اس حصے کا مطالعہ کر لیں۔ اس حصے کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ انوار العافین میں بکھرے ہوئے بہت سے تذکرات کو ترتیب دے کر یکجا کر دیا ہے۔ دوسرا حصہ پاکستان میں صابری بزرگان سے متعلق ہے جو بلاشبہ اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے اور قابل ستائش ہے۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کی کتب اولیائے پوٹھوار (جلد اول، دوئم)، گلدستہ اولیاء، تجلیات خواجگان چشت وغیرہ ان کا تعارف کرا چکی ہیں۔ سلسلہ صابریہ پر ان کی عرق ریزی کسی سے

Marfat.com

پنہاں نہیں ہے۔ موجودہ تصنیف، صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی دیگر تصانیف سے ہٹ کر ہے۔ انہوں نے یہ کتاب ڈکشنری یا انسائیکلو پیڈیا کی طرز پر تیار کی ہے۔ ان سے قبل کسی نے یہ کام نہیں کیا۔ اب آپ صابری سلسلے کے کسی بھی بزرگ کا نام نکال کر ان کے حالات کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

میرے زیر تکمیل بھی اسطرح کا ایک کام ہے لیکن صاحبزادہ مقصود احمد صابری بازی لے گئے اور سب سے پہلے انسائیکلو پیڈیا تیار کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ اگرچہ مصنف نے اس تصنیف میں زیادہ تر پاکستانی شخصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن عہد حاضر تک کسی بھی معلومہ ہندوستانی شخصیت کو بھی ترک نہ کیا ہے۔ بلکہ تمام کو اس کتاب میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ مصنف کی کوشش قابل قدر ہے کیونکہ پاکستان میں موجود بہت سے بزرگان سلسلہ صابریہ ایک دوسرے سے واقف نہیں ہیں یا اپنے سلسلہ پیری مریدی کو بھلا بیٹھے ہیں۔ اس کتاب کے ذریعے صابریوں کی شناخت کو بہت تقویت ملے گی۔ کتاب سادہ اور آسان زبان میں لکھی گئی ہے اور اس میں کسی قسم کی علمیت جھاڑنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ اس حوالے سے بھی صابری صاحب نے اچھا کام کیا ہے۔ کیونکہ اس طرح اس سلسلے سے عوام کو انکی زبان میں آگاہ کرنے کی کوشش ہے۔ سلسلے میں قائم خانوادوں کی فہرستیں بھی شامل کی گئی ہیں تا کہ قارئین کو سلسلوں کی زنجیر کا پورا پورا علم حاصل ہو۔ جناب صاحبزادہ مقصود احمد صابری کا مقصد سلسلہ صابریہ کیلئے کچھ کر کے جانے کا ہے۔ تو میرے خیال میں اس کتاب سے ان کا مقصد پورا ہوتا نظر آتا ہے۔ میرا چونکہ خود کا تعلق سلسلہ چشتیہ صابریہ (خانوادہ بغیہ شریف، مراد آباد) سے ہے لہذا میں نے اس مسودے کا بڑا عمیق جائزہ لیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ عہد حاضر تک صابری سلسلے سے وابستہ شخصیات میں آ گئی ہیں۔ اب یہ آنے والی نسلوں کا کام ہے کہ وہ اس کام کو آگے بڑھائیں اور سلسلہ صابریہ پر خوب تحقیق سے کام لیں۔ کوئی کتاب کامل نہیں ہوتی۔ اگر اس کتاب میں کچھ لوگوں کا ذکر رہ گیا ہو یا کوئی کمی نظر آئے تو یہ قاری کا فرض ہے کہ وہ اسکی نشاندہی کرے تا کہ اس کو دور کیا جا سکے۔

دعا گو!

سعود الحسن خان روہیلہ

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

چیمبر نمبر ۲۲۸ ضلع کچہری۔ لاہور

Marfat.com

تقریظ ....از قلم: پیرطریقت رہبر شریعت، فخر کشمیر، شہنشاہ خطابت

پیر سید غلام یٰسین شاہ بخاری چشتی گولڑوی دھیر کوٹ، آزاد کشمیر

الٰہی تابود خورشید و ماہی چراغ چشتیاں راروشنائی الحمدللہ اہل سنت والجماعت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے ممتاز رہنما مولانا صاحبزادہ مقصود احمد چشتی صابری دام ظلکم العالیہ نے تحریری دنیا پر قابل صد تحسین و آفرین خدمات سرانجام دیں بالخصوص اولیاء امت کے احوال حالات و واقعات کرامات کو جس انداز میں ترتیب دیا ہے جو رہتی دنیا تک موصوف کو زندہ رکھے گی تقریر کرنا بھی اہم کام ہے مگر اس کا تعلق زندگی تک ہے مگر عمدہ تحریر ابدی خوبیاں نصیب فرماتی ہے۔تحریر بھی تب درجہ کمال حاصل کرتی ہے جب اسمیں جان ہو یعنی تحقیق واقعات کرامت میں نصوص علم عقائد کے آئینہ میں یوں مرتب کیا جائے کہ بڑھنے کے بعد قبول کرتے ہو کوئی دقت نہ رہے مولانا صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو رب العالمین نے یہ خوبی عطا کی بڑی محنت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں اب جو کتاب زیر تحریر ہے وہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کے احوال پر ہے غالباً اس موضوع پر جامع کتاب قبل ازیں فقیر کی نظر میں نہیں گزری موصوف صابری کا یہ کام تاریخی اعتبار سے اہم ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی انتہائی قابل قدر خدمات ہوگی اور عقیدت سے پیش کئے جانے والے نذرانے، بخشش و مغفرت کے ذریعے ہوا کرتے ہیں دعا ہے کہ مولا کریم بطفیل حبیب کریم وآلہٖ حضرت علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی خدمت کو قبول فرماتے اور کتاب شرف قبولیت حاصل کرے اور حضرت علامہ کے علم فضل، زہد و تقویٰ تحریر و تقریر میں برکت فرمائے۔آمین یارب العالمین۔بجاہ نبی الکریم الامین

والسلام۔دعاگو

سید غلام یٰسین بخاری چشتی گولڑوی

صدر جماعت اہلسنت آزاد کشمیر۔صدر تنظیم المدارس آزاد کشمیر

Marfat.com

تقریظ

فخر صابریت مخدوم ومحترم جناب صاحبزادہ جمیل اختر صابری صاحب

سجادہ نشین دربار عالیہ چشتیہ صابریہ صدیقیہ کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد

الحمد اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم!

امابعد۔ناظرین کتاب گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلو پیڈیا کی خدمت میں التماس ہے کہ اس زمانہ قرب قیامت میں جبکہ تمام تو نہیں لیکن بعض علماء، حکما، مشائخ، صوفیہ، درویش بہ سبب ہوس اقتدار اعزاز دنیوی وطمع مال وجاہ وعیش وآرام فانی صراط مستقیم ہدایت سے روگردانی ہورہے ہیں اور نسب کو حسب پر قربان کر رہے ہیں جناب صاحبزادہ مقصود احمد صابری برادر طریقت نے ''گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلو پیڈیا'' تصنیف فرما کر گدڑی میں چھپے ہوئے بیش بہا جواہرات کو منصۂ شہود پر رکھ کر جو احسان طالبان راہ ہدایت پر کیا ہے وہ قابل تحسین ہے کتاب مذکورہ کے مطالعے سے بھولے بھٹکے راہِ راست آجائیں اور آنے والی نسلیں اس سے فیض یاب ہوں۔ یہاں یہ بات تحریر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تقریظ کو حضرت خواجہ شیخ المشائخ صوفی محمد صدیق سائرؔ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف پر لکھنا شروع کیا تو دماغ کند اور عقل وشعور ندارد تھا مگر کمال التفات فیض، پیرم کہ حضور پُر نور قطب دوراں حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائرؔ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کالیکی منڈی (کلیر ثانی) تحصیل وضلع حافظ آباد کے فیض کا ثمر ہے کہ جنبش قلم عطا فرمائی اور یوں چند حروف ضبط تحریر ہو گئے کیونکہ یہ مقدس ہستیاں جن کا تذکرہ کتاب مذکورہ میں کیا گیا ہے یہ فی زمانہ موجود ہیں وہ آفتاب عالم تاب ہیں جن کی پُر تنویر شعاعیں تمام پاکستان ودیگر ممالک کو روشن اور مستفیض کر رہی ہیں زیادہ تعریف موجب تطویل ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمدالله رب العالمين والصلوٰة و السلام على سيد المرسلين واله و اصحابه اجمعين برحمتک یارب العالمين

خادم الفقرا: محمد جمیل اختر صابریؔ

Marfat.com

تقریظ...... ازقلم: پیر طریقت ترجمان سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جعفریہ رحمانیہ پاکستان

حضرت پیر شاہ محمد سبطین شاہجہانی صابری۔اسلام آباد

برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ واشاعت اسلام کے سلسلے میں متعدد روحانی سلاسل نے جدوجہد کی مگر جو کامیابی وکامرانی اس ضمن میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کو ہوئی ہے وہ قابل صد تحسین ہے اس سلسلہ عالیہ میں آگے دو شاخیں ظہور پذیر ہوئی اول چشتیہ صابریہ دوم چشتیہ نظامیہ، صابریہ سلسلہ عالیہ کے قائدِ مکرم مخدوم العالمین عالم پناہ حضرت خواجہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری اور دوم محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ہیں یہ دوہستیاں طریقت کے آسمان پر آفتاب ومہتاب بن کر چمکیں جن کی تابانیوں سے بے شمار انسان اپنے قلوب واذہان کو منور کر رہے ہیں اور بفضل تعالیٰ کرتے رہیں گے ''صابری انسائیکلوپیڈیا'' Sabri Encylopedia روشنی کے اسی سلسلے کی ایک نوری مشعل ہے جس میں تقریباً 315 اولیائے صابریہ کے درخشندہ وتابندہ حالات حیات وتبلیغی سرگرمیاں قلمبند کردیئے گے ہیں تاکہ آنے والی نسلیں روشنی کے ان دریاؤں سے اپنے اذہان وقلوب کی ویرانیوں کو سرسبز وشاداب کریں معروف عالم دین محقق صاحب طرز ادیب بردار گرامی جناب صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اپنی شب وروز کی محنت شاقہ اور عرق ریزی سے یہ کارنامہ سرانجادیا ہے۔موصوف دین حقانی مبلغ اہلِ سنت اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے مستند اور عظیم مبلغ ہیں آپ نے اولیائے کرام کی تعلیمات بالعموم اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے فیضان اشاعت کو بالخصوص اپنی زندگی کا مقصد سعید بنا رکھا ہے میری دعا ہے کہ ان کی اس کاوش کو دربار خواجہ عالم عالمیان سلطان الاولیاء مخدوم پاکؒ کے دربار گہربار میں مقبولیت حاصل ہو۔اہل سلسلہ اور عشاق خاصان خدا اس سے بھرپور طور پر مستفید ومستفیض ہوں

ایں دعا ازمن و از جملہ جہاں آمین باد

دعا گو! پروفیسر شاہ محمد سبطین شاہجہانی بی۔اے آنرز ایم۔اے

سجادہ نشین محبوب جعفری خواجہ حبیب اللہ صاحب حاوی رحمانی

سالارِاعظم سلسلہ عالیہ جعفریہ رحمانیہ چشتیہ صابریہ پاکستان

Marfat.com

تقریظ ...... (از قلم فقیر سعید احمد صابری)

فخر صابریت، پیکر اخلاص و محبت، پیر طریقت، رہبر شریعت،

حضرت صاحبزادہ سعید احمد صابری صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ

محترم برادرم صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی صابری انسائیکلو پیڈیا ترتیب ایک عظیم کاوش ہے۔ اور یہ نہ صرف تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت کی حامل ہے بلکہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی عظیم خدمت ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے بے حد مفید کتاب ہے۔ اب سے قبل اس نہج پر کم ہی کام نظر آتا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے علم و دانش سے اس سے قبل کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں سے معروف و مشہور کتابیں۔ ''گلدستہ اولیاء، تذکرہ العارفین، تذکرہ خواجگان چشت اہل بہشت، تجلیات خواجگان چشت، اولیائے پوٹھوار اور صداقت اہل سنت'' بے حد مقبول ہیں اور اِن تمام کتابوں کی ترتیب و تالیف میں جس طرح عرق ریزی کی گئی ہے۔ یہ ان کی بے پناہ دینی اور روحانی وابستگی کا نتیجہ ہے۔ میرا صاحبزادہ مقصود احمد صابری سے ایک قدیم دیرینہ تعلق ہے۔ میں نے انہیں ہمیشہ دینی بالخصوص سلسلہ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف پایا۔ ان کا لکھنے کا انداز انتہائی آسان اور سہل زبان میں ہے جس سے کہ ہر خاص و عام استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ آج کے اس پُرفتن اور نفسانفسی کے دور میں جبکہ ہر شخص مادہ پرستی میں گھرا ہوا ہے صاحبزادہ صاحب جیسے پُرخلوص شخص کا وجود ایک عظیم سرمایہ ہے جو کہ اپنے علمی فن سے تانکاری کر کے دین کے لئے بالخصوص تصوف جیسے باریک اور اعلیٰ موضوع پر لکھ کر کئی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھانے میں مصروف ہیں۔ اور ہمارے اسلاف کی حیات طیبہ سے روشناس کرا رہے ہیں۔ میں اِن کے لئے رب العزت سے دعا گو ہوں کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کے صدقہ ان کے علم و عرفان میں اور ترقی ہو۔ (آمین)

فقیر سعید احمد صابری

سجادہ نشین و جانشین درگاہ حضرت منظور المشائخ

آستانہ چشتیہ صابریہ۔ غازی آباد، اوکاڑہ

Marfat.com

مقدمۃ الکتاب......از قلم

پیر طریقت فخر صابریت جناب حضرت **صوفی محمد یونس صابری** صاحب مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ (بانی ادارہ ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ، ملتان)

معلم انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے دور میں تبلیغ دین جس احسن طریقہ سے فرمائی اس کی مثال رہتی دنیا میں نہیں ملتی ابتدائی زندگی مکی دور میں مصائب کے باوجود استقامت قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت تبلیغ اور قرآن کریم سمجھانے کے انداز اور تعمیر اخلاق و کردار کے ذریعے صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور حیدر کرارؓ جیسے **سابقون الاولون** کی جماعت تیار ہوئی جس کا احکامات اور تعلیمات کے ذریعے مرکز نبوت کے ساتھ عملی تبعی اور اطاعتی تعلق قائم تھا اور اسی قلبی حبی اور ادبی تعلق کی وجہ سے اِن لوگوں کا خیال تھا کہ دین اور ایمان حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت، رسالت سے تعلیماتی، اعتقادی عملی اتباعی تعلق قائم کرنے کا نام ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے حبی، عشقی تعلق اور تعظیمی اور تکریمی نسبت مقصود ایمان اور مطلوب دین ہے۔

وہ لوگ سمجھتے تھے کہ بارگاہ نبوی ﷺ میں اونچا بولنا، عام طریقہ کے مطابق بلند آواز سے گفتگو کرنا بے ادبی ہے اور اِس بے ادبی نے زندگی کے تمام اعمال اور عبادات غارت ہو جائیں گے اور شاید ہمیں اس خرابی کا احساس بھی نہ ہو کہ یہ نقصان کب اور کیوں ہوا۔ وہاں محبت کی نسبت کو ختم کرنا ایک خرابی نہیں بلکہ اس سے ایمان، عمل اور زندگی بھر کے اعمال سے کچھ نہیں بچتا۔

موجودہ دور کے سیرت نگار، اسلامی زعماء اور مفکرین سیرت طیبہ کے فکری، عملی، تعلیماتی اور نظریاتی حصوں کو بیان کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ جو نا کافی ہے چنانچہ سیرت کے اس حصہ کا بیان بھی ضروری ہے جس سے حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے عشق، محبت، والہانہ پن قلب، روح کا تعلق اور وہ وارفتگی اور جذباتی شیفتگی اور اندازِ جنون جو ہجر کی صورت میں تڑپ اور طلب وصال پیدا کر دے جس سے آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں رسائی، قرب اور آخرت میں شفاعت نصیب ہو اس دنیا میں اسی سرمستی اور نشہ میں علم اور عمل کی

Marfat.com

قوت پیدا ہو اور کفر و طاغوت سے ٹکرانے اور موت کو زندگی پر ترجیح دینے کا احساس پیدا ہو۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں یعنی اصحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اسی جذبہ کے طفیل دین دنیا میں کامیاب و کامران ہوئے۔ معیت اور نسبت کے اس جوہر کا اعلان قرآن مجید میں بھی کیا گیا اللہ اور اس رسول کی طلب رضا کی خوبی کی وجہ سے انہیں جنت الفردوس کی خوشخبری دی گئی اور بعض نے جنت میں وہاں جگہ مانگی جہاں تک دیدار رسول ﷺ ہوتا رہے۔ بعد ازاں یہی جذبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معرفت چہار دانگِ عالم میں پھیلا اور نسل در نسل مقصود ایمان اور مطلوب دین کی مذکورہ ضرورتوں یعنی آنحضرت ﷺ سے جبی، عشقی تعلق اور تعظیمی اور تکریمی نسبت قائم کرنے کے لئے سلسلہ ہائے طریقت قائم ہوئے۔ اس جذبہ سے سرشار صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اس بات کو لے کر جہاں گئے انہوں نے پیروی اور حب رسول کو ہر معاملہ میں اولیت دی۔ اس مقام پر ایک چھوٹا سا واقعہ تحریر کرنا دلچسپی کا باعث ہوگا۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب صحابہ کرام میں بہت تھوڑے لوگ ظاہر و حیات میں موجود تھے۔ مرکز سے ایک صحابی عجمی علاقہ کے گورنر مقرر ہو کر گئے وہاں پہنچ کر علاقہ کے امراء، خوشامد پسند، ترجمان بھی جمع تھے تاہم ایک طبقہ ایسا بھی تھا جس کا خیال تھا کہ صحابی کی زیارت کی جائے تاکہ تابعین کی صف میں شامل ہو جائیں۔ دربار عام ہوا۔ پھر دعوت کا اہتمام صحابی گورنر بھی کھانا میں شامل تھے۔ قدرتاً ان کے ہاتھ سے ایک لقمہ سے کچھ کھانا گر جاتا ہے انہوں نے اسے نیچے سے اٹھایا اور جھاڑ کر کھانا چاہا۔

صحابی گورنر سے علاقہ کا ترجمان کہتا ہے جناب یہ آداب گورنری اور علاقہ کے طریقہ کے مطابق نہیں آپ کھانے کے اس لقمہ کو نہ کھائیں۔

صحابی نے فرمایا ''کیا میں ان حمقائے مجلس کی خاطر اپنے حبیب کا طریقہ (سنت) چھوڑ دوں۔'' اور لقمہ جس قدر کھانے کے قابل تھا کھالیا۔

یہ وہ ذوق تھا جو تربیت اور تعلیم کے ذریعہ ان لوگوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ اور بیعت رسول سے ہاتھوں کے لمس اور نگاہوں کے ذریعہ اُن کے دل و جان میں موجزن تھا یہی لمس اور نگاہوں کی قوت جاذبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اور بعد میں آنے والے دیگر خلفاء کے ہاتھوں اور نگاہوں میں محسوس کی جاسکتی ہے جہاں سے رسول ﷺ سے محبت عشق سرمستی کے چشمے

Marfat.com

پھوٹ رہے ہوتے ہیں اگر چہ علاقہ اور مرور زمانہ اس پر اثر انداز ہو رہا ہوتا ہے تاہم اس راکھ کے انبار میں چنگاری موجود ہوتی ہے جو معمولی ہوا سے الاؤ کی شکل اختیار کر کے بغض رسول ﷺ کفر و شرک کے گندے ڈھیر کو جلا دیتی ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ، حضرت حذیفہ حضرت امین الدین، حضرت علوممشاد ایسے ہی تابعین اور تبع تابعین کے لوگ تھے جو بصرہ اور اس کے مضافات میں تیسری صدی ہجری تک یہی پیغام محبت لئے پھرتے رہے۔ حضرت خواجہ اسحاق رحمتہ اللہ علیہ، ابواحمد رحمتہ اللہ علیہ، ابومحمد رحمتہ اللہ علیہ، ابویوسف ناصرین، خواجہ قطب الدین موجود رحمتہ اللہ علیہ نے خراسان کے قصبہ چشت میں خاندان چشت اہل بہشت کی روحانی داغ بیل ڈالی اور ہاتھوں اور نگاہوں سے حاصل کی ہوئی مستی اور سرمستی چھٹی صدی ہجری تک منتقل ہوتی رہی۔

حضرت حاجی شریف زندنی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ یہ امانت حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چھٹی صدی کے آخر اور ساتویں صدی کے شروع ۶۳۲ھ تک رہی۔ خواجہ خواجگان روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے براہِ راست سلام کا سلسلہ ہوا اور ولی ہند کی سند حاصل کر کے ہندوستان آئے۔ قبل ازیں مسلمان ہندوستان میں قوت سپاہ کے ذریعہ آئے اور پھر کچھ عرصہ بعد اُن کے نام ختم ہو گئے مگر یہ تاجدار ہند قوت ایمانی جذب و سرمستی کا مذکورہ ہتھیار لے کر آئے کامیابیاں حاصل کیں۔ یہاں ڈیرے ڈالے بلکہ مخلوق کے دل محبت، عشق، سرمستی سے جیت لئے آج سات سو سال کے بعد بھی اس تاجدار کی حکومت ہندوستان بھر میں قائم دارالخلافہ اجمیر شریف میں ہے ہند کے انتہائی مشرق بنگلہ دیش، شمال پاکستان اور اُس کے باہر جنوب میں لوگوں پر حکمران ہیں۔ لوگ ہیں کھنچے چلے آرہے ہیں مرادیں پا رہے ہیں عقیدت سے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔

خواجہ خواجگان نے ایسے لاشعوری طریقہ سے کام کیا کہ لوگ توحید و رسالت کی شمع پر جان نثار کرنے لگے اور پروانوں کی ان گنت تعداد سامنے آئی جس سے بتکدے مساجد بن گئے۔ سماع کو رواج دیا۔ جس عشق اور اتباع رسول کے لئے فائدہ لیا گیا۔ غیر اسلامی باتوں کو چھوڑ کر مباح چیزوں سے بھی مطلب برآری کی گئی۔ سماع کے قواعد اور ضوابط ترتیب دیئے اور اس کو بطور دوا استعمال کیا۔ خواجہ خواجگان رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے 'تصوف کی راہ صرف وہی پا سکتا ہے جس کے سیدھے ہاتھ میں

Marfat.com

قرآن اور بائیں میں حدیث رسول ﷺ ہو۔ ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ تو شبہے کے گڑھے میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔'' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ مہرولی (دہلی) اور حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر نے پاکپتن شریف میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اسی کام کے لئے مضبوط مرکز قائم کئے۔

ساتویں صدی ہجری کے وسط میں پاکپتن سے تربیت یافتہ خلفا میں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی ہیں جن سے باقاعدہ چشتی نظامی اور چشتی صابری سلاسل مشہور ہوئے۔ ان اصحاب کے ذمہ کام اور ڈیوٹی وہی تھی جو قبل از خواجگان چشت اور دیگر سلاسل اپنے اپنے علاقوں کے حالات کے مطابق انجام دے رہے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ چونکہ دہلی میں تھے اور یہاں دارالخلافہ تھا۔ یہاں کی تہذیب، زبان، کلچر ہندوستان کے دیگر علاقوں سے مختلف تھا۔ نیز انہیں یہاں کے اہل قلم اور ادیب لوگ میسر تھے۔ چنانچہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ جیسے لوگوں نے اپنے عمل علم اور دولت سے سلسلہ کی خوب آبیاری کی۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ چونکہ حضرت بابا فرید الدین شکر رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے فیض یافتہ تبحر عالم دین اور کامل متصوفین میں ہیں۔ آپ حضرت گنج شکر کے بھانجے اور خلیفہ بھی تھے۔ ہر وقت عالم تبحر اور جذب میں رہتے تھے۔ نور خداوندی اور دربار مصطفوی کے جلوؤں میں ہر دم مست اور مگن اس درویش نے دنیا و مافیہا سے رخ پھیرا ہوا تھا۔ روحانی ڈیوٹی بھی ہری دوار کے پہاڑی علاقہ اور کلیر شریف میں تھی۔ یہاں پہلے حضرت ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ آچکے تھے مگر بعد ازاں حالات بھی خراب ہو چکے تھے۔

ویسے بھی دہلی سے دور یہ علاقہ اتنا زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھا۔ ادھر حضرت مخدوم رحمتہ اللہ علیہ کے حالات اور محویت، جذب مستی اور نگاہ کی اثر آفرینی سے علاقہ سے کفر و شرک اور بدعقیدہ لوگ صفحۂ ہستی سے ختم ہوئے اور نصف ساتویں صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری کے نصف تک حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا بھی مخلوق کو علم نہ تھا۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں تصنیف و تالیف کے ظاہر طریق کو استعمال نہیں کیا گیا اس دوران تعلیمات صابری کی پانی پت اور ردولی شریف میں ترویج ہوتی رہی۔

Marfat.com

ان اولیائے کاملین نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی نہایت احسن طریقہ سے آبیاری کی۔ ذرا غور کریں علاقہ میں جنگ وجدالی کے بادل جس سے عوام الناس کی طبیعت میں سختی ایک قدرتی امر ہوتی ہے۔ لوگوں کو تیرو تفنگ کی زبان سے نکال کر محبت اور سرمستی کی طرف لانا، دونوں باتیں ایک دوسرے کی مخالف سمت اور اپنے آپ اپنے اعتقادات اور نظریات کو بچانا اور دوسروں تک پہنچانا۔ کتنا کٹھن کام اور ذمہ داری ہے۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال، ان کی تجہیز و تکفین کے بعد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کو دوبارہ حضرت مخدوم کے مقام تدفین پر آنے کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے پانی پت میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کی شاخ کا اجراء کیا۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کی عمر کا زیادہ حصہ خدمت شیخ اور پھر شاہی فوج میں گزرا۔ شیخ کے وصال کے بعد پانی پت میں باقاعدہ سلسلہ کی اشاعت اور قرآن وسنت کی تبلیغ کا کام کیا۔ آپ قاری قرآن تھے۔

چنانچہ آپ نے اپنے سینے کی جس گرمی سے قرأت کر کے اپنے شیخ حضرت مخدوم صابر رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا اسی قرأت سے آپ پانی پت کے عوام پر اثر انداز ہوئے۔ تلاوت قرآن کا ایک خاص لہجہ متعارف کرایا اور اسی انداز تلاوت سے آج وہاں کے لوگ اور قاری اساتذہ امتیازی طور پر دنیا بھر میں پہچانے جاتے ہیں۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے روحانی فیوض برکات اور علوم اسلامی کی ترویج کی برکات پر نگاہ ڈالیں تو کلیر شریف کے مضافات سہارنپور میں اسلامی مدرسہ مظاہر العلوم اور دیوبند اور بریلی کے مدارس عربیہ کے بانی اساتذہ کی علمی کاوشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو اعلانیہ طور پر چشتی صابری کہلاتے اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔ روحانی معاملات میں ہم خیال نظر آتے ہیں۔ طریق ذکر وفکر اور طریق استدلال واستخراج میں بھی خاص فرق نہیں حب رسول کہیں عشق اور وارفتگی اور کہیں تھوڑا سا چھپا لیا گیا ہے جو سب کی کتب اور تقاریر میں، عمل سے ظاہر ہے۔ تبلیغی جماعت کی شائع شدہ کتب خواجگان چشت میں تحریر موئے مبارک کی شیشی اسے پانی کے گھڑے میں ڈال کر یہ پانی بطور تبرک پینا اور تقسیم کرنا حب رسول کا اظہار ہے اسی طرح تبلیغی نصاب میں درود شریف کے باب میں قصیدہ بردہ شریف کا بار بار آنا اسی جیسی عشقی اور تعظیمی وتکریمی نسبت کے اقرار کا اعلان ہے ہاں اگر انفرادی طور پر اگر کوئی صاحب اس نعمت سے محروم ہے اسے ذات خداوندی سمجھائے۔

Marfat.com

تحریر کا رخ پھر اولیائے ردولی شریف سے اولیائے گنگوہ دسویں صدی ہجری کی طرف پھیرتے ہوئے حضرت احمد عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ، حضرت احمد عارف رحمتہ اللہ علیہ، حضرت محمد عارف رحمتہ اللہ علیہ سے تربیت یافتہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی اور پھر دیگر اولیاء اور علماء کے کرتا ہوں۔

حضرت احمد عبدالحق ردولوی ہر وقت عالم استغراق میں رہتے تھے۔ انہوں نے نظامی کا یہ شعر پڑھا

صحبت نیکاں ز جہاں دور گشت
خوان عسل، خانہ زنبور گشت

فرمایا نظامی ناقص تھا کیونکہ ''حضرت محمد ﷺ کی صحبت صحابہ کرام کو حاصل تھی اب بھی ویسی ہی ارباب حال اور محبان ذوالجلال کو حاصل ہے۔''

ضلع بارہ بنکی میں ردولی شریف سے حضرت عبدالقدوس رحمتہ اللہ علیہ نے مغل حکومت کے ابتدائی حصہ میں فیضان صابری نعمت سے گنگوہ شریف اور اس کے گرد و پیش کو خوب فیض یاب کیا۔ حضرت جلال الدین محمود نے تھانیسر اور حضرت نظام الدین نے بلخ میں مرکز قائم کیے۔

حضرت محمد ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ ماں کی اجازت سے بلخ گئے اور وہاں تکمیل علوم کر کے دوبارہ گنگوہ شریف تشریف لائے اور پھر حضرت محمد صادق، شیخ داؤد چشتی ۱۰۹۵ھ تک سلسلہ کا کام ہوتا رہا۔

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ صاحب دیوان شاعر تھے۔ تصوف کی تعلیم دینے کیلئے اشعار کو ذریعہ بنایا تھا۔

آستین برزخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی
باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی

اسی قسم کے دوسرے کلام سے اُن کے مقام کا تعین ہو سکتا ہے۔

انوار العیون اُن کی نثری کاوش ہے اردو ترجمہ مل سکتا ہے۔ اُن کے بعد حضرت جلال الدین محمود تھانیسر رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ارشاد الطالبین کا اردو ترجمہ طریق السالکین دستیاب ہے جسے طالبین صادق کے لئے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی گائیڈ بک کہا جا سکتا ہے۔

حضرت جلال الدین تھانیسری اپنے زمانے کے متبحر عالم تھے۔ انہیں اسلامی امور اور اسلامی طرز زندگی

Marfat.com

پر مکمل عبور اور غور و فکر کا کلی ملکہ حاصل تھا۔ انہیں اسلامی معیشت پر مہارت حاصل تھی۔ معاملات کا حل مکمل غور و فکر کے بعد عوام کے مفاد میں فرماتے۔ بعد میں آنے والے محققین اپنی تحریروں میں آپ کے رسائل اور کتب کا حوالہ دیتے ہیں۔ تحقیق اراضی ہند کے نام سے آپ نے ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس میں درج آپ کے نظریہ کی تائید مولانا محمد علی تھانوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی کی یہاں تک کے موجودہ دور کے مصنفین اور محققین بھی ابن کی تائید کرتے ہیں۔ آپ کے تحریر کردہ مذکورہ رسالہ کا قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں بتایا جاتا ہے۔ اس کے حوالے موجودہ دور کی کتب ''اسلام کا اقتصادی نظام'' اور ''اسلام کا نظام اراضی'' میں بکثرت درج ہے۔

حضرت سید ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ نے قصبہ انبیٹھہ ضلع سہارنپور بارہویں صدی ہجری کے نصف تک فیضان صابری حاصل کرتے رہے اور پھر تقسیم بھی کرتے رہے۔ اس وقت مغلیہ حکومت کا آفتاب نصف النہار سے ڈھل کر عصر کے وقت میں آ چکا تھا۔ شاہ جہاں کے لڑکوں میں جنگ ہوئی آخرکار اورنگزیب عالمگیر بادشاہ ہوا۔ اس دور یعنی سترہویں صدی عیسوی ربع اول میں حضرت ابوالمعالی فیضان صابری سے مخلوق کو فیضیاب کر رہے تھے۔ ان کی تربیت گاہ میں حضرت سید محمد سعید عرف میراں بھیکھ سیوانہ ضلع کرنال کے سیدزادے بھی تھے۔ تکمیل تربیت کے بعد میراں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ نے کھڑام ریاست پٹیالہ اور ٹھسکہ ضلع کرنال جو کہ تھانیسر اور پانی پت کے مضافات میں تھا۔ یہاں کی آبادی راجپوتوں کی تھی ''دائرہ میراں جی'' کے نام سے مرکز قائم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک وقت تھا کہ دائرہ میں تقریباً سوا لاکھ کے رنگین پوش درویش عرس کے موقع پر آتے تھے لوگوں کی ہدایت اور دیگر معمولات کا بہت اچھا انتظام تھا۔ مرکزی حکومت دہلی میں ظفر علی خان جو روشن الدولہ کے نام سے مشہور تھا چار ہزاری کے عہدے پر مامور اور میراں جی کا مرید تھا۔ یہاں کے لوگ جنگجو اور سخت مزاج تھے۔ اگرچہ تصوف کا موضوع ان کی پہنچ سے باہر تھا تاہم یہ لوگ میراں جی سے محبت کرتے تھے، اپنی بہت سی جائیداد آستانہ کے نام کرا دی تھی حضرت ہندی زبان جو یہاں کی مقامی زبان تھی استعمال کرتے تھے گیان لہر، گیان پرکاش، مورکھ سمجھاونی آپ کی تصانیف ہندی زبان میں ہیں۔ اس کے علاوہ سہ حرفیاں بھی لکھیں جو پند و نصائح کا انمول خزانہ ہیں۔ اور متصوفین میں زبان زد عام ہیں۔

عام حالات کا تجزیہ کیا جائے تو ہندوستان میں حالات دگرگوں ہو رہے تھے۔ حکومت میں ایرانی اور

Marfat.com

تورانی دھڑے بندیاں شہزادوں کی حصول حکومت کے لئے لڑائیاں جنوب میں انگریزوں اور پرتگیزیوں کا تجارت پر قبضہ اور پھر حکومت اور عوام کی مذہب میں دخل اندازی مرہٹوں اور سکھوں کا عروج حکومت کی کمزوری اور نادر شاہ کا حملہ یہ تمام حالات اسلامی متصوفین پر بھی اثر انداز ہو رہے تھے۔ جو حالات کے مطابق کام جاری رکھے ہوئے تھے۔ حضرت میراں بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ کے بعد سید محمد اعظم، سید محمد سالم روپڑی رحمتہ اللہ علیہم اور پھر حافظ محمد موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے مانکپور میں انیسویں صدی عیسوی کے آخر اور بیسویں صدی عیسوی کے شروع میں سلسلہ کا کام کیا اور حضرت سید معین الدین شاہ خاموش، مولانا امانت علی امروہی، حاجی اکبر شاہ امروہی، مولوی خواجہ عبداللہ امروہی، حاجی غلام علی، حاجی حسن بخش، حافظ شاہ محمد حسین عرف بانکے صاحب جے پوری، میر امانت علی خلیفہ پیر شاہ (سجادہ مزار شریف) اور حضرت علی احمد جی رحمتہ اللہ علیہم ان کے خلفاء ہوئے۔ خانقاہ معلیٰ حیدر آباد دکن سے اس سلسلہ عالیہ کی شاخیں اس قدر پھیلیں جو کہ پورے برصغیر پاک و ہند میں آج بھی اسی آب و تاب سے کام کر رہی ہیں۔

حضرت سید محمد معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے صرف ہندوستان میں چالیس خلفائے نامدار ہوئے ہیں۔ علاوہ دیگر بلاد اسلامیہ کے۔ جبکہ آپ کے سجادہ نشین و خلیفہ اکبر حضرت پیر دستگیر سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابریؔ اور حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابریؔ میرٹھی سے یہ سلسلہ پاکستان کے مختلف شہروں میں پھلا پھولا۔ حضرت سید مظہر علی شاہ صابریؔ کے خلیفہ صوفی اللہ دیا شاہ اور ان کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ ہوئے جنہوں نے اس صدی میں سلسلہ عالیہ کی اپنے اسلاف کی طرز پر ترجمانی کا حق ادا کیا۔

جبکہ حضرت پیر دستگیر سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابریؔ سجادہ نشین حیدر آباد دکنی کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابریؔ حیدر آباد دکنی ہوئے۔ جن کا ۱۳۶۱ھ کو چھوں شریف ضلع کرنال میں ہوا۔ آپ ایک عظیم محدث و مفکر فقیہہ و ادیب اور متبحر عالم دین و شیخ کامل تھے۔ ہزار ہا افراد آپ سے فیض یاب ہوئے۔ سینکڑوں جام معرفت پی کر مدہوش ہوئے۔

حضرت خواجہ سید غلام حسین شاہ صاحب نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے چند ایک فقیر کی نظر سے گزریں ''تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ'' مطبوعہ ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۶ء۔ ''اخلاق صابریؔ

Marfat.com

فی عرفان باری'' یہ دونوں کتابیں آپ کی مایہ ناز تصانیف ہیں جبکہ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سی کتب تصنیف کیں جن کا قیام پاکستان کے بعد کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ حضرت جلال الدین تھانیسری کی کتاب ''ارشاد الطالبین'' کی تقریظ بھی آپ ہی کے قلم سے لکھی گئی ہے۔

حضور خواجہ سید غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ نامدار حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری نے راولپنڈی میں جو خدمت انجام دی اور ملک بھر میں طوفانی دورے کئے اور خدمت قرآن کے ذریعے ہزاروں شاگرد چھوڑے ان میں ملتان کی ممتاز روحانی شخصیت حضرت صوفی خواجہ فقیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جبکہ ایک دوسرے عظیم شاگرد حضرت پیر صوفی فرزند علی صابری رحمتہ اللہ علیہ جہلم والے حضرت صوفی غلام محمد صابری سرگودھا حافظ عمر دین سرگودھا حافظ مہر دین سرگودھا کے علاوہ پیر طریقت صوفی محمد سلیمان چشتی صابری ڈیرہ غازی خان آپ کے خلیفہ ہوئے جبکہ آپ کے عظیم جانشین صاحبزادہ مقصود احمد صابری جو کہ آپ کی یادگار ہیں۔ اس وقت ایک درجن سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور ملکی سطح کے خطیب اور جید عالم دین ہیں۔

اس سال حضرت صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب نے تین بڑی کتابیں جو کہ عرصہ دراز سے زیر تکمیل تھیں۔ مکمل کی ہیں جن میں ''مجموعہ کرامات اولیاء'' جلد اول، دوم اور ''گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلو پیڈیا'' جو کہ عظیم و ضخیم جلد ہے۔ اس میں ۲۱۱ بزرگان صابریہ کا تذکرہ ہے۔

اس کتاب کی سب سے بڑی جدت اور خوبی یہ ہے کہ ملک بھر کے معروف خانوادوں کی الگ ایک فہرست تیار کی گئی ہے۔ جن میں میرے شیخ کامل حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پورے خانوادے کا مکمل تعارف بھی موجود ہے۔

جسے دیکھ کر دلی مسرت ہوئی اور محسوس ہوا کہ یہ سب حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خانقاہ معلیٰ حیدر آباد دکن کا فیضان ہے جو کہ حضرت حافظ فیض محمد صابری کے گھر میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی صورت میں دن بدن اپنے کام کو آگے بڑھائے ہوئے ہیں۔

دعا ہے کہ مالک کریم حضرت مصنف کے علم و عمل میں لافانی برکتیں پیدا فرمائے اور ''خدا کرے مزید زور قلم زیادہ'' تا آنکہ چراغ سے چراغ جلتا رہے اور سلسلہ کا کام ہوتا رہے۔

حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں مغل حکومت کا ٹمٹاتا چراغ گل

Marfat.com

ہو چکا تھا انگریز حکومت ہر اس شخص کی دشمن تھی جہاں سے اسے مخالفت کا ذرا سا بھی شبہ تھا۔ نامور علماء اور صوفیاء کو کسی نہ کسی بہانے پکڑ کر پھانسی دے دی جاتی تھی۔ اکثر صوفیاء اور درویش شہروں سے باہر جا کر گمنام زندگی گزارنے لگے اور اپنے سرمایہ ایمانی کو گلے لگائے رکھا اور ایک سے دوسرا چراغ پھر روشن ہونے لگا۔

بیسویں صدی عیسوی کے نصف میں جب انگریز ملک سے جانے لگے تو پھر حالات دگرگوں ہوئے علماء صوفیاء کی ایک بڑی تعداد تبادلہ آبادی میں پاکستان آ گئی۔ مشرقی پنجاب میں خلاء ہو گیا۔ یو پی اور دیگر علاقوں میں مسلمان آباد رہے۔ کلیر شریف اور گردو پیش میں فیضان صابری اب بھی موجود ہے کسی نہ کسی شکل میں اسلامی مدارس موجود ہیں۔ مقامی مسلمان فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اجمیر شریف، کلیر شریف عرس کی شکل میں مدارس علمی جلسوں کی شکل میں حالات کے مطابق تعلیم اسلامی دی جا رہی ہے۔

پاکستان میں بھی فیضان صابری سے فیضیاب لوگوں کی بڑی تعداد کراچی، حیدر آباد، سانگھڑ، سکھر، بہاولپور، ملتان، اوکاڑہ، فیصل آباد، لاہور، کالیکی منڈی، جہلم، راولپنڈی، پشاور میں موجود ہیں۔

تذکروں میں اگرچہ تذکرہ نویسوں نے زیادتی کرتے ہوئے حضرت مخدوم صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاطر خواہ ذکر نہیں کیا۔ وجہ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں مگر ان صابری معتقدین جن کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے کو کیا کہیں گے۔ ان میں جو علماء، قراء، صابری صوفیاء اور خلفا تھے انہیں کس خانہ میں لکھا جائے گا۔ اور یہ لوگ آج بھی برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا سرمایہ ہیں۔

ان میں کاملین محفل نعت اور محفل سماع کراتے تھے۔ محفل سماع کو مباح کا درجہ دیتے تھے۔ علومِ ظاہری اور باطنی پر زور دیتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور تشریح احادیث کی روشنی میں کرتے تھے۔ ہر معاملہ میں فیصلہ عشق نبی اور سینے کی گرمی کے زور پر کرتے تھے۔ مقصود ایمان اور مطلوب دین یعنی عشق نبی ﷺ کو ہر معاملہ میں فوقیت دیتے تھے اور اب بھی دی جاتی ہے۔ اسلامی دنیا کی اس قوت کو غیر مسلم کبھی کبھی تیزاب میں ڈال کر حل کرنا چاہتے ہیں مگر عوام کو یہ سبق یاد رہتا ہے کہ ان حمقائے زمانہ کی وجہ سے ہم آنحضرت ﷺ سے اپنی محبت کا رشتہ کمزور کر لیں ایسا بالکل نہیں ہو سکتا۔

اولیائے کاملین سمجھتے تھے کہ سماع کو مقررہ قواعد کے تحت سنا جائے۔ اس کے لئے اخوان، مکان اور زمان نہایت اہم باتیں ہیں۔ خواہ مخواہ رقص منع ہے۔ نذرانہ ادب سے میر محفل کو پیش کرنا ضروریات

Marfat.com

سماع سے ہیں۔ان کی ادائیگی ضروری ہے۔

حضرت شیخ محمد مبارک مخزی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید شاگرد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے ایک رسالہ تحفہ مرسلہ شریف تحریر کیا ہے۔مسئلہ توحید یعنی وحدت الوجود بیان کیا گیا ہےاور ایک حدیث نبوی بیان کی کہ بندہ نوافل کے ذریعہ اس طرح کا عروج حاصل کرسکتا ہے کہ اس بندہ کے کام اللہ کے کام ہوجاتے ہیں وہ نہیں دیکھتا بلکہ اللہ دیکھتا ہے اسی طرح پکڑنے کا عمل چلنے کا بھی اللہ کا ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کا اس معاملہ میں عبور نہیں ہوتا تو وہ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں ورنہ تحفہ مرسلہ کے اسباق کی رو سے اللہ تعالیٰ کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے۔کوئی بھی جگہ اس کی پہنچ سے باہر نہیں کہی جاسکتی۔ اور نوافل سے اپنے اندر تجلیات حق سے پردہ اٹھایا جاسکتا ہے پھر بھی فضل اللہ کی ضرورت ہے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اور اس فضل کی بارش خاندان چشت اہل بہشت خاص طور پر اُن علماء، قراء اور صوفیاء پر ہوتی رہی اور آئندہ ہوتی رہے گی جو اس مشن کو کامیابی سے چلانے کیلئے خلوص دل سے کام کرتے رہیں گے۔

کتاب ''گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلوپیڈیا'' ہمارے سلسلے کے بزرگوں کی تاریخ ہے جس کو بڑی محنت سے مصنف نے تیار کیا ہے جو کہ ہر صابری کے لئے فائدہ مند ہے۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے لئے دعا گو ہوں کہ خداوند کریم ان کو خواجگان کے صدقے کامیابیاں عطا فرمائے اور مزید توفیقات سے نوازے۔(آمین)

صوفی محمد یونس صابری

ندوۃ الاصفیاء

۱۰/۱۵۸ صابری سٹریٹ تغلق روڈ، ملتان شہر

۲۰۰۶-۶-۳ بمطابق چھ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ بروز ہفتہ

Marfat.com

حرف اول

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اَلْمُتَوَحِّدُ بِجَلَالِ ذَاتِهٖ وَ كَمَالِ صِفَاتِهِ الْمُتَقَدِّسُ فِيْ نُعُوْتِ الْجَبَرُوْتِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ وَ سَمَاتِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدِ الْمُؤَيَّدِ بِسَاطِعِ حِجَجِهٖ وَوَاضِحِ بَيِّنَاتِهٖ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ هُدَا طَرِيْقِ الْحَقِّ وَحُمَاتِهٖ وِ بَعْدُ يَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ اِلٰى مَوْلَاهُ الْغَنِيُّ مَقْصُوْدُ اَحْمَدُ الصَّابِرِیُّ اَلْحَنْفِيّ عُفِيَ عَنْهُ اِنَّهُ الْتَمَسَ مِنِّيْ بَعْضَ الْاَخِلَّاءِ وَاَمَرَنِيْ اَيْضًا اَلشَّيْخُ الْحَافِظُ قَمَرُالدِّيْنِ الْجِشْتِيّ الصَّابِرِیُّ (عَامِلْنَا اللّٰه وِيَاهُم بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ) اَنْ اُاَلِّفَ كِتَابًا فِيْ تَارِيْخِ الْاَوْلِيَاءِ الصَّالِحِيْنَ اَلَّذِيْنَ قَامُوْا بِنُصْرَةِ الدِّيْنِ خُصُوْصًا فِيْ سِلْسِلَةِ الْجِشْتِيَّةِ اَلصَّابِرِيَّةِ يُقَرِّبُ عَلٰى مَنْ سَلَكَ فِيْ هٰذَا الطَّرِيْقِ مَا تَعَاشُوْا مِنَ الْاَوْلِيَاءِ فِيْ هٰذِهِ السِّلْسِلَةِ الشَّرِيْفَةِ مِنْ بِلَادِ الْبَاكِسْتَانِ وَالْهِنْدِ فَاسْتَعَنْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَاَجَبْتُهُ طَالِبًا لِلثَّوَابِ فَحَاوَلْتُ اَنْ اُاَلِّفَهُ تَالِيْفًا اَيْضًا اَنِّيْ بَايَعْتُ فِيْ هٰذِهِ السِّلْسِلَةِ الشَّرِيْفَةِ بِيَدِ الشَّيْخِ الْحَاجِ مُنِيْرِ اَحْمَدُ الْجِشْتِيّ الصَّابِرِيِّ الراولبندوی اَلْمَعْرُوْفُ بِهٖ لِبُسْتَانِ الصَّابِرِيَّةُ سَمَّيْتُهُ اَلْاِنْسَائِيكُلُوْ بِيْدِيًا فِيْ سِلْسِلَةِ الصَّابِرِيَّةِ وَاللّٰهُ اَسْأَلُ اَنْ يَّنْفَعَ بِهٖ عِبَادَهُ وَيُدِيْمُ بِهِ الْاِفَادَةَ ٥

خدائے وحدہ لاشریک کی بے حد حمد وثناء اور ذات حبیب خدا، مالک کائنات، اللہ کریم کے مختار کل پیغمبر امام الانبیاء، شاہِ ہردوسرا، حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر انگنت بے شمار لاتعداد درود وسلام کے

Marfat.com

گجرے بھیجنے کے بعد۔ اس کائنات رنگ و بو میں رب اعلیٰ نے اپنی مخلوق کی رشد و ہدایت کے لئے انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مبعوث فرمایا۔ خاتم النبین کے بعد یہ فریضہ امام الانبیاء علیہ السلام کی امت کے اولیاء کرام کو سونپا۔ جنہوں نے اس ذمہ داری کو نبھانے کا کما حقہ حق ادا کیا اور اپنے اپنے علاقے میں توحید و رسالت اور عشق و محبت کے دیپ جلا کر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں غیر مسلموں کو توحید کے جام پلا کر عشق و مستی سے سرمست کر کے امن و سلامتی والے مذہب اسلام میں داخل کیا۔

جس کی بدولت آج پوری دنیا میں اسلام کی شمع روشن ہے اور ہر طرف سے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ** کی صدائیں بلند ہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور اُس کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ کے بزرگوں کا اس امت پر خصوصی احسان ہے۔ ان مذکورہ سلاسل کے بزرگوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے پوری دنیا میں اسلام کی جو خدمت کا فریضہ سرانجام دیا اور انبیائے کرام کے وارث ہونے کا جو حق ادا کیا ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اگر انبیائے کرام کے مشن کے وارث یہ اولیائے کاملین نہ ہوتے تو آج اسلام کی شکل کچھ اور ہوتی۔ بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگوں نے اسلام کی اشاعت میں جو کردار ادا کیا ہے اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔

آپ صرف اور صرف سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سرخیل عطائے رسول ﷺ، سلطان الہند، شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی دیکھ لیں کے کفرستان ہند میں جہاں کلمہ پڑھنے والا اذان دینے والا ایک بھی نہ تھا۔ آپ نے آ کر **لا الٰہ اِلَّا اللّٰہ** کی ایسی ضرب لگائی کہ ہر طرف سے **مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہ** کی صدا گونجنے لگی، چہار جانب سے اذان کی آوازیں آنے لگیں۔

یہ فیضان مدینۃ الرسول ﷺ سے چلا اور سلسلہ بہ سلسلہ اجمیر پہنچا اور پھر پورے برصغیر میں اس نور کی قندیلیں روشن ہوئیں اور نوے لاکھ غیر مسلموں نے خواجہ صاحب کے دست مبارک پر کلمہ پڑھا۔

Marfat.com

اجمیر کی سرزمین سے یہ فیضان دہلی مہرولی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور دہلی سے یہی فیضان اجودھن موجودہ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا۔ حضرت بابا فریدالدین جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور خواجہ خواجگان معین الدین چشتی کے فیض سے براہ راست نوازے گئے، مجاہدہ اور عبادات میں اس قدر کثرت تھی کہ زبدۃ الانبیاء کا خطاب پایا۔ آپ سے منسوب طالبین حق پر رحمت خدا اور رسول پاک ﷺ بے پایاں رہی۔ آپ کی ذات اطہر سے حضرت علاؤالدین صابرؒ، نظام الدین محبوب الٰہیؒ، جمال الدین ہانسیؒ جیسے لوگ فیضاب ہوئے۔ جن میں سے ہر ایک اپنی اپنی حیثیت میں اتنا بڑا بزرگ بنا کہ اُن سے آگے خانوادوں نے جنم لیا۔ تاریخ مشائخ چشت میں حضرت بابا فریدالدین ہی وہ بزرگ ہیں کہ جن کے خلفاء سے سلسلہ چشت نے اتنی ترقی کی کہ مزید خانوادے قائم ہوئے۔ جن میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور چشتیہ صابریہ تعارف کے محتاج نہیں۔

ان میں سے ایک سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ جس کے سرخیل سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زربخش رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرا مرکز سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جس کے سردار مخدوم العلمین حضرت سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے بزرگوں میں محبوبیت پائی جاتی ہے اوران کے دور کے حکمران ان کے نیاز مندرہے۔ اس سلسلہ کے بزرگوں نے ہر دور میں اپنی قلم سے اپنے بزرگوں کی تاریخ رقم کرنے پر بھرپور توجہ بھی دی۔ جس کے نتیجہ میں آج ان کی تاریخ ان کے مشن کے ساتھ ساتھ زندہ و پائندہ ہے۔ جبکہ اس کے مدمقابل سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں میں روز ازل سے شان جلالی پائی جاتی ہے۔ اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ سوائے چند ایک کے ہر دور کے حکمرانوں سے ان کی مخاصمت و مخالفت ہی رہی ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین کے زمانہ ۶۶۲ھ سے لے کر آٹھویں ہجری کے ابتدائی دور تک صرف ایک قابل ذکر کتاب شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری کی ہے جو کہ ۱۰۰۵ھ کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور وہ مرید و خلیفہ حضرت حمیدالدین چشتی صابری کے جو ساتویں پشت میں حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے فرزند ہیں۔ انہوں نے حضور خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم باطنی سے ایک کتاب ''مرآۃ الاسرار'' کے نام سے ۱۰۴۵ھ میں شروع کی اور ۱۰۶۵ھ یعنی بیس برس کے طویل عرصہ میں یہ کتاب مکمل

Marfat.com

فرمائی۔ اس کتاب میں نبی آخر الزمان ﷺ سے ۱۰۶۵ ہجری تک کے تمام چشتی اور چشتی صابری بزرگوں کے حالات تحریر کیئے۔ اس کے ساتھ ہر صدی کے چشتی صابری اور چشتی بزرگ کے زمانے میں جو دیگر سلاسل کے بزرگ گزرے ہیں ان کا بھی اجمالاً اور تفصیلاً ذکر موجود ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کتاب سلسلہ عالیہ چشتیہ یا چشتی صابری بزرگوں کی کتاب ہے تو بے جا ہوگا۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ چشتی صابری بزرگوں کا جس قدر تذکرہ اس کتاب میں ہے اور جس انداز سے ہے وہ اس سے پہلے کتابوں میں نہیں ملتا۔ اس طرح حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا ملت اسلامیہ اور بالخصوص صابریوں پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے بعد میں آنے والی نسلوں کو ایک تاریخ دی۔

۸۶۱ھ میں حضرت قطب العالم حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی کی ولادت باسعادت ہوئی بعد تکمیل تعلیم ظاہری باطنی کے انہوں نے آٹھ کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے چار کتابیں رسالہ قدوسیہ (نمبر۲) مظہر عجائب (نمبر۳) مکتوبات قدوسیہ (نمبر۴) انوار العیون فی اسرار المکنون سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے متوسلین کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ جن میں سے انوار العیون اور مکتوبات قدوسیہ کے اردو تراجم ہو چکے ہیں جن سے ہزاروں سالکین نے استفادہ کیا ہے۔

حضرت قطب العالم کی ان تصانیف نے تشنگان علم تصوف کی پیاس کو بجھانے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ اس سے آنے والی ہر صدی کے مصنف کو ایک نئی جہت و منزل ملی۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عقیدت مندان کو اپنے بزرگوں کی ایک مستند تاریخ ملی۔ یاد رہے کہ حضرت قطب العالم حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور ثانی امام ابوحنیفہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۸۹۴ھ میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کی ولادت ہوئی آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی بزرگ ہوئے ہیں علم وفضل اور روحانیت کو آپ پر ناز تھا آپ نے تعلیمات اور اوراد و وظائف چشتیہ صابریہ پر ایک بہترین کتاب ارشاد الطالبین تصنیف فرمائی اگرچہ وہ صابری سلسلہ کے بزرگوں کی تاریخ نہیں مگر سلوک طے کرنے والے طالبان حق کے لئے نادر تحفہ ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت صوفی پیر محمد یونس صابری صاحب نے ندوۃ الاصفیاء ملتان کے زیر اہتمام شائع کیا ہے۔

۱۱۳۰ھ میں حضرت شیخ محمد اکرم براسوی قدوسی علیہ الرحمۃ نے ''اقتباس الانوار'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جو رسول کریم ﷺ اور اصحاب رسول اور حضور غوث الثقلین اور دیگر بزرگان سے شروع

Marfat.com

قبولیت یافتہ ہے۔ یہ کتاب سلسلہ عالیہ چشتیہ بالخصوص چشتیہ صابریہ سلسلہ کے بزرگوں از زمانہ خواجہ شمس الدین ترک ۶۶۲ھ تا ۱۱۳۰ھ تک کے چشتی صابری بزرگوں کی ایک جامع اور مستند تاریخ ہے جو کہ ایک ولی کامل کی تصنیف کردہ ہے اور اس کتاب کی پہلی خصوصیت تو یہ کہ نبی پاک ﷺ سے لے کر اصحاب و اہل بیت اطہار اور غوث الثقلین کی بارگاہ سے شرف قبولیت حاصل ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ صابری سلسلہ کے بزرگوں کی تاریخ کے ساتھ چشتیہ صابریہ سلسلہ کے بزرگوں کے اوراد و وظائف اور معمولات و تعلیمات کا ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد تعلیمات کے حوالے سے کم از کم سالک کی تشنگی باقی نہیں رہتی۔

۱۳۰۴ھ م ۱۸۸ء کو حسنی پریس رامپور انڈیا سے حضرت خواجہ مخدوم شاہ محمد حسین چشتی صابری ثمہ رامپوری نے ایک کتاب ''حقیقت گلزار صابری'' سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے شائع کی۔ جس میں حضرت شاہ محمد حسن نے اپنے باطنی مکاشفات کے ذریعہ فراہم ہونے والے حالات مخدوم صابر کلیری نقل کیے ہیں۔ جو کہ سلسلہ صابریہ کے لئے نافع اور نادر تحفہ ہے۔ اس کتاب میں حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد شاہ کلیری اور دیگر بزرگان صابری سلسلہ ۱۳۰۴ھ تک کے حالات بھی اجمالاً موجود ہیں۔ مرادآباد کی معروف صابری خانقاہ بغیہ شریف کے معروف بزرگ حافظ محمد حسین چشتی صابری ۱۸۶۹ء میں ایک کتاب صابری سلسلہ کے بزرگوں پر مکمل کی جو ۱۸۷۴ء میں انوار العارفین کے نام سے شائع ہوئی۔ جو کہ فارسی میں تھی۔ ۱۹۱۳ء کے قریب حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی صابری نے ایک کتاب ''انوار العاشقین'' کے نام مرتب کی جس میں بہت سے صابری بزرگوں کا تذکرہ مختصر مگر جامع انداز میں کیا۔ تیرہویں صدی ہجری سے پہلے اور بعد کے ہزاروں بزرگان سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے حالات پہلے اور بعد میں چھپنے والی کتابوں میں ناپید ہیں۔ اس کی وجہ پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ تیرہویں صدی کے بعد ہر مصنف اور مورخ نے اپنے دائرہ کار اور ہمت و بساط کے مطابق سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ پر کام کیا۔ بعض خانقاہوں کے بزرگوں پر مشتمل طریقت کے شجرہ کے مطابق کتاب چھپی بعض نے صرف اپنے اپنے مرشدین کے حالات پر اکتفا کیا۔

مگر اقتباس الانوار، انوار العارفین اور انوار العاشقین کے بعد کوئی جامع کتاب سلسلہ عالیہ چشتیہ

Marfat.com

صابریہ کے بزرگوں پر دوبارہ نہیں لکھی گئیں بالخصوص تیرہویں، چودھویں صدی کے صابری بزرگوں پراجتماعی کام پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ یہ ذمہ داری اُن اہل علم وفن اور محققین بالخصوص بزرگوں کے دربار پر بیٹھے ہوئے موجودہ سجادہ نشینوں کی بنتی ہے کہ وہ اس پر محنت کر کے آنے والی نسلوں کے لئے کوئی تاریخی کام چھوڑ کر جاتے۔ اگر اجتماعی کام نہیں تو کم از کم اپنے اپنے شجرۂ طریقت کے مطابق ہی کام کر جاتے تو آنے والی صدی کا رائٹر اور لکھاری محقق ومصنف اس پر اجتماعی کام ضرور کرتا مگر جبکہ تذکرے ہی ناپید ہوں تو مؤرخ کیا کرے گا۔

جب چودھویں صدی ہجری اور بالخصوص قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں موجودہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کی تاریخ اور تذکرے ڈھونڈیں اور بازار میں بزرگان دین کے تذکروں پر موجودہ کتابوں کی فہرست کو دیکھا جائے تو وہی پانچویں صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری کے مختلف بزرگوں کے تذکرے دستیاب نظر آتے ہیں مگر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کے حالات بارہویں صدی ہجری کے بعد کے ان میں بھی ناپید ہیں۔ ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے۔

۱۹۹۳ء میں حضرت صاحبزادہ پیر ابومظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ العالی نے ''شمیم ولایت'' کے نام سے سلسلہ عالیہ بہشتیہ چشتیہ کے بزرگوں کے حالات پر شائع کی جو کہ ان کی اس صدی کی عظیم کاوش ہے۔ اس میں اکثریت سے ایسے بزرگوں کے تذکرے ہیں جن کا تعلق تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری سے متعلق ہے ان میں سے کثرت سے مشرقی پنجاب انڈیا اور لاہور میں مدفون ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے شیخ العرب والعجم حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسینؒ شاہ مرادآبادی چشتی صابری اور ان کے خلفا اور حضرت سراج الاولیاء خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری کرنالوی ثمہ گورداسپوری علیہم الرحمۃ کے حالات اور ان کے پاکستان میں موجود خلفا اور ان کے خلفاء کا تذکرہ شامل ہے جو کہ عظیم کارنامہ ہونے کے ساتھ ساتھ وقت کی ضرورت اور آواز تھی۔ اس لئے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ایسے ایسے مشائخ وبزرگان دین موجود ہیں کہ جنہوں نے اسلام بالخصوص تصوف کے میدان میں اہم کارنامے انجام دیئے ہیں۔ جن کی نظیر ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ ان بزرگوں کی عوام الناس سے آگاہی بہت ضروری تھی۔

آپ صرف چودھویں صدی ہجری کے صابری سلسلہ کے دو بزرگوں کی تاریخ کو ہی دیکھ لیں ان میں

Marfat.com

ایک شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ امداداللہ مہاجر مکی چشتی صابری دوسرے حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ چشتی صابری مرادآبادی علیہم الرحمۃ ہیں۔ حضرت حاجی صاحب کے صرف عرب ممالک میں ۵۳ خلفائے نامدار ہیں جبکہ برصغیر پاک وہند اور ایشیا کے خطے کے خلفاء کی تعداد کا علم نہ ہوسکا۔

حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ چشتی صابری مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس برصغیر پاک وہند میں سترہ لاکھ مریدین اور سولہ سترہ سو خلفائے نامدار ہیں۔ ان میں سے صرف ایک خلیفہ سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری کرنالوی ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ کو ہی دیکھ لیجئے کہ آپ نے پورے برصغیر بالخصوص مشرقی پنجاب انڈیا اور پاکستان میں فیض کے دریا بہادیئے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا۔ سراج الاولیاء کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا خواجہ محمد نواب الدین سنکوہی چشتی صابری جن کو مرزا قادیانی اپنی آنکھ کا شہتیر سمجھتا تھا۔ اور ایک بے ادبی پر مولانا نے ایک قادیانی کو قتل بھی کر دیا تھا جبکہ ان کے خلاف انگریز کی عدالت میں مقدمہ درج کرا دیا تھا حضرت مولانا خواجہ نواب الدین چشتی صابری اور دیگر حضرات نے مرزائیوں سے علمی میدان میں ڈٹ کر مناظرے کیئے اور مرزا کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

فتنہ کوئی بھی ہو کام کے لئے اولیائے امت کے کردار بالخصوص چشتی صابری سلسلہ کے بزرگوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

یہ تھی وہ ایک حقیقت جس کے پیش نظر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کی تاریخ کا فقدان نظر آرہا ہے۔ اور اس سلسلہ پر کوئی جامع کام باقاعدہ منصوبہ بندی سے نہ ہوسکا۔

فقیر راقم الحروف نے ۱۹۷۸ء میں حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حکم سے ایک کتاب ''تجلیات خواجگان چشت'' لکھنا شروع کی تھی جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں چھپا اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۷ء میں چھپا ۳۷۵ صفحات پر مشتمل کتاب تھی۔ جس پر نئے انداز سے محنت کر کے مزید معلومات اکٹھی کیں اور تمام مضامین وابواب کا خلاصہ کھول کر کمپیوٹر کتابت کروا کر ۹۵۰ صفحات پر یہ کتاب تیسری مرتبہ جولائی ۲۰۰۵ء میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ اس میں صابریہ سلسلہ کے ۶۰ بزرگانِ دین کا تذکرہ شامل ہے جبکہ طریقت وتصوف کے مسائل پر بھی بہت سے ابواب ترتیب دے کر اس کی اہمیت کو دوبالا کیا گیا ہے مگر فقیر کے ذہن میں ایک ہی بات بار بار دستک دے رہی تھی کہ یہ ایک

Marfat.com

خانوادے اور مخصوص شجرہ طریقت کے مطابق ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے صابری سلسلہ کے ۶۶۲ء سے ۱۴۲۷ء تک کے بزرگوں پر کوئی جامع کام کیا جائے۔اس لئے کہ

بِلَوْحِ الْخَطِّ فِی الْقِرْطَاسِ دَهْرًا
وَكَاتِبُهٗ رَمِيْمٌ فِی التُّرَاب

ترجمہ☆: ہر عبارت جو کاغذ پر ضبط تحریر میں لائی جائے اسے مدتوں دوام حاصل رہتا ہے۔ حالانکہ اس کے لکھنے والے کی مٹی تک نابود ہو جاتی ہے۔

خدا اور اس کے رسول ﷺ اور خواجگان چشت اہل بہشت پر بھروسہ کر کے کام کا بیڑا اٹھایا۔ جوں جوں کام کرتا گیا منزل قریب سے قریب تر ہوآتی گئی۔

تذکرے نیکی کے خاکے خوبیٔ کردار کے
رکھ کے سیرت آپ کی پیش نظر لکھتا رہا

فقیر نے اس کتاب کا نام ''گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلو پیڈیا'' رکھا ہے اور اس میں ۳۱۵ بزرگوں کا تذکرہ شامل کیا ہے جس کی تفصیل ابتدائی صفحات میں حروف ابجد کے مطابق درج ہے جبکہ پاکستان میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے اٹھارہ مراکز کا تفصیلی تعارف ایک علیحدہ فہرست میں کرا دیا گیا ہے جو کہ کتاب کے آخر میں موجود ہے۔ ہر مرکز اور خانوادے کا عقیدتمند اس کی تفصیل دیکھ سکتا ہے جو کہ تقریباً فقیر کا اہم کام ہے۔

اس سلسلہ میں بہت سے احباب اہل علم اہل قلم و برادران طریقت نے بڑے اخلاص ومحبت سے بھرپور تعاون کیا۔ان میں ملتان کے مشہور صوفی بزرگ و اہل قلم شیخ طریقت جناب صوفی پیر محمد یونس چشتی صابری خلیفہ مجاز حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری علیہ الرحمۃ کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے فقیر کی درخواست پر اس کتاب کا نہ صرف ایک جامع مقدمہ لکھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے قیمتی مشوروں سے بھی نوازا۔اللہ کریم آپ کا سایہ سلامت رکھے۔

مراد آباد انڈیا کی معروف درگاہ بغیہ شریف کے نوجوان صاحبزادے جناب سعود الحسن خان چشتی

Marfat.com

صابری ایم اے ایل ایل بی حال مقیم لاہور کے تعاون کو بھی کسی طرح فراموش نہیں کر سکتا کہ وہ بذات خود صابری سلسلہ پر نئے دور کے جدید تقاضوں کے مطابق انگلش میں کام کر رہے ہیں۔ان کی انگریزی میں لکھی ہوئی تصنیف مارکیٹ میں آنے پر سلسلہ عالیہ صابریہ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گا۔ وہ اپنے لئے کچھ مواد تلاش کرنے کے لئے بزرگ عالم دین اور لاتعداد کتابوں کے مترجم و مصنف حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب مالک مکتبہ نبویہ لاہور کے پاس گئے تو پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے انہیں بتایا کہ مطلوبہ معلومات کے لئے آپ راولپنڈی میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب سے رابطہ قائم کریں۔انہوں نے پہلے بذریعہ خط رابطہ کیا اور پھر اُسی ہفتے ملنے کے لئے راولپنڈی تشریف لائے اگرچہ معذور بھی ہیں مگر طلب صادق ان کو لئے لئے پھرتی ہے۔ ملنے پر طبیعت خوش ہوئی واقعی ایک خاندانی اور صاحب علم شخص ہیں۔انہوں نے مجھے مطلوبہ مواد فراہم کرنے میں کسی بخل سے کام نہیں لیا اور ہر چیز بذریعہ ڈاک پہلی فرصت میں بھیجتے رہے اور بعدازاں معاونت علمی کیلئے دو مرتبہ مزید تشریف لائے اور اس کتاب کی تقریظ بھی لکھی اور پروف ریڈنگ میں بھی میری معاونت کی۔جس کے لئے میں ان کا بے حد مشکور ہوں۔

کام کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ ڈاکٹر الطاف سعیدی منڈی جہانیاں والوں سے فون پر بات ہوئی دوران تعارف پتہ چلا کہ مولانا احمد سعید شاہ کاظمی کے مرید ہیں۔انہوں نے تجلیات خواجگان چشت کی عموماً اور خصوصاً اپنے شیخ کے تذکرہ کی تعریف فرمائی۔مزید برآں مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی کی انوار العاشقین کا بھی ذکر ہوا جو سعیدی صاحب کے پاس موجود تھی جس کی ایک نقل انہوں نے مجھے بھجوادی جو میرے کام میں معاون ثابت ہوئی۔میں الطاف سعیدی صاحب کا مشکور ہوں اور ان کے لئے دعاگو ہوں۔

اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے مشہور صوفی بزرگ حضرت بابا سلیمان قلندر چشتی صابری ثمہ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم فرزند و جانشین حضرت صاحبزادہ طارق علی احمد صابری مدظلہ کے تعاون کو بھی نظرانداز نہیں کر سکتا کہ جنہوں نے میرے ایک خط پر اپنے سلسلہ کی معروف کتاب انوار قلندر اور گلزار قلندر اور شجرہائے طریقت بذریعہ ڈاک مجھے بھجوائے میں ان کا بھی مشکور ہوں۔

اس کے علاوہ حضرت بابا سلیمان قلندر کے خلیفہ حضرت کلیم اللہ شاہ صاحب چشتی صابری صاحب سے فون پر رابطہ ہوا پھر خود بہاولپور جا کر ملاقات کی تو انہوں نے بھی مطلوبہ معلومات فراہم کیں اور قیمتی

Marfat.com

مشوروں سے نوازا۔

اس موقع پر حضرت صاحبزادہ پیر ابومظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ کا شکریہ ادا کرنا مناسب سمجھوں گا کہ جنہوں نے میرے ایک خط پر اپنی کتاب شمیم ولایت، مظہر نامہ اور رامپور شریف کی ایک کتاب تذکرہ قطب العالم اور جناب نذر صابری صاحب کی لکھی ہوئی ایک کتاب تذکرہ مولانا غلام ربانی لاہور سے بھجوائی۔

۱۹ مارچ ۲۰۰۶ء بروز جمعرات ۱۸ صفر المظفر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کے موقع پر میری عارضی قیام گاہ ہوٹل میں برادرِ طریقت جناب خلیفہ محمد الیاس صابری خلیفہ مجاز حضرت منظور المشائخ جن کا قیام لاہور میں ہے بہت ہی پڑھے لکھے اور سلسلہ عالیہ کی معلومات رکھنے والے بزرگ ہیں ملنے کے لئے جب تشریف لائے تو ان کے ہمراہ معروف صوفی بزرگ میاں عطاء اللہ ساگر وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند جناب صاحبزادہ غلام فرید وارثی جو کہ ایک مجلّہ ''سوز گداز'' کے نائب مدیر ہیں ان کے علاوہ جناب ڈاکٹر شوکت صاحب بھی تشریف لائے۔ جناب پیر طریقت محمد الیاس صابری صاحب نے بہت سا مواد اور جناب غلام فرید وارثی صاحب نے اپنے عظیم والد گرامی کی لکھی ہوئی کتاب ''تذکرہ مشائخ ہوشیار پور'' عنایت کی جو کہ اس مشن کے لئے کافی نافع ثابت ہوئی ہیں۔ ان تمام حضرات بالخصوص جناب حضرت پیر محمد الیاس صابری صاحب کا دلی طور پر شکرگزار رہوں کہ تعاون فرما کر رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جعفریہ رحمانیہ کے سالارِ اعظم حضرت پروفیسر پیر شاہ محمد سبطین شاہجہانی صاحب کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ وہ باوجود مصروفیات اور ضعیفی کے دومرتبہ آستانے پر تشریف لائے اور کتاب کی نوک پلک کو سنوارا اور قیمتی آرا سے نواز کر میرے معاون بنے خدا تعالیٰ آپ کا سایہ سلامت رکھے۔

جب کتاب شروع کی تھی تو خیال تھا کہ نام ''تذکرہ خواجگان صابریہ'' رکھوں گا مگر جناب سید عثمان علی شاہ صابری خلیفہ مجاز حضرت قمر المشائخ نے فرمایا کہ اس کا نام یہ نہیں بلکہ صابری انسائیکلوپیڈیا رکھیں۔ بس پھر کیا تھا کہ نام کے حساب سے فہرستیں دوبارہ ترتیب دیں۔ نہ جانے کیا کیا کرنا پڑا۔ جناب سید عثمان شاہ صاحب صابری نے مجھے اس کتاب کا نام ہی نہیں بتایا بلکہ اس سلسلہ میں ہر ممکن علمی و قلمی تعاون بھی کیا

Marfat.com

اور چند ایک بزرگوں کے تذکرے بھی مہیا فرمائے اس کے ساتھ انہوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں بھرپور تعاون کیا اور ہر اتوار مسلسل لگاتار آستانے پر تشریف لاکر کئی کئی گھنٹے میرے ساتھ کتاب کی تیاری اور اس کے دیگر معاملات میں نہ صرف مشوروں سے نوازتے رہے بلکہ عملی طور پر پروف ریڈنگ میں بھی بھرپور تعاون کیا جس کے لئے میں جناب سید عثمان علی شاہ صاحب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور وممنون ہوں اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے رب کعبہ کے حضور دست بدعا ہوں مولا خواجگان کے صدقے دینی ودنیاوی مدارج میں بلندیاں نصیب فرمائے آمین!

اس سلسلہ میں آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ صدیقیہ کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد کے سجادہ نشین برادر طریقت جناب صاحبزادہ محمد جمیل اختر چشتی صابری بھی کسی سے پیچھے نہ رہے کہ میرے ایک خط پر انہوں نے نہ صرف اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات وواقعات بھیجے اس کے ساتھ ساتھ ان کے پیر ومرشد مولانا محمد اسماعیل ذبیح اور اپنے والد گرامی کے خلفاحتیٰ کے آگے ان کے خلفاء کے تذکرے بھی ارسال کئے کتاب کی قطعہ تاریخ طباعت گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلو پیڈیا ۱۴۲۷ سے استخراج کیا اور ساتھ ہی اس کی تقریظ بھی تحریر فرمائی۔ بذریعہ ٹیلی فون مجھ سے رابطے میں ہیں۔ جس کے لئے میں ان کا بھی بے حد ممنون اور دعا گو ہوں۔ خواجگان کا صدقہ خدا ان کو دین ودنیا میں خوش اور شادو کام رکھے۔ روحانی مدارج کو بلندی عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے آستانے اور ان کے سجادے ہیں کس کا تذکرہ کروں کس کا نہ کروں فہرست بہت طویل ہے۔

بہر کیف یہ کام اکیلے کا تھا بھی نہیں۔ یہ ایک ٹیم ورک ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ اتنے آستانے اور دربار اور ان کے سجادگان خلفائے کرام بنفس نفیس معاون بن جائیں تو اس کو اکیلا نہیں کہا جاسکتا۔ اور روحانی طور پر جس کے سر پر مرشد کامل بحر العلوم حضرت خواجہ حاجی منیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اور بچپن سے لے کر ۴۵ برس کی عمر تک جس کی سرپرستی اور تربیت حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری نے کی ہو۔ اور جس کے والد گرامی نے پورے اخلاص سے پچپن برس تک قرآن کریم پڑھا کر ہزاروں طالب علموں کے سینے کو نور ایمان سے منور کیا ہوا یسے

Marfat.com

شیخ القرآن حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے نور نظر کی منزلیں کیوں نہ آسان ہوں کہ یہ تین اولیائے کاملین ہمہ وقت روحانی طور پر سرپرستی فرماتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں۔ ہر آڑے وقت میں دستگیری اور مدد کو پہنچتے ہیں۔

جس کے دعا گو اور معاونین اور سرپرستوں میں جگر گوشہ حضرت خواجہ چوراہی عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ صاحب گیلانی نقشبندی سجادہ نشین دربار فیض گوہر بار چورا شریف اور جگر گوشہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی آستانہ عالیہ پاکپتن شریف اور جانشین حضرت منظور المشائخ جناب صاحبزادہ پیر سعید احمد صابری سجادہ نشین درگاہ حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ اور حضرت صاحبزادہ الحاج پیر علاؤالدین چشتی صابری سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ نگر شریف۔ ان کے علاوہ میرے مرشد کریم کے فرزند و جانشین جناب حضرت صاحبزادہ مشتاق احمد چشتی صابری کی دعائیں اور معاونت بھی ہمیشہ فقیر کے شامل حال رہیں اور یہی وجہ ہے کہ فقیر نہ کبھی پہلے ڈگمگایا اور نہ ہی گھبرایا اور ہر قدم پر ثابت قدمی سے کام لیا رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اے اللہ

میری نظر کو حسنِ بصیرت کا نور دے — میرے قلم کو شوخیٔ تحریر کر عطا
میری زبان کو دولتِ الفاظ بخش دے — الفاظ کو بلندی تاثیر کر عطا

الحمد للہ خدا کے فضل سے قلم اٹھایا اور ۳۱۶ صابری بزرگوں کا انسائیکلو پیڈیا مرتب کر دیا۔

میں اپنے شیخ تربیت فخر السادات عالم باعمل حکیم اہلسنت حضرت علامہ پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب گیلانی کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تیاری میں ہر قسم کا علمی اور روحانی تعاون فرمایا اور اس کتاب کا نام انوار صابری بالمعروف صابری انسائیکلوپیڈیا ۲۰۰۶ء سے استخراج کیا۔

حضرت قبلہ پیر سید شبیر حسین شاہ گیلانی قادری دامت برکاتہم العالیہ کی ذات والا صفات کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ تحریری انداز میں مسلک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی جائے تاکہ عوام الناس کو معلومات پہنچ سکیں۔ فقیر اس سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کے حکم کی تعمیل میں تمام مصروفیات چھوڑ کر کتابوں کی ترتیب میں اس نیت سے مصروف ہے کہ روز محشر ان پاکان امت کے دامان کرم میں ضرور جگہ ملے گی۔ اس لئے کہ یہ لوگ بڑے لجپال اور بندہ نواز ہوتے ہیں۔

اس موقع پر جناب خالد ضیاء صدیقی صاحب سرپرست اعلیٰ جامعہ اسلامیہ ایجوکیشنل ویلفیئر سوسائٹی

Marfat.com

رجسٹرڈ کا شکریہ ادا نہ کرنا بے انصافی سمجھوں گا کہ جو مدت دراز سے میری دینی معاملات کے نہ صرف معاون بلکہ پوری پوری رات انتہائی عقیدت و محبت سے میرے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں اور میری دن ورات کی محنت کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

اس موقع پر اپنے برادر طریقت مخلص فی اللہ محبوب حضرت قمر المشائخ عزت مآب جناب شیخ فواد رشید صابری صاحب اور محبوب المشائخ شہزادۂ اہل سنت جناب صاحبزادہ عمران الٰہی صابری صاحب (منتظم اعلیٰ دربار خواجہ نگر شریف، حسن ابدال) کا خصوصی طور پر مشکور و ممنون ہوں کہ وہ عرصہ دراز سے میرے ساتھ تحریر کے کام میں خصوصی طور پر شامل رہے، اور اس سلسلہ میں ملک بھر کے مشائخ و علماء سے رابطے کیلئے لمبے اور طویل سفروں اور دوروں کیلئے اپنی گاڑیوں میں لیکر کئی دن تک سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے اور ان سفروں پر زر کثیر بھی خرچ کرتے رہے۔ دعا ہے کہ مالک و مولیٰ ہر دو حضرات کو روز محشر حضور مخدوم پاک کے دامن کرم میں جگہ نصیب فرمائے۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں عزیزم برادر محترم جناب سجاد الحق قریشی اور جناب غلام السیدین قریشی صاحب مالک ''بک سنٹر'' 32 حیدر روڈ راولپنڈی صدر کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے زر کثیر خرچ کر کے اپنے ادارے کے زیر اہتمام اس کتاب کو شائع کر کے آپ تک پہنچانے کا سبب بنے۔ اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ برادرم سجاد الحق قریشی نے جب مسودہ کی کاپی دیکھی تو بے ساختہ کہنے لگے کہ یہ کتاب میں شائع کروں گا۔ اس لئے کہ مجھے سرکار عالم پناہ سلطان الاولیاء مخدوم العلمین حضرت سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات سے قلبی تعلق ہے لہٰذا آپ اس کتاب کو طباعت کی سعادت مجھے حاصل کرنے دیں۔ میں خداوند کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مالک مولیٰ شہنشاہ ولایت عطائے رسول ہندالوی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سرکار عالم پناہ والی کلیر حضرت سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ ان کے کاروبار میں علم و عرفان میں لافانی برکتیں پیدا فرمائے اور روز محشر خواجگان چشت کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

میں اس موقع پر مخدوم و محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری چیئرمین اسلامک میڈیا سنٹر لاہور کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کا نام ''خیر المسلمین'' المعروف صابری انسائیکلوپیڈیا

Marfat.com

سن عیسوی ۲۰۰۶ سے استخراج فرما کر اس کی اہمیت کو دوبالا فرمایا جس کیلئے میں ملک صاحب کا بالخصوص مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ مالک و مولیٰ ملک صاحب کو اسی طرح مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اس موقع پر اپنے صاحبزادے جناب صاحبزادہ علی احمد صابری سلمہٗ کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جنہوں نے میری جگہ پر مسجد و مدرسہ اور گھر کی تمام تر ذمہ داریاں سنبھال کر مجھے ایک کمرے میں بیٹھ کر اطمینان سے کام کرنے کا موقع دیا۔ وگرنہ اس پُرفتن دور میں کام کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور ویسے بھی بحمدہٖ تعالیٰ دوستوں میں بیٹھ کر ڈنکے کی چوٹ پر خدا کے فضل و کرم اور خواجگان کا دامن تھام کر کہا کرتا ہوں کہ دنیاوی لحاظ سے کسی نے جنتی دیکھنا ہو تو میں ہوں کہ مجھے اپنے اہل خانہ اور اولاد سے بہت سکون ہے۔

آخر میں اس کتاب کے پڑھنے والے قارئین کرام کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ کتاب کے مرتب کرنے میں اگر کسی قسم کی کوئی غلطی بشری تقاضے کے مطابق رہ گئی ہو اور یقیناً رہ گئی ہوگی۔ تو اس پر چرچا کرنے یا ایک دوسرے کو دکھانے کی بجائے براہ راست ٹیلی فون یا بذریعہ ڈاک اس غلطی سے مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے گی۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خواجگان چشت اہل بہشت کا صدقہ میری خطاؤں کو معاف فرمائے اور آئندہ زندگی میں بھی مجھے خواجگان کے ذکر و فکر اور ان کے چرچے بلند کرنے کی توفیق و ہمت نصیب فرمائے۔

اور میری اس کاوش کو روز محشر بخشش کا ذریعہ بنائے۔ میں اپنی معروضات کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

ہمارا کام کیا دنیا سے مکتب ہے وطن اپنا
چلیں گے جبکہ دنیا سے ورق ہونگے کفن اپنا

آمین۔ ثمہ آمین۔ بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ و آلہٖ و اصحابہٖ و اولیاء امتہٖ الکاملین اجمعین۔

خویدم اہل التصوف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری خلف الرشید

حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری

آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپڑ، چکری روڈ راولپنڈی

0300-9500314, 0333-5594225

Marfat.com

شان حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o خَالِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ o وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَا نَبِیًّا اوَّ آدَامُ بَیْنَ الْمَاءِ وَطِیْن o وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ o اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ o

(سورۃ انبیاء۔رکوع ٦۔آیت ١٠٦)

ہمارا اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ جو مرتبہ، جو رفعت اور جو مقام و شان اللہ و تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب نبی کریم رؤف الرحیم تاجدار عرب و عجم شمش الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلی نور الھدیٰ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمائی، وہ شان اور مرتبہ کسی اور کو عطا نہیں فرمایا بلکہ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر بھی نبی کریم ﷺ کی مثل نہیں۔

آفاقھا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام   بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

خالق کائنات نے قرآن کریم میں اپنے پیارے محبوب کی شان میں ارشاد فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (پارہ نمبر ٣۔سورۃ آل عمران۔ع ٣۔آیت ٣٢) اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پارہ نمبر ٥۔ سورۃ نساء رکوع ١٠۔آیت ٨٠) جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی یعنی نبی کریم ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جس نے حضور ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ سورۃ احزاب میں اپنے محبوب کی شان میں رب کریم نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ ط وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا o

(پارہ نمبر ٢٢۔سورۃ احزاب۔ع ٤۔آیت ٣٦)

Marfat.com

ترجمہ☆: یعنی ہرگز کسی مومن یا مومنہ کو جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کسی امر کو جاری کریں یا جاری ہو جائے تو ان کو اپنے امر میں اختیار نہیں ہے جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور رسول علیہ السلام کی وہ گمراہ ہو گیا اور ایسی گمراہی جو نیکی سے جدا کرنے والی ہے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ اللہ کے ساتھ لفظ "رسول علیہ السلام" ہر دو جگہ شان نزول کی دلالت کر رہا ہے۔ عطف نسق یعنی وہ عطف جس میں تردید صحیح ہوتی ہے اور "قد" فعل ماضی کے متحقق ہونے کی تاکید پر دلالت کر رہا ہے جس سے معلوم ہوا بعد اجرائے حکم خدا یا رسول اللہ علیہ السلام مومن کو کسی امر میں اختیار نہیں رہتا۔ بجز تعمیل چارہ نہیں اور ہر دو حکم یکساں اور فرض ہیں۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی یکساں ہے۔ خواہ کسی کی ہو اس کی تحقیق میں تاکید یکساں ہے۔ دوسرے مقام پر رب کائنات نے اپنے پیارے محبوب پاک علیہ السلام کی شان میں اس طرح ارشاد فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پارہ نمبر ۵۔ سورۃ نساء۔ ع ۵۔ آیت نمبر ۶۴)

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں۔ تو اے محبوب وہ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول علیہ السلام ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ یعنی اس آیت مبارکہ میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے پیارے حبیب علیہ السلام اپنے گنہگار امتیوں سے فرما دیجئے کہ اگر وہ اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کر کے اسے ناراض کر لیں اور پھر جب معافی مانگنا چاہیں تو تمہارے دروازے پر حاضر ہو جائیں اس لئے کہ تمہارا دروازہ ہمارا ہی دروازہ ہے مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

ایک اور شاعر اپنے انداز میں کہتا ہے کہ

محبوب خدانوں دو جگ دا مختار نہ آکھاں تے کی آکھاں
سرکار دے روضے نوں رب دا دربار نہ آکھاں تے کی آکھاں

Marfat.com

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

حضرات محترم ☆: قرآن مجید فرقان حمید سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ گناہوں کی معافی کے لئے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر گنہگار میں یہ طاقت نہیں کہ وہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار عالیہ پر حاضر ہو سکے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ **جاء وک فی المدینته** اے محبوب وہ آپ کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہو جائیں بلکہ مطلق فرمایا۔ **جاء وک** یعنی جہاں بھی ہوں حضور قلب کے ساتھ اس بارگاہ ختمی مرتبت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس لئے کہ ہر مومن کا دل محبوب کبریا ﷺ ہی کی جلوہ گاہ ہے۔ بظاہر آپ مدینے میں ہیں لیکن بباطن ہر مومن کے سینے میں۔

سنا ہے رہتے ہیں آقا فقط مدینے میں
غلط ہے رہتے ہیں وہ ہر مومن کے سینے میں

اب اگر کوئی کہے کہ اس طرح تو حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا اور یہ بات ممکن نہیں کہ ہم حضور ﷺ کو حاضر و ناظر مان لیں۔ کیونکہ حاضر و ناظر ہونا تو خدا کی صفت ہے اور اگر حضور ﷺ کو بھی حاضر و ناظر مان لیں تو پھر یہ خدا کے ساتھ شرک ہو جاتا ہے تو پھر اس باڈر پار والی نسل کے ملا کو اہلسنت کا یہ جواب ہے کہ مولوی جی جس رب کو حاضر ناظر مانتے ہو اسی رب نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ○ (پارہ ۲۶۔ سورۃ قٓ ۔ ع ۲۔ آیت ۱۶)

میں ہر ایک شخص کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ اسی رب کریم نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ○

(پارہ نمبر ۲۱۔ سورۃ احزاب۔ رکوع ۱۔ آیت ۶)

اے محبوب پاک ﷺ کے غلامو! میرا محبوب تمہاری جانوں سے بھی قریب ہے۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں رب کریم نے مومنوں سے خطاب فرمایا۔ کافروں سے خطاب نہیں فرمایا بلکہ صرف اور صرف مومنوں سے خطاب فرمایا کیونکہ رب کریم جانتا ہے کہ کافروں اور منافقوں کا ٹولہ ہی ایسا ٹولہ ہے جو میرے محبوب کو اپنے قریب نہیں مانتے اور نہ ہی مانیں گے اسی لئے مومنوں کو خطاب فرمایا کہ وہ تمہاری جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ اب جو دیو اور شیطان کے بندے ہیں وہ خود فیصلہ کرلیں کہ وہ کس ٹولے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ جو نبی ہماری جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ جان دل کے اندر ہوتی ہے جو دل کے اندر رہتا ہو وہ نبی ﷺ کیا میرے اور آپ کے احوال واقوال وافعال سے واقف نہیں اور جو نبی ﷺ میرے اور آپ کے احوال واقوال وافعال سے واقف ہے تو پھر وہ نبی ﷺ حاضر و ناظر نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر قرآن کریم کی یہ آیت مولوی صاحب سے پڑھی ہی نہیں جاتی۔ اس لئے کہ شان نبوت کا اظہار جو ہو رہا ہے اور یہ بات ملاجی کو وارا کھاتی نہیں۔ یہ شیطان کے چیلے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور ایک شیطان ساری دنیا میں فساد برپا کئے ہوئے ہے مگر اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ وہ نبی ﷺ خدا کے پیارے آمنہ بی بی کے راج دلارے، نبیوں کے سردار بھی ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔ آج یہ شیطان کے چیلے اپنے استاد کی طرح انکار پر انکار کرتے چلے جا رہے ہیں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ قصور ان کا نہیں بلکہ کملی والے مصطفیٰ کریم ﷺ کی یہ حدیث پوری ہو رہی ہے۔ **كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ عَلٰى اَصْلِهٖ** ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہے مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجد یو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

سورۃ حجرات میں رب کریم نے ارشاد فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

(پارہ ۲۶۔ سورۃ حجرات۔ ع ا۔ آیت ۲)

Marfat.com

اے ایمان والو اپنی آوازوں کو میرے پیغمبر ﷺ کی آواز پر بلند نہ کرو۔ جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہو۔ بولتے ہو یا باتوں کے کہنے میں آواز کا بلند کرنا ہوتا ہے اور میرے نبی ﷺ سے کلام نرمی سے کرو آہستہ ادب اور تعظیم کے ساتھ پکارو اور آپ ﷺ کو

یــانبــی الـلــهٔ یـاحبیب الـلـهٔ یـارسـول الـلـه

یـا شـفـیـع الـمـذنبین، یـا رحـمتـه الـلـعـالـمین

جیسے صفاتی ناموں سے پکارو کیونکہ بے ادبی سے تمہارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ تمہارے اعمال ضبط ہو جاتے ہیں۔ اکارت ہو جاتے ہیں۔ زائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہوتا۔ قرآن مجید کی آیات اس پر شاہد ہیں کہ رب کریم نے اپنے نبی ﷺ کو کہیں بھی نام لے کر نہیں پکارا۔ بلکہ خطاب سے پکارا۔ دیگر انبیاء کرام کو جب پکارا تو نام لے کر مگر جب پیارے حبیب کو پکارا تو خطاب فرمایا:

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ٥

(پارہ ۲۲۔ سورۃ احزاب۔ ع ۲۔ آیت ۴۵)

اے غیب کی خبریں دینے والے محبوب ہم نے بے شک آپ کو حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ یہاں پر رب کائنات نے اپنے محبوب کو نام سے نہیں بلکہ خطاب سے پکارا۔ جب آدم علیہ السلام سیدنا ابوالبشر کو پکارا۔ تو فرمایا **یٰۤاٰدَمُ اسْکُنْ** (پارہ نمبر ۱۔ سورۃ بقرہ۔ ع ۳۔ آیت ۳۴) سیدنا نوح علیہ السلام سے یوں خطاب فرمایا۔ **یٰـنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا** جناب ذکریا علیہ السلام سے فرمایا **یٰـزَکَرِیَّـآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ** (پارہ نمبر ۱۶۔ سورۃ مریم۔ ع ۱۔ آیت ۷) سیدنا یحییٰ علیہ السلام سے یوں خطاب فرمایا **یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ**

(پارہ ۱۶۔ سورۃ مریم۔ ع ۱۔ آیت ۱۲)

سیدنا داؤد علیہ السلام سے یوں خطاب فرمایا **یٰـدَاوٗدُ اِنَّـا جَـعَـلْـنٰـکَ خَـلِـیْـفَـةً فِی الْاَرْضِ** (پ ۲۳۔ سورۃ ص۔ ع ۱۲۔ آیت ۲۵) سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا **یٰـاِبْـرٰهِیْمُ قَدْ**

Marfat.com

صَدَاقْتَ الرُّؤيَا (پ۲۳۔سورۃ صفت۔ع۲۔آیت۱۰۳) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو یوں خطاب فرمایا

یامُوسٰی اِنِّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَo (پ۲۰۔سورۃ القصص۔ع۶۔آیت۳۰)

حضرات محترم ☆: تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے جب اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا اور نام لے کر پکارا مگر ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کو جب بھی پکارا تو القابات سے پکارا آیات قرآنی اس پر شاہد میں ارشاد ربانی ہے: یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ (پارہ۶۔سورۃ مائدہ۔رکوع۱۳۔آیت۶۶)

اور کہیں یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا o وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًاo (پ۲۲۔ع۲۔آیت۴۵۔۴۴) کے خطاب سے اور کہیں

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَo (پارہ نمبر۱۷۔سورۃ انبیاء۔ع۶۔آیت۱۰۷)

کے خطاب سے پکارا اور کہیں یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اور کہیں یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ کہیں یٰسٓ کہیں طٰہٰ اور کہیں حٰمٓ کہہ کر پکارا آیات قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ رب کریم نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو جب بھی پکارا القاب سے پکارا اسی واسطے کسی نے کیا خوب کیا۔

یا آدم خطاب است با پدر انبیا

یا ایھا النبی خطاب محمد ﷺ است

رب کریم نے تمام نبیوں کا ذکر قرآن میں نام لے کر کیا لیکن پیارے حبیب کا ذکر جب بھی کیا القاب سے کیا۔ مگر یہ چودھویں صدی کے ملا کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا نام لے کر پکارو کیونکہ لفظ یا سے حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننا پڑتا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ خدا حکم دے رہا ہے کہ میرے محبوب کو عام لوگوں کی طرح مت پکارو اس سے تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے، ملا کہتا ہے کہ خطاب ندا سے نہ پکارو۔ اب بتلایئے کہ قرآن کی مانیں یا ملا کی مانیں مگر اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رب اپنے محبوب ﷺ

Marfat.com

کو خطاب سے پکارتا ہے اور پکارنے کا حکم بھی دے رہا ہے۔

یا رسول الله، یاحبیب الله، یا شفیع المذنبین

یا امام المرسلین، یا رحمته اللعلمین

جیسے دوسرے القابات سے پکارنا چاہیے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اسم احمد کی تعظیم کے منکر وان کی عظمت کو قرآن میں دیکھ لو بے لقب ان کا نام مبارک ان کے معبود نے بھی پکارا نہیں ہے۔

اسی واسطے اہل سنت و جماعت جب بھی سرکار مدینہ علیہ السلام کو پکارتے ہیں تو

یا نبی سلام علیک، یا حبیب سلام علیک

یا رسول سلام علیک، صلوۃ اللہ علیک

کہہ کر پکارتے ہیں اور درحقیقت سنی کی پہچان بھی یہی ہے اور اہل سنت کا نعرہ بھی یہی ہے اور اہل سنت کا ایمان بھی یہی ہے کہ:

یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
جس نے یہ نعرہ لگایا اس کا بیڑا پار ہے

میں ہوں وہ سنی جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا کہ الصلوٰۃ والسلام

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

Marfat.com

اسی مقام پر حضرت غوث اعظم نے فرمایا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ انْظُرْ حَالَنَا

يَا حَبِيبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ هَمٍّ مُغْرَقٌ

خُذْ يَدِیْ سَهِّلْ لَنَا اَشْكَالَنَا

قرآن کریم سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کو نام لے کر مت پکارو اور اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ **يَا رَسُولَ اللّٰهِ، يَا حَبِيبَ اللّٰهِ** جیسے القابات سے پکارو۔ نبی کریم ﷺ کے پاس جب بھی جبرائیل امین حاضر ہوتے تو یارسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی یارسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارتے تھے اولیائے کاملین کا بھی یہی عقیدہ ہے اور جمہور مسلمانوں اور مومنین اور اہل سنت و جماعت کا بھی یہی عقیدہ اور طریقہ ہے۔

بلکہ خود دیوبندیوں کے پیشوا اور پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ حضور کو یارسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارتے تھے جن کا ثبوت ان کے ان اشعار سے ملتا ہے جو انہوں نے حضور ﷺ کی شان میں نعت کے اندر لکھے ہیں۔

کر کے نثار آپ پہ گھر بار یارسول اللہ ﷺ

آ پڑا ہوں آپ کے دربار یارسول اللہ ﷺ

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں

اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسول اللہ ﷺ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب میں اس مقام پر لکھتے ہیں۔

يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَابُكَ لِیْ

اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِیْ

Marfat.com

ترجمہ: (النور:۶۳)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو، جیسے کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

یہ آیت کریمہ بھی حضور علیہ السلام کی نعت ہے، اس میں صحابہ کرام کو بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کو بارگاہ مصطفےٰ علیہ السلام کا ادب سکھایا گیا ہے۔ اس سے چند طرح نعت پاک ثابت ہوتی ہے۔ اولاً تو یہ کہ پروردگار عالم نے خدام بارگاہ کو اپنے محبوب علیہ السلام کے سامنے بات چیت اور عرض معروض کرنے کا بھی ادب سکھایا، دوسرے اس طرح کہ فرمایا، کہ ان کی شان تمہارے عام مسلمانوں کی طرح نہیں ہے۔ کہ جس طرح چاہو پکارو، بلکہ یہ بارگاہ اور ہے اور یہاں کے ادب بھی اور۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر تو مان گیا
تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب صفحہ 186 پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں۔

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ
اَنْتَ فِیْ الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِیْ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَابُکَ لِیْ
مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحِدِیْ

حضرات محترم ☆: مولانا اشرف علی تھانوی بذات خود سرکار دوعالم ﷺ کو حرف ندا سے

Marfat.com

پکار رہے ہیں جو ان کی اپنی کتاب سے ثابت ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اجتماعی طور پر یارسول اللہ اور یا حبیب اللہ کہنا ثابت نہیں ہے تو ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ذرا کتابیں اٹھا کر دیکھیں کہ جب سرکار مدینہ ﷺ ہجرت کر کے مدینۃ المنورہ پہنچے تو مدینہ کے مرد بوڑھے، بچے، نوجوان اور عورتوں نے مل کر اجتماعی طور پر کیا کہا تھا۔

حضرت امام یوسف نبھانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب جامع کرامات الاولیاء کے صفحہ نمبر 318 پر رقم طراز ہیں کہ جب سرکار مدینہ ﷺ مدینہ منورہ شریف پہنچے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف کے لوگ نعرہ تکبیر کی گونج میں جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، جَاءَ مُحَمَّدٌ ﷺ اور یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْل ﷺ کے نعروں سے فضائیں گونج رہی تھی یہ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کا درود مسعود تھا کہ یارسول اللہ کا عاشقانہ نعرہ بلند ہوا صحابہ، صحابیات، آقا، غلام، بوڑھے، بچے، مرد وعورت پکار اٹھے یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

اب جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ یارسول اللہ کا نعرہ اجتماعی طور پر ثابت نہیں ہے ان کی خدمت میں اتنی عرض ہے کہ آئیں اور دیکھیں کیا یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتماعی نعرہ نہیں ہے کیا مدینہ والوں کا نعرہ نہیں ہے؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کرنے والوں کا نعرہ نہیں ہے؟ کیا یہ عاشقان روئے مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ نہیں ہے؟ کیا عمل صحابہ بھی شرک ہوسکتا ہے؟ کیا یہ مسلم شریف کی حدیث نہیں ہم نے صحابہ کرام کو انفرادی حیثیت سے بھی یہ نعرہ بلند کرتے ہوئے سنا اور اجتماعی حیثیت سے ان کے نعروں کی گونج کا آسمان گواہ ہے۔ ان کی تنہائیوں کا بھی یہ وظیفہ ہے اور وراثت صحابہ کے طور پر اولیائے امت بھی یہ وظیفہ پڑھتے آئے ہیں اور قیام قیامت تک پڑھتے رہیں گے اور اولیائے کاملین کی تقلید کرتے ہوئے۔ ہم اہلسنت بھی آخری دم تک یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ بلند کرتے رہیں گے۔ علمائے حق اہل سنت و جماعت بھی اولیائے کرام کا دامن تھام کر یہی اعلان کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

دشمن احمد پہ شدت کیجئے یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

اب جولوگ حضور ﷺ کی عظمت ورفعت ومرتبہ اور شان کو دیکھنے کے بعد بھی سرکار دوعالم ﷺ کی عظمت کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا اَنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَہ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (پارہ ۲۲۔سورۃ احزاب۔ع ۳۔آیت ۵۶) بے شک جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو رنج پہنچاتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کردیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے عذاب خوار کرنے والا مقرر کر دیا ہے تو یہ دوری اور عذاب مطلق نہیں ہے بلکہ ایذا کی مقدار پر ہوسکتا ہے کیونکہ بغض اور دوری اور عذاب کفر تک ہوتا ہے یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ بنفسہٖ ایذا پانے سے پاک ہے پس نسبت ایذا پانے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پیغمبر کے واسطے میں سبب اس مجازی اتحاد کے اس سبحانہ کے ساتھ عام طور پر عارضی واقع ہوئی ہے یعنی خدا کے رسول کے ایذا پانے کی تخصیص بغرض تعظیم فرمائی کیونکہ آپ کی شان وعظمت علیحدہ بتا رہی ہے اور عموم سے فارق ہے اور لعنھم اللہ میں وعید ہے کہ وعید رحمت خدا نہیں ہے دوری اور خواری اور عذاب ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایذائے رسول ﷺ کو ایذائے خود فرماتا ہے۔ اب آیئے سرکار دوعالم ﷺ کی شان سورۃ توبہ میں ملاحظہ فرمایئے رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّا اِلَی اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (پارہ نمبر ۱۰۔سورۃ توبہ۔ع ۶۔آیت ۵۹)

یعنی اور کیا خوب ہوتا اگر وہ راضی ہوتے جو ان کو دیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اور کہتے بس ہم کو

Marfat.com

اللہ دے گا اور دے گا اس کا رسول ﷺ پس ہم کو اللہ ہی چاہیے دوسرے مقام پر فرمایا۔

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ (پارہ نمبر ۲۸۔ سورۃ حشر۔ ع ۱۔ آیت ۷) جو کچھ میرا محبوب تمہیں دے وہ لے لو جس سے روکے رک جاؤ یہی ہے ادب مصطفیٰ ﷺ کہ سرکار جس سے روکیں رک جاؤ اور جو عنایت فرمائیں وہ لے لو جو لوگ عطائے مصطفیٰ ﷺ کے قائل نہیں ان سے سوال ہے کہ تمہیں یہ رمضان قرآن، ایمان، جان جسم، جاہ حشم یہ تمام چیزیں کس دروازے سے ملی ہیں اگر یہ سرکار کے تصدق سے ملا ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس دنیا میں جو کچھ ملا ہے وہ سرکار کے صدقے ملا ہے تو پھر اُس دنیا میں جس کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ وہاں بھی سرکار کے صدقے بیڑا پار ہوگا اور اُس دنیا جس کو عالم عقبیٰ قیامت کے دن بھی سرکار کے صدقے اور شفاعت سے بیڑا پار ہوگا اب جو اس دنیا میں سرکار کی عطا کا منکر ہے وہ عالم آخرت میں بھی سرکار کی رحمت سے دور اور محروم رہے گا اور پھر کہے گا کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم — نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

بڑے بے ایمانوں سے پالا پڑا ہے — شرافت کے دشمن ذلالت کے حامی

سرکار کی شان کے متعلق دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (پارہ ۹۔ سورۃ انفال۔ ع ۲۔ آیت ۱۷) اے محبوب یہ مشت خاک تم نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی، یعنی ہاتھ تو تیرے ہیں پر میں کہتا ہوں کہ تیرا پھینکنا ہے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ (پ ۲۶۔ سورۃ فتح۔ ع ۱۔ آیت ۱۰) اے محبوب جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے وہ اللہ سے بیعت کرتا ہے اے محبوب ہاتھ تو تیرا ہوگا مگر لوگ کہیں گے یداللّٰہ دوسرے مقام پر فرمایا: قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ (پ ۹۔ سورۃ انفال۔ ع ۱۔ آیت ۱) اے حبیب کہہ دیجئے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول ﷺ کا ہے دوسرے مقام پر فرمایا۔ یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ ۱۰۔ سورۃ انفال۔ ع ۳۔ آیت ۶۴)

Marfat.com

یعنی وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد اور مومنین سے قوی کیا اور کہیں فرمایا

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝ (پ۱۰۔سورۃ توبہ۔ع۴۔آیت۳۲)

یعنی وہ چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے یعنی انکار رسالت کی ناپسند باتوں سے یعنی نبی کریم ﷺ کی شان وعظمت واختیار کا انکار کرتے ہیں مگر حال یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے نور کو کامل یعنی پورا کرنے والا ہے (کمال نبوۃ سے) جس پر لفظ متم سے دلالت ہو رہی ہے۔ اس نور کے حادث ہونے اور اپنے مضافات الیہ سے متاخر ہونے میں تو اللہ ارشاد فرماتا میں حضرت محمد الرسول ﷺ کے کمالات نبوت کو اپنے نور سے کامل کرنے والا ہوں۔ پورا کرنے والا ہوں تو کمال علم میں تو دین و دنیا کا کوئی علم باقی نہیں رہتا اور یہاں فرمایا کہ نور کمال نبوت اور کمال نبوت کے اظہار کو پورا کرنے والا میں ہوں نور کو کامل کرنے والا ہوں تو زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اور ہو رہا ہے اور ہونے والا ہے کمال علم سے کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں جیسا کہ سرکار مدینہ ﷺ نے خود اپنی زبان ترجمان سے فرمایا فانا النظر اتھا پس میں اس کو دیکھ رہا ہوں دنیا مافیہا کا حال قیامت تک کا حال اور اس طرح کہ جیسے کوئی اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہو اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ قرآن کریم کہتا ہے۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ وَ کَانَ فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا۝

(پ۵۔سورۃ نساء۔ع۱۶۔آیت۱۱۳)

یہ علم نبوت ہے کہ نور کامل کا انعام کہ تمام دنیا آپ کے سامنے مانند کف دست کے ہے اور علم اولین و آخرین کے خزانے آپ کے پاس ہیں اور جسے جو چاہیں بخش دیں۔ آپ کے پاس خزائن معرفتی ہیں یہ تو ہے قرآن وحدیث کا فیصلہ علم مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ہے

حضرات محترم☆: ہم اہل سنت والجماعت جو ہیں ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ جو شخص کسی بھی مخلوق کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ مانے وہ کافر ہے اس لئے کہ حضور ﷺ تمام مخلوقات الٰہی میں سب سے بڑے عالم ہیں دوسرا یہ کہ حضور ﷺ کے کسی وصف پاک کو ادنیٰ چیزوں سے تشبیہ دینا یا ان کے برابر بتانا صریحا توہین نبوت اور عین کفر ہے۔ اللہ کریم اس بارگاہ کی بے

Marfat.com

ادبی سے محفوظ رکھے اور ہمیں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پکا عاشق صادق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا اہل سنت جماعت کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کے عشق ومحبت کے بغیر ایمان کی تکمیل ناممکن ہے آیئے۔ درویش لاہوری مرد قلندر، علامہ اقبال علیہ الرحمۃ سے پوچھیں کہ آپ کا کیا خیال ہے اور سرکار ابد قرار کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔

کون علامہ اقبال ☆:

جو قائد مشرق بھی ہے اور نقاد مغرب بھی جو ادب خوردہ نگاہ محبت بھی ہے اور شناس مزاج نبوت بھی۔ جو شاعر مشرق بھی ہے اور رسول کریم ﷺ کا عاشق صادق بھی ہے وہ علامہ محمد اقبال جس کی زندگی کا ایک ایک لحہ عشق رسول ﷺ میں گزرا ہے۔ وہ سرکار ابد قرار کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل
جس نے غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

اور دوسرے مقام پر عاشق رسول ﷺ نے کہا

مغز قرآں روح ایماں جان و دیں
ہست حب رحمۃ للعلمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن o

Marfat.com

درشان حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم

اوصاف علی علیہ السلام بگفتگو ممکن نیست
گنجائش بحر درسبو ممکن نیست
من ذات علی بوالعجبی کے دانم
الہ داند کہ مثل او ممکن نیست

از۔خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

رباعی

زمانے سے علی والوں کی سطانی نہیں جاتی
اسی باعث منافق کی پریشانی نہیں جاتی
علی کے دشمنوں کی عاقبت پہچان لو لوگو
یہ مرتے ہیں تو ان کی شکل پہچانی نہیں جاتی

ازقلم: مقصود احمد صابری

Marfat.com

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم

تعارف ☆: آں مقاتل درراہ خدا، حاملِ اسرار مصطفیٰ، رہبر زمرہ، اولیاء صوفیاء اتقیاء امام المشارق والمغارب مولائے کائنات مشکل کشا، حاجت روا قبلہ حاجات والمطالب، اسد اللہ الغالب، امام الاولیاء حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی الطالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف کی ولادت باسعادت 13 رجب المرجب شریف واقعہ فیل کے تیسویں سال مکہ مکرمہ خانہ کعبہ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب تھا۔ حضرت ابوطالب نے حضورﷺ کو بڑی محبت وشفقت سے پالا آپ حضورﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے اور آپ کے القاب امیر المومنین، مرتضیٰ اسد اللہ اور ولی اللہ ہیں۔ نبی پاکﷺ کے بعد خلافت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور پھر متفقہ طور پر حضرت فاروق أعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بعدازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا حضرت ابوبن عمر نے محمد بن حنیفہ کی روایت نقل کی ہے۔ محمد بن حنیفہ نے فرمایا جس زمانہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا ایک شخص نے آکر کہا کہ عنقریب امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا۔

حضرت علیؓ یہ سن کر فوراً کھڑے ہوئے میں نے اس وقت آپ کی حفاظت کی غرض سے آپ کی کمر پکڑی آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچے۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کو شہید کر دیا گیا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وہاں سے واپس آکر اپنے مکان میں داخل ہو گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ لوگوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور آپ کے گھر میں داخل ہو کر بتایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں اور مسلمانوں کو یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ سے زیادہ خلافت کا حقدار ہماری نظر میں کوئی نہیں ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا مجھے خلیفہ بنانے کا خیال ترک کر دو۔ میں امیر ہونے سے بہتر تمہارے لئے وزیر ہوں۔ لوگوں نے جواب دیا خدا کی قسم آپ سے زیادہ حقدار خلافت کا ہم کسی اور کو نہیں جانتے۔ فرمایا اگر تم نہیں مانتے تو پھر میری بیعت پوشیدہ طور پر نہیں ہوگی۔ میں مسجد میں جاتا ہوں جو میری بیعت کرنا چاہے وہاں آکر میری بیعت

Marfat.com

کرے۔ یہ فرما کر آپ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے لوگوں نے آپ کی بیعت قبول کر لی اور پھر آپ شہادت تک امام برحق خلیفۃ المسلمین رہے آپ نبی پاک ﷺ کے داماد بھی ہیں آپ کے ہاں نبی پاک ﷺ کی نور نظر حضرت سیدہ طیبہ، زاہرہ، طاہرہ، عابدہ، صالحہ، عارفہ حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا تھیں۔ آپ بڑے صابر و شاکر تھے کسی کا دل نہ دکھاتے نہ کسی پر ظلم کرتے ہر ایک کے ساتھ رحم سے پیش آتے حق بات پر اڑ جاتے ساری زندگی نبی پاک ﷺ کے ساتھ گزاری اور ہر وقت اپنے آقا و مولا کی بارگاہ میں رہتے آپ کے بارے میں ایک دن کملی والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ۔ ایک مقام پر فرمایا: **مَنْ کُنْتُ مَوْلَا فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہ** جس کا میں مولا اس کا علی مولا۔

معلوم ہوا کہ جو سرکار مدنی تاجدار ﷺ کا غلام ہے وہ حضرت علی کرم وجہ الکریم کا بھی غلام ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منکر یا گستاخ ہے وہ اللہ کے نبی ﷺ کا گستاخ و منکر ہے۔ نبی پاک ﷺ نے خود فرمایا کہ علیؓ علم کا دروازہ ہے میں علم کا شہر ہوں اور میں جس کا مولا ہوں۔ اس کا علیؓ مولا ہے۔ حضرت علی بڑے دلیر تھے اور آپ کی شجاعت کا چرچا تمام کائنات میں تھا۔ بڑے بڑے زور آور آپ کے سامنے آتے ہوئے گھبراتے تھے۔ آپ کفار کے مقابلے میں بہت سخت تھے۔ مگر جس وقت آپ اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے تو بڑی حلیمی کے ساتھ نماز پڑھتے زار و قطار روتے رہتے حتیٰ کہ آپ کا جسم سن ہو جاتا جس وقت نماز میں کھڑے ہوتے آنسوؤں کا سمندر رواں ہو جاتا تھا اور حضرت علیؓ کے ساتھ منافقت رکھنے والا مکمل طور پر بے ایمان ہے۔ جیسا کہ حضرت علی نے خود فرمایا زوبان جیش کہتے ہیں کہ حضرت علی نے کہا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا یعنی اگایا اور ذی روح کو پیدا فرمایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ سے صرف وہ شخص محبت کرے گا جو مومن ہوگا۔ اور اے علی جو تم سے بغض و عداوت رکھے گا وہ منافق ہوگا۔ اس حدیث سے صاف اور واضح طور پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ حضرت علیؓ سے بغض رکھنے والا بے ایمان ہے منافق ہے اور ہمارا مسلک اہل سنت بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ

بغیر حب علی مدعا نہیں ملتا
عبادتوں کا بھی ہرگز صلہ نہیں ملتا

Marfat.com

خدا کے بندو سنو غور سے خدا کی قسم
جسے علی نہیں ملتے اسے خدا نہیں ملتا

کیونکہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ اور علی ہر مومن کا دوست اور مددگار ہے کیونکہ

شاہ مرداں شیر یزاں قوت پروردگار
لافتح الاعلی لاسیف الاذوالفقار (علامہ اقبال)

حضرت سہیل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے میدان میں فرمایا یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں سے خدا خیبر کو فتح کرائے گا۔ صبح ہوئی تو تمام صحابہ کرام نبی پاک ﷺ کی خدمت میں یہ امید لے کر آئے یہ جھنڈا ہمیں ملے گا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ بلا کر لاؤ۔ چنانچہ ان کو بلایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا وہ فوراً اچھی ہو گئیں۔ جیسا کہ دکھتی ہی نہ تھیں اور نبی پاک ﷺ نے آپ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ نے جھنڈا لے کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں ان لوگوں سے یعنی دشمنوں سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک وہ ہماری مانند مسلمان نہ ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنی فطری، نرمی و آہستگی سے کام لو جب تم میدان میں جاؤ تو پہلے دشمنوں کو دعوت اسلام دو اور پھر بتلاؤ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد تم پر خدا کا کیا حق ہے خدا کی قسم اگر تمہاری تبلیغ و تحریک سے ایک شخص کو خداوند کریم نے ہدایت دی تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہت بہتر ہوگا۔ جنگ خیبر میں قلعہ کا مالک مرحب میدان میں نکلا تو ادھر سے شیر خدا حضرت علیؓ مقابلہ میں آئے تو مرحب نے رجز یہ شعر پڑھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب

یعنی سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، کون مرحب وہ جو مسلح تجربہ کار بہادر ہے۔ حضرت علی کرم

Marfat.com

اللہ وجہہ الکریم نے مرحب کا یہ شعر سنا تو آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

انــــا الــــذی ســمــتــنــی امــی حیــدره

کــلــیــث نــمــابــات مهیــب الــســمــطــره

آپ کے پاس جبرائیل امین کی آمد☆: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس ایک مرتبہ جبرائیلؑ اعرابی کی شکل میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے علیؑ آپ باب مدینۃ العلم ہیں۔ ذرا تلاش کیجیے اور بتایئے کہ اس وقت جبرائیلؑ کہاں ہے۔ حضرت علی نے پہلے تو دائیں بائیں پھر اوپر اور نیچے دیکھا اور فرمایا۔ اس وقت جبرائیلؑ نہ تو آسمان نہ زمین پر نظر آیا۔ اس لئے میرے خیال میں تو تو ہی جبرائیل ہے۔ (نزہتہ المجالس صفحہ 352)

یہ شان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ہے کہ آپ نے جبرائیلؑ امین کو بھی لباس بشر میں پہچانا کیونکہ حضرت علیؓ سے معرفت الٰہی پوشیدہ نہیں تھی اور معرفت طریقت شریعت، حقیقت کے رموز واسرار سے واقف تھے۔ حضرت علی برادر مصطفیٰ ﷺ غریق بحر بلا مقتدائے جملہ اولیاء واصفیا طریقت میں آپ کی شان اور درجہ رفیع ہے۔ اصول حقائق کی تعبیرات میں آپ کو کمال دسترس تھی۔ یہاں تک کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم** اصول وبلا میں ہمارے پیشوا اور رہنما یعنی آپ علم طریقت اور اس کے معاملات میں ہمارے پیشوا اور رہنما ہیں۔

کسی نے آکر آپ کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین مجھے کوئی وصیت فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا اپنے آپ کو اپنی زن واولاد میں مشغولیت کو برا سمجھنا اگر وہ اللہ کے دوستوں اور اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ تو اللہ اپنے دوستوں اور ولیوں کو ضائع نہیں فرماتا اور اگر وہ اللہ کے دشمن ہیں تو تیرا ارادہ اور ان میں مشغولیت حق تعالیٰ سبحانہ کے دشمنوں سے ہوگی تو کیوں ان سے غم خواری اور ان سے تعلق رکھتا ہے یعنی آپ نے وصیت کی تیری اولاد وزن تیرے قریبی اگر خدا کے دشمن ہیں تو تو ان سے تعلق نہ رکھ وگرنہ تیرا ان کے ساتھ ملنا اور مشغلہ کرنا بھی ان کے برابر شمار ہوگا۔ کسی سائل نے آکر عرض کیا کہ سب سے اچھا عمل

Marfat.com

کون سا ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا غِنَا الْقَلْبِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کو تونگر بنانا جو دل خدا کے ساتھ غنی ہو نہ اسے دنیاوی نیستی پریشان کرتی ہے نہ اسے خوش کرتی ہے۔

تفویض خرقۂ معراج ☆ : میر سید کرمانی اپنی کتاب سیر الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ اوصاف جود و سخا، رزم وغنا اور فقر و صفا میں آپ تمام صحابہ کرام میں ممتاز تھے اور اپنی قوت و شوکت کی بنا پر حضرت رب العزت کی طرف سے خطاب ''اسد اللہ الغالب'' حاصل کیا۔ آپ کثرت علم کی وجہ سے صحابہ کرام میں ممتاز و یکتا تھے اور خلعتِ خرقۂ فقر جو رسالت مآب ﷺ کو بارگاہ رب العزت سے شب معراج عطا ہوا۔ اس سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مشرف ہوئے۔ اور اس کی بنا پر مشائخ عظام میں جو خرقۂ خلافت جاری کرنے کی سنت جاری ہوئی قیام قیامت تک بفضلہٖ تعالیٰ جاری رہے گی اور آپ کی بدولت کاردین میں تقویت ملتی رہے گی۔

حضرت علی کے آخری خلیفہ ہونے میں حکمت ☆ : صاحب مراۃ الاسرار حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی المتوفی ۱۰۹۴ھ رقم طراز ہیں کہ حضرت مولائے کائنات تمام عمر حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور تمام جنگوں میں مرتبہ جہاد کما حقہ انجام دیا۔ نبی کریم ﷺ کے وصال باکمال کے بعد آپ گوشہ نشینی اختیار کر کے ریاضت وقناعت وعبادت میں مشغول ہو گئے اور اپنی ولایت کبریٰ کی قوت سے عزلت وتنہائی میں بیٹھ کر تمام ظاہری و باطنی علوم معرفت میں منہمک ہو گئے۔ حضرت علی سے پہلے حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلیفہ بننے میں یہی حکمت تھی کہ خلافت راشدہ کے ۲۵ سالہ دور میں حضرت علی المرتضیٰ کنج عزلت میں مقامات ولایت طے کرتے رہے۔ اگر رسالت مآب ﷺ کے بعد آپ خلافت کے منصب پر فائز ہوتے تو خلافت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ باطنی کمالات کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکتے اور نہ ہی پہلے تین خلفائے کرام کو منصب خلافت پر اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملتا۔ کیونکہ حضرت علی کا وصال ان تینوں خلفاء کے وصال کے بعد ہوا۔ حکمت ازلی کا تقاضہ یہی تھا کہ صحبت نبوی کے چاروں تربیت یافتہ مردان باکمال اپنے اپنے عرصہ جات میں اپنے اپنے جوہر دکھاتے اور دنیا کو اپنے فیوض وبرکات سے مستفیض فرماتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اکابر مہاجرین وانصار اور

Marfat.com

زعمائے ہر شہر و دیار کے متفقہ فیصلے کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور ہر خاص و عام نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

خلافتِ صغریٰ و خلافتِ کبریٰ ☆: حضرت خواجہ عبید اللہ احرار اپنے رسالہ استغال میں رقم طراز ہیں کہ امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کو بارگاہ خداوندی سے حکم ملا کہ اسرار مرتبۂ ولایت و توحید جو مقام ''لی مع اللہ'' میں آپ کو بلاواسطہ جبرئیل امین علیہ السلام حق تعالیٰ سے براہ راست ملے ہیں وہ بلا طلب کسی کو نہ بتائے جائیں (یہ سنت مشائخ عظام میں آج بھی جاری ہے)۔ اور مرتبہ نبوت کے جو احکام بواسطہ جبرائیل امین ملے تھے۔ وہ ہر خاص و عام تک پہنچائے جائیں خواہ کوئی طلب کرے یا نہ کرے۔

ایک دن رسالت مآب ﷺ مغموم بیٹھے تھے کہ ہر شخص ہم سے احکام شریعت دریافت کرتا ہے مگر اسرارِ باطن کا طلب گار کوئی نہیں۔ شاید یہ اسرار میں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا۔ آپ ﷺ کے دل میں ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ رب کائنات کی جانب سے حکم آیا۔ اِذَا اَرَادَاللّٰہُ شَیْئاً ادھر یہ حکم آیا ادھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دل میں خیال آیا کہ فرمان الٰہی کے مطابق میں نے احکام شریعت تو حضور سرور کائنات ﷺ سے حاصل کر لئے ہیں مگر احوال باطن سے ابھی تک آگاہ نہیں ہوں تاکہ ان معاملات میں بھی حضور ﷺ کی متابعت کروں۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بہ کمال صدق و اخلاص حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اسرارِ مرتبۂ ولایت و توحید سے بھی آشنا فرما دیجیے۔ آپ کے اس سوال سے حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے علی مجھے رب کریم کی پاک ذات کی طرف سے یہی حکم ملا تھا کہ جو طلب کرے اسے عطا کر دینا اس کے علاوہ کسی کو بھی اس پوشیدہ راز سے آگاہ نہ کرنا۔ الحمد للہ کہ خدا نے آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا اے علی ولایت جس کا مطلب ذات حق کا مشاہدہ ہے۔ اس میں تم میری مانند ہو۔ اور نبی کریم نے وہ تمام پوشیدہ اسرار و معرفت و ولایت و توحید آپ کے سینے میں منتقل فرما دیئے۔ چنانچہ اس کے بعد یہی راز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مشائخ عظام کو حاصل ہوئے۔ اور اس کے بعد ان سے آگے چل کر آنے والے مشائخ کو سینہ بسینہ منتقل ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

Marfat.com

حدیث پاک اَلعلمأ ورثۃ الانبیأ۔ علماء وارث ہیں انبیاء کے۔ کا معنی اور مطلب یہی ہے۔

حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی خلافت کی دو قسمیں ہیں ایک خلافت کبریٰ دوسری خلافت صغریٰ۔ خلافت کبریٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات سے مخصوص ہے اس پر امت مصطفیٰ ﷺ کا اتفاق ہے۔ لیکن خلافت صغریٰ کے متعلق قدرے اختلاف ہے۔ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ خلافت صغریٰ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کو ملی جبکہ شیعہ و روافض کہتے ہیں کہ حضرت علی کو ملی۔ لیکن حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب اقتباس الانوار میں طراز ہیں کہ خلافت کبریٰ وصغریٰ دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی اور پھر اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچی اور ان کے ذریعہ سے تمام مشائخ کبار کو پہنچی۔ اور یہی صحیح ہے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ بارگاہ رب العزت سے جو خلعت حضرت جبرائیل لے کر آئے تھے نبی کریم ﷺ نے اس کے چار ٹکڑے فرمائے اور اپنے صحابہ میں سے ایک ٹکڑا حضرت صدیق اکبر، ایک ٹکڑا حضرت فاروق اعظم، ایک ٹکڑا حضرت عثمان غنی، ایک ٹکڑا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو عطا فرما کر وصیت کی کہ ان کو سنبھال کر رکھنا اور بوقت ضرورت لے آنا۔ ایک دن آقا علیہ السلام نے ان چاروں سے وہ جامہ طلب کیا تو تین اصحاب گھر گئے مگر کافی تلاش کے بعد بھی نہ ملا جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وہ چاروں ٹکڑے لاکر آپ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کر دیئے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا اے علی مبارک ہو۔ اور اسے پہنو اور لوگوں کو پہناؤ۔ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز الرحمتہ کے قول کے عین مطابق ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ خلافت کبریٰ وصغریٰ چاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عطا ہوا۔ بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا ہوا۔ اور ان کے ذریعے دیگر مشائخ عظام میں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔

فضائل و مراتب در شان حضرت مولائے کائنات ☆: حضرت مولائے

Marfat.com

کائنات مولا علی مشکل کشا شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا مقام فقر و ولایت میں بہت بلند و بالا ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ ۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس طریق میں ہمارے امام ہیں۔

(نمبر۲) حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مراۃ الاسرار میں روضۃ الشہداء سے نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کے کسی اور صحابی سے اس قدر علم نہیں ملا جتنا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ذریعے ملا۔

(نمبر۳) اسی طرح تصوف کی مستند اور جامع کتاب شرح تعرف کے مصنف حضرت شیخ ابوبکر بن ابی الحاق بخاری کلا آبادی نے لکھا ہے کہ جو حقائق و معارف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیان فرمائے ہیں وہ آپ سے پہلے کسی اور صحابی نے بیان نہیں فرمائے اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد ایک دن آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ (سلونی ماذون العرش) یعنی مجھ سے ماورای عرش کے متعلق پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ اور میری دونوں جانب علمائے بیٹھے ہیں۔ یہ اثر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لعاب دہن کا جو آپ نے ولادت علی کے بعد حضرت علی کے منہ میں ڈال کر نوازا تھا۔

(نمبر۴) حضرت امام ہمام محدث کبیر الحافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف تاریخ الخلفاء کے ص ۲۲۹ پر راقم طراز ہیں کہ حاکم میں بروایت احمد منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت پر جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں اتنی کسی اور صحابی کی فضیلت میں نہیں ہیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا اے علی تم مدینہ میں ہی رہو تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بچوں اور عورتوں پر مجھے خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں ویسے چھوڑ کر جا رہا ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے۔ بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

(نمبر۵) بخاری و مسلم میں حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جنگ خیبر کے دوران فرمایا اسلامی پرچم کل میں اس شخص کو دوں گا۔ جس کے ہاتھوں انشاء اللہ خیبر فتح ہو گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ جبکہ اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے خوش

Marfat.com

ہیں۔ساری رات لوگ آپس میں رائے زنی کرتے رہے کہ کل یہ علم کس کو ملے گا۔صبح ہوئی تو ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ شاید یہ اعزاز مجھے ملے گا۔حضور اکرم ﷺ نے سب صحابہ کو بلایا جب تمام صحابہ کرام پہنچ گئے تو سرکار علیہ السلام نے پوچھا حضرت علی کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا حضور ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں اس لئے خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انہیں جلدی سے بلاؤ۔ جب وہ تشریف لائے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن حضرت علی کی آنکھوں میں لگایا جبھی سے ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔بعدازاں اسلامی پرچم سرکار علیہ السلام نے حضرت علی کے ہاتھوں عطا فرمایا۔اور ہم تمام صحابہ سوچتے ہی رہ گئے۔ (نمبر ۶) مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت فَقُلْ تَعَالَوْ نَدْعُ اَبْنَآءَ نَاوَ اَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ (پ ۳۔سورۃ آل عمران ع ۱۳۔آیت ۶۱) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلا کر جمع کیا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں فرمایا اے میرے معبود یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (نمبر ۷) ترمذی شریف میں ابوسریحہ اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَا هٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَا جس کا میں مولا اس کا علی بھی مولا ہیں۔یہ حدیث مسند احمد اور طبرانی شریف میں بھی ہے۔بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یا اللہ جو علی سے محبت رکھتا ہے اس سے تو بھی محبت فرما۔اور جو علی سے دشمنی رکھتا ہے تو بھی اس سے دشمنی فرما۔مسند احمد میں ابوالطفیل سے مروی ہے کہ حضرت علی نے ایک دفعہ لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کیا اور فرمایا کہ تم لوگ قسم کھا کر بتاؤ کہ یوم غدیر خم کے موقع پر حضور ﷺ نے میرے حوالے سے کیا فرمایا تھا۔چنانچہ تیس افراد مجمع میں سے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے فرمایا تھا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَا فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔ اور فرمایا اے اللہ علی سے محبت کرنے والوں سے تو بھی محبت فرما۔اور جو علی سے بغض رکھتے ہیں ان سے دشمنی فرما۔ (نمبر ۸) صحیح مسلم میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں مجھے قسم ہے

Marfat.com

اس ذات کی جس نے دانے کو جان دے کر اُگایا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ مومن تجھ سے محبت کرے گا جبکہ منافق دشمنی رکھے گا۔ (نمبر۹) طبرانی شریف میں حضرت جابر بن سے جبکہ ترمذی اور حاکم میں حضرت علی سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اَنَـا مَـدِيْـنَـةُ الْعِلْمِ وَعَـلِـيٌّ بَابُهَا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (نمبر۱۰) حاکم میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے مجھے یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔ میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ کے اندر عرض کیا کہ میں نوعمر ہوں اور معاملات نمٹانے کا تجربہ بھی نہیں ہے پھر بھی آپ مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے یہ سُن کر میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے اللہ اس کے سینے کو منور فرمادے اور اس کی زبان کو پُراثر بنادے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے حکم پر بیج سے درخت پیدا ہوتا ہے اس دعا کے بعد کسی مقدمہ اور مسئلہ کے حل کرنے میں کبھی مجھے کوئی تردد یا کھٹکا نہیں ہوا۔ اور ہر مقدمہ میں بلاشک وشبہ میں نے صحیح فیصلہ کیا۔

(نمبر۱۱) حضرت امام عبدالرحمٰن صفوری شافعی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب نزہتہ المجالس صفحہ ۴۱۰ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اگر ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور حضرت علی کا ایمان دوسرے پلڑے میں تو حضرت علی کا ایمان بڑھ جائے۔ (نمبر۱۲) سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ جو چاہتا ہو کہ حضرت آدم کو ان کے علم میں نوح علیہ السلام کو ان کی سمجھ میں ابراہیم کو ان کے حلم میں موسیٰ کو ان کے زہد میں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو ان کے رونق و بہار میں دیکھے اسے علی ابن ابی الطالب کو دیکھنا چاہیے۔ اس کو امام ابن جوزی نے اپنی کتاب اور حضرت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں باالفاظ مختلف روایت کیا ہے۔

(نمبر۱۳) امام عبدالرحمٰن صفوری نزہتہ المجالس صفحہ ۴۱۰ پر رقم طراز ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علی ابن ابی اطالب کی محبت گناہوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اور اگر تمام لوگ ان کی محبت پر مجتمع ہو جاتے تو خدا جہنم کو پیدا نہ کرتا۔ (نمبر۱۴) فقیر راقم الحروف عرض گزار ہے کہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مراتب وفضائل مفصل طریقے سے

Marfat.com

درج کیے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے میں اس پر اکتفا کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ آپ برادرِ مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ داماد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور سرکار علیہ السلام کے باطنی علوم کے وارث قرار پائے گئے اور اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ آپ کی ولادت کعبہ شریف میں ہوئی اور شہادت مسجد میں ہوئی۔ بقول علامہ اقبالؒ:

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

صفات مولائے کائنات ☆: مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں: امور میں توکل، گفتگو میں صداقت، سلام میں پہل، انتقام میں تاخیر، نیکی میں سبقت، کلام میں ادب، جواب میں تامل، امور میں تفکر، کاموں میں استقامت، مصائب میں صبر، مشکلات میں ثابت قدمی، اطاعت میں اصرار، فیصلہ میں انصاف، جہاد میں تعاون، معاش میں نظم، شہوت میں کمی، لباس میں پاکیزگی، تکبر سے دوری، غصہ سے پرہیز، غیبت سے اجتناب، جاہلوں سے نرمی، لوگوں سے محبت، اہلخانہ سے خوش اخلاقی، مغلوب سے فیاضی، بخل سے پرہیز، مظلوم کی امداد، غریبوں کی دلجوئی، بیمار کی عیادت، نیکوں کی صحبت، وعدہ کی وفا، نفس کی مخالفت، خلوص کی کوشش، مساکین پر ایثار، یتیموں پر نوازش، موقع پر سخاوت، قدرت کے باوجود درگزر، خدمت خلق، مہمان نوازی، نعمتوں کا شکر، والدین کا احترام۔

کرامات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ☆: صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جب آپ گھوڑے پر سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پیر ڈالتے تو ختم کلام مجید کر لیتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اقتباس الانوار میں اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ آپ کی یہ کرامت بسطِ زمان کہلاتی ہے اور شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ولی اللہ کی زبان پر درحقیقت قاری حق تعالیٰ تھا اور بشر درمیان میں نہ تھا شواہد النبوت صفحہ ۲۸۰ تاریخ الخلفاء۔ نزہتہ المجالس۔ مرآۃ الاسرار وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

کرامت نمبر۲ ☆: حضرت عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب شواہد النبوۃ کے صفحہ ۲۸۱ پر رقم طراز ہیں کہ حضرت اسماء بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جس رات حضرت سیدنا علی علیہ السلام نے میرے شب زفاف گزاری۔ مجھے آپ سے بہت خوف لاحق ہوا۔ کیونکہ میں نے زمین کو آپ سے ہمکلام ہوتے ہوئے سنا۔ صبح ہوئی تو میں یہ تمام واقعہ سرکار علیہ السلام کی خدمت میں گوش گزار کیا تو رسالت مآب ﷺ نے ایک طویل سجدہ کیا اور سر اٹھا کر فرمایا۔ اے فاطمہ تجھے پاکیزہ اولاد کی خوشخبری ہو جن کو خدائے تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت دی اور زمین کو حکم دیا کہ وہ آپ کو ایسے تمام واقعات بتلائے جو مشرق و مغرب تک اس پر واقعہ ہونے والے ہیں۔ اقتباس الانوار صفحہ ۱۰۸۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ اہل کوفہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا امیر المومنین امسال دریائے فرات میں طغیانی کے باعث ہماری کھیتیاں ضائع ہوگئی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا مانگیں کہ دریا کا پانی کم ہو جائے۔ آپ اٹھ کر گھر تشریف لائے۔ لوگ دروازے پر کھڑے ہو کر آپ کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک آپ حضور ﷺ کا جبہ مبارک پہنے اور عمامہ سر پر باندھے عصا مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ ایک گھوڑا منگوا کر اس پر سوار ہوئے۔ اپنے بیگانے سب لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ جب نہر فرات کے کنارے پہنچے تو آپ گھوڑے سے اترے اور دو رکعت نماز نہر فرات کے کنارے ادا کی پھر کھڑے ہوئے اور عصا مبارک ہاتھ میں لیا اور فرات کے پُل پر آ گئے اس وقت حضرت حسنین کریمین بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے عصا مبارک سے دریا کی جانب اشارہ کیا تو پانی کی سطح ایک فٹ کم ہوگئی۔ آپ نے فرمایا اے اہل کوفہ کیا اتنا کافی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں اے امیر المومنین۔ آپ نے پھر عصا مبارک سے دریا کے پانی کو اشارہ کیا تو پانی ایک فٹ اور کم ہوگیا۔ حتیٰ کے تیسری مرتبہ بھی اسی طرح کیا جب تین فٹ پانی کم ہوگیا تو لوگوں نے کہا یا امیر المومنین بس اتنا کافی ہے۔ شواہد النبوۃ صفحہ ۸۳۔۲۸۲۔

کرامت نمبر۴ ☆: حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب مرآۃ الاسرار کے

Marfat.com

حوالے سے حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمتہ اللہ علیہ کی اپنی کتاب اقتباس الانوار کے صفحہ ۱۱۲ پر رقم طراز ہیں کہ ایک دن شاید حضرت امیرالمومنین مذاق کر رہے تھے اور آنحضرت کی بھی عادت شریفہ تھی کہ کبھی کبھی مذاق فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ انہوں نے ایک بات کی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ بچپن یا جوانی کے دوران کی بات ہے۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا۔ اے سلمان کیا تم ازرونہ جنگل کا واقعہ بھول گئے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا وہ برقعہ پوش سوار میں ہی تھا۔ یہ سن کر حضرت سلمان فارسی نے معافی مانگی۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر چار سو سال تھی آپ کا وطن فارس تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کی ولادت سے دو سو سال پہلے حق تعالیٰ کے ایک اشارے کے مطابق وہ اپنے شہر سے نکلے اور مرشدِ ہادی کی تلاش میں ایک دن بیابان جنگل سے گزر رہے تھے جس کا نام ازرونہ تھا کہ یکا یک ان پر ایک خونخوار شیر نے حملہ کر دیا۔ چونکہ وہاں پر امداد کرنے والا کوئی نہ تھا حضرت سلمان فارسی نے دل میں خیال پکا کر لیا کہ اب موت یقینی ہے۔ اسی وقت غیب سے ایک برقعہ پوش سوار برآمد ہوا جس نے شیر پر نیزے سے حملہ کر کے دور بھگا دیا۔ اس واقعہ کا صرف اور صرف حضرت سلمان فارسی کو علم تھا۔ جس کو حضرت علی نے اس وقت یاد دلایا تھا۔ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی فرماتے ہیں کہ اس وقت شاید حضرت علی کی روحانیت نے ولادت سے دو سو برس قبل وجود مثالی میں ظاہر ہو کر حضرت سلمان فارسی کو شیر کے پنجے سے نجات دلائی ہوگی۔

کرامت نمبر ۵ ☆: جس وقت آپ جنگ صفین میں مشغول تھے کہ آپ کے ساتھیوں کو پانی کی طلب ہوئی۔ لوگ دائیں بائیں دوڑے لیکن کہیں بھی پانی کا سراغ نہ ملا۔ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی توجہ ایک کنویں سے ہٹائی تو لق و دق صحرا میں ایک کلیسا نظر آیا۔ آپ نے اس کلیسا میں رہنے والے سے پانی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہاں سے دو فرسنگ کے فاصلے پر پانی موجود ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے عرض کیا۔ امیرالمومنین ہمیں اجازت دیجیے۔ شاید ہم اپنی قوت ختم ہونے سے پہلے پانی تک رسائی حاصل کر لیں۔ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا اس کی کیا حاجت ہے؟ پھر آپ نے اپنے خچر کو مغرب کی طرف مہمیز لگائی اور ایک طرف اشارہ کر

Marfat.com

کے فرمایا یہاں سے زمین کھود و۔ ابھی تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تھی تو زمین کے نیچے سے ایک پتھر نکلا جسے ہٹانے کے لئے کوئی بھی ہتھیار کارگر نہ ہوسکا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا یہ پتھر پانی پر واقع ہے۔ ذرا ہمت کر کے اسے اکھاڑ پھینکو۔ آپ کے ساتھیوں نے ہر چند کوشش کی لیکن اسے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ اس پر حضرت مولائے کائنات مشکل کشا شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے خچر سے نیچے تشریف لائے اور اپنی آستین چڑھا کر اپنی انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا تو وہ پتھر وہاں سے ہٹ گیا اور اس کے نیچے سے صاف نہایت ٹھنڈا اور میٹھے پانی کا چشمہ نکل آیا۔ پانی ایسا صاف کہ تمام سفر میں کسی نے ایسا پانی نہ پیا تھا۔

چنانچہ سب نے پانی پیا اور جتنا چاہا اپنے برتنوں میں بھر لیا پھر حضرت علی نے اس پتھر کو اٹھا کر دوبارہ اس چشمہ پر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ دوبارہ اس پر مٹی ڈال دو۔ اس تمام معاملے کا مشاہدہ اس کلیسا کا راہب بذات خود کر رہا تھا۔ وہ کلیسا سے نیچے اترا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کیا آپ پیغمبر و مرسل ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا آپ کوئی مقرب فرشتہ ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا میں وصی پیغمبر و مرسل جناب محمد ﷺ ہوں۔ راہب کہنے لگا۔ ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلوں۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو راہب نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّکَ عَلِیٌّ وَصِیِّ رَسُوْلَ اللّٰه

جب وہ کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر چکا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس راہب سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم عرصہ سے اپنے مذہب پر کاربند تھے اور اب ایک دم مذہب اسلام کو قبول کر چکے ہو؟ اس نے عرض کیا یا امیر المومنین۔ اس کلیسا کی بنیاد اس پتھر ہٹانے والے کے لئے تھی۔ مجھ سے پہلے کئی راہب یہاں رہتے رہے ہیں مگر چونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے اور اپنے راہبوں سے سنا ہے کہ اس جگہ پر چشمہ ہے اور اس پر ایک نادیدہ پتھر ہے جسے کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی نہ اکھاڑ سکے گا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو اکھاڑ پھینکا ہے تو میری مراد پوری ہوگئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا۔ وہ مل گئی۔ جب آپ نے اس کی یہ بات سنی تو اتنے روئے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا سب تعریفیں اللہ کریم کے لئے ہی۔ کہ میں بھولا بسرا نہیں ہوں بلکہ اس کی کتابوں میں میرا ذکر ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد وہ راہب آپ کا غلام بن گیا۔ اور آپ کے ساتھ اہل شام سے مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی جس وقت بھی اس کا ذکر آپ کے سامنے ہوتا آپ اسے غلام کہہ کر پکارتے۔

مولانا رومی کا آپ کی خدمت میں منظوم خراج عقیدت ☆:

تا صورت پیوند جہاں بود علی بود
تا نقش زمیں بود زماں بود علی بود

کائنات کا شیرازہ جن کے دم سے قائم ہے وہ علی ہیں۔ زمین و زماں کا نقش یعنی خلاصہ یا دیباچہ علی ہیں۔

شاہے کہ ولی بود وصی بود علی بود
سلطان سخا و کرم و جود علی بود

وہ بادشاہ جو بیک وقت ولی بھی ہیں اور وصی یعنی نبی اکرم ﷺ کے وصیت یافتہ وہ علی ہیں۔ سخاوت اور کرم وعطا کے بادشاہ بھی علی ہیں۔

آں شاہ سرفراز کہ اندر شب معراج
با احمد مختار یکے بود علی بود

وہ بلند مرتبہ شہنشاہ جو شب معراج سرور کائنات کے ساتھ یک جان تھے وہ علی ہیں۔

آں شیرِ دلاور کہ برائے طمعِ نفس
برخوان جہاں پنجہ نیا بود علی بود

وہ دلاور شیر کہ جس نے طمع نفس سے کبھی بھی دنیا کے دسترخوان پر اپنا ہاتھ آلودہ نہ کیا وہ علی ہیں۔

سرِّ دو جہاں جملہ ز پیدا وز پنہاں
شمش الحق تبریزی کہ بہ نمود علی بود

ساری کائنات کے سب ظاہری و باطنی رموز جو شمش الدین تبریزی نے بیان کئے وہ علی ہیں۔

ہارون ولایت ز پس موسیٰ و عمران
باللہ کہ علی بود علی بود علی بود

اقلیم ولایت کے ہارون بعد حضرت موسیٰ و عمران خدا کی قسم علی ہیں۔ علی ہیں۔ علی ہیں۔

ایں یک دو سہ بیتے کہ بگفتم بحقیقت
صفا کہ مرادِ من و مقصود علی بود

یہ ایک دو تین شعر جو میں نے کہے ہیں میری مراد اور میرا مقصود اس میں وصال علی تھا یا حضرت علی کی خوشنودی طبع ہے۔

اقوال زریں وتعلیمات ☆: ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

Marfat.com

سے سخاوت کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ بن مانگے کسی کو کچھ دے دینا یہ سخاوت ہے۔ جبکہ مانگنے پر دینا بخشش ہے۔ (نمبر۲) آپ فرماتے ہیں کہ عبادت میں سستی کا پیدا ہو جانا دراصل معصیت کی سزا ہے۔ نیز معصیت سے معاشی تنگ دستی اور لذت ولطف میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ (نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ حرام کی کمائی کو مکمل اور بھرپور طریقہ سے چھوڑنے کی کوشش پر رزق حلال کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ (نمبر۴) آپ کی خدمت میں ایک یہودی نے آ کر عرض کی ہمارا رب کب سے ہے؟ یہ سُن کر آپ کا چہرانوار سُرخ ہو گیا اور فرمایا کہ وہ اس طرح کی ذات نہیں کہ پہلے نہیں تھا بعد میں ہو گیا۔ وہ جیسا ہے ویسا ہی ہمیشہ سے ہے نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ انتہا ہے تمام نہایات اس سے پہلے ختم ہو جاتی ہیں وہ تمام انتہاؤں کی انتہا ہے وہ یہودی یہ سنتے ہی مسلمان ہو گیا۔ (نمبر۵) آپ جب ابن ملجم کی تلوار کے وار سے زخمی ہو گئے تو آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ میری چار باتوں کو ان چار باتوں سے ملا کر یاد رکھنا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا فرمایئے کہ وہ چار باتیں کونسی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اول یہ کہ عقل کی دولت سب سے بڑی تونگری ہے جبکہ حماقت سب سے بڑی مفلسی ہے۔ غرور وتکبر سب سے بڑی وحشت ہے جبکہ اخلاق سب سے بڑا کرم ہے۔ (۲) احمق کی صحبت سے بچنا۔ وہ نفع پہنچانا چاہتا ہے مگر پہنچاتا نقصان ہے۔ (۳) آپ فرماتے ہیں کہ جھوٹے آدمی سے بچو کہ وہ قریب کو بعید اور بعید کو قریب کر دیتا ہے۔ (۴) بخیل سے بچو کہ وہ ایسی چیزیں تم سے ترک کرا دے گا جس کی سخاوت وفیاضی تمہیں ضرورت ہے۔ نیز فاجر سے بھی بچو کہ وہ تمہیں معمولی دام بیچ دے گا۔ (نمبر۶) آپ فرماتے ہیں کہ جس پر احسان کرو اس کے شر سے بچنے کی بھی تدبیر سوچو۔ (نمبر۷) آپ فرماتے ہیں کہ حد سے زیادہ ہوشیاری دراصل بدگمانی ہے۔ (نمبر۸) آپ فرماتے ہیں کہ محبت سے دور کے لوگ بھی نزدیک ہو جاتے ہیں جبکہ دشمنی سے قریبی لوگ بھی دور ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ جسم کا قریبی حصہ ہے۔ مگر جب یہ گل سڑ جاتا ہے تو اسے کاٹ دیا جاتا ہے اور اس مقام کو پھر داغ دیا جاتا ہے۔ (نمبر۹) آپ فرماتے ہیں کہ میری یہ پانچ باتیں گرہ باندھ لو۔ (۱) ڈرنا ہے تو صرف گناہ سے ڈرو باقی کسی چیز سے مت ڈرو۔

Marfat.com

(۲) اپنی آرزوئیں اور امیدیں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ رکھو۔ (۳) کسی بھی چیز کو سیکھنے میں شرم نہ کرو۔ (۴) اگر کوئی مسئلہ پوچھے اور عالم صحیح طرح نہ جانتا ہو تو اسے یہ کہنے میں عار نہیں آنی چاہیے کہ میں یہ مسئلہ نہیں جانتا۔ (۵) صبر اور ایمان کی مثال سر اور جسم کی سی ہے سر کٹتے ہی جسم بے طاقت ہو جاتا ہے۔ بعینہ مرجاتے ہی ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔ لائق فقیہہ وہی ہے جس سے لوگ مایوس نہ ہوں اور وہ گناہوں کے کاموں میں لوگوں کو ڈھیل نہ دیے اور نہ ہی عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا اطمینان دلائے۔ بلکہ انہیں قرآن پڑھنے کے لئے مائل کرے۔ یاد رکھو عبادت گزار کو اگر اپنی عبادت کی خبر نہ ہو تو ایسی عبادت میں خیر و بھلائی نہیں ہو سکتی۔ وہ علم علم ہی نہیں ہے جسے اچھی طرح سے سمجھ کر نہ پڑھا گیا ہو۔ (نمبر ۱۰) آپ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں لوگ خود دیکھ لیں گے کہ مومن شخص آزاد کو غلام سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا اور کہا جائے گا۔

آپ کی پیشن گوئی ☆: آپ نے اپنے خطبوں میں سے ایک خطبے میں واقعہ بغداد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نبی عباس میں سے ایک شخص کو دیکھ رہا ہوں جسے وہاں کے لوگ قربانی کے اونٹ کی طرح ذبح کر رہے ہیں لیکن اسے طاقت نہیں کہ وہ ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔ اس پر نہایت ہی افسوس ہے کہ اپنے پروردگار کے احکام کو پس پشت ڈال کر اس قوم میں نہایت ذلیل و خوار ہو گیا ہے اور بندہ دنیا کا ہو کر رہ گیا ہے۔ اسی دوران فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمہیں ان کے ناموں سے ان کے قال و قیل اور ان کے حیلے بہانوں اور قتل گاہیں بتا دوں۔

آپ کی عمر و مدت خلافت اور آپ کے خلفاء ☆: آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس ہوئی۔ جبکہ آپ چار برس نو ماہ خلیفۃ المسلمین کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ اور آپ کے کل چار خلفاء ہوئے ہیں جن پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ جن میں علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں علامہ عبدالرحمٰن جامی شواہد النبوت میں علامہ امام یوسف نبہانی جامع کرامات اولیاء میں علامہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی مرآۃ الاسرار میں حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی اقتباس الانوار میں امام عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس میں امام صفوری نزہتہ المجالس میں ان خلفاء کے نام پر متفق ہیں جن میں حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت خواجہ حسن بصری حضرت خواجہ کمیل بن زید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے

Marfat.com

اسمائے گرامی شامل ہیں۔ جو کہ چہار پیر کے نام سے معروف و مشہور ہیں اور ان ہی حضرات سے طریقت کے تمام سلاسل جاری ہوئے اور تمام سلاسل کے پیشوایان کا شجرہ طریقت کسی نہ کسی طرح ان چار حضرات جن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے خرقہ خلافت ملا سے تعلق واسطہ بنتا ہے۔

آپ کی اولادِ اطہار و ازواج مطہرہ ☆: آپ کی نو (۹) بیویاں تھیں لیکن جب تک حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ظاہری طور پر حیات رہیں آپ نے دوسری شادی نہیں فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ماہ جمادی الآخر گیارہ ہجری میں حضرت سیدہ کائنات کا وصال باکمال ہوا۔ تو اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بقیہ زندگی میں آٹھ عورتوں سے عقد یعنی نکاح فرمایا۔ اور ان تمام ازواج سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھارہ بیٹے جبکہ دوسری روایت کے مطابق بارہ بیٹے اور پندرہ بیٹیاں عطا فرمائیں۔

آپ کے پانچ فرزندان کی اولاد زندہ رہی باقی لاولد فوت ہوئے۔ آپ کے فرزندان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جن میں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت محمد حنفیہ، حضرت عمر، حضرت عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جن میں سے حضرت امام حسن و حسین حضرت سیدہ کائنات فاطمۃ الزہرا کے بطن مبارک سے اور حضرت محمد حنفیہ حضرت اسما بنت عمیس کے بطن سے حضرت عمر خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ کے بطن سے اور حضرت عباس حضرت ام البنین بنت خرام بن خالد بن جعفر بن ربیعہ کلاہی جو اکابر قریش میں سے تھے کے بطن سے متولد ہوئے۔

وصال باکمال و ذوق شہادت ☆: معتبر کتب میں یہ روایت بھی کثرت سے موجود ہے کہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جناب رسالت مآب فخر موجودات حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی آپ کو آپ کا قاتل دکھا دیا تھا کہ یہ شخص تمہاری جان لے گا۔ قاتل دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے اور شکر بجا لا کر جو الفاظ آپ کی زبان ترجمان سے نکلے ان کا منظوم ترجمہ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اپنی مثنوی میں اس طرح فرمایا ہے۔

سیف و خنجر ریماننا......نرجس و نسرین عدوئے جاننا

ہجرت کے بعد جب چالیس برس مکمل ہو گئے تو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اکثر

Marfat.com

اوقات فراق آمیز کلمات بیان فرمایا کرتے تھے۔

ایک بار آپ نے حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام کو بلا کر وصیت فرمائی اور جو امانت رسول کریم ﷺ سے آپ کو ملی تھی ان کے حوالے فرمائی اور خلافت و امامت حضرت امام حسن کو عنایت فرمائی۔

جس روز آپ کو شہادت عظمیٰ نصیب ہوئی آپ اس سے پہلے تمام رات عبادت و ریاضت اور شوق حضوری میں جاگتے رہے اور صبح صادق کے وقت تازہ وضو کر کے مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ملعون ابن ملجم نے زبردست زہر آلود تلوار سے آپ کے سر مبارک پر وار کیا جس سے آپ کے مغز تک گہرا شگاف پڑ گیا۔ تلوار کی ضرب کھاتے ہی آپ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ آج میرا مقصد پورا ہوا۔ قید وجود سے نجات ملی اور محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہوا۔ اس کے بعد حضرت امام حسن سے فرمایا کہ شرائط امامت بجا لا کر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ۱۹ ماہ رمضان المبارک ۴۰ھ کو آپ پر حملہ ہوا اور اکیس ماہ رمضان المبارک شب جمعہ آپ کا وصال با کمال ہوا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو قاتل نے کہا کہ تمام لوگ باہر چلے جائیں اور اس بندہ خدا کو میرے پاس رہنے دیں۔ جب میں باہر گیا تو اندر سے آواز سنائی دی کہ محمد علیہ السلام چلے گئے اور ان کا خلیفہ حامی دین متین بھی شہید ہو گیا۔ اب امت کی نگہبانی کون کرے گا۔ دوسرے شخص نے کہا جوان کی سیرت پیش کرے گا۔ جب آوازیں ختم ہوئیں تو ہم اندر گئے۔ آپ کو غسل دیا۔ اور کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھا نماز جنازہ کی امامت حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمائی بعد ازاں آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق مقام غزہ جو آج کل نجف اشرف کے نام سے مشہور ہے عراق میں دفن کر دیا گیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

نادِ علی مظہر العجاب تجدہ عونالک فی النوائب
کُلُّهُمْ و غم سینجلی بنبوتک یا رسول اللہ
بولایتک یا علیؓ یا علیؓ یا علیؓ ادرکنی

Marfat.com

منقبت درشان حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

خواجۂ خواجگان حسن بصری — عارف لامکاں حسن بصری
آب پس خوردہء نبی نوشد — بحر علم رواں حسن بصری
یافتے فیض از علیؓ مولا — رہبر رہبراں حسن بصری
پیش ظالم حجاج بن یوسف — بود کوہ گراں حسن بصری
نکتہ ہائے سلوک و عرفاں را — شہر سن بیاں حسن بصری
خاک پائیت ہمیں ظفر بس است — زندہ و جاوداں حسن بصری

ازقلم: ڈاکٹر ظفر یاتو آنہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: قدروۃ سالکین، برہان العارفین، امام الواصلین حجتہ الکاملین، دلیل العاشقین حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت گیارہ رمضان المبارک ۱۳ھ بروز بدھ بوقت مغرب مدینہ منورہ میں حضرت یسار بن موسیٰ راعی بن حضرت خواجہ اویس قرنی کے گھر ہوئی۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جایا گیا۔ انہوں نے فرمایا اس کا نام حسن رکھو کیونکہ خوبرو یعنی خوبصورت ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ تھیں۔ آپ کے والد گرامی ہجرت کے بارہویں سال حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ ایک اور روایت کے مطابق وہ حضرت ثابت انصاری کے غلام تھے۔

آپ کی توبہ کا واقعہ☆: تصوف کی معروف کتاب رونق المجالس میں آپ کی توبہ کا سبب یہ لکھا

Marfat.com

ہے۔ کہ ایام جوانی میں آپ عمدہ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور بصرہ کے بازاروں میں خودنمائی اور سیر کیا کرتے تھے۔ ایک دن محلہ میں سے جا رہے تھے کہ ایک نہایت ہی حسین وجمیل اور صاحب جمال عورت پر نظر پڑی وہ آگے جا رہی تھی اور آپ پیچھے جا رہے تھے اس عورت کو یہ بات ناگوار گزری اور پیچھے کی طرف مڑ کر کہا تجھے شرم نہیں آتی۔ حسن بصری نے کہا کس سے شرم آئے عورت نے کہا۔

فمن یعلم خائنۃ الاعین و ماتخفی الصدور اس بات سے حضرت حسن بصری بہت متاثر ہوئے اس کے بعد اس عورت نے پوچھا کہ میری کس خوبی کی وجہ سے تم میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھوں کا شیدا ہوں۔ عورت نے کہا میرے ساتھ آؤ۔ جب وہ اپنے گھر پہنچی تو اس نے اندر لے جا کر دونوں آنکھیں پلیٹ میں نکال کر رکھ دیں۔ اور اوپر رومال ڈال کر حضرت حسن بصری کے پاس بھیج دیں۔ اور یہ پیغام بھیجا کہ میں نہیں چاہتی کہ میری ان دو آنکھوں کے سبب کوئی شخص فتنہ میں مبتلا ہو۔ یہ بات سن کر حضرت حسن بصری اپنے فعل قبیح پر نادم ہوئے اور خاک وخون میں غلطیدہ ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور روتے ہوئے اپنے گھر پہنچے اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا کہ افسوس ہے تم پر اور تمہاری ڈاڑھی پر کہ اس عورت سے بھی تو کم نکلا۔ چنانچہ آپ تائب ہو گئے اور ساری رات گریہ وزاری میں مبتلا رہے۔ جب صبح ہوئی تو اس عورت کی خبر گیری کے لئے دوبارہ اس کے گھر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ بند ہے اور اندر سے رونے کی آواز آ رہی ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر آپ روتے اور تڑپتے ہوئے گھر آئے اور مسلسل تین رات تک اسی طرح گریہ وزاری کرتے رہے۔ چوتھی رات خواب میں دیکھا کہ وہ عورت بہشت میں ایک خوبصورت پلنگ پر بیٹھی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے کہا اے حورِ بہشت میرا گناہ معاف کر دے اور مجھے بخش دے۔ اس خاتون نے کہا تمہاری وجہ سے تو مجھے یہ درجہ ملا ہے۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اس سے فرمایا مجھے کوئی نصیحت کرو تا کہ اس پر کاربند رہوں۔ اس نے کہا میری نصیحت یہ ہے کہ ہمیشہ یاد خدا میں رہو خصوصاً خلوت میں۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو گھر کا تمام اثاثہ غربا اور فقراء میں تقسیم کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک دن کا کھانا بھی اپنے پاس نہ چھوڑا۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

الکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام عمران کی خدمت اختیار کی اور ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ پھر کیفیت یہ بن گئی کہ تین دن کبھی چار دن کے بعد بعض اوقات پانچ دن کے بعد افطار کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ آپ (۷۰) ستر برس تک باوضو رہے۔

جواہرات کی سوداگری کا واقعہ☆: ابتداء میں موتیوں اور جواہرات کے سوداگر تھے قسم قسم کے موتی اور جواہرات کی آپ تجارت کرتے تھے اور بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس جوہرات تحفہ میں لے جا کر پیش کرتے۔ ایک دفعہ کچھ جواہرات ہرقل بادشاہ روم کے پاس لے کر گئے پہلے وزیر سے ملے اور بادشاہ کی خدمت میں تحفے لانے کا حال بیان کیا۔ وزیر نے کہا کل تو بادشاہ کو ایک نہایت ضروری کام ہے۔ فرصت نہ ہوگی اور وہ کام دیکھنے کے قابل ہے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا میں ضرور دیکھوں گا۔ وزیر نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو لے جا کر ایک جگہ میدان میں ٹھہرایا۔ جس میدان میں ایک خیمہ زری قائم تھا اس کے آس پاس اعلیٰ درجہ کی مخمل کا فرش تھا۔ خیمہ کی تنابین زری کی تھیں۔ اس کی چوبیں چاندی کی تھیں میخیں سونے کی تھیں۔ غرض کہ نہایت قابل دید منظر تھا۔ وزیر نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو خیمہ کے عقب میں چلمن کے پیچھے کھڑا کر دیا۔ اس جگہ سے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے سارا واقعہ دیکھ لیا وہ خیمہ دراصل شاہ ہرقل کے عزیز فرزند کی قبر پر کھڑا تھا اور آج اس کی سالانہ برسی کا دن تھا۔ بادشاہ سال بعد تعزیت ادا کرنے یہاں آیا تھا۔ حضرت حسن نے دیکھا کہ پہلے ایک جماعت عیسائی لوگوں کی خیمے کے اندر آئی اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر کچھ پڑھنے لگے اور پھر روتے ہوئے نکل کر چلے گئے اس کے بعد ایک جماعت طبیبوں کی اور بڑے بڑے ذی عقل لوگوں کی آئی۔ یہ لوگ بھی ننگے سر قبر کے پاس کھڑے روتے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد نکل کر چلے گئے۔ ان کے بعد فوج کے افسروں کی جماعت ننگی تلواریں لے کر خیمہ کے اندر آئی۔ وہ بھی خیمہ کی سلامی اتارنے کے بعد ناکام واپس چلی گئی۔ فوجی لوگوں کے بعد ایک جھنڈ نوجوان عورتوں کا آیا۔ جن کے سر کے بال کھلے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کی تھالیاں تھیں جن میں موتی ہیرے اور جواہرات بھرے ہوئے تھے ان عورتوں نے قبر کا طواف کیا اور بہت سا رونے کے بعد یہ بھی خیمے سے چلی گئیں۔

ان کے بعد بادشاہ قبر کے پاس آیا اور قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ بیٹا تو مجھے بہت پیارا تھا۔ مگر

Marfat.com

افسوس کہ تو مر گیا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ جس نے تیری جان لی ہے وہ ان بڑے بڑے راہبوں اور پادریوں کا کہا مان کر تیری جان واپس کر دے گا تو یہ بڑے بڑے عیسائی، راہب پادری اسی کام کے لئے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ان کے کہنے سے کچھ بھی نہ ہو گا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ عقل مندوں اور طبیبوں کی تدبیر کرنے سے خدا تیری جان بخش دے گا۔ تو یہ بڑی جماعت طبیبوں اور عقلمندوں کی تیری قبر کے پاس کھڑی ہے مگر تیری رہائی کی تدبیر نہیں چلتی۔ اے فرزند اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان نکالی ہے وہ کسی بڑی فوج سے ڈر کر تجھے چھوڑ دے گا تو یہ کثیر فوج اور فوج کے افسر تجھے قید سے چھڑانے کیلئے تیری قبر کے پاس موجود ہیں لیکن جس نے تجھے قید کیا ہے وہ ایسا زبردست ہے کہ میری فوج اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اے فرزند اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تجھے مارا ہے وہ حسین اور خوبصورت عورتوں کا طالب ہے اور حسین عورتیں لے کر تجھے چھوڑ دے گا تو حسین عورتوں کی جماعت حاضر ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ نہ حسین عورتوں کا طالب ہے نہ مال وزر ہیرے جواہرات کا خواستگار ہے اب وہ تجھے کسی طرح نہ چھوڑے گا۔ اس لئے میں تجھ سے اب پھر ایک سال کیلئے رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ کر بادشاہ خیمہ سے باہر نکل آیا اور سب لوگ قبر کے پاس سے رخصت ہو گئے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ دیکھا تو دل پر ایسا اثر پڑا کہ دنیا سے طبیعت یک لخت ہٹ گئی اور آپ نے دنیا کے جواہرات بیچنا چھوڑ دیئے اور آخرت کے جواہرات خریدنا شروع کر دیئے اور دنیا کے جملہ کاروبار سے الگ ہو کر اس فکر میں پڑ گئے کہ آخرت کا زادِ راہ مہیا کریں اور بصرے میں آ کر قسم کھائی کہ اب اس دنیا میں کبھی نہ ہنسوں گا اور پھر عبادت و مجاہدے میں کچھ اس طرح مشغول ہو گئے کہ اس زمانے میں کوئی آپ جیسا نہ تھا۔ اور ستر برس تک تا دمِ زیست بے وضو نہ رہے۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 14)

حضرت علی کا بصرہ میں تمام منبر توڑنا☆: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بصرہ میں تشریف لائے تو تمام واعظین کو وعظ کرنے سے منع کر دیا۔ اور تمام منبر توڑ ڈالے۔ اس کے بعد ایک دن اچانک آپ کی مجلس میں چلے گئے اور آپ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم عالم ہو متعلم ہو۔ آپ نے عرض کیا میں کچھ بھی نہیں ہوں جو کچھ پیغمبر اسلام سے مجھ کو پہنچا ہے اسے خلق تک پہنچا دیتا

Marfat.com

ہوں۔ یہ سن کر حضرت مولائے کائنات نے آپ کو وعظ کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ جوان شائستہ سخن ہے یہ کہہ کر واپس جانے لگے تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں عرض کی خدا کے لئے مجھے وضو کرنا سکھا دیں۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے بیٹھ کر آپ کو ظاہری و باطنی طہارت کی تعلیم دی۔ اس مقام کو ارباب تصوف ''باب الطشت'' کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مولا علی سے باطنی تعلیم و تربیت حاصل کی جس کی وجہ سے مقبول بارگاہ ہیں۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت مولائے کائنات مولا مشکل کشا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دست حق پرست پر ۱۹ جمادی الاول ۳۲ھ بروز جمعہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت و اجازت پا کر صاحب ارشاد ہو کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

مقام ولایت ☆: ایک مرتبہ حضرت نماز فجر کے لئے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر سے مسجد کا دروازہ بند تھا۔ اور مشغول دعا تھے اور کچھ لوگوں کے آمین کہنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ چنانچہ میں یہ خیال کر کے شاید آپ کے ارادت مند ہوں گے مسجد سے باہر ہی ٹھہر گیا اور صبح ہونے پر دروازہ کھلا تو میں نے اندر جا کر دیکھا تو تنہا تھا۔ فراغت کے بعد جب صورتحال دریافت کی تو فرمایا پہلے کسی کو نہ بتانے کا وعدہ کرو میں نے وعدہ کر لیا پھر فرمایا کہ یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کہتا ہوں۔ بعد میں دعا ہوتی ہے جس پر وہ سب آمین کہتے ہیں۔ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا یہ مقام ولایت تھا کہ آپ جنات کو تبلیغ کرتے تھے اور وہ بھی آپ کی تبلیغ کو سننے کے لئے آتے تھے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ باعمل عالم تھے اور زاہد متقی بھی سنت نبوی پر سختی سے عمل پیرا تھے اور سدا خشیت الٰہی میں غرق رہتے آپ کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں تو ام المومنین آپ کو گود میں اٹھا کر پستان مبارک آپ کے منہ میں دے دیتیں اور خود شوق میں آپ کے پستان مبارک سے دودھ بھی نکلنے لگتا۔ اندازہ فرمایئے جس نے ام المومنین کا دودھ پیا ہو اس کے مراتب ولایت کا مقام کیا ہو گا۔

دعائے مصطفیٰ ﷺ ☆: بچپن میں ایک دن حضور اکرم ﷺ کے پیالے کا پانی پی لیا اور جب

Marfat.com

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ میرے پیالے کا پانی کس نے پیا ہے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا وہ پانی حسن نے پی لیا یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس قدر پانی میرے پیالے کا پیا ہے۔ اسی قدر میرا علم اس میں نفوذ کر گیا ہے۔ ایک دن حضور ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لائے۔ تو انہوں نے حضرت حسن بصریؒ کو آپ ﷺ کی گود میں ڈال دیا۔ اس وقت حضور ﷺ نے آپ کی بھلائی کی دعا فرمائی۔ اس دعا کی برکت سے آپ کو بے پناہ مراتب حاصل ہوئے۔

ایک اور مقام☆: مشہور ہے کہ ابو عمرو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے ایک نوعمر حسین لڑکا تعلیم کے لئے پہنچا۔ حضرت عمرو نے اسے بری نیت سے دیکھا جس کے نتیجے میں سارا قرآن بھول گئے گھبرائے ہوئے حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور خدمت اقدس میں پورا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ایام حج قریب ہیں پہلے حج ادا کرو۔ حج ادا کرنے کے بعد مسجد خیف میں پہنچ جاؤ۔ وہاں تمہیں محراب میں ایک صاحب مصروف عبادت ملیں گے۔ جب وہ عبادت سے فراغت پا لیں تو ان سے دعا کی درخواست کرنا۔ ابو عمرو کہتے ہیں کہ جب میں مسجد خیف پہنچا۔ تو وہاں ایک کثیر مجمع دیکھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے تو سب لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے او جب سب لوگوں کے جانے کے بعد وہ بزرگ تنہا رہ گئے تو میں نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ چنانچہ ان بزرگ کے تصرف سے مجھے پورا قرآن دوبارہ یاد ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں میرا پتہ کس نے دیا۔ میں نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا نام لے لیا یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ کو رسوا کیا۔ میں بھی ان کا راز فاش کروں گا۔ فرمایا کہ وہ صاحب جو ظہر کی نماز کے وقت یہاں تھے وہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ہی تھے جو اسی طرح روزانہ یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کر کے عصر کے وقت بصرہ پہنچ جاتے ہیں اور جن کے رہنما حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جیسے ہوں تو ان کو دوسروں کی حاجت نہیں ہوتی یعنی اس کو ہماری دعا کیا حاجت ہے۔ معلوم ہوا کہ مشکل وقت میں اللہ والوں کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کرنے اور بزرگوں کی دعا سے بڑی بڑی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بدنگاہی سے بڑی بڑی آفات نازل ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والے اپنے کمالات کو چھپاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والے سینکڑوں میل کی مسافت پل بھر میں طے کر لیتے

Marfat.com

ہیں۔ پھر جو لوگ ایک میل کا سفر بھی طے نہ کر سکتے ہوں وہ ان لوگوں کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

آپ کے خلفاء☆: آپ کے پانچ خلفاء ہیں جن میں حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید، حضرت ابن زرین، حضرت خواجہ حبیب عجمی، حضرت شیخ عضبہ ابن علام، حضرت شیخ محمد واسع رحمتہ اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

کرامت☆: کچھ بزرگ آپ کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے راستے میں کچھ لوگوں کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی چنانچہ راستے میں ایک کنویں پر نظر پڑی لیکن اس پر رسی ڈول کچھ نظر نہ آیا۔ جب حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے صورتحال دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا۔ چنانچہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنویں میں سے پانی خود بخود ابل پڑا اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھائی لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی کوزے میں بھر کر رکھ لیا۔ اس حرکت کے بعد کنویں کا پانی خود بخود ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ پھر آگے روانہ ہوئے تو آپ نے راستہ میں کچھ کھجوریں اٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں جن کو فروخت کر کے لوگوں نے سامان خورد و نوش خریدا اور صدقہ بھی دیا۔

فلسفہ تنہائی☆: جب حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کو یہ علم ہوا کہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سفر حج کا ارادہ کر کے حج کرنے جا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ نے ایک تحریر لکھ کر بھیجی کہ میری یہ تمنا ہے کہ آپ کے ساتھ حج کروں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں معافی چاہتا ہوں کیونکہ میری یہ تمنا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ستاری کے پردے میں زندگی گزاروں اور اگر ہم دونوں ہوں گے تو ایک دوسرے کے عیب یقیناً سامنے آئیں گے اور ہم ایک دوسرے کو معیوب سمجھنے لگیں گے۔

تباہی مردہ دلی میں ہے☆: حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا مردہ دلی میں۔ میں نے پوچھا مردہ دلی کا کیا مفہوم ہے فرمایا کہ دنیا کی جانب راغب ہو جائے۔

دنیا کا انجام☆: آپ کسی مردے کی تدفین کے لئے قبرستان چلے گئے اور فراغت تدفین کے

Marfat.com

بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر اس قدر روئے کہ قبر کی خاک تک نم ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ جب آخری منزل ہی آخرت ہے تو پھر ایسی دنیا کے متمنی کیوں ہو۔ جس کا انجام قبر ہے اور اس عالم سے خوف زدہ کیوں نہیں جس کی ابتدائی منزل بھی قبر ہے گویا تمہاری پہلی اور آخری منزل قبر ہے آپ کی نصیحت سے لوگ اس درجہ متاثر ہوئے کہ شدت گریہ سے بے حال ہوگئے۔

زیارت قبور میں عبرت ہے ☆: ایک مرتبہ لوگوں کے ہمراہ قبرستان پہنچ کر فرمایا کہ اس میں ایسے ایسے افراد مدفون ہیں جن کا سر آٹھ جنتوں کے مساوی نعمتیں پانے پر بھی نہ تھک سکتا اور ان کے قلوب میں ان نعمتوں کا شعور بھی نہ آیا۔ لیکن مٹی میں اتنی آرزوئیں لے کر چلے گئے کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی تمام آسمانوں کے مقابلے میں رکھا جائے تو وہ خوفزدہ ہوکر پاش پاش ہوجائیں۔

صبر کا مفہوم ☆: کسی دہقانی نے آپ سے صبر کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ صبر کی دو قسمیں ہیں اول ابتلا و مصیبت میں صبر کرنا ان چیزوں سے اجتناب کرنا جن سے بچنے کا اللہ نے حکم دیا۔ بدو نے عرض کیا کہ آپ تو بہت بڑے زاہد ہیں۔ فرمایا کہ میرا زہد تو آخرت کی وجہ سے ہے اور اسی کا نام جزا ہے اور میرا تقویٰ محض رغبت آخرت میں اپنا حصہ طلب کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ سلامتی جسم و جان کے لئے اور صابر وہ ہیں جو اپنے خدا پر راضی ہے آخرت کی طلب نہ کرے بلکہ اس کا صبر صرف ذات الٰہی کے لئے ہو اخلاص کی علامت یہی ہے۔

نافع علم ☆: فرمایا کہ انسان کے لئے ضروری ہے۔ اخلاص و قناعت صبر جمیل سے حاصل کرتا رہے اور جب یہ چیزیں حاصل ہوجائیں تو اس کے آخر مراتب کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا فرمایا کہ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر رہتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں۔ اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہیں فرمایا کہ ہر شخص دنیا سے تین تمنائیں لئے ہوئے چلا جاتا ہے۔ اول جمع کرنے کی حرص، دوئم جو کچھ حاصل کرنا چاہا وہ حاصل نہ ہوسکا سوئم توشہ آخرت جمع نہ کرسکا۔ کسی نے عرض کیا فلاں پر نزع کا عالم طاری ہے تو فرمایا کہ جب سے دنیا میں آیا اس وقت سے آج تک عالم نزع میں ہی ہے۔

Marfat.com

بوقت وصال آپ کا مسکرانا ☆ : جب آپ کے وصال باکمال کا وقت قریب آیا تو آپ مسکرائے۔ حالانکہ آپ کو اس سے پہلے پوری زندگی میں کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا آخری وقت آپ کے منہ سے یہ کلمات نکلے کہ کون سا گناہ باقی ہے۔ اس کے بعد آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔ آپ کے وصال کے بعد ایک بزرگ نے خواب میں آپ کو دیکھا اور پوچھا کہ ساری عمر تو آپ نہیں مسکرائے۔ موت کے وقت کیوں مسکرائے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ موت کے وقت میں نے آواز سنی کہ ملک الموت اسے سختی سے پکڑو ابھی اس کا ایک گناہ باقی ہے۔ یہ بات سن کر مجھے خوشی ہوئی اور ہنسی آگئی۔ اور میں نے پوچھا کہ کون سا گناہ باقی ہے اور جان نکل گئی۔

ایک اور بزرگ نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور منادی ہو رہی ہے کہ حسن بصری خدا تک پہنچ گیا ہے اور خدا اس سے راضی ہے۔

کسی عارف کامل نے آپ کی قطعۂ تاریخ یوں لکھی ہے۔

خواجہ دورز منی آنِ محسن احسن حسن
زیب بصرہ زینت دین مقتداء و متقی
سال و صلش قطب گوا علی بذاں سالک بخواں
ہم ولی امجد ہمایوں ہادی ملک علی

آپ کا وصال باکمال ☆ : ۴ محرم الحرام ۱۱۱ھ باختلاف روایت یکم رجب المرجب ۱۱۰ھ ۹۸ برس کی عمر میں آپ کا وصال باکمال بصرہ میں ہوا۔ مزار پرُ انوار بصرہ سے تین کوس کے فاصلے پر مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دیتے ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ عبدالواحد ابن زید رحمتہ اللہ علیہ

متقی و پارسا عبد اللہ — شیخ عبدالواحد اہل بقا
او خلافت یافت از خواجہ حسنؒ — کاملان وقت را او راہنما
یک خلافت داد او را شاہ کمیلؒ — آں کہ حاصل کرد او از مرتضیٰؓ
ناز بردارے فضیل ابن عیاضؒ — منفرد او در گروہ اولیا
حلقہء طوق غلامی داشتند — صد ہزاراں اصفیا و اذکیا
روز و شب گریہ کناں او پیش حق — زاں سبب معروف شد اہل بقاء

ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت شیخ خواجہ عبدالواحد زید رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: اما العاشقین، برہان الواصلین، عارف باللہ، قطب زمانہ، فائز بہ مکاشفات توحیدِ وجود، شہباز قضائے تجرید ہمائے آشیانہ تفرید، فرد حقیقت حضرت شیخ خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۹ شعبان المعظم ۳ ھ بروز سوموار جدہ میں ہوئی۔ ریاضت و مجاہدے میں مشغول رہتے تھے۔ آپ بڑے درجہ کے عالم تھے آپ امیر المومنین حضرت امام حسنؓ ابن علی کرم اللہ وجہ الکریم کے شاگرد تھے۔ آپ ہر گھڑی عبادت میں رہتے تھے۔ ذکر کو دوست رکھتے تھے اور کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے عام لوگوں سے میل جول بالکل نہ رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے ملاقات کرتے جہاں کہیں بھی کسی درویش کی خبر پاتے فوراً اس کی ملاقات کیلئے روانہ ہو جاتے اور درویشوں سے بڑے اخلاص سے پیش آتے۔ آپ اپنے پاس آنے والوں اور ملنے والوں کو سلام میں پہل کرتے اور اس کی تعظیم بجالاتے۔ جیسے نوکر یا غلام اپنے آقا کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ آپ بڑے ادب کے ساتھ لوگوں کے پاس بیٹھتے اور فرماتے کہ تم تمام لوگ بادشاہ کے غلام ہو۔ اس

Marfat.com

لئے تمہاری تعظیم مجھ پر واجب ہے کیونکہ جسے بادشاہ کی محبت ہوتی ہے۔ وہ بادشاہ کے غلاموں کی تعظیم کرتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے بندے ہو پس ہمیں واجب ہے کہ ہم تمہاری تعظیم کریں کیونکہ تمہاری تعظیم دراصل اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اس کے علاوہ حضرت کمیل ابن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے بھی آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔

سیرت وکردار ☆: آپ ریاضت ومجاہدات ترک وتجرید ذوق وشوق عشق میں بے نظیر و بے مثال اور صائم الدھر تھے۔ تین روز کے بعد افطار فرماتے وہ بھی صرف تین لقمہ سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے۔ ہر وقت آپ پر گریہ وزاری کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہونے سے قبل ۴۰ برس تک عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔ علم میں آپ باکمال شخصیت اور حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے شاگرد تھے۔ اور کسب ودانش آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے سیکھا تھا۔ آپ زیادہ تر خلق خدا سے الگ تھلگ رہتے عام لوگوں سے میل جول بہت کم رکھتے۔ اولیائے کرام سے ملاقات اور ان کی زیارت کے لئے دور دور تک سفر فرماتے تھے۔ اور جس بھی بزرگ کے پاس تشریف لے جاتے سلام کرنے میں سبقت فرماتے تربیت مریدین میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کے تین خلفائے نامدار ہوئے ہیں جن میں حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن زرین اور حضرت خواجہ ابو یعقوب سوسی علیہم الرحمۃ ہیں ان تینوں خلفاء میں سے حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض سے سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کا شجرہ طریقت ملتا ہے۔ جبکہ حضرت خواجہ ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمۃ سے حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا سلسلہ جا ملتا ہے۔

Marfat.com

کرامت ☆: آپ صاحب کرامت بزرگ تھے بہت سے گزشتہ لوگوں نے آپ کی کرامات دیکھی ہیں۔ ایک مرتبہ دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دریا کے کنارے چند فقیر کشتی کی انتظار میں بیٹھے تھے۔ کشتی جب آئی تو ملاح نے تمام لوگوں کو تو سوار کرلیا مگر درویشوں کو سوار نہ کیا۔ فقیر اس بات سے نہایت شکستہ اور رنجیدہ ہوئے۔ آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ آؤ میں تمہیں دریا سے پار کرادوں آپ نے فرمایا کہ دجلہ کو جا کر کہو کہ عبدالواحد زید نے کہا کہ خشک ہوجا فقیروں نے جا کر اسی طرح کہہ دیا۔ کہتے ہیں پانی فوراً خشک ہوگیا اور فقیروں کا ٹخنہ بھی تر نہ ہوا۔ سارے فقیر دریا پار ہوگئے اور بہت خوش ہوئے۔ ملاح نے یہ واقعہ دیکھا تو آ کر آپ کے پیروں میں گر گیا اور عرض کرنے لگا کہ یا شیخ مجھے معاف فرما دیجئے۔ مجھ سے خطا ہوگئی کہ میں نے فقیروں کو کشتی میں سوار نہ کیا۔ آپ نے فرمایا جا میں نے معاف کیا پھر کبھی فقیروں کے دل کو نہ ستانا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک روز آپ کسی راہ چل رہے تھے آپ کو راستے میں چند فقیر جو بھوکے پیاسے تھے ملے اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومے اور آہ وزاری کرنے لگے اور عرض کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور آپ کی دعا مقبول ہے۔ ہم سب بھوکے ہیں۔ ہمارے بال بچے بھی بھوک سے ہلاک ہو رہے۔ آپ دعا کریں کہ ہمیں صرف دووقت کا کھانا مل جایا کرے ہم دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہتے۔

آپ نے فرمایا کہ جاؤ تم آج ہی سے دولت مند ہوجاؤ گے۔ لیکن یاد رکھو شریعت نبوی پر قائم رہنا اور پیغمبر خدا کی تابعداری کرنا اور برے کاموں سے بچے رہنا۔ فقیروں نے اس نصیحت کو قبول کیا اور اپنے اپنے گھر واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر میں ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کے دینار ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے اور یہ مال کس نے دیا ہے ان کی عورتوں نے کہا کہ ہم سب بھوکے پیاسے تھے ایک شخص نے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی ہم نے دروازہ کھولا تو اس نے دیناروں سے بھرا ہوا تھیلا ہمیں دیا اور کہا کہ تم تمام مرد عورتیں یہ رقم آپس میں بانٹ لو جب تمہارے مرد آئیں کہنا کہ شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ کا ایک دوست آیا تھا۔ اس نے یہ دینار ہمیں دیئے ہیں اور کہا ہے اے ناقص جب تم حضرت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ سے ملے تھے۔ تو صرف دنیا کی ہی کیوں طلب کی اگر دین بھی

Marfat.com

طلب کرتے تو اللہ حضرت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے سے تمہیں دین کامل بھی عطا فرما دیتا۔

کرامت نمبر ۳ ☆: ایک دن آپ ایک راستے پر تشریف لے جا رہے تھے تو کیا دیکھا ایک بوڑھا ضعیف و ناتواں عاجز و نحیف دھوپ میں پڑا ہے اور کوئی شخص اس کا پرسان حال نہیں ہے۔ آپ کو اس کی حالت زار پر رحم آیا اور اَبر کو اشارہ کیا کہ اس بے نوا پر سایہ کرے۔ جب اُس بوڑھے نے یہ کرامت دیکھی تو عرض کیا حضور میرے لئے دعا کریں کہ مجھے صحت ہو جائے۔ آپ نے دعا کی تو وہ اُسی وقت صحت یاب ہو گیا۔

آپ کا تقویٰ ☆: آپ ہر وقت روزہ رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہمیشہ روتے رہتے اور بہت کم کھانا کھاتے دو دو تین تین وقت کا فاقہ کرتے تھے اور تین فاقہ کے بعد دو یا تین نوالے کھاتے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کھانا کیوں کم کھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں پیغمبر خدا نبی پاک ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اپنے پیر و مرشد کی پیروی کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے بھی کھانا بہت کم کھایا ہے اور بھوک وفاقے کو دوست رکھا ہے۔ اگر میں ان کی اطاعت نہ کروں تو مجھے لوگ درویش نہیں کہیں گے۔ کیونکہ درویش وہ شخص ہے جو قول و فعل میں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اپنے پیر و مرشد کی مثالیت قائم کرے جب وہ مثالیت نہیں کرتا تو لوگ اس کو حقیر جانتے ہیں اور درویش کو حقیر جاننا دراصل اس کے پیر کو حقیر جاننا ہے اور اس کے پیر کو حقیر جاننا گویا مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حقیر جاننا ہے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حقیر جاننا گویا ختم الانبیاء نبی پاک صاحب لولاک فخر موجودات ﷺ کو برا جاننا ہے اور نبی پاک ﷺ کو حقیر جاننا گویا نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالیٰ کو برا جاننا ہے پس درویش کو چاہیے کہ اپنے پیر کی مطابقت نہ چھوڑے۔ کیونکہ پیر کی مطابقت جناب مصطفیٰ ﷺ کی مطابقت ہے۔

بیعت ہونے کے بعد آپ کا پہلا قدم ☆: جب آپ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے تو آپ کے پاس اس وقت سات غلام تھے۔ آپ نے وہ ساتوں غلام آزاد کر دیئے اور فرمایا کہ گناہوں سے پاک و آزاد ہوا ہوں اور جو مال و اسباب آپ کے پاس گھر میں

Marfat.com

موجود تھا سب محتاجوں اور فقیروں کو دے دیا اور گودڑی پہن کر حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ آپ فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتے اور اہل دنیا کو ترک کرتے اور اتفاقیہ کسی فقیر کے لئے مال ساتھ میں لے لیتے آپ اکثر فرماتے تھے کہ اس شخص پر افسوس ہے جو دل کو دولت کی طرف لگائے اور ہاتھ میں دنیا لے کیونکہ دنیا پر خدا کا غضب ہے اور جب سے یہ پیدا ہوئی ہے اسے نظر رحمت سے نہیں دیکھا۔ پس اگر کوئی شخص درویش ہوا اور درویشوں کا خرقہ پہنے اور ان کا جانشین ہو تو اسے چاہیے کہ دنیا کے نزدیک بالکل نہ جائے اور دنیا کے مال کو بالکل نہ چھوئے۔ اور اسے بالکل پاس نہ رکھے اور اگر رکھے تو درویشی خرقہ کے لائق نہیں اور قیامت کے دن اسے درویشوں میں جگہ نہ دی جائے گی اور اسی وجہ سے وہ نبی پاک ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ درویش وہ ہے جس کے دل میں ماسوا اللہ کے دوسری چیزوں کا دل میں خیال تک نہ ہو۔ درویش ہمیشہ خالی ہاتھ خالی شکم والا ہوتا ہے۔ جب رات آئے تو گھر میں جو بھی موجود ہو وہ کھائے اگر کوئی چیز آئندہ رات کے لئے رکھے تو سمجھ لو کہ وہ سست اعتقاد اور بہت کم ہمت ہے۔

اور اسے توکل کی راہ معلوم نہیں وہ متبدی ہے۔ مقتدائی کے لائق نہیں بچے کی طرح نادان ہے۔ وہ دانا نہیں۔ وہ علیل ہے۔ خلیل نہیں۔ راستہ چلنے والا ہے۔ لیکن پرہیزگار نہیں۔ کچا اور ناکمل مرید ہے۔ اسے پیری کا مرتبہ حاصل نہیں۔ درویش کو جو کچھ مل جائے تو وہ کھا لیتا اور صبر شکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے اگر رزق قسمت میں ہے تو مل کر رہے گا۔ اگر قسمت میں نہیں ہے تو موجودہ رزق بھی کیا فائدہ دے سکتا ہے جب کہ وہ کھایا نہ جائے۔

قبل از وصال ایام علالت کی کرامت ☆: آخری ایام میں اس قدر بیمار ہوئے کہ اٹھنے کی طاقت نہ رہی بلکہ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ ایک دن نماز کے وقت خادم موجود نہ تھا کہ وضو کراتا۔ آپ نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ مجھے اس قدر صحت اور طاقت عطا فرما کہ اٹھ کر وضو کر سکوں اور نماز ادا کر لوں۔ اس کے بعد جو حکم ہو بندہ حاضر ہے۔ دعا مانگتے ہی آپ کو صحت ہو گئی اٹھے اور وضو کیا جی بھر کر نماز ادا کی۔ اس کے بعد جب بستر پر آئے تو بدستور بیمار ہو گئے۔

وصال باکمال ☆: ستائیس (۲۷) ماہ صفر ۷۷اھ بروز بدھ کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔

Marfat.com

اور مزار پُر انوار بصرہ میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

بعض مورخین کے نزدیک آپ کا مزار پُر انوار مکہ مکرمہ میں ہے۔

کسی عارف کاملِ نے آپ کی قطعۂ تاریخ یوں لکھی ہے☆:

عبدواحد چوں ز دنیا رخت بست ۔۔۔ سالِ آں شہہ و الامکان

زبدہ دین عبدواحد کن رقم ۔۔۔ ہم امام عبدواحد کن بیان

۱۷۷ھ ۔۔۔ ۱۷۷ھ

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ فضیل ابن عیاض رحمتہ اللہ علیہ

سر گروہ اولیا خواجہ فضیل ابن عیاض — بے نیاز و بے ریا خواجہ فضیل ابن عیاض
دست بستہ سامنے روتا رہا ہاروں رشید — ہیں وہ ایسے باخدا خواجہ فضیل ابن عیاض
کفش برداروں میں شامل ہو کے سلطان الادھم — کہتے تھے مولائے ما خواجہ فضیل ابن عیاض
کر دیا جس ہاتھ نے مٹی کو سونا دفعتاً — آپ کا دست عطا خواجہ فضیل ابن عیاض
معتکف برسوں رہے جو کعبۃ اللہ میں ظفر — مظہر نور خدا خواجہ فضیل ابن عیاض

از قلم: ڈاکٹر ظفر پاتوآنہ

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مقدمہ تابعاں، معظم تاباں، آفتاب کرم و احسان، دردریائے ورع و عرفان، مجذوب عشق رب رحمان، بسمل تیغ تسلیم و رضا، مشرف بر اسرار قدر و قضا، قطب حقیقت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ، گیارہ ذیقعد ۸ ھ صبح کے وقت کوفہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کا شمار نہ صرف اہل تقویٰ اور اہل ورع میں ہوتا ہے بلکہ آپ مشائخین کے مقتداء راہ طریقت کے ہادی ولایت و ہدایت کے مہر منور اور کرامت و ریاضت کے اعتبار سے اپنے دور کے شیخ کامل تھے اور آپ کے ہمعصر آپ کو صادق و مقتداء تصور کرتے ہیں۔ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے بعض کہتے ہیں آپ کا اصل وطن خراسان ہے اور مرہ کے مضافات میں رہتے تھے۔ آپ طبقہ اولیٰ کے بزرگوں میں سے ہیں اور آپ کی کنیت ابوعلی اور ابوالفیض ہے۔ آپ ابتدائی دور میں ٹاٹ کا لباس اونی ٹوپی اور گلے میں تسبیح ڈالے پھرتے تھے آپ کے جتنے یار دوست تھے وہ سب کے سب ڈاکو اور قذاق تھے صحرا بصحرا لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ آپ ان قزاقوں کے سرغنہ تھے غارت گری کا سارا مال تقسیم کر کے اپنے

Marfat.com

لئے پسندیدہ شے رکھ لیا کرتے اس کے باوجود نہ صرف خود پنجگانہ نماز کے عادی تھے بلکہ خدام اور ساتھیوں میں سے جو نماز نہ پڑھتا اس کو خارج از جماعت کر دیتے۔

عجیب واقعہ☆: ایک مرتبہ متمول قافلہ اس جانب سے گزر رہا تھا ان میں سے ایک مالدار کے پاس بہت رقم تھی چنانچہ ان لٹیروں کے خوف سے یہ سوچ کر کہ یہ رقم بچ ہی جائے تو بہتر ہے وہ شخص صحرا میں رقم دفن کرنے کیلئے جگہ کی تلاش میں نکلا تو وہاں اس کو ایک بزرگ مصلے بچھائے نماز پڑھتے ملے۔ دیکھ کر مطمئن سا ہو گیا اور وہ رقم بطور امانت ان بزرگ کے پاس رکھ دی اور جب قافلہ میں واپس پہنچا تو پورا قافلہ لٹیروں کی نذر ہو چکا تھا چنانچہ وہ شخص جب اپنی رقم کی واپسی کیلئے ان بزرگ کے پاس گیا تو دیکھا تو وہ شخص لٹیروں کے ساتھ مل کر مال غنیمت تقسیم کر رہے ہیں۔ اس بیچارے نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنی رقم اپنے ہاتھوں سے ایک قذاق کے حوالے کر دی۔ لیکن آپ نے اپنے قریب بلایا اور پوچھا کہ یہاں کیوں آئے ہو۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ اپنی رقم کی واپسی کے لئے آپ نے فرمایا کہ جس جگہ رکھ کر گئے تھے۔ وہیں سے اٹھالو جب وہ اپنی رقم لے کر واپس ہو گیا تو آپ کے ساتھیوں نے پوچھا کہ یہ رقم باہمی تقسیم کی بجائے آپ نے واپس کیوں کر دی۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھ پر اعتماد کیا اور میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہوں۔

پھر چند یوم بعد لٹیروں نے دوسرا قافلہ لوٹ لیا۔ جس میں بہت مال ہاتھ آیا۔ اہل قافلہ میں سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا کوئی سرغنہ نہیں ہے لٹیروں نے جواب دیا کہ ہے تو سہی لیکن وہ اس وقت لب دریا نماز میں مشغول ہے اس شخص نے کہا کہ یہ وقت نماز کا نہیں ہے۔ راہزنوں نے کہا کہ نفلیں پڑھ رہا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا کہ جب تم لوگ کھانا کھاتے ہو تو کیا تمہارے ہمراہ نہیں کھاتا انہوں نے جواب دیا کہ وہ دن میں روزے رکھتے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔ ڈاکوؤں نے کہا کہ نفلی روزے رکھتے ہیں۔ یہ حالات سن کر وہ شخص حیرت زدہ ہو گیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی صوم صلوٰۃ کے ساتھ رہزنی کا کیا تعلق ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تو نے قرآن پاک پڑھا ہے اس شخص نے جب اثبات میں جواب دیا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْ بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْ عَمَلاً صَالِحًا (پ ۱۱۔ سورۃ توبہ رکوع ۲۔ آیت ۱۰۲)

Marfat.com

یعنی دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے عمل صالح کو اس کے ساتھ غلط ملط کر دیا۔ آپ کی زبانی آیت سن کر وہ شخص محو حیرت رہ گیا۔ روایت ہے کہ آپ بہت بامروت و باہمت تھے اور جس کارواں میں کوئی عورت ہوتی یا جس کے پاس قلیل متاع ہوتی اس کو نہیں لوٹتے تھے اور جس کو لوٹتے تھے اس کے پاس کچھ نہ کچھ مال و متاع چھوڑ دیتے تھے۔ ابتدائی دور میں آپ ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے اور اکثر اس کی محبت میں گریہ وزاری کرتے رہتے اور لوٹے ہوئے اثاثے میں اپنا حصہ اس عورت کے پاس بھیج دیتے اور گاہے بگاہے خود بھی جاتے رہتے۔

سبق آموز واقعہ☆: ایک مرتبہ کوئی قافلہ آ کر ٹھہرا اور اس قافلے میں کوئی شخص یہ آیت تلاوت کر رہا تھا۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

(پ ۲۷۔ سورۃ حدید۔ ع ۱۷۔ آیت ۱۶)

کیا اہل ایمان کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے خوف زدہ ہو جائیں۔

اس آیت کریمہ کا آپ کے قلب پر ایسا اثر ہوا جیسے کسی نے تیر مار دیا ہو اور آپ نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا یہ غارت گری کا کھیل کب تک جاری رہے گا اور اب وہ وقت آ چکا ہے کہ ہم اللہ کی راہ پر چل پڑیں یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے اور اس کے بعد مشغول عبادت ہو گئے اور ایک ایسے صحرا میں جا نکلے جہاں کوئی قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور اہل قافلہ میں سے کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا کہ اس راستے میں فضیل ڈاکے مارتا ہے۔ لہٰذا ہمیں راستہ بدل کر چلنا چاہیے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اب بالکل بے خوف ہو جاؤ اس لئے کہ میں نے رہزنی سے توبہ کر لی ہے پھر تمام لوگوں سے جن کو آپ سے اذیتیں پہنچی تھیں ان سے معافی طلب کر لی۔ لیکن ایک یہودی نے معاف کرنے سے انکار کر دیا اور شرط پیش کی کہ اگر تم سامنے والی پہاڑی کو یہاں سے ہٹا دو تو پھر معاف کر دوں گا۔ چنانچہ آپ نے مٹی اٹھانی شروع کر دی تو اتفاق سے ایک آندھی آئی کہ وہ پوری پہاڑی اپنی جگہ سے ختم ہو گئی۔ یہودی یہ واقعہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور اپنے قلب سے آپ کے بارے میں کدورت ختم کر دی اور عرض کیا کہ میں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک تم میرا مال نہ دو گے میں اس وقت تک آپ کو معاف نہ کروں گا۔ لہٰذا اس وقت میرے تکیے کے نیچے اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلی رکھی ہوئی ہے وہ آپ

Marfat.com

اٹھا کر مجھے دے دیں تا کہ میری قسم کا کفارہ ادا ہو جائے۔ چنانچہ وہ تھیلی اٹھا کر آپ نے اس کو دے دی۔ اس کے بعد اس نے یہ شرط پیش کی آپ مجھے مسلمان کرلیں پھر معاف کر دوں گا۔ آپ نے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیا۔ اسلام لانے کے بعد اس نے بتایا کہ میرے مسلمان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ اگر صدق دل سے تائب ہونے والا خاک کو بھی ہاتھ لگا دے تو سونا بن جائے لیکن مجھے یقین نہ آیا اور آج جب کہ میری تھیلی میں مٹی بھری ہوئی تھی اور جب آپ نے مجھ کو اٹھا کر دی تو واقعی اس میں سونا نکلا اور مجھے مکمل یقین ہو گیا کہ آپ کا مذہب سچا ہے۔

خوف خدا☆: ایک مرتبہ آپ نے کسی سے استدعا کی کہ میں نے بہت سارے گناہ کئے ہیں۔ لہٰذا مجھے امیر وقت کے پاس لے چلو تا کہ وہ مجھ پر شرعی حدود نافذ کرے جس وقت آپ کو امیر وقت کے پاس پیش کیا گیا تو اس نے نہایت تعظیم و تکریم کے بعد واپس کر دیا۔ جب آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر آواز دی تو بیوی نے اضمحلال سے بھری ہوئی آواز سن کر یہ تصور کیا کہ آپ زخمی ہو گئے ہیں۔ بیوی نے پوچھا کہ زخم کہاں پر آیا ہے۔ تو فرمایا کہ آج میرے قلب پر زخم لگا ہے پھر بیوی سے کہا کہ میں سفر حج پر جانا چاہتا ہوں۔ لہٰذا اگر چاہو تو میں تم کو طلاق دے دوں کیونکہ راستے میں تمہیں میرے ساتھ بڑی بڑی مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی۔ لیکن بیوی نے کہا کہ میں خادمہ بن کر تمہارے ہمراہ رہوں گی۔ کیونکہ میرے لئے تمہاری فرقت ناقابل برداشت ہے۔ چنانچہ آپ نے انہیں بھی شریک سفر کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے تمام راستے کی مشکلات دور فرما دیں۔ آپ نے مکہ معظمہ پہنچ کر کعبۃ اللہ کی مجاورت اختیار کر لی اور مدتوں حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کیا اور عبادت و ریاضت میں معراج کمال تک رسائی حاصل کی اہل مکہ آپ کے گرد جمع رہتے اور آپ اپنے مواعظ حسنہ سے انہیں مستفیض فرماتے رہتے۔ آپ کے کچھ اعزاء بغرض ملاقات پہنچے تو آپ نے ان سے ملاقات نہیں کی لیکن بے حد اصرار کے بعد چھت پر چڑھ کر فرمایا کہ اللہ تم کو عقل سلیم عطا فرمائے تا کہ کسی اچھے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ الفاظ سن کر تمام لوگ بڑے متاثر ہوئے ان پر غشی طاری ہو گئی اور تمنائے ملاقات لئے ہوئے واپس وطن چلے گئے۔

بیعت و خلافت☆: لوٹ مار اور ڈاکہ زنی سے تائب ہو کر آپ کوفہ تشریف لے گئے اور

Marfat.com

وہاں پر حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کی اور حصول علم کے لئے کافی عرصہ تک ان کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی بعدازاں آپ بیعت کی غرض سے بصرہ تشریف لے گئے تاکہ حضرت خواجہ حسن بصری کے ہاتھ پر بیعت توبہ کر لی جائے مگر بصرہ پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کا وصال ہو چکا ہے تو آپ نے رونا شروع کر دیا۔ اس موقع پر کسی شخص نے کہا کہ آپ اگر بیعت ہی ہونا چاہتے ہیں تو رونے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے ممتاز خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل کر لیں عصر حاضر میں ان جیسا درویش اور کامل بزرگ کوئی اور نہیں ہے۔ حضرت خواجہ حبیب عجمی جیسے بزرگ ہر ہفتہ ان کے پاس دوستی کے ناطے آتے ہیں۔ چنانچہ اس شخص کی ناصحانہ گفتگو نے آپ کے دل پر بڑا اثر کیا اور آپ کے دل میں حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی تڑپ پیدا ہوئی اور پتہ کرتے ہوئے ان کی خدمت میں پہنچ کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ نے آپ کو پند و نصائح کئے اور فرمایا اے فضیل تمام چیزوں کو چھوڑ کر صالح بن جاؤ۔ درویشی بے خویشی اور خاموشی کا نام ہے۔ اسے اختیار کرو اور اپنے گناہوں کا ماتم کرو ہر جگہ ہر وقت خدائے عزوجل کو یاد رکھو کیونکہ تمہارا نام محبان خدا میں درج ہو چکا ہے۔ اس لئے تم ولی بن جاؤ گے۔ اور فرمایا کہ ذکر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کو قائم رکھو۔

اپنے شیخ کے نصائح سننے کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر خلوت اختیار کی اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ترقی کی منازل طے کر کے اپنے شیخ کامل کی بارگاہ میں پہنچے تو شیخ کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر ممتاز فرمایا۔

سیرت و کردار☆: آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے (یعنی ہمیشہ روزہ رکھتے اور ساری رات جاگتے تھے) آپ پر خوف خدا اس قدر غالب تھا کہ ہمیشہ گریہ وزاری کرتے رہتے تھے اور جو شخص آپ کے چہرے کو دیکھتا تھا اس پر بھی گریہ طاری ہو جاتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ شخص نہایت ہی مصیبت زدہ ہے۔ آپ جس روز مرید ہوئے اس کے بعد اہل دنیا کو نہ دیکھا۔ بلکہ راستے میں اگر کوئی اہل دنیا نظر آ جاتا تو راستہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اگر اتفاق سے کوئی دنیادار سامنے آ جاتا تو آپ اپنے

Marfat.com

کپڑے فقیروں اور غریبوں میں تقسیم فرما دیتے تھے اس خوف سے کہ شاید اہل دنیا کے پاؤں کی خاک کپڑوں پر پڑ گئی ہو۔ آپ صاحب سماع صاحب کشف و کرامات اور باعظمت بزرگ تھے اور تین دن اور بعض اوقات چار اور پانچ دن کے بعد روزہ افطار فرماتے ہر روز پانچ سو رکعت نماز نفل ادا فرماتے۔ روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرتے جس روز آپ کے گھر میں فاقہ ہوتا آپ چند رکعت نماز شکرانہ ادا فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ بیمار ہو جاؤں تاکہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے باہر نہ جاؤں اور اس طرح خلق خدا کو نہ دیکھوں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص کا مجھ پر احسان عظیم ہوگا جو راستے میں مجھ کو سلام نہ کرے۔ اور جب بیمار ہو جاؤں تو عیادت کو نہ آئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب رات آتی ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے کہ مکمل خلوت حاصل ہوگی۔ جب صبح ہوتی ہے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اب خلق خدا سے ملاقات ہوگی کیونکہ اس سے مجھے پریشانی ہوتی ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے پانچ خلفائے نامدار ہیں جن میں حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم حضرت شیخ محمد بن یزید شیرازی حضرت خواجہ بشر حافی حضرت خواجہ ابی جار عطاری حضرت خواجہ عبداللہ سیاری علیہم الرحمۃ ہیں۔

آپ کی تعلیمات واقوال زریں☆: آپ فرماتے ہیں کہ میں حق تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے عبادت کرتا ہوں نہ کہ ڈر کی وجہ سے۔

نمبر۲☆: کسی نے آپ سے دریافت کیا اصل دین کیا ہے۔ آپ نے فرمایا عقل۔ اُس نے پوچھا عقل کی اصل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا حلم۔ اس نے پوچھا حلم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا صبر۔

نمبر۳☆: آپ فرماتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ غیر سے امید نہ رکھے اور متوکل وہ ہے کہ جس کا ظاہر و باطن سراپا تسلیم و رضا بن جائے۔

نمبر۴☆: آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ تیس برس تک مسلسل کبھی بھی نہ مسکرائے۔ جس روز آپ کے فرزند ارجمند کا وصال ہوا تو آپ نے تبسم فرمایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت یہ بھی

Marfat.com

کوئی مسکرانے کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی موت پر حق تعالیٰ راضی تھا۔ چنانچہ میں نے بھی حق تعالیٰ کی موافقت کی ہے اور خوش ہوا ہوں۔

قبل از وصال آپ کی عجیب وغریب وصیت ☆: جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے اپنی دو بیٹیوں کے متعلق اپنے اہل خانہ کو وصیت فرمائی کہ ان کو کوہ ابوقیس پر لے جانا اور یہ کہنا کہ الٰہی فضیل نے ہمیں نصیحت کی ہے کہ ان کو میں نے تیرے سپرد کر دیا۔ چنانچہ ہم ان کو تیرے سپرد کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے اہل خانہ ان دونوں بیٹیوں کو کوہ ابوقبیس پر لے گئے۔ اس وقت یمن کا بادشاہ اپنے دو شہزادوں اور دیگر ہمراہیوں کے ہمراہ وہاں سے گزر رہا تھا۔ جب اس نے مجمع کو دیکھا تو پوچھا کہ ماجرا کیا ہے۔ لوگوں نے آپ کی وصیت کے متعلق بادشاہ یمن کو بتایا۔ تو اس نے اسی وقت آپ کی دونوں صاحبزادیوں کا نکاح اپنے دونوں شہزادوں سے کر دیا اور یمن لے گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال تین ربیع الاول شریف دوسری روایت کے مطابق ۴ ماہ محرم الحرام ۱۸۷ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوا۔

روایت ہے کہ آپ کے قریب تلاوت قرآن کی جا رہی تھی تلاوت کرنے والے نے جب سورۃ القارعہ پڑھی تو آپ نے نعرہ مارا اور وصال ہو گیا۔

آپ کی مرقد منورہ بیت الحرام کے قریب قبرستان جنت المعلیٰ میں حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ کے روضہ اقدس کے نزدیک ہے۔ کسی عارف کامل نے آپ کی قطعۂ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوں فضیل از دار فانی رخت بستا
رفت "عشر" تگہ دارالقرار
ماہِ عالم وصال آنجناب
۱۸۷ھ
سید الاقطاب و واقف کن شمار
۱۸۷ھ

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ سلطان ابراہیم ادھم بلخی رحمتہ اللہ علیہ

کیا عجب شان ہے شاہ عرفان کی
خواجہ ابن ادھمؒ عالی ذیشان کی

وہ خدا کے ہوئے تو ہوئے اس طرح
حق نے مخلوق سب زیر فرمان کی

ناز کرنے لگا چشتیہ سلسلہ
بات جب بھی چلی ان کے عرفان کی

فقر کے تاجور رونق بحروبر
مختصر داستاں ان کی پہچان کی

تاج و تخت و کلاہ و سپہ چھوڑ کر
بادشاہی فقیری پہ قربان کی

مجھ کو بیٹا نہیں وحدۂ چاہیے
بات سب سے الگ ان کے ایقان کی

دولت بے نیازی مبارک رہے
چشتیوں کو ظفرؔ ان کے فیضان کی

ڈاکٹر ظفر یاتو آنہ

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان التارکین، مقرب حضرت رب العالمین، تارک مملکت دنیا، مصدق و متوکل علی اللہ، بہ نہایت فنا فی اللہ صاحب سلطنت عقبیٰ، حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ طبقہ اولیٰ میں سے تھے۔ آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے آپ نسبتاً ادھم بن سلیمان بن ناصر بلخی شاہان بلخ بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپ نسبتاً فاروقی ہیں اور سلسلہ طریقت میں آپ کی ولادت باسعادت ۹ شوال ۱۱۰ھ بروز جمعہ تہجد کے وقت بلخ میں ہوئی۔ آپ بہت ہی اہل تقویٰ بزرگ ہوئے ہیں اور بہت سے مشائخین سے شرف نیاز حاصل کیا۔ بہت عرصہ تک امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کو وہ تمام علوم حاصل ہیں جو اولیاء کرام کے ہوا کرتے ہیں اور حقیقت میں آپ گنجینہ علوم کی کلید تھے۔ ایک مرتبہ

Marfat.com

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے سیدنا کہہ کر خطاب کیا اور اپنے نزدیک جگہ دی اور جب لوگوں نے سوال کیا کہ انہیں سرداری کیسے حاصل ہوئی تو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ ان کا مکمل وقت ذکر و شغل میں صرف ہوتا ہے اور ہم دنیاوی مشاغل میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

سبق آموز واقعات ☆: ابتداء میں آپ بلخ کے سلطان اور عظیم المرتبت حکمران تھے۔ ایک مرتبہ آپ محوخواب تھے کہ چھت پر کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو آواز دے کر پوچھا کہ چھت پر کون ہے جواب ملا کہ میں آپ کا ایک شناسا ہوں اور اونٹ کی تلاش میں چھت پر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ چھت پر اونٹ کا کیا کام ہے چھت پر اونٹ کس طرح آسکتا ہے۔ جواب ملا کہ آپ کو تاج وتخت میں خدا کس طرح ملے گا۔ یہ سن کر آپ ہیبت زدہ ہوگئے۔ اور دوسرے دن جس وقت دربار جما ہوا تھا۔ تو ایک بہت ذی حشم شخص دربار میں آپہنچا اور حاضرین پر ایسا رعب طاری ہوا کہ کسی کو کچھ پوچھنے کی سکت باقی نہ رہی اور وہ شخص تیزی کے ساتھ تخت شاہی کے نزدیک جا پہنچا اور چاروں طرف کچھ دیکھنے لگا۔ ابراہیم ادھمؒ نے سوال کیا کہ تم کون ہو۔ کس کی تلاش میں آئے ہو۔ تو اس نے کہا کہ میں قیام کرنے کی نیت سے آیا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی سرائے نہیں ہے بلکہ شاہی محل ہے اس فقیر نے آپ سے پوچھا کہ آپ سے پہلے یہاں کون آباد تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے آباؤ اجداد اسی طرح کئی پشتوں تک پوچھنے کے بعد اس نے کہا کہ اب آپ کے بعد یہاں کون رہے گا فرمایا کہ میری اولادیں اس نے کہا ذرا غور کریں اور تصور کریں کہ جس جگہ اتنے لوگ آکر چلے گئے ہوں اور کسی کو اثبات نہ مل سکا تو وہ جگہ سرائے نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ اچانک غائب ہوگیا۔ ابراہیم بن ادھم رات کے واقعہ سے بہت مضطرب تھے۔ اس لئے اس واقعے نے اور بھی بے چین کر دیا اور آپ اس کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے۔ اسی اڈھیر بن میں آپ لشکر سمیت شکار کے لئے نکل پڑے لیکن آپ اپنے لشکر سے بچھڑ کر تنہا رہ گئے تو غیب سے ندا آئی کہ اے ابراہیم علیہ الرحمۃ موت سے قبل بیدار ہو جاؤ اور یہ آواز مسلسل آتی رہی۔ جس سے آپ کی قلبی کیفیت دگرگوں ہوتی چلی گئی پھر اچانک ایک ہرن نظر آیا آپ نے شکار کرنا چاہا تو وہ بول پڑا کہ اگر آپ میرا شکار کریں گے تو آپ خود ہی شکار ہو جائیں گے کیا آپ کی تخلیق کا یہی مقصد ہے۔ کہ آپ سیر و شکار کرتے پھریں پھر آپ کو سواری کی زین سے بھی یہی صدا آنے لگی اور آپ گھبرا

Marfat.com

کراسی طرح متوجہ الی اللہ ہو گئے اور آپ نے تاج وتخت کو خیرآباد کہہ دیا اور صحرا بصحرا زندگی گزارنے لگے نیشاپور کے قریب وجوار میں ایک بھیانک وتاریک غار میں مکمل نو سال تک مصروف عبادت رہے اور ہر جمعرات کو غار سے باہر تشریف لاکر لکڑیاں جمع کر کے فروخت کر دیتے اور جو کچھ ملتا آدھا مال راہ مولیٰ میں دے دیتے اور باقی رقم سے روٹی خرید کر کھاتے نماز جمعہ ادا کرتے اور پھر ہفتہ بھر عبادت میں گزار دیتے۔ جب بلا قصد آپ سے کرامات کا ظہور ہونے لگا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ کون ہیں۔

عام لوگوں سے لاتعلقی ☆: جب عوام کو آپ کے مراتب کا پتہ چلا تو آپ کے قریب جمع ہونے لگے یہ کیفیت دیکھ کر آپ نے غار کو خیرباد کہا اور مکہ مکرمہ کا رخ کیا۔ اور فرمایا کہ خانہ کعبہ ہر شخص پیروں سے جایا کرتا ہے مگر میں آنکھوں کے بل جاؤں گا۔ مکہ مکرمہ کے سفر کے دوران ہر قدم پر دوگانہ نفل ادا کیا اور صحرا بہ صحرا طے کرتے ہوئے چودہ برس کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہ دیکھ کر تمام مشائخ کبار آپ کے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے اور عزت وتکریم سے پیش آئے اسی موقع پر آپ کی ملاقات حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض علیہ الرحمۃ سے ہوئی اور وہیں شرف بیعت حاصل کیا اور پچاس برس تک حرم شریف کے مجاور رہے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضرت شیخ ابوسعید علیہ الرحمۃ نے اس غار کی زیارت کی اور فرمایا کہ اگر یہ غار مشک سے لبریز کر دیا جاتا تو اتنی خوشبو نہ ہوتی جتنی ایک بزرگ کے چند روزہ قیام سے ہوئی ہے۔

ایک بزرگ سے ملاقات ☆: صحرائی سفر میں آپ کی ایک خدارسیدہ بزرگ سے ملاقات ہوئی جس نے آپ کو اسم اعظم کی تعلیم دی اور آپ ہمیشہ اسی اسم اعظم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ☆: اسی دوران آپ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے فرمایا جن بزرگوں نے تمہیں اسم اعظم کی تعلیم دی وہ بھائی الیاس ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کی بیعت کر لی اور بلند مرتبہ پہنچے آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیابانوں کی خاک چھانتا ہوا جب نواح عراق پہنچا میں نے ایسے ستر فقراء کو دیکھا جو راہ مولیٰ میں اپنی جان نچھاور کر چکے تھے لیکن ان میں ایک فرد ایسا بھی تھا جس میں زندگی کے کچھ آثار موجود تھے اور جب میں نے اس واقعہ کی نوعیت دریافت کی تو آپ نے فرمایا اے ابراہیم بس محراب اور پانی کو جستہ و

Marfat.com

حیات بنا کر آگے جانے کی سعی نہ کرنا۔ ورنہ مہجور ہو جاؤ گے اور قربت کا تصور بھی چھوڑ دو ورنہ اذیت اٹھاؤ گے۔ کیونکہ کسی کی مجال و طاقت نہیں کہ سلامت روی کی حالت میں گستاخی کا مرتکب ہو سکے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم اور حضرت رابعہ بصری کا دلچسپ مکالمہ☆:

حضرت بدرالدین اسحاق بن حضرت شیخ فریدالدین مسعود العلمین گنج شکر علیہم الرحمۃ اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں کہ جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو کیا دیکھا کہ حضرت رابعہ بصری قلندر رحمۃ اللہ علیہا بیٹھی ہوئی ہیں اور کعبہ ان کے چاروں طرف طواف کر رہا ہے۔ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی حیرت ہوئی حضرت رابعہ بصری قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے آواز دے کر پوچھا یہ کیا تماشہ تم نے دنیا میں رچا رکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے ابراہیم تماشہ یہ نہیں ہے۔ تماشہ وہ ہے جو تم نے برپا کر رکھا ہے۔ چودہ برس سے تم آنکھوں کے بل چل رہے ہو۔ لیکن تمہیں منزل دکھائی نہیں دیتی اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ تم کو خانہ کعبہ کو دیکھنے کی آرزو ہے اور مجھ کو خانہ کعبہ کے مالک کو دیکھنے کی تمنا ہے۔ پس جس شخص کو گھر کے مکین کی تمنا ہو وہ مکان تو اسے نظر آئے گا ہی کیونکہ جہاں مکین ہوتا ہے وہیں مکان ہوتا ہے۔

(اسرار الاولیاء، صفحہ ۱۶۳۔۱۶۲)

مکہ معظّمہ کا سفر☆: آپ قطع مسافت کرتے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے مکمل چودہ برس میں مکہ مکرمہ پہنچے اور جب اہل حرم بزرگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ برائے استقبال نکل کھڑے ہوئے تو آپ محض اس خوف سے کہ کوئی شناخت نہ کر سکے خود کو قافلے سے جدا کر لیا اور جب خدامِ حرم نے آگے بڑھ کر آپ سے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم ادھم علیہ الرحمۃ کہاں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک ملحد اور دہریہ ہے آپ کیوں ملنا چاہتے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی خدام حرم نے آپ کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا کہ ملحد دہریہ تو خود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں جب وہ لوگ آگے نکل گئے تو آپ نے نفس سے فرمایا کہ اپنی کرتوت کی سزا بھگت لی خدا کا شکر ہے کہ اہل حرم کے استقبال کرنے کی خواہش پوری نہ ہو سکی اور جب اہل حرم خدام نے آپ کو شناخت کر لیا تو آپ کے اس قدر عقیدت مند ہوئے تو آپ نے بھی وہیں مکمل سکونت اختیار کر لی اور بے شمار لوگ آپ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور آپ کی حالت یہ تھی کہ حصول رزق کے لئے بڑی مشقت کے ساتھ جنگل

Marfat.com

سے لکڑیاں لاکر فروخت کرتے اور کبھی کبھی کسی کے کھیت پر رکھوالی کا کام بھی کرتے۔

فقیر اور اولاد کی محبت ☆: جب آپ نے بلخ کی سلطنت کو خیر باد کہا تو اس وقت آپ کا ایک لڑکا تھا جو کہ بہت ہی چھوٹا تھا۔ جب وہ جوان ہوا تو اس نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ میرے والد کہاں ہیں تو والدہ نے تمام واقعہ بتا دیا اور بتایا کہ وہ اس وقت مکہ مکرمہ میں ہیں تو اس کے بعد لڑکے نے تمام شہر میں منادی کرادی کہ جو لوگ میرے ہمراہ سفر حج کرنا چاہیں تو وہ میرے ساتھ چلیں میں ان کے سفر کے پورے اخراجات برداشت کروں گا۔ یہ منادی سن کر تقریباً چار ہزار افراد چلنے پر تیار ہو گئے جن کو وہ لڑکا لے کر اپنے والد کے دیدار کی تمنا میں کعبۃ اللہ پہنچ گیا۔ اور مشائخین حرم سے اپنے والد کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے مرشد ہیں اس وقت وہ اس نیت سے جنگل میں لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ انہیں فروخت کر کے اپنے کھانے کے لئے انتظام کریں یہ سنتے ہی وہ لڑکا جنگل کی طرف چل پڑا راستے میں ایک بوڑھے کو سر پر لکڑیاں لاتے دیکھا تو فرط محبت سے وہ بے تاب ہو گیا لیکن بطور سعادت مندی اور ناواقفیت کی بنا پر وہ خاموش ہو کر ساتھ چلنے لگا اور بازار پہنچ گیا اور دیکھا کہ حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے آواز لگائی کہ کون ہے جو پاکیزہ مال کے بدلے پاکیزہ مال خریدے یہ سن کر ایک شخص نے روٹیوں کے عوض وہ لکڑیاں خرید لیں جن کو آپ نے اپنے مریدین اور عقیدت مندوں میں تقسیم کر دیا اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ آپ اکثر اپنے ارادت مندوں سے کہا کرتے تھے کہ کبھی کسی عورت یا بے ریش لڑکے کو نظر بھر کر نہ دیکھنا اور خصوصاً اس وقت بہت محتاط رہنا جب ایام حج کے دوران کثیر عورتیں اور بے ریش لڑکے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس ہدایت پر آپ کے تمام مریدین وارادت مند پوری طرح عمل پیرا تھے۔

ایک مرتبہ آپ مریدین کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ آپ کی نگاہ میں آپ کا لڑکا سامنے آ گیا آپ کی نگاہیں لڑکے پر جم گئیں فراغت طواف کے بعد آپ کے ارادت مندوں نے عرض کیا حضور جس کام سے آپ نے ہمیں باز رہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اس کام میں آج آپ خود ہی ملوث ہو گئے کیا آپ اس کی وجہ بیان کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بات تو تمہارے علم میں ہے کہ جس وقت میں بلخ کو خیر باد کہہ کر آیا تھا۔ تو اس وقت میرا ایک لڑکا بہت چھوٹا سا تھا جو کہ اب

Marfat.com

جوان ہو چکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بچہ میرا ہی ہے جس کو میں دوران طواف دیکھ چکا تھا اگلے دن آپ کا ایک مرید بلخ کے قافلے کو ڈھونڈتا ہوا نکلا۔ اور قافلے میں وہی لڑکا دیبا و حریرہ کے خیمے میں کرسی پر بیٹھا قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد اس لڑکے نے سوال کیا کہ آپ کیسے آئے ہیں تو اس نے لڑکے سے پوچھا کہ آپ کس کے صاحبزادے ہو لڑکے نے یہ بات سن کر روتے روتے جواب دیا کہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں ہوں لیکن کل میں اپنے والد بزرگوار کی تلاش میں نکلا تو ایک شخص کو جنگل سے لکڑیاں لاتے ہوئے دیکھا اور دیکھ کر یہ محسوس ہوا کہ شاید یہ میرے والد ہی ہیں اگر میں ان سے پوچھ گچھ کرتا تو اندیشہ تھا کہ وہ فرار ہو جاتے کیونکہ وہ گھر سے فرار ہیں اور مجھے اپنا صحیح احوال نہ بتاتے یہ بات سن کر مرید نے کہا چلیے میں آپ کی ملاقات کرا دوں مرید کے ساتھ لڑکا اور آپ کی بیوی دونوں بیت اللہ میں داخل ہوئے جس وقت بیت اللہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اپنی بیوی اور لڑکے پر پڑی تو جوش محبت سے دونوں کو آتے ہوئے دیکھا تو محبت سے بیوی اور لڑکا آپ کے ساتھ بیتابانہ لپٹ گئے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو آپ نے اپنے لڑکے سے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہے تو لڑکے نے جواب دیا اسلام پھر آپ نے سوال کیا کیا تم نے قرآن پڑھا ہے لڑکے نے کہا جی ہاں۔ یہ سن کر آپ نے کہا کہ الحمدللہ پھر پوچھا کہ اس کے علاوہ اور بھی کوئی تعلیم حاصل کی تو لڑکے نے اثبات میں جواب دیا۔ اس کے بعد آپ جانے کے لئے اٹھے تو بیوی اور لڑکے نے اصرار کیا اور روک لیا۔ آپ رکے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا:

یَا اِلٰھِیْ اَغِثْنِیْ یہ کہتے ہیں آپ کا صاحبزادہ اور بیوی زمین پر گر پڑے اور فوت ہو گئے اس بارے میں ارادت مندوں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا جب میں بچے سے ہم آغوش ہوا تو دفور جذبات اور فرط محبت سے بے تاب ہو گیا۔ تو اسی وقت یہ ندا آئی کہ ہم سے دوستی کے دعویٰ کے بعد دوسروں کو دوست بناتا ہے یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ یا اللہ یا تو میری جان لے لے یا لڑکے کو موت دے دے چنانچہ لڑکے کے حق میں دعا قبول ہو گئی اگر اس پر کوئی اعتراض کرے تو اس کو میرا یہ جواب ہے یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے زیادہ حیران کن نہیں کیونکہ انہوں نے بھی تعمیل حکم میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کر دینے کی ٹھان لی تھی۔

Marfat.com

آپ کی دعا ☆: آپ اکثر فرماتے کہ میری جستجو رہتی تھی کہ رات کے وقت میں کسی وقت خانہ کعبہ خالی مل جائے لیکن ایسا موقعہ نصیب نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ بارش زوروں پر تھی اور میں تنہا طواف میں مصروف تھا۔ میں نے حسن اتفاق سمجھتے ہوئے حلقہ کعبہ میں ہاتھ ڈال کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی التجا اللہ کریم سے کرنی چاہی لیکن غیب سے ندا آئی کہ پوری مخلوق مجھ سے مغفرت کی طالب ہوتی ہے۔ اگر میں سب کو معاف کردوں تو پھر میری غفاریت ورحمانیت کی کیا قدر رہ جائے گی۔ یہ سن کر آپ نے پھر عرض کی اے اللہ میری مغفرت فرمادے۔ ندا آئی کہ اے ابراہیمؑ دوسروں کے متعلق ہم سے سوال کیا کر اپنے متعلق ہم سے کچھ نہ کہہ۔ کیونکہ دوسروں کیلئے تیری سفارش مناسب ہے۔

آپ کی دعا ☆: آپ فرماتے ہیں کہ میں اکثر یہ دعا کیا کرتا ہوں کہ اے اللہ تو علیم وخبیر ہے کہ تیری عنایت وکرم جو مجھ پر ہے اس کے مقابلے میں آٹھوں جنتوں کی بھی کوئی حیثیت نہیں اور اسی طرح تیری محبت کے مقابلے میں آٹھوں جنتیں ہیچ ہیں۔ لہٰذا اے خدا رسوائی اور مصیبت سے بچاتے ہوئے مجھے اطاعت کا شرف عطا فرمادے اور جو تیری ذات سے واقف ہے اسے کیا خبر کہ اس شخص کی کیا کیفیت ہوگی جو تجھ سے قطعاً ناواقف ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت فضیل ابن عیاض علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور مکہ مکرمہ میں انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی فیض صحبت بھی نصیب ہوئی اور انہوں نے بھی آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر اوج کمال تک پہنچایا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت زید راعی علیہ الرحمۃ سے بھی خرقہ خلافت نصیب ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت عمران بن موسیٰ علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔

سیرت وکردار ☆: آپ پر ہر وقت گریہ طاری رہتا پوری زندگی کے تیس برس تک کسی شخص نے آپ کو مسکراتے ہوئے نہ دیکھا۔ مسلسل ۹ برس تک ایک غار میں رہ کر عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔ خداوند کریم نے ظاہری وباطنی حسن وجمال سے نوازا ہوا تھا جو بھی آپ کے چہرہ انور

Marfat.com

کو دیکھتا فریفتہ ہو کے رہ جاتا۔تصرف اس قدر بڑھ چکا تھا کہ یکا یک منزل طے فرما لیتے تھے۔
کائنات کے اسرار ورموز آپ کی نظروں سے پوشیدہ نہ تھے۔آپ کثرت سے لوگوں میں طعام تقسیم فرمایا کرتے تھے۔بھوکوں کو کھانا کھلانا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔عبادت وریاضت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔اپنے زمانے کے مشائخ کبار کے لئے آپ حجت تھے۔

کنویں سے پانی کی جگہ مروارید بھر جانا☆: ایک دن آپ کو خبر موصول ہوئی کہ خراسان میں آپ کا کوئی رشتہ دار فوت ہو گیا ہے اور اس کی بہت سی جائیداد آپ کے ورثہ میں آئی ہے۔
یہ خبر سن کر آپ نے سفر کا ارادہ کیا تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نابینا پرندہ پتھر پر بیٹھا ہے پانی سے ایک جانور نکلا جو مٹی سے کیڑے نکال کر نابینا پرندے کے منہ میں دینے لگا۔آپ نے یہ تماشہ دیکھ کر اپنے ساتھی سے کہا کہ تم نے دیکھا ایک نابینا پرندہ کو بھی اللہ تعالیٰ بھوکا نہیں رہنے دیتا اور روزی دے رہا ہے۔
لہٰذا اگر ہم خراسان نہ جائیں تو روزی تو ہمیں ضرور ملے گی۔یہ کہہ کر آپ نے سفر کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس چلے آئے صحرا میں جا کر قیام فرمایا۔
ایک مرتبہ طہارت کے لئے کنویں پر گئے اور ڈول کنویں میں ڈالا جب ڈول باہر آیا تو موتیوں سے لبریز تھا۔آپ نے عرض کی اے رب العالمین مجھے پانی درکار ہے تا کہ وضو کروں مجھے موتیوں کی کیا ضرورت ہے۔چنانچہ ڈول کو کنویں کے اندر پھینک کر واپس چلے آئے۔

آسمانی دنیا سے ذات خداوندی کا انعام☆: جب آپ بادشاہی ترک کر کے دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو وہاں پہلے سے موجود ایک فقیر کو پایا۔جو دن بھر روزہ رکھتے تھے اور شام کے وقت ان کے لئے ایک طبق آسمان سے اترتا تھا۔
آپ ایک دن اس درویش کے پاس رہے۔شام کے وقت جب درویش کے پاس حسب معمول ایک طبق اترا اور حضرت ابراہیم ادھم کے لئے دس طبق کھانا آیا۔یہ دیکھ کر درویش کے دل میں غیرت پیدا ہوئی اور کہنے لگا کہ اے الٰہی میں تو مدت سے توکل کر کے دریا پر بیٹھا ہوں میرے لئے ایک طبق آیا ہے جبکہ اس مہمان کے لئے جس نے ابھی فقیری اختیار کی ہے دس طبق آ گئے ہیں۔اس کی کیا وجہ ہے۔ہاتف نے

Marfat.com

آواز دی اے درویش تم مفلس تھے اور تمہیں طعام کی یہ مقدار کا تردد اور سوال کے بعد حاصل ہوئی اور تمہارے لئے غنیمت ہے لیکن یہ مہمان جو آیا ہے اس نے میرے لئے بادشاہی قربان کر دی ہے۔ لہٰذا اس کی شان وشوکت کے لحاظ سے یہ دس طبق بھی کم ہیں۔ زیادہ طوالت مت کرو کیونکہ میرے اور میرے دوستوں کے درمیان بے شمار راز کی باتیں ہیں۔

دریائے دجلہ کی مچھلیوں پر حکومت☆: دریائے دجلہ کے کنارے ایک مرتبہ آپ گدڑی سی رہے تھے کہ کسی نے آ کر کہا کہ تم نے حکومت چھوڑ کر کیا حاصل کیا ہے یہ سن کر آپ نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی اور حکم دیا کہ اے دریا کی مچھلیوں یہ سوئی نکال کر لاؤ تو دریا کی تمام مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں سونے کی ایک ایک سوئی لے کر پانی سے نمودار ہوئیں لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے تو اپنی سوئی چاہیے۔ چنانچہ ایک مچھلی آپ کی سوئی لے کر آ گئی آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ حکومت کو خیر باد کہہ کر ایک معمولی چیز حاصل ہوئی ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کے انتقال کے بعد پورے عالم نے یہ ندا سنی کہ آج دنیا کا امن فوت ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ کے انتقال کی خبر ملی۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ مزار بغداد میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت لوطؑ کی قبر کے نزدیک ملک شام میں مدفون ہیں۔ دوسری روایت زیادہ معتبر ہے آپ کا وصال ملک شام میں ۱۶۲ ہجری اتوار کے روز دوسری روایت کے مطابق ۱۶۶ ہجری اور ایک اور روایت کے مطابق آپ کا وصال یکم شوال ۱۸۷ ہجری کو ابو عبداللہ خلیفہ سوئم کے عہد حکومت میں ہوا۔ جبکہ سیر الاقطاب ۲۸۰ھ اور سفینۃ الاولیائے ۲۶۱ اور خزینۃ الاصفیاء کے نزدیک ۲۶۵ھ ہے۔ واللہ اعلم ورسولہٗ

ایک اور عارف کامل نے قطعۂ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شیخ ابراھیم سلطان ولی | شد چو از دنیا بفردوس بریں
دل بسالِ وصل آں والا ھم | قطب حق بیں قطب ھم قطب یقین
۲۸۱ھ

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ

مقتدائے مبتدی و منتہی
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی

آپ کے حسن عمل کا آج تک
معترف دنیا کا ہے ہر اک ولی

پا گیا ہر اک مرید باصفا
ذوق و شوق و سوز و ساز آگہی

بہرہ ور ہے جو ترے فیضان سے
کب اسے اچھا لگے تاج شہی

پڑ گئی جس پر تری چشم کرم
ہو گیا حاصل اسے قرب نبیؐ

طالبان علم و عرفان کے لئے
قبر اطہر سے ہے جاری رہبری

دیکھی جاتی ہی نہیں ان سے ظفرؔ
دل کی بے تابی نظر کی بے کسی

از: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت خواجہ شیخ سدید الدین حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: قمری شاخ سارا حدیث، بلبل مرغزار حمدیت، ہمدم نسیم وصال، وافر الفضل والاحسان، اکرم الرجال، اہل ایمان، ملک الاولیاء، امام الفقراء، قطب وقت ہست جام بے غشی، حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۳ ذالحجہ ۷۱اء بروز منگل بوقت مغرب بدخشاں میں ہوئی اکابر مشائخ وقت اور پیشوائے اولیائے صاحب اسرار تھے۔ زہد و عبادت اور ترک تجرید میں آپ یگانہ روزگار تھے حقائق و معارف میں آپ نے بلند کلمات ارشاد فرمائے آپ حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادھم علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ نے جو نعمت حضرت خضر علیہ السلام، امام باقر علیہ السلام اور حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ سے حاصل کی تھی وہ سب حضرت خواجہ شیخ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دی۔ حضرت شیخ شاہ حذیفہ مرعشی رحمتہ

Marfat.com

اللہ کامل اور صاحب ریاضت ومجاہدہ بزرگ تھے۔حضرت سلطان خواجہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے اور اہل علم فقیر تھے۔علوم سلوک میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں مشائخین کبار کے سردار تھے۔آپ کے زمانے کے تمام درویش آپ کی طرف توجہ کرتے تھے اور عشق ومعرفت کی تعلیم حاصل کرتے تھے آپ کے اقوال بہت عمدہ ہیں۔بہت سے لوگ ان کے وسیلے سے قرب الٰہی تک پہنچ گئے۔

عبادت ☆: آپ ہمہ وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے تیس سال تک آپ کا وضو سوائے حاجت کے باطل نہ ہوا اور مجاہدہ ریاضت اس قسم کی کرتے تھے کہ تین فاقوں کے بعد افطار کرتے اور فرماتے کہ جو درویش ہر روز کھاتا ہے اس کو ہر روز قضائے حاجت انسانی ہوتی ہے اور جس کو ہر روز قضائے حاجت انسانی ہوتی ہے وہ اس قدر یاد الٰہی سے غافل رہتا ہے اگر چہ عاشق کا دل ذکر یزدانی میں مشغول رہتا ہے لیکن زبان سے ذکر رحمانی نہیں کرسکتا پس وہ درویش جو دیدار خدا کا عاشق ہے وہ ذکر الٰہی کرتا ہے اس سے ایک پل بھی غافل نہیں رہا جاسکتا۔

درویش کے لئے ہدایت ☆: ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ درویش کو خالی ہاتھ خالی شکم خالی نفس ہونا چاہیے۔اگر تو درویش کے پاس درہم دیکھے تو اس کے پاس نہ بیٹھنا اس واسطے کہ درویشوں کی محبت اور اس کا قرب اللہ سے ہوتا ہے اور درہم قہری اور دوری کی علامت رکھتا ہے جو درویش پیٹ بھر کر روٹی کھاتا رہے جان لو کہ ابھی فقیری کے کام میں خام ہے اور نفس پرست ہے ابھی درویشی کے مرتبے تک نہیں پہنچا اور درویشوں کی راہ ابھی طے نہیں کی۔اسرار الٰہی اور رحمت کا دروازہ اس پر بند ہے اگر چہ وہ اپنے تئیں مقتدا ظاہر کرتا ہے مگر ابھی وہ مقتدی بھی نہیں۔اس لئے کہ مقتدی کو امام کی مطابقت ضروری ہے اور درویش کا امام پیر ہوتا ہے۔تمام پیران عظام خالی پیٹ ہو گزرے ہیں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے لے کر آج تک ہر ایک نے فقر وفاقہ دیکھا۔کسی نے بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور جس درویش میں کوئی دنیاوی شغل ہو اس سے بچنا چاہیے۔اس واسطے کہ دنیاوی شغل اس کو ذکر الٰہی سے روکتا ہے اور ہلاکت میں ڈالتا ہے اور وہ شخص جو خود ہلاکت میں ہو دوسروں کو کب نجات دلاسکتا ہے۔

آپ کا ترک دنیا ☆: جب آپ نے دنیا کو ترک کیا اور خلوت گزیں ہوئے تو خواجہ خضر

Marfat.com

علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے اے حذیفہ" راستہ چلنے والے کا راہبر ضرور ہوتا ہے تو جا کر حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کر جو راہ انہوں نے طے کی ہے تو بھی وہی راہ اختیار کرتا کہ جلدی اپنے مطلب اور مقصد کو پہنچ جائے۔ تجھے درویشی کی راہ میں کسی کامل شخص کی خدمت کرنی چاہیے جو شخص کامل درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ بھی چند عرصہ بعد کامل درویش بن جاتا ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنی خلوت کی جھونپڑی سے نکلے اور پوچھتے پوچھتے حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ کر قدم بوس ہوئے جب حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی نظر آپ پر پڑی تو بہت تواضع سے پیش آئے اور آپ کو اٹھا کر گلے لگا لیا اور فرمایا اے حذیفہ خاطر جمع رکھ انشاء اللہ چند روز میں تیرا روزگار کھل جائے گا۔ آپ حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کے مرید ہو گئے اور گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

آپ چھ ماہ تک حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں رہے اور اس چھ ماہ کے عرصہ میں آپ نے چھ مرتبہ کھانا کھایا۔ جب حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ نے آپ کا مجاہدہ اور ریاضت دیکھی تو فرمایا الحمد للہ جو کام درویشوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ حذیفہ سے ہوا اے حذیفہ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی ہے کہ تیرا کام روز بروز ترقی پکڑے اور تیرا مرتبہ درویشوں میں اونچا ہو جائے۔ اب درویشوں کا خرقہ خلافت جوان کی یادگار میرے پاس ہے۔ اسے پہن لو اور میرے جانشین بن جاؤ لوگوں کو دست بیعت کرو اور ان کی رہنمائی کرو انہیں شریعت طریقت معرفت حقیقت کی تعلیم دو اور جس راہ پر ہمارے پیر چلے ہیں۔ اسی راہ پر تو بھی چل اور اسی راہ پر قدم رکھ۔ شیخ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی نصیحت قبول کی اور خرقہ پہن لیا۔ خرقہ پہننے کے بعد آپ نے عرض کی یا پیرو مرشد مجھے کچھ اور بھی نصیحت فرمائیں تاکہ میں اس پر کاربند رہوں خواجہ ابراہیم ادھم علیہ الرحمۃ نے فرمایا جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرتا ہے تو دنیا اس کی طرف توجہ کرتی ہے تاکہ اسے یاد الٰہی سے باز رکھا جائے۔ اس لئے مناسب ہے کہ تو فقر کو اختیار کر لے۔ کیونکہ ہمارے پیروں نے فقر کو اختیار کیا ہے اور فاقے اٹھائے ہیں اور رنج ومحنت برداشت کی ہے بعد ازاں فقر و فاقے کی بدولت قرب الٰہی کی سعادت حاصل کی اور دوسرے یہ کہ فقیروں اور درویشوں کو دوست رکھنا اور فقیروں سے ہمنشین ہونا اور غیروں سے

Marfat.com

محبت نہ کرنا دولت مندوں کی صحبت کو مصیبت اور آفت خیال کرنا جس دن تجھے دولت مندوں کی صحبت حاصل ہو اس روز بہت گریہ وزاری کرنا اور توبہ استغفار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا کہ اے اللہ مجھے اپنے پیارے محبوب ﷺ اور علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ، حضرت عبدالوحد، حضرت فضیل ابن عیاض اور ابراہیم بن ادھم علیہم الرضوان کی پیروی نصیب کر۔

آپ کی تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کو چاہیے کہ اہل دنیا سے اس طرح بھاگے اور ان کے گروہ سے اس طرح نکلے جیسے تیر کمان سے نکل کر جاتا ہے۔ (۲) درویش کو اللہ رب العزت کی یاد میں مشغول رہنا چاہیے اگر شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ سے کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے کرے کیونکہ درویشوں اور فقیر اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ (۳) آپ فرماتے ہیں کہ دنیا قہر کی علامت ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اسے رحمت کی نظر سے نہ دیکھا گیا اور اہل دنیا دنیا کے دوست ہیں اور جو دنیا سے بھاگتا ہے وہ گویا اہل دنیا سے بھاگتا ہے۔

آپ کا مقام ☆: حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت پہنا تو ریاضت اور مجاہدہ اور زیادہ کرنا شروع کر دیا اور ہمیشہ روتے رہتے۔ آنکھیں اشکبار رہتیں تھیں۔ لوگوں نے پوچھا آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ تو جواب دیا کہ اس واسطے روتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں کون سے فرقے میں ہوں گا۔ آیا کہ بہشتی فرقے میں یا دوزخی میں کسی شخص نے پوچھا کہ یا شیخ جب آپ کو اپنے بارے میں معلوم نہیں آپ کون سے طبقے میں ہیں تو آپ لوگوں کو دست بیعت کر کے ان کی راہ کیوں مارتے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر ہوش میں لایا گیا۔ تو غیب سے ایک آواز آئی۔ اس آواز کو تمام حاضرین نے بھی سنا کہ اے حذیفہ مرعشی ہم تجھے دوست رکھتے ہیں تو ہمارا برگزیدہ بندہ ہے ہم تجھے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ہمراہ بہشت میں داخل کریں گے اور جو تجھ سے محبت کرے گا ہم اس کو بھی بخش دے گے اس بات کو سن کر اس روز تین سو کافر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آپ کا اسرار غیبی ☆: منقول ہے کہ حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ کو کشف ارواح

Marfat.com

حاصل تھا جس قبر پر جاتے اس کا بھید معلوم کر لیتے۔

سیرت و کردار☆: آپ نے سات برس کی عمر عزیز میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور آپ کا معمول تھا کہ ہر شب ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ جس کسی بھی درویش کو دیکھتے اس کا بے حد احترام فرماتے اور اس سے فیض طلب کرتے۔ آپ اٹھارہ برس کی عمر شریف میں عالم علم لدنی ہو گئے اور شریعت وطریقت حقیقت و معرفت میں کامل و اکمل ہو گئے تھے۔ ہمیشہ ٹاٹ کا لباس پہنتے اور خلوت میں آہ و بکا میں مصروف رہے تھے۔ تیس برس تک آپ کبھی بے وضو نہ رہے تمام عمر مجرد گزاری نہ بیوی تھی نہ بچے۔ آپ کا معمول تھا کہ تین چار روز اکثر پانچویں روز افطار کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ درویش کی غذا ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔ آپ تربیت مریدین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے ایسے عظیم شہباز طریقت ہوئے ہیں کہ کئی مردان خدا آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اور حصول منزل کو پہنچے۔ آپ نے کبھی بھی کسی بھی شخص سے کوئی لالچ یا طمع نہ رکھی۔ حق تعالیٰ کی جانب سے جو ملتا وہ قبول کرتے اور فقراء میں راہ خدا تقسیم فرما دیتے تھے۔

کشف و کرامات☆: ایک مرتبہ چند بے وقوف اور نادان شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے حذیفہ اگر تم خدائے تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو تو ہم تمہیں اس مشغولی سے باز رکھیں گے۔ تم ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکتے ہو تو پہنچاؤ۔

آپ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے تکلیف دی کہ آپ نے تین مرتبہ آہ آہ آہ کی۔ اُسی وقت آپ کے دہن سے آگ نکلی جس نے ان سب بے وقوفوں بے ادبوں کو جلا کر خاک کر دیا۔

کرامت نمبر ۲☆: آپ نے ستر برس تک اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھا کبھی بھی کسی سفر پر نہ گئے تھے۔ لیکن جب حاجی لوگ حج سے واپس آ کر آپ سے ملتے تو بیان کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو اپنے ساتھ کعبۃ اللہ اور بیت المقدس میں دیکھا ہے۔

آپ کی روضہ رسول ﷺ پر حاضری☆: حضرت حذیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ

Marfat.com

نبی پاک ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری کے لئے کشف روح ہوئی۔ آپ آنحضرت ﷺ کی روح پاک کو دیکھ کر خوش ہوئے اور عرض کی اے آقا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے قہر کی آگ میں جلا دیا جائے رحمت عالم ﷺ نے خوشخبری دی اور عہد کیا کہ جب تک تو بہشت میں اپنا پاؤں نہیں رکھے گا میں اس وقت تک اپنا پاؤں بہشت میں نہ رکھوں گا۔ پہلے تو بہشت میں لے جائے گا پھر میں جاؤں گا اور فرمایا کہ اے حذیفہ جو تجھ سے محبت کرنے والے اور جو تیرا وسیلہ رکھتے ہیں وہ بھی تیرے ہمراہ بہشت میں جائیں گے۔

حضرات دیکھنے کی بات یہ ہے کہ درویشوں کا وسیلہ کیا ہی عمدہ وسیلہ ہے اگر کوئی کامیاب وسیلہ ہے تو صرف یہی ایک وسیلہ ہے جو کہ خدا کی ذات سے ملاپ کرا سکتا ہے کیونکہ درویشوں کا وسیلہ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو یہ سعادت نصیب فرمائے اور اس وسیلے تک پہنچائے۔ دوستو! اس وسیلے کے لائق وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ ہر ایک نفس پرست خودنما اور خودخواہ کو درویشوں کا یہ وسیلہ ہاتھ نہیں آتا۔ وہ نیک بخت اور خوش قسمت ہے جس کو یہ وسیلہ عطا ہوا۔ عارف کامل نے قطعۂ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شہہ حذیفہ مرعشی خواجہ دو جہاں
چوگشت از جہاں سوئے جنت رواں
یکے قطب عالم بگو سال او
۲۵۲ھ
دگر رحلتش پروین شد عیاں
۲۵۲ھ

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال 24 شوال 252ھ میں ہوا آپ کا مزار پُر انوار بصرہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ امین الدین ہبیرہ البصری رحمتہ اللہ علیہ

خواجہء عارفیں امین الدین　　قبلہء واصلیں امین الدین
وہ جو صحرا نشیں رہے برسوں　　منفرد مہ جبیں امین الدین
باوضو پیش حق رہے ہر دم　　پاک گو، پاک بیں، امین الدیں
ترک و تجرید میں بسر کی ہے　　سر صدق و یقیں امین الدیں
جن کی راتیں کبھی نہیں سوئیں　　ایسے خلوت نشیں امین الدیں
جن کو شاہوں سے کچھ نہیں لینا　　ہیں وہ عہد آفریں امین الدیں
فخر کرتے رہے ظفر جن پر　　اولیں، آخریں، امین الدین

از: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام اہل طریقت، اسیر حلقہ واصلان، تاج العارفین، مقتدائے دین، فائز کمالاتِ الفقر فخری، غوث دوراں قطب وقت، حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۲۲ رجب ۱۵۲ھ بروز بدھ بوقت عصر بصرہ میں ہوئی۔ اپنے زمانے کے علماء اور مشائخ کے امام اور پیشوا تھے اور صاحب رفیع الدرجات اور مقامات عالی تھے۔ مریدین کی تربیت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کا اور آپ کے مریدین کا طریقہ یہ تھا کہ دن رات وضو سے رہتے تھے نماز حضور دل سے پڑھتے تھے غیر کا ذکر آپ کی مجلس میں نہ ہوتا تھا کیونکہ ان کے لئے غیر کا وجود ختم ہو چکا تھا۔ صفائی قلب کے لئے بے حد کوشش کرتے تھے ہمیشہ مراقبہ اور محاسبہ میں رہتے تھے قلب کی آنکھوں سے انوار کا مشاہدہ کرتے تھے تجرد کی حالت میں صحراء میں رہتے تھے۔ آپ اہل اللہ سے محبت کرتے اور درویشوں سے مل کر بیٹھا کرتے اور مشائخ عظام کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ بہت سے درویشوں کے منظور نظر تھے اور درویشی کی راہ کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ آپ مجاہدہ اور ریاضت کے پابند تھے۔ آپ نے بہت سی مصیبتیں اور

Marfat.com

سختیاں برداشت کر کے اپنا مقصد حاصل کیا۔ جو آپ کی صحبت پاک میں بیٹھتا وہ صاحب نظر و صاحب ولایت درویش بن جاتا۔ آپ کی نظر کیمیائے سعادت تھی جو آپ کا منظور نظر ہو جاتا وہ ولی کامل بن جاتا اسی واسطے آپ کے تمام مرید بڑے بڑے مشائخ ہوئے ہیں۔ آپ کی عمر سو سال تھی مگر بعض اکابرین فرماتے ہیں کہ آپ کی عمر 120 سال تھی۔ آپ سترہ سال کی عمر میں حافظ قرآن و عالم دین بن گئے۔ آپ دو قرآن پاک دن کو اور دو قرآن پاک رات کو ختم کیا کرتے سترہ سال کی عمر سے لے کر تادم حیات آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت انسانی کبھی باطل نہ ہوا۔ آپ ساری عمر رات کو نہیں سوئے آپ ہمہ وقت لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے اور فقیروں سے بہت پیار کرتے تھے۔ درویشوں سے مل کر کھانا ان کے ساتھ کھاتے تیس سال تک آپ تین چار روز تک افطار نہ کرتے جب آپ افطار کرنا چاہتے تو چند ورق لکھ کر اس کی آمدنی سے افطار کرتے آپ تیس سال تک مسلسل روزہ رکھتے رہے اور خلوت میں بیٹھتے رہے ہر وقت اپنی کٹیا میں مصروف عبادت رہے اور دنیا والوں سے بہت کم ملتے اور نہ ان کے گھر جاتے نہ ان کے گھر والوں کا کھانا کھاتے نہ پانی پیتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس درویش پر افسوس ہے جو بادشاہوں کا کھانا کھاتا ہے اور ان کے پاس بیٹھتا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کی حالت کیا ہوگی۔

آپ کی درویشوں کے حق میں نصیحت ☆: حضرت بوہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کے گھر کا کھانا درویشوں کے حق میں زہر سے بڑھ کر ہے۔ اس واسطے کہ زہر تو علاج کرنے سے درست ہو جاتا ہے اور زہر کا علاج مشہور ہے مگر بادشاہوں کا کھانا کھانے سے جو سیاہی اور تاریکی فقیر کے دل پر آ جاتی ہے اس کا علاج سخت مشکل ہے۔ اس تاریکی اور سیاہی کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ جب عنایت الٰہی شامل ہوتی ہے اس وقت انسان کے دل میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔

درویش کا طرز عمل ☆: آپ فرماتے ہیں کہ درویش وہ ہے جو دنیا میں رہ کر سب دنیا والوں سے بیگانہ ہے درویش کا طرز عمل ایسا ہو کہ وہ دیوانہ بن کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جائے کسی کی تعریف کرنے سے خوش اور کسی کے گالی دینے سے ناراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ درویشوں کے نزدیک تعریف اور گالی یکساں ہے۔

ایمان کی سلامتی ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ایمان کی سلامتی درویشی میں ہے اور کفر کا خوف

Marfat.com

دولت مندی میں ہے ایک مرتبہ ایک دولت مند شیخ بوہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک ہزار دینار لایا تو آپ نے ان کو دیکھ کر زوردار نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے اس حالت میں آپ کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی۔ کافی لوگ جمع ہو گئے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ جب آپ ہوش میں آئے اور پھر انہی درہموں پر نظر پڑی تو پھر نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر پانی کے چھینٹے دیئے گئے۔ یہ کیفیت تین مرتبہ وقوع میں آئی۔ جب آپ تیسری مرتبہ ہوش میں آئے تو آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا اور چہرہ مانند زردی مائل ہو گیا تھا۔ آپ سے پوچھا کہ آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے ہیں آپ نے روتے ہوئے فرمایا کہ جو بیچارہ محبوب کی تلاش میں ہو اور اپنے مطلب کا خواہ ہو اور اس کے سامنے غیر مطلوب چیزیں پیش کی جائیں تو اس کا زندگی سے بہتر مر جانا اچھا ہے۔ کیونکہ درویش فقر و فاقہ قبول کر کے گوشہ نشین ہو گیا ہے تو پھر اسے اہل دنیا سے اور دولت سے کیا سروکار کہ اہل دنیا اس کے پاس آئیں اور دنیا کی دولت اس کے پاس لائیں تو میرا دل اس سے خراب ہو گیا اور میرا جگر جل گیا اور پانی پانی ہو گیا۔ کیونکہ درویش کو درہموں اور دیناروں سے کیا نسبت اور اہل دنیا سے کیا محبت۔ آپ کے اس معاملے سے پتہ چلا کہ جو درویش دولت کا پجاری ہو وہ فقر کے لائق نہیں۔ جو فقیر دنیا کی دولت سے پیار نہیں کرتے اصل میں وہی لوگ خدا کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اور انہی لوگوں کا ایمان سلامت رہتا ہے کیونکہ دنیا کی ہوس ایمان کو سلامت نہیں رہنے دیتی اور درویشی میں ایمان کی سلامتی ہے۔

آپ کا مجاہدہ☆: حضرت بوہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ تیس سال تک خلوت میں لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول رہے اور تیس سال تک بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے رہے اے پروردگار بیچارہ ہبیرہ تیرے تئیں تیری خاطر جلا جاتا ہے اور سب سے قطع تعلق کر کے تجھ سے ملا ہے۔ اسے سیدھی راہ دکھا اور وہ راہ دکھا جس راہ سے مجھے سکون مل سکے آواز آئی اے بوہبیرہ خلوت کو چھوڑ کر اور کٹیا سے باہر نکل اور میرے دوست حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی خدمت کر اور درویشی کی راہ اس سے سیکھا تا کہ میں تجھے اس کے وسیلے سے مل سکوں اور اپنے قرب کا درجہ نصیب کر دوں تا کہ تجھے تیرا مطلوب نصیب ہو سکے۔ جب آپ نے یہ آواز سنی تو فوراً کٹیا سے باہر نکلے اور حضرت حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے جب آپ وہاں پہنچے تو آواز آئی اے ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ چونکہ تو حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آ گیا ہے اس لئے ہم

Marfat.com

نے تجھے قبول کیا اور اپنا دوست بنالیا۔ اس بات سے آپ کا دل خوش ہو گیا۔ آپ حضرت حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی حاصل کی شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ روشن ضمیر فقیر تھے۔ باطنی نور سے معلوم کر لیا کہ یہ بزرگ آدمی ہے اور اہل مجاہدہ و ریاضت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے۔ آپ کی بہت تعظیم کی اور فرمایا کہ اے ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ تیرا کام دن بدن ترقی پر ہے تو نے تیس سال محنت و مشقت برداشت کی اور مجاہدہ اور ریاضت کی لیکن مشاہدے کو نہ پہنچ سکا۔ اس واسطے جو یاد الٰہی تو نے کی وہ اپنی طرف سے تھی۔ کسی کی فرمائی ہوئی نہیں تھی کسی کی فرمائی ہوئی کا پورا پورا اثر ہوتا ہے۔ کوئی شخص خود بخود مشاہدے کے مرتبے کو نہیں پہنچا اگر مجاہدہ میں کسی مرتبے پر پہنچ بھی جائے تو مشاہدہ پر نہیں پہنچ سکتا کسی وسیلہ کے ذریعے تو مشاہدہ کو پہنچ سکتا ہے اگر کسی سے نسبت کرنی ہے تو وہ شخص جلدی مشاہدے کو پہنچ جاتا ہے۔

بیعت و خلافت☆: شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کے اقوال سن کر آپ پر اس کا بہت اثر ہوا اور آپ حضرت شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کے مرید ہو گئے۔ حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے آپ کو کچھ ورد و وظیفہ بتایا اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر قرب اور انس کے مقام کو پہنچ گئے اور مجاہدہ حاصل ہو گیا اور اپنا مقصود پا لیا۔

جس وقت حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا تو نصیحت فرمائی کہ اے ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ تو بارگاہ الٰہی میں منظور ہو گیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اپنے پیروں کے کام میں مستقل اور مستقیم چلے جس راہ پر وہ چلے ہیں تو بھی اس راہ چل۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی محبت تیرے دل سے اٹھالی ہے۔ اس لئے تجھ پر لازم ہے کہ مردار دنیا کی طرف نگاہ نہ کرے اور فقر و فاقہ جو حضرت محمد ﷺ اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور تمام پیغمبروں نے اختیار کیا ہے تو بھی وہی کچھ کر جو کچھ اکابرین نے کیا ہے کیونکہ فقر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بڑی نعمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچتا ہے اور راہ ہدایت دکھانا چاہتا ہے اسے فقر و فاقہ عطا کر دیتا ہے تاکہ اس کا دل لذتوں اور خواہشوں سے پاک ہو جائے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی نصیحتوں کو قبول کر لیا اور خرقہ خلافت پہن لیا۔ تو آپ زارو زار روئے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ کو ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا جب آپ نے خرقہ خلافت پہنا تو آپ کیوں روئے تھے اس میں کیا بھید ہے آپ نے فرمایا کہ جب میں نے خرقہ خلافت پہنا تو تمام مشائخ کے علاوہ حضرت نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی روح مبارک نظر آئیں تو

Marfat.com

میرے مرشد حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے میرا ان سے تعارف کرایا اور ہر ایک روح نے میرے لئے دعا کی اور واپس چلی گئیں۔ میں خدا سے ڈر کر رونے لگا کیونکہ درویشی کا کام انبیاء اولیائے کرام کا کام ہے اور آج میں نے درویشی کا خرقہ پہنا ہے اس کو پہننے کے بعد ہو سکتا ہے کہ مجھ سے غلطی سرزد ہو جائے جس کے سبب میں ان سب کے سامنے شرمندہ ہوں۔ بس میرے رونے کی یہی وجہ تھی کیونکہ ایک اہم معاملہ میں پھنس گیا ہوں۔ یہ کام میرے لئے انتہائی کٹھن ہے اس لئے خوف خدا سے رو رہا تھا۔

خرقہ خلافت کے بعد آپ کی حالت ☆: جب سے آپ نے خرقہ خلافت پہنا تو اس کے بعد آپ نے گوشت کھانا چھوڑ دیا اور گھی شکر نمک کبھی نہ کھایا۔ پانچ چھ روز کے بعد کھانا کھاتے کبھی جو کی روٹی اور بغیر نمک کی سبزی کھاتے جس روز آپ افطار کرتے اس روز اس قدر روتے کہ لوگوں کو یہی گمان ہوتا کہ آپ کا خون جگر آنکھوں سے نکل جائے گا۔ افطار کے بعد آپ ساری ساری رات روتے رہتے اور کہتے اے میرے اللہ بیچارہ ہبیرہ کمزور ناتواں ہے۔ اگر تو اس سے کھانے کا حساب پوچھے گا تو یہ عاجز جواب نہ دے سکے گا اور افطار کا حساب نہ دے سکے گا اس کی عاجزی پر رحم کر آواز آئی کے ہبیرہ ہم نے تجھ پر حساب آسان کر دیا اور ہم نے تجھے اپنی رحمت سے نوازا اور ہم تجھ سے خوش ہیں ہم تجھے بہشت میں جگہ عطا کریں گے اور تیرا مطلوب اور مقصود تجھے عنایت کریں گے۔ جب آپ یہ ندا سنتے تو آپ کو قرار آتا اور آرام کرتے۔ سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے جو شیخ ہبیرہ کو حاصل تھا اگر کوئی مرتبہ ہے تو یہ ہے اس مرتبہ کے لائق ہر ایک خام آدمی نہیں ہوتا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال سات شوال المکرم ۲۹۹ ہجری با اختلاف روایت ۲۸۷ھ ایک سو بیس برس کی عمر میں بروز اتوار بوقت نماز ظہر میں ہوا مزار پُر انوار ہبیر نامی جنگل جو بصرہ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر نور عرفان سے منور ہوتے ہیں۔ کسی عارف نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شد چو از دنیا بفردوس بریں	آہ ہبیرہؒ خواجہ عالم عالی مکان
وصل او کامل امین الدین بود	رحلتش زاہد کریم آمد عیاں
۲۸۷ھ	۲۸۷ھ

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ ممشا دعلو دینوری رحمتہ اللہ علیہ

کامل و اکمل و قطب الاوتاد ہیں — خواجہء خواجگاں خواجہء ممشاد ہیں
جس پہ قائم عمارت یہ ساری ہوئی — چشتیہ سلسلے کے وہ بنیاد ہیں
بے کسوں بے سہاروں کا ہیں آسرا — لحہ لحہ وہ مائل بہ امداد ہیں
عبد کو اپنے معبود سے دیں ملا — حاصل زندگی ان کے ارشاد ہیں
ان کے در پرملیں خوانِ لطف و کرم — سب کی جھولی بھریں ایسے جواد ہیں
جو بھی آیا وہیں کا وہیں رہ گیا — میکدے آج تک ان کے آباد ہیں
ترک و ایثار و عشق، انکساری ظفرؔ — ان کے فقر وطریقت کی بنیاد ہیں

از: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت شیخ علوممشا د دینوری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: موصوف بہ صفات سرمدی، ماحیِ رسول بشری، مقتدائے طریقت، عارف حقیقت، شیخ العصر، حضرت خواجہ شیخ علوممشا د دینوری رحمتہ اللہ علیہ طبقہ ثانی سے تعلق رکھتے تھے آپ کا وطن دینور ہے۔ دینور کرمانشاہ ایران کے مغربی کوہستان کا ایک شہر ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ رجب المرجب شریف ۱۹۶ھ دوشنبہ کے روز مغرب کے وقت کوفہ میں ہوئی۔ آپ نے اپنی تعلیم و تربیت بغداد شریف میں مکمل کی آپ مشائخ عراق میں سے تھے۔ آپ جوانمردی میں یگانہ روزگار تھے علم و عمل اور کرامات ظاہر و باطن میں صاحب کمال تھے آپ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ اپنے زہد و تقویٰ کے اعتبار سے عدیم المثال بزرگ تھے۔ کثیر مشائخین کی صحبت و فیض حاصل کرنے کی وجہ سے عوام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

Marfat.com

حالات☆: آپ ہمہ وقت اپنی خانقاہ کا دروازہ بند رکھتے تھے کسی کو داخلہ کی اجازت نہ تھی اگر کوئی دروازہ پر دستک دیتا تو دروازہ کھل جاتا او جب تک وہ آپ کے پاس قیام کرتا آپ اس سے نہایت خاطر و مدارت سے پیش آتے لیکن اگر کوئی مقامی آدمی آتا تو آپ یہ کہہ کر واپس کر دیتے کہ تمہارے قیام سے میرے قلب میں تمہاری جانب رغبت پیدا ہوگی اور تمہاری واپسی کے بعد میرے لئے تمہاری جدائی ناقابل برداشت ہو جائے گی۔ کسی نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ بارگاہ خداوندی میں پہنچ جاؤ وہاں میری دعا کی حاجت نہ رہے گی جب اس شخص نے کہا کہ مجھے بارگاہ خداوندی کا علم ہی نہیں تو آپ نے فرمایا کہ بارگاہ خداوندی وہاں ہے جہاں تمہارا وجود نہ ہو۔ یہ سن کر اس شخص نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے کرم سے سعادت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

نصیحت آموز واقعہ☆: ایک روز زوردار سیلاب آیا کہ آبادی کے تمام لوگ غرق ہونے لگے چونکہ آپ کی خانقاہ بلندی پر تھی اس لئے آبادی کے تمام لوگ پناہ لینے کی غرض سے آپ کی خانقاہ کی طرف چل دیئے۔ اسی دوران آپ نے ایک گوشہ نشینی اختیار کرنے والے شخص کو دیکھا کہ وہ پانی پر مصلہ بچھائے چلا آ رہا ہے۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ آج کل کس مقام پر ہو۔ تو اس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کے فیض و کرم کا کرشمہ ہے کیونکہ خدا نے مجھ کو آپ کی دعا سے ہی ماسوا اللہ سے مستغنی کر دیا ہے جیسا کہ آپ کے سامنے ہے آپ نے فرمایا کہ آج سے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ فقر کیلئے جدوجہد ضروری ہے پھر اس کے بعد آپ نے کسی درویش کے ساتھ مذاق نہیں کیا۔

اقوال زریں☆: آپ کے اقوال زریں بہت ہیں مگر وقت کے پیش نظر چند ایک پیش خدمت ہیں۔ آپ نے فرمایا بتوں کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض لوگ نفس کو بت بنا کر اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔ بعض بیوی بچوں کو بت بنا کر اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں بعض صنعت و تجارت کو بت سمجھ کر اس کی پوجا میں مصروف ہیں۔ بعض صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ کو بت تصور کر کے اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ساری مخلوق کسی نہ کسی شے کی پرستش میں گرفتار ہے۔ یعنی کوئی بھی پرستش سے مستغنی نہیں

Marfat.com

البتہ ایسے شخص کو کسی شے کا پرستار نہیں کہا جا سکتا جو اپنے نفس کی نیکی و بدی پر نفس کی موافقت نہیں کرتا۔ بلکہ ہمیشہ نفس کو ہدف ملامت بنائے رکھتا ہے۔ (نمبر۲) آپ نے فرمایا کہ مرید کے لئے مرشد کی خدمت اور اپنے بھائیوں کا ادب ضروری ہے اور تمام خواہشات نفس کو ہدف ملامت بنائے رکھنا ہے۔ (نمبر۳) ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت تک کسی بزرگ سے ملاقات نہیں کی جب تک اپنے تمام علوم و حالات کو ترک نہیں کر دیا اور جب ان چیزوں سے دستبردار ہو کر کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے اقوال غور سے سننے کے بعد ان کی برکتوں سے فیوض حاصل کئے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان مراتب سے مجھے سرفراز فرمایا۔ (نمبر۴) فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی ادنیٰ سی قدر رو خودی کے ساتھ بزرگوں سے ملتا ہے تو اس کے لئے بزرگوں کے اقوال وصحبت بیکار ہیں اہل اللہ کی صحبت سے قلب میں صلح وجہ پیدا ہوتی ہے اور اہل شر کی صحبت قلب کو فتنہ وفساد کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ (نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ علائق کے تین اسباب ہیں اول ان اشیاء کی جانب رغبت جن کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ **اَلْاِنْسَانَ حَرِیْصٌ عَلٰی مَامُنِعَ** یعنی انسان اور کسی شے کی حرص کرتا ہے جس سے اس کو منع کیا جاتا ہے۔ دوئم گزشتہ لوگوں کے حالات پر غور کرنا سوئم فراغت کو زائل کر دینا۔ انسان کے لئے وہ وقت بہترین ہوتا ہے جس میں وہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے خالق و مالک سے نزدیک تر ہو جاتا ہے اور ان اشیاء سے دل کو خالی کر لیتا ہے۔ جن اشیاء کی جانب مخلوق کا رجحان ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو اشیاء اہل دنیا کے لئے پسندیدہ ہیں وہ کبھی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا۔ (نمبر۶) فرمایا کہ کوئی متقدمین ومتاخرین کے اعمال کو اور حکمت کو مجتمع کر کے ولی وسادات ہونے کا دعویدار ہو تو اس کو کسی طرح بھی عارفین کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ معرفت کا خلاصہ یہی ہے کہ بندہ خلوص قلب سے اللہ اللہ کہنے والے کے ساتھ فقر واحتیاج اختیار کرے۔ (نمبر۷) فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں۔ اول تمام امور میں غور کرنا کہ اس کو کس انداز سے قائم کیا گیا دوئم مقدرات کے سلسلہ میں یہ غور کرنا کہ اس کو کس طرح مقدر کیا گیا سوئم مخلوق کے بارے میں یہ غور کرنا کہ یہ کس طرح عمل میں آئی ہے فرمایا کہ جمع کا مفہوم یہ ہے کہ جس کو توحید میں جمع کیا گیا ہے اور تفرقہ اس کو کہتے ہیں جس کو متفرق کر دیا ہے فرمایا کہ خدا کا راستہ بہت دور ہے اور صبر کرنا بہت دشوار ہے۔ یعنی حصول معرفت کی راہ بہت کٹھن ہے اور ان راہوں پر صبر کرنا بہت مشکل ہیں۔ (نمبر۸) آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ حکما نے فکر و خاموشی کے ساتھ حکمت کو حاصل کیا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کشف و مجاہدے کے عالم ہیں اور صدیقین قربت واطلاع میں ہیں۔ (نمبر ۹) فرمایا کہ صفائی قلب کے ساتھ خدا کا پسندیدہ عمل کرنے اور مخلوق سے کنارہ کش رہنے کا نام تصوف ہے۔ تصوف اختیار وعدم اختیار کے اظہار کا نام ہے۔ اور لغو چیزوں کو ترک کر دینے کا نام بھی تصوف ہے۔ (نمبر ۱۰) فرمایا کہ جس چیز پر نفس غالب و راغب ہو۔ اس کو ترک کر دینا توکل ہے۔ رمایا کہ حالت بھوک میں نماز پڑھنا اور جب طاقت نہ رہے تو سو جانے کا نام فقر ہے۔ کیونکہ دو چیزوں سے اللہ تعالیٰ بھی درویش کو خالی نہیں رکھتا۔ یا تو قوت عطا کرتا ہے یا موت سے ہمکنار کرتا ہے تاکہ ہر شے سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور ۱۶ ماہ رجب المرجب شریف بروز شنبہ بعد نماز اشراق مدینہ منورہ میں آپ کے شیخ کامل نے آپ کو خرقہ خلافت وکلاہ چہارتر کی عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرمایا۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کے ۳۶ خلفاء ہوئے ہیں جبکہ خلیفہ اکبر ہمہ صفات حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی سجانی علیہ الرحمۃ ہوئے ہیں جن سے تا قیامت آپ کا سلسلہ عالیہ چشتیہ جاری وساری رہے گا۔

ذوق سماع ☆: آپ صاحب سماع تھے یعنی اکثر سماع سنتے اور خود بھی مجالس سماع منعقد کراتے تھے۔ مجلس سماع کی ابتداء تلاوت قرآن پاک سے کرتے تھے اور آخر میں بھی قرآن پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کو رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سماع کی کس چیز سے آپ کو انکار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا **ماانکرہ بشیءٍ** مجھے اس کی کسی چیز سے بھی انکار نہیں ہے۔ لیکن اہل سماع سے کہہ دو کہ مجلس کا آغاز تلاوت قرآن سے کیا کریں۔ اس روز سے سماع سے قبل تلاوت قرآن آپ کا مستقل معمول بن گیا۔

جواز عرس وسماع ☆: آپ ہمیشہ اپنے مشائخ کا عرس کیا کرتے تھے اور عرس کے موقع پر

Marfat.com

سماع بھی سنتے لوگ جمع ہوتے اور ان کو لنگر بھی پیش فرماتے تھے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ سماع سننا اور وہ بھی عرس کے دوران یہ کہاں جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے آقا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور ہمارے تمام مشائخ نے سماع سنا ہے۔

عرس کے دن کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس روز اولیائے کرام کو محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہوتا ہے۔ اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبَ موت ایک پُل کی مانند ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ پس میں اپنے مشائخ کے یوم وصال کی شادی کے موقع پر سماع سنتا ہوں تا کہ ان کی توجہ سے ہم بھی مقام وصال تک پہنچ جائیں۔

وصال با کمال سے پہلے کی کیفیت ☆ : انتقال کے وقت جب لوگوں نے مزاج پرسی کی تو فرمایا کہ کیا تم مجھ سے کچھ پوچھ رہے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ لا الہ الا اللہ کہیے تو آپ نے دیوار کی جانب رخ پھیر کر فرمایا کہ میں تو سراپا تیرے اندر فنا ہو چکا ہوں کیا تم کو دوست رکھنے والوں کو یہی معاوضہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تین سال سے میرے سامنے جنت پیش کی جا رہی ہے۔ لیکن میں نے اس طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور تین سال سے میں نے اپنے قلب کو گم کر دیا ہے لیکن آج تک اس کو پانے کی تمنا نہیں ہوئی کیونکہ صدیقین کی یہی خواہش ہوا کرتی ہے کہ ذکر الٰہی میں قلب کو فنا کر دے یہ فرمانے کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وصال با کمال ☆ : آپ کا وصال با کمال ۱۴ محرم الحرام ۳۲۰ھ بروز چہارشنبہ قبل از نماز عشاء دینور میں ہوا اور دینور میں ہی آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ بعض حضرات نے آپ کا سن وصال ۲۹۸ بھی لکھا ہے مگر تاریخ آئینہ تصوف میں ۳۲۰ھ ہے۔ جبکہ دوسری تاریخ معتبر معلوم ہوتی ہے۔ کسی عارف نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شیخ عالی علو ممشاد دینوری　　یافت چوں زین جہاں بخلد مکان
شد عیاں آنچہ از دلِ سُرور　　سال ترحیل آں شہہ ذیشان
۲۹۸ھ

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ ابواسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

ہیں سر سلسلہ چشتیہ آپ ہیں
رہبر و راہنما مقتدا آپ ہیں

سچ کی راہوں میں ہے عمر جن کی کٹی
عابد بے ریا با خدا آپ ہیں

جن کو الفت رہی رب کی مخلوق سے
مشفق و مونس وحق نما آپ ہیں

خواجہ ممشاد نے بخشا چشتی لقب
چشتیوں کی حسیں ابتدا آپ ہیں

ناز کرتا ہے سب سلسلہ آپ پر
اول پنجتن چشتیاں آپ ہیں

قرب حق اس قدر ان پہ غالب رہا
مدح وقدح سے ماورئی آپ ہیں

فقر غیور ہی ان کو مرغوب تھا
بے نیاز نمود و غنا آپ ہیں

آپ اہل محبت کے ہیں پیشوا
رحمت دو جہاںؐ کی عطا آپ ہیں

از: ڈاکٹر ظفر یاتو آنہ

حضرت شیخ ابواسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عاشق ذات الہ، محبوب کبریا، امام الاصفیاء، فنافی الرسول علیہ ﷺ، حضرت شیخ المشائخ بحرِ شریعت وطریقت راکشتی قطب اوتاد حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی ۱۷ ذی الحجہ ۲۳۷ھ بروز جمعہ وقت تہجد دمشق ملک شام میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی یاد رہے کہ چشت خراسان میں ایک شہر کا نام ہے جو دارالخلافہ ہرات کے نزدیک ایک پہاڑی درہ کے پاس واقع ہے اس مقام کو شاقلان پیران بھی کہا جاتا ہے۔ آپ اپنے وقت کے بہترین عالم دین اور صاحب سماع بزرگ تھے۔ آپ سماع بہت شوق سے سنتے تھے آپ جب سماع سنتے تو آپ کو اپنے آپ کی ہوش نہ رہتی۔ باوجود اس کیفیت کے کسی شخص نے آپ پر اعتراض نہ کیا نہ یہ کہا کہ یہ سماع حرام ہے۔ اس زمانے کے مجتہدوں نے جنہوں نے آپ کا دوران سماع یہ

Marfat.com

حال دیکھا یہی کہا کہ سماع مباح ہے۔امام شافعی علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق سماع مباح ہے لیکن امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق جائز نہیں اگر جائز ہے تو اس کیلئے کہ جس کے افعال مرتعش کے افعال کی طرح ہوں یا ایسے شخص کیلئے جس کو دعا یا دوا سے صحت حاصل نہ ہوتی ہو اور سماع سے اس کو شفا حاصل ہوتی ہو ایسے شخص کیلئے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق مباح ہے۔

بیعت وخلافت ☆: مرشد کامل کی تلاش کے لئے ملک شام سے بغداد شریف حضرت خواجہ علوممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے آپ نے مرید کرنے کے بعد پوچھا کہ کیا نام ہے تو عرض کیا حضور مجھے ابواسحاق شامی کہتے ہیں خواجہ ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آج سے لوگ تمہیں ابواسحاق چشتی کہیں گے اور اہل چشت اور اس ملک کے لوگ آپ سے ہدایت پائیں گے اور جو لوگ آپ کے سلسلہ میں داخل ہوں گے ان کو بھی لوگ قیامت تک چشتی کہیں گے۔ پیر و مرشد سے تربیت مکمل کرنے کے بعد آپ ۹ شعبان المعظم ۲۷۳ھ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ علوممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد کامل نے ۲۲ شوال ۳۰۲ھ بروز چہار شنبہ بوقت چاشت آپ کو خرقہ خلافت واجازت مسجد اقصیٰ میں عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔ آپ کو چشت شریف بھیج دیا اس دن سے خواجگان چشت اہل بہشت کا ظہور ہوا۔

نوٹ ☆: خواجگان چشت کے سردار پانچ حضرات ہیں جنہیں چشتیوں کے پانچ تن کہا جاتا ہے۔
(اول) حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی (دوئم) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی (سوئم) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی (چہارم) حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی (پنجم) حضرت خواجہ مودود چشتی رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ پانچوں حضرات چشت شریف میں رہتے ہیں اور ان کے مزارات بھی چشت شریف میں ہیں۔ اسی طرح ان کے خلفاء بھی ملک ہندوستان میں پانچ تن ہیں۔

جن میں (اول) حضرت خواجہ معین الدین چشتی (دوم) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی (سوم) حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی (چہارم) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی (پنجم) حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

جس شخص کا شجرہ طریقت ان پانچ تن کے ذریعے سابقہ پانچ تن تک پہنچتا ہے وہ چشتی ہے۔

Marfat.com

کرامت ☆: منقول ہے کہ جس وقت آپ محفل سماع میں ہوتے اور محفل سنتے تو حاضرین کو کیف ہو جاتا اور کمرے کے در و دیوار ہلنے لگتے جو آپ کی مجلس میں ایک مرتبہ محفل سماع سنتا تھا۔ وہ پھر کبھی گناہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا۔ آپ اہل دنیا اور دولت مندوں کو محفل سماع سننے کی اجازت نہ دیتے۔ اگر کوئی دولت مند آپ کی رضا کے بغیر محفل میں آ جاتا تو فوراً آپ کے سامنے تائب ہو جاتا۔ اور تمام مال و اسباب اور دولت کو فقیروں اور غریبوں میں تقسیم کر دیتا اور درویشوں کی خدمت کر کے صاحب نعمت ہو جاتا۔ اگر کوئی تائب نہ ہوتا۔ تو ایسا بیمار ہو جاتا کہ کسی دوا سے صحت نہ پاتا جب لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو محفل سماع میں آنا چھوڑ دیا اور محفل میں شریک نہ ہوتے اور جس شخص کو دین حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی وہ پہلے دنیا سے کنارہ کش ہو کر بعد میں محفل سماع سنتا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

محفل سماع کے بارے میں ایک سوال ☆: حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اہل دنیا کو اور دولت مندوں کو محفل سماع میں آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے آپ نے فرمایا کہ میں دنیا داروں کو محفل سماع میں آنے کی اجازت اس لئے نہیں دیتا کہ تمام اہل سماع درویش اہل لطافت ہیں اور تمام اہل دنیا اہل کثافت ہیں اور لطافت اور کثافت کی ایک دوسرے سے ضد ہے اور دو ضدیں کسی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی اور فقرا اور درویش اللہ ہی کے طالب ہیں اور اہل کثافت دنیا کے طالب ہیں اور طالبان خدا اور طالبان دنیا میں کوئی مناسبت نہیں کہ آپس میں جمع ہو سکیں۔

طالبان حق کے لئے ہدایت ☆: آپ نے فرمایا کہ محفل سماع سننے والوں کے لئے دوران سماع دل جمعی کا ہونا ضروری ہے اور ہر ایک کی طلب دیدار خدا ہونی چاہیے اور ہر ایک کو راہ خدا کا طالب ہونا چاہیے اگر اہل سماع میں سے ایک کا دل بھی متفرق ہو تو سب کے دل متفرق ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تمام فقراء ایک جان کی طرح ہوتے ہیں اور اہل دنیا چونکہ دنیا کے طالب ہوتے ہیں۔ اسی واسطے دنیا داروں کے لئے محفل سماع میں آنے کی پابندی ہے کیونکہ جب درویش حضرات سماع سنتے ہیں اور اس شغل میں مشغول ہوتے ہیں تو ان پر اسرار الٰہی کا اظہار ہوتا ہے اور ان کے دل روشن ہوتے ہیں اگر اس وقت اہل دنیا حاضر ہوں تو چونکہ وہ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور مردار دنیا

Marfat.com

کی صورت ان کے دلوں پر نقش ہوتی ہے۔ اہل سماع درویشوں کی نظر جب باطنی طور پر روشن ہوتی ہے تو ان دنیاداروں کے دل کا تفرقہ اہل سماع کے تفرقہ کا باعث ہوتا ہے۔ اہل دنیا کا دل حاضر نہیں ہوتا۔ ان کی نگاہ دنیاوی اسباب کی طرف لگی رہتی ہے۔ اسی لئے اہل دنیا کا دل حاضر نہیں ہوتا۔ اہل دنیا کی بے حضوری اہل سماع کو تشویش میں ڈال دیتی ہے۔ اس لئے دنیادار کو سماع کے وقت ممانعت ہے۔ اسی واسطے درویش حضرات اہل دنیا کو مجلس سماع میں آنے کی اجازت نہیں دیتے تاکہ ان سے علیحدہ رہ کر سماع کو فراغت سے سن سکیں۔ جب آپ سماع سننا چاہتے تو آپ تین روز قبل قوال کو اطلاع دیتے اور اپنے دوستوں اور یاروں سے فرماتے کہ تیار ہو جاؤ ہم سماع سننا چاہتے ہیں۔ آپ کے یار دوست دوطی کرتے بعض تین طی اور بعض چارطی کرتے یعنی سماع سننے سے پہلے دو یا تین یا چار وقت کا فاقہ کرتے۔ آپ کی محفل میں قوال حضرات بھی تائب ہو کر جاتے تھے اور برے افعال سے اپنے آپ کو بچاتے تھے۔ آپ کی مجلس سماع میں اگر کوئی مریض آ جاتا تو وہ شفاء حاصل کر کے جاتا۔

بارش کا نزول بذریعہ سماع ☆: آپ کے زمانے میں ایک مرتبہ بارش کی سخت قلت ہوئی چنانچہ لوگ گھبرا گئے اور فقیر و غریب لوگ کھانا نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہونے لگے تو خلیفہ وقت نے آپ کی خدمت میں التجا کی اور عرض کی کہ آپ جیسے مخدوم کے ہوتے ہوئے بارش نہ ہو۔ بہت تعجب کی بات ہے آپ بارگاہ الٰہی میں دعا کریں۔ کیونکہ آپ کی دعا مقبول ہے آپ دعا فرمائیں تاکہ بارش کا نزول ہو اور بیچاری مخلوق کو آرام اور فقیروں کو قرار مل سکے۔

آپ نے فرمایا کہ قوال کو بلاؤ ہم نے بہت دن سے سماع نہیں سنا اور دیکھو سنو جب سماع کے وقت ہماری آنکھوں سے پانی نکلنا شروع ہوگا اس وقت بارش بھی شروع ہو جائے گی۔ خلیفہ وقت نے فوراً قوال کو بلا لیا جب قوال حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے خلیفہ گھر چلے جاؤ۔ خاطر جمع رکھو کہ بارش ضرور ہوگی خلیفہ نے عرض کیا یا مخدوم میں آپ کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔ مجھے بھی اپنے ساتھ سماع سننے کا موقع دیجئے آپ نے فرمایا اگر تو ہماری مجلس میں ہوگا تو ہم کو وہ نعمت نہیں ملے گی جس کی ہم کو طلب ہے ہماری مجلس میں تیرا بیٹھنا ٹھیک نہیں تو اپنے گھر چلا جا خلیفہ واپس چلا گیا۔ آپ نے قوال کو حکم دیا کہ قوالی شروع کرو جونہی محفل سماع شروع ہوئی۔ اس کے کچھ وقت بعد آپ نے رونا شروع کر دیا۔

Marfat.com

جیسے آپ نے رونا شروع کیا ویسے فوراً بارش شروع ہو گئی جس سے لوگوں کو آرام و قرار حاصل ہوا۔

خلیفہ کی دوبارہ آمد☆: بارش پڑنے کے دو روز بعد خلیفہ قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ تو آپ خلیفہ کو دیکھ کر زار و زار رونے لگے۔ آپ کے رونے کا تمام حاضرین پر ایسا اثر ہوا کہ تمام حاضرین مجلس رونے لگے۔ بعد میں آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا شیخ آپ اس قدر کیوں روئے آپ نے فرمایا میں اس طرح اس واسطے رویا ہوں کہ میں دو روز سے دنیا والوں یعنی خلیفہ وقت سے ملاقات کر رہا ہوں پتہ نہیں کہ ایسا کون سا فعل مجھ سے سرزد ہوا ہے کہ اس کی مجھے سزا مل رہی ہے۔ اور فقراء اور مساکین کی محبت سے مجھے ہٹا رکھا ہے کیونکہ فقراء اور مساکین اللہ کے دوست ہیں اور اہل دنیا میرے پاس آتے ہیں اور مجھے اہل دولت کے پاس بٹھایا جاتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے روز میرا حشر دولت مندوں میں نہ ہو۔

اتنا فرما کر آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے اور فقیروں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے پروردگار میں فقیر و غریب ہوں اور مسکین ہوں۔ میری زندگی اور موت فقیروں، غریبوں اور مسکینوں میں ہو۔ آپ زار و قطار روتے تھے اور فرماتے تھے کہ افسوس ہے اس درویش پر جو اغنیاء کے قریب بیٹھے دنیا اور اہل دنیا کو دوست رکھے۔ خلیفہ نے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کی یا شیخ اگر اجازت ہو تو میں بھی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہو جایا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو غفلت اور کم عقلی سے بادشاہی کرتا ہے۔ اس لئے تیرا چہرہ دیکھنے سے ہمارا یہ حال زار ہو جاتا ہے۔ اگر تو پھر آئے گا تو ہماری حالت اس سے بھی زیادہ خراب ہو جائے گی۔

فقر☆: منقول ہے کہ حضرت شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **اَلْفَقْرُ طَرِیْقُ الْاَوْلِیَاءِ** یعنی فقر اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی راہ ہے جو درویشی کی راہ چلا وہ کسی مرتبے کو جا پہنچا۔ تمام انبیاء و اولیاء ہمارے پیر صاحب فقر تھے اور فقر کو عزیز جانتے تھے۔ اور یہ تمام حضرات اہل مشاہدہ اور اہل مجاہدہ و ریاضت والے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بھوک میں اللہ تعالیٰ کی اسرار اور نعمتیں ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ محرم اسرار و اہل نعمت بناتا ہے۔ اس کو بھوکا رہنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ بھوک کو اختیار کرتا ہے کیونکہ بھوک پیاس پر توکل کرنا تمام انبیاء اولیاء کا کام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے شکموں کو بھوکا رکھو اور جگروں کو پیاسا رکھو اور اپنے بدنوں کو ننگا رکھو۔ مگر اپنے ستر کو ڈھانکو۔

Marfat.com

آپ کا حضرت علوممشا د دینوری کے دست حق پر بیعت کرنا☆:

جب آپ نے حضرت علوممشا دعلیہ الرحمۃ کا مرید ہونا چاہا تو چالیس روز تک آپ نے استخارہ کیا۔اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے اللہ میں علوممشا د دینوری علیہ الرحمۃ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔تو آواز آئی کہ علوممشا د دینوری علیہ الرحمۃ ہمارا دوست ہے تو جا کر اس کا مرید ہو جا۔اور اس کی خدمت کر آپ جس وقت حضرت علوممشا د دینوری علیہ الرحمۃ کے گھر آئے اور حضرت علو دینوری علیہ الرحمۃ کی قدم بوسی کی تو حضرت علو دینوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے اسحاق درویشی بہت کٹھن کام ہے مگر جو درویش بن جاتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دوست بن جاتا ہے اور پروردگار عالم کے اسرار کا محرم ہو جاتا ہے۔آپ نے اپنے پیرومرشد سے عرض کی جب بندہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہے۔امید ہے کہ آپ کی دعا سے درویش بھی ہو جائے گا۔شیخ علوممشا د دینوری علیہ الرحمۃ نے آپ کو گلے لگا لیا۔ اور فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تو کامل درویش ہو جائے۔اس کے بعد حضرت ممشاد علیہ الرحمۃ نے آپ کو مرید کر لیا۔اور نصیحت کی اے ابواسحاق تجھے لازم ہے کہ فقر و فاقہ اختیار کرے اور فقر کو عزیز جانے اور فقیروں اور مسکینوں سے محبت و اخلاق سے پیش آئے۔اور اہل دنیا سے علیحدہ رہے اور دنیا کو قبول نہ کرنا کیونکہ ہمارے شیوخ بھی فقیر ہی تھے اہل دنیا سے الگ رہتے تھے اور فقیروں مسکینوں سے محبت کرتے تھے۔فرمایا اے ابواسحاق گوشہ نشینی اختیار کرو اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا ذکر کرو...... کیونکہ ہمارے پیر بھی اس کا ذکر کرتے تھے۔اور ہمہ وقت اس ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور سات سال تک آپ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کے ذکر میں مشغول رہے اور شیخ علوممشا د دینوری علیہ الرحمۃ کی خدمت بھی کرتے رہے اسی اثناء میں غیب سے ندا آئی اے علو دینوری ہم نے ابواسحاق کو اپنی بارگاہ میں قبول کر لیا ہے کیونکہ ابواسحاق نے اپنا کام ٹھیک کر لیا ہے اور اپنے آپ کو میری ذات میں فنا کر دیا ہے۔اب وہ ہماری بارگاہ کے لائق ہو گیا ہے۔

خرقہ خلافت☆: حضرت علوممشا د دینوری علیہ الرحمۃ نے اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ جاؤ جا کر حضرت ابواسحاق کو بلا کر لاؤ جس وقت آپ مرشد کامل کے پاس آئے تو آپ کے مرشد نے فرمایا

Marfat.com

کہ اے ابواسحاق تو میرا فرزند ہے اور میں تجھے عزیز جانتا ہوں۔ اس لئے تجھ پر لازم ہے کہ تو میرا جانشین بنے اور ہمارا اور ہمارے پیروں کا نام روشن کرے۔ خلق خدا کے ساتھ نیک سلوک کرو فقیر کو مالدار سے افضل واعلیٰ سمجھو اور فقر کو دولت مندوں سے بہتر خیال کرنا آپ نے درویشی کا خرقہ پہنا تو غیب سے آواز آئی کہ اے ابواسحاق تجھے خرقہ پہننا مبارک ہو۔ آپ رونے لگے۔ آپ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میری نظر سے پردہ اٹھ گیا۔

عرش سے تحت الثریٰ ہمارے دل کی حضوری نہیں میری نظر عرش وکرسی پر پڑتی ہے ہم عرش وکرسی کو کیا کریں۔ بھوکا آدمی ٹھنڈا پانی کب پیتا ہے ہمارا مطلب عرش وکرسی کے خالق میں ہے۔

خلافت کے بعد آپ کی کیفیت☆: خرقہ خلافت پہننے کے بعد آپ ہر وقت روتے رہتے لوگوں نے منع کیا کہ یا شیخ رویا نہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زیادہ رونے کے سبب آنکھوں کی بینائی جاتی رہے۔ یہ بات سن کر آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے نعرہ مارنے اور رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا **لَا مُحِبٌّ مَحْبُوسٌ**، محبّ قیدی ہوتا ہے۔ پرواز نہیں کر سکتا اس واسطے نعرے مارتا ہوں اور ہر دم روتا ہوں کہ اس کوشش سے وہاں پہنچ جاؤں اور اس تاریکی سے آزاد ہو جاؤں۔

فقراء چشت اہل بہشت کی پندرہ خصوصیات☆: خواجگان چشت اہل بہشت کا طریقہ کار یہ ہے کہ (۱) سنت نبوی کے مطابق شہروں قصبوں اور دیہاتوں میں رہائش (یعنی آبادی) رکھتے ہیں۔ (۲) خلق خدا کو یاد حق میں مشغول رکھتے ہیں۔ (۳) غیر اللہ سے منع کرتے ہیں اور ہمیشہ صفائے باطن (یعنی تزکیہ نفس) میں کوشاں رہتے ہیں اور (۴) اپنے مشائخ کے مسلک (یعنی طریقہ) پر سختی سے قائم رہتے ہیں۔ (۵) دل کو ہر قسم کے وسواس سے خالی رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے شرح صدر ان کا مدعا ہوتا ہے۔ (۶) عبادت وریاضت اور مجاہدہ کو عزیز جانتے ہیں۔ (۷) مہمان کی خدمت وخاطر کا خصوصیت سے اہتمام کرتے ہیں۔ (۸) محفل سماع اور اہل سماع کو بے حد عزیز جانتے ہیں۔ (۹) اپنے مشائخ وبزرگان کا عرس پورے اہتمام اور ذوق وشوق سے کرتے ہیں۔ (۱۰) ہر

Marfat.com

ایک کواپنے سے بہتر تصور کرتے ہیں۔ (۱۱) ہر ایک کے ساتھ محبت وصلح رکھتے ہیں۔ (۱۲) وحدت الوجود کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہیں۔ اگرچہ اکثر وقت کثرت (یعنی ریاضت) میں بسر کرتے ہیں لیکن احدیت کا عین کثرت میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور ھَلْ مِنْ مَزِیْد کا دم بھرتے ہیں۔ (۱۳) مریدین کو شروع سے لَامُوْجُوْدُ اِلَّا اللّٰہ کا مراقبہ بتاتے ہیں۔ تاکہ ایمان حقیقی سے محروم نہ رہ جائیں (۱۴) اور ہر شغل، ورد، یا عبادت جو اپنے اوپر لازم رکھتے ہیں اس کو قبر میں جانے تک انجام دیتے ہیں۔ (۱۵) ان حضرات کا اصل مشرب عشق، انکساری، ترک دنیا اور ایثار ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ ماہ محرم الحرام باختلاف روایت ۱۴ ربیع الثانی ۳۵۱ھ بروز شنبہ بوقت نماز عصر بمقام عکہ میں ہوا۔ خزینۃ الاصفیاء نے ۳۲۹ لکھی ہے۔ مزار پُرانوار عکہ ملک شام میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے مزار پُرانوار کی یہ خصوصیت زبان زد خاص عام پر ہے کہ آپ کے وصال باکمال کے بعد سے ہر شام سے لے کر صبح صادق تک غیب سے چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ اور خواہ کتنی آندھی آئے یا طوفان یا بارشیں ہوں چراغ نہیں بجھتا بلکہ مسلسل جلتا رہتا ہے۔ کسی عارف کامل نے یہ شعر آپ کے مناسب حال کہا ہے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

کسی عارف کامل نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے:

چوں ابو اسحاق شامی پیر چشت
شد ازیں دنیا بہ جنت شاد کام
وصل یا کش ہست قطب الواصلین
۳۲۹ھ
ہم ابو اسحاق محبوب انام
۳۲۹ھ

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ

خواجہء خواجگان اعلیٰ اقبال ہیں
مرشد اصفیا احمد ابدال ہیں
رشک کرتے رہے کتنے ہی اولیاء
منفرد اس قدر ان کے احوال ہیں
آپ سبط پیمبر کے لخت جگر
سارے عزوشرف ان کے اجمال ہیں
متفق اس پہ ہیں سارے ذی مرتبہ
آپ محبوب حق قطب الابدال ہیں
روز روشن سے بڑھ کر چمکتے ہوئے
مثل شمس و قمر ان کے اعمال ہیں
زندگی بخش دیں روح کو اک نئی
روح پرور ظفر ان کے اقوال ہیں

ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت خواجہ شیخ ابواحمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، رئیس الاولیاء، پیشوائے اصفیاء، حضرت خواجہ شیخ ابواحمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۲ رجب المرجب ۲۶۰ھ بروز چہار شنبہ شب کے وقت بدخشاں میں ہوئی۔آپ سلطان فرستانہ کے صاحبزادے تھے جو شرفائے چشت میں سے تھے اور اپنی ولایت کے امیر تھے۔آپ صحیح النسب حسینی سیّد ہیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد پاک سے ہیں شجرہ نسب اس طرح ہے خواجہ ابواحمد بن سلطان فرستانہ بن سید یحییٰ بن سید احمد بن سید مجید المعالی بن سید ناصرالدین بن سید نوراللہ بن سید حسن مثنیٰ بن امیرالمومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ (بحوالہ اقتباس الانوار)

سلطان کی ایک بہن تھی جو عابدہ زاہدہ خاتون تھیں حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی علیہ الرحمۃ ان کے گھر تشریف لے جاتے اور کھانا کھاتے تھے ایک دن آپ نے اس صالحہ خاتون سے فرمایا کہ تمہارے

Marfat.com

بھائی کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بڑی شان والا ہوگا تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی کے حرم میں رہ کر اس بات کا خیال رکھو کہ حمل کے ایام میں اس کی والدہ کوئی حرام چیز نہ کھائے۔ وہ ضعیفہ خاتون خواجہ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ کے فرمان کے مطابق اپنے ہاتھ سے رسیاں بنا کر بیچتی تھی اور اپنی بھاوج کے لئے رزق حلال مہیا کرتی حتیٰ کہ 260 ہجری میں حضرت خواجہ احمد چشتی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ آپ کی پھوپھی نے ہی رزق حلال سے آپ کی پرورش فرمائی جب کبھی حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ اُن کے گھر آتے آپ کو دیکھ کر فرماتے کہ اس لڑکے سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ جس سے یہ سارا خاندان عزت پائے گا۔ حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کامل درویش اور صاحب مجاہدہ و ریاضت اور صاحب ولایت فقیر تھے جس کی طرف آپ نظر کرتے وہ بھی صاحب کرامت اور درویش ہو جاتا۔

کرامت ☆: منقول ہے کہ حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسے جنگل میں گزر ہوا۔ جہاں کافر ہی کافر تھے اور جو مسلمان وہاں سے گزرتا۔ وہ کافر اس پر ظلم کرتے اور مارتے اور زبردستی کرتے اور ظلم کرتے حتیٰ کہ وہ مسلمان کو آگ میں ڈال کر جلا دیتے اور کہتے کہ مسلمان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے ہیں۔ اور فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات اس کلمے کے صدقے میں ہوتی ہے وہ لوگ ہر روز کئی ایک مسلمانوں کو جلاتے۔ جب آپ ادھر سے گزرے تو کافروں نے دوڑ کر آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مسلمان ہوں۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا پڑھنے والا ہوں۔ کافروں نے کہا کہ ہم نے لات وعزا کی قسم کھائی ہوئی ہے کہ ہم مسلمانوں کو ہرگز زندہ نہ چھوڑیں گے اور اپنے ہاتھوں زندہ اس آگ میں ڈالیں گے۔ اگر وہ آگ سے زندہ و سلامت بچ نکلے تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ وہ واقعی مسلمان ہے اور مان لیں گے کہ واقعی اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ اور وہ اس سے نجات پاتا ہے اگر نہیں تو کس واسطے کہا گیا ہے کہ کلمہ گو مسلمان پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ اور وہ اس سے نجات پاتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ہم اسے آگ میں جلا دیتے ہیں تاکہ دوسرے لوگ اس جھوٹے کلمے سے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ

Marfat.com

ذالک باز آجائیں۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ تم سچے ہو اور جو صدق دل اور اخلاص باطنی سے کلمہ گو ہے آگ اس کو کچھ نہیں کہتی وہ ضرور بضرور دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے کافروں نے غصے میں آگ جلائی اور کہا کہ آپ مسلمان اور مومن ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ دوزخ کی آگ کلمہ شریف کی برکت سے میرے اوپر حرام ہے۔ دوزخ کی آگ کافروں اور مشرکوں کے لئے اور گنہگاروں کے لئے ہے۔ کافروں نے کہا کہ اے مسلمان تو سچ کہتا ہے تو اس میں آجا۔

آپ فوراً اس آگ میں آئے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ کافروں نے آگ میں تیل ڈال کر چھڑکا۔ مگر آپ پر کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ وہ سرد ہو گئی۔ کافروں نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی کہ آگ کا اثر نہیں ہوا بلکہ وہ سرد ہو گئی اور کلمہ شریف کی نعمت و بزرگی دیکھی تو فوراً تائب ہو گئے اور کلمہ محمدی پڑھا۔ اور اسلام کو قبول کیا اور کفر سے بیزار ہو گئے اور ہر ایک نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت قبول کی اور آپ کی خدمت اختیار کی وہ سارا قبیلہ جس میں دس ہزار عورتیں شامل تھیں۔ اسی روز جب کہ شیخ آگ سے زندہ سلامت باہر نکلے تھے وہ تمام لوگ ایمان لے آئے ان میں سے دو سو نومسلم آپ کے پیچھے ہوئے۔ ان دو سو میں سے ہر ایک ولی اللہ ہوا۔ اور عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھنے لگا اور کامل درویش اور صاحب نعمت ہو گیا۔

بت پرستوں اور بدوؤں کا آپ پر ایمان لانا☆

: ایک روز آپ دریائے دجلہ کے کنارے گئے آپ کے ہمراہ اناسی افراد تھے مگر سفر کرنے کے لئے دریا میں کشتی موجود نہ تھی آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ سارے حلقہ بنائیں اور ذکر الٰہی کریں۔ ہر ایک نے حلقہ بنایا اور ذکر کرتے ہوئے دریائے دجلہ میں پیر رکھ کر چلنے لگے آپ کی جماعت کے کسی بھی آدمی کا پاؤں تک تر نہ ہوا اور سب کے سب دریا پار ہو گئے دریا پر 24 بدو بت پرستوں نے یہ معاملہ دیکھا تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ شیخ ابو محمد چشتی بزرگ اور درویش ہیں۔ اور پکار کر کہنے لگے یا شیخ ہمیں بھی سیدھی راہ دکھلایئے اور اپنی محبت پاک میں جگہ عطا فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ میرا نام لے کر دریا میں پاؤں رکھو اور غفلت سے کام نہ لینا اور دریا پار کر لو۔ تمام کافروں نے صدق و اخلاص سے دریا عبور کر کے آپ کی قدم بوسی کی۔ آپ نے ان کی طرف نگاہ

Marfat.com

بھائی اور کہا کہ اے بارگاہ الٰہی کے مقبولو آؤ میں نے تمہارے لئے اللہ سے التماس کی ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص کامل درویش ہو جائے اور اہل نعمت بن جائے۔ یہ بات سن کر سب کے سب اسی وقت ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے اور آپ کی صحبت پاک اختیار کی اور آپ کے منظور نظر ہو گئے۔

آپ کا خوف خدا سے رونا ☆: حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ ہر وقت خوف خدا سے روتے رہتے تھے۔ ایک دن کسی نے پوچھا یا شیخ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ جس کافر پر آپ کی نظر کامل پڑتی ہے وہ فوراً مسلمان ہو جاتا ہے پھر آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ آپ اس کی یہ بات سن کر زار وزار رونے لگے اور فرمایا کہ برصیا زاہد نامور شخص تھا۔ جس پر نگاہ کرتے اسے خدا رسیدہ کر دیتے اچانک اسے تہاردی کا تیر لگا اور اس جہان سے بے ایمان ہو گیا اور بلعم بن باعود ولی اللہ اور مستجاب الدعوت تھا۔ اس کی دعا سے بھی کئی ہزار اشخاص نے دوزخ کی آگ سے نجات پائی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے جباری کی نگاہ ڈالی تو اس کا ایمان چھن گیا۔ ان دونوں بزرگوں کا قصہ مشہور ہے پس میں تو اللہ کے خوف سے روتا ہوں کہ وہ قادر عادل ہے جس کو چاہتا ہے ایک دم بلا لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے دور کر دیتا ہے کوئی اس بارگاہ میں دم نہیں مار سکتا آپ فقر کو بہت عزیز رکھتے تھے آپ کے گھر میں چار چار روز کا فاقہ ہوتا تھا اور کسی پر اپنے فقر کا اظہار نہ کرتے اور نہ یہ کہتے کہ میں فقیر ہو گیا ہوں اگر کوئی شخص کوئی چیز تحفہ میں لے کر آتا تو آپ اسی وقت فقیروں میں تقسیم کر دیتے تیسرے چوتھے روز بھوک کو روکنے کے لئے تھوڑا سا کھانا کھاتے۔

ذوق محفل سماع ☆: حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ محفل سماع بڑے ذوق وشوق سے سنتے تھے اور محفل سماع میں آپ کو بہت لگن تھی آپ سماع سنتے تو حاضرین پر ایک کیف شروع ہو جاتا اور ہر ایک مست و بے ہوش ہو جاتا۔ کسی کو اپنے کی خبر نہ ہوتی اور قوال بھی اس قدر بے خود ہو جاتے کہ قوالی کرتے کرتے ان کے منہ سے جھاگ آنے لگتی اور قوالوں کے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ مگر حاضرین کو اسی طرح آواز آتی رہتی یہ آواز عالم غیب سے آتی تھی اور تمام سامعین برابر آواز سنتے رہتے تھے۔ اس زمانے میں کسی شخص نے اعتراض نہ کیا کہ قوالی سننا حرام ہے یا ممنوع ہے صرف ایک شخص نے اعتراض کیا وہ بھی صرف یہ کہا کہ سماع نہیں سننا چاہیے۔

Marfat.com

محفل سماع پر اعتراض اور اس کا انجام☆: حضرت فضیل برکی علیہ الرحمۃ نے محفل سماع کے بارے میں اتنا کہا کہ محفل سماع نہیں سننا چاہیے یہ خبر کسی نے حضرت ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو کر دی اور کہا کہ فضیل برکی علیہ الرحمۃ نے اس محفل سماع کے لئے یہ کہا ہے۔ آپ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اے دلوں کے حال جاننے والے راز کو سمجھنے والے تو جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا ہے اگر میں کوئی غلط کام کرتا ہوں تو مجھے سزا دے اور سیدھی راہ دکھا۔ تاکہ میں غلط کام سے باز رہوں۔ اگر یہ فعل نیک ہے اور اس کو ہمارے پیروں نے بھی کیا ہے تو برکی کو جو ہمارے پیروں کے کام کو غلط کہتا ہے۔ اس کو سزا دے آپ کی زبان مبارک سے اس بات کا نکلنا تھا کہ فضیل برکی کے جسم پر کوڑھ کی بیماری لگ گئی فضیل برکی نے بڑے بڑے حکیموں اور طبیبوں کو بلا کر علاج کرایا مگر شفا نہ ہوئی آخر تھک ہار کر علاج سے ناامید ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور راتوں کو جاگنا شروع کر دیا اور ساری ساری رات تلاوت قرآن کرنے لگے ایک رات پیغمبر خدا جناب نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھ کر عرض کی کہ حضور میرے حق میں آپ دعا فرمائیں تاکہ مجھ کو شفا حاصل ہو جائے اور میں اپنے دین پر قائم رہوں۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے برکی ابو احمد چشتی سماع سنتے ہیں اور تو نے اس کا انکار کیا ہے اور اس سماع کا انکار گویا اس کے پیروں کی سماع کا انکار ہے اور اس کے پیروں کا انکار گویا میرا انکار ہے۔ اگر تو شفا چاہتا ہے تو ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں جا کر سماع سن اس کی محفل میں جو جاتا ہے شفاء پاتا ہے غرض کہ فضیل برکی علیہ الرحمۃ جب اٹھے تو گرنے لگے مگر گرتے پڑتے محفل میں پہنچے تو حضرت ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فضیل برکی دیکھ لیا محفل سماع کا انکار کیا ہوتا ہے اس کے بعد انہوں نے محفل سماع سنی اور اس کے بارے میں کدورت دل سے نکال دی اور فوراً صحت یاب ہو گئے۔

آپ کا بچپن☆: شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سات برس کے تھے کہ آپ مجذوب ہو گئے اور اس عمر میں حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں جانا شروع کر دیا شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا کہ عاشقوں کے سماع میں آیا کرو کیونکہ تم اہل سماع ہو۔ حضرت کی اتنی بات کہنے سے آپ سے پردہ دوری کا اٹھ گیا اور تحت الثریٰ سے لے کر عرش علیٰ تک آپ کی نظر پہنچ گئی

Marfat.com

آپ نے قدسی نغمات محفل سماع میں سنے اور علم لدنی حاصل کیا آپ کی کیفیت یہ تھی کہ سات سال کی عمر میں جو بات کہتے تھے وہ پوری ہوتی تھی۔ بڑے بڑے دانشمند آپ کی عزت و تعظیم کرتے تھے۔

حضرت ابواسحاق سے بیعت حاصل کرنا☆: آپ بیس برس کی عمر میں شیخ ابواسحاق چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید ہو گئے تھے۔ مرید ہونے کے بعد آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور کلمہ طیبہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ آپ سات روز بعد تین نوالے کھاتے اور افطار کے وقت چوتھا حصہ پیالہ پانی کا پیتے تھے اور نماز کے لئے ساتویں دن تازہ وضو کرتے اور یہ وضو بھی نماز کی احتیاط کے لئے ہوتا تھا نہ کہ باطل ہونے کے بعد آپ نے جوانی میں ہی اپنے آپ کو جلایا اور آپ کو چالیس روز بعد قضائے حاجت ہوتی جو آپ کا چہرہ دیکھتا ہیبت کھا جاتا تھا۔ آپ کا خلوت خانہ اس قدر منور ہوتا تھا کہ رات کو بغیر چراغ جلائے تلاوت فرماتے تھے۔

خرقہ خلافت☆: حضرت شیخ ابواسحاق چشتی نے آپ کو خلافت کا خرقہ پہنایا تو اپنا جانشین بھی مقرر کیا اور فرمایا کہ اے ابواحمد تم میرے فرزند ہو جو نعمت مجھے اپنے پیروں سے ملی تھی میں نے تمہیں دے دی ہے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے عرض کی اے پروردگار ابواحمد تیری درگاہ کا غلام ہے میرے پاس جو نعمت تھی میں نے اسے دے دی ہے۔ اب اسے تیرے سپرد کرتا ہوں تو دن بدن اس کو ترقی عطا فرما۔ آواز آئی اے ابواسحاق ہم نے ابواحمد کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ حضرت شیخ ابواسحاق علیہ الرحمۃ یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ابواحمد درویشی عرب و ایران کی بادشاہی سے بہتر ہے۔ واللہ اگر مجھے سلیمان کا ملک بھی دیں تو میں قبول نہ کروں۔ حضرت محمد ﷺ تمام درویشوں کے سردار تھے اور فقر کو اختیار کیا ہم کون ہیں جو دنیا اور اہل دنیا سے آشنائی کریں جس طرح وہ دنیا اور اہل دنیا سے بیزار تھے اسی طرح ہم بھی دنیا اور دنیا والوں سے تعلق ختم کریں اور فقر و فاقہ کو اختیار کریں تاکہ قیامت کے دن ان کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔

آپ کا زہد☆: شیخ ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز دو مرتبہ دن کو اور دو مرتبہ رات کو کلام مجید ختم کرتے اور باقاعدہ تہجد کی نماز ادا کرتے اس کے بعد دعا کرتے اے پروردگار! تو اپنے بندوں پر رحم

Marfat.com

کرامت محمدی ﷺ کے گناہگاروں کو بخش دے۔ آواز آئی اے ابواحمد ہم نے تیری دعا قبول کی اور امت کے دس ہزار گناہگاروں کو تیری دعا سے بخشا قیامت کے روز ان کو تیرے ساتھ ہی بہشت میں داخل کریں گے آپ نے ساٹھ سال تک نماز تہجد قضا نہ کی ہر رات یہی خوشخبری کی آواز سنتے تھے معلوم نہیں آپ کے طفیل کتنے گناہگاروں کو اللہ نے بخش دیا اور کتنے خوش نصیب لوگ آپ کے ہمراہ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ کی بزرگی وعظمت اعلیٰ درجے پر تھی جو مرتبہ آپ کو حاصل ہوا ہر شخص اس مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔

سیرت و کردار☆: آپ سرحلقۂ مشائخ چشت اہل بہشت ہیں اور بالاتفاق قطب ابدال ہیں۔ آپ تیس برس تک نہ سوئے اور تیس برس تک باوضو رہے۔ زندگی میں کبھی سیراب ہو کر پانی نہ پیا۔ آپ محفل سماع بے حد شوق وذوق سے سماعت فرماتے تھے اس دوران آپ کی عجیب وغریب کیفیت عالم یہ تھا کہ دوران سماع اگر کسی کافر پر آپ کی نظر پڑ جاتی تو وہ مشرف بہ اسلام ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اگر کسی بیمار پر پڑ جاتی وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔ چہرہ مبارک سے اس دوران نور کی ایسی تجلی ظاہر ہوتی تھی کہ اس کی روشنی آسمان تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ نے تمام عمر نیا کپڑا نہیں پہنا اور نہ ہی دنیاداروں کی صحبت میں بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ آپ حافظ کلام ربانی تھے۔ دو قرآن مجید صبح سے شام تک اور دو قرآن مجید شام سے صبح تک ختم کر لیا کرتے تھے۔

علماء کا مناظرہ اور پھر مرید ہونا☆: آپ کی بڑھتی ہوئی شہرت سے خائف ہو کر علمائے ظواہر کے دلوں میں بغض وحسد پیدا ہوا۔ اور وہ اکٹھے ہو کر آپ کے ماموں امیر نصیر جو اس وقت ملک شام کے بادشاہ تھے کے پاس جا کر شکایت کی کہ آپ کے بھانجے شیخ ابواحمد نے بدعت سماع کھڑی کر رکھی ہے اور اس کی وجہ سے خلق خدا گمراہ ہو رہی ہے۔ لہٰذا آپ اس کو اپنے دربار میں بلائیں تاکہ وہ ہمارے ساتھ مناظرہ کرے۔ اگر وہ راست پر ہے تو کوئی مذائقہ نہیں ورنہ اُسے اِس کام سے منع کیا جائے۔

چنانچہ بادشاہ وقت نے ایک قاصد کے ذریعے پیغام بھیج کر آپ کو بلایا۔ جب آپ کے پاس قاصد پیغام لے کر پہنچا تو آپ نے فوراً اپنے شیخ کا عطا کردہ خرقہ پہنا گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک خادم جس کا نام محمد خدا بندہ تھا۔ اور اس کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کے علاوہ کچھ بھی نہیں آتا تھا۔ آپ اس کے ہمراہ بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ جہاں آپ کی آمد سے پہلے مختلف علاقوں کے سرکردہ ۸۰ علمائے کرام پہلے

Marfat.com

سے موجود تھے۔ ان لوگوں نے بادشاہ سے التجا کی کہ جب خواجہ ابو احمد صاحب آئیں تو ان کی طرف مطلقاً توجہ نہ فرمائیں۔ مگر ہوا یہ کہ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کی شان و عظمت اور چہرہ کے رعب سے بادشاہ اس قدر متاثر ہوا کہ رہ نہ سکا اور دروازے تک استقبال کے لئے دوڑتا ہوا گیا۔ اور آپ کا ہاتھ چوم کر بڑے ہی اعزاز و اکرام سے آپ کو مجلس کی صدارت پیش کی۔ جب گفتگو شروع ہوئی تو علماء نے حسب عادت چرب زبانی سے کام لیا اور مشکل سے مشکل سوالات آپ کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیئے۔ آپ نے اپنے خادم محمد خدا بندہ کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ یہ لوگ بڑے مشکل مشکل سوالات کریں گے جن کا جواب دینا مشکل ہوگا۔ اور تم نے اگرچہ کچھ بھی نہیں پڑھا مجھے یقین ہے تم ان لوگوں کے سوالات کے جوابات با آسانی دے دو گے۔

چنانچہ محمد خدا بندہ نے اسّی علماء کے اسّی سوالات کے جوابات کتب متداولہ کے مطابق دیئے۔ جس پر وہ سب علماء پریشان ہو گئے اس کے بعد محمد خدا بندہ نے علمائے کرام کی اس جماعت پر ایک سوال کیا جس کا جواب ان تمام سے نہ بن سکا۔ علمائے کرام کی یہ حالت دیکھ کر بادشاہ نے مذاق کے طور پر کہا کہ اگر کوئی اور سوال باقی ہے تو کر لو۔ لیکن علماء بدستور خاموش تھے۔ کیونکہ علم لدنی کے مقابلے میں ان کا علم کیا حیثیت رکھتا تھا۔

تمام علماء نے اپنی گردنوں سے دستاریں اتاریں اور آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے اور آپ کو بہت سے تحفے پیش کیے جن کو آپ نے قبول نہ کیا۔ اور واپس اپنے آستانہ پر تشریف لے آئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 14 جمادی الاول 355 ہجری بروز دوشنبہ بوقت چاشت قصبہ چشت ہرات سے تیس کوس کے فاصلے پر ہوا وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ کسی عارف نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

ہادی حق سیّد محبوب گو	سال تولید ش بقول اصفیاء
وصل او نور الٰہی احمداست	نیز بو احمد فرید آمد بجا

۳۵۵ھ

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ ابو محمد ناصر الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

جس نے تقدیر ہند کی بدلی — بو محمد وہ محترم چشتی
شب عاشور کو ہوئے پیدا — حسنی، سیدی و خوش نسبی
وہ ظہور دعائے خرقانی — وہ بشارت رسول اکرم ﷺ کی
بتکدہ سومنات کا ٹوٹا — فتح محمود کو ملی اصلی
بن کے معمارِ اولینِ ہند — اینٹ اسلام کی رکھی پہلی
سومناتی وجود کو میرے — پھر ضرورت ہے بو محمد کی

از: ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت خواجہ ابو محمد ناصر الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: خوکردہ جمال محمدی، پروردۂ کمال احمدی، ولی مادرزاد امام العارفین، سلطان اولیاء، برہان الواصلین حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ ۲۶ محرم الحرام ۲۹۹ھ بروز چہار شنبہ بوقت عصر آپ کی ولادت باسعادت چشت شریف میں ہوئی آپ باعظمت صاحب کرامت اور جید عالم دین اور صاحب مجاہدہ و مشاہدہ اہل ریاضت اور عارف اسرار الٰہی تھے جو شخص آپ کا منظور نظر ہوتا۔ وہ وقت کا ولی اور کامل درویش ہو جاتا ہے۔

مادری ولی ☆: آپ مادرزاد ولی تھے والدہ کے شکم میں ہی اہل نعمت ہو گئے تھے آپ کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب شیخ محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ میرے شکم میں چار ماہ کے تھے تو ہر رات تہجد کے وقت میرے پیٹ میں کچھ جنبش سی ہوتی تھی اور میرے کان میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر کی

Marfat.com

آواز سنائی دیتی تھی میں نے اس بات کا ذکر حضرت شیخ ابواحمد چشتی علیہ الرحمۃ سے کیا اور عرض کی کہ یا حضرت مجھے بتائیں کہ یہ کیا معاملہ ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے مبارک ہو کہ تیرے پیٹ میں ایک نیک بخت فرزند ہے اور تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے میں رحم کیا ہے کیونکہ وہ آدھی رات کا وقت تہجد کا ہے اور وہ اس وقت ذکر الٰہی کرتا ہے۔

عجیب واقعہ☆: آپ کی والدہ بزرگوار فرماتی ہیں جب سے میں حضرت خواجہ ابواحمد چشتی کے پاس گئی تھی اور ان سے خوشخبری سن کے آئی تھی اس روز کے بعد حضرت خواجہ ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی میرے گھر بھی تشریف لانے لگے۔ جب آپ تشریف لاتے تو فرماتے السلام علیکم یا ولی اللہ تو میرا خلیفہ ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ ابواحمد علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ آپ نے سلام کسے کیا ہے یہاں پر تو کوئی آدمی نہیں اور کسے خلافت دی تو حضرت ابواحمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے نیک بی بی جو فرزند تیرے شکم میں ہے میں نے سلام اس کو کیا ہے اور خلافت بھی اسے دی ہے آپ کی والدہ نے فرمایا کہ ابھی تو وہ شکم میں ہے معلوم نہیں وہ لڑکا ہے یا لڑکی نہ وہ آپ کا مرید ہوا ہے آپ نے اسے خلافت کیسے دے دی ہے۔ حضرت شیخ خواجہ ابواحمد نے فرمایا کہ اے پاک دامن تیرا فرزند مشہور زمانہ شیوخ میں سے ہے اور میں نے اس کا نام لوح محفوظ پر لکھا دیکھا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ جو فرزند تیرے شکم میں ہے اور اس کا نام شیخ ابو محمد ہے اور میرا مرید و خلیفہ ہے میں تو تمہیں خوشخبری دینے کے لئے آیا ہوں تا کہ تیرے فرزند کو خبر دوں کہ وہ میرا مرید و خلیفہ ہے شیخ خواجہ ابو احمد چشتی فرماتے ہیں کہ جس رات حضرت شیخ محمد چشتی کی ولادت ہوئی تھی اسی رات حضرت نبی کریم ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ بہت خوش ہیں اور مجھے فرمایا کہ ابواحمد تجھے خوشخبری ہو کہ آج تیرا ایک مرید جو کہ مادرزاد ولی ہے اور اس کا نام ابو محمد ہوگا اور وہ پیدائش کے وقت سات مرتبہ با آواز بلند **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہے گا اور تمام حاضرین اس آواز کو سنیں گے یہ فرزند میرا دوست بھی ہے اور ولی اللہ بھی ہے۔

کملی والے آقا کی طرف سے سلام☆: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابواحمد رحمۃ اللہ علیہ وہ پیدا ہونے والا میرا ہم نام ہوگا جس وقت وہ پیدا ہو تو اس کو ہمارا سلام کہنا اور اس کو

Marfat.com

یہ خوشخبری سنا دینا کہ اے ابو محمد تو ایک کامل درویش ہوگا جس وقت حضرت ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو ان کی والدہ کی جانب سے ایک شخص آیا اس نے خبر دی کہ اسی وقت اور ابھی اس گھڑی لڑکا پیدا ہوا ہے وہ لڑکا ماں کے شکم سے باہر آیا تو اس نے سات مرتبہ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بلند آواز سے پڑھا۔ حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ فوراً وضو کر کے شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آئے تو شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجا تو حضرت ابو احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ السلام علیکم یا ولی اللہ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وعلیکم یا شیخ ابو احمد چشتی آپ آج کا خواب بیان فرمائیں آپ نے حضرت محمد ﷺ کا پیغام شیخ محمد چشتی کو دیا شیخ محمد چشتی نے سنتے ہی فرمایا کہ اہل بیتہ اجمعین حضرت شیخ ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے پروردگار محمد کو کامل درویش بنانا اور شیطان کے مکر وفریب سے بچانا۔ آواز آئی اے ابو احمد لڑکپن میں شیطان بچے کے کان میں آ بیٹھتا ہے۔ تا کہ بچہ روئے اور اس کی ماں کا دل غمگین ہو ہم محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی حفاظت کریں گے تا کہ شیطان اس کے قریب نہ آئے اور اگر آئے بھی تو شکستہ دل ہو کر واپس چلا جائے گا اور کبھی کامیاب نہ ہوگا حضرت شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ شیر خوارگی کے عالم میں ہر روز دن میں کئی مرتبہ بغیر کسی وجہ کے مسکراتے تھے آپ کی والدہ نے یہ بات حضرت شیخ احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے کہی تو آپ نے فرمایا شیطان کی یہ فطرت ہے کہ وہ دن میں کئی مرتبہ بچوں کے پاس آتا ہے اور بچوں کے کان اینٹھتا ہے تو پھر بچہ روتا ہے تو اس وقت بچے کے والدین کو چاہیے کہ اس کے کان میں سبحان اللہ کہیں اس وقت فرشتے شیطان کو پکڑ لیتے ہیں اور مار مار کر باہر نکال دیتے ہیں تیرا بچہ نیک بخت ہے۔ صاحب ولایت ہے جب وہ اس بات کا معائنہ اور مشاہدہ کرتا ہے تو بغیر قصد کے اسے ہنسی آتی ہے اور یہی اس کے ہنسنے کی وجہ ہے۔

عاشورے کا احترام☆: آپ عاشورے کی رات پیدا ہوئے صبح کے وقت جب آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کے منہ میں دودھ دینا چاہا۔ عورتوں سے کہا کہ اس کو دودھ پلا دو عورتوں نے بہت کوشش کی کہ آپ کو دودھ پلایا جائے آپ نے دودھ نہ پیا دودھ حلق سے نیچے اترتا ہی نہیں تھا۔

Marfat.com

آپ کی والدہ نے فرمایا کہ اسے حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جاؤ شاید ان کی نظر کی برکت سے یہ دودھ پی لیں۔ جب آپ کو حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے تو شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے آپ کے چہرے کی طرف دیکھا تو آواز آئی اے ابو احمد یہ بچہ روزے سے ہے آج عاشورے کا دن ہے یہ میرا دوست ہے یہ دودھ نہیں پئے گا۔ حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے جب یہ بات سنی تو خوش ہوئے اور آپ کی والدہ کو کہلا بھیجا کہ تیرا بچہ آج روزے سے ہے اس نے عاشورے کا روزہ رکھا ہے فکر نہ کر دیہ کامل درویش ہوگا۔

نماز کا وقت ☆: حضرت شیخ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب سے شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اس وقت سے لے کر ڈھائی سال کی عمر تک پانچوں نمازوں کے وقت دونوں آنکھوں کو آسمان کی طرف کرتے اللہ کا بے شمار ذکر کرتے اور آپ کے دل میں ایک نور پیدا ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے سارا گھر روشن ہو جاتا تھا کہ گھر میں چراغ جلانے کی ضرورت نہ رہتی آپ کے چہرے کے نور کی وجہ سے سارا گھر منور رہتا تھا۔

تعلیم کے وقت کے حالات ☆: حضرت شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب چار سال چار ماہ اور چار دن کے ہوئے تو آپ کی والدہ نے حصول تعلیم کی غرض سے آپ کو حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجا تاکہ تعلیم حاصل کرسکیں تو حضرت ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ سے تختی مانگی تاکہ اس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o عَلَّمَ الْقُرآنْ o رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا o وَفِيْهَا وَتَمَّتْ بِالْخَيْر o لکھیں تو شیخ ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ کی نظر تختی پر پڑی تو دیکھا تختی پر پہلے ہی لکھا ہوا ہے آپ بڑے حیران ہوئے اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ اے ابو احمد چشتی یہ ہمارا دوست ہے جو خط اور تحریر ابو محمد کی تختی پر لکھا ہوا ہے وہ ہماری قدرت اور حکمت سے لکھا ہوا ہے اس کو یہ تحریر سکھاؤ تب حضرت ابو احمد علیہ الرحمۃ نے کہا اے ابو محمد چشتی پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آپ نے بسم اللہ پڑھی پھر شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا

Marfat.com

کہ الرحمٰن سے آخر تک پڑھو آپ نے جب آخر تک پڑھا تو بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے پوچھا اے ابو محمد چشتی تم بے ہوش کیوں ہو گئے تھے آپ نے عرض کی کہ جب میں نے لفظ الرحمٰن پڑھا تو میں نے دیکھا کہ ایک چمکتا ہوا نور میرے منہ میں آیا میں اس کی طاقت کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گیا حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے ابو محمد یہ اسرار الٰہی کا نور تھا تجھے خوشخبری ہو کہ تو علم ربانی کا عالم ہو گا۔ جب آپ گھر واپس آئے تو راستے میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تو خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے محمد چشتی تجھے مبارک ہو کہ مجھے حکم الٰہی ہوا ہے کہ میں تجھے علم شریعت علم طریقت علم معرفت اور علم حقیقت سکھاؤں آپ نے خواجہ خضر علیہ السلام کی قدم بوسی کی اور عرض کی کہ جو حکم ہوا ہے آپ بندہ کو سکھائیں بندہ حاضر ہے حضرت خواجہ خضر نے اسمائے اعظم میں سے ایک اسم آپ کو سکھایا جونہی آپ نے اسم اعظم کو یاد کیا تمام علوم جو توریت انجیل وزبور اور پہلے نبیوں کے تھے یاد ہو گئے۔ جب گھر گئے تو والدہ نے پوچھا اے محمد چشتی تو نے کیا پڑھا مجھے تختی دکھا۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مہرباں جو کچھ میں نے پڑھا وہ تختی میں نہیں سما سکتا۔ آپ کے گھر میں قرآن موجود ہے لاؤ مجھے دو آپ کی والدہ حافظ قرآن تھیں فوراً قرآن مجید آپ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ تھوڑا پڑھ کر سنا آپ نے عرض کی اے مادر مہرباں آپ قرآن شریف کھولیں اور میں زبانی پڑھتا ہوں آپ نے ایک پہر میں سارا قرآن ختم کر دیا آپ کی والدہ نے فرمایا کہ اے محمد چشتی کیا تجھے پہلے سے یاد تھا یا آج ساری تعلیم پائی آپ نے اسم اعظم سیکھنے کا سارا قصہ عرض کیا یہ واقعہ سن کر والدہ ماجدہ کا دل بہت خوش ہوا۔

ابتداء میں ہی نماز☆: شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو نماز باجماعت ادا کرتے تھے اور آپ کا وضو سوائے قضا حاجت انسانی کے تیس سال کے عرصہ میں کبھی باطل نہ ہوا۔

بیعت وخلافت☆: حضرت شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سترہ سال کے ہوئے تو حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو باقاعدہ طور پر مرید کر لیا مرید ہونے کے بعد آپ دس سال تک اپنے حجرے کے اندر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ اس عرصہ میں آپ سات روز بعد افطار کرتے تھے اور تازہ

Marfat.com

کھجور کھاتے تھے آپ کی نظر کی یہ کرامت تھی کہ جو بھی آپ کے سامنے آیا خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو فوراً مسلمان ہو جاتا آپ کے عہد میں چشت شریف میں کوئی کافر نہ رہا۔ سب مسلمان ہو گئے اور جو مومن آپ کی صحبت میں رہتا وہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ دیکھنے لگتا۔ اس کے بعد آپ کو آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے خلافت عطا فرمائی اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر رو بروقبلہ کھڑے ہو کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اے پروردگار عالم میں نے محمد چشتی کو خرقہ خلافت پہنایا ہے۔ اسے درویشی کے کام میں استقامت عطا فرما۔ اور قیامت کے دن اسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ہمارے پیروں کے روبرو سرخرو کرنا غیب سے آواز آئی اے ابو احمد تسلی رکھ ہم نے تیری دعا قبول کی اور قیامت کے دن ہم محمد چشتی کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہمراہ بہشت میں جگہ دیں گے اور جو کچھ اس کا مطلوب ہوگا عنایت کریں گے اور ہم اسے درویشوں کا سردار بناتے ہیں۔ آپ نے یہ خبر سنی تو بہت خوش ہوئے۔

آپ کا ذوق سماع ☆: آپ محفل سماع بہت ذوق سے سنتے تھے ایک روز حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ کی محفل میں چلے گئے قوال حضرات نے کلام پڑھنا شروع کیا تو حضرت شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ کو وجد ہوا کچھ دیر بعد آپ کی کیفیت بہتر ہوئی تو حضرت شیخ ابو محمد سماع سنتے سنتے بے ہوش ہو گئے اور بالکل نڈھال ہو گئے۔ سات روز تک یہ معمول دن رات جاری رہا۔ نماز کے وقت حضرت ابو احمد علیہ الرحمۃ قوالی بند کرا کر نماز ادا کرتے اور پھر نماز کے بعد یہ سلسلہ شروع ہو جاتا جب سات روز گزر گئے تو حضرت ابو احمد علیہ الرحمۃ نے قوالوں سے کہا کہ قوالی بند کر دو تا کہ محمد چشتی کو ہوش میں لایا جائے۔ جب قوالی بند ہوئی تو حضرت محمد چشتی نے دونوں آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ قوالی کہو۔ حاضرین مجلس نے ایسی مجلس اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی نہ کبھی اتنا لطف نظارہ دیکھا تھا۔ آپ کے کہنے سے محفل سماع دوبارہ شروع کی گئی تین روز تک جاری رہی۔ صرف نماز کے وقت سماع بند ہوتی۔ شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہوش میں آئے تو حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا یا مخدوم عاشقوں کے کام کی کشادگی جو سماع میں ہے کیا وہ کسی اور چیز میں بھی ہے شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اے محمد سماع ایک پوشیدہ بھید ہے اس کو ہمیشہ پوشیدہ رکھنا چاہیے اگر ہم سماع کے بھید کو ظاہر کر دیں تو تمام جہان سماع میں مشغول ہو جائے اور تمام لوگوں میں اس بھید کو

Marfat.com

چھپانے کی طاقت نہیں اگران پر یہ بھید ظاہر کر دیا جائے تو فوراً ان کی حالت دگرگوں ہو جائے۔

سماع کے بارے میں آپ کے مرشد کے ارشادات☆: آپ کے مرشد حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے محمد سماع کا بھید اہل سماع ہی جانتے ہیں جو نعمت سماع میں رکھی ہے وہ اللہ تعالیٰ اہل سماع کو ہی دیتا ہے اور سماع ایک وسیلہ ہے سو سال کے مجاہدے اور ریاضت میں وہ کشادگی حاصل نہیں ہوتی۔ جو سماع میں ایک لمحے میں ہوتی ہے یہ معاملہ کچھ ایسا ہے کہ انسان کو کچھ اس طرح واسطہ پڑتا ہے کہ ایک کو کہتے ہیں راہ میں سے ہو کر دروازے پر کھڑا ہو پھر ہمیں پائے گا دوسرے کو کہتے ہیں تو بھید کا واقف ہے دروازے پر نہ جا کیونکہ دیر ہوتی ہے کسی کو کہتے ہیں کہ نعمتوں کا مشاہدہ کرے وہ شخص جس نے راہ سلوک طے کی وہ بھی محبوب کا طالب ہے اور ایک جو محنت و مشقت اور تکلیف برداشت کر کے پہنچا ہے اور جو دروازے کی راہ پر رہ گیا وہ بھی محبوب کا طالب ہے لیکن ایک وہ ہے کہ اس نے بغیر رنج و محنت کے خزانہ حاصل کیا ہے۔ اور اپنا مقصد حاصل کیا لیکن ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے جو دروازے کی راہ جائے جباری اور قہاری کی حکومت کا شمشیرزن اس کا بدلہ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تو اس لائق ہے کہ راستے میں سے آئے اور ہمارے واصلوں کے مرتبے پر قدم رکھے۔ اہل سماع کا درجہ نہایت ہی اعلیٰ ہے کہ ان کے درجے کا بیان میں نہیں سما سکتا۔ اور نہ ہی تحریر ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اہل سماع پر کیا کیا کشف کے اسرار ہوتے ہیں۔ ہر شخص ان کے اسرار کے محرم ہونے کے لائق نہیں ہو سکتا۔

سومنات کے حملے میں محمود غزنوی کی مدد☆: جب سلطان محمود بن سبکتگین سومنات پر حملہ آور ہوا تو حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی کو بھی حکم ملا کہ آپ بھی اس کی طرف توجہ اور مدد کریں اس وقت آپ کی عمر شریف ستر برس تھی۔

چنانچہ ستر برس کی عمر میں درویشوں سمیت اس کی طرف متوجہ ہوئے اور بنفس نفیس خود وہاں جا کر مشرکین کے خلاف جہاد کیا۔ ایک دن کافروں نے اس زور سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کو جنگل میں پناہ لینا پڑی۔ آپ کا ایک مرید جس کا نام محمد کاکو تھا وہ چکی چلایا کرتا تھا۔ آپ نے اسے آواز دی کاکو

Marfat.com

جلدی آؤ۔ چنانچہ کاکو فوراً پہنچا اور لشکر اسلام کے ساتھ مل کر ایسا حملہ کیا کہ دشمن بھاگ گیا اور لشکر اسلام کو خدا نے اپنے فضل سے کامیابی عطا فرمائی۔

عین اُسی وقت لوگوں نے دیکھا کہ محمد کاکو چکی کا پاٹ اٹھا کر دیوار پر مارتا تھا۔ اور جوش کی وجہ سے اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ جب لوگوں نے محمد کاکو سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے میرے شیخ نے لشکر اسلام کی مدد کا حکم دیا تھا میں ان کافروں کو مار کے رہوں گا۔

سلطان محمود غزنوی نے فتح سومنات کے وقت آپ کی ظاہری و باطنی امداد اپنی آنکھوں سے دیکھی تو معتقد ہو گیا اور حاضر خدمت ہو کر قدموں میں گر گیا اور بیعت سے مشرف ہوا۔

جانشین و خلیفہ اکبر کی آمد آمد کی پیشن گوئی ☆: آپ نے چھپن برس کی عمر تک شادی نہیں فرمائی۔ اسی طرح آپ کی ہمشیرہ محترمہ عابدہ زاہدہ عارفہ صالحہ متقیہ اور پرہیزگار خاتون تھیں تمام عمر آپ کی خدمت میں انہوں نے صرف کر دی اور چرخہ کات کر گزر اوقات کرتی تھیں اور بھائی کو بھی کھلاتی تھیں۔ بھائی کی خدمت گاری کی وجہ سے چالیس برس تک شادی نہیں کی۔

آپ اکثر اپنی ہمشیرہ سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو قطب الاقطاب ہوگا۔ اور یہ بات شادی کے بغیر ناممکن ہے۔ لیکن آپ کی ہمشیرہ محترمہ کو آپ کی جدائی گوارا نہ تھی اس لئے وہ ہرگز شادی کیلئے تیار نہ تھی اور ہر وقت عبادت و ریاضت میں رہتیں۔ حتیٰ کے ایک وقت وہ آیا کہ آپ نے اپنے شیخ طریقت اور والد بزرگوار حضرت خواجہ شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کو خواب میں یہ کہتے سنا کہ اے ابو محمد جو کچھ تم نے اپنی ہمشیرہ سے کہا ہے وہ درست ہے۔

تمہاری ولایت میں فلاں جگہ پر ایک صحیح النسب سیّد زادہ رہتا ہے۔ جس کا نام محمد سمعان ہے وہ بہت متقی و پرہیزگار ہے اُسے فوراً بلا کر اپنی ہمشیرہ کا عقد نکاح اس سے کر دو۔ اسی دوران آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کو بھی اسی طرح کا اشارہ والد بزرگوار شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کی طرف سے ہوا جس کی بنا پر وہ شادی کے لئے تیار ہو گئیں۔

آپ نے ایک قاصد کے ذریعے ایک رقعہ ان کو بھجوایا اور رقعہ میں تحریر تھا کہ ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے میں نہ ہو تو دوسرا جوتا پہننے کی بجائے فوراً میرے پاس پہنچو۔

Marfat.com

جب قاصد وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت سید سمعان اپنے دروازے پر کھڑے ہیں اور ایک پاؤں میں جوتا جبکہ دوسرے میں نہیں۔ اس عالی نسب سیدزادے نے جب خط پڑھا تو تعمیل حکم کی خاطر اسی حالت میں اٹھ کر آپ کی خدمت میں چل دیئے۔ دوسرا پاؤں ننگا ہی رہنے دیا۔

جب وہ آپ کی خدمت عالیہ میں پہنچے تو آپ اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اُسی وقت اپنی ہمشیرہ کا عقد ان سے کر دیا۔

اس کے بعد آپ نے بھی شادی کر لی مگر کافی عرصہ تک اولاد جیسی نعمت سے محروم رہے۔

چنانچہ آپ نے اپنے بھانجے ابو یوسف کو اپنی ہمشیرہ سے مانگ کر لے لیا اور اپنی اولاد کی طرح پالا پرورش کی تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا۔ ظاہری وباطنی تعلیم کی تکمیل کے بعد مقام قرب تک پہنچایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنا جانشین وخلیفہ اکبر مقرر فرمایا اور ناصر الدین کا لقب عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 4 ربیع الثانی 421 ہجری باختلاف روایت ۴۱۱ھ میں چشت شریف میں مزار پُر انوار قصبہ ہرات چشت شریف میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر نور عرفان سے منور ہوتے ہیں۔

عارف کامل نے قطعہ تاریخ وصال یوں لکھی ہے۔

بو محمد پیر ہر برناو پیر محرم حق واصف سرِّ خدا
واصلِ صدیق تو لیدش بخوار، رحلتش فرما محمد پیشوا
۴۱۱ھ ۴۱۱ھ

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Marfat.com

منقبت در شان خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ

سرزمین چشت کے عالی نظر عالی گہر — ”عارف کامل بود“ خواجہ ابو یوسف، ظفر
گو بظاہر آپ تھے چلہ کش و گوشہ نشیں — ہم نشیں ان کے رجال غیب رہتے تھے مگر
”سکر“ کا عالم ہی اکثر آپ پر طاری رہا — لیکن احوال شریعت میں تھے پورے باخبر

ذات پاک احدیت میں اس طرح مدہوش تھے
”مست جام حب احد“ کہتے تھے سب ہمعصر
سوچنے سے جن کو کھلتے ہیں دریچے عشق کے
نام ان کا حرزجاں رکھتے ہیں اب بھی دیدہ ور
جن و انساں اور پری زادے، سب ان کے معترف
مدح خواں ان کے ظفر ہیں ساکنان بحرو بر

ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت شیخ خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : امام العاشقین، سلطان العارفین، برہان الواصلین، قطب الاقطاب حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی بن حضرت سید سمعان رحمتہ اللہ علیہ ۱۳ شعبان المعظم ۳۲۵ھ بروز جمعرات بوقت مغرب چشت شریف میں آپ کی ولادت باسعادت حضرت سید سمعان علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔ شیخ باعظمت اور صاحب ولایت وکرامت بزرگ تھے۔ آپ مجاہدہ وریاضت کے پابند تھے آپ نے درویشوں کی خدمت میں قرب الٰہی حاصل کیا اور شراب وصل چکھا تھا۔ آپ عشق و محبت میں سالکوں کے راہبر تھے جو آپ کی صحبت پاک میں دن گزارتا وہ صاحب کرامت درویش

Marfat.com

بن جاتا اور اسے عرش سے تحت الثریٰ تک نظر آنے لگتا جو آپ کا منظور نظر ہو جاتا اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہتی۔ آپ کا کوئی مرید دنیا کے قریب نہ پھٹکتا نہ ہی اہل دنیا سے میل ملاپ رکھتا۔ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے مرید اکثر آپ کے پاس ملاقات کے لئے آتے۔ خصوصاً محفل سماع میں آتے تو آپ کا چہرہ دیکھتے ہی ان پر وجد طاری ہو جاتا۔ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کو یعنی حضرت خواجہ ناصرالدین ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر وجد کیوں ہو جاتا ہے اس کی کیا خاص وجہ ہے شیخ شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جو کچھ میں آپ کے چہرہ مبارک میں دیکھتا ہوں۔ وہ اگر تم دیکھ لو تو بے طاقت و بے قرار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے شیخ ناصرالدین ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بہت بڑی عنایت کی ہے طالب بے چارہ آپ کے وسیلے سے اپنے مطلوب کو پہنچتا ہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت و پرورش آپ کے پیر مرشد اور ماموں حضرت شیخ خواجہ ابو محمد چشتی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔ انہوں نے ہی ظاہری و باطنی علوم آپ کو سکھائے۔ جب آپ کی عمر عزیز چھتیس برس کی ہوئی تو شیخ کامل کا وصال ہو گیا۔ اور آپ ان کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔

شجرہ نسب ☆: حضرت خواجہ ناصرالدین ابو یوسف بن حضرت خواجہ سمعان بن حضرت سید ابراہیم بن حضرت سید محمد بن حضرت سید حسن بن حضرت سید عبداللہ الملقب علی اکبر بن حضرت امام علی نقی بن حضرت سید امام محمد تقی بن حضرت سید امام علی رضا بن حضرت سید امام موسیٰ کاظم بن حضرت سید امام جعفر صادق بن حضرت سید امام محمد باقر بن حضرت سید امام زین العابدین بن حضرت سید امام حسین بن حضرت امیر المومنین و امام المتقین اسد اللہ الغالب علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ورضوان اللہ علیہم اجمعین۔

سیرت و کردار ☆: آپ ہمیشہ فقراء اور غرباء کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا پسند فرماتے تھے۔ آپ فقراء کی بہت تعظیم فرماتے اور اہل دنیا سے نفرت کرتے جب کوئی دنیادار آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ رونا شروع کر دیتے تھے۔ آپ کی صحبت میں وہ اثر تھا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں آتا صاحب کرامت اور اہل ولایت ہو جاتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی خدمت میں خلق خدا کا ہجوم جمع رہتا تھا۔ آپ کی خدمت میں

Marfat.com

جس قدر نذرانے پیش ہوتے تھے وہ تمام غربا فقرا میں تقسیم فرمادیتے تھے۔

بیعت طریقت☆: حضرت شیخ ناصرالدین ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ درجے کے عالم تھے اور پیر بھی ہمیشہ علم کے متلاشی رہتے۔ آپ جب حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس آتے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ آپ کو بہت نوازتے۔ اور بہت کچھ عنایت فرماتے اور فرماتے کہ اے ناصر خدائی علم وہ علم ہے جسے کوئی عقل سمجھ نہیں سکتی مگر باطنی تعلیم کا تجھے کیا علم ہے کسی چیز کی بابت حضرت ناصرالدین ابو یوسف نے شیخ محمد چشتی سے سوال کیا تو حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے اس سوال کے سات سو جواب دیئے۔ تب جا کر حضرت شیخ ناصرالدین کو اپنا علم شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ کے مقابلے میں ایسا معلوم ہوا جیسے ایک نادان بچہ ایک بڑے جید عالم کے روبرو ابجد شروع کرے۔ حضرت ابو یوسف ناصرالدین رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مرید کرلیں شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے ناصرالدین سات مرتبہ میرا نام لے اور زمین کی طرف دیکھ اور سات مرتبہ میرا نام لے کر آسمان کی طرف دیکھ آپ نے ویسا ہی کیا جب زمین کی طرف دیکھا تو تحت الثریٰ تک نظر پڑی۔ اور جب آسمان کی طرف دیکھا تو عرش و کرسی تک نگاہ پڑی بعدازاں آپ کو حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے وہ اسم اعظم بتایا جو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو بتایا تھا۔ اسم اعظم پڑھنے کی باقاعدہ اجازت دی جونہی وہ اسم اعظم آپ کو یاد ہوا علم الدنی کے اسرار آپ پر کھل گئے اور توریت، انجیل اور قرآن مجید اور پہلے انبیاء کے صحیفے سب یاد ہوگئے۔ حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے ناصرالدین تجھے لازم ہے کہ فقر و فاقہ اختیار کرے اور درویشوں کو عزیز جانے کیونکہ ہمارے تمام اکابرین نے فقر و فاقہ اختیار کیا ہے اور درویشوں کو عزیز جانا ہے جو فقر سید ابرار مدینے کے تاجدار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے گھر میں تھا کسی پیغمبر کے گھر میں نہ تھا آپ نے اپنے مرشد کی تمام نصیحتوں کو بغور سنا اور گوشہ نشینی اور خلوت اختیار کی اور لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کے ذکر میں مشغول ہوگئے۔ مرید ہونے کے بعد چودہ سال تک آپ اس ذکر میں مشغول رہے۔ آپ تین یا چار فاقوں کے بعد افطار کرتے تھے اور افطار کے صرف تین نوالے لیتے اور فقیروں کو عزیز جانتے اور اہل دنیا کے نزدیک نہ جاتے۔

Marfat.com

آپ کی تعلیمات ☆ : آپ فرماتے ہیں کہ افسوس اس درویش پر جو کہ اہل دنیا کی ہم نشینی اختیار کرے درویش کو درویش ہی سے مل کر بیٹھنا چاہیے تا کہ اسے حضوری کا ذوق حاصل ہو۔

نمبر۲ ☆ : آپ فرماتے ہیں کہ جب ہینگ کستوری کے پاس پڑی رہے تو وہ ہینگ ہینگ ہی رہے گا اور وہ ہینگ کستوری کو خراب کرے گا اسی طرح اہل دنیا کی صحبت درویش کو اس طرح خراب کرتی ہے جیسے ہینگ کستوری کو خراب کرتی ہے۔

خرقہ خلافت ☆ : حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو چودہ سال کی مشقت اور محنت و ریاضت کرنے کے بعد ۲۷ محرم الحرام ۳۵۹ھ بروز بدھ بوقت عصر مرکزی جامع مسجد چشت شریف میں آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور فرمایا کہ اے ناصر الدین تو نے پیران چشت کا خرقہ پہنا ہے تجھے لازم ہے کہ اپنے پیران عظام کی پیروی کر کے اپنے آپ کو سب سے کم اور سب کو اپنے سے اعلیٰ سمجھے ہمیشہ فقر و فاقہ اور فقیروں اور غریبوں کو عزیز جانے کیونکہ فقراء سے محبت کرنا۔ دراصل سید ابرار مدینے کے تاجدار نبی مختار جناب محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کرنا ہے۔ آپ نے اپنے پیر کی نصیحت کو قبول کیا اور گوشہ نشینی خلوت و فقر و فاقہ کو اختیار کیا۔ آپ کے گھر میں چار چار اور پانچ پانچ وقت کا فاقہ بھی ہوتا تھا۔

قیامت اور فقراء ☆ : کسی نے آپ سے پوچھا کہ یا شیخ قیامت کے روز ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب دوزخ کا عذاب ہوگا۔ وہاں پر فاسق فقراء کا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فقراء گناہ کے مطابق دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ کی آگ انہیں تکلیف نہ دے گی۔ کیونکہ فقراء اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں ہوں گے وہ عمل کے مطابق بہشت میں آئیں گے مگر اس وقت جب کہ دشمن ان سے راضی ہوں گے تو درویش بھی بہشت میں نہ جائے گا۔ شیخ صاحب نے فرمایا جب دشمن فقراء پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں دیکھیں گے تو خود بخود راضی ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے دوست کے دشمن تو میرے دوست پر راضی ہوا ہے۔ اس لئے اس کے ہمراہ تو بھی بہشت میں آجا۔

حضرت شیخ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیروں کی ارواح کے لئے طعام تیار کرتے اور فقیروں کو بٹھا کر ان کے آگے لذیذ کھانے رکھتے اور اگر فقیروں کے درمیان کوئی اہل دنیا آ بیٹھتا تو آپ

Marfat.com

ناخوش ہوتے اور اس کو اٹھا کر کھانا واپس کر دیتے۔ کہتے ہیں کہ جو فقیر اور غریب آپ کے گھر آتا تو خوش ہو کر جاتا آپ ہرگز اہل دنیا اور بادشاہوں کو جگہ نہ دیتے اور کسی بادشاہ کو فقیروں سے اونچا نہ بٹھاتے۔

محفل سماع ☆: حضرت شیخ ناصر الدین ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ جب محفل سماع سنتے تھے تو آپ کی محفل میں علماء فقراء اور دیگر مشائخ حضرات کے علاوہ کوئی دنیادار محفل میں موجود نہ ہوتا اگر کوئی شخص ایسا بھی آجاتا تو آپ کو سماع کا ذوق حاصل نہ ہوتا۔ جلدی ہی آپ ایسے دنیادار لوگوں کو محفل سے نکال دیتے تھے چند ایک درویشوں کو روک کر سماع سنتے تھے اور فرماتے کہ اسرار الٰہی نالائقوں پر ظاہر نہیں کرنے چاہئیں۔ ہمارے پیروں نے ایسا نہیں کیا ہے وہ سب اہل دنیا سے پرہیز کرتے آئے ہیں اور کبھی سماع کے وقت اہل دنیا کو داخل نہ ہونے دیتے تھے اگر کوئی اہل دنیا آپ کی محفل سماع میں آ بھی جاتا تو فوراً مجذوب ہو جاتا اور دنیا کی محبت اس کے دل سے جاتی رہتی اور اسی وقت خرقہ پوش درویش بن جاتا اور خلوت اختیار کر کے دن رات ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا۔
محفل سماع کے دوران آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور خود وجود میں گم ہو جاتے اور آپ کا چہرہ مبارک کبھی سفید، کبھی زرد اور کبھی سرخ ہو جاتا تھا۔ اس قدر روتے تھے کہ اہل محفل بھی رونے لگتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مارے درد کے آپ کا سینہ پھٹ جائے گا آپ کی محفل میں بیٹھنے والا دنیا سے کنارہ کش اور طالب خدا ہو جاتا۔ صاحب نعمت و کرامت ہو جاتا۔

ایک سوال کا جواب ☆: کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا شیخ جب کہ سماع بندے اور خدا کے درمیان ایک تعلق پیدا کرنے والی چیز ہے تو پھر جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے اس سے توبہ کیوں کی۔ آپ نے فرمایا کہ سماع سے توبہ نہیں کی البتہ اس واسطے ترک کیا ہے کہ ان دنوں شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ جیسا کوئی ولی موجود نہ تھا اور شیخ شبلی علیہ الرحمۃ بھی موجود نہ تھے کیونکہ وہ حج کو گئے ہوئے تھے جب خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ تمام یار جو سماع کے موافق تھے وہ نہ رہے۔ اس لئے سماع کو ترک کر دیا کیونکہ سماع میں بھائیوں کا ہونا ضروری تھا۔ حضرت شیخ ناصر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے قسم کھا کر کہا کہ اگر جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ چشت میں آتے یا میں خود ان کی محفل میں شریک ہوتا تو شیخ صاحب کبھی سماع سے توبہ نہ کرتے پس مجلس سماع میں اہل دنیا اور فاسق کو نہ آنے دیں

Marfat.com

سب کے سب اہل ریاضت اور مجاہدہ ہونے چاہئیں تاکہ سماع کا لطف حاصل ہو سکے۔

ایک مسئلے کا حل☆: ایک شخص نے حضرت شیخ یوسف ناصر الدین رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ شاذ و نادر اگر کوئی فاسق مجلس سماع میں آ جائے یا کوئی درویش آ جائے تو کیا جائز ہے آپ نے فرمایا کہ جدھر کثرت ہو فیصلہ اسی پر ہے اگر فاسق زیادہ ہوں۔ تو ایسے موقعہ پر سماع سننا جائز نہیں ہے۔ یہ بات نہ شریعت میں نہ طریقت میں اگر اہل تقویٰ زیادہ ہوں تو سماع جائز ہے کیونکہ اہل سماع عاشق ہوتا ہے اور اسے اپنے آپ کی خبر نہیں ہوتی اس مقام پر اگر وہ کسی فاسق پر نظر کر دیتا ہے تو وہ فاسق نہ رہے گا بلکہ اس کی نظر کامل سے وہ درویش بن سکتا ہے لیکن ہمارے پیروں نے یہی فرمایا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ مجلس میں دنیا کا طالب نہ ہونا چاہیے تاکہ اسے اہل سماع کا ذوق حاصل ہو سکے اور جلدی وہ اپنے مقصد کو پالے۔

اہل سماع حضرات کے لئے آپ کا قول☆: آپ فرماتے ہیں کہ نفس پرست اور حریص سماع کے لائق نہیں بلکہ سماع کے لائق وہ اہل دل ہے جو دیدار کا عاشق اور بقائے پروردگار کا متلاشی ہو اور سب کاموں سے دل فارغ اور اس بھید کا واقف ہو اور آپ فرماتے ہیں کہ اہل سماع کو جو کچھ سماع میں حاصل ہوتا ہے وہ سو سالہ خلوت سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ دن رات سجدے اور رکوع میں گزاریں۔ اہل سماع کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اہل سماع کے اسرار کو نہیں جانتا کیونکہ ہر آدمی اس راز سے واقف نہیں ہے۔

سو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھنے سے قرآن حفظ ہو گیا☆: آپ کو پہلے قرآن مجید زبانی یاد نہ تھا۔ اس وجہ سے آپ اکثر پریشان رہتے تھے۔ ایک رات آپ کو اپنے شیخ کامل کی زیارت نصیب ہوئی تو انہوں نے فرمایا اے ابو یوسف کس وجہ سے پریشان رہتے ہو۔ آپ نے عرض کیا کہ پریشانی کی وجہ صرف یہ ہے کہ مجھے قرآن مجید یاد نہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ قرآن حفظ کر لوں۔
آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمتہ نے فرمایا اے ابو یوسف ایک سو مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعا مانگو قرآن کریم حفظ ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ نے بیدار ہونے کے فوراً بعد اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کی اور ایک سو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دعا مانگی تو فوراً ایک لخت پورا قرآن کریم آپ کو مکمل زبانی یاد ہو گیا۔ اس کے بعد سے آپ کا معمول بن گیا کہ ہر روز صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک پانچ قرآن کریم روزانہ ختم کرتے تھے۔

Marfat.com

آپ کی شادی کا واقعہ☆: تصوف کی قدیم کتاب سیر الاقطاب میں روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے شیخ کامل کے وصال کے بعد ہرات تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ کنک نامی قصبہ میں ایک درویش کے ہاں ٹھہرے جو بہت بڑے صاحب علم وعرفان بزرگ تھے۔ اس درویش کی ایک بیٹی تھی جو نہایت ہی متقی و پرہیزگار تھی۔ لڑکی نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ چودھویں کا چاند اتر کر میری بغل میں آگیا ہے۔ اور مجھے کہہ رہا ہے کہ میں نے تجھے اپنی زوجگی کے لئے پسند کرلیا ہے اور قبول کرلیا ہے۔

ادھر علی الصبح جب لڑکی کے والد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اسے اس کی لڑکی کا خواب بتا دیا اور فرمایا وہ چاند میں خود مراد ہوں۔ لہٰذا تم فوراً اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو۔ وہ درویش باطنی اسرار و رموز سے بخوبی واقف اور آگاہ تھے۔ اس کو فکر لاحق ہوئی اور کہنے لگا کہ ہماری کیا مجال کہ آپ جیسے سیّدزادے اور عالی نسب و مراتب بزرگ کے ساتھ قرابت داری کر سکیں۔

آپ نے فرمایا کہ **قضا امر الذی فیہ تستغیتان** ۔ تمہاری لڑکی خدا تعالیٰ کے حکم سے میری بیوی ہوگی۔ اور اس کے بطن سے ایسے فرزند وجود میں آئیں گے جو قطب وقت ہوں گے۔

درویش اٹھ کر اپنی لڑکی کے پاس گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ لڑکی کا ارادہ کیا ہے۔ اور وہ اس خواب کی تعبیر کیا بتاتی ہے جو آپ نے اس کے والد سے بیان کیا تھا۔ والد کے پوچھنے پر لڑکی نے اپنے والد کے سامنے بعینہٖ وہ پورا خواب بیان کر دیا جو اس نے رات کو دیکھا تھا۔ لڑکی کی بات سن کر والد کے پاس رضامندی کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے دل کے تمام شکوک وشبہات دور ہوگئے۔ اور اس نے لڑکی سے کہا کہ تمہیں مبارک ہو کہ جو چاند تم نے رات کو خواب میں دیکھا تھا وہ ہمارے گھر میں موجود ہے۔

اس کے بعد اس نے فوراً آپ کی خدمت میں آکر رضامندی کا اظہار کیا۔ اور اپنی پاک دامنہ بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ شادی کے چند روز بعد تک وہیں مقیم رہے اور اس کے بعد واپس چشت شریف تشریف لے آئے اس ولیہ کے بطن مبارک سے خداوند کریم کے فضل وکرم سے حضرت خواجہ مودود چشتی اور حضرت خواجہ تاج الدین الفتح جیسے بزرگان دنیا میں تشریف لائے اور دین حق کی شمع کو روشن کیا۔

کشف وکرامات☆: آپ کی ۲۰ بیس برس کی عمر شریف تھی کہ ایک دن آپ کا گزر ایک امیر کے گھر کے سامنے سے ہوا۔ اس امیر کے گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر اس کی ایک نہایت حسین وجمیل

Marfat.com

لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور اسکے گرد خدمتگار کھڑے تھے۔ آپ کی نظر جب اس لڑکی کے حسن و جمال پر پڑی تو بہت پسند آئی آپ نے زبان سے کہا کہ لڑکی کے والد سے کہو کہ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دے۔ دربان نے اس وقت لڑکی کے والد کو آپ کا پیغام دے دیا۔ اس نے کہا کہ ہماری خوش بختی ہے کہ حضرت نے پیغام بھیجا ہے۔ مگر میری ایک شرط ہے کہ پہلے میں ایک خادمہ کو حضرت کی خدمت میں بھیجوں گا حضرت اس کے سامنے خطبہ پڑھیں اس کے بعد لڑکی کا نکاح دوں گا۔ جب دربان نے باہر آ کر امیر کا پیغام آپ کو دیا تو آپ نے فرمایا کہ امیر میرے ساتھ چالاکی کر رہا ہے۔ اور میں تو اس کا امتحان لے رہا تھا کہ اسے میرے ساتھ کتنی عقیدت و محبت ہے۔ جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو مجھے ابھی شادی کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ یہ کہہ کر آپ گھر چلے گئے ابھی آپ گھر پر پہنچے نہ تھے کہ امیر کی لڑکی کے پیٹ میں درد اٹھا جس سے وہ تڑپ گئی۔ امیر نے خدام کو آپ کے پاس بھیج کر معافی طلب کی اور عرض کی کہ آپ واپس آ جائیں میں فوراً اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دوں گا۔ لیکن آپ نے اس کو قبول نہ کیا اور انکار کر دیا۔ ابھی رات نہ ہونے پائی تھی کہ لڑکی کا انتقال ہو گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک دن سخت گرمی کے موسم میں جب آپ اپنے حجرہ مقدسہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کے عقیدت مندان نے ٹھنڈے پانی کی درخواست کی کہ اگر آپ کی دعا کی برکت سے یہاں کوئی ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہو جائے تو خلق خدا کو گرمی کی شدت سے نجات مل جائے گی۔ آپ نے اپنا عصا مبارک ہاتھ میں اٹھا کر ایک پتھر پر مارا جس سے صاف و شفاف پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ تمامی احباب عقیدت مندان و مریدین نے جی بھر کر پانی پیا، وضو کیا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ چشت شریف میں وہ چشمہ آج تک جاری ہے جس کا پانی موسم گرما میں نہایت سرد اور موسم سرما میں نہایت معتدل ہو جاتا ہے۔ لوگ اس چشمہ پر جا کر جو بھی حاجت طلب کرتے ہیں خدا کے فضل و کرم سے پوری ہوتی ہے۔

کرامت نمبر۳ ☆: آپ کے گھر کے سامنے پتھر کی ایک بہت بڑی چٹان پڑی تھی جس پر آپ اکثر بیٹھا کرتے اور عبادت کرتے تھے۔ ایک دن آپ اس پتھر کی چٹان پر محو عبادت تھے کہ آپ اچانک اٹھے اور بستی کی طرف چل دیئے تو وہ چٹان بھی پیچھے پیچھے چلنے لگی یہ دیکھ کر مخلوق خدا بھی آپ

Marfat.com

کے پیچھے چلنے لگی۔ جب لوگوں کا شور وغل آپ نے سنا اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو فوراً چٹان کو رکنے کا حکم دیا وہ فوراً رک گئی اور آج وہیں اُسی حال میں کھڑی ہے جہاں جس طرح آپ نے حکم دیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے اکثر آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ اس چٹان پر دیکھا۔ وہاں سے اس قدر نور نکلتا تھا کہ سارا گاؤں روشن ہو جاتا تھا۔ وہ چٹان آج تک زیارت گاہ ہر خاص و عام بنی ہوئی ہے۔

کرامت نمبر ۴ ☆: ایک مرتبہ آپ چشت شریف سے کسی دوسری جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ لوگ مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں اور مسجد کی چھت پر شہتیر رکھ رہے ہیں۔ آپ بھی کھڑے ہو کر ملاحظہ کرتے رہے۔ وہ لوگ جب شہتیر کو لے کر اوپر گئے اور چھت پر رکھنے لگے تو کیا دیکھا کہ وہ شہتیر ایک گز کم نکلا۔ لوگوں نے بڑی کوشش کی مگر وہ کسی طرح بھی مسجد کی چھت پر پورا نہ آیا۔ ان کی ہر کوشش ناکام رہی۔ یہ دیکھ کر آپ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے اور مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور شہتیر کو پکڑا اور چھت پر رکھا شہتیر برابر ہو گیا۔ وہ مسجد چشت شریف اور ہریو کے درمیان اب بھی موجود اور زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔

وصال باکمال ☆: جب آپ کے وصال باکمال کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ کو اپنا قائم مقام و جانشین مقرر فرمایا آپ کا وصال 3 رجب المرجب 459 ہجری بروز سوموار بوقت چاشت کو خلیفہ ابو جعفر عبداللہ لقب قائم بن قادر کے عہد حکومت میں ہوا جو سلطان طغرل بیگ بن میکائیل بن سلجوق کا بیٹا تھا مزار پُر انوار چشت شریف میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔ کسی عارف کامل نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال یوں لکھی ہے۔

خواجہ وقت یوسف ثانی — مثل او مادر زمانہ نزاد
صاحب حسن یوسف است بداں — سال تولید آں شہہ اوتاد
رحلتش شدعیاں زعارف حق — نیز یوسف ولی مادرزاد
۴۵۹ — ۴۵۹ھ

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ

وہ اسم ''یا ودود'' کے ہیں مظہر تمام
اہل صفا کا خواجہء مودود کو سلام

حد و شمار ہی نہیں کتنے ہوئے مرید
تھے دس ہزار آپؒ کے خلفائے ذی مقام

ہوتے تھے منکشف نئے احوال وواقعات
قلب معلےٰ آپ کا تھا، مرکز الہام

تدفین کا یہ واقعہ کتنا عجیب ہے
تھا طے کیا جنازے نے اڑ کر سفر تمام

فوز وفلاح نے چومے قدم ان کے دہر میں
اے ناز حسن جتنے بھی تھے آپ کے غلام

ہوتا نہ عالم آپ پہ کیسے ظفر نثار
بخشا تھا رب نے آپ کو محبوب کا مقام

ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ازغلبات شوق ومحبت، زخمہائے سوز نہفت، محرم کنایات ولاینام قلبی، کشتی حقیقت ومعرفت راپشتی، قطب الارشاد، حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی بن حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳ شعبان المعظم ۴۱۹ھ بروز جمعہ بعد نماز مغرب آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ یگانہ روزگار معشوق پروردگار مادر زاد ولی تھے۔ آپ حضرت خواجہ شیخ ناصر الدین ابو یوسف چشتی کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا لقب قطب الدین تھا آپ کے زمانہ کے تمام مشائخ آپ کے محکوم اور حلقہء بگوش تھے اور ایام طفلی سے ہی آپ کی عزت وتکریم کرتے تھے آپ کا قول وفعل شرع شریف کے عین مطابق تھا آپ ظاہری باطنی علوم کے جامع تھے اور عالم الغیب عمل کرتے تھے آپ روحانی پرواز میں بہت مشہور تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے بڑے بڑے نامور شیخ عارف وسالک لوگوں کے سربراہ اور بارگاہ الٰہی کے مقرب تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے غیر سے ہمیشہ بیزار رہتے تھے آپ کے

Marfat.com

سینے میں عشق مصطفیٰ علیہ السلام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ تیس سال تک ساری ساری رات جاگتے اور ذکر الہٰی کرتے رہتے آپ مجاہدہ وریاضت کے پابند تھے بڑی محنت ومشقت کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے جو شخص آپ کے پاس کسی مطلب کے لئے آتا وہ اپنے مقصد کو پا کر جاتا۔

نظر ولایت ☆: آپ صاحب نعمت تھے جس کی طرف نگاہ اٹھا لیتے اس کو صاحب نعمت کر دیتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں جو شخص تین روز رہتا اس کی تمام مشکلات حل ہو جاتیں اور ولی کامل ہو جاتا اسے قرب الہٰی حاصل ہو جاتا جو شخص آپ کا مرید ہوتا پہلے ہی روز اس کی نظر سے حجاب دور ہو جاتا اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر چیز کا معائنہ کرتا۔ اس لئے آپ کا ہر مرید صاحب نعمت اہل کرامت تھا۔

مقام ☆: آپ بڑے جید عالم تھے۔ شریعت اور طریقت کے اصولوں کے پکے تھے آپ سے کبھی کوئی قول یا فعل شریعت کے خلاف ظہور میں نہ آیا۔ آپ اگر کوئی کام کرنا چاہتے تو پہلے بارگاہ الہٰی میں عرض کرتے جو آواز غیب سے آتی اور جو جواب ملتا۔ اسی پر عمل کرتے۔ آپ اپنے وقت کے تمام درویشوں کے سردار تھے آپ اپنے زمانہ میں لاثانی تھے۔ آپ کا ثانی دور دور تک نہ تھا۔ تمام درویش وقت اس عہد پر متفق تھے۔

محفل سماع میں آپ کی کیفیت ☆: حضرت شیخ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ محفل سماع بڑے ذوق وشوق سے سنتے تھے۔ جب آپ محفل سماع میں مشغول ہو جاتے تو آپ کو اپنے آپ کی کوئی سدھ بدھ نہ ہوتی تھی منہ سے جھاگ نکلنی شروع ہو جاتی تھی اور سماع سنتے ہوئے رونے لگتے تھے اور جو شخص آپ کی مجلس سماع میں آتا اس پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور رونے لگ جاتا تھا جب آپ سماع سنتے تو سماع سنتے سنتے بار بار حلقہ سماع سے چند لمحوں کے لئے غائب ہو جاتے تمام سامعین حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگتے مگر ایک لمحہ بعد آپ وہیں نظر آتے۔

سماع کا بھید ☆: ایک مرتبہ ایک صوفی نے آپ سے التماس کی کہ میں آپ کے سماع کا بھید آپ سے پوچھ سکتا ہوں آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت مل گئی تو بتا دوں گا۔ اس نے پوچھا کہ بار بار حلقہ سماع سے غائب کیوں ہو جاتے ہیں اور پھر ایک ساعت کے بعد آپ حلقہ سماع میں موجود ہوتے

Marfat.com

ہیں اس میں کیا بھید ہے۔ آپ نے فرمایا اے صوفی تو نے صوف تو پہن لی ہے مگر ابھی تیرا دل صاف نہیں ہوا۔ تو صوفی کہلانے لگا لیکن ابھی تیری نظر ظاہری ہے تیری باطنی نظر روشن نہیں ہوئی۔ جب اہل سماع حضرات سماع سنتے ہیں اس وقت انہیں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کسی کو وہ مرتبہ عطا کر دے تو اسے معلوم ہوسکتا کہ اہل سماع کا کیا درجہ ہے کیونکہ وہ جس وقت محبوب کی تلاش اور جستجو میں اس کے اندر سما جاتا ہے تو اسے دوست کا قرب حاصل ہوتا ہے، وہ سب سے بیگانہ ہوکر محبوب سے یگانہ ہو جاتا ہے اور محبوب کے نور کا لباس پہنے ہوئے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ محبوب کے سوا کچھ نہیں دیکھ سکتا یا وہ دیکھ سکتے ہیں جو محبوب کے محبوب ہوں۔ انہیں یہ مقام حاصل ہوا اور انہیں نور کا لباس مل گیا ہو وہ اہل سماع ہیں۔

وقت سماع تلاوت☆: آپ جب سماع سنتے تھے تو پہلے تلاوت قرآن کریم کرتے تھے اور سماع کے بعد آخر میں تلاوت قرآن کرتے تھے۔

گریہ وزاری☆: آپ سماع کے وقت اپنی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف رکھتے اور دوران سماع اس قدر روتے کہ آپ کا سینہ مبارک تر ہو جاتا۔ آپ کے رونے سے حاضرین مجلس بھی رونے لگتے تھے۔ کبھی کبھی آپ دوران سماع مسکرانے لگتے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ ایک درویش نے پوچھا کہ یا شیخ آپ کبھی تو سماع میں روتے ہیں اور کبھی مسکراتے ہیں اور آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اس میں کیا راز ہے آپ نے فرمایا کہ اہل سماع حالت ہیجان میں سرخ ہو جاتے ہیں اور دوست انہیں کہتا ہے کہ اے فلاں بن فلاں میں تجھے دوں گا اس وقت مسکرانے لگتا ہے کہ میں ہمیشہ دوست کو چاہتا ہوں اور دوست مجھے اس طرح دکھلائی دیتا ہے اور عاشق کو بغیر دوست کے آرام نہیں آتا اور طالب کو سوائے دوست کے اور کچھ نہیں چاہیے یہ بھید ہے جو میں نے بیان کیا ہے بعض اوقات اہل سماع حالت جمال میں جلال الٰہی سے ڈرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمہ صفت موصوف ہے۔ جبار بھی قہار بھی سماع کے وقت اہل سماع جدائی کے خوف سے روتا ہے اور اس کے علاوہ اس قدر بھید ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ اور تحریر میں نہیں لائے جا سکتے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا بھید ہے اہل سماع پر تو یہ راز ظاہر ہیں اور اہل دنیا کے روبرو بیان نہیں کیا جا سکتا اس واسطے کہ یہ بھید اہل دنیا پر ظاہر کر

Marfat.com

دیا جائے تو وہ سولی کا فتوے دے دیں اسی لئے ہمارے پیروں نے اس راز کو پوشیدہ رکھا ہے۔

خواجہ ناصرالدین چشتی کے ہاتھ پر بیعت ہونا☆: جب آپ خواجہ ناصرالدین ابویوسف چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے تو حضرت ناصرالدین ابویوسف چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے قطب الدینؒ تجھے لازم ہے کہ فقر کو اختیار کرے کیونکہ درویشی کا کام فقر ہی سے کشادہ ہوتا ہے کیونکہ درویش میں جس قدر فقر زیادہ ہوگا اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہوگا ہمارے پیغمبر سید ابرار مدینے کے تاجدار نبی مختار ﷺ تمام پیغمبروں کے سردار تھے اور سب درویشوں کے راہبر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فقر اختیار کیا اور فرمایا **اَلْفُقْرُ فَخْرِیْ** اللہ تعالیٰ نے فقر کو برگزیدہ کیا معراج کی رات پیغمبر ﷺ نے اسے قبول کیا۔ جب واپس تشریف لائے تو تمام صحابہ کبار کے ہمراہ نماز فجر پڑھی اور نماز کے بعد بارگاہ الٰہی میں دعا کی **اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِی الْمَسَاکِیْن** یعنی اے پروردگار میری زندگی اور موت بحالت مسکینی ہو اور مسکینوں میں حشر ہو۔ خواجہ ناصرالدین ابویوسف چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمارے تمام اکابرین مسکینوں اور فقیروں کو عزیز جانتے تھے کیونکہ ہمارے نزدیک فقیر سے محبت کرنا سنت نبوی ﷺ اور طریقت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہے اور خوشنودی اللہ تعالیٰ جل وشانہ کی ہے۔ بعدازاں فرمایا کہ یاد رکھو جو فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتا ہے یقین کرو وہ نیک بخت اہل سعادت ہے۔ جو ان سے روگردانی اور کنارہ کشی کرے اس کی ہم نشینی سے بھاگنا چاہیے اور اس کے قریب نہیں بیٹھنا چاہیے اس واسطے کہ اس نے سنت مصطفیٰ ﷺ اور طریقت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی پیروی سے روگردانی کی ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ سے روگردانی کرنا نیک بختی کی علامت نہیں۔ آپ نے اپنے پیرومرشد کی تمام نصیحتوں کو قبول کیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔

ذکر وفکر☆: پیرومرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کی اور بیس سال تک ذکر خدا میں مشغول رہے اس عرصے میں پانچ چھ روز تک افطار نہ کرتے اور دو قرآن کریم دن کو اور دو قرآن رات کو ختم کیا کرتے اور **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ**

Marfat.com

کا ذکر بہت کرتے۔ اور اسی ذکر وفکر میں آپ کو روشن ضمیری بھی مل گئی جو آپ سے ملاقات کرتا آپ اس کا سارا حال بیان کر دیتے۔ جب آپ سے پوچھا کہ یا شیخ آپ غیب کا حال کس طرح معلوم کرتے ہیں کیونکہ دلوں کے حال تو قریبی فرشتوں کو ہی معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ

کِرَاماً کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَاتَفْعَلُوْنَ (پ ۳۰۔ سورۃ الانفطار۔ ع ۷۔ آیت ۱۲۔۱۱)

جو کچھ تم کرتے ہو وہ کِرَاماً کَاتِبِیْنَ جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ حکم خدا سے کہتے ہیں ہمیں غیب کی باتوں کا علم تو نہیں جو بھی ہم سے کچھ کہتا ہے ہم پہلے اس کا معائنہ کرتے ہیں اور بعد ازاں بحکم خدا کہتے ہیں اور جو بات دیکھ لی جائے وہ غیب نہیں کہلا سکتی۔ امت محمدی ﷺ میں ایسے نیک بخت لوگ بھی موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور ان بندوں کے درمیان وہ کچھ جانتے ہیں جس سے مقرب فرشتے بھی واقف نہیں بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ جو مقام مجھے حاصل ہے وہ متبدیوں کا مقام ہے۔

خرقہ خلافت ☆: آپ کے پیر و مرشد نے بحکم خدا آپ کو مورخہ ۱۷ جمادی الثانی ۴۶۷ھ بروز بوقت عصر خرقہ خلافت پہنایا اور فرمایا کہ اے قطب الدین چشتی درویشی خرقہ وہ پہنتا ہے جو اہل ریاضت ہو اس کا دل حسد سے پاک ہو اور تعریف وندامت اس کے نزدیک برابر ہو۔ کسی کی تعریف کرنے سے خوش نہ ہو۔ اور کسی کے ملامت کرنے پر خفا نہ ہو۔ پس ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ بعد ازاں حضرت یوسف ناصر الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کو وہ اسم اعظم جو اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ سے آپ نے سیکھا تھا۔ عطا فرمایا جونہی آپ نے وہ اسم اعظم حفظ کیا۔ علم الدنی کے اسرار آپ پر کھل گئے اور جہان بھر کے علم آپ کو یاد ہو گئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ کا ہر قول وفعل شریعت مصطفیٰ کے عین مطابق تھا آپ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع اور روحانی پرواز میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نے سات برس کی عمر عزیز میں قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کر لیا تھا۔ ہمیشہ فقرا اور مساکین کے ساتھ پیار محبت سے پیش آتے تمام عمر نیا کپڑا کبھی نہ پہنا۔ آپ کو کشف القبور، کشف القلوب اور کشف الارواح پر بہت عبور تھا۔ جس شخص کی قبر سے گزرتے اس کا پورا حال بیان فرما دیتے تھے۔ آپ کے علم کی یہ کیفیت تھی کہ پندرہ برس کی عمر عزیز میں آپ نے کتاب منہاج

Marfat.com

العابدین لکھ دی تھی۔ جس میں آپ نے مشائخ عظام کا مسلک بیان فرمایا ہے اس کے علاوہ بھی آپ نے ایک کتاب لکھی ہے۔آپ کے مجاہدے کا یہ حال تھا کہ پانچ چھ روز کے بعد افطار کرتے تھے۔شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ آپ مسلسل تیس برس تک سوئے نہیں۔آپ کا خلق اس قدر عظیم تھا کہ بیان سے باہر ہے۔جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا جس چیز سے وہ خوش ہوتا تھا آپ عطا فرماتے تھے۔آپ کی خدمت میں جو شخص حاضر ہوتا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کو پہلے آپ سلام کرتے تھے۔اور کھڑے ہو کر اس کی تعظیم فرماتے تھے۔حتیٰ کہ اپنے خادموں اور غلاموں سے بھی اسی قسم کا سلوک فرماتے تھے۔تمام عمر ایک ہی لباس زیب تن کئے رکھا۔جب کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو آپ اس پر گرہ لگا دیتے تھے۔

زیارت خانہ کعبہ☆: آپ کے دل میں جب بھی خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کی خواہش پیدا ہوتی تو آپ آنِ واحد میں وہاں پہنچ جاتے تھے اور حج کے موقعہ پر حج فرما کر واپس تشریف لے آتے تھے۔بعض اوقات جب آپ کے دل میں ملال پیدا ہوتا تو حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتے خانہ کعبہ کو آپ کے سامنے کر دیتے اور آپ طواف اور مناسک حج ادا کرتے تھے۔اس کے بعد وہ کعبۃ اللہ کو اپنے مقام پر واپس لے جاتے تھے۔

کشف وکرامات☆: آپ کے بچپن اور تعلیم کا زمانہ تھا کہ آپ اپنے والد گرامی کے مدرسے کی جانب تشریف لے جارہے تھے۔بہار کا موسم تھا اور دریا میں بھی سیلاب آیا ہوا تھا۔اور پانی اس قدر تیزی سے بہہ رہا تھا کہ پتھر بھی اُڑ اُڑ کر دور گر رہے تھے۔پانی کی تیزی کی وجہ سے کسی بھی شخص کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ پانی میں سے گزر سکے یا اس کے اندر پاؤں رکھ سکے۔حضرت خواجہ نے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے مذاق سے فرمایا کہ میں اس پانی سے گزر جاؤں گا۔لوگوں نے کہا کہ اگر آپ اس طوفانی پانی سے گزر جائیں تو ہم سب آپ کے مرید ہو جائیں گے۔اور آپ کی ولایت کا اقرار کر لیں گے آپ نے جوتا بھی نہ اتارا اور بجلی کی طرح آنِ واحد میں پانی سے گزر گئے اور پھر واپس آ گئے لیکن آپ کا جوتا بھی پانی میں تر نہ ہوا۔یہ دیکھ کر اسی وقت دو سو آدمی جو موقع پر موجود تھے آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔

کرامت نمبر۲☆: ایک دن آپ مدرسہ میں ہی تھے قحط سالی کا زمانہ تھا عوام سخت مصیبت

Marfat.com

میں گرفتار تھے مدرسہ کے لڑکوں اور استادوں نے مل کر آپ کی خدمت میں التجا کی خداوند کریم سے دعا مانگیں کہ غربا و مساکین کو نعمت سے نوازیں۔ آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور لوگوں کی طرف اس قدر مٹھائی پھینکی کہ اٹھانے والے عاجز آ گئے لیکن اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔ لوگوں کے اندر مٹھائی کی وافر مقدار پر اتنا جوش و خروش پیدا ہوا کہ فسادی خطرہ پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے آپ نے مٹھائی لٹانا بند کر دیا۔ یہ دیکھ کر بہت سے حاضرین آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہو گئے۔" جب آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو انہوں نے آپ کو طلب فرما کر تنبیہ فرمائی کہ ان باتوں سے پرہیز لازم ہے۔ اس لئے کہ ہمارے مشائخ کرامات ظاہر نہیں کرتے بلکہ پوشیدہ رکھتے ہیں تم کیوں شہرت دے رہے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے روز خواجگان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ آپ کے والد ماجد اکثر آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ بچہ ایک دن کمالات کا مالک اور قطب الاقطاب بن جائے گا۔ بالآخر وہی ہوا جو کچھ آپ کے والد بزرگوار نے فرمایا تھا۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ آپ شکار کی غرض سے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جنگل میں گئے وہاں ایک رباطہ بنی ہوئی تھی۔ آپ لوگوں سے آنکھ بچا کر رباطہ میں تشریف لے گئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ رباطہ کے اندر دس ہزار جن مجاور رہتے تھے۔ جو حضرت خواجہ شیخ ابو احمد ابدال چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ جنات نے آپ کو دیکھا تو قدموں میں گر گئے اور آپ کے گرد و پیش بیٹھ گئے۔ جب آپ کے ساتھی شکاریوں کو معلوم ہوا کہ آپ کہیں اچانک غائب ہو گئے ہیں تو وہ تلاش کے لئے نکلے اور تلاش کرتے ہوئے رباطہ میں آئے تو کیا دیکھا کہ آپ جنات اور رجال الغیب کے درمیان تشریف فرما ہیں۔ اور جنات ہاہو کے نعرے لگا رہے ہیں۔ بعض لوگ اندر آ کر قدم بوسی کر رہے تھے۔ بعض قدم بوسی کر کے واپس جا رہے تھے۔ شکاریوں نے خدمت میں حاضر ہو کر اپنا اپنا شکار پیش کیا۔ شکار میں بعض شیر دار جانور بھی تھے، اور بعض مادہ تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کا دودھ نکالا جائے۔ اگرچہ وہ دودھ کا موسم نہ تھا مگر آپ کی دعا کی برکت سے اس قدر دودھ برآمد ہوا کہ سب لوگوں نے سیر ہو کر پیا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ سب آپ کے مرید ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کی کرامات کی شہرت سارے زمانے میں ہو گئی اور چہار دانگ عالم سے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ اور آپ کے دست حق پرست پر مرید ہونے لگے۔

Marfat.com

کرامت نمبر ۴ ☆: علوم دینیہ کے حصول کے لئے جب آپ بخارا تشریف لے جا رہے تھے جب دریا کے اس کنارے پہنچے جو بلخ بخارا کے درمیان ہے تو آپ نے دیکھا کہ ملاح لوگوں سے اجرت وصول کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے مریدین اور فقرا سے کچھ دیر کشتی کا انتظار کیا جب کشتی نہ آئی تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ پڑھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کیا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہ کہہ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور تھوڑی ہی دیر میں دریا سے پار ہو کر کنارے پر پہنچ گئے۔ آپ کے مریدین دریا کے پانی پر اس طرح چل رہے تھے کہ گویا زمین پر چل رہے ہیں۔ اس سفر میں کسی کا پاؤں بھی پانی میں تر نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر تمام لوگ خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالائے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: نقشبندیوں کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی علیہ الرحمۃ سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے ہاں عاشورہ کے دن خلقت کا ہجوم تھا۔ اور آپ معرفت کے نکات بیان فرما رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان زاہد صورت خرقہ پہنے مُصلّٰی کاندھے پر رکھے وارد ہوا اور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ وہ جوان اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے۔ اِتَّقُوْ بِفِرَاسَتِ الْمُؤمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ للّٰه۔ مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس حدیث پاک کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم زنار اتار کر پھینکو اور حق تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ۔ اور مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا نعوذ باللہ میں کوئی زنار نہیں رکھتا۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا اس کا کرتہ اتارو۔ جب کرتا اتارا گیا تو اندر سے زنار برآمد ہوا جس سے وہ بہت شرمندہ ہوا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگا اس کے بعد وہ اُٹھ کر حضرت اقدس کے قدموں میں گر گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

کرامت نمبر ۶ ☆: ایک دن آدھی رات گزری تو آپ گھر کے دروازے سے باہر تشریف لائے اور اپنے مرید غارو کا انتظار فرمانے لگے۔ مگر غارو کو دیر ہو گئی تھی۔ اچانک اسی وقت ایک چور گلی کوچوں سے پھرتا پھراتا آپ کے دروازے کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں چور ہوں۔ آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا کانو۔ آپ نے فرمایا

Marfat.com

آگے آؤ تمہیں دولت عرفان اور ولایت سے مالا مال کر دوں اور حیات ابدی بخش دوں۔ جب کانوں آپ کے سامنے حاضر ہوا تو آپ نے ایک نگاہ کرم سے اسے خدا رسیدہ بنا دیا۔ اور اندر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد غارو آ گیا اس کی کانوں سے ملاقات ہوئی تو اس نے اپنی آپ بیتی غارو کو سنا دی۔ یہ دیکھ کر غارو حیران و پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ تکلیف ہم اٹھائیں اور نعمت تو حاصل کرے۔

نوٹ ☆: یہ کانو وہی ہے جو آگے چل کر سلطان سرور کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ نے اس کا نام پیر کانوں رکھا۔ اور پیر کانو حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

آپ کے اسمائے گرامی کا ورد برائے حاجات ☆: حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ مصنف کتاب اقتباس الانوار زمانہ تالیف ۱۱۳۰ھ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ کے ننانوے نام الہام ربانی کے ذریعے معلوم ہوئے ہیں بلکہ مشائخ چشت قدس اسرارہی کے ذریعے ملے ہیں۔ یہ بندہ ہمیشہ ان کا ورد کرتا تھا۔ جب باطن سے اس کتاب کے لکھنے کا اشارہ ہوا تو اس کے اندر برکت کے طور پر حضرت اقدس کے وہ ننانوے نام بھی لکھ دیئے۔ تاکہ لوگ ان اسمائے معظم و مکرم سے مستفیض ہوں۔ اور اپنے مقاصد کے حصول میں ان کو وسیلہ بنائیں۔ ان اسمائے معظم و مکرم کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول و آخر سات بار درود شریف اور ستاون بار سورہ فاتحہ پڑھے اور ان اسماء کو وظیفہ کے طور پر ایک بار تین بار یا پانچ بار یا سات بار پڑھے۔ زیادہ سے زیادہ بارہ بار پڑھ سکتا ہے۔ اور ہر روز تمام حاجات پورا کرنے کے لئے اکتالیس بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان پڑھے اکتالیس بار ظہر کی سنت و فرض کے درمیان اکتالیس بار مغرب کے فرض اور سنت کے درمیان پڑھے اور یہ عمل اکتالیس دن تک جاری رکھے بفضلہ تعالیٰ ضرور حاجت پوری ہوگی۔ یہ عمل کبریت احمر کا اثر رکھتا ہے۔ اگر یہ اسمائے خلائق کے جذب قلوب و تسخیر کے لئے پڑھے تو بھی انہیں تین اوقات میں اُسی تعداد سے پڑھے۔ لیکن سورہ فاتحہ معکوس کو بھی ہر مرتبہ اول آخر اکتالیس بار پڑھے۔ مشرق سے مغرب تک مشہور ہو جائے گا۔ اور ساری خلقت اس کی مسخر ہو جائے گی۔ اور سلاطین اس کے در کی خاک کو سرمہ بنالیں گے۔ اور ان اسماء کا اکتالیس بار پڑھ کر مریض پر دم کرنا کبریت احمر کا اثر رکھتا ہے۔ حضرت خواجہ مودود قدس سرہ کے اسماء یہ ہیں۔

الٰہی بحرمتِ محبّ مودود الٰہی بحرمتِ قطب الاقطاب مودود الٰہی بحرمت غوث الاغواث مودود، الٰہی بحرمت

Marfat.com

حجتہ اللہ فی الارض و السماء مودود، الٰہی بحرمت سید المشائخ مودود، الٰہی بحرمت قافلہ سالار مودود، الٰہی بحرمتِ محرم بارگاہ لی معہ اللہ مودود، الٰہی بحرمت سیر قاب قوسین اوادنیٰ مودود، الٰہی بحرمت دخیل اسرار سبحان الذی اسریٰ مودود، الٰہی بحرمت چراغ شریعت مودود، الٰہی بحرمت ستارۂ طریقت مودود، الٰہی بحرمتِ ماہتاب حقیقت مودود، الٰہی بحرمت آفتاب معرفت مودود، الٰہی بحرمت شاہباز قضائے لاہوت مودود، الٰہی بحرمت فرد مودود، الٰہی بحرمت قطب وحدت مودود، الٰہی بحرمت شاہد مودود، الٰہی بحرمت عالم مودود، الٰہی بحرمت مشہود مودود، الٰہی بحرمت شیخ الجن والانس مودود، الٰہی بحرمت شیخ البر والبحر مودود، الٰہی بحرمت شیخ السموات والارضین مودود، الٰہی بحرمت شیخ الملائک مودود، الٰہی بحرمت عرش مودود، الٰہی بحرمت کرسی مودود، الٰہی بحرمت لوح مودود، الٰہی بحرمت قلم مودود، الٰہی بحرمت صابر مودود، الٰہی بحرمت شاکر مودود، الٰہی بحرمت عالم مودود، الٰہی بحرمت معلم مودود، الٰہی بحرمت طاہر مودود، الٰہی بحرمت مہدی مودود، الٰہی بحرمت اول مودود، الٰہی بحرمت آخر مودود، الٰہی بحرمت ہادی مودود، الٰہی بحرمت مہدی مودود، الٰہی بحرمت عارف مودود، الٰہی بحرمت معروف مودود، الٰہی بحرمت کامل مودود، الٰہی بحرمت مکمل مودود، الٰہی بحرمت اکمل مودود، الٰہی بحرمت والی مودود، الٰہی بحرمت مولیٰ مودود، الٰہی بحرمت حافظ مودود، الٰہی بحرمت قبلہ مودود، الٰہی بحرمت موحد مودود، الٰہی بحرمت توحید مودود، الٰہی بحرمت واحد مودود، الٰہی بحرمت موجود مودود، الٰہی بحرمت کریم مودود، الٰہی بحرمت جواد مودود، الٰہی بحرمت محمود مودود، الٰہی بحرمت ذاکر مودود، الٰہی بحرمت مذکور مودود، الٰہی بحرمت نور مودود، الٰہی بحرمت منور مودود، الٰہی بحرمت غنی مودود، الٰہی بحرمت متقی مودود، الٰہی بحرمت فقیر مودود، الٰہی بحرمت مسکین مودود، الٰہی بحرمت کاشف اسرار مودود، الٰہی بحرمت سماع مودود، الٰہی بحرمت حامل قضیات قرآن مودود، الٰہی بحرمت شفیع مودود، الٰہی بحرمت شافع مودود، الٰہی بحرمت مشفع مودود، الٰہی بحرمت محی الملۃ مودود، الٰہی بحرمت البدعۃ مودود، الٰہی بحرمت قریب مودود، الٰہی بحرمت مجیب مودود، الٰہی بحرمت غواص بحر ذات مودود، الٰہی بحرمت مستغرق نجار صفات مودود، الٰہی بحرمت قانع مودود، الٰہی بحرمت صاحب خلوت مودود، الٰہی بحرمت غافر الذنوب مودود، الٰہی بحرمت ستار مودود، الٰہی بحرمت فیاض مودود، الٰہی بحرمت صاحب خرقہ مودود، الٰہی بحرمت واہب العطیات مودود، الٰہی بحرمت ساجد مودود، الٰہی بحرمت راکع مودود، الٰہی بحرمت واہب العطیات مودود، الٰہی بحرمت ساجد مودود، الٰہی بحرمت فاتح مودود، الٰہی بحرمت فتاح مودود، الٰہی بحرمت مظہر

Marfat.com

العجائب مودود، الٰہی بحرمت مجمع الغرائب مودود، الٰہی بحرمت مالک مودود، الٰہی بحرمت مقطر مودود، الٰہی بحرمت معطی السائلین مودود، الٰہی بحرمت قاضی الحاجات مودود، وَاَقْضِ جَمِیْعَ حَوائِجِیْ مِنَ الدُّنْیَاؤ اَلْآخِرَۃِ وَاحْفِظْنِیْ مِنَ الْآفَاتِ وَالْبَلَیَّاتِ وَسَخِّرْبِیْ قُلُوْبِ السَّلَاطِیْنِ وَالْاُمُرَاءِ وَجَمِیْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَالْحَمْدُاللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(بحوالہ اقتباس الانوار ص: ۳۲۰۔۳۱۸)

آپ لوگوں سے خلق و تواضع سے پیش آتے۔ اور سب کو پہلے سلام کرتے اور ہر ایک کو اپنے سے بہتر تصور کرتے آپ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو سلام کیا کرتے۔ آپ نے فرمایا بے شک اعلیٰ کو ادنیٰ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا چاہیے اور سلام کہنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ جب سید ابرار مدینے کے تاجدار صاحب التاج والمعراج ﷺ معراج کی رات آسمان پر معراج کے لئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سلام پیش کیا اور فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے اعلیٰ ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس نے اپنے بندے محمد مصطفی ﷺ کو سلام پیش کیا اور پیغمبر جو تمام پیغمبروں سے اعلیٰ ہیں اپنے اصحاب سے غیر اصحاب کو پہلے سلام کرتے تھے۔ اگر چہ وہ جاہل ہی کیوں نہ ہوتا مگر نبی مختار مدینے کے تاجدار ﷺ نے پہلے سلام کرنے کی کوشش کی اس لئے سنت مصطفی ﷺ یہی ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ کو پہلے سلام کرنے کی کوشش کرے اور تواضع سے پیش آئے۔

آپ کا مقام ☆: آپ کا مرتبہ نہایت بلند اور اعلیٰ ہے آپ کے مرید بھی منتہی ہو چکے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کامل ولی تھا۔ آپ کے مریدوں اور منظوروں کی نظر عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک پڑتی تھی اور جس بیمار پر آپ کی نگاہ پڑتی تھی وہ اسی وقت صحت یاب ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا ہر شخص عاشق کے لائق نہیں ہوتا اور عاشق کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔

وصال باکمال ☆: اسرار السالکین کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ قطب

Marfat.com

الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ سماع کی محفل میں وجد اور حال میں منہمک تھے کہ آپ پر حال کا ایسا غلبہ ہوا کہ آپ درخت پر چڑھ گئے اور چند یوم تک اس پر بیٹھے رہے آپ کے احباب نے درخت کے نیچے باجا بجانا شروع کیا کہ شاید سرود کی آواز سن کر آپ نیچے اتر آئیں۔ جونہی سرود کی آواز آپ کے کانوں میں پہنچی آپ نعرہ مار کر درخت سے نیچے گر گئے اور اس شدت سے گرے کہ زمین میں گڑھا ہو گیا اور آپ ہمیشہ کے لئے اس غار میں گم ہو گئے اس کے بعد لوگوں نے اس پر قبر بنا دی۔
لیکن کتاب سیر الاولیاء جو خواجگان چشت کی تاریخ کی سب سے معتبر کتاب ہے اس میں واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ پر مرض کا غلبہ ہوا اور حالت نازک ہو گئی تو ایک باہیبت آدمی نے آکر آپ کو سلام عرض کیا اور ریشم کے ٹکڑے پر کچھ لکھ کر آپ کے حوالے کر دیا آپ نے رقعہ پڑھا اور اسے آنکھوں سے رکھ کر جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔
تجہیز و تکفین کے بعد جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو جنازہ اٹھ نہ سکا لوگ حیران تھے کہ کیا کیا جائے۔ اس کے بعد رجال الغیب کی ایک جماعت آئی لوگ دور دور ہو گئے اور رجال الغیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد آپ کے مرید ہزاروں جنات آئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد خلقت نے نماز جنازہ پڑھی۔ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر سب لوگوں نے جنازے اٹھانے کی کوشش کی تو جنازہ خود بخود اڑ کر ہوا میں چلا گیا اور لوگوں نے اس کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا جس جگہ حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو شرف قبولیت بخشا تھا وہاں پہنچ کر جنازہ خود بخود نیچے آ گیا یہ کرامت دیکھ کر وہاں کے بے شمار کفار مسلمان ہو گئے۔
آپ کا وصال باکمال یکم رجب المرجب ۵۳۷ باختلاف روایت ۵۲۷ ہجری بروز جمعہ کو سلطان معز الدین سنجر بن سلطان ملک شاہ سلجوقی بن سلطان الپ ارسلان جو طغرل بیگ کا بھتیجا تھا کے عہد حکومت میں ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار آپ کے آباؤ اجداد کے مزارات کے قریب واقع چشت شریف میں آج بھی مرجع خلائق عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ کسی عارف کامل نے آپ کے وصال کی قطعہ تاریخ یوں کہی ہے:

صاحب مودود والی پیشوا ھم شہہ مودود دین مودود خواں
انتقال ازسرور والا دعا رحلت آں بادشاہ اتقاء

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ

فقر میں جو ہوئے ہیں لاثانی — ہیں وہ خواجہ شریف زندانی
جن کی ہر بات ارفع و اعلیٰ — جن کی ہر سوچ سیر عرفانی
وہ ہی مخدوم سلسلہ ٹھہرے — ان کو شایاں ہے تاج روحانی
آپ اہل صفا کے قائد ہیں — آپ محبوب ذات رحمانی
آپ فخر معین و عثمان ہیں — آپ شاہکار بزم امکانی
ان کے انوار سے مزین ہے — چشتیہ سلسلے کی تابانی

ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت حاجی شریف زندنی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: طائف کعبہ صفاء زائر روضہ مصطفیٰ، منزہ از رسم ہستی، ممتلی از علوم ذوق مستی، قطب افراد حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ ۲۱ شعبان المعظم ۴۵۳ھ بروز جمعرات بوقت نماز مغرب آپ کی ولادت باسعادت حضرت عبدالواسع علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی ذات والا صفات ریاضت و مجاہدات اور ترک و تجرید میں یگانہ اور آپ کے حقائق و معارف اور نکات سمجھنے کے لئے اس زمانے کے تمام اہل حقیقت آپ سے استفادہ کرتے تھے کشف و کرامات میں آپ کا مقام بلند تھا۔ تربیت مریدین میں آپ عدیم المثال تھے آپ کا لقب نیر الدین تھا۔ شیخ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ باعظمت صاحب ولایت و کرامت تھے۔ آپ کی نظر اکسیر کا حکم رکھتی تھی۔ آپ جس پر نگاہ ڈالتے وہ صاحب نعمت اور کامل درویش بن جاتا۔ آپ ہمیشہ خلوت میں رہتے اور تین دن کے بعد افطار کرتے اور بغیر نمک سبزی کے تین لقمے کھاتے اور جو آپ کا پس خوردہ کھاتا وہ مجذوب ہو جاتا اور

Marfat.com

اس کا دل دنیا سے بالکل سرد ہو جاتا اور پھر کبھی گناہ کے قریب نہ بھٹکتا اور چودہ سال کی عمر سے لے کر تادم آخر تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت کے کبھی باطل نہ ہوا۔

مقام عاجزی ☆: آپ ہمیشہ روتے رہتے اور بار بار نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے اور آہ آہ کرتے ہوئے گر جاتے جب آپ ہوش میں آتے تو لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب مجھے یہ آیت یاد آ جاتی ہے تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس لئے پیدا کیا اور ہم کیا کر رہے ہیں آپ نے یہ آیت پڑھی

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ (پ ۲۷۔ سورۃ الذاریات۔ ع ۲۔ آیت ۵۶)

آپ نے یہ آیت پڑھی اور ترجمہ کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تا کہ دن رات ہم اسے یاد کر سکیں اور ہم اس کے احکامات بجا لائیں۔ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کے دن ہماری حالت کیا ہو گی ظاہر میں تو ہم درویش ہیں اور درویشانہ لباس پہنے ہوئے ہیں میں خدا سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن درویشوں کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ اور کوئی یہ نہ کہے کہ حاجی شریف تو اللہ سے دوستی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اس قسم کی دوستی عاشقوں میں جائز نہیں بلکہ شرک ہے اس لئے ہر شخص کو عاشقوں کے حلقے میں بیٹھنے نہیں دیتے اور اسی طرح ہر شخص کو خرقہ درویشی پہننا جائز نہیں خرقہ درویشی وہ پہن سکتا ہے جس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے سوا غیر کی محبت نہ ہو۔

کیفیت نماز ☆: جب آپ نماز پڑھتے تو آپ کو حضوری حاصل ہوتی تھی۔ اگر کوئی شخص نماز کے دوران آپ کو تکلیف پہنچاتا۔ تو آپ کو مطلق خبر نہ ہوتی ایک روز آپ اسی طرح ذکر میں مشغول تھے کہ آپ بالکل بے خود ہو گئے لوگوں نے پوچھا یا شیخ آپ نماز کے وقت بے خود کیوں ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عاشق ایسا ہونا چاہیے کہ معشوق کا نام لیا جاوے تو اسی قسم کا ذوق ہونا چاہیے واللہ عاشق معشوق کا نام لیتے ہوئے ایسا مست و خوش ہوتا ہے کہ اگر سارے جہان کی شراب اسے پلائی جائے تو بھی ویسا مست اور خوش ہوگا۔

ریاضت اور مجاہدہ ☆: حضرت حاجی شریف الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ ریاضت و مجاہدہ کے استاد کامل تھے درویش حضرات آپ ہی سے مجاہدے کی سند لیتے تھے۔ آپ صاحب خلق و تواضع تھے

Marfat.com

اور فقر و فاقہ کو دوست رکھتے تھے اور اہل دنیا کے پاس نہ جاتے تھے آپ کے گھر میں جس دن فاقہ ہوتا اس دن آپ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے اور اس کے شکرانے میں سو رکعت نماز نفل ادا کرتے جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بے چارہ حاجی شریف زندنی اس بارگاہ سے شرمندہ ہے اگر میرے بدن کا ہر ایک بال زبان بن جائے اور ساری مخلوق کی تعداد کے موافق نماز ادا کرے۔ پھر بھی اس دن کا شکریہ ادا نہیں ہوسکتا میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ فقیروں کے زمرے میں یاد کرتا ہے اور فقر عنایت فرماتا ہے میرے گھر میں اگر فاقہ ہوتا ہے تو کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ میں فاقہ ہی کے لائق ہوں۔ جیسا کہ گزشتہ انبیاء اولیاء فقر و فاقہ رکھتے تھے۔ اسی لئے جب میرے گھر میں فاقہ ہوتا ہے تو مارے خوشی کے میں پھولا نہیں سماتا۔ آپ بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ اے پروردگار میری موت حالت فقیری میں ہو۔ اور میرا حشر بھی فقیروں میں ہو۔

فقراء کی عزت ☆: جب کوئی آپ کے پاس آتا تو آپ اس قدر اس کی تعظیم و تکریم کرتے کہ لوگ حیران رہ جاتے فقیروں، غریبوں اور مسکینوں کی خاک کو اپنے چہرے اور آنکھوں پر ملتے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ اے پروردگار حاجی شریف زندانی کو فقیروں اور مسکینوں کی خدمت پر اور فقر و فاقہ پر مستقل اور ثابت قدم رکھ۔

غریب پروری ☆: ایک روز ایک فقیر جس کی سات بیٹیاں تھیں اور ان کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال آپ کو بتایا اور آپ کی منت سماجت کی اور اپنی مفلسی کا حال سنایا آپ اس فقیر کا حال سن کر رو دئے اور فرمایا اے بھائی تو بزرگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے فقر کی نعمت دی ہے۔ تجھے اولیاء کے زمرے میں جگہ مل گئی۔ دنیا میں تو رنج و غم برداشت کرنا ہے لیکن قیامت کے دن انشاء اللہ تعالیٰ آرام پائے گا اور اپنے مطلب کو پائے گا اور اس کو خوشخبری دی کہ تو قیامت کے روز محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ جنت الفردوس میں جائے گا اس نے عرض کی یا شیخ میں جس غرض سے حاضر ہوا ہوں آپ اس کے بارے میں کوشش کریں۔ تاکہ میں اپنی ساتوں لڑکیوں کو بہت عمدہ طریقے سے شادی کر دوں آپ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تیری لڑکیوں کی شادی عمدہ طریقے سے ہوگی تو اب جا کل آنا۔ وہ فقیر جب چلا گیا تو راستے میں ایک یہودی اسے ملا اور اس نے فقیر سے پوچھا کہ تو کہاں گیا تھا۔ فقیر نے

Marfat.com

کہا کہ میں حضرت حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا تھا۔ اس واسطے کہ میری سات لڑکیاں ہیں جن کی شادی کرنے کے لئے میرے پاس رقم موجود نہیں۔ میں شیخ صاحب کے پاس گیا تھا تا کہ وہ مجھے کچھ عنایت کر دیں۔ تو میں لڑکیوں کی شادی عمدہ طریقے سے کرسکوں۔ اس یہودی نے کہا کہ حاجی شریف زندنی تارک الدنیا ہیں اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں تجھے ان سے کیا ملے گا فقیر آدمی ہے کوئی دنیاوی چیز اس کے پاس ہے نہیں شیخ صاحب سے کہو کہ وہ میرا اجرتی غلام بن جائے تو میں تجھے سات ہزار دینار دوں گا۔ اس شرط پر کہ وہ سات سال تک میری اسی طرح خدمت کرے جس طرح میں کہوں گا ویسا ہی کرنا پڑے گا۔ اور سات سال بعد آزاد کر دوں گا۔ اس طریقے سے تیری لڑکیوں کی شادی بخوبی ہوسکتی ہے اور تیرے دل کو آرام حاصل ہوگا۔ اس فقیر نے واپس جا کر یہی ماجرا آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ شیخ صاحب نے فوراً اس بات کو قبول کر لیا اور فرمایا کہ سبحان اللہ اگر میری سات سالہ محنت سے تیرا کام نکلتا ہے اور تیرے دل کو آرام ملتا ہے تو مجھے اور کیا چاہیے۔ شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور وہ فقیر دونوں اس یہودی کے گھر گئے اور آپ اس کے اجرتی غلام بن گئے اور سات سال کے لئے اس کی خدمت قبول کر لی اور غلامی کا کاغذ لکھوا کر قاضی وقت کو دے دیا۔ اس میں یہ شرط لکھی کہ اگر میں زندہ رہوں تو سات سال تک تیری خدمت کروں گا۔ اگر قضائے الٰہی سے میں فوت ہو گیا۔ تو یہی سات ہزار دینار میری خدمت کا معاوضہ ہوگا۔ یہودی نے یہ شرط منظور کر لی اور آپ نے سات ہزار دینار لے کر اس فقیر کو دے دیئے۔ اس فقیر نے خوشی خوشی اپنی لڑکیوں کی شادی کر دی۔ یہودی نے کہا کہ شیخ صاحب تم میرے اجرتی غلام ہو اور سات سال تک کے لئے آپ نے کاغذ لکھوا دیا ہے جو کام تمہارے سپرد کروں وہ میری رضا کے مطابق کرنا ہوگا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں تمہاری رضامندی کے مطابق کام کروں گا۔ اس یہودی نے کہا کہ تم میرے گھر کے دروازے پر چوکیداری کرو۔ اور ساری رات جاگتے رہا کرو تا کہ کوئی چور میرے گھر کے نزدیک نہ آئے۔ آپ نے اس یہودی کے دروازے کی چوکیداری قبول کر لی۔

یہ خبر سارے شہر میں مشہور ہوگئی کہ حضرت حاجی شریف زندنی فقیروں کے زمرے سے نکل کر ایک یہودی کے دربان بن گئے اور ساری رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ جب خلیفہ وقت نے یہ بات سنی تو سات ہزار دینار سونے کے اور سات ہزار دینار چاندی کے شیخ صاحب کے پاس بھیجے اور کہا کہ آپ یہ دینار یہودی کو دے کر آزادی حاصل کریں۔ آپ نے وہ تمام دینار فقیروں میں تقسیم کر دیئے اور اپنے آپ کو آزاد نہ کرایا تو

Marfat.com

یہودی نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یا شیخ آپ نے جو یہ ذلت اور خواری اختیار کی کہ فقیروں کے زمرے سے نکل کر تم میرے چوکیدار بنے ہو اور رنج و مصیبت میں گرفتار ہوگئے ہو۔ آپ کو کیا ملا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم ہے کہ عاشقوں اور عارفوں کی عزت تو خواری ہی میں ہے۔ اور واصلوں کے مرتبے میں زیادتی غم اٹھانے سے ہوتی ہے اے یہودی سن ہم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیروں کو دوست رکھتا ہے۔ بس جو شخص اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے وہ پہلے اس کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے اور اس کی خدمت بجالاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس پر لطف و کرم کی نظر کرے اور ہمیشہ اسے نعمت عطا فرمائے اس لئے ہم نے اپنے آپ کو فقیروں کے بندھن میں باندھا ہے ہم فقیروں کے صدقے اپنا مطلوب حاصل کریں گے اور محبوب کا جمال دیکھیں گے جسے کوئی نعمت حاصل ہوئی اسی کی بدولت حاصل ہوئی۔ جو بے نعمت ہوا وہ دلوں کی شامت سے ہوا جو کسی کے دل کو دکھاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہودی نے جب دیکھا کہ شیخ اللہ کی محبت میں محو ہیں اور سب سے بیزار ہیں اور فقیروں کے گروہ سے نکل کر اپنے تئیں رنج و غم اور مصیبت میں ڈالا ہے تو اس نے کہا یا شیخ آپ جائیے آپ میری طرف سے آزاد ہیں۔ میں نے آپ کو سات ہزار دینار بخشے حضرت شیخ نے فرمایا کہ چونکہ تو نے ہمیں آزاد کیا ہے اور اپنی خدمت سے خلاصی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ وہ یہودی فوراً پیغمبر خدا ﷺ پر ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر لی اور مشہور درویش ہو گیا اور اس کا دل دنیا سے بیزار ہو گیا اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھنے لگا اور صاحب ریاضت و مجاہدہ اور صاحب مشاہدہ ہو گیا۔

خرقہ خلافت ☆: آپ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور مجاہدہ کی تکمیل کے بعد مورخہ ۷ جمادی الثانی ۵۱۲ھ بروز جمعرات بعد نماز مغرب جب آپ کو حضرت قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ نے خرقہ خلافت عطا کیا اور آپ نے اس کو زیب تن کیا تو غیب سے ندا آئی کہ اے حاجی شریف تجھے درویشی کا خرقہ پہننا مبارک ہو ہم نے تجھے بخشا اور اپنی بارگاہ کا مقبول و محبوب بنایا آپ دنیاوی کام کے لئے کسی دنیادار کے گھر نہ جاتے۔ آپ نے کبھی کسی غنی کو فقیر سے زیادہ بلند مرتبہ نہیں دیا اور کسی دنیادار کو مجلس صدر میں جگہ نہ دیتے اگر فقیر اور غنی آپ کی مجلس میں آتے تو آپ فقیروں کی تعظیم اس قدر بجالاتے کہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ بارہا آپ فرماتے کہ **اَنَا غُلَامُ الْفُقَرَاء** یعنی میں فقیروں کا غلام ہوں اور بارہا یہ بھی فرماتے کہ اے فقیرا گر تمہارا بھلا ہوتا

Marfat.com

ہوتو مجھے بیچ دو میں پھر بھی راضی ہوں۔ مناسب ہے اور امید ہے کہ تم مجھ عاجز پر راضی ہو جاؤ۔

ذوق سماع ☆: آپ محفل سماع بڑے ذوق کے ساتھ سنتے تھے۔ جب آپ سماع سنتے تو آپ کی مجلس میں تمام ولی مشائخ حاضر ہوتے آپ سماع کے عاشق تھے۔ اور اہل سماع کو عزیز جانتے تھے آپ تین تین چار چار روز تک متواتر سماع سنتے اور فرماتے کہ سماع بڑی اعلیٰ نعمت ہے اہل سماع اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے دوست نہیں ہوتے ہر شخص سماع کے بھید سے واقف نہیں ہے۔

نذر قبول کرنے سے انکار ☆: ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش کیا آپ نے فرمایا اے شخص تجھے درویشوں کے ساتھ کیا عداوت ہے کہ دشمن خدا ہمارے پاس لایا ہے۔ جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے یہ صحرا جو تجھے نظر آ رہا ہے۔ یہ سب خزانہ غیب سے بھرا ہوا ہے۔ جب اُس نے صحرا کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ سونے کی ایک نہر چل رہی ہے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت شرمندہ اور حیران ہوا۔ اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ وہ پھر کبھی درویشوں کے حال میں دخل نہ دے۔

سلطان سنجر کی آتش دوزخ سے رہائی ☆: سلطان سنجر سلجوقی کو وفات کے بعد کسی نے دیکھا تو پوچھا کہ سناؤ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے دنیا میں جو نیکی اور بدی کی تھی وہ میرے سامنے لائی گئی اور دوزخ کے فرشتوں کو حکم ملا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ اسی اثناء میں یہ فرمان جاری ہوا کہ فلاں وقت جامع مسجد دمشق میں اس نے ہمارے مقبول بندے حضرت حاجی شریف زندنی کی قدم بوسی کی تھی اس وجہ سے ہم نے اسے بخش دیا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 3 رجب دوسری روایت کے مطابق 10 رجب المرجب 612 ہجری میں ہوا۔ مزار پُر انوار شہر زندان قنوج میں دریا کے کنارے شہر کے شمال میں واقع ہے۔ کسی عارف کامل نے آپ کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

چون شریف از عالم دنیا برفت — سال وصل آں شہہ والا حنیف
کن رقم مہتاب دیں اہلِ دین — نیز کن تحریر حاجیٔ شریف
۶۱۲ھ — ۶۱۲ھ

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ

آپ فخر اولیا ہیں اصفیا کی آن ہیں
مرشد ہندالولی ہیں چشتیوں کی جان ہیں

جن کی شان آگہی پہ رشک کرتے ہیں ملک
عارف ذات الٰہ وہ صاحب عرفان ہیں

بال بیکا کرسکی نہ آتش آتش پرست
درمیان حق و باطل آپ وہ برہان ہیں

آن واحد میں کیے واصل بحق خواجہ معین
مظہر کامل جہاں میں صورت رحمٰن ہیں

ان کی پابوسی کا جن کو بھی شرف حاصل ہوا
خوش نصیبی کا مرقع وہ ظفر انساں ہیں

ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہسوار میدان عشق بازی، تیز رفتار بادیہ جاں گدازی، از صاحب کشف و کرامات، متکلم بہ کلام قل یا ناروکونی، قطب ارشاد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳رمضان المبارک ۵۰۰ھ بروز سوموار بوقت فجر آپ کی ولادت باسعادت قصبہ ہارون میں ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے آپ کا شمار اکابر مشائخ چشتیہ اور اولوالعزم صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کا وطن قصبہ ہارون تھا جو نیشاپور کے نواح میں واقع ہے ایک اور قول کے مطابق ہارون ملک فرغانہ جو ماورا نہر ہے میں ہے۔

آپ اکثر اوقات سفر میں رہتے تھے آپ کو تمام مشائخ وقت کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کا تصرف بہت قوی تھا آپ کے کمالات وصحبت کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ شیخ کامل اور عاشق واصل صاحب حال صاحب جمال تھے۔ آپ کا اسم گرامی

Marfat.com

عثمان اور کنیت ابوالنور تھی آپ سادات کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے سلسلہ نسب گیارہ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔

ریاضت ومجاہدات ☆: منقول ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی عمر کے ستر برس ریاضت میں گزارے اس طویل مدت میں نہ تو انہوں نے کبھی پیٹ بھر کر روٹی کھائی نہ رات کو سوئے مسلسل کئی کئی دن تک روزے رکھتے تھے۔ روزانہ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے کلام الٰہی نہایت کثرت سے پڑھتے تھے۔ روزانہ ایک یا دو بار قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ کثرت ریاضت ومجاہدات کی بدولت زبردست روحانی قوت حاصل ہوگئی اور اپنے دور کے نامور اولیاء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اپنے مرشد کی معیت میں اور تنہا بھی سیاحت کی۔

سیرت وکردار ☆: آپ اکثر اوقات سفر میں رہتے تھے اور غایت تجرید وتفرید میں بسر کرتے تھے آپ کو تمام مشائخ وقت کی صحبت نصیب ہوئی۔ آپ ہر فن میں یکتا تھے۔ آپ کا تصرف نہایت قوی تھا آپ کے کمالات کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ جیسے باکمال بزرگ آپ کے مرید ہیں۔ آپ نے ستر سال تک مجاہدہ کیا اور کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھایا نہ ہی پانی پیا۔ چار پانچ وقت کے فاقوں کے بعد چار پانچ لقمے تناول فرماتے تھے۔ آپ اہل دنیا سے بیزار رہتے تھے قرآن مجید کے حافظ تھے ایک ختم دن میں اور ایک ختم قرآن رات کو کرتے تھے۔ آپ کی نظر میں وہ اثر تھا کہ جو شخص آپ کا منظور نظر ہوتا فوراً کمال کے درجہ کو پہنچ جاتا تھا۔ آپ صاحب سماع تھے دوران سماع رقت اور گریہ وزاری کرتے اور نعرے لگاتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور گیارہ ذیعقد بروز سوموار بعد نماز ظہر ۵۵۵ھ میں حضرت حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

کشف وکرامات ☆: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی بہت سی کرامتیں تھیں۔ اگر سب تحریر کی جائیں تو بہت مشکل ہے جگہ کی قلت کی بناء پر چند ایک پیش خدمت ہیں۔

Marfat.com

ایک مرتبہ ستر آدمی ایک جگہ جمع تھے کہ آپ کی کرامتوں کا ذکر چھڑ گیا۔ کچھ لوگ انہیں تسلیم کرنے سے انکاری تھے آخر ان میں باہم یہ طے پایا کہ اسی وقت ہم خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اگر ہم میں سے خواجہ ہارونی نے ہر ایک کی مرضی کے مطابق کھانا کھلایا تو ہم ان کی عظمت تسلیم کرلیں گے۔ چنانچہ یہ سب لوگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ پھر انہیں سامنے بٹھایا اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں دعا کی یکا یک غیب سے دسترخوان نمودار ہوئے ان میں مختلف قسم کے کھانے تھے اور ہر شخص کی مرضی کے مطابق کھانا اس کے آگے آ گیا یہ دیکھ کر وہ لوگ سکتے میں آ گئے اور خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی کر کے بیعت سے مشرف ہوئے۔

دوسری کرامت ☆: ایک دفعہ ایک شخص حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا سیدی مرشدی میرا بیٹا چالیس برس سے مفقود الخبر ہے۔ ہر چند تلاش کی مگر نہ ملا نہ اس کی زندگی کا پتہ ہے نہ موت کا۔ ہم ہر وقت اس کی آتش فراق میں جلتے رہتے ہیں آپ اس بارے میں توجہ فرمائیں آپ کو اس شخص کی حالت پر بہت رحم آیا۔ آپ نے اس کے حق میں نہایت خشوع وخضوع سے دعا کی اور حاضرین مجلس سے فرمایا کہ وہ بھی اس کے لئے دعا مانگیں۔ جب سب دعا سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ جا تیرا لڑکا تیرے گھر آ گیا ہے۔ غمزدہ باپ کے دل کی کلی کھل گئی۔ بھاگا ہوا گھر پہنچا تو اپنے یوسف گم شدہ کو موجود پایا۔ فرط مسرت سے بے خود ہو گیا فرزند ارجمند کے گلے سے چمٹا اور اتنا رویا کہ گھگھی بندھ گئی پھر اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے کرتے اس کی زبان تھکتی نہیں تھی۔ حاضرین نے اس لڑکے سے دریافت کیا کہ تو کہاں تھا اور کیسے گھر پہنچا۔ اس نے بیان کیا کہ مجھے جنات پکڑ کر لے گئے تھے۔ اور یہاں سے بہت دور ایک جزیرے میں قید کر رکھا تھا۔ آج یکا یک ان بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کو میں نے اس جزیرے میں دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ اپنی آنکھیں

Marfat.com

بند کرو اور اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھو میں نے ایسا ہی کیا چند لمحوں کے بعد مجھے حکم ملا کہ آنکھیں کھولو۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو میں نے اپنے آپ کو اپنے گھر میں پایا۔

تیسری کرامت☆: حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچے تو وہاں پر کوئی کشتی موجود نہ تھی اور دریا پار کرنے کی کوئی صورت نہ تھی میں پریشان ہوا۔ اچانک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے معین الدین چشتی اپنی آنکھیں بند کر لو۔ میں نے حسب ارشاد آنکھیں بند کر لیں ایک لمحہ بعد آپ نے فرمایا آنکھیں کھول دو میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دریا کے پار دوسرے کنارے پر کھڑا پایا۔

چوتھی کرامت☆: آپ کو سماع کا بہت شوق تھا مگر حاکم وقت سماع کا سخت مخالف تھا اس نے انہیں مجلس سماع کے انعقاد سے منع کیا اور ساتھ ہی حکم جاری کیا کہ جو شخص خواجہ صاحب کی مجلس میں جائے گا وہ مستوجب قتل ہوگا۔ خواجہ صاحب نے یہ بات سن کر فرمایا کہ سماع تو خواجگان چشت کی سنت ہے ہم اس سے کیسے باز آ سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب بڑے با اثر بزرگ تھے اس لئے حاکم کو کھلم کھلا ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس نے ایک مجلس مناظرہ منعقد کی جس میں ایک طرف تو بڑے بڑے نامور علماء تھے۔ دوسری طرف حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جونہی گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا ان علماء نے آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا تو لرزہ براندام ہو گئے اور تمام علوم جو یاد تھے۔ سب بھول گئے حتیٰ کے الف ب بھی یاد نہ رہی۔ ان کے لئے زبان سے ایک لفظ بھی نکالنا محال تھا حاکم نے ہر چند انہیں اکسایا لیکن وہ مہر بلب رہے۔ آخر وہ سب آپ کے قدموں پر گر گئے اور عرض کی کہ ہماری ساری عمر کا سرمایہ آپ نے سلب کر لیا ہے۔ اور فریاد کرتے ہوئے کہنے لگے خلیفہ وقت سلسلہ سہروردیہ میں مرید ہے اور سماع سے منع کرتا ہے اور ہمارے اندر یہ طاقت نہیں کے سماع کو حرام قرار دیں۔ مگر آپ اپنے اور اپنے شیوخ کے صدقے ہمیں معاف فرمائیں اور تمام علوم ہمیں واپس عنایت فرما دیجئے۔ آپ کو ان کے حال پر رحم آیا اور ایک نظر کرم کی ان پر ایسی ڈالی کہ نہ صرف ان کے سلب شدہ علوم انہیں واپس مل گئے بلکہ ان کے قلوب کا بھی کچھ اور ہی عالم ہو گیا۔ جس کو دیکھ کر ان تمام حضرات نے حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے معافی

Marfat.com

مانگ لی اس واقعہ کے بعد حاکم وقت نے کبھی خواجہ عثمان ہارونی سے تعرض نہ کیا۔

پانچویں کرامت ☆ : ایک دفعہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کا گزر آتش پرستوں کے ایک بڑے معبد پر ہوا اس کے اندر انہوں نے خوب آگ روشن کر رکھی تھی۔ یہ آتش کدہ ایک پُر فضا مقام پر واقع تھا۔ حضرت نے خدام کے ہمراہ اس معبد کدے کے قریب ہی قیام فرمایا شام ہوئی تو آپ نے اپنے خادم فخر الدین کو حکم دیا کہ آگ لاؤ اور کھانا پکاؤ۔ خادم آگ لینے گیا تو آتش پرستوں نے اسے آگ دینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ یہ آگ ہماری معبود ہے ہم تمہیں کیسے دے سکتے ہیں خادم نے واپس آ کر حضرت خواجہ سے ساری کیفیت بیان کی۔ خواجہ صاحب یہ سن کر فوراً خادم کے ساتھ خود آتش کدہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آتش پرستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ دوستو معبود حقیقی تو وہ ذات الٰہی ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اور اس آگ کو بھی پیدا کیا ہے۔ اگر تم اپنے اس فعل قبیح سے باز آؤ تو دوزخ کی آگ سے بچ سکتے ہو۔ آتش پرستوں پر حضرت خواجہ کی باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ ان کا پجاری پروہت کہنے لگا۔ بھائی تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ آگ تو ہماری نجات کا باعث ہے۔ اس کی عبادت ترک کر کے بھلا ہم کیسے نجات پائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر آگ فی الواقع تمہاری نجات دہندہ ہے تو اپنا ہاتھ اسی آگ میں ڈال کر دکھاؤ۔ اگر وہ جلنے سے محفوظ رہا تو پھر ہم مان لیں گے پجاری حضرت کا فرمان سن کر خاموش ہو گیا۔ اس کی گود میں ایک بچہ تھا اس کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آگ کا کام ہے جلانا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عضو اس میں ڈالا جائے اور وہ نہ جلے حضرت خواجہ نے فی الفور اس بچے کو گود سے چھین لیا اور قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ○ (پ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء۔ ع ۵۔ آیت ۶۹) پڑھتے ہوئے آگ میں کود پڑے یہ ایک بہت بڑا آتش کدہ تھا اور ہزاروں من لکڑیاں اس میں جل رہی تھیں حضرت خواجہ اور وہ بچہ آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں بالکل مستود ہو گئے۔ مجوسیوں نے کہا کہ جل کر راکھ ہو گئے ہوں گے۔ ادھر مجوسی کو اپنے بچے کی فکر اور ادھر حضرت کے مرید اور خدام آپ کی سلامتی کے متعلق متفکر تھے۔ کافی دیر بعد حضرت خواجہ ہارونی مع بچے کے آگ سے برآمد ہوئے مجوسی یہ حیرت انگیز کرامت دیکھ کر ششدر رہ گئے اور ان کے دلوں سے کفر و شرک کی سیاہی دھل گئی۔ انہوں نے حضرت

Marfat.com

خواجہ سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے جس کی برکت سے آپ آگ کی گرمی سے محفوظ رہے۔ حضرت نے فرمایا یہ اللہ پر یقین محکم کی برکت ہے مجوسیوں نے اب آپ سے توحید اور اسلام کی حقیقت پوچھی آپ نے انہیں سادہ طریقے سے اسلام اور ایمان کی حقیقت سمجھائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ سب اسی وقت مشرف با اسلام ہو گئے اور پھر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

چھٹی کرامت ☆: حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے ایک پیر بھائی کا انتقال ہو گیا وہ میرا ہمسایہ بھی تھا۔ جب اسے دفن کر چکے تو تمام لوگ میرے علاوہ واپس آ گئے۔ میں اس کی قبر پر بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے لگا۔ اسی وقت فرشتے سوال و جواب **مِنْ رَبُّکَ مَادِیْنُکَ** پوچھنے کے لئے قبر میں آئے۔ اسی وقت میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بھی قبرستان میں تشریف لے آئے اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی یا الٰہی میرے اس مرید کو بخش دے۔ اس سے بیشک گناہ سرزد ہوئے ہیں لیکن اس نے میرا دامن تھاما ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ کی دعا قبول فرمائی اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس شخص کو چھوڑ دو۔ میں نے اس کو اپنے دوست کے طفیل بخش دیا۔

ہم گنہگاروں کے واسطے دعا ☆: روایت ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی جب نماز ادا کرتے تو غیب سے آواز آتی کہ اے عثمان ہم نے تیری نماز قبول فرمائی اور اب جو کچھ مانگنا ہے مانگ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں۔

پرسی کہ خواہی ازخیلی بتا جامی
نظر ست مرا آخر غیراز تو کراخواہم

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے کہ یا اللہ میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں آواز آئی کہ اے عثمان تمہاری یہ آرزو پوری ہو جائے گی کچھ اور مانگو آپ نے عرض کی الٰہی اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت کے گناہگاروں کو بخش دے غیب سے آواز آئی اے عثمان ہم نے تیری دعا قبول کی اور امت مصطفیٰ ﷺ کے تین ہزار گنہگار بخش دیئے۔ غرض کہ ہر نماز کے بعد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ یہی دعا کرتے اور یہی جواب پاتے۔

Marfat.com

ایک مرید کی پریشانی ☆: حضرت عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم پریشان کیوں ہو۔ مرید نے عرض کی حضور میرا ایک پڑوسی ہے جس نے میرے مکان سے اونچا مکان تعمیر کر لیا ہے جس سے میری بے پردگی ہوتی ہے۔ اس کے سامنے کئی بار تکلیف بیان کی گئی ہے مگر وہ کچھ پرواہ ہی نہیں کرتا۔ میں اس وجہ سے پریشان ہوں۔ حضور خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے نہیں معلوم کہ تم ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ مرید نے عرض کی حضور اس بات کا اسے علم ہے کہ میں حضور کا غلام ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ مکان سے گر کیوں نہیں جاتا۔ اس کی گردن ٹوٹ کیوں نہیں جاتی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب خاموش ہو گئے اور مجلس سے اٹھ کر گھر چلے گئے تمام حاضرین بھی واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ جب یہ مرید واپس اپنے گھر کی طرف پہنچا تو راستے میں سنا کہ اس کا پڑوسی مکان سے گر کر مر گیا ہے اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

آپ کا ذوق سماع ☆: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ محفل سماع کے بہت شوقین تھے مگر خلیفہ وقت چونکہ سہروردی سلسلہ میں مرید تھے۔ وہ سماع کو منع کرتا تھا۔ جیسا کہ ان حضرات کے حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے منع فرمایا تھا۔ جس وقت حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے سماع سے توبہ کی تھی وہ زمانہ حضرت خواجہ ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اگر خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ چشت میں ہوتے یا میں جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو خواجہ صاحب کبھی توبہ نہ فرماتے۔ آپ نے خلیفہ وقت سے کہا کہ سماع ہمارے پیروں کی سنت ہے ہم اس کو ترک نہیں کر سکتے۔ بادشاہ چونکہ پہلے ہی نادم ہو چکا تھا جب کہ اس نے مناظرہ کرانے کے لئے علماء کو بھی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے بلایا تھا وہ پہلے ہی شرمسار تھا۔ اس نے شیخ خواجہ عثمان ہارونی کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنے پیروں کی طریقت پر چلیں۔ میں اپنے پیروں کی طریقت پر ہوں۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے قوال کو بلایا اور سماع سنی تو تمام صوفیاء بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ ایک ہفتہ تک یہ محفل جاری رہی جب خلیفہ وقت کو پتہ چلا کہ اس محفل میں پورے شہر کے صوفیاء موجود تھے تو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کو سماع کی اجازت دی

Marfat.com

تھی۔نہ کہ سارے صوفیا کو چنانچہ خلیفہ نے قوال کو بلا کر اس کا بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا اور کہا کہ اگر تم آئندہ کسی کے ہاں سماع میں گئے تو تم کو سولی پر چڑھا دیا جائے گا ہر ایک قوال نے خلیفہ وقت کے سامنے توبہ کر لی تو آپ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ اونچی آواز میں شعر پڑھیں آپ اسی طرح اپنا دل بہلا کر خوش کر لیتے تھے اور اس عالم میں نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے اور آپ کو وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔آپ خود بھی بڑے پائے کے کلام لکھتے تھے اور بہترین شاعری کرتے تھے آپ کا ایک مشہور و معروف کلام درج ذیل ہے۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بایں ذوقِ کہ پیش یاری رقصم
تو ہر دم می سرائی نغمہ کہ پیش یاری رقصم
بہر طرزے کے می رقصم برائے یاری رقصم
بیا جاناں تماشہ کن کہ درانبوہ جاں بازاں
بصد سامان رسوئی سربازار می رقصم
خوشار ندی کہ پامالش کن صد سامان پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من باجبہ و دستار می رقصم
اگر یک قطرۂ شبنم نہ پوید برسرے خارے
منم آں قطرۂ شبنم بنوک خاری رقصم
تو آن قاتل کہ از بہرِ تماشا خون من ریزی
من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خونخواری رقصم
منم عثمان ہارونی کے یار شیخ منصور
ملامت می کند خلقے کہ من ہردار می رقصم

Marfat.com

آپ کے خلفاء☆: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے چار خلفاء تھے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ نجم الدین صغریٰ، حضرت شیخ سعد گنگوہی اور حضرت شیخ محمد ترک نارنولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔

وصال باکمال☆: آپ طویل مسافت کے بعد جب مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ نے وہاں اعتکاف کیا اور اس کے بعد رب العزت کی بارگاہ میں دو مقاصد کیلئے دعا مانگی ایک یہ کہ میری قبر مکہ مکرمہ میں ہو اور اس کا نشان باقی رہے تاکہ لوگ فاتحہ پڑھتے رہیں۔

دوسری دعا آپ نے اپنے چہیتے مرید حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے ترقی درجات کے لئے کی تھی۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے عمر شریف کے آخری ایام مکہ مکرمہ میں گزارے چھ شوال المکرم باختلاف روایت 5 شوال 617 ہجری باختلاف روایت ۵۹۹ھ کو وصال فرمایا آپ کا مزار پُرانوار مکہ مکرمہ میں شریف حسین کے محل کے احاطہ میں واقع ہے۔ گردش زمانہ کے باوجود آج تک محفوظ ہے قبر کے گرد لکڑی کا چبوترا لگا ہوا ہے جس جگہ آپ کا مزار ہے وہ قطعہ زمین جس کسی کی بھی ملکیت میں آیا ہے مزار شریف کو کوئی منہدم نہیں کر سکا۔ خاص کر موجودہ نجدی وہابی حکومت جو مزارات کے خلاف ہے کے دور میں شریف حسین کے محل کا نصف حصہ گر چکا ہے مگر آپ کے مزار والا حصہ باقی ہے۔

کسی عارف کامل نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال اس طرح لکھی ہے۔

رفت از دنیا چو درخلد بریں — شیخ عثمان متقدائے اولیاء
سال وصلتش قطب وقت آمد عیاں — جلوہ گر شد نیز تاج الاصفیاء

۶۱۷ھ — ۶۱۷ھ

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

ہند ولی سلطان معین الدین حسن
محبوب رحمٰن معین الدین حسن

قطب البحر و بر کا آپ کو لقب ملا
آپ شہ عرفان معین الدین حسن

میر عرب کو آئی تھی جو سرد ہوا
آپ کا تھا اعلان معین الدین حسن

قدسی جس کی پابوسی کو ترس گئے
وہ کامل انسان معین الدین حسن

ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی کہتے ہیں
"وحدت کا عنوان" معین الدین حسن

جس کے ہاتھ پہ تائب نوے لاکھ ہوئے
وہ نور یزدان معین الدین حسن

کفرستان ہند کے اندر پاک وطن
آپ کا ہے احسان معین الدین حسن

میرے اندر کا چشتی یہ بول اٹھا
ہیں جزو ایمان معین الدین حسن

حسبی نسبی سید آل نبی خواجہ
میں تجھ پہ قربان معین الدین حسن

میں تیرا ہوں قمرالدین کی نسبت سے
تو میری پہچان معین الدین حسن

ظفر کا دل بھی آپ کے نور سے روشن ہو
برنام عثمان معین الدین حسن

ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ

حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: خواجہ خواجگان فخر کون و مکان حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی معین الدین حسن ہے۔ نام کے علاوہ آپ کو بہت سے القاب بھی عطا ہوئے جن میں معین الحق، محبوب خدا، عاشقِ ذات الٰہ، حجت الاولیاء، سراج اولیاء زبدۃ العرفاء شمس الاصفیاء، فخر الکاملین عارف باللہ، مظہر انوار مقتدائے دین، قطب الاقطاب، غوث المشائخ،

Marfat.com

ہندالولی، سلطان الہند عطائے رسول، نائب النبی، اعظم السادات، سلطان العاشقین، منہاج المتقین، حاجی الحرمین، سپہ سالار، شاہ سوار، قاتل کفار، قطب المشائخ، خواجہ غریب نواز، خواجہ سید محمد معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نجیب الطرفین سیّد ہیں۔ اسی واسطے آپ کو جگر گوشۂ رسول اور نور دیدۂ بتول کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سیّد غیاث الدین حسن تھا جو ایک نیک متقی اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں میں نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ سنجر کے رؤساء میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس قدر انعام و اکرام فرمایا تھا۔ اسی قدر حضرت سید غیاث الدین سنجری بھی سخی اور نیک دل تھے۔ اسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی ماہ نور بھی ایک عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں جو نہایت خدا ترس اور مخیّر تھیں آپ کی کنیت ام الورع اور لقب بی بی الملکہ تھا بی بی ماہ نور کا وطن اصفہان تھا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کے وطن کے بارے میں پانچ مختلف روایات ہیں ان میں ایک روایت کے مطابق آپ کا وطن سجستان دوسری روایت کے مطابق دار سجناں اور تیسری کے مطابق اصفہان اور چوتھی کے مطابق سنجرستان اور پانچویں کے مطابق سیستان بیان کیا گیا ہے۔ کثرت آراسیتان اور سجستان کے حق میں ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ ہندوستان اور پاکستان کے عوام میں سنجری اور چشتی اور اجمیری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا اجمیری کہلایا جانا تو اس سبب سے ہے۔ کہ آپ کی عمر عزیز کے چالیس برس اجمیر میں گزرے لیکن چشتی مشہور ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ کے پیر طریقت حضرت خواجہ عثمان ہارنی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تھے۔ چشت نگر ہرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ موجودہ جغرافیہ اور نقشہ میں اس مقام کا نام اب شافلان لکھا جاتا ہے۔

اس سلسلہ کا نام چشتی کیوں مشہور ہوا اس کے متعلق دو روایتیں موجود ہیں۔ اول یہ کہ خواجہ ابو اسحاق چشتیؒ جو چھ واسطوں سے خواجہ عثمان اور سات واسطوں سے خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے پیر طریقت ہیں۔ قصبہ چشت کے رہنے والے تھے دوسری روایت یہ ہے کہ ایران اور افغانستان کے بعض علاقوں میں طلوع اسلام کے بعد بھی آتش پرستی جاری تھی۔ بعض اہل اللہ نے آتش پرستوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر کے انہیں گمراہی سے نکال کر دین حق کی طرف راغب کیا۔

Marfat.com

چنانچہ وہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو گیے۔ یہ لوگ اپنے شیوخ کو جن کی بدولت انہیں ہدایت نصیب ہوئی۔ ازراہ احترام چشتی کہنے لگے لفظ چشتی آتش پرستوں کے معبود کا اسم صفت ہے۔ اور اس کے معنی ہیں عرفان الٰہی۔ چنانچہ اسی نسبت سے اس سلسلہ کے بزرگ اور مرید بھی چشتی کے لقب سے مشہور ہو گیے۔

ولادت باسعادت ☆: حضرت خواجہ غریب نواز کی ولادت کے متعلق دو روایتیں موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ ۵۳۰ھ میں تولد ہوئے دوسری روایت کے مطابق ۵۳۵ھ میں تولد ہوئے جب کہ بہت سے مصنفین کی کثرت دوسری روایت کے حق میں ہے۔ اس کے مطابق ۱۴ رجب المرجب ۵۳۵ھ پیر کے روز صبح صادق کے وقت بمقام سنجر میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ابتدائی حالات زندگی ☆: بچپن کا زمانہ آپ نے اپنے والدین کے زیر عاطفت گزارا چونکہ وہ دولت دین و دنیا سے مالا مال تھے جب حضرت خواجہ غریب نواز کی عمر گیارہ اور بعض روایات کے مطابق پندرہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار سیّد غیاث الدین حسن علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا۔ اس طرح آپ سن شعور کو پہنچنے سے پہلے ہی سایہ پدری سے محروم ہو گیے۔ ایک روایت کے مطابق آشوب روز اور انقلاب حکومت کی وجہ سے سیّد غیاث الدین حسن علیہ الرحمۃ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ عراق کو ہجرت کر گیے تھے جہاں حالات نسبتاً پرسکون تھے عراق ہی میں آپکے والد کا انتقال ہوا۔ اور وہیں مدفون ہوئے اَور خواجہ اجمیری والد بزرگوار کے وصال کے بعد اپنی والدہ اور دو بھائیوں کے ہمراہ واپس وطن تشریف لائے۔ لیکن دوسری روایتوں کے مطابق سیّد غیاث الدین حسن نے سنجر ہی میں وفات پائی واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت ابراہیم قندوزی سے ملاقات ☆: جب آپ کی عمر عزیز پندرہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضرت شیخ سیّد غیاث الدین سنجری علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا۔ آپ کو والد گرامی کے ورثہ میں ایک باغ ایک پَن چکی ملی تھی۔ جس سے آپ گزر اوقات فرماتے اور ہمہ وقت اسی باغ میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن ابراہیم نامی ایک مجذوب کا اس باغ سے گزر ہوا تو آپ نے اس مجذوب کی تعظیم کی اور ادب و احترام سے ایک درخت کے نیچے بٹھا کر

Marfat.com

انگور کا ایک خوشہ توڑ کر آپ کو پیش کیا۔ اور خود ادب سے ان کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ مجذوب نے آپ کے پیش کئے ہوئے خوشۂ کو قبول کیا اور کھانے کے بعد خوش ہو کر فرمایا کہ تم نے ہماری دعوت کی اور ہم تمہیں اپنی طرف سے تحفہ پیش کرتے ہیں۔

مجذوب نے اپنے تھیلے میں سے ایک ٹکڑا کھلی کا نکالا اور منہ میں چبا کر آپ کے منہ میں دے دیا۔ اس کے کھاتے ہی آپ کے سینہ میں نور معرفت روشن ہوا۔ اور آپ کا دل دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو گیا۔ آپ نے وہ باغ اور پن چکی اور گھر بار اور ملکیت میں جو سامان تھا وہ سب دو روز کے اندر راہ خدا میں تقسیم کر دیا اسی وقت سے تجرید و فقر افاقہ کو قبول کیا اور سفر کے لئے قدم باہر نکالا اور ایک مدت تک آپ سمرقند و بخارا میں حصول علم کے لئے قیام پذیر رہے وہیں پر قرآن کریم حفظ کیا اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔

سیرت و کردار☆: آپ پیدائشی مادر ولی اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔ شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت، کے علوم میں آپ کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔ علوم و ظاہری و باطنی میں آپ بے نظیر و بے مثال ہیں۔ فقر و فاقہ، عبادت و ریاضت میں آپ یگانہ روزگار ہیں، آپ کی شان بہت بلند و بالا اور حال نہایت ہی قوی تھا، جس شخص کی نظر آپ کے چہرہ انور پر پڑتی وہ فوراً وحدانیت حق اور رسالت مصطفیٰ کریم ﷺ کا قائل ہو جاتا تھا۔ ہندوستان جیسے کفر و شرک کے گہوارے میں جہاں جگہ جگہ ہر قدم پر بت پرستی ہو رہی تھی۔ آپ نے ظلمت کدۂ ہند میں نعرہ توحید و رسالت اس انداز سے بلند کیا کہ چہار سو توحید و رسالت کے ڈنکے بجنے لگے اور آپ نے پورے ہند کے لوگوں کی مقید سے مطلق تک رہنمائی فرمائی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو نائب رسول اور سلطان الہند کا خطاب ذیشان ملا۔ آپ کے کمالات و علو درجات کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بشر آدم علیہ السلام سے لے کر آقائے نامدار تک ہندوستان میں کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ اور جناب رسول کریم ﷺ کے ظاہری طور پر پردہ کر جانے کے بعد سے پانچ سو برس سے زیادہ عرصہ تک خداوند کریم نے کسی بھی ولی کو ایسا تصرف عطا نہ فرمایا تھا جو اس مہتمم بالشان کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ اور سارے ہند کو جو کفر و شرک میں صدیوں سے ڈوبا ہوا تھا کو اپنی قوت ولایت سے نور واحدانیت سے منور کرے جیسا کہ آپ نے کر دکھایا۔

Marfat.com

کسی عارف کامل نے اس موقعہ کی عجیب نقشہ کشی کی ہے۔ اور خوب کہا ہے:

از فیض او بجائے صلیب و کلیسا — در دار کفر مسجد و محراب و منبر است

آنجا کہ بود نعرۂ فریاد مشرکان — اکنوں خروشِ نغمۂ اللہ اکبر است

ترجمہ☆: اس کے فیض سے ہندوستان جیسے کفروشرک کے گھر میں آج بت خانوں کی جگہ مسجد و محراب و منبر ہیں۔ اور جس جگہ مشرکوں کی کافرانہ رسوم جاری تھیں وہاں آج اللہ اکبر کے نعرے لگ رہے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کی ریاضت و مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ آپ سات دن کے بعد ایک روٹی سے افطار فرماتے تھے۔ جس کی مقدار پانچ مثقال (تولہ) سے زیادہ نہ ہوتی اس روٹی کو پانی میں تر کر کے تناول فرماتے تھے۔ آپ کا لباس دوتائی تھی۔ جس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے اور جب کبھی وہ کسی جگہ سے پھٹ جاتی تھی تو آپ کوئی چیتھڑا اٹھا کر اسے دھو کر پاک کرتے اور پیوند لگا لیتے تھے۔ آپ ستر برس تک ہمیشہ باوضو رہے۔ نگاہ فیض کا یہ عالم تھا کہ جو شخص آپ کی خدمت میں تین دن تک رہ جاتا وہ زمانے کا ولی کامل بن جاتا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ ایک قرآن پاک دن کو دوسرا رات کو ختم فرماتے تھے اور ہر بار قرآن ختم کرنے پر غیب سے آواز آتی تھی معین الدین ہم نے تمہارا ختم قبول کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو شب بیداری فرماتے۔ ہمیشہ عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا فرماتے۔ آپ اکثر سماع سنتے تھے اور اُس زمانے کے علماء فقہا عرفا میں سے کسی شخص کو آپ کی محفل سماع سے انکار کی جرأت نہ تھی بلکہ اکثر مشائخ و علماء سماع میں حاضر ہوتے تھے۔

مرشد کامل کے ہمراہ خانہ کعبہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ ☆:

مرشد کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہونے اور خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ اپنے شیخ کامل کے پاس مقیم رہے۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرا حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول ﷺ کا پروگرام ہے اور معین الدین تم نے میرے ساتھ چل کر ان دونوں مقامات پر حاضری دینی ہے۔

چنانچہ حکم ملتے ہی آپ فوراً تیار ہوئے اور اپنے شیخ کامل کے ہمراہ کو بہ کو سفر کرتے ہوئے کعبۃ اللہ جا

Marfat.com

پہنچے اور کعبہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

آپ بذات خود فرماتے ہیں کہ جب ہم خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہوئے تو شیخ کامل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے خداوند کریم کے سپرد کیا۔ اور پرنالۂ رحمت کے نیچے کھڑا کر کے میرے حق میں دعا کی۔ اے اللہ میرے معین کو اپنی بارگاہ میں قبول کر لے۔ غیب سے آواز آئی کہ ہم نے معین الدین حسن کو قبول کیا۔ وہاں سے ہم مدینہ منورہ پہنچے اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے۔ تو حضرت شیخ کامل نے فرمایا معین الدین رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرو۔ جب فقیر نے سلام پیش کیا تو اندر سے آواز آئی "وعلیکم السلام یا قطب المشائخ" جونہی یہ آواز آئی حضرت شیخ کامل نے فرمایا معین الدین جاؤ تم کمالات کو پہنچ گئے ہو۔ وہاں سے ہم سیر کرتے ہوئے بدخشاں پہنچے اور حضرت جنید بغدادی کی اولاد سے ایک بزرگ جن کی عمر ایک سو چالیس برس تھی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کی صحبت میں رہ کر عجیب و غریب کیف و سرور کی لذت میسر آئی۔

بارگاہ رسالت سے سلطان الہند کا اعزاز☆: صاحب اقتباس الانوار حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶۰ پر رقم طراز ہیں کہ جب آپ کی عمر باون برس کی ہوئی تو اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو کر سیر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ تک مدینہ پاک میں قیام پذیر رہے۔

ایک دن روضہ رسول ﷺ سے آواز آئی کہ معین الدین کو بلاؤ۔ خادم نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی یہاں کئی معین الدین موجود ہیں۔ تو روضۂ اقدس سے جواب ملا کہ معین الدین چشتی کو بلاؤ۔

چنانچہ خادم نے باہر آ کر معین الدین چشتی کو آواز دی۔ جب آپ نے آواز سنی تو آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ آپ گریہ وزاری کرتے ہوئے اشک بہاتے ہوئے اور درود و سلام پڑھتے ہوئے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ اندر سے آواز آئی کہ اندر آؤ "اے قطب المشائخ" یہ سن کر آپ بے خود و مدہوش ہو گئے اور اندر جا کر سرور کونین کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوئے۔ خواجہ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے معین الدین تم ہندوستان جاؤ اور وہاں سے کفر و الحاد کی بنیاد نکال دو۔ اور اسلام کو ظاہر کرو۔

Marfat.com

اس وقت آنحضرت ﷺ نے خواجۂ بزرگ کے ہاتھ میں ایک انار دے کر فرمایا اس انار کو دیکھو تا کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ تم نے کس شہر میں جانا ہے۔ آپ نے جب انار کو دیکھا تو شرق سے غرب تک سب کچھ نظر آنے لگا سارا اجمیر اور کوہ پہاڑ اچھی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے ہمت اور قوت کی دعا لے کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔

حضور غوث الاعظم سے ملاقات ☆: آپ اپنے شیخ کامل سے خلافت حاصل کر کے قصبہ بخارا تشریف لائے تو وہاں حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی آپ ڈھائی ماہ تک حضرت شیخ نجم الدین علیہ الرحمۃ کے ہاں قیام پذیر رہے وہاں سے آپ قصبہ جیال پہنچے جو بغداد سے سات روز کی مسافت پر جودی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ وہاں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیام پذیر تھے۔ آپ پانچ ماہ اور سات روز ان کی خدمت میں رہے۔ دونوں حضرت کے مابین گرما گرم صحبتوں اور راز و نیاز کا سلسلہ جاری رہا۔

آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر کئی چلّے کئے اور ہندوستان آتے ہوئے حضور غوث پاک سے حرز یمانی کی اجازت حاصل کی۔ جس کا نام دعائے سیفی ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ یہ مرد ایک دن مقتدائے مشائخ زمانہ ہوگا۔ اور بہت سے لوگ ان کے ذریعے منزل کمالات کو پہنچیں گے۔

حضور غوث الاعظم سے دوسری ملاقات ☆: ۵۸۰ھ میں دوبارہ آپ بغداد شریف تشریف لے گئے تو قصبہ جیال میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور اسرار و رموز کی باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت غوث اعظم سے عرض کیا ذات حق کے بارے کچھ بیان فرمایا جائے حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ اس کے لئے خلوت درکار ہے۔ تو آپ نے عرض کیا کہ اس میں دو امر مانع ہیں۔ ایک یہ کہ مبادا یہ خبر میرے پیر دستگیر خواجہ ہارونی تک جا پہنچے اور وہ از روئے غیرت مجھ سے رنجیدہ خاطر ہو جائیں۔ جس سے میرے حال میں خرابی واقع ہو۔ اس وجہ سے کہ میں اپنے شیخ سے زیادہ باکمال کسی کو نہیں سمجھتا اور نہ ہی ان کی ذات بابرکات میں کوئی کمی دیکھتا ہوں۔

بلکہ ان کی ذات بابرکات کو ذات حق کا غیر بھی نہیں سمجھتا۔ اور ان کو اکمل الکاملین زمانہ سمجھتا ہوں۔ پس

Marfat.com

یہ مجھ سے کب ہو سکتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسا کام عمل میں آئے جس سے میرے شیخ کی توجہ مجھ سے کم ہو جائے۔ خلوت میں نہ جانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ جو یہاں موجود ہیں دو حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔ یا وہ محرم ہیں۔ یا غیر محرم۔ اگر محرم ہیں تو کلمہ حق سے ان کو باز رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر نامحرم ہیں تو ان کو کیا معلوم کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ یہ بات سن کر حضور غوث اعظم خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت غوث پاک سے رخصت ہو کر قصبہ جیال میں ہی قیام فرمایا اور اسے جائے خوش جان کر وہاں ایک حجرہ تعمیر کیا اور اس میں اعتکاف فرمایا اور چلّہ کیا۔

نوٹ☆: وہ حجرہ بغداد کے قصبہ جیال میں آج بھی موجود ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ وہاں کے لوگ اس کی مرمت اور دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔

غوث پاک اور خواجہ اجمیری میں رشتہ داری☆: سیر الاقطاب میں درج ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز حضرت غوث پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رشتہ میں ماموں ہوتے ہیں اور حضرت غوث اعظم حضرت خواجہ کے ہمشیر زادہ ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز سادات حسینی ہیں اور حضرت غوث پاک والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہیں۔ حضرت غوث الاعظم کے حضرت غریب نواز کے خواہرزادہ ہونے کی روایت سیر الاقطاب کے علاوہ کسی اور کتاب میں موجود نہیں۔
بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضور غوث پاک خواجہ غریب نواز کے ماموں ہیں اور یہ روایت زیادہ مضبوط معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سماع میں وجد کے موقع پر کھڑا ہونا اور اس کی ابتداء☆: مصنف اقتباس الانوار حضرت شیخ اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۵۲ پر رقم طراز ہیں کہ میں نے بعض ثقات یعنی (معتبر حضرات) سے یوں سنا ہے کہ جب خواجہ غریب نواز قصبہ جیال پہنچے اور حضرت غوث پاک سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے خواجہ بزرگ کی خاطر قوالوں کو طلب فرمایا اور مجلس سماع منعقد کرائی جس میں خواجہ اجمیری پر وجد طاری ہو گیا۔ اس وقت حضرت غوث پاک عصا ہاتھ میں لئے کھڑے تھے۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اچانک عصا میں جنبش شروع ہوئی۔ خادم نے عرض کیا کہ عصا

Marfat.com

میں جنبش کس وجہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ عارف کاملِ سماع اور رقص میں ہے عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز حضرت خواجہ اجمیری کے ساتھ رقص کر رہی ہے اور میں نے اپنی ولایت کی قوت سے ساری کائنات کو تھام رکھا ہے ورنہ کائنات کا شیرازہ بکھر جائے۔ اور ہر چیز حضرت خواجہ اجمیری کے ساتھ رقص کر کے زیر وزبر ہو جائے اور غوغائے عظیم وقوع پذیر ہو جائے۔

حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر چلہ کشی ☆: ۵۶۱ھ میں آپ مختلف جگہ سے سفر کرتے ہوئے جانب اجمیر جاتے ہوئے راستہ میں جب لاہور پہنچے تو دو ماہ تک حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار پر چلہ کشی فرماتے رہے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ مزار داتا پر آپ نے چلہ کشی کی وہ جگہ آج بھی موجود ہے۔ داتا صاحب کے مزار پر حاضری دینے والے آپ کی چلہ گاہ پر بھی حاضری دیتے اور بوسہ زنی کرتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے مزار سے رخصت ہوتے ہوئے آپ نے جو شعر کہا وہ آج پوری دنیا میں اولیاء اللہ کے ماننے والوں کی زبان پر موجود ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنماء

حکیم الامت شاعر مشرق عاشق رسول ﷺ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قلندر لاہوری علیہ الرحمۃ آپ کی چلہ کشی کی منظر کشی ان الفاظ میں کی ہے۔

سید ہجویر مخدوم امم　　مرقدِ او پیر سنجر را حرم

آمد اجمیر شریف ☆: آپ پتھورا رائے کے دور حکومت میں اجمیر (ہندوستان) تشریف لائے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ پتھورا رائے اُس زمانے میں اجمیر ہی میں مقیم تھا۔ ایک روز اُس نے آپ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو کسی وجہ سے ستایا وہ بے چارا آپ کے پاس فریاد لے کر پہنچا آپ نے اُس کی سفارش میں پتھورا رائے کے پاس پیغام بھیجا۔ لیکن اُس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی۔ اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آ کر بیٹھ گیا ہے۔ اور غیب کی باتیں کرتا ہے۔ جب حضرت خواجہ اجمیری کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے پتھورا رائے کو زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا۔ اسی زمانے میں سلطان معز الدین سام عرف شہاب الدین غوری کی فوج

Marfat.com

غزنی سے اجمیر پہنچی پتھورا لشکر اسلام سے مقابلہ کے لئے آیا سلطان معزالدین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اسی تاریخ سے اس ملک میں اسلام پھیلا اور کفر کی جڑ کٹ گئی۔

بیعت و خلافت ☆: حضرت خواجہ غریب نواز ۵۵۲ھ میں ہارون پہنچے حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ نے پہلی نظر ہی میں بھانپ لیا کہ اس نوجوان کی پیشانی میں نورِ ولایت چمک رہا ہے۔ اور اس کو ایک دن آسمان ولایت پر آفتاب بن کر چمکنا ہے۔

چنانچہ انہوں نے فوراً خواجہ غریب نواز کو اپنے حلقہ ارادت میں لینے کا ارادہ کر لیا ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ کی بیعت ہرون میں ہوئی اور دوسری روایات کے مطابق بغداد کی جامع مسجد میں ہوئی اس بیعت کا حال آپ نے خود اس طرح بیان کیا ہے۔ یہ فقیر بغداد میں خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا اُس مجلس میں بہت سے درویش حاضر تھے۔ فقیر نے جونہی بیعت کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو اکیس بار درود شریف پڑھو فقیر نے تعمیل کی پھر حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

ترا بخدا رسانیدم و مقبول حضرت او گردانیدم

اس کے بعد حضرت نے عاجز کے سر کے بال تراشے اور کلا چہار ترکی فقیر کے سر پر رکھی پھر اپنا گلیم خاص مرحمت فرمایا اور حکم دیا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ عاجز نے حکم کی تعمیل کی پھر فرمایا اب جا اور آج کا دن اور آج کی رات مجاہدہ کر فقیر نے ایک دن اور ایک رات یادِ الٰہی میں بسر کی پھر حاضر ہوا تو فرمایا بیٹھ جاؤ عاجز بیٹھ گیا تو فرمایا اوپر دیکھو اور بتا تو کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔ فقیر نے اوپر دیکھ کر عرض کیا عرش معلیٰ تک نگاہ جاتی ہے۔ پھر فرمایا نیچے دیکھ کہاں تک نگاہ کام کرتی ہے۔ فقیر نے عرض کیا تحت الثریٰ تک سب کچھ عاجز کے سامنے ہے۔ پھر فرمایا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو فقیر جب اس سے فارغ ہوا تو حکم ہوا۔ اب اوپر دیکھ کہا تک نظر جاتی ہے فقیر نے اوپر دیکھ کر عرض کیا حجاب عظمت تک سب کچھ عاجز کے سامنے موجود ہے۔ پھر فرمایا اپنی آنکھیں بند کر لو۔ فقیر نے آنکھیں بند کر لیں پھر ارشاد ہوا اب کھول دے فقیر نے ایسا ہی کیا۔ اب حضرت نے اپنی دو انگلیاں کھول کر فرمایا کہ ان میں سے تجھے کہاں تک نظر آتا ہے۔ فقیر عرض پیرا ہوا کہ اٹھارہ ہزار عالم دکھائی دے رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت نے فرمایا بس اب تیرا کام پورا ہو گیا یعنی تو مرتبہ کمال کو پہنچ گیا پھر آپ نے قریب پڑی ہوئی ایک اینٹ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اسے اٹھا فقیر نے اینٹ اٹھائی تو اس کے نیچے کچھ دینار پائے حکم ہوا یہ دینار اٹھا کر فقیروں پر صدقہ کر دے۔ فقیر نے حکم کی تعمیل کی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بیعت کرتے ہی مرشد کامل نے آپ کو اپنے فیوض روحانی سے مالا مال کر دیا اور آناً فاناً تمام مدارج سلوک طے کرا کر مرتبہ کمال کو پہنچا دیا۔ اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ خواجہ غریب نواز پیدائشی ولی تھے اور مرشد کامل نے پہلی نگاہ میں ہی آپ کی صلاحیتوں کا اندازہ لگا لیا تھا۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے چودہ علوم☆: یوں تو حضور خواجہ غریب نواز خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کو لاتعداد ان گنت علوم پر عبور حاصل تھا جو کہ فیضان نبوت مصطفوی ﷺ اور ولایت حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے آپ کو حاصل تھے مگر آپ کے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مریدین و سالکین کے لئے جو علوم مشائخ چشت اہل بہشت نے تحریر کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(ا) علم شریعت۔ (۲) علم فقہ۔ (۳) علم فضل۔ (۴) علم حکمت۔ (۵) علم یقین۔ (۶) علم تحریرات۔ (۷) علم نجوم۔ (۸) علم مراقبہ۔ (۹) علم موسیقی۔ (۱۰) علم طب۔ (۱۱) علم توحید۔ (۱۲) علم طریقت۔ (۱۳) علم حقیقت۔ (۱۴) علم لدّنی۔

چشتیہ سلسلہ کے پندرہ مقامات سلوک☆: حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ سے منسوب کتاب گنج الاسرار میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سالکین کے لئے سلوک کی پندرہ منازل درج ہیں۔ جن میں مقام اول تائبان، دوم عابدان، سوم زاہدان، چہارم صابران، پنجم راضیان، ششم قانعان، ہفتم مجاہدان، ہشتم متفکران، نہم شکستگان، دہم مرشدان، یازدہم صالحان، دوازدہم مخلصان، سیزدہم عارفان، چہاردہم شاکران، پانزدہم محبان۔

نوٹ☆: پندرہ مقامات سلوک فقیر راقم الحروف نے تصوف کی معروف کتاب انوار العیون جو کہ جناب زبیر احمد گلزاری صاحب نے اسلام آباد سے چھپوائی ہے سے نقل کیے ہیں۔ کتاب ہذا کے آخری باب میں ان مقامات سلوک کی تشریح ناچیز نے کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔ باب آخر۔

Marfat.com

تعلیمات☆: آپ فرماتے ہیں کہ عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ لہٰذا جو کچھ بھی اس دل میں آئے گا جل جائے گا۔ اور نابود ہو جائے گا کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں۔ (نمبر) آپ فرماتے ہیں کہ بہتی ندیوں کا شور سنو کس طرح شور کرتی ہیں۔ لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں بالکل خاموش ہو جاتی ہیں۔ (نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے۔ اول سمندر جیسی سخاوت دوم آفتاب جیسی شفقت سوم زمین جیسی تواضع۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی حضرت خواجہ فخر الدین حضرت خواجہ معین الدین حضرت قاضی حمید الدین ناگوری حضرت شیخ وجیہہ الدین حضرت شیخ حمید الدین صوفی جن کا نسب معروف صحابی رسول حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے حضرت شیخ برہان الدین عرف بدو حضرت خواجہ حسن خیاط حضرت شیخ عبداللہ بیابانی (جے پال جوگی) المعروف سہرانہ حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی علیہم الرحمۃ والرضوان۔

علم مرتبت☆: حضرت خواجہ غریب نواز کے علوم مرتبت کا اندازہ تو صرف اسی بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قطب المشائخ کا لقب عطا ہوا۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہندوستان کا روحانی بادشاہ مقرر کیا۔ جس ہستی کو آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظر کرم سے نوازیں اس کی جلالت وعظمت اور رفعت کا کیا ٹھکانہ۔ یہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیضان نظر تھا کہ خواجہ غریب نواز کے بعد تمام اولیاء اور علماء نے آپ کی عظمت وجلالت کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کیا اور آپ کو بڑے رفیع الشان القاب وخطابات سے یاد کیا۔ مثلاً سلطان السالکین قطب الاقطاب زبدۃ المشائخ سر حلقہ مشائخ کبار اور سلطان الہند وغیرہ۔

ہندوستان میں برطانوی دور حکومت کے ایک وائسرائے لارڈ کرزن کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں دو بزرگ ایسے دیکھے ہیں جو اپنی وفات کے بعد بھی لوگوں پر اس طرح حکومت کر رہے ہیں۔ گویا بہ نفس نفیس ان کے درمیان موجود ہیں ان میں ایک خواجہ سیّد معین الدین چشتی سنجری اجمیری

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر لارڈ کرزن نے ان دونوں عظیم المرتبت ہستیوں کی رفعت شان کا واقعی صحیح اندازہ لگایا لیکن حضرت خواجہ اجمیری کا تو یہ مقام ہے کہ شہنشاہ عالمگیر نے بھی آپ کے آستانہ مبارک پر کئی مرتبہ حاضری دی۔

ترکشِ ماراخنگ آفریں ☆: شہنشاہ عالمگیر نے ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ ہر دور کے سلاطین، امراء، وحکام نے اس آستانہ عالیہ پر حاضری دی جن میں سلطان جلال الدین خلجی شہنشاہ جلال الدین اکبر اور شاہ جہاں۔ جہاں آرا بیگم نسبت شاہ جہان انگریز حکام۔ شاہ افغانستان حبیب اللہ خان اور ہندوستان کے سابق والیان ریاست اور عوامی سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمان اور غیر مسلم سربراہان مملکت آپ کی چوکھٹ پر بوسہ زنی کرتے ہیں۔۔ اور تا قیامت حاضری دیتے رہیں گے۔

ہر شب خانہ کعبہ کا طواف اور جمیر کو واپسی ☆: اقتباس الانوار صفحہ ۳۷۳ میں درج ہے کہ آپ ہر شب اجمیر شریف سے خانہ کعبہ کی زیارت وطواف کے لئے جایا کرتے تھے۔ جو لوگ حج کے لئے جایا کرتے تھے۔ آپ کو طواف کرتے ہوئے دیکھتے تھے۔ اور گھر کے لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ اپنے حجرہ میں محو عبادت ہیں۔ بالآخر اس راز سے پردہ اٹھ گیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ آپ ہر رات اپنی باطنی قوت ولایت سے روزانہ بعد عشاء خانہ کعبہ کے طواف اور زیارت کے لئے جاتے ہیں اور نماز فجر واپس اجمیر شریف میں ادا فرماتے ہیں۔

سلسلہ چشتیہ کے مریدین کے لئے ابدی بشارت ☆: تصوف کی معروف کتاب سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن خواجہ غریب نواز حرم کعبہ میں مشغول عبادت تھے کہ غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین میں تجھ سے راضی ہوں اور میں نے تجھے بخش دیا اور اب تجھے جس چیز کی خواہش ہو طلب کرو میں عطا کروں گا۔ آپ نے عرض کیا الٰہی معین الدین کے مرید اور مریدین کے مریدین جو بھی اس سلسلہ میں داخل ہوں ان کو بھی بخش دے۔ فرمان الٰہی جاری ہوا اے معین الدین تو میرا ہے اور تیرے مرید اور تیرے مریدوں کے مرید قیامت تک جو بھی تیرے سلسلے میں داخل ہونگے میں نے سب کو بخش دیا۔ **اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ**

Marfat.com

اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز بار بار فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص میرا مرید ہے یا میرے مریدوں کا مرید ہے اور قیامت تک جو میرے سلسلے میں داخل ہوگا۔ معین الدین اس وقت تک بہشت میں قدم نہ رکھے گا جب تک اس کو بہشت میں نہ لے جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے خواجگان چشت کو اہل بہشت کہا جاتا ہے۔ (بحوالہ سیر الاقطاب۔ اقتباس الانوار مرآۃ الاسرار صفحہ: ۳۷۳)

کشف و کرامات ☆: اجمیر شریف میں جب خواجہ غریب نواز نے اناساگر کے کنارے قیام فرمایا تو ہندوؤں نے بہت برا مانا حضرت کے کچھ ساتھیوں نے تالاب میں نہانا چاہا یا استعمال کے لئے پانی لینا چاہا تو ہندوؤں نے انہیں دھکے دے کر گھاٹ سے اتار دیا۔ ان لوگوں نے حضرت خواجہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک مرید کو اپنا کوزہ دیکر فرمایا کہ جاؤ اناساگر سے پانی بھر لاؤ۔ کہتے ہیں کہ اُس نے جب کوزہ تالاب میں ڈالا تو اناساگر کا سارا پانی اس کوزے میں کھینچ آیا اور تالاب خشک ہوگیا۔ بعض روایتوں کے مطابق اجمیر کے تمام کنویں اور تالاب خشک ہو گئے پانی خشک ہونے کی بنا پر شہر میں کہرام مچ گیا بالآخر شہر کے معززین کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے استدعا کی کہ پانی کی نایابی کی وجہ سے مخلوق خدا تڑپ رہی ہے۔ آپ اسے پھر سے جاری کر دیں اور آئندہ آپ کے ساتھیوں پر کوئی زیادتی نہ کی جائے گی۔ چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ پانی کا کوزہ اناساگر میں ڈال دو۔ اس نے جونہی کوزہ وہاں الٹا تالاب پہلے کی طرح لبالب بھر گیا اور سارے شہر میں پانی کی فراوانی ہوگئی۔

کرامت ۲ ☆: قیام اجمیر کے ابتدائی دور میں راجہ پرتھوی راج اور اس کے حکام نے ایک دفعہ بغرض شرارت ایک مست ہاتھی آپ کے حلقہ کی جانب چھوڑ دیا جونہی یہ مست ہاتھی آپ کے پاس پہنچا آپ نے زمین سے تھوڑی سی خاک اٹھا کر اس ہاتھی کی طرف پھینکی دیکھتے ہی دیکھتے قدرت الٰہی سے وہ ہاتھی پتھر کا ہوگیا اور آج تک اجمیر میں موجود ہے۔

کرامت ۳ ☆: جن دنوں آپ سمرقند میں مقیم تھے ایک دن خواجہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ کے مکان سے متصل مسجد پر ایک شخص نے اعتراض کر دیا کہ اس کی قبلہ کی سمت غلط ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ بھی اس مسجد میں نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ نے اُس شخص کو سمجھایا کہ اس کی سمت قبلہ درست ہے۔ مگر وہ نہ مانا یکا یک حضرت نے اِس کی گردن پکڑ کر فرمایا سامنے دیکھ اس نے سامنے دیکھا تو بیت اللہ شریف عین سامنے نظر آیا۔

کرامت ۴ ☆: ایک دن آپ کا ایک مرید روتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حاکم شہر نے مجھے بلاوجہ شہر سے نکل جانے کا حکم دے دیا ہے۔ اور میں بہت پریشان ہوں حضرتؒ نے فرمایا نہ میں حاکم شہر کو جانتا ہوں نہ مجھے یہ علم ہے۔ کہ اس کی تمہارے ساتھ کیا دشمنی ہے۔ مگر مجھے خبر دی گئی ہے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ چنانچہ وہ مرید جب اپنے شہر واپس پہنچا تو شہر سے باہر ہی سن لیا کہ حاکم شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔

کرامت ۵ ☆: منقول ہے کہ دوران سیاحت حضرت خواجہ غریب نواز کا گزر علاقہ غور سے ہوا شیخ شہاب الدینؒ سہروری اور حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی علیہم الرحمۃ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اچانک آپ کی نظر ایک نوجوان پر پڑی جو تیر کمان لئے ہوئے آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے اُس نوجوان سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اُس نے نہایت ادب سے جواب دیا شہاب الدین۔ حضرت نے فرمایا یہ نوجوان ایک دن دہلی کا بادشاہ ہوگا تاریخ شاہد ہے۔ حضرت کی پیشگوئی سچ ثابت ہوئی۔

مختصرات ☆: حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خوارق و کرامات اگر تفصیل سے لکھے جائیں تو اِس کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا یہ چند ایک کرامتیں تحریر کی ہیں اور ان کے علاوہ حضرت کی چند مشہور کرامتوں کو مختصر طریقے سے پیش کر رہا ہوں۔ ویسے تو حضرت خواجہ صاحبؒ کی ہر بات ہر ادا ہی کرامت تھی دوران سیاحت سبزوار کا حاکم آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا اور آپ کی ایک نگاہِ کرم سے اس کی زندگی میں انقلاب پیدا ہوگیا۔ آپ کے فیض صحبت سے ایک دن وہ ولایت کے درجے پر پہنچا۔ (نمبر۲) مولانا ضیاء الدین فلسفی کے دل سے تمام فلسفیانہ خیالات آپ کی نگاہ فیض اثر سے دور ہوگئے۔ (نمبر۳) آپ کے قیام دہلی کے دوران ایک شخص قتل کے ارادے سے آپ کی مجلس میں آیا آپ کو بذریعہ کشف اُس کے ارادے کی خبر ہوگئی۔ چنانچہ آپ

Marfat.com

نے اس کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ جس ارادے سے آئے ہو اپنا کام سرانجام دو وہ شخص آپ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ (نمبر۴) اجمیر میں راجہ کے اونٹ زمین سے اٹھنے کی طاقت سے محروم ہو گئے۔ جب تک حضرت خواجہ نے ان کے لئے دعا نہ مانگی وہ زمین سے ہل نہ سکے۔ (نمبر۵) رام دیو مہنت پر آپ کی ایک نگاہ نے یہ اثر کیا کہ وہ اپنا آبائی دھرم ترک کر کے آنا فانا اسیر حلقہ اسلام ہو گیا۔ (نمبر۶) جے پال جوگی اور اس کی تمام ساحرانہ قوتیں حضرت خواجہ کے سامنے سرنگوں ہو گئیں اور وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ (نمبر۷) راجہ پرتھوی راج کے زوال کی آپ نے جو پیشگوئی فرمائی وہ حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

حضور خواجہ غریب نواز کا شجرہ نسب

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام سیّد زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیّدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیّدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیّد امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیّد خواجہ ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ سیّد محمد عزیز رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ سیّد طاہر رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ سیّد کمال الدین احمد حسن رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ سیّد غیاث الدین رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سیّد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وصال باکمال ☆: وصال کی شب آپ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ اندر سے بند کر لیا حجرہ کے باہر اہل خانقاہ کو رات بھر اندر سے زور زور سے پیر پٹکنے کی آواز آتی اس کی کیفیت حالت وجد میں پیر پٹکنے کی مانند تھی خدام نے یہی سمجھا کہ حضرتؒ وجد کے عالم میں ہیں رات کے آخری حصے میں یہ آواز بند ہو گئی فجر کی نماز کے وقت خدام نے حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن اندر سے کوئی آواز نہ آئی کسی نہ کسی طرح دروازہ کھول کر داخل ہو کر دیکھا کہ آسمان ولایت کا درخشندہ ستارہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملا ہے۔ اور حجرہ کے در و دیوار شہادت دے رہے ہیں کہ حَبِیبُ اللّٰہ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہ (یعنی خدا کا دوست خدا کی محبت یعنی

Marfat.com

رضائے دوست میں وصال کر گیا۔) آپ نے ۱۰۴ برس اور بہ اختلاف روایت سو برس یا ۹۷ برس کی عمر شریف میں چھ رجب المرجب بروز دوشنبہ ۶۳۳ھ کو وصال باکمال فرمایا مزار فیض پُر انوار اجمیر شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی حیات طیبہ پر ایک تاریخی نظر

☆	ولادتِ باسعادت	۵۳۵ھ با اختلاف روایت
☆	مقام ولادت	بمقام: سنجار، نزد اصفہان۔ملک ایران
☆	اسم گرامی	سیّد معین الدین حسنؒ
☆	والدِ ماجد کا اسم گرامی	حضرت خواجہ غیاث الدینؒ
☆	والدہ ماجدہ کا اسم گرامی	بی اُم الورعؒ
☆	سایہ پدری سے محرومی	۵۴۴ھ
☆	شیخ ابراہیم مجذوب سے ملاقات	۵۴۴ھ
☆	علوم ظاہری کی تکمیل بمقام سمرقند و بخارا	۵۴۴ھ تا ۵۵۰ھ
☆	آپ کے شہرہ آفاق اساتذہ۔حضرت مولانا حسام الدین اور مولانا شرف الدین	
☆	حضور غوث پاکؓ سے ملاقات بمقام بغداد شریف	۵۵۰ھ
☆	زیارت حرمین شریفین	۵۵۱ھ
☆	حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دست حق پرست پر بیعت بمقام ہارون	۵۵۲ھ
☆	آغاز سفر بغداد تا ہندوستان	از ۵۵۷ھ تا ۵۶۱ھ
☆	حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار پر چلہ کشی	۵۶۱ھ
☆	مرشد کامل کے ہمراہ سفر حرمین شریفین	۵۶۳ھ
☆	سرزمین اُوش پر آمد	۵۷۳ھ
☆	سرزمین سنجار پر تشریف آوری	۵۸۰ھ

Marfat.com

☆ حضرت غوث پاک سے دوبارہ ملاقات ۵۸۰ھ

☆ مسند سجادگی و جانشینی پر رونق افروزی ۵۸۲ھ

☆ حضرت قطب عالم خواجہ قطب الدین کا بیعت ہونا ۵۸۲ھ بمقام اصفہان

☆ خواجہ قطب کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین اور بارگاہ رسالت سے
ہند کی ولایت کا پروانہ عطا ہونا ۵۸۵ھ

☆ غریب نواز کا حضرت خواجہ قطب کو خلافت سے نوازنا ۵۸۵ھ بمقام سمرقند

☆ سرزمین اجمیر پر ورودِ مسعود بہ زمانہ پرتھوی راج ۵۸۶ھ

☆ شہاب الدین غوری کی بارگاہ غریب نواز میں حاضری بمقام غزنین ۵۸۸ھ

☆ شہاب الدین غوری کا غریب نواز کے ہاتھ پر بیعت ہونا بمقام اجمیر ۵۸۹ھ

☆ سرزمین دہلی پر غریب نواز کی تشریف آوری ۶۱۱ھ

☆ حضرت غریب نواز کا عقد مبارک ہمراہ بی بی امۃ اللہ ۵۹۰ھ

☆ حضرت غریب نواز کا دوسرا عقد مبارک ہمراہ بی بی عصمۃ اللہ ۶۲۰ھ

☆ آپ کے فرزند خواجہ فخر الدین کی ولادت باسعادت ۵۹۱ھ

☆ آپ کے دیگر صاحبزدگان خواجہ حسام الدین ابوصالح۔ خواجہ ضیاء الدین ابوسعید۔
صاحبزادی بی بی حافظہ جمال

☆ وصال باکمال بمقام اجمیر شریف ۶۳۳ھ

کسی عارف کامل نے آپ کے وصال پر قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

خواجۂ والا معین الداین کہ از انوارِ اُو
گشت روشن درد و عالم ماہتاب ملک ہند
محو شد نور حق چوں آں مہِ چراغ پتش
شدندا از چراغ چارم آفتاب ملک ہند

۶۳۳ھ

Marfat.com

منقبت درشان خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ

شہید تیغ محبت وصال قطب الدین کمال حسن عقیدت خیال قطب الدین
تم حسن ونکہت گل کی نہ کوئی بات کرو حسین و برتر و افضل جمال قطب الدین
وہ جن کو عشق الٰہی کا درس لینا ہو وہ آ کے دہلی میں دیکھیں مثال قطب الدین
تمام شہر پہ دیوانگی سی طاری تھی ہوا جو آنکھ سے اوجھل ہلال قطب الدین
اک التمش ہی محبت میں تھا نہیں بے خود ہر اک بشر تھا اسیر خیال قطب الدین
ہیں میری چشم تصور میں وہ ظفر ایسے مہ تمام میں دیکھا جمال قطب الدین

ڈاکٹر ظفر یا تو آنہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: طائر ہوائے لامکانی، سائر عمان سبحانی، ذبیح خنجر تسلیم ورضا، سیر الاقطاب مونس الارواح۔ دلیل العارفین سراج الاولیاء، زبدۃ العرفاء عارف باللہ فخر الکاملین مظہر انوار قطب العارفین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی اوشی رحمتہ اللہ علیہ ۵۸۵ھ بمطابق ۱۱۸۴ء میں حضرت سید کمال الدین بن سید موسیٰ بن سید احمد اوشی بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید سحاق بن سید احسن بن سید معروف بن سید احمد حسینی بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید جعفر ثانی بن سید امام نقی بن امام سید علی رضا موسیٰ بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر قصبہ اوش میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت ایک روشنی نمودار ہوئی جس نے سارے گھر کو منور کر دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ میرے شکم میں تھے تو تہجد کے وقت اٹھ کر جب میں نماز تہجد پڑھتی تو مجھے میرے شکم سے ذکر الٰہی کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جب

Marfat.com

آپ کی عمر عزیز ڈیڑھ برس کی ہوئی تو والد بزرگوار کا وصال ہو گیا۔ والد کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے دل و جان سے آپ کی تعلیم و تربیت اور پرورش پر خصوصی توجہ دی۔ آپ ۱۷ برس کی عمر میں حضرت خواجہ غریب نواز کے دامنِ فیض سے وابستہ ہوئے اور زندگی کے آخری سانس تک تبلیغ و ہدایت کا مقدس کام اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق جاری رکھا اولیائے چشت میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ جیسے جلیل القدر بزرگ آپ کے دامن سے وابستہ تھے حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمۃ چھٹی صدی ہجری کے وسط میں ماوراالنہر کے ایک قصبہ اوش میں پیدا ہوئے آپ کا اسم گرامی بختیار اور قطب الدین لقب تھا عام لوگوں میں خواجہ کاکی کے نام سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆ : حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ ابھی ڈیڑھ برس کے تھے کہ آپ کے والد ماجد سیّد کمال الدین علیہ الرحمۃ کو خالق حقیقی کا بلاوہ آ گیا اور انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اب آپ کی پرورش کا سارا بوجھ آپ کی والدہ ماجدہ کے سر پر آ پڑا۔ انہوں نے نہایت محبت اور توجہ سے آپ کی پرورش کی۔ جب حضرت خواجہ بختیار کاکی کی عمر شریف پانچ برس ہوئی تو شفیق والدہ نے اپنے بچے کو ایک ہمدرد پڑوسی کے سپرد کیا اور اس سے درخواست کی کہ اسے کسی مکتب میں داخل کرا دو۔ چنانچہ وہ شخص آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہا تھا۔ کہ راستے میں ایک نورانی صورت بزرگ ملے۔ انہوں نے اس شخص سے پوچھا یہ بچہ کس کا ہے۔ اور تم اسے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس نے جواب میں سارا حال بیان کر دیا۔ اس بزرگ نے فرمایا آؤ میں اس بچے کو ایک ایسے استاد کے پاس لے جاؤں گا جو اس بچے کو ایک لاثانی انسان بنا دے گا۔

چنانچہ وہ بزرگ ان کو ساتھ لے کر حضرت مولانا ابو حفص علیہ الرحمۃ کے مکان پر پہنچے مولانا ابو حفص ایک باکمال بزرگ تھے اور علوم ظاہری و باطنی پر کامل عبور رکھتے تھے۔ اُن بزرگ نے حضرت خواجہ کاکی کا ہاتھ حضرت ابو حفص علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اے ابو حفص اس بچے کو خاص توجہ سے تعلیم دینا یہ ایک دن آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے گا۔ اتنا کہہ کہ وہ بزرگ وہاں سے چلے گئے مولانا ابو حفص علیہ الرحمۃ نے خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی سے پوچھا جانتے ہو یہ کون تھے۔ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ابو حفص علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے تم اب اطمینان سے گھر جاؤ انشاء

Marfat.com

اللہ اس بچے کی تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے گا۔ اس پڑوسی نے واپس آ کر حضرت کی والدہ ماجدہ سے سارا قصہ بیان کر دیا نہایت مسرور ہوئیں۔ مولانا ابو حفص علیہ الرحمۃ نے نہایت ہی خصوصی توجہ کے ساتھ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم دی اور چند سالوں کے اندر اندر انہیں ایک جید عالم بنا دیا۔ ظاہری علوم کے علاوہ مولانا نے حضرت خواجہ کو باطنی علوم بھی پڑھائے یہی وجہ تھی کہ آپ بچپن ہی سے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے۔ دلیل العارفین صفحہ ۶۲ میں مناقب المحبوبین کے حوالے سے ایک اور روایت اس طرح ہے کہ آپ نے پندرہ سپارے شکم مادر میں یاد کئے تھے اور باقی پندرہ سپارے حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے آپ کو یاد کرائے تھے۔ مراۃ الاسرار اور اقتباس الانوار میں یہی روایت کچھ مختلف الفاظ میں اس طرح درج ہے کہ جب آپ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے تو قاضی صاحب نے تختی ہاتھ میں پکڑ کر پوچھا اے قطب الدین کیا لکھوں۔ آپ نے جواب دیا کہ لکھو سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

(پ ۱۵۔ ع ۱۔ آیت ۱)

یہ سن کر قاضی صاحب نے کہا کہ یہ پندرہواں پارہ ہے آپ نے قرآن پاک کے اس سے پہلے سپارے کہاں پڑھے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میری والدہ کو پندرہ سپارے زبانی یاد ہیں۔ میں نے والدہ کے شکم اطہر میں ان کے قلب پر نظر ڈالی۔ حق تعالیٰ کے کرم سے مجھے وہ سپارے زبانی یاد ہو گئے۔ چنانچہ قاضی صاحب نے پندرہویں سپارے سے آگے آپ کو سبق یاد کرانا شروع کیا اور عرصہ چار روز میں آپ کو مکمل قرآن یاد ہو گیا تھا۔

بیعت و خلافت☆: ماہ رجب ۵۲۱ھ کو تقریباً سترہ برس کی عمر شریف میں حضرت خواجہ قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ غریب نواز کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ یہ بیعت کہاں ہوئے اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق خواجہ غریب نواز سیاحت کرتے کرتے خود ہی اوش پہنچ گئے اور خواجہ کاکی کو گھر بیٹھے گوہر مقصود ہاتھ آیا اور وہ خواجہ غریب نواز کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

دوسری روایت کے مطابق خواجہ کاکی پیر کامل کی جستجو میں بغداد پہنچے اور وہاں ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ برہان چشتی، شیخ اوحد الدین کرمانی، شیخ محمود اصفہانی اور شیخ داؤد

Marfat.com

کرمانی علیہم الرحمۃ کی موجودگی میں خواجہ غریب نواز کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور ۲۷ ذی الحج ۵۷۴ کو اُن سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

ریاضت ومجاہدہ ☆: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ رات دن میں باختلاف روایت پچانوے یا ڈھائی سو رکعت نفل نماز ادا کرتے تھے۔ اور تین ہزار بار درود شریف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس پر بھیجتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قصبہ اوش کا "ایک شخص جس کا نام رئیس تھا۔ جو حضرت خواجہ قطب صاحب کا مرید تھا ایک رات اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک رفیع الشان قصر ہے۔ جس کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک نورانی صورت بزرگ بار بار اس محل کے اندر جاتے ہیں۔ اور پھر باہر آ کر ان لوگوں میں سے کسی ایک سے ایک آدھ بات کرتے ہیں۔ رئیس مذکورہ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جواب ملا کہ اس محل کے اندر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رونق افروز ہیں اور یہ بزرگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیام اقدس ان لوگوں کو نام بہ نام پہنچا دیتے ہیں۔ اس رئیس نے موقع پا کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ بارگاہِ رسالت میں میری یہ التجا پہنچا دیجئے۔ کہ یہ عاجز بھی حضور کے دیدار کا مشتاق ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر گئے اور حضور کا یہ پیغام لائے کہ تمہارے لئے ابھی ہماری زیارت کا وقت نہیں آیا تم جاؤ اور قطب الدین سے کہو جو تحفہ تم ہر شب ہمارے لئے بھیجا کرتے تھے۔ وہ تین شب سے ہمارے پاس نہیں پہنچا اس موقع پر رئیس کی آنکھ کھل گئی اور وہ سیدھا حضرت خواجہ قطب صاحب کے پاس پہنچا اور اپنے خواب کی کیفیت بیان کی۔ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب نے حال ہی میں شادی کی ہے۔ اور اسی وجہ سے تین شب سے معمول کے مطابق درود شریف نہیں پڑھ سکے۔

چنانچہ حضرت نے خواب کی کیفیت سن کر اُسی وقت بیوی کو طلاق دے دی اور علائق دنیاوی سے کنارہ کش ہو گئے۔ آپ دن رات عبادت وریاضت میں مست تھے اوائل عمر میں تو غلبہ خواب سے کچھ سو بھی لیتے تھے مگر اس کے بعد رفتہ رفتہ آرام کرنا بالکل ترک کر دیا۔ آخری عمر میں تو دن رات ہی بیدار رہتے تھے بیس برس تک آپ نے زمین سے پیٹھ نہ لگائی ہر وقت عالم استغراق میں رہتے تھے۔ البتہ نماز کے وقت ہوشیار ہو جاتے تھے۔ نماز کے بعد تلاوت قرآن بھی کثرت سے کرتے تھے ہر وقت خلوت گزیں رہتے تھے۔ لوگوں سے کم ملتے تھے اگر

Marfat.com

کسی وقت بہت سے لوگ جمع ہو جاتے تو اُس وقت حجرہ سے باہر تشریف لاتے سب لوگوں کو ایک پیالہ پانی تقسیم فرمانے کے بعد کچھ پندو نصائح فرما کر واپس اپنے حجرہ میں جا کر مشاہدہ ربانی میں مشغول ہو جاتے۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ اگر تجھے مردِ کامل بننے کی تمنا ہے۔ تو کم بول کم کھا کم سو اور لوگوں سے کم مل۔ (نمبر ۲) جب بندا سراپا تقویٰ اور شریعت کا پابند ہو جاتا ہے۔ تب مقام طریقت پر آتا ہے۔ اس کے بعد معرفت حاصل ہوتی ہے۔ (نمبر ۳) آپ فرماتے ہیں پیر یعنی شیخ میں اس قدر تصرف اور قوت باطنی ہونا ضروری ہے کہ مرید کے سینہ کو زنگ قبیحہ کینہ وحسد وغیرہ سے پاک کر دے اور پاک کر کے خدا تک پہنچا دے۔ اگر یہ قدرت نہ ہو تو پیر اور مرید دونوں غلطی پر ہیں۔ (نمبر ۴) فقیر کی یہ شان ہے کہ آرائش دنیا سے اپنے آپ کو پاک رکھے اور اللہ کے سوا کسی کو اپنے دل میں جگہ نہ دے۔ (نمبر ۵) درویش وہ ہے کہ کوئی اُس کے دَر سے خالی نہ جائے۔ (نمبر ۶) متوکل وہ ہے کہ رنج و راحت ہر حال میں راضی برضا رہے اور کسی سے شکایت نہ کرے۔ (نمبر ۷) جھوٹی قسم کھانے والا خانماں برباد ہو جاتا ہے۔ (نمبر ۸) جسے خدا سے محبت ہوتی ہے اسے فقیر سے وحشت نہیں ہوتی۔ (نمبر ۹) نیک کام سے بہتر نیکوں کی صحبت اور برے کام سے بدتر بروں کی صحبت ہے۔ (نمبر ۱۰) بھوکوں کو کھانا کھلانا غرباء کی حاجت روائی کرنا دردمندوں کی دستگیری کرنا ان سے بہتر کوئی عمل دوزخ سے بچنے کیلئے نہیں ہے۔

کشف و کرامت ☆: ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب صاحب اور قاضی حمیدالدین ناگوری مولانا علاؤالدین کرمانی علیہم الرحمۃ اور کئی دوسرے بزرگ ایک مجلس میں جمع تھے۔ حج کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی کہ یکا یک خواجہ بختیار کاکی کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے اللہ کی رحمت بے حساب ہے وہ چاہے تو اپنے فضل سے اپنے بندوں کے پاس کعبہ شریف بھیج دے کہ اپنے مقام پر ہی طواف کر لیں حضرت قطب صاحبؒ کے اس ارشاد سے حاضرین پر از خود رفتگی کا عالم طاری ہو گیا اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو بیت اللہ شریف سامنے تھا سب نے طواف کیا اُس وقت غیب سے آواز آئی۔ عزیزو ہم نے تمہیں حج کا ثواب عطا کیا۔

کرامت ۲ ☆: ایران کا مشہور شاعر ناصری سلطان شمس الدین التمش کی داد و دہش کا شہرہ

Marfat.com

سن کر دہلی آیا دربار میں جانے سے پہلے حضرت خواجہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور دعا کی درخواست کی حضرت نے فرمایا جاؤ اللہ سرخرو کرے گا ناصری خوش خوش دربار میں پہنچا اور سلطان کی شان میں ایک زوردار قصیدہ پڑھا اتفاق سے بادشاہ کا دھیان کسی اور طرف چلا گیا۔ اُس نے قصیدہ پر توجہ نہ کی ناصری نے مایوسی کے عالم میں حضرت خواجہ کاکیؒ کا تصور کیا۔ ادھر بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا شروع سے اپنا قصیدہ پڑھو اس نے دوبارہ شروع کیا۔ مطلع

اے فتنہ از نہیب توز نہار خواستہ　　　　تیغ تو مال و فیل زکفار خواستہ

جب مقطع پر پہنچا تو بادشاہ نے قصیدہ دوبارہ پڑھوایا اور پھر پوچھا اس قصیدے میں کتنے ابیات ہیں ناصری نے عرض کیا۔ چھپن۔ دریا دل بادشاہ نے اسے چھپن ہزار اشرفیاں دینے کا حکم دیا۔ ناصری کو اتنے بڑے انعام کی توقع نہ تھی۔ شاداں و فرحاں حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور نصف اشرفیاں آپ کی نذر کرنے لگا آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اسے محبت سے رخصت کر دیا۔

کرامت ۳ ☆: ایک مرتبہ آپ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں دریا آ گیا پار جانے کے لئے کوئی کشتی وغیرہ نہ تھی آپ نے سورۃ اخلاص پڑھ کر دریا کے پانی پر پھونک ماری اُسی وقت دریا میں راستہ بن گیا اور آپ بابا صاحب کے ہمراہ پار چلے گئے۔

وصال ☆: ایک روز شیخ علی سنجری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں محفل سماع منعقد ہوئی۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے۔ قوالوں نے حضرت شیخ احمد جامؒ کا کلام پڑھنا شروع کیا جس وقت وہ اس شعر پر پہنچے۔

کشتگان　خنجر　تسلیم　را　　　　ہر زمان از غیب جانے دیگر است

تو حضرت خواجہ نے ایک بار یہ شعر اپنی زبان مبارک سے پڑھا اور پھر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور حالت نازک ہوگئی قاضی حمیدالدین، مولانا بدرالدین علیہم الرحمۃ اور دوسرے بزرگ آپ کو خانقاہ میں لے آئے پھر قوالی شروع ہوئی اور تین دن اور تین رات تک اسی شعر پر تکرار رہی نماز کے وقت ہوش میں آ جاتے اور وضو کر کے نماز ادا فرماتے۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی پھر بے خود ہو جاتے اور عجیب کیفیت یہ تھی کہ مصرعہ پڑھا جاتا تو بالکل بے جان ہو جاتے لیکن دوسرا مصرعہ پڑھتے ہی بدن میں

Marfat.com

حرکت پیدا ہو جاتی آخر لوگوں کی رائے سے دوسرے مصرعہ کو بند کر دیا گیا اور پہلے مصرعہ کی دو چار دفعہ تکرار سے ہی آپ واصل بحق ہو گئے۔ وصال کے وقت سر مبارک قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کی گود میں تھا اور پاؤں مولانا بدر الدین غزنوی علیہ الرحمۃ کی آغوش میں۔

وصال باکمال ☆: تاریخ وصال ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ ۶۳۴ھ شب دوشنبہ تھی سلطان شمس الدین التمش نے غسل دیا اور خود ہی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اس جگہ دفن کیا جو حضرت خواجہ نے عالم حیات میں ہی اپنے مرقد کے لئے خریدی تھی۔ مزار فیض پُر انوار دہلی سے سولہ میل دور مہرولی کے مقام پر مرجع خاص و عام ہے۔ سیر الاقطاب میں ہے کہ جب حضرت کا جنازہ تیار ہو گیا تو سلطان شمس الدین موجود تھے اور شہر دہلی کے اکثر فقرا خلفاء اور شیوخ امراء وزرا عوام موجود تھے۔ حضرت ابو سعید نے کہا کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ وہ پڑھائے جس سے حرام سرزد نہ ہوا ہو۔ اور نماز عصر سے پہلے کی سنتیں قضا نہ ہوئی ہوں اور کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔ یہ اعلان سن کر شمس الدین التمش کافی دیر تک اِدھر اُدھر دیکھتے رہے تاکہ ان صفات کا حامل کوئی شخص آگے آئے لیکن جب کوئی نہ آیا گو ناچار بادشاہ سلطان شمس الدین التمش خود آگے بڑھے اور کہا کہ میں نہیں چاہتا تھا کے کوئی میرے حال سے واقف ہو لیکن چونکہ میرے شیخ کا یہی حکم ہے۔ میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا لہٰذا صفیں درست کر لو میں خود نماز جنازہ پڑھاتا ہوں چنانچہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنی طرف سے کندھا لگا کر جنازہ اٹھایا دوسری طرف سے تین اکابر اولیاء جنازہ اٹھائے ہوئے تھے۔ راقم الحروف نے درگاہ پر حاضری دی ہے۔ بڑی پُر سکون جگہ ہے۔ کیف و مستی کی عجیب بستی ہے۔ جہاں دن رات خدا کی رحمت برستی ہے۔

آپ کے وصال پر کسی عاشق نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

جناب شیخ قطب الدین اوشی — کہ بود او مقتدائے شیخ و ہم شاب

عجب تاریخ وصلش یافت سرور — ز قطب الدین مقدس قطب الاقطاب ۶۳۴

جانِ ما جاناں ما ایمان ما — حضرت خواجہ قطب سلطان ما

Marfat.com

منقبت در شان حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

روز بڑھتی جا رہی ہے آپ کی چاہت مزید
قطب الدین کے لاڈلے گنج شکر بابا فرید

وہ جو زبد الانبیاء کے نام سے موسوم ہیں
راحت قلب و نظر ٹھہرے ہیں وہ فرد فرید

کون ان کے رتبہ و عظمت سے ہوگا آشنا
ہیں جمال و صابر و بدر و نظام الدین مرید

مثل کوہ طور بھی ہے منبع انوار بھی
ہے اجودھن کا وہ ٹیلہ جس پہ دربار فرید

بارگاہ ناز میں پہنچا ہے جو بھی بھول کر
اس کی بھی قسمت کھلی وہ بھی بنا عبد سعید

فاذکرونی کی حقیقت ہے یہاں ظاہر ہوئی
ذکر کرواتا ہے عبد خاص کا رب مجید

آ رہی ہے خلق عالم کی صدائے دلنشیں
حق فریدؒ و یا فریدؒ و حق فریدؒ و یا فریدؒ

جن پہ ہے نازاں زمانہ وہ ظفر گنج شکر
"باب جنت" ان کا دروازہ ہے جنت کی کلید

ڈاکٹر ظفر یاتو آنہ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: بہستی ذات مطلق موجود، قطب اکبر شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ الانبیاء امام الاتقیاء سلطان العاشقین برہان الواصلین حجۃ الکاملین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یافتہ اور حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا شمار اکابر اولیاء کرام میں سے ہے۔ ریاضت، مجاہدہ، فقر اور ترک دنیا آپ کے محبوب ترین مشغلے تھے۔ آپ کشف و کرامات کی علامات اور ذوق و محبت کی درخشندہ نشانی تھے۔ خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھتے اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف کوچ فرماتے۔ آپ کا نسب نامہ پدری امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ

Marfat.com

کے خاندان سے تھے۔ کابل کی لڑائی میں آپ کے مورث اعلیٰ نے شہادت پائی۔ آپ کے دادا حضرت قاضی شعیب مع تین لڑکوں اور سامان کے ساتھ لاہور تشریف لائے۔ پھر لاہور سے قصور چلے گئے۔ ان کو کھوال کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔ وہ وہیں رہنے لگے۔ قصور کے قاضی نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا اور کئی روز تک دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ جب خلیفہ دہلی کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو اس نے قصبہ کوٹھیوال ضلع ملتان یا کھتوال کا قاضی مقرر کر دیا۔ چنانچہ آپ کے دادا حضرت قاضی شعیب کوٹھیوال ضلع ملتان شریف لے گئے ان کے بعد ان کے صاحبزادہ اور حضور گنج شکر کے والد گرامی قاضی محمد سلیمان کوٹھیوالہ یا کھتوال کے قاضی القضات مقرر ہوئے اور وہیں ان کا مزار پُر انوار بنا۔ قاضی سلیمان کے تین فرزند تھے۔ سب سے بڑے فرزند حضرت شیخ عزالدین دوسرے حضرت فریدالدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے فرزند حضرت شیخ نجیب الدین متوکل تھے جو کہ آپ کے مرید اور خلیفہ بھی ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی شیخ جمال الدین سلیمان ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی قرسم خاتون مولانا وجیہ الدین خجدی کی دختر تھیں آپ کی بہن کا نام ہاجرہ ہے۔ جو جمیلہ خاتون کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۵۷۵ھ کو ہوئی بعض کے نزدیک آپ نے ۵۶۹ھ کو اس عالم کو زینت بخشی۔

ولادت کے دن روزہ ☆: جس سال آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ماہ شعبان کی انتیس تاریخ کو موسم ابر آلود تھا لوگ جمع ہو کر آپ کے والد گرامی حضرت قاضی سلیمان علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج مطلع صاف نہیں ہے۔ اگر فرمان ہو تو کل روزہ رکھ لیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کل شک کا دن ہے اور شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ ایک ابدال کے پاس گئے جن کا نام برد دیرا تھا۔ اور اسی قصبہ کوٹھیوالہ میں قیام پذیر تھے۔ جب یہ مسئلہ اُن سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ آج رات قاضی سلیمان کے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ جو قطب وقت ہوگا۔ اگر وہ بچہ کل دودھ نہ پئے اور روزہ رکھے تو تم بھی روزہ رکھ لینا اور اگر وہ دودھ پی لے اور روزہ نہ رکھے تو تم بھی روزہ نہ رکھنا۔ غرضیکہ اُسی رات آپ کی ولادت اُس ابدال کی پیشن گوئی کے مطابق ہوئی اور آپ نے صبح کو دودھ نہ پیا۔ جس سے آپ کے والدین سمجھ گئے کہ آپ نے روزہ رکھا ہے۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر لوگوں نے بھی روزہ رکھا۔ جب افطار کا وقت ہوا تو آپ نے والدہ ماجدہ کے ایک پستان سے دودھ پیا۔ اور دوسرے سے صبح سحری

Marfat.com

کے وقت دودھ پیا۔ حتیٰ کہ پورے ماہ رمضان میں آپ کا یہی معمول رہا۔

لقب ☆: آپ کا نام نامی اسم گرامی مسعود ہے اور فرید الدین کہلانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت شیخ فرید الدین عطار نے آپ کو فرید الدین کا نام عنایت کیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فرید الدین لقب ہے۔ جو بارگاہ خداوندی سے آپ کو عطا ہوا۔ آپ گنج شکر کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ دہلی میں مقیم تھے ایک دن خوب بارش ہوئی۔ کیچڑ کی وجہ سے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا آپ کو اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی قدم بوسی کا شوق ہوا۔ کھڑاؤں پہنے روانہ ہوئے۔ سات روز سے کچھ کھایا پیا نہ تھا روزے رکھ رہے تھے۔ آپ کا پاؤں پھسل گیا آپ کے منہ میں تھوڑی سی کیچڑ جا پڑی وہ کیچڑ خدا کے حکم سے شکر ہو گئی جب آپ اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا اے فرید جب کہ تھوڑی سی کیچڑ تیرے منہ میں پہنچی اور وہ شکر ہو گئی خداوند تعالیٰ نے تو تیرے وجود کو شکر بنایا ہے اور خداوند تعالیٰ تجھ کو ہمیشہ میٹھا رکھے گا۔ اس کے بعد آپ جہاں کہیں بھی جاتے لوگ آپ کو گنج شکر کے نام سے پکارتے تھے۔ دوسری وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک سوداگر بیلوں پر شکر لادے لئے جا رہا تھا آپ نے اُس سے شکر مانگی۔ اس سوداگر نے کہا بابا یہ شکر نہیں نمک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا نمک ہی ہوگا۔ وہ سوداگر جب منزل مقصود پر پہنچا اور بورے کھولے تو بجائے شکر کے نمک تھا وہ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کا طالب ہوا آپ نے فرمایا جا شکر ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ نمک شکر ہو گیا اس روز سے آپ گنج شکر کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

بچپن کا صدمہ ☆: ابھی آپ نے ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار اس دار فانی سے کوچ کر گئے

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر ہی ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو ملتان تشریف لے آئے اور مولانا منہاج الدین علیہ الرحمۃ ترمذی سے فقہ کی مشہور کتاب نافع پڑھی۔ اور علوم دینیہ حاصل کئے۔ پھر آپ قندھار تشریف لے گئے اور وہاں پانچ سال قیام فرمایا تفسیر حدیث فقہ صرف نحو منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

Marfat.com

بیعت وخلافت ☆: ایک دن آپ مسجد میں مولانا منہاج الدین علیہ الرحمۃ سے سبق پڑھنے کے بعد کتاب نافع کا مطالعہ کر رہے تھے کہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ ملتان تشریف لائے تو پہلے اسی مسجد میں آئے حضرت خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمۃ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ سے پوچھا ''**مسعود توچہ می خوانی**'' مسعود تم کیا پڑھتے ہو آپ نے جواب دیا کتاب نافع۔ یہ سُن کر حضرت قطب صاحب نے فرمایا ''**میدانی که نفع توازیں نافع خواید بود**'' تم جانتے ہو کہ نافع سے تمہیں کیا نفع ہوگا۔ آپ نے عرض کیا مجھے تو حضرت کی قدم بوسی سے نفع ہوگا یہ کہہ کر آپ اٹھے اور حضرت کے قدموں پر اپنا سر نیاز رکھ دیا۔ ملتان میں کچھ روز قیام کر کے حضرت خواجہ قطب صاحب دہلی روانہ ہو گئے۔ آپ نے بھی دہلی جانا چاہا مگر حضرت خواجہ قطب صاحب نے آپ کو اجازت نہ دی۔ آپ نے تعلیم جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی آپ حضرت خواجہ قطب صاحب کے ہمراہ تین منزل تک آئے۔

آپ ۵۹۰ھ با اختلاف روایت ۵۸۴ھ یکم رمضان المبارک بروز جمعہ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ برس تھی۔ تحصیل علوم سے فارغ ہو کر آپ ۵۹۵ھ میں دہلی آئے اور غزنی کے دروازے کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے بعد ازاں خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے آپ کے پیر و مرشد نے اپنا خاص مصلے اور عصا آپ کو عنایت فرمایا اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی سجادہ دستار اور نعلین جو کہ دست بدست پیران چشت سے مجھ کو پہنچی ہیں قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کے سپرد کر دونگا اور جب تم میرے وصال کے پانچویں روز ہانسی سے میری قبر پر آؤ گے وہ یہ امانت تم کو پہنچا دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سیر و سیاحت ☆: آپ نے عراق، شام، سیوستان، غزنی، بنی لاقندھار وغیرہ کی سیاحت فرمائی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ سیف الدین خضری، حضرت شیخ سعید الدین جموی، حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا، حضرت اوحد الدین کرمانی، حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری شیخ الاسلام اجل شیرازی اور شیخ شہاب الدین زندہ بس علیہم الرحمۃ کے علاوہ بہت

Marfat.com

سے بزرگوں کی صحبت سے مستفید ہوئے اور فیوض و برکات حاصل کیے اس کے بعد آپ مکمل طور پر اجودھن موجودہ پاکپتن شریف میں قیام پذیر ہو گئے قاضی اجودھن آپ کا سخت مخالف تھا لیکن اِس کی مخالفت کارگر ثابت نہ ہوئی وہیں شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے آپ پر جادو کیا جس سے آپ کو کچھ تکلیف تو ہوئی مگر آپ نے اِس کا قصور معاف کر دیا۔

عبادت وریاضت☆: آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک عالم تفکر میں کھڑا رہا بالکل نہیں بیٹھا میرے پاؤں سوج گئے تھے اور اُن سے خون بہتا تھا مجھے یاد نہیں کہ ان بیس سال میں مَیں نے کچھ کھایا ہو یا نہیں آپ نے ایک مرتبہ روزہ داؤدی رکھا۔

سیرت وکردار☆: آپ ریاضت، عبادت، مجاہدہ فقر اور ترک و تجرید میں بے نظیر تھے آپ کو استغراق بہت تھا تحمل، بردباری، قناعت، توکل، تقویٰ، ورع، عشق ذوق کا مجسمہ تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا آپ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ شربت کے ایک پیالے سے جس میں ایک منقیٰ ہوتی تھی۔ افطار کرتے تھے تھوڑا خود پیتے تھے باقی حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ دو روغنی روٹیوں میں سے ایک خود تناول فرماتے تھے۔ دوسری روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جب آپ اجودھن تشریف لائے تو شروع میں آپ اور آپ کے متعلقین ستو اور دلیہ پر گزارا کرتے تھے آپ کے مریدوں نے سالہا سال ذنبیل گردانی کی ہے۔ کھانے میں نمک نہیں ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کا آپ پر لطف وکرم☆: جب حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مکان پر قیام پذیر ہوئے تو خواجہ قطب صاحب نے اپنے تمام مریدین کو حضور غریب نواز کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق نوازا۔ اس کے بعد فرمایا قطب الدین تمہارا کوئی اور مرید بھی باقی رہ گیا ہے یا نہیں۔ خواجہ قطب صاحب نے عرض کیا مسعود نامی ایک فقیر چلہ گاہ میں بیٹھا ہے۔ خواجہ غریب نواز نے فرمایا آؤ اس کو چل کر دیکھیں۔ چنانچہ دونوں بزرگ چلہ گاہ میں پہنچے جب اندر داخل ہوئے تو آپ کمزوری اور ضعیفی کی بنا پر

Marfat.com

اپنے پیشوا اور دادا مرشد کی تعظیم کے لئے اٹھ بھی نہ سکے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے جب یہ حال دیکھا تو رحم آ گیا اور خواجہ قطب صاحب سے فرمایا بابا بختیار اس جوان کو کب تک مجاہدہ میں رکھو گے۔ اسے کچھ عطا کرو۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے عرض کیا حضور میری کیا مجال ہے کہ آپ کی موجودگی میں اس کو کچھ دوں۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا اس کا تعلق تجھ سے ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز قبلہ رخ کھڑے ہو گئے۔ ان کے ساتھ ہی خواجہ قطب صاحب بھی کھڑے ہو گئے اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کو دونوں بزرگوں کے درمیان کھڑا کر دیا گیا۔ اور پھر ان دونوں بزرگوں نے حق تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں دعا کی اور آپ کو اس قدر فیضان باطنی و روحانی عطا فرمایا جو کہ حد تحریر سے باہر ہے۔ نیز اسم اعظم جو سینہ بسینہ خواجگان چشت اہل بہشت میں چلا آ رہا ہے۔ آپ کو وہ بھی تلقین کیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا:

فرید شمع است خانوادۂ درویشاں روشن خواہد کرد

ترجمہ ☆: فرید وہ شمع ہے کہ جس سے درویشوں کا سلسلہ روشن ہوگا۔

چنانچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ کی بدولت سارا سلسلہ روشن اور منور ہو گیا۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کی چھ قسمیں ہیں اول دل اور زبان سے توبہ کرنا دوسری آنکھ کی تیسری کان کی چوتھی ہاتھ کی پانچویں پاؤں کی چھٹی نفس کی۔ (نمبر۲) درویش جو اس دنیائے فانی کی رخصت و جاہ کا خواستگار ہوا اور اپنی ذات کو لطف فرحاں کا اسیر کرنے کی کوشش کرے پس اس کی نسبت جاننا چاہیے کہ وہ درویش نہیں ہے۔ دریشوں کا نام بدنام کرنے والا ہے۔ اور مرتد طریقت ہے۔ کیوں کہ فقراء کو دنیا سے اعراض ہے۔ (نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ محبت کے سات سو مقام ہیں پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اُس پر نازل ہو اس پر صبر کرے۔ (نمبر۴) آپ فرماتے ہیں کہ زندہ دل وہ ہے جس میں محبت خدا ہو۔ (نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ اگر زندگی ہے تو علم میں اگر راحت ہے تو معرفت میں اگر شوق ہے۔ تو محبت میں اگر

Marfat.com

ذوق ہے تو ذکر میں۔ (نمبر۶) آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرو۔ کیونکہ خلقت بسنے والی ہے اور وہ دینے والا ہے اور جب وہ نہیں دیتا تو کسی کو کچھ نہیں مل سکتا۔۔ (نمبر۷) آپ فرماتے ہیں اپنی آرائش کی کوشش مت کر اور نفس کو طلب جاہ میں بے قدر نہ کر۔ خاندانِ قدیم کی حرمت کا خیال رکھ اور ہر روز نئی نعمت کی طلب میں رہ۔ (نمبر۸) آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا کھانا نہ کھا بلکہ ہر شخص کو کھانا کھلا۔ اہل کو کسی جگہ فراموش نہ کر۔ قیاس آرائی سے باز رہ اور دل کو شیطان کا کھلونا نہ بنا۔ (نمبر۹) آپ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ سے بھاگنا حق تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ نادان کو زندہ مت سمجھ اور نادانِ دانا نما سے پرہیز کر۔ (نمبر۱۰) آپ فرماتے ہیں کہ کسی دشمن سے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھو خواہ وہ تم سے کتنا خوش کیوں نہ ہو۔ جو شخص تجھ سے ڈرتا ہے اس سے ڈر اپنی توانائی پر تکیہ نہ کر۔ جب اہل دولت کے ساتھ بیٹھے تو دین کو فراموش نہ کر۔ اگر تو چاہتا ہے کہ ساری خلقت تیری دشمن ہو جائے تو تو تکبر اختیار کر۔ اگر آسودگی کا طلب گار ہے تو حسد نہ کر۔ اور ہمیشہ یہی کوشش کر کہ تو مر کر زندہ ہو جائے۔

کشف و کرامات ☆: ایک درویش آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو کچھ دیکر رخصت کرنا چاہا وہ نہیں گیا۔ اس نے آپ کی کنگھی جو مصلے کے نیچے رکھی ہوئی تھی مانگی آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اُس نے کنگھی مانگی آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر اس نے کنگھی مانگی آپ خاموش رہے آخری بار اُس نے باآواز بلند کہا کہ کنگھی مجھ کو دو تمہارے واسطے برکت ہوگی۔ آپ نے فرمایا جاؤ میرے حال میں دخل نہ دو۔ تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آب رواں میں ڈال دیا۔ آخر کار درویش رخصت ہوا جب اجودھن کے باہر پہنچا تو دریا میں نہانے لگا وہ پھر دریا سے باہر نہ آسکا وہیں ڈوب کر مر گیا۔

کرامت ۲ ☆: ایک مرتبہ چھ درویش آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مسافر ہیں۔ زادِ راہ چاہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے سامنے چند خرمے رکھے تھے۔ آپ نے وہ خرمے اٹھا کر دے دیئے۔ اُن درویشوں کو یہ بات ناگوار گزری کہ بجائے زادِ راہ کے خرمے دے دیئے۔ انہوں نے ان خرموں کو پھینکنا چاہا پھینکتے وقت خرموں کو دیکھ کر تعجب ہوا کہ وہ زرِ خالص کے ہو گئے تھے۔

Marfat.com

کرامت نمبر ۳ ☆: جب آپ اجودھن موجودہ پاکپتن تشریف لائے تو وہاں ایک صاحب استدراج جوگی رہتا تھا وہاں کے لوگوں کا اس جوگی پر اعتقاد تھا۔ اور ہفتہ میں ایک دن اپنی گائے بھینسوں کا تمام دودھ اس جوگی کو دیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے ایک مرید کو دودھ لانے کی غرض سے بازار بھیجا۔ اتفاق سے وہ وہی دن تھا جب سارا دودھ اس جوگی کے پاس جایا کرتا تھا۔ لوگوں نے آپ کے مرید سے کہا کہ آج تو ہم دودھ نہیں دے سکتے کیونکہ آج کے روز کا تمام دودھ جوگی کی ملکیت ہے۔ چنانچہ آپ کا مرید واپس آپ کی خدمت میں پہنچا اور تمام قصہ آپ کے گوش گزار کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کہو کہ جوگی کون ہے جو سارے دودھ کا مالک بن گیا ہے۔ ہم جانیں وہ جوگی جانے تم ہمیں دودھ دو۔ جب آپ کے مرید نے دودھ والوں کو آپ کا پیغام دیا تو انہوں نے دودھ دے دیا۔ جب جوگی نے دیکھا کہ دودھ کم آیا ہے تو اُس نے وجہ دریافت کی تو لوگوں نے ساری کیفیت بیان کر دی جسے سن کر جوگی آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مجھ سے کون بات کر سکتا ہے۔ کل صبح میں اس کو دیکھ لوں گا۔ اس جوگی کے پاس پانچ سو چیلے تھے۔ صبح ہوتے ہی اس نے حکم دیا کہ ڈھائی سو چیلے پاپیادہ اور ڈھائی سو ہوا میں اُڑ کر اس درویش پر حملہ کر دو اور مغلوب کر لو۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یہ تمام چیلے آپ کے سامنے پہنچے آپ نے زمین اور ہوا کو حکم دیا کہ ان کو گرفتار کر لو۔ پس جو لوگ ہوا میں سوار تھے ان کو ہوا نے جو پاپیادہ تھے ان کو زمین نے پکڑ لیا۔ اس کے بعد آپ نے جوگی کو پیغام بھیجا کہ میں نے تیرے چیلوں کو پکڑ کر پنڈت خانہ میں ڈال دیا ہے اب اگر تم چھڑا سکتے ہو تو چھڑا لو۔ یہ پیغام ملتے ہی وہ جوگی خود آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ نے فرمایا تم نے جوگ میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس نے کہا کہ جب جوگی کامل ہو جاتا ہے تو ہوا میں اڑتا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا اُڑ کر دکھاؤ جونہی وہ ہوا میں اُڑا آپ نے اپنے جوتے کو حکم دیا کہ جاؤ اس کی خبر لو۔ آپ کا جوتا اڑا اور اس جوگی کے سر پر برسا وہ جوگی فوراً نیچے آیا اور قدموں میں گر کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور اس کے ساتھ اس کے تمام چیلے بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے اس جوگی کو چیلوں سمیت ولایت سیوستان میں تعینات کر دیا اور سب کے سب اولیاء اللہ ہو گئے۔

Marfat.com

کرامت نمبر ۴☆ : پاکپتن شریف کے نواح میں ایک قصبہ نوشہرہ کے نام سے ہے۔ ایک مرتبہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے وضو کرنے کے وقت مسواک کی اور وہ مسواک زمین میں گاڑ دی۔ وہ مسواک فوراً اُگ آیا اور سرسبز درخت بن گیا۔ چند روز قیام کے بعد جب آپ وہاں سے چلے تو وہ درخت بھی آپ کے پیچھے چلنے لگا۔ آپ نے مڑ کر فرمایا **اُسْکُنْ یَا شَجَرُ** (اے درخت ٹھہر جا) لیکن وہ نہ ٹھہرا اور چلتا رہا۔ آپ نے دوسری مرتبہ فرمایا **اُسْکُنْ یَا شَجَرُ**۔ لیکن وہ نہ ٹھہرا۔ آخر آپ نے اس کی شاخوں کو پکڑ کر زور سے زمین کے اندر دبا دیا اور فرمایا یہاں ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ وہ درخت وہاں رک گیا اور آج تک موجود ہے۔ اور زیارت گاہ خلائق ہے۔

آپ کی شادی و اولاد☆ : جب آپ اپنے شیخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے وصال با کمال کے بعد دہلی میں مقیم تھے تو ایک دن بادشاہ وقت سلطان غیاث الدین بلبن جسے آپ کے ساتھ حد درجہ عقیدت تھی۔ آپ کے پاس زیارت کی غرض سے حاضر ہوا اور عرض کیا یا حضرت بندہ خود تو اکثر اوقات آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرتا رہتا ہے۔ لیکن مستورات کا محل سے باہر نکلنا محال ہے۔ اُن کی خواہش ہے کہ حضور قدم رنجہ فرما کر ہمارے محل میں تشریف لائیں۔ آپ نے غیاث الدین بلبن کی دعوت قبول کر لی اور حسب وعدہ وقت مقررہ پر محل میں تشریف لے گئے اور تمام اہل حرم خواتین شرف زیارت سے مشرف ہوئیں۔ بادشاہ کی شہزادی ایک طرف کھڑی تھی اتفاقاً آپ کی نظر اُس پر پڑ گئی اور کچھ دیر اُسے تکتے رہے۔ آپ نے بادشاہ سے دریافت کیا یہ لڑکی کون ہے۔ اس نے عرض کیا حضور یہ آپ کے غلام کی بیٹی ہے۔ یہ سُن کر آپ خاموش ہو گئے۔ اور کچھ دیر قیام کے بعد واپس اپنے حجرہ میں تشریف لے آئے۔ بادشاہ دانا تھا۔ اُس نے اگلے روز وزیر کو طلب کیا اور کہنے لگا کہ حضور گنج شکر میری دعوت پر یہاں تشریف لائے تھے تمام مستورات نے شرف زیارت حاصل کیا لیکن آپ کی توجہ کسی کی طرف نہ گئی مگر میری بیٹی کو دیکھ کر خاموش بیٹھے رہے۔ کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر مجھ سے دریافت کیا تو میں نے عرض کر دیا کہ یہ لڑکی آپ کے غلام کی بیٹی ہے۔ یہ سُن کر آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور اُسی وقت اُٹھ کر چلے گئے۔ اس

Marfat.com

سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طبع مبارک کا میلان میری بیٹی کی طرف ہے۔ اب مناسب یہ ہے کہ آپ فوراً حضرت گنج شکر کی خدمت میں حاضر ہو کر میری طرف سے عرض کریں کہ اگر حضور کا فرمان ہو تو یہ بندۂ درگاہ اپنی بیٹی کو آپ کی خدمت میں پیش کر دے۔ بادشاہ کا حکم ملتے ہی وزیر فوراً آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جو کچھ بادشاہ نے کہا تھا عرض کر دیا۔ آپ نے بادشاہ کی استدعا قبول کی اور فرمایا کہ میرے دل میں قطعاً یہ خواہش نہیں تھی۔ کہ شہزادی کے ساتھ شادی کر کے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالوں۔ لیکن کیا کروں میرے پروردگار کا متواتر حکم یہ تھا کہ اے فرید میری رضا مندی اسی میں ہے کہ تم سنت حبیب خدا ﷺ پر عمل کرتے ہوئے نکاح کر لو ناچار میں نے یہ بات قبول کر لی ہے۔ لیکن مجھے یہ انتظار تھا کہ خدا تعالیٰ کا حکم کہاں کے لئے ہوتا ہے۔ جب بادشاہ مجھے محل میں لے گیا اور میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ تھا۔ مجھے اچانک آواز آئی اے فرید سر اٹھا کر دیکھو۔ جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو میری نظر بادشاہ کی لڑکی پر پڑی اُسی وقت مجھے حکم ہوا کہ تمہیں اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہیے۔ اس لئے میں بادشاہ کی استدعا قبول کرتا ہوں۔ وزیر آپ کے پاس سے اجازت لے کر رخصت ہوا اور بادشاہ کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا بادشاہ کو سنایا۔ یہ سُن کر بادشاہ بے حد خوش ہوا اور فوری انتظام کر کے عقد نکاح کر دیا۔ اور شاہانہ ساز و سامان دے کر بیٹی کو رخصت کر دیا۔ جب رات ہوئی تو آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے اور ساز و سامان کی کثرت دیکھ کر فکر مند ہوئے اور کافی دیر کھڑے رہے۔ آخر ایک کونے میں خالی جگہ دیکھ کر مصلیٰ بچھایا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے جب یہ حال دیکھا تو ہاتھ باندھ کر پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ آپ تمام رات عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ جب صبح ہوئی تو گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ پھر رات کے وقت تشریف لائے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ غرضیکہ تین روز تک مسلسل یہی معمول اور کیفیت رہی۔ چوتھے روز آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا حضور مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ آپ میری طرف توجہ ہی نہیں فرما رہے۔ آپ نے فرمایا کہ درویشوں کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضا چاہتی ہو تو دنیا کا جاہ و جلال ترک کر دو۔ اور فقیرانہ لباس اختیار کرو۔ اور خدا کی عبادت میں مستغرق ہو جاؤ اور یہ مال و متاع راہ خدا فقیروں میں تقسیم کر دو۔ یہ سنتے ہی پاکدامنہ بی بی نے تمام مال و متاع راہ خدا میں تقسیم کر دیا۔ اور گھر میں ذرہ برابر کچھ

Marfat.com

بھی نہ رکھا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے مکان سے جو بادشاہ نے جہیز میں اپنی بیٹی کو دیا تھا سے باہر آئے اور اپنے احباب سے فرمایا کہ میرے اہل خانہ کے لئے ایک جوڑا موٹے کپڑے کا لاؤ۔ شیخ محمود موئینہ دوز علیہ الرحمۃ فوراً اٹھے اور بازار سے جوڑا لائے آپ نے وہ جوڑا اپنی زوجہ محترمہ کو دیا اور فرمایا یہ پہن لو۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر پہنچی تو اس نے بدستور سابق دوبارہ مال و متاع بھیجا اور آپ کے گھر کو اُسی طرح بھر دیا۔ بی بی صاحبہ نے وہ مال بھی راہ خدا میں تقسیم کر دیا۔ بادشاہ نے پھر تیسری مرتبہ سامان بھیجا تو وہ اسی طرح غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیا گیا۔ اب صرف تین خادمائیں رہ گئیں تھیں جو بادشاہ نے شہزادی کے ساتھ بھیجی تھیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا یہ قدیمی خادمائیں ہیں مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ ان کو نکال دیا جائے۔ اس لئے ان کو بادشاہ کے پاس واپس بھیج دیا جائے۔ البتہ ان میں سے جو خادمائیں آپ پسند فرمائیں خدمت کے لئے پاس رکھ لیں۔ آپ نے ان تین میں سے دو کو رکھ لیا۔ ان میں سے ایک کا نام شارو اور دوسری کا نام شکرو تھا۔ اس کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم یہاں سے کہیں اور چلے جائیں۔ کیونکہ بادشاہ کی لڑکی کو کوئی بھی شخص فقر و فاقہ میں دیکھنا پسند نہ کرے گا۔ آپ کو یہ بات بہت پسند آئی اور دار سلطنت کو خفیہ طور پر چھوڑ کر اجودھن موجودہ پاکپتن شریف لے آئے اور اپنی جگہ اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ کو دہلی میں رہنے کا حکم فرمایا۔ غرضیکہ اس زوجہ محترمہ سے خدا نے آپ کو تین بیٹیاں اور چھ بیٹے باختلاف روایت پانچ بیٹے دیئے۔ آپ کے پانچوں صاحبزادوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت خواجہ نصیر الدین، خواجہ شہاب الدین، شیخ بدرالدین سلیمان، شیخ نظام الدین، شیخ یعقوب اور صاحبزادیوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں بی بی منورہ، بی بی شریفہ، بی بی فاطمہ علیہم الرحمۃ اجمعین۔

وصال باکمال☆: پانچویں محرم کی شب کو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ پر مرض کی شدت طاری ہوئی۔ عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے کے بعد بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو حاضرین سے پوچھا کہ کیا میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ پھر پڑھ لوں کون جانے پھر کیا ہوگا۔ چنانچہ آپ نے دوسری مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی اور اُس کے

Marfat.com

بعد پھر بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو پوچھا کیا میں نے نماز عشاء پڑھ لی۔لوگوں نے جواب دیا کہ حضور آپ اس سے پہلے دو مرتبہ پڑھ چکے ہیں۔آپ نے فرمایا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں پھر معلوم نہیں کیا ہوگا۔غرضیکہ تیسری بار بھی عشاء کی نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کہتے ہوئے اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ منگل بدھ کی درمیانی شب کو آپ نے وصال فرمایا۔مزار فیض انوار پاکپتن شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں پر روزانہ ہزاروں افراد حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بارہا آپ کے مزار پُر انوار کی حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔دربار عالیہ پاکپتن شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت دیوان مودود مسعود چشتی فریدی مدظلہ سے فقیر کی اچھی یاد اللہ ہے اور حضور قبلہ دیوان صاحب مرکزی جمعیت مشائخ پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین جبکہ فقیر راقم الحروف مرکزی سیکرٹری جنرل ہے اس حوالے سے بھی آپ کا قرب حاصل ہے۔حضور قبلہ دیوان صاحب کی خصوصی شفقت و محبت کی وجہ سے فقیر کو یہ اعزاز ہے کہ 5 محرم الحرام کو بہشتی دروازہ کھلنے کی رسم کے موقع پر دیوان صاحب کے ہمراہ ان کے حجرہ خاص سے ان کے ہمراہ شرکت کا متعدد بار موقع ملا جو کہ فقیر کی خوش بختی ہے۔حضور گنج شکر کی اولاد پاک کی نسبت اس کی خاص وجہ ہے۔

موجودہ سجادہ نشین حضرت دیوان مودود مسعود چشتی فریدی کے بھائی حضرت دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی مدظلہ چیئرمین بابا فرید انٹرنیشنل اسلامک ایجوکیشن ویلفیئر ٹرسٹ پاکپتن شریف بھی فقیر ناچیز پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں راقم الحروف کی دعوت پر 3 جولائی 2004ء کو آپ راقم کے ادارے جامعہ اسلامیہ فیض القرآن میں تشریف لائے اور فقیر کی کتاب ''گلدستہ اولیاء'' کی تقریب رونمائی اپنے دست مبارک سے فرمائی اس کے بعد سے مسلسل تعلق و رابطہ ہے۔بڑے ہی غریب پرور بندہ نواز اور لجپال دھڑے باز شخصیت کے مالک ہیں۔کسی عاشق صادق نے آپ کے وصال پر قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

مقتدائے دین فریدالدین ولی | شیخ عالم پیشوائے دو جہاں
گشت ظاہر حق طلب قطب الفرید | از خرد تولید آں قطب الزماں
عاشق حق کامل | زاہد دیں پیر عالمگیر
قطب دوراں فرید | بندہ حق فرید قطب الہند
۶۶۶ھ | ۶۶۴ھ

Marfat.com

منقبت (ازقلم......محمد امیر صابری)

حضرت مخدوم پاک صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

حسن ذات کبریا کا آئینہ کلیر میں ہے
مصطفےٰ طیبہ میں عکس مصطفےٰ کلیر میں ہے

لاڈلا خواجہ معینؒ کا اور قطب الدینؒ کا
دلبر سرکار زہد الانبیاء کلیر میں ہے

جان جلنا پیغمبر فاطمہؓ کا نور عین
خواجگان چشت کا دولہا بنا کلیر میں ہے!

جھولیاں بھر لو فقیر و گوہر مقصود سے
منبع جود و سخا بحر عطا کلیر میں ہے

عاشقوں سجدہ نماز عشق کا ہو گا وہاں
قبلہ و کعبہ امام الاولیاء کلیر میں ہے

خشک زاہد کیا خبر تجھ کو مقام عشق کی
عاشقوں کے عشق کا کعبہ بنا کلیر میں ہے

پاس ہے مجھ کو شریعت کا امیر صابری
ورنہ کہدوں صاف کہ میرا خدا کلیر میں ہے

Marfat.com

حضرت مخدوم سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردہ آغوش ولایت، دلبند رسول، شیر بیشۂ محویت و فنا، گوئندہ اسرار عشق برمنا بر قطب ابدال، آفتاب عشق ولایت، گنجینۂ نور ہدایت، وارث علوم وولایت حیدری، جگر گوشۂ غوث الاعظم، متصرف بر تصرفات، آفتاب چشتیاں تاج اولیاء سلطان الاصفیاء منبع جود وسخا صدر بزم اولیاء عاشق ذات الٰہ حضرت خواجہ شیخ مخدوم سیّد علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ عشق و معرفت کے دریائے بحرے بے کنار ہیں۔آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ بروز جمعرات بمقام شہر ہرات میں اِس عالم کو زینت بخشی آپ کا اسمِ مبارک علی احمد اور خطاب مخدوم اور صابر ہیں آپ کا لقب علاؤالدین ہے۔آپ والد ماجد کی طرف سے سیّد ہیں اور غوث الاعظم حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سیّد عبدالرحیم ہے۔اور والدہ کا اسم گرامی ہاجرہ ہے۔اور جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ جس سال آپ پیدا ہوئے آپ ایک دن دودھ پیتے تھے اور دوسرے دن دودھ نہیں پیتے تھے۔گویا ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن دودھ پیتے تھے جب زندگی کا دوسرا سال شروع ہوا تو تیسرے دن دودھ پیتے تھے اور دو روز نہیں پیتے تھے گویا دو دن روزے رہتے جب آپ دو سال کے ہوگئے تو دودھ پینا بالکل چھوڑ دیا۔جب چوتھا سال شروع ہوا تو آپ کی زبان مبارک کھلی تو سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ جب آپ کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو کھانا پینا برائے نام رہ گیا اور رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گزارنے لگے جب ساتواں سال شروع ہوا تو آپ نے نماز تہجد پابندی سے شروع کردی۔جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار ۱۷ ربیع الاول ۵۹۷ھ کو اِس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے اور آپ سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت پر والد گرامی کے وصال کے بعد والدہ

Marfat.com

ماجدہ نے خصوصی توجہ دینی شروع کر دی اجودھن میں آپ کی تعلیم و تربیت زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں مکمل ہوئی عربی فارسی کے علاوہ آپ نے فقہ حدیث تفسیر منطق معنی وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی جب حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لنگر تقسیم کرنے کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی تو آپ نے ۱۲ سال کے عرصہ میں کچھ نہیں کھایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب آپ کو دیکھنے کی غرض سے آئیں تو دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ حضرت مخدوم پاک تو پہلے سے بھی کمزور ہو گئے۔ انہوں نے حضرت بابا صاحب سے شکوہ کیا اور کہا کہ میں نے بیٹے کو بھوکا رہنے کے لئے نہیں چھوڑا تھا بلکہ لنگر میں اس لئے چھوڑ گئی تھی کہ وہ تندرست ہو جائے گا۔ ہمشیرہ کی بات سن کر بابا صاحب نے آپ کو خادم خاص کے ہاتھوں لنگر خانے سے بلوایا اور کمزوری کی وجہ پوچھی اور فرمایا کیا آپ لنگر نہیں کھاتے تو آپ نے نہایت ادب سے عرض کیا۔ حضور نے کھانے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا۔ فقیر نے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کی یہ سن کر حضرت بابا صاحب نے فرمایا علی احمد تو تو صابر ہے۔ اس روز سے آپ صابر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی والدہ چند روز قیام کرنے کے بعد واپس چلی گئیں۔

شادی ☆: آپ کی والدہ جب دوبارہ پاکپتن شریف آئیں تو انہوں نے حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ بھائی جان میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنی لڑکی خدیجہ بیگم کی شادی میرے بیٹے علاؤالدین علی احمد صابرؔ سے کر دو یہ بات سن کر حضور بابا گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سوچ میں گم ہو گئے۔ بہن نے کہا شاید آپ علاؤالدین کی غریبی اور یتیمی کی وجہ سے اس رشتے کو ناپسند کر رہے ہیں۔ کیوں کہ آپ کی صاحبزادی شہنشاہ ہند کی نواسیاں ہیں۔ اور علاؤالدین ایک غریب ماں کا بچہ ہے۔ یہ سن کر بابا صاحب نے کہا خدا کی قسم۔ صابر یتیم سہی مگر غریب نہیں وہ ہندوستان کے شہنشاہوں سے بڑا شہنشاہ ہے۔ مگر وہ خدا کا ہو چکا ہے۔ اس لئے کسی اور سے کہاں رشتہ جوڑے گا لیکن بہن کے اصرار پر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لڑکی خدیجہ بیگم عرف شریفہ کا نکاح آپ سے کر دیا رات ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حجرے میں روشنی کی اور دلہن کو حجرے میں لا کر بٹھا دیا۔ جب آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے تو حجرے

Marfat.com

میں روشنی اور ایک عورت کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوئے۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو دلہن نے جواب دیا کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں میں تو ایک کو دل میں جگہ دے چکا ہوں۔ دوسرے کی قطعاً گنجائش نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے حجرے میں اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا تو پوچھا کون ہو تو زوجہ محترمہ نے جواب دیا کہ میں آپ کی زوجہ ہوں یہ سنتے ہی آپ نے فرمایا کہ اللہ کی زوجہ سے پاک ہے۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہی حجرے میں سے ایک آگ نمودار ہوئی جس نے دلہن کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ صبح ہونے پر جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بہن میں پہلے ہی کہتا تھا کہ صابر اب دنیا کے قابل نہیں رہا اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کچھ عرصہ اجودھن رہنے کے بعد ۶۱۴ھ محرم الحرام کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئیں۔

حضور مخدوم پاک پر پورے نو سال تک محویت طاری رہی ☆:

حضور مخدوم پاک کو جب یہ اطلاع ملی کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا ہے تو آپ پر محویت طاری ہو گئی اور آپ حجرے میں داخل ہو گئے۔ اور پورے نو سال تک حجرے میں ہی رہے۔ اس نو سال کے طویل عرصے میں آپ نے نہ کھایا نہ پیا نہ سوئے نہ حجرے سے باہر قدم رکھا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب صابر صاحب کو ۹ برس حجرے میں ہو گئے تو میں بحکم خدا آپ کے حجرے میں گیا تو مخدوم صابر صاحب کو عالم محویت میں پایا۔ میں نے مخدوم صابر کے بائیں کان میں کلمات اثبات کہے۔ تب وہ مرتبہ فنا سے مرتبہ بقا میں تشریف لائے۔ اور آنکھیں کھولیں اور حجرہ سے باہر تشریف لے آئے۔ اس کے بعد بائیس روز تک گولر پکڑ کر کھڑے رہے اس عرصہ میں آپ نے جنبش تک نہ کی۔

چنانچہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ قاری شمس الدین ترک پانی پتی کو کلیر شریف بھیجا۔ حضرت خواجہ قاری شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ نے کلیر شریف پہنچ کر آپ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہو کر قرآن کریم کی تلاوت شروع کی تو اس کے بعد آپ نے گولر کے درخت کی ٹہنیوں کو چھوڑا۔ اس کے بعد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ نے آپ کی خدمت میں عرض

Marfat.com

کیا کچھ تناول فرمایئے تو حضور مخدوم پاک نے فرمایا کہ اللہ کھانے پینے سے پاک ہے۔ میں نے عرض کیا حضور یہ ٹھیک ہے کہ اللہ کھانے پینے سے پاک ہے۔ مگر بندے کو کیا زیب دیتا ہے کہ وہ اللہ کی ریس کرے۔ اللہ اللہ ہے بندہ بندہ ہے۔ تو پھر اس کے بعد آپ نے چند دانے گولر کے تناول فرمائے۔

بیعت وخلافت ☆: حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمانے کے بعد یکم ذی الحج ۶۵۰ھ بروز اتوار بعد نماز عصر میں آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور دہلی کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی اور فرمایا کہ دہلی جانے سے قبل ہانسی جا کر شیخ جمال الدین ہانسوی سے خلافت نامہ پر مہر لگوائیں۔ اور پھر وہیں سے دہلی چلے جائیں۔ ہانسی پہنچ کر آپ حضرت جمال الدین کی خانقاہ میں چنڈول پر سوار داخل ہو کر خانقاہ میں چنڈول سے اترے یہ بات حضرت جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ کو ناگوار گزری نماز مغرب کے بعد آپ نے اپنے پیرومرشد کی عطا کی ہوئی مثال نکالی اور حضرت جمال الدین سے اس پر مہر لگانے کے لئے کہا۔

حضرت جمال الدین ہانسوی نے چراغ منگایا اور خلافت نامہ کو پڑھنا شروع کیا چونکہ ہوا تیز چل رہی تھی چراغ یکایک گل ہو گیا۔ حضرت جمال الدین نے آپ سے کہا چونکہ چراغ گل ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب خلافت نامہ پر کل دستخط ہوں گے۔ آپ نے جب یہ سنا تو اپنی انگلی پر پھونک ماری تو انگلی چراغ کی طرح روشن ہو گئی۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی نے کہا کہ ابھی آپ تشریف لائے ہیں لہٰذا کچھ دیر قیام کریں۔ آپ نے فرمایا نہیں مجھے جلدی ہے اور میں نے بحکم شیخ دہلی پہنچنا ہے۔ حضرت جمال الدین ہانسوی کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے آپ سے کہا:

تاب دم شما دہلی کجا رارد کہ بیکدم شما تمام دہلی را خواہد سوخت

ترجمہ ☆: دہلی والے کب آپ کو برداشت کر سکیں گے۔ آپ تو ذرا سی دیر میں دہلی کو جلا کر خاک کر دیں گے۔ دہلی کے صاحب ولایت کو بردبار ہونا چاہیے۔ آپ یہاں کچھ دیر آرام سے نہیں بیٹھ سکتے تو دہلی میں کس طرح کام چلے گا۔ آپ نے غلبہ استغنا میں آ کر بے باکانہ جواب دیا جس سے شیخ جمال الدین باوجود اپنے جمال کے غیرت بشریت سے متاثر ہوئے اور عنان صبر ہاتھ سے دیتے ہوئے آپ

Marfat.com

کا خلافت نامہ پھاڑ دیا۔ آپ نے غصہ کی حالت میں حضرت جمال الدین سے فرمایا۔ ''چون تو مثال من پارہ کردی من سلسلہ تو پارہ کردم'' چونکہ تم نے میری مثال کو چاک کر دیا ہے میں نے تمہارے سلسلہ کو مٹا دیا ہے۔ حضرت جمال الدین ہانسوی نے پوچھا۔ ''از اول یا از آخر'' آپ نے جواب دیا ''از اول'' یعنی شروع سے آپ اجودھن واپس آئے اور سارا ماجرہ سنایا حضرت بابا صاحب کو شیخ جمال کی گستاخی پسند نہ آئی اور حضرت مخدوم پاک پر نظر شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ جس کاغذ کو جمال نے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے اُسے دوبارہ درست نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن تمہیں اس سے بھی بہتر خلافت اور خلافت نامہ لکھ کر دیتا ہوں خاطر جمع رکھو اور فکر مند نہ ہو۔ چنانچہ چند یوم کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے خلافت نامہ لکھ کر حضرت مخدوم پاک کو عنایت فرمایا اور قصبہ کلیر کی ولایت سپرد فرمائی۔ آپ کی مثال پر دستخط کئے اور اس مرتبہ حضرت جمال الدین علیہ الرحمۃ کے پاس جانے کی تاکید نہیں فرمائی۔

خلافت نامہ حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

درج ذیل خلافت نامہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر آپ کو کلیر شریف کی ولایت بخشی تھی۔ نقل مضمون درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی قدم احسانہ علی نعمتہ ھوالاول والاخر و الظاھر و الباطن لاموخر ولا مقدم لما آخر ولامعلن لما ا بطن ولا مغفی لماظھر ولایکار نطق الاوائل والاو آخر علی ایومنۃ اعتبار اوتقائلد و الصلوٰۃ علی رسول اللہ المصطفیٰ معمدو آلہ اھل الودو الارتضیٰ اما بعد فاعلموا ایھا الحاضرون والغائبون ان اللہ تعالیٰ اعطیٰ خرقتہ وقلسنوۃ فی المعراج الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھوا عطی السیدنا اسداللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھوا عطیٰ السید خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ وعن اعطیٰ خواجہ عبدالوحد بن زید قدس سرہ وھوالاعطی الخواجہ فضیل بن عیاض نوراللہ قریعہ وھوا

Marfat.com

عـطـیٰ الـخـواجـه ابـراهـیـم بـن ادهـم نـورالله قبره الاکرام وهوعلی الـخـواجـه حـدیـقة الـمـرعشـی رحـمته الله عالی المولی وهو اعطی الـخـواجـه هبیـر الـبـصـری قـدس سـره الـلـه تعالیٰ القوی وهواعطیٰ الـخـواجـه مـمشـاد عـلی دینوری رحمته الله العلی الباری مع ولایته دیـنـورو هواعطی الخواجه قطب الدین ابواسحاق نور قبرالله الرزاق مـع ولایـت شـام وهـواعـطـیٰ الـخـواجـه ابـواحمد ابدال رحمته الله الـجـلال مع ولایت سیستان وهو اعطیٰ ابومحمد معتدم نور قبره الله الـصـمـد الاکرم وهواعطیٰ الخواجه ناصرالدین ابو یوسف قدس سره الـلـه الـرئـوف واعـطی الخواجه حاجی شریف زندنی قدس سره الله الـعـلـی وهـوا عـطـیٰ الـخـواجه عثمان هارونی قدس سره الله القوی وهـوالاعطیٰ الخواجه معین الدین حسن سنجری قدس سرد و رحمته الـلـه البـاری مـع ولایـت هـنـدوهـوا عطی الخواجه سید قطب الدین بـختیـار کـاکـی قـدس سـره الـلـه تعالیٰ مع ولایت دهلی وهو اعطی لاضـعـف الـفـقیر فرید احمد رحمتی الله الحمید واناْ اعطیت الخرقه قسـلـنوة مقداضا و عصا و کاساو مصلیٰ و سلعت مقی قلبی و روحی و ظـاهـری و باطنی مع نظامته کلیر لولد اسدالرشید قرة العین الامام الـمـتقی المرتضیٰ قطب المشائخ زین الائمته والعلما مضتعه الاجلته والاتـقـیـا عـلاء الملة والدین سید علائو الدین علی احمد صابر قدس سره الـلـه تعالیٰ ابدًاو فرحته الله تعالی فی الدارین وعظمت الله اهان مـن اهانه وامانه الله تعالیٰ ابتقا مرضاة الله واناله الهنهار حمته واعلی درجـاتـه سبـقـابـعـد سبق مـن الاوله الی اخره بشرط بدل الجد والا جتهـاد فـی الـصـحـیـح والشقیع من الله وعلیه المعلول وإلله الموافق والـمیسـر جـورت هذا السطور بیده الفقیر فرید کان ذالک فی یوم الجمعة سنة اثنی و خمسنین وسته مائة من حجری النبوی ۶۵۲

Marfat.com

ترجمہ☆: ہر تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی نعمت عطا کرتے سے پہلے یہ احسان کیا کہ عطائے نعمت کے قابل بنایا۔ وہی ہے جب کچھ نہ تھا۔ تو وہ تھا اور جب کچھ نہ رہے گا تو وہ رہے گا۔ وہ سب ظاہروں سے بڑھ کر ظاہر ہے۔ اور وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے۔ کوئی پیچھے کرنے والا نہیں ہے جسے وہ چھپا دے کوئی اس کا اعلان کرنے والا نہیں ہے جسے وہ درپردہ کردے اسے کوئی نمایاں کرنے والا نہیں ہے۔ پہلے اور پچھلے اس کی نعمت ہر دل سے یقین اور زبان سے اقرار کرتے ہوئے بول نہیں سکتے۔ اور اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور ان کی محبت اور رضا والی اولاد پر درود اور سلام ہو۔ اللہ کے بعد اے حاضر اور غائب لوگو! تم سب کو معلوم ہونا چاہیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو صبر اور ٹوپی عطا فرمائے ہیں۔ اور انہوں نے ہمارے آقا حضرت علی اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے ہیں اور انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو عطا فرماتے ہیں اور انہوں نے خواجہ عبدالواحد بن زید قدس سرہ کو عطا فرمائے اور انہوں نے فضیل بن عیاض کو عطا فرمائے جن کی قبر کو اللہ نے منور کیا ہے اور انہوں نے خواجہ ابراہیم بن ادھم کو عطا فرمائے جن کی عالیشان قبر کو اللہ نے منور کیا ہے اور انہوں نے خواجہ حدیقۃ المرعشی کو عطا فرمائے جن پر اللہ علی مولا کی رحمت نازل ہوئی اور انہوں نے خواجہ ہبیرہ البصری کو عطا فرمائے جن کے دل کو اللہ قوی نے پاکیزہ کیا تھا۔ اور انہوں نے خواجہ ممشاد علی دینوری کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے۔ اور انہوں نے خواجہ قطب الدین ابواسحاق کو شام کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے۔ رب ذوالجلال کی رحمت ان پر نازل ہوئی ہے۔ اور انہوں نے خواجہ ابواحمد ابدال کو سیستان کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے رب ذوالجلال کی رحمت ان پر نازل ہوئی ہے اور انہوں نے ابو محمد محترم کو عطا فرمائے اللہ اکرم اور صمد نے ان کی قبر کو منور کیا ہے اور انہوں نے خواجہ ناصر الدین ابو یوسف کو عطا کئے فرمائے اللہ روف نے ان کا ضمیر پاکیزہ کیا ہے۔ اور انہوں نے خواجہ حاجی شریف زندنی کو عطا فرمائے اللہ علی اور عظیم نے ان کے ضمیر کو پاکیزہ کیا ہے اور انہوں نے قطب الدین مودود کو عطا فرمائے۔ اللہ ودود نے ان کے مزار کو پُرنور بنایا ہے۔ اور انہوں نے خواجہ عثمان ہارونی کو عطا فرمائے اللہ قوی نے ان کے دل کو پاکیزہ کیا ہے اور انہوں نے خواجہ معین الدین حسن سنجری کو

Marfat.com

ہندوستان کی ولایت کے ساتھ عطا فرمائے باری تعالیٰ نے ان کے ضمیر کو پاکیزہ کیا ہے اور ان پر رحمت نازل کی ہے اور انہوں نے خواجہ سید قطب الدین بختیار کا کی کو دہلی کی ولایت کے ساتھ عطا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ضمیر کو پاکیزہ کیا ہے اور انہوں نے اس نہایت ہی ضعیف اور فقیر فرید احمد کو عطا فرمائے ہیں اللہ حمید مجھ پر رحم فرمائے اور میں نے جبہ (اور کوٹ) ٹوپی بال کاٹنے والی قینچی، لاٹھی، پیالہ اور مصلیٰ اور اس کے ساتھ ہی میرے دل اور روح میں اور میرے ظاہر اور باطن میں جو کچھ بھی تھا وہ کلیر کی نظامت کے ساتھ نیک فرزند، آنکھ کی ٹھنڈک پسندیدہ پرہیزگار پیشوا قطب المشائخ علما اور اماموں کے حسن سربلند، پاکیزہ سیرت لوگوں کے سردار دین اور ملت کی سرفرازی کے باعث اور سرچشمے سید علاؤالدین علی احمد صابر کے حوالے کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ خوش رکھے اور دین و دنیا میں اسے فرحت بخشے اور اس کی عزت کو دوبالا کرے جو اس کی توہین کرے۔ اللہ اس کو رسوا کرے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں اس کی مدد کرے اس شرط کے ساتھ کہ جب یہ کوشش کرے اور صحیح سمت محنت کرے تو شروع سے آخر تک قدم ہر قدم مسلسل اللہ تعالیٰ کی رحمت نامہ اور درجات عالیہ سے سرفراز ہو۔ اور اللہ سے اس کا تعلق کبھی نہ ٹوٹے اور یہ اسی حالت پر قائم و دائم رہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور آسان کرنے والا ہے۔ یہ سطور بروز جمعہ چھ سو باون نبی علیہ السلام کی ہجرت والے سال کے بعد فقیر فرید کے ہاتھ سے لکھی گئی ہیں۔

نوٹ ☆: جس طرح حضرت مخدوم پاک نے شیخ جمال الدین ہانسوی سے فرمایا تھا کہ تم نے میرا خلافت نامہ چاک کیا ہے۔ اور میں نے اس کے بدلے تمہارا سلسلہ چاک کر دیا ہے تو شیخ جمال نے پوچھا تھا کہ از اول یا آخر۔ تو آپ نے فرمایا کہ از اول۔ یہ بات جب آپ نے حضور بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کو بتائی تو خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۵۵ پر رقم طراز ہیں کہ حضور بابا صاحب نے فرمایا کہ اللہ کے پہلوانوں کا تیر خطا نہیں جاتا۔ لیکن خیر گزری کہ تم نے اول کہہ دیا۔ آخر سلامت رہا۔ انشاء اللہ تمہارے مریدوں میں سے ایک مرید پیدا ہوگا جس کی دعا سے یہ سلسلہ جاری ہوگا۔ (حضرت بابا صاحب کا اشارہ حضرت جلال الدین پانی پتی) کی طرف تھا۔ پھر ہوا بھی ایسا ہی جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ شیخ جمال کے بڑے بیٹے بڑے صاحب علم و کمال تھے وہ دیوانے

Marfat.com

ہو گئے۔ چھوٹے بیٹے برہان الدین اگرچہ تمام عمر زیرِ تربیت رہے اور جمال الدین ہانسوی نے بھی بارہا کوشش کی کہ اسے کوئی مقام ملے مگر کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ پھر ان کے فرزند شیخ قطب الدین منور علیہ الرحمۃ نے حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔

آپ اپنے پیرومرشد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے کلیر شریف پہنچے۔ کلیر اُس زمانے میں ایک بڑا شہر تھا۔ اُس کی آبادی بھی کافی تھی علماء، فضلاء اور مشائخ کافی تعداد میں وہاں رہتے تھے۔ آپ نے کلیر شریف میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا جس سے رئیس کلیر اور قاضی شہر آپؒ کے سخت مخالف ہو گئے اور آپ کو تکلیفیں دینے لگے۔ آپ نے کافی عرصہ تک ان تکلیفوں کو برداشت کیا پھر اپنے پیرومرشد حضرت بابا صاحب کو ایک عریضہ ارسال کیا اور تمام حالات کلیر کے اس میں تحریر فرمائے۔ بابا صاحب نے واپسی جوابی خط ارسال کیا جس میں تحریر تھا

کہ کلیر تمہارے لئے مانند بکری ہے تم چاہو تو اس کا دودھ پیو یا ذبح کر کے کھاؤ۔

سیرت مبارک ☆: آپ میں شانِ جلالی بدرجہ اتم تھی آپ کو نسبت فنا اعلیٰ درجہ کی حاصل تھی۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ:

علم سینہ من بہ شیخ نظام الدینؒ بدایونی رسید
و علم دل من بہ شیخ علاؤالدین علی احمدؒ فائز کردہ

ترجمہ ☆: میرے سینے کے علم نے شیخ نظام الدین بدایونی کی ذات میں اور میرے دل کے علم نے شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کی ذات میں سرائیت کی ہے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو عروج دائمی ☆: آپ کے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ نے پاک و ہند کے علاوہ ملک عراق، مصر، عرب و حجاز اور ترکی و افغانستان میں بہت فروغ پایا۔ ویسے تو بہت سے حضرات کاملین ایسے ہیں جن کی بدولت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو عروج حاصل ہوا۔ جن میں حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی حضرت میراں شاہ بھیک حضرت حافظ محمد موسیٰ

Marfat.com

مانکپوری ضلع انبالہ حضرت خواجہ معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار حیدر آباد دکن حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ میرٹھی حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ حیدر آباد دکنی حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی کلیام شریف ضلع راولپنڈی حضرت پیر سیدن شاہ صابریؒ کلس شریف حضرت خواجہ رحم الدین سرکار خواجہ نگر حسن ابدال حضرت پیر صوفی قدرت اللہ شاہ حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری محلّہ غازی آباد اوڑکاہ پنجاب حضرت الحاج حافظ قمر الدین صابریؒ موہڑہ چھپر چکری روڈ، حضرت صوفی عبدالحکیم صابری فاروق آباد ضلع شیخوپورہ، حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائز چشتی صابریؒ کالیکی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد، حضرت پیر سید عبدالخالق صابری گلالی پور شریف فیصل آباد حضرت شاہ انعام الرحمٰن صابریؒ شاہ حبیب اللہ حضرت شاہ محمد جعفر صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ جو ترک وطن کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں ہی آپ کا وصال باکمال ہوا۔ حضرت حاجی صاحب کے لاکھوں مرید ہوئے صرف عرب ممالک میں ہی آپ کے خلفاء کی تعداد ۵۳ ہے ہندوستان کے خلفاء اس میں شامل نہیں واللہ عالم کتنے ہیں۔ آج بھی عرب ممالک میں کئی اصحاب اپنے نام کے ساتھ صابریؒ تخلص لکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مصر کے سابق وزیر اعظم جناب علی صابریؒ کے دادا حضرت حاجی صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ ترکی کے وزیر خارجہ جناب احسان صابریؒ کے دادا بھی حاجی صاحب کے مرید تھے۔ اسی نسبت سے ان کے خاندان کے لوگ اپنے نام کے ساتھ صابریؒ تخلص لکھتے ہیں۔ قاہرہ مصر میں آج بھی ہزاروں افراد حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مریدوں کی اولاد سے موجود ہیں۔ ان کے علاوہ ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کے بہت سے علماء ۱۸۹۵ء تا ۱۸۹۶ء کے قریب ہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ ان میں سے کئی حضرات خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ پاکستان میں بھی حضرت حاجی صاحب کے ایک مرید و خلیفہ حضرت خواجہ عبدالمعبود صابریؒ صاحب جن کا تعلق گلگت شمالی علاقہ جات سے ہے۔ وہ بھی حضرت کے خلیفہ اور مرید ہیں۔ اُن کے بھی ملک بھر میں ہزاروں افراد مرید ہوئے۔ آخری العمر وہ مستقل طور پر اسلام آباد میں تشریف لے آئے تھے اور وہیں تقریباً ۱۲۵ برس کی عمر پا کر آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اور اسلام آباد کے قبرستان میں ہی آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مخدوم پاک کا مقام ولایت ☆: آپ کی ولایت کا تعلق ولایت موسوی سے

Marfat.com

ہے۔صاحب لطائف اشرفی حضرت شاہ اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل تصوف کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ہر ولی کی ولایت کسی ایک نبی علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوتی ہے اور حدیث **اَلْعُلَمأ اُمتی ورثۃ الانبیا**۔(علمائے امت وارث ہیں انبیاء کے) سے یہی حقیقت مراد ہے۔ اور قلب آپ کا قلب اسرافیل علیہ السلام پر واقع ہوا تھا۔اور اسی وجہ سے آپ پر شوق وعشق اور غیرت کا غلبہ تھا۔آپ طریقت میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے مناسبت رکھتے تھے۔آپ کی ذات سے تصرفات وجلال کا اس قدر ظہور ہوا کہ مشائخ چشت میں کسی سے اس قدر ظہور نہیں ہوا۔آپ یگانہ روزگار اور بے نظیر وقت تھے۔آپ روزے بکثرت رکھتے تھے۔پانی میں اُبلے ہوئے گولر سفید نمک ملا کر کھاتے تھے۔آپ صرف تہہ بند باندھتے تھے۔اور رنگین خرقہ گل ارمنی کا پہنتے تھے۔آپ جوتا پہنتے تھے۔آپ کو بارگاہ ایزدی میں مقبولیت حاصل تھی۔آپ کی دعا اس قدر مقبول تھی کہ جو کچھ آپ فرماتے ویسا ہی ہو کر رہتا تھا۔

......مخدوم پاک کا فرمان کہ میرا ایک شمش ہی کافی ہے......

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخش علیہ الرحمۃ کا ایک مرید حضور مخدوم پاک کی خدمت میں حاضر ہوا۔اور عرض کیا یا حضرت آپ نے سوائے حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ کے کسی اور کو مرید یا خلیفہ نہیں بنایا۔اور میرے پیر و مرشد خواجہ محبوب الٰہی نے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ مرید کیے ہیں۔اُس کا سوال سن کر حضور مخدوم پاک نے فرمایا ہمارا شمس کافی ہے۔کہ بفضلہٖ تعالیٰ سب پر غالب ہے۔جیسا کہ شمس ستاروں پر۔آپ کا یہ جواب سن کر وہ مرید چپ ہو گیا۔اُس نے دہلی آ کر حضرت خواجہ محبوب الٰہی کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ صابر پاک کو تم نے کیوں رنج دیا۔اب جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ سچ اور ظاہر ہو کر رہے گا۔آپ کے فرمان کے میرا ایک ہی شمس کافی ہے کہ مطابق حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے آپ کے سلسلہ عالیہ کو وہ عروج نصیب ہوا کہ دنیا بھر میں آپ کے سلسلہ کی شاخیں قائم ہیں۔پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی آپ کے سلسلہ عالیہ کو عروج حاصل ہے۔

شعر و شاعری ☆: آپ کو شعر و شاعری کا شوق بھی تھا فارسی میں آپ کا تخلص احمد ہے۔ ہندی میں صابر کا تخلص حسب ذیل استعمال کیا ہے۔

Marfat.com

اِس طرح ڈوب اس میں اے صابر　　　　که بجز ہو کہ غیر ہو نہ رہے

آپ کا وہ شعر جس میں علاؤالدین تخلص استعمال کیا ہے۔ حسب ذیل ہے۔

یہ تن ہر دا اکھ تھاتیں ببول کر دیں۔ گننے میں گڑ پر کھ تو کہیں علاؤالدین

آپ کی مشہور نعت کے دو شعر حسب ذیل ہیں جس میں تخلص احمد استعمال کیا گیا ہے۔

امروز شاہ شاہاں مہماں شدہ است مارا　　　جبرئیل باملائک درباں شدہ است مارا

احمد بہشت دوزخ بر عاشقاں حرام است　　　ہر دم رضائے جاناں رضواں شدہ است مارا

کشف و کرامت ☆: جب کلیر کے لوگوں نے نافرمانی کی اور سرکشی حد سے بڑھ چکی تو آپ کو ضبط کا یادا نہ رہا۔ آپ ایک روز جمعہ کی نماز کے واسطے جامع مسجد گئے اور پہلی صف میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں رئیس کلیر اور قاضی شہر مسجد میں آئے۔ تو آپ کو پہلی صف میں بیٹھا دیکھ کر آپ کو اور آپ کے معتقدین کو برا بھلا کہا اور پہلی صف سے اٹھانا چاہا۔ آپ کے ساتھ کے احباب نے بڑی تواضع اور انکساری سے کہا کہ ہم لوگ چونکہ پہلے آ گئے تھے اس لئے آگے بیٹھ گئے ہیں برائے مہربانی ہمیں معذور رکھیں۔ لیکن انہوں نے ایک نہ سُنی اور زیادہ سختی سے پیش آئے اور کہنے لگے یہ ہمارے آباؤ اجداد کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہاں کسی کو نہیں بیٹھنے دیں گے۔ جب زیادہ شور بلند ہوا تو حضور مخدوم پاک نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ اس ملک کا صاحب ولایت اس جگہ پر بیٹھنے کا تم لوگوں سے زیادہ مستحق ہے۔ ان ناعاقبت لوگوں نے بے ادبی کے لہجہ میں کہا کہ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ آپ صاحب ولایت ہیں۔ ہمیں اس بات کا ثبوت درکار ہے۔ یہ سن کر مظہر جلال کی غیرت جوش میں آئی اور عجب حال رونما ہوا۔ آپ نے فرمایا ثبوت یہ ہے کہ تم لوگ ابھی ختم ہو جاؤ گے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے اٹھے اور مسجد سے باہر آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ جماعت کھڑی ہوگئی تمام نمازی رکوع کے بعد جب سجدے میں گئے تو آپ نے مسجد کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تمام مخلوق سجدہ کرتی ہے تو بھی سجدہ کر۔ چنانچہ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مسجد ایک دم سے گر گئی اور تمام لوگ اس کے ملبے کے نیچے دب کر مر گئے ان میں تقریباً ۴۰۰ علماء اور مشائخ تھے۔ اس کے بعد سارے شہر میں آہ و فغاں شور و غوغا اور رونے پیٹنے کا بازار گرم ہو گیا۔ اور باقی ماندہ لوگ قدموں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اب کوئی

Marfat.com

فائدہ نہیں میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی تھی جو کہ منظور ہوگئی ہے کہ اس شہر میں کوئی شخص زندہ نہ بچ جائے اور اس کے بعد ہرگز آباد نہ ہو کیونکہ میرے لئے یہاں کی ویرانی آبادی سے بہتر ہے۔ مسجد کے واقعہ سے دوسرے سال اس علاقہ میں وبا پھوٹ گئی جس سے کلیر شہر میں ہزاروں موتیں واقع ہوئیں اور اس قیامت خیز وبا نے سارا کلیر شہر ویران کر دیا۔ جس سرائے میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے اس کی مالک ایک بوڑھی عورت تھی۔ اسکا بیٹا بھی مسجد میں نماز جمعہ کے لئے آیا ہوا تھا۔

چنانچہ اس بوڑھی مالکہ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ دوڑی ہوئی مسجد میں پہنچی اس نے مخدوم پاک سے روتے ہوئے کہا یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ میرا نوجوان بیٹا بھی مر گیا ہے۔ آپ نے بوڑھی عورت سے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ بیٹے کو جمعہ کے وقت مسجد میں نہ بھیجنا مگر وہ بوڑھی عورت ایک نہ سنتی تھی اور آپ کو اپنے جوان بیٹے کی موت کا ذمہ دار ٹھہراتی تھی۔ آخر مخدوم پاک سے اِس بوڑھی کی گریہ زاری کا عالم دیکھ کر برداشت نہ ہوا آپ نے غصے کے عالم میں فرمایا اگر میری وجہ سے تیرا بیٹا ہلاک ہوا ہے تو اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر میں اسے تلاش کرلے یہ کہہ کر آپ نے ایک طرف اشارہ کیا عورت بے قرار ہو کر اُس طرف دوڑی اور جب اُس نے ملبہ اٹھایا تو اس کا بیٹا زندہ تھا۔

کرامت ۲ ☆: پاک پتن شریف سے حسن قوال آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انعام واکرام کا خواہاں ہوا۔ حضور مخدوم پاک نے چند گولر جو حضور کی پس خوردہ ہنڈیا میں پڑے تھے۔ منگا کر حسن قوال کو دے بھیجے۔ قوال نے وہ گولر لے لئے مگر دل ہی دل میں کڑھتا رہا کہ یہ کیا ملا ہے میں تو یہاں اس لئے آیا تھا کہ میں حضور بابا صاحبؒ کا قوال ہوں اور حضور مخدوم پاک بابا صاحب کے مرید وخلیفہ ہیں۔ اس لئے ان سے خوب انعام پاؤں گا مگر یہاں سے تو کچھ بھی نہ ملا تاہم پاکپتن شریف جا کر بابا صاحب کو یہ گولر دکھاؤں گا۔ حسن قوال جب پاکپتن شریف پہنچا تو اس نے اپنے سفر کا تمام حال بابا صاحبؒ کے سامنے عرض کر دیا ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ جب میں حضرت مخدوم پاکؒ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا میرے شیخ اچھے ہیں۔ یہ بابرکت الفاظ سن کر بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمدللہ۔ آج سے میں شیخ ہو گیا ہوں لوگوں نے پوچھا کہ حضور کیا اس سے پہلے آپ شیخ نہ تھے۔ بابا صاحب نے فرمایا آج سے پہلے یہ الفاظ کہنے والا کوئی مخدوم صابر نہ تھا۔

Marfat.com

آج یہ الفاظ صابر علاؤ الدین کلیری کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلے تب میں آج سے شیخ ہو گیا ہوں۔ جو گولر قوال کے پاس تھے۔ اس نے بابا صاحب کو دے دیئے آپ نے حاضرین میں تقسیم کر دیئے جس نے بھی وہ گولر کھائے اس کی کشافت دور ہو گئی اس کو نور باطن حاصل ہوا۔

آپ کا نام نامی اِسم گرامی حل المشکلات اور باعث خیر و برکت ہے☆:

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابری کے بزرگ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ آپ کا اسم گرامی اگر کسی مشکل مہم کے واسطے یا کسی حاجت برآری کے لئے پڑھا جائے تو بڑی سے بڑی مشکل ٹل جاتی ہے مہمات میں کامیابی مقدر بن جاتی ہے۔

یا حضرت مخدوم علی احمد مشکل کشا بالخیر

اے حضرت مخدوم علی احمد صابر ہماری مشکل حل فرمایئے اچھائی کے ساتھ

یا حضرت مخدوم اغثنا باذن اللہ یا حضرت مخدوم اللہ کی اجازت سے ہماری مدد فرمایئے

یا شیخ سید مخدوم صابر کلیری شیئاً للہ اے شیخ سردار صابر کلیری اللہ کے لئے مجھے کچھ دیں

خذیدی شیاءً اللہ یا حضرت مخدوم صابر کلیری المدد۔

اللہ کے لئے مجھے کچھ دو اے حضرت صابر کلیری ہماری مدد فرمایئے

خذیدی یا شاہ کلیری خذیدی شیاءً للہ انت نور احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے کلیر کے بادشاہ ہماری مدد فرمایئے اللہ کیلئے ہماری مدد فرمایئے آپ حضور ﷺ کے نور ہیں۔

امداد کن امداد کن از رنج و غم آذاد کن
در دین و دنیا شاد کن مخدوم صابر دستگیر

ہماری مدد کیجئے ہماری مدد کیجئے غموں اور مصیبتوں سے آزاد فرمایئے ہمیں دین و دنیا میں خوش و خرم رکھیے اے مخدوم صابر کلیری۔

Marfat.com

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ بروز جمعرات بااختلاف روایت ۶۴۷ھ کو ہوا سیر الاقطاب میں آپ کی تاریخ وصال ''جان گنج شکر'' آئی ہے جو دوسری روایت کے مطابق ہے اور یہ روایت بھی ہم تک معتبر بزرگوں سے سینہ بسینہ پہنچی ہے کہ آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمتہ نے آپ کو غسل دیا اور جنازہ تیار کر کے رکھ دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں غیب سے مخلوق خدا وارد ہوئی صفیں بنیں تو دور سے خواجہ شمس الدین نے گھوڑا سوار کو دیکھا وہ آئے تو امام کے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور نماز جنازہ پڑھا کر واپس جانے لگے تو خواجہ شمس الدین نے پوچھا میرے مرشد کا جنازہ پڑھانے والے آپ کون ہیں؟ تو گھوڑ سوار نے چہرے سے نقاب الٹا تو کیا دیکھا کہ خود حضور مخدوم پاک ہیں عرض کرتے ہیں حضرت یہ کیا فرمایا۔ شمس الدین یہ جناہ جو پڑا ہے یہ فنا ہے جو تیرے سامنے ہے وہ بقا ہے۔ مزار پُر انوار کلیئر شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بھی تادم تحریر ایک مرتبہ اس بارگاہ عالی میں قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ عجیب شان جلالت کا ظہور ہوتا ہے۔

منقبت حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

منبع جود و سخا مخدوم صابر کلیری　　نور عین مصطفیٰ ﷺ مخدوم صابر کلیری

آں امام عاشقاں و راہنمائے مقتداں　　صدر بزم اولیاء مخدوم صابر کلیری

سربراہ چشتیاں مظہریا یافرید　　سایۂ غوث الوریٰ مخدوم صابر کلیری

سجدہ ہر لحظہ کنم برآستان پاک تو　　خواجہ ہر دوسرا مخدوم صابر کلیری

شاہین گدائے دارد گناہ بیکراں　　نظر کرم بہر خدا مخدوم صابر کلیری

Marfat.com

ردیف الف

حضرت شیخ اسحاق شاہ کاکو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف ابن عارف، کامل ابن کامل، شمع قصر ہدایت مست الست جمال احدیت محمدی حضرت شیخ محمد اسحاق کاکو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مظہر تامہ کمال انسانی ہیں۔

آپ حضرت شاہ کاکو چشتی صابری لاہوری علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور انہی کے خلیفہ وسجادہ نشین تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد گرامی حضرت شاہ کاکو علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ تمام عمر درس وتدریس میں گزاری۔ جوانی میں شکار کا بہت شوق تھا۔ جب درس سے فارغ ہوتے تو عقاب باز اور شکاری کتے لے کر شہر سے باہر شکار کو نکل جاتے۔

ساری عمر کسی امیر کے دروازے پر نہیں گئے اور نہ ہی کسی کے آگے دستِ سوال دراز کیا۔ نہایت ہی مستغنی المزاج اور قناعت پسند تھے۔ حق گوئی میں یکتا اور مظہر انوار صوری ومعنوی اور صوفی بزرگ تھے۔ اہل لاہور آپ کی ولایت کے بہت قائل تھے۔

طبقات اکبری میں ملاّ نظام الدین لکھتے ہیں کہ آپ نہایت عالم اور متبحر فاضل تھے۔ بلکہ سرزمین ہند میں آپ کے پائے کے عالم بہت کم ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں شیخ سعد اللہ بنی اسرائیل شیخ منصور لاہوری، شیخ منور لاہوری بہت مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔ بدایونی کے علاوہ ملک الشعراء فیض اور شیخ ابوالفضل بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ ہمہ وقت یادِ خدا میں مست الست رہتے تھے اور جب تک کوئی بات نہ پوچھتا اس وقت تک کلام نہ فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً سو برس کی عمر شریف میں ۹۹۶ھ بمطابق ۱۵۸۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار والد گرامی کے مزار کے نزدیک مسجد شہید گنج لنڈا بازار لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری علیہ الرحمۃ آپ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

Marfat.com

حضرت پیر سید اللہ داد شاہ بخاری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: اولادِ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، فخر السادات بخاری، شہباز طریقت حضرت پیر سیّد اللہ داد شاہ بخاری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ۹۶۲ھ میں اپنے وقت کے عظیم بزرگ حضرت پیر سیّد فتح اللہ شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حضرت پیر فتح اللہ شاہ کو حکومت وقت کی تائید وحمایت واعانت کی وجہ سے خان کا خطاب ملا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے سرکاری کاغذات اور ریکارڈ محکمہ مال میں آپ کا نام نامی اسم گرامی خان فتح اللہ خان درج تھا۔اور آپ اسی نام سے مشہور تھے۔

حضرت شاہ جیونہ بخاری سے تعلق و مراسم☆: حضرت سید فتح اللہ شاہ علیہ الرحمۃ کے ضلع جھنگ کی معروف روحانی شخصیت حضرت سید محبوب عالم شاہ المعروف شاہ جیونہ بخاری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سے خاندانی قربت کے علاوہ ذاتی طور پر بھی گہرے مراسم تھے، یہی وجہ تھی کہ حضرت شاہ جیونہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی حقیقی ہمشیرہ کا عقد حضرت پیر سید فتح اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ سے ہوا۔اور انہی قابل احترام عابدہ، زاہدہ، عارفہ اور کاملہ خاتون کے بطن مبارک سے آپ حضرت پیر سیّد اللہ داد شاہ بخاری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۹۶۲ھ کو ہوئی۔

تعلیم و تربیت بیعت و خلافت☆: حضرت پیر سیّد اللہ داد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت آپ کے ماموں حضرت پیر سیّد محبوب عالم شاہ المعروف شاہ جیونہ صابری رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں اُنہی کے گھر پر ہوئی۔اور انہی کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ میں آپ بیعت سے مشرف ہوئے۔بعدازاں منازل سلوک کی تکمیل پر شیخ کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد اور فائز المرام کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ بڑے ہی نیک متقی و پرہیزگار اور اپنے اسلاف کی تعلیمات و معمولات پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔نماز پنجگانہ، تہجد دیگر نوافل اور اپنے شیخ کے بتائے ہوئے

Marfat.com

اوراد و وظائف کو ہر حال میں مکمل اور پورا فرماتے۔ اور پابندی سے اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ لنگر آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ آپ صاحب کشف و کرامات اور یگانہ روزگار شخصیت تھے۔ علاقہ بھر میں آپ کو ہر سطح پر احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ مغل حکمران ہمیشہ آپ کی تائید و حمایت اور آپ سے مشورے چاہتے تھے۔

وصال باکمال ☆: ۱۰۲۶ھ بمطابق 1617ء میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار قصبہ پیر والا تحصیل و ضلع جھنگ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمانی سے منور کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں تقریباً ۱۹۶۸ء کی دہائی میں آپ کی اولاد پاک سے جناب محترم فخر السادات سیّد نسیم اصغر اور جناب سیّد علی رضا شاہ بخاری وغیرہ اپنے علاقہ میں بہت صاحب اثر ہوئے ہیں۔ آج کل ان کی اولادیں اپنے اجداد کا یہ چراغ روشن کئے ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ سیّد اللہ بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، آثار ولایتش ظاہر ہر خاص و عام حضرت خواجہ شیخ سیّد اللہ بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلطان العارفین ہیں۔ آپ حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ صائم الدھر تھے مٹھی بھر کھیلوں (یعنی مکئی کے دانوں) سے آٹھ روز تک روزہ افطار کرتے تھے۔ ہمیشہ ترک و تجرید کے ساتھ رہتے تھے۔ لاہور کے بعض لوگ آپ کو خدا بین اور خدا نما کہتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ آدم بنوری نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خط لکھا کہ تم کو لوگ خدا بین اور خدا نما کہتے ہیں کیا یہ تمہاری مرضی سے کہتے ہیں یا تمہاری مرضی کے خلاف۔ اگر تمہاری مرضی سے کہتے ہیں تو تمہیں چاہیے کہ تم اس عقیدۂ بد سے توبہ کرو۔ جو معتقد رویت پروردگار دنیا میں ہیں وہ ملحد و زندیق ہیں۔
آپ نے خط پڑھا اور خط لانے والے قاصد سے فرمایا شیخ آدم نعمت رویت سے محروم ہیں مگر میں تجھ کو

Marfat.com

مشرف کراتا ہوں۔ چنانچہ جب آپ نے اسے رویت سے مشرف کرایا تو وہ بے ہوش ہو گیا۔ دوپہر کے بعد جب اُس کو ہوش آیا تو آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ اب میری خواہش ہے کہ باقی زندگی آپ کے قدموں میں گزار دوں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو تو اپنے شیخ آدم بنوری کے پاس جا اور میرا جواب ان تک پہنچاؤ۔ اور حقیقت رویت سے آگاہ کرو۔ نیز آپ نے اُس کو مرتبہ علم الیقین سے مشرف کرایا۔ آپ کی تاریخ اور سن وصال اور مقام مدفن کا کوئی تعین نہ ہو سکا۔ تاریخ کے اوراق خاموش ہیں۔ وصال گیارہویں صدی میں ہوا۔ مزار پُر انوار لاہور میں ہی واقع ہے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ محمد مرزا سرہند شریف میں آسودہ ہیں جو کہ ایک کامل درویش اور بلند مرتبہ ولی کامل ہیں۔

حضرت شیخ عبداللہ المعروف اخوند درویزہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرد حقانی، شیر یزدانی، مرشد لاثانی حضرت شیخ مولانا اخوند درویزہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کبار میں سے ہیں۔

آپ کا اصل نام عبداللہ المعروف اللہ داد اور لقب اخوند درویزہ تھا۔ آپ اپنے لقب اخوند درویزہ کے نام سے معروف و مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت ۹۴۰ھ کو قصبہ مدویز جو کہ کابل اور پشاور کے درمیان ننگرہار کے مقام پر اپنے زمانے کے معروف بزرگ گدائی بن سعدی کے گھر ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل اور روحانی بزرگ ہیں۔ آپ تاریخ ادب اور دینی علوم میں شہرت کاملہ رکھتے تھے۔ صاحب تصنیف و تالیف ہیں آپ کی کتاب زادالابرار تاریخی حوالے سے بہت مستند اور معروف کتاب ہے۔ جب آپ حضرت شیخ علی خواص چشتی صابری المعروف پیر بابا کی خدمت میں پہنچے تو روحانی علم اور طریقت و سلوک کی منازل طے کرنے کے جذبے نے آپ کو بے قرار کیا ہوا تھا۔ جب شیخ کامل نے آپ کی یہ سوزش و تپش محسوس کی تو مسکرا دیے اور فرمایا شیخ کامل افغاناں گشتہ۔ یعنی افغانوں کے شیخ کامل بن گئے ہو۔ انہوں نے مزید فرمایا اماں خوب نرفتہ چہ اقدام نمودن برایافتہ بدرنیستی بیمارد کہ ازگفتارہ کردار حضرت خیرالبشر علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام معلوم باشد۔ یعنی تمہارا طریقہ درست نہیں ہے کہ زہد و ریاضت شیخ کامل کی راہنمائی کے بغیر قصر منزلت میں گرنے کا موجب ہوتے ہیں اور شیخ کامل حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ اور ان کا طریقہ اپنانا ہ مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بھی شیخ کامل نے بہت سی نصیحتیں کیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شیخ علی غواص چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ اور باطنی کمالات کو درس و تدریس میں چھپاتے تھے۔ آپ شریعت و طریقت پر سختی سے کاربند تھے۔ ملحدین اور رافضین سے ہر وقت برسر پیکار رہتے تھے۔ خصوصاً بایزید انصاری جو اپنے آپ کو پیر روشن ضمیر کہتا تھا اس کا آپ نے بہت سخت مقابلہ کیا اور اسے پیر تاریک کا لقب دیا۔

حضرت اخوند درویزہ اور حضرت پیر بابا کے دور میں جبکہ مغل فرمانروا جلال الدین اکبر کی حکومت تھی اس عہد میں بعض ایسی تحریکیں متحرک تھیں جو عام مسلمانوں کے عقائد سے متصادم عقائد ونظریات کی پرچار کر رہی تھیں، یہ تحریکیں مختلف فرقوں کے عقائد پر مبنی تھیں ان فرقوں میں قدریہ، جبریہ، ملامتیہ، اور حلولیہ وغیرہ کے فرقے کام کر رہے تھے چنانچہ حضرت پیر بابا اور حضرت اخوند رویزہ بابا ان فرقوں کے باطل عقائد کے خلاف میدان میں اترے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف اٹھنے والی ان تحریکوں کی توانائی و طاقت کو کمزور یا ختم کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے ان فرقوں کے سرپرستوں میں ایک میر قاسم نامی شخص تھا جو اصحاب ثلاثہ پر تبرا کرنے میں پیش پیش رہتا تھا اور اپنے عقائد کے پرچار میں بہت پرجوش تھا حضرت اخوند رویزہ نے اس سے زبردست علمی مناظرہ کیا اور اس کے عقائد کو باطل قرار دے کر اسے نیچا دکھایا جس کی وجہ سے یہ میر قاسم مارے خفت وندامت کے بستی سے نکل کر پہاڑوں میں روپوش ہو گیا، اس عہد میں دوسری سب سے بڑی تحریک، تحریک روشنائی کے نام سے متحرک تھی جس کے قائد بایزید انصاری تھے تحریک روشنائی سابقہ ادوار کے قرامطہ فرقے کی تحریک کے بعض عقائد ونظریات کی پرچار میں متحرک تھی اور بایزید انصاری نے اپنے علمی دلائل اور سخن طرازی کی وجہ سے پختونوں کے مختلف قبائل اور کرزئی، بنگش، آفریدی اور کسی حد تک مہندوں کے لوگوں میں اس تحریک کے لئے پذیرائی پیدا کر لی تھی اور ان کے مریدوں نے

Marfat.com

انہیں پیر روشن کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا تھا، یہ روز بروز بڑھنے والی تحریک روشنائی سے حضرت پیر بابا اور حضرت اخوند رویزہ کو بڑی تشویش لاحق تھی اس لئے انہوں نے اس تحریک کی مخالفت میں اپنے علوم ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے جدوجہد کی حضرت اخوند رویزہ نے پیر روشن بایزید انصاری کے لئے پیر تاریک کا لقب تجویز کر کے اس تحریک کے عقائد کے خلاف جدوجہد شروع کر دی جس کی وجہ سے پختونوں میں اس تحریک کے پیدا کئے ہوئے عقائد سے لوگ منحرف ہونے لگے اس سلسلے میں حضرت اخوند رویزہ نے اس تحریک کے عقائد کے رد میں جو کتابیں لکھی ہیں ان میں ارشاد المریدین، تذکرۃ الابرار والاشرار اور مخزن الاسلام ہیں۔ ان کتابوں میں حضرت اخوند رویزہ نے روشنائی تحریک کے عام کردہ، عقائد وافکار کی پوری تفصیل درج کی ہوئی ہے۔ پیر روشن بایزید انصاری نے بھی تین کتابیں لکھی ہیں، مقصود المومنین، حالنامہ اور خیر البیان ان کتابوں میں بایزید انصاری نے روشنائی تحریک کے تمام عقائد ونظریات کی تفاصیل بیان کی ہیں بہر حال حضرت اخوند رویزہ کے سامنے سب سے زیادہ مدمقابل یزید انصاری اور ان کی تحریک روشنائی کے عقائد و افکار تھے چونکہ بایزید انصاری نے پختون قبائل کو مغلوں کے خلاف کافی حد تک متحد کر لیا تھا اور ان قبائل کی گوشمالی کیلئے مغل فرمانرواؤں نے متعدد بار جارحانہ اقدامات بھی کئے تھے اس لئے یہ پختون قبائل بایزید انصاری کی طرف سے عام کئے جانے والے عقائد کو ردعمل کے طور پر بھی اپنا چکے تھے دوسری طرف حضرت پیر بابا جو کہ ماں کی طرف سے مغلوں کی رشتہ داری سے بھی منسلک تھے اس لئے گرچہ خالص دینی جذبے اور حمیت کے تحت پیر بابا اور حضرت اخوند رویزہ نے اس تحریک کے اثر کو ختم کرنے کے لئے ٹھان لی تھی لیکن پختون قبائل کے دل میں یہ بات بھی تھی کہ پیر بابا اور ان کے خلیفہ اخوند درویزہ یہ ساری مخالفت مغلوں کی ہمنوائی اور حمایت میں کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ تھی کہ پیر بابا اور اخوند رویزہ پختون نہیں تھے لیکن ان کی مخالفت براہ راست پختونوں کے خلاف اور مغلوں کے حق میں جارہی تھی تیسری اہم بات یہ تھی کہ پیر بابا اور اخوند رویزہ کی اس مخالفت کو مغلوں نے اپنے لئے تائید غیبی بھی سمجھ لی تھی اس لئے اس موقع پر ان کی سیاسی تدبیر کے لئے ان دونوں حضرات کی تحریک روشنائی اور بایزید انصاری کی مخالفت بڑی کارگر ثابت ہو رہی تھی اس لئے گرچہ کھلم کھلا نہ ہی سہی اندرون خانہ ممکن ہے مغل حکمرانوں نے پیر بابا اور اخوند رویزہ کی سرپرستی بھی کی

Marfat.com

ہو یہی وجہ ہے کہ پیر بابا اور اخوند رویزہ کی بایزید انصاری اوران کی تحریک روشنائی کو کچلنے کی تحریک کے سلسلے میں بعض حضرات اور مکاتب فکر پختونوں کے خلاف اور مغلوں کی حمایت میں اقدام پر محمول کرتے ہیں، جہاں تک مغلوں کی بایزید انصاری سے برگشتگی اور کشمکش کا تعلق ہے تو اس کی ایک بنیادی وجہ جو میری سمجھ میں آسکتی ہے وہ یہ بھی تھی کہ عبداللہ دانشمند جو کہ بایزید انصاری کے والد ماجد تھے وہ سلطان ابراہیم لودھی کے عہد میں ان کی طرف سے قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھے اور لودھیوں اور مغلوں کی کشمکش بدیہی امر تھے اس لئے بایزید انصاری نے اپنے عقائد وافکار کے سائے میں پختون قبائل کی جمیعت کو مغلوں کے خلاف منظم کر لیا تھا دوسری طرف پیر بابا اور اخوند رویزہ گرچہ اپنے دینی جذبے کے تحت ان عقائد کی مخالفت میں برسرپیکار تھے لیکن اس کا فائدہ بالواسطہ طور پر مغلوں کو پہنچ رہا تھا اس لئے جو پختون پیر بابا اور اخوند رویزہ کی بایزید کی مخالفت کو مغلوں کی تائید وحمایت پر محمول کرتے ہیں یہ بھی کسی حد تک محل نظر ہے۔ بہر حال حضرت اخوند رویزہ ایک باکمال علمی فضیلت اور روحانی شخصیت کے حامل بزرگت تھے علوم ظاہری کے علاوہ سلوک وطریقت میں بھی منازل طے کر کے روحانی درجے پر فائز تھے۔

انہوں نے تمام عمر قلمی وظائف یعنی تصانیف وتالیفات اور ارشاد وتبلیغ اور خود روحانی منازل طے کرنے میں بسر کی اور اہل سنت والجماعت کے عام مسلمانوں کے عقائد وافکار سے متصادم عقائد ونظریات کے رد سے متعلق جدوجہد کرتے رہے۔ اسی طرح عیسیٰ بلوتی کے غیر اسلامی عقائد کا بھی آپ نے خوب مقابلہ کیا۔ ان دونوں اشخاص کے عقائد باطلہ پر آپ نے اپنی کتاب ''مخزن اسلام'' میں خوب تردید کی ہے۔ معارج الولایت کے مصنف نے اس کتاب کی شرح لکھی ہے۔ جس کا نام ''کلمات الوافیات'' ہے۔ مخزن اسلام کا نصف حصہ حضرت اخوند درویزہ نے لکھا ہے اور آپ کے وصال کے بعد باقی نصف حصہ آپ کے فرزند وخلیفہ وجانشین حضرت مولانا شیخ عبدالکریم پشاوری علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۴۸ھ بمطابق ۱۶۳۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار گنج دروازہ سے باہر پشاور شہر کے جنوب مشرق کی طرف موضع ہزار خوانی پشاور میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شمع قصر ہدایت ۔ روح جسم ولایت ۔ فارغ از گفتگوئے اغیار ۔ ہر دم نعرۂ ھل من مزید قطب ارشاد ۔ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری بن شیخ نورالدین بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے اور حضرت جلال الدین تھانیسری کے نواسے ہیں ۔ آپ کی ذات معرفت حق میں بحر بے کنار ہے ۔ عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے ۔ کثرت عبادت و ریاضت کے سبب سے آپ پر انوار عالم ملکوت عالم جبروت عالم لاہوت کھلنے لگے ۔ مگر حضرت ابوسعید طالب ذات حق تھے اسی لئے ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے ۔ اور ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کا دم بھرتے تھے ۔

بیعت و خلافت ☆: حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمتہ نے اپنی حیات ہی میں آپ کو اپنے خلیفہ اور جانشین حضرت نظام الدین بلخی علیہ الرحمتہ کے سپرد کر دیا تھا ۔ آپ حضرت نظام الدین بلخی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور عبادت و ریاضت میں مزید مشغولیت اختیار کی بعدہ حضرت نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا ۔

عبادت و ریاضت ☆: جس وقت آپ اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین علیہ الرحمتہ کی خدمت میں بلخ پہنچے تو حضرت شیخ نظام الدین بلخی علیہ الرحمتہ نے مرشد زادہ ہونے کی حیثیت سے آپ کا نہایت ہی شاندار استقبال کیا ۔ اور نہایت ہی تعظیم سے حضرت ابوسعید گنگوہی کو مسند پر بٹھایا اور بڑے ہی اچھے طریقے سے مہمان نوازی کی جب یہ معلوم ہوا ۔ کہ وہ فیض و عرفان حاصل کرنے آئے ہیں تو حضرت نظام الدین بلخی علیہ الرحمتہ نے آپ کو شغل سہ پایہ کی تعلیم دی اور اعلیٰ درجہ کی ریاضت اور مجاہدہ لینا شروع کر دیا ۔ حضرت ابوسعید نے بارہ برس شغل سہ پایہ پر ایسی محنت و مشقت کی کہ نہایت کے درجے کو پہنچا یا مگر مقصود حقیقی جیسا کہ چاہیے تھا حاصل نہ ہوا آخر یہ معاملہ کیا ہے ۔

حضرت شیخ نظام الدین علیہ الرحمتہ نے فرمایا اے ابوسعید تجھ میں ابھی کچھ خود پسندی موجود ہے جو معبود حقیقی تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے ۔ اس لئے نفس کو ذلیل کرنے کی ضرورت ہے ۔

Marfat.com

چنانچہ آپ کے پیرومرشد نے آپ کو کتوں کی محافظت اور نگہبانی پر مقرر کر کے شکاری کتے آپ کے سپرد کر دیئے۔ آپ کتوں کے ساتھ سارا سارا دن محنت کرتے۔ اس میں آپ کی بڑی نفس کشی ہوئی۔ بعض دفعہ آپ کتوں کو سیر کرانے کے لئے نکلتے تو کتے آپ کو گارے کیچڑ میں گھسیٹ کر دور تک لے جاتے اور آپ گھسیٹتے ہوئے چلے جاتے۔ الغرض اس کام میں آپ نے بڑی ذلت وخواری اٹھائی۔ آخر یہ دیکھ کر آپ کے پیرومرشد کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور مقصود حقیقی نے جلوہ فرمایا اور تجلی ذات سے مشرف ہوئے۔ حضرت نظام الدین علیہ الرحمۃ یہ حال کہ دیکھ کر خوش ہو گئے۔ اور فرمایا اے ابوسعید شرف ولایت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں داخل ہونا کہ ابتدائے لاہوت ہے مبارک ہو۔ اور انتہائے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو آخری لاہوت ہے۔ وہ ابھی دور ہے۔ اس لئے بدستور شغل سہ پایہ کے پابند رہو۔ پیرومرشد کا یہ فرمان سن کر آپ دوبارہ ایک مدت کمال جدوجہد سے ریاضت میں مصروف رہے۔ مگر جس مقام کا پتہ پیرومرشد نے بتایا تھا اس پر سرفراز نہ ہونے سے سخت بے قرار ہوتے رہے۔ اور انجام کا کمال بے تابی میں جان قربان کر کے اور ہستی سے گزر جانے کا ارادہ کر کے شغل سہ پایہ شروع کیا۔ اور نیت کر لی کہ جب تک اصل مقصود حاصل نہ ہو گا۔ سانس نہیں لوں گا اگر اس راہ میں دم نکل جائے۔ تو پرواہ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے سخت محنت و ریاضت شروع کر دی پھر ایک مقام ایسا گزرا۔ کہ نور عالم اطلاق نے آپ پر ظہر کیا۔ اور آپ کی ہستی کو نیست و نابود کیا اس بے قراری اور اضطراب کے عالم میں سانس چھوٹ گیا۔ اور اس کی ضرب سے آپ کا پہلو مبارک ریزہ ریزہ ہو گیا۔ تمام پیٹ سے خون بہنے لگا۔ ۲ دن اور ۲ رات مغلوب الحال رہے۔ تیسرے دن افاقہ ہونے پر پہلو کے ٹوٹنے حال معلوم ہوا۔ فوراً کہا کہ الحمد للہ۔ دوست کی راہ میں میرا پہلو ٹوٹا پہلو ٹوٹنے پر آپ کا رب العزت کی بارگاہ میں شکر ادا کرنا تھا کہ الرحم الراحمین کی طرف سے بلاواسطہ الہام ہوا۔ کہ اے ابوسعید جب تو نے اپنی جان ہماری راہ میں قربان کر دی اور اس مجاہدے میں ثابت قدم رہا۔ تو ہماری طرف سے یہ خوشخبری ہو کہ میں تجھے از سرنو زندہ کرتا ہوں اور یہ دوا لے آپ نے منہ کھولا دست غیب نے منہ میں دوا ڈال دی تمام خون پیٹ سے دور ہو گیا۔ پہلو بھی فوراً ٹھیک ہو گیا۔

گنگوہ شریف میں آمد☆: حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے پیرومرشد سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن گنگوہ شریف میں پہنچے تو آپ نے ہر چند اپنی زندگی گمنامی میں

Marfat.com

بسر کرنی چاہی مگر آپ کے چہرے سے جو انوارِ الٰہی ظاہر ہوئے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ کی شہرت ہو گئی۔ کیونکہ عرفان کبھی چھپا نہیں کرتا ملک کے چاروں طرف سے طالبانِ خدا آپ کی خدمت میں آ پہنچے اور ہزاروں افراد نعمت باطن سے سرفراز ہوئے۔ گنگوہ شریف میں پہنچنے کے بعد یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا از سرِ نو زمانہ فیض شانہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کا دوبارہ پھر آ گیا۔

وصال باکمال ☆: ۱۰۴۹ھ اور بعض کے نزدیک ۲ ربیع الثانی ہے۔ مزار فیض آثار گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں حاضری دے کر اہل دل حضرات اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے وصال پر کسی عارف کامل نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے:

چو آخر بحکم قضا رفت بجنت　　ز دنیا بدار بقا بو سعید
ندا شند ز دل سال تاریخ او　　کہ مخدوم اہل صفا بوسعید
۱۰۴۹ھ

حضرت سیّد اللہ بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان لعارفین، دلیل المحققین، امام العاشقین، قدوۃ السالکین حضرت سید اللہ بخش چشتی صابری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ جامع علوم معنوی وصوری ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن شہر بھکر تھا۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عارف کامل عاشق و واصل باللہ تھے۔ آپ کے مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ ہفتہ بھر میں صرف ایک مٹھی اناج تناول فرماتے تھے۔ آپ نے جب سے خلوت میں قدم رکھا تمام عمر اس سے باہر نہیں گئے۔ آپ کے اصحاب اور لاہور شہر کے لوگ آپ کو مردِ خدا بین اور خدا نما کے نام سے یاد کرتے تھے۔

قطب مدار سے ملاقات کی تمنا ☆: آپ ابتدائے حال میں اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنے دوستوں میں سے کسی کی زیارت کرا دے۔
ایک دن چاشت کے وقت آپ آرام فرما رہے تھے کہ خواب میں حق تعالیٰ کی طرف سے دل میں یہ بات

Marfat.com

ڈالی گئی کہ تمہارا دیرینہ مطلوب تمہارے دروازے پر کھڑا ہے۔ اٹھو اور اس سے ملاقات کرو۔ جب آپ دروازے پر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چرم پوش درویش ایک گھنٹی میں رسی ڈال کر ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑا ہے۔ اُس درویش نے جب آپ کو دیکھا تو صحرا کی جانب چل دیا۔ آپ بھی اُس کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ جب صحرا میں پہنچے تو درویش نے آپ سے پوچھا کہ تم کس لئے میری طرف آ رہے ہو اور تمہارا کیا مطلب ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس کمال کے باوجود یہ لباس کیوں اختیار کر رکھا ہے۔ درویش نے جواب کہ میرے محبوب کی مرضی یہی ہے۔ کہ میں اپنے جمال باطنی کو اس لباس میں چھپا کر رکھوں۔ حالانکہ میں زمانے کا قطب مدار ہوں۔ مگر تمام ریاضت کا معنیٰ یہی ہے کہ آدمی رضائے حق کی کوشش کرے۔ اور اپنی ہستی کو گم کردے۔ اس کے بعد اُس درویش نے آپ کو شغل مصباح الاسرار تلقین کیا اور آپ کو رخصت کر کے اُسی وقت نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

قرآنی آیات کا آپ کے سامنے جلوہ گر ہونا ☆: آپ جس وقت تلاوت قرآن مجید فرماتے تھے تو ہر آیت کے معانی آپ پر متجلی ہو کر کئی صورتوں میں جلوہ گر ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ تلاوت قرآن کریم کرتے وقت اپنے حجرے کا دروازہ بند کر دیتے تھے تاکہ مخلوق خدا پر یہ راز فاش نہ ہو۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ نظام الدین بلخی ثمہ تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفرازی و ممتاز ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۶۳ھ بمطابق ۱۶۵۲ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی صابری مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات و کمالات، منبع فیوض و برکات، مرآۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل و حال، حکیم حازق، قطب وحدت حضرت شیخ ابراہیم چشتی صابری ثمہ مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے اہل بصیرت ہیں۔ آپ قوم سے پٹھان اور ولایت درہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی

Marfat.com

ذات والاصفات نے شغل سہ پایہ کو اس حد تک پہنچایا تھا کہ تین مرتبہ ذکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ اللہ کر کے ایک تسبیح کا دانہ گراتے تھے اور اس طرح چار سو تسبیح کرتے تھے (یعنی ایک سانس میں چار سو تسبیح پڑھتے تھے) جس وقت آپ کو مرشد کامل کی جستجو ہوئی تو دڑہ سے نکل کر کوبہ کو پھرتے پھراتے قصبہ بنور نزد سرہند شریف حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں پہنچے اور ان کی خدمت میں رہ کر ایک مدت تک ریاضت ومجاہدہ کیا۔ لیکن جو کچھ ان کا دل چاہتا تھا میسر نہ ہوا۔ حضرت شیخ آدم بنوری آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور دل میں خیال رکھتے تھے کہ انہیں خرقۂ خلافت سے نوازیں مگر چونکہ آپ کی تشفی نہیں ہو پا رہی تھی اس لئے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔

سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت☆: ایک رات آپ آرام سے سو رہے تھے کہ قسمت نے یاوری کی کہ جمال جہاں آرائے سرورِ کونین ﷺ کی زیارت سے مشرف بہ نصیب ہوئے۔ آپ کے ہمراہ صحابہ کبار اور ایک بزرگ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ بھی تھے سرکار علیہ السلام نے حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی کی طرف اشارہ کر کے شیخ ابراہیم سے فرمایا کہ تمہارے شیخ یہ ہیں۔ گنگوہ جا کر ان سے ملو۔ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ان کا نام معلوم نہیں ہے ذرا اسم گرامی بتا دیجیے تاکہ کسی سے پوچھ کر قدمبوسی کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری امت کے اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ اور ان کا نام نظر محمد ہے۔ ان کے پاس پہنچو تاکہ مقصد حقیقی تک رسائی ہو جائے۔ آپ جب بیدار ہوئے تو فوراً اٹھ کر حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ آج رات مجھے مطلوب حقیقی کا علم ہو گیا ہے اگر اجازت ہو تو میں گنگوہ شریف میں حضرت نظر محمد کی خدمت میں حاضری دے دوں۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو بہتر ہے ورنہ میں خود یہاں سے ان کی خدمت میں چلا جاؤں گا۔ شیخ آدم نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنے اکابر اصحاب میں شمار کرتا تھا۔ اور مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ تم اس طرح کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ میں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کر رہا ہوں۔ اور میں حیران ہوں کہ اس قدر دعویٰ کمال کے باوجود آپ پر یہ بات منکشف نہیں ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں مدت تک ریاضت و مجاہدہ کیا ہے۔ لیکن مقصد حقیقی کو نہیں پایا۔ غرضیکہ کافی بحث ومباحثہ کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہو کر

Marfat.com

قصبہ گنگوہ شریف پہنچے۔ وہاں پہنچ کر جس شیخ سے بھی شیخ نظر محمد کا نام دریافت کرتے تھے وہ کہتا کہ گنگوہ میں اس نام کا کوئی بزرگ نہ ہے۔ بلکہ یہاں پر ایک کامل بزرگ رہتے ہیں جس کا نام شیخ محمد صادق ہے جو خلق خدا کو ہدایت دیتے ہیں۔ یہ سُن کر آپ حیرت زدہ ہوئے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے تو اُن بزرگ کا نام شیخ نظر محمد بتایا تھا۔ جن کا یہاں نام ونشان بھی نہیں ہے۔ اور جو بزرگ یہاں موجود ہیں ان کا نام شیخ محمد صادق گنگوہی ہے۔ لیکن چونکہ سرکار علیہ السلام کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ممکن ہے کہ اس قصبہ میں کوئی گمنام آدمی نظر محمد ہو جس کو لوگ نہ جانتے ہوں۔ پھر دل میں خیال آیا کہ پہلے مجھے جا کر اس بزرگ کو ملنا چاہیے جو شیخ محمد صادق کے نام سے مشہور عام ہیں۔

چنانچہ آپ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو عالم معاملہ میں رسول کریم ﷺ کے ہمراہ دیکھا تھا۔ آپ یہ نورانی اور جانی پہچانی شخصیت دیکھ کر دل وجان سے شیدا ہو گئے۔ مگر دل میں یہ خلش ابھی باقی تھی کہ نام میں تبدیلی کیوں ہے۔ اور اسی خلش کی بنا پر بیعت ہونے سے بھی گریزاں تھے۔ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی باطنی طور پر آپ کے اس وسوسے سے آگاہ ہوئے اور خانقاہ سے اٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب آپ تشریف لے جاتے تو تمام اصحاب گھر کے دروازے تک ہمراہ ضرور جاتے۔

چنانچہ آپ بھی ان لوگوں میں شامل ہو کر گھر کے دوازے تک تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ محمد صادق نے تمام احباب کو گھر کے دروازے پر فارغ کر کے آپ سے فرمایا اگرچہ لوگوں میں میرا نام محمد صادق ہے جو میرے والدین نے رکھا ہے۔ لیکن حضرت رسالت پناہ نے غایت لطف وعطا وتوجہ سے میرا نام نظر محمد رکھا ہوا ہے اور مجھے اسی نام سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ اپنے محبوب کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنتے ہی بے اختیار ہو کر قدموں پہ گر گئے اور حضرت سے بیعت کی درخواست کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے جو کہ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے برادرزادہ اور مرید وخلیفہ وجانشین تھے۔ وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ کے تھے۔ بعد ریاضت ومجاہدہ کی تکمیل کے حضرت شیخ ابراہیم نے حضرت شیخ محمد صادق سے ہی خرقۂ و

Marfat.com

خلافت حاصل کیا اور صاحب ارشاد ہوئے۔

ریاضت ومجاہدہ ☆: مرشد کامل نے بیعت کے بعد آپ کو ذکر واذکار اور اوراد و وظائف جن میں ذکر نفی واثبات اور ذکر اسم ذات بطریق جہر تلقین فرمایا۔ آپ نے مرشد کامل کے دیئے ہوئے اذکار کو شعار بنایا اور انتہا یہ کہ روزانہ ذکر حق کی تعداد دو ہزار پانچ سو تک پہنچی تھی کہ حق تعالیٰ کی عنایات کا نزول ہوا اور رحمت حق کا دروازہ کھلا اور آپ کو مقصود حقیقی تک رسائی حاصل ہوئی۔

قطب العالم حضرت شیخ شاہ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ذکر جہر ایک ہزار دو سو مرتبہ کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو ضرور مرتبہ ولایت سے مشرف فرماتے ہیں۔ جب ریاضت ومجاہدات مکمل کر چکے تو آپ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام معاملات ومشاہدات جو عالم معاملہ میں آپ نے دیکھے تھے وہ مرشد کے حضور عرض کر دیئے۔ اسی دوران حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ کے ایک اور مرید شیخ محمد یوسف بھی مجاہدات کی تکمیل سے فارغ ہوئے تھے انہوں نے اپنے مجاہدات کے دروان پیش آنے والے معاملات شیخ کے حضور پیش کیے تو حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی نے فرمایا جو مرتبہ خدا نے شیخ ابراہیم کو عطا فرمایا ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔ اور شیخ محمد ابراہیم کو خدا نے مرتبہ محبوبیت سے نوازا ہے۔

چنانچہ شیخ کامل نے آپ کو خرقۂ خلافت سے مشرف فرما کر ولایت مراد آباد سے نوازا اور فرمایا کہ مراد آباد چلے جاؤ وہاں جا کر خلق اللہ کی خدمت اور ہدایت میں مصروف ہو جاؤ۔

چنانچہ مرشد کا حکم ملتے ہی آپ نے مراد آباد تشریف لا کر وہاں خانقاہ قائم کی اور سلسلۂ رشد وہدایت میں مصروف ومشغول ہو گئے۔

ہزاروں افراد نے آپ سے فیض پایا اور بہت سے گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۹۷ھ بمطابق ۱۶۸۵ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد ابراہیم چشتی صابری رامپوری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : متصرف بہ تصرفات، مرد حقیقت آگاہ، شہباز طریقت، حضرت شیخ محمد ابراہیم رامپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم سرخیل حضرت بندگی شیخ محمد داؤد چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفۂ مجاز تھے۔ آپ نے تمام عمر ذکر و فکر، عبادت و ریاضت، فقر و فاقہ، ترک و تجرید اور رضائے خدا اور اتباع شیخ میں گزاری ہے۔ آپ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ سادات کرام کا بہت ادب اور خیال فرماتے تھے۔ جن دنوں آپ سید پورہ جو کہ کرنال کے گردونواح میں ہے تشریف فرما تھے تو آپ ہمیشہ زمین پر اس خیال سے سوتے تھے کہ نہ جانے کتنے غریب سادات ہیں کہ جن کو چارپائی نصیب اور میسر نہ ہے۔ یہ آداب کے خلاف ہے کہ میں چارپائی پر سو جاؤں اور سادات کرام زمین پر سوئیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو فنافی الرسول ﷺ کا درجہ بکمال حاصل تھا۔ آپ کو ذات بے کیف کا شغل ہوا کے ذریعے حاصل ہوا تھا۔

نوٹ ☆ : شغل ہوا اس طرح کیا جاتا ہے کہ اندھیرے میں نظر سامنے کسی مقام پر جما کر کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا کا تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن اس دوران آنکھ جھپکنے نہ پائے یہ شغل تکمیل مشاغل ہے۔ اور دیگر اذکار و مشاغل کے بعد آخر میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ خود بخود نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ جس وقت مرشد کامل حکم دے اس وقت کرے۔

استقلال و کرامت ☆ : جن دنوں آپ سید پورہ ضلع کرنال میں تھے آپ دن کے وقت ایک باغ میں جامن کے درخت کے نیچے شغل باطن میں مصروف رہتے تھے۔ اور رات کے وقت اپنے گھر میں مشغول بحق رہتے تھے۔ پھل کے موسم میں جب درختوں کو پھل لگتا تھا تو قصبہ کے سادات حضرات کے بچے درختوں کو پتھر مار کر پھل نیچے گراتے اور کھاتے تھے۔ ان میں سے اکثر ڈھیلے آپ کو بھی لگتے تھے۔ مگر آپ نے ان بچوں میں سے کسی کو بھی کچھ نہ کہا۔ ایک دن آپ عالم محویت میں بیٹھے تھے کہ ایک پتھر آپ کے سر پر لگا جس سے آپ زخمی ہو گئے اور زخم سے خون جاری ہو گیا۔ اس

Marfat.com

حالت میں آپ نے فرمایا اے درختوں تمہاری وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ میں سادات کرام کے بچوں کو تو کچھ نہیں کہہ سکتا مگر آئندہ تم پھل مت لاؤ۔ صرف پھول ہونے چاہئیں۔ جن کو دیکھ کر مجھے فرحت ہو اور تم بھی بالکل برباد نہ ہو جاؤ۔

چنانچہ ان درختوں پر اس دن سے لے کر تا حال پھل نہیں لگا۔ لیکن شگوفے ہر سال نکلتے ہیں۔ آپ کو حضرت شرف الدین بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ پانی پتی سے قوی نسبت اور مکمل حضوری حاصل تھی۔ جس وقت ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو حاضر پاتے تھے۔ اور ان سے جو کچھ پوچھتے تھے باقاعدہ جواب پاتے تھے۔ حضرت شاہ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت ہر وقت آپ کی طرف متوجہ رہتی تھی اور فیض رسانی کرتی تھی۔ آپ اپنے آخری ایام میں سید پورہ چھوڑ کر رام پور تشریف لے آئے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۹۷ھ بمطابق ۱۶۸۵ء قصبہ رامپور ضلع سہارنپور انڈیا میں ہوا۔ آپ کا عرس مبارک ۱۸ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ مزار پُر انوار قصبہ رامپور ضلع سہارنپور میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سیّد شاہ ابوالمعالی انبہٹوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: زبدۃ العارفین امام الواصلین دلیل الکاملین۔ حجۃ العارفین حضرت شاہ ابوالمعالی انبہٹوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ خاندان سادات کے چشم و چراغ ہیں آپ فقر زہد و تقویٰ کے لحاظ سے بھرپور تھے علم شریعت، علم طریقت، علم معرفت، علم حقیقت سے واقف تھے۔ آپ حضرت شیخ داؤد بندگی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ فقر و فناء میں لاثانی اور ریاضت و مجاہدہ میں عدیم المثال مانے جاتے تھے۔ تمام عمر ذکر جہر اور استغراق باطن میں گزاری۔ تربیت مریدان اور تعلیم طالبان میں ملکہ خاص رکھتے تھے۔ عارف باللہ مولانا محمد اکرم صاحب قدوسی چشتی صابری صاحب تصنیف اقتباس الانوار اپنی کتاب اقتباس الانوار میں آپ کی نسبت فرماتے ہیں کہ آپ تمام عمر ذکر جہر و استغراق باطن میں معروف رہتے تھے۔ آپ صاحب مجاہدہ صاحب کمال صاحب کرامت بزرگ ہیں۔

Marfat.com

سیرت و کردار☆: آپ عبادت و ریاضت میں بلند ہمت فقر وفناء میں یگانہ روزگار تھے۔ حُسن اخلاق و تواضع میں بے مثال اور عشق مجازی و حقیقی میں بے نظیر تھے۔ آپ حسن مجازی کے شیدائی تھے۔ آپ کی عمر بہت طویل تھی۔ اور ساری عمر آپ نے ذکر جہر اور استغراق باطن میں گزاری۔ آپ نہایت درجہ کے متقی و شب بیدار تھے تمام عمر کسی کو دکھ نہ پہنچایا۔ ہر خاص و عام میں یکساں مقبول تھے۔

بیعت و خلافت☆: آپ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ کا بدزبان ہمسایہ☆: حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند حضرت سید محمد باقر شاہ فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک ہمسایہ جو نہایت بدمزاج اور گستاخ طبیعت تھا اُس کی عادت تھی کہ وہ جب کبھی آپ کا نام لیتا تو اس میں کوئی نہ کوئی بُرا خطاب یا لفظ ضرور شامل کرتا۔ اس کی اس طبیعت و عادت کی وجہ سے اس کے تمام ساتھی بیزار تھے۔ آپ کے مریدین آپ کی خدمت میں عرض کرنے حضرت وہ بے حد گستاخ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اجازت دیجیے کہ اس کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔ مگر آپ نے کسی کی بھی ایک نہ سنی اور اس گستاخ کی بے ادبی برداشت کرتے رہے۔ آخر وہ وقت آیا کہ وہ اپنی موت آپ مر گیا۔ جب آپ کو اس کی موت کا علم ہوا تو بے اختیار رونے لگے اور سات روز تک متواتر آپ پر رقت طاری رہی اور گریہ وزاری کرتے رہے اور اس عرصہ میں نہ کچھ کھایا نہ پیا حتیٰ کہ غسل تک نہیں کیا۔ نہ ہی کسی سے اچھی طرح بات کی۔ ایک دن لوگوں نے عرض کیا حضور وہ تو شقی تھا بدبخت تھا تمام زندگی آپ کی بدخوئی و بدگوئی کرتا رہا ہجو کرتا رہا۔ آپ نے اس کی موت کا اتنا صدمہ کیوں لیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں اس سبب سے رنج و افسوس کر رہا ہوں کہ وہ میرا عزیز جو مر گیا ہے۔ درحقیقت وہ میرا دھوبی تھا۔ اور میری میل کچیل صاف کرنے والا تھا۔ اب میرے داغوں میل کچیل اور دھبے کون دھوئے گا۔ یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور یہ شعر پڑھا:

جو کو کرے ندیا میت ہمارا سو
آپ وہ ڈوبے نرک میں پاپ ہمارے دھو

Marfat.com

کشف وکرامات ☆: ایک مرتبہ قصبہ تھانیسر میں آپ کے زمانے کے تمام اولیاء کرام جمع تھے۔ جن میں حضرت قطب الوقت شیخ سوندھا بھوبری وحضرت شیخ عبدالقادر سوزی وحضرت شاہ غریب اللہ صاحب کیرانوی علیہم الرحمۃ وغیرہ جیسے باکمال بزرگ موجود تھے۔ مجمع میں حضرت شیخ ابوالفتح علیہ الرحمۃ کی زبان سے خوش طبع کے طور پر نکلا کہ بھائی ابوالمعالی" نفی واثبات میں کیا فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں تجربہ کرا کے دکھانا چاہیے۔ یعنی زبانی بات تو اور ہوتی ہے۔ بات تو وہ صحیح ہوتی ہے جو کہ مشاہدہ کے ذریعے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ سامنے جو بھینس کھڑی ہے۔ اگر اس بھینس کے کان میں مدلاء نفی کھینچی جائے تو یہ مر جائے اور جب کلمہ اثبات پڑھا جائے تو یہ بھینس زندہ ہو جائے۔ تمام حاضرین نے کہا کہ بلاشبہ اس کے دکھانے کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور بھینس کے پاس جا کر **لَا اِلٰهَ** کو مدّ اور درازی اور جہر سے کہا آپ نے اتنا ہی کہا کہ بھینس بے جان ہوگئی یعنی مر گئی۔ اور زمین پر گر پڑی۔ اور جب کلمہ اثبات **اِلَّا اللّٰہ** کہا تو بھینس زندہ ہوگئی اور گھاس کھانے لگی۔ تمام موجود حاضرین مشائخ آپ کے اس کمال کرامت سے حیرت زدہ ہو گئے اور اقرار کرنا پڑا کہ یہ کرامت حضرات سلف شبلیؒ اور حضرت جنید بغدادی علیہم الرحمۃ کی کرامت سے مشابہ ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ گنے کی فصل کا زمانہ تھا زمین دار راتوں کو بیلنا چلا کر کڑاہ پکا کر گڑ بنایا کرتے تھے۔ آپ نے رات کے وقت اپنے معمولات سے فارغ ہو کر نماز تہجد ادا کی اور اس کے بعد گڑ بنانے والے زمین داروں کے کڑاہ کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ زمیندار کڑاہا میں شیرہ ڈال کر گڑ بنا رہے تھے۔ کڑاہا کے اندر شیرہ آگ کی تیزی سے جوش مار رہا تھا کہ آپ نے کسی کی زبان سے ہندی زبان میں یہ شعر سنا۔

تو چلیا جا اکتارا تیری کھری نہ لاگی کارا
آدھی رات اندھیری تیری جوگی کی سی پھیری

یہ سنتے ہی آپ پر وجد طاری ہو گیا اور نعرہ لگا کر کڑاہا میں جا گرے۔ اگرچہ کڑاہا کا شیرہ سخت گرم تھا۔

Marfat.com

جب لوگوں نے پکڑ کر آپ کو باہر نکالا تو آپ کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا۔ یہ دیکھ کر لوگ بہت حیران و پریشان ہوئے اور صدق دل سے مرید باصفا بن گئے اس واقعہ کا عوام وخواص میں بہت چرچا ہوا۔

محویت واستغراق ☆: آپ کی حالت محویت واستغراق کی ایسی ہوگئی تھی کہ دو دو تین تین مہینے تک کچھ نہ کھاتے تھے۔ نہ پیتے تھے نماز کے وقت خادم دوش مبارک ہلا کر آگاہ کرتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا آپ فرماتے تھے کہ مجھے خبر نہیں۔ وضو کراؤ۔ چنانچہ خادم وضو کراتے اور نماز پڑھاتے تھے۔ اس کے بعد ایسی حالت ہوگئی کہ رات دن حالت محویت اور استغراق میں غرق رہتے۔ مگر نماز کے وقت سے خود بخود آگاہ ہو جاتے تھے اور نماز پڑھ لیتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پہلے ہم لوگ آپ کو نماز کے وقت سے آگاہ کرتے تھے اور اب آپ خود آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا کہ اب نماز صورت بن کر میرے سامنے آ جاتی ہے۔ فرض کہتا ہے میں خدا کا فرض ہوں سنت کہتی ہے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ بموجب اس وجہ کے نماز خود پڑھ لیتا ہوں۔ اور اسی وجہ سے کسی خادم کی ضرورت نہیں پڑتی۔ آخر الاعمر حالت استغراق اس سے بھی زیادہ بڑھ گئی اور اسی کیف استغراق میں آپ کا وصال ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۶ھ میں ہوا مزار شریف انبہٹہ ضلع سہارنپور انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں پر حاضری دے کر لوگ اپنے قلوب واذہاں کو منور کرتے ہیں۔ آپ کے وصال پر کسی عارف کامل نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے:

رفت از دنیا چو در خلد بریں — پیر راہبر ابوالمعالی اہل فیض

سال وصل اوست تاج التارکین — بار دیگر بوالمعالی اہلِ فیض

۱۱۱۶ھ — ۱۱۱۶ھ

Marfat.com

منقبت درشان حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ

ذات صفات سے ہو نرمل جب سادھو سُن میں دھیان دھرے
سمر سمر سمرن سے پرے نارائن ہرے نارائن ہرے

سُنم سُنم مہا سُنم سبھ سوہنگ اوہنگ چھوٹ گیو
وہاں چپ اور جاپا دونو مرے نارائن ہرے نارائن ہرے

جب کال کا سہنسا چوک گیو مورے رین پڑی ہر کے دوارے
کبھی سوتے رہے کبھی جاگ پڑے نارائن ہرے نارائن ہرے

کچھ گور کر پا انت نہیں موہے سادھو سرتا سوچ پڑی
جب گرمالی سرن پڑے نارائن ہرے نارائن ہرے

اٹھا بھرم دوئی کا ہوا یکتا موہے مالی پیر کی پیت ہوئی
سکھ چین ہوئے جیئے نہ مرے نارائن ہرے نارائن ہرے

تن موراھیا من پیتم کا اب سکل مہورت پورے ہوئے
بھیکھ مالی بہے مالی بھیکھ بھئے نارائن ہرے نارائن ہرے

کلام: حضرت میراں بھیکھ علیہ الرحمۃ

Marfat.com

حضرت شیخ محمد اعظم چشتی صابری رنبوی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مخصوص بعنایات رسول عربی، متعلم مکتب خانۂ اُم الکتاب، معلم مدرسہ یہدی بہ اللہ من اناب، قطب دائرۂ کائنات حضرت شیخ محمد اعظم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ۔ ولی العصر اور قطب دوراں ہیں۔ آپ انتہائی نیک سیرت و باکردار اور باصلاحیت اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ تمام عمر فقر و فاقہ اور استغنا اور توکل پر گزاری۔ بچپن سے ہی بزرگوں کی خدمت کا شوق دامنگیر تھا۔ اسی ذوق شوق کے لئے ہادی برحق رہنمائے طریقت حضرت سید غریب اللہ شاہ چشتی صابری اختیار پوری علیہ الرحمۃ (جو کہ حضرت شیخ محمد جی بندگی صابری گنگوہی اور وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت ابوسعید گنگوہی صابری قدوسی کے) ہیں ان کے آپ حضرت سید غریب اللہ شاہ صابری کے در دولت پر پہنچے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ مرشد کامل نے جب دیکھا کہ کام مکمل ہو گیا تو آپ کو بلا کر خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرما دیا۔

کشف و کرامت ☆: ایک مرتبہ گنگوہ شریف میں عرس مبارک شروع تھا کہ حضرت سیّد میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ نے مشائخ کے بھرے اجتماع کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا بات کہ آج حضرت شیخ محمد اعظم رنبہ والے نظر نہیں آ رہے۔ یہ وقت نماز مغرب کا تھا۔ میراں جی کی بات کے جواب میں کسی صوفی نے کہا کہ وہ رانگڑھ فقیر ہیں اُن کی فقیری ایسی ہی ہوتی ہے کی تو کی۔ اور چھوڑ دی تو چھوڑ دی۔ آپ حضرت شیخ محمد اعظم صابری رنبہ ضلع انبالہ میں اپنی خانقاہ کے اندر اپنے ساتھیوں میں بیٹھے تھے۔ کہ اچانک آپ کو یہ بات باطنی طور پر معلوم ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ گنگوہ شریف میں کچھ لوگ ہماری غیبت کر رہے ہیں۔ لہٰذا میں گنگوہ شریف جا رہا ہوں۔ اور تم میں سے کوئی میرے ساتھ آنا چاہے تو چلے آؤ۔ چنانچہ دو خادم آپ کے ہمراہ چل دیئے۔ آپ رنبہ سے دو منٹ کے اندر دریائے جمن پر پہنچ گئے۔ دریا میں اُس وقت قدر طغیانی آئی ہوئی تھی۔ کنارے پر کشتی بھی نہ تھی۔ آپ نے اپنی چادر کندھے سے اتاری اور دریا پر ڈال دی اور اس پر سوار ہو کر بمع خدام دوسرے کنارے گنگوہ

Marfat.com

شریف پہنچ گئے۔ حضرت قطب الوقت سیّد میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ نماز مغرب پڑھ کر فارغ ہوئے تھے کہ دریافت فرمانے لگے کون صاحب ہیں۔ حضرت شیخ صوفی سوندھا صابریؔ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا یہ وہی ہیں جن کی نسبت کسی صوفی نے رانگڑھ فقیر کا لفظ استعمال کیا تھا۔ آپ کی یہ کرامت اور تصرف دیکھ کر اجتماع عرس میں موجود تمام مشائخ حیران و ششدرہ رہ گئے۔ اور آپ کی شوکت وعظمت اور کرامت کا سب نے اقرار کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۴ رجب المرجب شریف ۱۱۴۴ ہجری ۱۷۳۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع رنبہ کرنال انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت امان اللہ شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر العارفین، امام العاشقین، برھان الکاملین، دلیل السالکین حضرت شیخ امان اللہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ مرجع علم وعرفان ہیں۔ آپ قطب دوراں غوث زماں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ اعظم وسجادہ نشین اول ہیں۔

آپ انتہائی متحمل مزاج بردبار اور باہمت ومنتظم المزاج شخصیت کے حامل بزرگ ہوئے ہیں۔ قطب الوقت غوث دوراں سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پہلے عرس سے لے کر تادم آخر آپ تمام پروگراموں، عرس کی رسومات کی نگرانی اور تمام معاملات مثلاً لنگر ومحفل سماع وغیرہ کے انتظام وانصرام سے بخوبی عہدہ بر ہوتے رہے جو نظام الاوقات اور معاملات آپ نے مقرر کئے وہ آج تک جاری وساری ہیں۔ ان میں کسی قسم کا کبھی دخل یا خلل واقع نہیں ہوا۔ حضرت میراں جی علیہ الرحمۃ کی خصوصی عنایات آپ پر ہمیشہ سے رہیں اور آپ کو بہت زیادہ عزیز جانتے تھے۔ جس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے۔ ایک مرتبہ پانی پت میں آپ حضرت میراں جی کے ہمراہ عرس کی تقریب میں تشریف لے گئے تو دوران سماع آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ وجدانی کیفیت میں جب حضرت میراں جی کی طرف بڑھے تو میراں

Marfat.com

جی کھڑے ہو گئے۔ اس مجلس سماع میں میاں محمد عاشق شاہ جو کہ حضرت سید جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری پانی پتی علیہ الرحمۃ کے مرید بھی تشریف فرما تھے۔ ان کو میراں جی کے کھڑے ہونے پر کچھ تعجب سا ہوا اور میراں جی سے فرمانے لگے کہ مرید کے حق میں مرشد کو یوں تعظیم کرنا میرے خیال میں تو اسے کانٹوں میں گھسیٹنا ہے۔ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ کا خیال کچھ اور ہے۔ مگر یہ فقیر مجبور تھا۔ کہ جب میں نے امان اللہ شاہ کو حالت وجد میں اپنی طرف آتے دیکھا کہ وجد کرتا ہوا آ رہا ہے تو کیا دیکھا کہ اس کا ایک ہاتھ حضرت بوعلی شاہ قلندر کے ہاتھ میں ہے اور بایاں ہاتھ حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں ہے۔ اب آپ ہی بتلایئے کہ میں بغیر تعظیم کئے چپ چاپ کیسے بیٹھا رہتا۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۹ شوال المکرم ۱۱۵۲ ہجری ۱۷۳۹ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار قلعہ گہرام شریف کے نزدیک باغ امان اللہ شاہ گہرام شریف مشرقی پنجاب ریاست پٹیالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عارف باللہ، فنافی اللہ، بقایا اللہ، وارث علوم قدوسی چشتی صابری رحمۃ اللہ قصبہ براس پانی پت کرنال ہندوستان میں حضرت شیخ محمد علی براسوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ علوم ظاہریہ و باطنیہ کے جامع اور اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ و رہا میں بے مثال اور باکمال تھے۔ تصوف اور اس کے مسائل کو بخوبی سمجھتے اور جانتے تھے بڑے بڑے اشکال کو فی البدیہہ حل کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بڑے بڑے شیوخ علماء صلحا صوفیاء اتقیا آپ کے پاس مسائل لے کر حاضر ہوتے اور شافی و کافی جواب بالصواب پا کر جاتے تھے۔ آپ کی پوری زندگی عبادت و ریاضت اور یاد خدا میں مست و مستغرق اور خلق خدا کی خدمت گزاری اور تحریر و تقریر میں گزری۔ پوری زندگی میں ایک لمحہ بھی فضولیات ضائع نہ کیا۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ

Marfat.com

صابریہ قدوسیہ کے عظیم شیخ طریقت اور ترجمان و مبلغ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی ذات والا صفات کی بنا کر سلسلہ عالیہ کو تحریری شکل میں اگر کوئی چیز ملی ہے تو وہ آپ کی تصنیف کردہ کتاب ''سواطع الانوار'' جس کا اردو ترجمہ کپتان واحد بخش سیال نے ''اقتباس الانوار'' کے نام سے شائع کرا دیا ہے۔
سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ قدوسیہ کے پیروکاروں کے لئے آپ کی تصنیف ایک مستند تحفہ ہے۔

تلاش حق اور بیعت و خلافت☆: آپ اپنی کتاب ''اقتباس الانوار'' میں اپنی بیعت سے متعلق اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں بچپن ہی سے عشق حق اور شوق ذات مطلق دامنگیر تھا۔ اور خود بخود مشائخ عظام کی تصنیف پڑھنے اور ریاضت و مجاہدہ کی عادت تھی۔ سولہ سال کی عمر میں ایک رات عالم واقعہ (حالت کشف) میں دیکھا کہ ایک آفتاب ہمارے گھر میں آ کر میری جھولی میں بیٹھ گیا۔ اور اس آفتاب کے نور سے نہ صرف پورا گھر منور ہے بلکہ شہر براس کا ہر گھر اور سارا جہان روشن ہے وہ آفتاب اس فقیر سے کہہ رہا ہے کہ تم کیوں اتنی تکلیف اٹھا رہے ہو۔ میرے پاس آ جاؤ۔ میں تم کو ایسا راستہ بتا دوں گا جس سے مقصد جلدی حاصل ہو جائے گا۔ صبح اٹھتے ہی والد بزرگوار کی خدمت میں تمام ماجرا عرض کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہاں ایک درویش اور قطب وقت آئے گا اور تم ان کے جانشین و خلیفہ برحق ہو گے۔
چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد حضرت شیخ سوندھا موضع براس میں تشریف لائے اور اس آفتاب کی کرنیں ہر خاص و عام پر پڑیں۔ حضرت نے مسجد میں قیام فرمایا۔ ان کو دیکھ کر میرے والد گرامی نے فرمایا کہ تمہارے خواب کی تعبیر یہی بزرگ ہیں۔ فوراً ان سے بیعت ہو جاؤ۔
چنانچہ یہ فقیر اپنے والد گرامی کے ساتھ مسجد سادات میں جا کر حاضر خدمت ہوا۔ اور بیعت کے لئے درخواست کی تو آپ نے فرمایا ''خوب آمدی از دیر مشتاق تو بودم و مرا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ بنام و نشان تو خبردار کردہ بود و گفتہ کہ بعد از تو سجادہ صاحب مقام پیران وے خواہد بود۔ الحمدللہ کہ طالب امانت خویش شدی و دریں مصر خواند بیا کہ باسرِ زلف تو کار ہا داریم۔''

Marfat.com

ترجمہ ☆: تم اچھے آئے ہو میں دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے خواب میں تمہارا پتہ بتا دیا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ شخص تمہارا خلیفہ اور مشائخ کا جانشین ہوگا۔ الحمد للہ کہ تم اپنی امانت کی طلب میں پہنچ گئے ہو۔ اس کے بعد آپ نے یہ مصرع پڑھا۔ ''آگے بڑھو ہم نے تجھ سے بڑے کام لینے ہیں'' اس کے بعد آپ ہمیں براس اور گردونواح کے صاحب ولایت حضرت شاہ ابوالاعلی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر لے گئے جو قصبہ براس کی شرقی جانب واقع ہے۔ اور ازراہ عنایت فرمایا کہ تجھ جیسے آدمی کی بیعت عام لوگوں کی طرح نہیں ہے کہ اکیلا بیٹھ کر بیعت لے لیتا۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس کام میں حضرت شاہ ابوالاعلی علیہ الرحمۃ بھی شریک و متفق ہو جائیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے اپنے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور کلاہ چہار ترکی اپنے سر سے اتار کر میرے سر پر رکھی اور شجرہ مشائخ بھی عطا فرمایا۔ اسی روز میرے والد گرامی حضرت شیخ محمد علی البراسوی چشتی صابری بھی آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔

نوٹ ☆: اس طرح آپ اور آپ کے والد گرامی دونوں پیر بھائی ہوئے۔ اس کے بعد شیخ کامل نے اس فقیر سے فرمایا کہ تین دن طے کا روزہ رکھو۔ اور ان تین ایام میں ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد بھی مکمل کرو۔ چوتھی رات غسل حقیقی کر کے مغرب اور عشاء کے درمیان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے سامنے بٹھا کر ذکر نفی و اثبات و ذکر اسم ذات بالجہر تلقین فرمایا۔ نیز ذکر قلبی بھی اُسی وقت تعلیم فرمایا۔ اس کے بعد میں اپنے شیخ کے حکم کے مطابق گھر آیا اور ایک جھونپڑے میں قیام کیا۔ اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اور سات سال تک سخت ریاضت و مجاہدہ کرتا رہا۔ اس اثنا میں میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ خواب اور آرام کیا ہوتا ہے۔ کھانا ترک کر دیا۔ تین چار دن کے بعد دو چھٹانک آٹے کی روٹی سے افطار کرتا تھا۔ آخر مدت کے بعد قسمت نے یاوری کی اور فتح باب آیا کہ جنت الفردوس بلکہ عرش عظیم اس کے پھولوں میں ایک پھول تھا کہ ''لَا یَسعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسعُنِیْ قَلْبَ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنی زمین میں سما سکتا ہوں نہ اپنے آسمانوں میں بلکہ اپنے بندہ مومن کے قلب میں سما سکتا ہوں۔ جس

Marfat.com

کا وصف ہے کہ اس وجہ سے اس کی وسعت سب کی وسعت سے زیادہ تھی۔ جب میں نے اس باغ کا نظارہ کیا تو سب رنج وغم شادی وخوشی میں تبدیل ہوگیا۔ اور مطمئن ہو کر بیٹھا تھا کہ یکا یک مجھے ایک کمرہ نظر آیا اور مجھ پر فنا اور محویت طاری ہوگئی۔ اس کمرے کے اندر ایک دلہن بیٹھی تھی جس کے اعضا نورانی تھے بلکہ وہ سراپا نور تھی۔ اور وہ نور آہستہ آہستہ پھیلتا گیا۔ حتیٰ کہ مجھے سات دلہنیں نظر آنے لگیں جن میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑی تھی۔ اور ساتویں دولہن سب سے بڑی تھی۔ اس وقت خلق کے متعلق میرا شعور بحال تھا۔ وہ آخری دلہن اس قدر حسین تھی کہ اگر اس کے نور کا ایک ذرہ اس جہاں میں ظاہر ہو جائے تو ساری خلق مر جائے۔ اور حکم "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" طاری ہو جائے اور سب کچھ فنا ہو جائے۔ اس وقت یہ فقیر اپنے شیخ کامل حضرت شیخ سوندھا کی برکت سے "هَلْ مِنْ مَزِیْد" کا دم بھر رہا تھا۔ کہ میرا وجود وسیع ہونے لگا اور ہر جگہ پھیل گیا۔ اور میرا بال بال آفتاب جہاں تاب بن گیا۔ اس کے بعد میرا وجود محو ہوگیا۔ اور کوئی نشان باقی نہ رہا۔ بمصداق اس آیت کریمہ کہ "لَا اِنَّ الْمَلُوْتَ اِذَا دَخَلُوْ اقَرْیَةَ اَفْسَدُوْ هَاوَ جَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً" جب بادشاہ کسی بستی پر نازل ہوتا ہے تو ان کی عزت کو ذلت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس وقت اس فقیر کی نظر اس آفتاب جہان تاب کے سوا کچھ نہ تھا۔

ایک شاندار مشاہدہ☆: حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی اقتباس الانوار میں فرماتے ہیں کہ ایک رات یہ فقیر مراقبہ ہویت ذاتی میں مشغول تھا کہ محویت طاری ہوگئی۔ اس بے خودی کے عالم میں اپنے آپ کو بحر بیکراں کے ساحل پر پایا۔ ایک ساعت کے بعد مغرب کی طرف سے ماہتاب کی شکل اور مشرق کی طرف سے آفتاب کی شکل نمودار ہوئی اور دونوں فقیر کی طرف آئیں۔ جب قریب آئیں تو ماہتاب کی شکل سے حضرت رسالت پناہ ﷺ نوری براق پر سوار ہو کر ظاہر ہوئے اور آفتاب کی شکل میں میرے مرشد گرامی حضرت شیخ سوندھا علیہ الرحمۃ پالکی پر سوار ہو کر سامنے آئے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نماز کا وقت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے میرے شیخ کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر امامت کرائیں۔ اور آنحضرت ﷺ اور فقیر نے اقتدا کی۔ جب ہم رکوع وسجود کرتے تھے تو تمام

Marfat.com

موجودات یعنی اشجار وغیرہ بھی موافقت کرتے تھے اور رکوع وسجود بجالاتے تھے۔ جب ہم کھڑے ہوتے تو وہ بھی کھڑے ہو جاتے تھے نماز سے فارغ ہو کر ہم نے تین مرتبہ ذکر نفی اثبات کیا۔ جب ہم لَا اِلٰہَ کہتے تھے تو تمام اشیا معدوم ہو جاتی تھیں اور جب اِلَّا اللّٰہ کہتے تھے تو پھر وجود میں آجاتی تھیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو ایک درخت کے نیچے پایا جو سرخ نور کا تھا اپنے ہمراہ اپنے شیخ کو بھی پایا۔ اس درخت سے نور سرخ کے قطرے مجھ پر ٹپک رہے تھے۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ نور جو ٹپک رہا ہے نور ذات ہے۔ اس کے بعد نور سرخ کا ایک دریا نمودار ہوا۔ اور میرے وجود کا قطرہ اس دریا میں غرق ہو کر یک رنگ ہو گیا۔ اور اس کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ علاوہ اس کے بہت سے مجاہدے آپ نے کئے جن کی تفصیل بہت طویل ہے۔ آپ کے پیر ومرشد نے آپ کو اپنے وصال سے قبل اپنا خلفیہ اور جانشین مقرر فرما کر خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

کتاب اقتباس الانوار کی قبولیت بارگاہ رسالت وغوثیت و بارگاہ غریب نواز میں ☆

: آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ کتاب اختتام کے قریب تھی تو رات کو اس فقیر نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ باغہائے بہشت میں سے ایک باغ ہے جس کے اندر ایک قبہ ہے جو سرخ زمرد سے بنا ہوا ہے۔ اور اس کے اندر رسول خدا ﷺ مع چار یار اور اولیائے کرام متقدمین و متاخرین تشریف فرما ہیں اور حضرت غوث الثقلین سیّد محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سجزی، حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر، حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی بندگی شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین بھی وہاں موجود ہیں۔ اُس وقت یہ دعا گو کتاب ہذا ہاتھ میں لئے حاضر خدمت ہوا اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے اس فقیر کے ہاتھ سے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کی اور عرض کیا کہ یہ کتاب خلفائے راشدین وآئمہ معصومین اولیائے متقدمین ومتاخرین کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا مصنف کہاں ہے۔ اس وقت فقیر نے آگے بڑھ کر عرض کیا غلام حاضر ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت عجیب وغریب احوال واسرار درج کئے ہیں ہم تمہاری کتاب

Marfat.com

کو مقبول کرتے ہیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے فاتحہ قبولیت کتاب پڑھی اور نور سبز کی ایک دھاری دار چادر بطور انعام اس کتاب کے لئے عطا فرمائی۔اس کے بعد خلفائے راشدین نے اور حضرت غوث الثقلین حضرت خواجہ غریب نواز اور دیگر تمام بزرگان دین نے جو اس محفل میں حاضر تھے یکے بعد دیگرے کتاب ملاحظہ فرمائی۔اور اس فقیر کو شرف قبولیت بخشا۔اس کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ خواب گاہ سے عطر وعنبر کی خوشبو آرہی تھی اور سارا مکان عطریات اِنَّ رَبَّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دھرکم سے معطر تھا۔یہ دیکھ کر فقیر کو بہت مسرت ہوئی اور دوگانہ شکر حق ادا کیا۔نیز اس کتاب کا آغاز حضرت غوث الثقلین اور خواجہ غریب نواز کے اشارات باطن سے ہوا تھا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال قصبہ براس پانی پت کرنال میں ۱۱۵۹ ہجری ۱۷۴۶ء میں ہوا۔اور وہیں آپ کا مزار پُرانوار مرجع خاص و عام ہے۔جہاں اہلِ عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت ملا اخوند امام الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: امام ربانی، مرشد لاثانی، فیوض برکاتِ یزدانی، شیخ العصر حضرت ملا اخوند امام الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔آپ حضرت ملا اخوند فقیر شاہ عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے۔اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔آپ نے تعلیم ظاہری و باطنی از اول تا آخر اپنے شیخ کامل سے مکمل کی آپ شب وروز شیخ کی خدمت میں رہ کر عبادت وریاضت، ذکر وفکر، مجاہدہ وسلوک میں مشغول رہتے تھے۔بہت سی مخلوق کو آپ سے فائدہ پہنچا۔سینکڑوں افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔لاتعداد افراد آپ کے فیض وکرم سے مستفید ہوئے۔تمام زندگی درس وتدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا وصال باکمال رامپور شریف میں ہوا۔مزار پُرانوار بھی رام پور شریف کے قریب ہی مرجع خاص وعام ہے۔آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری میں ہوا۔

Marfat.com

منقبت حضرت سیّد محمد اعظم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

آباد رہے دربار سید اعظم شاہ
ہیں آپ سچی سرکار سید اعظم شاہ

در پہ آپ کے آیا جو بھی سوالی
لوٹا کبھی نہ ہاتھ وہ خالی

رتبہ آپ کا دو جگ میں عالی
ہیں آپ سخی لجپال سید اعظم شاہ

روپڑ شریف میں تیرے دوارے
ولیوں نے ہیں پھیرے مارے

دل کے دور ہوئے سب اندھیرے
بیڑی لگا دو پار سید اعظم شاہ

در پہ آپ کے جو بھی آوے
جذب و مستی میں کھو جاوے

شراب وصل کی جو بھی پیوے
دل روشن ہوئے سدا بہار سید اعظم شاہ

سید اعظم شاہ فقیر خدائی
ان حد والی آ کے بین بجائی

موتو قبلہ والی رمز بتائی
لجپال ابن لجپال سید اعظم شاہ

سید کا در ہے کعبہ میرا
اونچا روضہ جگ میں تیرا

مقصود ہے گھر میں ہوئے پھیرا
تیرا ہوتا رہے دیدار سید اعظم شاہ

از قلم: صاحبزادہ مقصود احمد صابری

حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عالم ربانی مرشد لاثانی واقف اسرار حقانی حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری روپڑی۔ آپ حضرت سیّد محمد سالم شاہ چشتی صابری روپڑی رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے اور مرید و خلیفہ اکبر ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔

فقر و فاقہ سخاوت عبادت و ریاضت میں یکتا تھے۔

Marfat.com

سکونت ☆: آپ دریائے ستلج کے مشرق والی سمت کی جانب شملہ اور سپاٹو کے پہاڑوں کے نزدیک موضع روپڑ شریف ضلع انبالہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں پر آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ اور طریقت وسلوک کی تمام منازل کو طے کیا۔

عبادت وریاضت ☆: آپ صاحب شریعت وطریقت بزرگ تھے۔ کوئی کام بھی شریعت وطریقت کے خلاف نہ فرماتے تھے۔ ہمہ وقت یادِ خدا میں مصروف آپ دنیا و مافیہا سے بے خبر رہتے تھے۔ آپ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت کے اسرار ورموز سے واقف تھے۔ آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔ طبیعت میں ایک عجیب کیفیت تھی۔

علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد جب طبیعت کو سکون نہ ملا۔ تو آپ اپنے عم محترم حضرت سیّد محمد سالم چشتی صابری روپڑی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اُن کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر زانوئے تلمذ طے کیے اور بے شمار مجاہدے کیے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں سلوک کی تمام منازل طے کر لیں۔ آپ کی محنت اور یادِ الٰہی کے شوق وغلبہ کو دیکھتے ہوئے۔ آپ کے پیرومرشد نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ آپ کے زمانے میں آپ کی مثال کا کوئی درویش نہ تھا۔

آپ کا حسن اخلاق اور سادگی ☆: آپ کے حسن اخلاق اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی ہمسایہ کا بازار کا کوئی کام ہوتا تو بڑی خوشی سے کر دیتے تھے۔ آپ اکثر وبیشتر اپنی خانقاہ کے قریب مسجد کی سیڑھیوں کے دروازے پر بیٹھے رہتے تھے۔ اگر کوئی آپ سے کہتا کہ میں بازار تک نہیں جا سکتا تو آپ بخوشی خود جا کر اس کا سودا سلف خرید کر لا دیتے عاجزی وانکساری کا یہ عالم تھا۔ کہ تمام عمر کسی بھی شخص کو اپنے سے کم تصور نہ کیا۔ بلکہ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھتے تھے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی۔ کہ اگر کوئی شخص گوشت والا سالن آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ تو آپ اس سالن میں پانی ڈال کر کھاتے اور فرماتے کہ ایسا اِس لئے کیا ہے۔ کہ یہ نفس موٹا نہ ہونے پائے۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے آپ کی دعوت کی آپ نے دعوت قبول کر لی جب آپ مرید کے گھر پہنچے اُس نے طعام آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے کھانا کھانے کے بعد اِس کے لئے دعائے خیر د

Marfat.com

برکت کی اور واپس چلے آئے آپ کے آنے کے بعد جب اس مرید اور اس کے اہل خانہ نے کھانا کھانا چاہا تو معلوم ہوا کہ سالن میں نمک بالکل نہ تھا وہ مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معذرت پیش کی اور کہنے لگا کہ حضور غلطی سے ایسا ہو گیا۔ ہم بہت شرمندہ ہیں آپ نے فرمایا۔ آپ زیادہ فکرمند یا پریشان نہ ہوں۔ مجھے تو نمک اور مرچ کا کچھ بھی مزا معلوم نہ ہوا۔

کرامت ☆: آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ جن میں ایک کرامت یہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے آپ کو اپنے گھر بلایا۔ آپ نے دعوت قبول کر لی اور گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا نکلے۔ کہ راستے میں ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔

آپ نے اُن ڈاکوؤں سے فرمایا کہ یہ میرا گھوڑا بوڑھا اور ضعیف ہے۔ اور کم قیمت کا ہے۔ یہ تمہارے کسی کام کا نہیں اور میں تمہیں اپنے گھر سے بیش قیمت اور خوبصورت و جوان گھوڑا دیتا ہوں۔

چوروں نے آپ سے کہا کہ آپ اس وقت چلے جائیں ہم آپ کے پیچھے آ رہے ہیں۔

چنانچہ چور جب آپ کے گھر پہنچے آپ نے بڑے اخلاق و محبت سے انہیں بٹھایا اور خوب تواضع کی اور ایک بہترین خوبصورت نو جوان بہت قیمتی گھوڑا انہیں دے دیا یہ بات دیکھتے ہی چور حیرت میں رہ گئے اور کہنے لگے آج تک کسی کو ایسے سچے وعدے والا نہیں دیکھا۔ سب کے سب چوروں نے آپ کے سامنے اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کی۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

آپ کے خلفاء ☆: آپ حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ۴ خلفاء ہیں چاروں سے سلسلہ جاری ہے۔ اول قطب الاقطاب حضرت صوفی الامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری مانکپوری دوم سیّد غلام بھیک چشتی صابری سوم خواجہ محمد بخش چشتی صابری ساکن نالہ گڑھ چہارم صاحبزادہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۲۷ھ کو ہوا۔ مزار شریف آج بھی روپڑ شریف ضلع انبالہ پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ امام علی صاحب رامپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز طریقت، مرد میدان حقیقت و معرفت، حبیب الواصلین حضرت شیخ امام علی صاحب رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت رامپور شریف ضلع سہارنپور میں ہوئی۔ آپ کو عین شباب کے عالم میں ذوق وشوق وطلب پیدا ہوا۔ آپ حضرت سید امیر الدین شاہ صاحب چشتی صابری کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ حضرت سید امیر الدین چشتی صابری کا شہرہ سُن کر سلپھانی شریف پہنچے اور دولت بیعت سے مشرف ہوئے۔ ذکر نفی واثبات کے وقت گاہِ گاہ آپ کو جوش پیدا ہوتا تھا۔ حجرہ سے باہر آ کر درخت کی شاخ پکڑ کر نفی واثبات میں مصروف ہو جاتے تھے۔ عجب حالت یہ ہوتی تھی کہ نفی کے وقت درخت کی شاخیں اونچی ہو جاتی تھیں اور اثبات کے وقت زمین پر جھک جاتی تھیں۔ گویا کہ سجدہ کرتی ہیں جب آپ کو نسبت چشتیہ صابریہ حاصل ہو گئی تو حضرت سید امیر الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا خلیفہ بنایا اور خلعت معنوی پہنا کر رامپور واپس بھیج دیا۔ وطن پہنچ کر آپ نے سپاہیانہ لباس میں زندگی بسر کرنی شروع کی تاکہ کسی کو صحیح حال معلوم نہ ہو۔ یہاں تک کہ سپاہیوں میں نوکری کر لی۔ ایک روز آپ کلکٹر صاحب سہارنپور کی کوٹھی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ کلکٹر صاحب اُس جگہ پہنچا جہاں آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ کلکٹر نے آپ کو سجدے میں ٹھوکر ماری اور کچھ کہتا ہوا چلا گیا۔ آپ نے سلام پھیر کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا۔ دوسری دفعہ ہاتھ اُٹھایا ہی تھا کہ کلکٹر بھاگ کر کوٹھی میں داخل ہو گیا مگر زخمی بہت ہو چکا تھا۔ پولیس نے فوراً گرفتار کر لیا۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہوا معتبر ذریعہ سے تحقیقات کرنے پر ثابت ہوا کہ قصور کلکٹر کا ہے کہ عبادت کرتے ہوئے اُس نے ٹھوکر ماری مگر عدالت نے بخیال انتظام سلطنت کلکٹر کو چھوڑ دیا اور حضرت امام علی صاحب علیہ الرحمۃ کو قید میں بند کر دیا۔ کلکٹر باوجود اس کے زخمی ہوا تھا اور مقدمہ بھی ہوا مگر جب تک زندہ رہا اور جہاں کہیں رہا حضرت امام علی صاحب کا معتقد رہا اور ہر ماہ کچھ امداد بھی کرتا رہا۔ قید ہو جانے پر آپ کے خلیفہ مولانا محمد حسن رامپوری نے کلیر شریف حاضر ہو کر حضرت مخدوم پاک کے یہاں فریاد کی حضرت مخدوم پاک نے روحانی طور پر مولانا محمد حسن علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ ہمارا سپاہی جیل خانہ میں بیکار نہیں گیا ایک درویش شطاری نسبت والا جیل خانہ میں ہے۔ اُس کے پاس بھیجا گیا ہے۔ مولانا مشتاق احمد چشتی صابری انبیٹھوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ مجھے ایک عمر رسیدہ سپاہی نے جو ان دنوں جیل خانہ سہارنپور کے محافظوں میں تھا۔ اس نے بتلایا کہ حضرت امام علی صاحب کی کرامات اور برکات ہم جیل خانہ میں دیکھا کرتے تھے اور ہم سب حضرت امام علی شاہ صاحب کے معتقد تھے۔ جب آپ کو جیل خانہ سے باہر لایا گیا۔ آپ کا چہرہ مجسمہ نور نظر آتا تھا۔

حضرت امام علی صاحب کے عزیزوں سے سنا ہے کہ وفات سے پہلے حضرت امام علی صاحب پیران کلیر شریف حاضر ہوئے تاکہ وہیں وفات پائیں۔ اور دفن ہوں مگر حضرت صابر پاک نے حکم دیا کہ واپس رامپور چلے جاؤ۔ تمہارا مزار وہیں ہوگا چنانچہ آپ سواری بہلی میں واپس ہوئے۔ علاوہ دیگر خادموں کے مولوی عبدالغنی صاحب جو مولوی رشید احمد گنگوہی کے خسر اور آپ کے خادموں میں سے تھے۔ آپ کے ہمرکاب تھے۔ سب نے عجب حالات اور واقعات کلیر شریف سے رامپور تک دیکھے۔ وفات راستہ میں ہوئی یا رامپور پہنچ کر وصال فرمایا۔ آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ جب گاڑی بان نے بیل کو سانٹا مارا۔ جس قدر نشان بیل کی کمر پر تھا۔ اُس قدر آپ کی پشت پر ظاہر ہوا اور آپ نے ایک سرد آہ بھری۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال یکم جمادی الاول ۱۲۴۰ھ بمطابق ۱۸۲۴ء کو ہوا۔ مزار شریف رامپور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سیّد امیر الدین شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، شہباز طریقت، حضرت سید امیر الدین شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ بروز جمعہ چار جمادی الاول ۱۱۷۴ ہجری کو قصبہ شاہ آباد ضلع انبالہ انڈیا میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت پیر دستگیر سید غلام علی شاہ سلیمانی شریف سے اپنے عقیدت مندوں میں شاہ آباد تشریف لایا کرتے تھے۔ ان دنوں آپ کے والد گرامی آپ کو لے کر حضرت پیر سید غلام علی شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یہ ہمارا لڑکا نہ دین کا ہے نہ دنیا کا۔ حضرت پیر سیّد غلام علی شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دین کے کام کا تو ہوسکتا ہے اسے ہمارے سپرد کردو۔ حضرت سید غلام علی شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو سامنے بٹھا کر نگاہ خاص سے توجہ بھر کر دیکھا تو آپ کے دل میں ایک خاص تعلق حضرت سیّد غلام علی شاہ علیہ الرحمۃ سے ہوگیا۔ اور

Marfat.com

رجوع الی اللہ کا مضمون دل میں سما گیا۔ اس کے بعد حضرت پیر سید غلام علی شاہ صابریؒ علیہ الرحمۃ تو سلیھانی شریف تشریف لے گئے مگر ان کے جانے کے بعد آپ کے دل کی کیفیت بدل گئی۔ طبیعت میں بے قراری نیند آنکھوں میں نہ تھی رات بمشکل کٹتی۔ صبح ہوتے ہی سلیھانی شریف پہنچے تو پیر و مرشد سے ملاقات ہوئی اور تین روز تک وہاں پر ان کے ہمراہ قیام رہا۔ تیسرے روز حضرت پیر سید غلام علی شاہ صابریؒ دائرہ شریف حضرت قطب دوراں سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کے مزار پر تشریف لے گئے تو حضرت سید امیر الدین شاہ صابریؒ دریائے مارکنڈیا تک ہمراہ رہے۔ اس مقام پر حضرت پیر سید غلام علی شاہ صابریؒ علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا ٹھہرو شاہ صاحب آپ وہیں ٹھہر گئے۔ اور ایک ٹوٹے ہوئے کنویں جس میں پانی نہیں تھا میں بیٹھ کر ذکر جہر شروع کر دیا۔ تین روز کے بعد جب حضرت دائرہ شریف سے واپس تشریف لائے تو راستہ میں ذکر اللہ کی آواز سنی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سید امیر الدین شاہ ہیں۔ حضرت نے آپ کو بلوایا اور سلیھانی اپنے ہمراہ لے گئے۔ اس عرصہ میں حضرت خواجہ پیر سید غلام علی شاہ صابریؒ علیہ الرحمۃ نے خواب میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا۔ تو وہ فرماتی ہیں کہ میری اولاد کی حق تلفی نہ کرو۔ اس وقت ان کے دل میں خیال گزرا کہ شاید گھر اور وطن سے جدا کرنا ناپسند ہوا ہو۔ انہوں نے آپ کو حکم دیا کہ جاؤ شاہ آباد چلے جاؤ۔ آپ وہاں سے شاہ آباد تشریف لے آئے مگر طبیعت کو کہاں قرار آنا تھا کہ محبوب آنکھوں سے جدا ہوا اور جمال یار نظر نہ آئے۔ تین چار روز کے بعد پھر دوبارہ سلیھانی شریف تشریف لے آئے اور مرشد کامل کی خدمت میں حاضری دی اور ان کی زیارت سے مشرف ہو کر قرار پایا۔

اُسی رات حضرت خواجہ پیر سید غلام علی شاہ چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ نے سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت خواب میں کی تو سرکار ﷺ نے فرمایا غلام علی امیر الدین کو تعلیم دو اور جا بجا نہ پھراؤ۔

اس کے بعد سے حضرت نے آپ پر خصوصی توجہ دی اور ظاہری و باطنی تعلیم کی تکمیل کرائی اور ریاضت و مجاہدہ کروا کر درجۂ تکمیل پر پہنچا کر اپنا سجادہ نشین اور خلیفہ مقرر فرما دیا۔ اس کے بعد سے آپ کی بڑی شہرت ہوئی ہر طرف آپ کی ولایت و کرامات کے چرچے تھے۔ دور دور سے لوگ آ کر آپ سے فیض پانے لگے۔ دن رات مخلوق خدا کا ہجوم خانقاہ شریف میں رہنے لگا۔ ہر وقت آپ کی خانقاہ شریف سے ذکر جہر کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کے سامنے تمام فقرا مؤدب ہو کر بیٹھتے جبکہ آپ کا اپنا عالم یہ تھا کہ

Marfat.com

چہرے پر ہمہ وقت نقاب پڑا رہتا تھا۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ جانوروں کی بولیاں جانتے اور ان کی آواز کو سمجھتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک بھینس آپ کے پاس روتی ہوئی آئی اور عرض کرنے لگی کہ میرے مالک نے میرے چھ بچے ذبح کر ڈالے ہیں۔ جب آپ نے لوگوں کو بتایا کہ بھینس فریاد لائی ہے اور یہ کہہ رہی ہے تو لوگوں نے بھینس کے مالک سے تصدیق چاہی تو بات بالکل درست نکلی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہ جمادی الاول ۱۲۴۳ھ بمطابق ۱۸۲۷ء کو ہوا۔ مزار فیض آثار سلپھانی شریف ضلع انبالہ نزد شاہ آباد، انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ اللہ بخش سنامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات ومعرفت شیخ یگانہ حضرت شیخ اللہ بخش سنامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ زبدۃ الاصفیاء ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ لوہارو ریاست پٹیالہ انڈیا میں ۱۱۸۶ھ کو ہوئی۔ علم ظاہری کی تعلیم حضرت شیخ شہاب الدین المعروف سابو شاہ قادری شطاری سے ڈسکہ میں حاصل کی اور طریقہ قادریہ شطاریہ میں مرید ہونے کے بعد ان سے اجازت حاصل کر کے سنام میں آ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اور بعد ازاں حضرت حافظ سید محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ اپنے مریدوں کی تربیت و تعلیم میں اس قدر مہارت رکھتے تھے کہ قوت باطنی سے ایک ہی لحہ میں سالک کو ادنیٰ مقام سے بلند درجہ کے مقام پر پہنچا دیتے تھے۔ محفل سماع آپ بڑے ذوق وشوق سے سنتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۰ ربیع الاول شریف بروز جمعہ بعمر ۶۸ برس ۱۲۵۴ھ بمطابق ۱۸۳۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ سنام انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : ساقی خمخانہ اسرار، سرشار بادۂ بے خمار، مرآۃ جمال بے مثال، حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جمال معرفت وکمال حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ سنور ضلع سرہند انڈیا کے ایک معزز خالصہ خاندان میں ہوئی۔ آپ عوام الناس میں روشنی والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ کی ولادت وولایت سے متعلق عجیب واقعہ ☆ : ایک دفعہ حضرت خواجہ ابو یوسف علیہ الرحمۃ چشتی صابری سرہندی نے شب کے وقت خواب دیکھا کہ میرے دامن میں چاند ٹوٹ کر گر رہا ہے۔ اگلی صبح حضرت خواجہ ابو یوسف علیہ الرحمۃ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ ابوالفتح سرہندی کی خدمت بابرکت میں بغرض شرکت عرس پاک سرہند شریف لے گئے۔ دوران عرس پاک جب محفل سماع کا آغاز ہوا۔ اور محفل اپنے جوبن پر پہنچی تو قوال نے عارفانہ کلام کے ایک مصرع پر جب تکرار کی تو حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی صابری کو وجد طاری ہو گیا۔ محفل سماع میں کافی تعداد میں سامعین اور معتقدین شامل تھے۔ ان سامعین میں سکھ خاندان کا ایک فرد اپنی گود میں نومولود بچے کو لئے کھڑا تھا۔ جب حضرت ابو یوسف چشتی صابری حالت وجد میں اس سکھ کے پاس سے گزرتے تو زبان مبارک سے فرماتے ''اوئے رات والا چاند تو ہی تو ہے'' اسی طرح آپ مسلسل رقص کناں جب اس سکھ کے پاس تشریف لاتے تو بار بار اس طفل خورد کو دیکھ کر فرماتے۔ ''اوئے رات والا چاند تو ہی تو ہے'' حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی کی اس کیفیاتی تواجد کے تخاطب نے اس سکھ کی گود میں بیٹھے ہوئے معصوم بچے کو بھی وجدانی کیفیت پیدا کر دی۔ حضرت کی نظر کرم نے ایسا کام کیا وہ معصوم بچہ بھی اپنے باپ کی گود سے اُچھل کر حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی کے قدموں میں گر گیا۔

حضرت خواجہ نے اس کو گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا کہ ''اب تو میرا ہے'' یہ تمام منظر اپنی نگاہوں سے دیکھ کر لڑکے کا والد جو مذہبا سکھ تھا حیران وششدرہ رہ گیا۔ اور پریشانی وگھبراہٹ کے عالم میں اٹھ کر لڑکے کو پکڑنا چاہا۔ جیسے ہی باپ لڑکے کو ہاتھ لگا تا لڑکا بے ہوش

Marfat.com

ہو جاتا تھا۔ اور جب حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی علیہ الرحمۃ لڑکے کے سر پر دست شفقت پھیرتے تو لڑکا ہوش میں آ جاتا تھا۔ دوسری مرتبہ جب بچے کے باپ کی محبت نے جوش مارا اور لڑکے کو بڑے پیار سے اٹھانے کی کوشش کی تو لڑکا پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب حضرت خواجہ ابو یوسف نے پیار بھرے دست مبارک سے اٹھایا تو لڑکا ہوش میں آ گیا۔

بالآخر لڑکے کے باپ نے جب بارہا یہ ماجرا دیکھا تو اپنے بیٹے کو حضرت ابو یوسف چشتی سرہندی کی گود میں دے کر کہنے لگا حضرت یہ آپ کا ہے۔ آج کے بعد اس کی پرورش بھی آپ ہی فرمائیں۔ اور کہنے لگا اب یہ صاحبزادہ آپ کا ہے میرا نہیں۔

حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی علیہ الرحمۃ بچے کو لے کر اپنے ہمراہ سرہند شریف لے آئے۔ اس کی ہر طرح سے پرورش فرمائی اور خود ہی تعلیم و تربیت فرمائی۔ آپ نے اس صاحبزادے کو قرآن و حدیث اور فقہ کی مکمل تعلیم دی۔

اس کے علاوہ تصوف اور باطنی زیورِ تعلیم سے بھی آراستہ فرمایا۔ اٹھارہ سال تک مسلسل تربیت کے بعد جب حضرت خواجہ ابو یوسف سرہندی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ کام تمام ہو چکا ہے تو اپنے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف فرما کر دستار خلافت سے نوازا اور آپ کا نام نامی اسم گرامی خواجہ محمد افضل چشتی صابری تجویز فرما کر ٹانڈہ شریف تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور میں سکونت کا حکم دیا۔ ٹانڈہ شریف میں آپ نے علم تصوف کی ترویج و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ہزاروں بے راہوں کو راہ ہدایت بخشی۔ سینکڑوں لوگوں کو نعمت خداوندی سے مالا مال کیا۔ لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر واصل باللہ ہوئے۔

آپ کے خلفاء میں سے حضرت خواجہ یار محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے بہت شہرت پائی۔ جن سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی بہت نشوونما ہوئی اور اس چراغ سے چراغ جلتا رہا اور ایسے ہی اس علاقے میں دین اسلام کی بھرپور تبلیغ و اشاعت ہوتی رہی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۳ صفر المظفر ۱۲۷۱ھ بمطابق ۱۸۵۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع ٹانڈہ شریف تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا سیّد امانت علی شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : قدوۃ الاخیار، عمدۃ الابرار، ولی کامل واکمل، پیر روشن ضمیر حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابریؔ امروہی رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کبار سے ہوئے ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے آداب طریقت وشریعت حضرت شاہ غلام حسین المعروف محمد حسین خلیفہ مجاز حضرت شیخ عبدالکریم اخوند فقیر سے سیکھے اُن کی وفات کے بعد فیض صحبت حافظ کامگار خان خلیفہ حضرت محمد حسین سے فیض پایا اور انہی حافظ محمد حسین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی معیت میں صوفی لامکانی، مرشد لاثانی حضرت شیخ حافظ محمد موسیٰ چشتی صابریؔ مانکپوری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدہ ومنازل سلوک کے حضرت حافظ صاحب مانکپوری سے ہی خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کے پیرومرشد صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ نے جب خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے تمہاری ارادت پر فخر ہے۔ حضرت حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ مریدین کو حلقہ میں بٹھا کر ذکر بالجبر کراتے تھے تو اُس وقت آپ کے تمام خلفاء سامنے ہوتے مگر حضرت سید امانت علی شاہ امروہی کے لئے اپنے ساتھ فرش بچھوا کر ساتھ بٹھاتے تھے۔ جس سے اُن کے مرتبے کا پتہ چلتا ہے کہ مرشد کامل کی نگاہ میں کتنا مقام حاصل تھا۔ آپ کا اصل مشرب ترک ماسوائے اللہ تھا۔ حقائق ومعارف بیان کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ صاحب انوار العارفین نے آپ سے اس شعر کے معنی پوچھے:

علم حق در علم صوفی گم شود   ایں سخن کے باور مردم شود

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں کہتا ہوں فعل حق در فعل صوفی گم نہیں ہوتا۔ اور فرمایا لا اشارہ تھا۔ برغیب وفنا۔ خود برکل موجودات یعنی عدم ہے اور علوم بھی نہیں ہے۔ ایضاً بین العدمین عدم اگر اس درزش میں ایک لفظ باقی نہ رہے اور غیب اپنے سے از خود بخود نظر رکھے تو حیرت حاصل ہوتی ہے کہ اس جگہ حضور خود بخود ہے۔ آپ کا مشرب وجودیہ تھا۔ مولف۔ بقولہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مافات مضاوک ماسناتک فاین   نم فقتم الذات بین العدمین

Marfat.com

آپ کے تین صاحبزادے ہیں جن کے مزارات امروہہ میں ہی ہیں جبکہ آپ کے مریدوں میں شیخ عبدالرحیم شیخ عبدالرحمٰن اور شیخ سمیع اللہ پٹیالوی بڑے معروف بزرگ ہوئے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ ذیعقد ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۳ء کو بہتر سال کی عمر میں ہوا۔ مزار پُرانوار امروہہ ضلع مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ حضرت مفتی غلام سرور قادری لاہوری نے قطعہ تاریخ لکھی:

چوں امانت علی امین بنی ۔ رفت آخر بعزت از دنیا
سال وصلش تو خوش بگو سرور ۔ رفت اہل امانت از دنیا
۱۲۸۰ھ

حضرت شیخ مولوی احمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام السالکین، قدوۃ الکاملین، فخر العاشقین، حضرت شیخ مولوی احمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کامل صوفی اور باعمل عالم دین ہیں، آپ کی ولادت ۱۸ صفر المظفر ۱۲۸۸ھ کو ہوئی آپ قوم سے شیخ صدیقی ہیں۔ آپ نے علم منطق علم معقول ومنقول وحدیث اور تفسیر میں مہارت تامہ حاصل کی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی علم توحید میں مخصوص بہ حقائق و معارف مہذب الاخلاق و محب الفقراُ تھے۔ سخاوت، عبادت، ریاضت، مجاہدہ وسلوک میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ حضرت مولانا سیّد امانت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت فاکر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کے پیرومرشد حضرت مولانا سیّد امانت علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ پر بے انتہا شفقت و محبت فرمایا کرتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ ویں صدی ہجری کے وسط میں مراد آباد ضلع روہیل کھنڈ انڈیا میں ہوا۔ مزار پُرانوار بھی اُسی جگہ پر مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت سیّد شاہ امیر حسین چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ طریقت، برہان حقیقت، امیر شریعت حضرت شاہ امیر حسین چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل حضرت سیّد پیر عبداللہ شاہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے فرزند تھے وہ حضرت سیّد صابر علی شاہ المعروف شاہ صابر بخش کے وہ فرزند سیّد غلام نصیر الدین شاہ کے دو فرزند حضرت سیّد غلام شاہ سادات کے تھے جو حضرت شاہ نصیر کو کا ذکر اللہ صابریؔ کے خلیفہ تھے دو مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ محمد دہلوی چشتی صابریؔ کے اور وہ خلیفہ حضرت شیخ، ابراہیم رامپوری کے وہ خلیفہ بندگی شیخ ابو سعید گنگوہی چشتی صابریؔ علیہم الرحمۃ کے تھے۔آپ حضرت پیر سیّد امیر حسین شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حضرت پیر سیّد عبداللہ شاہ چشتی صابریؔ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور جانشین ہیں۔

سماع سے خصوصی لگاؤ اور تعلق رہا۔زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت میں بے مثال کشف و کرامات میں باکمال، سخاوت و فیاضی جو کہ آپ کو ورثہ میں ملی تھی میں بے مثال تھے۔ ہر مہینے چاند کی پہلی جمعرات کو آپ کے ہاں مجلس سماع ہوتی۔ ہر شخص لنگر سے مستفید ہوتا تھا۔

دور دور سے قوال نعت خوان حضرات آتے تھے محفل میں خوب رونق ہوتی تھی۔ سالانہ عرس مبارک کے موقع پر لنگر اتنا وسیع اور دراز ہوتا تھا کہ اہل دہلی دنگ رہ جاتے۔ مساکین اور غرباء کی مدد اور خبر گیری آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔

آپ کے جواں سال صاحبزادے سیّد مظفر حسین شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ بھری جوانی میں آپ کو داغ مفارقت دے کر چلے گئے جس کا آپ کو دلی طور پر از حد صدمہ اور رنج پہنچا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ ویں صدی ہجری کو دہلی میں ہی ہوا۔

مزار پُر انوار والد گرامی حضرت سیّد عبداللہ شاہ کے قریب ہی شاہجہان آباد دریا گنج دہلی میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ محمد امیر شاہ چشتی صابری رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: قطب الارشاد، سلطان العارفین، دلیل الکاملین، قدوۃ السالکین، شیخ الشیوخ حضرت پیر شیخ شاہ محمد امیر شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آفتاب توحید و تفرید ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت چار ماہ رجب المرجب شریف ۱۲۰۲ھ بروز دوشنبہ بوقت بعد نماز مغرب قصبہ رامپور یوپی انڈیا میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم سرخیل ہوئے ہیں۔ آپ کی وجہ سے سلسلہ عالیہ کو بہت تقویت پہنچی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اس سلسلہ کو پھیلانے میں آپ کے خلفائے کرام کی بڑی کاوش ہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت میاں غلام شاہ چشتی صابری رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع تھے عربی و فارسی پر آپ کو خاصہ عبور حاصل تھا۔ ہر وقت اپنے شیخ حضرت شاہ غلام چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مصروف رہتے۔ عبادت و ریاضت میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ انتہائی خدا پرست، خدا ترس، غریب پرور درویش تھے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ کے خلفا میں حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ صاحب تصنیف ''حقیقت گلزار صابری'' و ''تواریخ آئینہ تصوف'' بہت معروف ہوئے اور ان کی وجہ سے سلسلہ عالیہ کو بہت تقویت ملی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ صفر المظفر ۱۲۹۰ھ بمطابق ۱۸۷۳ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ رام پور شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جناب احمد علی شوق صاحب تذکرہ کاملان رامپور بھی آپ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور ان کے والد گرامی جناب اصغر علی خان متوفی گیارہ شعبان ۱۳۲۱ھ آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ انہوں نے ہی آپ کا مزار پُر انوار تعمیر کروایا۔ جبکہ پیر اعظم الدین صاحب نے بھی تعمیر مزار میں بھرپور کردار ادا کیا۔

Marfat.com

حضرت صوفی احمد حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: آشنائے رموز و کنایات، مجمع الحسنات و برکات، جامع الصفات و کمالات حضرت صوفی احمد حسین شاہ چشتی صابری المعروف میاں صاحب گھیرے والے رحمتہ اللہ علیہ مست الست جمال احمدیت وصمدیت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت جناب صوفی نور احمد صاحب کے گھر قصبہ پاکبڑہ ضلع مراد آباد میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی جناب صوفی نور احمد حضرت حافظ علی حسین چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے پیرومرشد اور والد گرامی فقیر شاہ علیہ الرحمتہ کے مرید خاص تھے۔ ایک دن آپ کے والد گرامی صوفی نور احمد سے حضرت حافظ صاحب نے فرمایا نور احمد تمہارے گھر ایک لڑکا ہوگا وہ ہمارا ہوگا۔

چنانچہ بفرمان حافظ صاحب خدا نے نور احمد صاحب کو بیٹا دیا جس کا نام احمد حسین رکھا گیا۔ جب عمر عزیز دس گیارہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی ساتھ لے کر حضرت حافظ صاحب کے پاس گئے اور عرض کیا حضور یہ آپ کی دعا سے خدا نے دیا ہے اور یہ آپ ہی کی امانت ہے۔ بچہ حاضر خدمت ہے اس کو اپنے پاس رکھ لیں تاکہ کچھ لکھنا پڑھنا آ جائے۔ حضرت قبلہ حافظ علی حسین چشتی صابری مراد آبادی علیہ الرحمتہ نے آپ کی تربیت اور تعلیم شروع کی تھوڑے ہی عرصے میں مرشد کامل کی خصوصی توجہ اور عنایت سے اپنے زمانے کے بہترین صوفی باصفا اور نیکو و زاہد متقی و پارسا ہوئے۔

آپ کا معمول تھا کہ دن کے وقت اپنے مرشد کی بکریاں چرانے جنگل کو جاتے اور واپس آ کر تعلیم کے حصول اور فیض باطنی کے لئے ہمہ وقت مرشد کی خدمت میں حاضر رہتے۔

بیعت و خلافت☆: آپ حضرت حافظ علی حسین بن حضرت غلام حسین عرف فقیر شاہ چشتی صابری علیہم الرضوان کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعدہ تکمیل مجاہدات و منازل سلوک حضرت حافظ صاحب سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ نے تمام عمر یاد خدا عبادت وذکر وفکر اور ریاضت و مجاہدہ میں گزاری کوئی دم یاد خدا سے غافل نہ گزرا۔ اپنے شیخ کے سچے عاشق و متبع تھے۔ انتہائی خوبصورت نیک سیرت باکمال

Marfat.com

شخصیت کے مالک اور ایثار و رضا کا مجسمہ تھے۔ عاجزی وانکساری میں اپنی مثال آپ تھے۔ حسن اخلاق اور گفتگو میں اس قدر چاشنی کہ پاس بیٹھنے والوں کا دل کھنچا چلا جاتا تھا۔ تمام عمر شادی کے بغیر گزاری۔

اتباع مرشد اور حصول عرفان ☆: آپ کے پیر و مرشد حضرت حافظ علی حسین بن فقیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ بریلی شریف تشریف لے گئے وہاں اپنے مرید جو موضع تھانہ امریہ ضلع پیلی بھیت کا زمیندار تھا۔ وہ بریلی سے پیلی بھیت موضع امریہ قبلہ حافظ صاحب کو لے گئے۔ حضرت حافظ صاحب وہاں سے جنگل کی طرف چلے گئے۔ یہ جگہ آبادی سے دو میل کے فاصلے پر تھی۔ یہاں جنگل میں ایک پاکھڑ کے درخت کے نیچے ایک شیر اور شیرنی اپنے بچوں سمیت بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی حضرت حافظ صاحب نے ان کی طرف نگاہ بھر کے دیکھا تو وہ شیر اور شیرنی بچوں سمیت وہاں سے جنگل کی طرف چلے گئے۔ حضرت حافظ صاحب کو یہ جگہ بہت پسند آئی اس لئے کہ یہ جگہ چاروں طرف سے ندی نالوں کے درمیان گھری ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے گھیرا کے نام سے مشہور تھی۔ حضرت حافظ نے اپنے مرید نور احمد جو اس رقبے کا مالک تھا سے فرمایا کہ یہ جگہ مجھے بہت پسند ہے تو اُس نے عرض کیا حضور یہ جگہ آپ کی نذر پیش کرتا ہوں آپ اسے اپنے تصرف میں لے لیں۔
وہاں سے واپسی پر حضرت حافظ نے گھیر پیپل رامپور والے سید جعفر شاہ سے فرمایا کہ تم وہاں چلے جاؤ۔ وہ خاموش رہے۔ پھر حاضرین مریدین سے یہی سوال کیا کہ اس جنگل میں جانا کون پسند کرتا ہے؟ یہ سوال سُن کر سب خاموش رہے۔ حضرت صوفی احمد حسین (منظور نظر مرشد کامل) نے مؤدب کھڑے ہو کر عرض کیا حضور میں حاضر ہوں۔ یہ سُن کر حضرت حافظ صاحب نے اپنے بھائی مولانا میاں سے فرمایا کہ جب یہ بڑے ہو جائیں تو ان کو وہاں بھیج دینا۔ چنانچہ حضرت حافظ صاحب کے وصال کے بعد مولانا میاں نے آپ کے سر پر پگڑی باندھی اور دعائیں دے کر وہاں کے لئے روانہ کیا۔ آپ وہاں سے روانہ ہو کر وہاں کے زمیندار اور اپنے پیر بھائی نور احمد کے پاس پہنچے اور کیفیت بیان کی۔ نور احمد زمینداران کو اُس جنگل میں اُس جگہ جو حافظ صاحب نے پسند کی تھی لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو شیر نے آپ کو دیکھتے ہی راہ فرار اختیار کی۔
اس کے بعد آپ نے اُس جگہ پر مستقل سکونت اختیار کر لی اور وہ آپ کا پیر بھائی زمیندار نور احمد آپ کو

Marfat.com

جنگل میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ جب چار پانچ دن کے بعد اسے خیال آیا تو وہ اس گھیر والی جگہ پر پہنچا اور آپ سے ملاقات کے بعد کہنے لگا چار پانچ روز کس طرح گزارے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس چند گولر تھے جو کافی رہے۔ اس کے بعد اُس زمیندار نور احمد نے اس جگہ ایک کوٹھڑی یعنی کمرہ بنوا دیا۔ اس کے بعد علی حسین بریلوی نامی آپ کے عقیدت مند و مرید نے اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کروا دی۔ اس طرح وہاں رفتہ رفتہ آبادی بڑھتی گئی کافی عمارتیں بن گئیں جس سے جنگل میں منگل کا سماں نظر آتا تھا ہے۔ آپ نے اپنے مرشد کامل کے حکم کے مطابق مستقلاً وہی سکونت اختیار کر لی اور اسی جگہ کو اپنا مسکن قرار دیا اور تمام عمر بغیر شادی کے گزاری اور اس جگہ کو عبادت و ریاضت سے علم و عرفان کا گہوارہ بنایا۔ جہاں سے ہزاروں افراد روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ لاکھوں بے راہوں کو راہ ہدایت ملی۔

نوٹ ☆: اس گھیر والی جگہ پر قیام کی وجہ سے ہی آپ کو گھیرے والے میاں صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور یہی جگہ مرکز عاشقاں ٹھہری۔

وصال با کمال ☆: آپ کے وصال کے بعد آپ کے بھتیجے صوفی فدا حسین صاحب آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی امداد حسین سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ مزار پُر انوار موضع تھانہ امریہ ضلع پیلی بھیت میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کی تاریخ اور سن وصال کا صحیح علم نہ ہو سکا۔ تقریباً ۱۲۰۰ کے آخر یا ۱۳۰۰ھ کے اوائل کا زمانہ ہوگا۔

حضرت حاجی امداد اللہ چشتی صابری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ العرب والعجم، سیّد العرفا، حجۃ اللہ فی زمانہ، وآیۃ اللہ واوانہ، شہباز طریقت، مردِ میدان حقیقت، عارف یگانہ، مرشد زمانہ حضرت حاجی شاہ محمد امداد حسین المعروف حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ماہ صفر المظفر بروز ۲ سوموار ۱۲۳۳ ہجری قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور انڈیا میں حضرت حافظ محمد امین بن حضرت حافظ شیخ بڈھا رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ہوئی۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے حاجی امداد اللہ بن حافظ محمد امین بن حافظ شیخ بڈھا بن حافظ شیخ بلاقی

Marfat.com

بن شیخ عبداللہ بن حضرت شیخ محمد حضرت شیخ عبدالکریم بن حضرت شیخ عبدالرحیم بن حضرت شیخ سراج الدین بن حضرت قاضی چندن بن حضرت قاضی محمد موسیٰ بن حضرت قاضی محمد نصراللہ خان بن حضرت قاضی محمد یعقوب خان بن حضرت شیخ نظام الدین بن حضرت شیخ شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ۔

آپ نسباً فاروقی اور شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابلی بادشاہ کابل کی اولاد سے ہیں۔ جبکہ مذہباً حنفی مسلکاً اہل سنت و جماعت اور مشرباً چشتی صابری ہیں۔

آپ کا شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف بزرگ اور مجدد سلسلہ عالیہ صابریہ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ سے ہوتا ہوا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم العالمین حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

ابتدائی حالات ☆: ابھی آپ کی عمر عزیز صرف سات برس تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی حسینی بنت حضرت شیخ علی محمد صدیقی نانوتوی انتقال مکانی کر کے آپ کو جدائی کا داغ دے گئیں۔ والدہ ماجدہ نے وصال سے پہلے ہی آپ کے بارے میں گھر کے تمام افراد کو تاکید کر دی تھی کہ ان کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے کسی بھی معاملہ میں باز پرس اور جانچ پڑتال نہ کی جائے۔ تعلیم کے میدان میں ان کی خصوصی سرپرستی و رہنمائی کی جائے۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف اور اچھوتا تھا۔ کسی قسم کے کھیل اور لعو لعب میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ اپنے باطنی شوق سے آپ نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا اور اس کی تکمیل کے بعد سولہ برس کی عمر میں آپ مولانا مملوک علی نانوتوی کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں کے قابل اساتذہ کرام سے درسی کتب اور علوم دینیہ کی تکمیل کی اور فن خوشنوی سیکھا۔

بیعت کا واقعہ عجیب ☆: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنی کتاب ''امداد المشتاق'' میں رقم طراز ہیں کہ ایک مرتبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ مجلس اعلیٰ و اقدس سرور عالم ﷺ میں حاضر ہوں۔ رعب و دبدبہ کی بنا پر آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں پڑ رہی تھی کہ اچانک میرے جد امجد حضرت حافظ بلاقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر سرکار مدینہ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔

Marfat.com

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ اس وقت تک میرا حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے بظاہر کوئی تعارف، تعلق واسطہ نہ تھا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو طبیعت میں عجیب انتشار تھا اور حیرت میں سوچتا تھا کہ یا رب یہ کون بزرگوار ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور خود مجھ کو اُن کے سپرد کر دیا۔ اس طرح کئی سال گزر گئے کہ ایک دن استاذی المکرّم مولانا محمد قلندر و محدث جلال آبادی علیہ الرحمۃ نے میرا اضطراب دیکھ کر بکمال شفقت فرمایا کہ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔ موضع لوہاری یہاں سے قریب ہے۔ وہاں جاؤ اور حضرت میاں جیو صاحب سے ملاقات کرو شاید تمہارا گوہر مقصود تمہیں مل جائے۔ اور تمہاری یہ پریشانی اور اضطرار ختم ہو جائے۔

حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ جب استاذی المکرّم کی زبانی یہ بات سنی تو سوچ میں پڑ گیا کہ کیا کروں۔ آخر بغیر کسی سواری کے پیدل ہی جانب لوہاری چل دیا۔ اور شدت سفر سے حیران و پریشان چلتا رہا۔ یہاں تک کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے مگر دل میں ایک کشش تھی اور کوشش تھی کہ کسی طرح جلدی سے پہنچوں۔ آخر لوہاری پہنچ کر حضرت میاں جی کی خانقاہ میں پہنچا جیسے ہی دور سے جمال باکمال پر نظر پڑی تو پہچان لیا کہ یہ وہی صورت ہے جس کی زیارت خواب میں کی تھی۔ اور میں دیوانہ وار بے ساختگی کے عالم میں آپے سے باہر ہو گیا اور جلدی جلدی قدم اٹھا کر آگے بڑھا اور میاں جی کے قدموں پر گر پڑا۔ حضرت میاں جی نے میرے سر کو اٹھایا اور مجھے اپنے سینے سے لگایا اور بکمال عنایت فرمایا کہ تم کو اپنے خواب پر کامل وثوق و یقین ہے۔ یہ پہلی کرامات تھی جو میاں جیو صاحب کی ظاہر ہوئی تھی۔

چنانچہ دل کو اطمینان و استحکام ملا اور ایک مدت تک جناب میاں جیؒ صاحب کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتا رہا۔ اور آپ کے دست شفقت پر بیعت سے مشرف ہوا۔ اِس کے کچھ عرصہ بعد حضرت میاں جیؒ صاحب نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر ارشاد فرمایا امداد اللہ کیا چاہتے ہو۔ تسخیر یا کیمیا جس کی رغبت ہو وہ عطا کروں۔ آپ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا۔ کہ میں نے دنیا کے واسطے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے میں تو صرف خدا کو چاہتا ہوں مجھ کو وہی بس ہے۔

آپ کا یہ جواب سن کر میاں جیؒ بہت خوش ہوئے اور گلے لگا کر میری اعلیٰ ہمت پر مجھے داد تحسین پیش کیا اور میرے حق میں دعا فرمائی اور مجھے رخصت کر دیا۔

عبادت و ریاضت و سیاحت☆: مرشد کامل کے پاس سے روانہ ہو کر آپ کی

Marfat.com

طبیعت میں ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ماسوائے اللہ ہر چیز اور مخلوق سے نفرت کرنے لگے اور زیادہ تر وقت پنجاب کے جنگلوں میں گزارنے لگے۔ اکثر فاقہ کو سنت رسول اللہ سمجھ کر اختیار فرماتے اور کئی کئی روز تک کچھ نہ کھاتے حتیٰ کہ ہفتہ ہفتہ حلق سے کوئی چیز نیچے نہ اترتی تھی۔ اس حالت میں جو اسرار و عجائبات مکشوف ہوئے وہ بیان سے باہر ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن بہت بھوک لگی تو میں ایک ایسے دوست کے پاس گیا جو مجھ سے قلبی لگاؤ اور خلوص دل رکھتا تھا۔ اس سے میں نے چند روپے بطور قرض مانگے تو اُس نے باوجود پاس ہونے کے مجھے انکار کر دیا۔ مجھے اس شخص کے اس رویہ سے بہت ملال ہوا۔ مگر چند منٹ کے بعد تجلی ذات خدا نے اظہار فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ فعل تو فاعل حقیقی سے متکون ہوا ہے۔ اس وقت سے خلوص اس دولت کا زیادہ ہوا اور وہ مکدر مبدل بہ لطف ہو گیا۔ اس واقعہ کو چند ماہ گزرے تھے کہ میں مراقبہ میں تھا سیدنا جبرائیل علیہ السلام و سیدنا میکائیل علیہ السلام کو نہایت جلال ملکانی و نہایت جمال نورانی سنبل کا کل سیاہ کندھوں پر ڈالے ہوئے دیکھا اور خود رفتہ ہو گیا جو لذت اس وقت حاصل ہوئی وہ احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ اور وہ دونوں تبسم کناں واز دیدۂ نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسی طرح چلے گئے اور کچھ نہ کھایا۔

تاجدارِ مدینہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس آؤ ☆: ۱۲۶۰ھ میں آپ آقائے نامدار تاجدار مدینہ ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آقا علیہ السلام نے فرمایا امداد اللہ ہمارے پاس آؤ۔ یہ خواب دیکھتے ہی آپ زادراہ کی فکر کئے بغیر مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں ایک گاؤں میں پہنچے تو آپ کے بھائیوں اور ساتھیوں عقیدت مندوں نے برائے زادراہ کچھ نذرانہ پیش کیا۔ جس کو آپ نے بخوشی قبول کیا اور وہاں بذریعہ بحری جہاز آپ ۵ ذی الحج کو پہنچے۔ وہاں سے سیدھے میدان عرفات پہنچ کر جملہ ارکان حج بجالائے۔

مکہ مکرمہ میں آپ نے بہت سے علمائے کرام مشائخ عظام اور عارفین و کاملین سے ملاقاتیں کیں۔

وہاں سے جب مدینہ پاک کی روانگی کا پروگرام بنایا تو احباب نے بتایا کہ راستہ کے حالات ٹھیک نہیں ہیں لہٰذا آپ آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔

یہ باتیں سن کر آپ کی طبیعت رنجیدہ ہوئی اور دل میں سوچا کہ اگر مدینہ پاک نہ گیا تو سفر کی تمام محنت

Marfat.com

رائیگاں چلی جائے گی۔ آپ مکہ معظمہ میں موجود ایک ولی کامل حضرت سید قدرت اللہ شاہ کے پاس حاضر ہو کر اپنا مدعا پیش کیا تو انہوں نے آپ کو تسلی دی اور اپنے چند مرید بدوی آپ کے ساتھ روانہ کیے اور ان سے فرمایا کہ حاجی صاحب کے ساتھ مدینہ شریف جاؤ اور راستے میں نہ ہی ان کو کوئی تکلیف نہ ہی ان کے قلب کو کوئی رنج پہنچے۔ کیونکہ ان کو رنج پہنچنے سے تمہاری عاقبت کی خرابی کا اندیشہ ہے۔

چنانچہ آپ مکہ معظمہ سے مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوئے تو دل میں آیا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ درود تنجینا کا کوئی عامل مجھ کو بغیر مانگے اس کی اجازت دے تو بہت ہی اچھا ہو۔ جب آپ مدینہ شریف پہنچے تو دربار رسول اللہ ﷺ میں حاضری دی اور صلوٰۃ وسلام پیش کیا۔ وہاں آپ کی ملاقات مولانا شاہ گل محمد خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی جو کہ مدینہ پاک میں تیس برس سے مجاور روضۂ شریف تھے سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو بغیر کسی ذکر کے اجازت درود تنجینا دی۔ اور فرمایا کہ اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک ہزار بار وگرنہ تین سو ساٹھ بار اور اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو روزانہ کم از کم اکتالیس بار ضرور پڑھ لیا کرو۔ اور اس میں ناغہ ہرگز نہ ہو۔ قیام مدینہ منورہ کے دوران ایک مراقبہ میں تھے کہ آپ نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ بذات خود بنفس نفیس مزار مقدس سے باہر بصورت حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے نکلے اور آپ کے دست مبارک میں عمامہ ہے وہ آپ ﷺ نے میرے سر پر نہایت شفقت ومحبت سے رکھ دیا۔ اور کچھ فرمائے بغیر واپس چلے گئے۔

حج بیت اللہ سے وطن کی واپسی ☆: مدینہ منورہ سے آپ دوبارہ پھر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد واپس اپنے وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر انڈیا تشریف لائے تو مخلوق خدا آپ کی آمد اور دید کی منتظر تھی۔ سینکڑوں لوگ آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت کے متمنی تھے مگر آپ نے کسی کو بھی بیعت نہ فرمایا۔ آپ اگرچہ متوسل خاندان سے متعلق تھے مگر آپ اپنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ تمام کی تمام اپنے بھائی کے نام منتقل کرا دی تھی۔ اور گھر بار سے لاتعلق ہو کر تھانہ بھون کی معروف مسجد جو کہ مسجد پیر محمد والی مشہور ہے۔ میں قیام رکھ لیا۔ یہ مسجد صابری سلسلہ کے ایک بہت بڑے ولی کامل حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار تھانہ بھون میں ہی ہے کے نام سے مشہور اور منسوب ہے۔ حاجی صاحب کے قیام کے بعد اس مسجد کی شہرت اور

Marfat.com

بھی بڑھ گئی۔ آپ کا قلب سلیم الطبع اور زہد و تقویٰ کا حامل تھا۔ اور گمنامی کے ساتھ زندگی گزارنے کی طرف راغب تھے اس لئے آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو چھپایا۔ یہی وجہ تھی کہ علیحدگی اور یکسوئی کو اخفاو کتمان حال کا سبب بنایا۔ مگر بقول شخصے کہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اپنے چھپائے سے کب چھپ سکتے تھے۔ خدا کی مخلوق نے جبیں سائی کو فخر سمجھا اور غربا و مساکین اور عوام الناس طالبان حق کی آمد شروع رہی۔ بالآخر مجبوراً آپ نے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دیا اور اللہ کا نام سیکھنے کے لئے آنے والوں کی دستگیری فرماتے تھے۔ دن بدن طالبان حق کا ہجوم بڑھتا گیا اور آپ بخوشی آنے والے مہمانوں کی ضیافت کرتے رہے۔

جب یہ سلسلہ زور پکڑ گیا اور ہر شخص اس خرچ کو دیکھ کر حیران تھا کہ کون سی غیبی قوت اس کو چلا رہی ہے۔ اس دوران آپ کی بھاوج نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ موروثی جائیداد تو آپ منتقل فرما چکے ہیں اور خود توکل پر گزارا فرماتے ہیں۔ پھر اس پر مہمانوں کی کثرت اور نو وارد مسافروں کی زیادتی اگرچہ آپ کو محسوس نہیں ہو رہی مگر میری غیرت تقاضہ نہیں کرتی کہ اس خدمت سے چشم پوشی کروں۔ اس لئے آپ کے جتنے مہمان آئیں گے ان کا دونوں وقت کا کھانا میرے گھر سے آیا کرے گا۔ آپ نے پہلے تو اپنی بھاوج کو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ نہیں یہ میرے مہمان ہیں ان کی خدمت کا مجھ پر ہی حق ہے۔ مگر جب بھاوج نے زیادہ مجبور کیا تو ان کے اخلاص کے سبب ان کی درخواست کو قبول فرما لیا اور اس روز سے مہمانوں کا کھانا دونوں وقت گھر سے آنے لگا۔ اور آپ کی بھاوج کا حسن اعتقاد اور مخلصانہ برتاؤ تھا کہ مہمانوں کا کھانا خود پکاتی تھیں اور کسی مہمان کے بے وقت آنے سے کبھی تنگ دل نہ ہوتی تھیں۔

خواجہ غریب نواز کی غریب نوازی ☆: آپ بذات خود فرماتے ہیں کہ جب میں پہلے پہلے مکہ معظمہ آیا تو تنگدستی کا یہ عالم کہ اکثر فاقوں پر نوبت آ جاتی تھی۔ میں نے اللہ کریم کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ امتحان دے سکوں۔ اسی دوران ایک رات حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ لاکھوں روپیہ کا خرچ تمہارے ہاتھوں مقرر ہوگا۔ میں نے عرض کیا حضور میں اس کی

Marfat.com

طاقت نہیں رکھتا۔ غریب نواز نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری حاجت بند نہیں رہے گی (یعنی تمہاری ہر حاجت جب چاہو گے پوری ہوگی) اس وقت سے ماہانہ خرچ سو روپے ماہوار متواتر خزانہ غیبی سے مل رہا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ فاروقی النسب، حنفی المذہب، حقیقت آگاہ، معرفت دستگاہ اور علوم ظاہریہ و باطنیہ کی دولت سے مالا مال اور صاحب کشف و کرامت و استقامت بزرگ گزرے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ آپ کی ذات والاصفات کے دست حق پرست پر صرف آٹھ صد علمائے کرام نے شرف بیعت حاصل کیا ہے۔ آپ نے تمام زندگی یاد خدا میں بسر کی دنیا اور اہل دنیا سے آپ کو کوئی غرض نہ تھی۔ وقت کے بڑے بڑے تاجروں نے آپ کی قدمبوسی کی۔ آپ سنت رسول اللہ ﷺ کے متبع اور بلند اخلاق نیک سیرت باکردار عبادت گزار پابند تہجد اور صوم وصلوٰۃ ہونے کے علاوہ ایک بہترین مبلغ بھی تھے۔ آپ کے زمانہ میں آپ کی نظیر کا کوئی بزرگ نہ تھا بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ پوری دنیا میں آپ کے مریدین خلفا کی ایک بہت طویل فہرست موجود ہے۔ جن کا احاطہ کرنا عام حالات میں مشکل ہے۔ صرف عرب ممالک میں حضرت حاجی صاحب کے خلفاء کی تعداد ۵۳ ہے جبکہ برصغیر کے خلفاء کی تعداد کا علم نہیں ہو سکا۔ بارہویں اور تیرھویں صدی کے آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم مبلغ اور مجدد ہو گزرے ہیں۔ آپ کی بدولت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو پوری دنیا میں چار چاند لگے ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفائے نامدار میں حضرت سید محمد وارث حسن شاہ چشتی صابریؒ اپنے دور کے عظیم شیخ طریقت ہوئے ہیں آپ کا وصال ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار ٹیلہ لکھنؤ انڈیا میں ہے۔ ان کے مرید و خلیفہ حضرت ذوقی شاہ صاحب 'سرِ دلبراں' ہوئے ہیں۔
حاجی صاحب کے دوسرے خلیفہ حضرت سید محمد افضل بخاری چشتی صابریؒ ہوئے ہیں جن کا مزار آگرہ میں ہے تیسرے خلیفہ حضرت مولانا مجیب الدین چشتی صابریؒ ہوئے جو کہ افغانستان کے رہنے والے تھے۔ حضور مخدوم پاک کے حکم سے حاجی صاحب کے مرید ہوئے اور خلافت پائی مکہ مکرمہ میں ہی وصال ہوا۔ چوتھے خلیفہ مولانا عبداللہ انصاری انبیٹھوی چشتی صابری ہوئے انبیٹہ میں ہی ان کا وصال ہوا۔ پانچویں خلیفہ مولانا عبدالسمیع رامپوری چشتی صابریؒ ہوئے جو کہ جامع علوم و فنون اور

Marfat.com

اپنے مرشد کے حکم کے پورے پابند اور فرمانبردار تھے تمام عمر اشاعت علوم دینیہ میں گزاری۔ نعت لکھنے کا ذوق اور میلاد شریف سننے کا شوق تھا۔ رسول کریم ﷺ کے سچے عاشق اور غلام تھے۔ چھٹے خلیفہ حضرت مولانا شاہ محمد حسین الٰہ آبادی تھے جن کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔ اجمیر شریف میں محفل سماع سنتے ہوئے وصال باکمال ہوا۔ وہیں مدفون ہیں۔ ان کے بعد ان کے جانشین وخلیفہ ان کے صاحبزادے جناب مولانا ولایت حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہوئے۔

ساتویں خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی چشتی صابری دیوبندی آٹھویں مرید وخلیفہ اشرف علی تھانوی ہوئے۔ نویں خلیفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی چشتی صابری بانی مدرسہ دیوبند تھے۔ ان کے علاوہ شمالی علاقہ جات ھنزہ گلگت کے معروف روحانی بزرگ سید عبدالمعبود شاہ گیلانی صابری جن کا ۱۹۸۵ء میں اسلام آباد پاکستان میں ۱۶۳ برس کی عمر شریف میں وصال ہوا ہے وہ بھی آپ کے اعاظم خلفا میں سے تھے۔

ان کے علاوہ حاجی صاحب کے لاتعداد خلفاء ہوئے جس سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو بہت فروغ ملا۔

آپ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا احمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ تھے جو کہ آپ کے ہم خیال اور راسخ العقیدہ تھے۔ علمائے دیوبند کے چند حضرات نے عقائد کے معاملہ میں آپ سے اختلاف برتے رکھا جس کے جواب میں حضرت حاجی صاحب نے خود بھی فیصلہ ہفت مسئلہ جیسی کتاب لکھ کر اُن کے نظریات کی تردید کی اس کے علاوہ براہین قاطعہ کے جواب میں انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ مولانا عبدالسمیع رامپوری صابری سے لکھوا کر مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۴۶ھ میں شائع کرائی۔

خواجہ گولڑوی کی حاجی صاحب سے ملاقات ☆: ایک مرتبہ حضرت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قیام مکہ معظمہ کے دوران انہوں نے حضرت مولانا محمد غازی مدرس مدرسہ صولتیہ سعودی عرب کو ہمراہ لیا اور ملاقات کی غرض سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو وہاں پر حاجی صاحب مسئلہ وحدت الوجود پر درس دے رہے تھے کہ کسی طالب علم نے سوال کیا کہ مولانا روم تو وحدت الوجود کے قائل ہیں جہاں دوئی کا تصور ہی نہیں۔ پھر یہ وصل کی تمنا چہ معنی دارد؟ حضرت حاجی صاحب نے اس کی بات کے کچھ جوابات دیئے مگر اس کی تسلی نہ ہو سکی۔ تو پھر تاجدار گولڑہ نے

Marfat.com

مداخلت کرتے ہوئے عرض کیا حضرت اگر حکم ہو تو اس کے سوال کا منشا عرض کر دوں۔ آپ نے فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ اس پر خواجہ گولڑوی نے ایک مستقل اور مضبوط تقریر کی۔ جس سے حاجی صاحب کو وجد ہو گیا اور بے حد رقت طاری ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو کمرہ کے اندر تشریف لے گئے اور دستار خلافت لا کر آپ کے سر پر باندھی اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو اس کی چنداں حاجت نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے شمالی ہند میں میرے سلسلے کی بھی ترویج ہو۔ اس پر حضرت خواجہ گولڑوی نے عرض کیا حضرت آپ کی عنایت کا شکریہ۔ حضرت خواجہ گولڑوی فرماتے ہیں کہ جب میں حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس وقت ہندوستان کے چار مشہور علماء بھی حاضر درس تھے۔ میری تقریر اور حاجی صاحب کی جوابی مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے ایک منطقی سوال پوچھا۔ میں نے کہا میاں یہاں تو ایک باخدا انسان کی مجلس ہے یہاں سے کچھ حاصل کرنا چاہیے۔ یہ مناظرہ کا مقام نہیں۔ اگر آپ حضرات کو مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو فلاں مقام پر آ کر مجھ سے گفتگو کیجیے گا۔ اور اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود آپ کے مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ حضرت تاجدارِ گولڑہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجھے مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کرنے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہو گا جس کا سدباب صرف آپ ہی کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علمائے عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ حضرت خواجہ گولڑوی واپس اپنے وطن تشریف لائے۔ اس کے بعد فوراً ہی مرزائیت کا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ تب آپ کے علم میں آیا کہ حاجی صاحب کی بات سے کیا مراد تھی کہ پنجاب میں فتنہ کھڑا ہو گا اور وہ یہی ہے۔

کشف و کرامات ☆ : مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' میں لکھتے ہیں کہ ایک آزاد شخص تھا نماز بھی نہ پڑھتا تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضرت اعمال کی تو ہمت نہیں اگر آزاد رکھا جائے تو بیعت ہوتا ہوں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ایک تو نماز نہ پڑھوں گا دوسرا یہ کہ ناچ بھی دیکھوں گا۔

Marfat.com

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تمام شرطیں مان لیں اور بیعت کر لیا۔ اور فرمایا کہ ہماری بھی ایک شرط ہے کہ ہم تھوڑا سا ذکر بتا دیں گے اس کو کر لیا کرنا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اس ذکر کا ان پر یہ اثر ہوا کہ جب نماز کا وقت آیا تو دفعتاً بدن میں خارش شروع ہو جاتی۔ اب جو بھی تدبیر کرتے مگر افاقہ کچھ نہیں ہوتا۔ کہیں چنبیلی کا تیل استعمال کر رہے ہیں کہیں کچھ اور تدبیر، مگر آرام کی کوئی صورت نہیں۔ بلکہ جس قدر علاج کیا جاتا اتنا ہی مرض بڑھتا چلا جاتا۔

جب ان کے دل میں خیال آیا کہ ٹھنڈے پانی سے ہاتھ منہ دھو کر دیکھوں۔ جب دھو چکے پھر خیال آیا کہ سب اعضا تو دھل گئے۔ لاؤ مسح بھی کر لو۔ اس نے وضو مکمل کیا ہی تھا کہ خارش آدھی رہ گئی پھر دل میں خیال آیا کہ چلو وضو تو ہے ہی نماز ہی کیوں نہ پڑھ لی جائے۔ کوئی یہ شرط تو نہیں تھی کہ بالکل ہی نہیں پڑھوں گا۔

بس اس نے نماز پڑھنی شروع کی خارش ختم ہونا شروع ہو گئی۔ پھر تو پانچوں وقت نماز کے وقت خارش ہوتی وہ وضو کر کے نماز پڑھتا آرام آ جاتا تھا۔ اب سمجھے کہ حضرت حاجی صاحب نے نماز پڑھوانے کے لئے پہرہ لگا دیا ہے۔ پھر اس کے بعد پکے نمازی ہو گئے۔

جب مکمل نماز کے عادی ہو گئے تو پھر دل میں خیال آیا کہ پانچوں وقت خدا کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے۔ کس منہ سے ناچ گانا دیکھتا۔ اس کے بعد وہ بھی چھوٹ گیا۔ اس کے بعد خدا نے اس کی حالت بہتر کر دی کہ نماز تہجد اور اشراق وغیرہ اور دیگر نوافل بھی پڑھتے رہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: لاوڑ ضلع میرٹھ کے رہنے والے ایک شخص کا معمول تھا کہ جو بکری کا بچہ پیدا ہوتا اس کی اُون کتر والیتا تھا۔ اس طرح اُس نے بہت سی اون جمع کر کے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کملی بنوائی حالانکہ وہ آدمی کبھی آپ سے نہ ملا تھا نہ ہی اُس نے کسی بھی طرح آپ کی زیارت کی تھی۔ یہ کہتا ہے کہ میں آپ کا نام سن کر غائبانہ طور پر مستفید تھا۔ جب میں حج کے لئے گیا تو اس کملی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ کہ ناگاہ ہمارا جہاز طغیانی میں گھر گیا اور جہاز میں ایک شور برپا ہو گیا۔ میں چھتری پر تھا۔ وہاں سے اتر کر تختق کی جالیوں سے کمر لگا کر اور منہ لپیٹ کر ڈوبنے کے لئے بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ تھوڑی دیر میں جہاز ڈوب جائے گا اور ہم موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔ اسی اثناء میں مجھ پر غفلت طاری ہوئی میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ نیند تھی یا غم کی بدحواسی۔ اسی

Marfat.com

غفلت میں کسی شخص نے مجھ سے کہا اے فلانے اٹھو اور پریشان مت ہو۔ ہوا موافق ہوگئی ہے۔ کچھ دیر میں جہاز طغیانی سے نکل جائے گا۔ اور میرا نام امداد اللہ ہے۔ مجھے میری کملی دو۔ میں نے گھبرا کر کملی دینا چاہی اس گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی اور میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ مطمئن ہو جاؤ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ اس کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کو جانتا ہو۔ مگر کسی نے اقرار نہیں کیا۔ آخر جہاز طغیانی سے نکل آیا اور ہم مکہ شریف پہنچ گئے۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے حاجی صاحب کے بارے میں کوئی نہ بتانا میں خود پہچان لوں گا۔ جب میں مکہ شریف میں طواف قدوم کر رہا تھا تو میں نے حاجی صاحب کو مالکی مصلیٰ کے قریب کھڑے دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ ان کی شکل اور لباس وہی تھا۔ جو میں نے جہاز میں خواب کے دوران دیکھا تھا۔ صرف فرق اتنا تھا کہ جب میں نے جہاز میں دیکھا تو اس وقت آپ لنگی باندھے ہوئے تھے۔ اور پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ میں نے نہیں سمجھا کہ اتنا فرق کیوں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ طواف سے فارغ ہو کر حاجی صاحب سے ملا اور کملی پیش کی اور جہاز کا قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بھائی مجھے تو خبر بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے کسی بندے کی صورت سے کام لے لیتے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ مرض وفات میں آپ پر استغراق کا غلبہ طاری تھا۔ جب افاقہ ہوتا تو عشقیہ اشعار پڑھنے لگتے تھے۔ جس سے سامعین بہت زیادہ محظوظ ہوتے تھے اور خاص کر یہ مصرع تکرار کے ساتھ پڑھتے تھے:

یہ منزل عشق ہے اس میں آئے جس کا جی چاہے

وصال باکمال سے قبل آپ نے مولوی اسماعیل صاحب بن ملا نواب صاحب کو جو بذات خود ایک شیخ طریقت ہیں اور حضرت سے ان کو بہت اُنس تھا۔ یہ وصیت فرمائی کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے جنازے کے ساتھ ذکر جہر ہو۔ انہوں نے کہا مناسب نہیں۔ آپ نے حسب عادت فرمایا اچھا جیسے مرضی ہو۔ غرض جب جنازہ لے کر چلے تو ایک عرب بولا **اذکر اللہ** اس کے بعد جنازہ کے سب ہمراہیوں نے ذکر جہر شروع کر دیا۔ آپ کا وصال باکمال بارہ یا تیرہ جمادی الآخر ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء صبح فجر کی اذان کے وقت بروز بدھ بعمر چوراسی سال تین مہینے بیس روز کی عمر میں ہوا۔ مزار

Marfat.com

پُرانوار جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ میں حضرت مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے پہلو میں موجود اور مرجع خاص وعام ہے۔فقیر راقم السطور نے بھی آپ کے مزار پُرانوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔

حضرت میاں اللہ بخش چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : مجمع الحسنات، مجسمہ کمالات و فیوض و برکات حضرت میاں اللہ بخش چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں آپ حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔آپ اپنے مرشد کامل کے تمام کمالات وحسنات کے حامل تھے۔ساری عمر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت اور درس وتدریس میں گزاری۔اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریؔہ کے فروغ کیلئے بھرپور کردار ادا کیا۔آپ کا شجرہ طریقت اس طرح ہے۔میاں اللہ بخش چشتی صابریؔ مرید وخلیفہ شیخ فیض بخش مرید وخلیفہ حضرت شیخ حیدر شاہ مرید وخلیفہ شیخ خیرالدین شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابریؔ لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد صدیق لاہوری چشتی صابریؔ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد عارف لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ عبدالخالق چشتی صابریؔ لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ تھے شیخ جان اللہ لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی صابری کے تھے۔آپ کے مرشد کا وصال بھی نعت سماعت کرتے ہوئے ہوا تھا۔آپ نے بھی آخری وقت اپنے مرشد کی مکمل سنت ادا کرتے ہوئے حافظ قادر بخش نعت خوان کو بلایا اور وہی نعت سنی جو آپ کے پیر و مرشد نے سنی تھی۔نعت خوان جب ان اشعار پر پہنچا تو آپ کا وصال ہو گیا تھا اشعار درج ذیل ہیں۔

منم خاک در کوئے محمد اسیر حلقہ موئے محمد ﷺ
قتیل نوکِ شمشیر نگاہش شہید تیغ ابروئے محمد ﷺ

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۵ شوال ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۳ء میں ہوا۔ مزار پُرانوار غازی علم دین شہید کے مزار کے بالمقابل قبرستان میانی صاحب لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔آپ کے خلیفہ اکبر حضرت سائیں خیر دین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ ہوئے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سیّد شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : ولی مادرزاد، جگر گوشہ شاہ دلبند، نور نظر علی المرتضیٰ، پروردۂ آغوش ولایت حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابریؔ حیدرآباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار ہیں۔ آپ سادات حیدرآباد دکن انڈیا کے عظیم روشن چراغ نیر افق ولایت حضرت خواجہ سید محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف بہ محمد شاہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے گھر ماہ شعبان المعظم ۱۲۷۷ھ کو پیدا ہوئے۔ اور ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی اپنے والد گرامی حضرت شاہ محمد ہاشم حسینی المعروف بہ محمد شاہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ سے ہی مکمل کی اور بعد ازاں قابل ترین اساتذہ کی نگرانی میں علوم ظاہری مکمل کر کے باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ انتہائی بلند اخلاق اعلیٰ کردار با صلاحیت باوقار شخصیت کے مالک اور منتظم المزاج اور سلیقہ شعار مردم شناش تھے۔ عبادت و ریاضت مجاہدہ و سلوک میں ہمہ وقت اپنے خواجگان کی پیروی کا خیال رکھتے اور مکمل جستجو اور یگانگی سے اپنے کام کو آگے بڑھاتے رہتے تھے اور ہمیشہ **هَلْ مِنْ مَزِيْد** کا دم بھرتے تھے۔ راہ سلوک میں اپنا مال و متاع اور جان عزیز سب کچھ قربان کیے ہوئے تھے۔

بیعت و خلافت ☆ : آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ پیر سید محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف بہ محمد شاہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت و سجادگی پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆ : آپ نماز روزہ، عبادت و ریاضت، مجاہدہ و سلوک میں بے مثال تھے۔ ہمہ وقت شریعت محمدیہ اور اپنے خواجگان کی طریقت کی پاسداری فرماتے تھے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ دیگر نوافل اور تہجد بھی پابندی سے ادا فرماتے۔ سخاوت میں آپ بے مثال تھے لنگر و دسترخوان آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ ہر آنے والے کی مہمان نوازی خود فرماتے اس کی سہولتوں کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ اخلاق میں عمدہ کردار اور قول و فعل ایسا تھا کہ مخالف بھی انگشت بدنداں تھے۔ مریدین کی

Marfat.com

تربیت میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ آنے والے سالک کو چند دنوں میں ہی واصل باللہ فرما دیتے تھے۔
آپ کے دورِ سجادگی میں خانقاہ عالیہ حیدرآباد دکن کے در و دیوار سے اللہ اللہ کی آوازیں چوبیس گھنٹے آتی رہتی تھیں۔ جامع مسجد کے ہر کونے اور صحن کے چاروں طرف فقراً صوفیاء جماعت در جماعت گروہ در گروہ بیٹھے حلقہ ذکر بلند کیے رکھتے تھے۔

سجادگی قبل از وقت ☆: پروردۂ نورِ نگاہ مصطفیٰ ﷺ، نورِ دیدۂ بتول، جگر گوشہ علی المرتضیٰ حضرت خواجہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ۱۲۸۸ھ میں جب حضرت خواجہ سید شاہ محمد معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہوا تو حضرت خواجہ سید شاہ محمد ہاشم حسینی المعروف محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سجادہ نشین مقرر ہوئے تو وہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد علیل ہو گئے تو بوجہ علالت اُنہوں نے آپ حضرت شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کو خانقاہ معلیٰ حیدرآباد دکن کا سجادہ نشین مقرر فرما کر اپنے تمام مریدین کو آپ کی ہی نگرانی میں دے دیا۔ اس وقت سے تمام دربار خانقاہ معلیٰ درگاہ شریف کا انتظام وانصرام آپ نے سنبھالا اس کے علاوہ اپنے والد گرامی کے مریدین کی تربیت خاص بھی ان کے حکم سے فرماتے تھے۔
حضرت سیدی وسندی مرشدی ومولائی آقائی وملجائی سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدرآبادکنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ حضرت سیدی شاہ محمد اصغر حسینی حیدرآبادکنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ میرے پیر تربیت بھی ہیں۔ ابتدائے بیعت کے بعد میں بذاتِ خود حضرت کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ اور ذکر وشغل کی ابتدائی تعلیم آپ نے ہی اس فقیر کو دی۔
حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی خدمت میں تشریف لاتے رہتے تھے۔ آپ حضور صاحبزادہ صاحب عجیب ذات ستودہ صفات اور کریم الاخلاق اور صاحب جود وکرم ہیں باوجود دنیاوی معاملات میں مصروفیت کے آپ کے اوقات مبارک فقر کے پابند ہیں۔ عالم طفل سے ہی میں آپ کی خدمت میں رہتا تھا۔ کبھی حضور کے تہجد وغیرہ میں بھی فرق نہیں دیکھا۔ مجھ پر جو بھی کرم پیران عظام کا اور حضرت پیر ومرشد سیدی محمد شاہ ہاشم حسینی المعروف محمد شاہ علیہ الرحمۃ کا ہے وہ صرف آپ کی صحبت مبارک کا صدقہ ہے۔ فوائد

Marfat.com

دینی و دنیاوی اس بارگاہ عالی سے حاصل ہوئے ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی و پیر مرشد حضرت سید محمد شاہ ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد مسند آرا حیدر آباد دکن ہوئے۔ اور ہزار ہا بندگان خدا آپ کی زیر تربیت ہدایت پا چکے ہیں۔ اور اپنے اجداد کے زمانہ اور طریقہ کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے خانقاہ شریف کی وہی رونق و زینت ہے۔ حلقہ وغیرہ اسی طرح برابر ہوتا ہے۔ آپ صورت و سیرت میں حسین و جمیل ہیں دیکھنے والا فریفتہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں ایک صاحبزادے کا نام مبارک سید معین الدین چشتی عرف شاہ صاحب میاں اور دوسرے صاحبزادے کا نام سید محمد صابر حسنین عرف صابر میاں ہے۔ دونوں صاحبزادے علم و فضل سے آراستہ پیراستہ اور اپنے والد گرامی کے پیروکار اور سلسلہ عالیہ کے غلاموں پر وہی شفقت و محبت و کرم رکھتے ہیں جو آپ کے والد گرامی رکھتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۳۱ء حیدر آباد دکن انڈیا میں ہوا۔ اور وہیں پر آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت منشی انتظام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت صوفی منشی انتظام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ میرٹھ کے رہنے والے ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے بہترین عارف و کامل اور جذب و مستی ذوق و شوق اور سوز و گداز سے مرصع شخصیت کے مالک تھے۔ عبادت و ریاضت، مجاہدہ و سلوک میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ علم و عرفان اور فیضانِ معرفت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ اپنے شیخ کے سچے پکے عاشق صادق تھے۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ اپنے مرشد کے پاس آنے والے خطوط کا جواب اپنے مرشد کی طرف سے لکھنے پر مامور تھے۔ شیخ کامل آپ سے خصوصی پیار اور شفقت فرماتے تھے۔ آپ کا وصال

Marfat.com

باکمال ۶ رجب المرجب چودھوی صدی ہجری کو میرٹھ میں ہوا۔مزار پُرانوار حضرت شاہ ولایت زاہد میرٹھی کے دربار کے اندر احاطے میرٹھ شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔آپ کے مشہور خلفاء میں سے حضرت عبداللطیف شاہ صابریؔ میرٹھی کا سلسلہ تاحال ہندوپاک میں جاری ہے۔وہی آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

حضرت سائیں اللہ دتہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی العصر، شیخ یگانہ، مرد قلندر رہمہ اوصاف یگانہ، حضرت سائیں اللہ دتہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ اپنے دور کے ولی بے مثال ہوئے ہیں۔آپ کو اللہ کریم نے باطنی فراست سے مالا مال کیا ہوا تھا۔آنے والے معاملات وحالات کی آپ کو پہلے سے خبر ہوجاتی تھیں۔

آپ اپنے وقت کے بہترین صوفی عارف کامل تھے۔آپ اپنے شیخ کے سچے اور پکے عاشق صادق تھے تمام عمر مرشد کی خدمت میں گزاری۔اپنے بیگانے کی کوئی شناخت آپ کو نہ تھی صرف اور صرف مرشد کامل کا تصور اور خدا کی یاد سے تعلق تھا۔آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ کو خدا کی طرف سے مقام حضوری حاصل تھا۔اور درجات فقر میں اس قدر بلند کہ جو فرماتے وہ ہر حال میں پورا ہوکر رہتا۔بلکہ آنے والے معاملات سے لوگوں کو پہلے ہی آگاہ فرما دیتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابریؔ علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔اور انہی کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

کشف و کرامات ☆: جس دن حضرت سید معظم شاہ قلندر علیہ الرحمتہ نے اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا تھا۔اس رات کو آپ نے مغرب کے وقت حضور شہنشاہ کلیام کے دربار میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ مسجد کے دو مینار تھے ایک کھڑا ہے دوسرا گر گیا۔اس کے ساتھ ہی رونا پیٹنا بھی شروع کر دیا۔کبھی ڈاڑھی نوچتے اور بار بار ایک ہی بات زبان پر تھی کہ مسجد کا ایک مینار گر گیا دوسرا کھڑا ہے۔ لوگ اکٹھے ہوگئے اور پوچھنے لگے مگر آپ بار بار یہی فرماتے کہ مسجد کا ایک مینار کھڑا ہے دوسرا گر گیا۔

Marfat.com

یہ فرماتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو اس طرح بہہ رہے تھے جیسے کہ ساون کی بارش۔
لوگ اس معرفت اور رمز والی بات کو نہ سمجھ سکے۔ ہر آدمی آپ کی بات کی تاویل اپنی اپنی عقل کے مطابق کر رہا تھا۔ مگر حقیقت اس وقت کھلی کہ اسی رات آدھی رات کے وقت حضرت سخی سید معظم شاہ قلندر جلیہاری والوں کا انتقال ہوا تھا اور صبح کو یہ خبر پورے علاقے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ تب لوگ اس رمز والی بات کو سمجھے کہ ایک مینار جو کھڑا ہے وہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی ہیں۔ جبکہ دوسرا مینار جو گر گیا ہے۔ اس سے مراد تھی کہ حضرت سخی سید معظم قلندر سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال با کمال کی قبل از وقت اطلاع تھی کہ حضرت معظم سرکار داغ جدائی دے گئے ہیں۔

کرامت نمبر۲ ☆: حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو ایک حجرہ عنایت فرمایا ہوا تھا۔ آپ نے اُس میں دو گدھی رکھی ہوئیں تھیں۔ جن سے آپ کو خصوصی محبت تھی۔
آپ کا یہ دستور تھا کہ گدھیوں کو کھول کر جنگل کی طرف بھیج دیتے تھے وہ چر کر خود بخود واپس آ جاتیں۔ ایک دفعہ بارش نہ ہونے کے سبب کھیتوں میں سبزہ نہ رہا تو گدھیاں بھوکی رہ کر کمزور نظر آنے لگیں تو آپ نے خدا کی بارگاہ میں بارش کے نزول کے لئے دعا کی۔ جس کے بعد خوب بارش برسی۔ کھیت خوب سیراب ہوئے اور ہر طرف ہریالی نظر آنے لگی۔ آپ نے حسب معمول گدھیوں کو کھول کر باہر کی طرف بھیج دیا تا کہ چر کر گزارا کر لیں۔ گدھیاں جونہی باہر نکل کر ایک کھیت کی طرف گئیں اور گندم کی فصل کو کھانا شروع کیا تو کھیت کے مالک نے ان کو پکڑ کر باندھ دیا۔ اور پھر ظلم یہ کہ ان کی زبانیں کاٹ کر ان کو اپنے پاس سے روانہ کر دیا۔ جب زبانیں کٹی ہوئی گدھیاں خون کی ندیاں بہاتی ہوئیں آپ کے پاس اپنے گھر پہنچیں تو آپ سمیت موجود تمام حاضرین حیران تھے کہ ان کے منہ سے خون کی نہر کیوں جاری ہے۔ آپ نے آگے بڑھ کر جب ان کے منہ کھول کر دیکھے تو حقیقت آشکار ہو گئی کہ کسی نے زبانیں کاٹ دی ہیں۔ آپ فوراً مرشد کامل کی بارگاہ میں پہنچے اور عرض کیا حضور جن لوگوں نے میری گدھیوں کو نقصان پہنچایا یا ان کو سزا ملنی چاہیے کہ اُن کی جڑ ختم ہو جائے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا بیگا نے لوگوں کا نقصان کروا کر اب مجھ سے سزا دلواتے ہو؟ مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔
آپ نے دوبارہ مرشد کامل کی بارگاہ میں عرض کیا حضور اگر آپ ان کو سزا نہیں دیں گے تو پھر میں ان

Marfat.com

کے لئے خود کچھ کروں گا۔ اور پھر بھی آپ مجھے کہیں گے۔ اور مجھ پر سوار ہوں گے۔
اس لئے آپ خود انہیں سختی سے تاکید و تنبیہ کریں یا پھر مجھے اجازت دیں۔ پھر آپ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ میں اُسے ایسا داغ لگاؤں گا کہ کوئی دھو نہ سکے۔ یہ سُن کر حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے جو تمہاری مرضی ہے وہ کرو۔ مرشد کی یہ بات سنتے ہی آپ نے اُسی جگہ کھڑے کھڑے ارشاد فرمایا کہ میرے جانوروں کی زبانیں کاٹنے والے میں نے تمہارا پودا بنیاد سے ہی اُکھیڑ دیا ہے۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس آدمی نے زبانیں کاٹیں تھیں وہ کلیام ہی کا رہنے والا تھا۔ اور سب لوگوں نے دیکھا کہ اس کا ختم درود کرنے والا کوئی نہ رہا۔ یعنی آنے والی پوری نسل ہی ختم ہو کے رہ گئی۔
اس واقعہ کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو گوجر خان شہر میں بیٹھ کر مخلوق کی خدمت کا حکم دے دیا۔
آپ نے گوجر خان شہر جی ٹی روڈ پر ڈیرہ لگایا لنگر چلایا اور ہزاروں افراد آپ کے در اقدس سے فیض یاب ہوئے۔ بہت سے مصیبت زدہ حضرات کی مصیبتیں دور ہوئیں۔ بہت سے گمراہوں کو آپ کی صحبت کی وجہ سے راہِ ہدایت نصیب ہوئی۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری گوجر خان میں ہوا۔ مزار پُر انوار حیات سر روڈ گوجر خان شہر ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔
محترم جناب بابو اکرم کلیامی جو کہ باباجی کلیامی کے درویش اور عقیدت مند ہیں نے آپ کے مزار پُر انوار کی مرمت اور دیگر انتظام تعمیرات و عرس وغیرہ کے لئے بہت ہی خدمات سر انجام دی ہیں۔

حضرت قاضی امام الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عاشق صادق فنافی الشیخ، صوفی باصفا حضرت قاضی امام الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد کامل کے منظور نظر اور عظیم عارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خصوصی مرید اور خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ انتہائی نرم مزاج لطیف الطبع اور نفیس شخصیت کے مالک تھے۔ خوبصورت نیک سیرت باکردار اور عظیم انسان تھے۔

Marfat.com

خداوند کریم نے بہت سی خوبیوں سے آپ کو نوازا ہوا تھا۔ مرشد کامل بھی خصوصی عنایت فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودہویں صدی ہجری کو اپنے علاقہ موضع پھلینہ میں ہوا۔ مرقد منورہ بھی موضع پھلینہ تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سید محمد افضل بخاری چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل اجل و اکمل، شیخ الشیوخ، عالم ربانی، مرشدِ لاثانی حضرت سید محمد افضل شاہ بخاری چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے ممتاز مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ نے تمام عمر یاد خدا اور ذکر و فکر عبادت و ریاضت مجاہدہ و سلوک میں گزاری۔ آپ کا وجود خدا کی ایک عظیم نعمت اہل آگرہ کے لئے ثابت ہوا کہ آپ نے گھر گھر میں شمع عشق رسول ﷺ کو روشن کیا۔ عشق و محبت کے دیپ جلائے۔ ساری زندگی خدا کی مخلوق کو درس رشد و ہدایت دیا۔ کوئی لمحہ بھی غافل نہ گزارا۔ آپ ایک صاحب نسبت اور صاحب علم و عرفان بزرگ ہوئے ہیں۔ عبادت و ریاضت میں یکتائے زمانہ اور مجاہدہ و سلوک میں بے مثال تھے۔ اخلاق کریمانہ سرکار علیہ السلام کے اخلاق کا عملی نمونہ تھا۔ سخاوت میں آپ کا ثانی کوئی نہ نظر آتا تھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ العرب والعجم حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ خرقہ خلافت کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ اور سلسلہ رشد و ہدایت سے منسلک ہوگئے۔ ہزاروں افراد آپ کی بدولت گمراہی سے نکل کر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ لاتعداد افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ سینکڑوں افراد کو آپ کے علم و عرفان سے جلا ملی۔

حضرت حاجی صاحب کے وصال باکمال کے بعد آپ تادم آخر ہر سال حاجی صاحب کا عرس بڑے ہی اہتمام سے مناتے رہے۔ بہت سا زر کثیر آپ عرس پر خرچ کرتے مہمانوں کے لئے اعلیٰ انتظام فرماتے۔ لنگر اس قدر شاندار ہوتا کہ گمان ہوتا کہ شادی کا کھانا ہے آپ کی روحانی توجہ سے بہت

Marfat.com

سے مرید صاحب سوز و گداز ہوئے ہیں۔ آپ حضرت مخدوالعالمین سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے اور پکے عاشق صادق تھے۔ آپ کا وصال باکمال آگرہ انڈیا میں چودہویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔ اور وہیں مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شاہ محمد امیر صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام طریقت، سلطان زمن، شیخ العصر، قطب الارشاد والاقطاب، عارف یگانہ، مرد حقیقت آگاہ مالک اربعہ سلاسل طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد امیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بارہویں صدی ہجری کے عظیم روحانی پیشوا تھے آپ کا ثانی دُور دُور تک نظر نہ آتا تھا۔ آپ شریعت و طریقت وحقیقت و معرفت میں یکتا روزگار تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت امام الاولیاء، شیخ المشائخ، قطب زمانی حضرت خواجہ میاں غلام شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو چند واسطوں سے حضرت میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ تھے کے دست حق پرست پر ماہ شعبان کی دو تاریخ ۱۲۳۹ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت بھی چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں حاصل کیا۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی نیک پارسا، متقی و پرہیز گار نماز پنجگانہ تہجد دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ نے عبادت و ریاضت میں اتنی محنت شاقہ سے کام لیا کہ اس زمانہ کے صوفیاء اور دیگر شیوخ اس درجہ کو نہ پہنچ سکے۔ آپ شغل سہ پایہ اور سلطان الاذکار میں مکمل دسترس اور مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کو خداوند قدوس نے ظاہری اور باطنی حسن و جمال سے اس قدر نوازا ہوا تھا کہ غیر مسلم اگر آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ لیتا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا۔ آپ اپنی خانقاہ میں سال بھر میں ایک مرتبہ حضرت سلطان الاولیاء ختم اللہ الا روح حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صاحب کلیری علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک کا اہتمام فرماتے تھے۔ پوری زندگی میں ایک مرتبہ حضرت مخدوم پاک حضرت علاؤالدین کلیری علی احمد صابر علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر میں حاضری دی۔

Marfat.com

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال موضع کلیام سیداں میں ہوا مزار پُرانوار موضع کلیام سیداں نزد مندرہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر سکتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد انوار اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العلماء، والفضلا، شیخ الاسلام، شیخ یگانہ، مرشد زمانہ، حضرت مولانا محمد انوار اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلۂ اہل تحقیق ہیں۔ آپ ریاست حیدر آباد دکن کے والیان کے دور میں بلحاظ عہدہ وزیر مذہبی امور رہے ہیں۔ دکن کے والیان میں سے میر محبوب علی خان فرمانروائے دکن نظام الملک آصف جان، نواب میر عثمان علی خان بہادر اور ان کے شہزادگان کے استاد ہیں۔

آپ پورے علاقے بالخصوص ریاست دکن میں علم معقول ومنقول کے جامع اور مسلم بالثبوت مانے جاتے ہیں۔ آپ کے دور میں آپ کے پائے کا کوئی عالم ریاست میں نہ تھا۔ بڑے بڑے اہل علم مسائل لے کر حاضر ہوتے اور جواب بالصواب پا کر جاتے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر عرب شریف جا کر مکہ مکرمہ میں بیعت ہوئے اور حضرت سے ہی خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ نے علم سلوک ومعرفت اپنے شیخ کامل کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ اور انہی کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ وسلوک کی تکمیل کی۔

آپ کی دینی خدمات ☆: آپ بذات خود ایک بہت امیر کبیر ہونے کے علاوہ تمام عمر وزراء امرائے دکن میں گزارنے کے باوجود ظاہری اور باطنی معاملات میں عدیم النظیر تھے۔ اخلاق وکردار میں بے مثال اور سخاوت آپ کی اپنے عروج پر تھی۔ دروازے سے کوئی بھی مایوس نہیں لوٹا۔ ایک وقت آیا کہ دکن حیدر آباد میں ایسے امراء جمع ہو گئے کہ ان کی عادات اور نظریات معاملات بالکل آزاد، نیچریوں اور دہریوں سے ملتے جلتے تھے۔ آپ نے تحریر اور تقریر کے ذریعے ان کا رد کیا اور

Marfat.com

کتاب العقل دہریوں کے رد میں ایسی جامع لکھی کہ اُس سے پہلے کتاب نظر سے نہیں گزری۔

اسی طرح جب پنجاب کی جانب سے چند مرزائی قادیانی دکن میں وارد ہوئے اور لوگوں کے ایمان و عقیدوں کو نقصان پہنچانے لگے تو آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں ایک کتاب افادۃ الافہام ایسی مکمل اور جامع کتاب لکھی کہ قادیانیت کی بیخ و بنیاد اوران کے باطل مذہب کو اکھاڑ کے رکھ دیا۔

آپ کی تصانیف میں حقیقۃ الفقہ کے ہر دو حصے اہل سنت و جماعت کیلئے نہایت مفید ثابت ہوئے۔

اس کے علاوہ آپ کی تصنیف انوار احمدی کو پڑھ کر عاشقان مصطفیٰ علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور آپ کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ آپ کا وجود باوجود مسلمانان دکن کے لئے ایک نعمت اور غنیمت تھا۔

آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا حیدر آباد دکن میں ہوا۔ وہیں مزار پُرانوار مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت حافظ صوفی محمد امین چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : صوفی باصفا، حافظ القرآن وعامل قرآن، صاحب علم وعرفان، منبع فیوض و برکات حضرت حافظ صوفی محمد امین چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد افغانستان کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت حافظ محمد اکبر علی افغانستان سے ترک وطن کر کے لاہور تشریف لے آئے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۸۲ھ بمطابق ۱۸۶۷ء کو لاہور میں ہوئی۔ لاہور میں ہی آپ نے دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کی اور قرآن کریم مکمل حفظ کیا۔ آپ شروع ہی سے صوفی منش اور درویش صفت شخصیت کے مالک ہیں۔

بیعت وخلافت ☆ : علوم ظاہری و باطنی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں مرشد عرب وعجم صوفی لامکانی حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابرؔی مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

Marfat.com

سلسلہ رشد و ہدایت اور دینی خدمات ☆: مرشد کی جانب سے خلافت عطا فرمائے جانے کے بعد آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ اور اس کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے حضرات کو آپ نے خلافت سے بھی نواز کر صاحب ارشاد کیا۔ آپ ایک بہترین نعت گو شاعر تھے۔ آپ نے حضور ﷺ کی شان میں اپنی عقیدت کا جو اظہار نعت کی شکل میں کیا ہے وہ دو کتابوں کی صورت میں چھپے تھے جو کہ آج کے دور میں ناپید ہیں۔ ان میں ایک انیس العاشقین اور دوسری راحت العاشقین کے نام سے منسوب ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۷ ذی الحج ۱۳۶۳ھ بمطابق ماہ نومبر ۱۹۴۴ء میں ہوا۔ مزار پُر انوار تکیہ دھوبیاں نزد مزنگ قبرستان میانی صاحب میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہر سال آپ کا عرس مقدس آپ کے صاحبزادے جناب قاسم علی شاہ صاحب کی زیر نگرانی منایا جاتا ہے۔ خبر نہیں کہ صاحبزادے حیات ہیں یا وصال کر گئے۔ اب کون سجادہ نشین ہے کچھ معلوم نہیں ہے۔ مگر عرس مقدس باقاعدگی سے جاری ہے۔

حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا فنافی الرسول والمرشد حضرت صوفی پیر اللہ دیا شاہ چشتی صابری مظہری رحمتہ اللہ علیہ نہایت ہی متقی پرہیز گار صوفی منش درویش تھے شروع ہی سے فقراء کی خدمت کرنا آپ کا شعار تھا۔ آپ میرٹھ کے رہنے والے تھے۔ اور تالے چابیاں بنانے کا کام کرتے تھے جس زمانے میں مظہر الاولیاء حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میرٹھ میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے ان کی شہرت سنی تو فوراً جا کر قدم بوسی کی مرشد کامل کی پہلی نظر نے کام دکھایا اور زبان سے بے ساختہ فرمایا۔

بک چکے ہم تو تیرے ہاتھوں پر   وجد آتا ہے تیری باتوں پر

مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے مرشد کی خدمت میں مصروف ہو گئے آپ تمام دن اپنے بچوں کے لئے تالے چابیاں بنا کر روزی کماتے اس سے فراغت حاصل

Marfat.com

کرنے کے بعد تمام وقت اپنے شیخ کامل کی خدمت میں گزارتے۔ حضور مظہر الاولیاء حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے جتنے بھی مہمان آتے۔ ان کی خدمت قیام وطعام کا انتظام آپ بڑی محبت سے خود فرماتے تھے۔ آپ کا گھر لنگر خانے کا منظر پیش کرتا تھا۔

عبادت وریاضت☆: آپ انتہائی متقی، پرہیزگار، عبادت گزار، تہجد گزار ذاکر وشاغل تھے تمام عمر اپنے پیشواء کے نقش قدم پر چلتے رہے پوری زندگی میں کوئی کام اپنے شیخ کی طریقت کے خلاف نہ کیا اور نہ ہی شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کی تمام دن محنت ومزدوری کر کے رزق حلال کماتے بعد میں اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں حاضر رہتے اور مہمانوں کی خدمت کرتے عشاء کے بعد حضور خواجہ سید مظہر نوری علیہ الرحمۃ کے ساتھ مجلس کرتے اور رات بھر نوافل وتلاوت قرآن پاک کا اہتمام فرماتے رات کے آخری حصے میں تہجد کے بعد ذکر جہر فرماتے آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی یاد خدا سے غافل نہ گزرا آپ فرمایا کرتے تھے: **جو دم غافل وہ دم کافر**

اجازت بیعت وخلافت☆: ایک مرتبہ مظہر الاولیاء حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام مریدین وخلفاء کے ہمراہ حضرت بادشاہ دوجہاں والی کلیر حضرت سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے لئے کلیر شریف روانہ ہو گئے اور جناب صوفی اللہ دیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو میرٹھ ہی میں چھوڑ گئے جب آپ کے علم میں یہ بات آئی کہ پیر ومرشد حضور سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ صاحب تمام مریدین کے ہمراہ کلیر شریف روانہ ہو چکے ہیں تو آپ پریشان ہو گئے اسی خیال میں آپ دکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انگریز عورت آئی اس نے کہا باباجی میرے صندوق کی چابی بنا دو۔ آپ نے چابی بنا دی تو اس عورت نے مزدوری کے طور پر ایک روپیہ آپ کو دیا۔ آپ نے دکان بند کی اور گھر تشریف لائے آپ نے آٹھ آنے اپنے گھر میں بچوں کو خرچ کے لئے دیئے اور آٹھ آنے لے کر کلیر شریف کے لئے روانہ ہو گئے آپ خود فرماتے ہیں کہ جب میں کلیر شریف گولر کے درخت کے نیچے پہنچا۔ جہاں حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ قیام فرماتے ہیں تو اس وقت محفل سماع ہو رہی تھی مرشد کامل نے جب مجھ کو دیکھا تو فوراً فرمایا کہ میرا اللہ دیا شاہ آ گیا ہے آپ اپنے جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صوفی اللہ دیا شاہ کو اپنے پاس بٹھایا صوفی اللہ دیا شاہ رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ صاحب نے چونکہ پیدل سفر زیادہ کیا تھا اس وجہ سے آپ کے پاؤں پر ورم آ گیا تھا حضور سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے مریدین و خدام سے فرمایا کہ گرم پانی لاؤ۔ پانی آنے پر حضرت صوفی اللہ دیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر گرم پانی سے دھوئے حضور خواجہ مظہر نوری علیہ الرحمۃ نے گرم گرم دودھ منگوا کر دیا آپ نے دودھ پیا اس کے بعد حضور پیر خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اعلان فرمایا کہ ہم صبح اپنے ایک مرید کو خلافت باندھیں گے کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ کس کو خلافت باندھی جائے گی اور یہ ولایت کا تاج کس کے سر پر رکھا جائے گا۔ بالآخر صبح ہوئی محفل رنگ جاری تھی کہ اچانک حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم پان کھائیں گے۔ حضور صوفی اللہ دیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو پان پیش کیا تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہم تھوکیں گے صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے حضرت خواجہ مظہر نوری علیہ الرحمۃ نے آپ کے ہاتھ پر پان کی پیک تھوک دی آپ نے پان کی پیک پی لی۔ پان کی پیک پینے کی دیر تھی کہ آپ کے دل کی دنیا بدل گئی آپ کا سینہ علوم ظاہری و باطنی کا مرکز بن گیا محفل سماع کے اختتام پر حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اعلان کیا کہ اللہ دیا شاہ کھڑے ہو جاؤ مرشد کا حکم سنتے ہی آپ فوراً کھڑے ہو گئے حضور سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنا جبہ مبارک اتارا اور صوفی اللہ دیا شاہ کو پہنا دیا اور اعلان فرمایا کہ میں نے آج صوفی اللہ دیا شاہ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا اور پھر اعلان فرمایا کہ اللہ دیا شاہ میں نے آج تمہیں خلیفہ بنا دیا ہے اب تمہارا کام ہے اپنے پیر بھائیوں کو بنانا اور فرمایا کہ کلیر شریف والو! میں نے اللہ دیا شاہ کو شریعت میں، طریقت میں، ظاہر میں، باطن میں مکمل کر دیا ہے جس کا جو جی چاہے سوال کر سکتا ہے مگر کسی میں اتنی جرأت کہاں کہ سوال کرتا تمام مجلس خاموش رہی۔

وصال باکمال☆: 1947ء میں آپ آخری مرتبہ خواجہ خواجگان فخر کون مکاں عطائے رسول ہند الولی حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے عرس پاک میں شرکت کی غرض سے اجمیر شریف تشریف لے گئے واپسی پر آپ کو بخار ہو گیا ایک سو چار سے کم نہ ہوا بخار کی بڑھتی ہوئی شدت میں آپ نے اپنے جانشین و خلیفہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ مجھے سورہ یٰسین سناؤ تو حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے

Marfat.com

عرض کیا کہ حضور آپ مجھ سے سورہ مزمل سن لیں سورہ رحمان سن لیں مگر میں آپ کو سورہ یٰسین نہیں سناؤں گا تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں سناتے تو حافظ صاحب نے عرض کیا کہ حضور سورہ یٰسین تو مرنے والوں کو سنائی جاتی ہے۔ اس لئے نہیں سناؤں گا یہ جواب سن کر صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا قمرالدین رات میرے مرشد سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لائے تھے۔ وہ فرما رہے تھے کہ اللہ دیا شاہ ہم تمہیں یکم ذوالحج کو لینے آئیں گے۔ لٰہذا تم مجھے سورہ یٰسین سناؤ چنانچہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے سورہ یٰسین سنائی آپ اٹھے اور غسل صحت کیا اور دو رکعت نماز نفل ادا کیے اس کے بعد وقت گزرتا چلا گیا۔ جب یکم ذوالحج آئی تو آپ کے مرید خاص و خلیفہ اکبر حافظ قمرالدین صاحب علیہ الرحمۃ نماز جمعہ پڑھانے کے لئے تیار ہو کر مرشد کی بارگاہ میں پہنچے اور جمعہ پڑھانے کے لئے اجازت چاہی چونکہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نماز جمعہ میرٹھ کے قریب کسی گاؤں میں پڑھاتے تھے آپ نے اجازت دی اور فرمایا کہ قمرالدین جمعہ پڑھا کر جلدی آنا آج ہمارے مرشد ہمیں لینے کے لئے آئیں گے آج ہماری روانگی ہے یہ بات سن کر حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور پریشان ہو گئے آپ کے مرشد نے فرمایا کہ کلو شاہ میری تین باتیں یاد رکھنا اول یہ کہ جنازے کے لئے چارپائی نئی بنوانا دوئم یہ کہ غسل کے لئے تختہ نیا بنوانا سوئم یہ کہ جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو کسی کا انتظار نہ کرنا جلدی سے مجھے میرے مرشد کے قدموں کی طرف جہاں آپ جوتے اتارتے تھے وہاں قبر کھدوا کر مجھے دفن کر دینا۔ مرشد کا فرمان سن کر حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے گھر گئے اور اپنے والد جناب عبدالمجید صاحب ٹھیکیدار سے جا کر تمام معاملہ عرض کیا آپ کے والد گرامی نے فرمایا کہ آپ جمعہ پڑھانے چلے جائیں آپ کے آنے تک تمام انتظامات مکمل ہو جائیں گے۔

چنانچہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ میرٹھ سے کچھ فاصلے پر اسی گاؤں میں جہاں جمعہ پڑھایا کرتے تھے چلے گئے۔ مسجد میں اس روز آپ نے تقریر نہیں کی بلکہ صرف جمعہ کا خطبہ پڑھا اور نماز پڑھا کر فوراً میرٹھ پہنچے جب اپنے مرشد کی مسجد میں پہنچے تو نماز عصر کا وقت قریب تھا حضور صوفی اللہ دیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا نماز عصر ادا کر رہے تھے کہ حالت نماز میں آپ کا انتقال ہو گیا اسی روز آپ کے فرمان اور وصیت کے مطابق آپ کو نئے تخت پر غسل دیا گیا نئی چارپائی پر جنازہ تیار کیا گیا بعد از نماز عشاء ہزاروں افراد کی آہوں اور سسکیوں میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو ساڑھی دروازے گھمیا کے پل

Marfat.com

تکیہ اللہ دیا شاہ جو کہ آپ کی ذاتی زمین تھی میں آپ کے مرشد کے قدموں میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

آپ کے چہلم کے فوراً بعد آپ کے جانشین وخلیفہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری عرف کلو شاہ علیہ الرحمۃ فوراً پاکستان چلے آئے تھے اس لئے آپ کی قبر انور 35 سال تک کچی رہی۔ 1983ء میں حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے خلیفہ محمد صابر کو حکم دیا کہ آپ میرٹھ جائیں اور میرے مرشد کی قبر پکی بنوا کر آئیں۔ اس کام کے لئے جناب خلیفہ محمد صابر چشتی صابری کے ہمراہ مزید افراد تیار ہو گئے۔ جناب غلام صابر صاحب صابری جو کہ حاجی محمد فیاض ٹینچ بھاٹہ والوں کے بیٹے ہیں دوسرے جناب محمد نور الدین صاحب بابو محلہ والے اور جناب شیخ محمد بوٹا ان کے علاوہ فقیر راقم الحروف بھی حضرت قمر المشائخ کے حکم سے اس قافلے میں شامل تھا میرٹھ میں حضور مظہر الاولیاء حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد شریف اور کمرہ کی مرمت اور سفیدی دروازے کے رنگ وروغن کا کام حضرت صوفی اللہ دیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور کی مکمل تعمیر اور پختہ کیا گیا اس کام پر تقریباً 12 روز صرف ہوئے۔

وصال باکمال ☆: حضرت صوفی اللہ دیا شاہ کا وصال یکم ذوالحج بروز جمعہ 1947ء کو بعد نماز عصر ہوا مزار شریف تکیہ اللہ دیا گھمیا پل ساڑھی دروازہ میرٹھ میں مرجع خاص وعام ہے۔

منقبت حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

اللہ دیا شاہ جیسا دلربا ملتا نہیں — آشناؤں میں تو ایسا آشنا ملتا نہیں
ہوش ودانش کی نظر سے دیکھ کر کہتا ہوں میں — اللہ دیا سا کوئی بھی راہنما ملتا نہیں
آرہی ہے میرے گوش دل میں رہ رہ کر صدا — سر سے تا پا کوئی تم سا حق نما ملتا نہیں
حق پرستی کے لئے ان کے حضور آ جایئے — مجھ کو ان سا حق پرست وحق ادا ملتا نہیں
جام صہبائے محبت پی رہے ہیں دم بدم — عین فرقت میں جدائی کا پتہ چلتا نہیں
فلسفے کی گتھیاں رزمی سلجھتی ہیں یہاں — راز کھلنے کا نظارہ جا بجا ملتا نہیں

کلام: بشیر رزمی

Marfat.com

شہہ انعام شاہ اولیاء ہیں

وہ محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں
شہہ انعام شاہ اولیاء ہیں
علیؓ کا نور، عکس مصطفیٰ ﷺ ہیں
شہہ انعام حق کا آئینہ ہیں
مجھے فاروق و جعفر نے بتایا
شہہ انعام فخر اولیاء ہیں
وہ خواجہ قطب کی الفت کے قاسم
شہہ گنج شکر کے دلربا ہیں
شہہ گنگوہ کے نور نظر وہ
وہی فانوس قصر اتقیاء ہیں
شہہ بہلول ہے ان کا محلّہ
مکین قریۂ صابر پیا ہیں
کسی کا فیض ہے سبطینؔ صاحب
کہ وہ من جملۂ اہل صفا ہیں

حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن چشتی صابری قدوسی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : تارک ازمملکت دنیا، طالب عقبیٰ، کاشف اسرار الٰہی، عارف معرفت لامتناہی، جامع علوم معنوی وصوری، قبلۂ عاشقاں، مرکز ومحور عارفاں حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن چشتی صابری قدوسی رحمتہ اللہ علیہ بیسویں صدی عیسوی میں اپنے زمانہ کے عظیم صوفی باصفا جناب حضرت محمد فضل الرحمٰن کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب ددھیال کی طرف حضرت شیخ خواجہ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ سے اور والدہ کی طرف سے صحابی رسول حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ یوں آپ کو نسبی اور روحانی طور پر قدوسی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے گھر کا ماحول چونکہ شروع سے ہی مذہبی تھا والدین کریمین عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ انہوں نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی اور بچپن ہی میں اسلام کے بنیادی عقائد وارکان سے کماحقہ، روشناس کرایا اور قدیم تعلیم، کلام ربانی کے بعد عربی فارسی کی ابتدائی تعلیم دی۔

Marfat.com

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ اینٹھ ضلع مظفر نگر تشریف لے گئے جہاں آپ نے منشی محمد علی صاحب سے فن نقشہ نویسی میں مہارت تامہ حاصل کی اور ۱۹۱۵ء میں ملازمت کے سلسلہ میں بمبئی تشریف لے گئے۔

یہ دور وہ دور تھا کہ جب پوری دنیا جنگ عظیم کی لپیٹ میں تھی اور برصغیر پر انگریز اپنا غاصبانہ قبضہ جمائے عیش وعشرت کی زندگی گزار رہا تھا۔ زمانہ ملازمت بمبئی میں ایک مرتبہ آپ اپنے دفتر پہنچے تو انگریز افسر نے ایک نقشہ فوراً بنانے کا حکم دیا۔ آپ نقشہ بنانے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی نقشہ تکمیل کے آخری مراحل میں داخل تھا کہ نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے وضو کیا اور نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ادھر انگریز افسر نے آپ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نماز میں مصروف ہیں۔ آپ نے بڑے اطمینان سے نماز ادا کی فارغ ہو کر دفتر پہنچے تو افسر نے انتہائی ترش اور غصیلے لہجے میں کہا کہ بابو انعام نماز پڑھو گے یا نوکری کرو گے۔ آپ نے نقشہ لپیٹ کر افسر کے سامنے رکھا اور کمال استغنا سے فرمایا صاحب انعام نماز پڑھے گا نوکری نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے آئے اور چہرہ انور سے کمال اطمینان جھلک رہا تھا۔ دل کی کیفیت یہ تھی کہ

پاؤں اُٹھ سکتے، نہیں منزل جاناں کے خلاف
اور اگر ہوش کی پوچھیں تو مجھے ہوش نہیں

آپ بڑے ہی اطمینان سے راضی برضا ہو کر گھر بیٹھے تھے کہ رحمت خداوندی کو جوش آیا اور اُسی وقت اس انگریز حاکم کے تبادلے کے احکام جاری ہو گئے۔ جس پر وہ سخت پریشان وحیران ہوا اور سمجھ گیا کہ میں نے ایک درویش کے ساتھ جو زیادتی کی تھی مجھے اس کی سزا ملی ہے۔ وہ کیے پر نادم ہوا اور ایک خادم کو ساتھ لے کر آپ کے در دولت پر حاضر ہوا اور معافی کا خواستگار ہو کر خدمت اقدس میں عرض کرنے لگا کہ آپ صبح سے دفتر تشریف لائیں۔

بیعت وخلافت ☆: زمانہ ملازمت قیام بمبئی کے دوران آپ کو ایک دن معلوم ہوا کہ حیدر آباد دکن جو علم وعرفان کا مرکز ہے وہاں کے امام وخطیب حضرت خواجہ شاہ شبیر احمد صابری بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ ان سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے بس پھر کیا تھا کہ:

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے　　　ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے

Marfat.com

حضرت کے روئے تاباں پر نظر پڑتے ہی قدموں میں گر گئے اور بیعت کے لئے درخواست کی حضرت قبلہ شاہ شبیر احمد صابری حیدر آباد دکنی نے فوراً بھانپ لیا کہ آنے والے وقتوں میں یہ شہباز طریقت اپنے عروج پر ہوگا۔ فوراً آپ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور شرف بیعت سے مشرف فرما کر اعزاز بخشا۔ اور پوری توجہ اور لگن سے آپ کی تربیت کی اور ۵ ماہ کے قلیل عرصے میں تمام منازل سلوک طے کرا کر آپ کو کامل و اکمل اور مکمل کر کے ۱۹۳۰ء میں آپ کو دستار و خرقۂ خلافت عطا فرما کر صاحب ارشاد و مجاز کر کے ممتاز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

آپ کی علمی خدمات☆: آپ نے اپنی نوک قلم سے اہل تصوف طالبین کے لئے تین کتابیں تحریر فرمائیں جن میں ایک کتاب ''باب الانعام'' دوسری کتاب ''تعلیم الرحمٰن'' شائع ہو چکی ہیں جبکہ آپ کی تیسری کتاب فیوض رحمانی زیر طبع ہے۔ مذکورہ بالا کتب آپ نے دربار رسالت میں منظوری کے لئے پیش فرمائیں تو تو جواب موصول ہوا کہ اسے انعام الرحمٰن ہم نے آپ کو یہ کتب لکھنے کی توفیق عطا کی تو آپ لکھنے کے قابل ہوئے۔ سند قبولیت پا کر آپ بے پناہ خوش ہوئے اور یہ کتب ہدایت کیلئے عام فرمادیں۔

سیرت و کردار☆: جذبہ حقانی میں آپ نے ملازمت ترک کر کے سہارنپور تشریف لے گئے اور وہاں پر کریانہ کی دکان کر کے تجارت کا پیشہ اختیار کیا بارہ برس تک اس کاروبار سے منسلک رہنے کے بعد ۱۹۴۲ء میں تمام کاروبار اپنے بڑے صاحبزادے جناب شہزادہ عطاء الرحمٰن کے سپرد کیا اور بذات خود گوشہ نشینی اختیار فرمالی اور در دولت پر حاضری دینے والے تشنگان عشق کی سیرابی ارواح کا فریضہ انجام دینے لگے۔ آپ اکثر سفر پر رہتے اور اس دوران مختلف اضلاع اور شہروں میں بزرگان دین کے مزارات پر حاضری کے لئے تشریف لے جاتے خاص طور پر عالم پناہ مخدوم العلمین حضرت خواجہ سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر کئی کئی ماہ تک قیام پذیر رہتے اور وابستگان سلسلہ عالیہ کے لئے دعائیں مانگتے، آپ کے سینے میں عشق رسول ﷺ کا ایک سمندر موجزن تھا۔ آپ کی ذات صبر و رضا کی پیکر تھی تمام زندگی قناعت میں گزاری۔ آپ انتہائی بردبار تحمل مزاج اور پرُ خلوص شخصیت کے حامل تھے۔ عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار پابند تہجد اور صوم وصلوٰۃ تھے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں چار مریدوں کو خلافت عطا فرمائی۔

Marfat.com

(نمبر۱) حضرت خواجہ حافظ محمد جعفر رحمانی خلیفہ اکبر المعروف عاشق رحمانی الملقب امام صاحبؒ مزار شریف مرشد کے قریب سہارنپور شریف قبرستان گوئے شاہ۔ (نمبر۲) صوفی محمد عمر رحمانی۔ مزار شریف قبرستان میانی صاحب لاہور۔ (نمبر۳) شاہ محمد فاروق رحمانی (محبوب رحمانی) مزار شریف جہانگیر روڈ کراچی۔ (نمبر۴) منشی نور العمر رحمانی مزار شریف پاپوش نگر کراچی۔

آپ کے ملفوظات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جو دوست انتقال کر گیا ہو اسے اس وقت تک ایصال ثواب کرتے رہو جب تک قلب مطمئن نہ ہو جائے۔ حق دوستی یہی ہے (نمبر۲) دلائل الخیرات شریف کے متعلق فرمایا کہ یہ بہت دور تک جائے گی۔ جہاں کا وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔ (نمبر۳) آپ ہمیشہ فرماتے تھے کہ اسراف سے اجتناب کرو۔ روپیہ اور مال کا صحیح صحیح استعمال کرو۔ یہ ایمان کی ڈھال ہے۔ (نمبر۴) آپ فرماتے ہیں کہ مہمان کی وہ تواضع کرو جو ہمیشہ بے تکلف جاری رکھ سکو۔ یہ خیال نہ کرنا کہ یہ کیوں آ گیا اور کب جائے گا۔ جب تکلفات بساط سے بڑھ کر کرتا ہے تو ایسے خیال آنا فطری ہے۔ اگر دل میں یہ ہے کہ کب جائے گا۔ اور ظاہر میں کہہ رہا ہے کہ آپ کے آنے سے بہت خوشی ہوئی تو ظاہر و باطن الگ الگ ہوئے۔ اور یہ عبود کو پسند نہیں۔ اللہ دوست نہیں رکھتا اسراف کرنے والوں کو۔ (نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا وظیفہ حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ حقوق والدین، حقوق ہمسایہ، بھائیوں کے حقوق، اعزا کے حقوق، اقربا اور اہل وعیال کے حقوق وغیرہ۔ (نمبر۶) آپ فرماتے ہیں کہ سادہ لباس، سادہ خوراک سے زندگی آسان رہتی ہے۔ اللہ نے رزق کا وعدہ کیا ہے، قورمہ کھلانے کا نہیں، کفایت شعاری کے طریقے سیکھو۔ سردیوں میں گرمیوں کا کپڑا بنانے سے کفایت ہوتی ہے۔ ضرورت کے وقت خرچ کرو، ماں بھوکی ہو تو بیٹے کے ورد و وظائف نہیں ہوتے۔ سچ بولنا بھی بڑا وظیفہ ہے۔ کیونکہ سچ بات اگر آج کوئی نہیں مانتا تو کل خود اسے معلوم ہو جائے گا۔ اگر جھوٹ بولا تو پول کھل جائے گا۔ لباس انکساری کا اچھا ہے۔ رعونت کا لباس اچھا نہیں۔ گفتگو سادہ، لباس سادہ، کھانا سادہ۔

کرامت ☆: آپ کے خلیفہ حضرت شاہ میاں محمد فاروق محبوب رحمانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ آگرہ تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت گاڑی چلنے میں تھوڑا وقت رہ گیا تھا۔ منزل سے اسٹیشن

Marfat.com

بھی دور تھا۔ پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے کہ اپنے شیخ کا تصور کر کے احوال عرض کیا۔ تصور کرنے کی دیر تھی کہ یکا یک ایک ٹانگہ سامنے آ کے کھڑا ہو گیا اس میں سوار ہو کر اسٹیشن پہنچے اور ٹانگے والے کو عام کرایہ سے تین روپے زیادہ عنایت کئے اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ جب حضرت شاہ محمد فاروق رحمانی آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے بوقت ملاقات فرمایا کہو میاں محمد فاروق بھئی سواری تو آپ کو مل گئی تھی۔ حق آپ نے بھی نہیں رکھا۔ قدرت نے آپ کو یہ کمال عطا فرمایا تھا کہ اگر کوئی مریض خط کے ذریعے آپ کو اپنی تکلیف سے آگاہ کرتا تو آپ خط کی تحریر پر نظر ڈالتے اور مریض اپنے مقام پر صحت یاب ہو جاتا تھا۔ آپ نے اپنا یہ تصرف عجیب نظام دکن عثمان علی خان کی خواہش پر ان کو مختص کر دیا تھا۔

وصال باکمال ☆ : ۱۹۵۳ء میں آپ حضور سلطان الاولیا مخدوم العلمین حضرت سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار کی زیارت اور حاضری کے لئے تشریف لے گئے تو دو ماہ سے زیادہ آپ نے وہاں قیام فرمایا۔

بعد ازاں واپس سہارن پور پہنچے تو طبیعت ناساز ہونا شروع ہو گئی جگر میں ورم آ گیا۔ مسلسل شب بیداری، سفر وحضر اور مخلوق خدا کے غم نے آپ کو یکسر نڈھال کر دیا تھا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ کی طبیعت مزید ناساز ہو گئی۔ بالآخر ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۵ء میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار قبرستان کوڑے شاہ سہارنپور یوپی انڈیا میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عارف ربانی، شیخ لامکانی، فیوض یزدانی، مالک تاج عرفانی، آئینہ جمال وجلال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردہ نگاہ لطف رسول مدنی حضرت مولانا شاہ اسماعیل ذبیح چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ آثار ولایت بچپن سے ہی آپ کے چہرے سے نمایاں تھے، بچپن سے تربیت ایسے برگزیدہ ہاتھوں میں ہوئی کہ تقویٰ پرہیز گاری، عبادت وریاضت شروع سے ہی آپ کا معمول زندگی ہے۔ فاضل اور قابل ترین اساتذہ

Marfat.com

کی زیر نگرانی آپ نے علوم متداولہ کی تکمیل کر کے قرآن وحدیث، تفسیر، فلسفہ ومنطق، ریاضی فارسی و عربی، اور علم شعروادب میں دسترس حاصل کی۔ اور تمام زندگی شعبہ درس وتدریس سے منسلک رہے۔

بیعت وخلافت☆: آپ مرشد پاکاں حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار☆: آپ عبادت وریاضت اور ادائیگی نوافل، نماز پنجگانہ باجماعت اور تہجد اشراق اور چاشت، اوابین کی ادائیگی کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔

تقویٰ، پرہیزگاری، طہارت و پاکیزگی، تزکیہ نفس، آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ پوری زندگی میں خلاف شریعت نہ کوئی کام کیا نہ ہی کسی عزیز ومرید کو کرنے دیتے تھے۔ اگر کوئی مرید وعزیز اس قسم کی غلطی کا مرتکب ہوتا تو سختی سے محاسبہ فرماتے۔ آپ کی ذات والا صفات پیار ومحبت شفقت واخلاق و اخلاص کا سرچشمہ تھی۔ سخاوت میں آپ کا ثانی اُس دور میں نظر نہ آتا تھا، اپنے پاس جو بھی آتا فقراء، محتاجوں، حاجتمندوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ کبھی بھی اگلے روز کی ضرورت کا خیال نہ کیا۔ مریدین کی تربیت وتعلیم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

آپ کو حضور مخدوم العالمین سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خصوصی عقیدت ومحبت تھی۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب قیام پاکستان کی تحریک چلی تو آپ نے گنگوہ شریف کو مستقلاً اپنی آماجگاہ بنالیا اور وہیں پر سکونت اختیار کرلی۔ جب قیام پاکستان کا اعلان ہوگیا تو آپ نے اپنی اولاد کو یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ پاکستان چلے جاؤ میں خانقاہ معلیٰ گنگوہ شریف میں ہی رہونگا اس لئے کہ میں نے دنیا کے تمام رشتوں کو خیر باد کہہ دیا ہے اور اپنا تعلق قطب العالم گنگوہی سے قائم کیا ہوا ہے۔ میرا اور تمہارا دنیاوی رشتہ ہے۔ اگر تم مجھ سے قیامت تک کا رشتہ استوار کرنا چاہتے ہو تو پاکستان چلے جاؤ اور وہاں پر کالیکی منڈی میں میرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ تم ہمارے ہو جاؤ گے۔

آپ نے یہ فرما کر ایک تو اپنی اولاد کو اپنے نقش قدم پر چلنے کا حکم اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سے

Marfat.com

نسبت وتعلق کی ترغیب دی۔ دوسری طرف اپنے نامزد کردہ خلیفہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا مقام اور مرتبہ واضح کر دیا کہ میرے بعد پیروی اور اتباع ان کی ضروری ہے۔

آپ کے مرشد کی بارگاہ میں آپ کا مقام خاص ☆: آپ کے مرشد کامل مرشد پاکاں حضرت سیدی خواجہ صوفی محمد حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے اگرچہ تقریباً چودہ سو خلفائے کرام تھے جن میں تقریباً تیرہ سو افراد نے اپنی اپنی جگہ خانقاہیں قائم کیں اور فیضان مرشد کو جاری کیا جبکہ ایک سو کے قریب خلفاء جنات میں سے تھے۔ ان تمام خلفاء میں آپ کو اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں جو مقام خاص حاصل تھا اس کا اندازہ حضرت مرشد پاکاں کے ان الفاظ میں لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت مرشد نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ''ذبیح صاحب بچوں کے استاد نہیں دراصل یہ واقعی استاد ہیں اور مولوی وصوفی کامل ہیں جو ان سے وابستہ ہو گیا گویا خداوند تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا۔ یہ سلسلہ چشتیہ کے مایۂ ناز فرزند ہیں اور آقا مولیٰ سیدنا مخدوم العالمین حضور صابر پیا سرکار کے منظور نظر ہیں۔''

شعر وادب سے لگاؤ ☆: آپ کو شعر وشاعری اور ادب سے خصوصی لگاؤ تھا۔ بہت سے عارفانہ کلام عشق ومستی میں ڈوب کر لکھے ہیں جو کہ ایک طالب صادق کے لئے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ جن سے عارف کو اپنی منزل کی رہنمائی ملتی ہے۔ کاش کے آپ کے متوسلین اور سلسلہ کے لوگ اس کو عوام الناس اور طالبین کے لئے شائع کرا دیں تو بہت بڑی کاوش ہو گی۔ اس لئے کہ آپ کا لکھا ہوا کلام ہمارا سرمایہ ہے۔ اگر آپ کے متوسلین آپ کا لکھا ہوا کلام جمع کر کے مکتبہ صابریہ راولپنڈی کے حوالے کر دیں تو مکتبہ صابریہ اس کو شائع کر کے عقیدت مندوں تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے سکتا ہے۔ مزید یہ کہ فقیر راقم الحروف کے علم میں یہ بات بھی پورے ثبوت کے ساتھ پہنچی ہے کہ آپ نے کچھ کتابیں بھی تحریر کی ہیں جو قیام پاکستان سے قبل منظر عام پر آئیں۔ بعد میں ان کا وجود ناپید ہو گیا۔ آج کے دور کی ضرورت ہے کہ بزرگان دین کی لکھی ہوئی کتابوں کو دوبارہ منظر عام پر لایا جائے تا کہ سالکان طریقت ان سے رہنمائی حاصل کریں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۷ نومبر

Marfat.com

۱۹۶۳ء بروز اتوار ہوا۔ مزار پُرانوار گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

جناب زائر صابری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

فلک سے بھی اونچا تیرا نام صابر ہے بندوں کا مشکل کشا نام صابر

ادب سے اے زائر تو تاریخ لکھ ملا جو ذبیح ہجر انعام صابر

۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ

حضرت شاہ احمد حسن خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف اکمل و افضل، صاحب کشف و کرامات حضرت صاحبزادہ شاہ احمد حسن خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ تجرید و تفرید ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۰ء میں مراد آباد انڈیا کے ایک معزز علمی و روحانی گھرانے میں حضرت شاہ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی والد گرامی حضرت پیر شاہ عبدالرحمٰن خان چشتی صابری سے حاصل کی۔ ابھی آپ کی عمر عزیز سات برس کی تھی کہ والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد آپ کی تمام تعلیم و تربیت کا بوجھ آپ کی والدہ ماجدہ اور بڑے بھائی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ پر آ پڑا۔

آپ نے دنیاوی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول (موجودہ گورنمنٹ کالج مراد آباد) سے حاصل کی۔ شروع میں عدلیہ کے شعبے سے وابستہ رہے اور پھر ریلوے میں ملازمت اختیار کر لی۔ ملازمت کی وجہ سے زیادہ تر دہلی، سرائے روہیلہ اور پھر آبو روڈ پر تعینات رہے اور وہیں سے ۱۹۴۵ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ ریلوے میں سرکاری ملازم ہونے کے باوجود اجمیر شریف میں تحریک خلافت کو فروغ دینا ہے۔ اور خلافت سے متعلقہ لٹریچر عوام میں تقسیم کرتے رہے اور انگریزوں کے خلاف کئی احتجاجی جلسے بھی منعقد کروائے۔ آپ بچپن سے ہی نیک صالح باکردار دیانت دار علم و عمل میں یکتائے زمانہ تھے۔ تمام زندگی صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرتے رہے۔ آپ کے پاس ایک ہندو پرتاب نامی ملازم تھا۔ آپ ہی

Marfat.com

کی دعوت پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا تھا۔جس کا نام آپ نے اسماعیل رکھا تھا۔آپ کی آواز میں خدا نے ایسی مٹھاس دی تھی قرآن کریم سن کر لوگ کھڑے ہو جاتے اور پوچھتے کہ یہ کون سے مولانا ہیں۔آپ کو حضور مخدوم پاک حضرت صابر علاؤالدین کلیری کا لکھا ہوا کلام اکثر زبانی یاد تھا۔

صاحبزادگان ☆: آپ کو خداوند کریم نے چھ صاحبزادے عطا فرمائے۔جن میں سے ایک صاحبزادہ مسعودالحسن خان چشتی صابری دوسرے صاحبزادہ بدرالحسن خان صابری سجادہ نشینان ہیں۔
صاحبزادہ مسعودالحسن خان صابری ۱۹۳۳ء کو سرائے روہیلہ دہلی میں پیدا ہوئے باقاعدہ تعلیم کا آغاز گورنمنٹ ریلوے انڈین سکول آبورو ڈ سے کیا۔لائق و ذہین ہونے کی بنیاد پر تمام کلاسوں میں اول درجہ میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔۱۹۴۸ء میں والدین کے ہمراہ پاکستان آئے اور گورنمنٹ کالج کوئٹہ سے ۱۹۶۳ء میں بی اے کیا اور ۱۹۶۶ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایل ایل بی کیا۔۱۹۶۶ء سے تاحال لاہور ہی میں وکالت کے شعبہ سے منسلک ہیں اور لاتعداد نامور مقدمات کی سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں پیروی کر چکے ہیں۔صاحبزادہ مسعودالحسن خان صابری دو سو سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں تاریخ، قانون، سیاست اور معاشیات پر کتب شامل ہیں۔ان کی تصنیف، تفہیم فقہ، پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے کے نصاب میں شامل ہے۔
آپ کو انگریزی، اردو، فارسی، عربی، پنجابی، ہندی زبان پر مکمل عبور حاصل ہے۔

بیعت و خلافت ☆: صاحبزادہ مسعودالحسن صابری نے ۱۹۶۹ء میں حضرت شاہ خلیل الرحمٰن بن شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔
اور ۱۹۸۶ء میں حضرت شاہ عزیز الرحمٰن نے آپ کو درگاہ بغیہ مرادآباد کا سجادہ نشین مقرر کیا۔اور ان کے ساتھ تین دیگر سجادگان بھی مقرر کیے۔آپ دن و رات سلسلہ عالیہ چشتیہ صابری کی اشاعت و ترویج میں مصروف ہیں۔اور صاحبزادہ مسعودالحسن صابری ایم اے ایل ایل بی کے صاحبزادے جناب صاحبزادہ سعودالحسن خان چشتی صابری ایل ایل بی ہیں جو کہ لاہور ہائی کورٹ کے معروف وکیل ہیں۔اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بڑی صاحب ذوق و مستی کی کیفیت رکھنے والے اور صاحب درد اور لگن اور پیار و محبت کا مجسمہ ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔فقیر راقم الحروف کے غریب خانے

Marfat.com

پر کئی مرتبہ تشریف لائے ہیں اس کے علاوہ خط و کتابت اور ٹیلی فون پر مسلسل رابطے میں ہیں۔ خدا ان کو خوش اور سلامت رکھے۔ اور خواجگان کی سفارش و شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۶۴ء کو ہوا۔ مرقد منورہ پُرانوار قبرستان میانی صاحب لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا انور علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، شیخ لاثانی محقق سلسلہ طریقت، پابند شریعت، حضرت مولانا انور علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلۂ اہل تحقیق ہیں۔ آپ پیلی بھیت کے رہنے والے اور مرشد پاکان حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلفاء سے ہیں۔

طریقت و شریعت میں آپ کی بلندی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے پیر بھائی ڈاکٹر علامہ حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے طریقت میں تربیت حاصل کی اور اپنے صاحبزادے جناب محمد اکرام الحق کو آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف کرایا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۸ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار پیلی بھیت میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے بعد پیلی بھیت میں آپ کے سجادہ نشین آپ کے فرزند صاحبزادہ سید احمد میاں صاحب سجادہ نشین ہیں۔

غزالی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: غزالی زماں، رازی دوراں، ہمالۂ علوم، وارث علوم و ولایت حیدری، پروردۂ نگاہ لطف مدنی، معدن گنجینۂ علوم لدنی، جلیس مسند حق الیقین، مدرس مسائل عشق و عرفان، محدث وجد و بیان، قبلۂ طالبان، فارغ از قید مشائخیت و نمود، غرق شہود ذاتِ مطلق، خورشید ولایت حضرت علامہ مولانا سیّد احمد

Marfat.com

سعید شاہ کاظمی صابری رحمۃ اللہ علیہ امروہہ ضلع مراد آباد یوپی بھارت کے مردم خیز شہر میں سادات کاظمی کے عظیم خانوادہ کے عظیم چشم و چراغ فخر السادات جناب حضرت سید محمد مختار شاہ کاظمی کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۳ء کو ہوئی۔ آپ کے والد گرامی سید محمد مختار شاہ کاظمی اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم اور درویش صفت شخصیت کے مالک تھے تمام عمر خدا اور اس کے رسول ﷺ کی یاد میں گزاری، شریعت وطریقت کی پاسداری آپ کو ورثے میں ملی ہوئی تھی زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے۔

اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ بھی اپنے زمانے کی عظیم خاتون تھیں عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ سادگی پردہ رازداری وضع داری ان کا شیوہ خاص تھا اس کے علاوہ اپنے زمانے کی بہترین عالمہ فاضلہ تھیں، غزالی دوراں علامہ احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایہ آخرین کے چند اسباق تبرکاً اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھے تھے اس سے علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ والغفران کے مرتبہ و مقام کا پتہ لگتا ہے کہ جس کے ماں باپ اس پایہ کے عالم ہوں تو بیٹا یقیناً غزالی زماں رازی دوراں ہی ہوگا۔ جبکہ آپ کے چچا شاعر تھے اسی طرح آپ کے برادر اکبر شیخ المحدثین حضرت علامہ مولانا سید محمد خلیل شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہترین محدث تھے بڑے بڑے نامور فاضلین ان کے شاگردوں میں شمار کئے جاتے ہیں جبکہ علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے شاگرد اور مرید خاص تھے۔

شجرہ نسب ☆ : آپ کا نسبی تعلق سادات کاظمیہ سے ہے آپ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد پاک سے ہیں شجرہ کا نسب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت سیدنا و مولانا علامہ سید احمد شاہ کاظمی بن حضرت مولانا سید مختار احمد شاہ کاظمی بن حافظ سید یوسف علی شاہ کاظمی بن مولانا سید وصی اللہ شاہ کاظمی بن سید سیف اللہ شاہ کاظمی بن سید میر محمد اشرف شاہ دہلوی کاظمی ثمہ امروہی بن سید محمد احسن شاہ کاظمی دہلوی بن سید بدیع الزماں شاہ کاظمی بن سید محمد امین شاہ ابن سید عبدالوہاب شاہ بن سید حفیظ اللہ شاہ بن سید محمد عظیم شاہ بن سید محمد حسین شاہ بخاری بن سید محمد یحییٰ مکی شاہ بن سید حسین شاہ بن سید لطف اللہ شاہ بن سید محمد شاہ بن سید محمود شاہ بن سید حسین شاہ بن سید امام شاہ بن خواجہ سید حسین مروی شاہ بن سید میر دوست شاہ بن سید اسد اللہ شاہ بن سید ناصر علی ہروی شاہ بن سید صاحب شاہ بن سید خضر شاہ بن سید اسد اللہ شاہ طائفی بن سید سلیمان شاہ بن سید

Marfat.com

سراج الدین شاہ بن سید بدرالدین شاہ بن سید سلطان محسن شاہ بن سید سلطان بایزید شاہ بن سید سلطان ابواسحاق شاہ بن سید علی مہدی شاہ بن سید علی اصغر شاہ بن سید جعفر شاہ بن سید عبیداللہ شاہ بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام محمد جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہم السلام رضوان اللہ علیہم اجمعین بن حضرت امام المتقین جناب علی علیہ السلام وکرم اللہ وجہہ الکریم وسیدۃ انساء فاطمۃ الزہرہ علیہ السلام بنت امام الانبیاء والمرسلین رحمت العالمین حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔

شجرۂ طریقت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ میں اپنے برادرِ بزرگ واستاذِ المکرم شیخ المحدثین حضرت استاذ الاساتذہ علامہ سید محمد خلیل شاہ کاظمی کے توسل سے داخل سلسلہ تھے جو کہ آپ سے ہوتا ہوا عارف ربانی حافظ آیات قرآنی صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری سے ہوتا ہوا حضرت مخدوم پاک سیدنا علاؤالدین علی احمد صابری کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے توسل سے خواجۂ خواجگان فخرکون ومکان حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اوران کے توسل سے مدینے کے تاجدار نبی مختار احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ تک پہنچتا ہے شجرہ طریقت کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

غزالی زماں شیخ طریقت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی حضرت علامہ سید محمد خلیل شاہ کاظمی حضرت سید مختار احمد کاظمی حضرت شاہ غلام حیدر امروہی حضرت مولانا سید امانت علی شاہ امروہی حضرت صوفی لامکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے برادرِ بزرگ شیخ الحدیث حضرت سید محمد خلیل شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر صاحب ارشادوسرفراز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ کی شخصیت میں امت مسلمہ کے لئے دردمندی بہی خواہی ایثاروقربانی فکروسوز جیسے اوصاف بہت نمایاں تھے۔ امت مسلمہ کے لئے بالعموم اور مسلک اہل سنت کے لئے

Marfat.com

بالخصوص آپ کی دینی وعلمی خدمات ایک ناقابل فراموش باب ہیں۔ آپ کی ذات آسمان علم وحکمت کے لئے درخشندہ آفتاب اور بزم تحقیق کی شمع فروزاں تھی۔ آپ کی ذات علم وعمل صالح کی حسین تصویر تھی۔ آپ اسلاف کی حجت اور اخلاف کی عزت کا نشان اور رازی وغزالی کے فلسفہ وحکمت کی زبان اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی دعوت کے ترجمان تھے۔ آپ انبیائے کرام علیہم السلام اور بزرگان دین کی عظمتوں کے پاسبان تھے۔ مسند درس وتدریس پر جلوہ افروز ہوتے تو بحر العلوم ہوتے جب منبر کی زینت بنتے تو سحبان وقت نظر آتے تصنیف وتالیف کے میدان میں آتے تو انمول موتی سجا دیتے۔ جب محفل میں جلوہ گر ہوتے تو محفل پر علم وعرفان کی گھٹا بن کر برستے۔ جب مسند ارشاد کو عزت بخشتے تو طالبان حق کے دلوں کو روشن ومنور فرما دیتے۔ انسانیت کا اُنس آپ کے چہرہ انور سے عیاں تھا۔ مؤدت ومحبت کرم ومروت آپ کی ہر ہر ادا سے چھلکتی نظر آتی تھی۔ آپ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے بیک وقت آپ محدث فقیہہ مفسر قرآن تھے۔ آپ بجا طور پر رازی وقت اور غزالی دوراں تھے۔ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ مخدوم ملت اسلامیہ، پیر طریقت، میر شریعت، قائد سیاست، پیکر حکمت، مجسمہ ذہانت، سرتاپا فضیلت وشرافت اور فطانت تھے۔ آپ اپنے پاس آنے والوں سے اپنے خوش اخلاقی سے ملنے اور چہرہ پر خصوصی مسکراہٹ ہوتی اور یہ ارشاد فرماتے کہ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ میں آپ کے لئے ہر وقت دعا گو ہوں۔ عجز وانکساری کا عالم یہ تھا کہ مریدین کو مرید کہنے کی بجائے پیر بھائی کہتے تھے۔ اپنے مریدین کے سامنے کبھی اپنے علم پر ناز نہ کیا حالانکہ آپ کی ذات والا صفات کے علم اور علمی مرتبہ کو اپنے تو اپنے بیگانے بھی تسلیم کرتے تھے۔ جس کا اندازہ مقالات کاظمی۔ مکالمہ کاظمی و مودودی اور آئینہ مودودیت اور آپ کی دیگر تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کی ذات والا صفات کو اگر بغور دیکھا جائے تو محسوس ہوگا کہ آپ جامع صفات اور کردار کی بلندی، فکر کی جولانی، حلم اور تواضع کی رعنائی اخلاق کی دلکشی، علم وفضل کی شوکت وجلالت، فقر ومعرفت کی نورانیت، خطابت کا جلال، رشد و ہدایت کا جمال، تدریس میں یکتائی، تصنیف میں پختہ کاری، حق وصداقت کی حمایت اور اعلاء کلمۃ اللہ کی جرأت، فقر وفاقہ درویشی زہد وتقویٰ عبادت وریاضت غرض کہ ہر پہلو میں یکتا اور بے مثال تھے۔

آپ کی خصوصیات ☆: آپ کی ذات میں رب کائنات نے بہت سی خصوصیات

Marfat.com

ودیعت فرمائی تھیں جن میں سے آپ کی پانچ خصوصیات نمایاں اور مقدم ہیں۔ (نمبر۱) جس طرح آپ دینی بصیرت میں یکتائے روزگار تھے اسی طرح آپ اعلیٰ سیاسی بصیرت کے بھی مالک تھے۔ آپ نے جوانی کے عالم میں بنارس سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء میں بھرپور حصہ لیا۔ تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں قیام پاکستان کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کا قیام آپ ہی کی کوششوں سے معرض وجود میں آیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت ۱۹۶۲ء میں تنظیم المدارس پاکستان اور ۱۹۷۸ء میں جماعت اہل سنت کا قیام آپ کی دینی و سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ (نمبر۲) آپ ایک طرف اعلیٰ پائے کے محقق تھے تو دوسری طرف بے مثال مبلغ اور مقرر کی حیثیت سے شہرہ آفاق شخصیت کے مالک تھے۔ حالانکہ تحقیق کے لئے یکسوئی اور تنہائی بہت ضروری ہے جبکہ تقریر و تبلیغ کے لئے اجتماعیت لازمی ہے۔ اسی طرح آپ بے مثل مدرس اور طالبان طریقت کے لئے مرشد کامل بھی جبکہ موجودہ دور میں تدریس علوم اور سجادگی دو متضاد سمتیں شمار کی جاتی ہیں۔ (نمبر۳) آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی مسلمہ رہی ہے کہ آپ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کے مصنف اور ادیب بھی حالانکہ علوم عربیہ کی تدریس خود عرق ریزی کا تقاضہ کرتی ہے۔ جبکہ تصنیف و تالیف ایک الگ میدان ہے۔ (نمبر۴) آپ کی خصوصیت میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ممکنہ جملہ علمی مشاغل اور ان کے لئے لازمی سنجیدگی کے باوجود آپ کی طبیعت میں خوش مزاجی پائی جاتی ہے۔ (نمبر۵) آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ تمام خوبیوں کے جامع ہونے کے باوجود ہر خوبی میں درجۂ کمال پر فائز تھے۔ حالانکہ عادیات میں یہ بات مسلم ہے کہ قوت جب منقسم و متجز ہوتی ہے تو قوت میں ضعف و کمزوری لازمی امر ہے۔ مگر تعجب ہے کہ آپ نے وعظ و تقریر، تصنیف و تالیف سیاسی و مذہبی معاملات تبلیغی و سیاسی سفر، پھر خانگی اور منصبی فرائض کی ادائیگی میں نہایت اعلیٰ ریکارڈ قائم فرمایا جس کا اپنوں اور غیروں سب کو اعتراف ہے۔

غزالی زماں اور علامہ اقبال☆: ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء کی بات ہے کہ زندہ دلان لاہور کی طرف سے بیرون موچی دروازہ عظیم الشان میلاد النبی ﷺ کانفرنس کا اہتمام تھا، تاحد نظر عاشقان مصطفیٰ ﷺ نظر آرہے تھے اس عظیم الشان کانفرنس کی صدارت دنیائے اسلام کے جید مفکر اور فلاسفر

Marfat.com

عاشق رسول ﷺ علامہ محمد اقبال فرما رہے تھے، جبکہ خصوصی خطاب اس وقت کے جید عالم اور فاضل نوجوان اور آج کے غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی فرما رہے تھے، موضوع سخن عظمت اسم محمد ﷺ تھا۔ حضرت غزالی زماں اسم محمد ﷺ کے اسرار و رموز بڑے محققانہ اور فلسفیانہ انداز میں بیان فرما رہے تھے ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر حرف عظمت مصطفیٰ ﷺ کی گواہی دے رہا تھا اور عاشقان مصطفیٰ کے درد کا درماں تھا، علم کا سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا عشق رسول کریم ﷺ کے گوہر آبدار لٹا رہا تھا اور ہر شخص پر ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ عاشق رسول ڈاکٹر محمد علامہ اقبال کیف و مستی میں جھوم رہے تھے اس تقریر دلپذیر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے عشق رسول ﷺ نے معرفت اسم محمد ﷺ سن کر خاموش نہ بیٹھنے دیا اور بے ساختہ پکار اٹھے "ایسی چنگاری بھی یارب میری خاکستر میں ہے۔"

ہندو لڑکی کا قبول اسلام ☆: غزالی زماں رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میرے بچپن میں لاہور میں حزب الاحناف اہلسنت کا عظیم الشان علمی مرکز تھا، جس میں انتہائی خوبصورت انداز میں پانچ روزہ جلسہ ہوا کرتا تھا اس وقت حزب الاحناف کا جلسہ جامع مسجد وزیر خاں میں منعقد ہوا کرتا تھا برصغیر کے گوشے گوشے سے علماء اس میں شرکت کرتے تھے اور خطابات کیلئے آتے تھے جلسے میں خطاب کرنے کی سعادت بہت بڑی خوش نصیبی ہوتی تھی ایک دفعہ مجھے بھی اس جلسے سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ میں بچہ تھا سولہ سترہ سال عمر ہوگی نیا نیا فارغ التحصیل ہو کر آیا تھا ایسے میں خطاب کرنے اور علم کے جوہر دکھانے کا شوق بھی بہت ہوتا ہے بڑے بڑے علماء اور اکابر سے پہلے بعض اوقات طلباء کو تقریر کرنے کا موقع حوصلہ افزائی کی نیت سے دیا جاتا تھا اس طرح مجھے بھی موقع مل گیا۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میں تقریر کر رہا تھا، یہ واقعہ ۱۹۲۹ء کا ہے جب ابھی تقسیم برصغیر پاک و ہند عمل میں نہ آئی تھی، جلسہ گاہ کے قرب و جوار میں ہندو اور سکھ بھی رہتے تھے، تو میری تقریر کے دوران ایک پرچی آئی اس میں لکھا تھا کہ مولانا صاحب میں ایک ہندو لڑکی ہوں اور بی اے میں پڑھتی ہوں میرا گھر آپ کے جلسہ گاہ کے بالکل ساتھ ہے اس لئے کئی دن سے میں آپ کے جلسہ میں ہونے والی تقاریر سن رہی ہوں آج آپ کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں کسی صفت اور کسی خوبی میں آپ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا جب کہ اسی اسٹیج پر کل ایک دوسرے مولانا صاحب

Marfat.com

تقریر فرما رہے تھے اور انہوں نے حاتم طائی کی سخاوت کا ایک واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ حاتم طائی اتنا بڑا سخی تھا کہ اس نے لوگوں میں مال و دولت تقسیم کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کے سات دروازے تھے جو سائل جس دروازے سے آتا حاتم اسے خیرات دے دیتا، وہ دوبارہ دوسرے دروازے سے آتا اور ساتواں مرتبہ ہی اسے خیرات ملتی اور حاتم کی زبان پر یہ الفاظ نہیں آتے تھے کہ تم پہلے کتنی دفعہ آچکے ہو اب بار بار کیوں چلے آتے ہو اور وہ سائل پھر پہلے دروازے پر مانگنے چلا جاتا ہے حاتم کے ماتھے پر تب بھی شکن نہ پڑتی اور اس نے دست سخاوت پر بھی نہ کھینچا، واقعہ تاریخی اعتبار سے صحیح ہے یا غلط اس پر بحث مقصود نہیں وہ اس لئے کہ یہ آپ کے اسٹیج سے آپ کے اپنے عالم دین نے بیان کیا ہے اس لئے اس کو صحیح ماننا پڑے گا اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ''کسی مخلوق میں کوئی آپ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا'' اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ حاتم طائی کی اس سخاوت کے واقعہ سے بڑھ کر اپنے نبی ﷺ کی سخاوت کا کوئی واقعہ بیان کریں ورنہ تسلیم کریں کہ حاتم طائی آپ کے نبی ﷺ سے بھی بڑھ کر سخی تھا۔

میں نے کہا حاتم طائی کے واقعہ سے اگر کوئی یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ وہ بے حد سخی تھا اور بڑا دیالو تھا تو وہ اس کی کم فہمی ہے اس واقع سے تو اس کی کنجوسی اور کم ہمتی ثابت ہوتی ہے ایک سائل آتا ہے سوال کرتا ہے حاتم اسے دیتا ہے لیکن سائل کی جھولی نہیں بھرتی یعنی سائل کی مراد پوری نہیں ہوتی اس کی طلب ختم نہیں ہوتی وہ دوبارہ جھولی پھیلاتا ہے حاتم اسے پھر کچھ دیتا ہے لیکن اب بھی اس نے اتنا کم دیا ہے کہ سائل دوبارہ سوال کرنے پر مجبور ہے حاتم بار بار دیتا ہے سائل کی طلب باقی رہتی ہے وہ بار بار لوٹ کر آتا ہے یہ کیسی سخاوت ہے درحقیقت یہ تو کنجوسی ہوئی۔ اگر سخاوت دیکھنا ہے تو آؤ میرے آقا ﷺ کی سخاوت دیکھو تہجد کا وقت ہے حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار دو عالم ﷺ کے جانثار صحابی سرکار دو عالم ﷺ کو وضو کروا رہے ہیں سرکار اس کی اس خدمت پر خوش ہوتے ہیں دریائے رحمت جوش میں آتا ہے سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں، **سل یا ربیعه**، اے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت ربیعہؓ عرض کرتے ہیں **اسئلک مرافقتک فی الجنة یارسول الله** ﷺ، میں جنت میں آپ ﷺ سے آپ کی رفاقت طلب کرتا ہوں۔ سرکار

Marfat.com

فرماتے ہیں ''یہ تو ہم نے تمہیں عطا کر دیا تیرا سوال پورا ہوا اس کے علاوہ کوئی اور طلب ہو تو مانگ!''
حضرت ربیعہؓ عرض کرتے ہیں ''ھکذ یارسول اللہ ﷺ'' اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے سب کچھ ہیں۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یارسول اللہ ﷺ جب آپ مل گئے تو اور کیا چاہیے۔ سرکار فرماتے ہیں ''او غیر ذالک ربیعة'' اے ربیعہ کچھ اور مانگ لے۔ یارسول اللہ ﷺ بس یہی کافی ہے دامن طلب میں اب بھلا کس شے کی کمی ہے ذرا دیکھو اس کی طرف وہ سائل ہے جو بار بار آتا ہے اور حاتم سے سوال کرتا ہے۔ ایک یہ داتا ہیں جو سائل سے بار بار کہتے ہیں کہ کچھ مانگ لو تو اب تم خود فیصلہ کرو کہ کون زیادہ سخی ہے؟ یہ واقعہ بیان فرمانے کے بعد حضرت غزالی زماں رازی دوراں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ ہندو لڑکی اس جواب کو سن کر مسلمان ہوگئی اور حزب الاحناف کے اسٹیج پر موجود علماء حیران و ششدر رہ گئے کہ اتنا مکمل جواب اس نوجوان نے دے دیا۔

ملتان میں تبلیغی سرگرمیاں اور دار العلوم انوار العلوم کا قیام ☆: ایک روز حضرت غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کی تقریبات میں شمولیت کیلئے ملتان تشریف لائے یہاں آپ نے جو سحر انگیز خطاب فرمایا تو حاضرین کے دل نور معرفت سے جگمگانے لگے خطاب سے متاثر ہو کر ملتان کے اکابر علماء مشائخ نے آپ کو ملتان میں سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملتان میں سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرما کر گیا، حضرت غزالی زماں رازی دوراں کو درس و تدریس کی عادت تھی چنانچہ یہاں بھی آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا شروع شروع میں آپ نے اپنے مکان میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اس کے ساتھ ساتھ مسجد فتح شیر میں نماز فجر کے بعد درس قرآن اور مسجد چپ شاہ میں نماز عشاء کے بعد درس حدیث کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یوں آپ نے ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۵ء میں مکمل طور پر ملتان میں سکونت اختیار فرمائی۔
ایک دن آپ نے اپنے رفقا اور اہل خانہ میں بیٹھ کر فرمایا کہ ''مجھے یہ ملال ہے کہ کوئی مدرسہ قائم نہ کر

Marfat.com

سکا جو میرے لئے صدقہ جاریہ ہوتا اور دین کا قلعہ بنتا۔'' دل کی گہرائیوں سے نکلے ان جملوں نے وہ اثر ڈالا کہ آپ کے ارادت مندوں نے مالی اعانت کی اور آپ کی اہلیہ محترمہ نے اپنا زیور پیش کر دیا جسے فروخت کر کے اس رقم سے آپ نے مدرسہ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کے نام سے دینی درسگاہ قائم کی اس کا سنگ بنیاد پیر حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین حضرت سید محمد صدر الدین شاہ گیلانی نے شوال ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء میں رکھا اور خود ہی مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم دینی شروع کی۔ اس مدرسہ سے بڑے بڑے علماء فقہا قراء اور دانشور شخصیات نے تعلیم حاصل کی اور آج اندرون اور بیرون ملک دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان میں یو کے، کینیڈا، ساؤتھ افریقہ، ناروے، ہالینڈ، جرمنی، سپین، متحدہ عرب امارات میں دبئی، قطر، بحرین، سعودی عرب، بنگلہ دیش اور اٹلی شامل ہیں۔ اس ادارے کی بنیاد ۱۴ مرلے کے مدرسہ سے شروع کی گئی تھی جو آج نیو ملتان میں ۶ کنال کی خوبصورت عمارت ہے۔ اس عظیم درسگاہ سے اب تک ۲۲ ہزار طلباء نے دورہ حدیث مکمل کیا اور عالم بنے، ۱۲ ہزار ۵ سو طلباء نے حفظ میں تعلیم حاصل کی اور ۶ ہزار ۵ سو پچاس طلباء نے تجوید و قرأت میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ تفسیر، اصول تفسیر، حدیث اصول حدیث، فقہ، ادب، اسماء رجال کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم، انگریزی نصاب، معاشرتی علوم، جنرل سائنس اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

یہ جامعہ تنظیم المدارس کے ساتھ منسلک ہے اور جامعہ انوار العلوم کے مہتمم اعلیٰ علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی تنظیم المدارس کے ۱۳ سال تک صدر بھی رہے۔ آپ کی قیادت میں جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم شاہراہ ترقی پر گامزن ہے اور مرکز کے علاوہ مقامی شاخیں بھی نہایت تندہی سے کام کر رہی ہیں۔ جامعہ میں ۱۵۵ افراد تدریسی فرائض اور انتظامی امور انجام دے رہے ہیں اور تمام کا شمار ملتان کے جید علماء میں ہوتا ہے۔

جماعت اہلسنت کے مرکزی صدر اور مہتمم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے بتایا کہ جامعہ ہذا میں ۶ سو سے زائد طلباء ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں جن کے کھانے پینے، رہنے سہنے، لباس اور کتب کا خرچہ جامعہ برداشت کرتی ہے اور درسگاہ کا سالانہ خرچہ ۶۵ لاکھ روپے ہے جو کسی قسم کی بیرونی امداد کے بغیر مسلمان بھائیوں کی خدمت کے باعث چل رہا ہے جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کاظمی صاحب کے کئی مربعے ہیں وہاں سے رقم آ جاتی ہے۔ لیکن ہماری اراضی سے صرف سالانہ پچاس ہزار روپے کی آمدنی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ادارہ مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ مہنگائی

Marfat.com

بہت بڑھ گئی ہے۔کورس کی کتابیں ہزاروں روپے کی ہیں جو طلباء کو مفت مہیا کی جاتی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ۶۰ کنال کی اراضی پڑی ہے جہاں پر ہمارا پروگرام دینی یونیورسٹی بنانے کا ہے لیکن وسائل کی کمی کے باعث اس پر ابھی کام نہیں ہو پا رہا۔ یونیورسٹی میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم بھی دی جائے گی۔ پرائمری سے پوسٹ گریجوایٹ تک تعلیم دی جائے گی۔ علیحدہ علیحدہ شعبہ جات قائم ہوں گے ہاسٹل اساتذہ کے لئے کالونی، جامعہ مسجد اور ڈسپنسری بھی بنائی جائے گی۔ علامہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے کہا کہ مکمل عالم بننے کے لئے ۸ سال کا کورس ہوتا ہے جبکہ پہلے تین سال کا کورس ایک سال میں مکمل کرایا جاتا ہے اور عنقریب مفتی بنانے کا کورس بھی شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ دورۂ قرآن کی کلاسیں بھی لگائی جا رہی ہیں اور اس وقت دورہ حدیث شریف میں ۱۱۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کی پوری تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب کبھی قوم و ملک کو نازک حالات کا سامنا کرنا پڑا تو کارکنان انوار العلوم نے اپنی بساط کے مطابق بھرپور قربانیاں دیں۔ ملکی دفاع کے لئے جب دفاعی فنڈز کا اعلان کیا گیا تو جامعہ کے کارکنان نے خود بھی فنڈز میں حصہ دیا اور دفاعی فنڈ اور بے گھر بھائیوں کے لئے عطیات وصول کر کے سرکاری انتظامیہ کے حوالے کئے۔ جامعہ ہذا میں دارالافتاء قائم ہے جہاں سے آج تک لاکھوں فتوے جاری ہو چکے ہیں بیرونی حضرات کے سوالوں کا بروقت جواب دیا جاتا ہے اور مقامی مفتیان کو زبانی و تحریری جوابات دیئے جاتے ہیں جامعہ کے کتب خانہ میں مختلف فنون کی درسی اور غیر درسی ہزاروں کتب کے علاوہ کچھ قلمی نسخے بھی موجود ہیں اور ہر سال درسی اور غیر درسی کتابیں خرید کر کتب خانہ میں اضافہ کیا جاتا ہے اور جامعہ کی لائبریری میں اس وقت دس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم نوکریوں کے لئے نہیں پڑھاتے بلکہ دین کی خدمت اور لوگوں میں جذبہ پیدا کر رہے ہیں نوکریاں تو ڈگریوں سے ملتی ہیں اور آج ہر طالب علم ڈگریاں لے کر مارا مارا پھر رہا ہے لیکن نوکری نہیں ہے اور جو طالب علم دینی تعلیم حاصل کرتا ہے وہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۸ء میں مدرسہ میں علماء کنونشن منعقد کیا گیا تھا اور اسی دن جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد پڑی اور پہلے سیکرٹری جنرل والد گرامی علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی تھے۔

مختلف شخصیات کا دورہ انوار العلوم ☆: جامعہ الاظہر مصر کے شیخ الافغانی علامہ

Marfat.com

سید ابدالی العلوی نے جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کا دورہ کیا اور کہا کہ اس مدرسہ کو اہلسنت و الجماعت کا بہترین مدرسہ پایا ہے۔ ڈاکٹر فہام مصری انڈونیشی قراء کے وفد کے قائد محمد بصری علوی اور امام علامہ ابوالحسنات قادریؒ علامہ عبدالحامد بدایونی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پوتے مولانا شاہ ابراہیم رضا خان نے بھی جامعہ کا دورہ کیا اور معائنہ کے بعد انتہائی مفید اور حوصلہ افزا آراء سے نواز۔ سجادہ نشین سیال شریف حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی نے انوار العلوم کا معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ خدا کی قسم میں نے مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کو اہلسنت والجماعت کا مستحکم قلعہ پایا ہے۔ جامعہ انوار العلوم دین کی بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ اگر پاکستان میں چند ایک ایسی اور درس گاہیں قائم ہو جائیں تو باطل دب کر رہ جائے۔

ایک عیسائی پادری کا قبول اسلام ☆: جناب حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری بیان فرماتے ہیں کہ ملک شام کا رہنے والا فوادنامی ایک عیسائی پادری تھا جو زیادہ تر بمبئی میں بطور مشنری کام کرتا تھا اور تقریباً ہر سال پاکستان آیا کرتا تھا۔ اس نے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام سے مناظرے بھی کیے مگر کسی سے مطمئن نہ ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں وہ اپنے دورۂ پاکستان کے دوران دس بارہ روز تک ملتان میں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں بطور مہمان رہا۔ اس مسئلہ پر کہ قرآن کہتا ہے **"مصدقالما بين يديه اورمصدقالما معهم"** یعنی اگر پہلی کتابیں منحرف ہو چکی ہیں تو پھر قرآن کی تصدیق کیسی؟ حضرت کاظمی صاحب سے اس کی پورے چھ دن تک بحث ہوتی رہی۔ آخر وہ مطمئن ہوا اور اس نے ملتان کے تمام عیسائیوں کو جمع کیا اور انہیں دعوت دی کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ کیونکہ میں علامہ کاظمی شاہ صاحب کے دلائل سے مطمئن ہو کر ان کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر چکا ہوں۔ مجھے یہ واقعہ غزالی زماں رازی دوراں حضرت کاظمی شاہ صاحب نے ۱۷ مارچ ۱۹۸۶ء کو بروز سوموار خود سنایا اور یہی حضرت سے میری آخری ملاقات تھی جسے میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

تحریک پاکستان ☆: جب تحریک پاکستان کا دور شروع ہوا پاکستان بنانے کیلئے باقاعدہ تحریک شروع ہوئی تو سب سے پہلے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں تاجدار بریلی نے دوقومی نظریے کی حمایت کی۔ فاضل بریلوی کا نقطہ نظر تھا کہ انگریز اور ہندو چونکہ دونوں اسلام کے دشمن

Marfat.com

ہیں اس لئے ان میں سے کسی ایک سے ترک موالات کرنا اور دوسرے کو گلے لگانا درست نہیں، ترک موالات دونوں سے ہونا چاہیے اور اس نظریے کو آگے بڑھانا چاہیے۔ ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی گئی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے خلیفہ مجاز مفتی نعیم الدین مراد آبادی نے مراد آباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۵ء میں ایک عظیم الشان تحریک کی بنیاد رکھی اور اس کی تنظیم نو پورے برصغیر میں فرمائی زیادہ تر قائدین اہلسنت اور سنی علماء و مشائخ اس تنظیم سے وابستہ تھے اور انہوں نے قیام پاکستان تک اس پلیٹ فارم سے مسلم لیگ کی حمایت میں شب و روز کام کیا۔

بعض سنی قائدین و علماء اہلسنت اور مشائخ عظام براہ راست مسلم لیگ میں شامل تھے۔ مثلاً شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی صدر مسلم لیگ سرگودھا، فاضل بریلوی کے خلیفہ مجاز مفتی برہان الدین نائب صدر مسلم لیگ صوبہ سرحد اور صدر مسلم لیگ جبل پور، حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رکن صوبائی کونسل و سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ اور صدر مسلم لیگ میانوالی، مولانا ابوالحسن دراس پراوینشل ورکنگ کمیٹی اور رکن آل انڈیا مسلم لیگ کونسل، حضرت مخدوم سید چراغ علی شاہ سیکرٹری جنرل مسلم لیگ جلال آباد حضرت پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریف ممبر سلیکشن بورڈ مسلم لیگ صوبہ سرحد اور حضرت پیرزادہ محمد انور عزیز چشتی صدر مسلم لیگ پاکپتن شریف، حضرت قبلہ غزالی زماں رازی دوراں بھی مسلم لیگ سے وابستہ تھے۔ غزالی زماں رازی دوراں کا شمار تحریک پاکستان کے نامور مجاہدین میں ہوتا ہے۔ صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت محدث اعظم کچھوچھوی، حضرت امیر ملت محدث علی پوری، حضرت پیر صاحب آف مانکی شریف، حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحامد بدایونی، غازی کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی اور دیگر علماء اہلسنت و مشائخ عظام کے ہمراہ آپ نے برصغیر کے طول و عرض میں دورے کئے اور بے شمار اجتماعات سے خطابات کرتے ہوئے قیام پاکستان کو اسلامیان برصغیر کے لئے ناگزیر قرار دیا۔ آپ جب حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں پر بھی علماء کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور نظریہ پاکستان کی اسلامی اہمیت کو روشناس کروانے کے لئے اخبارات میں متعدد مضامین رقم فرمائے، انگریزوں اور ہندوؤں کی مشترکہ قوت نے آپ کا

Marfat.com

راستہ روکنا چاہا مگر آپ ثابت قدم رہے اور اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

یہ بات طے ہے کہ غزالی زماں دوراں نوجوانی کے عالم میں ہی ان علاقوں میں تشریف لائے جو قیام پاکستان کی بنیاد بن رہے تھے۔ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء کی دہائی مسلمانان برصغیر پاک و ہند کے لئے بہت اہم تھی کیونکہ اس عشرہ میں مسلم لیگ نے نہ صرف پاکستان کے حصول کو اپنا نصب العین قرار دیا بلکہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت اس مطالبے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہوگئی۔

غزالی زماں رازی دوراں نے بھی اسی عشرہ میں لاہور ملتان اور دوسرے ملحقہ علاقوں میں تحریک پاکستان کیلئے کام کیا۔ عینی شاہدین بیان کرتے ہیں کہ حضرت غزالی زماں رازی دوراں کی سحر انگیز شخصیت ان کے دلفریب طرز خطابت اور ولولہ انگیز تقاریر نے چھ سات برسوں میں وہ کچھ کر دکھایا کہ کانگریس کے رہنماؤں اور ان کے ہم نواؤں کی نصف صدی کی جدوجہد دھری کی دھری رہ گئی۔

مسلم لیگ میں شمولیت☆: آپ نے اسلامیہ ہال لاہور میں منعقدہ جلسوں میں نہ صرف مسلم لیگ کی وکالت کرتے ہوئے مخالفین پاکستان سے مقابلہ کیا بلکہ خود باقاعدہ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی آپ نے دوقومی نظریے کا تحفظ کرتے ہوئے ''پاکستان کی ضرورت کیوں؟'' کے عنوان سے سندھ اور پنجاب کے مختلف شہروں میں تقاریر کیں، آپ نے اپنی خداداد صلاحیت و قابلیت اور ذہنی استعداد کو اہم مقصد کے لئے وقف کر دیا۔

غزالی زماں رازی دوراں ۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے لیکن قیام پاکستان کے بعد جب یہ جماعت اصل مقصد سے منحرف ہوگئی تو حضرت نے فوراً علیحدگی اختیار کر لی اس سلسلہ میں انہوں نے ایک انٹرویو میں فرمایا قیام پاکستان کے بعد بھی ہم نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا لیکن جب قائداعظم کی وفات کے بعد ہم نے دیکھا کہ جس بنیادی نظریے پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا مسلم لیگ اسے تسلیم کرنے کے باوجود اسے علمی جامہ نہیں پہنانا چاہتی تھی تو ہم مجبور ہوگئے کہ ایک علیحدہ تنظیم قائم کریں۔

اہلسنت کی شیرازہ بندی اور جمعیت علمائے پاکستان کا قیام☆: تحریک پاکستان کے دوران ہمیشہ علماء اہلسنت و مشائخ عظام نے مسلم لیگ کی حمایت کی اس کا ساتھ دیا اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں جانی و مالی قربانیوں سے کوئی دریغ نہ کیا بحمد اللہ

Marfat.com

تعالیٰ مخالفین کی شدید مخالفتوں کے باوجود پاکستان بن گیا۔ علماء ومشائخ اہلسنت مملکت پاکستان بنانے کے فرض سے عہدہ برآ ہو گئے اور واپس اپنی خانقاہوں میں جلوہ فگن ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم لیگ کی قیادت نے علماء میں سے حامیان پاکستان کی بجائے مخالفین پاکستان کو دستور ساز اسمبلی اور دوسرے اداروں میں جگہ دی جبکہ علماء اہلسنت کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا مسلم لیگ پر جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا قبضہ ہو گیا جنہیں راہ راست پر لانا یا ان سے نفاذ اسلام کی توقع رکھنا فہم وفراست سے دور تھا۔

اک موج مچل جائے تو طوفان بن جائے
اک پھول اگر چاہے گلستان بن جائے
کہ اک قوم کی تاریخ کا عنوان بن جائے

غزالی زماں رازی دوراں نے اہلسنت کی تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے ۲۶، ۲۷، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں اکابر علماء مشائخ اہلسنت کا ایک اجلاس بلایا جس کے دعوت نامے میں مجلس استقبالیہ کے چیئر مین سید شبیر شاہ گیلانی کی طرف سے جاری ہوئے اس اجلاس میں جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی گئی مرکزی قیادت کا انتخاب ہوا۔ مولانا ابوالحسنات علامہ سید محمد احمد قادری امیر اور علامہ سید احمد سعید کاظمی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ جبکہ دیوان آل رسول اجمیری مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا عبدالحامد بدیوانی، مفتی صاحب داد خان، خواجہ قمرالدین سیالوی نائب امیر قرار پائے۔ نائب ناظم اعلیٰ کی ذمہ داریاں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی اور مرتضیٰ خان میکش کو سونپی گئیں مولانا قلندر علی خاں مرکزی ناظم اطلاعات چنے گئے اس انتخاب کے بعد جمعیت علماء پاکستان نے تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔

تحریک ختم نبوت میں غزالی زماں کا کردار☆: قیام پاکستان کے فوراً بعد مرزائیوں نے حکومت کے مختلف شعبوں پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مشن میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ غزالی زماں رازی دوراں اس صورتحال کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لئے انہوں نے ایک جانب سنی علماء مشائخ کو اہلسنت کی قوت کو یکجا کرنے کیلئے ۱۹۴۸ء میں جمعیت علماء پاکستان کے نام سے ایک علیحدہ تنظیم قائم کی تو دوسری طرف مسلم

Marfat.com

لیگ میں اپنے بے پناہ اثر ورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے قادیانیوں کی قوت پر کاری ضرب لگانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا علاوہ ازیں انہوں نے اپنی مؤثر تحریروں کے ذریعے مرزائیوں کا راستہ روکنے کی ہر ممکن کوشش کی جس طرح انہوں نے اس خطرناک فرقہ کو کیفر کردار تک پہنچانے کے سلسلہ میں جو بے مثال نا قابل فراموش اور قابل تقلید کردار کا مظاہرہ کیا وہ ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔

غزالی زماں دوراں نے عمر بھر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے سلسلے میں نہایت اہم خدمات سرانجام دیں۔ غزالی زماں رازی دوراں نے ۱۱ رجون ۱۹۵۲ء کو صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں پیش کرنے کے لئے ایک قرارداد بھیجی جس پر خواجہ عبدالحکیم صدیقی صدر سٹی مسلم لیگ ملتان اور صوفی عبدالغفور لدھیانوی آفس سیکرٹری مسلم لیگ ضلع ملتان نے تائیدی دستخط کئے تھے۔

سنی کانفرنس ملتان ☆: ۱۹۷۸ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے مارشل لا لگانے کے بعد جب سیاسی جماعتوں پر پابندیاں عائد کی گئیں تو غزالی زماں نے ملتان کے قلعہ کہنہ قاسم باغ میں کل پاکستان سنی کانفرنس کا انعقاد کر کے اہلسنت کے مایوس حلقوں کو زندگی کا پیغام دیا۔ اگرچہ حکومت نے ہر ممکن طریقہ سے سنی کانفرنس کو روکنا چاہا مگر قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ نے براہ راست جنرل ضیاء الحق سے ٹیلی فون پر بات کی اور فرمایا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے تھے، ہاں آپ اگر یہی چاہتے ہیں تو پھر آج سے ہماری اور آپ کی کھلی جنگ شروع ہو جائے گی۔ اس وقت ملتان کے کمشنر نے سنی کانفرنس کا اجازت نامہ منسوخ کر دیا تھا مگر مولانا نورانی کے ٹیلی فون کے بعد ٹھیک آدھ گھنٹہ میں کمشنر صاحب اجازت نامہ لے کر غزالی زماں کے آستانے پر موجود تھے۔ اس کانفرنس میں اہلسنت کی قوت کا بھرپور مظاہرہ ہوا پورے ملک سے اہلسنت کھنچے چلے آئے، اس عظم الشان سنی کانفرنس کی کامیابی اور لاکھوں کے اجتماع کا اصل سہرا غزالی زماں رازی دوراں ہی کے سر تھا یہ کانفرنس جماعت اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہوئی تھی، جس میں جمعیت علماء پاکستان نے بھرپور تعاون کیا تھا۔ بہر حال یہ کانفرنس سنی قوم کی نمائندہ کانفرنس ثابت ہوئی یہیں پر غزالی زماں رازی دوراں جماعت اہلسنت پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور پھر اہلسنت کا یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔

تنظیم المدارس پاکستان ☆: غزالی زماں رازی دوراں رحمتہ اللہ علیہ نے جہاں

Marfat.com

بے شمار انقلابی اقدامات کئے مثلاً جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد، جماعت اہلسنت کا قیام، اس کے ساتھ ہی ملک بھر میں مدارس اہلسنت میں باہمی رابطے اور نصاب تعلیم میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے تنظیم المدارس اہلسنت کی تشکیل فرمائی اور آخری وقت تک اسی کے سربراہ رہے۔ آپ کی زیر امارت تنظیم المدارس اہلسنت کے مدارس عربیہ کی ترقی اور تنظیم کے لئے بے پناہ کام کیا۔ آپ کے وصال کے بعد جانشین غزالی زماں صاحبزادہ حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ تنظیم المدارس کے امیر بنے اور بعد میں مولانا شاہ احمد نورانی کی کوششوں سے تنظیم المدارس کی سند کو ایم اے کے برابر منظور کروایا گیا۔ جس سے ہزاروں علماء کو سرکاری سکولوں اور کالجوں میں ملازمت کے مواقع ملے اور مختلف سکول و کالجز میں بطور استاد خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

دعوت اسلامی: اہل سنت کی تبلیغی تنظیم ☆: امام اہلسنت غزالی زماں رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کا تصور جب بھی ذہن پر ابھرتا ہے تو علوم معارف کا ایک درخشاں عہد جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ اپنے عہد کا تاجدار خطابت، مبلغ اسلام، تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفی ﷺ کا سرخیل مجاہد، ناموس رسالت ﷺ کا سچا پاسبان، اتحاد ملی کا نگہبان، اہلسنت کی علمی و روحانی ڈھال جس نے اپنے دارالعلوم کے سادہ کمروں کی چٹائیوں پر بیٹھ کر علمی و روحانی ڈھال جس نے اپنے دارالعلوم کے سادہ کمروں کی چٹائیوں پر بیٹھ کر علمی و روحانی وسیاسی و مذہبی قیادت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا ہے۔ جے یو پی اور جماعت اہلسنت کی تشکیل اس مرد درویش کی دوراندیشی کا مظہر ہے۔ جس سے اہلسنت کو سیاسی و مذہبی مقام ملا۔ تبلیغ و اصلاح کی طرف کی دیکھی تو دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی اور دعوت اسلامی جیسا ملک گیر پلیٹ فارم اہلسنت کو فراہم کیا۔ کراچی میں قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ ارشد القادری، شاہ فرید الحق، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور دیگر علماء اہلسنت کے ساتھ مل کر دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی اور حضرت مولانا محمد الیاس قادری کو دعوت اسلامی کا امیر مقرر کیا ان کے سر پر دستار باندھی جس کا ثمر آج پوری قوم دیکھ رہی ہے، آج یہ تحریک اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کے ہر شہر ہر گاؤں، ہر قصبہ اور ہر گلی محلہ میں پھیل گئی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں مدارس مدرسۃ المدینہ و مرکز فیضان مدینہ کے نام سے کام کر رہے ہیں پاکستان ہی نہیں بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی یہ تحریک پہنچ چکی ہے بلکہ ۲۲

Marfat.com

سال کے قلیل عرصہ میں ۴۲ ممالک میں دعوت اسلامی کا پیغام پہنچ چکا ہے اور مراکز کام کر رہے ہیں اور اللہ رب العزت اسے مزید ترقی عطا فرمائے آمین۔

انجمن طلباء اسلام ☆: انجمن طلباء اسلام طلباء کی غیر سیاسی اور خالص مذہبی تنظیم ہے جو طلباء میں عشق رسول ﷺ اور جذبہ حب الوطنی کا درس دیتی ہے یہ تنظیم پاکستان کے تقریباً ہر سکول و کالج میں اپنی موجودگی کا احساس دلاتی ہے۔ اس تنظیم کے تربیت یافتہ آج بڑے بڑے پروفیسر اور سکالر حضرات موجود ہیں جو مختلف محکموں میں ملک وملت کی خدمات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن میں چند نام درج ذیل ہیں: مولانا جمیل احمد نعیمی، پروفیسر راؤ ارتضٰی حسین اشرفی، ڈاکٹر ظفر اقبال نوری، پروفیسر محمد احمد اعوان، علامہ محمد اقبال اظہری، حاجی محمد حنیف طیب، علامہ امجد علی چشتی، محمد عثمان خاں نوری، پروفیسر محمد طفیل سالک، شہید کشمیر حمایت علی چوہدری اور معروف صحافی سردار محمد اکرم بٹر جیسے نوجوان شامل ہیں اور ان کے علاوہ بیشمار حضرات موجود ہیں جن کے نام بخوف طوالت پیش نہیں کیے جا رہے ہیں۔ انجمن طلباء اسلام کے ساتھ علماء اہلسنت نے بھی بھرپور تعاون فرمایا جن میں نمایاں نام غزالی زماں رازی دوراں سید علامہ احمد سعید کاظمی کا بھی ہے دوسرے علماء کی طرح آپ بھی انجمن کے اجتماعات میں شرکت فرماتے رہے اور اپنے خطابات سے نوجوانوں کو نور ایمان سے منور فرماتے رہے۔ آپ کے بہت سے خطابات کو تحریری انداز میں ڈھال کر شائع کر کے طلباء میں تقسیم کیا گیا۔ انجمن طلباء اسلام سے شفقت ومحبت کے بارے میں حاجی محمد حنیف طیب سابق وفاقی وزیر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے طالب علمی کے دور میں انجمن طلباء اسلام کو منظم کرنے کی جدوجہد کے دوران جو شفقت ومحبت وسرپرستی اور تقویت جناب غزالی زماں رازی دوراں کی ذات سے ملی ہے وہ ضبط تحریر میں نہیں لائی جاسکتی۔ جب بھی ملاقات ہوئی انجمن کا حال دریافت کیا ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا حوصلے کو جلا بخشی اور اپنے سینے سے لگا کر ایسا پیار دیا کہ جو کبھی اس کے والدین بھی عطا نہیں کر سکتے، بغیر کسی درخواست کے ہمیشہ انجمن کے لئے اور اس کے سپاہیوں کے لئے دعا فرماتے اور ملک وملت کے حل وعقد کو انجمن کی اہمیت سے واقف فرماتے۔

حاجی صاحب مزید فرماتے ہیں میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ انجمن کا ذکر جب بھی غزالی زماں کے سامنے

Marfat.com

ہوا آپ نے اپنے پیکر جمال ہونے کا ثبوت دیا۔

علامہ کاظمی اورغزالی زماں کا لقب ☆: غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ علمی اعتبار سے ایک بلند درجہ پر فائز تھے اس کا ایک حد تک اندازہ تو صرف اسی ایک امر سے عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ کو وقت کے ایک بہت بڑے محدث ممتاز مفسر قرآن صاحب سلسلہ شیخ طریقت حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''غزالی زماں'' کا خطاب دیا اور انہوں نے یہ خطاب ایک ایسے جلسہ عام میں دیا جس میں کم از کم ڈیڑھ دوسو جید علماء اور دانشوران عصر موجود تھے۔عوام کا ایک جم غفیر تھا جس نے حضرت محدث کچھوچھوی کے قول کی تائید فلک شگاف نعروں کے ذریعہ سے کی۔

دعا کے انداز میں تقریر ☆: جب بھی تبلیغ دین کی راہ میں شر پسند عناصر نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو آپ نے خداداد صلاحیتوں سے انہیں ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ ان کی ساری کی ساری منصوبہ بندی دھری کی دھری رہ گئی۔ چنانچہ ایک مرتبہ چاچڑاں شریف کے نزدیک انوارالعلوم کے ایک فاضل مولانا حبیب احمد حیدری کے والد گرامی نے جلسہ عید میلادالنبی ﷺ کا اہتمام کیا اور خطاب کے لئے غزالی زماں رازی دوراں کو مدعو کیا۔آپ ابھی اس بستی میں پہنچے ہی تھے کہ تھانہ چاچڑاں شریف کے ایک پولیس آفیسر آ گئے اور انہوں نے کہا کہ ڈی سی رحیم یار خان کی طرف سے ابھی ابھی آپ کی زبان بندی کے احکام وصول ہوئے ہیں لہٰذا آپ اس جلسہ میں تقریر نہیں کر سکتے۔ادھر سینکڑوں کی تعداد میں شمع رسالت کے پروانے جمع ہو چکے تھے اور ادھر منتظم جلسہ زر کثیر خرچ کر چکے تھے ایسے میں علاقے کے مخالفین کی سازشوں کے باعث زبان بندی کا حکم مایوسی اور پھر اشتعال کا باعث بن رہا تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ کوئی ہنگامہ ہو جائے لیکن غزالی زماں رازی دوراں پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ وہاں تشریف فرما رہے اور جلسہ کے منتظمین سے فرمایا تم لوگ مت گھبراؤ میں تقریر ضرور کروں گا۔وہ لوگ کہنے لگے حضرت آپ بھی اور ہم بھی لکھ کر دے چکے ہیں کہ آپ کی تقریر نہیں ہوگی اگر آپ نے تقریر فرمائی تو ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپ کو پولیس گرفتار نہ کر لے لیکن آپ نے بڑے سکون سے فرمایا آپ لوگ اپنا پروگرام جاری رکھیں کچھ بھی نہیں ہوگا۔چنانچہ جب جلسہ گاہ کھچا کھچ بھر گئی تو آپ اسٹیج پر تشریف لائے

Marfat.com

پولیس بھی وہاں موجود تھی۔ آپ نے پولیس آفیسر سے فرمایا کہ میری تقریر پر تو پابندی ہے لیکن یہ لوگ دور دراز، قرب وجوار کے علاقوں سے آئے ہیں کم از کم ہم دعا تو کر سکتے ہیں۔

پولیس آفیسر جو حضرت کے تحمل و بردباری سے اور حضرت کی بھرپور شخصیت سے متاثر نظر آ رہا تھا اس نے کہا جناب دعا پر تو کوئی پابندی نہیں آپ ضرور دعا کروائیں۔ غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کا آغاز حمد و ثنا سے کیا اور پھر دعائیہ انداز میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان فرماتے رہے اور دعا کے خاتمے پر پولیس آفیسر کو ہوش آیا کہ کاظمی صاحب اپنے مقصد میں کامیاب اور اس انداز میں کامیاب ہوئے کہ قانون شکنی بھی نہیں ہوئی۔

غزالی زماں اغیار کی نظر میں ☆: اس واقعہ سے آپ کے علمی مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غزالی زماں رازی دوراں کو اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی علمی صلاحیتوں کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ سلام کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے سایہ کے بارے میں ہندوستان کے مشہور قلمکار عامر عثمانی دیوبندی کے ساتھ مباحثہ شروع ہوا تو ہندوستان کے علمی حلقوں میں اسے بہت دلچسپی سے دیکھا گیا عامر عثمانی (مدیر ماہنامہ تجلی) دیوبندی نے اپنے قلم کی شوخی اور ندرت سے ایک عرصہ تک خود دیوبند کو زچ کر رکھا تھا۔ عامر صاحب جس کے پیچھے پڑ جاتے پنجے جھاڑ کر پڑتے یہ بحث شروع کرتے وقت انہیں قطعاً احساس نہ تھا کہ سامنے کس پائے کا آدمی ہے۔ ماہنامہ السعید اور تجلی میں جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہوا تو مخالفین تو اپنی جگہ خود عامر عثمانی نے اعتراف کیا کہ ہمارے مخالفین نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔

مخالف بے بس ☆: غزالی زماں رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو اپنے پرائے سب تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ غزالی زماں رازی دوراں خانپور سے ملتان آ رہے تھے ریل گاڑی کے انٹر کلاس میں آپ سوار تھے مفتی غلام مصطفیٰ رضوی اور ان کے علاوہ تین افراد اور بھی تھے۔ گاڑی چلنے ہی والی تھی کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے معروف مقرر مولانا محمد علی جالندھری بھی اسی ڈبے میں سوار ہو گئے، ڈبہ مسافروں سے کھچا کھچ بھرا پڑا تھا اور بیٹھنے کے لئے بالکل جگہ نہ تھی۔ غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ نے مولانا جالندھری کے لئے اپنے قریب ہی جگہ بنالی اور انہیں اپنے

Marfat.com

ساتھ بٹھالیا اور ساتھ ہی مشروبات سے ان کی تواضع بھی فرماتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ دوران سفر مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو بھی جاری رہی، ان دنوں دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا دوست محمد قریشی نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا کہ دور ونزدیک سے سننا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے، جو کسی اور کے لئے یہ وصف ثابت کرے وہ مشرک ہے۔

غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ نے فرمایا جالندھری صاحب آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے تو جالندھری صاحب فوراً بولے قریشی صاحب نے صحیح لکھا ہے۔ غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ نے فرمایا جالندھری صاحب کیا اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی چیز دور ہے مولانا جالندھری صاحب گہری سوچ میں پڑ گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپ نے فرمایا جالندھری صاحب اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز دور نہیں لہٰذا یہ کہنا کہ دور اور نزدیک سے سننا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ سراسر غلط ہے۔ مولانا جالندھری نے یہ سن کر کہا کہ واقعی اس لفظ کی طرف تو میری توجہ ہی نہیں گئی پھر کہنے لگے کاظمی صاحب آپ کی فلسفیانہ گرفت سے بچنا آسان کام نہیں۔

قاسم العلوم کے طلباء انوار العلوم میں ☆: غزالی زماں رازی دوراں علیہ الرحمۃ کا انداز تعلیم وتربیت اتنا پیارا اور جامع تھا کہ سائل کے مشکل سے مشکل سوال کا جواب بڑے پیار سے دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے تو اپنے مخالفین کے مدارس کے طلباء بھی آپ سے درس لینے آتے۔ ملتان میں دیوبندیوں کا ایک بہت بڑا اور مشہور مدرسہ قاسم العلوم جو انوار العلوم کے مقابلے میں بنایا گیا تھا اور مفتی محمود احمد اس مدرسہ کے کرتا دھرتا تھے اس مدرسہ کے طالب علموں کو کوئی الجھن پیش آتی یا کسی مشکل کا سامنا ہوتا تو مفتی محمود امتحان لینے کی نیت سے ان طالب علموں کو مدرسہ انوار العلوم میں آپ کے درس حدیث میں بھیج دیتے اور وہ طلباء آپ کے جوابات سے نہ صرف مطمئن ہو کر لوٹتے بلکہ انوار العلوم میں داخل ہو جاتے۔

وصال باکمال ☆: پیرانہ سالی میں آپ کی صحت عرصہ سے خراب تھی مگر آپ نے اپنے معمولات کو ترک نہیں کیا تھا۔ آپ اپنی پوری توجہ ترجمہ اور تفسیر قرآن اور مدرسہ انوار العلوم پر صرف کئے ہوئے تھے اگرچہ صحت کی کمزوری کی بناء پر۔ آپ بیرونی دوروں پر جانے سے گریز کرتے تھے

Marfat.com

پھر بھی چاہنے والوں کی محبت تھی کہ آپ کو مجبور کر دیا کرتی تھی اور آپ کو تنظیمی اور تبلیغی اجتماعات سے خطاب کے لئے جانا ہی پڑتا تھا۔

آپ کے فیوض سے ایک زمانہ مستفیض ہو رہا تھا آپ کی برکات کی کہکشاں دلوں کو عرفانِ حق کی روشنی عطا کر رہی تھیں، اگرچہ آپ کی تیزی سے گرتی ہوئی صحت عشاق کو بعض اوقات پریشان کر دیا کرتی تھی مگر پھر بھی ہر آن دلوں سے یہی دعا ابھرتی تھی کہ خدایا غزالی دوراں کی عنایات ہم پہ ہمیشہ سایہ فگن رہیں اور ان کی سیادت و قیادت میں کاروان اسلام اسی طور منزل مقصود کی جانب گامزن رہے۔ ۴ جون ۱۹۸۶ء کا دن امام اہلسنت کے چراغ حیات کے گل ہونے کا ایمان افروز نظارا دیکھنے کے لئے افقِ فطرت سے ابھر آیا۔ یہ ماہ رمضان المبارک کی پچیس تاریخ تھی۔ خرابیِ صحت کے پیش نظر معالجین کے شدید طور پر منع کرنے کے باوجود آپ روزے رکھ رہے تھے جملہ روحانی تبلیغی اور نظریاتی معمولات بھی جاری تھے۔ محبان خاص، ارادت مندوں اور متلاشیاں حق کا ہجوم آپ کی رہائش گاہ پر رات گئے تک موجود رہتا۔ دراصل پروانوں کو شمع کی روشنی ماند پڑنے کا احساس ہو چلا تھا کہ اس لئے ان دنوں ہجوم کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا۔

اس تاریخ کو بھی آپ نے روزہ رکھا۔ دن ڈھلنے لگا تو آپ کی رہائش گاہ کے لان میں پروانوں کا ہجوم بڑھنے لگا۔ افطاری کا اعلان ہو گیا تو آپ نے اہل خانہ کے ساتھ روزہ افطار کیا، صفیں بچھ چکی تھیں۔ امام اہلسنت آگے بڑھے اور مصلیٰ پر کھڑے ہو گئے۔ اچانک دل پر دباؤ محسوس ہوا۔ فوراً دل پر ہاتھ رکھا اور لیٹ گئے۔ صاحبزادگان آگے بڑھے۔ انہوں نے گمان کیا کہ یہ معمول کا دورہ ہے۔ آگے بڑھے اور آپ کے دل پر مالش کرنے لگے مگر کچھ حاصل نہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے امام اہلسنت خالق حقیقی سے جا ملے۔

ہچکیاں دو آئیں گویا یار کا پیغام تھا   شاید پیک اجل کے ہاتھ مے کا جام تھا

صاحبزادگان نے آنسو بہاتی ہوئی نظریں اٹھا کر ارادت مندوں کے ہجوم کی طرف دیکھا۔ عشاق جاں نواز سمجھ گئے کہ ان آنسوؤں میں کیا پیغام پوشیدہ ہے ان کے دم سینوں میں رکنے لگے آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ابلنے لگے وہ دیکھ رہے تھے اور ان کا قائد سفر ابدیت کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملتان میں پھیل گئی اور ذرائع ابلاغ، رسل و رسائل اور ٹیلی فون کے ذریعہ وطن عزیز کے اطراف و جوانب میں

Marfat.com

بلکہ عالم اسلام کے ہر اہل نظر تک پہنچ گئی اس روز تو کاروباری زندگی اپنا دن کا سفر طے کر چکی تھی لیکن اگلے روز کے لئے جملہ کاروباری اداروں کی طرف سے تعطیل اور تجارتی مراکز بند کر دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ خبر کیا تھی، درد والم کی کوکھ سے ابھرتا ہوا وحشت اثر نغمہ تھا۔ کہ جس نے سنا دل تھام کے رہ گیا کہ خدایا۔ یہ کیا ہوگا۔ ہماری دعائیں، التجائیں سب رائیگاں گئیں اور تیری مشیت کی اسیر اجل نے ہماری محبوب ہستی کو ہم سے جدا کر دیا، ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر دل رو رہا تھا، ہر فکر پریشان تھی۔ ہر چہرہ غم و آلام کی علامت بنا ہوا تھا۔ اپنے رو رہے تھے کہ اب ان کے سر پر دست شفقت کون رکھے گا۔ بیگانے غمگین تھے کہ علم و حکمت کی گتھیاں کون سلجھائے گا۔ آشنا گریاں تھے کہ غزالی دوراں کی تدبر آفرینی کی جھلکیاں دیکھنے کو نہیں ملیں گی۔ غیر آشنا مضمحل تھے کہ اس دانائے راز کے اٹھ جانے سے پیدا ہونے والا خلا کون پُر کرے گا، ارادت مندوں کو قیامت ٹوٹنے کا گمان ہو رہا تھا کہ اب کتاب دل کی تفسیر کون لکھے گا، شاگردوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگی ہوئی تھیں کہ اب اپنے اعجاز نطق سے ہمارا مستقبل کون سنوارے گا، علماء و فضلاء سرنہارہ تھے کہ اس بطل جلیل کے اٹھ جانے سے ہمارا بھرم جاتا رہا۔ خطیبان ملت گنگ تھے کہ منبر و محراب کا وقار رخصت ہو گیا۔ مدینۃ الاولیا ملتان کی عظیم المرتبت درگاہوں کے سجادہ نشین آنکھوں سے آنسوؤں کے ساغر چھلکا رہے تھے کہ ہم سے پوچھو وہ کیا تھا جس کے دم قدم سے ملتان عظمت اسلاف کی علامت بنا ہوا تھا وہ ولی اللہ ہم سے جدا ہو گیا نوجوان اور بوڑھے بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے، کوچہ و بازار، در و دیوار اداسی و غمگینی کی علامت بنے ہوئے تھے اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے شہر ملتان، ملت اسلامیہ کے رنج و اندوہ کو اپنے دامن میں سمو کر آنسوؤں کے سیلاب میں ڈوب گیا ہے حوصلے شل اور جذبات زندگی اپنی آب و تاب کھو چکے ہیں اور افسردہ ہواؤں کا ایک ایک جھونکا زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ:

تھی وہ اک شخص کے تصور سے اب وہ رعنائی خیال کہاں!

وفات کی خبر عام ہوتے ہی آپ کی رہائش گاہ پر تل رکھنے کو جگہ نہ رہی، آپ سے محبت کرنے والوں کا انبوہ کثیر جمع ہو چکا تھا رہائش گاہ کے اندر اور باہر سڑکوں پر اہل نظر کا ہجوم تھا یہ سب اس خبر کی تصدیق کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے تھے۔ لیکن دلوں میں آرزو مچل رہی تھی کہ کاش یہ خبر غلط ہو، اس ماتمی ہجوم میں علماء و فضلاء، طلبہ، مشائخ، دانشور، سیاستدان، صحافی، وزراء اور افسران حکومت

Marfat.com

بھی شامل تھے۔ سب آپ کے صاحبزادگان سے لپٹ کر اپنے غم واندوہ کا اظہار کر رہے تھے اور صاحبزادگان تک اپنے غم کے جذبات پہنچاتے ہوئے انہیں اس سانحہ عظیم کو صبر و استقلال سے برداشت کرنے کی تلقین کر رہے تھے دربار حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین مخدوم سید وجاہت حسین گیلانی حضرت علامہ کاظمی کا آخری دیدار کرنے رہائش گاہ پر پہنچے تو فرط غم سے رو پڑے اُس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے اپنے تعزیتی پیغام میں آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی المناک رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پُر ہونا مشکل ہے۔ وفاقی وزیر ریلوے سید یوسف رضا گیلانی نے اسی وقت اپنے تعزیتی تاثرات میں کہا کہ علامہ کاظمی کی وفات کسی عظیم قومی المیہ سے کم نہیں۔ آپ نے راہ فکر و عمل میں جو انمٹ نقوش چھوڑے ہیں وہ مسلم قوم کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ درگاہ حضرت بہاؤالدین ذکریا اور حضرت شاہ رکن عالم کے سجادہ نشین اور گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی کو ٹیلی فون پر یہ خبر پہنچی تو وہ رو پڑے اور مرحوم کے انتقال کی تفصیلات دریافت کرتے رہے انہوں نے علامہ کاظمی مرحوم کے صاحبزادگان سے کہا کہ وہ بھی آج لاکھوں سوگواروں میں شامل ہیں۔ بے شمار تنظیموں کے عہدیداران نے اس سانحہ پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج صرف ملتان شہر ہی نہیں بلکہ پورا پاکستان یتیم ہو گیا ہے۔

غرضیکہ ہر زبان پر آپ کا چرچا اور تذکرہ تھا آپ کے محاسن اور اوصاف بیان کئے جارہے تھے آپ کے سربلند کردار کے روشن پہلوؤں کو خراج عقیدت پیش کیا جا رہا تھا۔ چاروں طرف سے جذبات الم کا سیلاب امنڈ پڑا تھا۔ شہر کی مختلف مساجد میں علامہ کاظمی کی وفات کی خبر سنتے ہی اس روح فرسانحہ کے اعلانات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور رات گئے تک ان کی نماز جنازہ کے بارے میں عوام کو اطلاعات بہم پہنچائی جاتی ہیں شہر کی تمام بڑی بڑی مساجد میں نماز تراویح کے بعد قرآن پاک کی تلاوت اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا گیا تھا اور ملک کے اطراف و جوانب سے آپ کے عقیدت مندوں، مریدین اور شاگردوں نے ملتان میں آمد کا سلسلہ شروع کر دیا تھا ہر ایک کے دل میں آپ کے آخری دیدار کی آرزو مچل رہی تھی اور لبوں پر ایصال ثواب کے لئے آیات قرآنی کی تلاوت اور درود و سلام کی سوغات سجی ہوئی تھی اس روز اعلان کر دیا گیا کہ آپ کی نماز جنازہ اگلے روز یعنی ۵ جون کو پانچ بجے شام ڈویژنل سپورٹس گراونڈ میں ادا کی جائے گی ملک بھر کے ذرائع

Marfat.com

ابلاغ کے اہم ارکان بھی رپورٹنگ کے لئے ملتان پہنچ رہے تھے اسی اثنا میں وفاقی وزیر حاجی محمد حنیف طیب بھی اشکوں کی برسات لئے ملتان آ پہنچے انہوں نے آپ کے قل شریف تک تمام سرکاری مصروفیات منسوخ کر دی تھیں غرضیکہ کس کس کا ذکر کیا جائے۔ ایک سے ایک بڑھ کر شخصیت موجود تھی مگر سب فرطِ الم سے نڈھال اور بے قرار تھے۔

اور پھر ۵ جون کا سورج لاکھوں ارادت مندوں کی متاع زیست کے لٹ جانے کا تماشہ دیکھنے کے لئے طلوع ہو گیا۔ علامہ کاظمی مرحوم کی اقامت گاہ پر موجود ہجوم میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ اگر آپ کا آخری دیدار کر کے دس افراد جاتے تو پچاس اور آ موجود ہوتے تھے۔ آپ کو غسل دینے کی تیاریاں ہونے لگیں اس وقت تک آپ کی رہائش گاہ اور ملحقہ سڑکوں پر ہجوم بہت بڑھ چکا تھا ملک بھر سے عقیدت مندوں کی بہت بڑی تعداد ملتان پہنچ چکی تھی۔ ریلوے اسٹیشن اور بس سٹینڈ سے آپ کی رہائش گاہ تک سڑکوں پر غمزدہ انسانوں کے قافلے رواں تھے اور اک کی وسعتوں سے ہر لحظہ صدا ابھر رہی تھی۔ آپ کے وجود کو غسل دیا جا چکا تو ایک بار پھر ارادت مندوں کا ہجوم آپ کے آخری دیدار کو لپکا بے شار لوگوں کا ہجوم اپنے قائد کی آخری جھلکیوں کو اپنی نگاہوں کے البم میں سجانے کے لئے کوشاں تھا۔ دیکھنے والے آپ کا چہرہ دیکھتے تھے مگر طبیعت سیر نہیں ہوتی تھی۔ بار بار دیکھتے اور پھر دیکھنے کی آرزو کرتے۔ چہرے پر ایک ملکوتی تبسم رقصاں تھا یوں نظر آتا تھا جیسے آپ آسودہ خواب ہیں، پُر وقار چہرہ، شگفتہ لب کہ جن سے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی مہک پھوٹی تھی وہ وجود کہ جس نے وطن عزیز کے کونے کونے میں عظمت وشان مصطفیٰ ﷺ کے نغمے سنائے تھے آج ابدی سکوت کی چادر اوڑھے مرجع خلائق بنا ہوا تھا۔ امام اہلسنت کے چہرے کی شگفتگی ان کی ابدی سرخروئی کی غماز تھی۔ جنازہ اٹھا تو کہرام بپا ہو گیا۔ اہل دل پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے ہر شخص جنازے کو کندھا دینے کے لئے بے قرار تھا جو کندھا نہیں دے سکتے تھے وہ فقط جنازے کے ساتھ بندھے ہوئے بانسوں کو ہاتھ لگانے کو ہی سعادت تصور کر رہے تھے علامہ کاظمی کی رہائش گاہ سے ڈویژنل پولیس گراؤنڈ تک کا راستہ انسانوں سے اٹا ہوا تھا یوں نظر آتا تھا جیسے انسانوں کا جنگل اگ آیا ہو۔ علامہ کاظمی کے خلف اکبر پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی (کہ جنہیں حضرت نے اپنا جانشین نامزد فرمایا تھا) اور دوسرے صاحبزادگان سید ارشد سعید کاظمی، صاحبزادہ سید راشد سعید کاظمی سید حامد سعید کاظمی جو کہ خود غم واندوہ سے نڈھال تھے

Marfat.com

سینے پر صبر کی سل رکھ کر ارادت مندوں کے بڑھتے ہوئے ہجوم کی ڈھارس بندھا رہے تھے۔ سورج شدت سے چمک رہا تھا لاکھوں عقیدت مند جوروزے سے تھے کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق بیسیوں آدمی شدت غم سے بے ہوش ہو گئے، دھاڑیں مار کر رونے والے کہہ رہے تھے کہ ہمارا باپ چلا گیا بتاؤ ہم اسے کہاں سے ڈھونڈیں۔

جنازے میں دنیائے اہلسنت کے سربرآوردہ اصحاب اور روحانیت وطریقت کے تابندہ ستارے بڑی کثرت سے موجود تھے ان میں سے مندرجہ ذیل اصحاب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ سجادہ نشین درگاہ حضرت بہاؤالدین زکریا، گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، درگاہ حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین مخدوم وجاہت حسین گیلانی، وفاقی وزیر پٹرولیم حاجی محمد حنیف طیب، وفاقی وزیر ریلوے سید یوسف رضا گیلانی، وفاقی وزیر مملکت مقبول احمد خاں، مسٹر اقبال احمد خاں، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا محمد حسن حقانی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، میجر جنرل حمید گل، پیر سید ولی محمد چادر والے، مولانا محمد صدیق ہزاروی، مولانا منظور احمد ہاشمی، مخدوم زادہ شفاعت حسین گیلانی، مولانا شبیر احمد ہاشمی، مولانا محمد اقبال اظہری، پیرزادہ عبدالسعید مفتی غلام سرور قادری، مولانا خدا بخش اظہر شجاع آباد، مفتی عبدالشکور ہزاروی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازھری کراچی ایم این اے خواجہ غلام معین الدین تونسوی ایم این اے، مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا خورشید احمد فیضی، مولانا عبدالغفور الوری، صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا فیصل آباد، جسٹس شجاعت علی قادری کراچی، مولانا سعادت علی قادری کراچی شاہ تراب الحق قادری ایم این اے کراچی، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی دیوان شاہ آل مجتبیٰ اجمیری وغیرہ۔

غرضیکہ کس کس کا ذکر کیا جائے وہاں تو ہر شخص یہی محسوس کر رہا تھا کہ مجھ سے زیادہ صدمہ کسی اور کو نہیں ہے علامہ کاظمی مرحوم کی رہائش گاہ واقع شاداب کالونی ملتان (جہاں سے جنازہ اٹھایا گیا) سے ڈویژنل سپورٹس گراؤنڈ کا فاصلہ قریباً ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہوا، چاروں طرف سے کلمہ شہادت، کلمہ طیبہ، درود وسلام اور تسبیح وتہلیل کی سی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اس روز سورج اگر چہ شدت سے روشن تھا مگر غم واندوہ کی تاریکیوں میں گھرے ہوئے ارادت مندوں کو اپنے شیخ کے تصور سے ہٹ کر کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جنازے کے جلوس میں علماء وصلحاء، صوفیائے کرام، صنعت کار، طالب علم، تاجر، دکاندار، مزدور اپنی متاع خلوص غزالی دوراں علیہ الرحمۃ کی نذر کرنے کے لئے بھیگی پلکوں پر

Marfat.com

آنسوؤں کے گہر ہائے تابدار سجائے ہوئے تھے شرکاء جنازہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے یوں نظر آتا ہے جیسے آج تمام راستے ڈویژنل سپورٹس گراؤنڈ کی جانب جا رہے ہوں نماز جنازہ ہو چکنے کے بعد بھی سوگواروں کی آمد جاری رہی۔ بعض ایسے علاقے تھے جہاں اخبار نہیں پہنچتا اور اگر پہنچتا بھی ہے تو تاخیر سے۔ اس لئے ان علاقوں سے آنے والے حضرات کا تاخیر سے پہنچنا ایک لازمی امر تھا۔

جنازہ ڈویژنل سپورٹس گراؤنڈ میں پہنچ گیا، علامہ کاظمی مرحوم کے صاحبزادگان اور جید علمائے کرام عوام سے صبر و استقامت کی تلقین کرتے ہوئے انہیں صف بندی کی تلقین کر رہے تھے۔ مگر صفیں ہیں کہ بنتی ہیں تو پیچھے سے آنے والے سوگواروں کا ریلا انہیں توڑ کر رکھ دیتا ہے صف بندی کا عمل مکمل ہوا تو سوال اٹھا کہ امامت کے فرائض کون انجام دے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کے بارے میں بار بار اعلان ہو چکا تھا کہ وہ نماز جنازہ کی امامت فرمائیں گے مگر عین وقت پر مولانا نورانی نے علامہ کاظمی مرحوم کے جانشین صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی کو مصلیٰ پر یہ کہتے ہوئے کھڑا کر دیا کہ یہ امامت آپ ہی کو زیبا ہے۔ نماز جنازہ ادا ہو چکی تھی تو آپ کے جسد خاکی کو شاہی مسجد عیدگاہ ملتان کے احاطہ میں سپرد خاک کرنے کے لئے لے جایا گیا۔ جہاں آپ کی مرقد منورہ پہلے ہی تیار ہو چکی تھی۔ مرقد کے گرد اصحاب فکر و نظر کا ہجوم تھا۔

حضرت سیّد امورالحسن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محبوب خدا، عاشق مصطفیٰ ﷺ، شمع صفا، منبع جود و سخا، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، سند الواصلین، فخر الکاملین حضرت خواجہ پیر سید امورالحسن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۶/اپریل ۱۹۱۴ء کو جناب سید ایزد حسین شاہ کے گھر سہارنپور یوپی انڈیا میں ہوئی۔ آپ چونکہ ایک متمول گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اس لئے آپ کی تربیت بچپن سے ہی بڑے ناز و نعم کے ساتھ کی گئی۔ آپ کی خدمت کے لئے رئیسی تانگہ اور کلیان گھوڑے ہر وقت تیار رہتے۔ خاندان کے دیگر افراد آپ پر ہر دم اپنی جان نچھاور کرتے تھے۔ جس دن آپ کی ولادت ہوئی آپ کے والد گرامی اپنے کمرے میں تلاوت قرآن مجید فرما رہے تھے۔

Marfat.com

جس وقت آپ یہ آیت مبارکہ "وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ" پڑھ رہے تھے تو اُن کے کان میں بچے کے رونے کی آواز آئی اور ساتھ ہی کسی نے اطلاع دی کہ مبارک ہو بیٹا پیدا ہوا ہے۔
تو والد گرامی نے اسی وقت آپ کا نام نامی اسم گرامی امور الحسن رکھ دیا تھا۔

ابھی آپ کا بچپن کا عالم تھا کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور آپ کی تعلیم و تربیت اور پرورش کی ذمہ داری آپ کے دادا جان حضرت پیر سید گونٹے شاہ علیہ الرحمۃ اور آپ کے چچا سید زاہد حسن پر آ پڑی اور انہوں نے انتہائی جان فشانی سے آپ کی تعلیم و تربیت و پرورش پر توجہ دی آپ نے سہارنپور اسلامیہ ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان اپریل ۱۹۳۱ء میں بورڈ آف ہائی سکول اینڈ انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن الٰہ آباد یوپی سے رول نمبر ۲۸۹ کے تحت پاس کیا اور سہارنپور کالج سے ہی گریجویشن کیا۔

تعلیم سے فارغ ہوتے ہی آپ درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے اور اپنے ہی کالج میں بطور اسسٹنٹ ماسٹر ملازمت اختیار کر لی یہ سلسلہ ۱۹۴۴ء تک جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ جہلم میں بطور انسپکٹر محصول چنگیات تعینات ہوئے۔ کچھ عرصہ ملازمت کے بعد آپ راولپنڈی میونسپل کارپوریشن میں بطور ٹیکس سپرنٹنڈنٹ تعینات رہے اور عرصہ دراز تک راولپنڈی میں ہی قیام پذیر رہے۔ اور از خود سرکاری ملازمت سے استعفیٰ پیش کر کے خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ عبداللطیف میرٹھی چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔ شاہ عبداللطیف میرٹھی چشتی صابری علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ تھے حضرت منشی انتظام علی شاہ صابری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت صوفی محمد حسین مراد آباد صابری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت صوفی علی حسین صابری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت میاں محمود الحق رامپوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت غلام حسین صابری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت قطب دوراں سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرضوان اجمعین کے۔

بعد از تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ عبداللطیف میرٹھی صابری نے

Marfat.com

آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ کی طبیعت میں بے حد سادگی تھی، مزاج عالی بھی نرم اور چہرے سے عاجزی اور انکساری چھلکتی نظر آتی تھی۔ اتباع سنت کا خصوصی اہتمام فرماتے، کسی معاملے میں اپنی برتری یا کسی خاص امتیاز کا احساس نہ کرتے، آنے والے مریدین اور حاضرین مجلس پر انتہا درجہ کی شفقت فرماتے تھے۔ عقیدت مندوں کی طرف سے آنے والے پھل اور دیگر شیرینی فوراً احباب میں تقسیم کروا دیتے تھے۔ جوانی سے لے کر تادم آخر اپنے شیخ کے تلقین ہوئے اوراد و وظائف کو پورا فرماتے رہے۔ عبادت و ریاضت، خدا ترسی، عظمت، تقدس کا ہر شخص معترف تھا۔ اگر کبھی کوئی شخص آپ کے مزاج کے خلاف بات کر دیتا اور وہ آپ کو ناگوار گزرتی تو آپ کم از کم دوسروں کو محسوس نہ ہونے دیتے تھے۔ پوری رات کا زیادہ حصہ یاد خدا اور یاد محبوب میں بسر فرماتے تھے۔ ریاضت و مجاہدہ، حلم وعفو، درگزر، ذوق سماع، فقر و فاقہ، استغنا، نرمی و تواضع و انکساری ضرورت مندوں کی حاجت برآری اور ارباب دول سے کنارہ کشی جیسے اوصاف حمیدہ آپ کی ذات والا صفات میں بہت نمایاں تھے۔ اپنے پیر بھائیوں کی بے انتہا تعظیم عمر بھر آپ کا شیوہ رہا ان سے ایسی خندہ پیشانی سے ملتے جیسے کوئی عظیم نعمت اور دولت میسر آئی ہے۔ مرید ہو غیر مرید جو بھی خانقاہ میں آ جاتا اسے سب سے پہلے لنگر کھلانے کا حکم فرماتے۔ آپ بذات خود بہت سادہ غذا استعمال فرماتے تھے۔ دلیہ آپ کی مرغوب غذا تھی۔ لباس عام طور پر لمبا کرتا اور پاجامہ ہوتا تھا۔ سر پر کڑھائی والی اونچی سفید ٹوپی دونوں کندھوں پر سلسلہ کا مخصوص سرخ اور سبز رنگ کا حیدر آبادی لمبا رومال ہوتا تھا۔ آپ کے لباس اور چہرہ سے درویشانہ شان جھلکتی تھی۔ جس محفل میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے وہاں آپ کی شخصیت اپنے ہم عصر مشائخ پر حاوی رہتی تھی۔ جو کہ قدرت کی دین تھی۔

آپ کا اپنے مرشد سے عشق و محبت☆: ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد جب آپ کے تمام اہل خاندان و اہل خانہ سہارنپور سے پاکستان چلے آئے تو آپ اپنے پیر و مرشد شاہ عبداللطیف میرٹھی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں میرٹھ تشریف لے گئے اور میرٹھ میں ہی قیام کا ارادہ کر لیا چونکہ آپ کو اپنے شیخ سے حد درجہ کا عشق و پیار تھا ایک لمحہ کے لئے بھی جدائی گوارا نہ تھی۔ اس دوران آپ مرشد نے کئی مرتبہ اشارتاً فرمایا امور الحسن تمام اہل خانہ پاکستان چلے گئے آپ

Marfat.com

بھی چلے جائیں مگر آپ مرشد کا فرمان سن کر خاموش ہو جاتے تھے۔ بالآخر جب آخری ٹرین کی روانگی کا وقت آیا اور قتل و غارت اپنے عروج کو پہنچی تو شاہ عبداللطیف صابری میرٹھی نے حکم دے کر اشکبار آنکھوں سے آپ کو ٹرین پر سوار کرایا اور فرمایا کہ تمہیں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کیا۔ پھر غمگین انداز میں فرمایا کہ مجھے سب کچھ مل جائے گا مگر ''امور'' کہاں سے لاؤں گا۔ پھر فرمایا اچھا اللہ خیر سے پھر ملائے گا۔ آپ کو اپنے شیخ سے اس قدر اُنس اور پیار تھا جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے پاس شیخ کی طرف سے جب کوئی خط یا رقعہ میرٹھ سے آتا تو اس کو بار بار پڑھتے اور چومتے اور اس کو محفوظ کر لیتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد جب میرٹھ سے پاکستان تشریف لاتے تھے تو آپ اپنی ملازمت اور بیوی بچوں سے فارغ اور بے نیاز ہو کر مرشد کی خدمت میں لگ جاتے مرشد کی آمد کی اطلاع ملتے ہی دفتر میں چھٹی کی درخواست بھجوا دیتے تھے۔ جب تک آپ کے مرشد پاکستان میں رہتے آپ پورا وقت مرشد کو دیتے اس دوران کوئی ذاتی کام بھی نہ کرتے۔ جب مرشد واپس انڈیا جاتے تو آپ واپسی کے لئے بارڈر کراس کروا کر واپس آتے اور ڈیوٹی سنبھالتے تھے۔

ہم عصر صوفیاء و مشائخ سے تعلق☆: آپ ایک وضع دار شخصیت کے مالک تھے اپنے ہم عصر صوفیائے کرام و مشائخ عظام کا دلی طور پر بہت احترام فرماتے تھے۔ اور ان کے ہاں سالانہ عرسوں کے موقع پر تشریف بھی لے جاتے تھے۔ راولپنڈی میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی شخصیت قطب دوراں حضرت قمر المشائخ الحاج پیر حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری میرٹھی علیہ الرحمۃ کے مکان پر ۱۶۔۱۵ اشوال اور بارہ تیرا ربیع الاول شریف کے عرس کے موقع پر آپ ضرور تشریف لاتے اور محفل سماع و ختم شریف اور دعا میں خصوصی طور پر شرکت فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت صوفی فیض الحسن شاہ صابری سرائے عالمگیر والے رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار آج کل پاکپتن شریف میں ہے ان سے اور حضرت صوفی فرزند علی صابری جن کا مزار جہلم میں ہے ان سے اور مولانا سید انعام اللہ شاہ انبالوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ صوفی عبدالحکیم صابری منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ والے حضرت صوفی مشتاق احمد صابری لاہور والے حضرت مولانا شیخ محمد اسماعیل ذبیح گنگوہی صابری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ صوفی محمد صدیق کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد والوں کے علاوہ راقم الحروف کے والد گرامی

Marfat.com

حضرت فیض عالم حافظ فیض محمد چشتی صابری الحسینی علیہ الرحمۃ سے چونکہ آپ کا ضلع بھی سہارنپور تھا دو نسبتوں کی وجہ سے خصوصی محبت تھی۔ ایک نسبت صابری دوسری نسبت آبائی سہارنپوری۔

نوٹ ☆: فقیر راقم الحروف ۷۳-۱۹۷۲ء سے مستقل ہر سال بلکہ سال میں دو مرتبہ اپنے شیخ تربیت حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین صابری علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر عرس کے موقعوں پر بار بار آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا ہے۔ آپ کے چہرے پر شان درویشی کے علاوہ شان جلالت کی بھی عجیب جھلک تھی۔ ہر شخص کو جرأت نہ تھی کہ وہ آگے بڑھ کر بے ساختہ کچھ عرض کرے یا سوال کر سکے۔

فقیر راقم الحروف کو یہ اعزاز بھی اپنے چچا پیر و شیخ تربیت حضرت قمر المشائخ الحاج پیر حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حکم سے حاصل ہے کہ جب فقیر کاتب الحروف کو حضرت قمر المشائخ نے ایک وفد ترتیب دے کر ۱۹۸۳ء میں اپنے مرشد کے مزار کی تعمیر اور دادا مرشد کے مزار کی مرمت کے لئے پاکستان سے میرٹھ یوپی انڈیا بھیجا تھا۔ تو اس وقت اس فقیر راقم الحروف کو ایک خصوصی مسئلہ جس کا تعلق حضرت سید امور الحسن شاہ صابری کے پیر مرشد شاہ عبداللطیف صابری میرٹھی سے تھا۔ فقیر کو مسئلہ کے سلسلہ میں شاہ عبداللطیف صابری میرٹھی سے بات کرنے اور اس کو حل کرنے کا حکم دیا تھا اور میرے ساتھ انڈیا جانے والوں کو حضرت قمر المشائخ کا حکم تھا کہ تم نے مولانا مقصود احمد صابری کے معاملات اور مذاکرات میں دخل نہیں دینا۔ یہ وہاں خود بات کریں گے۔ اس طرح حضرت قمر المشائخ نے فقیر کو اپنا سفیر یا نمائندہ خاص مقرر فرما کر بھیجا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت شاہ ولایت زاہد میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر حضرت سید امور الحسن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے پیر و مرشد سے تقریباً چار گھنٹے تک ملاقات و گفت و شنید رہی اور پھر معاملہ کو جس طرح حضرت قمر المشائخ نے چاہا تھا اس کو اس کی روح کے مطابق شاہ عبداللطیف صابری علیہ الرحمۃ سے تسلیم کرایا۔ یہ دوہرا اعزاز۔ ایک ملاقات کا دوسرا مذاکرات کا اس ناچیز بندۂ مسکین راقم الحروف کو حاصل ہے جو کہ زندگی کی اہم یادگار ہے۔

ارشادات و تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت دو جداگانہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ طریقت عین شریعت ہے اور شرع متین کی پابندی کے بغیر طریقت کا حصول ناممکن ہے۔ شریعت توحید کے معاملات کا بیان ہے اور طریقت باطن کی صفائی، تہذیب و اخلاق اور اعمال ظاہری

Marfat.com

کی آراستگی کا نام ہے۔ شریعت بدن کو گناہ سے محفوظ رکھنے کا نام ہے اور طریقت دل سے کدورت نکالنے کا نام ہے۔ شیخ طریقت وہی ہوسکتا ہے جو علم شریعت اور علم طریقت اور علم حقیقت جانتا ہے۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے پیر سے دلی عقیدت و ارادت رکھے۔ مرید پر پیر کی اطاعت اور پیروی واجب ہے۔ مرید کو چاہیے کہ پیر کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے تاکہ باطنی اصلاح ہوسکے۔ مرید کو غرور، تکبر، جھوٹ، غیبت اور دیگر برائیوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کے بعد طریقت کا راستہ ملے گا اور جب طریقت کی منزل سے آگے بڑھے گا تو پھر حقیقت کی منزل حاصل کرے گا۔

منزل عشقت مقام دیگر است ☆: آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ عبداللطیف میرٹھی صابری ہر سال پاکپتن شریف زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس مبارک پر میرٹھ سے تشریف لاتے تھے۔ تو اس موقعہ پر آپ کے تمام پیر بھائی بھی ان کے ہمراہ عرس میں شرکت کرتے تو معمول یہ تھا کہ پرانے راستے پر دروازے کے بائیں جانب دو کمرے لے کر ٹھہرتے تھے۔ ایک مرتبہ شاہ عبداللطیف میرٹھی مریدین کے ہمراہ شاہ خواجہ عزیز مکی علیہ الرحمۃ کے مزار مقدس پر فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے۔ درگاہ شریف سے ملحقہ مسجد کے ساتھ نیچے اور گہری زمین کو دیکھ کر رونے لگے کہ اس زمین پر رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہاں پر خانقاہ بننی چاہیے۔ اس فرمان کو سب مریدین سن رہے تھے مگر کسی نے سمجھا نہ۔ اور جس خاص شخصیت کے لئے اشارہ تھا اُس نے اسے سن کر پلے باندھ لیا۔ جب شاہ عبداللطیف میرٹھ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے مریدین کے سامنے اپنے مرشد کی بات کو دہرایا اور اس کا مقصد سمجھایا کہ حضرت شیخ کا اس زمین کے بارے یہ فرمان تھا۔

چنانچہ آپ کے مریدین نے آپ کی خواہش کے احترام کے پیش نظر ماہ مئی ۱۹۷۳ء میں خانقاہ کے لئے وہی قطعہ زمین خرید لیا۔ جس کی نشاندہی آپ کے پیر و مرشد شاہ عبداللطیف صابری میرٹھی نے فرمائی تھی۔ جگہ کی خریداری کی تکمیل پر آپ نے اس جگہ پر خانقاہ محمدیہ، قلندریہ لطیفیہ اموریہ کی بنیاد رکھ دی یہ جگہ بہت گہری تھی آٹھ نو فٹ مٹی سے بھرائی کی گئی۔ خانقاہ کی تعمیر سے پہلے اس کو چھپر والی خانقاہ کے نام

Marfat.com

سے پکارا جاتا تھا۔ جو کہ اب شیشے والی خانقاہ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ اور اس کے مین گیٹ کا نام ''باب امور'' ہے۔ خانقاہ شریف میں ایک جگہ زیر زمین تہہ خانہ تعمیر کرایا گیا۔ جب ہندوستان سے آپ کے مرشد تشریف لائے تو اس تہہ خانہ میں بیٹھ کر عبادت و ریاضت میں مصروف اور چلہ کش رہے۔ اُن کے ہندوستان چلے جانے کے ایک عرصہ بعد آپ نے اس تہہ خانے میں مٹی ڈلوا کر بند کروا دیا تھا۔ یہی وہ جگہ خاص ہے جہاں آج آپ کا مزار پُر انوار بنا۔ اور آپ کا مرقد منور عین اس چلہ گاہ کی جگہ تعمیر شدہ ہے۔ جہاں شاہ عبداللطیف میرٹھی نے اپنی چشم بصیرت سے انوار کی بارش ہوتی دیکھی تھی۔

کشف و کرامات ☆: آپ کا ایک مرید ہر ماہ کی تین تاریخ کو آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ مقررہ تاریخ کو جب آپ کی خانقاہ معلیٰ میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک شخص آپ کے کمرے سے باہر نکل کر واپس جا رہا تھا۔ جب وہ صاحب چلے گئے تو آپ کا وہ مرید کمرے میں داخل ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو تم نے دیکھا ہے جو کمرے سے ابھی ابھی نکل کر گیا ہے۔ اس پر بہت سے مقدمات ہیں۔ اس کی بات سن کر میرا دل کانپ اٹھا ہے۔

آپ کی زبان ترجمان سے الفاظ سن کر مرید کے دل میں خیال آیا کہ اُس کا تو کام ہو گیا۔ اتفاق کی بات یہ کہ اگلے ماہ کی تین تاریخ کو جب وہ مرید دوبارہ خانقاہ شریف میں پہنچا تو وہی شخص آپ کے کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔ اور ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا اور باہر بالکل نئی زیرو میٹر گاڑی کھڑی تھی۔

جب وہ مرید کمرے میں داخل ہوا اور قدم بوسی کی تو آپ نے فرمایا تم نے اس آدمی کو پہچانا ہے جو ابھی ابھی کمرے سے نکل کر باہر کی جانب گیا ہے۔ اُس مرید نے عرض کیا حضور یہ وہی شخص ہے جو گزشتہ ماہ بہت خستہ حالت میں آیا تھا اور اب تو پہچان میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا واقعی یہ وہی شخص ہے جس پر کافی مقدمات تھے۔ اللہ کریم نے سارے مقدمات اس کے حق میں کر دیئے ہیں۔ اور وہ مجھے رقم سے بھرا ہوا بریف کیس اور نئی گاڑی دینے آیا تھا۔ مگر میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ فقیر کو اس کی کوئی ضرورت نہ ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک شخص ایک عرصہ سے مرشد کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ کئی جگہ گئے مگر دِل کو تسلی نہ ہوتی تھی۔ ایک دفعہ خواب میں ایک بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان کی تلاش کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے۔ کافی تگ و دو کے بعد وہ بزرگ ملے تو سہی مگر زیارت اس طرح نہ ہوئی

Marfat.com

جس طرح خواب میں بشارت ہوئی تھی۔ اور ملاقات کے بعد دل کو تسلی و تشفی بھی نہ ہوئی تھی۔ اُن بزرگ نے دل کی کیفیت کو بھانپتے ہوئے فرمایا کہ ہم پاکپتن میں رہتے ہیں آپ وہاں تشریف لائیں۔

چنانچہ حسب وعدہ وہ جب پاکپتن شریف خانقاہ محمدیہ، قلندریہ، لطیفیہ میں پہنچے تو وہی محفل تھی جس طرح خواب میں نظر آئی تھی۔ آپ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ بھئی اب تو شک نہیں ہے۔ چونکہ سائل کی تسلی ہو چکی تھی۔ پھر وہ اطمینان قلب سے حلقۂ غلامی میں داخل ہو گیا۔

کرامت نمبر ۳ ☆: آپ کے صاحبزادے حضرت سید شمیم الحسن شاہ صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میری تعیناتی دوبئی میں ہوئی تو آپ نے رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا اچھا جاؤ جب وقت ہوگا ہم خیر سے بلالیں گے۔ اُس وقت تو انہیں یہ بات سمجھ میں نہ آئی مگر جب آپ کا وصال با کمال ہوا۔ تو انہیں دوبئی سے رات گیارہ بجے والی فلائٹ ملی جو اسلام آباد اترتی ہے اور پھر وہاں سے بائی روڈ سفر کر کے تین چار بجے پاکپتن پہنچتے۔ جبکہ آپ کا جنازہ صبح دس بجے ہونا تھا۔ بہرکیف وہ فرماتے ہیں کہ میں جہاز میں سوار ہوا۔ اور قرآن مجید کی جو آیات مجھے یاد تھیں میں نے ان کی تلاوت شروع کر دی۔ جہاز نے صبح چھ بجے اسلام آباد اترنا تھا۔ مگر جہاز دوران پرواز اسلام آباد کے قریب پہنچا تو اعلان ہو گیا کہ اسلام آباد کا موسم خراب ہے لہٰذا جہاز اسلام آباد نہیں اترے گا بلکہ لاہور اترے گا۔

جبکہ لاہور ایئرپورٹ کے اسٹاف کو علم تھا کہ ہمارے ایک آفیسر کے والد کا انتقال ہو گیا ہے انہوں نے پاکپتن شریف پہنچنا ہے۔ انہوں نے حفظ ماتقدم کے تحت پاکپتن شریف کے لئے گاڑی وغیرہ کا پہلے سے بندوبست از خود کر دیا۔ جب جہاز لاہور اترا تو میرا چھ گھنٹے کا سفر تو پہلے کم ہو گیا تھا۔ میں ایئرپورٹ سے باہر آیا ٹیکسی میں سوار ہو کر پاکپتن کی جانب سفر کے لئے روانہ ہونے لگا تو ایئرپورٹ سے اعلان ہوا کہ اسلام آباد کا موسم ٹھیک ہو گیا ہے۔ لہٰذا فلائٹ اسلام آباد جا رہی ہے۔ اس طرح صاحبزادہ شمیم الحسن صابری ٹھیک ساڑھے نو بجے پاکپتن شریف پہنچ گئے اور آپ کے جنازے کے انتظامات و معاملات کو پہنچ کر سنبھالا۔

وصال با کمال ☆: وصال سے قبل سولہ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ کو آپ کو ہچکی کی تکلیف شروع ہوئی جس کی وجہ سے طبیعت میں انتشار اور بوجہ علالت نقاہت بھی رہنے لگی جس کی وجہ سے

Marfat.com

آپ کو پاکپتن سے لاہور لایا گیا مگر لاہور میں آپ کی طبیعت کو سکون نہ مل سکا آپ کی فرمائش پر دوبارہ آپ کو پاکپتن شریف لے جایا گیا۔ وہیں پر آپ کی صاحبزادیاں نواسے نواسیاں دیگر اعزا عقیدت مندان مریدین بھی پہنچنا شروع ہو گئے۔

وصال سے چند یوم پہلے آپ نے چورن طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ دنیا کا کھایا پیا دنیا میں ہی رہ گیا۔ اب ہم اگر چار دن بھی پڑے رہیں گے تو ہمارا کچھ بھی نہ بگڑے گا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے سلسلے میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب جنازہ ہوتا ہے تو قوالی بھی ساتھ ہوتی ہے۔ جنازہ پڑا ہو تب بھی کام ہوتے رہتے ہیں اور کبھی نہیں رکتے۔

وصال سے قبل آپ نے غربی دیوار کی طرف دیکھ کر فرمایا ''تمام باہر نکل جاؤ'' احسن شاہ صاحب دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔ سید محمود شاہ سرہانے کی طرف سرک گئے اور ڈاکٹر جان عالم پائینتی کی طرف بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے رمضان نامی مرید سے فرمایا کہ کروٹ دلوا دو۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جان جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

آپ کا وصال باکمال ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ بمطابق ۲۷ جون ۱۹۸۶ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار حضرت عزیز مکی علیہ الرحمۃ کے مزار کے نزدیک پاکپتن شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ سید شمیم الحسن شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین مقرر ہوئے جو ۱۹۸۶ء تا ۲۰۰۵ء تک سجادہ نشینی اور سلسلہ عالیہ کے فرائض بحسن وخوبی سرانجام دیتے رہے اور ۲۰۰۵ء میں ان کا وصال باکمال ہو گیا۔

ان کے بعد ان کے صاحبزادے جناب سید سعید الحسن شاہ صابری اور سید فرید الحسن شاہ صابری سلسلہ عالیہ کی ذمہ داری کو سنبھالے ہوئے ہیں جبکہ صاحبزادہ سعید الحسن صابری سجادہ نشین ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو حضرت صاحبزادہ سید شمیم الحسن صابری علیہ الرحمۃ سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ اس ملاقات میں ہی اُنہوں نے فقیر راقم الحروف کو ایک کتاب حیات وتعلیمات سید امورالحسن عنایت کی تھی جس سے یہ تمام حالات وواقعات اختصاراً نقل کئے ہیں۔ خدا کروڑوں رحمتیں ان کی مرقد پر نازل فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

Marfat.com

حضرت شاہ محمد انور صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت شاہ محمد انور صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی صوفی بزرگ ہوئے ہیں آپ انتہائی نیک سیرت باکردار متقی پرہیزگار پابند صوم و صلوٰۃ بزرگ تھے اپنے مشائخ کی طریقت پر سختی سے کاربند تھے۔

آپ ولی العصر حضرت شاہ وکیل احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور منازل سلوک طے کرانے کے بعد مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد و مجاز کیا۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت شاہ شبیر احمد حیدر آبادکنی چشتی صابری کے دست حق پر اور وہ حضرت شاہ مشتاق احمد چشتی صابرؔی کے دست حق پرست پر وہ حضرت شاہ صندل چشتی صابرؔی کے دست حق پرست پر وہ حضرت شاہ صندل چشتی صابرؔی کے دست حق پرست پر وہ حضرت شاہ خواجہ عبداللہ امروہی چشتی صابرؔی کے دست حق پرست پر جبکہ حضرت خواجہ عبداللہ امروہی صابرؔی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور خلافت یافتہ تھے۔

حضرت شاہ محمد انور صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار گرین ٹاؤن لاہور میں مرجع خاص و عام ہے آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے صاحبزادے حافظ اشتیاق احمد صابرؔی کی زیر نگرانی انعقاد پذیر ہوتا ہے۔

حافظ اشتیاق احمد صابری حلیب ملک کی ڈسٹری بیوشن کا کاروبار کرتے ہیں بہترین حافظ قرآن اور بااخلاق صفات کے مالک ہیں اپنے عظیم والد کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف عمل ہیں۔ ماڈل ٹاؤن لاہور میں آپ کی رہائش ہے۔

حضرت مولانا امان اللہ خان چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فنافی اللہ بقا باللہ، فنافی الرسول، فنافی المرشد، جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات و کرامات، حضرت علامہ مولانا محمد امان اللہ خان دھریجہ چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ واقف اسرار رموز معرفت ہیں۔

Marfat.com

آپ خانپور ضلع رحیم یار خان کے ایک متمول زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کو بچپن سے ہی اولیائے کرام صوفیائے کرام سے عقیدت و محبت رہی۔اس وجہ خاص یہ تھی کہ آپ کے سکول کے استاد جو اولیائے کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے حالات کے بیان کے ساتھ ساتھ انکی تعریف و توصیف بھی بیان کرتے جاتے اور انکی کرامات کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

زندگی کا مبارک دن☆: آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے ستاد کی محفل میں موجود تھا۔کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمۃ کا قلب مبارک نیند میں بھی جاری رہتا تھا۔اور جاگتے ہوئے لوگ بھی آواز سنتے تھے۔بس وہ دن میرے لئے مبارک ثابت ہوا کہ جب میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ اب میں بھی کسی مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ اعجاز حاصل کروں گا۔

حصول علم اور عبادت و ریاضت☆: آپ نے باقاعدہ عربی و فارسی کتب قابل ترین اساتذہ سے پڑھیں اور بزرگان دین کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔اس دوران آپ نے بائیس سال کی عمر میں عبادت و ریاضت شروع کر دی۔اور بزرگان دین کے مزارات اور مختلف اہل تصوف بزرگان دین کی خدمت میں حاضری دیتے رہے مگر مقصد حاصل نہ ہوا۔بارہ برس تک خاک چھاننے کے بعد بھی جب کچھ حاصل نہ ہوا تو دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ جو لوگ علم تصوف اور منازل سلوک کا انکار کرتے ہیں وہ سچے ہیں۔اس لئے کہ بارہ برس تک محنت و مشقت اور سخت ریاضت کے بعد کچھ تو ملنا چاہیے تھا۔اب مایوسی کے عالم میں ارادہ کیا کہ اس مسلک کو چھوڑ کر دیوبندی مسک کو اختیار کرنا چاہیے۔اس لئے کہ بریلوی مسلک کے مطابق زندہ ولیوں سے بھی فیض ملتا ہے اور مزاروں سے بھی۔مجھے تو نہ زندہ سے فیض ملا اور نہ ہی قبر والوں سے کچھ ملا۔

چنانچہ آپ گھر سے نکلے کہ آج سے دیوبندی حضرات سے رابطہ شروع اور بریلوی سے رابطہ ختم۔اس زمانے میں جمعہ کے روز دوکانیں اور کاروبار بند ہوتا تھا۔آپ فرماتے ہیں کہ جب میں خانپور بازار میں پہنچا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی مجھے آواز دے رہا ہے۔اے بندۂ خدا یہ کیا کر رہے ہو پہلے خود میں جھانکو ممکن ہے ابھی تجھ میں کوئی کمی ہو۔بقول شاعر۔

Marfat.com

ہم ان کے اجتناب کو کیا دوش دیں سہیل
ہم کو خود اپنا جذبۂ دل خام لگا

یہ سن کر میں ایک دکان کے تھڑے پر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ یا اللہ یہ کیسی آواز ہے۔ جو مجھے کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی ہے۔ خیر میں غور کرتا رہا کہ بات تو درست ہی کہی گئی ہے۔ بقول شخصے

تمہیں اعتبار الفت جو نہ ہو سکا ابھی تک
میں سمجھ گیا یقیناً ابھی مجھ میں کچھ کمی باقی ہے

اب معاملہ رہ گیا ہدایت اور گمراہی کا کہ کونسا راستہ اختیار کیا جائے؟ اس دوران دوسری آواز آئی اے بندے کیا تو نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ نہیں پڑھا۔ یعنی یہ کہ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا اور ہماری رہنمائی فرما۔ بس جاؤ اور بعد نماز جمعہ اس آیت کی ۴۱ تسبیح پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ یہ دعا خود رب تعالیٰ نے سکھائی ہے۔ لہٰذا اس عمل کو ۴۱ رات تک مکمل کرو اس سے تمہیں رہنمائی ملے گی۔ اللہ کریم ہدایت کے دروازے کھول دے گا اور صحیح مسلک کی طرف تمہاری رہنمائی ہو جائے گی۔ اس کے بعد معاملہ تمہاری ہمت اور استعداد کے مطابق ہے۔ اور وہ اپنی خامیاں دور کرنے سے حل ہوگا۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ اپنے لئے راہ ہدایت کا تعین کرلو۔

اس آواز کو سن کر میں مزید حیران ہوا کہ یہ کیسی آواز ہے جو میرے لئے ایک اچھی رہنمائی بھی ہے۔ میں نے واپس گھر آ کر غیبی آواز کے مطابق وہ عمل کیا۔ اس کے بعد راہ ہدایت و شریعت وطریقت مجھ پر واضح ہوگئی۔ جسکی تفصیل بہت طویل ہے۔ اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اصل حقیقت سے میں اب بھی بہت دور تھا مگر چونکہ راہ ہدایت کی نشاندہی ہو چکی تھی۔

تاہم میں نے عبادت و ریاضت کو ترک کر کے روزی کمانے کا مسئلہ حل کرنے کا عزم کیا تاکہ گھریلو ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہوسکوں۔ اسکے ساتھ اللہ کریم کی بارگاہ میں التجا کی اے مالک تو گواہ ہے کہ میں نے طلب حق کے لئے جسقدر محنت و مشقت کی ہے اب تو ہی اپنا کوئی ولی میرے پاس بھیج دے جو میری رہنمائی کر سکے۔ اگلے روز صبح سویرے بہاولپور سے ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ ایک نیا اخبار روزنامہ ''دستور'' نکلا ہے وہاں کاتبوں کی ضرورت ہے لہٰذا آپ میرے ساتھ چلیں تاکہ آپکو وہاں

Marfat.com

ملازم رکھوادوں۔ چنانچہ میں اسی وقت اس کے ہمراہ بہاولپور چلا یا۔ اور وہاں جا کر ملازمت اختیار کر لی۔ مگر قلبی رجحان کسی مردِ حق کے انتظار میں ہمہ وقت مائل تھا کہ کب طلب حقیقی پوری ہو گی۔

مرشد کامل سے پہلی ملاقات ☆: ہمارے اخبار کے دفتر کے سامنے ایک ووکیشنل سکول تھا۔ ایک دن میں حسب معمول اخبار کے دفتر میں کام کر رہا تھا کہ سامنے ووکیشنل سکول سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ ایک بزرگ ہمارے دفتر میں تشریف فرما ہیں وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کی خاطر میں وہاں پہنچا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے کھانے کی ایک ضیافت پر اس سے پہلے اِن بزرگ کو دیکھا ہوا تھا۔ لیکن نام معلوم نہیں تھا۔ اُن بزرگ نے بھی مجھے دیکھا ہوا تھا مگر نام سے شاید وہ بھی ناواقف تھے۔ اُن بزرگ نے میرے بیٹھنے کے بعد فرمایا یہ لو اس کپڑے کی تھیلی کو کھولو اس میں جو کچھ ہے اس کو پڑھو۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں ان بزرگوں کی طرف سے میرے لئے کچھ اسناد اور خلافت نامے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ پڑھے تو حیران و پریشان ہو کے رہ گیا کہ بظاہر تو ایسے لگتے نہیں تھے۔ کیونکہ لباس بہت ہی سادہ اور طبیعت بھی سادی تھی۔ جب میں نے پڑھ لئے تو آپ نے فرمایا کہ پڑھ لئے؟ میں نے عرض کیا جی پڑھ لئے۔ فرمانے لگے بات یہ ہے کہ فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کو ارشاد خلق کا حکم ہوتا ہے۔ ان کو خرقۂ خلافت اور اسناد دی جاتی ہیں۔ تا کہ ان پر کوئی اعتراض کرے تو وہ دکھا سکے کہ میرے پاس بزرگوں کی طرف سے یہ اجازت نامے اور خلافت نامہ موجود ہے۔

دوسرے فقیر وہ ہوتے ہیں جن کو مخفی رہنے کا حکم ہوتا ہے۔ ان کے لئے سند وغیرہ نہیں ہوتیں اور نہ ہی بزرگ ان کو عطا کرتے ہیں۔ مجھے حکم ملا تھا کہ تم نے مخفی رہنا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ سند اور خلافت نامے بھی دیئے گئے۔ میں حیران تھا کہ ایک طرف مخفی رہنے کا حکم دوسری طرف سند اور خلافت ناموں کی عطا۔ بات سمجھ سے بالاتر ہے اور اب تک یہ راز کھلا نہ کھل سکا۔ لیکن اب یہ راز کھل گیا ہے کہ آپ کو قائل کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضرت اس میں میری کیا تخصیص۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ مجھے دیکھتے تو کیا یقین کر لیتے کہ یہ ولی ہے۔ میں نے عرض کیا بظاہر تو ایسے ہی ہے۔ فرمایا اسے

Marfat.com

پڑھ کر تو یقین آ گیا ہے کہ نہیں؟ میں نے عرض کیا یقین تو آ گیا ہے۔ لیکن اس میں میرے یقین دلانے کی ضرورت کیا ہے جبکہ آپ کو مخفی رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فرمایا ہاں۔ بات یہ ہے کہ آپ نے ایک رات کو بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی کہ یا اللہ میری محنت اگر تجھے قبول ہے تو کوئی اپنا بندہ میرے پاس بھیج دے۔ ورنہ میں تھک گیا ہوں۔ اور مجھے کوئی نہیں مل رہا ہے۔ وہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ اور میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں چونکا کہ دعا تو تنہائی میں دھریچہ نگر میں مانگی تھی۔ ان بزرگ کو کیسے پتہ چل گیا۔ یہ بزرگ حضرت خواجہ بابا سلیمان قلندر چشتی صابری علیہ الرحمۃ تھے۔ ان کا روئے تاباں دیکھ کر اور محبت بھری گفتگو سن کر آپ سمجھ گئے۔ یہ واقعی شیخ کامل اور خدا کے بھیجے ہوئے اور صاحب مشاہدہ و مکاشفہ ہیں۔ اب میرے دل کو قدرے سکون ہوا قلب کو اطمینان اور لذت حیات ملتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

فرمایا بات سمجھ میں آ گئی ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا سرکار بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ الحمدللہ فرمایا مجھے تو حکم ہوا ہے کہ آپ کی دستار بندی کر کے خلافت نامہ دے دیا جائے۔ باقی کام بعد میں ہوتے رہیں گے۔ میں فلاں تاریخ کو آپ کے مکان پر آؤں گا اور یہ امر پورا کروں گا۔ میں نے عرض کی حضور یہ امر کہاں سے ملا ہے؟ فرمایا ابھی بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ جب اجازت مل گئی تو پوری تفصیل سے بتا دوں گا۔ میں نے عرض کیا حضور میرے مکان پر تو بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے کہیں خلوت میں خلعت عطا کر دی جائے تو بہتر ہوگا۔ اس حال میں صاحب دستار ہونے پر مجھے شرم آ رہی ہے۔ اس لئے کہ میں ایک ملازم و مزدور آدمی ہوں۔

آپ نے فرمایا بھائی ایک دن آپ کو ارشاد کا حکم ہوگا۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ وقت کی بات ہے لیکن آپ کی بات مان لیتا ہوں۔ فلاں جگہ فلاں مکان میں یہ رسم ادا کی جائے گی۔ آپ وہاں بروقت پہنچ جانا۔ مگر یاد رکھنا دستار میں خود خریدوں گا۔ اور تقسیم کے لئے مٹھائی کا انتظام بھی میں ہی کروں گا۔ کیونکہ مجھے حکم ہوا ہے۔ آپ کو صرف خالی ہاتھ آنا ہوگا۔ چنانچہ مقررہ تاریخ کو ایک صاحب کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچ گیا۔ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی۔ شہر میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس نکل رہے تھے۔

جب مقررہ جگہ پر پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے ساتھ بھی ایک صاحب تشریف فرما ہیں اب کارروائی شروع ہوئی وضو کر کے دو نفل شکرانہ آپ نے بھی ادا کئے اور میں نے بھی۔ پھر دعا مانگی گئی۔ آپ نے

Marfat.com

دستار کا ایک سرا پکڑا اور میرے سر پر رکھا ہی تھا کہ ایک منظر میرے سامنے آ گیا۔ بالکل ایسے ہی جیسے ٹیلی ویژن کی سکرین پر کوئی منظر چل رہا ہو۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت خواجہ محمد سلیمان قلندر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ جب کیا جا رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند اولیائے کاملین کے ہمراہ جلوہ افروز ہیں اور دست مبارک سے اشارہ فرما رہے ہیں کہ ٹھیک ہو رہا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ حکم بھی یہیں سے ملا ہوگا۔ بعد فراغت دعا کی گئی اور مجھے رخصت کر دیا گیا۔ اب میرے قلب کی حالت بدل گئی۔ ہر وقت ذکر جاری رہتا تھا۔ حتیٰ کے نیند سے بیدار ہوتا تب بھی قلب جاری رہتا تھا۔ یہ کیفیت روز بروز بڑھتی گئی۔ یہ سب میرے شیخ کی کرامت ہے۔ وگرنہ میرے پڑھے ہوئے وظائف کی بات کی جائے تو وہ پہلے بھی بڑھے ہوئے تھے اور ان کا مجھ پر کوئی اثر نہ تھا اب جب کہ مرشد کامل سے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو کیفیت ہی بدل گئی۔ اور میری دنیا بدل گئی۔ مجھے ابدی سکون مل گیا۔ علامہ اقبال اسی مقام پر فرماتے ہیں۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا ۔۔۔ نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹۹۳ء کو دھریجہ نگر ضلع رحیم یار خان میں ہوا۔ اور وہیں مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت صوفی محمد امیر بخش امیر صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق رسول ﷺ، فدائے بارگاہ مخدوم صابر کلیری، قطب ابدال، فقیر یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، متوکل بذات اللہ حضرت شیخ محمد امیر بخش بن شیخ اللہ بخش بن شیخ مولا بخش چشتی صابری المعروف امیر صابری اپنے وقت کے عظیم صوفی درویش اور قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت جون ۱۹۱۶ء کو بستی پیرزادوں کی تحصیل خرجہ ضلع بلند شہر انڈیا میں ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد

Marfat.com

انڈیا سے لاہور کے علاقہ مزنگ میں آ کر آباد ہوئے۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت نرم مزاج بردبار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے زمانے کے بہترین قابل و فاضل اساتذہ سے دینی و دنیاوی تعلیم مکمل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت حافظ محمد حسین المعروف پیش امام چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہ کر منازل سلوک کو طے کرنے کے بعد مرشد کامل سے خرقہ خلافت لے کر صاحب ارشاد ہوئے۔

۱۹۶۳ء میں کلیر شریف انڈیا میں علامہ محمد انور صابری نے پاکستان میں اپنے خلفا مقرر کیے جن میں حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری اور آپ کا نام بھی شامل ہے۔ کلیر شریف میں تختیوں پر آج بھی آپ کا نام نامی موجود ہے۔ اگرچہ آپ پر خداوند کریم کی خصوصی عنایات اور مرشد کامل کی خصوصی توجہ تھی اور آپ ظاہری باطنی علوم سے مرصع تھے مگر اس کے باوجود آپ نے اپنے پاس آنے والوں کے لئے سلسلہ بیعت کو موقوف رکھا اور بہت کم لوگوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت فرمایا۔ اس کی دو وجہ تھیں پہلی وجہ تو یہ تھی کہ آپ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھتے تھے اور مشائخیت کی آپ میں بُو تک نہ تھی۔ نہ ہی کبھی اپنے اوپر خدا کی عنایات کا کسی سے تذکرہ کیا۔ اپنے آپ کو چھپانے کیلئے زیادہ وقت خاموش رہتے تھے۔ کم بولنا، کم کھانا، کم سونا، آپ کے معمولات کا حصہ تھا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ ہمہ وقت والی کلیر حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے خواجگان چشت اہل بہشت کے تصور اور جلوؤں میں گم رہتے تھے اور اسی میں مگن رہتے ہوئے گن گناتے رہتے اور قلم اور کاغذ پر خواجگان چشت اہل بہشت اور حضرت مخدوم صابر کلیری رحمتہ لالہ علیہ کی مناقبات اور قصیدے لکھتے رہتے تھے تمام عمر اپنے آقا و مولا حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی اس قدر تعریف اور مدح سرائی کی کہ پوری دنیا میں آپ کو امیر صابری کے نام سے جانا اور پہچان جانے لگا۔ پوری دنیا میں جہاں بھی محفل سماع ہو قوال چاہے کوئی ہو محفل میں آپ کا کلام ضرور پڑھے گا بالخصوص والی کلیر حضرت مخدوم پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت تو آپ نے اس انداز سے لکھی ہیں کہ لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ آپ کا کلام پڑھنے کے بعد محسوس یہ ہوتا ہے کہ آپ کا والی کلیر حضرت مخدوم پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براہ راست تعلق ہے۔

Marfat.com

کہ آپ کی صفات کو دیکھتے جا رہے ہیں اور کلام تحریر کیے جا رہے ہیں۔

اسی طرح نعت رسول ﷺ لکھتے وقت آپ عشق رسول کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر نعت لکھتے تھے۔

آپ کے کلام میں یہ تاثیر ہے کہ جب کوئی پڑھنے والا کلام کو پڑھتا ہے تو محفل پر سحر طاری ہو جاتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو عرصہ ۳۰ سال سے آپ کے کلام کو دیکھنے پڑھنے اور محفل سماع میں سننے کا موقع ملا ہے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ والی کلیر حضرت مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری کی بارگاہ میں صوفیائے قدیم کے بعد جس انداز سے آپ نے نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے آپ کے ہم عصر لوگوں میں اس کی مثال ناممکن ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ آپ ایک عالم باعمل صاحب کردار پابند صوم وصلوٰۃ اور نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ چالیس مرتبہ کلیر شریف لگاتار تشریف لے جاتے رہے اور حضرت مخدوم کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے۔

اپنے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے بلکہ آپ کے بارے میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک صاحب حال بزرگ اور صوفی شاعر تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کا کلام پُر تاثیر تھا۔ اپنی ساری زندگی میں ہر سال پاکپتن شریف عرس میں تشریف لے جاتے رہے لیکن پاکپتن شریف میں کبھی جوتی نہیں پہنی۔ آپ کو پاکپتن شریف میں موجود صابری حجرہ کے اندر کئی مرتبہ حاضری کا شرف حاصل رہا ہے۔ وہاں نوافل بھی ادا کرنے کا موقع ملا ہے۔

حضرت قمر المشائخ اور آپ کی ذات ☆

: آپ کبھی کبھی لاہور سے راولپنڈی حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بہ پاس عقیدت اور برادرانہ تعلق کی بنا پر تشریف لاتے تھے اس لئے کہ آپ کا سلسلہ وشجرہ طریقت بھی دو واسطوں کے بعد حضرت شاہ خاموش سرکار والی حیدر آباد دکن تک پہنچتا ہے جبکہ حضرت قمر المشائخ کا سلسلہ شجرہ طریقت بھی دو واسطوں کے بعد حضرت شاہ خاموش سرکار تک پہنچتا ہے۔

اس طرح راقم الحروف کے والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری الحسینی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ و شجرہ طریقت بھی دو واسطوں کے بعد حضرت شاہ خاموش سرکار رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت سید محمد معین الدین شاہ خاموش سرکار حیدر آباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر وسجادہ نشین حضرت ہاشم حسینی

Marfat.com

شاہ محمد صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ان کے خلیفہ اکبر سیدی سندی آقائی ومولائی حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابریؒ حیدر آباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ فیض عالم والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ہوئے۔ جبکہ دوسرے خلیفہ حضرت محمد حسین جو کہ حیدر آباد دکن کی عظیم روحانی خانقاہ کے پیش امام تھے اور اُن کو پیش امام کے نام سے پکارا جاتا تھا۔قیام پاکستان سے قبل ہی مرشد کامل کے حکم سے لاہور تشریف لے آئے تھے کہ دست حق پرست پر حضرت امیر صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔اس طرح حضرت امیر صابری راقم الحروف کے والد گرامی کے چچا پیر کے مرید ہونے کے ناطے پیر بھائی ہوئے۔اسی طرح حضرت قمر المشائخ کے بھی آپ چچا پیر کے مرید وخلیفہ تھے۔ پیر بھائی ہونے کے ناطے تشریف لاتے اور جب کبھی کوئی نئی کتاب یا دیوان زیور طبع سے آراستہ ہوتا تو آپ ضرور لے کر آتے اور حضرت قمر المشائخ کو پیش فرماتے تھے۔ اور حضرت قمر المشائخ جمعرات کے روز ختم خواجگان کے موقع پر اپنے مریدین وعقیدت مندان سے فرماتے کہ حضرت امیر صابری صاحب تشریف لائیں ہیں ان سے ان کی کتابیں خرید اور پڑھا کرو۔

یکم جولائی ۱۹۸۷ء کو ایک وقت آیا کہ آپ اچانک لاپتہ ہو گئے گھر والے ڈھونڈ ڈھونڈ کر مایوس ہو گئے اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں پمفلٹ درودیوار پر لگے ملک بھر کے بڑے بڑے لوگوں نے آپ کو ڈھونڈنے والے کے لئے انعام مقرر کیا مگر آپ کی ذات کا کہیں پتہ نہ چلا۔فقیر راقم الحروف عم طریقت حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کسی شخص نے آپ کے بارے میں عرض کیا کہ حافظ صاحب امیر صابری خوب گم ہوئے کہ پتہ ہی نہیں چلا۔تو حضرت قمر المشائخ نے بے ساختہ فرمایا: کہ میاں ابدالوں کی کیفیت ایسی ہی ہوتی ہے۔ابدال جب نظر سے اوجھل ہو جائے تو پھر تلاش کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ حضرت قمر المشائخ کی اس بات سے آپ کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ آپ مرتبہ ولایت میں کس مقام پر فائز تھے۔

فقیر راقم الحروف کو اس بارے میں کچھ علم نہ ہے کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے یا ابھی تک لاپتہ ہیں لیکن بہت سے حضرات سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ آپ کا وصال با کمال ہو چکا ہے ہر سال آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے صاحبزادے محمد سلیم صابریؒ کی نگرانی میں لاہور میں منایا جاتا ہے۔

آپ کے صاحبزادے محمد سلیم صابریؒ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں باقاعدہ داخل ہیں اپنے والد گرامی

Marfat.com

کے نقش قدم پر چلنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔فقیر راقم الحروف کی جناب سلیم صابری سے ایک یادگار ملاقات لاہور میں ہوئی جہاں وہ مجھے ملنے خود تشریف لائے تھے بڑے ہی سادہ اور خلیق و مہربان شخص ہیں اپنے والد کا اکثر کلام ان کو زبانی یاد ہے۔خدا خوش رکھے برادرم محمد سلیم کو۔

زندگی میں سب سے پہلے منقبت ☆: کلام لکھنا شروع کیا تو سب سے پہلا کلام اپنے پیرو مرشد کو سنایا۔

رُخ سے پردہ اُٹھا لگی دل کی بجھا — مورے صابر پیا مورے صابر پیا
جب سے کلیر چھٹا ہجر میں مر مٹا — مورے صابر پیا مورے صابر پیا

اس پر پیر صاحب فرمانے لگے کہ امیر علی لکھا کرو خوب لکھو گے بہت اچھا لکھو گے۔

حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد کا واقعہ عجیب ☆: ہمارے سالانہ محفل ہوتی ہے۔جس میں ایک بزرگ پیر جی شریف احمد عثمانی چشتی صابری تشریف لاتے تھے۔جو جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد میں سے تھے۔اُن کو بھی اپنا کلام سناتے تھے ایک غزل لکھی جو اُن کو سنائی

جو کھو چکا ہوں میں وہ دل تلاش کرتا ہوں — جہاں لُٹا ہوں میں وہ منزل تلاش کرتا ہوں
امیر صابری بھٹکا ہوا ہوں منزل سے — میں اپنا مرشد کامل تلاش کرتا ہوں

پیر صاحب کہنے لگے صابری صاحب یہ شعر غلط ہے تمہارے کتنے مرشد ہیں جن میں سے تم مرشد کامل تلاش کرتے ہو۔تو کہنے لگے آپ کہتے ہیں تو میں بدل دیتا ہوں۔انہوں نے کہا نہیں اب رہنے دو۔جب سالانہ محفل ہو رشید فریدی (قوال) اس کو کہنا کہ یہ غزل ضرور سنائے۔چنانچہ جب سالانہ محفل آئی تو قوال سے یہ غزل کا کہا گیا تو جس شعر پر پیر صاحب نے اعتراز کیا تھا اُسی شعر پر پیر صاحب کو کیفیت ہوگئی اور ایک گھنٹہ وجد میں رہے۔طبیعت سنبھلی تو فرمانے لگے امیر علی تمہارے پیر کی دعا ہے بہت اچھا لکھو گے۔

بس ایک سجدہ ہے جو کہ ابھی ادا نہ ہوا ☆: آپ کے صاحبزادہ محمد سلیم صابری فرماتے ہیں کہ ایک شعر جو والد صاحب بہت سناتے تھے کہ

یوں تو ہزاروں سجدے ادا کئے ہیں امیرؔ — بس ایک سجدہ ہے جو کہ ابھی ادا نہ ہوا

Marfat.com

جب گھر سے چلے گئے تو کافی سال بعد خواب میں ملے تو پھر یہی شعر سنایا تو میں نے کہا کہ اباجی وہ کون سا سجدہ ہے جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔تو فرمانے لگے وہ سجدہ بھی اب ادا ہو گیا ہے۔آپ نے اپنی نسبت کے حوالے سے ایک شعر بھی رقم کیا ہے جو کہ حقیقتاً آپ پر صادق آتا ہے۔

مجھ میں کوئی خوبی نہیں اے ساقی کلیر دیوانہ تیرے نام سے مشہور ہوا ہے

امیر صابریؔ کے ایک دوست نعت خواں اکرم قلندری کہتے ہیں کہ میں ایک دن جا رہا تھا کہ مجھے صابری صاحب ملے ہم اکٹھے باتیں کرتے ہوئے کافی دور تک گئے بعد میں مَیں نے کہا کہ صابری صاحب مجھے اجازت دیں۔میں نے جانا ہے تو کہنے لگے ٹھیک ہے جاؤ۔جب میں دوسری طرف جانے لگا تو یکدم خیال آیا کہ صابریؔ صاحب کو پکڑنا چاہیے یہ تو کافی عرصہ سے غائب ہیں مگر بہت تلاش کیا مگر نہیں ملے ایک منٹ سے بھی کم وقت میں نہ جانے کدھر چلے گئے۔اُن کے دیوان جو پرنٹ ہو چکے ہیں۔

(۱) عرب دے نظارے...... پنجابی) (۲) آئینہ کیف......نعت شریف۔اولیاء کرام کی شان میں) (۳) تاجدارِ عرب......نعت شریف) (۴) فیضانِ صابری......تمام اولیاء کرام کی شان میں) (۵) آئینہ صابری......غزلیات)

اسلام آباد میں ایک صاحب ڈپٹی سیکرٹری تھے جن کے گھر محفل تھی لاہور سے صاحبزادہ سید احمد صابری جو کہ صوفی منظور احمد صابریؔ اوکاڑہ والے کے لڑکے ہیں وہ بھی تشریف لے گئے اور بیٹھے بیٹھے باتیں شروع ہو گئی سعید احمد صابری صاحب کہنے لگے کہ دیکھو ۱۰ سال ہو گئے امیر صابری کا کچھ پتہ نہیں چلا۔جس پر اہل خانہ کہنے لگے کہ کل تو ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور کلام سنا رہے تھے۔

آپ کے بارے مختلف لوگوں کے تاثرات ☆: ایک ہمارے رشتہ دار قافلہ کے ساتھ کلیر شریف گئے وہ کہتے ہیں کہ روضہ مبارک پر کھڑا دعا مانگ رہا تھا کہ میں نے دیکھا میرے ساتھ امیر صابریؔ صاحب کھڑے ہیں اب میں کہہ رہا ہوں یہ تو ممانی جان کے اباجی ہیں جو گم ہو گئے ہیں۔میں ان سے پوچھتا ہوں یہاں کیسے پہنچے۔جب میں نے دعا مانگ کر دیکھا وہ غائب تھے بہت تلاش کیا مگر نہیں ملے حالانکہ اُس وقت ان کو گھر سے گئے ۸ سال ہو گئے تھے۔

آپ کے صاحبزادے محمد سلیم صابریؔ کہتے ہیں کہ میں ایک محفل میں گیا جہاں مجھے ایک نعت خواں

Marfat.com

جان محمد صاحب ملے جن کا ہمارے گھر بھی آنا جانا تھا۔ مجھے کہنے لگے باجی (امیر صابریؒ) نہیں آئے۔ میرے خاموش رہنے پر کہنے لگے کہ وہ تو رات کو محفل سماع میں آئیں گے۔ میں نے اُن کو کہا کہ آپ کو نہیں پتہ۔ تو یکدم کہنے لگے بتاؤ خیریت تو ہے میں نے کہا ۶ سال ہو گئے ابا جی گھر سے گئے واپس نہیں آئے وہ مجھے کہنے لگے کہ مذاق کرتے ہو۔ وہ ابھی پرسوں مجھے ملے تھے اور ہم کافی دیر داتا دربار بیٹھے رہے۔

صوفی عبدالغفور چشتی صابریؒ جو کہ خواجہ غلام ربانی چشتی صابریؒ کے خلیفہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک دن گھر سے کہیں گیا تو راستہ بھول گیا۔ بہت پریشان تھا کہ راستے میں مجھے ایک بزرگ نظر آئے میں نے اُن سے کہا کہ شاہدرہ جانا ہے راستہ بھول گیا ہوں کدھر کو جاؤں۔ تو انہوں نے مجھے کہا آؤ میں راستہ بتاتا ہوں۔ جب میں نے دیکھا تو امیر صابریؒ صاحب تھے میں نے بات کرنے کی کوشش کی لیکن میری زبان بند ہو گئی انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور داتا دربار سٹاپ پر آ کر کہتے ہیں یہاں سے شاہدرہ چلے جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ ۳۔۴ دن میری طبیعت خراب رہی۔ بعد میں ٹھیک ہو گیا۔

Marfat.com

ردیف ب

حضرت خواجہ بدرالدین سلیمان چشتی صابریؒ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: جگر گوشہ حضرت بابا گنج شکر، پروردۂ آغوش ولایت، نیرافق ولایت ومعرفت، امام العارفین، دلیل الکاملین، پیشوائے زمانہ، شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شیخ بدرالدین سلیمان چشتی صابریؒ فریدی رحمۃ اللہ علیہ غوث لوقت اور جگر گوشہ حضرت مسعود العالمین ہیں۔ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابریؒ جو حضرت شاہ نظام الدین فاروقی چشتی صابریؒ کے مرید وخلیفہ ہیں اور وہ مرید وخلیفہ حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری صابریؒ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت میاں شاہ محمد امیر صابریؒ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شاہ غلام کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت ملا اخون فقیر عبدالکریم شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ عنایت جیوؒ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت سید شاہ میراں بھیکھ چشتی صابریؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے۔ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''نظام التوحید'' میں لکھا ہے کہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بادشاہ دوجہان سیّد مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت صاحبزادہ شاہ بدرالدین سلیمان فریدی چشتی صابریؒ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت دلوائی تھی۔ جس کا ذکر شجرہ شریف میں اس طرح درج ہے۔

چلا بابا سے سوئے فریدالدین — وہی نور خدائے عرش بریں
ملا لقب سلیمان کا وہیں — یا بدرالدین سلیمانی
خواجہ گنج شکر نے اے بھائی — صابر سے خلافت دلوائی
محبوب سے پگڑی بندھوائی — یا بدرالدین سلیمانی
جب ابن فریدالدین ولی — یعنے بدرالدین سلیمانی
کی جائے پدر یہ نشست اپنی — یا بدرالدین سلیمانی
اُسی نور سے بیٹے کو حصہ دیا — تھا نام علاؤالدین جن کا

Marfat.com

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چھٹی صدی ہجری میں پاکپتن شریف میں ہوا۔ مزار پُرانوار بھی دربار بابا حضرت گنج شکر پاکپتن شریف پاکستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہزاروں افراد روزانہ حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ بہرام چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، پیشوائے عارفاں، مقتدائے سالکان، متصرف بہ تصرفات حضرت شیخ بہرام چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل عرفان ہیں۔ آپ ۷۲۹ھ کو پانی پت میں حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء پانی پتی چشتی صابری کے گھر پیدا ہوئے۔ بچپن ہی آثار ولایت آپ میں نمایاں تھے۔ بعد علوم ظاہریہ کی تکمیل کے آپ نے اپنے عالی قدر والد گرامی کی صحبت فیض سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ان کی سرپرستی میں عبادت وریاضت اور مجاہدہ کی تکمیل کی۔ آپ انتہائی خوبصورت نیک سیرت باکردار، پابند صوم وصلوٰۃ وتہجد ترک وتفرید میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ تمام عمر اپنے خواجگان کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے۔ محفل سماع کے دلدادہ اور صاحب حال ووجد تھے۔ سوز وگریہ میں نہایت کے درجہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ سیف اللسان اور صاحب کشف وکرامت تھے۔ آپ کے زمانہ کے تمام شیوخ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

کشف وکرامات ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں قصبہ بیڈولی صوبہ پنجاب کے کچھ مریدین حاضر خدمت ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ ہمارا قصبہ دریائے جمنا کے کنارے پر واقع ہے۔ اتفاقاً دریائے جمنا کا پانی سیلابی موسم میں قصبہ کی طرف ہو گیا ہے۔ حضور اگر یہ قصبہ پانی کی زد میں آیا تو ہمارے گھر تباہ وبرباد ہو

Marfat.com

جائیں گے اور ہماری زمینیں کاشت کے قابل نہ رہیں گے۔ حضرت شیخ نے ان کی بات سن کر آپ کے نام ایک خط لکھا اور فرمایا کہ یہ لوگ فریادی ہوئے ہیں لہٰذا آپ ان کے ساتھ چلے جائیں اور دریا کو حکم دیں کہ یہاں سے دور چلا جائے اور جب تک دریا اپنا رخ نہیں بدلتا آپ وہیں قیام کریں۔

آپ اپنے ولد گرامی اور پیر روشن ضمیر کا حکم ملتے ہی اس قصبہ میں پہنچے اور دریائے جمنا کے کنارے کھڑے ہو کر اپنا عصا زمین میں گاڑ دیا اور فرمایا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ آپ کا حکم ملتے ہی دریاء کا پانی آہستہ آہستہ اپنا رخ بدلتا گیا۔ اور دو میل دور پیچھے ہٹ گیا۔ آپ اسی قصبہ میں قیام فرما رہے تا کہ لوگوں کو کسی قسم کا خطرہ نہ رہے۔ پھر آپ زندگی بھر اسی جگہ اور قصبہ میں قیام پذیر رہے حتیٰ کے آپ کا وصال ہو گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ۱۰۵۷ھ میں ظفر بیگ والی دہلی نے ایک ہندو کو اس علاقے میں مختار ارضیات مقرر کر دیا۔ وہ ہندو مسلمانوں کے حق میں سخت متعصب تھا۔ عام زمینوں کو سرکاری کھاتے میں لاتا جاتا۔ جب وہ اس قصبہ میں پہنچا تو خانقاہ کی زمین کے لئے بھی سرکاری کارندوں کو حکم دیا کہ اس رقبہ کو ناپ کر سرکاری تحویل میں لے لیا جائے۔ سرکاری کارندے دربار شریف کے تقدس کی بنا پر ہچکچاہٹ سے کام لے رہے تھے۔ بالآخر وہ خود گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور خود پاس کھڑے ہو کر کارندوں کو حکم دیا کہ اس کو ناپو۔ جب اُس نے یہ حکم دیا اور پیمائش شروع کرانے لگا تو آپ کے دربار کا مجاور دربار شریف میں حاضر ہو کر فریادی ہوا اور عرض کی حضور اس ظالم نے آپ کی دی ہوئی زمینیں قبضہ میں لے لی ہیں۔ اب خانقاہ کی خاص زمین بھی لینے کے درپے ہے۔

حضور ہماری امداد اور دستگیری فرمایئے اور اس ظالم کو ظلم سے روکیں۔ وہ مجاور دربار کے اندر قبر مبارک سے لپٹ کر فریادیں کر رہا تھا کہ باہر شور و غل ہوا۔ اس نے باہر نکل کر دیکھا کہ ہندو گھوڑے سے اچھلا اور ہوا میں معلق ہو کے رہ گیا۔ لوگ اس کی بے بسی پر ہنس بھی رہے تھے اور شور بھی مچا رہے تھے کہ یہ مجاور دوبارہ دربار شریف کے اندر داخل ہوا۔ اور عرض کرنے لگا حضور اس بے ایمان کو زمین پر گرائیں۔ یہ کہہ کر وہ باہر آیا تو کیا دیکھا کہ وہ خبیث زمین پر گرا اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ اور بازو پشت سے بندھے ہوئے ہیں اور وہ زمین پر پڑا ہوا تڑپ رہا تھا۔ گردن بھی ٹوٹ گئی۔ اس کے رشتہ دار پہنچے اُس مجاور کے پاس آئے اور معافی مانگنے لگے۔ مجاور کو ان کی حالت پر رحم آ گیا اور

Marfat.com

دوبارہ اندر مزار شریف پر حاضری دے کر عرض کناں ہوا کہ حضور اس بدبخت کو معاف فرمادیں یہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے۔ چنانچہ اس کو افاقہ شروع ہو گیا اور چند ہی دنوں میں شفایاب ہو گیا۔ مگر پھر پوری زندگی دوبارہ کبھی دربار شریف یا اس کے مجاوروں کی طرف میلی آنکھ سے بھی نہیں دیکھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ شعبان المعظم ۸۵۴ھ بمطابق ۱۴۵۰ء کو ۱۲۵ سال کی عمر شریف میں ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ بیڈوں صوبہ پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔
مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوشد از دنیا بفردوس بریں　　حضرت بہرام شیخ اولیاء
سال وصل اے شداز سرور عیاں　　زبدۃ آفاق قطب الاتقیاء
۸۵۴ھ

حضرت شیخ بختیار چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محدث حقائق وجدو بیان، قبلہ طالبان وصل وشہود، فارغ از قید مشیخیت ونمود، قطب دوراں حضرت شیخ بختیار چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ محرم حریم جلال ہیں۔
آپ ابتداء میں جواہرات کے ایک تاجر کے غلام تھے۔ مگر تھے بڑے جوہر شناس۔ وہ تاجر جواہرات کی خریداری کے لئے اکثر وبیشتر آپ کو ہی دوسرے شہروں میں بھیجا کرتا تھا۔
ایک مرتبہ شیخ بختیار اپنے مالک کے ساتھ ہیرے جواہرات کی سوداگری کے لئے ردولی شریف میں آئے تو شیخ بختیار نے جب حضرت شیخ احمد عبدالحق کو دیکھا تو زندگی بھر کے لئے کام ہو گیا اور کھڑے کھڑے دیکھتے۔ یہاں تک کہ چھ ماہ گزر گئے مگر حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے زرہ بھر بھی التفات نہ برتا نہ ہی یہ پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے۔ جب چھ ماہ گزر گئے تو اچانک حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے اپنی نگاہ ولایت سے دیکھا تو آپ بے ہوش ہو کے نیچے گر گئے۔ اور اس بے خودی کے عالم میں حضرت شیخ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہنے لگے کہ شیخ

Marfat.com

احمد عبدالحق تم کو خدا نے اتنی نعمتوں سے نوازا ہے اور تم خدا کے بندوں کو اس سے محروم رکھتے ہو۔
حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی نے ان کلمات سے روکا مگر آپ اپنی مستی و بیخودی میں بار بار یہی کلمات کہتے رہے۔ بالآخر حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے پانی منگوا کر شیخ بختیار کو پلایا تو وہ ہوش میں آ گئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ احمد نے فرمایا کہ شیخ بختیار تم اپنے مالک کے پاس چلے جاؤ۔ اور وہ اگر تم کو آزاد کر دے تو پھر میرے پاس آ جانا وگرنہ وہیں پر رہو۔ اور اس کو راضی رکھو۔
آپ نے حضرت شیخ کی بات پر عمل کیا اور ردولی شریف سے جونپور تشریف لے گئے اور اپنے مالک کے پاس پہنچے۔ جب آپ کے مالک نے آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کو آزاد کر دیا۔ آپ کے دل میں چونکہ عشق کی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ طبیعت کو اپنے شیخ کے بغیر قرار نہ تھا لہٰذا وہاں سے رخصت ہو کر واپس ردولی شریف واپس چلے آئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے حد محبت تھی۔ یہ بات بہت مشہور ہے کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق جس قدر توجہ آپ پر فرماتے تھے وہ کسی اور پر نہ تھی۔

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کی سفارش ☆: آپ کے بارے میں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری سے سفارش کی تھی اور کہا تھا کہ آپ کو جس طرح اس دنیا میں بختیار پہچانتا ہے ویسا کوئی نہیں پہچانتا۔ شیخ بختیار بیچارہ مال واسباب عزت وجاہ کو چھوڑ کر جونپور سے ردولی آ گیا ہے اور صدق دل سے آپ کی خدمت میں مصروف ہے۔

حکیم شیخ کی تعمیل ☆: ایک روز حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ صحن خانقاہ میں کنواں کھودا جائے۔ آپ نے اتنی بات سننے کے بعد فوراً زمین کی کھدوائی شروع کر دی۔ اور کنواں کھود کر پانی نکالا اور حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ شیخ نے وہ پانی دیکھ کر کہا اللہ اکبر اور اس پانی پر کچھ پڑھ کر لوگوں میں تقسیم کرا دیا۔

Marfat.com

پھر شیخ نے فرمایا اے بختیار اس کنویں کو باہر کی مٹی سے بھر دو اور جو مٹی کنویں سے نکلی ہے اس کا ایک چبوترہ (یعنی بیٹھنے کی جگہ) بنا دو۔ چنانچہ آپ نے پھر ایسا ہی کیا جیسا کہ شیخ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اور اپنے شیخ سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ کنویں کو کھودنے اور دوبارہ بھرنے اور ختم کرنے سے کیا مقصد تھا۔

مال وزر سے بے نیازی ☆: ایک دن حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے اور حضرت شیخ بختیار ان کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اچانک شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا بختیار کیا دیکھتے ہو؟ حضرت شیخ بختیار چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب کمرے کو بغور دیکھا تو سونے سے بھرا ہوا پایا۔ اس کے بعد حضرت شیخ احمد عبدالحق نے فرمایا کہ بختیار اگر ضرورت ہو تو اس میں سے کچھ لے لو۔ میں نے عرض کیا حضرت مجھے اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کے بعد حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اچھا اب دیکھو۔ میں نے جب دوبارہ کمرے کو دیکھا تو کمرہ مجھے اپنی اصلی حالت میں نظر آیا۔ آپ کے بارے میں یہ سب کو معلوم تھا کہ آپ بالکل ان پڑھ تھے۔ مگر شیخ کامل کی صحبت و برکت اور فیض سے خدا نے وہ بات پیدا کر دی تھی کہ ہر بات آپ کی عین قرآن و حدیث کے مطابق ہوتی تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹۱۰ھ بمطابق ۱۵۰۴ء کو تقریباً ایک سو برس کی عمر میں ہوا۔ مزار پُر انوار ردولی شریف ضلع بارہ بنکی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ بڈھن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، باقی باللہ، پیشوائے جمیع اہل کمال، سیراب از ترشحاتِ ذوق وحال حضرت شیخ الاولیاء المعروف شیخ بڈھن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قطب دائرہ وجود مخدوم الاولیاء حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف بن حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے بیٹے اور جانشین ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے عظیم بزرگ باکمال وصاحب کشف و کرامت اور اہل یقین اور ذات وحدہٗ لاشریک میں فنا کے درجہ پر فائز المرام تھے۔ آپ کے عظیم والد گرامی اور دادا بزرگوار اور پڑدادا

Marfat.com

بزرگ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ قطب ہفت اقلیم اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشواء ہیں جن کی وجہ سے اس سلسلہ عالیہ کو شہرت اور دوام کی دولت ملی ہے۔

ان متذکرہ بزرگوں کی توجہات کا مرکز آپ کی ذات والا صفات پر مرکوز ہیں جس کی بدولت آپ عدیم المثال اور بے نظیر بزرگ ہوئے ہیں اور حضرت شیخ عبدالرحمٰن قدوائی چشتی صابری جن کی عمر شریف تقریباً ایک سو سال تھی اور اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ اور شیخ کامل ہوئے ہیں وہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت قطب العالم، مجدد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ شاہ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ ہوئی۔ اور وہ آپ کو اپنے شیخ حضرت شیخ محمد سے مانگ کر اپنے ہمراہ شاہ آباد لے گئے تھے۔ جب آپ کے والد گرامی کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے پاس موجودہ بیٹھے ہوئے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے بیٹے سے فرمایا کہ میرے صاحبزادے کو اپنے والد کے پاس سے لے آؤ۔ ادھر آپ کے پڑدادا حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری نے باطنی طور پر باشارۂ غیبی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے فرمایا کہ شیخ بڈھن کو ردولی شریف پہنچاؤ۔ کیونکہ حضرت شیخ محمد یعنی تمہارے شیخ کے انتقال مکانی کا وقت قریب ہے۔

چنانچہ حضرت قطب العالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ آپ کو ہمراہ لے کر شاہ آباد سے جانب ردولی شریف روانہ ہوئے اور اپنے شیخ کے پاس جب پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس جو امانتیں پیران چشت کی پہنچی ہیں وہ تمام آپ کو دے رہا ہوں۔ اور جب تم اپنے وطن جانا چاہو تو میرے بیٹے کو اسرار ورموز باطنی سے آگاہ کرے مشائخ کی نعمت اس کے حوالے کر دینا اور اپنا نائب بنا کر میری جگہ بٹھا دینا۔

چنانچہ مجدد سلسلہ عالیہ صابریہ قطب العالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ کی وصیت ونصیحت کے مطابق تمام نعمت باطنی عطا فرما کر آپ کو آپ کے عظیم والد گرامی کی جگہ پر اپنا نائب وقائم مقام بنا کر بٹھا دیا۔

صورت مثالی اور وجود مکتب ☆: ایک دن آپ اپنے گھر میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ

Marfat.com

سوئے ہوئے تھے کہ رات کے وقت آپ کی حرم جاگیں آنکھ کھلی تو کیا دیکھا کہ آپ بستر پر سوئے ہوئے ہیں مگر دوسری طرف اپنے مصلے پر عبادت وریاضت میں موجود ومصروف ہیں۔ایک وقت میں دو جگہ پر دیکھ کر وہ گھبرا گئیں اور بے ساختہ ڈر کے مارے چیخ نکل گئی۔جس کی وجہ سے آپ سوئے ہوئے بیدار ہوئے تو ایک ہی صورت رہ گئی۔

اس کے بعد آپ نے اہل خانہ کو اس راز سے پردہ فاش کرنے سے منع فرما دیا۔اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ جو سالک عالم ملکوت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے مرنے کے بعد حق تعالیٰ اسے ایک جسم مثالی عطا فرما دیتے ہیں کہ اس کی روح اس کے جسم کے مرکب پر سوار ہو کر ملأ اعلیٰ پر ارواح قدسیہ کے ساتھ میل جول کر سکے۔جب ایک سالک عالم جبروت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو موت کے بعد اُسے ایک ہیکل نورانی یعنی (نورانی جسم) عطا فرماتے ہیں اور اس مقام سے سالک کو مرنے کے بعد وہی قدرت ہوتی ہے جو جسم خاکی کے ساتھ ظاہری حیات کے وقت ہوتی ہے۔لیکن سالک مرتبہ ملکوت کو یہ قدرت حاصل نہیں ہوتی۔جب سالک مقام لاہوت سے واصل ہو جاتا ہے تو موت وحیات اس کے لئے یکساں ہو جاتی ہیں۔اُسے اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ جس شکل وصورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے اور ایک ہی لمحہ میں خواہ وہ حیات ہے یا ممات اگر چاہے تو ایک سو مقام ہو بلکہ ہزار مقام پر یا اس سے زیادہ مقام پر بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔اور لوگوں سے باتیں کر سکتا ہے۔مگر یہ ایک راز ہے جسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔واضح رہے کہ کسب کمال سے یہ صورت مثالی حاصل ہوتی ہے۔

صوفیاء کی اصطلاح میں اسے وجود مکتب کہتے ہیں۔

الغرض قصہ مختصر یہ کہ: آپ سے بے شمار خرق عادات ظاہر ہوئیں۔اور بڑے ہی کمال اور جاہ وجلال سے لباس فقر میں آپ نے شادی کی بعد اس کے اپنے انتقال مکانی سے قبل اپنے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ پیر چشتی صابریؒ کے حوالے امانت پیران چشت کی اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔جبکہ چھوٹے صاحبزادے حضرت شیخ منصور کو بھی خرقہ خلافت عطا فرما کر باطنی اسرار ورموزان کو بھی منتقل کئے اور وصال باکمال فرما کر راہی ملک عدم ہوئے۔

غالباً آپ کا وصال باکمال دسویں صدی ہجری میں ہوا ہے۔اور مزار پُر انوار ردولی شریف انڈیا میں ہی مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ بہلول برکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : سلطان الفقراء، جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات، عالم علم ظاہری و باطنی حضرت شاہ بہلول برکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلۂ اہل تحقیق ہیں آپ نے علم ظاہری سید عبدالرشید جالندھری چشتی صابری اور سید شبیر شاہ اور سید عتیق اللہ شاہ جالندھیر چشتی صابری علیہم الرحمۃ جیسی بلند پایہ اور یگانہ روز شخصیات سے حاصل کیا۔ آپ علوم ظاہریہ و باطنیہ میں جامع کمالات اور ہمہ صفت موصوف تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں نوے جلدیں تصنیف کی ہیں۔ جن میں فوائد آثار شرح دیوان خواجہ حافظ بہت مشہور ہیں۔ آپ کا اپنا بھی ایک دیوان ہے جو بہت ہی اعلیٰ اشعار پر مشتمل ہے۔ آپ کی شاگردوں میں بہت سے بلند پایہ لوگ شمار ہوتے ہیں۔ جن میں سے چندلا ور اور عظمت خان برکی جو کہ خود بھی صاحب دیوان ہوئے ہیں ان کے علاوہ سید علیم اللہ جالندھری چشتی صابری جیسی روزگار زمانہ شخصیات شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ حضرت قطب دوراں سید محمد سعید المعروف حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ حضرت شاہ میراں بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد لاہور تشریف لے آئے تھے اور وہاں حضرت شیخ شاہ بولاق قدوری لاہوری قادری علیہ الرحمۃ کی صحبت فیض سے بھی مستفید ہوتے رہے۔ آپ قلندرانہ وضع قطع کے مالک اور قلندرانہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۱۷۰ھ بمطابق ۱۷۶۵ء کو ہوا اور مزار فیض آثار عیدگاہ جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ لکھی ہے۔

چو از حکم قضا رخت سفر بست — زدین شاہ عالی شاہ بہلول

منور تاج عشق آمد و مالش — دگر مخدوم نامی شاہ بہلول

۱۱۷۰ھ

Marfat.com

حضرت پیر سید باقی شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متصرف بہ تصرفات، غریق دریائے وحدت، مست الست بادہ خمار حضرت پیر سید باقی شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یگانہ روزگار شخصیت اور عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ اور فقر و فاقہ، ترک و تجرید میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے تمام عمر ایک جھونپڑی میں گزاری۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ رات کو عموماً اپنی جھونپڑی سے غائب ہو جاتے تھے۔ اس کے لئے یہ بھی مشہور ہے کہ راتوں کو آپ اپنے علاقہ کی تمام مسجدوں میں تشریف لے جاتے۔ اور جس مسجد کا چراغ بجھ جاتا آپ اُس کو روشن کر دیتے تھے۔ آپ کا یہ معمول بھی رہا ہے کہ جن مسجدوں میں خادم وغیرہ نہ ہو یا جو مسجد غیر آباد ہو۔ ان مساجد میں خصوصی طور پر تشریف لے جاتے اور اُن مساجد کی صفائی و پاکیزگی کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ آپ بیک وقت سالک اور مجذوب کی صفت کے مالک تھے۔ بہت ہی کم گو بلکہ اپنے پاس آنے والوں کی بات کا جواب اشارے کنائے میں دیتے تھے۔ جو لوگ آپ کو دعا کے لئے کہتے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ آسمان کی طرف اُنگلی اٹھاتے، گویا آپ لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرماتے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۷۸ھ بمطابق ۱۷۶۴ء کو اپنی جھونپڑی میں ہی ہوا اور اسی جگہ محلہ بھمرانہ جھنگ صدر ضلع جھنگ صوبہ پنجاب پاکستان میں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دیتے ہیں اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت شیخ بلاقی چشتی صابری کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل و افضل، امام تقیاء، سلطان الصلحاء، حضرت شیخ بلاقی کیتھلی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قصبہ کیتھل کے رہنے والے اور اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ اور صاحب کشف و کرامت ہوئے ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگ حضرت بندگی شیخ داؤد علیہ الرحمۃ چشتی صابری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ عبادت و ریاضت و مجاہدہ، فقر و فنا اور تصرفات میں بے نظیر تھے۔ آپ کو ذکر

Marfat.com

جہری اور حبسِ دم میں کمال حاصل تھا۔ اور عالم لا کیف اور لا مثال کا آپ پر اس قدر غلبہ تھا کہ اس سے زیادہ تصور میں نہیں آ سکتا۔ غرضیکہ آپ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمۃ کی تمام کیفیت کے حامل تھے۔ آپ کو اپنے شیخ حضرت داؤد بندگی گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے بہت اُنس اور محبت تھی۔ اور آپ کے شیخ بھی بہت محبت سے پیش آتے اور اکثر اوقات اکٹھے سفر کرتے تھے۔ اور آپ کو اپنے احباب میں شمار کرتے تھے۔ جب حضرت شیخ داؤد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہوا تو آپ پر دنیا تاریک ہو گئی اور شیخ کے جمال کے بغیر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آنے لگا تو آپ نے وطن کو خیر باد کہا۔ اور سفر حج پر روانہ ہو گئے مکہ مکرمہ کی زیارت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ حتیٰ کے آپ کا وہیں وصال باکمال ہو گیا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

نوٹ ☆ : فقیر راقم الحروف کا خیال ہے کہ غالباً یہ وہی شیخ شاہ بلاقی ہیں جو کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے جد امجد ہیں۔ جن کا ذکر حاجی صاحب کے حوالے سے مختلف جگہوں پر ملتا ہے۔ (از مولف) واللہ اعلم آپ کا وصال باکمال غالباً گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوا ہے۔ مرقد منورہ مدینہ پاک حجاز مقدس میں موجود ہے۔

حضرت شیخ بدرالدین المعروف بدری بابا چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عارف واکمل، شیخ یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت شیخ بدرالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم مرد کامل اور شیخ الشیوخ ہوئے ہیں۔ آپ حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ معروف کے مرید و خلیفہ ہوئے ہیں۔ آپ کو حضور شہنشاہ کلیام نے خلافت عطا فرمانے کے بعد راولپنڈی شہر میں رہنے اور سلسلہ کی رشد و ہدایت کے کام کا حکم دیا۔ چنانچہ شیخ کامل کا حکم ملتے ہی آپ راولپنڈی تشریف لائے۔ اور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ ہزاروں افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ بالآخر راولپنڈی میں ہی آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو ہوا۔ مزار پُر انوار تیلی محلہ مین مری روڈ قصر شیریں سویٹ پیلس کے ساتھ ایک چھوٹی سی جگہ پر مرجع خاص وعام ہے جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر دولتِ عرفان حاصل کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سائیں برکت اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق صادق فنافی المرشد، فنافی اللہ وفنافی الرسول، صوفی باصفا حضرت سائیں خواجہ برکت اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر فضل وکمال ہیں۔ آپ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور عبادت و ریاضت ومجاہدہ میں درجہ تکمیل کو پہنچ کر اپنے شیخ کامل سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ انتہائی سادہ طبیعت مگر نیک پابند صوم وصلوٰۃ عبادت وریاضت میں یکتا تھے۔ تمام عمر اپنے شیخ کی خدمت واتباع میں گزاری۔ تصور شیخ آپ کی منزل تھی۔ اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہ جانا۔ دنیاوی معاملات سے بالکل قطع تعلق رہے۔ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ محفل سماع کے دلدادہ تھے۔ آپ صاحب ذوق وشوق وصاحب وجد وحال اور صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے شیخ کامل بھی آپ کو دل وجان سے عزیز جانتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودہویں صدی ہجری میں ہوا۔ موضع چہاری تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دیتے ہیں اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

Marfat.com

ردیف پ

حضرت شیخ پیارہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: رئیس الاولیاء، قطب وقت، ولی بے مثال حضرت شیخ پیارہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ محرم اسرار وحدت ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی بزرگ اور خانقاہ ردولی شریف کے عظیم نیر تاباں حضرت شیخ محمد عارف حق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ اور محرم اسرار اور تربیت یافتہ اور صاحب ارشاد و صاحب کشف وکرامات بزرگ ہیں۔ آپ نے مجاہدہ میں کامیابی کے لئے بڑی ہی محنت شاقہ سے کام کیا۔ اور متواتر اوراد و وظائف میں اس طرح مشغول رہتے تھے کہ اپنی چلہ گاہ سے باہر ہونے والے معاملات کی بالکل آپ کو خبر نہ تھی۔ آپ نے بہت سے چلے ایسے بھی کئے کہ جہاں آب ودانہ وہوا کا گزر بھی نہ تھا۔ آپ نے چھ ماہ تک ایک درخت کے خول جو کہ سوکھا کھڑا تھا میں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔ اس درخت کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ املی کا درخت ہے اور اس کا تنا اس قدر موٹا ہے کہ اس میں ایک آدمی بیٹھ کر بڑی آسانی سے عبادت وریاضت کرسکتا ہے اور یہ درخت آج بھی قصبہ ردولی ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ اور وہیں پر آپ کا وصال باکمال ہوا نویں صدی ہجری کے وسط میں ہوا اور وہیں پر آپ کا مزار پُرانوار مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت شیخ پائندہ بنوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام الواصلین، برہان الکاملین، دلیل العارفین، متصرف بہ تصرفات، قطب دائرہ کائنات حضرت شیخ پائندہ بنوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ کا تعلق قصبہ بنور سے ہے جو کہ سرہند شریف سے پندرہ کوس کے فاصلے پر انڈیا میں واقع ہے۔

آپ نے ابتدائی زمانہ سے ہی سخت قسم کے مجاہدات کئے جس کی وجہ سے بہت جلد آپ کا مجاہدہ

Marfat.com

مشاہدہ میں تبدیل ہو گیا۔ بچپن ہی سے آپ کے چہرہ پر ولایت کے آثار اور بھرپور جوانی میں شغل باطن کے اسرار و آثار و تصرفات ظاہر ہونے لگے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ ذِکر نفی و اثبات بعض اوقات بطریق جہری اور بعض اوقات بطریق خفی کرتے تھے۔ اپنے زمانے کے اولیائے کبار میں آپ کا مقام بلند بالا تھا تمام مشائخ وقت اور علمائے حق تعظیم بجالاتے تھے۔ آپ کا لنگر وسیع اور دراز تھا۔ دروازے ہر وقت ہر شخص کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ محتاجوں فقیروں کی دستگیر اور حاجتمندوں کی حاجت روائی آپ کا شعار تھا۔ حسن اخلاق میں سرکار علیہ السلام کے متبع تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شیخ نظام الدین بلخی ثمہ تھانیسری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

کشف وکرامات ☆: آپ رات کے وقت جب بلند آواز سے ذکر جہر کرتے اور **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہتے تھے تو شہر اور دیہات وقصبات کے دروازے خود بخود کھل جاتے تھے اور صبح تک کھلے رہتے۔ جب شہر کے باشندوں پر یہ راز کھلا تو وہ تمام اکٹھے ہو کر حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ اگر یہی معاملہ کچھ عرصہ تک جاری رہا تو شہر ویران ہو جائے گا۔ چور اور راہزن کچھ نہیں چھوڑیں گے۔ اگر آپ کا فرمان ہو تو ہم وہاں سے نقل مکانی کر کے کسی اور جگہ چلے جائیں یا شیخ پائندہ کو حکم دیں کہ وہ رات کے وقت صحرا میں جا کر ذکر کیا کریں۔
چنانچہ حضرت شیخ نظام الدین نے آپ کو پیغام بھیج دیا کہ آئندہ کے لئے صحرا میں جا کر ذکر کیا کریں۔

کرامت نمبر۲ ☆: اس کے بعد آپ رات کے وقت ایک باغ میں تشریف لے جا کر ذکر بالجہر فرماتے تھے لیکن جب **لَا اِلٰہَ** کہتے تھے تو تمام درخت زمین پر گر جاتے اور جب لفظ **اِلَّا اللّٰہُ** کہتے تو تمام درخت کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ چند ایام میں درختوں کے پتے جھڑ گئے اور شاخیں خشک ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر باغبان حیران تھا کہ کیا وجہ ہے کہ باغ کو روزانہ پانی بھی دیتا ہوں لیکن درخت پھر بھی خشک ہو رہے ہیں۔ اس نے اس بات کا کھوج لگانے کے لئے باغ میں ڈیرہ ڈال لیا۔ نصف شب کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ تمام درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر کھڑے ہو

Marfat.com

جاتے ہیں کافی دیکھ بھال کے بعد معلوم ہوا کہ درختوں کا گرنا اور اٹھنا اور پتوں اور شاخوں کا خشک ہونا شیخ بنوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر بالجہر کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ باغبان بھی آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریادی ہوا کہ اگر درختوں کا یہی حال رہا تو فصل کیا ہو گی۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آج کے بعد ایسی جگہ بیٹھ کر ذکر کرو جہاں کسی کا نقصان نہ ہو۔

کرامت نمبر۳ ☆: آپ کے گھر میں فقر و فاقہ کی نوبت اکثر رہتی تھی۔ اور زندگی بہت تنگی میں بسر ہو رہی تھی کہ ایک دن اچانک ایک کیمیا گر کا آپ کی خانقاہ شریف کے پاس سے گزر ہوا۔ دوران قیام اسے معلوم ہوا کہ آپ کی معاشی حالت بہتر نہ ہے تو اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو ڈرجگی جو اکسیر اعظم سے پُر تھا۔ دکھا کر کہا کہ یہ میں آپ کی نذر کرتا ہوں آپ کی سات پشتوں تک کے لئے کافی ہے۔ اگر اس اکسیر کو ذرا بھر پگھلے ہوئے تانبے میں ڈالا جائے تو خالص سونا بن جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اٹھا کر ایک طاق میں رکھ دو بوقت ضرورت استعمال کرلوں گا۔ کیمیا گر وہ ڈبی ایک طاق میں رکھ کر چلا گیا۔ اور سات سال کے بعد جب واپس قصبہ بنور آیا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ حضرت کی خانقاہ میں جا کر دیکھنا چاہیے کہ اب حالات کیسے ہیں۔ جب وہ خانقاہ شریف میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ کے حالات پہلے سے بھی بدتر ہیں اور ہر طرف غربت کے ڈیرے ہیں۔

وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا شیخ آپ نے بھی کمال کیا ہے کہ ایسی دولت جو آپ کی سات پشتوں تک کافی تھی آپ نے سات سال میں ختم کر دی ہے۔ آپ تو بہت ہی عجیب اور فضول خرچ واقع ہوئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے مجھے کون سا اکسیر دیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے آپ کو بہت سا اکسیر دیا تھا۔ اور آپ نے حکم دیا تھا کہ اس کو کسی طاق میں رکھ دو۔ آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اسے اُس طاق میں دیکھو۔ جب وہ کیمیا گر طاق کے پاس پہنچا تو دیکھ حیران رہ گیا کہ وہ ڈبی جیسے رکھ کر گیا تھا۔ ویسے ہی رکھی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ اس نے حضرت شیخ پائندہ سے کہنے لگا افسوس کے آپ نے اس نعمت کی کوئی قدر نہیں کی اور اس کو ضائع کر دیا۔

یہ سن کر آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا آؤ ذرا صحرا کی طرف چلتے ہیں۔ راستے میں چلتے چلتے آپ

Marfat.com

ایک جگہ پیشاب کے لئے بیٹھے فارغ ہو کر مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کر رہے تھے وہ ڈھیلا آپ نے زور سے زمین کی طرف دے مارا اور کیمیا گر سے فرمایا کہ دیکھ۔ جب اُس نے دیکھا تو وہ ڈھیلا زمین کی جس جس مٹی کے ساتھ لگتا گیا وہ تمام زمین سونا بن گئی۔ اسی زمین کے تمام درخت بھی سونا بن گئے۔ یہ دیکھ کر وہ آپ کے قدموں میں گر گیا۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے کیمیا گر جس کے پاس یہ اکسیر ہو وہ تمہاری اکسیر کو لے کر کیا کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے اس کیمیا گر کے باطن پر اپنی نظر ولایت سے بغور دیکھا تو اس کے دل کی دنیا بدل گئی" اور وہ تھوڑے ہی عرصے میں واصل الی اللہ ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۶۳ھ بمطابق ۱۶۵۲ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ بنور سرہند شریف سے پندرہ میل دور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ پنجو بابا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل بے بدل، مدرس مسائل عشق و عرفان و محبت حضرت شیخ پنجو بابا پشاوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے روزگار زمانہ ہیں۔

آپ حضرت اخوند درویزہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

آپ ہندی اور فارسی کے بہترین شاعر تھے۔ مسلک آپ کا اپنے شیخ کے مسلک پر تھا۔

مولانا چاک میانہ، مولانا شیخو شاہجہان پوری اور شیخ علی جو اپنے زمانہ کے مشاہیر تھے۔

یہ متذکرہ تینوں افراد آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف تھے۔ آپ کے تمام مریدین صاحب حال اور باکمال گزرے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۷۳ھ کو ہوا۔

مزار پُر انوار پشاور صوبہ سرحد پاکستان میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی زمانہ، عارف یگانہ، مرشد لاثانی، عالم ربانی حضرت خواجہ شیخ پیر محمد چشتی صابری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور صاحب ولایت ہیں۔

آپ حضرت شیخ خواجہ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری جن کا مزار لاہور میں ہے وہ آپ کے پیر بھائی ہیں اور حضرت شاہ کاکو چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے مرید و خلیفہ مجاز اور لاہور کے صاحب ولایت ہیں۔

موٹروے لاہور کے نزدیک کالا شاہ کاکو انٹرچینج غالباً حضرت شاہ کاکو ہی کے نام سے منسوب ہے۔

آپ نے تمام عمر دین اسلام کی خدمت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج و اشاعت میں گزاری اور اسی مشن کی تکمیل کرتے ہوئے آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔ آپ کی تاریخ اور سن وصال جائے مدفن کے بارے میں تمام مؤرخین خاموش ہیں۔ کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کا مزار پُرانوار کس جگہ پر واقع ہے۔ تقریباً گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: نیر تاباں افق ولایت و معرفت، شہباز طریقت و حقیقت، مجاہد جاھد و فی سبیل اللہ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ واقف اسرارِ رموز حقانی ہیں۔

آپ قصبہ ڈھلوان ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا کے رہنے والے ہیں۔ آپ میں وہ تمام صفات ہمہ صفت موجود ہیں جو ایک فقیر اور ولی کامل میں ہونی چاہئیں۔ آپ اپنے ہم عصر مشائخ میں بہت محبوب اور ممتاز تھے بڑے بڑے عارفین آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔

آپ ظاہری و باطنی علوم کا مرجع و منبع تھے۔ دین اسلام کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ کے لئے آپ نے تن من دھن کی بازی لگائے رکھی۔ اپنے دور میں سلسلہ عالیہ کا اتنا کام کیا کہ لوگ

Marfat.com

دنگ رہ گئے۔ آپ حضرت پیر احمد علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کے مرشد حضرت پیر احمد علی چشتی صابری علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ غلام علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت خواجہ جیون شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت میراں شاہ بھیکھ کے۔ آپ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد سے خرقۂ خلافت پانے کے بعد جو خدمات انجام دیں ان میں سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ آپ نے آنے والے سائل کو کبھی مایوس نہیں کیا۔ دروازے پر جو سائل دین مانگنے آیا تو دین اگر دنیا کا طالب آیا تو اسے دنیاوی دولت سے مالا مال کر کے بھیجا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال آپ کے آبائی قصبہ ڈھلوان ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوا۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کا وصال تقریباً تیرھویں صدی ہجری میں ہوا۔

Marfat.com

ردیف ج

منقبت (ازقلم......محمد امیر صابری)

حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

اے دلبر شمس الدین مخدوم جلال الدینؒ — دل کی ہو میرے تسکین مخدوم جلال الدینؒ
صدقہ شاہ ولایت اب کیجئے عنایت — بھر دیجئے جام رنگین مخدوم جلال الدینؒ
میں جس کے تصور میں گم روز ازل سے ہوں — تصویر ہے شمس الدینؒ مخدوم جلال الدینؒ
یہ صابری نسبت ہے یہ حسن عقیدت ہے — ہے میرا ایمان و دین مخدوم جلال الدینؒ
اک نظر کرم کر دو دامان طلب بھر دو — دوں واسطہ شمس الدینؒ مخدوم جلال الدینؒ
آقا تیرے جلوے میں اللہ کا جلوہ ہے — جب دیکھا چشم میں مخدوم جلال الدینؒ
یہ امیر دعا مانگی کلیر میں موت آئے — فرمانے لگے آمین مخدوم جلال الدینؒ

حضرت خواجہ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مقتدائے ارباب یقین بہ تحقیق ہادی حق نما غریق بحر وصال، جلیس مسند حق الیقین، قطب اقلیم، حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ شاہد بزم وصال ہیں۔ آپ کا نسب نامہ پدری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد شیخ محمود امرائے پانی پت سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۳ شوال ۵۵۷ھ بروز بدھ بعد نماز فجر قبل اشراق پانی پت میں ہوئی آپ کا اسم گرامی خواجہ محمد ہے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے عطا کردہ لقب جلال الدین سے مشہور ہیں۔ بچپن ہی سے آثار بزرگی آپ پر نمایاں تھے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے ایام طفلی میں ہی آپ

Marfat.com

عشق الٰہی کے اسیر ہوئے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ جنگل کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں ذکر وفکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کو حسن باطنی کے علاوہ حسن ظاہری بھی عطا ہوا تھا۔ کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ بے دریغ پیسہ خرچ کرتے تھے۔ آپ کا معیار رہائش اونچا تھا۔ آپ کا لباس اعلیٰ قسم کا ہوتا تھا۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ آپ کو بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ بچپن ہی میں وہ آپ کو دیکھنے کے لئے روزانہ آپ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کے وصال کے بعد آپ کی پرورش کا ذمہ آپ کے چچا نے لے لیا تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ انتہائی حسین وجمیل نوجوان تھے ہمیشہ لباس فاخرہ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ہر وقت عیش وعشرت میں مست الست رہتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ کریم الطبع اور غریب پرور بھی تھے۔ ایک دن عمدہ لباس پہن کر عطریات لگائے ہوئے عربی گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ کے دروازے کے سامنے سے گزرے۔ حضرت شیخ کی نظر ولایت آپ پر پڑی تو تصرف ولایت سے اپنی جانب کھینچ لیا۔ اور فرمایا کیسا خوش قسمت گھوڑا اور کیسا خوش قسمت سوار ہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ گھوڑے سے نیچے اترے اور حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد تمام دنیاوی علائق سے منقطع ہو کر شیخ کامل کے زیر سایہ سالہا سال تک عبادت وریاضت میں مشغول ہوئے۔ اور مرتبہ کمال کو پہنچ کر مرشد کامل سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب ارشاد ہو کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ خرقہ خلافت دیتے وقت شیخ کامل نے فرمایا۔ ترا دین ہم دادم وآں ہم دادم۔ تجھے میں نے یہ بھی دیا اور وہ بھی دیا۔ یعنی دنیا ودین دونوں دیئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ مادرزاد ولی تھے۔ سماع سنتے تھے شکار کا شوق تھا لنگر آپ کا عام تھا ایک ہزار آدمی آپ کے ہاں روزانہ کھانا کھاتے تھے۔ آپ کے چہرے پر جلال بہت تھا جس پر آپ کی نظر پڑتی۔ وہ ولی ہو جاتا تھا۔ آپ جو فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ عرس وغیرہ میں شامل ہوتے تھے بھی عرس وغیرہ کرتے تھے۔ آپ کے فیض کا چشمہ جاری تھا کہا جاتا ہے کہ مخدوم علاؤ الدین علی

Marfat.com

احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی کمائی جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ نے لٹائی۔ آپ صاحب کشف وکرامت اور صاحب مقامات جلیلہ تھے۔ آپ شان عظیم، طبع کریم، لطفِ عمیم رکھتے تھے۔ آپ نے اس قدر ریاضت ومجاہدات کئے کے بھوک شدت سے آپ کا نفس امارہ صورت موہوم میں مجسم ہوکر آپ کے بدن سے جدا ہو چکا تھا۔ لیکن آپ کی استقامت میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔ آخر میں آپ ذات حق میں اس قدر مستغرق ہو گئے تھے کہ آپ سے کوئی اور کام نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ کے مریدین آپ کو مراقبہ سے نکال کر نماز پڑھا لیتے تھے۔ اس کے بعد پھر مراقبہ میں چلے جاتے تھے۔ آخری عمر میں آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا۔ کہ نماز کے وقت آپ کے کان میں تین تین مرتبہ حق حق حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش آتا اور نماز ادا کرتے آپ علم شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت میں عدیم العدیل تھے۔

علمی ذوق ☆: آپ کی کتاب زاد الابرار آپ کے علمی ذوق کی آئینہ دار ہے۔

کشف وکرامت ☆: ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک گاؤں سے ہوا آپ نے دیکھا کہ گاؤں والے اپنا سامان لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی تو لوگوں نے بتایا کہ گاؤں میں ژالہ باری کی وجہ سے فصل خراب ہو گئی ہے۔ لگان ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ حاکم سخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس گاؤں کو ہمارے ہاتھ فروخت کر دو اور ہمارے نام پر اس کا نام جلال آباد رکھو تو تمہارا لگان بھی ادا ہو جائے گا اور تم کو اچھی خاصی رقم بھی بچ جائے گی وہ لوگ راضی ہو گئے۔ آپ نے ان لوگوں کو فرمایا تمام لوگ مل کر لوہا اور لوہے کا سامان اور لکڑی جمع کرو۔ ان لوگوں نے حکم کی تعمیل کی آپ نے تمام لکڑی اور لوہے کو ڈھیر لگوا کر آگ لگوا دی اور فرمایا اب چلے جاؤ اور تاکید فرمائی کہ صبح کو آ کر دیکھنا کہ کیا ہوا۔ اسی رات کو آپ اس گاؤں سے چل دیئے صبح کو جب گاؤں والے وہاں گئے تو اُن کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سارا لوہا زر خالص بن چکا تھا۔ انہوں نے لگان ادا کیا باقی روپیہ اپنے خرچ میں لائے اور اس گاؤں کا نام جلال آباد رکھ دیا۔

کرامت ۲ ☆: ایک دن آپ دریا کے کنارے تشریف لے گئے وہاں ایک جوگی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ آپ کے وہاں پہنچنے پر جوگی نے آنکھیں کھولی تو آپ کو دیکھا کہنے لگا کہ آپ بہت

Marfat.com

خوش قسمت ہیں کہ میرے پاس آ گئے میرے پاس سنگ پارس ہے۔ میں نے دل میں عہد کیا تھا کہ جو شخص آنکھیں کھولنے کے وقت میرے سامنے آئے گا میں اسے سنگ پارس دے دوں گا۔ لہٰذا آپ یہ سنگ پارس لے لیں اور اسے اپنے استعمال میں لاؤ۔ تم بہت خوش قسمت ہو کہ جنہیں ایسی دولت ملی۔ آپ نے اس پتھر کو دریا میں پھینک دیا۔ جوگی خفا ہوا آپ نے جوگی سے فرمایا کہ خفا نہ ہو بلکہ دریا میں جا کر اپنا پتھر لے آؤ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی پتھر نہ لینا چنانچہ وہ دریا میں گیا تو دیکھا کہ دریا کے تمام پتھر سنگ پارس بن گئے تھے۔ اس نے اپنے پتھر کے علاوہ ایک اور پتھر اٹھایا اور باہر آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ وہ دوسرا پتھر کیوں چھپا کر لایا اس نے دونوں پتھر آپ کے سامنے رکھ دیئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور آپ کا مرید ہو گیا۔

کرامت نمبر ۳ ☆: ایک دن آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک ضعیفہ عورت سر پر پانی کا گھڑا اٹھائے جا رہی تھی۔ اس کے پاؤں کانپ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں کوئی دوسرا ایسا آدمی نہیں جو پانی لا سکے۔ تو ضعیفہ نے عرض کیا حضرت میں بے کس و بے سہارا عورت ہوں۔ آپ نے پانی کا گھڑا اٹھایا اور اپنے کندھے پر رکھ کر چلنے لگے اور اس کے گھر پہنچ کر گھڑا رکھ کر فرمایا آج کے بعد انشاء اللہ یہ گھڑا پانی سے بھرا رہے گا۔ تمہیں پانی لانے کے لئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ ضعیفہ عورت تمام عمر اس گھڑے کا پانی استعمال کرتی رہی مگر پانی ختم نہ ہوا۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال ۱۶ ربیع الاول ۷۶۵ھ با اختلاف روایت ۷۲۴ھ سترہ رمضان المبارک بحوالہ خزینۃ الاصفیاء کو ہوا مزار پُر انوار پانی پت میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ایک سو ستر سال سے زیادہ ہوئی۔ بہت سے صاحب ذوق و عارفین نے آپ کی قطعہ تاریخ لکھی ہے۔

چوں جلال از جہاں سفر ورزید	یادِ حق بود وصل شد بایار
زاہد پاک اشرف الاقطاب ۷۶۵ھ	ہست تاریخ آں شہہ ابرار ۷۶۵ھ
بندۂ مقتدا جلال الدین	پیروالی ارشاد بحرِ عرفان جلال بے نیاز

Marfat.com

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : ناظر جمال مطلق، درمقید و محقق، درمقام ذوق شہود، قطب حقیقت، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ گوہر دریائے فضل وکمال ہیں۔ آپ کا نسب نامہ پدری و مادری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد بلخ کے رہنے والے تھے آپ کے والد گرامی کا نام قاضی محمودؒ ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸۹۴ھ کو بلخ میں ہوئی۔ آپ کا نام مبارک جلال الدین ہے۔ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ سات سال کی عمر میں ہندوستان آئے اور تھانیسر میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے ہندوستان آنے سے قبل بلخ میں قرآن شریف حفظ کیا اور ہندوستان آ کر تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہو گئے۔ اور صرف ونحو تفسیر وحدیث فقہ منطق وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر درس اور وعظ میں مصروف ہو گئے۔ آپ ایک عالم تھے فتویٰ بھی دیتے تھے۔ باطنی علوم سے آپ کو کوئی لگاؤ نہ تھا سماع کو ناجائز سمجھتے تھے۔ آپ کی زندگی میں یک لخت انقلاب اس طرح آیا کہ تھانیسر کا حاکم حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کا مرید و معتقد تھا۔ حضرت شیخ جلال الدین نے ایک مرتبہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے تھانیسر کے حاکم سے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیر آئے ہیں۔ اور وہ رقص وسماع میں مشغول ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان سے مل کر ان امور مہینہ کے ارتکاب کی وجہ دریافت کریں۔ اب تم ان پیر رقاص سے ہمارا سلام کہنا۔

چنانچہ تھانیسر کے حاکم نے آپ کا پیغام حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو پہنچایا۔ انہوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ وہ پیر رقاص خود رقص کرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی رقص کراتا ہے۔ اس نام و پیام کے بعد ایک دن حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ یاد الٰہی میں مشغول تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی کہ ہم نے جلال کو تمہیں بخشا۔ اس کو اپنے حلقہ میں لاؤ اور ہمارے جلال سے آشنا کرو۔ ان کے لئے یہ اشارہ کافی تھا۔ وہ اسی وقت اٹھ کر کھڑے ہوئے آپ کے مدرسے میں پہنچ کر آپ کو سلام کر کے ایک طرف خاموش بیٹھ گئے۔ آپ تدریس میں مشغول

Marfat.com

رہے آپ نے اُن کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔ جب آپ پڑھا چکے اور طلباء چلے گئے تو آپ نے حضرت عبدالقدوس علیہ الرحمۃ سے پوچھا۔ میاں فقیر کہاں سے آئے ہو۔ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ نے جواب میں کہا میں وہی فقیر رقاص ہوں۔ اُن کا یہی فرمانا تھا اور توجہ کا دینا تھا کہ از خود رفتہ ہو گئے۔ ظلمت دور ہوئی تاریکی سے روشنی میں آئے۔ سر نیاز حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر رکھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے انہوں نے کلاہ چہار ترکی اپنے سر سے اتار کر آپ کے سر پر رکھی آپ کو شغل نفی و اثبات تعلیم فرمایا۔ اس کے بعد دیگر اذکار و اشغال مثلاً شغل ہوا سلطان الاذکار شغل سہ پایہ وغیرہ آپ کو تعلیم فرمائے۔ بعدہ آپ کے پیر دستگیر نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ ایک عرصہ تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں شاہ آباد رہ کر فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ اپنے زمانے کے قطب و غوث تھے ترک و تجرید میں یگانہ اور خلق سے بیگانہ تھے۔ زہد و تقویٰ بے مثال تھا۔ عبادت ریاضت و مجاہدہ میں ساری عمر گزاری اسی سال کی عمر تک ایک قرآن روزانہ ختم کرنا آپ کا معمول تھا استغراق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کے کان میں تین مرتبہ حق حق کہا جاتا تو آپ ہوش میں آتے۔ اور نماز ادا کرتے آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔

آپ کی علمی یادگار تصانیف ☆: آپ کی کتاب ارشاد الطالبین آپ کی علمی یادگار ہے۔ آپ کے مکتوبات کو شہرت دوام حاصل ہے۔ نوٹ ☆: آپ کی کتاب ارشاد الطابین معروف صوفی بزرگ حضرت منظور المشائخ جناب صوفی منظور احمد صابری اوکاڑہ والوں کے خلیفہ مجاز جناب صوفی محمد یونس صابری نے اپنے ادارے ندوۃ الاصفیا کے زیر اہتمام اردو ترجمہ کر کے چھپوا دی ہے جبکہ اس کے علاوہ آپ کی دوسری کتاب ''تحقیق اراضی ہند'' کے نام سے معروف ہے جو کہ آج کل نایاب ہے اس کا قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں بتایا جاتا ہے۔ آپ کے مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ

Marfat.com

مجھ سے پوچھے گا کہ کیا لائے ہو تو میں حضرت جلال الدین اور رکن الدین کو پیش کروں گا۔

دردِ عشق کی دوا کیا ہے؟ ☆ : تاریخ اقبال نامہ جہانگیری میں درج ہے کہ جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ۹۸۹ میں اپنے بھائی محمد حکیم مرزا کی بغاوت فرد کرنے کے لئے دو محرم کو پنجاب آیا تو تھانیسر میں پڑاؤ کیا۔ بادشاہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کی خانقاہ میں حاضر ہوا اور کافی دیر تک حقائق و معارف پر گفتگو ہوئی۔ آخر میں بادشاہ کے اشارے پر شیخ ابوالفضل نے حضرت شیخ جلال الدین سے دریافت کیا درد عشق کی دوا کیا ہے؟ اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے سب سے چھوٹا راستہ کون سا ہے۔ یہ سن کر آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور اس سوال کا جواب عملاً دیا اور یہ شعر پڑھا۔

آہ استغنائے دبر آہ آہ کز تعظیم بست برکونین راہ

محبوب کی بے پرواہی اور بے نیازی پر بہت افسوس ہے اپنے ادب رعب اور جلال کی وجہ سے اپنی طرف آنے کا راستہ بند کر لیا ہے۔ یعنی تعظیم، رعب و جلال کی وجہ سے عاشق نزدیک نہیں پھٹک سکتے۔

تعلیمات ☆ : آپ فرماتے ہیں کہ عشاق کو چاہیے کہ کشف و کرامات کی منازل پر توقف کو روانہ رکھیں۔ اس سے ترقی کریں اور کسی چیز میں مقید نہ ہوں۔ خون پئیں اور کھو جائیں اور موت سے پہلے مر جائیں۔

کشف و کرامت ☆ : آپ کے مرید کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں چند سال رہا لیکن اس کو حالت جذب و کیف محسوس نہ ہوئی۔ جب اُس نے کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو ایک روز دل میں کہنے لگا۔ کہ پہلے زمانہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ جیسے صاحب عظمت اور صاحب حال بزرگ تھے جو ذرا سی دیر میں مرتبہ ولایت پر پہنچا دیتے تھے۔ اور آج اس قسم کا کوئی بزرگ نہیں ہے۔ آپ بذریعہ کشف اس کے حال سے آگاہ ہوئے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ آج بھی ایسے لوگ ہیں ان کی نگاہ سے مرتبہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی وقت وہ مرید بے خود ہوا اور اعلیٰ درجے پر پہنچا تھوڑے دنوں میں اس کا انتقال ہو گیا آپ کو جب اس کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا۔ ہر شخص کو اس کام کے برداشت کی تاب نہیں ہے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۴ ذوالحجہ ۹۸۹ھ پچانوے برس کی عمر شریف میں

Marfat.com

ہوا۔ مزار شریف تھانیسر نزد دہلی (کوروکیشتر) میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

کسی عارف کامل نے آپ کے وصال کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

جلال از جہاں چوں بخت رسید ‌ ‌ ‌ ‌ جے سال تر خیال ہاں زہی کمال

سیساہ شیخ پاکیزہ دل شد عیاں ‌ ‌ ‌ ‌ دیگر ہست ماہتاب عزت جلال

حضرت شیخ محمد جمال چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فدائے عشق و مستی بحق رب ذوالجلال، آئینہ معرفت و کمال، صاحب کشف و کرامت و حال حضرت شیخ محمد جمال چشتی صابریؔ ثمہ کاچھوی رحمتہ اللہ علیہ ولی بے مثال و باکمال ہیں۔ آپ موضع کاچھو ضلع کرنال کے زمیندار طبقہ سے متعلق ہیں۔ کھیتی باڑی آپ کا معمول خاص تھا۔ ایک دن اپنے کھیتوں میں ہل چلا رہے تھے کہ غیب سے ندا آئی کہ اے جمال تم اس کام کے لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ تم ہمارے مشاہدے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ لہٰذا تم فوراً گنگوہ شریف پہنچو، اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دے کر اپنے اصلی کام میں مشغول ہو جاؤ۔

بیعت و خلافت ☆: آپ غیبی آواز سن کر غفلت سے بیدار ہوئے اور سب کچھ چھوڑ کر جلدی جلدی گنگوہ شریف پہنچے اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مستفیض ہو کر ان کے قدموں میں سر رکھا اور بیعت کے لئے درخواست کی۔ مرشد کامل نے بیعت سے مشرف فرمانے کے بعد آپ کو بھینسوں کی خدمت پر مامور فرما دیا۔ آپ کافی مدت تک اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے۔ ایک دن حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ داؤد چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا اے جمال تم یہاں بھینسوں کی خدمت کے لئے نہیں آئے بلکہ طلب حق کے لئے آئے ہو اور اس کے لئے تم نے اپنا گھر بار مال و متاع ہر چیز قربان کر دی ہے۔ لہٰذا تمہیں اپنے اصلی کام میں مشغول ہو جانا چاہیے۔ آپ اس بات سے متاثر ہوئے اور حضرت شیخ کی

Marfat.com

خدمت میں جا کر عرض کیا حضور مجھے شغل باطن تلقین فرما دیں تا کہ میں اس میں مشغول ہو جاؤں۔
حضرت شیخ محمد صادق علیہ الرحمۃ نے آپ کو طلب حق میں صادق پا کر دریافت فرمایا کہ تجھ کو کس چیز سے محبت ہے۔ آپ نے عرض کیا حضور میرے گھر میں ایک بھینس ہے جسے میں تمام بھینسوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو ذکر جہر تلقین فرمایا اور نماز معکوس کا طریقہ بتا کر حکم دیا کہ ایک چلہ مکمل کرو۔ اور اس کے اندر رات دن ذکر جہر اور نماز معکوس میں باری باری مشغول رہو۔ اور تصور اس بھینس کا رکھو۔ کیونکہ تمہارے کام کی کشائش اس میں ہے۔

شیخ کامل حکیم حاذق کی مانند ہوتا ہے☆: جاننا چاہیے کہ شیخ کامل حکیم حاذق کی مانند ہوتا ہے اور مریدین اور مریض کی مانند ہیں۔ حکما بیمار کی نبض دیکھ کر جو دوائی جس مریض کے لئے مفید ہوتی ہے وہی دوا اسے دیتے ہیں تا کہ صحت کاملہ حاصل ہو جائے۔
محققین عارف حضرات فرماتے ہیں کہ بعینہ مرشد کامل کو بھی چاہیے کہ وہ آنے والے سالک کی اندرونی حالت کی تشخیص کرے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ اُسے کس چیز سے رغبت و اُنس ہے۔ مثلاً اگر کسی کو اپنے بیٹے سے محبت ہے اور وہ اس کے عشق میں شیدا ہے تو بیٹے کا جمال اس کی نظروں میں شیخ کے جمال سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اس لئے شیخ کو چاہیے کہ اُسے اپنے تصور کی بجائے اس بیٹے کے تصور کا حکم کرے جس کی محبت میں وہ گرفتار ہے اور اس تصور میں اُس سے اذکار و اشغال کرائے۔ ان اذکار و اشغال کی برکت سے اسے مجاز سے کھینچ کر حقیقت کی طرف لایا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو جمالِ گل و چمن پر عاشق ہے۔ شیخ اسے اپنے تصور کی بجائے اس کا تصور کرائے گا۔ کیونکہ جس خوبی سے کام گل و چمن کے تصور میں ہو سکتا ہے وہ شیخ کے تصور میں نہیں ہو سکتا۔ جب وہ اس کام میں پختہ ہو جائے تو پھر رفتہ رفتہ اُسے مجاز سے نکال کر حقیقت کے ساتھ وابستہ کرنا بہت آسان ہو جائے گا۔
الغرض حضرت شیخ محمد صادق کے فرمان کے مطابق آپ نے ایسی خلوت اختیار کی کہ چالیس روز تک نہ کمرے سے باہر آئے نہ ہی کسی اور کی طرف توجہ کی اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف اور ذکر و فکر اور ذکر بالجہر میں اس قدر مشغول رہے کہ ایک ہی چلہ (یعنی چالیس یوم) میں کام مکمل ہو گیا۔ جب چلہ کی مدت پوری ہوئی تو حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے دروازہ پر آ کر دستک دی اور

Marfat.com

فرمایا شیخ جمال دروازہ کھولو۔آپ نے بحکم شیخ دروازہ کھولا تو شیخ کامل نے فرمایا کہ باہر آ جاؤ اس لئے کہ تمہارا کام مکمل ہو چکا ہے۔آپ نے عرض کیا حضور باہر کیسے آؤں دروازہ چھوٹا ہے اور میرے سینگ بڑے ہیں۔یہ سن کر حضرت شیخ نے آپ کا بازو پکڑ کر باہر کی جانب کھینچا اور باہر نکال لیا۔

اس کے بعد تین یوم تک خلوت میں بٹھا کر حقیقت توحید سے آگاہ فرمایا۔حتیٰ کہ آپ کی نظر میں وجود واحد کے سوا کچھ نہ چھوڑا اور ایک نظر میں اسے عالم بے کیف و اطلاق میں پہنچا دیا۔مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ جمال کو مرتبہ بے رنگی نماز معکوس میں حاصل ہوا۔بعض حضرات کو یہ مقام ذکر و نفی اثبات سے حاصل ہوتا ہے۔بعض کو شغل بہونکم سے اور بعض کو شغل سہہ پایہ سے حاصل ہوتا ہے۔

الغرض جب حضرت شیخ جمال چشتی صابریؔ کا چھوی رحمتہ اللہ علیہ مرتبہ کمال کو پہنچے تو مرشد کامل حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمتہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر کاچھوکی طرف روانہ فرما دیا تاکہ وہاں کے لوگوں کی رشد و ہدایت کا کام سنبھالیں۔وہاں پہنچ کر آپ نے خلق خدا کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔بہت سے بے راہوں کو راہ ہدایت ملی بہت سے گمراہوں کو آپ کی برکت سے صراط مستقیم ملی اور بہت سے مرتبہ کمال کو پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۲۹ھ کو موضع کاچھو جو کہ کرنال سے غربی جانب پانچ میل کے فاصلے پر انڈیا میں ہوا۔وہیں آپ کا مزار پُرانوار مرجع خاص و عام ہے۔آپ کے بعد آپ کے جانشین ایک مغل ہوا۔جو کہ آپ کا مرید خاص اور بلند مرتبہ ولایت پر فائز تھا۔

حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین، دلیل الکاملین، برہان الواصلین، حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابریؔ ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم و فاضل اور شیخ طریقت ہوئے ہیں۔آپ ظاہری و باطنی دونوں علوم سے آراستہ پیراستہ تھے۔اپنی جوانی کے زمانے میں لاہور میں طلباء کو درس دیتے تھے۔تمام عمر دین حقہ کی خدمت اور خداوند قدوس کی عبادت و ریاضت میں گزاری۔آپ ایک

Marfat.com

نیک صالح، متقی، پرہیز گار، عابد و زاہد اور پابند تہجد اور صوم و صلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ اخلاق کریمانہ میں بے مثل و بے مثال حسن و جمال میں یکتا عبادت و ریاضت، فقر و فاقہ، ترک و تجرید میں یکتا اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ نے اپنی تمام عمر لاہور میں ہی رشد و ہدایت درس و تدریس کے کام میں مشغول رہ کر گزاری۔ جب آپ اپنے مرشد کے حکم سے دوبارہ لاہور میں تشریف لائے تو ہر وقت آپ کے اردگرد مخلوق خدا کا ہجوم رہنے لگا۔ ہزاروں افراد آپ کی روحانی توجہ سے مستفید ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ مرشد کامل کی تلاش میں سیر کرتے کرتے حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھانیسر پہنچے اور حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور کچھ عرصہ مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر زہد و ریاضت میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد مرشد کامل کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر آپ کے مرشد حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد و فائز المرام کیا۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم ترجمان تھے۔ آپ کے علاوہ لاہور میں آپ کے دیگر پیر بھائی حضرت شیخ عبدالکریم چشتی صابری لاہوری علیہ الرحمۃ جن کا مزار نواں کوٹ لاہور میں ہے۔ حضرت بندگی شیخ اللہ بخش چشتی صابری لاہوری تیسرے پیر بھائی حضرت سید اللہ بخش بھکری چشتی صابری چوتھے پیر بھائی شیخ دوست محمد لاہوری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جو کہ اپنے زمانے کے عظیم روحانی پیشوا ہو گزرے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ جمادی الآخر ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶ جنوری ۱۶۲۹ء کو شہاب الدین شاہجہان بادشاہ کے زمانے میں ہوا۔ مزار مبارک لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے:

شیخ جان اللہ چوں بحکم قضا — زیں جہاں رفت سوئے دار جناں

ہست فیض الحسن بتار تخشش — ہم دِگر اہل فیض جان جہاں

۱۰۳۹ھ

Marfat.com

حضرت شیخ بابا محمد جمال چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: منظورِ نظر در مرشد کامل، عارف اکمل و افضل، شیخ یگانہ حضرت شیخ بابا محمد جمال چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے عظیم شیخ طریقت ہیں۔ آپ بستی شیخ درویش جالندھر کے رہنے والے اور حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

آپ چونکہ غریب اور مفلوک الحال تھے بستی شیخ درویشاں سے جب مرشد کامل کے آستانے پر جالندھر تشریف لے جاتے تھے تو اپنے مرشد کے استنجے کے لئے مٹی کے ڈھیلے لے کر جایا کرتے تھے۔

آپ کے پیرو مرشد بھی آپ سے بہت شفقت و پیار فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی ہمہ وقت اپنے مرشد کامل کی خدمت میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔ خدمت مرشد میں کبھی کوتاہی نہ ہونے دی۔

ایک دن آپ اپنے مرشد کی کمر سے میل اتار رہے تھے کہ ایک زمیندار اپنے کھیتوں سے خربوزے لے کر آیا اور حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کئے۔ مرشد کامل نے وہ خربوزہ کٹوا کر اپنے دست مبارک سے تمام حاضرین میں تقسیم کر دیئے مگر بابا محمد جمال جو آپ کی کمر سے میل اتار رہے تھے کو نہ دیئے۔ جس کی وجہ سے آپ کو دلی طور پر رنج ہوا۔ کہ شاید مجھے غریب جان کر نظر انداز کیا گیا ہے۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کر کے نکلے اور مرشد کی کمر پر گرے تو حضرت شیخ سید علیم اللہ صابری علیہ الرحمۃ نے پیچھے مڑ کر بابا جمال کو روتے دیکھ کر فرمایا ''جمال میاں تم رو رہے ہو؟''۔ ''عرض کیا حضور نے مجھے بھلا دیا'' حضرت شیخ علیم اللہ شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرط محبت سے میاں محمد جمال کو سینہ بے کینہ سے لگایا اور روحانیت کی دولت سے مالا مال کر دیا اور فرمایا ''جمال بابا'' وہ تمہارا حصہ نہ تھا۔ تمہارا حصہ یہ ہے۔ آپ نے تربیت پا کر اپنے شیخ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور سلسلہ کی اشاعت و ترویج میں مصروف ہو گئے۔ ہزاروں افراد آپ کے علم وعرفان و فیضان سے مالا مال ہوئے۔

اولاد و امجاد اور سلسلہ عالیہ ☆: آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ اول صاحبزادے شیخ عبدالرحمٰن دوم شیخ چراغدین۔ جن میں شیخ عبدالرحمٰن کے صاحبزادے میاں محمد حنیف اور ان کے دو بیٹے صاحبزادہ میاں علی ۱۹۴۷ء سے قبل سندھ میں مریدین کے ہاں تشریف لائے اور وہیں ان کا وصال ہو

Marfat.com

گیا۔ جبکہ دوسرے صاحبزادے خادم علی ہیں۔ آپ کے صاحبزادے میاں چراغ دین کے صاحبزادے میاں اللہ دتہ تھے جو فیصل آباد میں فوت ہوئے۔ حضرت شیخ چراغدین کے ایک خلیفہ میاں منی تھے جن کے سینکڑوں مرید ہوئے۔ جو ۱۹۴۷ء میں جالندھر سے ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے اور ملتان میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت و ترویج کی اور غالباً ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۰ء میں ان کا وصال ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بستی شیخ درویش میں ۱۰۸۲ھ بمطابق ۱۶۷۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار بستی شیخ درویش نزد جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ مزار شریف پر پرکشش شاندار گنبد بنا ہوا ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شاہ محمد جمال چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین، سلطان الواصلین، برہان الکاملین، حضرت محبوب الٰہی شاہ محمد جمال چشتی صابری سلیھانی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کو بچپن ہی سے فقراء کی خدمت کا شوق تھا۔ ایک مرتبہ حضرت میراں سید شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ تھانیسر سے کسی کام کی غرض سے کہیں جارہے تھے کہ سلیھانی میں نماز کا وقت ہوگیا۔ شاہ صاحب نماز کے واسطے ٹھہر گئے۔ حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ ابھی بچے ہی تھے۔ فوراً دلوٹے ذضو کے واسطے لے آئے اور عرض کیا میں آپ کو وضو کراؤں گا۔ حضرت میراں شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ وضو کرتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے کہ اس نوجوان کی صورت پر محبوبیت برستی ہے۔ آخر جب حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ کو درِ طلب خدا کا شوق پیدا ہوا۔ پیر کامل کی تلاش میں نکلے۔ بموجب بعض اولیائے کاملین کے آپ حضرت شیخ محمد اعظم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے آپ نے تین روز کا روزہ طے رکھوایا چوتھے روز شب کے وقت غسل کرا کے اپنے سامنے بٹھایا اور نسبت صابری منتقل فرمائی۔ آپ عرض کرنے لگے میں مرجاؤں گا میں اس قدر اسرار کا متحمل نہیں ہوسکتا آخر چند روز بتدریج مجاہدہ اور اشغال میں

Marfat.com

مصروف رکھ کر کامل بنا دیا۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو شغل محمد یہ اور شغل سہ پایہ اور سلطانہ نصیر اور سلطانہ محمود ایہ تمام اشغال کرائے اور اعلیٰ درجے کی تکمیل پر بٹھا دیا۔ آپ کی شہرت بہت ہوئی بہت سی مخلوق خدا نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

کشف و کرامت ☆: ایک مرتبہ بمقام کرنال حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے عرس شریف میں سماع کے وقت اس قدر وجد طاری ہوا کہ بے خبر ہو گئے اور کپڑے قوالوں کو دے دیئے اس وقت غلاف روضہ قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا خود بخود آپ کے اوپر آ پہنچا آپ نے سماع موقوف کرا دی اور فرمایا کہ اب مجھ کو کفن مل گیا ہے۔ اگلا عرس نصیب نہ ہوگا۔ اگلے روز وہاں سے واپس آتے ہوئے حضرت شاہ چاند صاحب رحمتہ اللہ علیہ جو ایک بزرگ اولیاء سلسلہ سہروردیہ کے تھے۔ آپ کو مبارک باد دی اور فرمایا کل تم کو چادر محبوبیت کی مل گئی ہے تمہارا بہت بڑا روضہ بنے گا اور قیامت تک تمہارا فیض جاری رہے گا۔

کرامت ☆: ایک کرامت آپ کے وصال کے بعد کی بھی مشہور ہے۔ کہ جب خان محمد خان نے آپ کا روضہ بنوایا تو نواب صاحب کنج پورہ کے خزانے میں سے خان صاحب نے کچھ روپے اس خیال سے خرچ لئے تھے کہ تنخواہ ملنے پر ادا کر دیئے جائیں گے۔ فی الحال یہ کام اس وقت اس روپے سے پورا کر لیا جائے۔ چنانچہ خان صاحب کے مخالفوں کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے نواب صاحب کنج پورہ کو اس بات کی خبر کر دی۔ نواب صاحب نے خان صاحب کو بلا کر تہہ خانہ میں بند کرا دیا اور کہا کہ تا زندگی اس تہہ خانے سے باہر نہ نکالوں گا ہاں اگر شاہ محمد جمال میں کچھ کرامت ہے۔ جس کے روضہ پر روپیہ لگایا ہے وہ اس تہہ خانے سے نکال کر لے جاویں۔
چنانچہ اسی رات آپ کی روح مقدس تہہ خانہ میں خان محمد خان کے پاس پہنچی اور فرمایا۔ چل خان صاحب نے عرض کیا حضور تہہ خانہ میں بند ہوں کوئی صورت باہر نکلنے کی نہیں ہے۔ حضرت نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دیا۔ خان صاحب نے پھر عرض کیا حضور سب سپاہی جو میرے پہرے پر ہیں برطرف ہو جائیں گے کیونکہ وہ پہرے دے رہے ہیں ان پر سستی کا الزام آ جائے گا۔ حضرت شاہ محمد جمال نے فرمایا کہ نواب صاحب کے پاس جاؤ اور جا کر اطلاع کر دو پھر الزام نہ آوے گا۔ چنانچہ خان محمد نے

Marfat.com

نواب صاحب کنج پور کے قریب پہنچ کر آواز دی کہ میرے پیرو مرشد حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ مجھے لے جاتے ہیں اتنا کہہ کر طرفتہ العین میں رنبہ پہنچے تو نواب نے آکر دیکھا تو اندر کوئی نہ تھا۔ نواب صاحب نے اُسی وقت میر منشی کو بلوا کر معافی کا پروانہ لکھوایا اور اُس کو رنبہ بھیجا اور خان صاحب کی تنخواہ بجائے پانچ سو کے ایک ہزار روپیہ ماہوار کر دی اور خان محمد خان کو تمام خزانوں کا انچارج بنا دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۲۹ شعبان ۱۱۷۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف موضع رنبہ ضلع کرنال انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ میاں جیون شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات و کمالات، منبع فیوض و برکات و معرفت، ہمہ صفت موصوف، حضرت میاں شیخ جیون چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صاحب فضل و کمال ہیں۔

آپ نکودر ضلع جالندھر کے رہنے والے اور قوم سے راجپوت خاندان سے متعلق تھے۔ آپ ابتدائی عمر میں ہی حضرت قطب دوراں غوث العالم سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ کسب سلوک میں آپ نے انتہا درجہ کی کوشش کی جس کا ثمرہ یہ ملا کہ حجاب درمیانی مطلق اٹھ چکا تھا۔ معرفت پوری پوری حاصل ہو چکی تھی۔ آپ کو درویشی سے متعلقہ امور پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اس سلسلہ میں آپ بدرجہ احسن تکمیل کر کے کمال کے درجہ پر فائز تھے۔

آپ ہمہ وقت یاد خدا اور ذکر خدا میں مستغرق رہتے۔ صبح و شام گریہ وزاری آپ پر طاری رہتی تھی۔ پوری زندگی بڑے جوش و خروش سے بسر کی۔ آرام نام کی چیز آپ کی طبیعت میں نہ تھی۔

سماع کا حد درجہ شوق تھا۔ اور صاحب حال وجد تھے۔

ایک مرتبہ آپ اپنے پیر دستگیر حضرت قطب زمان غوث العالم سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے گھڑام شریف لے گئے تو پھر میراں جی کے خدام نے

Marfat.com

حجرے میں جا کر حضرت میراں جی کو اطلاع دی تو انہوں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں۔ عرض کیا گیا حضور شیخ جیون ہیں۔ میراں جی فرمایا ہاں وہ شیخ جیون نکودری۔ جس شیخ جیون کا تمام نور معرفت الٰہی سے بھرپور ہے۔ آپ اپنے مرشد میراں شاہ بھیکھ کی بارگاہ کے مقبول اور بارگاہ صمدیت میں برگزیدہ ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کے آخر میں موضع ڈھیریاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر انڈیا میں ہوا۔ مزار پُرانوار بھی وہیں مرجع خاص و عام ہیں۔

حضرت سید جان محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نور نگاہ نبوت و رسالت، فخر السادات حضرت سید جان محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے شیخ کبیر ہیں۔ موضع مدھ گھیراں جالندھر آپ کا آبائی وطن مالوف ہے اور اس موضع کے اردگرد کے مواضعات اور جالندھر شہر کے لوگ آپ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ بہت سے گمراہوں کو آپ کی بدولت راہ ہدایت ملی۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا، حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری جالندھری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں جو کہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری میں موضع مدھ گھیراں میں ہوا۔ مزار پُرانوار موضع مدھ گھیراں نزد جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ شیخ جلال الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات وکرامات، منبع فیوض و برکات حضرت خواجہ شیخ جلال الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے روزگار ہیں۔ آپ ہوشیار پور کے رہنے والے ہیں تمام عمر دین اسلام کی تبلیغ اور رشد و ہدایت میں گزاری، سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم ترجمان کی حیثیت سے فرائض

Marfat.com

سرانجام دیتے رہے۔ ہزاروں افراد آپ کے فیضان سے منور و مستفید ہوئے۔ سینکڑوں طالبان حق واصل الی اللہ ہوئے۔ سینکڑوں افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ امیر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ کا مزار پُر انوار موضع ٹانڈہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور، انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا وصال ۱۳ ویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔

حضرت صوفی جان شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صاحب کشف و کرامات و کمال، پیکر شوکت و جمال، آئینہ جلال و جمال، مزین بمرتبہ عزت و کمال، حضرت شیخ صوفی جان شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ پروردۂ لطف رسول مدنی ہیں۔
آپ مراد آباد کے رہنے والے اور عاشق حضرت مخدوم صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ کی ذات والا صفات کی وجہ سے سلسلہ عالیہ کو بہت فروغ ملا۔ آپ دن رات سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت و ترویج میں مصروف رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے بہت جلد ہی آپ کا شہرہ بلند ہوا۔ اور دور دور سے لوگ آ کر اکتساب فیض کرنے لگے۔ ہزاروں افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور لاتعداد لوگ روحانی دولت سے مالا مال ہو کر مستفید ہوئے۔ جنوبی ہندوستان میں آپ کے کثیر تعداد میں خلفائے نامدار موجود ہیں جو دن رات سلسلہ کو وسعت دینے پر مصروف عمل ہیں۔
آپ ہر سال پیران کلیر شریف حضرت مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شرکت کرتے۔ اس کے علاوہ بھی آپ اکثر و بیشتر بارگاہ مخدوم پاک میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ میرٹھ شہر کے مشہور رئیس بشیر الدین عرف بھیا بشیر الدین آپ کے مرید خاص تھے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ پر خصوصی توجہ اور عنایت فرماتے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے وصال با کمال کے وقت کھنڈوہ میں تھے۔

Marfat.com

کھنڈوہ سے حضرت شاہ دولہ ولی گجراتی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے قصبہ بہادر پور ضلع برہان پور تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت شاہ دولہ ولی کے سجادہ نشین سید نور علی شاہ بھی آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مالا مال ہوئے۔

وصال باکمال ☆: ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں آپ قصبہ بہادر پور ضلع برہان پور حضرت شاہ دولہ ولی کے مزار پر محو عبادت اور چلہ کش تھے کہ وہیں آپ کا وصال ہوگیا۔ اور درگاہ حضرت شاہ دولہ کے احاطہ میں آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص و عام ہے۔ میرٹھ کے مشہور رئیس اعظم جناب بھیا بشیرالدین نے میرٹھ سے برہان پور جاکر آپ کی مرقد منورہ کو پختہ تعمیر کروایا۔

حضرت خواجہ حافظ شاہ محمد جعفر رحمانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مخدوم الاولیاء، رئیس التارکین، امیر الساجدین، پروردۂ نگاہِ الطاف رسالت، مدرس مسائل عشقِ عرفان، محدث وجد و بیان، قبلہ طالبان، حافظ کلام ربانی سالار خانوادہ رحمانی، حضرت خواجہ حافظ شاہ محمد جعفر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹۴ء میں یوپی انڈیا کے ضلع رائے بریلی کے قصبہ جائس میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ والدین کریمین کے زیر سایہ آپ نے اُس دور کے مروجہ دینی و دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کرنے کے بعد دنیاوی علوم کی تکمیل کی۔ ۱۹۲۲ء میں آپ جب دہلی تشریف لائے تو آپ کی ملاقات صدر الصدور، بانی سلسلہ رحمانی، دانائے کلام ربانی صاحب علوم لدنی، حضرت خواجہ شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی اور پہلی نگاہ کیمیا نے وہ اثر دکھایا کہ آپ حضرت خواجہ شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے غلام بے دام بن گئے اور قدموں سے لپٹ کر بیعت کی درخواست کی جو کہ فوراً منظور ہوئی، اور آپ حضرت خواجہ شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

مرشد کامل نے بیعت کرنے کے بعد آپ کو دہلی چھاؤنی کے قصبہ پالم میں قیام کا حکم دیا۔ آپ حکم کی تعمیل کی غرض سے قصبہ پالم پور تشریف لائے اور وہاں پر آپ نے ایک مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا جس کی

Marfat.com

کام تھوڑے ہی عرصہ میں مکمل ہو گیا اور مسجد علاقہ کی عالیشان مسجد قرار دی جانے لگی۔
آپ نے بذات خود اس مسجد کی امامت کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیئے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ پورے علاقہ کے اطراف میں یہ بات شہرت کو پہنچی کہ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے کو نماز میں کسی قسم کا خیال نہیں آتا۔ اس بنا پر دور دور سے لوگ آ کر آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگے اور رب کائنات کی آپ پر یہ عنایت اور عطا کو دیکھ کر نہ صرف انگشت بدنداں ہوئے بلکہ آپ کی شخصیت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اسی سبب سے آپ پورے بھارت بالخصوص دہلی کے گرد و نواح میں امام صاحب کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ جس وقت آپ مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تو آپ ایک سرکاری عہدہ پر فائز تھے مگر بیعت کے فوراً بعد سرکاری نوکری سے استعفیٰ دینے کے بعد امامت کے فرائض سرانجام دینے لگے اور ساتھ ساتھ مرشد کامل کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ مرشد کامل نے بھی بہت ہی جانفشانی سے اپنے مرید خاص کی تربیت مکمل کر کے سلوک کی منزلیں طے کرائیں اور کندن بنا دیا۔ اور ایسا رنگ چڑھایا جس کی مثال اس دور میں ناممکن تھی۔

دستار باندھنے کو آئے ہیں کملی والے☆: ۱۹۳۹ء میں حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مرید سید محمد عمر رحمانی آپ حضرت خواجہ حافظ شاہ محمد جعفر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو عید میلاد النبی ﷺ کی ایک تقریب دستار خلافت سے نوازنے کے لئے سب سے پہلے آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد جعفر رحمانی کو بلایا اور دستار خلافت اپنے ہاتھ میں پکڑی اور دستار کا ایک سرا آپ کے سر پر رکھا تو کچھ دیر توقف کے بعد دستار کا دوسرا سرا آپ کے ہاتھ میں پکڑا کر تشریف رکھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد سیدنا محمد عمر رحمانی کی دستار اپنے دست مبارک سے اُن کے سر پر باندھی۔ دستار بندی کے بعد دعائے خیر ہوئی اور مجلس اختتام پر پہنچی تو اہل مجلس کے دل میں بیقراری کی کیفیت پیدا ہو گئی کہ آپ نے حافظ جعفر رحمانی صاحب کے سر پر دستار تو رکھی مگر باندھے بغیر دستار کا دوسرا ان کے ہاتھ میں تھما دیا اور آپ نے خود سر پر دستار صوفی محمد عمر رحمانی کی طرح نہ باندھی آخر کیا وجہ ہے کہ ان کو خلافت سے کیوں نہیں نوازا گیا۔ چند باہمت اور مقرب قسم کے مرید نے آگے بڑھ کر دست بستہ عرض کی حضور اس میں کیا راز تھا اس سے پردہ تو اٹھائیں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا مجھ سے کیا پوچھتے ہو خود حافظ شاہ محمد جعفر رحمانی سے پوچھ لو چنانچہ آپ کو طلب کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جو تم نے دیکھا ہے ان حاضرین کو بتا دیں۔ تو آپ نے عرض کیا حضور آپ کے ہوتے ہوئے میری کیا مجال بہتر ہے کہ آپ خود ارشاد ہی فرما دیں۔ مرشد کامل مرید خاص کا جواب سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ فقیر جب حافظ صاحب کی دستار بندی کرنے لگا تو آقائے نامدار فخر موجودات سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی اور فرمایا کہ میاں انعام الرحمٰن حافظ شاہ محمد جعفر کی دستار بندی ہم خود کریں گے۔ لہٰذا فقیر نے دستار خلافت سرکار مدینہ ﷺ کے حکم سے حافظ صاحب کے ہاتھ میں تھما دی۔ اب حافظ شاہ محمد جعفر خود بیان فرمائیں گے کہ دستار بندی ہوئی یا نہیں۔ آپ نے یہ ارشاد سنتے ہی اپنے مرشد کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ اور عرض کیا کہ حضرت بالکل اسی طرح سے دستار بندی ہوئی ہے

مہری بولی وہ جانے جو مہرے دیس کا ہو ☆: ۱۹۴۲ء میں آپ قصبہ پالم پور سے مہرولی شریف تشریف لے آئے اور قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ درگاہ شریف کی مسجد میں امامت کا آغاز بھی فرما دیا۔ اسی دوران دیگر خواجگان کی طرح آپ کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ حضور قطب الاقطاب کے دربار کا گنبد بننا چاہیے چونکہ آپ کے وصال کے بعد سے ۱۹۴۲ء تک آپ کے مزار پُر انوار پر گنبد نہ تھا۔

اس کی وجہ خاص یہ تھی حضور خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے قبل خود اپنے وصیت نامے میں اپنے مریدین سے فرما دیا تھا کہ میرے مزار پر گنبد تعمیر نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ آپ نے کئی مرتبہ حضرت خواجہ قطب صاحب سے باطنی طور پر گنبد تعمیر کرنے کی اجازت طلب مگر ہر بار انکار ہی ہوتا رہا۔ مگر آپ مسلسل بار بار خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں درخواستیں پیش کرتے رہے۔ بالآخر ایک شب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حافظ صاحب میرا گنبد اس وقت تک تعمیر نہیں ہوسکتا جب تک میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت عنایت نہ فرما دیں گے۔ آپ قطب صاحب کا یہ ارشاد مبارک سن کر بہت خوش ہوئے اور صبح ہوتے ہی عازم اجمیر

Marfat.com

شریف ہوئے اور سلطان الہند حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے اور تعمیر گنبد کی درخواست پیش کی تو حضور خواجہ اجمیری چونکہ غریب نواز ہیں بندہ نواز ہیں۔غریب نوازی اور بندہ نوازی فرماتے ہوئے آپ کو گنبد تعمیر کرنے کی اجازت بخشی۔آپ خوشی خوشی اجمیر سے دہلی اور مہرولی پہنچے اور گنبد کی تعمیر کے کام کا آغاز فرما دیا۔جس کی بنا پر دہلی کے اطراف کے صوفیا نے آپ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔اور بناتے بھی کیوں نہ کہ جو کام ۶۰۰ برس سے کوئی نہ کر سکا وہ کام آپ کر رہے تھے۔دوسری بات یہ کہ ان کی مخالفت بھی بجا تھی چونکہ وہ حضور قطب صاحب کے وصیت نامے کی روشنی میں مخالفت پر مجبور تھے مگر انہیں کیا معلوم کہ حافظ حضرت خواجہ شاہ محمد جعفر کون سی بولی بول رہے ہیں اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔

اس حقیقت کا اعتراف حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء زری زر بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ حسن نظامی کے صاحبزادہ بزرگ حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی نے اسلام آباد کی عظیم روحانی شخصیت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حلقہ جعفری رحمانیہ کے موجودہ سالار سجادہ نشین حضرت پروفیسر صوفی پیر محمد سبطین شاہجہانی مدظلہ العالی سے دہلی میں ایک ملاقات کے دوران خود فرمایا تھا۔کہ آپ کے دادا مرشد حضرت خواجہ شاہ محمد جعفر چشتی صابری جعفری رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس گنبد کے بنانے کے لئے بڑی تکالیف و مصائب اور مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تب کہیں جا کر یہ انہونا کام پایہ تکمیل کو پہنچا تھا۔اس تمام جھگڑے کی خبر اس وقت کی انگریز گورنمنٹ کو بھی پہنچی تو انگریز حاکم نے آپ کو عدالت میں طلب کیا مگر آپ بذات خود پہلے نہیں گئے بلکہ اپنے ایک خادم خاص کو بھیج کر ملاقات کا وقت تعین کرنے کا حکم دیا۔چنانچہ وقت مقرر پر آپ تشریف لے گئے جب اس حاکم کے کمرے میں تشریف لے گئے تو انگریز حاکم آپ کو دیکھتے ہی فوراً کھڑا ہو گیا اور آپ کو تشریف رکھنے کی گزارش کی۔مگر آپ کھڑے رہے اور فرمایا کہ میں نے گنبد کی تعمیر کی اجازت حضور غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری سے حاصل کی ہے۔انگریز حاکم نے کہا کہ آپ درست فرما رہے ہیں مگر آپ تشریف تو رکھیں۔لیکن آپ کھڑے رہے اور فرمایا کہ اگر ثبوت چاہتے ہو تو اپنے تین آدمی تین دن کے لئے میرے ہمراہ اجمیر شریف بھجوا دیں تا کہ فقیر اپنی کہی ہوئی بات کی تصدیق کروا سکے انگریز افسر نے فوراً کہا کہ بالکل ٹھیک ہے آپ میرے تین آدمی اجمیر شریف لے

Marfat.com

جا سکتے ہیں۔ آپ ان کو لے کر جب اجمیر شریف پہنچے تو وہ تینوں سرکاری اہلکار تو سرکاری رہائش گاہوں میں ٹھہر گئے اور آپ دربار شریف میں اپنے خاص مقام پر جلوہ افروز ہوئے۔

چنانچہ دو راتیں اور تین دن یونہی گزر گئے۔ تیسری رات وہ تینوں سرکاری ملازم محو استراحت تھے کہ خواب میں حضور غریب نواز کی زیارت سے مشرف ہوئے تو کیا دیکھا کہ حضور غریب نواز فرما رہے ہیں کہ جاؤ اپنے حاکم سے کہہ دو کہ حافظ شاہ محمد جعفر کو ہم نے گنبد تعمیر کرنے کے لئے اجازت دی ہے لہٰذا اس میں ان کی مدد کرو اور کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی جائے۔

وہ تینوں اہلکار صبح کو جب بیدار ہوئے سب نے ایک دوسرے سے اپنے خواب کا ذکر کیا تو تینوں حیران تھے کہ سب کو ایک جیسا خواب نظر آیا ہے لہٰذا وہ تینوں آپ سے اجازت لے کر واپس آ گئے اور آپ مزید ایک ماہ تک اجمیر شریف حضور غریب نواز کے قدموں میں قیام پذیر رہے۔

اس کے بعد واپس تشریف لا کر تعمیر کا کام دوبارہ شروع کیا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت ہندو مہاجرین کا خواجہ قطب صاحب کے مزار پُر انوار پر قیام کی وجہ سے کام رک گیا۔ مگر حسن اتفاق یہ ہوا کہ جواہر لال نہرو کی بیٹی ایک موذی مرض میں مبتلا ہو گئی علاج معالجے کے بعد جب افاقہ نہ ہوا پنڈت نہرو کسی مشیر نے اسے مشورہ دیا کہ قطب صاحب کے مزار پر حضرت شاہ محمد جعفر رحمانی سے دعا کرائی جائے۔

چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی بیٹی اندرا گاندھی کو اپنے ایک عزیز فیروز گاندھی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں بھیجا آپ نے اس کا روحانی علاج بھی کیا اس کی صحت کے لئے دعا بھی فرمائی خدا کا کرنا کہ نہرو کی بیٹی اندرا گاندھی صحت یاب ہو گئی۔ بیٹی کے ٹھیک ہونے کے بعد نہرو نے آپ سے پوچھا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم فرما دیں۔ آپ نے کمال استغنا سے فرمایا کہ فقیر کو کچھ نہیں چاہیے۔ ہاں یہ جو مہاجرین بے گھر ہو کر قطب صاحب کے مزار پر پناہ لینے پر مجبور ہیں ان کی رہائش کا فوری بندوبست کر دیں تاکہ دربار شریف کا تقدس مجروح نہ ہونے پائے اور رسومات پھر سے دوبارہ جاری ہو سکیں۔

حافظ صاحب کا حکم ملتے ہی نہرو نے مہاجرین کی رہائش کا انتظام کر دیا اور ان کو وہاں سے منتقل ہونے کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ان کی نقل مکانی سے پہلے میں خود جا کر ان کی رہائش کا انتظام و انصرام دیکھوں گا پھر ان کو جانے دوں گا۔ چنانچہ آپ وہاں خود تشریف لے گئے معائنہ کیا اس کے بعد ان مہاجرین کو نقل مکانی کا فرمایا تو مہاجرین نے نہ صرف دربار خواجہ قطب کو خالی کیا بلکہ آپ کا

Marfat.com

دل کی گہرائیوں سے شکر بھی ادا کیا۔ مزار شریف خالی ہونے کے بعد آپ نے مزار شریف کے قرب وجوار کی کھدائی کی اور وہاں نئی مٹی لا کر ڈالی عرق گلاب سے تمام جگہ اور دربار شریف کو دھویا غسل دیا اور وہ تمام رسومات ادا کیں جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے وقت حضور شیخ الاسلام والمسلمین فرد فرید وحید العصر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمائی تھیں۔

اس طرح آپ کی ذات والا صفات اس مبارک سعادت کو حاصل کرنے والے دنیائے تصوف کے واحد فرد اور ولی کامل ہیں۔ اس کے بعد آپ نے گنبد شریف کی تعمیر کے کام کو دوبارہ شروع کیا جو ۱۹۴۸ء میں زر کثیر سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ آپ کے بارے میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ آپ رات کو عشاء کے بعد حضرت خواجہ قطب کے مزار کے قدموں کی طرف کھڑے ہو کر قرآن پاک ختم فرما دیتے تھے۔ آپ کا یہ معمول اور عظیم المرتبت مجاہدہ کم وبیش ۲۰ برس تک تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔ عبادت و ریاضت اور مسلسل تسلسل کے ساتھ مخلوق خدا کی خدمت ورشد وہدایت کے سبب سے آپ آخری العمر علیل رہنے لگے مگر باوجود آپ کے اوراد واذکار میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

۱۹۶۰ء میں آپ نے اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے لئے حضور خواجہ قطب صاحب سے اجازت چاہی اور سہارنپور تشریف لے گئے عرس کی تقریبات جب اختتام کو پہنچیں تو آپ اپنے مرشد کامل کی اہلیہ اور اپنی روحانی والدہ کے حکم پر ان کے گھر تشریف لے گئے اور مرشد کامل کے بڑے صاحبزادے حضرت شہزادہ عطاء الرحمٰن سے تہجد کے وقت وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ وضو کرنے کے بعد نماز تہجد کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ نماز فجر سے چند منٹ قبل آپ نے اپنے پیر بھائی بابو رشید رحمانی سے فرمایا کہ ہمارے جانشین وخلیفہ اکبر حبیب اللہ حاوی کو آگاہ کر دو کہ "میاں ہمارا اسلام لو ہم جا رہے ہیں" بابو رشید نے تعمیل ارشاد میں پاکستان کی طرف منہ کر کے تین آوازیں لگائیں جو کہ حضرت خواجہ شاہ محمد حبیب اللہ حادی نے پاکستان میں سماعت فرمائیں اور ان کا جواب بھی دیا۔ بعد ازاں بروز جمعہ مرشد کامل کے آستانہ پر آپ نے نماز فجر کی نیت کی اور دو رکعتیں پڑھیں دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں رکھا تو ایسا طویل سجدہ کیا دو بارہ دیر تک سر نہ اٹھایا تو شہزادہ عطاء الرحمٰن نے ہمت کر کے آپ کے شانے ہلائے تب معلوم ہوا کہ

Marfat.com

صبح کے سجدہ ثانی میں ہوئے واصل حق
واہ کیا آپ کا انداز جبیں سائی ہے

آپ کی روح مبارک اعلیٰ الیین میں پہنچ چکی ہے۔اس کے بعد آپ کی تجہیز و تکفین انجام دی گئی اور آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی مرقد منورہ سے تین قبروں کے فاصلے پر تدفین کیا گیا۔

آپ کا مزار پُر انوار قبرستان (گوٹے شاہ) سہارنپور یوپی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

منقبت حضرت حافظ محمد جعفر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

زمانہ جانتا ہے آپ کے ہوں بتلاؤں میں
کرم اے حافظ جعفر کہ ہو مشکل کشاؤں میں
کبھی حادی کبھی حافظ کبھی انعام کے جلوے
ضیا افروز رہتے ہیں مرے دل کی فضاؤں میں
امیر الساجدیں تم ہو امام العاشقین تم ہو
کمال فیض کا چرچا ہے شاہوں میں گداؤں میں
شمیم زلف عنبر بار کے کیا کیا تصرف ہیں
عجب خوشبو عجب مہکار پاتا ہوں ہواؤں میں
امام اولیاء ہو رہبروں کے رہنما بھی ہو
فضیلت ہے تمہیں حاصل جہاں کے پیشواؤں میں
اگرچہ بے بضاعت ہوں مگر سبطینؔ نازاں ہوں
مرا بھی نام ہے حادی کے حافظ کے گداؤں میں

Marfat.com

حضرت جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : متعلم مکتب خانۂ ام الکتاب، معلم مدرسہ، یھدی بہ اللہ من اناب، مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث وجد وپیان، غزالی صحرائے الوہیت، رازی صحرائے نبوت، مست الست جمال احدیت، محبوب بارگاہ صمدیت، شمع قصر ہدایت مجدد ملت صابر یہ حضرت شیخ شاہ جمال الدین انور المعروف بابا غریب شاہ چشتی صابری رحیمی رحمۃ اللہ علیہ بحر العلوم اور دریائے گنج حقیقت ومعرفت ہیں۔ آپ ایک بہت بڑے عالم فاضل اور شیخ کامل ہوئے ہیں۔ تمام عمر یادِ خدا اور عشق مصطفیٰ ﷺ میں اولیائے کرام رضوان علیہم اجمعین کے اتباع اور ان کے مشن کے فروغ میں گزاری۔ درس وتدریس آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔

آپ کو مسلمانوں کی حالت پر بہت غصہ تھا کہ ہر شخص مسلمانوں کی پستی بے بسی اور معاشی حالت کی خرابی کا ذکر کرتا نظر آتا ہے مگر آج تک اس خرابی کی بنیاد کو کوئی نہ پہنچ سکا نہ ہی کسی نے اس کے علاج پر غور کیا کہ آخر یہ کمزوری ہم میں کیوں پیدا ہوئی کہ آج مسلمان اپنا ورثہ اپنے ہاتھ سے تباہ کر چکا ہے۔ انہیں کوئی بھی یہ نہیں بتاتا کہ مسلمان کی پسماندگی کس طرح دور ہوگی۔ اور یہ مسلمان قوم بھی دوسری قوموں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر رونے سے قوموں میں انقلاب آسکتا تو پھر روتے روتے برسوں گزر گئے۔ اب تک تو بہت کچھ ہو جانا چاہیے تھا۔ یہ خیال دل میں بٹھا کر اور مسلمانوں کی حالت زار کو سنوارنے کے لئے آپ نے تدریس کے شعبے کو اختیار کیا اور ۱۹۴۱ء میں مدرسہ گلزار فرید کے نام سے ایک ادارہ قائم کر کے دینی اور دنیاوی تعلیم کا آغاز کیا۔

بیعت سے قبل کا واقعہ ☆ : آپ خود فرماتے ہیں کہ میں جوانی کے عالم میں تھا اور مجھے کسی مرد کامل کی تلاش تھی کہ ایک درویش حضرت بابا ستار شاہ صاحب سے کلیر شریف میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک ولی جن کا نام حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین سرکار ہیں لہٰذا آپ ان سے ملیں۔

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی ملاقات کی غرض سے کلیر شریف سے دہلی اور دہلی سے حسن ابدال کے لئے روانہ ہوا تو راستے میں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر خواجہ رحم الدین صابری صاحب نے مجھے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کاٹ کر کھلائی تو سمجھوں گا کہ آپ واقعی مرد کامل ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب حسن ابدال ریلوے اسٹیشن سے اتر کر خواجہ نگر دربار میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک پلنگ پر تشریف فرما ہیں۔ بظاہر کوئی چیز بھی آپ کے قریب نہ تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اور آپ کے قریب ایک طرف بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے حال واحوال اور خیر خیریت پوچھی اور اس کے بعد مجھ سے حضور مخدوم پاک کے دربار شریف کے حالات کے بارے میں پوچھا۔ اسی اثنا میں آپ نے ایک کھیرا ہاتھ میں پکڑا چاقو لے کر کاٹا اور مجھے کھانے کے لئے دیا۔ کھیرا کھانے کے بعد میں آپ کے قدموں میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ جس مرد کامل کی مجھے تلاش ہے وہ آپ ہی ہیں۔ اس کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں بیعت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ لنگر خانے میں چلے جاؤ، آج کے بعد تمہاری ڈیوٹی لنگر کی ہے۔ چنانچہ میں حسب الارشاد عرصہ تین برس تک لنگر خانے میں ڈیوٹی بھی کرتا رہا اور عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں بھی مصروف رہا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین خواجہ رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

کلیر شریف کو واپسی اور چلہ کشی ☆: بیعت وخلافت کے بعد مرشد کامل نے فرمایا کہ اب کلیر شریف چلے جاؤ اور وہیں پر بقایا زندگی گزارو۔

چنانچہ مرشد کامل کا حکم ملنے کے بعد آپ حسن ابدال سے جانب کلیر شریف روانہ ہوئے اور کلیر شریف پہنچ کر آپ عبادت وریاضت میں مصروف ہو گئے۔ اسی دوران آپ نے رجب المرجب شریف کے مہینے ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۳ء کو اپنے مدرسے کی دکھنی دیوار کے باہر ایک چلہ گاہ تعمیر کی اور اس میں چالیس دن کا چلہ کیا۔ اور چالیس روز تک اپنے خواجگان کے طریقہ کے مطابق عبادت وریاضت و مجاہدے میں مصروف رہ کر چالیسویں دن باہر تشریف لائے اور اس کے فوراً بعد کلیر شریف میں آپ

Marfat.com

کے مدرسے کے قریب حضرت سیدنا امام ابومحمد صالح چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار پر کلیر شریف میں اپنے خدام جن میں حضرت بابا فیض محمد لال بادل شاہ، فدا حسین غریب الحسن، شفاعت علی، راؤ جی غفور، راؤ جی اختر، نور محمد شیخ جی، یٰسین احمد شیخ جی وغیرہ ہم کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا امام ابومحمد صالح چشتی رضی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سلام او ر نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہائی سادہ طبیعت، غریب پرور، بلند کردار، بااخلاق، اور رواداروضع دار شخصیت کے مالک تھے، ظاہرداری، بناوٹ اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی، قول و فعل کے پکے، بااخلاق وباہمت ومردانہ وجاہت وصفات آپ کی خصوصیات میں شامل تھیں۔

خداوند کریم نے آپ کو ظاہری و باطنی علوم کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ اسی طرح حسن ظاہری و باطنی میں بھی آپ بے مثال تھے، سخاوت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تمام عمر آپ کا طرز زندگی یہی رہا کہ خود نہ کھایا مگر آنے والے مہمان کی دلجوئی اور مہمان نوازی میں کبھی کسر نہیں چھوڑی، اپنے مدرسے کے طلباء کی بھوک پیاس، ان کے لباس اور ضروریات زندگی کا ہر طرح سے خیال فرماتے۔ تمام زندگی اتحاد بین المسلمین کو اپنا مرکز بنائے رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہندو سکھ، عیسائی، بدھ مذہب سب آپ کو قدر کی نگاہ سے نہ صرف دیکھتے بلکہ یہ بات کہنے پر مجبور تھے کہ یک مسلمان میں جو صفات ہونی چاہئیں وہ بدرجہ اتم آپ میں موجود ہیں۔ آپ عبادت وریاضت میں یکتائے زمانہ تھے اور مجاہدہ وسلوک میں بلند مقام رکھتے تھے، تمام زندگی نماز پنجگانہ اور کثرت نوافل کا اہتمام خصوصیت سے فرماتے۔ اپنے اوراد و وظائف تادم آخر ہر حال میں پورے فرماتے رہے۔ تصور شیخ میں ہمہ وقت مگن رہتے اور اپنے شیخ کامل کا ہر بات میں تذکرہ فرماتے تھے۔

آپ کی ذات اور آپ کی مذہبی خدمات پر غیر مسلموں کا تبصرہ☆:

ہندوستان کے اخبار ہجن جو کہ دہلی سے نکلتا ہے اس کے جنرل منیجر سری جولا پرشاد چتر ویدی لکھتے ہیں کہ میں صوفی سنتوں کو بڑی درشٹی سے دیکھتا ہوں۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں لَآ اِکْـرَاهَ فِی الدِّیْن کا صحیح مفہوم انہوں نے جیون میں اتارا ہے۔ ایسے اسلام کو کوئی بھی سلام کرے گا

Marfat.com

لیکن پچھلے حکمرانوں نے جو مذہبی مظاہرہ کیا ہے ان کے کارناموں سے محبت نہیں۔ انسانیت میں تلخی اور دوری پیدا ہوئی ہے۔ ان کے ہاتھ صوفی ''سنتوں'' کو اتیاچار (ظلم) سہن (برداشت) کرنے پڑے ہیں۔ پھر بھی انہوں نے اپنا مارگ (راستہ) نہیں چھوڑا۔ آج اس کھائی ''خندق'' کو پاٹنے کے لئے یہ صوفی مارگ ہی اچھا ستیو (پُل) بن سکتا ہے۔

شری جگت گروشنکراچاریہ پوری اُڑیسہ کے تاثرات☆: میں نے باباغریب شاہ کی تصنیفات کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ کے عقیدہ اور خیال سے متفق ہیں۔ اسلام کی صحیح ترجمانی کا نام تصوف ہے اور تصوف کے ریکارڈ شاندار ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ ہمارے علم وعقیدہ سے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ صوفیانہ تعلیمات کی فی زمانہ ضرورت ہے۔ جس سے انسانیت کو امن وشانتی مل سکتی ہے۔ جس سے ہر تعلیم یافتہ مسلم وغیر مسلم بھی متاثر ہے اور چاہتا ہے کہ صوفیائے کرام علم تصوف کی اشاعت کریں۔

آپ کا عظیم شاہکار مدرسہ گلزار فرید صابریہ☆: حضرت بابا شیخ جمال الدین انور المعروف باباغریب شاہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۴۷ء میں درگاہ حضرت سیدنا امام ابومحمد صالح چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب کلیر شریف میں ایک جنگل وویران جگہ پر ایک دینی مدرسہ موسوم بہ مدرسہ گلزار فرید صابریہ کے نام سے قائم کیا۔ جس میں علاقہ بھر کے بچوں کو دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اور پھر اس میں رفتہ رفتہ دنیاوی تعلیم کا اجرا بھی کیا گیا۔ جس میں بلاامتیاز وتفریق مذہب وملت مسلم اور غیر مسلم بچوں کو مڈل تک تعلیم دی جانے لگی۔ اس ادارے کا نام باقاعدہ طور پر مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول پیران کلیر رکھا گیا۔ جس کو بھارتی حکومت نے رجسٹرڈ کر کے سرکاری اسکول کا درجہ دیا ہوا ہے۔ دن بدن ترقی کرتا ہوا یہ ادارہ ۱۹۵۶ء میں باقاعدہ ایک بہترین اور وسیع عمارت میں منتقل ہو گیا۔ اور پھر اس کے بعد دوبارہ ایک علیحدہ بلڈنگ بمعہ تہہ خانہ اور پھر ایک بڑا برآمدہ وسیع صحن اور اس کے ساتھ ملحقہ مسجد، کنواں، ہینڈ پمپ اور دیگر تعمیرات مکمل کی گئیں جو کہ صرف اور صرف ایک مرد کامل ومرد آہن کی ذہنی سوچ طفلان اور نونہالانِ قوم وملک کے لئے تھی اور ۱۹۴۷ء سے لے کر ۲۰۰۱ء تک اتنی بڑی تعمیرات اور چھ سو طلباء کے تعلیمی اخراجات اور مدرسہ میں مستقل مقیم رہائش پذیر طلبا کے کھانے پینے، علاج معالجے اور لباس وقیام کے اخراجات توکل برخدا

Marfat.com

صرف ایک آدمی کی ذاتی کاوش سے پورے ہوتے رہے۔آپ کی اس مذہبی وقومی خدمت کے اعتراف میں بہت سے غیر مسلم سرکاری وغیر سرکاری حضرات اور بہت سے سجادگان پیران عظام اور دیگر زعمانے آپ کے ادارے میں تشریف لاکر آنکھوں دیکھا حال اپنی نوک قلم سے تحریر کیا ہے۔ اس کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔ہندوستان کے پرکھ تیرتھ استھان پیران کلیر شریف

حضرت باباغریب شاہ صابری دوارا (ذریعے) شکشا (تعلیم) کی روشنی

جناب سید انعام صابر ناز جونیئر انجینئر یوپی گورنمنٹ ورکشاپ روڑکی، ضلع سہارنپور، انڈیا:

ہندوستان کے ایک اخبار سداچار ٹائمس جو کہ روڑکی ضلع سہارنپور سے نکلتا ہے، میں یہ مضمون جناب سید انعام صابر ناز جونیئر انجینئر یوپی گورنمنٹ ورکشاپ کی طرف سے شائع ہوا تھا۔سید انعام صابر ناز فرماتے ہیں کہ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو خود بھوکے رہیں اور اپنے ہاتھوں سے دوسروں کو کھلائیں۔اور ایک اتم آنند پراپت کریں۔ہر ایک کے دکھ درد کو مذہب کی سنکرتال سے دوررہ کر اپنا دکھ درد سمجھیں۔ملک اور قوم کی بھلائی کی خاطر اپنے خون کی ایک ایک بوند کو نچھاور کر دیں۔دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی قوم پر ظلم ہو تو کسک محسوس کریں۔ہر ایک مذہب کا آدمی اس کو اپنا سمجھے، اس سے پریم کرے۔اس سے شردھا رکھے۔یہ سب باتیں کسی ایک ویکتی میں ہوں تو وہ زمانے بھر کا شردھاپاتر بن جاتا ہے۔لوگ اس کے دوارا بھگوان سے اپنی منوکامنائیں پوری کراتے ہیں۔پیران کلیر شریف دنیا کے پرکھ ترتھ استھانوں میں اپنا ایک رشیش استھان رکھتا ہے۔دنیا کے ہر حصے سے شردھالو ویکتی اپنی منوکامنائیں لے کر آتے ہیں اور اپنی جھولی بھر کر لوٹتے ہیں۔آج زندگی بہت تیز دوڑ رہی ہے۔کسی کے پاس وقت نہیں ہے۔آج کے یگ میں کام بہت ہیں اور سے (وقت) کم۔لیکن کلیر شریف میں دور دور سے لوگ سفر کر کے اپنا پیسہ اور روپیہ اور وقت خرچ کر کے ہر سمے (وقت) پیران کلیر شریف میں آتے رہتے ہیں۔کلیر شریف میں ہر وقت میلہ لگا رہتا ہے۔ آخر کچھ تو ملتا ہی ہوگا جو دن رات اتنی دقتوں سے لوگ بھاگے بھاگے یہاں آتے ہیں۔

اس سرزمین پر صابر صاحب پیر غیب صاحب کلکلی صاحب اور امام صاحب جیسے بزرگوں کا سایہ ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنے بڑے (تیرتھ استھان) اتنی مقدس جگہ پر ابھی تک بچوں کی شکشا (تعلیم) کے لیے کوئی پربندھ (بندوبست) ان درگاہوں کے ٹھیکیداروں نے نہیں کیا۔اس پر اگر نگاہ گئی

Marfat.com

تو ایک فقیر کی جس نے اس علاقہ کے بچوں کی شکشا (تعلیم و تربیت) کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔

حضرت امام سید ابو محمد صالح چشتی صاحب کی درگاہ جو گھنے جنگل اور خوفناک جانوروں کے بیچ گھری ہوئی تھی، جہاں پر جاتے بھی ڈر لگتا تھا، ایک فقیر نے جنگل کو کاٹ کر صفائی کر کے پیڑ لگا کر بچوں کی شکشا (تعلیم و تربیت) کے لئے چنا۔ ۱۹۴۷ء میں ایک جھونپڑی میں بچوں کو دینی تعلیم دینی شروع کی۔ رات بھر عبادت کرنا۔ دن میں روزہ رکھ بچوں کو تعلیم دینا۔ بس یہی اس فقیر کی زندگی کا مقصد رہا ہے۔

پیڑوں سے اتنی محبت کے ایک بھی ڈالی کاٹنا گوارہ نہیں۔ سڑک کے دونوں طرف اپنے ہاتھوں سے سایہ دار درخت لگائے جس سے آنے والے دو گھڑی اس کے سائے میں بیٹھ سکیں۔ جو درخت پھلدار ہیں۔ پھل لگنے پر سب پھل ان بچوں میں بانٹ رہے ہیں۔

دھیرے دھیرے بچوں کی تعداد بڑھتی گئی تو کچھ ماسٹر رکھ لئے گئے۔ اور وہ ایک جھونپڑی ایک سکول کی شکل میں بدل گئی۔ جنگل ایک چمن میں بدل گیا۔ جگہ جگہ طرح طرح کے پھول دکھائی دینے لگے۔ ابھی تک سکول میں صرف اردو، عربی تعلیم دی جاتی تھی۔

مگر حضرت بابا غریب شاہ صابریؒ کی دلی تمنا یہ تھی کہ قوم کے نونہال جس ملک میں رہتے ہیں اس نے جو تعلیم رائج کر رکھی ہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کو بھی حاصل کریں۔ جس سے کہ روٹی کا مسئلہ بھی حل ہو اور دیس کی دوسری قوموں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چل سکیں۔ حضرت بابا غریب شاہ صابریؒ صاحب کی یہ تمنا ان کے کچھ چاہنے والوں کی کوششوں اور مالک کے کرم سے ۱۹۸۰ء میں پوری ہوئی۔ مدرسے کو بھارت سرکار نے جونیر ہائی سکول کی شکل میں رجسٹرڈ کیا۔ آج اس ایم جی ایف ایم جونیئر ہائی سکول میں تقریباً چار سو بچے پڑھ رہے ہیں۔ جن کے لئے دس بہترین اساتذہ کا انتظام ہے۔ غریب بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کے کھانے کا بھی انتظام سکول سے ہی ہوتا ہے۔ بچوں کے لئے ہوسٹل کی بھی سہولت موجود ہے۔

۱۹۸۱ء میں حضرت بابا غریب شاہ صابری نے سکول کے بچوں کے ہاتھوں سے اسکول کے چاروں طرف پانچ سو درخت سایہ کے لئے اور دو سو درخت دوسری قسموں کے لگائے ہیں۔ جس کی وجہ سے سکول دن بہ دن ترقی کے راستے پر گامزن ہے۔ سکول میں دو ہینڈ پمپ لگے ہوئے ہیں۔ جو کہ سکول کے بچوں اور آنے والے مہمانوں کیلئے کافی ہیں۔ مگر سکول اور باباجی سے پریم رکھنے والے یہ محسوس

Marfat.com

کر رہے ہیں کہ آئندہ آنے والے وقتوں میں یہ پانی ناکافی ہوگا۔

اور آنے والے وقتوں میں سکول کی موجودہ بلڈنگ بھی ناکافی ہے۔ کیونکہ دنوں دن بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ مالک کریم کے کرم سے اور مخیر حضرات کے تعاون سے کچھ کمروں کی تعمیر شروع ہونے والی ہے۔ کمروں کا نقشہ بن چکا ہے۔ بچوں کے کھیلنے کا بہت بڑا میدان ہے۔ اس میں ایک طرف طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اور دوسری طرف پھول سے بچے اپنے جھولوں پر جھولے جھول رہے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ آج کا چمن کل ایک خوفناک جنگل تھا۔ جس کی آبیاری حضرت بابا غریب شاہ صابریؒ نے اپنے خون سے کی۔

غریب شاہ کا گلزار ہے گلزار فرید | کہ عجز خلق کا اظہار ہے گلزار فرید
چلے بھی آؤ کہ بٹتی ہے دین کی دولت | کہ علم دین کا دربار ہے گلزار فرید
غریب بچوں کا مرکز غریب ہی رہبر | غریب اس کے مدرس مگر ہیں اہل نظر
امام اس کا محافظ امام اس کار میں | برستی رہتی ہے رحمت خدا کی شام وسحر

مضمون جناب سید انعام صابر ناز جو کہ ہندوستان کے معروف اخبار۔ دی سدا چار ٹائیمس روڑ کی ضلع سہارنپور یوپی انڈیا میں ۱۹۸۱۔۸۔۱۵ کو چھپا تھا، سے لیا گیا ہے۔

حضرت پیر مرتضٰی علی فریدی چشتی پاکپتن شریف ☆: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ o اَمَّا بَعْدُ

میں فقیر پیر میاں محمد مرتضٰی فریدی چشتی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی اولاد ہونے کا شرف رکھتا ہوں۔ میں پاکپتن شریف پاکستان سے درگاہ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ پیران کلیر شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے قائم کردہ ادارے میں حاضر ہوا اور حضرت صوفی غریب شاہ فریدی صابریؒ کے مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول کو تصدیق وتسلیم کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ اور بابا فرید اس مدرسہ کو اور زیادہ ترقی کی طرف لے جائیں۔ سلسلہ چشتیہ

Marfat.com

جو پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور نظامی صابری کو ہدایت کرتا ہوں کہ بنسبت حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مدرسہ بابا فرید کے نام پر چل رہا ہے۔ لہٰذا اس کی ترقی میں سبھی کو حصہ لینا چاہیے۔ میں بابا فرید اور حضرت صابر پاک سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اس مدرسہ وسند کی لاج رکھیں۔ آمین۔

کعبۃ العشاق باشد ایں مقام　　ہر کہ ناقص آمد ایں جاشد تمام

دعا گو پیر میاں مرتضیٰ فریدی چشتی ۱۹۸۲۔۵۔۹ محلّہ چاہ دوہٹہ نزد گوڈری حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پیر مرتضیٰ فریدی ہاؤس پاکپتن شریف۔

حضرت صاحبزادہ غلام فرید چشتی صابری خواجہ نگر شریف ☆: ہمارے سلسلہ کے حضور بابا غریب شاہ صابری رحیمی ہیں۔ حضور ۱۹۴۷ء سے مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول چلا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر طبیعت مطمئن ہوئی کہ یہ بہت بڑا سلسلہ جاری رہے گا۔ انتظامی معاملات بڑے اچھے اور قابل تحسین ہیں۔ جس کے لئے میں اہل سلسلہ اور بابا غریب شاہ صابری کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اللہ ان کے درجات میں ترقی عنایت فرمائے۔ (آمین)
فقیر صاحبزادہ غلام فرید چشتی صابری دربار عالیہ خواجہ نگر شریف حسن ابدال پاکستان۔

حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری کلس شریف ☆: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥
حق۔حق۔حق آج مورخہ ۸۲۔۱۔۱۸ کو مدرسہ گلزار فرید صابریہ میں حاضر ہوں۔ اس پُر رونق مدرسہ کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوا۔ اور درگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوا۔ مجھے درگاہ صابر پاک میں متعدد بار حاضری کا موقع ملا۔ میں نے مدرسہ گلزار فرید صابریہ کو کٹھن مراحل سے گزرتے دیکھا۔ جبکہ ایک درویش منش نیک دل نیک خو مگر نحیف و کمزور جسے قدرت کاملہ نے مضبوط ارادوں، انتھک محنت، بلند نظری سخن ہائے دلنواز اور بلند ہمتی سے نواز رکھا ہے۔ جو اپنے گاؤں اور گردو نواح کی ناخواندگی اور جہالت کو شدت سے محسوس کر رہا تھا۔ ایک گھاس پھونس کی جھونپڑی میں بیٹھا مدرسے کی ابتداء کر رہا تھا۔ یہ جولائی ۱۹۵۶ء کا ذکر ہے میں نے دیکھا کہ سیّد غریب شاہ صاحب بانی مدرسہ گلزار فرید صابریہ پیران کلیر شریف اور دیگر مواضعات کے بچوں کو بوریہ پر بٹھائے عربی، فارسی، اردو اور دیگر علوم کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ کوئی عمارت نہ تھی نہ بیٹھنے کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ یہاں اونچے نیچے ٹیلے تھے۔

Marfat.com

کہیں گڑھے تھے۔ خاردار جھاڑیاں اور کہیں دشوار گزار ناہموار پگڈنڈیاں تھیں۔ پانی ناکافی تھا۔ بجلی نہ تھی جنگل تھا۔ جو زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کی آماجگاہ تھا۔

اس حال میں شاہ صاحب مدظلہ العالی مدرسے کی عمارت بنانے کے لئے تہہ دل سے کوشاں تھے۔ مخیّر حضرات نے ان کی پُرخلوص آواز پر لبیک کہی اور اس جاریہ نیکی میں حصہ لیا۔ جس کی بدولت آج ایک رفیع الشان عمارت وجود میں آ چکی ہے۔ جس میں بجلی جگمگا رہی ہے۔ پانی وافر مقدار میں ہے۔ سایہ کافی ہے تقریباً ساڑھے پانچ صد طلباء عزیز زیرِ تعلیم ہیں۔ تعلیم مفت ہے۔ اکثر غریب طلباء کا کھانا اور رہائش مدرسے کی طرف سے میسر ہے۔ اس وقت پندرہ لائق اساتذہ کرام نہایت محنت اور جانفشانی سے تعلیم دے رہے ہیں۔ مدرسہ کا ماحول پُرسکون ہے۔ دیدۂ زیب درخت، دلفریب پلاٹ، رنگ برنگ پھولوں سے سجی کیاریاں دعوت نظارہ دے رہی ہیں۔ بچوں کے کھیل اور تفریح کا بہترین انتظام ہے۔ مدرسہ کی کافی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور بہت سا حصہ ابھی زیرِ تعمیر ہے۔ حاسدوں اور مخالفوں نے بہت مخالفت کی مگر

ہوا ہے تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو تو نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

میری دلی دعا ہے کہ رب العزت بطفیل مخدوم پاک اس مردِ حق کی محنت و جانفشانی کو سلامت رکھے۔ ترقیوں پر گامزن فرمائے اور اس چشمہ فیض سے ہزاروں تشنگان علم کو سیراب فرمائے۔ (آمین)

ایں دعا از من از جملہ جہاں آمین باد

ہمراہ عقیدت مندان و مریدین جناب منظور احمد سول انجینئر۔ گلزار حسین شاہ صابریؔ۔ سجادہ نشین دربار عالیہ کلس شریف ضلع سرگودھا، عاشق رسول۔ آفتاب احمد صابریؔ چیئرمین بلدیہ ملک وال، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ گجرات۔ پاکستان ۱۹۸۲-۱-۱۵ محمد شریف مینجنگ ڈائریکٹر صابریؔ سپرنگ مینوفیکچر۔ ۹-۷۔ ریلوے روڈ لاہور پاکستان۔

پیر طریقت حکیم صوفی سید محمد انور علی شاہ صابری کی پہلی بھیت ☆:

حق نے اس درجہ کیا عطا صبر جمیل — دونوں عالم میں ہے مشہور توکل تیرا
براہ راست خدا سے رسائی تیری — تیرے شیدائی کو کافی ہے توکل تیرا

Marfat.com

محترم بزرگ غریب شاہ صابریؔ فقیر درگاہ صابری میں نیاز و شرف حاصل ۱۹۵۱ء میں سید میاں پیلی بھیت والے جو بزرگ درگاہ صابریؔ میں مقیم اور قائم مقام تھے۔ درگاہ صابریؔ خادمان اور کلیر شریف کے عوام سب ہی واقف ہیں۔ حضور غریب شاہ صابریؔ کے یہاں مدرسہ گلزار فرید صابر یہ عرصہ دراز سید حضور کے زمانے سے امام صاحب حضور کی درگاہ سے ملحق قائم ہے۔ بابا حضور غریب شاہ ایک ایسے فقیر ہیں کہ جن کو کوئی فقیر نظر والے ہی پہچان سکتے ہیں۔ آپ زبردست مجاہد قوم ملت اور بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت کوشاں رہے۔ اور باوجود بہت بڑی مشکلات اور مخالفوں کے حضورؒ غریب شاہ نے مدرسہ عربیہ گلزار فرید صابر یہ کو قائم کیا۔ دن دوگنی رات چوگنی غرضیکہ بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ آج اس مدرسہ گلزار فرید میں دس ماسٹر ہیں اور اس میں ایک ہیڈ ماسٹر ہے۔ کل تعداد لڑکوں کی چار سو ہے۔ ان سب کا انتظام خورد و نوش اور تعلیم و صرف دیگر اخراجات زندہ معجزہ اللہ کی رحمت اور بزرگوں کا فیض جاری ہے۔ مدرسہ بہت ترقی پر ہے۔

حضور غریب شاہ صابریؔ کا قائم کیا ہوا یہ مدرسہ جو کہ بابا فرید گنج شکر کے نام سے منسوب ہے اللہ کی کس قدر رحمتوں سے مالا مال ہے۔ درگاہ امام صاحب کے ہر ایک خورد و کلاں زائرین کا اولین ترحق اور عقیدہ کے ساتھ اس مدرسہ گلزار فرید کے خدمت کرنے سے اور بابا غریب شاہ جیسے مجاہد قوم و ملت محدث جیسی ہستی سے درگزر نہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا از بہر دین عقیدت سے التجا اور مؤدبانہ گزارش ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے حضور غریب شاہ صابریؔ مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول کی مدد کی جائے۔ اللہ آپ کی ہر ایک منزل در منزل خیر و برکت عطا کرے گا۔ فقط آپ کا

مولوی صوفی حکیم سید محمد انور علی شاہ

چشتی صابریؔ نقشبندی قادری بمقام پیلی بھیت شریف

محلہ بھورے خان ضلع پیلی بھیت ۱۹۸۱-۲-۱۰

غیر مسلموں کا بابا غریب شاہ کو خراج تحسین ☆: بھارتی حکومت کے سیکرٹری ڈاکٹر اشونی کمار ویدا اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں۔ آج مورخہ ۱۹۸۲-۱-۲۷ آج مجھے شیری اندراج آ ہوجہ سمپادک سدا چار ٹائمز روڈ کی کے ساتھ یہاں گلزار فرید کے مدرسہ میں آنے کا موقع ملا۔ حضور

Marfat.com

ریب شاہ صابری کے دیدار حاصل ہوئے۔ من بڑا خوش ہوا دل کو بڑی تسکین ہوئی۔ یہ مقام بڑا شانتی (امن) کے ماحول کا ہے۔ ایک اصلی فقیر کے درشن ہوئے۔ بھگوان کا میں بڑا دھنیہ وادی گزار) ہوں کہ مجھے ایسے پہنچے بندے مہاتما (بزرگ) کے درشن ہوئے۔

جی یہاں بچوں کا سکول بھی چلا رہے ہیں۔ تقریباً چھ سو بچے پڑھتے ہیں۔ یہاں ہر مذہب و ملت بچے ہیں۔ سکول کی عمارت زیر تعمیر ہے اور پوری آشا ہے کہ یہ جگہ ایک دن بہت سندر بنے گی۔ اپنے ملک کے لئے ایک مثال بنے گی۔ بھگوان سے پراتھنا (گزارش) ہے کہ وہ ایسے ہی فقیر رش اس دیس میں بھیجے۔ تاکہ اس دیش کی جہالت دور ہو۔ ذات پات کی بنا پر آئے دن کے انے والے دنگوں اور فسادوں کو روکنے کے لئے خالی نعرے بازی و لیکچر بازی سے کچھ نہ بنے گا۔ واحد حل ہے دھرم کی تعمیل اس مجلس کے قیام ہندو مسلم سکھ عیسائی ممبران ایک زبان ہو کر اپنی سیکولر کار سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ ایسے کالج قائم کرے جہاں عالمی مذاہب کی تعلیم ڈگری کے درجہ ک ملے۔ اور ان کالجوں سے پاس شدہ ڈگری یافتہ رجسٹرڈ دھرم گورو دھرم پر ریسرچ کریں۔

م سکولوں و کالجوں میں عالمی مذاہب کی بنا پر ایک سمان دھرم کی تعلیم جو شوشل سائنس کا ایک حصہ لازمی قرار دی جائے۔ اور دھرم کی تعلیم دینے کے لئے ایسے ڈگری ہولڈر دھرم گرو ہی استاد کھے جائیں۔ اس طرح تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بے روزگاری بھی کم ہو گی۔ انہیں عزت کا دھندا ی ملے گا۔ اور وہ اپنی اور دوسروں کی عاقبت بھی سدھار سکیں گے۔ دھرم کا علم ایک بہت بڑی ولت ہے۔ دنیا میں زیادہ تر لوگ تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ اور جو تعلیم یافتہ کہلاتے بھی ہیں۔ ان میں ہت سے اپنے اپنے مذہب کے سنہرے اصولوں سے قطعی ناواقف ہیں، دوسرے کے دھرموں یا ذہب کے بارے میں جاننا یا سمجھنا تو دور کی بات ہے۔

عام طور پر اندھ شنط میں کھوئے سادہ لوح انسان کسی غلط شرارت پسند مذہبی جنون میں اندھے خود غرض اُپدیشکوں کے بہکانے میں آ کر جوش میں ہوش کھو بیٹھے ہیں۔ اور قانون کی خلاف ورزی کر کے گناہوں کا شکار بن کر اپنی اور دوسروں کی زندگی کو دوزخ بنا دیتے ہیں۔ دنیا میں کون سا مذہب ایسا ہے جو انسان کو حیوان بننے سے نہیں روکتا۔ تمام مذاہب نے سب کو اپنا کردار اونچا اٹھانے کی تعلیم دی ہے۔ سب نے موقعہ بہ موقعہ سماج (معاشرے) میں آئی غلط کاریوں کو دور کرنے کی تلقین

Marfat.com

کی۔ نیکی کی راہ پر چلنے کی تعلیمات تو کل بنی نوع انسان کے لئے یکساں دی گئی ہیں۔

یہ بات دیگر ہے کہ الگ الگ رہنماؤں اور درویشوں نے الگ الگ جگہوں اور وقتوں میں حالات کے مطابق زندگی کے اصول قائم کیئے۔ اور تعلیم بھی وہاں کی مقامی زبانوں دیا جانا قدرتی ہی تھا۔ کیا ہوا اگر دنیا کے جدا جدا حصوں میں رہنے والوں کی خوراک پوشاک بول چال رسم و رواج جدا قسم کے ہیں۔ یہ سب چیزیں تو مقامی ماحول پر مبنی ہوتی ہیں۔

انسان کو کل مخلوق میں اشرف ہونے کا درجہ حاصل ہے کسی کو کیا حق ہے کہ وہ اس نایاب نعمت کی بے قدر کرے اور اس درجہ سے گر کر حیوانیت کے دائرہ میں داخل ہو۔ کیا یہ حرکت جاہلانہ اور کم عقل پر مبنی نہیں ایسی لاعلمی سے نجات حاصل کرنی ہوگی۔ تا کہ کوئی بھی انسان حیوانیت کے چنگل میں نہ پھنسے۔

یہ مجلس سب تعلیم یافتہ ادیبوں صاحب اقبال و اونچی رسائی والے صاحبان سب سے بھی التجا کرتی کہ وہ مندرجہ بالا گزارش پر دھیان دیں۔ اور اپنی لیاقت و طاقت چاہے کتابوں و اخباروں اشاعت ہو یا ایڈیشن ہو ریڈیو ہو یا درویش، سینما ہو، ڈرامہ، اپنی دھارمک و سوشل سوسائٹی پولیٹیکل پارٹی ہر جائز و اجب اور ممکن ذریعہ سے اس نیک کام کو سرانجام کریں۔

ایسی تعلیم سے آنے والی نسلیں ایک نیا نظریہ لے کر آئیں گی۔ مختلف مذاہب کی باہمی غلط فہمیوں انسانیت کو راحت ملے گی۔ اونچ نیچ کا بھید بھاؤ مٹے گا۔ لوگ اپنے اپنے دھرموں میں رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت سے رہیں گے۔ وہ سچائی، ایمانداری، پاکیزگی، رحمدلی، سادگی جیسے نیک اوصاف کے مالک بنیں گے۔ ان کی گیان میں اضافہ ہوگا۔ یہ موجودہ امیری افسر شاہی و عیش پرستی کی ہوا جاتی رہے گی۔ کیونکہ دھرم کے ساتھ ساتھ سایہ دار کا آنا قدرتی بات ہے۔ بچے اپنے اپنے دھرم کو جانیں گے۔ آنے والے وقت کے مالک یہی لوگ ہیں۔ سب اپنا اپنا کام ایمانداری و لگن سے کریں گے۔

سب کو دوسروں کے حقوق اور اپنے اپنے فرض کا احساس ہوگا۔ ہر طرف ترقی ہوگی اور خوشحالی کا راج ہوگا۔ ہمیں پوری امید ہے کہ سرکار اپنا دھرم پہچانیں گے۔ اور اپنے آپ کو دھرم نرپکیشن کہتی ہو دھرم جیسے لازمی مضمون کو ڈھونگ بھیک مانگنے والے و چندوں پر گزارہ کرنے والے خودغرض و تنگ دل لوگوں کے سہارے نہ چھوڑے رکھیں گے۔ کیونکہ دھرم کی لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے با نفرت پھیلا کر سب دنگوں اور فسادات کی یہی چند لوگ بنیاد ہوتے ہیں۔ اور خود صاف بچ نکلتے ہیں۔

Marfat.com

تعلیم جتنی جلدی شروع ہوگی اتنا ہی ساری دنیا کے لئے بہتری ہے۔

کے سب کو اپنے اپنے دھرم گرنتھوں پر بڑا اعتقاد ہے۔ اور جب دھرم گرنتھوں کی تعلیم سب کو ملنے گی تو اس میں کسی کو اعتراض بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ ہر کس کے مذہب کی تعلیم کی اشاعت ہوگی۔ ایسی تعلیم نے والوں کیلئے ایک مثال ہوگی۔ یہ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔ اس سے دنیا میں تی وشانتی کا دوردورہ ہوگا۔ (ڈاکٹر اشونی کمار وید۔ سیکرٹری دھلی، آسرارام دت شرما۔ پردھان)

رام سنگھ ایم۔ ایل۔ اے ☆: آج بتاریخ ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء کو مجھے موقع ملا۔ بابا غریب شاہ خدمت میں آئے۔ اور اُن کے دُوارا چلائے جا رہے جو ہائی سکول اور مدرسہ کو دیکھنے کا یہاں پر بھی ی اور دیبھاگ کے مطابق دوسری تعلیم دی جا رہی ہے۔ اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور اس رح کے ادارے وطن اور ملک کو چار چاند لگا دیں گے اور یہاں کے بچے ملک کی خدمت میں سروجان اور کریں گے۔ ایسی مجھے امید ہے یہ ادارہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی طرح قوم کی خدمت کرے گا۔

رام سنگھ ایم۔ ایل۔ اے روڑکی۔ ۸۱۔۵۔۲۵

لکھشینا بھی ایس پی ☆: میں آج دنیا تک ۱۹۸۱۔۱۔۲۱ کو درشنا ہے تو کلیر شریف آیا ر بابا غریب شاہ صاحب سے ملا اور ان سے اسکول کے وشے میں بات چیت کی۔ سن کر بڑا شرج ہوا کہ بابا صاحب ۱۹۴۷ء سے اکیلے ہی جنتا کے سہوگ سے یہ سکول چلا رہے ہیں۔ میں بھگوان سے پراتھنا کرتا ہوں۔ یہ سکول بابا کی چھتر چھایا سے ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے۔

ایس۔ پی۔ شکھشینا بھی۔ ۵۱ جعفر آباد

ایس۔ پی شرما میجر روڑکی ☆: آئی ویز نڈ داش رائینڈ اینڈ فونڈ دیری گڈ ایسٹ موئیفر بابا غریب شاہ صابری از امیکٹر بکلی ڈی ورڈ پرسن ہی فاؤنڈ ڈاے ہائی سکول اینڈ از دیری ڈسپلن انڈرسٹڈان شوشل ویلفیئر اینڈ سروس ہنڑ آوٹ کک از ویری بروڈ۔ از ہا ٹیلی فرینڈ۔

ایس۔ پی۔ شرما میجر روڑکی۔ گارڈن روڈ ۸۲۔۲۔۷

مختلف شعراء کی جانب سے منظوم خراج عقیدت ☆: آپ کی ذات والا

Marfat.com

صفات اور آپ کے قائم کردہ مدرسہ گلزار فرید صابر یہ مسلم جونیئر ہائی سکول کو مختلف شعراء نے منظوم
خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ جس کے لئے نمونے کے طور پر مختصراً پیش خدمت ہیں۔

چمن بردوش رحمت کی گھٹاؤں کا یہ مرکز ہے
سراپا عشق میں ڈوبی دعاؤں کا یہ مرکز ہے
گلستان حقیقت کی ہواؤں کا یہ مرکز ہے
جسے پھولوں میں رہنا ہوں وہ اس گلزار میں آئے
یہاں اعلان حق ہوتا ہے دنیا سر جھکاتی ہے
خریدارِ محبت کیوں نہ اس بازار میں آئے
جو بیتاب محبت ہو تری سرکار میں آئے
خدا جسکو نہ ملتا ہو وہ اس دربار میں آئے

جناب یزدانی صابری غوث روڑ کی کا خراج ☆:

سرچشمۂ عطا ہیں بابا غریب شاہ — محبوب اولیاء ہیں بابا غریب شاہ
بے لوث بے ریا ہیں بابا غریب شاہ — اک شان مرتضٰی ہیں بابا غریب شاہ
اک پیکر وفا ہیں بابا غریب شاہ — مخلوق پر فدا ہیں بابا غریب شاہ
افشائے دین بہ شرح روایات ذوالمنن — اوصاف انبیاء ہیں بابا غریب شاہ
باطل کے واسطے ہیں شمشیر بے نیام — بے خوف خوش ادا ہیں بابا غریب شاہ
بے شبہ منسلک ہیں خواجہ فرید سے — انوار مصطفی ﷺ ہیں بابا غریب شاہ
مخدوم پاک پر ہیں دل و جاں سے فدا — احبا اولیاء ہیں بابا غریب شاہ
کہنے کو تو غریب ہیں اے غوث مگر — شاہوں سے بھی سوا ہیں بابا غریب شاہ

Marfat.com

سید انعام صابر نازروڑکی کا قطعہ ☆:

تو کرم کا اِک اشارہ غریب شاہ   میں صرف تمہارا ہوں تمہارا غریب شاہ
اس پردۂ حیات کو آسان بنا دیا   جس نے خلوص دل سے پکارا غریب شاہ

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کے مریدین کی تعداد پورے ہندوپاک میں لاکھوں سے تجاوز کر گئی تھی۔اور خلفائے کرام بھی برصغیر پاک وہند میں لاتعداد تقریباً ایک سو سے زیادہ ہیں۔مگر ہمیں جن حضرات خلفائے نامدار کے مصدقہ اسمائے گرامی ملے ہیں ان کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

(۱) جناب مولانا اقبال احمد صابری۔ پالی مار واڑ۔ (۲) جناب صوفی سید خورشید علی شاہ صابری۔سہارنپور۔(۳) جناب سید جواد علی عرف چمن شاہ صابری۔ مابناوالا قاسپور۔(۴) جناب صوفی سید محبوب الرحمٰن شاہ صابری۔سکندری پوری۔(۵) جناب صوفی محمد صدیق شاہ صابری۔پیران کلیر شریف۔(۶) جناب باباولی محمد عرف ولی بھائی صابری۔لانگری مدرسہ گلزار فرید۔(۷) جناب بابا محمد مختار احمد شاہ صابری۔بھنڈاری مدرسہ گلزار فرید۔(۸) جناب محمد یوسف شاہ صابری۔پیران کلیر شریف۔(۹) جناب بابا غوث محی الدین محمد شاہ صابری۔ پیران کلیر شریف۔(۱۰) جناب اللہ نواز عرف گڑبڑ شاہ صابری۔سرواڑ شریف۔(۱۱) جناب منگتا شاہ صابری۔گادا روتا۔(۱۲) جناب ملا صوفی سعید احمد صابری۔گڑھ میر پور۔(۱۳) جناب شفیق احمد شاہ صابری۔ پیران کلیر شریف۔(۱۴) جناب صوفی رفیق احمد شاہ صابری۔کلیر شریف۔(۱۵) جناب صوفی اللہ رکھا صابری۔گڑھ میر پور۔(۱۶) جناب صوفی حبیب احمد صابری۔منگلور (۱۷) جناب بابا عبدالکریم شاہ صابری۔درگاہ صابر پاک کلیر شریف۔(۱۸) جناب صوفی غلام رسول صابری۔کلیر شریف۔(۱۹) جناب صوفی احمد حسن شاہ صابری۔گادھاروتا۔(۲۰) جناب صوفی محمد اکرم شاہ صابری۔بجنور۔(۲۱) جناب محبوب الرحمٰن صاحب صابری۔جمشید پور ضلع سنگھ بھوم۔(۲۲) جناب تیجے شاہ عرف اکبر علی محمد قلندر۔کلیر شریف۔(۲۳) جناب شمس الدین صابری۔آسرا کھیڑی ڈاکخانہ نکڑ ضلع سہارنپور۔(۲۴) ملا شبیر صابری۔گادھاروتا پوسٹ لنڈھورا ضلع سہارنپور۔(۲۵) شیخ عبدالجبار صابری۔درگاہ شریف بہادر شاہ غازی کوٹ پتلی جے پور۔(۲۶) جناب صوفی غلام رسول صابری۔نمڑی کالونی حیات نگر دہلی۔

Marfat.com

(۲۷) جناب بھولا بھنڈاری صابریؒ۔ چوک امام صاحب کی گدی تحصیل باغپت ضلع میرٹھ۔ (۲۸) جناب دھوم علی شاہ صابریؒ۔ گرام نگینہ ڈاکخانہ خاص محلہ پہاڑی دروازہ ضلع بجنور۔ (۲۹) جناب صوفی عبدالستار خان صابریؒ۔ کراچی پاکستان۔ (۳۰) جناب راجہ منصب داد خان صابریؒ۔ بھکڑے والی تحصیل و ضلع گجرات پاکستان۔ (۳۱) جناب الحاج صاحبزادہ پیر علاؤالدین صابریؒ۔ سجادہ نشین خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک۔

نوٹ ☆: آخری الذکر حضرت صاحبزادہ الحاج پیر علاؤالدین صابریؒ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک صوبہ پنجاب پاکستان میں ہیں۔ مجدد ملت صابریہ حضرت جمال الدین انور المعروف حضرت بابا غریب شاہ صابریؒ سرکار کے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابردین رحم الدین چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کے پوتے ہیں۔ جو کہ آج کل اپنے والد گرامی حضرت خواجہ غلام فرید صابریؒ علیہ الرحمۃ کے وصال ۲۰۰۰ء کے بعد سے مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہیں اور بڑے ہی اچھے انداز میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اس طرح صاحبزادہ پیر علاؤالدین صابریؒ صاحب ایک طرف اپنے والد گرامی حضرت خواجہ غلام فرید صابریؒ اور دادا بزرگوار حضرت خواجہ رحیم الدین صابریؒ سرکار اور اپنے دادا کے خلیفہ اور اپنے پیرومرشد حضرت بابا غریب شاہ سرکار علیہم الرحمۃ کا نام روشن کیے ہوئے ہیں۔

شعری ذوق و شعر و شاعری ☆: اگرچہ تعلیمی مصروفیت آپ کی بہت زیادہ تھی اس کے علاوہ تعمیری ذمہ داریاں اور اس کے ساتھ اپنے اوراد و وظائف عبادت و ریاضت کے لئے بھی خاصہ وقت درکار تھا۔ مگر اس کے باوجود آپ نے ذوق کے مطابق بہت سے کلام نعتیں، مناقبات اور قطعات، رباعیات لکھی ہیں۔ ان میں بطور نمونہ اختصار سے کام لیتے ہوئے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

استغاثہ بدرگاہ خداوندی ☆:

در پہ سرکار آیا سوالی اس کی جھولی ہے مدت سے خالی
بھیک دے دے نواسوں کا صدقہ تیرا دربار دربارِ عالی ہے

Marfat.com

پنجتن پاک خیبر شکن کا فاطمہ کا حسین و حسن کا
چار یاروں کا صدقہ عطا ہو در سے خالی نہ جائے سوالی
پرچم اسلام لہرائے آقا پھر نمازِ صحابہ ادا ہو
جنگ خندق کا چمکے سویرا پھر سے گونجے اذان بلالی
قلب مسلم کو پھر جگمگا دے یا خدا سوئی قسمت جگا دے
حال زارِ حزیں سب سنائیں تھام کر سبز گنبد کی جالی
ہر مسلمان کو حاجی بنا دے سب کو شہر مدینہ دکھا دے
ساتھ سب کے غریب حزیں بھی کاش پہنچے کسی دن مدینے
اس کی قسمت کا چمکا ستارہ کاش کہہ دیں غریبوں کے والی

حضرت شیخ جمال الدین نور المعروف بابا غریب شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کلام بعنوان مرشد کی مہندی۔ جس میں سرکار علیہ اسلام، مولا مشکل کشاہ، پنجتن پاک، حضور مخدوم صابر پاک اور آپ کے پیرو مرشد کے اسمائے گرامی سلسلہ بسلسلہ آتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

میرے مرشد کی مہندی عجب شان کی مہندی ☆:

عجب کنگن، عجب سہرا، نرالی شان کی مہندی
ہے جھلمل نور کی چادر نیا سہرا نئی مہندی
ہے سر سہرا سخاوت کا شجاعت کا کرامت کا
عجب دست یداللہی نرالی نور کی مہندی
علی کے لعل کا سہرا حسینی چاند کی چادر
زیدی پھول کا سہرا و کنگن صابری مہندی
حسن ثانی شہ عثمان کے جانی مبارک ہو
تیرا سہرا شہہ پنجہ ترا کنگن تیری مہندی
سماب نور بنکر آ گئی چادر مدینے سے
ہے بوئے احمدی سہرا علی کے رنگ کی مہندی
حسن ابدال پر بارش ہوئی انوار پیہم کی
فضا بدلی، چمن نکھرا، سجا سہرا، رچی مہندی
مبارک ہو بہار باغ اجمیری مبارک ہو
گل خنداں شہہ کلیر بنا دولہا لگی مہندی

Marfat.com

چلو سیکھو رحم نگری ہے رنگ آج اُن کی محفل میں
چلو دیکھیں بنا دولہا سجا سہرا لگی مہندی
اِدھر دیکھو دریچہ کھل گیا دلدار خواجہ کا
اِدھر دیکھو دریچہ کھل گیا دلدار خواجہ کا
فریدی لعل کے گھر رنگ ہے رنگ چلو دیکھیں
بہاروں پر شباب آیا کھلا سہرا رچی مہندی
مبارک ہو مریدوں کو فقیروں زائرینوں کو
بنے غوری حسن دولہا سخاوت کی لگی مہندی
حسن ثانی کے سر سہرا بندھا مشکل کشائی کا
حسن ثانی کے سر سہرا بندھا مشکل کشائی کا
غریبؔ صابری چشتی رحیمی اور غوری بھی
مقدر کا سکندر ہے بنا سہرا بنی مہندی
غریب صابریؔ بس چپ یہ جرأت لب کشائی کی
ملائک پڑھ رہے ہیں سہرا حوریں گا رہیں سہرا

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۱ء کو ہوا۔ نماز جنازہ درگاہ حضرت مخدوم صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ادا کی گئی۔ لاکھوں افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔
مزار پُر انوار حضرت سیدنا امام ابو محمد صالح چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار کے قریب آپ کے قائم کردہ مدرسہ گلزار فرید مسلم جونیئر ہائی سکول کلیر شریف ضلع سہارنپور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔
وصال سے قبل آپ نے کلیر شریف میں ایک بلند دروازہ کی تعمیر کا کام شروع کیا جس کی بلندی ۱۲۰ فٹ اور لمبائی ۸۰ فٹ اور چوڑائی ۶۰ فٹ ہے۔ اس دروازے میں کمرے اور مہمان خانوں کے علاوہ ایک لائبریری بھی بنوائی گئی ہے۔ یہ دروازہ حضرت بابا غریب شاہ صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ کے فن تعمیر کا انمول شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ آپ نے تعلیمی مصروفیات کے باوجود چند کتابیں بھی لکھی ہیں ان میں ایک کتاب ''حالات کلیر'' دوسری کتاب حضرت مخدوم پاک کی سوانح حیات، تیسری کتاب ''تذکرہ مشاہیر اولیاء اللہ، چوتھی کتاب صوفیائے عظام کی تشریح و تحریک مطبوعہ ۱۹۸۲ء قابل ذکر ہیں۔

رباعیات......ازقلم بابا غریب شاہ سرکار

مرے دل کا دل جاں کی جان صابر
میرے زندگان کا سامان صابر
میرا دین اور میرا ایمان صابر
نہیں بلکہ ایمان کی جان صابرؔ

Marfat.com

ردیف چ

حضرت سید چراغ علی شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام العارفین، برہان الواصلین، قدوۃ السالکین، دلیل الکاملین، فخر السادات حضرت پیر سید چراغ علی شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان ہدایت ہوئے ہیں۔
آپ کے آباؤ اجداد سبزوار کے رہنے والے تھے ۱۷۰۶ء میں میر عالم سبزوار سے لاہور بعہد اورنگزیب عالمگیر آئے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد واپس چلے گئے۔ دوسری مرتبہ ۱۷۰۹ء میں بمعہ اہل وعیال تشریف لائے اور پھر لاہور ہی کے ہو کے رہ گئے۔ یہ زمانہ بہادر شاہ اول کا تھا۔ بادشاہ نے آپ کو اپنا ذاتی معالج مقرر کیا ہوا تھا۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے کہ سید چراغ علی شاہ حکیم بن سید احمد شاہ بن میر قمر علی المشہور میر شاہین بن میر جیا بن میر عالم شاہ جو کہ پینتیس واسطوں سے حضرت امیر المومنین مولائے کائنات مشکل کشا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا کر ملتا ہے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت میاں غلام مصطفیٰ وزیر آبادی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ حضرت صوفی میاں غلام مصطفیٰ چشتی صابریؔ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ اللہ دتہ شیخ صابریؔ کے وہ مرید وخلیفہ شیخ کریم الدین کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد غوث کے وہ مرید وخلیفہ شیخ قادر بخش کے وہ مرید وخلیفہ حامد شاہ کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد صدیق لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد عارف صابریؔ کے وہ مرید وخلیفہ شیخ عبدالخالق کے وہ مرید وخلیفہ شیخ جان اللہ لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ خواجہ نظام الدین بلخی چشتی صابریؔ علیہم الرحمۃ کے تھے۔

سیرت وکردار☆: آپ نہایت ہی خوش مزاج خوش طبیعت اور بہت ہی خلیق اور مہربان طبیعت کے مالک تھے۔ اللہ کریم نے آپ کو ظاہری باطنی حسن سے مالا مال کیا ہوا تھا علم حکمت میں

Marfat.com

مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کو بقراط ثانی لکھا ہے۔

عبادت وریاضت مجاہدہ وسلوک میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ وصال سے بارہ برس قبل ہی کھانا ترک کر دیا تھا۔ ترک وتجرید وتفرید آپ کی طبیعت کا خاصہ بن چکا تھا۔

آپ کے دور کے بڑے بڑے نامور علماء اور مشائخ اور امرأ آپ کے پاس تشریف لاتے جن میں سید سردار شاہ گیلانی المعروف شاہ سردار جھنڈے والے سید نظام الدین المعروف حضرت نظام الدین بودیاں والے گیلانی، مولوی احمد بخش چشتی یکدل، مولوی نور احمد چشتی مصنف تحقیقات چشتی اور سائیں شاہ حسین چشتی جن کو لاہور میں میٹھی کھچڑی مشہور ہے آپ سے خاص میل میلاپ رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی جب بھی لاہور تشریف لاتے تو آپ کے پاس ہی ٹھہرتے تھے۔ حضرت حاجی محمد رمضان خلیفہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی بھی ملاقات کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ مسٹر رابرٹ منٹگمری لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اکثر وبیشتر آپ کی خدمت میں قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا۔

معمولات خاص ☆: اپنے اوراد ووظائف عبادت وریاضت کے معمولات کے علاوہ آپ کے معمولات میں خاص طور پر یہ بات شامل تھی کہ آپ نماز تہجد کے بعد حضرت میاں میر قادری علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر بار میں حاضری دیتے نماز فجر وہاں ادا فرما کر قرب وجوار کے میدانوں میں سیر فرماتے تھے۔ نماز ظہر مسجد اندرون مزار حضرت میاں میر پر ادا فرماتے نماز عصر حضرت شاہ محمد غوث بیرون دہلی دروازہ میں ادا فرماتے نماز مغرب جامع مسجد وزیر خان میں ادا فرماتے اور حضرت شاہ محمد اسحاق المعروف میراں بادشاہ کے مزار پر فاتحہ پڑھتے اور نماز عشاء تک یہیں قیام فرماتے تھے۔

صاحبزادگان ☆: اللہ کریم نے آپ کو اپنی قدرت کاملہ سے تین صاحبزادے عنایت فرمائے بڑے صاحبزادے سید حاکم علی شاہ سجادہ مقرر ہوئے۔ آپ کا وصال با کمال ۱۸۹۸ء بمطابق ۱۳۱۶ھ بروز اتوار کو ہوا۔ مزار احاطہ سید چراغ شاہ واقع قبرستان میانی لاہور صاحب جو کہ آپ نے مقامی زمینداروں سے جگہ خرید کر اپنے خاندان کے لئے الگ بنایا تھا میں مرجع خاص وعام ہے۔

موجودہ پتہ لٹن روڈ سے دل افروز سٹریٹ نمبر ۹ جو قبرستان میانی صاحب کو نکلتی ہے۔ اس کے رہائشی مکانات کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد تھوڑی دور آگے جا کر برلب سڑک پختہ پر دائیں طرف باغیچی و

Marfat.com

احاطہ سید چراغ شاہ چشتی صابری کی سبزواری کا موجود ہے۔

مزار پُرانوار پختہ اور سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔نواب غلام علی نے قطعہ تاریخ لکھی ہے۔

بزرگ نیک طینت سید پاک　　زد نیا رفت در کنج محمد خفت
زیں فوتش ملک از روی الطاف　　مکانش جنت الاعلی سید گفت
۱۳۱۶ھ

حضرت سید چراغ دین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، شہباز طریقت، پاسبان شریعت حضرت سید چراغ دین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے روزگار روانہ ہیں۔

آپ سراج السالکین، امام العارفین، محقق دوراں، فاتح قادیاں حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی ثمہ گرداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں۔

تمام عمر موضع خانقاہ کھوکھین تحلہ کپور ضلع جالندھر میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابری کی رشد و ہدایت میں مشغول رہے ہزاروں افراد کے دلوں کو نور اسلام سے روشن اور منور کرتے رہے۔

آپ کے خلفائے کبار میں حضرت موج دریا اور حضرت خیر الدین عرف جھنڈے شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار قصور میں ہے بھی کاملین زمانہ سے ہوئے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے آخر میں موضع کھوکھین کپورتھلہ ضلع جالندھر میں ہوا۔اور وہیں پر مزار پُرانوار مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

ردیف ح

حضرت شیخ حمید الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: منبع فیوض وکمالات، جامع الحسنات وبرکات، ولی مادر زاد حضرت شیخ مخدوم حمید الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ کے بارے میں حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو آپ کے جد اعلیٰ ہیں نے آپ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی فرمادیا تھا کہ میری ساتویں پشت سے جو ولی پیدا ہوگا وہ بعینہ میری طرح ہوگا اور قطب الوقت ہوگا۔ آپ اپنے زمانے کے مشائخ میں منفرد اور بلند وبالا مقام رکھتے تھے۔ مشائخ وقت آپ کی تعظیم بجالاتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت شیخ قطب الدین چشتی صابری بن شیخ پیر بن شیخ بڈھ بن شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عارف بن شیخ احمد عبد الحق ردولوی چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ آپ تمام کمالات انسانی سے آراستہ اور علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے۔ اپنے والد گرامی حضرت شیخ قطب الدین صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے تیسرے روز جب خرقہ خلافت زیب تن کر کے مسند نشین ہوئے تو لوگوں نے بیعت لینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا بھائیوں! ابھی تک میں نے اپنا آپ نہیں پہچانا۔ دوسروں کا ہاتھ کیسے پکڑ کرسکتا ہوں۔ اس کام کی اصل دیانت ہے۔ اس لئے اس وقت اگر میں لوگوں کو بیعت کرنے کی جرأت کروں تو دیانت کے خلاف ہوگا۔ اس کے بعد ایک سال تک کے لئے آپ حجرے کے اندر پابند ہوگئے اور اس دوران آپ عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہوگئے۔ ایک سال کے دوران کھانے پینے کی طرف توجہ نہ کی جب کھانے کی یا گوشت وغیرہ کی خوشبو آتی تو بے قرار ہوجاتے تھے۔

اس دوران عالم باطن سے آپ کو اس قدر اُنس ہوگیا تھا کہ اہل عالم کی شکل تک دیکھنا پسند نہ تھا۔
آپ نے حضرت مخدوم شیخ احمد عبد الحق ردولوی صابری علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر سلوک طے کیا۔
اس کے بعد آپ تربیت مریدین اور ہدایت خلق خدا کی طرف متوجہ ہوئے۔ لیکن جو عبادت وریاضت

Marfat.com

آپ نے شروع کی تھی قبر تک اس پر کاربند رہے۔ بلکہ آخری عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔
آپ اکثر تفسیر زاہدی کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا مشرب عشق ومحبت اور ذوق وشوق تھا۔ اور ہر وقت کلمات توحید آپ کی زبان پر رہتے تھے۔ خواجگان چشت کے طریقہ کے مطابق آپ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ اور خوش الحان قوال ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ قوالی میں اکثر دیوان مغربی حضرت بوعلی شاہ قلندر کا کلام اور خواجہ حافظ شیرازی کی غزلیں پسند کرتے تھے۔ دوران سماع کبھی کبھی آپ پر وجد طاری ہو جاتا تھا اس دوران آپ قوالوں کو بہت روپیہ نذرانہ پیش کرتے تھے۔
اگرچہ آپ کو نذرانے اور فتوحات بے بہا ملتے تھے مگر باوجود اس کے آپ کا لنگر اس قدر وسیع اور دراز تھا کہ آمدن سے زیادہ آپ کا خرچ تھا۔ آپ کو خدا نے کشف قلوب اور کشف القبور میں کمال عطا فرمایا تھا۔
صاحب ''مرآۃ الاسرار'' حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو بھی آپ کے ہاں ایک خلوت نصیب ہوئی ہے۔ آپ روزانہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی کے ہاں تشریف لے جاتے اور شیخ عبدالرحمٰن چشتی پر جو کچھ بھی باطنی انوار وتجلیات وارد ہوتیں وہ آپ کے سامنے بیان کر دیا کرتے تھے۔
حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے عالم معاملہ میں اس فقیر کو بتا دیا تھا کہ میرا بیٹا شیخ حمید قطب الوقت ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب یہ فقیر خلوت سے باہر آیا تو آپ نے خرقہ خلافت اور امانت پیران چشت اہل بہشت مجھے عطا فرمائی اور فقیر کے حال پر بہت توجہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ عبدالرحمٰن تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ سب شیخ احمد عبدالحق ردولوی کی توجہ اور حکم سے ملا ہے۔ کیونکہ ہمارے مشائخ کا سلسلہ تجھ سے روشن ہوگا۔ اس وقت خواجگان چشت اہل بہشت کی ولایت تمہارے سپرد کر دی گئی ہے۔ اب اپنے گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ولایت تقسیم کرتے رہو اور تجھے یہ کام مبارک ہو۔ اس عنایت بے پایاں کا میں کیسے شکر ادا کروں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال جہانگیر بادشاہ کے عہد میں دو جمادی الاول ۱۰۳۲ھ بمطابق ۱۶۲۰ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار ردولی شریف ضلع انبالہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں پر دن ورات اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ شاہ محمد حیات چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : قیوم زمانی، عارف لامکانی، عالم ربانی، مرشد لاثانی، قندیل نورانی، شہباز طریقت ومعرفت حضرت شیخ شاہ محمد حیات چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ واقف اسرار رموز وحقیقت ہیں۔
آپ عبادت وریاضت میں انتہا کے درجے پر تھے مجاہدہ وسلوک میں بے مثال کہ آپ کے زمانے میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی تھی۔ آپ صاحب ترک وتجرید اور صاحب ذوق وشوق اور صاحب کمال وصاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ شریعت وطریقت پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ حقیقت ومعرفت کے رموز اپنے مریدین کو پہنچانے میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کے پاس تھوڑے سے عرصہ بیٹھنے والا کمال کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ لنگر آپ کا بہت وسیع اور دستر خوان دراز تھا۔ حسن اخلاق میں یکتا ایسے کہ آنے والا غلام بے دام ہو کے رہ جاتا تھا۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ کو گھوڑا دوڑانے کا بہت شوق تھا۔ اچانک آپ کی زندگی میں انقلاب اس طرح آیا کہ آپ ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر کسی بارات کے ساتھ جا رہے تھے کہ یکا یک غیب سے آواز آئی کہ "بہت گھوڑے دوڑا لیئے اب باز آ جاؤ" آپ نے تعجب سے اِدھر اُدھر دیکھا اور کہنے لگے یہ کس کی آواز ہے۔ تھوڑی دیر میں پھر وہی آواز کانوں میں پڑی۔ آپ نے جواب میں کہا کہ گھوڑا نہ دوڑاؤں تو پھر کیا کروں۔ پھر آواز آئی کہ رنبہ کے مقام پر اللہ کا ایک محبوب شاہ جمال رہتا ہے۔ اس کے پاس چلے جاؤ اور نام خدا سیکھو۔ اس آواز کا آپ کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ تمام سامان گھوڑا اُسی جگہ چھوڑا اور رنبہ کے مقام پر پہنچ کر حضرت شاہ محمد جمال چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک شیخ کی خدمت میں رہ کر عبادت وریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے اور اس میں سخت محنت کی کہ تمام مقامات کھل گئے اور شغل سہ پایہ کی ورزش انتہا کے درجے پر پہنچا دی اور درجہ تکمیل کا حاصل کیا۔ اور اپنے شیخ سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ کے خلفائے نامدار اور سلسلہ طریقت ☆ : آپ نے اپنے تین پیر بھائیوں کو خرقہ خلافت عطا کیا ان میں خلیفہ اول حضرت میراں غلام شاہ، دوم حضرت خان محمد، سوم

Marfat.com

حضرت میراں مظفر صاحب کو خرقہ خلافت سے نوازا اور صاحب ارشاد کیا۔ حضرت میراں مظفر علی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ جمال علی صابری ہوئے اور حضرت شیخ جمال علی چشتی صابری گنگوہی کے خلیفہ حضرت خواجہ مولانا سید مظہر علی شاہ جلال آبادی ہوئے اور ان کے خلیفہ حضرت حاجی محمد شریف خان صاحب صابری کلیامی ہوئے اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی صابری ہوئے جبکہ حضرت خواجہ فضل الدین کے پندرہ خلفا ہوئے۔ ان میں حضرت خواجہ محمد حسین۔ حضرت خواجہ مولوی عبدالستار۔ حضرت پیر کالا پاکپتنی کا سلسلہ بہت عروج کو پہنچا۔ حضرت خواجہ محمد حسین عرف میاں صاحب ماڑی والے چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ و صاحبزادے حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ خلیفہ اعظم و سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری ماڑی بگیال شریف علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و خلیفہ اعظم جامع الحسنات و برکات، مجمع کمالات، بحر العلوم پیر طریقت حضرت صاحبزادہ الحاج منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ ہوئے۔ جو کہ فقیر راقم الحروف کے پیر و مرشد اور ہادی و رہنما ہیں۔ اور فقیر کو آپ کی غلامی کا اعزاز حاصل ہے۔

حضور قبلہ حاجی منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادہ مشتاق احمد صابری کو آپ نے اپنی زندگی میں ہی سجادہ مقرر کر دیا تھا اور وہ اپنے والد گرامی کے دست حق پرست پر بیعت سے بھی مشرف ہیں۔

بہترین انداز میں اپنے بزرگوں کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور اپنے پیر بھائیوں سے مسلسل رابطے میں ہیں۔

وصال باکمال ☆: حضرت شیخ محمد حیات چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال باکمال سترہ جمادی الاول ۱۱۹۲ھ بمطابق ۱۷۷۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار سلیھانی شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت میاں شاہ سید محمد حسین ترمذی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل و افضل، شیخ باعمل و باکردار، عمدۃ الابرار، اشرف الاتقیاء حضرت شیخ میاں شاہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بن محمد اشرف علی ترمذی یکتائے روزگار زمانہ ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے تمام شیوخ میں بلند مقام کے حامل تھے اکثر شیوخ آپ کی خدمت میں حاضری

Marfat.com

دے کر استفادہ کیا کرتے تھے۔ آپ کا اصل نام غلام حسین شاہ تھا لیکن آپ کے پیر کے بیٹے کا نام بھی غلام حسین ہونے کی وجہ سے آپ نے اپنا نام محمد حسین کر دیا۔ البتہ شہرت آپ کی غلام حسین شاہ کے نام سے ہی ہوئی۔ انوار العارفین میں ان کا تذکرہ محمد حسین کے نام سے ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت سید محمد اشرف علی ترمذی علیہ الرحمۃ صحیح النسب سادات سے تھے۔ اور شہر ترمذ کے رہنے والے تھے کہ ہجرت کر کے شاہجہان آباد دہلی میں آ کر آباد ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے قصبہ ہوڈل میں شاہ قطب الدین خلیفہ محمد زبیر بن محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

آپ حضرت سید شاہ محمد حسین ترمذی چشتی صابری نے ابتدائی تعلیم وتربیت والد گرامی سے مکمل کی اور ریاضت ومجاہدات واشغال باطن میں مشغول رہے۔ پھر حضور قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر بغرض زیارت مہرولی تشریف لے گئے اور وہاں سے اجمیر شریف حضور غریب نواز کی بارگاہ میں چھ ماہ تک اقامت گزیں رہے۔ پھر دوبارہ ۱۲۵۰ھ میں اجمیر شریف تشریف لے گئے تو ایک رات خواجہ بزرگ حضور غریب النواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور غریب نواز پاک نے اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا۔ بس اس روز کے بعد سے حضور غریب النواز کی نظر التفات آپ پر جلوہ گر رہی۔ پھر حضور غریب النواز کے باطنی اشارہ پر آپ شاہجہان آباد دہلی تشریف لائے۔ وہاں پر نور محمد نامی درویش جو کہ حضرت شیخ عبدالکریم المعروف مُلّا اخوند فقیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اس کی زبان سے حضرت شیخ عبدالکریم کے اوصاف حمیدہ اور کمالات باطنیہ سن کر شوق قدمبوسی پیدا ہوا اور شہر رامپور پہنچ کر حافظ عبدالرحمٰن کے ہمراہ حضرت شیخ عبدالکریم المعروف ملا اخوند فقیر چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری کے مرید وخلیفہ تھے اور وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت میراں سید بھیکھ کے۔ آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد تکمیل مجاہدات مرشد کامل نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد مجاز بنایا۔ آپ کے کئی مرید تھے۔ ان میں سے شاہ جی عبداللہ شاہ آپ کے خلیفہ ہوئے اور آپ کی درگاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال آٹھ ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ بمطابق ۱۸۱۳ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ بغیہ محلات مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ جی حسام الدین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فنافی اللہ وفنافی الرسول، فنافی المرشد، شیخ یگانہ حضرت شاہ جی حسام الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب الاسلام ہیں۔ آپ حضرت شیخ العرب والعجم خواجہ سید محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ (مذکورہ بالا) کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تو دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ نوجوانی کی عمر تھی ہمہ وقت شیخ کی خدمت میں مصروف رہتے۔ شب و روز ذکر خدا میں مست ومستغرق رہتے۔

حالت یہاں تک بنی کے صحرا میں نکل جاتے اور اکیلے ہی جنگل بیاباں میں ذکر وکفر میں مست ومخمور رہتے۔ فقراء اور مساکین سے پیار محبت آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ اکثر فقراء آپ کے دروازے پر حصول فیضان کے لئے پڑے رہتے۔ آپ کو اپنے شیخ کامل سے خصوصی عشق ومحبت تھا۔ ایک دن آپ نے خواب میں اپنے مرشد حضرت خواجہ سید محمد حسین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کو کہیں جاتے ہوئے دیکھا تو روک کر پوچھا حضور اس قدر جلدی جلدی قدم اٹھائے کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ تو مرشد کامل نے فرمایا کہ مولوی غلام جیلانی بلاسپوری کا جہاز غرق ہو رہا ہے اسے نکالنے جارہا ہوں۔ بات آئی گئی ہوگئی۔

چند دن کے بعد ایک شخص رام پور میں آیا۔ اور اس نے کہا کہ مولوی غلام جیلانی کا جہاز غرق ہوگیا تھا کہ اُن کے پیروں نے جہاز نکال دیا۔

پھر مولوی غلام جیلانی صاحب تشریف لائے تو ملا اخوند امام الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ تو مولوی غلام جیلانی نے جہاز غرق ہونے اور مرشد کامل کا جہاز نکالنے کا واقعہ سنایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۸ محرم الحرام ۱۲۵۰ھ بمطابق ۱۸۳۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار انڈیا میں بھٹ پورہ نزد قصبہ بلاسپور جو کہ رام پور سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے کاملین، برھان الواصلین، زبدۃ المحد ثین، حضرت محمد حسن صاحب چشتی صابری المعروف مولانا محمد بخش صاحب رامپوری اٹھارہ برس کی عمر شریف میں حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر دولت بیعت سے مشرف ہو گئے تھے۔ اور ایسا تعلق پیدا ہو گیا تھا کہ کسی وقت اپنے پیرو مرشد سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تہجد کی نماز پڑھنے کے واسطے گھر سے نکلتے اور مسجد میں جاتے تو مولانا محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ کو دروازے کے باہر کھڑا ہوا پاتے۔ ایک روز شاہ امام علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ مجھے اللہ تعالٰی نے بتا دیا ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ تیرا ہے اب تم دہلی جاؤ اور علوم عربیہ حاصل کر کے آؤ۔ آپ سنتے ہی حکم بجالائے اور علوم عربیہ حاصل کر کے آؤ۔ آپ سنتے ہی حکم بجا لائے اور دہلی پہنچ کر مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ مگر اس عرصہ میں اذکار و اشغال کے سلسلہ میں بھی کمی نہیں آنے دی۔ مولانا مملوک علی صاحب آپ کے حالات دیکھ کر آپ کا ادب کرتے تھے اور نہایت معتقد تھے۔ مکان علیحدہ دے دیا تھا۔ دہلی کے اکثر درویش آپ کے پاس آتے تھے۔ جو واقعہ کالج اور مدرسہ کے متعلق پیش آنے والا ہوتا تھا۔ آپ مولانا مملوک علی کو پہلے اس کی خبر کر دیتے تھے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی نے ابتدائی کتابیں صرف ونحو کی حضرت محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ ہی سے پڑھی تھیں۔ دلائل الخیرات اور حزب البحر کی اجازت بھی آپ ہی سے لی تھی اور آپ ہی کی ترغیب پر اور ہدایت پر تحصیل علوم کے واسطے مولانا دہلی تشریف لے گئے تھے۔

آپ کے استاد مولانا مملوک علی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں کوئی لڑکا نہ تھا۔ ایک روز مولانا محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ جس طرح ہمارے پیروں میں سے شاہ غریب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیر حضرت شیخ محمد جی رحمتہ اللہ علیہ کے واسطے فرزند نرینہ کے پیدا ہونے کی دعا کی تھی چنانچہ میں اپنے اُستاد کے واسطے دعا کرتا ہوں کہ اُن کے گھر ایسا فرزند پیدا ہو۔ جو حافظ عالم اور ولی ہو۔ مولانا مملوک علی رحمتہ اللہ علیہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اللہ کریم نے آپ کی دعا قبول کی۔ اور مولانا محمد یعقوب رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ جو اول درجہ کے عالم حافظ اور صوفی تھے۔ بعد تحصیل علوم کے آپ رامپور واپس تشریف لے

Marfat.com

آئے اور اپنے پیرومرشد کی خدمت میں پہنچے شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۷ ذیقعد ۱۲۵۹ھ بمطابق ۱۸۴۳ء کو ہوا۔ مزار شریف رامپور میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت حافظ سیّد محمد حسین صابری عرف حافظ بانکے رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حضرت عارف باللہ حافظ سید محمد حسین عرف حافظ بانکے صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشائخ کرار سے ہیں۔ آپ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاجب مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے۔ اسرار عجیبہ اور نکات عربیہ بیان فرماتے تھے۔ آپ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ پھر علوم ظاہری سے فارغ ہو کر مانکپور شریف پہنچے آپ کے فضل و کمال کا شہرہ چاروں طرف یکدم پھیل گیا۔ طالبان حق علوم باطنی حاصل کرنے کی غرض سے آپ کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے اور کافی تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ کا لقب حافظ بانکے اس لئے ہے کہ آپ کے پیرومرشد حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری نے آپ کو ایک مرتبہ لباس سپاہیانہ پہنا ہوا دیکھا۔ تو فرمایا تم بانکے ہو چنانچہ اُسی روز سے آپ حافظ بانکے کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے پیرومرشد آپ کے ریاضت و مجاہدہ زہد و تقویٰ سے بہت خوش تھے۔ اور آپ کو خرقہ خلافت بھی عطا کر دیا۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے اور صالحین کی بہت بڑی جماعت اس میں موجود ہے آپ کا وصال ۷ ذی الحج ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۸۶۴ء میں ہوا۔ مزار شریف جے پور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا محمد حسین الٰہ آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہید راہ محبت و عاشق غریب نواز، رونق بزم عاشقاں، پیکر کشتگان، خنجر تسلیم حضرت حاجی مولانا محمد حسین الٰہ آبادی چشتی صابری الٰہ آباد ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے بہترین جید عالم دین ہونے کے علاوہ شیخ وقت تھے۔ آپ شمع مجلس جبروتی و بزم

Marfat.com

ملکوتی و وارث علم احدی مالک معرفت احمدی، تخلص با اخلاق محمدی، متصف با اوصاف احمدی اور جامع الکمالات منبع فیوض و برکات وحسنات تھے۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ محفل سماع سے خصوصی لگاؤ تھا۔

آپ مستقل طور پر اجمیر شریف میں تشریف لے آئے تھے وہیں درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔

وصال سے قبل حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس مقدس تھا کہ آٹھ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ بعد تناول طعام مکان سرور جنگ پر قوالی شروع ہوئی۔ اور قوالوں نے یہ شعر بہ لحن داؤدی پڑھا

گفت قدوسِ فقیر در فنا و در بقا　　　خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

آپ نے قوال سے اس شعر کی بار تکرار کروائی اس دوران آپ پر وجد طاری ہو گیا اور اسی حالت وجد میں دوران محفل سماع آپ کا وصال ہو گیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال آٹھ رجب المرجب شریف ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ مزار پرانوار اجمیر شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مخدوم شاہ محمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف ربانی، آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی و ہدایت، ماہتاب ولایت، قطب الحق والشرع، شہباز بلندی ہائے عظمت وجلال، غریق بحر توحید وتفوید، مدرس مسائل عشق و عرفان، محدث وجد و بیان حقیقت ومعرفت، سلطان ارباب مشاہدہ، جلال و جمال حقانی حضرت خواجہ مخدوم شاہ محمد حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ رجب المرجب شریف ۱۲۲۰ھ بروز چہار شنبہ بوقت مغرب اپنے زمانے کے عارف کامل حضرت شاہ حافظ محمد عبداللہ کے گھر بلاسپور انڈیا کے ایک علمی وروحانی ماحول میں ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد کو علم وعرفان سے خصوصی لگاؤ تھا۔ خاندان کے بہت سے حضرات علم وعرفان

Marfat.com

کے مراکز میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی خدمت اور رہنمائی میں مصروف رہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی مکمل ہوئی۔ والد گرامی کی خصوصی توجہ اور نظر عنایت سے بہت جلد علوم ظاہریہ میں تکمیل حاصل کر کے صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ پیدائشی ولی ہیں۔ بچپن میں ہی آثار ولایت آپ کے چہرہ سے عیاں تھے۔ انتہائی نیک سیرت و باکردار اور باصلاحیت و باہمت اور اخلاق میں بہت ہی عمدہ اور سخاوت و فیاضی میں بے مثل و بے مثال تھے۔

آپ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع اور صاحب کشف القبور تھے۔ بڑے بڑے مشائخ زمانہ انتہائی دقیق مسائل لے کر آتے آپ آن واحد میں جواب لکھ کر تسلی و تشفی فرما دیتے۔ طریقت و تصوف، حقیقت و معرفت کا کوئی باب ایسا نہیں جو آپ پر نہ کھلا ہو۔

قطب العالم شیخ الشیوخ مجدد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ جنہوں نے سلسلہ عالیہ کی عظمت کو چار چاند لگائے۔ کہ حضرت سلطان الاولیاء بادشاہ دوجہاں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار کی نشاندہی اور حضور مخدوم پاک کے جلال باکمال کو حضرت مخدوم پاک سے جمال میں تبدیل کروا کر عقیدت مندان و جانثار عاشقان مخدوم پاک کلیری کو ان کے در تک رہنمائی کا ذریعہ بنے۔ اور سلسلہ عالیہ کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے تصنیفات تحریر فرما کر درحقیقت آپ نے ملت صابریہ پر احسان عظیم فرمایا۔

حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی جو تصانیف منظر عام پر آئیں ان کی تعداد آٹھ ہے۔ جن کا تفصیلی ذکر حضرت قطب عالم کے حالات میں درج ہے۔

حضرت قطب عالم کے تقریباً چار سو برس بعد آپ کی ذات والا صفات نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں جو تعارف آپ نے پیش کیا ہے جو تعلیم تحریر کی ہے جو تاریخ مرتب کی ہے۔ ۱۲۰۰ھ کے بعد کا رائٹر، ہر مصنف، ہر ادیب، ہر اہل قلم، ہر اہل علم آپ کی تصنیفات کو سامنے رکھے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور نہ ہی سلسلہ عالیہ کی تعلیم کی اصل روح کو پہنچ سکتا ہے۔

آپ نے جو علمی جواہر پارے آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

آپ کی علمی و قلمی خدمات ☆ : تواریخ آئینہ تصوف، کنج غدش، گنجینہ وحدت، کتاب

Marfat.com

الشجرات، لب الحیوانات، مثنوی وجود باشہود، مثال نکات صوفیہ، معرفت حقائق الحقیقیہ، مولود شریف صابری، نکات وتعلیمات حسینیہ، نگار وحدت، رسالہ برزخیہ وجدانی، رسالہ برزخیہ روحی، رسالہ تکثیر الشیوعات، شجرہ حقیقت، حقیقت گلزار صابری۔ یہ تمام علمی جواہر پارے ہیں جس سے تصوف کے انمول موتی چنے جاسکتے ہیں۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بعمر بتیس برس مورخہ یکم جمادی الآخر ۱۲۶۲ھ بروز چہارشنبہ بوقت مغرب حضرت مولانا شاہ محمد امیر شاہ چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہوئے۔ اور ۲۷ ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ بروز جمعۃ المبارک کو آپ کے شیخ کامل نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔
سلسلہ بیعت آپ کا اس طرح ہے کہ مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری بن حضرت حافظ شاہ عبداللہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ محمد امیر شاہ صابری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت میاں غلام شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ عبدالکریم عرف ملا فقیر اخون کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ عنایت جیؒ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ سید محمد سعید کاظمی المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرحمۃ والرضوان والغفران اعلی الدرجات کے۔

سیرت وکردار☆: آپ انتہا درجہ کے ذاکر وشاغل تھے۔ مریدین کی تربیت میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ لاتعداد مریدین شب وروز خانقاہ معلّٰی میں حاضر رہتے۔ ہر شب کو حلقہ ذکر بالجہر ہوتا تھا۔ آپ کے محلہ دار بوجہ ذکر تہجد گزار بن گئے تھے۔ شاعری سے لگاؤ تھا حسن تخلص فرماتے تھے۔ علوم ظاہری وباطنی میں مکمل دسترس رکھتے تھے، عبادت وریاضت مجاہدہ وسلوک میں بے مثال تھے۔ آپ کو چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں سے اجازت بیعت اور خرقہ خلافت حاصل تھا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۶ شعبان المعظم بروز جمعہ بوقت تہجد ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار قصبہ رام پور شریف یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

منقبت (ازقلم......صاحبزادہ مشتاق احمد صابری)

حضرت خواجہ میاں محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

شمع بزمِ چشتیاں مخدوم محمد حسین
تکیہ گاہ عارفاں مخدوم محمد حسین

ہیں مزین علم سے اور معرفت کے نور سے
واقف سر نہاں مخدوم محمد حسین

روح جسم زاہداں جانِ جہان دلبراں
قبلہ گاہ عاشقاں مخدوم محمد حسین

ایسا محرم راز ہے جس کو ملی پرواز ہے
شاہ بازِ لامکاں مخدوم محمد حسین

تو ہے مشتاق فضل دنیا ہے شیدائی تیری
اے شہنشاہ زماں مخدوم محمد حسین

حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: دریائے گوہر فضل وکمال، بلبل چمنستان فضلی، عارف باللہ مرد حقیقت آ گاہ، شہباز سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ، تارک مملکت دنیاں، طالب عقبیٰ، خانوادہ رسول ہاشمی، سلطان العاشقین، برہان الواصلین حضرت خواجہ میاں محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ **1856**ء میں راولپنڈی سے تقریباً **45** کلومیٹر دور بسالی روڈ موضع ماڑی بگیال شریف میں حضرت میاں شرف الدین علیہ الرحمتہ کے علمی اور روحانی گھر میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

جس خاندان اور گھر میں آپ کی ولادت ہوئی وہ شروع ہی سے ایک دینی مذہبی روحانی خاندان تھا جس کے افراد کے ذریعے پورے علاقہ میں علم وعرفان کی بارش ہوتی رہی اور یہ سلسلہ نسل درنسل ابھی تک جاری وساری ہے۔ آپ کے دادا جان حضرت میاں حبیب اللہ قریشی ہاشمی علیہ الرحمتہ اپنے زمانہ کے بلند پایہ عالم دین اور روحانی شخصیت کے مالک تھے تمام عمر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں گزاردی ہزاروں جاہلوں کو نور قرآن کی دولت سے مالا مال کیا، بے علموں کو علم، بے

Marfat.com

ادبوں کو ادب اور بے راہوں کو راہ ہدایت پر گامزن کیا۔ اور دین متین کی اس انداز سے خدمت کی اور ایسے دیپ جلائے کے وہ روشنی نہ صرف آج بھی قائم ہے بلکہ اس روشنی سے تا قیامت مخلوق خدا مستفیض ہوتی رہے گی۔ آپ کے دادا جان نے تمام عمر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت کا فریضہ صرف اور صرف رضائے خدا کے لئے سرانجام دیا ہے۔ جس کے بالعوض کبھی بھی کسی شخص سے کسی چیز کے طالب نہ ہوئے اور خود کھیتی باڑی کر کے گزارا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات میں بچپن ہی سے ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ والدہ ماجدہ کی گود سے لے کر اپنے لڑکپن تک آپ کی عادات واطوار اور طرز زندگی تمام بچوں سے مختلف تھا ہر وقت یاد خدا میں مستغرق اور دنیاوی لعولعب کھیل تماشے دنیا اور اہل دنیا سے مختلف رہا۔ ابھی آپ سن شعور کو بھی نہ پہنچے تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت میاں شرف الدین قریشی ہاشمی کا وصال با کمال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت کا نظام آپ کے دادا جان حضرت میاں حبیب اللہ قریشی ہاشمی علیہ الرحمۃ نے سنبھال لیا اور اپنی نگرانی وسرپرستی میں آپ کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام فرماتے رہے۔ آپ نے اپنے دادا جان کی سرپرستی میں ہی ظاہر و باطنی تعلیم مکمل کی۔

بیعت وخلافت ☆: ظاہری تعلیم کے بعد آپ کو طلب حقیقی کی جستجو پیدا ہوئی اور دن ورات اسی لگن میں مست رہے۔ بہت سے بزرگان خدا کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ اسی ضمن میں بہت سے پاکباز بندگان خدا سے ملاقات بھی کی اسی ضمن میں آپ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں پہنچے تو پہلی نگاہ میں ہی حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو پہچان لیا اور سمجھ گئے کہ آنے والا شہباز اپنے وقت کا عظیم اور درخشندہ ستارہ ہوگا جس کی کرنوں سے لاتعداد طالبان خدا منزل حقیقی کو پالیں گے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو اپنے قریب بلایا اور اپنے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز فرما کر ایسی کرم کی نگاہ ڈالی کہ دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی اور مرتبۂ کمال کو پہنچا دیا۔

آپ کافی عرصہ تک حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مصروف رہ کر حضور شہنشاہ کلیام کے روحانی چشمہ فیض سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور سلوک کی

Marfat.com

منازل طے کرتے رہے۔آپ نے اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ کلیامی کی اس انداز سے خدمت کی جس کو دیکھ کر حضور خواجہ کلیامی کا دریائے کرم جوش میں آ گیا اور وہ آپ پر خصوصی شفقت و محبت اور ہر موقع پر دستگیری فرماتے رہے۔حتیٰ کہ حضور شہنشاہ کلیام نے خانقاہ عالیہ کلیام شریف کے لنگر کا تمام نظام آپ کے سپرد کر دیا۔آپ نے بھی ان تمام ذمہ داریوں کو بخُوبی واحسن طریقہ سے نبھایا اور اس دوران اپنے اوراد و وظائف اور دیگر باطنی معاملات میں زرہ بھر بھی فرق نہ آنے دیا۔

جب آپ کے مرشد کامل حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ نے دیکھا کہ کام تمام ہو چکا ہے تو آپ کو خلوت میں بلا کر اپنے سینے سے لگایا اور نعمت باطنی سے نواز کر آپ کے سینے کو نور عرفان سے لبریز کیا اور خرقہ خلافت عطا فرما کر صاحب اجازت وارشاد کیا۔اور فرمایا کہ اب آپ اپنے آبائی گاؤں ماڑی بگیال شریف چلے جائیں اور وہاں بیٹھ کر مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دیں۔

کلیام شریف سے جانب ماڑی بگیال ورود مسعود☆: مرشد کامل کے فرمان کے بعد آپ نے اپنے آبائی علاقہ بسالی روڈ ماڑی بگیال شریف کی جانب رخ کیا اور وہاں پہنچ کر یاد خدا میں مست و مستغرق ہو گئے اور موجودہ آستانہ عالیہ کی جگہ کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور رشد وہدایت کا مرکز بنالیا۔ماڑی شریف میں قیام کے بعد آپ کے پاس مخلوق خدا کا جم غفیر رہنے لگا اور دور سے لوگ آتے اور آپ کے اس چشمہ فیض سے مستی کے جام پیتے۔خالی آتے اور دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر واپس جاتے۔ہزاروں افراد نے آپ کی خدمت میں رہ کر راہ ہدایت پائی۔سینکڑوں گمراہوں کو کھوئی ہوئی منزل ملی۔ماڑی بگیال شریف کے بعد آپ کے فیضان نظر اور ولایت کا شہرہ اس قدر عام ہوا کہ آپ کے مرشد خانہ کلیام شریف کے لوگ قبیلہ در قبیلہ جوق در جوق آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے وصال باکمال کے بعد کلیام شریف کے وہ مریدین سالانہ عرس مبارک کے موقع پر ہر سال کلیام شریف سے آپ کے آستانہ عالیہ ماڑی بگیال شریف ڈالیاں لیکر حاضر ہوتے اور آپ کے دربار مقدسہ پر چادر پوشی کرتے۔زمانہ گزر گیا مگر آج بھی کلیام شریف کے مریدین کی اولادیں اس تعلق اور رسم کو قائم رکھتے ہوئے آپ کے عرس پاک پر ڈالیاں اور چادریں لیکر آتی ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح رواٹ بیالی روڈ اور ماڑی بگیال شریف ماڑی جبر، ماڑی دانش منڈاں، پوٹھی تحصیل گوجر خان کے معروف گھرانے اور گکھڑ برادری کے سرکردہ افراد اور متعدد گھرانے آپ کے دست مبارک پر نہ صرف بیعت ہوئے بلکہ آپ کے در دولت کی غلامی کرتے رہے۔ یہ سلسلہ صرف یہیں تک محدود نہیں بلکہ پورے ملک پاکستان بالخصوص پاکپتن شریف، رحیم یار خان، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، پیر محل تک آپ کے پوتے حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری مدظلہ العالی کے ذریعے پھیل چکا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ کی ذات والا صفات کو جس طرح خداوند کریم نے باطنی حسن نواز اتھا اسی طرح ظاہری حسن و جمال بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ انتہائی حسین وجمیل خوش پوش حلیم الطبع کریم الاخلاق، عمیم الاشفاق اور مستجاب الدعوات شیخ طریقت تھے۔ آپ کی تمام زندگی سادگی کا عملی نمونہ تھی۔ نمود و نمائش سے سخت نفرت اور تزکیہ نفس میں کمال کا درجہ حاصل تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ چار چیزوں کی کمی کرنا ہی انسانی کمال ہے۔ کم کھانا، کم بولنا، کم سونا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔ بالخصوص طریقت کی منازل طے کرنے والے حضرات کے لئے بہت ضروری ہے۔ آپ نے اپنی ظاہری زندگی کے آخری سالوں میں اپنا کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ کئی کئی مہینوں کے بعد کوئی چیز کھاتے تھے۔ آپ پر اکثر استغراق کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اکثر و بیشتر خوارق و عادات (یعنی کرامات) کا اظہار ہو جاتا۔ آپ سیف زبان تھے زبان ترجمان سے جو فرماتے وہ ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ آپ کے پاس مریدین عقیدت مندان اور دکھی انسانیت کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ اپنی حاجات کی قبولیت کے لئے اکثر لوگ حاضری دیکر طالب دعا ہوتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی سخت مجاہدات کئے۔ ہر وقت عبادت و ریاضت میں مگن رہتے۔ آپ کی زندگی کا کوئی سانس بھی تادم آخر ذکر خدا سے خالی نہ گزرتا تھا۔ فرائض کو ہر قیمت پر پورا فرماتے۔ اسی طرح نوافل اور نفلی عبادات اور اوراد و وظائف میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی گفتگو علم معرفت کا انمول خزانہ تھی معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی پر خاص ملکہ عطا کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے اسرار و رموز معرفت کے موتی اپنی گفتگو میں بکھیرتے تھے اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے صاحب دل اور صاحب حال لوگ وہ موتی سمیٹ کر لے جاتے۔ آپ نے اپنی نوک قلم سے چند علمی یادگاریں بھی

Marfat.com

چھوڑی ہیں جو کہ دربار عالیہ ماڑی بگیال شریف کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ کلیام شریف جو کہ آپ کے پیر خانہ کا گاؤں ہے میں آپ کے پیرومرشد حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد طاعون کی وبا پھوٹ گئی۔ اہلیان کلیام شریف کی حالت یہ تھی کہ روزانہ باجماعت کئی کئی افراد مر جاتے اور جنازے اٹھا اٹھا کر لوگ تھک گئے۔ حتیٰ کہ کلیام شریف سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے اور دوسری جگہ آباد ہونا شروع ہو گئے۔ بہت سے خاندان کلیام شریف کی حدود سے باہر کھلے میدانوں میں مقیم ہونے پر مجبور ہو گئے۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک روز کلیام شریف کے ہی کسی شخص کو حضور شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی زیارت ہوئی تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ ماڑی شریف چلے جاؤ۔ اور حضرت خواجہ محمد حسین صابری سے دعا کے لئے درخواست کرو۔

چنانچہ اس شخص نے کلیام شریف کے چند چیدہ چیدہ بزرگوں کو اپنے خواب والا واقعہ سنایا اور بتایا کہ شہنشاہ کلیام فرماتے ہیں کہ اس بیماری سے نجات کے لئے ماڑی شریف چلے جاؤ اور خواجہ محمد حسین صابری صاحب سے دعا کے لئے درخواست کرو۔ اس شخص کی بات سن کر کلیام شریف کے چیدہ چیدہ معتبر حضرات کا ایک جرگہ تیار کیا گیا اور یہ تمام اکٹھے ہو کر کلیام شریف سے ماڑی بگیال شریف حضرت خواجہ میاں محمد حسین صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور رو کر اپنا حال دل اور اپنے ساتھ گزرنے والی بپتا بیان کی اور عرض کرنے لگے حضور ہمارے حال پر رحم فرماتے ہوئے اہل کلیام کے لئے دعا فرمائیں۔ خداوند کریم ہمیں اس موذی بیماری سے نجات عطا فرمائے۔ آپ نے ان کی گریہ وزاری اور حالت خراب کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں انشاء اللہ کل کلیام شریف آؤں گا خداوند کریم بہتر اسباب پیدا فرمائے گا۔ چنانچہ وعدے کے مطابق اگلے روز آپ کلیام شریف پہنچے تو آپ نے کلیام شریف کی حدود سے باہر ہی باشندگان کلیام کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ اس راستے میں جس کا گھر پہلے آتا ہے وہ آگے آ جائے اور اسی طرح بالترتیب اس کے بعد دوسرا گھر کا مالک آتا جائے اور میرے ساتھ اپنے مکان میں بمع اہل وعیال داخل ہوتا جائے۔

چنانچہ آپ نے ایک برتن میں پانی لیا اور طاعون والے گھر میں داخل ہوئے اور پانی دم کر کے وہ پانی

Marfat.com

طاعون والے گھر میں چھڑکتے جاتے اور گھر والوں کو گھروں میں داخل کرتے جاتے اور فرماتے انشاء اللہ اب اس جگہ طاعون نہ آئے گا۔ حتیٰ کہ تمام گاؤں کے سارے گھروں میں آپ قدم رنجہ فرماتے گئے اور پانی دم کر کے جھڑکتے گئے اور لوگوں کو گھروں میں داخل فرماتے گئے۔ آخری مکان میں فرمایا کہ انشاء اللہ اب دوبارہ کبھی بھی اس گاؤں میں طاعون کی بیماری نہیں آئے گی۔ خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا کہ دوبارہ پھر کبھی تادم تحریر اس جگہ یا اس کے اردگرد طاعون کی بیماری نہیں آئی۔

وصال باکمال☆: آپ نے اپنی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اپنے نور نظر اور جانشین و فرزند حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن صابری علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ میرا وقت قریب آ چکا ہے میرے وصال کے بعد تین دن تک بارشیں ہوتی رہیں گی۔ مگر گھبرانا نہیں میری میت کو کچھ بھی نہ ہو گا۔ تیسرے روز مطلع صاف ہو جائے گا اس کے بعد میرا جنازہ اور تدفین کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مورخہ 23 دسمبر 1909ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ کے فرمان ذیشان کے مطابق اسی طرح تین دن تک مسلسل لگاتار بارشیں ہوتی رہیں۔ تیسرے دن آپ کے پیر بھائی حضرت مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی علیہ الرحمۃ کی اقتدا میں ہزاروں عقیدت مندوں نے نماز جنازہ ادا کی اور آپ کے چہرہ انور کی زیارت۔ آپ کو اسی حجرہ مقدسہ میں دفن کیا گیا جہاں پر آپ ستائیس برس تک مسلسل یاد خدا میں مست و مستغرق رہے اور مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کا درس دیتے رہے۔

آپ سے بے شمار کرامتوں کا ظہور ہوا جس کے لئے الگ ایک دفتر درکار ہے۔ آپ کی کرامات میں سے سب سے بڑی کرامت قوت پرواز ہے۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ مسند ارشاد و سجادگی پر فائز رہ کر 1952ء میں واصل بحق ہوئے اور اپنے عظیم والد بزرگوار خواجہ محمد حسین صابری رحمۃ اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد اُن کے بڑے پلوٹھے بحرالعلوم مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ وارث علوم اسرارِ خفی و جلی ولی ابن ولی حضرت خواجہ صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جنہوں نے دربار عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف کی سجادگی کا حق ادا کر دیا اور اپنے عظیم دادا اور والد گرامی کے مشن کے صحیح

Marfat.com

معتوں میں وارث اور امین ثابت ہوئے اور آج بھی خواجگان چشت اہل بہشت کی شمع کو فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ آپ کے عقیدت مندان ملک کے طول و عرض میں موجود ہیں۔ آپ اکثر فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی خانقاہوں سے رشد و ہدایت، امن و محبت، یکجہتی اور اسلامی شعائر کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

راقم الحروف کی اس در سے نسبت ☆: فقیر راقم الحروف صاحبزادہ مقصود احمد صابریؔ کے والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد صابریؔ علیہ الرحمۃ جو کہ سجادہ نشین حیدر آباد دکن حضرت سیدی و مرشدی شاہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابریؔ حیدر آباد دو دکنی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ بھی تھے۔ فقیر ان کی نگاہ فقر کا پروردہ اور حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں تمام عمر ان کے حلقہ احباب طریقت میں شامل رہا۔ 24 جون 1976ء کو قبلہ حضور فیض عالم والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد صابریؔ علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد فقیر راقم الحروف نے حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین چشتی صابری کی خدمت میں بیعت کے لئے عرض کیا تو آپ نے دو چیزیں ارشاد فرمائیں اول یہ کہ اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو دوئم یہ کہ تمہارا حصہ ہمارے پاس نہیں ہے بلکہ جہاں تمہارا حصہ ہوگا تم خود ہی پہنچ جاؤ گے۔

1988ء سے غیر جماعتی سیاست کا آغاز کیا جس کی بنا پر راولپنڈی کی سطح پر علمائے کرام مشائخ عظام سے رابطے بنے ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ جنوری 1991ء سے باقاعدہ جماعتی سیاست ''جمعیت مشائخ پاکستان'' کے پلیٹ فارم سے آغاز کیا۔ جس کی وجہ سے ملک بھر کے علمائے کرام مشائخ عظام کے قریب بیٹھنے کا موقع ملا۔ بڑے بڑے صاحب علم و عرفان اور صاحب کمال بزرگوں کی صحبت میسر آئی مگر چونکہ حصہ کہیں اور تھا اس لئے کہیں بات نہ بنی نیز یہ بھی کہ فقیر راقم الحروف نے اس سلسلہ میں کوئی تگ و دو بھی نہیں کہ چونکہ یہ بات میرے نزدیک حق الیقین کو پہنچ چکی تھی کہ ''جہاں حصہ ہوگا خود پہنچ جاؤں گا۔'' آخر وہ وقت سعادت آیا کہ حضرت حاجی شریف خان صاحب چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت خواجہ کلیامی کے پیر و مرشد ہیں کی اولاد میں سے صاحبزادہ مرزا محمد نواز کلیامی کے پاس آنا جانا شروع ہوا چونکہ مرزا صاحب کچہری میں بطور کلرک ملازم ہیں۔ ایک دن وہاں پر صاحبزادہ اسد جہانگیر صابریؔ جو کہ حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد

Marfat.com

صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور بھتیجے ہیں۔ ان سے طبیعت خوب لگی دو چار ملاقاتوں کے بعد صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری فرمانے لگے رواٹ سے آگے بسالی روڈ پر ماڑی بگیال شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا ایک مزار ہے اور وہاں ہمارے اجداد کا عرس اور ماہانہ گیارہویں شریف ہوتی ہے لہٰذا اس مرتبہ چاند کی 10 تاریخ کو ظہر کی نماز کے بعد دربار شریف کی محفل گیارہویں میں آپ کا خطاب ہونا ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بلا تامل وقت بتا دیا اور حسب وعدہ دربار شریف صاحبزادہ اسد جہانگیر کی معیت میں پہنچا۔ محفل میں حضور قبلہ حاجی صاحب مدظلہ العالی اپنے سادے سے لباس اور انداز میں تشریف فرما تھے۔ کسی نئے آنے والے کو یہ محسوس نہ ہوتا کہ ایسا شخص بھی اپنے زمانے کا عظیم انسان اور ولی کامل ہوگا۔ درحقیقت معاملہ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا جو ہوا سو خوب ہوا۔ پروگرام کے مطابق تقریر ہوئی۔ تقریر ہم نے کیا خاک کرنی تھی یا ہمیں کرنی آتی تھی یہ تو بزرگوں کی نگاہ کرم کی بات تھی کہ ان کی بات سے ہماری بات بن گئی۔ بقول شخصے

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے

محفل گیارہویں شریف ختم ہوئی بعداز دعا ہم نے جب اجازت مانگی تو حکم ملا کہ اگلے مہینے 10 تاریخ کو پھر آنا ہے۔ چونکہ ہر ماہ پابندی سے آنا میرے لئے بہت بڑا مسئلہ تھا۔ بہرکیف مشروط وعدہ کیا اور چلے آئے پھر دوبارہ 10 تاریخ چاند کی آئی اور فقیر کا دل سوئے ماڑی بگیال کھینچا جا رہا تھا جب دوبارہ وہاں پہنچا تو حضور قبلہ حاجی صاحب کی شفقت بھری اداؤں نے مست و مخمور کر دیا۔ جسم بے جان کو مسرور کر دیا پھر دوبارہ ایک ہی مرتبہ فرمایا کہ صابری صاحب ہر مہینے آ جایا کرو۔

بس پھر کیا تھا ہر مہینہ بلاناغہ بھی اور وقفے وقفے سے بندۂ پُرتقصیر اپنے آقا و مولیٰ حضور بحرالعلوم قبلہ صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری صاحب کے قدموں میں حاضری دیتا رہا پھر سالانہ عرس پاک اور دیگر معمولات میں بھی شامل حال رہا بالآخر 23 دسمبر 1995ء کو خطیب اہل سنت حضرت علامہ راشد محمود رضوی خطیب جامع مسجد چوہدریاں رتہ امرال کو لے کر عرس پاک کی محفل میں گیا تو راستے میں فقیر نے صاحبزادہ اسد جہانگیر سے عرض کیا کہ آج دربار شریف پہنچ کر قبلہ حضور حاجی صاحب سے جب میں بات کروں گا تو آپ نے میری بات کی تائید کر کے مجھے حاجی صاحب کا مرید کرانا ہے۔ یہ بات صرف اور صرف میرے اور صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری صاحب کے درمیان تھی کسی اور کو کچھ علم نہ تھا۔

Marfat.com

جب دربار شریف پہنچے تو محفل عرس شروع تھی فقیر نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھال لئے۔ حضرت حاجی صاحب صدارت کی مسند پر جلوہ افروز تھے۔ صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری اپنی تائی اماں کو سلام کرنے کے لئے گھر میں چلے گئے نماز مغرب کے وقت محفل ختم ہوئی تو حکم ملا کہ نماز مغرب پڑھاؤ۔
چنانچہ حکم کی تعمیل کی غرض سے نماز مغرب پڑھائی۔ حضور قبلہ حاجی صاحب کا تمام زندگی معمول خاص یہ ہے کہ نماز مسجد میں باجماعت ادا فرما کر فوگرا دربار شریف میں تشریف لے جاتے ہیں اور بقایا سنتیں اور نوافل دربار شریف میں ہی ادا فرماتے۔ نماز کی تکمیل کے بعد بجائے مسجد میں آنے کے آپ اپنے حجرہ خاص یا پھر حاضرین کو لنگر کھلانے والی جگہ یعنی دربار شریف کی بارہ دری میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اس روز بھی معمول کے مطابق نماز کے بعد دربار شریف گئے سنتیں نفلیں پڑھیں اور بجائے بارہ دری میں جانے کے واپس مسجد کی طرف رخ کیا۔ ادھر فقیر نے سنتوں کے بعد دعا کرائی اور دل میں تہیہ کیا کہ حاجی صاحب کو دربار شریف میں پکڑتا ہوں اور جا کر بات کروں کہ مجھے بیعت کر لیا جائے۔
فقیر ابھی مسجد سے چند قدم ہی دربار شریف کی طرف چلا تھا کہ سامنے دیکھا کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب مسکراتے ہوئے نظر آئے اور میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے فرمانے لگے صابری صاحب آج مرید ہونے کا پکا فیصلہ کر کے آئے ہو۔ فقیر نے عرض کیا جی ہاں یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ آ جاؤ پھر اپنے ہمراہ دربار شریف میں لے گئے اور اپنے والد گرامی اور عظیم دادا حضرت خواجہ محمد حسین صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کے سامنے بٹھا کر شرف بیعت سے مشرف فرمایا کہ فقیر کی دلی تمنا کو پورا کر دیا۔ بیعت کے بعد جب ہم تمام حضرات آپ کے ساتھ نکلے تو صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری صاحب تشریف لائے اور عرض کرنے لگے تایا جی ہماری دلی خواہش ہے کہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب بھی ہمارے پیر بھائی بن جائیں لہٰذا ان کو مرید کیا جائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری دلی خواہش تمہارے کہے بغیر پوری ہو چکی ہے اور صابری صاحب داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔
اس طرح اس فقیر راقم الحروف کے گلے میں اس در کی غلامی کا پٹہ پڑا ہوا ہے۔ دعا ہے کہ مولائے کائنات حضرت مخدوم پاک صابری کلیری علیہ الرحمۃ کے فیضان کا صدقہ قبلہ حضور حاجی صاحب مدظلہ العالی کو عمر خضر نصیب فرمائے۔ اور آپ کا سایہ تادیر عقیدت مندان ومحبان ومریدین کے سروں پر قائم ودائم رکھے۔
آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

Marfat.com

حضرت سیّد صوفی محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : آفتاب شریعت، غواص بحر حقیقت، محو توحید و معرفت، مست الست جمال احدیت محبوب بارگاہ صمدیت، خورشید ولایت، غزالی صحرائے الوہیت، رازی صحرائے نبوت، شمع قمر ہدایت، حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب توحید و تفرید ہیں۔ آپ مرشد پاکاں کے لقب سے ملقب ہیں اور حسنی حسینی نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے کہ صوفی سید محمد حسین بن سید احمد حسن بن سید حسن علی بن سید میر ابن سید عظمت اللہ بن سید محمد حسین بن سید محسن بن سید محمد امین عرف محمد ابوالقاسم حجازی رحہم اللہ اجمعین۔ آپ کے جداعلیٰ حضرت محمد امین عرف ابوالقاسم بزمانہ شاہ جہاں بادشاہ علیہ الرحمۃ حجاز مقدس سے ہندوستان میں تشریف لائے دہلی میں سکونت اختیار کی۔ بعدازاں دہلی سے مراد آباد تشریف لاکر مستقل رہائش اختیار کی۔ آپ محلہ مغل پورہ مراد آباد انڈیا میں جناب سید احمد حسن شاہ بن سید حسن علی شاہ کے گھر پیدا ہوئے۔

آپ کے آباؤ اجداد زمیندار ہونے کے ناطے صاحب ثروت و صاحب حیثیت تھے۔ آپ کے والد گرامی کا تعلق بھی زمینداری سے تھا۔ اور ایک متمول حیثیت سے زندگی گزار رہے تھے۔

عجیب اتفاق اور واقعہ عجیب ☆ : آپ حضرت صوفی خواجہ سید محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ایک متمول خاندان کے فرزند تھے۔ ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی فقر اور درویشی مسلک کی طرف راغب تھے، اور کسی شخص کامل سے بیعت ہونے کے خواہشمند تھے۔

چنانچہ آپ نے حضرت حافظ علی حسین چشتی صابری ابن غلام حسین فقیر شاہ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کا چرچا سنا تو ان کی خانقاہ معلّی محلہ کاغذیاں میں آنے جانے لگے۔ آپ کے والد گرامی کو یہ بات بالکل پسند نہ تھی کہ ایک زمیندار اور صاحب حیثیت گھرانے کا فرد فقیروں اور درویشوں کے پاس جائے اور خود بھی فقیر بن جائے۔ وہ آپ کے راستے میں ہمیشہ حائل ہوتے رہے اور آپ کو بارہا منع کرتے رہے مگر چونکہ آپ کے سینے میں حضرت حافظ علی حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی محبت گھر کر چکی تھی اس لئے آپ باز نہ آئے۔ آپ کے والد گرامی نے جب معاملہ طول پکڑتا ہوا اور طبیعت پر بار

Marfat.com

دیکھا تو ایک دن گھر سے لاٹھی لے کر قبلہ حضرت حافظ علی حسین علیہ الرحمۃ کو مارنے کیلئے چل دیئے۔
ابھی گھر سے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ کیا دیکھا کہ حضرت حافظ علی حسین صابری علیہ الرحمۃ اپنے چند مریدوں کے ہمراہ چلے آ رہے ہیں۔ جونہی حضرت حافظ صاحب کی نظر جادو اثر آپ کے والد گرامی پر پڑی انہوں نے لاٹھی کو ایک طرف پھینکا اور حضرت حافظ صاحب کے قدموں میں جا کر گر گئے اور کہنے لگے مجھے اپنا مرید کر لیجئے بعد میں میرے لڑکے کو بھی مرید کر لیں۔
چنانچہ حضرت حافظ علی حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے پہلے آپ کے والد کو اور پھر آپ کو اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد مرشد کامل حضرت حافظ صاحب نے حضرت صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ اپنے زمانہ میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بڑے جلیل القدر شیخ طریقت ہوئے ہیں۔ بڑے ہی پابند شریعت اور صاحب طریقت تھے۔ مرشد کے فیض و التفات اور علوم ظاہری و باطنی سے پوری طرح فیضیاب ہوئے۔ دور و نزدیک اور گرد و نواح میں کثیر التعداد مرید ہونے کی وجہ سے بہت مشہور اور تمام مشائخ وقت میں ممتاز تھے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی دو عظیم اور بزرگ شخصیات بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری میں ایسی ہوئی ہیں کہ جنہوں نے حجاز مقدس، یورپ، ایشیائی ممالک اور برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت کا صحیح معنوں میں حق ادا کر دیا۔ ان بزرگ شخصیات میں اول شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری دوم حضرت مرشد پاکاں امام الاولیاء سید صوفی محمد حسین شاہ چشتی صابری مراد آبادی علیہم الرضوان ہیں۔ اگر یہ بات کہہ دی جائے تو بے جا نہ ہوگی کہ آپ چودہویں صدی کے مجدد اعظم ہیں تو بجا ہوگا۔ سرکار ابد قرار سید الابرار مدینے کے تاجدار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا اَمْرَهَا دِيْنَهَا۔ (ابوداؤد، حاکم، بیہقی)

Marfat.com

ترجمہ ☆ : بیشک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آخر میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو دین کے امور کو زندہ کرے گا۔

مجدد کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ دین کا متبع ہو اسنت کا احیاء کرے، بدعات قبیحہ کو رفع کرے۔ صحیح عقیدہ کا حامل ہو، ایک صدی کے آخری اور دوسری صدی کے شروع میں اس کے اتقا پرہیز گاری احیاءِ سنت کے لئے جہاد کا چرچا ہو۔ یہ تمام چیزیں اور امور حضرت مرشد پاکاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پائی جاتی ہیں مریدین و متبعین کی کثیر تعداد اور پھر خلفا کا دنیا کے اطراف واکناف میں پھیل کر تبلیغ کرنا یہ دولت عظیم اس صدی میں سوائے آپ کے کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔

ارتداد فتنہ مرزائیت ☆ : جب فتنہ قادینیت اٹھنے والا تھا تو آپ کی نگاہ فراست نے اس کو دیکھ لیا تھا۔ اور اس کے ارتداد کے لئے آپ نے اپنے محبوب خلیفہ سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی علیہ الرحمۃ کو ارشاد فرمایا کہ آپ کرنال سے نقل مکانی کر کے گورداسپور میں اپنی خانقاہ قائم کریں۔ چنانچہ حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق کرنالوی علیہ الرحمۃ نے آپ کی اس ہدایت پر فوری عمل کیا۔ اور اس فتنہ کے خاتمے کے لئے وہ کام کر دکھایا کہ مرزائیت کی جڑیں ہل کے رہ گئیں۔

نوٹ ☆ : یہاں یہ ذکر بھی مناسب ہوگا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے صابریؔ سلسلہ کے دو حضرات بزرگ ایسے ہوئے ہیں کہ جنہوں نے ہر محاذ پر کام کر کے دین اسلام کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ ان میں ایک حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابریؔ مرادآبادی مجدد اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کہ جنہوں نے اس فتنہ کو قبل از وقت بھانپ کر تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کو مکہ مکرمہ میں قیام سے منع فرما کر عازم ہندوستان کیا اور فرمایا کہ ہندوستان میں ایک بہت بڑا فتنہ اٹھنے والا ہے آپ فوراً جائیں اور اس کی سرکوبی کریں۔

آپ کے خلیفہ سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابریؔ نے نقل مکانی کر کے گورداسپور کی خانقاہ سے مرزائیت کے لئے جو کام کیا اگر اس کو دیانت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس پر تفصیلی لکھا

Marfat.com

جائے تو کئی کتابیں بن جائیں گی۔اس کی مختصر تفصیل خواجہ شاہ محمد سراج الحق کے مضمون میں دی جائے گی تاکہ حقیقت آشکار ہو اور عوام الناس سمجھ سکیں کہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے کون ہیں اور اس کے نام پر فنڈ اکٹھا کر کے رقبے خریدنے اور ملیں کارخانے لگانے والے کون ہیں۔

اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ صوفی محمد حسین مراد آبادی کا تذکرہ انوار العارفین میں نہیں ہے کیونکہ جب یہ کتاب تحریر کی گئی تو آپ کی عمر ۲۵ سال تھی اور آپ سلوک کی منازل طے کر رہے تھے۔ مراد آباد میں صوفی صاحب سے قبل اور ان کے دور میں بھی ''محمد حسین'' نام کی کئی بزرگان شخصیات گزری ہیں۔صوفی صاحب کو اور ان کو ایک شخص خیال کرنا غلط ہوگا۔

محدث بریلی کی آپ سے عقیدت ☆ : آپ کی خدمت میں ایک غیر مقلد حاضر ہوا اور آپ کی تصوف و معرفت سے لبریز گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔اور کہنے لگا کہ میں آپ کے علم سے بہت متاثر ہوا ہوں دل تو چاہتا ہے کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہو جاؤں لیکن میرے دل میں ابھی تک ایک خطرہ موجود ہے وہ یہ کہ آپ محفل سماع کے متوالے ہیں اور سماع بدعت ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''بدعت کی تعریف کیا ہے؟'' اُس نے جواب دیا کہ ''بدعت وہ ہے جو بات حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی۔''

آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ کا زمانہ تو قیامت تک کے لئے ہے۔جب ایک نبی کا زمانہ ختم ہوتا ہے تو دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا ہے لیکن حضور ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں۔جب حضور ﷺ کا زمانہ باقی ہے تو بدعت کیا ہوئی۔ یہ سن کر وہ غیر مقلد لاجواب ہوگیا۔اور اپنے عقیدہ بد سے توبہ کر کے آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر حلقہ مریدین میں شامل ہوگیا۔

اس موقع پر حضرت صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے۔آپ کے وصال کے کچھ عرصے کے بعد حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ جب مراد آباد سے بریلی شریف حضرت محدث بریلی الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لے گئے تو ان کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر بھی کیا۔تو اعلیٰ حضرت محدث بریلی پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور ارشاد فرمایا کہ یہ بات کوئی عالم نہیں کہہ سکتا۔ یہ قول ضرور کسی

Marfat.com

صوفی اور عارف کامل کا ہے۔ حضرت صدرالافاضل نے جب آپ کا نام نامی لیا تو اعلیٰ حضرت نے ملاقات کی تمنا کا اظہار کیا تو حضرت صدرالافاضل نے بتایا کہ آپ کا تو کچھ ہی عرصہ قبل وصال ہو چکا ہے۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت محدث بریلی کو بہت دکھ ہوا کہ ایک ولی کامل کی زیارت سے محرومی ہو گئی۔

صدرالافاضل کی دستار بندی پر اظہار مسرت☆: ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۹۰۲ء میں بیس سال کی عمر میں حضرت صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی جب دستار بندی ہوئی۔ تو مدرسہ امدادیہ میں نہایت احتشام کے ساتھ جلسہ منعقد ہوا۔ علمائے کرام نے اہل سنت کے اس عظیم عالم ربانی فاضل حقانی کی دستار بندی فرمائی۔

اس موقع پر آپ کو دلی مسرت ہوئی جس کی بنا پر آپ نے پورے شہر مرادآباد میں جابجا مختلف پروگرام ترتیب دیئے۔ پورے شہر میں ہر روز ہر محلہ میں صدرالافضل کے بیان ہونے لگے۔ لوگوں میں حضرت صدر الافاضل کی صلاحیت اُجاگر ہوئی۔ شہر کے لوگ بڑے ذوق و شوق سے ان پروگراموں میں شریک ہوتے۔ جس کی وجہ سے شہر سے وہابیوں، خارجیوں کا اثر کافور ہوا۔ اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کو دن بدن فروغ ہونے لگا۔

تفضیل بلاتنقیص☆: جناب نواب احمد رضا رامپوری جو کہ تفضیلی شیعہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی شہرت و چرچا سن کر مرادآباد تشریف لا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دوران آپ کے عالمانہ صوفیانہ گفتگو کا نواب احمد رضا پر بہت اثر ہوا۔ اور اطمینان قلب کی دولت نصیب ہوئی۔ ان کے دل میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا جذبہ پیدا ہوا تو عرض کرنے لگے حضور طبیعت تو آپ کی طرف مائل ہے۔ مگر میں تفضیلی ہوں۔ آپ نے بلاتوقف ارشاد فرمایا۔ نواب صاحب تفضیل بلاتنقیص کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ چنانچہ کوئی مباحثہ نہ ہوا۔ اور دو لفظی گفتگو نے نواب صاحب کو گرویدہ بنا دیا۔ نواب صاحب فوراً قدموں میں گرے اور شرف بیعت سے مشرف ہو کر اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کی اور اس کے بعد اس قدر ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہوئے کہ مرشد کامل نے آپ کو خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا۔

اولاد و امجاد☆: آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ فقط دو صاحبزادیاں تھیں جو جناب سید مشہود

Marfat.com

حسین صاحب اور جناب مسرور احمد صاحب سے منکوحہ تھیں۔ اول الذکر سید مشہود حسین آپ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں ان کے ایک صاحبزادے جناب سید محبوب حسین شاہ صاحب کا نام معلوم ہو سکا۔ باقی دونوں صاحبزادیوں کی اولاد کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کیا حضور آپ بارگاہ خداوندی میں مستجاب الدعوات ہیں۔ آپ اللہ کے حضور نرینہ اولاد کے لئے دعا فرمائیں تاکہ آپ کا سلسلہ جاری ہو۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''اولاد زیادہ سے زیادہ دو یا تین پشتوں تک نام زندہ رکھتی ہے اور مریدین جو روحانی اولاد ہوتے ہیں قیامت تک سلسلہ کو جاری رکھتے ہیں۔'' البتہ آپ کے بھائی صاحب کے پڑپوتے سید محبوب حسین مراد آباد میں ہیں۔

مریدین وخلفائے نامدار☆: آپ کے دست حق پرست پر تقریباً تیرہ لاکھ افراد نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ و دیگر سلاسل میں توبہ کی اور سلاسل میں داخل ہو کر تقویٰ و پرہیز گاری کی زندگی بسر کی۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا کہ جس نے غفلت کا شکار ہو کر نماز قضا کی ہو۔

ان میں سے ۱۶۰۰ (سولہ سو) حضرات خلیفہ مجاز ہوئے ہیں جو عالم کے اطراف و اکناف میں تعلیم و تربیت خلق اللہ کے لئے ماذون و مامور ہوئے۔ آپ کے خلیفہ حضرت سید محمد امین چشتی صابری علیہ الرحمۃ لاہوری فرماتے ہیں کہ جس قدر آپ کی ذات سے اس زمانہ میں ہدایت ہوئی ہے۔ آپ کے زمانہ کے مشائخ میں سے کسی سے نہیں ہوئی۔ بے شمار آدمیوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی جن میں اکثر فاضل ترین علماء ہیں۔ اور آپ کی تعلیم ایسی وسیع تھی کہ آخر وقت تک ہر متعلم اپنے آپ کو مبتدی جانے رہا۔ غائبانہ حکمائے اشراقین کے طور طرز پر بھی آپ کے ہاں تعلیمی سلسلہ قائم تھا۔

آپ کے ان تمام خلفاء میں امام الاولیاء، سراج السالکین حضرت مولانا شاہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ نے بہت کام کیا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ کی بنیاد ڈالی اور بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خلاف آپ کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

سیرت و کردار☆: ذات باری تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اور منبع ولایت حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے آپ کو بلا واسطہ اویسی نسبت حاصل تھی۔ آپ قطب

Marfat.com

الارشاد کے درجہ پر فائز المرام تھے۔ آپ کو علم وعمل اور طریقت میں جو کمال حاصل تھا آپ کے جاننے والے مخالف وموافق سب اس کے معترف اور مداح تھے۔

عبادت وریاضت مجاہدہ وسلوک میں اپنی مثال آپ تھے۔ حسن وجمال میں یکتا زرومال اور سخاوت میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ اخلاق وکردار میں عمدہ اور پرکشش الغرض آپ کی ذات والا صفات اس عالم رنگ وبو میں عجیب جامعیت کے لباس سے مزین تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں ہوا۔ مزار پُرانوار مغل پورہ محل سرا مرادآباد شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت سید محمد حسین شاہ چشتی صابری المعروف پیش امام رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، فنافی اللہ، بقاباللہ، فنافی الرسول، فنافی الرسول حضرت خواجہ شیخ سید محمد حسین شاہ چشتی صابری حیدرآباد دکنی ثمہ لاہوری المعروف پیش امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ حیدرآباد دکن میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی معروف خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے شیخ کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہنے کے بعد عبادت وریاضت، مجاہدہ وسلوک میں مشغول رہے۔ اس دوران آپ کے مرشد کامل نے آپ کو خانقاہ معلیٰ حیدرآباد دکن کے ساتھ قائم مسجد میں پیش امام مقرر فرمادیا۔

آپ کافی عرصہ تک جامع مسجد حیدرآباد دکن میں امامت کے فرائض بحسن وخوبی سرانجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ پیش امام صاحب کے نام سے پکارے جانے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ کے مشائخ وعوام میں بھی پیش امام صاحب کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔

آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے جب دیکھا کہ آپ مجاہدہ کی بھٹی میں کندن بن چکے ہیں تو پھر انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد

Marfat.com

اور سرفراز وممتاز کیا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور میں تشریف لے آئے۔ یہاں بھی امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہے۔ آپ کے دست حق پرست پر سینکڑوں لوگوں نے بیعت اختیار کی۔

آپ کے دیگر خلفاء کے علاوہ عاشق حضرت مخدوم صابر کلیری شاعر ملت صابریہ جناب محمد امیر صابریؔ جو کہ عرصہ دراز سے لاپتہ ہیں وہ آپ ہی کے خلیفہ اکبر ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار باغ گل بیگم قبرستان میانی صاحب لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت محمد امیر صابریؔ کے صاحبزادے محمد سلیم صابری ہر سال اپنے والد گرامی کی یاد تازہ کرتے ہوئے آپ کا سالانہ عرس مبارک اپنے مکان پر کراتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو ان سے ایک ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

منقبت حضرت سید محمد حسین شاہ چشتی صابریؔ المعروف پیش امام رحمتہ اللہ علیہ

کیا مطلع انوار محمد حسینؒ ہیں — اللہ کے اسرار محمدؐ ہیں
ہیں حاجی بھی صوفی بھی سید صابری چشتی — پنجتن کی یہ گلزار محمدؐ حسینؒ ہیں
القاب ہے پیش امام حیدر آبادی — خاموشؒ کے دلدار محمدؐ حسینؒ ہیں
سب جانتے ہیں کہتے ہیں یوں اہل طریقت — عرفان میں سرشار محمدؐ حسینؒ ہیں
یہ ناز ہے مجھ کو میری لاج ہے ان کو — ایسے میرے غمخوار محمدؐ حسینؒ ہیں
اے موت تو آئی ہے تو یہ جان ہے حاضر — اور دل کے تو مختار محمدؐ حسینؒ ہیں
تجھ کو امیر صابری کسی بات کا غم ہے — ہر دکھ میں مددگار محمدؐ حسینؒ ہیں

Marfat.com

حضرت سائیں محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عارف اکمل، فدائے خواجہ فضل، عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت خواجہ سائیں محمد حسین المعروف سائیں سنگھوری والے مجذوب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم سالک ومجذوب فقیراور شیخ کامل ہوئے ہیں۔آپ انتہائی نیک سیرت خوبصورت وباکرداراور پابند شریعت بزرگ ہوئے ہیں۔تمام زندگی اپنے شیخ کے دامن سے وابستہ رہے کبھی کوئی ایسا معاملہ نہیں کیا جس سے مرشد کی دل آزاری ہو۔ ہمہ وقت مرشد کے حضور حاضر رہتا اور تنہائی کے عالم میں مرشد کے جلوؤں میں گم رہنا آپ کی عادت بن گئی تھی۔

موضع سنگھوری اور شہنشاہ کلیام ☆ : موضع سنگھوری کلیام شریف کے نزدیک (جو کہ سرور شہید نشان حیدر کا بھی گاؤں ہے) یہی وہ گاؤں ہے کہ جہاں حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے ریاضت اور مجاہدے کا کام بھی کیا۔اوراس دوران اس بستی کے اردگرد کی جھاڑیوں میں لیٹ کر اپنے جسم کو خون آلودہ کرتے۔کبھی کانٹے دار درختوں سے اپنے جسم کو رگڑتے اور وہ کانٹے آپ کے جسم پر تیر بن کر چبھتے۔جسم نازنین پر کانٹوں کی وجہ سے کئی جگہ پر زخم ہو جاتے اوران زخموں سے خون بہنے لگتا۔اسی مقام پر پتھر کی ایک بڑی سیل پر آپ کئی کئی گھنٹے تپتی ہوئی دھوپ میں لیٹتے۔اورآپ کا جسم مثل کباب جلنا شروع ہو جاتا۔آپ نے اپنے جسم وجان کو بے حال کر دیا۔جیسے سیخ پر کباب بھونا جاتا ہے۔آپ سرکار حضرت سائیں محمد حسین سنگھوری والے مجذوب اس مقام پر زیادہ تر حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں رہتے اوراسی جگہ پر آپ نے بھی تمام عبادت و مجاہدات ریاضات کی تکمیل کی اور درجہ کمال کو پہنچے۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین سرکار کلیامی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اورانہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

پہلے پہل آپ سالک تھے منصب خلافت پانے کے بعد جب آپ نے ریاضت میں اپنے مرشد کامل کی طرح سخت محنت کی تو اس کے بعد سے آپ پر جذب طاری ہو گیا اوراس طرح آپ سنگھوری

Marfat.com

لے مجذوب کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ہزاروں افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ بے شمار
رق ہر روز آپ کے ارد گرد جمع رہتی تھی۔ آنے والے عقیدت مندان جو کچھ بھی نذر نیاز اور تحفے
ئف لا کر پیش کرتے آپ اس کی طرف بالکل توجہ نہ کرتے نہ ہی کسی چیز کو ہاتھ لگاتے۔ اکثر باتوں
ں فرمادیا کرتے تھے کہ جس وقت میں مر جاؤں گا تو آ کر میرا مزار بنوانا اور میلے لگانا۔ اب جو کچھ لے
ر آئے ہو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ فی الحال یہ تحفے اپنے گھروں میں لے جا کر اپنے بچوں کو
ے دو۔ البتہ میرے مرنے کے بعد آ کر جتنا دل چاہے خرچ کرنا۔

صال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ چودہویں صدی ہجری میں موضع سنگھوری نزد کلیام
ریف میں ہوا۔ اور موضع سنگھوری نزد کلیام شریف میں ہی آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔
ہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

عارف ☆: حکیم حاذق، طبیب جسمانی و روحانی، عالم ربانی، مرشد لاثانی، ہمالہ علوم و فضل و
کمال حضرت ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ گوہر نایاب ہیں۔
آپ لدھیانہ میں حضرت حاجی محمد رمضان کے گھر پیدا ہوئے اور جب سن شعور کو پہنچے تو اپنے وقت
کے ممتاز فاضلین سے علمی استفادہ کیا۔ آپ فرنگی محل لکھنؤ، دیوبند اور جامعہ از ہر مصر کے فاضل تھے
اور کچھ عرصہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ آپ نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی
میں ایم اے کیا۔ اس کے علاوہ پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ اردو، عربی، فارسی،
انگریزی چاروں زبانوں میں بلا تکلف گفتگو فرمانے کا اعزاز حاصل تھا۔
شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالیٰ فرماتے ہیں کہ موجودہ دور میں طبقہ مشائخ میں
اس قدر پڑھا لکھا شاید ہی کوئی ہو۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت صوفی محمد حسین چشتی صابری ثمہ مراد آبادی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ کی باطنی تربیت آپ کے پیر بھائی حضرت مولانا صوفی انور علی شاہ چشتی صابری پیلی بھیت بھارت والوں نے فرمائی تھی جو کہ حضرت خواجہ صوفی محمد حسین مراد آبادی کے خلیفہ مجاز تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے علاوہ آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، قلندریہ، اویسیہ سے خلافتوں کا اعزاز حاصل تھا اور سلاسل میں بیعت کی باقاعدہ اجازت تھی۔ مگر آپ زیادہ تر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ہی لوگوں کو بیعت فرماتے تھے۔

علمائے اہل سنت سے تعلق و محبت ☆: آپ علمائے اہل سنت سے اُنس اور محبت رکھتے تھے۔ ایک دن دوران گفتگو فرمایا کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی عاشق رسول اور مردِ مجاہد تھے۔ وقت آیا تو بتاؤں گا کہ وہ کیا تھے۔ اسی طرح حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری رضوی علیہ الرحمۃ جو کہ سلسلہ طریقت میں آپ کے بھتیجے تھے اور جو کہ آپ کے پیر بھائی مولانا خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آپ ان کا ذکر بڑی محبت سے فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا سردار واقعی سردار ہے کہ انہوں نے مختصر سے عرصے میں بہت بڑا کام کیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالغفار ظفر القادری سے آپ نے فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری اگر مولانا محمد سردار احمد کا مرید نہیں ہو سکا تو انہیں مولانا سردار احمد کے کسی خلیفہ مجاز کا ہی مرید کرا دو۔ سبحان اللہ یہ تھی آپ کو علمائے اہل سنت سے نسبت وعقیدت ومحبت جس کا اندازہ مولانا احمد رضا خان قادری اور مولانا محمد سردار احمد صابر قادری رضوی کے بارے میں آپ کے فرمان سے لگتا ہے۔

سادگی اور اہل دنیا سے دوری ☆: آپ انتہا درجہ کے سادہ مزاج اور عالی ظرف تھے۔ علمی سطح پر اتنا بڑا مقام اور باطنی طور پر اس قدر باکمال ہونے کے باوجود تمام عمر چٹائی پر بیٹھ کر گزاری۔ آپ کو اہل دنیا سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ہر وقت ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ ﷺ میں آپ رطب اللسان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ الحدیث والتفسیر علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی آپ سے ملاقات کیلئے آپ کے مکان پر تشریف لے گئے تو فرمایا ''مولوی صاحب اس وجود کا کیا اعتبار جس کے پہلے بھی عدم ہو اور بعد بھی عدم''، یعنی حقیقتاً وجود وموجود تو صرف اس کی ذات ہے جو لم یزل اور لایزال ہے۔

Marfat.com

علامہ شرف قادری فرماتے ہیں کہ پیرانہ سالی میں بھی آپ کا حافظہ اس قدر تیز تھا کہ اردو اور فارسی کے اشعار بے انداز آپ کو یاد تھے۔ آپ ایک ماہر طبیب تھے۔ طبی نسخے لکھواتے تو بلا تکلف کئی کئی آدمیوں کو لکھوا دیتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد انگنت اور حلقہ ارادت کافی وسیع ہے۔ آپ اپنے مریدین کو اعمال و اذکار کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں لطیف مزاح اور بدلہ سنجی کی چاشنی بھی بدرجہ اتم موجود ہوتی تھی۔ جسے صرف پڑھے لکھے لوگ ہی محسوس کرتے تھے اور محظوظ ہوتے تھے۔

مولوی اسماعیل اہل تشیع آپ کی خدمت میں☆: آپ کی خدمت میں مختلف الخیال قسم کے لوگ حاضر ہو کر مختلف قسم کے سوالات کرتے تھے۔ آپ انہیں اپنی علمی و نگاہ فراست سے ایسا جواب دیتے کہ ماسوائے تسلیم کے ان کے پاس کوئی چارۂ کار نہ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ شیعہ مکتبہ فکر کے مشہور عالم مولوی اسماعیل ملاقات کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا مولانا ایک شخص اپنی ماں کو گالی دیتا ہے۔ اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ مولوی اسماعیل نے کہا کہ وہ بڑا بے ادب ہے گستاخ ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے فرمایا مولانا ذرا سوچیئے تو سہی کہ جو لوگ اپنی بلکہ تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کرتے ہیں ان پر بہتان طرازی کرتے ہیں ان لوگوں کی کیا پوزیشن ہے؟ مولوی اسماعیل صاحب سے خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ بن سکا۔

آپ کی خدمت میں ایک خارجی کی آمد☆: ایک مرتبہ ایک صاحب پہلی مرتبہ ملاقات کے لئے آئے اور حسب عادت کہنا شروع کر دیا کہ دیکھئے بعض لوگ کہتے ہیں ''یا غوث الاعظم دستگیر'' اور انبیاء اولیاء کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں یہ سب شرک ہے۔ آپ نے اس کی تمام گفتگو نہایت ہی اطمینان سے سنی۔ اور فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں نبی کریم ﷺ کا ادنیٰ سا غلام ہوں۔ لیکن تمہاری پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں۔ تم اپنی بھاوج کو بغیر نکاح کے لئے پھرتے ہو اور پھر انبیاء اولیاء کے علم پر طعن کرتے ہو۔ ذرا ہوش سنبھال کر بات کرو۔ یہ سن کر وہ صاحب چپ چاپ اٹھ کر چل دیئے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال بیس ذی الحج ۱۳۸۷ھ بمطابق بیس مارچ ۱۹۶۸ء بروز بدھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار قبرستان میانی صاحب بہاولپور روڈ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

وصال سے چند یوم قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا۔صرف جوشاندے کے بچھارے پر اکتفا کر
تھے ایک دن آپ کے صاحبزادے محمد اکرام الحق نے عرض کیا کچھ تناول فرمالیں۔
آپ نے فرمایا تیس سال بعد خدا خدا کر کے میں نے اپنے پیٹ کو طعام سے پاک کیا ہے۔اب
اس سے ملوث کرنا چاہتے ہو۔آپ شعروسخن کا پاکیزہ ذوق بھی رکھتے تھے۔آپ کی ایک رباعی در
ذیل ہے۔

ہے مشق دلا بوترابی ہی نہیں — یہ مے تند ہے گلابی ہی نہیں
کافر ہے جو علی کو خدا کہتا ہے — پی کے جو نہ بہکے وہ شرابی ہی نہیں

حضرت پیر محمد حسین چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجمع الحسنات، منبع فیوض و برکات وکمالات وکرامات حضرت شیخ خواجہ پیر محمد
چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اولیائے کبار سے ہیں۔
آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ شیخ پیر محمد شاہ چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ جن کا مزار
ہی میں ہے کہ دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔
انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج واشاعت
تبلیغ دین میں مشغول ہو گئے۔
بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔
آپ نے تمام عمر خلق خدا کی خدمت میں بسر کی اور اسی مشن میں مصروف رہتے ہوئے مورخ
جمادی الثانی ۱۳۷۲ھ بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔
مزار پُر انوار قبرستان بدھو کا آوا میں ایک چوکھنڈی لاہور میں سنگ مرمر کے چبوترے پر واقع
اسی احاطے میں آپ کے خلیفہ حاجی محمد صادق چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کی مرقد منورہ بھی
وصال ۲۶ شوال ۱۳۹۳ھ بمطابق ۲۲ نومبر ۱۹۷۲ء میں ہوا اور یہیں دفن ہوئے۔

Marfat.com

حضرت سید شاہ حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، ولی العصر، پیر طریقت، امام العارفین، حضرت سید حسین شاہ چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ موہڑہ چھپر داخلی دھمیال چکری روڈ، تحصیل وضلع راولپنڈی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اسی جگہ آپ کے آباؤ اجداد ہدایت خلق اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور یہیں ان کے مزارات واقع ہیں جو کہ مرجع خاص و عام ہیں۔ آپ حسنی وحسینی سید ہیں۔ آپ کا شجرہ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ سید ہونے کے باوجود اپنے نسب پر فخر نہ کرتے تھے۔ انتہائی عاجزی وانکساری آپ کی طبیعت میں تھی آپ ہمہ وقت ذکر خدا اور ذکر رسول ﷺ میں مستغرق رہتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا نماز پنجگانہ کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ تہجد اور دیگر نوافل اپنے وقت پر ادا فرماتے آپ کی زندگی نہایت سادہ اور شاندار زندگی تھی۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل نمونہ اخلاص ومحبت کے پیکر عالی تھے۔ اپنے سے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت آپ کا وصف خاص تھا۔ تمام عمر کسی کا شکوہ نہ کیا۔ بلکہ مخالفین کے پروپیگنڈہ کو اہمیت ہی نہ دیتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اولیائے کرام کی شان میں گستاخی ان کے مقدر میں ہے اور تنقید کو برداشت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ آپ نے پوری زندگی اپنے آباؤ اجداد اور مرشد کامل کے طریقہ کے مطابق گزاری۔ غرباء اور مساکین کی خدمت میں بے مثال تھے۔ علماء اور صوفیاء کا احترام آپ کو ورثے میں ملا تھا۔ دربار شریف پر لنگر میں خرچ آمدن سے زیادہ کرتے۔ آپ کو اردو، پنجابی، انگریزی، فارسی زبان پر عبور تھا۔ اکثر محفل سماع کے دوران فارسی کا کلام سن کر وجد میں آجاتے تھے۔

سعادت حج بیت اللہ شریف ☆: ایک مرتبہ آپ نے اپنے پیر ومرشد حضرت الحاج مولوی عبدالستار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کی حضور اگر زندگی میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ آپ کے مرشد کامل نے دعا کی۔ اسی رات آپ کو حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی۔ بعد ازاں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کے لئے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کو اسی طرح پایا

Marfat.com

جس طرح خواب میں دیکھا تھا۔

بیعت وخلافت☆: آپ ۲۳ فروری ۱۹۲۰ء کو بروز اتوار صبح تہجد کے وقت پیر طریقت الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور عبادات وریاضت اوراوراد خواجگان چشت اہل بہشت میں مصروف ہوگئے۔ بالآخر مرشد کامل نے اپنے وصال باکمال سے ایک ہفتہ پہلے تہجد کے وقت آپ کو خرقہ خلافت اور سجادگی سے نواز کر سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے پاس یہی دولت تھی جو تمہیں دے دی ہے۔ مجھے یہی ملا تھا جو تمہیں دے چلا۔ انشاء اللہ لائق ہوگے آپ کے مرشد کامل آپ پر خصوصی نظر عنایت فرماتے تھے۔

مرشد کامل کے دربار کی خدمت☆: مرشد کامل کے وصال باکمال کے بعد آپ نے ۳۵ سال تک تادم آخر اپنے مرشد کے طریقے پر چلتے ہوئے دربار عالیہ کلیام شریف اور اپنے بزرگوں کو مزارات واقع موہڑہ چھپر داخلی دھمیال تحصیل وضلع راولپنڈی میں خلق خدا کی رشد و ہدایت میں گزاری۔ آپ کے تمام پیر بھائی آپ کا احترام اپنے مرشد کی طرح کرتے تھے اور آپ بھی پیر بھائیوں سے شفقت سے پیش آتے۔ کلیام میں عرس کے موقع پر اپنی خانقاہ اور مرشد کامل کے دربار پر دس روز تک لنگر چلاتے جو کہ ہر خاص وعام کے لئے ہوتا تھا۔ آپ کے دور میں اعلیٰ وادنیٰ کی کوئی پہچان نہ تھی۔ مرشد کامل کی حیات مبارکہ میں موہڑہ چھپر سے کلیام شریف ڈالی لے کر جاتے تھے اور ان کے وصال کے بعد بھی اس طریقہ اور رسم کو جاری رکھا۔ تمام عمر ہر جمعرات کو دربار عالیہ مولوی الحاج عبدالستار چشتی صابری کلیامی علیہ الرحمۃ پر موہڑہ چھپر سے تشریف لاتے اور بروز جمعہ کلیام شریف سے واپس موہڑہ چھپر تشریف لاتے اسی طرح عرس کے موقع پر مسلسل دس روز تک اپنے مرشد کے دربار کی خدمت کرتے اور لنگر اور سماع کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کلیام شریف کی مصروفیات کے پیش نظر اپنے خاندانی مریدوں کی طرف بھی نہیں جانا ہوتا۔ آپ کے آباؤ اجداد کے اکثر مریدین جب آپ سے ملتے تو مایوسی کا اظہار کرتے آپ انہیں فرماتے کہ جمعرات کلیام شریف آجایا کرو عرس پر کلیام شریف آجایا کرو وہیں پر ملاقات ہوجایا کرے گی۔ میں اپنے مرشد کا دربار نہیں چھوڑ سکتا۔

Marfat.com

وصال باکمال ☆: آپ نے اپنے وصال باکمال سے پہلے اپنے مرشد کے طریقہ کے مطابق یہ وصیت کر دی تھی کہ میرے جنازے پر رونے دھونے کے بجائے قوالی کرنا اور جب میرا جنازہ اٹھے تو قوالی ساتھ ساتھ ہو رہی ہو۔ چنانچہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء شام ۶ بجے کچھ دن بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو دن ۳ بجے آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کے پہلو میں نماز جنازہ کے بعد دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں عقیدت مندان کے علاوہ علمائے کرام مشائخ عظام بالخصوص الحاج خواجہ پیر سید غلام معین الدین شاہ گولڑوی المعروف بڑے لالہ جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کا عرس مبارک دسمبر کے آخری عشرے میں ۱۰ روز تک منایا جاتا ہے۔ مزار پُر انوار موہڑہ چھپر داخلی دھمکیال چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بار بار آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے سجادہ نشین حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ چشتی صابری جو کہ آپ کے بھانجے اور داماد و مرید و خلیفہ و سجادہ ہیں۔ ہر جمعرات کو راولپنڈی سے کلیام شریف لے جا کر آنے والے عقیدت مندان کی حاجت روائی اور خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: یادگار اسلاف، نمونہ سلف صالحین، وارث مسند ولایت حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب مراد آباد ہیں۔ آپ ۱۹۱۰ء کو مراد آباد انڈیا میں چشتی صابری سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت شاہ عزیز الرحمٰن (بغیہ والے شاہ صاحب) کے گھر پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول دینی تھا اور حضرت شاہ عبدالرحیم شاہ مراد آبادی جو کہ آپ کے دادا ہوتے تھے، ان کی تعلیمات سے روشن تھا۔ ابتدائی دینی و دنیاوی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی اور گورنمنٹ کالج مراد آباد سے انٹر کیا اور اس کے بعد میرٹھ سے بی اے کیا۔ آپ فیض الاسلام کالج میرٹھ میں

Marfat.com

بطور پروفیسر تعینات رہے اور ریٹائرمنٹ کے بعد مستقلاً اپنے گھر مراد آباد تشریف لے آئے۔

بیعت وخلافت☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک کے بعد والد گرامی سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے اپنی زندگی میں ہی آپ کو اور آپ کے دو بھائیوں حضرت خلیل الرحمٰن شاہ اور حضرت حافظ فضل الرحمٰن کو اپنا سجادہ مقرر کیا۔ سرکاری ملازمت کے بعد آپ نے مسند سجادگی سنبھالی تو اپنے فرائض کو بحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ آخری عمر میں ضعیفی کی بنا پر آپ کا حافظہ کافی کمزور ہو گیا تھا۔ جس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آپ کے ایک معتقد صفدر علی اور اس کے حواریوں نے درگاہ کے انتظام میں مداخلت شروع کر دی اور درگاہ کی آمدنی ہڑپ کرنے لگے۔ اس پر آپ نے ان کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیا جس کی پیروی اب آپ کے صاحبزادے کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے دو پسران انعام الرحمٰن شاہ و اکرام الرحمٰن شاہ اور اپنے دو برادران صاحبزادہ مسعود الحسن خان صابری وصاحبزادہ بدر الحسن خان صابری کو سجادہ نشین مقرر کیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۴۰۸ھ میں ہوا۔ مزار پُر انوار مراد آباد قبرستان لال باغ میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ حبیب اللہ حاوی جعفری رحمانی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: خواجہ بے بدل، عزیز الاولیاء، سالار حلقہ جعفریہ رحمانیہ حضرت خواجہ شاہ صوفی حبیب اللہ حاوی چشتی صابری جعفری رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۴ء رائے بریلی کے نواحی قصبہ جائس (یوپی) انڈیا کے ایک علمی ومذہبی گھر میں ہوئی۔ آپ کا گھرانہ علم وادب کے لحاظ سے قصبۂ جائس میں اپنا مقام رکھتا تھا۔

آپ نے بظاہر کسی مدرسے یا سکول میں دینی یا دنیوی تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر باوجود اس کے آپ

Marfat.com

کے علمی تبحر کا مقام یہ تھا کہ بڑے بڑے پروفیسر ڈاکٹر، طبیب، شاعر و ادیب جو عربی و فارسی فلسفہ اردو انگلش کے مضامین میں مہارت تامہ رکھتے تھے وہ آپ کے شاگردوں میں شمار ہوتے تھے اور اپنی گتھیاں سلجھانے کے لئے آپ کے پاس حاضری دیتے تھے اور آپ آن واحد میں ان کی بات سن کر مکمل ثبوت کے ساتھ جواب دے کر اس طرح مطمئن فرماتے کہ کوئی اشکال باقی نہ رہتا تھا۔ آپ اپنے ماموں حضرت سلطان التارکین امیر الساجدین خواجہ شاہ حافظ محمد جعفر رحمانی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے پیر و مرشد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر ہی مستقلاً قیام پذیر تھے۔ چنانچہ آپ بھی اپنے مرشد کامل کے پاس رہے اور تمام عمر ان کی خدمت میں رہ کر کامل اکتساب فیض کیا اور علم و عرفان کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری روحانی و دنیاوی تعلیم کا اصل راز صحبت شیخ گرامی ہے۔

ہجرت اور لاہور میں ورود مسعود☆: ۱۹۴۷ء قیام پاکستان کے وقت جب ہندو اور سکھ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے۔ اس وقت آپ کے عزیز و اقارب نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ دہلی چھوڑ دیں کیونکہ یہاں پر آگ اور خون کا بازار گرم ہے۔ آپ نے فرمایا میں اپنے شیخ کامل کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ چونکہ ان دنوں آپ کے مرشد حضور غریب نواز خواجہ سید محمد معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری کے لئے تشریف لے کر گئے ہوئے تھے۔

آپ نے جب مسلمانوں کا قتل عام اور ہندو سکھوں کی بربریت دیکھی اور رشتہ داروں کی طرف سے دہلی چھوڑنے کا دباؤ زیادہ پڑا تو آپ دہلی سے اجمیر شریف اپنے مرشد گرامی کی خدمت میں پہنچے اور تمام ماجرا گوش گزار کیا تو مرشد کامل نے فرمایا کہ آپ پاکستان چلے جائیں۔

مرشد گرامی کا حکم ملتے ہی آپ اکیلے ہی تن تنہا ہجرت کر کے لاہور چھاؤنی کے علاقہ صدر بازار میں رہائش پذیر ہو گئے اور وہاں پر آپ اپنے شیوخ کے طریقہ پر عمل پیرا ہو کر بڑے حکیمانہ انداز میں ہر برائی کے خلاف عملی جہاد میں مصروف ہو گئے اور خدا اور اس کے رسول ﷺ اور خواجگان کے

Marfat.com

دروازے سے دور افراد کو رفتہ رفتہ قریب بلاتے گئے حتیٰ کہ وقت وہ بھی آیا کہ آپ کی خانقاہ میں ہر وقت مخلوق خدا کا رش رہنے لگا آنے والوں کا تانتا بندھا رہنے لگا۔

خلافت واجازت ☆: ۹ جون ۱۹۶۸ء کو آپ کے چچا پیر قیوم العالم حضرت صوفی محمد فاروق رحمانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو کراچی طلب فرما کر اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری اور اپنے پیر بھائی اور اپنے مرشد کے خلیفہ اعظم حضرت حافظ محمد جعفر رحمانی علیہم الرحمۃ کے حکم سے اُن کی خلافت سے آپ کو سرفراز فرما کر صاحب ارشاد وممتاز فرمایا اور خلافت نامے میں آپ کے نام کے ساتھ جعفری رحمانی تحریر فرمایا۔اس طرح آپ کی ذات والا صفات سے یہ سلسلہ جاری ہوا اور جعفری رحمانی کے نام سے معروف ہوا۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہا درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار پابند صوم وصلوٰۃ اور نوافل کثرت سے ادا فرماتے تھے عشق رسول کوٹ کوٹ کر آپ کے سینے میں بھرا ہوا تھا۔اولیائے کاملین کی محبت آپ کے رگ وریشہ میں رچ بس گئی تھی حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر اور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے آپ کو خصوصی عقیدت وانس تھا۔اپنے شیوخ کا سالانہ عرس باقاعدہ اور بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے آپ نے ۱۹۸۸ء میں آستانہ عالیہ صابری کی تین منزلہ خوبصورت تعمیر کا آغاز شروع کیا جس کا نقشہ بھی آپ نے خود بنایا اور اسے شاہ حبیب اللہ حاوی ٹرسٹ میں تبدیل فرما کر باقاعدہ ایک انتظامیہ کیمٹی بنا کر انتظام وانصرام اس کے حوالے کر دیا جو وہاں کے انتظامات سنبھالے ہوئے ہے اور اس ٹرسٹ کے زیر اہتمام مدرسہ برکات القرآن رحمانی دین متین اور خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے جس میں طلبا اور طالبات حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ اپنے وصال باکمال سے ۴ برس قبل علیل ہو گئے تھے ۴ برس کی طویل علالت کے بعد اپنے وصال سے کچھ دن پہلے آپ نے اپنی زندگی میں جو آخری شعر کہا اس میں اپنے وصال کی خبر سے آگاہ کر دیا تھا شعر درج ذیل ہے۔

Marfat.com

منعقد ہو گی جو بزم شعرا میرے بعد
تم مجھے یاد کرو گے بخدا میرے بعد
خود وفا بولے گی جب خاموش ہو جاؤں گا میں
بزم میں ہوتی رہے گی میرے مر جانے کی بات

اس کے بعد آپ نے شعر کہنا ترک کر دیا اور ۴ برس کی طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۳ جون ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ بروز اتوار بعد نماز فجر اپنے حجرہ خاص آستانہ صابری حضرت میاں میر کالونی لاہور کینٹ میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔

وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے سجادہ نشین وخلیفہ اکبر پیر طریقت صوفی العصر حضرت پیر شاہ صوفی محمد سبطین شاہجہانی مدظلہ العالی مقرر ہوئے۔ جو کہ دنیاوی اور دینی علوم پر مکمل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک قادر الکلام شاعر اور ادیب وخطیب ہیں اردو انگلش پنجابی پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ مریدین کی تربیت میں مہارت رکھتے ہیں اپنے شیوخ کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے ہفتہ وار/ ماہانہ ختمات کا خصوصی خیال رکھتے ہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جعفریہ رحمانیہ کے زیر اہتمام ملک بھر میں مختلف بزرگان دین کے اعراس کی محافل کا اہتمام کرتے ہیں جبکہ اپنے آستانہ واقع آئی ایٹ فور اسلام آباد میں بھی سال بھر میں کم از کم ۴ عرس منائے جاتے ہیں حضرت صوفی شاہ محمد سبطین شاہجہانی مدظلہ وعدے اور ڈھڑے کے پکے اور پُر خلوص شخصیت کے مالک ہیں۔

راقم الحروف حضرت قمر المشائخ کے وصال کے بعد صوفی شاہ محمد سبطین شاہجہانی پر نظر ڈالتا ہے تو سلسلہ عالیہ کے موجودہ شیوخ بالخصوص راولپنڈی اسلام آباد میں جو موجود ہیں تو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ صد شکر ہے خدا کا کہ ایک پڑھا لکھا شیخ طریقت بھی آج کے دور میں موجود ہے وگرنہ ہر طرف جہالت ہی جہالت اور من گھڑت خود ساختہ طریقت اپنے عروج پر ہے۔ خداوند کریم آپ کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

اپنے مرشد کامل کی خواہش کی تکمیل کے لئے D-18 اسلام آباد میں ایک قطعہ زمین (ایک کنال ۵

Marfat.com

مرلے) حاصل کر کے مدرسہ شمس العلوم اور خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ جعفریہ رحمانیہ کی تعمیر کا آغاز شروع کر دیا ہے۔۔

آپ کے ساتھ فقیر راقم الحروف کی بہت یاد اللہ ہے فقیر کی دعوت پر کئی مرتبہ مع ارباب تشریف لا کر عرس کی محفل کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔

منقبت درشان خواجہ شاہ حبیب اللہ حادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ نور مرتضیٰؓ و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شاہ حبیبؒ
بادشاہ ہیں آپ کے در کے گدا شاہ حبیبؒ

دین و دنیا میں میری کچھ قدرو قیمت ہی نہ تھی
آپ کے دم سے ہوا میں کیا سے کیا شاہ حبیبؒ

تیرے قصر ناز سے ظاہر سلیمانی تیری
تیرا کوچہ شہر صبا شاہ حبیبؒ

آپ نے مرشد بنایا رشد کی تعلیم سے
کیوں نہ دے پیہم سلامی گھر میرا شاہ حبیبؒ

حالت سبطین پھر نا گفتنی ہے آج کل
اس کے حق میں کیجیے گا پھر دعا شاہ حبیب

شاہ سبطین شاہجہانی

Marfat.com

منقبت (ازقلم...... عباسؔ علی صابری)

حضرت سید حشمت علی شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

مرشد برحق شہ حشمتؒ علی — رہنمائے بیکساں کامل ولی
خواجہ صدیقؒ کا فیضان ہے — جس طرف دیکھوں نظر آئے صابری
خاندان چشت کے چشم و چراغ — جگر گوشہ ہیں فرزندؒ علی
ناز کیوں نہ ہو مقدر پر مجھے — ان کے در سے نسبت صابریؒ ملی
عباسؔ دریار کے نشیب و فراز — جس نے سمجھا منزل ہے اس کو ملی

حضرت پیر سید حشمت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فرزند و دلبند رسولؐ، فخر السادات، صوفی باصفا، مرد میدان حقیقت، شہباز طریقت حضرت پیر سید صوفی حشمت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فرد حقیقت ہیں۔

آپ ابتداً جہلم کے رہنے والے ہیں بعدازاں جہلم سے لاہور منتقل ہو کر دم آخر تک زندگی گزاری اور لاہور میں ہی آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ سادات کے خاندان کے عظیم چشم و چراغ تھے۔

تمام زندگی نبی کریم ﷺ کی اتباع اور عشق رسول ﷺ کے فروغ میں گزاری۔ علم وعرفان اور سیادت آپ کے گھر کی میراث تھی جو کہ آپ کو ورثے میں ملی تھی۔ تمام عمر نیکی اور بھلائی کے احیاء اور فروغ میں گزری عبادت و ریاضت، مجاہدہ وسلوک میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔

آپ جہلم شہر کے عظیم صوفی بزرگ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے روح رواں پیر طریقت حضرت صوفی فرزند علی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعداز تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر

Marfat.com

صاحب ارشاد ہوئے مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کے بعد آپ جب تک جہلم میں رہے آپ کا یہ معمول تھا کہ جب تک مرشد اجازت نہ دیتے آپ گھر تشریف لے کر نہ جاتے تھے ہر سال اپنے مرشد کے ہمراہ اپنے دادا مرشد حضرت پیر خواجہ صوفی محمد صدیق سائرؔ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس منعقدہ ۵ جمادی الاول کو کالیکی منڈی ضرور تشریف لے جاتے تھے۔

دوران محفل سماع واقعہ عجیب ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے مرشد کے ہمراہ اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائرؔ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مقدس میں شرکت کے لئے کالے کی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد تشریف لے گئے رات کو جب محفل سماع شروع ہوئی تو سماع کی وجدانی کیفیت سے ہر شخص مست و مخمور ہے۔ اسی دوران اچانک حضرت خواجہ صاحب کی قبر مبارک کو وجد ہوا اس موقعہ پر موجود عرس کے تمام حاضرین نے دیکھا کہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائرؔ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ قبر انور سے باہر نکل کر محفل سماع میں تشریف لے آئے سبحان اللہ یہ کرامت حضرت خواجہ صاحب کی آج بھی اہل علاقہ کی زبان پر موجود ہے۔ آپ یہ واقعہ سنا کر نہ صرف سرد آہ بھرتے۔ بلکہ بعض اوقات مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے اور کافی دیر تک آبدیدہ رہتے تھے۔

شان فقر و بے نیازی ☆: آپ کے ایک مرید خاص جناب عباس علی صابریؔ درباری خلیفہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا بہت علاج معالجے کیے مگر افاقہ نہ ہوا۔ میرے ایک کزن نے بتایا کہ صدر میں ایک شاہ صاحب ہیں جو بہت ہی اللہ والے ہیں چلو ان کے پاس چل کر دعا کرواتے ہیں۔ جب ہم صدر پہنچے تو قبلہ شاہ صاحب پان والی دکان سے پان خرید رہے تھے۔ چونکہ آپ پان کھایا کرتے تھے۔ میرے کزن نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا یہ میرا کزن بیمار رہتا ہے۔ آپ نے جلالی انداز میں فرمایا کر لیں گے علاج تمہارا اب لائے ہو۔ بہر کیف آپ نے دعا کی اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے خداوند کریم نے مجھے شفائے کاملہ عطا فرما دی۔ اسی دوران میں آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہو کر داخل سلسلہ ہو گیا پھر کیا تھا یک قالب دو جان والی بات بن گئی۔

سیرت و کردار ☆: آپ طبعاً شان جلالی رکھتے تھے۔ اپنی سیادت میں بہت غیور تھے۔

Marfat.com

عبادت وریاضت میں یکتا تھے۔ سخاوت واخلاق میں عدیم النظیر اور بے مثال تھے۔ اپنے شیوخ کی طریقت پر سختی سے عمل پیرا رہتے تھے۔ ختم خواجگان ہر ہفتہ اور سال کے بعد اپنے شیخ کامل کا عرس بہت اہتمام سے کرواتے تھے۔

کشف وکرامات ☆: ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا حضور میں نے چند دن پہلے قسطوں پر تھوڑی سی رقم نقد ادا کر کے سائیکل خریدی تھی جو کہ آج چوری ہو گئی ہے اور یہ نقصان میرے لئے ناقابل تلافی ہے جو میری قوت برداشت سے باہر ہے۔
کیونکہ میں اسی سائیکل پر سودا سلف فروخت کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں۔ حضور دعا فرمائیں میری سائیکل مل جائے۔ آپ نے اُس شخص کی تمام باتیں نہایت ہی یکسوئی سے سنی اور فرمایا کہ آج تم نے گھر سے نکلتے وقت ایک کم سن بچے کو صرف اس لئے تھپڑ مارا تھا کہ وہ تمہاری سائیکل کے آگے بے خبری میں جا رہا تھا اور تو نے سائیکل سے نیچے اتر کر اس بچے کو تھپڑ رسید کر دیا۔
بھائی تیری سائیکل وہ بچہ ہی لے گیا ہے جاؤ اور جا کر اس بچے سے اپنی سائیکل لے لو۔ وہ شخص پہلے ہی پریشان حال تھا اب مزید پریشان ہو گیا کہ واقعی صبح کو یہ ماجرا پیش آیا تھا۔ مگر اب اس بچے کو کہاں تلاش کیا جائے۔ جبکہ بچہ بھی اتنا بڑا نہیں کہ سائیکل چرا سکے۔ تھوڑی دیر گزری تو آپ نے فرمایا کہ بھلے آدمی جاؤ دو تین روپے کی مٹھائی لے آؤ۔ پھر ہم اس بچے کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔
چنانچہ وہ شخص اٹھ کر بازار گیا اور مٹھائی خرید کر لے آیا۔ آپ نے اُس مٹھائی پر ختم شریف پڑھا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ یہاں سے سیدھے چلے جاؤ۔ راستے میں کہیں نہ کہیں تمہاری سائیکل مل جائے گی۔ حکم ملتے ہی وہ شخص وہاں سے آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چل دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہی شخص اپنی سائیکل لئے واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جاؤ روزی کماؤ اور اپنے بچوں کا پیٹ پالو۔ ہاں مگر ایک بات یاد رکھنا کہ آئندہ بلا وجہ کسی بچے کو یا کسی شخص کو مارنا اچھا نہیں ہوتا۔ یہ سائیکل جن کا بچہ لے گیا تھا۔ جو تمہیں مل گئی ہے اگر آئندہ ایسا کیا تو برا ہوگا۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے مرید خاص جناب عباس علی صابری درباری خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایک شخص عرصہ بیس برس سے اپنے گھر میں ایک

Marfat.com

مخصوص جگہ پر چراغ و اگر بتیاں وغیرہ جلایا کرتا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ یہاں کسی درویش کی آماجگاہ ہے۔ میں نے ایک دن آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور فلاں شخص کے گھر میں عرصہ بیس سال سے کسی بزرگ کی آمد ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا چلو ہمیں بھی لے چلو ہم بھی ان کی زیارت و نظارہ کریں گے۔

چنانچہ جس ٹائم وہ چراغ بتیاں روشن کرتے تھے ہم تمام ساتھی حضرت شاہ صاحب کی قیادت میں متذکرہ بالا جگہ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ مصلےٰ لے آؤ گھر والے مصلےٰ لے آئے۔

حضرت نے دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ اس کے بعد تسبیح لے کر بیٹھ گئے کچھ دیر کے بعد آپ انتہائی غضب ناک لہجے میں بولے او کم بختو! تم ہندوؤں کی پوجا پاٹ کرتے رہے ہو یہاں کسی درویش کی آمد نہیں ہوتی۔ یہ کوئی ہندو روح تھی جسے ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ سُن کر اہل خانہ اور دیگر احباب جو اس موقع پر موجود تھے آپ کی کرامت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔

کرامت نمبر ۳ ☆: آپ کے مرید خاص جناب عباس علی صابری لاہور والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ بہت خوش گوار موڈ میں تشریف فرما تھے تو میں نے موقع غنیمت سمجھ کر عرض کیا حضور میرے حق میں دعا فرمائیں کہ کوئی موقع ایسا بن جائے کہ میں سعودی عرب چلا جاؤں۔ تاکہ میرے دنیاوی معاملات درست ہو جائیں۔ ہمارے پاس بھی موٹر سائیکل ہو۔ گھر اپنا ہو۔ گاڑی ہو۔ آپ نے فرمایا عباس تمہارا سعودی عرب یہاں پر ہی بنا دیں گے۔ تم باہر جا کر کیا کرو گے۔ یہاں پر ہی تمام آرائش و آسائش میسر آ جائیں گی۔ عباس صابری فرماتے ہیں کہ الحمدللہ صد ہا شکر گزار ہوں کہ اللہ کریم نے میرے مرشد کے الفاظ کو حرف بہ حرف درست فرما دیا۔

میں آج جو کچھ بھی ہوں وہ سعودی عرب جا کر بھی شاید نہ ہوتا۔ آج میرے پاس گاڑی بھی ہے گھر بھی ہے عزت و شہرت بھی خدا کی دی ہوئی بہت ہے۔ آپ کی دعا سے ہر وہ چیز میسر ہے جس کی طلب دل میں تھی۔ خدا کے فضل و کرم اور مرشد کی دعا کا صدقہ سب کچھ موجود ہے۔

نوٹ ☆: انہی عباس صابری صاحب نے آپ کی سوانح حیات اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ اسماعیلیہ صدیقیہ کے اوراد و وظائف کی سولہ صفحات پر مشتمل کتاب ''کلید السالکین'' اور ''فیضانِ مُرشد'' مرتب کر کے خود ہی چھاپ کر پیر بھائیوں اور دیگر اہل سلسلہ لوگوں میں تقسیم کی ہے۔

Marfat.com

فقیر راقم الحروف نے بھی اسی کتاب سے یہ چند الفاظ رقم کیے ہیں جو کہ حضرت صاحبزادہ محمد جمیل اختر چشتی صابری صدیقی سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ صدیقیہ کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد نے بذریعہ ڈاک بھیجی تھی۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۶ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۹ اگست ۱۹۹۹ء بروز جمعرات کو ہوا۔ مزار پُر انوار ڈگی محلہ گلی نمبر ۳۲ صدر بازار لاہور کینٹ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ محمد جمیل اختر چشتی صابری سجادہ نشین کالیکی منڈی نے قطعہ تاریخ کہی:

آہ جناب حشمت شاہ ہم سے بچھڑ گئے — جن کی نگاہ ناز سے ہزاروں سدھر گئے
وصال اس تاریخ کو حضرت ہیں کر گئے — چودہ سوانیس ہجری تھی اور چھ جمادی الاول
مرد خدا کے فیض سے مقدر سنور گئے — وصال اس تاریخ کو حضرت ہیں کر گئے

آپ کے مریدین میں سے آپ کے ایک منظور نظر خلیفہ جناب محمد بوٹا صابری اور خلیفہ صوفی محمد ظفر چشتی صابری جو کہ سلسلہ عالیہ کو فروغ دے رہے ہیں اور بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس ہر سال ۱۹ اگست کو لاہور میں آپ کے دربار پر منایا جاتا ہے۔ آپ کے مرید خاص و درباری خلیفہ جناب عباس علی صابری صاحب نے آپ کے حضور منظوم سلامِ عقیدت ومحبت کا نذرانہ پیش کیا ہے:

سلام اے ساقی مستاں سلام اے پیر میخانہ
سلام اے پیر حشمت شاہ نذر ہے ادنیٰ نذرانہ
یہی حسرت دلِ عباس کہ قبول ہو جائے
سلام جلوۂ رعنا اسلام اے حسن جانانہ

Marfat.com

ردیف خ

حضرت شیخ خیر الدین المعروف خیرا شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے طریقت، ماہتاب شریعت، واقف اسرار رموز معرفت وحقیقت حضرت شیخ خیر الدین چشتی صابری المعروف خیر شاہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ حضرت شیخ سلیم چشتی لاہوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت شیخ محمد سلیم مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ محمد صدیق لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ محمد عارف لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ جان اللہ لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری ثمہ تھانیسری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تھے۔

آپ حضرت شیخ خیر الدین چشتی صابری عرف خیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ جذب وجد اور سماع میں یگانہ روزگار تھے۔ لنگر آپ کا ہر ایک کیلئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ محفل سماع تسلسل کے ساتھ اور مسلسل ہر روز سنتے تھے۔

جس کی وجہ سے علمائے ظواہر وخوارج آپ کی مخالفت کے درپے ہوگئے۔ مگر بری طرح ناکام ہوئے اور شرمندہ ہوکر معافی مانگنے لگے۔

آپ سخاوت، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں بے مثال تھے۔ وقت کے علمائے حق اور مشائخ میں آپ کا مقام اور مرتبہ بہت بلند تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ ذی الحج ۱۲۲۸ھ بمطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۱۳ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار لاہور میں آپ کے مرشد کامل حضرت شیخ محمد سلیم صابری کے احاطہ میدان زین خان بیرون موچی دروازہ عقب کوٹھی خان بہادر ڈپٹی برکت علی خان میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ خیر دین المعروف جھنڈے شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی زمانہ، شیخ یگانہ، مرد قلندر، ہمہ اوصاف یگانہ، حضرت خواجہ خیر دین المعروف بابا جھنڈے شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کوٹ فتح دین نزد شہر قصور میں جناب میاں محمد بخش کمبوہ کے گھر ۱۸۴۰ء۔۴۱ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی بڑے ہی خدا پرست اور نیک سیرت اور دل کے سخی تھے۔ آپ کے والد گرامی کے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوتا وہ پیدائش کے چالیس دن کے اندر فوت ہو جاتا۔

لیکن جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی اٹھا کر ایک مرد قلندر حضرت بابا امام شاہ مجذوب کی خدمت میں لے گئے اور ان کی گود میں آپ کو ڈال دیا۔ حضرت بابا امام شاہ مجذوب کوٹ فتح دین سے باہر شہباز روڈ پر بیٹھا کرتے تھے جو کہ بہت ہی صاحب کشف و کرامت تھے اور دور دور تک ان کا شہرہ تھا۔ حضرت بابا امام شاہ مجذوب کی خدمت میں ایک مائی صاحبہ جن کا نام تاج بی بی تھا مگر بابا امام شاہ مجذوب اُن کو تاج محمد کے نام سے پکارتے تھے۔

چنانچہ جب آپ کو بابا امام شاہ کی گود میں ڈالا گیا تو انہوں نے اپنی خادمہ مائی تاج بی بی کو بلا کر فرمایا تاج محمد تمہیں مبارک ہو کہ اللہ کریم نے تمہیں فرزند عطا کیا ہے۔ جس کے جواب میں مائی صاحبہ نے عرض کیا حضرت یہ تو مردہ ہے۔ یہ سن کر بابا امام شاہ مسکرائے اور فرمایا تاج محمد یہ لڑکا بڑی لمبی عمر پائے گا اور بہت ہی بلند نصیب ہوگا۔ یہ جواب سن کر مائی صاحبہ نے عرض کیا حضور اللہ نے فرزند تو دے دیا مگر اسے دودھ کون پلائے گا۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میں نے تو کوئی اولاد جنی نہیں تو دودھ کہاں سے آئے گا۔ آپ نے فرمایا تاج محمد ذرا چھاتی سے لگا تو سہی رب تعالیٰ دودھ کا انتظام بھی کر دے گا۔

چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ مائی صاحبہ آپ کو مسلسل لگاتار دو سال تک دودھ پلاتی رہیں۔ اس دوران آپ کے والد گرامی آپ سے ملنے کے لئے آتے رہے۔ دو سال کے بعد مائی تاج بی بی نے آپ کو والد گرامی کے سپرد کر دیا اور وہ لے کر گھر آ گئے۔

اس دو سال کے عرصہ میں آپ کے سر کے بال کافی بڑھ گئے تھے۔ جس کی بنا پر اہل خاندان نے آپ کو میاں جھنڈو کے نام سے پکارنا شروع کر دیا اور بڑے ہو کر اسی نام سے متعارف اور مشہور ہوئے۔

جب آپ کی عمر شریف سات برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے آپ کو بکریاں خرید کر دے

Marfat.com

دیں۔آپ متواتر پانچ برس تک بکریاں چراتے رہے۔اور اس دوران اپنا زیادہ وقت قصور شہر کے بڑے قبرستانوں میں گزارتے اور وہاں یادالٰہی میں مشغول رہتے۔اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنا ان کی خدمت کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

ملازمت کاروبار اور شادی ☆: جب آپ کی عمر عزیز چودہ برس کی ہوئی تو اس وقت رائے ونڈ کو دہلی سے ملانے کے لئے سروے ہو رہا تھا۔تھوڑے عرصے کے بعد جب یہ لائن بن گئی تو آپ کے والد گرامی ریلوے میں کافامین کی حیثیت سے بھرتی ہو کر قصور سے رائے ونڈ تشریف لے آئے۔والد گرامی کے ہمراہ آپ بھی قصور سے رائے ونڈ تشریف لے آئے۔رائے ونڈ پہنچ کر آپ کو نان بائی بننے کا شوق پیدا ہوا۔تو ایک نان بائی کی دکان پر ملازمت اختیار کر لی۔وہ نان بائی چونکہ بے اولاد تھا۔وہ آپ سے بہت پیار کرتا اور مثل بیٹا آپ کو اپنے گھر میں ہی رکھ لیا۔آپ نے بھی اُس کی بہت زیادہ خدمت کی جس سے وہ بہت خوش ہوا اور اپنے تمام کاروبار کو آپ کے سپرد کر دیا۔اسی دوران آپ کی شادی اپنے ہی خاندان کی ایک معزز خاتون سے ہوگئی۔مگر آپ کے ہاں اولاد نہ تھی۔

بیعت و خلافت ☆: موضع پھجوائی ماجھ کے رہنے والے حضرت سائیں عمر دین چشتی صابری جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے ولی کامل اور صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ وہ اپنے گاؤں سے رائے ونڈ میں روئی کے کارخانے سے ملحقہ جامع مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔یہاں آپ کی شناسائی ان سے ہوئی۔آپ کی زیارت کے لئے ان کے گاؤں پھجو ماجھ میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔اسی دوران دونوں حضرات میں خاصی قربت اور پیار ہو گیا۔جو کہ فطرتی عمل تھا۔ایک دن آپ حضرت سائیں عمر دین صابری سے ملاقات کے لئے ان کے گاؤں میں گئے تو اسی روز خداوند کریم نے حضرت سائیں عمر دین صابری کو فرزند نرینہ سے نوازا تھا۔آپ نے عرض کیا حضور اس خوشی کے موقع پر اس خادم کو بھی فرزندی میں قبول فرمالیں۔
چنانچہ آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور درجہ کمال کو پہنچے۔آپ کے مرشد کامل حضرت سائیں عمر دین جب اپنے مریدین کے ہمراہ رائے ونڈ سے اجمیر شریف گئے تو حضور غریب نواز کے دربار شریف میں حاضری کے موقع پر مرشد کامل نے

Marfat.com

آپ کو اپنے قریب بلایا اور دستار خلافت باندھ کر آپ کو صاحب ارشاد و مجاز بنایا۔ اور سند خلافت عطا فرما کر رشد و ہدایت اور بیعت کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

سلسلہ طریقت حسب ذیل ہے ☆: حضرت خواجہ خیر دین المعروف جھنڈے شاہ مرید و خلیفہ حضرت سائیں عمر دین مرید و خلیفہ خواجہ مالھے شاہ مرید و خلیفہ سوہنے شاہ مرید و خلیفہ محمد شاہ مرید و خلیفہ خواجہ رمضان شاہ مرید و خلیفہ امام شاہ مرید و خلیفہ وہاب شاہ مرید و خلیفہ شاہ مرید و خلیفہ خواجہ حیات شاہ مرید و خلیفہ حضرت سید امام اللہ شاہ مرید و خلیفہ حضرت غوث زماں سید محمد سعید کاظمی المعروف سید میراں بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین والرضوان والغفران۔

سیرت و کردار ☆: آپ ہمہ وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ ایک وقت کھانا دوپہر کے وقت تناول فرماتے تاکہ رات کے وقت نفس غالب نہ آ سکے۔ تمام زندگی آپ کا یہی عمل رہا۔
آپ نمازِ پنجگانہ پابندی سے باجماعت ادا کرتے تھے۔ اور اپنے مریدین کو بھی نماز کی ادائیگی کے لئے خصوصی تاکید فرماتے۔ آپ مریدین سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے واجبات مقرر کئے ہیں۔ شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت، جب تک آپ شریعت کے پابند نہ ہوں گے دوسری منزل تک پہنچنا مشکل کام ہے۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے ہر کام میں اتباع سنت کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ ایامِ زندگی میں ہر سختی و نرمی بیماری و مصیبت کو منجانب اللہ تصور کرتے تھے۔
سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی آپ کے ہاتھ میں آتا اُسے راہ خدا میں خرچ کر دیتے۔ مستجاب الدعوات ایسے تھے کہ جو بھی آتا وہ آپ کی دعا سے بامراد و کامیاب لوٹتا تھا۔
آپ کو خداوند کریم جسمانی و روحانی دولت سے مالا مال فرمایا تھا۔ ۱۱۶ برس کی طویل عمر کے باوجود آخری وقت خود پیدل چل کر مسجد تشریف لے جاتے نماز باجماعت ادا فرماتے اور دیگر ضروری امور بھی آخری وقت تک بذات خود حسب معمول ادا فرماتے رہے۔

خلفائے نامدار ☆: یوں تو بہت سے لوگوں نے فیض پایا اور بہت سے لوگوں کو آپ نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ مگر خلیفہ اکبر و جانشین آپ نے اپنے مرشد کے حکم سے حضرت مالھے

Marfat.com

شاہ کے سجادہ نشین حضرت میاں عبدالمعالی علیہ الرحمۃ کے سامنے اپنا سجادہ وخلیفہ اکبر میاں غلام محمد چشتی صابری کو ۱۳۵۴ھ میں مقرر فرما کران کے لئے استقامت دین وایمان کی دعا فرمائی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹۵۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع کوٹ شیر باز خان ضلع قصور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر ہر سال ماہ جیٹھ کی گیارہ تاریخ کو آپ کا عرس آپ کے خلیفہ اکبر میاں غلام محمد چشتی صابری کی زیر سرپرستی میں ہوتا رہا۔

اب ان کا بھی وصال ہو گیا۔ بعد میں ان کے مقرر کردہ خلیفہ وسجادہ عرس کراتے ہیں۔

حضرت سائیں خیر دین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، شہباز شریعت وطریقت حضرت سائیں خیر دین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے زمانہ مشائخ کبار سے ہیں۔

آپ کے دروازے پر مخلوق خدا کا ہجوم رہتا تھا۔ ہزاروں افراد آپ سے فیض یاب ہوئے۔ سینکڑوں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ ہمہ وقت ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے۔ شب بیدار، عبادت گزار، پابند تہجد تھے، سخاوت میں عمدہ مثال رکھتے تھے۔

آپ حضرت شیخ اللہ بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ فیض بخش کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ حیدر شاہ کے وہ مرید وخلیفہ تھے شیخ خیر الدین المعروف شاہ خیرا چشتی صابری علیہم رحمتہ اجمعین کے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ صفر المظفر ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۲ء کو ہوا۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین وسجادہ میاں محمد امین شعلہ ہیں جو شعر وشاعری میں بہترین ذوق رکھتے ہیں بہت عمدہ کلام رکھتے ہیں۔ ان کا ایک کلام جو انہوں نے حضور مخدوم پاک سلطان الاولیاء حضرت سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری کی شان میں لکھا ہے بطور نمونہ عقیدتاً پیش خدمت ہے۔

Marfat.com

منبع جودو عطا مخدوم صابر کلیری | مظہر نور خدا مخدوم صابر کلیری
گنج شکر کے مہ لقا خواجہ قطب کے دلربا | بگڑی میری دو بنا مخدوم صابر کلیری
ماغریباں پیشوا نظر کرم ہو یک نگاہ | امداد کن بہر خدا مخدوم صابر کلیری
صابر ہے شعلہ آپکا روسیاہ ہے پر خطا | لو اپنے دامن میں چھپا مخدوم صابر کلیری

حضرت علامہ پیر سید خلیل احمد کاظمی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت علامہ پیر سید محمد خلیل احمد شاہ کاظمی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت اپنے وقت ممتاز عالم دین اور شیخ طریقت حضرت علامہ پیر سید مختار احمد شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے گھر امروہہ ہندوستان میں ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی اپنے عظیم والد گرامی شیخ العصر علامہ الدہر حضرت قبلہ پیر سید مختار احمد شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کی نگرانی و سرپرستی میں ہوئی۔ گھر کے مذہبی ماحول کا آپ پر گہرا اثر تھا جس کی بنا پر بہت جلد قابل ترین اساتذہ کے سامنے زانوے تلمذ کر کے علوم متداولہ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت پیر سید محمد مختار احمد شاہ کاظمی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعدازاں تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک کے اپنے والد گرامی سے ہی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔
آپ کے والد گرامی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ غلام حیدر چشتی صابری امروہی کے مرید وخلیفہ وہ حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید محمد اعظم شاہ روپڑی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید محمد سالم روپڑی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت قطب دوراں غوث زماں سید محمد سعید کاظمی المعروف سید میراں بھیکھ چشتی صابری علیہم الرضوان والغفران کے تھے۔

Marfat.com

سیرت و کردار☆: آپ عبادت و ریاضت، مجاہدہ وسلوک میں یکتائے روزگار تھے۔ سخاوت وعلم وعمل اخلاق کریمانہ میں بے مثل و بے مثال تھے۔ تمام عمر توکل اور زہد وتقویٰ میں گزاری۔ سنت رسول ﷺ کی سختی سے پابندی فرماتے۔ فرائض واجبات سنن مستحب اور نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ پوری زندگی شریعت مصطفیٰ علیہ السلام کی اتباع میں گزاری اور دینی علوم کی اشاعت اور ترویج آپ کا مقصد زندگی رہا ہے۔ آپ کے خاندان کے تمام بزرگوں نے پیری مریدی کو اپنا ذریعہ معاش نہیں بنایا نہ ہی اس پر اکتفا کیا بلکہ دینی علوم کے مراکز قائم کر کے نہ صرف پسماندگی اور خواندگی کو ختم کیا بلکہ اس کے ساتھ عشق رسول ﷺ کی شمع کو لوگوں کے دلوں میں روشن کیا اور اپنی روحانی توجہ سے روحانیت اور عرفان کے دیپ روشن کیۓ جو تا ابد جاری رہیں گے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال بحالت روزہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ چھ بجے ہوا۔ مزار پُر انوار امروہہ ضلع مراد آباد یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمانی سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ برادر اصغر ومرید وخلیفہ وشاگرد رشید غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی امروہی چشتی صابری نے ملتان میں اس چراغ کو روشن کیۓ رکھا اور تقریباً پندرہ سال کے بعد ۲۵ رمضان المبارک ۱۹۸۵ء کو اُن کا بھی وصال باکمال ہو گیا۔ اب ان کے بعد بڑے صاحبزادے علامہ سید مظہر سعید کاظمی صدر جماعت اہل سنت پاکستان اس شمع کو روشن کیے ہوئے ہیں۔ مگر افسوس کے علامہ کاظمی صاحب کے مریدین اپنے نام کے ساتھ سعیدی تو لکھتے ہیں مگر طریقت کے اصل مرکز چشتی صابری ہونا نہیں لکھتے۔ جس سے عوام میں ایک ابہام کی شکل پیدا ہو رہی ہے اور دوسرا یہ کہ اصل مرکز کی شناخت ختم ہوتی جا رہی ہے۔

نوٹ☆: حضرت علامہ سید محمد خلیل احمد شاہ کاظمی چشتی صابری امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی اور پیرومرشد حضرت قبلہ سید محمد مختار احمد شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ اور ان کے پیرومرشد جناب شاہ غلام حیدر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حالات بڑی کوشش کے باوجود بھی نہ مل سکے۔ فقیر اس سلسلہ میں۔ حضرت علامہ حامد سعید کاظمی مدظلہ کی خدمت میں ملتان شریف حاضر ہوا مگر وہ سفر پر گئے ہوئے

Marfat.com

تھے ملاقات نہ ہوسکی۔ اس کے علاوہ حضرت صاحبزادہ سید مظہر سعید شاہ کاظمی مدظلہ کو خطوط بھی لکھے مگر جواب ندارد۔ حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کے مرید حضرت ڈاکٹر الطاف سعیدی صاحب کو بھی منڈی جہانیاں خطوط لکھے متعدد فون کیے انہوں نے بھی بذریعہ فون معذرت کر لی۔

حضرت شاہ خلیل الرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: محو توحید و معرفت، حکیم حاذق قطب وحدت، مست الست جمالِ احدیت، پروردۂ نگاہ ناز نبوت حضرت شاہ خلیل الرحمٰن شاہ مراد آبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ معدن گنجینہ علوم لدنی ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۸۹۵ء میں محلہ مفتی ٹولہ مراد آباد میں پیر طریقت، شہباز میدان حقیقت حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی سے مکمل کرنے کے بعد خانقاہ معلیٰ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد سے وابستہ ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ والد گرامی کے زیر سایہ ریاضت و مجاہدہ کیا اور منازل سلوک طے کیں، علوم باطنیہ میں درجۂ کمال کو پہنچ کر والد گرامی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ شریعت و طریقت کے علوم میں مکمل عبور و دسترس اور تربیت مریدین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی یاد خدا میں گزاری اور مجرد رہے۔ آپ کے والد گرامی نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی اپنے دادا حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی کی سنت قائم رکھی۔ خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد شریف کا آپ کو سجادہ نشین مقرر کر دیا تھا۔ آپ نے درگار عالیہ کے انتظام و انصرام کو بطریق احسن چلایا کہ دور دور تک اس کا شہرہ بلند ہوا۔ اور سینکڑوں طالبین حق آتے اور دامن کو گوہر مراد سے بھر کر واپس جاتے۔ لاتعداد افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

وصال باکمال ☆: ۱۹۷۸ء میں ایک سائیکل سوار کی ٹکر سے زخمی ہو کر علیل ہوئے اور ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ء میں وصال ہوا۔

مزار پُرانوار خانقاہِ معلیٰ چشتیہ صابریہ بغیہ شریف مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت میاں محمد خلیل الرحمٰن شاہ چشتی صابری باقری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجسمہ کمالات وحسنات، منبع فیوض وبرکات، جمال معرفت وکمال حقیقت، صاحب کشف وکرامات، خورشید ولایت، پیکر شوکت و جمال، آئینہ جلال و جمال حقانی، عالم ربانی، مرشد لاثانی، مخزن اخلاق کریمانہ حضرت میاں محمد خلیل الرحمٰن شاہ چشتی صابری قادری باقری رحمۃ اللہ علیہ آفتاب نور توحید وتفرید ہیں۔ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی شیخ العصر پیر طریقت امیر شریعت حضرت حافظ عبید الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پیرومرشد حضرت خواجہ احمد حسین شاہ چشتی صابری مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا حافظ صاحب اس بچے کا خصوصی خیال رکھنا۔ ان کی تعلیم وتربیت میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے۔

چنانچہ جب آپ کی عمر عزیز چار برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے آپ کو وقت کے ولی کامل حضرت علامہ مولانا بشیر احمد قادری بریلوی کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ شفیق استاد کی محنت اور خصوصی توجہ سے آپ نے نہ صرف پرائمری تک تعلیم مکمل کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بوستان گلستان اور دیوان حافظ اور مثنوی شریف ازبر کر لی۔

اس کے بعد آپ نے بدایوں سے میٹرک مکمل کی اور علی گڑھ یونیورسٹی سے آپ نے گریجویشن مکمل کی۔ دوران تعلیم معروف ادیب وشاعر شکیل بدایونی چھٹے درجے سے کلاس فیلو چلے آرہے تھے۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے رائل ایئر فورس میں شمولیت اختیار کر لی۔ جنگ عظیم دوم میں آپ کا تبادلہ میڈل ایسٹ میں مختلف جگہوں پر ہوا۔ سب سے زیادہ آپ بغداد شریف میں رہے۔ اس دوران آپ حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی السیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار فیض کو ہر بار پر حاضری دے کر نہ صرف اپنی تشنگی دور کرتے رہے بلکہ اُن کی روحانی فیوض وبرکات سے بھی مالا ہوتے رہے۔ سروس کے دوران آپ نے مختلف اسلامی ممالک میں قیام کے دوران وہاں کے بزرگان دین اور مقامات مقدسہ کی حاضری دیتے رہے اور ان کے فیوض و برکات سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد جب واپس تشریف لائے تو اُس وقت تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی آپ نے ایئر فورس کو خیر باد کہہ دیا۔

Marfat.com

قیام پاکستان کے بعد آپ ڈھاکہ تشریف لے گئے وہاں سے کراچی تشریف لے آئے کراچی میں جناب حسین شہید سہروردی سے زیادہ تعلق رہا۔ کراچی میں آپ نے مہاجرین کی آبادکاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مگر آپ نے اپنایا اپنے خاندان کے کسی بھی فرد کے نام کوئی کلیم داخل نہیں کرایا۔

اس دنیوی مصروفیت کے سبب آپ کی روحانی تشنگی بڑھتی گئی۔ اس لئے کہ والد گرامی تقسیم برصغیر کے وقت انڈیا میں ہی رہ گئے تھے جس کی وجہ سے آپ کو روحانی طور پر کمی محسوس ہونے لگی۔

۱۹۵۶ء میں آپ راولپنڈی اپنے خالو کی عیادت کے لئے کراچی سے تشریف لائے تو آپ نے اپنے خالو سے اپنی روحانی تشنگی کا ذکر کیا۔ چونکہ آپ کے خالو بھی صاحب نظر بزرگ تھے۔ انہوں نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ خدا بہتر کرے گا۔ اسی قیام کے دوران عید میلاد النبی ﷺ کا دن آ گیا۔ اس دن راولپنڈی کے عظیم روحانی صوفی بزرگ حضرت میاں فضل الرحمٰن شاہ چشتی صابری قادری باقری کے آستانہ پر حضور مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس مقدس شروع تھا۔ آپ اپنے خالو کے ہمراہ حضرت میاں شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر پہنچے۔ پہلے میلاد میں شرکت کی بعدازاں تمام رات محفل سماع میں گزاری۔

وہاں پر آپ کو اپنے والد گرامی اور ان کے پیر خانے مراد آباد کا روحانی کیف اور منظر نظر آیا۔

لہٰذا آپ نے اسی موقع پر حضرت شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری قادری باقری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیعت کی درخواست کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ باقریہ میں حضرت شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری باقری کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے بعد ۱۹۶۴ء مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر سرفراز و ممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔ مرشد کامل کامل کے ہاتھ پر بیعت کے چند ماہ بعد ہی آپ کراچی سے نقل مکانی کر کے راولپنڈی تشریف لے آئے۔

والد گرامی کی پاکستان آمد اور دستار سجادگی و خلافت ☆: مرشد کامل کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی کو بریلی شریف خط لکھ کر اپنے تمام حالات و واقعات سے آگاہ کیا۔ تو آپ کے والد گرامی نے مسرت کا اظہار اس طرح کیا کہ

Marfat.com

۱۹۶۶ء میں بریلی شریف سے پاکستان راولپنڈی تشریف لائے اس وقت ان کی عمر شریف ۸۲ برس تھی۔ تشریف لا کر انہوں نے جب اپنے ہونہار صاحبزادے کے شب و روز اور معمولات کو دیکھا تو خوش ہو کر دعاؤں سے نوازا۔ اس دوران آپ اپنے والد گرامی کو لے کر اپنے شیخ کے آستانے پر تشریف لے گئے بعد ملاقات آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے شیخ طریقت سے مشورہ کرنے کے بعد اپنے جملہ تمام سلاسل طریقت سے خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ دنیاوی اور دینی تعلیم سے مکمل طور پر آراستہ اور ظاہری و باطنی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ شریعت و طریقت کے تمام مسائل و معاملات سے بخوبی آگاہ تھے۔ شریعت و طریقت کی پاسداری آپ کا خاصہ تھا۔ پوری زندگی میں خلاف شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا۔ عبادت و ریاضت مجاہدہ و سلوک میں یکتائے زمانہ تھے۔ سادگی آپ کا خصوصی وصف تھا۔

آپ کی پوری زندگی اپنے قول و فعل سے مطابقت رکھتی ہے۔ تمام زندگی رزق حلال کے لئے خود محنت کی اور اپنے زیر کفالت افراد کو رزق حلال کما کر کھلاتے رہے۔ وضع قطع، لباس، و خوراک اور معمولات زندگی میں ہمیشہ سادگی کو اپنایا۔ گفتگو میں اگرچہ نرمی ہوتی تھی مگر گفتگو بہت پختہ اور علمی ہوتی۔ اگر کبھی کسی کو کوئی مسئلہ سمجھانا مقصود ہوتا تو بڑے ہی احسن انداز میں اصلاح فرماتے کبھی کسی کا دل نہیں توڑا اور نہ ہی کسی کو مایوس لوٹایا۔ آپ صبح سے لے کر شام اور شام سے لے کر پھر اگلی صبح تک ہمہ وقت مصروف رہتے۔ ہر کام کو اپنے وقت پر انجام دیتے تھے۔ اپنے معمولات اور معاملات میں کبھی کوتاہی نہ ہونے دی۔ کبھی کسی عرس کی تقریب میں اگر تشریف لے جاتے تو گھر واپس تشریف لا کر اپنے معمولات پورے فرما کر آرام فرماتے اور پھر صبح صادق سے قبل تہجد اور اوراد و وظائف مکمل کر کے نماز فجر ادا فرماتے۔ کچھ دیر آرام فرما کر اشراق پڑھ کر اپنے روزگار پر تشریف لے جاتے مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ اپنے روزگار اور دنیاوی معاملات کو ہاتھ سے انجام دیتے مگر زبان اور دل یاد خدا میں مصروف ''ہتھ کار و لے دل یار و لے'' کے مصداق ہوتے تھے۔ آخری عمر بلکہ آخری دن تک اپنے ہر معاملہ پر مکمل دسترس رکھے ہوئے تھے اگرچہ عمر شریف کافی ہوگئی تھی مگر باوجود اس کے پورے اعتماد سے ڈیوٹی اور معمولات انجام دیتے رہے۔ آپ انتہائی خلیق و شفیق اور مہربانی اور پیار و

Marfat.com

محبت کا مجسمہ تھے۔ گفتگو فرماتے تو معلوم ہوتا تھا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔

آپ کی علمی و دینی خدمات ☆: ۲۷ رجب المرجب شریف بمطابق ۷ ستمبر ۱۹۷۲ء کو حضرت قبلہ مرشدی شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری باقری علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہوا۔

اور ۱۲ رمضان المبارک بمطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو آپ کے والد گرامی حضرت حافظ عبید الرحمٰن شاہ چشتی صابری کا بریلی شریف میں وصال باکمال ہوا۔ تو آپ پر دونوں طرف کی ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا۔ ادھر آپ کے مرشدزادے اور دربار باقریہ واہ کینٹ کے سجادہ نشین میاں انوار الاسلام صدیقی صاحب نے آپ کو آپ کے پیر و مرشد کی جگہ دستار اور آستانہ باقریہ کی خدمات بھی آپ کے سپرد کر دیں۔ جس کو آپ نے بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں اول ذکر جمیل، (دوم) آداب مریدین چھپ چکی ہیں۔ جبکہ دیگر کتابوں کی تفصیل فقیر راقم الحروف کے علم میں نہ ہیں اور یہ دونوں فقیر کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ فقیر راقم الحروف کے علم میں یہ بات موجود ہے کہ آپ نے مرزائیوں کی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا طاہر قادیانی سے ختم نبوت کے مسئلہ پر تحریری مناظرہ بھی کیا ہے۔

چونکہ فقیر راقم الحروف سے اچھی شناسائی تھی بڑی ہی شفقت و محبت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ فقیر آپ کے در دولت برنی سٹریٹ نزد قصائی چوک ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی میں معمول کی ملاقات کی غرض سے گیا۔ تو آپ نے وہ تمام خطوط اور تحریریں جو مرزا طاہر نے آپ کو لکھے تھے۔ اور وہ تمام خطوط اور جوابی تحریریں جو آپ نے مرزا طاہر کے جواب میں لکھی تھیں کی نقل فقیر کو دکھائی۔ جو کہ ہمارے لئے بہت بڑا علمی سرمایہ ہے۔ کاش کہ ان کے سجادے یا صاحبزادے اُس تمام کو کسی اہل علم سے ترتیب دلوا کر اگر کتاب کی شکل میں شائع کر دیں تو علمی دنیا میں نئے باب کا اضافہ اور ملت اسلامیہ پر بہت بڑا احسان عظیم ہوگا۔ آپ جس سوچ اور فکر اور نظر عمیق کے مالک تھے اس سے فقیر راقم الحروف کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کے علاوہ بھی کچھ تصانیف مرتب کی ہوں گی۔ جن میں سے ایک کتاب جو سماع کے بارے میں ہے دوسری حضور غوث اعظم کے ۲۷ خطوط۔ مکتوبات غوثیہ کتابی شکل میں موجود ہونے کا علم ہوا ہے۔ اس طرح اور بھی امکان ہے۔ آپ کے دو فتوے ایک تو مرزائیوں

Marfat.com

کی اذان دینے سے متعلق دوسرا قادیانیوں کی طرف سے مسجد کا نام استعمال کرنے کے بارے ہے۔

یہ دونوں فتوے صوبہ سرحد کے معروف مدرسے اکوڑہ خٹک کے ماہنامہ الحق میں بھی چھپ چکے ہیں۔

آپ نے حکومت وقت کو اپنے فتوؤں کی بدولت قادیانیوں کو اذان دینے سے روکنے اور مسجد کا نام استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ جس پر حکومت وقت نے نہ صرف غور وفکر کیا بلکہ اس پر فوری عمل درآمد کرتے ہوئے ایک سرکاری سرکولر کے ذریعے حکم نامہ جاری کر دیا کہ آج کے بعد مرزائی قادیانی اذان نہیں دیں گے۔ اور نہ ہی اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دیں گے۔ بلکہ مرزائی مسجد کا نام استعمال کرنے کی بجائے اپنی عبادت گاہ کا نام بیت الحمد کے نام سے رکھیں گے۔

حضرت قمر المشائخ سے آپ کا تعلق ☆: آپ سال میں دو مرتبہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہاں عرسوں میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ان میں ۱۶/۱۵ شوال کے عرس میں خاص طور سے تشریف لا کر رونق محفل بنتے تھے۔ آپ حضرت قمر المشائخ کا دل سے احترام کرتے تھے اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت قمر المشائخ کا آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ فضل الرحمٰن صابری باقری علیہ الرحمۃ سے بھی ایک خاص تعلق تھا اسی طرح حضرت قمر المشائخ بھی آپ کو نہایت ہی عزت واحترام سے دیکھتے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔ اسی طرح آپ کبھی کبھی لنڈا بازار میں صوفی حبیب الرحمٰن چشتی نظامی جو کہ آج کل دھرم پورہ لاہور میں مقیم ہیں کے گھر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کے عرس میں شرکت فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دس ربیع الاول ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۹ راگست ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر ہوا۔ گیارہ ربیع الاول شریف بروز ہفتہ آپ کو خانقاہ چشت نگر لوہی بھیر فیض آباد سے رواۃ کی جانب جاتے ہوئے ہائی وے میں دفن کیا گیا۔ مزار پُرانوار خانقاہ چشت نگر لوہی بھیر ضلع اسلام آباد فیض آباد، رواۃ ہائی وے پر مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں ہر سال آپ کا سالانہ عرس مبارک مورخہ گیارہ، بارہ، تیرہ ربیع الاول شریف کو آپ کے منظور نظر خلیفہ ارشد جناب خلیفہ صوفی ارشد محمود چشتی صابری جو کہ آپ کے محرم راز اور دیرینہ خدام سے ہیں تمام عمر اپنے شیخ کے ساتھ اور ان کی اتباع میں گزاری۔ ان کی نگرانی میں نہ صرف عرس مبارک بلکہ سلسلہ عالیہ کے دیگر تمام معاملات بھی وہی بحسن وخوبی سرانجام دیتے ہیں۔

Marfat.com

ردیف د

حضرت خواجہ شیخ داؤد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مست الست نغمات بے ساز، در خلوت کنت کنزاً محرم راز۔ آثار ولایتش ظاہر برخاص وعام بے دلیل۔ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری بن حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ مقبول بارگاہ احدیت ہیں۔ آپ حضرت محبوب الٰہی شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔ آپ صاحب ولایت و صاحب کشف صاحب حال و کمال درویش تھے۔ آپ ریاضت ومجاہدہ میں بے نظیر زہد وتقویٰ میں بے مثال ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت محبوب الٰہی شیخ محمد صادق کے مرید وخلیفہ اور جانشین ہیں۔

سیرت وکردار ☆: محققین صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ صبح صادق سے دو پہر دن چڑھے تک ذکر جہر نفی واثبات اور اسم ذات میں مصروف رہتے تھے۔ سہ پہر کے وقت قیلولہ فرما کر نماز ظہر ادا فرماتے اور حجرے کے اندر تشریف لے جاتے اور نماز عصر تک شغل سہ پایہ اور سیر وجود میں مصروف رہتے تھے۔ عصر سے مغرب تک صلوٰۃ وسطیٰ کا شغل کرتے تھے۔ اور مغرب سے عشاء تک پیرو مرشد کی خدمت میں رہ کر علم لدنیہ کی تعلیم پاتے تھے۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر باوضو سر جانب شمال اور پاؤں جانب جنوب کر کے متقبل قبلہ ہوکر شہود مطلوب کے انتظار میں چند گھڑی لیٹ جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر وضو فرمانے کے بعد نماز تہجد ادا کر کے صبح تک ورزش شغل سہ پایہ میں مشغول رہتے تھے۔ بعض وقت آدھی رات کے وقت سے صبح تک ایک سانس لیتے تھے۔ شغل سہ پایہ جس میں ۹ دفعہ اسم ذات تسبیح کے ایک دانہ پر پڑھا جاتا ہے۔ آپ ایک سانس میں تین تسبیح پڑھ لیتے تھے۔ اس عالم میں آپ پر ہر وقت استغراق رہتا تھا۔

دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضری ☆: ایک مرتبہ آپ شغل سہ پایہ کرنے کے بعد مراقبہ میں تھے کہ آپ پر کیف بے خودی طاری ہوگئی دیکھا کہ آپ کا سینہ مبارک پھٹ گیا۔ اور اس

Marfat.com

میں سے عرش عظیم نکلا جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت شیخ محمد صادق علیہ الرحمۃ رونق افروز ہیں۔ سرور عالم ﷺ نے داؤد جی کا ہاتھ پکڑا اور تخت پر بٹھالیا وہاں پر آپ نے دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی کہ یہ نوجوان خلافت کبریٰ کے لائق ہے حضور ﷺ نے نور کی دو انگشتریاں دونوں کو عطا فرمائیں اور دونوں پیشواؤں نے حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچا دیں اور خلافت وکمالات نبوت اور ولایت مطلقہ مل جانے کی بشارت دی۔

کشف وکرامات ☆: جب بادشاہ اورنگ زیب ۱۰۶۸ھ میں تخت سلطنت پر برسر اقتدار آیا اس خاندان کے بعض دشمنوں نے بادشاہ سے کثرت سماع میں مشغولیت سماع کی شکایت کی۔ بادشاہ نے حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ کو دہلی بلوایا جس روز آپ گھر سے روانہ ہوئے عالمگیر بادشاہ نے دیکھا کہ حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ اس کے خلوت خانے میں رونق افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ درویشوں کو کیوں تکلیف دیتا ہے۔ بادشاہ یہ بات سن کر سکتہ میں رہ گیا۔ اور اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور شرمندہ ہوکر معافی چاہنے لگا۔ پھر بادشاہ نے اپنے ایک ایلچی کو تحفے تحائف نذرانے دے کر حضرت شیخ داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تاکہ حضرت واپس چلے جائیں میرے بلانے کے سبب تکلیف گوارا نہ کریں۔

حضرت داؤد بندگی نے جواب میں کہا کہ میں گھر سے روانہ ہو چکا ہوں اور اب میں اپنے پیران عظام حضرت خواجہ قطب الدین، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی علیہم الرضوان کے مزارات پر حاضری دیئے بغیر واپس نہیں آ سکتا۔

چنانچہ آپ نے دہلی پہنچ کر اپنے خواجگان کے مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھنے کے بعد واپس گنگوہ شریف کا قصد کیا اور باوجود بادشاہ کے بلانے کے آپ بادشاہ کے پاس نہیں گئے۔

کرامت ۲ ☆: ملا عبدالقوی جو بادشاہ کا مقرب خاص تھا ایک دن وہ بحث مباحثہ کے لئے حضرت شیخ داؤد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ بدعت راگ کو سننے کے لئے چشتیوں نے کون سی شرعی دلیل سے نکالی ہے۔ حضرت داؤد بندگی نے جواب میں فرمایا کہ اگر دلیل قالی چاہیے تو بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنیز سے سماع سنا جو کہ حدیث سے ثابت ہے۔

Marfat.com

اگر دلیل حالی چاہیے تو بیٹھو ابھی دیکھو آپ نے قوال بلائے اور انہوں نے سماع شروع کی۔
حضرت داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ پر حالت خاص طاری ہوگئی اور زبان مبارک سے یہ لفظ نکلا کہ تو جاہل ہے میرے سے دلیل طلب کرتا ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ ملا عبدالقوی کا تمام علم سلب ہو گیا۔
ملا عبدالقوی بے اختیار ہوکر حضرت کے قدموں پر گر گیا۔ اور معذرت شروع کی کہ آپ نے معاف فرمایا اور تمام علوم بدستور ملا عبدالقوی کو پھر یاد ہو گئے۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سے رخصت ہوکر تمام حال بادشاہ کو سنایا۔ بادشاہ کو از سر نو زیادہ اعتقاد پیدا ہو گیا۔ اور حضرت شیخ داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ کا خاص معتقد ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۶ شعبان المعظم ۹۵۰ھ کو ہوا مزار مبارک گنگوہ شریف ضلع انبالہ پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔۔

حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان العاشقین دلیل الکاملین، برہان الواصلین، حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نادر روزگار اولیائے کبار سے ہیں۔
آپ شیخ المشائخ عارف ربانی حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔
حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری مرید و خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین محمود تھانیسری کے تھے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہم الرحمتہ کے۔
آپ کے حالات مزید کسی کتاب میں دستیاب نہ ہیں اور نہ ہی تاریخ اور سن وصال اور مزار کی جگہ کے بارے میں کچھ علم نہ ہوسکا۔ جو کہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے سوئے ہوئے محققین کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔
بہرحال یہ بات کنفرم ہے کہ آپ کا وصال ۱۰ ویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا اور مزار پُر انوار لاہور ہی میں ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ درگاہی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام ربانی، قندیل نورانی، فیوض یزدانی حضرت شیخ درگاہی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گیارہویں صدی ہجری کے عظیم اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ کی دعا حاجتمندوں کے لئے اکسیر اعظم تھی اس لئے آپ کے دروازے پر مخلوق خدا کا ہجوم رہتا اور لوگ دعاؤں کے طالب ہوتے ہیں۔ آپ جامع التصرفات اور منبع فیوض و برکات و کمالات شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے مزار پُر انوار کے قریب ایک کنواں تھا جو کہ آپ کے مرید کی ملکیتی زمین میں تھا۔ اتفاق سے اُس مرید کے بیٹے کے جسم پر اس قسم کے پھوڑے نکل آئے جسے پنجابی زبان میں ''پانی واتی'' کہا جاتا ہے اس قسم کے پھوڑوں میں صرف پانی ہی ہوتا ہے۔ وہ زمیندار اپنے بیٹے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التجا کی حضور میرے بیٹے کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس مرض سے شفایابی کے لئے تمہارے کنویں کا پانی کافی ہے۔ اسے کنویں کے پانی سے نہلا دو یہ شفایاب ہو جائے گا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اللہ کریم سے دعا کی ہے کہ خارش کا جو بھی مریض اس کے پانی سے نہائے گا اللہ اس کو شفا عطا فرما دے گا۔ زمیندار نے حسب الحکم اپنے بیٹے کو کنویں کے پانی سے غسل کروایا تو اللہ کی مہربانی سے وہ تندرست ہو گیا۔ معروف ادیب اور ''لاہور میں اسلام کے سفیر'' کتاب کے مصنف جناب ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے لڑکپن کے زمانے میں اس کنویں کو دیکھا ہے جس کے ساتھ چند سقاوے بھی پڑے رہتے تھے۔ خارش کے مریض اس کنویں پر آ کر نہاتے تھے اور اللہ کی قدرت سے شفایاب ہو کر جاتے تھے اب وہ کنواں بند کروا کر ہینڈ پمپ لگا دیا گیا ہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ چراغ لاہوری قادری سے بھی خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۲۲ھ بمطابق ۱۷۱۰ء کو بعہد قطب الدین شاہ عالم اول کو ہوا۔ مزار پُر انوار چوک ہال روڈ مسجد کے قریب لاہور میں مرجع خاص و عام ہے جہاں حاضری دے کر آج بھی عقیدت مندان فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد دین غریب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجمع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات، جامع الصفات، اسم با مسمی حضرت مولانا محمد دین غریب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گنجینہ علوم ومعرفت ہیں۔ آپ کی ولادت موضع فتح آباد ضلع امرتسر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم فتح آباد میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۱۱ء میں آپ تلاش معاش کے لئے گھر سے نکلے اور امرتسر شریف لے آئے وہاں آپ ایک سکول میں بچوں کو تعلیم دینے پر مامور ہو گئے۔ امرتسر میں آپ نے حضرت مولانا محمد عالم آسی کے علم کا شہرہ سنا تو اکتساب علم کے لئے ان کے سامنے زانوے تلمذ طے کئے اور ظاہری علوم میں تکمیل حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کو باطنی علوم کی طلب اور تکمیل کی فکر ہوئی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شاہ محمد فاروق بن مولوی محمد حسن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابری علیہ الرحمۃ مرید وخلیفہ مجاز تھے حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری صاحب حقیقت گلزار صابری کے۔ مرشد کامل کی ایک ہی نگاہ ولایت نے کام تمام کر دیا۔ بعد ازاں تکمیل مجاہدات آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرما دیا۔ آپ نے امرتسر سے ایک ماہنامہ ''کشاف'' جاری کیا جو علم وادب کے ساتھ روحانیت کے مضامین پر مشتمل ہوتا تھا۔ دائمی جنتری کے موجد آپ ہی ہیں آپ نے ہی سب سے پہلے جاری کی ہے۔ شاعری میں خاص ملکہ رکھتے تھے مقام یہ تھا کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور علامہ حسنین میر کاشمیری کا شمار آپ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ ہر ماہ اپنے مرشد کامل کا عرس کرواتے جس میں محفل سماع ضرور ہوتی تھی۔ آپ کی وفات پر مولانا عرشی امرتسری غیر مقلد نے اپنے سہ ماہی رسالہ ''بلاغ'' امرتسر بابت ماہ جون جولائی اگست ۱۹۳۱ء میں طویل تعزیتی مضمون شائع کیا۔ اس کے علاوہ انہی مولانا عرشی غیر مقلد نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال بھی کہی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال محرم ۱۳۵۰ھ بمطابق ۳ جولائی بروز جمعۃ المبارک ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار امرتسر میں ہی مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ دیوان محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: بلبل چمنستان گلزار صابر کلیری، رہنمائے پیشوایاں، مقتدائے عارفاں حضرت خواجہ دیوان محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گنجینہ معرفت وتوحید ہیں۔ آپ کی پیدائش موضع کیتھاں تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں راجپوت قوم کے ایک فرد لالہ پوہلورام کے گھر میں ہوئی۔ لالہ پوہلورام قوم سے راجپوت اور زرگری کے پیشہ سے منسلک تھے۔ اولاد نرینہ کی دولت سے محروم تھا تین لڑکیاں خدا نے عطا کی ہوئی تھیں۔ لالہ پوہلو رام ہندو کے پڑوس میں ایک مسلمان جناب سلطان محمد خان ذیلدار (کیتھاں دوسوہہ) جو کہ حضرت بابا عبداللہ شاہ منڈھالی شریف والوں کے مرید تھے۔ ان کے گھر ہر ماہ گیارہ تاریخ کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے ختم شریف وعرس ہوتا تھا۔ ایک دن لالہ پوہلورام کی بیوی نے ذیلدار سلطان محمد خان کی بیوی سے پوچھا ''تم ہر ماہ اتنا کھانا کیوں پکاتی ہو۔'' انہوں نے جواب دیا کہ اس روز ہمارے بڑے پیر صاحب کا سالانہ عرس وختم شریف ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے گھر میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حاجات پوری کرتا ہے۔ لالہ پوہلورام کی بیوی نے سلطان محمد ذیلدار کی بیوی سے اجازت لے کر خود بھی ختم کرانا شروع کر دیا ایک دن صبح کے وقت ان کے گھر کے باہر ایک درویش آیا۔ لالہ پوہلورام کی بیوی نے اس درویش کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھا کر درویش نے دعا دی۔ اللہ کریم تمہاری مراد پوری کرے گا۔ خدا کے فضل وکرم سے اسی سال ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام والدین نے دیوان چندر کھا۔ جب نومولود بچے کو دودھ پلانے کا وقت آیا تو ماں نے دودھ پلانا چاہا تو آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ جس کے سبب آپ کے والدین پریشان ہو گئے۔ آپ کے پڑوس میں ایک مسلمان رحمت علی رنگریز کی والدہ کو جب معلوم ہوا کہ ہمارے پڑوسی کو خدا نے تین بیٹیوں کے بعد بیٹا دیا ہے تو وہ مبارک باد دینے کے لئے آئی تو آپ کی والدہ نے اس سے آپ کے دودھ نہ پینے کا ذکر کیا تو رحمت علی رنگریز کی والدہ نے آپ کو گود میں لے کر اپنی چھاتی سے آپ کو لگایا تو آپ نے اُس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ جب اُس نے آپ کو والدہ کی گود میں دیا اور آپ کی والدہ نے دودھ پلانا چاہا تو آپ نے دوبارہ بھی اپنی والدہ کی چھاتی سے دودھ نہیں پیا۔

Marfat.com

بالآخر رحمت علی رنگریز کی والدہ آپ کو دودھ پلانے کے لئے اپنے گھر لے گئی اور آپ نے ایک عرصہ تک اس مسلمان عورت کا دودھ پیا۔ مگر مشرک ماں کا دودھ نہیں پیا۔ آپ میں بچپن سے ہی مسلمانوں کی عادتیں موجود تھیں۔ ابھی سات برس کی عمر شریف تھی کہ آپ نے اپنے والدین سے چوری ماہ رمضان کے روزے رکھنے شروع کر دیئے والدین کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے بھی کچھ نہ کہا۔ اس لئے آپ کے والدین اچھی طرح اس بات کو سمجھتے تھے۔ یہ بچہ ایک مسلمان فقیر کی دعا سے پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا اسے وہی مذہب پسند ہے۔ ابھی آپ بالغ بھی نہ ہوئے تھے کہ والدین کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد آپ ذیلدار سلطان محمد خان کی زیر کفالت اسی کے گھر میں رہنے لگے۔ جب آپ کی عمر عزیز چودہ برس کی ہوئی تو آپ علی الاعلان مسلمان ہو گئے اور اپنا اسلامی نام محمد دیوان رکھ لیا۔

اس کے بعد سے آپ طلب حق میں نکلے اور کو بہ کو درویشوں کے پاس جانے لگے کہ کسی طرح کوئی ہادی رہنما مل جائے۔ اس سلسلہ میں آپ سب سے پہلے مائی بھاگن کے پاس میکریاں گئے۔ مائی صاحبہ نے آپ پر انتہائی شفقت فرمائی۔ جب آپ کی عمر عزیز ۱۷۔۱۶ برس کی ہوئی تو آپ اس سال رمضان کے روزے گھاس کھا کر رکھے۔ حتیٰ کے عید کے دن بھی آپ نے کھانے کی طرف رغبت نہیں کی۔ ذیلدار صاحب نے عرض کیا آج روزہ نہیں عید کا دن ہے کچھ کھا پی لو۔ آپ نے پانی پی لیا اور فرمایا کہ میں سر دے کر کھاؤں گا۔ ذیلدار نے یہ حکیمانہ بات سن کر آپ کو اپنے مرشد حضرت بابا عبداللہ منڈھیالی والوں کے پاس بھیجا۔ حضرت بابا جی نے آپ کو دیکھ کر فرمایا یہ لڑکا اب جس مقام پر ہے ہماری وہاں تک رسائی نہ ہے۔ آپ نے کئی درویشوں کے پاس حاضری دی لیکن مقصود حاصل نہ ہوا۔ مائی صاحبہ کے پاس دوبارہ گئے تو فرمایا کہ تم میرے بھائی حافظ کرم بخش صابریؔ کے پاس چلے جاؤ۔

بیعت و خلافت ☆: آپ مائی بھاگن کے حکم سے حضرت حافظ کرم بخش چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لئے درخواست کی تو حافظ صاحب نے پہلے تو عذر پیش کیا۔ مگر بعد میں آپ کو اپنے دست مبارک پر بیعت سے مشرف فرمایا۔ ان دنوں حافظ کرم بخش جھڑی بابا فرید میں چلہ فرما رہے تھے۔ بیعت کے بعد آپ کے مرشد آپ کو ہمراہ لے کر جھڑی بابا فرید میں دوبارہ آ گئے اور پانچ سال تک اپنے پاس بیٹھا کر مجاہدات کی تکمیل کروائی اس کے بعد خرقہ خلافت

Marfat.com

سے سرفراز فرما کر آپ کو حکم دیا کہ اب آپ اپنی جگہ واپس ہردوتھلہ چلے جائیں۔

آبائی علاقہ میں آمد اور سلسلہ عالیہ کی خدمت☆: مرشد کامل کا حکم ملتے ہی آپ واپس اپنے علاقہ ہردوتھلہ میں تشریف لے آئے۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تبلیغ و اشاعت اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسی جگہ پر بابا رستم علی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے جو کہ بعد میں آپ کے نامور خلیفہ ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ دور دور سے لوگ آتے اور فیض پا کر جاتے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت حافظ کرم بخش صابریؒ علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا۔ تو آپ پاکپتن شریف تشریف لے آئے اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران آپ نے بارہ برس تک ترک اناج کر دیا اور صرف ایک پیالہ لسی اور تھوڑی سی سبزی تناول فرماتے۔ انہی ایام میں بابا سوڑھی شاہ آپ کی خدمت میں رہ کر فیضاب ہوئے۔ آپ ہر سال تین جیٹھ کو اپنے پیر و مرشد حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کا عرس کرواتے اور چھ رجب کو حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک کرواتے تھے۔

اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں جب آخری مرتبہ عرس غریب نواز کے سلسلہ میں ڈھوگڑی تشریف لے گئے تو وہاں آپ کی طبیعت علیل ہو گئی تو آپ واپس ہردوتھلہ تشریف لے آئے۔

تعلیمات وارشادات☆: آپ فرماتے ہیں کہ والدین کو تو اپنے بچوں کی جسمانی تربیت کا خیال ہوتا ہے۔ مگر شیخ اپنے مریدین کو رب العالمین کے دربار اقدس میں رسائی کا خواہاں ہوتا ہے۔ آپ کے اس ارشاد سے مرشد کی والدین پر فضیلت واضح ہوتی ہے۔ (نمبر۲) آپ فرماتے ہیں کہ اگر مرید پیر کے حکم کا پابند رہا تو حلال ہو گیا۔ ورنہ حرام۔ (نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ کسی امیر کے گھر جاؤ تو وہ خیال کرتا ہے کہ کچھ مانگنے آیا ہے۔ اگر غریب کے گھر جاؤ تو وہ خیال کرتا ہے کہ دھن بھاگ کہ اس کے گھر درویش کا قدم آیا ہے۔ (نمبر۴) آپ فرماتے ہیں کہ دل کے اندر غیر کو آنے نہ دے۔ دل سے باہر یار کو جانے نہ دے۔ (نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ وہ طلب ناقص ہے جو بے حاصل کی بنا پر جاتی رہے۔ ''اولکیاں نئیں جھڑ یا ٹٹ گئیاں'' (نمبر۶) آپ ارشاد فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ فقیری دنیا کے ہر کام سے مشکل ہے خال خال ہی منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ (نمبر ۷) آپ فرماتے ہیں کہ ''جیہڑا ابن بیٹھا اوس کی کھٹنا اے'' (نمبر ۸) آپ فرماتے ہیں کہ داماں والے ہی گھوڑی خریدن گے خالی ہتھاں والیاں نوں کون لئی بیٹھا ہے۔ (نمبر ۹) آپ فرماتے ہیں کہ برتاوا اگر تین دن تک بھی کھانا برتا رہے۔ پھر بھی اپنا ہاتھ منہ کی طرف نہ لے کر جائے۔ (نمبر ۱۰) آپ فرماتے ہیں کہ نام کا نشہ ہونا چاہیے۔ باقی نشہ بسب علت ہے۔

نام خماری نانکا چڑھی رہے دن رین

وصال باکمال ☆: چند روز علیل رہنے کے بعد ۲۰ رمضان المبارک کو آپ نے کلام کرنا ترک کر دیا۔ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار موضع ہردوتھلہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔
آپ کے بعد آپ کے مرید خاص وخلیفہ بابا رستم علی صابری ہی آپ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت میاں دولت علی چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف ابن عارف، کامل ابن کامل، پیکر علم وعرفان، شمع رشد و ہدایت حضرت میاں دولت علی چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔
آپ کی ولادت باسعادت ہوشیار پور انڈیا میں ولی کامل غوث فرمان حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ ہوشیارپوری کے گھر ہوئی۔
آپ غوث زماں حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابریؒ علیہ الرحمتہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں جس وقت آپ کے والد گرامی کا وصال باکمال ہوا تو آپ کی عمر عزیز صرف ۹ برس تھی۔
ابھی آپ عہد طفولیت میں ہی تھے کہ آپ عارضۂ چیچک میں مبتلا ہو گئے جس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جس کے سبب آپ کی والدہ ماجدہ بہت متفکر اور پریشان رہنے لگی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ کرم بخش صابرؔی علیہ الرحمۃ سے اہلیہ محترمہ کی یہ پریشانی اور غمگین حالت نہ دیکھی گئی تو فرمایا کہ پریشان کیوں ہوتی ہو۔ ہم دوائی بنا رہتے ہیں۔ جس سے اس کی آنکھوں کی بصارت ٹھیک ہو جائے گی۔ حضرت خواجہ کرم بخش صابرؔی علیہ الرحمۃ نے ایک عدد زرد کوڑی لے کر اُس کی دوائی تیار کی اور آنکھوں میں ڈالنے کے لئے کہا۔ چنانچہ حسب الارشاد پہلے ایک آنکھ میں دوائی ڈالی گئی اور باقی پڑیا سنبھال کر کہیں رکھ دی۔ دوسرے دن دوسری آنکھ میں دوائی ڈالنے کے لئے پڑیاں تلاش کی گئی مگر ہزار مرتبہ ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی۔ پورے گھر میں پڑیا کا نام ونشان تک نہ تھا۔

جس آنکھ میں دوائی ڈالی گئی تھی اس کی بینائی واپس آ گئی اور نظر بالکل درست ہوگئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ کرم بخش صابرؔی علیہ الرحمۃ سے اس کے بعد کئی مرتبہ عرض کیا وہ تو گم ہوگئی لہٰذا اور نئی دوا پیش کر تیار کر دیں مگر حضرت خواجہ کرم بخش صابرؔی علیہ الرحمۃ نے ان کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا۔ جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا ایک ہی آنکھ کافی ہے۔

گھریلو معاشی حالات زندگی ☆: آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کا جب وصال ہوا تو آپ کی عمر صرف ۹ برس تھی۔ اس لئے آپ نے رنگریزی کا فن حاصل نہیں کیا تھا۔ آپ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ میاں فخر الدین صابرؔی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ریلوے میں ملازم ہوگئے۔ جب آپ جوان ہوئے تو بڑے بھائی میاں فخر الدین نے آپ کو بھی ریلوے میں سرکاری ملازم کرا دیا۔ ملازمت کے دوران ہی آپ کی شادی جالندھر کے ایک مغل گھرانے میں ہوگئی۔ جس سے آپ کے دو صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے حضرت میاں غلام مصطفیٰ اور دوسرے صاحبزادے غلام مرتضیٰ پیدا ہوئے۔ جس میں سے آپ کے صاحبزادے غلام مرتضیٰ شیر خواری کے عالم میں ہی تھے کہ آپ کی اہلیہ محترمہ وصال کر گئیں۔ اس کے بعد آپ نے دوسری شادی نہیں کی بلکہ تمام عمر تجرد میں گزاری۔ بڑے صاحبزادے میاں غلام مصطفیٰ ہمہ وقت آپ کے ساتھ رہتے اور دوسرے صاحبزادے اپنی پھوپھی صاحبہ کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے۔

دنیا داری سے بے نیازی ☆: اہلیہ محترمہ کے وصال کے بعد آپ کا دل ملازمت سے اُچاٹ ہوگیا۔ اس لئے آپ نے کچھ عرصہ بعد ملازمت ترک کر دی اور اپنے علاقے ہوشیار پور

Marfat.com

تشریف لے آئے۔ آپ کے والد گرامی کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری ہردوتھلہ والے اپنے مرشد زادوں کا بے حد احترام کرتے اور خیال رکھتے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں فخرالدین صابری تو ملازمت سے بدستور وابستہ رہے مگر چونکہ آپ نے ملازمت کو خیر باد کہہ دیا تھا اور دنیاوی علائق سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ مگر حضرت خواجہ محمد دیوان کی کوشش تھی کہ آپ ملازمت نہیں کرتے تو کم از کم اپنا کاروبار ہی کرلیں۔ اس کے لئے انہوں نے کمیٹی بازار ہوشیار پور میں آپ کو مٹی کے برتنوں کی دکان کھول کردے دی آپ نے کچھ عرصہ تو دکانداری کی مگر چونکہ طبیعت آزاد خیال اور یادِ حق اور طلب حق کی متلاشی تھی اس لئے کچھ عرصے کے بعد دکان بھی ختم کردی اور یادِ حق میں مشغول ہو گئے۔ جب حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہو گیا تو آپ نے مکمل طور پر درویشی اختیار کرلی۔ اور ان کے اتباع میں لباس تو پہلے ہی صابری رنگ کا پہنا کرتے تھے مگر بعد میں ان کی طرح نعلین چوبی بھی پہننے لگے۔ اور چارپائی پر سونا ترک کردیا۔ ہمیشہ زمین پر ہی سوتے اور زمین پر ہی بیٹھتے تھے۔ آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے غلام مصطفیٰ کو اپنے بھائی جناب فضل محمد گھڑی ساز مرحوم کے پاس گھڑی سازی کا فن سیکھنے کے لئے چھوڑ دیا اور خود زیادہ وقت دربار ہردوتھلہ شریف میں گزارنے لگے۔ اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ یہاں تک کہ آپ نے حقہ نوشی بھی ترک کردی۔ گوشت کا ستعمال بھی بہت کم کردیا۔ لہسن کا استعمال قطعاً پسند نہ فرماتے تھے۔ ہمیشہ سادہ غذا اور کم کھانے پر اکتفا فرماتے تھے۔

ہجرت ☆: برصغیر کی تقسیم کے بعد آپ پاکستان کے شہر گوجرانوالہ میں تشریف لاکر قیام پذیر ہوئے اور آپ کے صاحبزادے غلام مصطفیٰ صاحب رفیق واچ کمپنی فیصل آباد میں ملازم ہو گئے اور فیصل آباد میں ہی سکونت اختیار کرلی۔ جب آپ گوجرانوالہ میں کچھ عرصہ قیام کر وہاں سے قلعہ دیدار سنگھ تشریف لے گئے مگر طبیعت کو وہاں پر بھی قرار نہ آیا تو وہاں سے فیصل آباد تشریف لے آئے۔ وہاں غلام محمد آباد کالونی کوارٹر نمبر ۴۴۷ میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور وہاں پر ہر سال ۲۱ چیت کو باقاعدگی کے ساتھ عرس خواجگان چشت اہل بہشت حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابری اور حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہم الرحمۃ کا عرس کراتے رہے۔

Marfat.com

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۵ رمضان المبارک بروز جمعرات ڈیڑھ بجے دن ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۶۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار چوہڑ ماجرا برلب سڑک نڑوالا بنگلہ فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادگان حضرت میاں غلام مصطفیٰ آپ کے جانشین ہیں۔

حضرت راجہ دوست محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فنا فی الشیخ عالی مرتبت حضرت راجہ دوست محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی مرید اور خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ موضع گڈاری ضلع جہلم کے رہنے والے اور ایک متمول خاندان سے متعلقہ ہیں۔ والی کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کی بارگاہ میں تشریف لائے ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عرصہ دراز تک گھر والوں سے قطع تعلق کر کے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔

عبادت وریاضت میں انتہا درجہ کو پہنچے اور حضرت سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کے سچے عاشق اور دیوانے تھے۔ ایک پل بھی مرشد کے بغیر گزرنا ان کے تصور میں نہ تھا۔ مرشد کامل بھی اپنے اس مرید سے خصوصی شفقت ومحبت فرماتے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کے سینہ بے کینہ کو نور سے بھر کر فیض بار کیا کہ گکھڑ قوم کے اس فرزند کو دین ودنیا کی دولت سے مالا مال کر کے اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ آپ کا وصال باکمال موضع گڈاری ضلع جہلم جو آپ کا آبائی علاقہ ہے میں ہوا۔ وہیں آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص وعام ہے۔ غالباً چودھویں صدی ہجری اول زمانہ میں آپ کا وصال ہوا۔

Marfat.com

ردیف ذ

حضرت مولانا سید محمد المعروف ذوقی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، صوفی باصفا، صاحب ذوق مستی، حضرت مولانا ذوقی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اور صاحب دل و صاحب حال ہیں۔ آپ کا اصلی نام سید محمد ہے لیکن وفور ذوق وشوق اور جذبہ للّٰہیت کی وجہ سے آپ کے شیخ حضرت شاہ وارحسن کوڑہ جہاں آبادی علیہ الرحمۃ نے آپ کو لقب ذوقی سے ملقب فرمایا اور ذوقی شاہ کے نام سے مشہور اور معروف ہوئے۔

آپ کا شمار عصر حاضر کے ان مشائخ میں ہوتا ہے جو علوم اسلامیہ کے ساتھ علوم جدیدہ کے بھی حامل تھے۔ آپ علی گڑھ یونیورسٹی سے گریجویٹ ہونے کی حیثیت سے عصر حاضر کے جملہ امور وامراض سے بخوبی آگاہ تھے۔ اور تمدن جدید کے زبردست نقاد تھے۔ آپ نے ابتداء میں جرنلزم کا فن اختیار کیا اور بیعت سے قبل صحافت کی دنیا میں بہت بڑا مقام حاصل کیا۔ آپ کے رفقائے کار میں علامہ سر محمد اقبال، قلندر لاہوری، سر عبدالقادر، جسٹس شاہ دین، چوہدری خوشی محمد ناظر، حکیم اجمیل خان، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، نواب وقار الملک اکبر آبادی اور نواب محسن الملک جیسے درخشندہ ستارے شامل ہیں۔ لاہور میں پیسہ اخبار میں کام کرنے کے علاوہ صوبہ سندھ میں آپ انگریزی ہفتہ وار رسالہ الحق شائع کرتے تھے۔ جو انگریز کے جابرانہ دور کے باوجود حق وانصاف حق گوئی اور حق بیانی میں اس قدر مشہور ہو چکا تھا۔ کہ خود انگریزی حکام کے حلقوں میں بھی مقبول ہو چکا تھا۔ اور انگریزی پر نکتہ چینی ہونے کے باوجود انگریز اُسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

لیکن آپ کے قلب میں عشق الٰہی کا جو طوفان موجزن تھا۔ وہ آپ کو کوچہ صحافت سے نکال کر کشاں کشاں کوچہ عشق ومعرفت میں لے آیا۔ حق تعالیٰ کے لطف وکرم سے آپ کو خواب میں شیخ کامل کی زیارت کرادی گئی۔ اس کے بعد چند ماہ تک آپ شیخ کی تلاش میں پریشان حال رہے بالآخر شیخ کامل سے ملاقات ہوگئی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت مولانا شاہ وارث حسن کوڑہ جہاں آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقۂ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ مولانا

Marfat.com

وارث حسن حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔

سیرت و کردار☆: آپ رات دن ذکر و فکر عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہتے اور اپنی خداداد صلاحیت و قابلیت کی بنا پر چند سالوں میں سلوک کی تمام منازل طے کر کے فنافی اللہ اور بقا باللہ کے مقامات حاصل کئے اور تادم وصال فریضہ رشد و ہدایت خلق خدا میں پوری تندہی اور جانفشانی سے متمکن رہے۔ آپ کے فیض صحبت سے حضرت شہید اللہ فریدی جیسی روزگار زمانہ شخصیات اور جلیل القدر اولیاء اللہ وجود میں آئے۔ چونکہ برصغیر پاک و ہند چشتیوں کا ورثہ ہے۔ اس لئے تحریک پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناح کو آپ کی ظاہری و باطنی پشت پناہی حاصل رہی ہے۔ حقائق و معارف بیان کرنے میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ اور آپ کی تصانیف ایمان، اسلام اور احسان کے فیضان سے لبریز ہیں۔

آپ کی تصانیف☆: آپ ایک پائے کے مستند عالم اور چوٹی کے لکھاری تھے زمانہ قدیم تا جدید علوم قدیمیہ و جدیدہ پر مکمل مہارت و دسترس آپ کو حاصل تھی۔ آپ نے اہل اسلام اور بالخصوص اہل تصوف کے لئے چند کتابیں چھوڑی ہیں جن کی یاد قیامت قائم رہے گی۔ ان میں آپ کی ایک کتاب ''سرِ دبراں'' دوسری کتاب ''بادۂ و ساغر'' تیسری کتاب ''تربیت العشاق'' چوتھی کتاب ''مضامین ذوقی'' اردو انگریزی پانچویں کتاب ''برزخ'' چھٹی کتاب ''کتب سماوی پر ایک نظر'' ساتویں کتاب ''نیوسہ چلائٹ آن ویدک ایرینز'' آٹھویں کتاب ''القا، الہام، وحی'' نویں کتاب ''رسالہ صوفی ازم'' وغیرہ شامل ہیں جن کی آج کے دور میں قدر و منزلت اہل علم ہی جان سکتے ہیں۔

شانِ استغنا☆: ایک مرتبہ ریاست دکن کے وزیراعظم مہاراجہ سری کرشن پرشاد نے آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تو آپ نے اس کے خط کی پشت پر لکھ دیا کہ ہمارے ملنے کا وقت صبح ۱۰ بجے سے بارہ بجے دن تک ہے۔ اس کے بعد وہ خود آپ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور وظائف و اوراد طلب کئے تو آپ نے اس کو اوراد و وظائف دے کر بے نیازی سے رخصت کر دیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال سن اور تاریخ کا علم نہ ہوسکا کو سفر حج کے دوران یوم عرفہ بحالت احرام میدان عرفات میں ہوا۔ وہیں مرقد منورہ واقع ہے۔

Marfat.com

ردیف ر

حضرت شیخ رکن الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، فنافی اللہ بقا باللہ، آیت من آیت اللہ، ولی مادر زاد جگر گوشہ شیخ گنگوہی قطب العالم حضرت شیخ رکن الدین چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ دریائے بحر بے کنار ہیں۔ آپ قطب العالم، مجدد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور مادر زاد ولی اور صاحب کشف و کرامات ہیں۔ آپ کی ابتدائی تربیت اپنے والد گرامی کے ہاتھوں ہی ہوئی اور بعد ازاں قابل ترین اساتذہ کرام سے علوم دینیہ کی تحصیل سے فراغت پا کر اپنے عظیم والد گرامی کے سلسلہ طریقت سے وابستہ ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کے بارے قطب عالم کا فرمان ☆: آپ کے والد گرامی حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قیامت والے دن اگر خدا مجھ سے پوچھے گا کہ عبدالقدوس دنیا سے میرے واسطے کیا لے کر آیا ہے تو میں حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کو اور دوسرے ہاتھ میں شیخ رکن الدین کو پیش کر کے کہہ دوں گا اے اللہ یہ تیرے واسطے لایا ہوں۔

بھری محفل سے اچانک غائب ہونا پھر آ جانا ☆: ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ شریف میں محفل سماع ہو رہی تھی کہ آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی، عین وجد کی حالت میں آپ سب کے سامنے نظروں سے اوجھل ہو گئے اور کچھ دیر حاضرین کی نظر میں ماسوائے آپ کے خالی پیراہن رقص کناں کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

Marfat.com

آپ کی علمی خدمات ☆: ''لطائف قدوسی'' اور ''مجمع البحرین'' جن میں حقائق ودقائق ذات وصفات درج ہیں۔ یہ دونوں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم شوال بروز عید الفطر ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۶۳ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار والد گرامی کے پہلو گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد روشن لقب بے ریا چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: کلید مخزن ذوالجلال، متصرف ہمہ اسماء وافعال، ہادی سالکان صراط مستقیم حضرت شیخ محمد روشن لقب بے ریا چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قبلۂ اہل تحقیق ومعرفت ہیں۔
آپ کی ولادت قصبہ ستی کے تعلقہ نوہار وریاست پٹیالہ میں ہوئی اور یہی آپ کا آبائی وطن ہے۔
آپ انتہائی صاف گو شخصیت کے مالک تھے اور کوئی بات ریا کی آپ سے سرزد نہیں ہوتی تھی۔
اس وجہ سے آپ کو ''بے ریا'' کے لقب سے پکارا اور لکھا جاتا ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روح رواں ہیں آپ کی وجہ سے سلسلہ کو کافی دوام ملا دور دور تک آپ کے خلفائے نامدار نے سلسلہ کے کام کو عروج کمال تک پہنچایا۔
آپ حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں اور وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شاہ میراں جی بھیکھ کے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کے آخر میں چھ رمضان المبارک کو ہوا۔
مزار پُرانوار بہلول پور شریف ضلع لدھیانہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرشد کامل کے ہمراہ مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت بابا رحمت اللہ شاہ المعروف فقیر لال بادشاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : آئینہ جلال و جمال حقانی، حضرت پیر سید رحمت اللہ شاہ المعروف فقیر لال بادشاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم عارف کامل اور مجذوب فقیر ہوئے ہیں۔ بزرگی اور ولایت کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے عیاں تھے۔ عرصہ دراز تک حضور مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں چلہ کشی اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ آپ کا وصال با کمال گیارہ ربیع الاول ۱۳۴۹ بمطابق ۱۹۳۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار باغ کلیر شریف کے جنوبی کونے کلیر شریف یوپی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت ماسٹر رحیم بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : پیشوائے ارباب طریقت، واقف اسرار و رموز حقیقت، واصل باللہ حضرت ماسٹر رحیم بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ زمانہ میں یکتائے روزگار ہیں۔ آپ حضرت بابا شیخ عمر بخش ناصری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے بڑے فرزندار جمند اور ان کے جانشین ہوئے ہیں۔ آپ کا شمار جالندھر شہر کی مشہور و معروف اور صاحب ذوق اور اہل دل اہل علم حضرات میں ہوتا ہے۔ بڑے بڑے صاحب علم صاحب ذوق حضرات اور ادبا کی مجالس میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ نے ظاہری و باطنی فیضان اپنے والد گرامی قدر جناب حضرت شیخ عمر بخش ناصر چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ اور بڑے ہی اچھے انداز میں تصوف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ قادریہ سلسلہ میں حضرت میراں شاہ آف دوسوہہ ضلع ہوشیار پور والوں کے مرید و خلیفہ تھے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد سے فیضان حاصل کیا اور حضرت مولانا نواب الدین سنگوہی چشتی صابری جو کہ حضرت مولانا سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے کہ دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال با کمال ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۹۴۱ء میں ہوا۔ مزار پُر انوار جالندھر میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت منشی رضی الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: شمع قصر ہدایت، صاحب کشف و کرامات، ہمائے آشیانہ تفرید حضرت منشی رضی الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ معدن گنجینہ علوم لدنی ہیں۔آپ شیخ العرب والعجم حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین مراد آباد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز ہیں۔آپ شب و روز اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر رہ کر عبادت و ریاضت میں مصروف اور مجاہدہ و سلوک کی منازل طے فرماتے رہے۔اپنے مرشد سے خصوصی عشق اور تعلق خاص تھا۔مرشد کامل بھی آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔آپ کے مرشد نے آپ کے ذمہ مریدین کے خطوط کے جواب لکھنے کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی۔اس کے علاوہ دیگر تحریرات بھی آپ ہی رقم فرماتے تھے۔اسی بنا پر آپ کو منشی جی کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا ہے آپ نہایت متقی و پرہیزگار پابند صوم وصلوٰۃ اور عبادت و ریاضت اخلاق و کردار میں بلند مقام رکھتے تھے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء کو ہوا مزار پُرانوار مراد آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام ربانی، عارف لاثانی، قندیل نورانی، ساقی خمخانہ اسرار، سرشار بادۂ خمار، ساکنان بحری و بری، گوہر دریائے فضل و کمال، قطب یگانہ، عارف زمانہ، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری بمطابق ۱۸۷۶ عیسوی ماہ محرم الحرام بروز جمعتہ المبارک موضع ببر کی تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک نیک سیرت اور خدا ترس بزرگ جناب ملک محمد نور کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد اور والد گرامی کا تعلق ایک زمیندار خاندان اور قبیلہ سے تھا۔آپ کے والدین کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔گھر میں خدا کا دیا مال دنیا کافی موجود تھا مگر اولاد نہ ہونے کے سبب آپ کی والدہ

Marfat.com

عموماً غمگین رہتی تھیں۔ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ چشمے پر پانی بھرنے کے لئے گئیں تو چشمے پر قدرت خداوندی کے عجیب وغریب نظارے دیکھ کر اچانک دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جس خدا نے کائنات میں یہ رنگ و بو بھرے ہیں۔زمین کو سرسبز و شاداب کیا ہے وہ خدا اگر چاہے تو میری گود بھی بھر سکتا ہے۔اسی خیال میں رنجیدہ کھڑی تھیں کہ یکا یک تین نورانی چہروں والے بزرگ ان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ان میں سے ایک حضرت محبوب سبحانی الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی دوسرے سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری تیسرے بزرگ سلطان الاولیاء ختم اللہ الارواح حضرت سیّدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔

ان حضرات نے آپ کی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ کیوں رنجیدۂ خاطر کھڑی ہو۔

حضرت غریب نواز معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا پوچھنا تھا کہ آپ کی والدہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلیں اور زار و قطار رونے لگیں چونکہ حضور غریب نواز اس راز سے واقف تھے کہ کیوں رو رہی ہیں۔آپ نے اپنے دست مبارک سے گلاب کا ایک پھول آپ کی والدہ ماجدہ کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا اسے کھا لو۔اور خوشخبری سنائی کہ خداوند قدوس تجھے ایسا بیٹا دے گا جو اس پھول کی طرح کھلے گا۔اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کو دعاؤں سے نوازنے کے بعد تینوں بزرگ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔پھر خدا کے فضل و کرم اور ان بزرگوں کی دعاؤں اور دی ہوئی بشارت سے بروز جمعۃ المبارک ماہ محرم الحرام ۱۸۷۶ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔آپ کی ولادت پر نہ صرف والدین بلکہ پورے خاندان و قبیلہ کے لوگ خوش تھے۔آنے والا جو بھی آپ کے چہرہ انور کو دیکھتا تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ بچہ دست قدرت کا شاہکار ہے۔آپ کو خداوند قدوس نے ظاہری حسن و جمال سے تو خوب ہی نوازا تھا۔مگر آپ کے چہرہ پر جو انوار و تجلیات تھے وہ اس بات کی نوید سنا رہے تھے کہ یہ بچہ آنے والے وقتوں میں آفتاب ولایت اور مظہر نور خدا بن کر چمکے گا۔دیکھنے والا نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔بچپن ہی میں ولایت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف گزرا اسی طرح آپ کے والدین کریمین نے بھی آپ کی پرورش عام بچوں سے مختلف انداز میں کی اور آپ کی تعلیم و تربیت کا خصوصی خیال رکھا۔

ابھی آپ کی عمر عزیز تین سال کی تھی کہ آپ کے والد گرامی کو خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا اور وہ آپ کو

Marfat.com

داغ مفارقت دیکر خالق و مالک سے جا ملے۔
والدگرامی کے انتقال کے بعد آپ کی تربیت وتعلیم اور دیکھ بھال کا تمام تر بوجھ آپ کی والدہ محترمہ کے کاندھوں پر پڑ گیا۔ جس کو انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا اور آپ کی پرورش تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی جب آپ کی عمر عزیز سال کی ہوئی تو باقاعدہ طور پر مکتب میں داخل ہو کر قرآن پاک اور دینی تعلیم پر پوری توجہ دیکر کم عمری میں ہی آپ نے دین اسلام کی بنیادی تعلیم مکمل کر لی تھی۔

آپ کا بچپن اور اس کے معمولات☆: بچپن میں دینی علوم کے حصول کے ساتھ آپ اپنے گھر بار کا کام خود کرتے تھے والدگرامی کے ترکہ میں جو زمین ملی تھی اس کی کاشت خود فرماتے آپ کے والدگرامی کا چھوڑا ہوا بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بھی تھا جسے آپ خود چرانے کے لئے لے جاتے اور ان کی دیکھ بھال خود فرماتے تھے۔ آپ کو ان بھیڑ بکریوں سے بہت پیار تھا۔
جب آپ ان کو آبادی سے دور جنگل میں چرانے لے جاتے تو آپ بذات خود ایک طرف بیٹھ کر یاد خدا میں مشغول ہو جاتے اور اپنا تمام فارغ وقت عبادت وریاضت میں گزار دیتے تھے۔

بچپن میں ہی کرامات کا ظہور☆: چونکہ آپ مادری ولی تھے اور بچپن سے ہی یاد خدا میں مستغرق رہنے لگے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ سے بچپن میں ہی کرامات کا ظہور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ دیگر کرامات کے علاوہ آپ کے بچپن کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ جب کبھی گاؤں میں کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو آپ اپنے کمبل میں سے دھاگے نکال کر اُس بیمار کے گلے میں باندھ دیتے تھے تو وہ بیمار تندرست ہو جاتا تھا۔ آپ کی یہ کرامت اس قدر مشہور ہوگئی کہ لوگ دور دور سے آنا شروع ہو گئے اور آپ کے اس عمل سے ہزاروں مریض شفایاب ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ کو خداوند کریم نے ظاہری اور باطنی حسن و جمال سے اس قدر نوازا تھا کہ بڑے سے بڑے منصب والا شخص بھی نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ آپ ہمہ وقت جمال خداوندی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے۔ تنہائی اور خلوت میں زیادہ وقت گزارتے۔ عبادت

Marfat.com

ریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ زہد و تقویٰ، ورع علم و عرفان آپ کی میراث تھی فقر و فاقہ تجرد آپ کا خاصہ تھا۔ گھر میں دنیا کی تمام اسائشیں موجود ہونے کے باوجود آپ نے کبھی بھی دنیا کی طرف نظر بھی کر کے نہیں دیکھا۔ ہر وقت یاد خدا اور فکر آخرت میں مگن رہتے۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آنے والے سائل کو کبھی اپنے در سے خالی نہیں بھیجا۔ آپ نے سائل کو نہ کبھی جھڑکا اور نہ ہی کبھی مایوس لوٹایا۔

لنگر اس قدر وسیع اور دراز تھا کہ آپ کے دروازے سے آنے والے ہر خاص و عام کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ دنیاوی اسباب پر کبھی بھروسہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ آپ کے عقیدت مندان و مریدین اگر کچھ تحائف یا نذرانہ پیش کرتے تو آپ اسی وقت غربا میں تقسیم فرما دیتے یا لنگر میں ڈال دیتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی صبر و رضا کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ شریعت و طریقت کے آداب کا خصوصی خیال رکھتے اور حقیقت و معرفت کے سمندر میں ہمہ وقت غوطہ زن رہتے تھے۔

والدہ ماجدہ کا وصال اور فوج کی ملازمت ☆: جب آپ کی عمر عزیز اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو داغ مفارقت دیکر مالک حقیقی سے جا ملیں۔ تو آپ دنیا میں اکیلے رہ گئے اور ہر وقت والدہ محترمہ کی جدائی کا صدمہ آپ کے دل میں رہنے لگا۔ چونکہ آپ کو اپنی والدہ سے بہت پیار تھا اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت عبادت سمجھ کر کرتے تھے۔ والدہ کی رحلت کے بعد آپ کو تنہائی محسوس ہونے لگی تو آپ نے اپنا گھر بار اور گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور انگریز گورنمنٹ کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ فوج میں بھرتی کے بعد آپ پلٹن کے ہمراہ برما چلے گئے اور وہاں پر نوکری شروع کر دی۔ مگر دوران ملازمت حالت یہ تھی کہ پوری رات شب بیداری اور یاد خدا میں مستغرق رہتے اور صبح کو پھر ملازمت بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بڑے پر تپاک طریقے سے کرتے اس دوران نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے پلٹن کے ساتھی آپ کی اس کیفیت پر حیران ششدہ تھے۔

آپ کے چہرہ پر برسنے والے انوار و تجلیات کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا گرویدہ ہو کر رہ جاتا۔ آپ کے ساتھی آپ سے انتہائی درجہ عقیدت رکھتے تھے اسی وجہ سے وہ پلٹن میں آپ کا کام بھی خود کر کے فخر و سعادت محسوس کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی پلٹن کا فوجی کمانڈر بھی آپ سے کوئی کام لینا پسند نہ کرتا تھا یہ

Marfat.com

سلسلہ سالہا سال تک جاری رہا۔آپ فارغ وقت میں ایک باغ کے اندر مصروف عبادت رہتے تھے۔
ایک دن آپ اسی طرح عبادت میں مصروف تھے کہ اچانک اس جگہ پر حضرت خواجہ خواجگان حامی بیکساں، عطائے سول ہندالولی حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفس نفیس آپ کے پاس جلوہ گر ہوئے۔ جب آپ کی نگاہ حضور غریب نواز پر پڑی تو فوراً قدموں میں گر کر رونے لگے حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو اٹھا کر گلے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تمہیں خدا نے یونہی بیکار بیٹھنے کو نہیں پیدا فرمایا۔ہم نے تو تم سے بہت سے کام لینے ہیں اس کے بعد حضور غریب نواز نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور نظروں سے اوجھل ہوگئے۔
آپ اس کرم اور عطا پر بہت خوش مگر اس کے ساتھ ساتھ حیران و پریشان بھی ہوئے کہ بالآخر یہ معاملہ اور ماجرا کیا ہے مشیت خداوندی کیا ہے۔آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔بس حضرت خواجہ غریب نواز کا فرمان اور جملہ ذہن پر دستک دے رہا تھا کہ خدا نے تمہیں یونہی بیکار بیٹھنے کے لئے نہیں پیدا فرمایا بلکہ ہم نے تم سے بہت کام لینے ہیں۔دوسرے دن آپ نے اپنا استعفیٰ لکھا اور اپنے افسر کے پاس پیش کر کے فرمایا کہ میں ملازمت چھوڑنا چاہتا ہوں لہٰذا میرا استعفیٰ منظور کیا جائے۔
آپ کی بات سن کر انگریز افسر نے آپ کا استعفیٰ منظور کرنے سے انکار کر دیا۔آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنے رجسٹر میں دیکھو میرا نام تمہارے ملازموں میں ہے یا نہیں۔ جب انگریز افسر نے رجسٹر کھول کر آپ کا نام تلاش کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کا نام رجسٹر میں ہے ہی نہیں جبکہ آپ کی سروس کو ۱۰ سال ہر چکے تھے اور دس سال روزانہ حاضری بھی لگتی رہی ہر ماہ تنخواہ بھی دی جاتی رہی مگر اب رجسٹر سے آپ کا نام غائب تھا جس کی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ جب میرا نام تمہاری پلٹن اور فوج کی نوکری میں ہے ہی نہیں کو پھر ہمیں جانے سے کون رک سکتا ہے بالآخر آپ نے فوراً فوج کی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور وہاں سے اپنی منزل کی جانب چل دیئے۔

اجمیر شریف میں حاضری ☆: برما سے فوج کی نوکری چھوڑ کر آپ براستہ کلکتہ اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ خواجگان فخر کون مکان عطائے رسول حضرت سیّد محمد معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے۔اجمیر شریف کی حاضری کے موقع پر آپ کی طبیعت میں

Marfat.com

اس قدر اضطراب و ہیجان پیدا ہوا کہ جذب کی وجہ سے آپ پر مجذوبیت طاری ہوگئی۔
آپ کے پاس جو سامان اور زادراہ تھا وہ آپ نے تمام کا تمام اجمیر شریف کے فقرا اور غربا میں تقسیم کر دیا۔ حتیٰ کہ اپنے لباس کے کپڑے بھی فقراء میں تقسیم کر دیئے اور خود صرف ایک لنگوٹ اور ایک کمبلی پر اکتفا کیا۔ اس کے بعد آپ کی کیفیت یہ تھی کہ غریب نواز کا دربار تھا اور آپ ہیں کہ دن ورات، ہجر و فراق میں تڑپتے ہوئے رو رہے ہیں اور ہمہ وقت خواجہ غریب نواز کو دستگیری کے لئے پکار رہے ہیں۔
دربار شریف کے گرد گھومنا اور ٹکٹکی لگا کر دربار شریف کو دیکھتے رہنا آپ کا معمول بن گیا تھا۔ لوگ اسی وجہ سے آپ کو نانگے شاہ اور نانگے بابا کے نام سے پکارنے لگے آپ دو سال تک قیام اجمیر کے دوران یہی کیفیت طاری رہی۔ اسی دوران آپ کی ملاقات ایک بہت بڑے ولی کامل جناب ظہور معراج علیہ الرحمۃ سجادہ نشین اجمیر شریف سے ہوئی قیام اجمیر شریف کے دوران آپ نے اپنا زیادہ تر وقت حضرت ظہور معراج علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہی گزارا اور ان سے فیض بھی حاصل کیا۔
ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور غریب نواز نے آپ کو روحانی فیوض و برکات سے نوازا اور فرمایا کہ آپ کا بقیہ حصہ کلیر شریف میں حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے پاس ہے لہٰذا آپ اجمیر سے کلیر شریف چلے جائیں۔

کلیر شریف میں حاضری ☆: حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ملتے ہی تعمیل ارشاد کی خاطر آپ فوراً اجمیر سے روانہ ہو کر کلیر شریف میں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر حاضر ہوئے۔ کلیر شریف میں آپ نے اپنی رہائش کے لئے کمرہ تعمیر کرایا۔ اس زمانے میں آپ کے جسم پر ایک کپڑا یعنی آپ کا کمبل ساڑھی کی طرح لپٹا ہوا تھا جس سے آپ کا بدن ڈھکا ہوا رہتا تھا۔ کلیر شریف میں اپنے ڈیڑھ سالہ قیام کے دوران آپ نے ایک من لوہا اپنے جسم پر پہنا ہوتا تھا اور اسی طرح آپ ہر وقت حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر معتکف رہے۔ ایک دن آپ حضرت مخدوم پاک کے دربار پر حسب معمول حاضر تھے۔ آپ پر گریہ وزاری کا عالم طاری تھا کہ آپ کے جسم پر لوہے کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر نیچے قدموں میں گر گئی۔ آپ نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں والی کلیر حضرت مخدوم

Marfat.com

سیّد علاؤالدین صابر کلیری علیہ الرحمۃ بنفس نفیس سامنے کھڑے ہیں۔ آپ ان کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضرت مخدوم پاک نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور اپنے روحانی فیوضات و برکات سے نوازنے کے علاوہ آپ کو اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا جس کو اہل طریقت کے ہاں بیعت اویسی کہتے ہیں۔

بیعت اویسی زمانہ قدیم سے ثابت ہے ☆: ہمارے طریقت کے چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں سلسلہ بیعت کا جو قدیم اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ صحابہ کے مطابق بظاہر کسی مرد کامل اور رہنما کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کی جاتی ہے۔

مگر اویسیہ طریقہ بیعت بھی زمانہ قدیم سے اسی طرح ثابت ہے جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سرکار علیہ السلام کے زمانہ ظاہری میں موجود تھے اور وہ سرکار کی ملاقات کے لئے تشریف بھی لے گئے مگر ملاقات نہ ہوسکی اور واپس تشریف لے آئے مگر باوجود اس کے وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سرکار علیہ کے روحانی مرید اور صحابی ہیں۔ اسی طرح طریقہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی طور پر مرید تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی یعنی اویسی مرید وخلیفہ تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی معروف روحانی شخصیت حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو اپنے پڑدادا پیر حضرت شاہ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کے اویسی مرید اور باطنی طور پر فیض یافتہ تھے اسی طرح حضرت خواجہ رحم الدین سرکار رحمۃ اللہ علیہ بھی ظاہری طور پر حضرت ظہور معراج کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف تھے مگر چونکہ غلبہ حضور مخدوم پاک کی ذات کا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ تمام فیضان ہے ہی حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا جن کی وجہ سے آج دربار عالیہ خوانگر شریف جو شجرہ شریف پڑھا جاتا ہے وہ حضرت مخدوم پاک کے بعد آپ کا نام اور اس کے بعد دیگر صاحبزادگان وخلفائے کرام کا نام لیا جاتا ہے۔

بعینہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مخدوم پاک صابری علاؤالدین کلیری علیہ الرحمۃ سے طریقہ اویسیہ میں مرید تھے۔

اجمیر سے وطن مالوف کی واپسی ☆: اجمیر شریف اور کلیر شریف کی زیارات اور

Marfat.com

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ سے باطنی فیضان اور حضرت بادشاہ دو جہاں ختم اللہ الارواح حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی فیضان اور ان کے دست حق پرست پر بیعت اویسی کے بعد آپ پاکپتن شریف میں حاضری دیکر اپنے آبائی قصبہ ببر کی نزد واہ گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں تشریف لائے اور وہاں پر آپ نے ایک خوبصورت مسجد اور لنگر خانہ تعمیر کروایا۔

ببر کی گاؤں میں چلہ کشی ☆: آپ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ ایک قبر کی شکل میں لمبی سی سرنگ کھودی جائے۔ سرنگ کے آخر میں آپ نے ایک چھوٹا سا کمرہ تعمیر کروایا اور اس کے درمیان میں قبر بنائی جائے۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق ایک لمبی سی سرنگ کھودی گئی آخر میں ایک چھوٹا سا کمرہ اور اس میں ایک گہری قبر کھودی گئی۔ حاجی فضل الٰہی مرحوم جن کی رہائش بابو محلہ صدر راولپنڈی میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس روز سرکار خواجہ رحم الدین صابری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کے لئے اس سرنگ میں بیٹھنا تھا میں اپنے چند پیر بھائیوں کے ہمراہ آپ کو چلہ گاہ تک چھوڑنے کے لئے گیا جب آپ چلہ گاہ میں پہنچے تو آپ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا کہ ہر روز ایک لوٹا پانی بھر کر میری چلہ گاہ یعنی قبر والے کمرے کے باہر رکھ دیا کرنا اور سنو جس دن وضو والا لوٹا پانی سے بھرا ہوا ملے تو سمجھ لینا کہ خواجہ رحم الدین کا انتقال ہو گیا ہے۔ حاجی فضل الٰہی مرحوم فرماتے ہیں کہ جب چالیس روز پورے ہوئے تو میں اپنے چند پیر بھائیوں کے ہمراہ آپ کی چلہ گاہ میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ آپ اتنے کمزور اور نحیف ہو گئے تھے کہ اپنے قدموں سے چل کر باہر تک نہیں آسکتے تھے۔ یہاں تک کہ کچھ کھایا پیا بھی نہیں جاتا تھا۔ ہم آپ کو چلہ گاہ سے باہر لیکر آئے پھر آپ کو پانی پلانے کے لئے روئی گیلی کر کے آپ کے ہونٹوں سے لگاتے تھے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ آپ کی طبیعت بحال ہوئی اور آپ صحت یاب ہو گئے۔

اجمیر کی دوبارہ حاضری ☆: چلہ کشی کے بعد جب آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے تو دوبارہ اجمیر شریف لے گئے اور وہاں پر حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضری دی دوبارہ آپ کے ملاقات حضرت ظہور معراج علیہ الرحمۃ سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو معین الدین غوری کا لقب عطا فرمایا۔

(نوٹ) آپ کے والدین نے آپ کا نام رحم دین رکھا تھا اور معین الدین غوری کا لقب حضرت ظہور

Marfat.com

معراج متولی درگاہ اجمیر شریف نے آپکو عطا فرمایا تھا۔ اور حسن ثانی کا خطاب آپ کو اس لئے دیا گیا تھا کہ حسن ابدال۔ جو بذات خود ایک ولی کامل کے نام سے منسوب تھا۔ ان کا نام حسن تھا اور وقت کے ابدال تھے اس لئے اس جگہ کا نام حسن ابدال رکھا گیا ہے۔ آپ چونکہ حضرت حسن کے بعد حسن ابدال میں تشریف لائے تھے اور مرتبہ ولایت میں ان کے ہم پلہ ولی کامل تھے۔ اس لئے آپ کو اس علاقہ کے عارفین اور کاملین حسن ثانی کے خطاب سے پکارتے تھے اسی طرح آپ کو ایک لقب سخی صابر دین بھی عارفین اور کاملین نے عطا فرمایا تھا وہ اس لئے کہ آپ حد درجہ کے سخی تھے حضرت مخدوم پاک نے آپ کو جو کچھ بھی روحانی فیوض و برکات عنایت فرمائے تھے۔ آپ نے حسن ابدال اور دیگر علاقوں میں ان انوار و تجلیات کی بارش کردی اور صابر دین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے دین اسلام پر جو استقامت اختیار فرمائی۔ جو مصیبتیں برداشت کیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس لئے آپ کو سخی صابر دین بھی کہا جاتا ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنیاد پر اب آپ کو حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابری دین حسن ثانی رحم الدین چشتی صابرؔی کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا ہے۔

اجمیر سے ببرکی کی واپسی ☆: اجمیر شریف میں کچھ عرصہ قیام فرما کر آپ واپس ببرکی تشریف لے آئے۔ اور تبلیغ وارشاد کا کام شروع کر دیا تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی سخاوت تقوئ اور پرہیزگاری کا دور دور تک چرچا ہونے لگا لوگ دور دور سے آنے لگے اور اور آپ کے اس روحانی چشمے سے فیض یاب ہونے لگے آپ نے ببرکی گاؤں میں جو مسجد اور لنگر خانے تعمیر کرائے تھے وہ آج بھی آپ کے فن تعمیر کا زندہ ثبوت ہیں جہاں پر آپ کے عرس کے دنوں کے علاوہ بھی دیگر موقعوں پر لنگر بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

ببرکی سے حسن ابدال ہجرت ☆: آپ اپنے آبائی گاؤں ببرکی میں تبلیغ وارشاد کا سلسلہ جاری کئے ہوئے تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز حضرت سیّد محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو اشارہ دیا کہ ببرکی گاؤں چھوڑ کر حسن ابدال چلے جائیں۔ اس زمانہ میں حسن ابدال میں زیادہ آبادی ہندو اور سکھوں کی تھی۔ ہری پور ہزارہ روڈ پر ریلوے اسٹیشن سے پہلے آپ نے ایک ہندو

Marfat.com

سے کچھ جگہ خریدی اور اس جگہ پر درویشوں کے لئے کمرے تعمیر کروائے ایک پانی کا کنواں کھودوایا اور اس کے علاوہ ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ جہاں آج بھی زائرین اور اہل محلہ نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اور شب وروز اس مسجد میں درودوسلام کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔

صاحبزادگان☆: آپ کے چار صاحبزادے ہیں اور چاروں ظاہری و باطنی علوم سے مرجع تھے۔آپ کے بڑے صاحبزادے جناب حضرت نذر دیوان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو آپ کے وصال کے بعد درگاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ صاحب سلسلہ بھی تھے۔لاتعداد افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ دوسرے صاحبزادے حضرت پیر خواجہ غلام فرید صابری رحمتہ اللہ علیہ بھی صاحب سلسلہ اور اپنے زمانے کے عظیم روحانی پیشوا ہوئے ہیں ہزاروں افراد ان کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔تیسرے صاحبزادے حضرت پیر سجاول دین ہیں۔ان کے بارے میں مشہور ہیں کہ چالیس روز کے تھے کہ ماں کے گھوارے میں کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔چھ ماہ کی عمر عزیز میں آپ کا وصال ہوگیا تھا۔ چوتھے صاحبزادے حضرت پیر عاشق الدین المعروف فقیر نواز صابری رحمتہ اللہ علیہ تھے۔46 برس کی عمر میں آپ کا بھی وصال ہوگیا تھا۔آج کل حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری علیہ الرحمتہ کے بڑے فرزند ارجمند جناب حضرت صاحبزادہ علاؤالدین صابری مدظلہ العالیٰ سجادہ نشین ہیں۔ جو اپنے اسلاف کے اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے بڑے اچھے انداز میں سلسلہ عالیہ اور دربار شریف کے نظام کو چلا رہے ہیں۔اور دربار شریف کے نظام کو حسب سابق برقرار رکھے ہوئے ہیں۔آپ بڑے بلند اخلاق کے مالک اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہیں۔بڑے ملنسار اور صاحب ذوق شخص ہیں۔

حضرت بابا رنگ علی سے ملاقات☆: ایک مرتبہ آپ اپنے چند مریدوں کے ہمراہ ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ علیہ الرحمتہ کا اپنے چند مریدوں کے ہمراہ گزر ہوا فقیر رنگ علی بادشاہ موج میں آئے اور اپنے مریدوں سے فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی ہے جو اس ٹیلے سے نیچے گہری کھائی میں چھلانگ لگائے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ کے تمام مریدین خاموش کھڑے رہے دو تین بار جب بابا رنگ علی نے اپنی بات کو دہرایا تو آپ نے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بابا یہ سوال آپ اپنے مریدین سے کر رہے ہیں یا

Marfat.com

کوئی بھی شخص چھلانگ لگا سکتا ہے۔ تو جواب میں بابا رنگ علی نے فرمایا کہ کوئی بھی چھلانگ لگائے آپ نے ایک زوردار نعرہ لگایا اور ٹیلے سے نیچے کھائی کی طرف چھلانگ لگا دی۔ کھائی اتنی گہری تھی کہ ٹیلے سے نیچے زمین نظر نہیں آتی تھی۔ جب آپ نے چھلانگ لگائی تو تمام حاضرین حیران و پریشان ہو گئے تھے۔ جب آپ واپس بابا رنگ علی بادشاہ کے پاس آئے تو لوگوں نے آپ کو بالکل ٹھیک ہوش و حواس میں دیکھا۔ بابا رنگ علی سرکار نے آپ سے پوچھا جب چھلانگ لگائی تھی تو کیا محسوس کیا آپ نے فرمایا کہ جب میں چھلانگ لگا کر نیچے گیا تو سیدھا آپ کے گھوڑے کی کمر پر بیٹھ گیا۔ آپ کی بات سن کر حضرت بابا رنگ علی سرکار بہت خوش ہوئے۔ اور فرط محبت سے آپ کو گلے لگایا اور ڈھیروں دعاؤں سے نواز کر رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو بھی حضرت بابا رنگ علی بادشاہ سے بہت پیار ہو گیا تھا آپ اکثر ان سے ملنے کے لئے جایا کرتے تھے۔

حضرت مخدوم پاک سے قلبی لگاؤ ☆: آپ سرکار کو حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ سے حد درجہ قلبی لگاؤ تھا آپ کلیر شریف کی ہر چیز سے پیار فرماتے تھے ایک مرتبہ جب آپ کلیر شریف تشریف لے گئے تو واپسی پر وہاں سے گولر کے تین درخت لیکر آئے اور اپنی خانقاہ میں انہیں لگایا خوب ان کی دیکھ بھال کی جب وہ درخت جوان ہو گئے تو آپ اس کے گولر بڑے شوق سے تناول فرماتے اور اپنے خصوصی عقیدت مندوں کو تبرکاً وہ گولر دیتے تھے۔ گولر کے وہ تینوں درخت آج آپ کے دربار کے صحن میں دربار خواجہ نگر کی شان بن کر کھڑے ہیں۔

(نوٹ) آپ کے دربار شریف کا نقشہ بعینہ کلیر شریف کی طرح ہے جس شخص نے کلیر شریف کو دیکھا ہو تو وہ یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ دربار ثانی دربار کلیر ہے۔ جس نے کلیر شریف میں حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا دربار نہ دیکھا ہو وہ آج بھی حسن ابدال ہری پور روڈ پر خواجہ نگر شریف کو دیکھ لے۔

کلیر سے آئے ہوئے مرید کا خیال ☆: آپ نے اپنا مزار اپنی زندگی میں ہی تعمیر کروایا تھا۔ کلیر شریف کے رہنے والے آپ کے ایک مرید مستری محمد یوسف کلیری کا بیان ہے میں آپ کے دربار شریف کے گنبد کی تعمیر کر رہا تھا۔ کہ اچانک جس پھٹے پر میں کام کر رہا تھا لکڑی کا وہ پھٹہ ٹوٹ گیا چونکہ میں بلندی پر کام کر رہا تھا۔ جب میں نیچے کی طرف گر رہا تھا تو آپ سرکار کمر جھکا

Marfat.com

کر کھڑے ہو گئے میں سیدھا اوپر سے نیچے جب آیا تو آپ کی کمر پر تھا جب میں زمین پر کھڑا ہوا تو آپ نے پوچھا سناؤ کیا محسوس کیا تو میں نے عرض کیا سرکار جب میں آپ کی کمر پر گرا تو ایسا محسوس ہوا کہ میں روئی کے گدے پر آ گرا ہوں۔

آپ کی سخاوت اور حاسدین کی شکایت ☆: آپ انتہا درجہ کے سخی تھے۔ آپ کی سخاوت کا چرچا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ لنگر اتنا وسیع کہ ہزاروں افراد روزانہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے۔ لوگ حیران و پریشان تھے کہ آپ کا بظاہر کوئی کاروبار بھی نہیں ہے مگر لنگر ہمہ وقت جاری وساری ہے۔ بعض حاسدین کے دل میں خیال گزرا کہ آپ نے شاید نوٹ بنانے والی مشین لگائی ہوئی ہے۔ انہوں نے تھانہ حسن ابدال میں شکایت کر دی کہ بابا جی نے نوٹ بنانے والی مشین لگا رکھی ہے۔ لوگوں کی شکایت پر تھانے دار نے پولیس کی فورس کے ہمراہ چھاپہ مارا پورے دربار اور گھر بار کی مکمل تلاشی لی جب کچھ نہ ملا تو تھانے دار ناکام واپس جانے لگا تو آپ نے تھانے دار کو بلاک اپنا مصلہ اٹھا کر دیکھایا تو تھانیدار یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کے مصلے کے نیچے نئے نوٹوں کی گڈیاں پڑی ہیں۔

کشف وکرامات ☆: حضرت بابا غریب شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ آپ کے خلیفہ اکبر بھی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جوانی کے عالم میں تھا اور مجھے کسی مرد کامل درویش کی تلاش تھی کہ ایک درویش حضرت بابا ستار صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک ولی کامل جن کا نام حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین صابری ہے لہٰذا آپ ان سے ملیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی ملاقات کی غرض سے کلیر سے دہلی اور دہلی سے حسن ابدال کے لئے روانہ ہوا تو راستے میں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر خواجہ رحم الدین صاحب نے مجھے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کاٹ کر کھلائی تو سمجھوں گا کہ آپ واقعی مرد کامل ہیں۔

حضرت بابا غریب شاہ سرکار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میں اسٹیشن سے اتر کر خواجہ نگر دربار میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ بظاہر آپ کے قریب کوئی چیز بھی نہ تھی۔ میں نے سلام عرض کیا اور قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے میری خیریت وغیرہ دریافت فرمائی پھر مجھ سے حضور مخدوم پاک کے دربار شریف کے حالات پوچھے۔ اسی اثناء میں آپ

Marfat.com

نے ایک کھیرا اپنے ہاتھ میں چاقو لیکر کاٹا اور مجھے کھانے کے لئے دیا۔ کھیرا کھانے کے بعد میں آپ کے قدموں میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ جس مرد قلندر کی مجھے تلاش ہے وہ آپ ہی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور مجھے شرف بیعت سے مشرف فرمائیں۔ آپ نے حکم دیا کہ لنگر خانے میں چلے جاؤ آج کے بعد لنگر کی ڈیوٹی تمہاری ہے۔ چنانچہ میں تین برس تک لنگر کی خدمت کرتا رہا۔ تین سال کے بعد آپ نے مجھے بیعت سے مشرف فرمایا اور حکم دیا کہ اب کلیر شریف چلے جاؤ اور زندگی وہیں پر ہی گزارو۔ چنانچہ بابا غریب شاہ تمام زندگی اس کے بعد کلیر شریف میں ہی رہے اور ۱۳۰ برس کی عمر میں ماہ اگست ۲۰۰۱ء میں آپ کا وصال کلیر شریف میں ہوا۔ کلیر شریف میں بابا غریب شاہ سرکار نے مدرسہ گلزار فرید کے نام سے ایک دینی ادارہ تعمیر کیا جس سے ہزاروں طالب علم دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور موجودہ دور میں ۶۰۰ طالب علم دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت بابا غریب شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ نے کلیر شریف میں ایک بلند دروازہ بھی بنوایا ہے جس کی بلندی ۱۲۰ فٹ اور لمبائی ۸۰ فٹ اور چوڑائی ۴۰ فٹ ہے۔ اس دروازے میں کمرے اور مہمان خانوں کے علاوہ لائبریری بھی بنائی جا رہی ہے۔ یہ دروازہ حضرت بابا غریب شاہ سرکار کے فن تعمیر کا انمول شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ آپ نے چند کتابیں بھی لکھی ہیں ان میں ایک کتاب حالات کلیر، دوسری کتاب سوانح حیات مخدوم پاک تیسری کتاب تذکرہ مشاہیر اولیاء اللہ ہے دنیا بھر میں آپ کے لاکھوں مرید ہیں۔

کرامت ۲ ☆ : حاجی فضل الٰہی صاحب بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی والوں کو آپ سرکار حضرت خواجہ رحیم الدین صابری علیہ الرحمۃ نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ جب کبھی بری امام پاک سرکار میں تشریف لاتے تو راولپنڈی میں حاجی فضل الٰہی صاحب کے گھر پر ہی قیام فرماتے تھے۔ حاجی صاحب کی دوسری بیوی کے ہاں اولاد نہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ سرکار حاجی فضل الٰہی صاحب کے گھر تشریف لائے تو اُن کی بیوی نے پر شکوہ لہجے میں عرض کیا حضور آپ مجھے بیٹی بھی کہتے ہیں۔ مگر آپ نے کبھی اپنی بیٹی کے لئے خدا سے دعا نہیں کی کہ خدا اسے بھی بیٹا دے دے چاہے جیسا بھی ہو۔ تو آپ فوراً بولے کہ بیٹی خدا جیسا بھی دے لے لوگی انہوں نے کہا ہاں مجھے منظور ہے۔ تو آپ نے فرمایا چاہے ایک آنکھ خراب ہی کیوں نہ ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے یہ

Marfat.com

بھی منظور ہے تو آپ نے فرمایا کہ بیٹی انشاء اللہ تیرے گھر بیٹا پیدا ہوگا مگر ایک آنکھ خراب ہوگی۔ چنانچہ خدا نے آپ کی دعاؤں کے صدقے حاجی فضل الٰہی صاحب کو بیٹا دیا اور آپ کے فرمان کے مطابق ایک آنکھ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ آپ نے ہی ان کا نام محبوب الٰہی رکھا جو آج بھی بابو محلہ میں بقید حیات ہیں۔ جب بیٹا پیدا ہوا تو آپ نے ہی ان کے منہ میں گھٹی ڈالی تھی۔

کرامت نمبر۳ ☆: اسی طرح فتح جنگ کے علاقہ کے زمینداروں کی ایک لڑکی اکثر و بیشتر آپ کے در دولت پر آتی اور آپ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتی تھی۔ وہ بھی آپ کی بیٹی بنی ہوئی تھی۔ اور اولاد نرینہ کی دولت سے محروم تھی۔ ایک دن اس نے گلے شکوے کے لہجے میں عرض کیا حضور بیٹی تو بنایا ہے مگر بیٹی کا خیال کچھ نہیں۔ آپ خدا سے میرے لئے دعا کیوں نہیں کرتے کہ خدا مجھے بیٹا دے دے۔ آپ نے فرمایا کہ جا بیٹی خدا بیٹا دے گا۔ تو اس مائی نے عرض کیا حضور اگر بیٹا پیدا ہوا تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ بیٹا خدا نے آپ کی دعا سے دیا ہے۔ جب یہ بات ہو رہی تھی کہ آپ اس وقت اپنی خانقاہ کے صحن میں رچ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آگ جل رہی تھی آگ میں لوہے کا چمٹا پڑا ہوا تھا جو کہ آگ کی طرح سرخ ہو چکا تھا۔ یکا یک آپ نے اس مائی کی یہ بات سن کر آگ سے چمٹا نکالا اور اس کے داہنے ہاتھ پر گرم گرم چمٹا لگا کر نشان لگا دیا اور جلال میں آکر فرمایا کہ بیٹی جب تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کے داہنے ہاتھ پر اسی طرح نشان ہوگا۔ تو سمجھ لینا کہ خدا نے یہ بیٹا خواجہ نجم الدین کی دعا سے دیا ہے۔ پھر خدا کی کرنی ایسا ہی ہوا کہ اس مائی کو خدا نے بیٹا دیا اور اس کے ہاتھ پر دہنی طرف چمٹے کا نشان تھا۔ وہ شخص آج بھی فتح جنگ میں بقید حیات موجود ہے۔

کرامت ۴ ☆: جھیلا نامی آپ کا ایک خادم خاص تھا ایک دن آپ نے اس سے فرمایا کہ ہم نے غسل کرنا ہے لہٰذا ڈول میں پانی بھر کر لاؤ اور حوض میں ڈال دو۔ وہ پانی لیکر آیا تو اس نے آواز دی کہ پانی آ گیا ہے مگر اندر سے جواب نہ ملا۔ پھر اس نے دروازے پر دستک دی مگر غسل خانے میں سے جواب نہ آیا۔ پریشان ہو کر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اس کو محسوس ہوا کہ غسل خانے میں کوئی موجود ہے۔ کپڑے اتار رہا ہے۔ اس نے پھر آواز دی تو آپ نے فرمایا کہ حودی میں پانی ڈال دو وہ خادم پانی ڈال کر کھڑا رہا۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے اور نئے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر باہر تشریف لائے تو خادم خاص

Marfat.com

غسل خانے میں کپڑے اور برتن اٹھانے گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ نے جو کپڑے اتارے ہیں وہ کیچڑ میں لت پت ہیں اور زیادہ پریشان ہوا کہ آپ میرے سامنے یہی کپڑے پہنے ہوئے غسل خانے میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت تو کپڑوں کی پوزیشن ایسی نہ تھی اور نہ ہی غسل خانے میں کہیں کیچڑ گارا ہے۔ بلکہ غسل خانہ پختہ فرش پلستر والا ہے بالآخر یہ ماجرا کیا ہے۔ وہ فوراً آپ کے حجرہ خاص میں گیا اور عرض کرنے لگا حضور آپ میرے سامنے غسل خانے میں داخل ہوئے جب میں پانی لیکر آیا تو آواز دی تو آپ اندر موجود نہ تھے۔ بعدازاں دستک دی تو آپ نے جواب نہ دیا کافی دیر بعد آپ کی آواز آئی اب یہ کپڑے بھی کیچڑ میں لت پت ہیں ماجرا کیا ہے۔ ذرا اس راز سے پردہ تو اٹھائیں۔ آپ پہلے مسکرا دیئے اور فرمایا کہ تجھے کیا غرض ہے جا اپنا کام کر۔ مگر جب وہ خادم خاص زیادہ ہی مجبور و اصرار کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ جب غسل خانے میں داخل ہو کر میں کپڑے اتار رہا تھا۔ تو دریا میں میرے ایک مرید کی کشتی ڈوبنے لگی تھی تو اس نے مجھے یاد کیا تو میں نے پرواہ نہ کی اور سوچا کہ شاید کوئی اور اس کی مدد کر دے گا مگر دوسری مرتبہ آواز آئی جب تیسری مرتبہ آواز آئی تو پھر مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے کپڑے پہنے اور وہاں پہنچ کر اس کی کشتی کو نکالا جس کی وجہ سے میرے کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو گئے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: یوں تو آپ کے بہت سے خلفا ہوئے ہیں مگر چند مشہور خلفائے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (۱) حضرت بابا غریب شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار کلیر شریف انڈیا بھارت میں ہے۔ ۱۳۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (۲) حضرت بابا اکبر دین المعروف بہشتی بابا۔ آپ کے بہشتی کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کاندھے پر ہر وقت پانی کا مشکیزہ ہوتا تھا۔ اور ہاتھ میں چاندی کا گلاس میں ہر وقت لوگوں کو پانی پلاتے رہتے تھے۔
اپنے مرشد کے حکم پر دن میں کئی مرتبہ حضرت بابا ولی قندھاری کے ہاں جاتے اور لوگوں کو پانی پلاتے رہتے تھے ان کا مزار مبارک محلہ کاکشال پشاور میں ہے۔ جو کہ رحم نگر کے نام سے مشہور ہے۔ (۳) حضرت سیّد ہدایت شاہ جن کا مزار جسیاں ضلع اٹک میں واقع ہے۔ (۴) حضرت سیّد منور شاہ المعروف آموں والے بابا جن کا مزار اسلام آباد میں واقع ہے۔ (۵) حضرت بابا متولی شاہ آپ کا مزار کلیر شریف انڈیا میں ہے۔ (۶) حضرت میاں غلام ربانی آپ نے ہزاروں بچو بچیوں کو اپنی ظاہری زندگی میں قرآن پڑھایا حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کیلئے گئے تو آپ کی خواہش کے مطابق آپ کا

Marfat.com

وصال مدینہ منورہ میں ہوا وہیں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

وصال سے ایک دن پہلے کا واقعہ☆: اپنے وصال سے ایک دن قبل آپ نے غسل کیا نئے کپڑے پہنے اور اپنے مریدوں کے ہمراہ جن میں حاجی فضل الٰہی اور گوہر مسعود صاحب راجہ قابل ذکر ہیں آپ اپنے مزار شریف کے اندر گئے اور اپنی قبر کے قریب کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اگر مجھے شریعت محمدیؐ کا خیال نہ ہوتا تو میں آج ہی قبر میں چلا جاتا۔ اس کے بعد آپ نے راجہ گوہر مسعود کو حکم دیا کہ چھابا پنڈ چلے جاؤ اور وہاں جا کر میاں غلام ربانی صاحب سے کہہ دیں کہ دربار عالیہ خواجہ نگر کے ایک فقیر کا وصال ہو گیا ہے آ کر جنازہ پڑھا دیں۔ جب میاں غلام ربانی صاحب کو پیغام ملا تو فوراً تشریف لائے تو خواجہ نگر پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔ میاں غلام ربانی خود فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی مجھے جنازہ پڑھانے کا حکم دے دیا تھا۔ بابو محلہ صدر راولپنڈی کے حاجی فضل الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ راولپنڈی میں تھا کہ سرکار نے ایک آدمی بھیج کر بلوایا اور کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے اور بہت سے احکامات مجھے سونپے اس کے بعد آپ نے نعرہ لگایا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ محرم الحرام بروز جمعۃ المبارک ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۵۰ء کو ہوا۔ مزار پرانوار خواجہ نگر شریف ہری پور روڈ حسن ابدال ریلوے اسٹیشن کے نزدیک مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۲۔۲۳۔۲۴ محرم الحرام کو بڑے جوش و خروش اور نہایت ہی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔ اور سجادہ نشین اول جناب صاحبزادہ نذر دیوان صابری علیہ الرحمۃ اور سجادہ نشین دوئم حضرت خواجہ غلام فرید صابری علیہ الرحمۃ سے بھی نیازمندی حاصل رہی ہے جبکہ موجودہ سجادہ نشین الحاج صاحبزادہ علاؤ الدین صابری مدظلہ سے بھی نیازمندی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے وصال کی خبر سن کر مولوی حکیم سید محمد سعید غور غشتی حضرو والوں نے یہ قطعہ وصال لکھا۔

چوں رفت از دہر فنا آں رحیم الدین اولیاء　　شور ماتم شد بپا افسوس بس حسرتا
ماہ محرم جمعہ بود تاریخ بست و سہ غور　　غوغائے ماتم سرفرود افسوس بس حسرتا
تاریخ ابجدع وشین آمد رقم کافی اوین　　تاریخ ہجری بالیقین افسوس بس حسرتا

Marfat.com

حضرت شیخ رحمت علی المعروف ننھے بھائی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف زمانہ، مرشد یگانہ، مجذوب زمانہ حضرت شیخ رحمت علی المعروف ننھے بھائی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ایک مجذوب منش عارف کامل اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم مشہور و معروف بزرگ ہوئے ہیں۔ مجدد ملت صابریہ حضرت شیخ خواجہ جمال الدین انور المعروف حضرت بابا غریب شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے بارے میں اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ: میں ایک دن درگاہ حضرت امام ابو صالح محمد چشتی علیہ الرحمۃ سے بغرض سلام حضور مخدوم العالمین سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سلام کیلئے جا رہا تھا کہ راستے میں حاجی بابا رحمت دین ملے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ننھے بھائی پردہ فرما گئے۔ میں نے فوراً سوچا کہ پہلے آپ حضور کی زیارت کرلوں تو ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا۔ جس وقت میں مقبرے میں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ خوشبوؤں کے فوارے پھوٹ رہے ہیں۔ جو انسانی عقل سے باہر ہیں۔ میں نے آپ حضور ننھے میاں کے چہرہ مبارک کی زیارت کی اور پچھلے پاؤں لوٹا۔ پھر حضور مخدوم العالمین حضرت صابر پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام پیش کیا اور آپ حضور ننھے بھائی کی قبر مبارک پر گیا تو کیا دیکھا کہ آپ کی قبر مبارک سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ اٹھا ہے۔ جس میں سے عجیب قسم کی خوشبو آ رہی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۹۵۶ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار درگاہ حضرت ابدال صاحب کے قدموں کی جانب گولر کے سائے میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت سید رحمت علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی ﷺ، فخر السادات، جامع الصفات و کمالات حضرت پیر سید رحمت علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ غریق دریائے وصال ہیں۔
آپ عارف ربانی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست

Marfat.com

پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ انتہائی نیک سیرت و با کردار باصلاحیت طبعاً سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ اپنے مرشد سے خصوصی عقیدت و محبت رکھتے تھے تمام عمر اتباع شیخ میں گزاری۔

سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں آپ کا بھرپور کردار رہا ہے۔ لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بہت سے لاعلاج مریضوں کو آپ کی روحانی توجہ سے شفا ملی۔ بہت سے دکھی دل اور مایوس افراد آپ کے در سے خوش و خرم اور شاد و کام ہو کر لوٹے۔

اول خاندان سادات سے تعلق دوسرا سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر کے دست مبارک پر بیعت و نسبت سونے پر سہاگے کا کام کرگئی۔ جو کہ دکھی انسانیت کے کام آتی رہی۔ آپ کے خلیفہ جناب صوفی کرامت علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد صدیق صابری نے اپنی ظاہری حیات میں اور آپ کی موجودگی میں آپ کی طرف سے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کر کے فائز المرام کیا۔ جو سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت اور اشاعت میں مصروف ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۵۶۔۱۹۵۵ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار ضلع میانوالی میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ رحمت علی المعروف چاندی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، امام العارفین حضرت سید رحمت علی شاہ المعروف چاندی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے رہنے والے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم صوفی اور عارف کامل بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ اپنے مرشد کے حکم سے حضور والی کلیر مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر چلہ کشی اور حصول عرفان کے لئے تشریف لائے تھے اور ایک عمر دراز تک حضور مخدوم پاک کے دوارے خدمت میں مصروف رہ کر مورخہ ۹ ذیعقد ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۲ء آپ کا

Marfat.com

وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار ابدال صاحب کلیر شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔
آپ کے مشہور و معروف خلیفہ پیر جی مقبول احمد صاحب گڑھی سلیم پور ضلع مراد آباد انڈیا والے جانشین بھی ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت پیر صوفی فیض الحسن شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار پُر انوار پاکپتن شریف نزد گلی صرافاں میں ہے وہ بھی آپ کے خلیفہ نامدار ہیں جن کا سلسلہ تاحال جاری و ساری ہے۔ فقیر راقم الحروف نے آپ کی حیات مبارکہ میں متعدد بار زیارت و ملاقات کی ہے اور بعد از وصال متعدد بار آپ کے دربار گوہر بار میں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا ہے بھی بہت سے خلیفہ مجاز بھی ہوئے ہیں۔

حضرت بابا رحمت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قمری شاخ سار احدیت، بلبل مرغزار صمدیت، فائز کمالات الفقر فخری، صاحب کشف و کرامات و کمال حضرت بابا رحمت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فرد حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۰۲ء بمقام ہردوتھلہ شریف تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور انڈیا میں راجپوت قوم کی ایک گوت کروڑا منہاس کے ایک زمیندار شخص جناب میاں نتھا کے گھر ہوئی۔
آپ کے آباؤ اجداد جموں کے رہنے والے تھے۔ حالات ناسازگار ہونے کی بنا پر ہجرت کر کے موضع کروڑا وڈالہ دامن کوہ شوالک میں آ کر سکونت پذیر ہوئے۔ وہاں بھی حالات دگرگوں رہے اور قسمت نے بار آوری نہ کی تو وہاں سے ہجرت کر کے موضع ہردوتھلہ ضلع ہوشیار پور تشریف لا کر قیام پذیر ہو کر اپنا آبائی پیشہ زمینداری اختیار کیا۔ ملک خالصہ حکمرانوں کے دور میں لگان کی زیادتی کی بنا پر پیداوار کم اور لگان زیادہ کا معاملہ آڑے آیا۔ بالآخر محنت و مزدوری شروع کر دی۔
ادھر ملک میں قحط سالی کا ایک طویل دور گزرا جو کہ بیس برس کی مدت پر محیط تھا۔ محنت و مزدوری سے اہل خانہ کو پالنا انتہائی کٹھن اور مشکل مرحلہ تھا۔ مگر آپ نے ہمت سے کام لیتے ہوئے محنت جاری رکھی۔
جب آپ نے ہوش سنبھالا تو والد گرامی میاں نتھا کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جس کی وجہ سے گھر کا تمام بوجھ ایک بھائی اور تین بہنوں کی پرورش کی ذمہ داری آپ پر آ گئی جس کو آپ نے بحسن و خوبی انجام دیا۔

Marfat.com

بیعت و خلافت☆: آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کیا۔ مجاہدات و منازل سلوک کی تکمیل کے بعد اپنے پیرو مرشد کے باطنی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

سیرت و کردار☆: مرشد کامل کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کے بعد آپ نے خدا پر توکل کرتے ہوئے اپنے گاؤں میں کھیتی باڑی کا آغاز کیا۔ تو خداوند کریم نے پیرو مرشد کے طفیل اس روزی میں ایسی برکت پیدا کی کے گھر کا گزر بسر بخوبی انجام پانے لگا۔ بہن بھائیوں کی کفالت اور گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آپ نے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف اور معمولات کے ساتھ ساتھ نماز پنجگانہ، تہجد اور دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے رہے۔ نماز پنجگانہ ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے تھے۔ رات کو نماز تہجد کے بعد طلوع آفتاب تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ دن میں اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف رہ کر ذکر و فکر اور بعد ازاں اپنے معمولات کو بروقت ادا فرماتے تھے۔ تھکاوٹ نام کی چیز کبھی محسوس ہی نہیں کی۔

اولاد و امجاد☆: آپ کو خداوند کریم نے پانچ بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا تھا۔ آپ کی ایک صاحبزادی کا انتقال ۴ مئی ۱۹۸۴ء کو ہوا۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ محمد دیوان صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے ایک دن فرمایا کہ رحمت علی اپنے بڑے بیٹے محمد طفیل کو لڑکوں میں نہ بیٹھنے دینا بلکہ ان کو پیشہ خیاطی سکھا اور کسی اچھے استاد کا شاگرد بناؤ فرمان مرشد کے مطابق آپ کے صاحبزادے محمد طفیل نے اس کام کو بہت جلد پایہ تکمیل پر پہنچایا۔ اور مہارت تامہ حاصل کر کے ۱۹۴۴ء میں شملہ چلے گئے اور وہاں ملٹری کے ایک ٹھیکیدار کے پاس ملازمت اختیار کر کے اپنے کام میں مزید مہارت حاصل کی۔ دوسرے صاحبزادے میاں عطاء اللہ ساگر وارثی علیہ الرحمۃ کے بارے میں مرشد نے فرمایا کہ ان کو اعلیٰ تعلیم دلواؤ۔ خاندان کے بچوں کا زیور تعلیم سے آراستہ ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح بالترتیب دیگر صاحبزادگان کو بھی سکول میں داخل کرا دیا گیا۔

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان کے معروف شہر گوجرانوالہ کے نواح میں

Marfat.com

اروپ شریف تشریف لے آئے اور بچوں کی تعلیم و تربیت مکمل کی۔ حضور مخدوم پاک اور آپ کے پیر و مرشد کا صدقہ خدا کے فضل و کرم سے تمام بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔

آپ کے بڑے سے چھوٹے صاحبزادے فیض محمد کا مرض طاعون میں انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کے صاحبزادے میاں عطاء اللہ ساگر سلسلہ عالیہ وارثیہ سے منسلک اور وابستہ ہیں بڑے ہی صاحب ذوق اور شوق اور درد رکھنے والے اور عظیم لکھاری اور عارفانہ کلام کے بہترین عمدہ اور پختہ شاعر ہوئے ہیں۔ ان کی تصنیفات میں خیر الوارثین، تذکرہ مشائخ ہوشیار پور محبوب الوارثین تذکرہ شعرائے وارثیہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں جبکہ انوار الوارثین کی کتابت ہو چکی ہے مگر چھپ نہ سکی۔ اور آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اسے چھاپے بغیر ہی ۷ فروری ۲۰۰۰ء کو وصال ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ ذیقعد ۱۳۹۴ھ بمطابق ۱۹۷۴ء بروز اتوار بوقت عصر ہوا۔ مزار پُر انوار اُروپ شریف تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

Marfat.com

ردیف س

حضرت شیخ سلیم الدین شاہ شیر ربانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: فیوض یزدانی، مرد حقانی، قندیل نورانی، شیخ لاثانی، حضرت شیخ سلیم الدین شاہ المعروف شیر ربانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اور بے مثل و بے مثال ہیں۔ آپ صاحب کشف و کرامات و استغراق میں مست الست تھے۔ محویت واستغراق ومدہوشی آپ پر اس قدر غالب تھی کہ سوائے نماز کے وقت دن ورات بیخود پڑے رہتے تھے۔ آپ شمس الارض قطب الوقت حضرت خواجہ شیخ شمس الدین چشتی صابری پانی پتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ مرشد کامل نے خرقہ خلافت عطا فرمانے کے بعد آپ کو لاہور جانے کا حکم دیا تو آپ لاہور تشریف لے آئے اور وہیں تبلیغ ورشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ چند ہی دنوں میں مخلوق خدا کا اژدھام آپ کے گرد جمع رہنے لگا۔ ہزاروں افراد نے آپ کے فیوض و برکات سمیٹے بہت سے بے راہوں کو راہ ہدایت ملی اور کامیاب وبامراد ہوئے۔ آپ شیر پر سوار ہو کر جنگلوں اور بیابانوں کی طرف چلے جاتے تھے۔

اس لئے خلقت خدا نے آپ کو شیر ربانی کے نام پکارنا شروع کر دیا۔ اور آپ اسی نام سے مشہور اور معروف ہوئے۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں رشد وہدایت کے سلسلے میں آپ احمد آباد تشریف لائے ہوئے تھے کہ آپ کے وصال باکمال کا وقت آ گیا تو آپ نے وصیت فرمادی تھی کہ میرا جنازہ پنجاب لے جانا اور جس جگہ سے میرا جنازہ نہ اٹھے مجھے وہیں دفن کر دینا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷۴۹ھ بمطابق ۱۳۴۸ء بعہد محمد تغلق کو احمد آباد انڈیا میں ہوا۔ جنازہ مبارک وصیت کے مطابق لاہور لایا گیا۔ جب اہل خانہ لاہور شہر کے قریب پہنچے تو شہر سے باہر ہی رات کو قیام کیا۔ جب صبح کو جنازہ اٹھانا چاہا تو نہ اٹھ سکا تو سمجھ گئے کہ یہی جگہ آپ کی جائے مدفن ہے۔ لہٰذا آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ مزار پُر انوار فین روڈ نزد مزنگ اڈا لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے واحد بزرگ ہیں جن کا مزار پُر انوار لاہور میں سب سے قدیم ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کلید مخزن ذوالجلال، متصرف ہمہ اسماء و افعال، ہادیٔ سالکان صراط مستقیم، قتیل خنجر رضاء و تسلیم حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری صدیقی رحمتہ اللہ علیہ خانوادہ صدیقیہ سے آپ کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت صوفی باصفا حضرت شیخ عبدالمومن علیہ الرحمۃ کے گھر قصبہ سفیدون پانی پت میں ہوئی۔ آپکے والد گرامی بڑے صاحب جاہ وحشمت اور قصبہ سفیدون جو کہ پانی پت سے غروب کی جانب چودہ کوس اور قصبہ براس سے اٹھارہ برس کے فاصلے پر واقع ہے۔ قصبہ براس سفیدون سے جنوب کی جانب واقع ہے۔ آپ کے والد گرامی بادشاہ کے ملازم تھے انہوں نے آپ کی تربیت اور تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ اس دوران آپ کے دل میں طلب حقیقی کی جستجو ہوئی۔ اور اس زمانے میں آپ کی شادی بھی ہوگئی مگر کچھ عرصہ کے بعد ہی آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقام ہوگیا۔ جس کی وجہ سے آپ دنیاوی اور ظاہری تعلقات سے فارغ ہوگئے۔ اور دن ورات محبوب حقیقی کے مشاہدہ جلال و جمال میں گم رہنے لگے۔ اور عشق کا ایک سمندر آپ کے سینے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا اور آپ اپنے خاد مان کو چھوڑ کر نکل پڑے۔ کسی عارف کامل نے اس مقام پر خوب کہا:

مارانہ مرید و رد خوان مے باید   نے زاہد و نے حافظ قرآں باید
صاحب دردِ سوختہ جاں مے آید   آتش زدہ بہ خاں و ماں می آید

اللہ کریم فرماتے ہیں کہ ہمیں نہ وردو وظائف پڑھنے والے مرید کی ضرورت ہے نہ زاہد اور حافظ قرآن کی ضرورت ہے۔ ہمیں تو ایسے صاحب درد اور سوختہ جان کی ضرورت ہے جو اپنے خان و مان کو آگ لگا دے۔ پس آپ شیخ کی تلاش میں اپنے گھر سے نکل کر پانی پت پہنچے اور حضرت مخدوم جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری کے دربار میں پانی پت پہنچے اوران کے روضہ انور کے قریب قیام فرمایا۔ جب نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو بغرض آرام لیٹ گئے۔ آنکھ لگی تو کیا دیکھا کہ صاحب مزار حضرت شیخ نے حضرت شیخ بندگی محمد داؤد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ

Marfat.com

تمہارے پیر ہیں۔ان کا نام شیخ داؤد ہے اور قصبہ گنگوہ میں رہتے ہیں۔ان کے پاس چلے جاؤ مطلوب حقیقی مل جائے گا۔جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت شیخ داؤد کی صورت کو اپنی لوح قلب پر منقش پایا۔

گنگوہ شریف حاضری اور بیعت و خلافت☆: آپ حضرت شیخ جلال الدین سے رہنمائی ملتے ہی صبح سویرے گنگوشریف کی جانب چل دیئے اور گنگوہ پہنچ کر جب خانقاہ میں داخل ہوئے تو حضرت شیخ داؤد صابری گنگوہی کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر پہچان گئے کہ یہی وہ صورت ہے جو مجھے خواب میں حضرت کبیر الاولیاء نے دکھائی تھی۔آپ اپنے شیخ کو دیکھتے ہی دل و جان سے ان کی محبت میں گرفتار ہو کر قدموں میں گر گئے۔اور عرض کی حضرت مخدوم جلال الدین محمد کبیر الاولیاء پانی پتی کا بھیجا ہوا ہوں۔حضرت شیخ داؤد نے آپ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جاؤ وضو کر کے آجاؤ۔آپ نے وضو کیا تو حضرت شیخ داؤد چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے ہاتھ پر شرف بیعت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ تین دن کا روزہ رکھو اور اس اثناء میں ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ مکمل کرلو اور چوتھے روز غسل طریقت کر کے عشاء کی نماز کے بعد میرے پاس آنا۔

چنانچہ آپ نے شیخ کے حکم پر عمل کیا اور جب چوتھے روز حاضر خدمت ہوئے تو حضرت شیخ داؤد جی نے آپ کو ذکر نفی و اثبات اور ذکر اسم ذات بطریق جہر تعلیم فرمایا اور حکم دیا کہ ایک تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر دن رات اس کی مداومت کرو۔انشاء اللہ جلد ہی کامیابی نصیب ہوگی۔جب یہ کام مکمل ہوگیا تو حضرت شیخ داؤد بندگی چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمتہ نے کلاہِ چہار ترکی اپنے سر سے اتار کر آپ کے سر پر رکھی۔اور شجرۂ مشائخ بھی آپ کو عطا فرمایا۔

سیرت و کردار☆: آپ کی ذات والا صفات اپنے زمانے کے مشائخ و علماء میں ممتاز مقام رکھتی تھی۔ایک مرتبہ دیکھنے والا آپ ہی کا ہو کے رہ جاتا تھا،آپ کے چہرے سے عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ کا نور چھلکتا تھا کہ دید کے قابل تھا۔آپ صفت اکسیر اعظم کے مالک تھے۔نگاہوں کی تجلی کا یہ عالم تھا کہ تھوڑی سی توجہ سے تانبے کو سونا بنا دیتے تھے۔آپ بوستان ہدایت کے لئے ایسے خوشبودار پھول تھے کہ جس کی ولایت کی مہک سے طالبان راہ خدا کے دماغ معطر ہو جاتے تھے۔ آپ وجد و سماع کے دوران جس پر نظر ڈالتے تھے شہود ذات لاکیف سے مشرف فرما دیتے تھے جو شخص

Marfat.com

آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا آپ کی نگاہ ولایت کے اثر سے عالم محویت اور بیخودی میں چلا جاتا تھا۔

عبادت و ریاضت اور اتمام سلوک☆: جب آپ اپنے مرشد کے فرمان کے مطابق شب و روز ذکر جہر میں مصروف ہوئے تو آپ پر آفتاب کے نور کی طرح ایک نور رونما ہوتا۔ جب رات کے وقت اٹھ کر نماز تہجد پڑھ کر ذکر میں مشغول ہوتے تو آپ کے لطیفہ قلب سے ماہتاب اور لطیفہ روح سے نکل کر سامنے آ جاتے تھے۔ لیکن جب آپ ذکر سے فارغ ہوتے تو آفتاب و ماہتاب دونوں آپ کے جسم کے اندر جا کر گم ہو جاتے تھے۔ جب آپ نے یہ ماجرا اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تجلی خلیلی اور فتح باطن کی ابتداء ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اِنِّیْ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا) کی تلوار سے عالم مجاز کی جو کہ مرتبہ صور اور مثال ہے بیخ کنی کرے اور عالم حقیقت میں قدم بڑھائے۔ اس کے بعد آپ نے مجاہدہ اور ریاضت میں قدم تیز کیا اور چند دنوں کے بعد رات کے وقت ذکر کے دوران آپ پر عالم محویت طاری ہوا اور دیکھا کہ آفتاب و ماہتاب آسمان و زمین عرش و کرسی غرضیکہ تمام موجودات آپ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تمام ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تجلی یوسف علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کی ہے۔ اور مقام جبروت سے تعلق رکھتی ہے۔ تجھے چاہیے کہ ہر چیونٹی کو سلیمان سمجھے اور خود ساجد بن جائے اور شہود محمدی میں پہنچ کر عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کو اپنا امام بنائے (یعنی مقام عبدیت حاصل کرے جس کا دوسرا نام بقاباللہ ہے)۔

کشف و کرامات☆: شیخ محمد اکرم قدوسی اپنی کتاب اقتباس الانوار اور مفتی غلام سرور لاہور اپنی کتاب خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں کہ ابھی آپ کا ابتدائی زمانہ تھا کہ آپ قصبہ بوریہ سے روانہ ہو کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پر جا رہے تھے۔ اتفاقاً اسی دن امیر قصبہ بوہر جو آپ کا معتقد تھا کا اکلوتا بیٹا مر گیا۔ باپ بیٹے کی نعش اٹھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی مجلس میں بہت سے مشائخ و صوفیاء تشریف فرما تھے۔ غمزدہ باپ نے جاتے ہی آپ کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا:

مردان خدا خدا نباشد   لیکن زخدا جدانہ باشند

Marfat.com

آپ خدا کے لئے میرے بیٹے کو زندہ کر دیں۔ حضرت کو ان کے حال زار پر بڑا ترس آیا اور اپنی نشست سے اٹھ کر مردہ لڑکے کے سرہانے جا کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بیٹا اس حَیُّ الْقَیُّوم کے حکم سے اٹھو! یہ سنتے ہی مردہ لڑکے نے آنکھیں کھولیں اور زندہ ہو گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک بار آپ اینٹوں کے بھٹے کی ایک بھٹی میں گر پڑے آپ اُس وقت جذب و مستی کی حالت میں تھے۔ پورا ایک پہر اس آگ کی بھٹی میں بیٹھے مگر جب واپس آئے تو بدن کے ایک بال کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچی تھی۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ قصبہ کیتھل میں محفل سماع منعقد ہوئی۔ آپ بھی اس میں موجود تھے۔ محفل میں شریک ایک بزرگ نے وجد میں آ کر کہہ دیا۔ لوگوں سن لو۔ حضرت خواجہ سید معین الدین اجمیری ہندوستان کے پیغمبر ہیں۔ چونکہ ایک ولی کو پیغمبر کہنا خلاف شرع ہے۔ قاضی تک بات پہنچی اُس نے حکم دیا کہ ایسے زندیق کو گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔

آپ بذات خود اس کی گرفتاری کے بعد قاضی شہر کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ اَلْعَاشِقُ وَ الْمَجْنُوْنُ مَعْذُوْرٌ عاشق دیوانے اور معذور ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کو بھی معذور سمجھتے ہوئے چھوڑ دیں۔ مگر قاضی شہر نے آپ کی بات کو نہ سنا۔ آپ کو قاضی کی بات پر غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا تم عاشقوں کے قتل پر کمر بستہ ہو۔ انشاء اللہ تمہاری موت کتے کی طرح بھوں بھوں کرتے آئے گی۔ قاضی کو دوسرے دن سخت بخار ہو گیا اور چند روز میں ہانپتے ہانپتے مر گیا۔

کرامت نمبر۴ ☆: ایک مرتبہ آپ حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے عرس مقدس سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں ایک گاڑی سے ڈاکو نکلے۔ انہوں نے آپ کو آپ کے ساتھیوں سمیت لوٹنا چاہا مگر جب سامنے آئے تو آپ کے چہرے ہیبت اور جلالت سے مرعوب ہو کر حملہ نہ کیا۔

آپ کے قافلے کا ایک درویش جو پیچھے تنہا رہ گیا تھا ان ڈاکوں کے قابو میں آ گیا انہوں نے تمام سامان بھی لوٹ لیا اور اس کے کپڑے بھی اتروا کر رکھ لئے۔ اور ننگا ہی روانہ کر دیا وہ روتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوا اور اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ گوش گزار کیا۔ اُس کی بات سن کر جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ میں حیران ہوں کہ اس گاؤں کو آگ کیوں نہیں لگ جاتی۔ ادھر آپ کی زبان ترجمان سے یہ جملہ نکلا اُدھر سارا گاؤں آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ تمام گاؤں شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ گاؤں کے لوگ جان بچانے کے لئے جنگل کی طرف بھاگنے لگے۔ ان میں سے کچھ افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے کئے پر نادم ہو کر آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے معاف کیا تو آگ خود بخود بجھ گئی۔

کرامت نمبر ۵ ☆: ایک دفعہ آپ دوران محفل سماع وجد و مستی میں تھے تو لوگوں نے دیکھا کہ پہلے تو آپ کا سرتن سے جدا ہو گیا۔ پھر مکمل طور پر آپ کا جسم بھی غائب ہو گیا۔ آپ چند لمحوں تک اسی طرح مفقود رہے پھر واپس مجلس سماع میں اپنی اصلی حالت میں تشریف فرما نظر آئے۔ مجلس ختم ہوئی تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ آپ نے فرمایا معشوق کا نور عاشق کے نور پر غالب آ گیا تھا۔ اس نے عاشق کے نور کو اپنے انوار میں چھپا لیا تھا۔

وصال باکمال ☆: جب آپ کے وصال باکمال کا وقت آیا تو آپ نے قوالوں کو بلا لیا اور فرمایا کہ حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھو۔

صحبت غیر نخواہم کہ بود عین حضور
باخیال تو چرا بادگراں پردازم

قوالوں نے جب یہ شعر پڑھا اور اس پر تکرار کی تو آپ وجد میں آ گئے اور اسی حالت میں ۲۴ ماہ جمادی الاول بروز بدھ ۱۱۲۹ھ بمطابق ۱۷۱۷ء آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار قصبہ سفیدون پانی پت انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔ آپ کے مشہور و معروف خلیفہ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ مصنف کتاب سواطع الانوار (ترجمہ) اقتباس الانوار نے پوری دنیا میں شہرت پائی ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے بہت سے خلفائے نامدار ہو گزرے ہیں۔ مفتی غلام سرور نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شیخ سوندھا چوں ز دنیا رخت بست
سال وصلش سرور از روئے یقین
گفت سوندھا متقی رہبر ولی
۱۱۲۹
محرم مشتاق فخر المحسنین
۱۱۲۹ ۱۱۲۹

Marfat.com

منقبت درشان حضرت سید میراں شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ علیہ

کیا شاہ بھیکھ میراں نغمے سنا رہا ہے
مردہ دلوں کو قم قم کہہ کر جلا رہا ہے

یہ سیانوی گھڑامی مسجد و انس و جانی
ہو ہو سے کیسی تاریں قلبی ہلا رہا ہے

یہ لعل ابو معالی یہ پیشوائے عالی
انت انا کو کھودو نسخہ بتا رہا ہے

کسوت میں عبدہٗ دکھلا شان ہوکی
احمد احد کے پردے میراں اٹھا رہا ہے

سرخیل دستگیراں یہ شاہ بھیکھ میراں
عشق محمدی کے چرکے لگا رہا ہے

آؤ ہے بھیک ملتی اے قادریو چشتی
قطب وولی کی سندیں میراں لٹا رہا ہے

در پہ جو کوئی آیا مقصود لے سدھایا
زماں بھی بارگاہ پر دھونی رما رہا ہے

ازقلم: سید محمد زمان بھیکھی (مرحوم) دیپالپور

حضرت میراں سیّد شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : امام العاشقین دلیل العارفین برھان الکاملین اقلیم فقر کے تاجدار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رونق و بہار۔ حضرت سیّد میراں شاہ بھیکہ چشتی صابری بن سید محمد یوسف شاہ رحمتہ اللہ علیہ شیخ وقت قطب زماں تھے آپ کا نسب نامہ پدری کئی واسطوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے: غوث العالم حضرت سید محمد سعید میراں شاہ بھیک بن سید یوسف بن سید قطب الدین بن سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید امیر سعید بن سید نظام الدین بن سید عزیز الدین بن سید تاج الدین بن سید خیر الدین بن سید شاہ عثمان بن سید سلیمان کفاکش بن سید شاہ زید ترمذی سالار لشکر بن سید احمد زاہد بن سید امیر حمزہ بن سید ابابکر بن سید عمر علی بن سید محمد توختہ بن سید احمد توختہ بن سید علی زہیر کا کی بن سید حسین ثانی بن سید محمد مدنی بن سید ناصر ترمذی بن سید موسیٰ

Marfat.com

کاظم بن سید امام علی رضا بن سید حسین اصغر بن سید علی اصغر بن سیدنا حسین علیہ السلام بن حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ آپ حسینی سیّد ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیّد زید کو جو آپ کے اجداد سے ہیں۔ ہندوستان جانے کی بشارت دی۔ حسب الارشاد حضرت سیّد زید رحمتہ اللہ علیہ مع متعلقین ترمذ سے ہندوستان تشریف لائے اور سیانہ میں قیام فرمایا سیانہ کو ایک برہمن رئیس نے اپنے نام پر آباد کر رکھا تھا۔ اور وہی اس شہر کا حاکم تھا حضرت زید رحمتہ اللہ علیہ نے معرکۂ جنگ میں وفات پائی۔ ان کے وصال کے بعد سیّد سلیمان رحمتہ اللہ علیہ نے سیانہ پر چڑھائی کی سیانہ کو فتح کرنے کے بعد اس کا نام سیوانہ رکھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام سیّد یوسف رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ وہ حضرت قطب الدین کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی ملکو ہے۔

آپ ۹ رجب ۱۰۴۶ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد سعیدؒ اور کنیت سیّد میراں شاہ بھیکھ اور آپ اسی کنیت سے مشہور ہیں۔ آپ کی عمر جس وقت ۷ برس کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جب آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا تو آپ کے خاندان میں کچھ نااتفاقی سی ہوگئی۔ اس نااتفاقی اور خاندانی جھگڑوں اور اہل خاندان کے حسد کے باعث آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ سیوانہ سے کہرام آگئے اور وہیں پر مکمل سکونت اختیار کی۔

تعلیم و تربیت ☆ : آپ کی والدہ ماجدہ نے کہرام پہنچ کر آپ کو ایک مکتب میں داخل کرا دیا۔ وہاں پر دوران تعلیم آپ کو ایک ہندو لڑکے سے محبت ہوگئی محبت چھپنے والی چیز نہیں ہے۔ مکتب میں چرچا ہونے لگا۔ مکتب کے لڑکوں نے اس ہندو لڑکے کو ملامت کی اور کہا کہ فقیر کے لڑکے سے محبت کرنا مناسب نہیں۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا تو آپ کو یہ بات ناگوار گزری آپ نے ایک لڑکے کو جو سب کا سرغنہ تھا۔ ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے جبڑے ٹوٹ گئے۔ تمام لڑکوں نے اس کی اطلاع معلم کو دی۔ معلم نے آپ کو مکتب سے نکال دیا۔ مکتب سے نکلنے کے بعد آپ نے لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا دن بھر لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں وقت گزارتے اور اسی طرح گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے کہ ایک دن حضرت جلال شاہ علیہ الرحمۃ جو حضرت شاہ فاضل محبوب علیہ الرحمۃ کے بھائی تھے۔ مریدوں کی تربیت و تعلیم کے واسطے کہرام پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ فرزند کس کا ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے۔

Marfat.com

لوگوں نے بتایا کہ یہ سیّد یوسف علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں تو آپ کو ان سے ہمدردی ہوئی۔ اور بہت محبت سے پیش آئے۔ حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے آپکو نصیحت کی کہ میاں صاحبزادے یہ وقت کھیل کود کا نہیں ہے۔ یہ زمانہ لکھنے پڑھنے اور تعلیم و تربیت کا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس سے قبل میں پڑھتا تھا۔ اب کیا کروں کہ معلم نے مجھ کو مکتب سے نکال دیا ہے۔ حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے یہ سن کر آپ کو تسلی و تشفی دی اور کہا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ آپ کی تعلیم و تربیت کے متعلق ہر طرح کی سہولت پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ اور بذات خود معلم کو تمہاری تعلیم کی ہدایت کروں گا۔

چنانچہ اسی رات کو حضرت شاہ جلال نے اپنے چار مریدوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ آپ کی ہر طرح سے خبر گیری سے غافل نہ ہوں۔ اور آپ کے خورد و نوش پوشش اور خرچ کاغذ وغیرہ کا معقول انتظام کریں۔ اور آپ کی تعلیم سے کسی طرح بھی غفلت نہ برتیں اس کے بعد حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلا کر اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بٹھایا کھانا کھانے کے بعد حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے تھوڑا سا کھانا آپ کو دیا کہ اپنی والدہ ماجدہ کو دے دیں۔ اس پر حضرت سیّد میراں شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ سے کہا کہ ان کا رزاق اللہ ہے۔ دوسرے دن حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ مٹھائی کاغذ اور پوشاک لے کر آپ کے گھر آئے آپ سو رہے تھے۔ آپ کو جگا کر کپڑے پہنا کر آپ کو معلم کے پاس مکتب لے گئے۔ مکتب پہنچنے پر حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے معلم سے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک سفارش لے کر آیا ہوں۔ اس نے حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ جو فرمائیں گے مجھے دل و جان سے قبول ہے۔ لیکن سیّد میراں شاہ بھیکھ کے بارے میں سفارش نہ کریں۔ اس پر حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ کو غصہ آ گیا اور معلم سے فرمایا کہ تو مردود ہے کہ پیر کے حکم سے سرتابی کرتا ہے...... معلم نے معافی مانگی اور حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ کا حکم بجالانے پر آمادہ ہو گیا۔

حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے معلم کو تاکید فرمائی کہ یہ تمہارے پاس قرآن مجید اور گلستان بوستان پڑھیں گے اور کچھ ہی دنوں میں خلیفہ مکتب ہو جائیں گے۔ پھر انہوں نے معلم کے کان میں آہستہ سے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ یہ سیّد زادہ قطب زماں ہے تم کو چاہیے کہ اس کی پوری پوری دیکھ بھال کرو اور خوب خدمت کرو اور اس کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کا تغافل نہ برتو۔

چنانچہ اسی روز سے معلم نے آپ کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینی شرع کر دی۔ آپ نے چھ ماہ میں کلام اللہ

Marfat.com

گلستان اور بوستان ختم کر کے خلیفہ مکتب کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔

تلاش حق ☆: مکتب سے فراغت کے بعد آپ کے دل میں تلاش حق کی طلب ہوئی اور خیال پیدا ہوا کہ اگلی منزل پیر کامل کے بغیر ناممکن ہے اس کے لئے آپ موضع نلوی جو کہرام سے پندرہ کوس کے فاصلے پر واقع ہے میں ایک مرد درویش میاں محمد قاسم کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ تقریبا ایک سال تک وہاں دھونی سلگانے کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اسی دوران حضرت محمد قاسم نے اپنے گھر کے لئے لکڑی کا شہتیر بنوایا اور دس بارہ مریدوں سے فرمایا اسے اٹھا کر چھت پر رکھ دو۔ تمام درویشوں نے اسے اٹھا کر کمرے کے قریب کیا تو کیا دیکھا کہ شہتیر دو ہاتھ چھوٹا نکلا اور نہ ہی ان تمام سے اوپر اٹھا کر رکھا گیا۔ آپ یہ تمام ماجرا دیکھ رہے تھے۔ یکدم سے اٹھے اور اکیلے ہی شہتیر کو اٹھایا اور چھت کے اوپر رکھ دیا دو ہاتھ کم شہتیر آپ کے ہاتھوں کی برکت سے پورا ہو گیا اور چھت کی دیواروں سے بھی تھوڑا تھوڑا باہر نظر آنے لگا۔ جب قاسم شاہ کے مرید درویشوں نے یہ تصرف اور کمال دیکھا تو ان کے عطا کئے ہوئے کلاہ اور خرقے اٹھا کر قاسم شاہ کے آگے زمین پر دے مارے اور کہنے لگے کہ یہ فقیر جو دھونی کا کوڑا کرکٹ لاتا تھا اس کو چند دن میں ایسا تصرف دیا اور ہم ابھی تک محروم ہیں۔ ہم کو بھی اسی طرح کا صاحب تصرف کرو۔ میاں محمد قاسم نے کہا کہ قاسم حقیقی حق تعالیٰ کی ذات ہے یہ خود سیّد زادے ہیں ان کے آباؤ اجداد بھی صاحب کمال ہوئے ہیں۔ میرا اس میں کوئی دخل نہیں ہے ان دنوں قاسم شاہ کے مرشد بھی وہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے قاسم شاہ ہم چھوٹے حوض کی مانند ہیں۔ میراں شاہ بھیکھ دریائے عظیم کی مانند ہیں۔

مرشد کامل کی بارگاہ میں حاضری ☆: حضرت قاسم شاہ کے مرشد نے قاسم شاہ صاحب سے فرمایا کہ میراں شاہ دریائے عظیم کی مانند ہیں۔ ہمارے تمہارے سے اس کی سیرابی نہ ہو گی۔ لہٰذا ان کو رخصت کر دو تا کہ کسی اور جگہ طلب پوری کر سکیں۔ حضرت شاہ قاسم نے اپنے شیخ کے حکم سے آپ کو رخصت فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ تو بتلا دیا جائے کہ اب میں کس بزرگ کے پاس جاؤں۔ اتفاقاً وہاں شیخ ضیاء جو حضرت شیخ شاہ ابو المعالی کے مرید تھے انہوں نے کہا کہ آؤ میرے ساتھ میں تمہیں اپنے پیر و مرشد کے پاس لے چلوں۔ چنانچہ آپ شاہ ابو المعالی کی خانقاہ میں لے گئے

Marfat.com

تو کیا دیکھا کہ ان کی مجلس میں بڑے بڑے ذیشان زی مرتبت بزرگ تشریف فرما ہیں۔ شیخ ضیاء نے کہا میاں ان میں اپنے پیرو مرشد کو خود ہی شناخت کرلو۔ آپ نے کسی کے بغیر بتائے بھری مجلس میں موجود افراد میں سے حضرت شاہ ابوالمعالی کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضرت شاہ ابوالمعالی نے پوچھا کہ شیخ ضیاء یہ کون ہیں کس کے صاحبزادے ہیں۔ کس خاندان سے تعلق ہے۔ شیخ ضیاء نے عرض کیا حضرت یہ صاحبزادے ساداتِ سیانہ میں سے ہیں اور مرید ہونے کے لئے آئے ہیں حضرت شاہ ابوالمعالی یہ سنتے ہی فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور نہایت ہی تعظیم وتکریم سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اور آپ کو اپنے ہاتھ پر مرید کرلیا۔ آداب بیعت سکھائے۔ کچھ اذکار تلقین فرمائے اس کے بعد آپ کو رخصت کردیا آپ وہاں سے واپس کہرام تشریف لے آئے۔ اور یاد الٰہی میں مصروف ومشغول ہوگئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شاہ سیّد ابوالمعالی چشتی صابری کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

عبادت وریاضت ☆: انبیہٹہ سے کہرام واپس آتے ہوئے کشتی سے دریا پار کیا اور کہرام پہنچ کر عبادت وریاضت اور مشاہدہ میں مشغول ہوگئے۔ رات کو کنوئیں پر تخت بچھا کر اس پر بیٹھ کر عبادت کرتے اور اپنے نفس کو آگاہ کرتے کہ اگر سویا تو اس کنویں میں گرے گا پوشاک کا یہ حال تھا کہ پرانے کپڑے گلیوں میں سے اٹھا کر پانی سے دھو کر پہنتے تھے۔

خدمت اقدس میں ابدال کی حاضری ☆: آپ کے خلیفہ سید محمد جواد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ دہلی تشریف لائے تو میرے پاس قیام فرمایا۔ ان دنوں روزانہ آپ کے پاس ایک بزرگ جن کا لباس لمبا سا پیراہن اور سر پر لنگی باندھے ہوئے ہوتے چہرے پر رعب وجلال اس قدر کے کوئی بھی شخص آنکھ نہ ملا سکے وہ آتے اور میراں جی کے روبرو کھڑے رہتے مگر کسی شخص سے کلام بھی نہ کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا کہ حضرت یہ بزرگ کون ہیں جو روزانہ آتے اور کھڑے رہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ابدال ہیں ان کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کا حکم ہے کہ میرے فرزند میراں شاہ بھیکھ دہلی آئے ہوئے ہیں لہٰذا

Marfat.com

تمہاری ڈیوٹی ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر رہو اور جو چیز وہ طلب کریں فوراً ان کو لا کر دو۔ لہٰذا مجھے جب کوئی چیز ضرورت ہوتی ہے تو ان سے کہہ دیتا ہوں وہ مجھے فوراً لا کر دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا یہ بات کسی سے کہنے کی نہیں ہے۔ کسی سے ذکر نہ کر دینا۔

سیرت ☆ : آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ عبادت، ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ نذرانہ جو کچھ آتا اس میں سے خرچ نکال کر بقایا اپنے پیر ومرشد کو پیش کرتے تھے۔ آپ کا لنگر عام ہے۔ حسن اخلاق میں بے مثال، ہر آنے والے کی خوب خاطر تواضع فرماتے۔ اپنے خواجگان کے طریقہ کی مکمل پاسداری آپ کا وطیرہ تھا۔ آپ عشق مجازی اور عشق حقیقی میں بے نظیر تھے۔ تمام زندگی ذکر جہر اور استغراق باطن میں گزاری۔ آپ تربیت مریدین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ اپنے مریدین کو رات کے آخری حصے میں سونے سے منع فرماتے تھے اور سلسلہ کے مریدین کو اسم ذات جہر سے کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ کو عربی، فارسی زبان پر مکمل عبور تھا۔ مگر آپ نے اظہار خیال کے لئے اپنے علاقہ میں بولی جانے والی زبان ہندی پوربی کو اپنایا۔ آپ کے کلام میں گیان لہر، گیان پرکاش، مورکھ سمجھاونی اور سی حرفی اور دوہڑے آپ کے عارفانہ کلام کے مجموعے ہیں جو کہ فقیر راقم الحروف کے پاس محفوظ وموجود ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کا غیر مطبوعہ کلام بھی ہے جو لوگوں کے سینوں میں آج تین سو برس سے زیادہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود محفوظ ہے اور سینہ بسینہ منتقل ہو رہا ہے۔

تعلیمات ☆ : آپ فرماتے ہیں کہ پیر کو مرید شناشی کرنی چاہیے۔ (نمبر ۲) آپ آدھی رات سے زیادہ اپنے مریدوں کو سونے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ (نمبر ۳) آپ اپنے مریدوں کو ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ فرماتے کہ فقیر کو چاہیے کہ ایک لاکھ مرتبہ ذکر اسم ذات کرے اگر چالیس مرتبہ روزانہ ہو تو اس کو لقمہ درویشی دِلق حرام ہے۔

کشف وکرامات ☆ : حضرت شاہ معزالدین فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں میں سہارنپور میں مکتب میں پڑھتا تھا۔ حضرت میراں شاہ بھیکھ بھی سہارنپور ان دنوں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولوی حسام الدین سہارنپوری نے مجھ سے کہا کہ میراں جی کے پاس ظاہری علم تو ہے نہیں اور نہ ہی انہیں

Marfat.com

اس علم سے کوئی نسبت وہاں جانے سے مجھے کیا فائدہ ہوگا جہاں علمی بات نہ ہو۔ وہ موقعہ میں نے ٹال دیا۔ دوسری دفعہ میرے دوستوں نے اصرار کیا تو میں نے وہی جواز پیش کیا تیسری مرتبہ پھر لوگوں نے میرے سامنے میراں جی کی تعریفیں کیں تو میں نے کہا کہ میں طالب علم ہوں جہاں علمی گفتگو نہ ہو مجھے وہاں جا کر کیا فائدہ ہوگا۔ مگر دوستوں نے کہا کہ ہم آج ضرور لے کر جائیں گے۔ جب انکار اصرار زیادہ بڑھا تو ناچار میں تیار ہو گیا اور اپنے دل میں تین سوال بٹھا لیے۔ اول یہ کہ جونہی میں حضرت میراں جی کی محفل میں داخل ہوں وہ تمام حاضرین مجلس کو روانہ کر دیں اور مجھے تخلیہ میں بات کرنے کا موقع دیں۔ (نمبر ۲) یہ کہ آج کل خربوزوں کا موسم نہیں ہے وہ اپنے تصرف سے مجھے خربوزہ کھانے کو دیں۔ تیسرے یہ کہ جو کتاب میں آج کل مکتب میں پڑھ رہا ہوں اس میں سے مجھ سے بحث و مباحثہ کریں۔ یہ باتیں دل میں رکھ کر ہم میراں جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرا سامنے کھڑا ہونا تھا کہ آپ نے فرمایا اسلام علیکم۔ میاں معزالدین شاہ۔ میں نے سلام کا جواب تو دیا مگر میں حیران ہو گیا کہ بغیر کسی ملاقات کے میرا نام بھی جانتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ عجب ارادہ فاسدہ میرے دل میں پیدا ہوا تھا اور وہ بھی ایسے صاحب حال بزرگ کے بارے میں۔ آپ نے مجلس میں پہلے سے موجود تمام لوگوں سے فرمایا کہ آپ تمام حضرات کو اجازت ہے تشریف لے جائیں۔ میری کچھ اور بھی مصروفیات ہیں۔

چنانچہ تمامی حاضرین چلے گئے۔ اب میں اور حضرت میراں جی تنہا رہ گئے۔ آپ نے اپنے درویش کرم علی کو آواز دی اور فرمایا کہ ایک شخص ہمارے لئے نیاز کے طور پر خربوزہ لایا تھا وہ فلاں حجرے کے فلاں طاق میں رکھا ہے اٹھا لاؤ اور میاں شاہ معزالدین کو دے دو کیونکہ یہ اپنے دل میں ارادہ کر کے آئے تھے کہ خربوزہ کھلائیں گے تو میراں بھیکھ ہیں ورنہ کوئی اور یہ خود جانتے ہیں کہ یہ خربوزے کا موسم نہیں ہے۔ خربوزہ ایسے وقت میں کہاں آئے گا لیکن یہ پروردگار عالم کو سب توفیق و طاقت ہے میاں کرم علی درویش بہ تعمیل حکم کمرے میں گئے۔ خربوزہ اٹھا لائے اور میرے ہاتھ میں دے دیا کہ لو صاحب اپنا خربوزہ سنبھالو میں نے وہ خربوزہ آپ کے حکم سے وہیں کھایا۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا صاحب یہ تو بتلائیں کہ آج کل آپ کون سی کتاب پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کتاب مطول پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کون سے مقام تک پہنچ گئے۔ میں نے اس مقام کی نشان دہی کی۔ آپ نے نہایت دقیق و بار یک نکات پر تکرار کیا۔ حالانکہ مجھے کمال محاورہ تھا۔ میں نے ساتھ طرح جواب دیا

Marfat.com

آپ نے میرے تمام جوابات رد فرمادیئے اور مجھے خاموش ولا جواب ہونا پڑا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے صاحبزادے درویشوں کے ساتھ اس قسم کا معاملہ کرنا تم جیسے اہل علم وفہم کیلئے اچھا نہیں ہے۔

کرامت نمبر۲☆: آپ کا ایک مرید موضع نوندھن میں رہتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا تھا جس کی عمر ۱۰ سال کے قریب تھی ایک دن اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ اتفاق سے آپ اسی روز موضع نوندھن میں رونق افروز ہوئے۔ اس مرید کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ تو وہ آپ کو لیکر اپنے گھر آ گیا۔ اور اپنے لڑکے کی نعش کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اور کھانا لا کر حضرت میرانجیؒ کے سامنے رکھ دیا مگر حضرت میرانجیؒ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا کہ جب تک لڑکا نہ آئے گا کھانا نہ کھاؤں گا مرید نے بہانہ کیا کہ حضور بچہ ہے کہیں کھیل کود میں لگ گیا ہوگا۔ معلوم نہیں کب آئے گا اس کا انتظار بیکار ہے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ وہ جب آئے گا۔ کھانا جبھی کھایا جائے گا۔ اب اس مرید نے رو کر عرض کی حضور لڑکا آپ کے آنے سے دو ساعت قبل انتقال کر گیا ہے۔ اس کی نعش کوٹھڑی میں رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا لڑکا مرا نہیں سوتا ہوگا جا کر دیکھو۔ اگر سوتا ہو تو جگا کر لے آؤ۔ چنانچہ وہ شخص جب کوٹھڑی میں گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لے رہا ہے۔ اس کو بلایا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے والد کے ساتھ باہر آ کر آپ کا قدم بوس ہوا۔

شاعری☆: آپ ایک شاعر بھی تھے۔ مندرجہ ذیل شعر آپ ہی کی یادگار ہیں۔

نمبر۱☆ بھیکہ بھوکا کوئی نہیں سب دی گھڑی لعل
گرہ جتن دی کھول نہ جانے اس بد بہے کنگال

نمبر۲☆ بھیکہ فقیری بہت کھٹن ہے لوکاں بھانے کھیل
جھوگا پھوکے اپنا تب صاحب سے میل

نمبر۳☆ بھیکھ بات اگھم دی کہن سنن کی ناں
جو جانے سو نہ کہے جو کہے سو جانے ناں

نمبر۴☆ ہر روٹھے گر میل سی گر روٹھے نہیں تھوڑ
بھیکھ وہ نرکور ہے جو گرو کو جانے اور

Marfat.com

نمبر۵☆ تن اجلے من میلے بگلے جیسا بھیس
وائے سے تو کاگا بھلا جو اندر باہر ایک

نمبر۶☆ دو باتوں کو مت بھول جے چاہیں کلیان
بھیکھا اک موت کو دوجے سری بھگوان

نمبر۷☆: بھیکھا اب لگ تو آچھی نبھی ایک رہی من ماں
جب جیوڑا جم کے بس پڑے تب پت رہے کے نا

نمبر۸☆: صاحب اتنا دیجیو جس میں کُٹم سمائے
میں بھوکا نہ رہوں سادھ نہ بھوکا جائے

نمبر۹☆: بھرم کو کرو چُور عین عین تم کیا کرو
جو نقطہ کرو دور اُسی غین سے عین ہو

نمبر۱۰☆: جیسی صورت عین کی ویسی صورت غین
نقطہ اٹھا کے دیکھ لے وہی عین کا عین

نمبر۱۱☆: ہم تم دونوں ایک ہیں کہن سنن میں دو
بھیکھا من کو من سے تو لیو دومن کیسے ہو

نمبر۱۲☆: بھیکھا ایسے ہو رہے جوں مہندی کے پات
لالی رکھے پیٹ ماں ہری دکھایئے ذات

نمبر۱۳☆: ذات نہ پوچھ سادھ کی پوچھ لیو کچھو گیان
مول کرو تلوار کا پڑا رہنے دو نیام

نمبر۱۴☆: بھیکھ فقیری سیکھنی چل پنہارن سے سیکھ
سکھیوں سے بات کرے دھیان گگن کے بیچ

نمبر۱۵☆: نیر نہ ڈوبے کاٹھ کھوں یہی بڑوں کی ریت
اپنا سینچا جان کے پالیو اس کی پریت

Marfat.com

نمبر۱۶☆: اے رکھو اے بیل کے رکھیو ہماری بیل
برم کھپریا نہ لگے نہ ہو پروا میل

نمبر۱۷☆: باغ بڑائی آم کو کھیت بڑائی ایکھ
سبھی خلیفے چشت کے میں عاجز ہاں بھیکھ

نمبر۱۸☆: آپ کھوئے ہر کو پائے جانت ہے سبھ کو
ہادی سیانپ دور کر گھر کھوئے گھر ہو

نمبر۱۹☆: ظاہر اس کا عبد پہچان
باطن اس کا حق کو جان
باطن سے جب ظاہر آیا
ہو ظاہر اُس عبد کہایا
جس جس طرف بھی بھیکھا دھایا
اللہ بن کوئی اور نہ پایا

نمبر۲۰☆: یاری اس یار کی جس دل بھیکھ سمائے
دو جگ میں نرمل رہے سکھ سے این و یہائے

نمبر۲۱☆: ثابت رہ سانچ پر سانچ بڑا بیوپار
کالا منہ کر جھوٹ کا جس کھویو سنسار

نمبر۲۲☆: صفت مت بھول توں کر اپنے گُر سے پیت
صورت مورت کچھ نہیں گُر کا ہو جامیت

در تعریف مرشد

نمبر۲۳☆: آ گو اُتم گیان کے سبھ گُن میں بھرپور
گورمالی سو آدھے جس پک مہکے ڈھوڑ
ادیس ہے گورو آدکو جاکو مالی نام
ہن جو گوڑ جگت میں سبھ کو بھیکھ سلام

Marfat.com

قطعۂ تاریخ وصال

تیری ذات پاک میراں تو ہی پاک ذات میں
تیرے نور کا ظہور پھول پھل بات میں
سورج وانگ اجالا بھارا تیرا دن رات میں
گیارہ سو اکتی میراں مولا ملاقات میں

۱۱۳۱ھ

قطعۂ تاریخ دیگر

آں سید شاہ بھیکھ مقبولِ خدا
سرگروہ عارفاں بحق راہ نما
از بہر تفرج گلستان ارم
بگذشت ازیں جہاں سوے دارابقا
تاریخ چو خواستم از بہر دانش
فرمود کہ شاہ بھیکھ مقبول خدا

شاہ	بھیکھ	مقبول	خدا
۳۰۶	۴۲	۱۷۸	۶۰۵

وصال باکمال☆: آپ کا وصال ۱۵ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ کو ہوا۔ مزار شریف کہرام میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، پیر طریقت حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے حضرت شیخ محمد صدیق لاہوری صابری علیہ الرحمۃ حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے وہ مرید وخلیفہ شیخ جان اللہ لاہوری چشتی صابری وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عشق ومحبت، جذب وسکر اور سماع ووجد کے جامع تھے۔ مقام فقر میں بلند مقام اور درجہ معلیٰ کے حامل تھے۔ محفل سماع کے دوران آپ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ سمجھنے والا یہ سمجھتا کہ شاید اس حالت میں آپ کا وصال ہو جائے گا۔ بسا اوقات اس حالت میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آپ کا وصال باکمال ہو گیا ہے۔ لیکن اس دوران جب اذان کا وقت ہوتا تو اذان سن کر ہوش میں آ جاتے تھے۔

لاہور کے اردگرد کے بیشمار لوگوں نے آپ سے روحانی اکتساب فیض کیا ہمہ وقت آپ کی خانقاہ معلیٰ طالبان حق اور مخلوق خدا سے بھری رہتی تھی۔ جس کی وجہ سے بہت سے حاسدین اور علمائے ظاہر کو تکلیف پہنچی اور آپ کے خلاف مختلف منصوبے بنائے مگر جب کامیابی نہ ہوئی تو سب نے مل کر گورنر لاہور کو درخواست بھیجی کہ یہ شخص برسرِ عام محفل سماع کراتا ہے جو کہ شرعی طور پر ناجائز ہے لہٰذا غیر شرعی فعل کی بنا پر ایسا شخص واجب القتل ہے۔ بادشاہ دہلی نے وہ درخواست لاہور کے صوبہ دار کے پاس برائے تحقیق بھیجی۔ صوبیدار مذکورہ خود اس کی پڑتال کے لئے آپ کی خانقاہ میں آیا تو آپ کا زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ آپ کا مرید ہو گیا۔

صوبہ دار لاہور کے مرید ہونے کے بعد مخالفین کی تمام چہ مہ گوئیاں دم توڑ گئیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ ذی الحج ۱۱۵۱ھ بمطابق ۳ مارچ ۱۷۳۹ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار میدان زین خان میں آپ کے مرشد کے مزار کے قریب گوالمنڈی لاہور میں ہی

Marfat.com

مرجع خاص وعام ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وصال یوں مرتب کی ہے۔

چوں سلیم از قضای ربانے　　　شد ز دنیا دون بباغ جناں
سال وصلش سلیم اعظم گو　　　بار دگر سلیم شیخ کلاں
۱۱۵۱ھ

حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام الواصلین، برھان الکاملین، دلیل العارفین، قدوۃ السالکین حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کاملین زمانہ میں سے تھے۔ بڑے ہی نیک پارسا متقی و پرہیز گار، عبادت گزار شب بیدار اور متوکل وصاحب قناعت اور صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ مقتدائے اہل علم وعرفان اور پیشوائے کاملین میں سے تھے۔ وقت کے علماء اور مشائخ میں بہت بلند پایہ مقام رکھتے تھے۔

ابتدائی حالات اور مشکل کشاء کی مشکل کشائی ☆: آپ رہنے والے شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ کے اور قوم سے خوجہ (کھوجہ) تھے۔ ابتدائی زمانہ میں عام نومسلم افراد کی طرح تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔ غلہ سبزی لے کر فروخت کرتے تھے۔ بعض اوقات گندم اور چنے خرید کر مختلف علاقوں میں فروخت کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی غلہ وغیرہ بیلوں پر لاد کر لاہور لا کر فروخت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ بیل پر غلہ لاد کر شرقپور سے لاہور تشریف لا رہے تھے کہ ٹھوکر نیاز بیگ کے قدیمی مدرسہ گنبد والا کے نزدیک پہنچے تو آپ کے بیل کا پاؤں الجھا اور گر کر اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ جس کی وجہ سے تمام غلہ زمین پر آ گرا۔ آپ نے اپنے ہمراہی تاجروں سے کہا کہ تم سب مل کر میرا بوجھ تھوڑا تھوڑا بانٹ لو اور ہمیں لاہور تک پہنچا دو۔ اس لئے کہ میرا بیل ناکارہ ہو چکا ہے۔ مگر کسی نے بھی پرواہ نہ کی اور سکھ ڈاکوؤں کے ڈر سے قافلہ لے کر چلے گئے۔

ان دنوں مغلوں کی سلطنت کمزور ہو چکی تھی اور اس علاقہ میں سکھوں کے جتھے لوگوں بالخصوص تاجروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ آپ اُسی بے آب گیاہ علاقے میں بے یار ومددگار کھلے آسمان کے نیچے رات

Marfat.com

کے اندھیرے میں پڑے رہے۔ آدھی رات کے وقت آپ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور رو رو کر اپنی حالت پر گریہ وزاری کر رہے تھے۔ کہ دور سے ایک گھوڑ سوار آتا ہوا نظر آیا اور آپ کے نزدیک پہنچ کر اُس نے آواز دی۔ کہ اس جنگل بیابان میں رات کی تنہائی میں کون ہے جو یہاں پڑا ہے۔ تم کیا کرتے ہو اور یہ غلہ جو تمہارے پاس پڑا ہے وہ میرے پاس لے آؤ۔

آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ آنے والا کوئی ڈاکو ہے جس کے ہاتھ آج میری خیر نہیں۔ بہرحال ڈرتے ڈرتے آپ نے صاف بتا دیا کہ شرقپور کا رہنے والا ہوں تجارت کی غرض سے لاہور جا رہا تھا کہ بیل کی ٹانگ ٹوٹ گئی اب یہاں بے یار و مددگار پڑا ہوں۔ آنے والی شخصیت نے کہا کہ غلہ میرے پاس لاؤ۔ اور دیکھو تمہارا بیل تندرست ہے اس کی لات بالکل درست اور ٹھیک ہے تم اس کو کھڑا کرو اور غلہ اس پر لاد دو۔ آپ نے عرض کی غلہ کا وزن زیادہ ہے میں اکیلے اس کو اٹھا کر بیل کی کمر پر نہیں رکھ سکتا۔ آنے والی شخصیت نے پھر کہا کہ تم آگے بڑھ کر بیل کو تو اٹھاؤ اور دیکھو اس کی ٹانگ بالکل درست ہے۔ چنانچہ آپ نے بیل کو کھڑا کیا تو بالکل تندرست بیل کی طرح کھڑا ہو گیا جب آپ نے یہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ کوئی غیبی امداد اور غیبی قوت ہے یہ راہزن نہیں بلکہ راہبر ہے۔ اب سوار نے اپنے نیزے کی انی سے غلے کی بوری بیل کی پشت پر رکھ دی اور وہاں سے بادِ صبا کی تیزی کے ساتھ چل دیا۔

آپ ہمت کر کے آگے بڑھے اور آنے والی شخصیت سے کہنے لگے آپ میرے محسن و مددگار ہیں۔ میں آپ کا نام اور مقام پوچھے بغیر تو نہیں جانے دوں گا۔ آپ ان کے قدموں پہ گر گئے اور بار بار اصرار تھا کہ ذرا اپنا نام اور مقام تو بتا دیں۔ آنے والی شخصیت نے بتایا کہ میرا نام اسد اللہ الغالب علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے۔ میں اللہ کے حکم سے تمہاری مدد کو آیا ہوں۔ جاؤ اللہ کے حوالے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔ آپ وہاں سے شرقپور واپس آئے اور اپنا تمام مال و متاع اللہ کی راہ میں قربان کر کے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆ : آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شاہ مراد ملتانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شاہ مراد ملتانی مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ جیوہ شاہ گجراتی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ زکریا کے وہ مرید و خلیفہ

Marfat.com

حضرت حاجی قطب دوی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ درگاہی لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ علیہم اجمعین کے تھے۔ بعد تکمیل مجاہدہ و منازل سلوک حضرت شاہ مراد ملتانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

کشف و کرامت ☆: ایک مرتبہ آپ نے خربوزوں کے موسم میں خوبوزے فروخت کرنے کیلئے شرقپور شریف میں ایک نیل گر کی دکان کے چبوترے پر بیٹھ گئے۔ لوگ آتے خربوزے خریدتے اور کھاتے اور اس کے چھلکے رنگریز کے برتن میں پھینک دیتے۔ جس سے رنگریز کے برتن میں خربوزوں کے بیج اور چھلکے جمع ہو گئے۔ رنگریز یہ صورت حال دیکھ کر پریشان ہوا اور گھبرا گیا۔ ابھی وہ کچھ کہنے کے لئے سوچ ہی رہا تھا کہ آپ سے عرض کروں کے یہاں سے کہیں اور چلے جائیں میرا بہت نقصان ہو چکا ہے۔ آپ نے اُس کے دل کے خطرے کو باطنی طور پر بھانپ لیا اور جس قدر خربوزے باقی بچے تھے۔ چیر کران کے بیج اور کاشیں برتن میں پھینک کر فرمایا لو تمہارا نیل ٹھیک کر دیا ہے۔ اس میں تازہ نیل ڈالنے کی ضرورت نہیں آئے گی۔ اسے عمر بھر استعمال کرتے رہنا۔ کپڑے ڈبوتے جاؤ اور رنگ کرتے رہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ رنگریز جب تک زندہ رہا۔ نیا نیل ڈالے بغیر کپڑے رنگتا رہا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۱۴ھ بمطابق ۱۷۹۹ء کو ہوا۔ لفظ دریغ سے آپ کی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ اور یہی تاریخ آپ کے مزار پر کندہ ہے۔ آپ کا مزار پُرانوار شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نورِ ایمانی سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مدرس مسائل عشق و عرفان و معرفت، محدث وجد و بیان، قبلۂ طالبان عشق و مستی حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ محقق اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ ظاہری و باطنی علوم سے مرصع اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہوئے ہیں۔ تمام عمر اپنے پاس آنے والے طلباء کی تربیت میں

Marfat.com

گزار دی۔ ہزار ہا افراد نے آپ سے ظاہری و باطنی دینی اور دنیاوی فیضان حاصل کیا ہے۔
آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت علیم اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حضرت علیم اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ قطب دوراں غوث زماں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ ذی الحج ۱۲۲۰ھ بمطابق ۱۸۰۶ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار قصبہ راہوں نزد جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سراج السالکین، برھان العارفین، دلیل الکاملین، سلطان الواصلین، شاہد بزم الانسان سری، ہادی ساکنان بحری و بری، شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، فائز بہ کمالات الفقر فخری، فرد حقیقت، خورشید ولایت، آئینہ جمال و جلال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردۂ لطف رسول مکی و مدنی، امام الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جمال معرفت و کمال حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت کرنال انڈیا میں قریشی فاروقی خاندان کے فرد جناب محمد منیر بن وزیر علی کے گھر ۱۴ ذیعقد ۱۲۸۳ھ بمطابق ۶۸۔۱۸۶۷ء میں ہوئی۔
آپ نسباً فاروقی حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔
آپ کے والد گرامی حضرت محمد منیر صاحب کرنال شریف میں سکونت پذیر اور حضرت شیخ شرف الدین۔ بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشینوں میں سے تھے۔ آپ کا تعلق ایک پڑھے لکھے اور مذہبی گھرانے سے تھا۔ والد گرامی جناب محمد منیر صاحب ملتان اور مظفر گڑھ صوبہ پنجاب میں افسر مال اور ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز رہے۔ ان اضلاع کی زرعی اور ضلعی حد بندی آپ کے والد گرامی نے ہی کی تھی۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے مڈل اور میٹرک کا امتحان ملتان میں پاس کیا۔ ان دنوں آپ کے والد محترم ملتان میں بسلسلہ سرکاری ملازمت تعینات تھے۔ اس تعلیمی دور میں ہی آپ نماز روزہ

Marfat.com

کے نہ صرف خود پابند تھے بلکہ اپنے دوستوں ہم سبقوں کو بھی اس کی پابندی کے لئے ایک ایسی تنظیم بنائی جس کا مقصد ہی لوگوں کو نماز کا شوق دلانا تھا۔ اور نماز کی پابندی نہ کرنے والے کو ہلکی پھلکی سزا بھی دی جاتی تھی۔ میٹرک کی تعلیم کے بعد آپ ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے لگے اور سلاسل اربعہ کے معمولات پر عمل پیرا ہو گئے۔ یہاں تک کہ سلسلہ نقشبندیہ کے تمام لطائف شیخ کی مدد کے بغیر ہی طے کر لئے۔ اس طالب علمی کے دور میں آپ ایسے عملیات کے ماہر ہو گئے کہ جن کے ذریعے سے بہت سی لاعلاج بیماریوں کا علاج کر لیا کرتے تھے۔ آپ کے کمرے میں مریضوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ آپ کا یہ فیضان کسی ایک مذہب کے لئے مخصوص نہ تھا۔ بلکہ ہر مذہب وملت کے مصیبت زدہ اشخاص آپ کے درِ دولت پر آتے اور یہ کہتے ہوئے جاتے۔

کرم کردی الٰہی زندہ باشی

نائب تحصیلداری کا کورس اور تقرری ☆: آپ کے والد گرامی آپ کو کسی اعلیٰ عہدے پر دیکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے آپ کو نائب تحصیلداری کا کورس پاس کرنے کو کہا چونکہ آپ کی طبیعت کا رجحان خالصتاً مذہبی تھا اس کو اس اور عہدے کے لئے ذہنی طور پر تیار مگر چونکہ والد گرامی کا حکم ٹال بھی نہیں سکتے تھے۔ آپ نے اس کے لئے کما حقہ تیاری بھی نہ کی اور امتحان دے دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کے فیل ہو گئے۔ والد گرامی نے دوبارہ امتحان کے لئے کہا پھر بھی ایسا ہی ہوا کہ ناکام ہو گئے۔ بلکہ آپ نے اس ناکامی کی خوشی میں کہ دنیا کے امتحان میں ناکام اور آخرت کی طرف متوجہ ہوں فقرا غربا کو کھانا کھلایا۔ آپ کے اس فعل سے والد گرامی بہت ناراض ہوئے اور پھر تیسری مرتبہ امتحان کی تیاری کا حکم دیا۔ اس مرتبہ آپ نے پوری تیاری سے امتحان دے کر نہ صرف کامیابی حاصل کی بلکہ اعلیٰ پوزیشن حاصل کی۔ اور گورداسپور میں نائب تحصیلدار تعینات ہو گئے۔

دوران ملازمت تقویٰ کا یہ حال رہا کہ سرکاری قلم دوات سے کبھی کسی کو ذاتی خط یا کسی مریض کو تعویذ وغیرہ نہیں لکھتے تھے۔ نماز کے وقت خواہ کتنا بڑا اور ضروری کام ہوتا فوراً چھوڑ کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ نماز جمعہ کا خطبہ آپ خود ارشاد فرماتے اور نماز ہمیشہ آخری وقت میں پڑھاتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نماز جمعہ کی قضا نہیں اور نہ ہی منفرد حالت میں پڑھی جا سکتی ہے۔ اس لئے اس نماز کو

Marfat.com

دیر سے ادا کرنا چاہیے تا کہ سب لوگ شامل ہو جائیں۔ایک دن نماز جمعہ کیلئے تشریف لے گئے تو آپ کی عدم موجودگی میں سکھ افسر آیا اور آپ کو اپنی جگہ پر نہ پا کے سیخ پا ہوا۔

جب آپ نماز جمعہ پڑھا کر تشریف لائے تو اس نے پوچھا کہ سراج الحق کہاں سے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ نماز جمعہ ادا کر کے آیا ہوں۔سکھ افسر نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ سرکاری ڈیوٹی ہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں اُس سرکار کی ڈیوٹی کر کے آیا ہوں جو سب سرکاروں کی سرکار ہے۔سکھ افسر نے کہا پھر اسی سرکار کی نوکری کرلو۔اس سرکار کی نوکری سے علیحدگی اختیار کرلو۔

آپ چونکہ پہلے ہی ملازمت سے رغبت نہ رکھتے تھے فوراً استعفیٰ لکھ کر دے دیا۔سکھ افسر نے اس پر نوٹ لکھا کہ یہ شخص سرکاری ڈیوٹی صحیح ادا نہیں کرتا۔اکثر نماز وغیرہ کے لئے جاتا ہے اور بہت دیر سے واپس آتا ہے۔دستخط کر کے استعفیٰ منظور کر کے افسر مال کے پاس بھیج دیا۔افسر مال چونکہ آپ کے والد محترم تھے انہوں نے جب اپنے نور چشم کا استعفیٰ دیکھا تو سکھ افسر کو بلا کر پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ استعفیٰ کس کا ہے۔وہ کہنے لگا نہیں بس اس قدر معلوم ہے کہ یہ شخص ڈیوٹی صحیح نہیں کرتا۔

جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ آپ افسر مال کے صاحبزادے ہیں تو معذرت طلب کی اور آپ کو دوبارہ ڈیوٹی پر واپس آنے کی اپیل کی۔آپ نے فرمایا۔اب ہم نے احکم الحاکمین کی نوکری کرلی ہے ہمیں دنیاوی سرکار کی ملازمت سے کوئی واسطہ نہ ہے۔اب آپ چونکہ مکمل طور پر فارغ البال تھے۔ہمہ تن خدا تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔اور اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا ''نیک بخت! اگر تم عیش وعشرت کی زندگی گزارنا چاہتی ہو تو والد گرامی کی جائیداد میں میرا حصہ ہے وہ لے کر اپنی علیحدہ زندگی بسر کرلو۔اگر تم فقر وفاقہ کی زندگی گزارنا چاہتی ہو اور درویشی کی طرف لگاؤ ہے تو میرے ساتھ رہو۔لیکن یہ یاد رکھو اگر میرا مہمان رات کے کسی بھی حصے میں آ گیا تو اس کو کھانا تیار کر کے دینا ہوگا۔'' آپ کی خوش بخت نیک سیرت بیوی نے عیش وعشرت کی زندگی کو فقیری پر قربان کر دیا اور آپ ہی کے ساتھ رہنا پسند کیا۔

علوم دینیہ اور دورۂ حدیث ☆: دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم پہلے ہی آپ کے پاس کافی تھی۔اب باقاعدہ کتب متداولہ پڑھیں اور اپنے پھوپھا مولانا رشید احمد گنگوہی سے

Marfat.com

دورۂ حدیث شریف پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم آپ کے ہم درس تھے۔

تلاش مرشد اور بیعت توبہ☆: آپ عبادت و ریاضت میں پہلے ہی بہت محنت کر چکے تھے مگر چونکہ مرشد کامل کے بغیر منازل سلوک کی تکمیل مشکل تھی۔ اس کے لئے آپ نے گھر بار کو چھوڑ کر کو بہ کو بہ سیاحت کی مگر کسی بات نہ بنی۔ بالآخر استخارہ فرمایا تو حق کی طرف سے رہنمائی ملی اور حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ مراد آبادی کی صورت مبارکہ دکھائی گئی۔ اب اس دیکھی ہوئی صورت کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے کلیر شریف حضور مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرسِ مقدس پر پہنچے تو وہاں مرشد پاکاں حضرت خواجہ صوفی محمد حسین مراد آبادی سے ملاقات ہو گئی۔ طالب و مطلوب اس انداز سے ملے جیسے پہلے سے شناسائی ہو۔ عرس کے اختتام پر آپ حضرت صوفی صاحب کے ہمراہ مراد آباد تشریف لے آئے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت کے وقت مرشد کامل نے جو خصوصی توجہ اور نگاہ ولایت سے آپ کی طرف دیکھا تو مست و مخمور ہو گئے۔ عشق و مستی کی وجہ سے آپ پر بے ہوشی کا عالم رہنے لگا تین دن تک یہی حالت رہی۔ سینہ بے کینہ سے درد بھری آوازیں نکلتی تھیں۔ تین دن کے بعد جب افاقہ ہوا تو مرشد کامل نے خدام سے فرمایا انہیں باہر کی طرف لے جا کر سیر کراؤ۔ تاکہ سکر سے محو میں آ جائیں۔ باہر کی طرف سیر کرنے سے آپ کی طبیعت کافی حد تک بحال ہوئی۔ اس کے بعد کافی عرصہ میخانہ مرشد کامل میں رہ کر عرفان کی دولت حاصل کرتے رہے۔ پھر آپ کے والد گرامی تشریف لائے اور آپ کو گھر لے گئے۔

پاکپتن شریف میں حاضری☆: شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک میں آپ حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ دوران قیام مرشد کامل نے آپ کو بلا کر آپ کی جیب سے تمام رقم نکال لی۔ یہاں تک کہ ایک پیسہ بھی آپ کی جیب میں نہ رہنے دیا۔ پھر ارشاد فرمایا سراج الحق اب تم جاؤ۔ ماہ ربیع الاول شریف میں حضرت مخدوم پاک کے عرس میں ہم سے ملاقات کرنا۔ آپ وہاں سے رخصت ہو کر کرنال کی طرف چل دیئے۔ افسر مال اور سجادہ نشین حضرت بوعلی شاہ قلندر کی گود میں نازونعم سے پلنے والا یہ شہزادہ اور طالب حق اس طرح پاکپتن شریف سے کرنال پہنچا ہوگا۔

Marfat.com

بات یہیں پرختم نہیں ہوتی بلکہ عشق کی منزل کے مسافر کی کیفیت کو کوئی عاشق ہی سمجھ سکتا ہے کہ اس کا سفر کتنا کٹھن ہے۔ حافظ صاحب نے اس مقام پر خوب کہا۔

عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکل ہا

کلیر شریف میں امتحان اور نزول عرفان☆: مرشد کامل کے فرمان کے مطابق آپ کلیر شریف حضور مخدوم پاک صابر علاؤالدین کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک پر مرشد کامل کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اس دوران باران رحمت کا سخت نزول ہوا۔ حقیقتاً باطنی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بارش نہ تھی بلکہ نزول عرفان کہ اس موقعہ پر ہی آپ کو آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی و ہدایت قرار دیا جانا تھا۔ بارش کی وجہ آپ کے مرشد کے کیمپ میں پانی آنا شروع ہوگیا تو مرشد کامل نے آپ سے فرمایا سراج الحق کدال لو اور زمین کھود کر کیمپ کے گرد بند باندھ دو تاکہ پانی اندر نہ آئے۔ آپ نے حکم ملتے ہی کدال پکڑ کر زمین کھودنا شروع کی اور کیمپ کے گرد بند لگا دیا۔ مگر آپ کے نازک ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے۔ مرشد کامل نے جب بند کو دیکھا تو اپنی مسند سے اٹھے اور ایک طرف پاؤں مار کر بند توڑ دیا اور فرمایا کہ سراج الحق ادھر دیکھو بند ٹوٹ گیا ہے اور پانی کا رخ کیمپ کے اندر ہو گیا ہے اسے فوراً ٹھیک کرو۔ آپ ایک طرف سے ٹھیک کرتے تو مرشد کامل دوسری طرف سے پاؤں مار کر توڑ دیتے تھے۔ چنانچہ اسی طرح متعدد بار بند ٹوٹا پھر بنا بالآخر آپ تھک کر چور ہو گئے ہاتھوں کے چھالے پھوٹ گئے۔ سانس پھول گئی مگر حضرت نے پھر بند توڑ دیا اور فرمایا سراج الحق تم سے پانی کا بند نہیں باندھا جاتا۔ فقیری کیسے حاصل کرو گے۔ نفس کو کیسے باندھو گے۔ آپ نے مرشد کامل کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنے تو دم بخود ہو گئے اور آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب آ گیا۔ آنسوؤں کے قطرے موتیوں کی طرح ٹپ ٹپ رخساروں پر گرنے لگے۔ مرشد کامل تو پہلے ہی اس وقت کی انتظار میں تھے۔ جلدی سے آگے بڑھے اور آپ کو اپنے سینے سے لگا کر دولت عرفان سے مالا مال کر کے دریائے عشق و معرفت میں غوطہ زن کر دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ ابتدا ہی سے احکام شریعت کے دلدادہ تھے بلکہ ہر ممکن کوشش کر کے دوسروں سے بھی احکام شریعت کی پابندی کراتے تھے۔ پوری زندگی میں کوئی فعل خلاف شرع سرزد نہ ہونے دیا۔ تبلیغ اسلام اور احیائے دین و سنت آپ کی زندگی کا مقصد رہا۔ زہد و تقویٰ، ورع توکل،

Marfat.com

سخاوت، علم وحلم، شرم وحیا کا پیکر تھے۔ فرائض کے علاوہ سنن واجبات اور نوافل تک ترک نہ فرماتے تھے۔ اپنے خواجگان کے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے۔ مریدین کی تربیت اور اصلاح میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ گفتگو میں اس قدر نرمی کے لبوں سے پھول جھڑتے تھے۔ کسی کی غلطی پر مواخذہ کے لئے سختی نہیں بلکہ حکمت سے کام لیتے اور اس انداز سے نشاندہی فرماتے کہ غلطی کرنے والا خود نادم ہو جاتا تھا۔ آپ سنت کے سخت پابند تھے۔ یہاں تک منہ میں دانت نہ ہونے کے باوجود مسوڑھوں پر ہر نماز کے لئے وضو کے وقت مسواک فرمایا کرتے تھے۔ تمام دن مہمانوں میں مشغول رہتے اور ان کو کھانا خود پیش کرتے۔ ہر وقت تبلیغ جاری رکھتے۔ اس کے علاوہ نماز تہجد کے بعد سے نماز فجر تک ذکر بالجہر فرماتے۔ روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ شریف، حزب البحر، اورادفتحیہ، دعائے رقاب، دعائے حیدری، دعائے مغنی اور دعائے سیفی اور شجرہ شریف صبح کے وقت نماز اشراق پڑھ کر مہمانوں کی خدمت رشد وہدایت میں مشغول ہو جاتے تھے۔

جس کو پیا چاہے وہی سہاگن کہلائے☆: آپ کے مرشد کامل محفل سماع بہت شوق سے سنتے تھے اسی طرح ان کے دیگر خلفا اور مریدین بھی۔ مگر آپ کو محفل سماع سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ کچھ حاسدین نے اس بات کو بہانہ بنا کر آپ کے مرشد کامل کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ تو محفل سماع ضرورت سے زیادہ شوق فرماتے ہیں اور آپ کی اتباع میں تمام خلفا اور مریدین سماع میں حاضر ہوتے ہیں مگر ہمارے پیر بھائی سراج الحق محفل میں نہیں بیٹھتے جبکہ آپ ان سے بہت پیار اور شفقت فرماتے ہیں۔ حضور قبلہ پیرومرشد نے جواباً فرمایا ''جو چیز ہم سماع سے حاصل کرتے ہیں ہمارا سراج الحق قرآن مجید سے حاصل کر لیتا ہے'' یہ سن کر تمام خاموش ہو گئے۔

دائمی فیضان بصورت سپرداری لنگر☆: ایک مرتبہ مرادآباد کی خانقاہ معلیٰ میں لاکھوں مرید اور سینکڑوں خلفاء کی موجودگی میں مرشد پاکاں خواجہ صوفی سید محمد حسین مرادآبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میرے لنگر کا کام سنبھال سکتا ہے؟ مجلس میں خلفاء امرا نواب بھی حاضر تھے مگر سب خاموش اور کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ لنگر کی تقسیم اپنے ذمے لیتا۔ آپ نے بڑے ہی ادب سے کھڑے ہو کر مرشد کامل کی خدمت میں عرض کیا حضور اگرچہ یہ فقیر اپنے

Marfat.com

تمام پیر بھائیوں میں ایک عاجز بندہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ کی نظرِ عنایت کو شامل رکھ کر لنگر کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

مرشد پاکاں حضرت صوفی صاحب نے فرطِ محبت سے آپ کو دیکھا اور دعا کیلئے ہاتھ پھیلا دیئے۔

نوٹ ☆: یہ بات ذہن نشین رہے کہ فقیر کو زندگی کا سب سے بڑا انعام لنگر کی تقسیم کا ہی ملتا ہے۔ اس لئے کہ جتنا وسیع دستر خوان اور لنگر ہوگا اس فقیر کا اتنا ہی فیضان اپنے خواجگان سے کھلتا ہے۔ عبادت و ریاضت سے ہٹ کر لنگر کی تقسیم اور بھوکوں کو کھانا کھلانے میں فیضان و عرفان کا بہت بڑا دخل ہے۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہزاروں مرید تھے مگر لنگر کے تقسیم کی ڈیوٹی حضور مخدوم پاک صابر کلیری نے سنبھالی۔ اسی پر آپ کو بادشاہ دو جہاں کا اعزاز حاصل ہے اور آج پوری دنیا میں حق صابر یا صابر کے نعرے لگ رہے ہیں۔

حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادی مرشد پاکاں کے سولہ سو خلفاء میں سے جو مقام آپ کو حاصل ہوا ہے وہ کسی اور کو نہیں اس کی وجہ آپ کی دینی تبلیغی خدمات کے علاوہ تقسیم لنگر ہے کہ آج پوری دنیا میں حلقہ چشتیہ صابریہ سراجیہ کے فیضان کا شہرہ ہے اور آپ کے خلفا در خلفا قیامت تک اس فیضان کو جاری رکھیں گے۔ **ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیہِ مَنْ یَشَآءُ**

فقیر راقم الحروف اکثر کہا کرتا ہے کہ جتنا بڑا لنگر اتنا ہی فیضان۔ جس کا لنگر نہیں اس کا فیضان بھی نہیں۔

کمانڈر انچیف در فتنہ رد قادیانیت ☆: مرزا غلام احمد قادیانی کے رد ابصال کے سلسلہ میں یوں تو تمام صوفیائے کرام علمائے کی قربانیوں شامل ہیں۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ خصوصیت سے حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری اور حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری علیہم الرحمۃ کا نام سرفہرست ہے۔ حضرت حاجی صاحب نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی کو یہ کہہ کر حجاز مقدس میں قیام سے منع فرمایا تھا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ جس کا استیصال آپ کے ہاتھوں ہوگا۔

اور حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اس خطرے کو بھانپتے ہوئے اپنے نامور اور محبوب خلیفہ سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کو اس فتنہ کے رد کیلئے کمانڈر انچیف مقرر فرما کر حکم دیا سراج الحق کرنال کو چھوڑ کر گورداسپور چلے جاؤ اور مرزا قادیانی کے گرد گھیرا تنگ کر دو۔

نوٹ ☆: گورداسپور قادیان کے نزدیک ترین جگہ ہے جہاں آپ کو دشمنوں کے نرغے میں بیٹھنے کا حکم ملا۔ اور مرید صادق نے بھی پھر بیٹھنے کا پورا حق ادا کر دیا۔ اور مرزا کا ایسا ناطقہ بند کیا جسے مردود مرزا قادیانی کی نسلیں بھی تا قیامت یاد رکھیں گی۔ (مؤلف)

گورداسپور سے فیضانِ مراد آباد بصورت تحریک تحفظ ختم نبوت ☆:

مرزا قادیانی مردود کے خلاف آپ نے سب سے پہلے مرشد کے حکم سے گورداسپور میں خانقاہ قائم کی اور وہاں پر علماء اور مناظرین ذاکرین کی ایک جماعت تیار کی۔ پھر ان میں قابل ترین فاضلین کا ایک گروپ الگ کر کے قادیان کے چاروں کونوں پر ان کو متعین کر کے خانقاہیں بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں پر بیٹھ کر فاضلین و ذاکرین کی جماعتوں کی تربیت کر کے ان کو مختلف قصبوں دیہاتوں اور شہروں میں بھیج کر ختم نبوت کی تحریک کو زندہ کرو اور مردود قادیانی کا تعاقب ہر انداز سے کیا جائے۔

ان تمام فاضلین میں سے اپنے خلیفہ اکبر سلطان المناظرین حضرت علامہ مولانا خواجہ محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو رمداس سے ستکوہہ میں بٹھا دیا۔ جو قادیان سے صرف تین میل ہے۔ اردگرد کے دیہات کے مسلمان مرزا قادیانی مردود کی کارستانیوں اور چالاکیوں سے بخوبی واقف تھے۔ جبکہ مرزا کی شکل بھی بڑی مکروہ قسم کی تھی۔ اس کے مقابلے میں یہ گورداسپوری جماعت کے حسین وجمیل چاند ستارے اپنے اندر ایک کشش رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے دیہات اور گردونواح کے لوگوں کے لئے حق و باطل میں امتیاز کرنا کوئی مشکل نہ تھا۔

جب آپ اپنی جماعت کے فاضلین ذاکرین کو لے کر نکلے تو قادیان کے گردونواح کے مسلمان گروہ در گروہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا شروع ہو گئے۔ آپ نے ان کی تربیت کی اور ان میں سے دس بارہ افراد کو خرقہ خلافت سے نواز کر انہیں انہی کے علاقے میں تبلیغ اور رشد و ہدایت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بٹھا دیا۔ اس مشن کی تکمیل کے لئے آپ تادم آخر گورداسپور میں ہی قیام پذیر رہے اور یہیں سے مبلغین کی جماعتیں تیار کر کے برصغیر پاک و ہند کے کونے کونے میں بھیجتے رہے۔

Marfat.com

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری ☆: سلطان المناظرین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری ستکوہی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند عاشق رسول ﷺ معروف ادیب ونعت گو شاعر حسان العصر حضرت حافظ مظہر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کے ساتھ جو جماعت ہوتی تھی۔ انہیں دیکھ کر یہ گمان گزرنے لگتا تھا کہ سلف صالحین کی کوئی جماعت قبروں سے نکل آئی ہے، جسم قد آور، چہرے حسین درخشندہ، طویل داڑھی، سر کے بال لمبے، ہاتھ میں عصا اور تسبیح اور رنگین لباس میں ملبوس قدسیوں کی اس جماعت کے ساتھ جب آپ کسی گاؤں میں تشریف لے جاتے تو لوگ جمع ہو جاتے اور غایت درجہ عقیدت ومحبت کرنے لگتے اور دعاؤں اور تعویزات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ نماز تہجد کے بعد حضرت خواجہ ذکر بالجہر فرماتے تو سامعین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ جبکہ مرزائیوں میں یہ ذوق وشوق کی متاع کہاں تھی؟ وہ عوام کا تاثر زائل کرنے کے لئے کمال بے حیائی سے کہتے کہ یہ جذب وشوق نہیں نئی گندم کھانے کا اثر ہے۔ لیکن ایسی خرافات سے عوام کے تاثر کا زائل ہونا ممکن نہ تھا۔

عرس کی تاریخوں کی حکمت ☆: تمام خواجگان چشت اہل بہشت کے عرسوں کی تاریخیں سن ہجری کے مطابق ہیں۔ مگر آپ نے گورداسپور کی خانقاہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں عیسوی سن کے حساب سے عرس کا آغاز کیا تو عرس کی تاریخ ۲۴۔۲۵۔۲۶ دسمبر مقرر کی۔ ایک صاحب نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ انہی تاریخوں میں قادیان کا مرکزی جلسہ ہوتا ہے۔ یہ تاریخیں مقرر کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان تاریخوں میں مسلمان ادھر نہ جائیں۔ حضرات گرامی! بظاہر یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے۔ لیکن اس سے آپ کی فراست اور دور بینی واضح ہو رہی ہے کہ عوام کو مرزائیت سے دور رکھنے کے لئے آپ کو کس قدر فکر تھی۔ ہو سکتا ہے یہ تدبیر آپ نے اپنے مرشد کے ایما اور مشورے سے مقرر کی ہو۔

مرزا قادیانی کا منصوبہ ناکام کر دیا ☆: مرزا غلام احمد قادیانی مردود نے اپنے خفیہ تحریک چلانے کا منصوبہ بنایا۔ وہ یہ کہ اس نے سلطنت برطانیہ کو درخواست بائیں مقصد گزارنے کا عزم کیا چونکہ قادیان میں میرے معتقد زیادہ ہیں۔ لہٰذا اس وجہ سے قادیان کو میری ریاست قرار دیا جائے۔

Marfat.com

عین ممکن تھا کہ اس کی درخواست منظور ہو جاتی اس لئے بھی کہ گورنمنٹ برطانیہ تو پہلے ہی مسلمان کے خلاف تھی اور مرزا قادیانی انہیں کا چربہ اور چیلا تھا۔ مگر آپ کو دو سال پہلے ہی اس کا علم ہو گیا کہ مرزا اس تحریک کا آغاز کر چکا ہے اور کسی بھی وقت درخواست بھجوا دے گا۔

آپ نے اپنے مرید صادق مولانا حافظ محمد فضل دین مدنی صاحب علیہ الرحمۃ کو مدینہ شریف میں حصول علم کے لئے بھیجا ہوا تھا۔ کو واپس بلا لیا۔ ان کی آمد پر گورداسپور میں ایک ہائی سکول کھولا گیا۔ اور تبلیغ کا کام قدرے تیز کر دیا۔ حافظ فضل دین صاحب کے ذمہ اضافی ڈیوٹی یہ بھی لگائی کہ اپنی جماعت سراجیہ کے افراد کی ایک مکمل فہرست نام مکمل سکونت تیار کی جائے۔

لہٰذا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور کئی جلدوں میں فہرست تیار ہوئی۔ تکمیل فہرست کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کو درخواست بھجوا دی گئی کہ مرزا قادیانی کے مریدین سے زیادہ مرید گورداسپور اور اس کے گردونواح کے دیہاتوں میں ہمارے ہیں۔ لہٰذا گورداسپور کو بنام خواجہ محمد سراج الحق ریاست قرار دیا جائے۔

اس سے آپ کا مقصد ریاست حاصل کرنا تو نہ تھا۔ اصل مقصد تو صرف اور صرف مرزا کی درخواست کا رد اور نامنظور کروانا تھا جو کہ کامیاب رہا۔ اور مقصد پورا ہو گیا۔ مرزا صاحب نے جو درخواست ریاست کے لئے دی تھی آپ کی درخواست کی وجہ سے انگریز حکام کو نامنظور کرنا پڑا۔ جس سے مرزا کو سخت مایوسی ہوئی۔ اس طرح کے اور بھی واقعات لاتعداد ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اس فتنے کو دبانے کے لئے کیا کیا تکالیف برداشت کیں اور کس حکمت عملی سے کام لیا۔

محمدی بیگم اور مقدمہ قتل و تنسیخ نکاح ☆: آپ کے خلیفہ نامدار سلطان المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد نواب الدین چشتی صابری ستکوہی علیہ الرحمۃ نے مرزا قادیانی کی بیوی جو کہ خود کو مسلمان کہتی تھی کے ساتھ نکاح کر لیا اور اسے اپنے گھر میں بسا لیا تھا۔

مولانا نواب الدین پہلے ہی مرزائیوں کی طرف سے قائم کردہ کئی مقدمات میں ملوث تھے۔ ۱۹۲۵ء سے قبل جب قادیانیوں کی طرف سے منعقد جلسے میں ایک مرزائی مقرر نے مولانا نواب الدین علیہ الرحمۃ کی شان میں توہین آمیز جملے استعمال کئے اور بہت سی بکواس کی بات جب طول پکڑ گئی تو مولانا نے اس مرزائی کو قتل کر دیا۔ یہ بات آناً فاناً دور دور تک پھیل گئی جب ''خانقاہ سراجیہ'' میں پتہ چلا تو آپ نے فرمایا

Marfat.com

کہ ''دنیا میں کوئی مائی کا لعل میرے شیر کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔'' مقدمہ کا فیصلہ انگریز جج کے ہاتھوں میں تھا۔ جج نے مرزائیوں کو یقین دلایا تھا کہ مولوی نواب الدین کو پھانسی کا حکم دوں گا۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا کوئی مائی کا لال میرے شیر کو پھانسی تو کیا اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔

چنانچہ فیصلے کے روز آپ خود عدالت میں تشریف لے گئے۔ جج آپ کی آمد سے قبل مولانا نواب الدین علیہ الرحمۃ کی پھانسی کا حکم لکھ چکا تھا۔ آپ جو کہ انتہائی متین اور متحمل مزاج تھے مگر اس وقت نہایت غضبناک لہجے میں فرمایا ''لے جج سنا فیصلہ'' آپ بار بار عدالت میں کھڑے فرماتے تھے اور جج نہایت ہی زیادہ پریشان اور حیران تھا۔ کہ کل میں نے خود ہی پھانسی کا حکم لکھا ہے۔ آج میری فائل پر مولانا کے حق میں کیسے فیصلہ لکھا گیا ہے۔ جج یہ دیکھ کر کرسی سے نیچے اترا اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگ کر کہنے لگا ''آپ تو بڑے پیر پادری ہیں۔'' آپ نے فرمایا کہ مجھے پیر پادری نہ کہو۔ میں تو اللہ کا ادنیٰ سا بندہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے جج سے فرمایا کہ اگر تم فیصلہ نہیں سنا سکتے تو لاؤ یہ فیصلہ میں سنا دوں۔ آخر انگریز جج نے مولانا نواب الدین کو بری کرنے کا حکم سنا دیا۔

ایک عیسائی کا قبول اسلام ☆: یہ اُن دنوں کی بات ہے جب مسمریزم کی لغت ابھی نئی نئی عمل میں آئی تھی۔ ایک عیسائی پادری گورداسپور میں آیا اور مجمع لگا کر ایک نوجوان کو نیچے زمین پر لٹا کر پھر اس کو فضا میں دو گز کے فاصلے پر معلق کر دیتا۔ اس طرح وہ عیسائیت کا پرچار کر کے سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت میں مصروف تھا اور سادہ لوح ضعیف الاعتقاد لوگ دھڑا دھڑ مذہب اسلام چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کرنے لگے۔ اس امر کی شکایت بعض مریدوں نے آپ سے کی۔ مگر آپ نے سکوت اختیار کیا۔ آخر ایک مرید نے عرض کیا حضور آپ اس وقت قدم اٹھائیں گے جب سارا گورداسپور مرتد ہو جائے گا۔ یہ سُن کر آپ اٹھے اور اپنا عصا ہاتھ میں لیا اور پادری کے مجمع میں تشریف لے گئے اور پادری سے فرمایا کہ ہمیں بھی اپنے کرتب دکھایئے۔ پادری نے لڑکے کو سفید چادر میں لٹا کر فضا میں معلق کر دیا۔ آپ نے اُس سے فرمایا بس اسی قدر جانتے ہو یا کچھ اور بھی؟ پادری کہنے لگا جی میں اتنا ہی کرتب دکھا سکتا ہوں۔

اس کی بات سن کر آپ جلال میں آ گئے اور اپنی انگشت شہادت کو لڑکے کی طرف اشارہ کر کے آسمان

Marfat.com

کی جانب کیا اور فرمایا لَا اِلٰهَ لڑکا آسمان کی فضا میں غائب ہو گیا۔ پھر فرمایا اِلَّا اللّٰه اس کے بعد لڑکا زمین پر آ گیا۔ آپ نے اسی طرح تین چار مرتبہ کیا۔ لڑکا کبھی آسمان پر جاتا اور کبھی نیچے آتا تو پادری صاحب کی ہوائی نکل گئیں اور قدموں میں گر کر عاجزی کرنے لگا۔ حضور لڑکا مر جائے گا معاف فرما دیجیے میں اسلام قبول کرتا ہوں۔'' مجمع میں کھڑے لاتعداد لوگوں نے یہ دیکھ نعرۂ تکبیر بلند کر دیا۔ مرتدین دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ پادری صاحب اور کئی عیسائی کلمہ شہادت پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور حضرت کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

مولوی ثناء اللہ خانقاہ سراجیہ میں ☆: آپ کے خلیفہ پیر طریقت فاضل نگینہ عاشق مدینہ حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری خانقاہ سراجیہ میں اکثر حاضری دیا کرتا تھا اور حضرت خواجہ جب امرتسر تشریف لے جاتے تو مولوی ثناء اللہ آپ کو اپنے گھر لے جاتا۔ ایک مرتبہ مولوی ثناء اللہ نے تصرفات اولیاء پر گفتگو چھیڑ دی تو ساتھ ہی جنات کے عمل کا انکار کیا۔

آپ نے فرمایا کہ جنات اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں۔ انسانوں کی طرح ان میں نیک بھی ہیں اور شر پسند بھی۔ جس طرح بعض شرپسند انسان انسانوں کو اور دوسری مخلوقات کو بلاوجہ تنگ کرتے ہیں۔ عین اسی طرح شریر جن انسانوں کو تنگ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو طاقت بخشی ہے کہ وہ انسان کے جسم میں مخلول ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان انسان کی رگ رگ میں اس طرح پھیل جاتا ہے جیسے خون رگوں میں دوڑتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے باوجود دلائل کے آپ کی بات کو تسلیم نہ کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ کسی مناظرے کی شکل میں گفتگو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے خاموشی اختیار کر کے واپس گورداسپور تشریف لے آئے۔

ادھر آپ گورداسپور میں پہنچے۔ اُدھر مولوی ثناء اللہ کا بیٹا بغیر سیڑھی کے مکان کی چھت پر اور پھر نیچے فرش پر آنے جانے لگے۔ گھر میں ایک کہرام برپا ہو گیا کہ اس کو اچانک کیا ہوا۔

مولوی صاحب بڑے پریشان ہوئے لڑکے کو پکڑنے کی کوشش کرتے مگر وہ ہاتھ نہ لگتا تھا۔ بالآخر مولوی صاحب بھاگے اور تار گھر جا کر بذریعہ فون آپ کو اس واقعہ کی اطلاع کی۔ آپ نے ان کی

Marfat.com

بات سن کر فرمایا اللہ کرم فرمائے گا۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ لڑکا اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کے بہت زیادہ معتقد ہو گئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ پھر آپ امرتسر تشریف لے گئے تو مولوی ثناء اللہ نے پھر اپنے گھر جانے کی دعوت دی آپ نے قبول فرمائی اور تشریف لے گئے۔ اس ملاقات کے درمیان مولوی صاحب نے عرض کیا ''حضور بعض لوگ (اہل سنت و جماعت) کہتے ہیں کہ اولیائے کرام بھی غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا ''ہاں'' مولوی صاحب نے کہا کہ آپ کو بھی یہ مقام حاصل ہے تو فرمائیں میری عمر اس وقت کتنی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک کورا گھڑا لے آؤ۔ اور اس پر سفید چادر ڈال دو۔ پھر اس سے کہو کہ سراج الحق کہتا ہے کہ میری عمر بتا دو۔ مولوی صاحب نے یہ عمل کیا تو گھڑا اپنی جگہ سے اوپر کو اٹھا پھر اپنی جگہ پر آیا۔ اس طرح کئی بار اوپر اٹھا۔ مولوی صاحب نے اپنی ڈائری دیکھی تو اُن کی اتنی ہی عمر تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو پہلے ہی معتقد تھے۔ اب بیعت کے لئے بھی اظہار کرنے لگے مگر آپ ٹالتے رہے۔ یہ بات جب علمائے اہل حدیث کے علم میں آئی تو انہوں نے یہ کہہ کر باز رکھا کہ خواجہ محمد سراج الحق کی جماعت میں بڑے بڑے قابل علماء موجود ہیں۔ آپ کا وہاں کوئی خاص مقام نہ ہوگا۔ اس جماعت کے آپ صدر ہیں۔

اس کے بعد مولوی صاحب آپ کے پاس آخری وقت تک آتے رہے لیکن بیعت نہ ہو سکے۔

تصرفات باطنی ☆: معروف محدث مولانا فیروز دین علیہ الرحمۃ آپ کا شہرہ سن کر قصبہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور سے آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے خانقاہ معلّیٰ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں پہنچے تو آپ بکمال شفقت محبت سے پیش آئے اور رات کو قیام کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مولانا خود فرماتے ہیں کہ میں ان دنوں نماز تہجد کا بہت پابند تھا۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد خیال پیدا ہوا کہ شاید آج نماز تہجد ادا نہ ہو سکے۔ کیونکہ دوسری جگہ پر ایسا عمل مشکل ہوتا ہے اور طبیعت یہ بھی نہ چاہتی تھی کہ آپ سے عرض کروں۔ بس اسی کشمکش میں تھا کہ حضرت خواجہ ایک مصلّیٰ اور ایک پانی سے بھرا ہوا لوٹا لے کر میرے کمرے میں تشریف لائے اور فرمایا ''اگر تہجد کی عادت ہو تو یہ مصلّے ہے اور پھر استنجے اور وضو کی جگہ کی نشاندہی فرمائی۔'' اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں

Marfat.com

آپ کے تصرف کا شہرہ پہلے ہی سن چکا تھا۔ اب میرے ساتھ جو معاملہ حضور نے اپنی شفقت وتصرف کا فرمایا تو اور زیادہ متاثر ہوا۔ میں نے شب کے معمولات بخوبی وبا آسانی ادا کیے۔ صبح اشراق کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ آپ خود ناشتہ لے کر حاضر ہوئے۔ میرے ہمراہ آپ نے بھی ناشتہ کیا۔ میں کھانا بھی کھاتا جاتا تھا اور آپ کے نورانی چہرے کی زیارت سے بھی مشرف ہو رہا ہے۔

آپ کے تابانی چہرے کی نورانی کرنیں میرے دل میں سرائیت ہوکر میرے دل کو منور کرتی جا رہی تھیں۔ میرے بدن کی عجیب حالت تھی۔ ناشتہ سے فارغ ہوئے۔ آپ برتن اٹھا کر لے گئے۔

اب میرے لئے ایک اور مسئلہ تھا کہ قصبہ دیال گڑھ تک پہنچنے کے لئے کرایہ میں کچھ پیسوں کی کمی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ فلاں اسٹیشن تک کا ٹکٹ خرید لوں گا باقی آگے کا سفر پیدل طے کرلوں گا۔

آپ برتن رکھ کر واپس تشریف لائے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک رومال تھا۔ جس میں روٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے مجھے مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ راستے میں بھوک لگے تو کھالینا۔ اسکے بعد جیب سے چند سکے نکال کر مجھے عنایت فرما کر فرمایا شاید اب تمہیں سفر میں تکلیف نہ ہوگی۔

اس کے بعد میں آپ سے اجازت لے کر باہر آیا۔ اپنے اور آپ کے عطا کردہ پیسوں کو جو گنا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ میرا کرایہ مکمل ہو چکا تھا۔

تصرف کا واقعہ نمبر۲ ☆: حضرت علامہ پیر طریقت مولانا حکیم عبدالغنی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم آپ کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ مغرب کی جانب سے سخت آندھی اُٹھی۔ ہم نے عرض کیا حضرت اس جنگل میں تو کوئی پناہ گاہ بھی نہیں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس طوفان سے محفوظ رکھے۔ آپ نے کچھ پڑھ کر اپنی انگشت شہادت پر دم کیا اور پھر اس سے تین مرتبہ آندھی کی طرف اشارہ کیا۔ اُسی وقت آندھی کا نشان ختم ہوگیا۔

تصرف کا واقعہ نمبر۳ ☆: حضرت مولانا غلام ربانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ والد گرامی حضرت مولانا محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ اپنی ارادت کے ابتدائی دور میں آپ کے ہمراہ تبلیغی دورے پر قریہ قریہ بستی بستی گشت فرما رہے تھے۔ کہ ایک ایسے گاؤں میں پہنچے جس کے کچھ فاصلے پر ایک مسجد بالکل بے آباد کو دیکھا۔ مسجد میں پرندوں اور کتوں وغیرہ نے گندگی پھیلا رکھی

Marfat.com

تھی۔مسجد سے تعفن اُٹھ رہا تھا۔آپ نے مسجد کو صاف کرنے کا حکم دیا۔اور پھراسی مسجد میں قیام فرما لیا۔تین دن اور تین راتیں اس مسجد میں ذکر وفکر میں مشغول رہے۔وہاں کھانے کو کیا تھا۔آپ کی زندگی تو متوکلانہ تھی۔کھانا بھی ساتھ نہ رکھتے تھے۔تین دن کی بھوک نے براحال کردیا۔

حضرت مولانا نواب الدین صابرؔی علیہ الرحمۃ جو آپ کے دست مبارک پر تھوڑے ہی عرصہ پہلے بیعت ہوئے تھے۔اور ابتدائی منازل طے کر رہے تھے۔انہوں نے مولویت کی زندگی سے درویشی میں پہلا قدم رکھا تھا۔عرض کرنے لگے قبلہ عالم اگر درویشی اسی بھوکے رہنے کا نام ہے تو بندہ اس سے باز آیا۔بندہ کو اجازت دیجئے۔آپ نے مسکرا کر مولانا نواب الدین صابرؔی علیہ الرحمۃ کی طرف اپنی پُرنور نگاہ ولایت سے دیکھا اور فرمایا مولانا آج شب اور قیام کرلو۔مولانا غلام ربانی صابرؔی فرماتے ہیں کہ والدگرامی فرماتے تھے کہ آپ کی نگاہ تھی یا جام شیر اس نگاہ نے مجھے صبر وتحمل کا پیکر بنادیا۔

اسی روز شام کو واقعہ یوں پیش آیا کہ نماز مغرب کے بعد ذکر کی محفل منعقد ہوئی تو پروانے وجد میں آ گئے۔اتفاق کی بات گاؤں کے چند بچے جو شام کو سیر کی غرض سے نکلے اور انہوں نے ذکر کی آواز سنی تو ان کے لئے یہ نئی بات تھی۔وہ مسجد میں آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور پھر ہمارے ساتھ ذکر کرنے لگے جب اندھیرا خوب پھیل گیا تو بچوں کے والدین کو فکر لاحق ہوئی۔وہ ان کو تلاش کرتے کرتے مسجد میں پہنچ گئے۔ان کے دلوں پر ذکر کا ایسا اثر ہوا کہ وہ بھی وہیں براجمان ہوگئے۔ذکر کے بعد دعا ہوئی تو حاضرین کے دلوں پر مزید رقت طاری ہوگئی جس سے اہل دیہہ مزید متاثر ہوئے۔

فراغت کے بعد جب ان سادہ لوگوں کو پتہ چلا کے ذاکرین کی جماعت تین دن اور تین رات سے بھوکی پیاسی ایسی جگہ ٹھہری ہوئی ہے تو وہ اپنے گھروں سے کھانا لے کر آئے۔

اہل دیہہ کو جماعت کی خبر دی اور جماعت کا وجد وکیف بیان کیا گیا تو پورا گاؤں مسجد میں جمع ہوگیا۔آپ کے نورانی چہرے اور پُراثر گفتگو نے ان کے دلوں میں نور پیدا کردیا۔تقریباً سارا گاؤں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوگیا۔اب اہل دیہہ آپ کے جانے پر رضامند نہ تھے۔آپ نے آٹھ دن اپنی جماعت کے ساتھ اسی گاؤں میں قیام کیا۔جو علمائے کرام جماعت کے ہمراہ تھے خصوصاً علامہ نواب الدین صابرؔی ان تمام دنوں وعظ فرماتے رہے۔جس سے پورے گاؤں کی کایا پلٹ گئی۔جو لوگ کل تک اسلام سے بے خبر تھے آج اسلام کے دیوانے اور مستانے بن گئے۔مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ اکٹھا کرنے لگے۔

Marfat.com

بچوں، نوجوانوں بوڑھوں کی زبان پر الا اللہ کے نعرے تھے۔ آپ نے اپنی جماعت کے ایک درویش کو اہل دیہہ کی رشد وہدایت کے لئے مقرر فرمادیا۔ اور وہاں سے رخت سفر باندھا۔ آپ کا یہی مشن تھا کہ جس گاؤں میں جاتے اس میں تبلیغ کے لئے ایک درویش کامل کو مقرر فرمادیتے تھے۔

سادات کرام کا احترام ☆: آپ سادات کرام کا بہت احترام فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی سیدزادہ بیعت ہونے کے لئے آتا تو فرماتے کہ ہم تو سادات کے غلام ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد کی امانت ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ ہم آپ کو دے دیتے ہیں۔ اور پھر ان کو وظائف و اوراد کی اجازت دے دیتے۔

شادی واولاد ☆: آپ نے دوشادیاں کیں تھیں۔ پہلی بیوی سے حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد ظہورالحق صاحب اور صاحبزادہ منظورالحق پیدا ہوئے۔ اور دوسری بیوی سے حضرت صاحبزادہ محمودالحق فاروقی پیدا ہوئے۔ آپ کی چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جو غالباً دوسری زوجہ محترمہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ بمطابق ۸ مارچ ۱۹۳۲ء بروز منگل کو ہوا۔ مزار پُرانوار محلہ غفوری نزد جھولنا محل اندرون ہنومان گیٹ ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ہندو معتقدین آپ کے مزار مقدس کی حفاظت ونگرانی پر مامور ہیں۔ ۱۹۸۳ء کے زمانے میں ماسٹر پرنام داس صاحب خدمت پر مامور تھے۔

عجیب اتفاق ☆: فقیر راقم الحروف کافی عرصہ سے آپ کے حالات اکٹھے کر رہا تھا۔ کہ لاہور رابطہ کرنے پر حضرت پیر مولانا ابو مظہر علی اصغر چشتی مدظلہ نے اس پورے سلسلے کا مواد کتابی شکل میں بھیج کر نہ صرف مجھ پر احسان کیا بلکہ درحقیقت انہوں نے پوری ملت صابریہ پر احسان عظیم کیا۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے پیشوایان کی خدمات کوئی معمولی خدمات نہیں۔ مگر ان حضرات کی تمام کاوشیں معمولات اوراد و وظائف سینہ بسینہ ہی چلے آرہے ہیں۔ جبکہ بڑے بڑے مناظرین فاضلین محدثین مفسرین اس سلسلہ سے وابستہ ہوئے۔ مگر تاریخ اور ان بزرگوں کا کردار تحریر میں نہ لایا جاسکا۔ ہر ایک نے درویشی اور فقیری ہی دکھائی اور خاموشی سے وقت

Marfat.com

گزار کر رخت سفر باندھا۔ آپ صرف مسئلہ ختم نبوت پر ہی اگر سلسلہ عالیہ صابریہ کے بزرگوں کی خدمات کو جمع کر کے رقم فرمائیں تو ایک بڑی ضخیم جلد تیار ہو جائے گی۔ مگر آج مجھ جیسے نالائق اور کم عمر کو کیا پتہ کہ ہمارے بزرگ کیا کارنامے انجام دے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں علامہ پیر علی اصغر چشتی صابر صاحب مدظلہ کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ میری یہ تحریر بھی انہی کی مرہون منت ہے جو آنے والوں کے کام آئے گی۔ (مؤلف مقصود صابری)

حضرت پیر سجاول دین چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی مادرزاد، پروردۂ آغوش ولایت، مہر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر سجاول دین صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو حضرت خواجہ غلام معین الدین سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمۃ کے گھر واقع ببر کی شریف ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ارجمند اور مادرزاد ولی تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے والدین کو باشارہ باطنی خوشخبری سنا دی گئی تھی کہ پیدا ہونے والا بچہ ولی کامل ہوگا۔ چنانچہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے چہرے کے انوار و تجلیات کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا پکار کے کہہ اٹھتا تھا کہ یہ ولی کامل ہوگا۔ ابھی آپ گود میں ہی تھے جب چالیس دن کے ہوئے تو آپ نے کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر آپ زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکے صرف چھ ماہ کی قلیل عمر عزیز میں آپ کا وصال ہو گیا۔ جب آپ کا وصال ہو گیا تو آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین صابریؔ علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے آبائی گاؤں ببر کی تحصیل حسن ابدال میں امانتاً سپرد خاک کر دیا۔ لیکن حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے آبائی گاؤں ببر کی چھوڑ کر حسن ابدال خواجہ نگر میں ہری پور روڈ پر منتقل ہونے کا حکم ملا تو انہوں نے اپنے مریدین اور خدام کو حکم دیا کہ پیر سجاول دین کی قبر کشائی کر کے ان کا تابوت نکال کر ان کو بھی خواجہ نگر لے چلو، چنانچہ تکمیل حکم کے تحت مریدین نے قبر کشائی کی، جب تابوت نکالنے کی کوشش کی تابوت باہر نہ نکلتا تھا۔ خدام نے حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت پیر سجاول دین صاحب کا تابوت باہر نہیں نکل رہا ہے۔
آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم یہیں ٹھہرو آپ بذات خود قبر پر تشریف لے گئے اور کچھ دیر مراقب رہ کر واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ فوراً ایک بکرا لے کر آؤ۔ چنانچہ بکرا آپ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ آپ نے اس قبر کے قریب اس کو ذبح کر کے اس کا خون پیر سجاول دین کی قبر میں ڈالا تو آپ کا تابوت باہر نکال کر ذبح شدہ بکرا اس میں دفن کر دیا اور آپ کو خواجہ نگر شریف دفن کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶ جولائی ۱۹۳۶ء کو ببر کی شریف نزد دورہ گاؤں میں ہوا۔ مزار فیض آثار خواجہ نگر شریف میں ہری پور روڈ نزد ریلوے اسٹیشن حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بار بار آپ کے مزار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔

حضرت پیر سیّدن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: از انوار لبریز و مالا مال، آئینہ جلا و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، نور محض در طلسم جسمانی، آثار ولایتش ظاہری ہر خاص و عام بے دلیل، جلیس مسند حق الیقین قطب اقلیم، ہادی سالکان صراط مستقیم، شمع قصر ہدایت، آشنائے رموز و کنایات، محو توحید، سلطان ملک بقاء، ناطق للسانِ احوال، فارغ از گفتگوئے اغیار، سرشار بادہ خمار، تاجدارِ فقر ولایت خاندان رسول ہاشمی کے عظیم نیر تاباں حضرت پیر سیّدن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قوم ہاشمی کے عظیم چشم و چراغ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ۲۴۔۲۵ نومبر ۱۹۰۸ء بروز سوموار صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جس وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو کسی نے آپ کے دادا جان حضرت پیر بخش شاہ المعروف پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا حضور مبارک ہو کہ اللہ نے وہ عظیم پوتا جس کی بشارت کی خبریں آپ کو صالحین کے ذریعے مل رہی ہیں تھیں آج دنیا میں تشریف لے آیا ہے۔ آیئے چل کر اس کے کان میں اذان کہہ دیں۔
آپ کے جداعلیٰ نے خبر سنتے ہی دو رکعت نفل شکرانہ ادا کئے اور اپنی آغوش ولایت میں لیکر اذان پڑھنے لگے ہی تھے کہ مسجد سے موذن نے فجر کی اذان پڑھی۔ اذان کے ختم ہوتے ہی آپ کے دادا

Marfat.com

جان نے آپ کے کان میں اذان کے کلمات کہے اور اپنے پیرومرشد حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے حکم کے مطابق اپنی زبان بطور گھٹی آپ کے منہ میں دے دی۔ آپ نے اپنے دادا کی زبان کو چوس کر اپنی امانت وصول کی۔ اس طرح یہ نومولود فقر ولایت کا تاجدار جب دنیا میں آیا تو سب سے پہلی آواز آپ کے کان میں اذان کی آواز آئی اور جب کسی کے چہرے پر نظر پڑی وہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے عظیم پیشوا حضرت پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کا چہرہ انور تھا۔

آپ کا شجرۂ نسب ☆: آپ حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب چھبیس واسطوں کے بعد حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کے منجھلے صاحبزادے حضرت شیخ مخدوم علاؤالدین بن غوث العالم حضرت بہاؤالحق زکریا سہروردی علیہ الرحمۃ سے جا ملتا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت پیر سیّدن شاہ بن حضرت پیر محمد شاہ بن حضرت پیر بخش شاہ المعروف پیر شاہ بن حضرت پیر یٰسین شاہ بن حضر پیر محمد صدیق شاہ بن حضرت پیر محمد شافعی بن حضرت پیر ہاشم بن حضرت شیخ محمد اشرف بن حضرت شیخ حبیب اللہ بن حضرت شیخ ہاشم بن حضرت شیخ قطب بن حضرت عطاء اللہ بن حضرت شیخ محمد لہرا بن حضرت شیخ بہاؤالدین خورد بن حضرت شیخ وزیرالدین بن حضرت شیخ یعقوب بن حضرت شیخ پیر یٰسین بن حضرت شیخ طاہر بن حضرت شیخ غلام بہاؤالدین بن حضرت پیر ابوالقاسم بن حضرت شاہ معین الدین بن حضرت شیخ شہاب الدین عرف شیخ لکھا بن حضرت پیر عبداللہ بن حضرت پیر محسن بن حضرت شیخ شمس الدین بن حضرت شاہ ابوالخیر بن حضرت موا انا جلال الدین بن حضرت مخدوم علاؤالدین بن حضرت شیخ العالم غوث بہاؤالحق زکریا سہروردی ثمہ ملتانی علیہم الرضوان۔

(نوٹ ☆) آپ والد گرامی کی طرف سے ہاشمی جو کہ حضرت بہاؤالحق زکریا سہروردی ثمہ ملتانی علیہ الرحمۃ اور والدۂ ماجدہ کی طرف سے فاروقی یعنی حضرت زبدۃ الانبیاء مسعود العالمین حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔

آپ کا خاندانی پس منظر ☆: یوں تو اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو آپ کے خاندان میں

Marfat.com

حضرت غوث بہاؤالحق ملتانی علیہ الرحمۃ سے پہلے اور بعد میں آپ تک اور تادم تحریر جتنے افراد پیدا ہوئے ہر دو میں کوئی نہ کوئی ولی اور دین مصطفوی کا پاسبان ونگہبان رہا ہے۔ جس کے ثبوت کے لئے آپ کا شجرہ نسب کافی ہے اور طوالت کے پیش نظر سب کی تفصیل دینے سے معذور ہوں۔ آپ کے خاندان کے چند افراد یعنی آپ سے پہلے پانچ پشتوں میں جو حضرات اولیائے کاملین اور بندگان خدا اس خاندان میں ہوئے ان میں حضرت شیخ پیر محمد شافعی شاہ علیہ الرحمۃ جو کہ پانچویں پشت میں آپ کے دادا اور اپنے وقت کے عظیم ولی کامل ہوئے ہیں۔ یہ بزرگ آپ کے خاندان میں پہلے بزرگ ہیں جو ملتان سے ہجرت کر کے پنڈ دادنخان کے ملحق دریائے جہلم کے شمالی کنارے تشریف لائے اور ایک بستی آباد کی جس کا نام کلس رکھا۔ آپ حضرت شافعی شاہ علیہ الرحمۃ اسم بامسمیٰ بزرگ تھے جو بھی آیا آپ کے پاس سے شفایاب ہو کر گیا۔ کامیاب و بامراد لوٹا۔ (نمبر۲) حضرت پیر محمد صدیق علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت پیر محمد شافعی علیہ الرحمۃ کے فرزندِ ارجمند اور اپنے زمانہ کے عالم و فاضل اور بہت بڑے شیخ طریقت اور سیف للسان تھے۔ زبان ترجمان سے جو فرماتے ویسا ہی ہو کے رہتا۔ (نمبر۳) حضرت پیر یٰسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سہروردی سلسلہ کے عظیم ولی کامل اور حضرت پیر محمد صدیق علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور حضرت پیر لعل حسین کروڑوی ضلع لیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پایا۔ حضرت پیر یٰسین شاہ کی ولایت کا شہرہ نہ صرف کلس شریف بلکہ دور دراز تک پھیلا اور مخلوق خدا ہجوم در ہجوم آتی۔ آپ کی بارگاہ میں حاضری دیکر انوار و تجلیات سمیٹ کر لے جاتی۔ آپ سے لاتعداد کرامات سرزد ہوئیں اور آپ نے اپنے بزرگوں کے مشن کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اس کو چار چاند لگا کر کلس شریف کی بستی کو نئے سرے سے آباد کر کے گوندل قوم سے کھوکھروں کو ان کا حق دلایا اور ۱۸۵۷ء کے محکمہ مال کے ریکارڈ اور بندوبست میں کلس شریف کا تمام رقبہ جو آپ نے گوندلوں سے لڑ کر وصول کیا تھا اور گوندل مقابلے سے بھاگ گئے تھے سے لیکر کھوکھروں کے نہ صرف حوالے کیا بلکہ محکمہ مال کے بندوبست میں ان کے نام بھی کرایا۔ اور پھر کھوکھروں سے فرمایا کہ یہ زمین میں تمہیں لیکر دے کر جا رہا ہوں اس پر کھیتی باڑی کرو مالک تمہیں رزق دے گا اور میری اولاد سے پشت در پشت ولی پیدا ہونگے ان کی ہر دور میں خدمت و

Marfat.com

عزت اور احترام کرنا اور خدا کی یاد سے غافل نہ رہنا۔ (نمبر۴) حضرت پیر بخش شاہ صابری علیہ الرحمۃ المعروف حضرت پیر شاہ صابریؔ جو کہ حضرت پیر یٰسین شاہ سہروردی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو اپنے خاندان میں وابستہ کرنے والے واحد بزرگ ہیں جن کی بیعت حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر تھی اور انہوں نے حضور مخدوم پاک صابر پارسا کی جانب سے روحانی انعام وکرام کی دولت سے آپ کو مالا مال کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے زمانہ میں کلس شریف میں روحانیت کے وہ دیپ جلے کہ ابھی تک روشنی باقی ہے۔ آپ کی خدمت میں کوئی بھی کیسا بھی سوالی آیا خالی نہ گیا اور کئی حضرات تو ایسے ہیں جن کو بن مانگے دیا اور اتنا دیا کہ دامن میں سمایا نہ گیا۔ آپ نے دو خاندانوں ایک تو سلسلہ عالیہ سہروردیہ جو کہ آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ دوسرا سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فیض وکرم کی بارش اپنے پاس آنے والوں پر کر دی جس کے اثرات تا قیامت باقی رہیں گے۔ (نمبر۵) حضرت پیر محمد شاہ صابری علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت پیر شاہ صابریؔ کے فرزند ارجمند اور کشتہ ولایت تھے جو کہ بڑے وجیہہ خوبصورت جوان اور انتہائی فیاض اور حلیم الطبع غریب پرور شخص تھے۔ ولایت کے اثرات آپ کے چہرہ انور سے عیاں تھے۔

اپنے والد گرامی حضرت پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد کو ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ آپ ہی کی ذات والا صفات وہ ذات ہے کہ جن کے گھر اللہ کریم نے حضرت پیر سیدن شاہ صابری سرکار جیسی عظیم المرتبت شخصیت اور مادرزاد ولی اور بہترین عارف کامل اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے عظیم نیرّ تاباں جلوہ افروز ہوئے جن کے آنے کی خبریں صالحین دیتے رہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ ☆: آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مائی فاطمہ بیوی رحمتہ اللہ علیہا جو کہ حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں اور انتہائی درجہ کی متقیہ، صالحہ، عابدہ، عارفہ، کاملہ خاتون تھیں۔ ہر وقت ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زبان پر جاری رہتا۔ فرض نمازوں کا کیا کہنا انہوں نے نوافل بھی ترک نہیں کیے مخلوق خدا کی رشد و ہدایت اور خدمت خلق کو ہمیشہ اپنا شعار بنائے رکھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کے خاندان میں بھی بہت سے حضرات اولیاء اللہ ہوئے جن

Marfat.com

میں سے ان کے ماموں حضرت پیر بڈھے شاہ علیہ الرحمۃ مستانہ وار اور قلندرانہ روش کے بزرگ تھے۔ اس طرح آپ حضرت پیر سیدن شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ددھیال اور ننھیال میں اکثر حضرات ولی ہوئے اور ایسے ماحول اور روحانی گھرانے میں آپ کی ذات والا صفات کی پرورش اور تربیت ہوئی جس کے باعث آپ کو خداوند کریم نے جو مقام اور عروج بخشا وہ روز قیامت تک روز روشن کی طرح عیاں رہے گا اور اس چشمہ فیض سے قیامت تک آنے والی نسلیں سیراب ہوتی رہیں گی۔

آپ کی ولادت سے قبل مختلف بزرگوں کی پشین گوئی ☆: آپ کی ولادت سے پہلے آپ کی والدہ محترمہ کے ماموں حضرت پیر بڈھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ جو کہ قلندرانہ روش کے بزرگ تھے۔ اکثر جنگلوں اور پہاڑوں میں رہ کر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن اپنی ہمشیرہ کے گھر تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ ہمشیہ کی آٹھ سالہ بچی صحن میں کھیل رہی تھی۔ حضرت بڈھے شاہ اپنی بھانجی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ اور اپنے حقہ کی چلم سے راکھ اٹھائی اور بچی کے سر پر مل دی اور فرمایا ''میں نے بچی کو فقیر کر دیا'' بہن نے کہا کہ میری تو صرف کل کائنات میں اولاد ایک ہی بچی ہے میں نے تو اس کی شادی بھی کرنی ہے تا کہ اس کی اولاد ہو۔ آپ نے فقیر کیوں کر دی؟ آپ نے فرمایا کہ فقیر نے فقیر کہہ دیا تو فقیر ہی ہوگی۔ مگر بہن تمہاری دلی خواہش بھی پوری ہو گی انشاءاللہ شادی بھی ہو گی اور اس کے بچہ بھی پیدا ہوگا جو کہ اپنے وقت کا فقیر ہی نہیں بلکہ بہت بڑا پیر اور روشن ضمیر بھی ہوگا۔ چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا کہ مائی صاحبہ کی شادی آپ کے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ سے ہوئی اور آپ ان ہی دونوں بزرگوں کی اولاد کی صورت میں اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ (نمبر۲) آپ کے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ اور آپ کے چچا اور سسر حضرت پیر جلال الدین شاہ ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہی وال ضلع سرگودھا دونوں ہم خیال۔ اور ہمعمر دوست تھے دونوں انتہائی درجہ کے خوبصورت خوش اخلاق اور بلند کردار کے مالک تھے۔ ایک مرتبہ دونوں بھائی مل موضع متھرا نزد چنیوٹ حضرت پیر جلال الدین شاہ کی نانی حضرت مائی ست بھرائی صاحبہ کے مزار پُر انوار پر جا رہے تھے کہ چنیوٹ کے قریب بہ لب دریا ایک فقیر کا چرچا سنا تو اس کی خدمت میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک جم غفیر اس فقیر کے پاس طالب دعا ہے۔ اکثر لوگ اس فقیر کی خدمت میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست کر رہے تھے۔ ان شہزادوں کی باری آئی تو فقیر نے

Marfat.com

ان نورانی چہروں کو دیکھ کر پوچھا کہ کس لئے آئے ہو۔تو حضرت پیر محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ ہم بھی نیک بخت اولاد کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔فقیران دونوں کی بات سن کر زیر لب مسکرائے اور فرمایا کہ واہ بھئی واہ ابھی ان کی شادی بھی نہیں ہوئی اور اولاد کے لئے دعا کرا رہے ہیں۔ پھر فرمایا لو میاں ہم بھی تمہاری اولاد کی بات کرتے ہیں اور حضرت جلال الدین شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے نواسے ہوں گے حضرت پیر محمد شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا تمہارے پوتے ہونگے دونوں گھر آباد ہونگے دونوں کی جو اولاد ہو گی انشاء اللہ صاحب بخت نیک سیرت ہو گی۔(نمبر۳) آپ کی ولادت سے قبل ایک رات آپ کی والدہ صاحبہ عبادت و ریاضت میں مصروف تھیں کہ اچانک مصلے پر ہی آنکھ لگ گئی کہ کیا دیکھا ایک نورانی صورت والے بزرگ سبز لباس سر پر کلاہ دار ٹوپی اور ٹوپی پر عمامہ۔ ہاتھ میں عصا مبارک اور چہرہ سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔تشریف لائے اور فرمایا بیٹی میرا نام سید مردان علی شاہ صابری ہے اور تمہیں بشارت دینے آیا ہوں کہ تمہیں خدا تعالیٰ نیک سیرت اور سعادت مند بچہ عطا کرے گا۔تمہاری ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت بہتر طریقہ سے کرنا۔مائی صاحبہ کی آنکھ کھلی تو سجدہ شکر ادا کیا۔(نمبر۴) آپ کی ولادت سے تقریباً 2 ماہ قبل آپ کی والدہ ماجدہ خواب میں ایک نورانی بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔اور انہوں نے آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ بیٹی میں مبارک دینے آیا ہوں۔اللہ کریم تمہیں ایک نیک سعادت مند بیٹا عطا کرے گا۔اس کا نام میرے نام پر رکھنا اور میں سیّد سیدن شاہ شیرازی۔ چو آسیدن شاہ والا ہوں۔ آپ کی پیدائش پر خوشیاں منا رہے تھے لوگ مبارک بادیاں دینے آ رہے تھے۔ ہر رشتہ دار آپ کے نام کے بارے میں پوچھتا تو والدہ ماجدہ فرماتیں اس نام کوئی تجویز نہ کرے بلکہ اس کا نام پہلے سے طے شدہ ہے۔ میں اس کا نام حضرت سید سیّدن شاہ شیرازی کے نام پر۔سیدن شاہ رکھوں گی۔والدہ ماجدہ کی زبان سے یہ نام سن کر ایک رشتہ دار عورت نے طنزاً کہا کہ حضرت سیدن شاہ شیرازی کے نام پر اس لئے نام رکھ رہی ہو کہ ان کا ہر سال میلہ لگتا ہے۔آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ یہ نام تو خود حضرت سیّد سیدن شاہ شیرازی نے تجویز فرمایا ہے۔ میں تو حکم کی تعمیل کر رہی ہوں۔اور یہ بات غور سے سن لو کہ حضرت پیر سیّد سیدن شاہ شیرازی کا میلہ تو سال بھر میں ایک دفعہ لگتا ہے مگر میرے سیدن شاہ کا میلہ کلس میں ہر روز لگا کرے گا۔

آپ کی تعلیم و تربیت ☆: ابھی آپ کی عمر عزیز ایک برس تھی کہ آپ کے جد امجد

Marfat.com

حضرت پیر شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہو گیا تھا۔انہوں نے اپنے وصال سے چند روز قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ میرے سیدن کی تعلیم و تربیت تم نے بہت احتیاط سے کرنی ہے اور اس کا ہر طرح خیال رکھنا اور میں تم سے بہت خوش ہوں تم نے میری بیماری میں بہت خدمت کی ہے اب میرا آخری وقت ہے تم مجھ سے کچھ انعام طلب کرنا چاہو تو بتاؤ کیا دوں آپ کی والدہ نے عرض کیا حضور میرے بچے سیدن شاہ کے لئے خصوصی دعا فرمادیں۔انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ اور گود میں لیکر خوب پیار کیا اور اپنی زبان دوبارہ آپ کو چوسوائی۔اور دعا سے نوازا۔

ادھر آپ کے دادا جان کا وصال باکمال ہوا ادھر آپ کے والد گرامی حضرت پیر شاہ علیہ الرحمۃ نے دوسری شادی کر لی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے دادا جان کے حکم کے مطابق آپ کو لے کر موضع ساہنا اپنے میکے چلی گئیں اور اس دوران آپ کی تربیت بہت بہتر انداز سے کرتی رہیں۔آپ فرماتی ہیں کہ میرے نور نظر نے جب بولنا شروع کیا تو آپ کی زبان ترجمان سے جو کلمہ نکلا وہ لفظ اللہ نکلا۔

آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا کھیل کود کا کوئی شوق نہیں تھا۔جب سن شعور کو پہنچے تو سب سے پہلے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا اور اس کے ساتھ سکول کی ابتدائی پرائمری تعلیم ہریا گاؤں کے سکول سے اور دینی تعلیم حضرت مفتی غلام مرتضٰی صاحب آف میانی سے حاصل کی اور طب یونانی الحاج میاں سلطان محمود صاحب موضع کوٹلی گل محمد سے پڑھی اور باطنی علم مالک الملک نے خود عطا کیا۔

آپ کی بچپن میں مختلف بزرگوں سے ملاقات ☆: آپ نے بچپن میں اپنی والدہ کی زبان ترجمان سے حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ کا ذکر سنا تھا۔اکثر آپ کی والدہ ان کا ذکر کرتی رہتی تھیں۔ایک دن آپ نے والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ مجھے حضرت پیر مردان علی شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر لے چلو۔والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا قرآن پاک ختم کر لو پھر تمہیں لے کر چلوں گی۔

چنانچہ کچھ عرصے کے بعد آپ نے تعلیم قرآن مکمل کر لی تو والدہ سے دوبارہ عرض کیا تو آپ کو ہمراہ لے کر ساہنا سے مگھو پنڈی نزد پھالیہ حضرت پیر مردان علی شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئیں اور فاتحہ خوانی میں مشغول ہو کر حضرت مردان شاہ صاحب سے التجا کی حضور اس بچے کی

Marfat.com

ولادت سے قبل آپ نے بشارت دی تھی یہ بچہ حاضر ہے۔اس کے لئے خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ اس کا اقبال بلند کرے۔آپ دعا کر کے فارغ ہوئی تو کیا دیکھا کہ آپ بذات خود ایک کونے میں بیٹھ کر اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا کر حضرت پیر مردان شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف منہ کر کے دعا فرما رہے ہیں۔والدہ ماجدہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔

حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار سے ملاقات☆: ابھی آپ کا بچپن تھا اور آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ہمراہ ایک ٹبہ پر درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے کہ ٹبہ کی جانب ایک فقیر مست الست کو آتے دیکھا فقیر آیا اور قریب ہی بیٹھ کر آپ کے روئے تاباں کو دیکھ کر فرمایا کہ اس نونہال کا وجود اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور یہ فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے اور میرا نام سائیں کرم الٰہی ہے اس ہاشمی پھول کی زیارت کے لئے آیا تھا۔

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ سے آپ کی ملاقات☆: حضرت تاجدار گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ جب اپنے مرشد کامل حضور پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ پر گولڑہ شریف سے بذریعہ ریل گاڑی تشریف لے جاتے تو راولپنڈی سے سرگودھا تک کے تمام مریدین کو اطلاع ہو جاتی وہ مریدین اپنے اپنے علاقے کے ریلوے اسٹیشنوں پر اپنے مرشد کے لئے کھانا پکا کر یا چائے لے کر آتے آپ کا استقبال بھی کرتے اور خدمت و خاطر بھی کرتے۔اسی طرح موضع ساہنا کے چوہدری جہان خان ذیلدار بھی اپنے مرشد کے استقبال کے لئے ایک مرتبہ ہریالہ ریلوے اسٹیشن پر اپنے احباب کے ہمراہ گئے تو اس میں گاؤں کے بچوں کے ہمراہ آپ بھی تشریف لے گئے تھے۔جب گاڑی ہریالہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو لوگ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔حضرت پیر سید مہر علی شاہ کی مردم شناس نظر جب آپ کے چہرہ انور پر پڑی تو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ گئے۔پھر اپنے مرید چوہدری جہان خان کو قریب بلا کر آپ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور فرمایا کہ اس بچے کے ماتھے میں نور کی ایک ایسی کرن ہے جو کفر کی تاریکیوں کو دور کرے گی۔اس کے بعد آپ کو قریب بلا کر ماتھے کو بوسہ دیا اور چوہدری جہان خان ذیلدار کو نصیحت فرمائی کہ ان کا پورا پورا خیال رکھنا اور حفاظت کی جائے۔

Marfat.com

حضرت پیر محمد عمر بیربل شریف سے ملاقات☆: ایک مرتبہ آستانہ عالیہ بیربل شریف کے مسند نشین حضرت پیر محمد عمر موضع ساہنا اپنے مریدین وعقیدت مندان کے ہاں تشریف لائے تو گاؤں کے دیگر لوگوں کے ہمراہ آپ حضرت سیدن سرکار بھی ان سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت پیر محمد عمر علیہ الرحمۃ کی نظر ولایت جب آپ کے روئے تاباں پر پڑی تو قریب بلا کر اپنے پہلو میں بٹھایا اور گفتگو کرنے لگے بعد ازاں اہل خانہ سے آپ کے بارے تعارف حاصل کیا۔ اور فرمایا کہ یہ ہاشمی شہزادہ اپنے زمانے کا بہت بڑا ولی اللہ ہوگا فیوض و برکات کا ایک چشمہ اس سے جاری ہو کر بہت سے افراد کو سیراب کریگا۔

موضع ساہنا سے کلس شریف میں ورود مسعود☆: موضع ساہنا میں جب آپ کو گیارہ سال گزر گئے تو آپ کے دل نے فیصلہ کرلیا کہ اب کلس جا کر اپنے آباؤ اجداد کے مزارات پر حاضری دی جائے اور مخلوق خدا کی خدمت میں وقت گزارا جائے۔ آپ نے ایک رقعہ اپنے والدگرامی حضرت پیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں تحریر کر کے بھیجا اور عرض کیا کہ میں کلس شریف آنا چاہتا ہوں مجھے اجازت دی جائے۔ دوسری طرف آپ کے والدگرامی کی حالت یہ تھی کہ اپنے نورنظر کی جدائی اور فراق میں دن رات اپنے اجداد کے مزارات پر جا کر روتے حتیٰ کہ آہیں بندھ جاتیں۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت عبداللہ شاہ کو گھوڑا دیکر روانہ کیا اور فرمایا کہ ساہنا جا کر میرے لال سیدن کو لے آؤ۔
چنانچہ حضرت عبداللہ شاہ علیہ الرحمۃ موضع ساہنا تشریف لے گئے اور آپ کو لیکر جب کلس شریف آ پہنچے تو کیا دیکھا کہ آپ کے اجداد کے مزارات کے اردگرد لاتعداد لوگ جمع ہیں آپ کی آمد پر جشن منا رہے ہیں خوشی سے پھولے نہ سماتے ہیں۔ قیام کلس شریف کے دوران آپ کی خدمت میں دکھی انسانیت کے قافلے آنا شروع ہو گئے اردگرد سائلوں اور عاشقوں کا ہجوم رہنے لگا۔ بیمار آتے شفا لیکر جاتے، دکھی آتے تو سکھ لے کر، بے اولاد آتے تو اولاد لے کر، پریشان آتے تو خوشیاں اور سکھ چین لے کر جاتے، گمراہوں کو راہ ہدایت بے راہوں کو منزل ملی۔

اس دوران آپ نے جہاں اپنے اجداد کے روحانی سلسلہ کو تقویت بخشی وہاں دربار شریف پر آنے والے زائرین کے لئے مسجد، بیٹھک اور حجرہ تعمیر کروایا اور دیگر سہولیات مہیا فرماتے رہے۔ اس کے

Marfat.com

ساتھ ہی اپنے اجدادی زمینوں پر کاشت کاری بھی کرتے رہے، مویشیوں کے لئے الگ جگہ مکانات دربار پر ایک پختہ کنواں کھدوایا جس سے آبپاشی کے علاوہ مہمانوں کے نہانے دھونے اور لنگر کی ضرورت پوری ہوا اور اس کے ساتھ ہی لنگر شریف کا آٹا پیسنے کے لئے ایک چکی بھی لگوائی۔

آپ کے نوجوانی کے مشاغل☆: آپ کو بچپن ہی سے شہسواری کا شوق تھا اور اس کے لئے اعلیٰ قسم کے گھوڑے حتیٰ کہ بیرون ملک سے ان کے ساز وسامان منگواتے۔ گھوڑوں کو ناچ دیگر کرتب خود سکھاتے اس کے علاوہ نیزہ بازی میں بھی آپ بے مثال تھے۔ کبڈی میں حال یہ تھا کہ لمبی اور اونچی چھلانگ آپ کا معمول کھل تھا۔ لکڑی کی بھاری بھرکم مگدر بھی بڑے آرام سے اٹھاتے۔ شہسواری اور نیزہ بازی میں آپ کبھی ناکام نہ ہوئے بلکہ متعدد جگہ سے انعام حاصل کرتے ایک مرتبہ جشن بہاراں کے موقع پر جنرل ملک عمر حیاتؒ ٹوانہ نے نیزہ بازی اور جلوس کا فرخدلانہ انتظام کرایا جس میں انہوں نے خصوصی انعامات بھی تقسیم کیے۔ جنرل صاحب نے یہ تمام اہتمام آپ کی کامیابی کی وجہ سے بخوشی کیا تھا شہر میں ایک خاص سماں تھا۔

شادی واولاد☆: آپ کی پہلی شادی اپنی برادری کے اصرار پر کلس شریف میں پیر فضل الٰہی شاہ صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جس سے تقریباً سات برس تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ دوسری شادی آپ کی والدہ محترمہ کے حکم کے مطابق حضرت پیر جلال الدین شاہ علیہ الرحمۃ ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہیوال ضلع سرگودھا کے گھر ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے پیدا ہوئے جبکہ پہلی بیوی سے بھی بعد میں خدا نے اولاد دی ان سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے۔ آپ کی کل اولادیں نو ہیں۔ جن میں چار بیٹے پانچ بیٹیاں ہیں جبکہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین وسجادہ بنے۔

بیعت وخلافت☆: آپ کا سلسلہ بیعت چند واسطوں سے حضرت مخدوم العالمین امام الاولیاء بادشاہ دوجہاں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ سے جا ملتا ہے۔ حضور مخدوم پاک کا فیض باطنی پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے ذریعے آپ تک پہنچا۔ آپ کے دادا حضرت پیر بخش المعروف پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ حضرت پیر سید مردان علی شاہ علیہ

Marfat.com

الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور آپ کے والد محترم اپنے والد حضرت پیر شاہ صابریؒ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی بیعت سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ سے براہ راست غائبانہ بطریق خضریہ اویسیہ اور انہی سے باطنی طور پر فیض یاب ہوئے۔ جبکہ آپ کی ظاہری بیعت اپنے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ صابریؒ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر اٹھارہ برس کی عمر شریف میں ہوئی ان کے بعد آپ ہی ان کے جانشین اور کلس شریف کے مسند نشین ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ نہایت خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پابند صوم وصلوٰۃ عبادت کے لئے کھڑے ہوئے تو پوری رات گزر جاتی۔ خشوع و خضوع کا یہ عالم کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر۔ محویت کا یہ عالم کہ آس پاس شور و غل تو کیا اپنے وجود پر بھی چوٹ آ جائے تو خبر نہ ہوتی۔ انہیں پیار و محبت، ایثار و رحمدلی کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ کسی بیمار یا دکھی انسان کی چیخ و پکار سن کر انتہائی بے چین ہو جاتے اور اس کی چارہ گری میں لگ جاتے۔ آپ کسی جانور کو بھی دکھ میں دیکھنا گوارا نہ کرے۔ کوئی نوجوان اگر گھوڑے کو چابک مارتا تو آپ فرماتے اسے مارو نہیں بلکہ اسے اچھی خوراک دو اور پیار سے کام لو۔ آپ انتہا درجہ کے مہمان نواز اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ لنگر وسیع اور دراز تھا کوئی سائل یا زائر آپ کے دربار سے بھوکا نہیں جاتا۔ آنے والے مہمانوں کا خود خیال فرماتے تھے۔

کشف و کرامات☆: موضع آہیر فتح شاہ ساہیوال ضلع سرگودھا میں آپ کی مذروعہ اراضی ہے اور قریبی رشتہ داری بھی۔ وہاں آپ کئی کئی دن تک قیام فرماتے تھے۔
ایک دفعہ آپ موضع آہیر فتح شاہ میں تشریف فرما تھے۔ دربار کلس شریف پر کچھ ساتھی آزاد کشمیر سے حاضر ہوئے تو پتہ چلا کہ آپ ساہیوال تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے دربار کے خادم خاص سعید سے پتہ لکھوایا اور موضع آہیر فتح شاہ کی طرف چل دیئے۔ ساہیوال بس اسٹینڈ پر جب پہنچے تو رات ہو چکی تھی چونکہ موضع آہیر فتح شاہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ کسی سے مکمل پتہ نہ چل سکا۔ یکا یک اسی اثناء میں ایک خوبرو بزرگ تشریف لائے اور کہنے لگے دوستو تم کون ہو اور پریشان کیوں ہو؟ کہاں جانا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم نے آہیر فتح شاہ جانا ہے وہاں ہمارے پیر و مرشد حضرت سیدن شاہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے حضرت سیدن شاہ کلس شریف والوں کے پاس جانا

Marfat.com

ہے تو آؤ پھر میرے ساتھ چلو میں نے بھی ان کے پاس جانا ہے۔وہ بزرگ خاموشی سے چل دیئے ان کے ساتھ وہ ساتھی بھی چلتے رہے ایک جگہ پہنچ کر جہاں آپ تشریف فرما تھے جب صرف ۲۰۔۲۵ گز دور رہ گیا تو ان بزرگ نے فرمایا دوستوں وہ مکان جہاں سے چراغ کی روشنی نکل رہی ہے آپ سیدن شاہ سرکار وہاں تشریف فرما ہیں آپ لوگ پہنچ کر ملاقات کرو اور میں بھی تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔کشمیری دوست مذکورہ مکان پر آئے آپ سے ملاقات کی آپ نے خدام کو کھانا لانے کا حکم دیا ان دونوں دوستوں کے لئے کھانا لگا مگر کھانا کھاتے نہیں آپ نے پوچھا کہ بھئی تم لوگ کھانا کیوں نہیں کھا رہے تو عرض کرنے لگے حضور ہم اپنے تیسرے ساتھی کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ مل کر کھانا کھالیں۔آپ نے فرمایا تم کھانا کھاؤ وہ بزرگ بابا جی صرف راستہ دکھاتے ہیں کھانا نہیں کھایا کرتے۔وہ حضرات بعد میں سمجھے کہ جو بزرگ راستہ دکھانے کے لئے ملے تھے وہ آپ ہی تھے۔

کرامت نمبر۲ ☆: چوہدری غلام مرتضٰی صاحب اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ حبیب بینک لمیٹڈ راولپنڈی کو ایک دفعہ ہاتھ پاؤں پر بری طرح کا چنبل ہو گیا۔زخموں سے ہر وقت گندہ مواد بہتا رہتا تھا درد کی شدت سے ہر وقت بے چین رہتے تھے۔مختلف ڈاکٹروں، حکیموں سے علاج کرایا مگر جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا۔بالآخر اس نے دو ماہ کی چھٹی لی اور دربار عالیہ فیض گوہر بار کلس شریف آ گیا۔اور دربار شریف پر آ کر آپ سے حکمت کا علاج کراتا رہا۔ایک دن آپ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور زار و قطار رونے لگا اور عرض کرنے لگا حضور تمام ڈاکٹروں حکیموں سے مایوس ہو کر دربار شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔آپ سے بھی علاج کراتا رہا تو کوئی آرام نہیں آیا اور صرف میرے پاس ایک ہفتے کی چھٹی رہ گئی ہے اور میں کسی ڈیوٹی کے قابل بھی نہ رہا۔جبکہ تکلیف اور درد اتنا شدید ہے کہ ایک پل کو آرام نہیں ہے۔حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔آپ نے مرتضٰی کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا "اے مرض چلی جا" اور پھونک ماردی۔آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کے درد میں کمی ہو گئی اور اسی رات اس کے ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گئے۔پھر دوبارہ کبھی خراب نہیں ہوئے۔

کرامت نمبر۳ ☆: مولوی الٰہی بخش مرحوم خطیب جامع مسجد چک رائب نزد ملکوال ۱۹۶۵ء میں حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ گئے ان کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ تھی صرف ایک

Marfat.com

بیٹی تھی جسے وہ چھوڑ کر حج پر گئے اور وہ بیٹی آپ سرکار سے بہت عقیدت ومحبت رکھتی تھی۔ مولوی صاحب مذکور کو سفر حج پر گئے ہوئے ۳ ماہ گزر گئے۔ انہوں نے اپنی خیریت کی گھر پر کوئی اطلاع وغیرہ نہیں دی تو ان کی بیٹی پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی حضور میرے والد کو ۳ ماہ گزر گئے ہمارے پاس ان کی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں مجھے کچھ علم نہیں کہ میرا والد اس وقت کس حال میں ہے۔ سرکار آپ دعا فرمائیں کہ مجھے اپنے والد کی خیریت کی جلد اطلاع مل جائے اور میرا والد بخیریت واپس گھر آجائے۔ آپ نے کچھ دیر توقف فرمانے کے بعد اس بچی جس کا نام زینت بی بی تھا سے فرمایا بیٹی آج کا دن تاریخ نوٹ کر لو تمہارا والد اس وقت مکہ مکرمہ میں ایک کالے پتھر پر بیٹھ کر وضو کر رہا ہے۔ اور وہ بفضل تعالیٰ خیریت سے ہے۔ انشاء اللہ بخیریت واپس آکر تمہیں ملے گا۔

چنانچہ کچھ دنوں بعد مولوی صاحب کی خیریت کی اطلاع آگئی اور اس کے بعد وہ بذات خود بھی بخیریت گھر پہنچے اور اپنی بیٹی سمیت تمام عزیز واقارب سے ملے۔ انہوں نے اپنے حج کے سفر کے حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے مکہ شریف میں حضور قبلہ پیر سیدن شاہ سرکار علیہ الرحمۃ کو دیکھا جب وہ میرے قریب سے گزرے تو میں وضو کر رہا تھا۔ وضو کے بعد ان کے تعاقب میں بھاگا مگر وہ رش میں گم ہو گئے اور دوبارہ نظر نہ آئے۔ یہ واقعہ سن کر ان کی بیٹی نے کہا کہ ابا جان میں نے جمعہ کے دن جمعہ کے وقت حضور قبلہ سیدن سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی خیریت کے لئے دعا کرائی تھی۔ تو اس آپ سیدن سرکار نے فرمایا تھا کہ تمہارا والد مکہ شریف میں وضو کر رہا ہے فکر کی کوئی ضرورت نہیں وہ بخیریت واپس آجائینگے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے مرید خاص حضرت سائیں رحمت دین چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور دیگر مریدین کے اصرار پر ان کے گاؤں موضع مغل تھانہ جاتلی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے اور ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہے۔ جب آپ وہاں سے کلس شریف کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپ کو الوداع کہنے کے لئے تمام اہل علاقہ گاؤں سے باہر تک آئے الوداعی کے وقت آپ نے سب کے لئے دعائے خیر فرمائی اور گھوڑے پر سوار ہوئے تو یکا یک تمام عقیدت مندان نے عرض کیا حضور ہمارے گاؤں مغل میں پانی کی بہت قلت ہے اور تمام اہل علاقہ دو میل دور سے اپنے گدھوں، گھوڑوں، خچروں یا اپنے سروں پر پانی لاتے ہیں۔ سرکار دعا فرمائیں

Marfat.com

کہ خدا ہمارے گاؤں میں پینے کا میٹھا پانی عطا فرمائے۔

آپ نے ان تمام عقیدت مندوں کی درخواست سن کر کچھ لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں اور پھر ان کو مژدہ جانفزہ سنایا کہ اس وقت جہاں میرا گھوڑا کھڑا ہے اس کے پاؤں کے نیچے پانی ہی پانی ہے لہٰذا اس جگہ کنواں کھودو اور خدا کی اس نعمت سے مالا مال ہو جاؤ۔

چنانچہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد اسی جگہ کنواں کھودا گیا خدا کے فضل و کرم سے اسی جگہ سے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی میٹھا پانی نکلا اور تمام اہل علاقہ اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔ بلکہ نہ صرف وہ کنواں بلکہ آپ کی اس دعا کے بعد مغل گاؤں کے ہر گھر میں میٹھا اور وافر پانی موجود ہے۔

کرامت نمبر ۶ ☆: راجہ فضل داد قوم مغل ساکن مغل تھانہ جاتلی تحصیل گوجر خان کا رہائشی نہایت ہی مخلص اور ذہین محنتی اور آپ سرکار کا مرید تھا۔ گاؤں کے ایک اجتماع میں فضل داد کی پارٹی نے دوسری پارٹی کے سربراہ عجائب خان کے بھائی کو قتل کر دیا۔ فضل داد وغیرہ کی پارٹی کے لوگ گرفتار ہوئے مقدمہ چلا۔ اسی دوران فضل داد آپ سرکار کی خدمت میں حاضری دیکر مقدمہ سے بری ہونے کی درخواست کرتا رہتا بالآخر وقت آیا کہ فضل داد اس مقدمہ سے بری ہو گیا۔ عجائب خان کی پارٹی کو اس بات شدید دکھ اور احساس تھا انہوں نے مختلف حیلے بہانوں سے فضل داد کو قتل کرنا چاہا حتیٰ کہ انہوں نے اس سلسلہ میں ایک اجرتی قاتل مقرر کیا اور اس کو فائر کرنے والا ولایتی پسول لے کر دیا وہ اجرتی قاتل اس پستول کو آزمانے کے لئے چند روز تک اس سے پریکٹس بھی کرتا رہا۔ چونکہ عجائب خان اپنے مقتول بھائی کے قتل کا بدلہ چکانا چاہتا تھا۔ اور فضل داد خان بھی ان کے اس منصوبے سے بخوبی واقف تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ گاؤں چھوڑ کر راولپنڈی میں قیام پذیر ہو گیا تھا۔

ایک دفعہ دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں حضور مخدوم پاک کا سالانہ عرس مبارک تھا مریدین کی ڈیوٹیاں آپ کے جانشین ونورنظر حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ لگا رہے تھے انہوں نے فضل داد کی بھی ڈیوٹی لگانا چاہی تو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اور عرض کرنے لگا حضرت میرے دشمن ہر وقت گھات میں ہیں۔ اور وہ کسی جگہ بھی موقع خالی نہ جانے دیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ چوری چھپے یہاں آئے ہوئے ہوں اور اتنے بڑے اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا کام دکھا جائیں۔ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری صاحب علیہ الرحمۃ

Marfat.com

اس کو ہمراہ لیکر آپ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے سرکار یہ ہمارا بہت محنتی اور مخلص ور کر پیر بھائی ہے اپنے دشمنوں کے خوف سے دربار کی ڈیوٹی سے انکاری ہے۔آپ نے فرمایا فضل داد تم بے فکر ہو کر سرکار صابر پیا کی ڈیوٹی کیا کرو۔تمہاری موت دشمن کے ہاتھوں نہیں بلکہ طبعی موت ہوگی۔اور سنو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ ابھی وہ گولی ہی نہیں بنی جس پر تمہاری موت لکھی ہو۔آپ کا یہ فرمان ذیشان سن کر فضل داد خان مطمئن ہوگیا اور عرس مبارک کی ڈیوٹی بے خوف وخطر کرتا رہے۔

عرس سے فارغ ہو کر راولپنڈی اپنے گھر پہنچ گیا کہ اچانک اسے اپنے گاؤں مغل جانا پڑ گیا وہ بس پر سوار ہو گیا تو اس کے دشمن عجائب خان کی طرف سے مقرر کردہ اجرتی قاتل بھی موقع دیکھ کر بس کی چھت پر سوار ہو گیا چونکہ رش زیادہ تھا وہ بس کی چھت پر اور فضل داد ڈرائیور کے پاس بیٹھ گیا۔

مغل گاؤں سے ایک اسٹاپ پہلے فضل داد خان اترا اور پگڈنڈی پر چلنا شروع کر دیا کہ اس کے دشمن بھی اترے اور پیچھے پیچھے چلنے لگے اور چند قدم چلنے کے بعد انہوں نے فضل داد خان کو للکارا اور آگے بڑھ کر دبوچ لیا اور اسے نیچے گرا کر اس کی کنپٹی پر پستول رکھ کر فائر کیا تو فائر مس ہو گیا حتیٰ کے چھ کے چھ فائر مس ہو گئے اس نے دوبارہ گولیاں بھریں اور ایک ہوائی فائر کیا اس کے بعد جب فضل داد پر گولی چلائی تو فائر مس ہو گیا۔اس نے جب ہوائی فائر کیا تو بس میں سوار افراد نیچے اترے اور انہوں نے مزاحمت چاہی تو اس نے ان کی طرف ہوائی فائر کیا اور کہنے لگا میری دشمنی فضل داد سے ہے میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں تم میں سے کوئی آگے آیا تو میں گولی چلا دوں گا۔۔تمام حضرات سہم گئے اب نے دوسری مرتبہ فضل داد پر فائر کیا تو پھر مس ہو گیا وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ پستول ہوا میں فائر کرتا ہے دیگر لوگوں پر فائر کرتا ہے مگر فضل داد پر فائر مس ہو جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی غیبی طاقت اس کو بچا رہی ہے۔فضل داد کی ذات پر میں اور میرا پستول بے کار ہیں۔میں نے اپنا سارا زور لگا لیا ہے مگر اس کا بال بھی بیگانہ ہوا میں تو اس کو قتل کرنے آیا تھا۔مگر اس کا مرشد تگڑا ہے جو اس کو بچا رہا ہے۔راجہ فضل داد خان بدستور دربار شریف اپنے معاملات پورے کرتے رہے۔بالآخر وقت آیا کہ دونوں فریقین میں نہ صرف صلح ہوئی بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط دوستی اور تعلق ہو گیا ہے اور ایک دوسرے کو رشتے بھی دیئے حتیٰ کہ فضل داد کی مخالف پارٹی کے لوگ دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں آ کر آپ سرکار کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

Marfat.com

فضل داد خان ۱۹۸۸ء میں آپ کے فرمان کے مطابق اپنی طبعی موت فوت ہوا اور گاؤں میں ہی اس کی قبر بنی۔

کرامت نمبر ۷☆: پیر شاہ نواز قریشی ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہیوال ضلع سرگودھا کی وفات پر آپ تعزیت کے لئے آہیر فتح شاہ تشریف لے گئے۔ فاتحہ خوانی اور تعزیت کے بعد آپ اپنے ڈیرہ پر تشریف لا رہے تھے آپ کے ڈیرہ اور گاؤں کے درمیان ایک قبرستان واقع ہے۔ آپ اس قبرستان میں رکے اور اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ شاہ نواز مرحوم کے بھائی شاہ سید امیر قریشی آئے اور عرض کرنے لگے حضور آج بھائی سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ کا ولی سمجھ کر درخواست کر رہا ہوں کہ ہم دونوں بھائیوں شاہنواز اور میرے ہاں اولاد نرینہ صرف ایک لڑکا حق نواز ہی ہے اور اس کی شادی میری لڑکی سے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا جبکہ ابھی تک اولاد کی دولت سے محروم ہیں۔

ہمارے چچا پیر جلال الدین شاہ کا گھر بھی اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ اب ہم دونوں کے گھر بھی ختم ہو رہے ہیں اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اللہ حق نواز کو بیٹا عطا فرمائے۔

آپ نے اس وقت دعا کے لئے خدا کی بارگاہ میں ہاتھ بلند کئے اور بعد از دعا آپ نے فرمایا امیر شاہ انشاءاللہ اس گھر کا وارث پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بھرے خزانے سے تمہیں مایوس نہ کرے گا اور بفضل تعالیٰ یہ لاولد نہیں جائیں گے مگر خدا جانے ہم دیکھیں یہ نہ دیکھیں۔ خدا کے فضل و کرم سے دعا قبول ہوئی اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم سے ٹھیک نو ماہ بعد بیٹا عطا کیا جس کا نام انہوں نے آپ کے فرمان ''وارث'' پیدا ہوگا کی نسبت سے وارث شاہ رکھا۔ اور آپ کا وصال باکمال اس کی پیدائش سے تین ماہ قبل ہو گیا تھا اور پھر حق نواز شاہ صاحب اپنے بیٹے کو لے کر دربار شریف پر ہر سال دیتے رہے۔

کرامت نمبر ۸☆: آپ کے پوتے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شمیم صابر صابری مدظلہ کی عمر عزیز ایک برس تھی کہ علیل ہو گئے۔ ادھر دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں سالانہ عرس مبارک شروع تھا۔ دہلی کے مشہور قوال محمد رفیق محفل سماع میں عارفانہ کلام پیش کر رہے تھے اور محفل پر کیف کا عالم تھا کہ اچانک گھر کی خادمہ نے حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ کا پوتا شمیم صابر بالکل جاں بلب ہے۔ بلکہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا محفل برخاست کی جائے۔ سرکار نے فرمایا عمراں بی بی گھر جا کر بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دو صبح دیکھیں گے۔ اس لئے کہ میرے آقا کی محفل ہے اور ان کی رحمت

Marfat.com

محفل پر برس رہی ہے سرکار کے انوار و تجلیات محفل کو منور کیے ہوئے ہیں میں اپنے آقا کے نام پر کئی بچے قربان کرسکتا ہوں۔ جاؤ اس کا محافظ وہ خود ہے جس کی محفل ہے وہ جانے جس نے عطا کیا ہے۔ تم جا کر کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ اس محفل میں ملکوال کے عظیم پنجابی شاعر دائم اقبال قادری بھی موجود تھے اور وہ آپ کی اس تمام گفتگو کو سن رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ یہ ''عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں۔'' چنانچہ رات بھر محفل اپنے عروج پر رہی جب صبح ہوئی آپ گھر تشریف لے گئے تو آپ نے جا کر بچے کے چہرے سے کپڑا اٹھایا دم کیا تو وہ بالکل صحت یاب اور ہنستا کھیلتا اور دودھ پینے لگ گیا تھا۔ اقبال دائم قادری نے اس کیفیت کو اپنے اشعار میں یوں رقم کیا۔

دریاواں تے اپنی موج لینی کوئی ڈبے جاوے بھانویں ترے بیاء
ہرگ سرگ کی عشق دیاں کیتھاں نوں کوئی جم پوئے بھانویں مرے بیاء

موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شمیم صابر صابری مدظلہ آپ کی دعا اور حضور مخدوم پاک صابر کلیری علیہ الرحمۃ کا زندہ اعجاز ہیں۔

کرامت نمبر ۹ ☆: موضع نین رانجھہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے حافظ محمد عالم رانجھا ولد حافظ نیک عالم رانجھا اور ان کے دو ساتھیوں کو باولے (پاگل) کتے نے کاٹ لیا۔ تقریباً ڈھائی ماہ گزرنے کے بعد تینوں دوست بیمار ہو گئے اہل خاندان نے اپنی ہمت اور بساط کے مطابق علاج معالجہ دم درود کرائے مگر باوجود اس کے ''جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا'' کے مصداق ان کی بیماری اس حد تک طول پکڑ گئی کہ حافظ محمد عالم کے دو ساتھی اسی بیماری میں انتقال کر گئے۔ ان دو ساتھیوں کی موت کے خوف سے حافظ محمد عالم پر بیماری کا مزید غلبہ ہوا۔ جس کی بنا پر ان کے والد حافظ نیک عالم بہت زیادہ پریشان ہوئے اور مسجد میں نمازیوں سے دعائیں کراتے رہے مگر کوئی آرام نہ آیا۔ ایک دن حافظ نیک عالم سوئے ہوئے تھے کہ کسی نے آہستہ سے کان میں کہا کہ حافظ صاحب اپنا بچہ لیکر کسی طرح دربار کلس شریف میں حضرت پیر سیدن شاہ سرکار علیہ الرحمۃ کے پاس لے جاؤ مالک شفایاب کرے گا۔ چنانچہ حافظ صاحب اور ان کے رفقا نے اس بچے کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہاتھ پاؤں جکڑے گھوڑے پر سوار کیا اور دربار فیض گو ہر بار کلس شریف لے آئے اور بیمار کو

Marfat.com

ایک کمرے میں بند کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام معاملہ خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا حضور جو مریض ہم لے کر آئے ہیں نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ پانی طلب کرتا ہے جب پانی سامنے کیا جائے تو مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا ہے۔ شدت کی پیاس کے باوجود پانی نہیں پی سکتا۔ اس کی خوفناک آوازیں دور دور تک سنائی دیتی ہیں منہ سے جھاگ بہتی رہتی ہے آنکھیں لہولہان آگ کے انگارے بنی ہوئی ہیں۔ سرکار یہ مریض آپ کے دربار میں حاضر ہے خدارا کوئی مہربانی فرمایئے تاکہ اس کو اس بیماری سے نجات مل جائے۔ آپ اٹھے اور اس کمرے میں تشریف لے گئے جہاں وہ مریض تھا ملاحظہ فرما کر مریض کو دم کیا مریض پریشان حال تھا اس کی خوفناک چیخوں سے دل دہل رہے تھے مگر اس بیمار کو اتنا ہوش تھا کہ میں کلس والے پیر سیدن سرکار کی خدمت میں حاضر ہوں اور وہ پوری طرح اللہ کے ولی کا ادب بجالایا اور رو کر عرض کرنے لگا حضور میرے دو ساتھی اس بیماری میں مر گئے خدارا مجھے بچالیں۔ آپ نے پانی دم کر کے دیا اور پینے کا حکم دیا۔ مریض نے عرض کیا سرکار یہ میرے گھر والے مجھے پانی میں خوفناک کتے ڈال کر پلاتے ہیں۔ یہ پانی ستھرا ہے۔

آپ کے دم کرنے اور پانی پلانے کے بعد وہ مریض رات اسی جگہ رہا اور صبح تک اسے کچھ افاقہ ہوا صبح کو پھر دم کیا گیا مریض بفضل تعالیٰ صحت یاب ہو گیا م۔ گھبراہٹ بے چینی ختم اور سکون مل گیا۔ جس کی بنا پر اس کے گھر والے ایک ہفتہ تک مزید دربار شریف میں اس مریض کے ہمراہ رہے اور وہ مریض بالکل صحت یاب ہو گیا۔ اور اس کے بعد وہ مریض اور دیگر اہل خانہ سرکار کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر واپس پلٹے۔

حافظ محمد عالم بہت نیک، مخلص، وفادار انسان ہیں ساری عمر جامع مسجد نین میں گزاری اور بیعت ہونے کے بعد آپ کے غلام بے دام بن گئے۔

کرامت نمبر ۱۰☆: صابری محلہ ملک وال میں آپ سرکار کے ذاتی مکان ہیں کبھی کبھی آپ وہاں بھی تشریف لے جاتے اور کچھ عرصہ قیام فرماتے کلس شریف کی طرح اس گھر میں بھی لوگوں کا ایک اژدھام جمع ہو جاتا لوگ اپنی حاجات لے کر آ جاتے۔ ملکوال شہر اور گردونواح کے لوگ اپنے مرشد کامل کی صبح و شام زیارت کے لئے آتے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے کلس شریف سے نکلے اور صابری محلہ ملکوال والے گھر میں قیام کی غرض سے ٹھہرے آپ کے اس محلہ میں بابو غلام محی الدین نامی ایک شخص جو خود بھی مرزائی کا اور برادری قوم قبیلہ کے تمام حضرات بھی مرزا ہی تھے۔
صابری محلہ ملکوال کے قیام کے دوران رات کے وقت اس گھر میں محفل سجی ہوئی تھی کہ بابو غلام محی الدین مرزائی کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ چونکہ مسلمانوں کی محافل میں جانے سے پرہیز کرتا تھا اس لئے اندر نہ گیا اور باہر ہی کھڑا ہو کر تمام نظارہ کررہا تھا کہ اچانک آپ سرکار کا گزر اس کے سامنے سے ہوا۔ اس کی نظر جب آپ کے جمال جہاں آرا پر پڑی تو دیکھتا رہ گیا اور بے خودی کے عالم میں دوبارہ دیکھنے کا منتظر رہا پھر دوبارہ آپ کے رخ زیبا کو دیکھا تو دوڑا ہوا گھر گیا اور اپنے جواں سال بیٹوں کو بھی لے آیا اور رات دو بجے تک آپ کی محفل میں برسنے والے انوار و تجلیات کو دیکھتا رہا۔ صبح کے وقت محفل ختم ہوئی وہ اپنے گھر اور سرکار اپنے مرشد کے آستانہ مکھو پنڈی چھالیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔
بابو غلام محی الدین اپنے گھر سے صبح سویرے اپنے جواں سالہ بیٹوں کو ہمراہ لے کر مرکزی جامع مسجد ملکوال کے خطیب حضرت علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب سلطانپوری چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کرنے لگا حضور تمام عمر کفر میں گزری میں قادیانیت سے تائب ہو کر آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کلمہ پڑھائیں اور ہماری توبہ کا اعلان بھی اپنی مسجد میں کرا دیں۔
علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب سلطانپوری نے پوچھا کہ غلام محی الدین کیا بات اور کیا وجہ ہے کہ تم مرزائیت سے تائب ہو رہے ہو تمہیں کس چیز نے متاثر کیا ہے کیا کسی کتاب کا مطالعہ کیا ہے یا کسی عالم دین نے راست راہبری کی ہے۔ بابو غلام محی الدین عرض کرنے لگے مولانا ہم آباؤ اجداد سے مرزائی چلے آرہے ہیں رشتہ دار ابھی تک مرزائی ہیں۔ تمام گھر مرزائیت کے لٹریچر سے بھرا پڑا ہے کسی اور فرقہ کی کتاب ہم کیا پڑھتے یا کسی عالم کی بات کیا سنتے۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ خوش قسمتی سے رات کو ایک مومن کا چہرہ دیکھا ہے انہوں نے پوچھا وہ کون سی مومن ہستی ہے جس کو دیکھ تم اپنا مذہب بدل رہے ہو تو فوراً بولے کہ وہ کلس شریف والے پیر سیدن شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ ہیں۔ دل نے گواہی دی کہ واقعی یہ مومن ہیں جن کے چہرے سے نور کی تجلیاں برس رہی ہیں۔ یہ اگر مسلمان ہیں تو ہم یقیناً کافر ہیں۔
چنانچہ اس کی گفتگو سننے کے بعد شاہ صاحب نے اسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فرمایا کہ جس کا چہرہ دیکھ کر

Marfat.com

مسلمان ہورہے ہواب پہلی فرصت میں ان کے دس حق پرست پر بیعت بھی کرلوتا کہ فقیر کی نگاہ سے آئندہ کے لئے ایمان محفوظ ہوجائے۔ وہ تمام اہل خانہ سرکار کے نہ صرف مرید ہوئے بلکہ دربار شریف کے آنے والے مہمانوں کی خاطر تواضع بھی کرتے ہیں۔

کرامت نمبر ۱۸ ☆: ۱۹۵۰ء کا زمانہ اور سردیوں کی رات تھی اور آپ کی طبیعت ناساز تھی اسی بنا پر عشاء کی نماز گھر پر ہی ادا کرنے کا ارادہ فرمایا اپنے کمرہ خاص میں مصلّی بچھوایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے و جانشین حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو وضو کرایا۔ آپ کے چہرہ انور پر جلالت کے آثار نمایاں تھے چہرہ سرخ، آنکھوں میں سرور انداز گفتگو بے باکانہ تھا کہ اچانک آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو۔ خدا کہاں ہے؟ خود ہی فرمانے لگے دیواروں میں خدا ہے، چھتوں میں خدا ہے، زمینوں میں آسمانوں میں گل میں ہر جا میں خدا ہے۔ اتنے میں سائیں رحمت دین جو کہ اپنے گاؤں مغل سے اپنے ایک ساتھی شیر محمد خان کے ہمراہ پہنچے انہوں نے اپنے ساتھی کو مشین والے کمرے میں ٹھہرایا اور خود سرکار کے کمرہ خاص میں آئے اور سلام عرض کرکے قدم پاک کو بوسہ دیا۔ آپ اسی طرح وجدانی کیفیت میں جام وحدت لٹا رہے تھے اسی کیفیت میں سائیں رحمت دین کی پشت پر تھپکی لگائی اور فرمایا کہ میرا خدا کہاں نہیں۔ یہاں بھی ہے۔ سائیں رحمت دین کی پشت پر ہاتھ لگنا تھا کہ سائیں رحمت دین مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے کہ سرزمین پر پٹخنے لگے ناک منہ اور کانوں سے خون بہنے لگا اور زور سے ہاتھ زمین پر مارنے لگے اس دوران سانسیں بند ہونے لگیں بعد ازاں زور زور سے سانس لینے لگے۔ آپ نماز عشاء میں مشغول ہوگئے۔ اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صاحب سائیں رحمت دین کو سنبھالتے رہے مگر وہ قابو نہ آتے تھے۔ جب انہیں گھسیٹ کر باہر لانا چاہا تو حضرت پیر گلزار شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا جسم بے جان ہو جاتا۔ جب ان کا جسم بے جان ہو جاتا تو سائیں کو آرام ہو جاتا۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب میں چھوڑتا میں ٹھیک ہو جاتا اور جب سائیں کو پکڑتا تو سائیں رحمت دین تڑپنے لگتے بالآخر بڑی ہمت و کوشش کے بعد میں ان کو مشین والے کمرے میں لے آیا۔ جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ سائیں جی کا دوسرا ساتھی شیر محمد خان مشین کی دھمک میں گم حال کھیل رہا تھا اور وہ

Marfat.com

تڑپ رہا تھا اور وہ زاروقطار روتا تھا۔ میں نے رحمت دین سے کہا کہ تم پر نکتہ چینی کرنے والے خود ہی تماشہ بنے ہوئے ہیں۔ سائیں رحمت دین تین ماہ تک مسلسل اسی حالت میں رہے بعدازاں طبیعت کچھ سنبھل گئی۔ کئی کئی دن تک روزے سے رہنا گھنٹوں سانس بند کیئے رہنا کئی ہفتوں تک وجد کی حالت طاری رہتی آنکھوں سے خمار برستا لبوں سے پیار اور چہرے پر ایک عجب بہار رہتی تھی۔ حضرت سائیں رحمت دین نے ساری عمر مجذوبانہ کیفیت میں گزاری کبھی کبھی کسی کسی سے پیار بھری آواز میں گفتگو فرماتے۔ مرشد کی بارگاہ سے فیض حاصل کیا بالآخر جون ۱۹۷۰ء میں وصال فرمایا۔ مزار پرانوار موضع مغل تحصیل گوجرخان میں مرجع خاص وعام ہے ۱۵ ماہ چیت کو ہر سال آپ کا عرس مبارک حضرت سیدن سرکار کے پوتے پیر شمیم صابر صابری کی زیرصدارت انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو جناب زبیر احمد گلزاری صاحب آف اسلام آباد کے ہمراہ آپ کے دربار شریف کی زیارت اور محفل عرس میں شرکت کا موقع ملا ہے بڑی ہی پرکیف محفل ہوتی ہے۔

زیارات مقاماتِ مقدسہ☆: آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں حضور داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری حضرت شاہ عنایت قادری شطاری لاہوری حضرت بابا بھلے شاہ قصوری حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی آزاد کشمیر حضرت پیرا شاہ غازی دمڑی والی سرکار آزاد کشمیر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر پاکپتن شریف سلطان اولیاء حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری اجمیر شریف انڈیا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی حضرت امیر خسرو دہلی حضرت خواجہ بختیار کاکی مہرولی دہلی حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پت حضرت مخدوم جلال الدین کبیرالاولیاء پانی پت حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پت علیہم الرضوان کے مزارات پر کئی مرتبہ حاضریاں دیں اور زندگی کا آخری سفر جب کلیر شریف انڈیا بھارت میں حضور مخدوم العلمین سلطان الاولیاء سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی جانب کیا تو آپ کے ہمراہ دیگر مریدین کے علاوہ آپ کی اہلیہ محترمہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ یہ واقعہ ۱۹۴۶ء کا ہے اور حضرت مخدوم پاک کا عرس شریف شروع تھا آپ نے مخدوم پاک کے مزار پُرانوار پر حاضری دی اور مخدوم پاک کے فیض وکرم

Marfat.com

اور عنایات سے جھولیاں بھریں اور دربار شریف کی چادر آپ کو پیش کی گئی ۱۴ ربیع الاول شریف کو صبح فجر کے بعد آپ حضور مخدوم پاک دربار گوہر بار کی طرف آ رہے تھے کہ ایک بلند قامت شخص جس کے بال بکھرے ہوئے چہرے پر جلال آنکھوں سے خون برس رہا تھا ہاتھ میں برہنہ تلوار اونچی آواز میں للکارا۔ ''ہاں بھئی میں حضور صابر پاک کے نام پر سر مانگتا ہوں ہے کوئی دینے والا'' پورے مجمع پر اس بارعب آواز کا رعب طاری ہو گیا۔ اس نے دوبارہ پھر وہی الفاظ دہرائے مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا اور کوئی بھی شخص آگے نہ بڑھا۔ ہزاروں کے ہجوم پر خاموشی طاری تھی کہ اس نے تیسری مرتبہ پھر للکارا کہ ''ہاں بھئی میں صابر کے نام پر سر مانگتا ہوں ہے کوئی دینے والا۔'' آپ فوراً آگے بڑھے دو راس کے سامنے کھڑے ہو کر سر جھکا لیا۔ اور فرمایا کہ یہ سر صابر پاک کے نام ہو چکا ہے۔ آپ ہی کا ادھار سمجھ کر اٹھائے پھر رہا ہوں۔ اگر حضور کو ضرورت ہے تو بحمد اللہ حاضر ہے۔ آپ کی اس پیشکش پر انوکھا سائل مسکرا دیا اور بلند آواز میں کہنے لگا یہ سر صابر کو منظور ہے۔ یہ سر سربلند ہے۔ یہ سر سردار ہے۔ اسے سرفرازی کی دستار زیبا ہے۔ اور انشاء اللہ تا حشر سرفراز ہی رہے گا۔ آپ اس خوبصورت دستار کا صدقہ دس روپیہ دے دیں۔ آپ نے دس روپے نکالے اور نذر کر دیئے وہ لے کر رقص کرتا ہوا چلا گیا۔ اور بڑے دروازے سے نکلتے ہی ہجوم میں گم ہو گیا۔ کافی تلاش کے باوجود بھی دوبارہ نظر نہ آیا۔

اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ آپ سجادہ نشین صاحب کے کمرے میں جا کر ان سے ملاقات کریں۔ آپ اپنے بڑے صاحبزادے پیر گلزار حسین شاہ علیہ الرحمۃ کو لے کر جناب شہزادہ نواب میاں صاحب علیہ الرحمۃ سجادہ نشین پیران کلیر شریف کی خدمت میں پہنچے کافی لوگ تشریف فرما تھے آپ سے بھی کافی دیر تک محو گفتگو رہے۔ دوران گفتگو آپ نے شہزادہ نواب میاں سے حاضری کا مقصد پیش کیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ میرا بڑا لڑکا ہے اس کی دادی صاحبہ اور نانی صاحبہ لے کر دربار میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آئندہ نہ جانے کسے حاضری نصیب ہو ہم امسال ہی اپنے پیر و مرشد کے دربار فلک وقار سے دستار کرا لائیں۔ اور اسے سرکار کے حوالے کر کے دعاؤں کا خزانہ سمیٹ لیں۔ آپ کی بات سن کر شہزادہ نواب میاں ملحقہ کمرے میں تشریف لے گئے اور ایک پیلے رنگ کی پگڑی اور سبز چادر اٹھا لائے انہوں نے چادر آپ کو دی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تمام محفل شریک دعا ہوئی اور کلمہ شریف کے ورد کے دوران انہوں نے پگڑی اپنے دست مبارک سے پیر گلزار

Marfat.com

حسین شاہ صابری صاحب علیہ الرحمۃ کے سر پر باندھی اور خصوصی دعاؤں سے نوازا موتیا کے پھولوں کا ایک ہار گلے میں ڈالا اور چائے سے تواضع کی۔ اس کے بعد آپ کمرے سے باہر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ لوجی سے آپ کے حکم مطابق دستار بندی بھی ہوگئی اس کے بعد آپ کی والدہ محترمہ آپ کو ہمراہ لے کر حضور مخدوم پاک کلیری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور حضور مخدوم پاک کی بارگاہ میں عرض کیا حضور میں حضرت بابا گنج شکر علیہ الرحمۃ کی پوتی اور آپ کی نام لیوا ہوں میں اپنے دونوں بچے آپ کے حوالے کرنے آئی ہوں سرکار میرے بچوں کی لاج رکھ لینا۔

آپ زندگی کے آخری چند ماہ علیل رہے پہلے پہل تو مقامی طور پر علاج معالجہ ہوتا مگر بعدازاں آپ کو پی اے ایف ہسپتال سرگودھا میں داخل کرادیا گیا ڈاکٹروں کی ٹیم میں اکثر ڈاکٹر آپ کے عقیدت مند تھے جنہوں نے پوری جانفشانی سے آپ کے علاج پر توجہ دی۔

وصال سے ایک دن پہلے آپ خود غسل خانے میں گئے استنجا کے بعد صابن سے ہاتھ دھوئے۔ وضو کیا اپنی ہیرے والی انگوٹھی جس کو آپ دوران عبادت انگلیوں میں پھیرا کرتے تھے اور فرماتے کہ میں اس سے تسبیح کا کام لیتا ہوں۔ اپنے استعمال کی سفید تسبیح اور قمیص کا اشٹڈ اپنے ہاتھ سے اتار کر اپنے رومال میں باندھے اور اپنے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ کو عنایت فرمائے اور علیحدگی میں چند ہدایات ارشاد فرمائیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(نمبر۱) فرمایا کہ ہماری آخری تیاری ہے، آپ لوگ گھبرائیں نہیں حوصلہ بلند رکھا میری پر خلوص دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ میری محنت اور عبادت بفضل تعالیٰ رنگ لائیں گی۔ (نمبر۲) مسلک کی خدمت کرنا میرے روڈوں اور جانثاروں کا خیال رکھنا۔ یہ میرے مخدوم پاک صابر کلیریؒ کی عطائیں اور انہیں کی امانت ہیں۔ (نمبر۳) میں جہاں جہاں جاتا تھا وہاں وہاں جاتے رہنا۔ (نمبر۴) میرے بعد تمہیں کچھ تکلیفوں، سختیوں کا سامنا ہوگا، مگر فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ حوصلہ بلند رکھنا عقیدہ میں لغزش نہ آنے پائے۔ (نمبر۵) میرا مزار حجرہ میں بنالینا مگر وہ جگہ تنگ ہوگی۔ حجرہ کے سامنے صحن میں بنالینا وہ تمام جگہ میں نے اللہ کا نام لیکر پاک کردی ہے۔ (نمبر۶) میرے عرس کا الگ اہتمام نہ کرنا۔ قبلہ باوا صاحب نے ۲۴-۱۲۵سوج کی جو تاریخ مقرر کی ہے اسی تاریخ پر

Marfat.com

میرا عرس منانا۔ ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہنا۔
اس کے بعد سورہ یٰسین شریف کی تلاوت میں مشغول ہو گئے اچانک زبان سے لفظ اللہ اکبر با آواز بلند نکلا اور جان جانِ آفرین کے حوالے کر دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۳ء ۲۹ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ ماگھ، ۲۰۱۰ بکرمی بروز اتوار صبح صادق کے وقت پی اے ایف ہسپتال سرگودھا میں ہوا۔ نماز جنازہ کلیر شریف میں ادا کی گئی لاکھوں کا ہجوم تھا حضور کا شمار ہی نہ ہوسکا اسی روز شام ۴ بجے آپ کو مالک حقیقی کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ کے دربار گوہر بار پر فقیر راقم الحروف تادم تحریر ۴ مرتبہ حاضری دے چکا ہے۔
۳ مرتبہ عرس مقدس میں جبکہ ایک مرتبہ سالانہ عرس مبارک کے موقع پر جناب زبیر احمد گلزاری صاحب آف اسلام آباد کے ہمراہ بھی حاضری ہوئی۔ موجودہ سجادہ نشین شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری مدظلہ بڑے ہی مہمان نواز ملنسار خلیق اور مہربان وضع دار شخصیت کے مالک ہیں۔ فقیر راقم الحروف کی دعوت پر ۴ جولائی ۲۰۰۳ء کو فقیر کی کتاب تذکرہ اولیائے پوٹھوار کی تقریب رونمائی اور سالانہ عرس فیض عالم و بڑی گیارہویں شریف میں تشریف لائے تھے۔ اور محفل کو خوب رونق بخشی دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کا سایہ عاشقان صابر پاک پر قائم رکھے۔

حضرت میاں محمد سلیمان قلندر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: واصل باللہ، فنافی اللہ، ہمہ صفت قلندرانہ، شہباز حقیقت و معرفت حضرت میاں محمد سلیمان قلندر چشتی صابری ثمہ بہاولپوری رحمتہ اللہ علیہ قلندرانہ صفات کے حامل ولی کامل ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۹۰۰ء کو موضع نظامپور ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر انڈیا میں جناب حافظ میاں محمد عبداللہ قادری کے گھر ہوئی۔ آپ آرائیں قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں ہی پائی اور دینی و روحانی تربیت اپنے والد گرامی سے مکمل کی۔ آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ۱۹۲۲ء میں ریاست بہاولپور سے کیا اور فوج میں بھرتی ہو گئے لیکن فوج میں دل نہ لگا۔ جس کی وجہ سے فوج کی ملازمت کو خیر باد

Marfat.com

کہہ کر ریلوے میں ملازمت کر لی۔ بالآخر ۱۹۶۶ء میں پاکستان ریلوے سے گروپ انسپکٹر کے عہدے سے ریٹائرمنٹ لی اور ۱۹۶۸ء میں اپنے جواں سال فرزند میاں اسد علی احمد کے پاس رہائش اختیار کر لی۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت محمد حسین شاہ فرد عالم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ حضرت محمد حسین شاہ فرد عالم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا وصال دس جمالی الآخر ۱۳۷۲ھ بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء بروز جمعرات کو ہوا۔ مرقد منورہ قبرستان آوا بدھو بالمقابل انجینئرنگ یونیورسٹی جی ٹی روڈ لاہور میں ہے یہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شاہ محمد پیر بخاری صابری علیہ الرحمۃ جن کا وصال اکیس ربیع الاول ۱۳۴۸ بمطابق ۲۸ اگست ۱۹۲۹ء بروز بدھ کو مرقد منورہ قبرستان آوا بدھو جی ٹی روڈ لاہور میں ہے یہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت نظام الدین صابری کے مزار دولت آباد دھولیہ جالندھر یہ مرید و خلیفہ حضرت محمد حسین چشتی صابری پاکپتنی کے یہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شاہ محمد حسن رامپوری صابری کے وہ مرید حضرت شاہ محمد امیر صابری کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شاہ غلام حسین ابن اخون کے وہ مرید و خلیفہ ملا اخون شاہ عبدالکریم کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عنایت جیو بہلول پوری چشتی صابری کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تھے۔

سیرت و کردار☆: آپ کو مسجد سے بے حد لگاؤ تھا۔ نماز ہمیشہ مسجد میں ہی پنجگانہ ادا فرماتے تھے۔ نوے برس کی عمر شریف میں بھی بڑے چاک چوبند نظر آتے۔ بالخصوص مسجد میں اس چستی سے تشریف لاتے کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے۔ گفتگو میں بڑی نرمی تھی مگر حق بات پر ہمیشہ ڈٹ جاتے تھے۔ دل میں کبھی کسی کے متعلق کدورت نہ رکھتے تھے۔ تمام عمر اپنی درویشی کو مخفی رکھا۔ مسجد میں بھی ایک طرف علیحدہ بیٹھتے تھے۔ مسجد خضریٰ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور کے برآمدے میں بروز جمعہ نماز جمعہ کے بعد تشریف فرما ہوتے تو آپ کے گرد عقیدتمندوں کا ہجوم اور حلقہ بن جاتا۔ کوئی اپنا مسئلہ بیان کرتا کوئی اپنی تکلیف بتاتا۔ عموماً ڈاکٹروں، حکیموں سے مایوس مریض دعا کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے اور دعا کے لئے درخواست کرتے تو آپ اُن سے فرماتے اچھا بھائی تم جاؤ میں خاص وقت میں دعا کروں گا۔ سائل کے چلے جانے کے بعد آپ اپنے خلیفہ مولانا امان اللہ

Marfat.com

صابری سکنہ خان پور ضلع رحیم یار خان کے مرید جناب محمد صدیق اظہر صابری سے کہتے۔صدیق بیٹا اس غریب بیمار کے لئے آج رات سلب مرض کی خاطر جو دعائیں بتائی ہوئی ہیں وہ ساری رات بیٹھ کر پڑھنی ہیں اور صبح پانی دم کر کے اس مریض کے گھر بھجوا دینا۔

چنانچہ محمد صدیق صابری تعمیل حکم فرماتے۔اکثر مریض پانی پی کر شفایاب ہو جاتے تھے۔ایک مریضہ کو ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ تمہارے گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔وہ مریضہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ کی دعا سے خدا نے شفا بخشی جو کہ حیات ہے۔

آپ کے ارشادات☆: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ رزق حلال اور پاک روزی تلاش کرو اور کھاؤ اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ہاتھ صرف اور صرف رب العزت کے حضور دراز کرو۔نماز پنجگانہ ادا کرو۔خدائے قدوس اور رسول پاک ﷺ کے احکامات کی تعمیل اور مکمل پیروی کرو۔کسی کو اپنے قول و فعل سے نقصان نہ پہنچاؤ۔آپ اول خویش بعد درویش کے قائل تھے۔فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرو اور بعد میں دوسروں کی اولاد کو نیک راستہ دکھاؤ۔آپ نے تمام عمر سنت رسول ﷺ کے مطابق گزاری۔

کشف و کرامات☆: آپ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ امان اللہ خان دھریجہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے اخبار کے دفتر سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں میرے دوست جناب سعید اکبر صاحب مل گئے جو کہ انتہائی مایوس دکھائی دے رہے تھے۔میں نے ان سے حال واحوال پوچھا اور پریشانی کی وجہ دریافت کی۔

تو وہ کہنے لگے کہ میں آج بہت بے مزہ ہوا ہوں۔میں بابا صاحب کے پاس گیا تھا کہ کچھ دیر بیٹھ کر ان سے دعائیں لوں گا۔لیکن جب وہاں پہنچا اور کچھ ہی دیر بیٹھا تھا کہ آپ نے فرمایا اکبر بھاگو بھاگو۔اس لئے وہاں سے مایوس ہو کر واپس آ رہا ہوں۔میں نے اسے کہا مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہ ہے۔اس لئے کہ فقیر کے منہ سے نکلی ہوئی بات بغیر وجہ کے نہیں ہوتی۔کہنے لگے کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا کہ کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔اتنے میں بادل گرجے اور بارش شروع ہو گئی۔میں نے کہا لو وجہ سامنے آ گئی۔اتنی سخت بارش ہوئی کہ ہم دونوں گھر پہنچتے پہنچتے اچھے خاصے

Marfat.com

بھیگ گئے تھے۔ میں نے کہا کہ کچھ سمجھے کہ نہیں؟ اگر آپ وہاں بیٹھے رہتے تو پھر اس شدید بارش میں واپس آنے میں تکلیف ہوتی۔ دیکھا کہ آپ نے کتنی شدید اور تاریخی بارش ہے۔

واقعہ نمبر ۲ ☆: یہی مولانا امان اللہ خان فرماتے ہیں کہ میرے بھتیجے منیر احمد کے گھر بیٹا پیدا ہوا تو ساتویں دن نام رکھنے کی رسم ہوئی جسے چھٹی کہتے ہیں۔ اس موقع پر بہت سی خواتین جمع تھیں۔

چنانچہ حسب معمول رسم ادا کی جارہی تھی کہ ہم مرد الگ بیٹھے ہوئے تھے اور عورتیں الگ۔ اس موقع پر چھوٹی سی خیرات بھی کی جاتی ہے۔ خواتین میں نام رکھنے پر اختلاف ہو رہا تھا کوئی ایک نام کوئی دوسرا نام تجویز کر رہی تھی۔ رات کو خواب میں حضرت بابا سلیمان قلندر میرے مرشد کامل تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ خان صاحب میں نے ولایت آج آپ کے گھر میں داخل کر دی ہے۔ یہ بچہ میری دعا سے پیدا ہوا ہے اور میں نے اللہ کریم سے پیدائشی ولی مانگ کر آپ کو دیا ہے۔ اس لئے اس کا نام میرے نام پر (محمد سلیمان) رکھ دیں۔ صبح ہوئی تو میں بھاگا بھاگ اپنے بھتیجے منیر احمد کے پاس گیا اور اس کو تمام واقعہ سنایا۔ اس کے بعد اُس بچے کا نام وہی رکھ دیا گیا جو حضرت نے بتایا تھا یعنی (محمد سلیمان)

واقعہ نمبر ۳ ☆: حضرت مولانا امان اللہ خان المعروف خان صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو کہ ریٹائرڈ زندگی بہت تنگ دستی سے گزار رہے تھے کہ وہ ایک دن میرے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور معاشی حالات ٹھیک نہ ہیں دعا فرمائیں کہ خدا بہتر اسباب پیدا فرمائے تاکہ تنگ دستی دور ہو جائے۔ آپ کی مخصوص عادت تھی کسی کی بات سن کر ساتھ والے آدمی سے فرما دیتے تھے کہ یار اس کے دعا کر دینا تاکہ اس کا مسئلہ حل ہو جائے۔ حسب معمول آپ نے مجھے فرمایا خان صاحب آپ ان کے لئے دعا فرما دیں اور ساتھ ہی دس روپے اپنی جیب سے نکال کر اس کو دیئے۔ یہ ایک نشانی تھی کہ آپ کو روزی مل جائے گی۔

آپ سائل کی موجودگی میں تو کسی کو دعا کے لئے کہہ دیتے تھے۔ مگر حقیقتاً معمول یہ تھا کہ بوقت تہجد اپنے پاس آنے والے تمام سائلین اور حاجت مندان کے لئے خود دعا کیا کرتے تھے۔

چنانچہ وہ شخص دعا لے کر چلا گیا۔ اور دوسرے دن ہی اُسے کسی پرائیویٹ ادارے میں ملازمت مل گئی۔ جس سے اس کی معاشی تنگدستی دور ہوگئی۔

Marfat.com

واقعہ نمبر ۴ ☆: ایک دن آپ نے اپنے خلیفہ مولانا امان اللہ خان دھرمیجہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان صاحب آپ اکثر دوروں پر رہتے ہیں۔ لیکن ان دنوں آپ دو تین ماہ کے لئے کسی لمبے سفر نہ جانا۔ میں نے عرض کیا سرکار کیا کوئی خطرے والی بات ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں یار بات یہ ہے کہ اب ہماری برزخ کی طرف تیاری ہے۔ وقت آنے والا ہے۔ آپ ہی مجھے غسل دیں گے اور آپ ہی میری نماز جنازہ پڑھائیں گے اور پھر آپ ہی مجھے لحد میں اتاریں گے۔ یہ آپ کے لئے میری وصیت ہے۔ لہٰذا احتیاط کرنا۔ وقت بہت قریب ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے لمبے سفر سے گریز شروع کر دیا اور الحمد للہ حسب وصیت مجھے یہ سعادتیں نصیب ہوئیں میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر میرے لئے کون سی سعادت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ولی مجھے یہ شرف عطا کر رہا ہے۔

واقعہ نمبر ۵ ☆: ۱۹۸۳ء کی بات ہے کہ آپ مسجد خضریٰ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور میں تشریف فرما تھے۔ عقیدت مندان حصول برکت و دعا کے لئے حاضر خدمت تھے۔ ۱۹۸۳ء میں پاکستان پر ہندوستان کے حملے کا شدید خطرہ تھا۔ حاضرین مجلس نے اس خطرے کے پیش نظر آپ سے دعا کے لئے درخواست کی کہ یہ خطرہ ٹل جائے۔ اس لئے کہ اس وقت کی ہندوستان کی وزیراعظم اندرا گاندھی ہر صورت پاکستان پر جنگ تسلط کرنے پر تلی ہوئی تھیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر قضا و قدر نے یہی لکھا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

جواباً عرض کیا گیا حضرت آپ دعا تو کر سکتے ہیں کہ اس فتنہ پرور عورت سے اللہ کریم نجات عطا فرما دے جو جنگ کی اصل محرک ہے۔ اس بات پر آپ خاموش ہو کر مراقبے میں چلے گئے اور تقریباً بیس منٹ کے بعد آنکھیں کھولیں تو آنکھیں بالکل سرخ تھیں اور ان سے جلال نمایاں تھا۔

آپ نے عالم جلال میں ہاتھ کے اشارے سے ارشاد فرمایا۔ ''مر جائے گی وہ'' اس واقعہ کے چند ہی دنوں کے بعد اندرا گاندھی اپنے ہی محافظوں کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ اس طرح جیسا کہ آپ نے فرمایا وہ پورا ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۳۰ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ بمطابق ۵ جون

Marfat.com

۱۹۸۹ء شب دوشنبہ ڈیڑھ بجے رات بعمر ۸۹ برس ہوا۔ مزار پُر انوار فاروق مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور کے قبرستان میں مسجد کی دیوار کے ساتھ مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے اسد علی احمد صابری کی زیر نگرانی ہر سال آپ کا عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے مناتے ہیں۔

مردِ قلندر جناب بابا محمد سلیمان چشتی صابری

۱۹۸۹ء

سلیمان عالی قلندر بروقت   بود بے گماں قدوۃ العارفین
حسن ہست تاریخ چوں از خرد /   ندا از فلک داد روح الامین
ز حکم خداوند رفت از جہاں   سلیماں قلندر بہ عرش بریں

۱۴۰۹

اٹھے ہر سے آج بابا قلندر   تربت پہ ان کی ہوں رحمت کے سائے
ندا مجھ کو ہاتف نے دی یہ حسن   کہ "باغ جناں میں سلیمان آئے"

۱۴۰۹

Marfat.com

ردیف ش

منقبت (از قلم...... محمد امیر صابری)

حضرت خواجہ شمش الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

میں کیا کہوں ہیں آپ کیا یا خواجہ شمس الدینؒ — حاجت روا مشکل کشا یا خواجہ شمس الدینؒ
بہر علاؤ الدین میری فریاد تو سن لو — اے دلبر صابرؒ پیا یا خواجہ شمس الدینؒ
جس صبر نے توحید سے روشن کیا عالم — اس صبر کی تم ہو ضیا یا خواجہ شمس الدینؒ
مخدومؒ علی احمد علاؤ الدین کے دلارے — مجھ پہ بھی ہو نظر عطا یا خواجہ شمس الدینؒ
تم نے مقام عشق کی منزل کو ہے سمجھا — تو واقف راز بقا یا خواجہ شمس الدینؒ
شان ولائت آپ کی یا شاہ ولائت — اے جذبہ ذات خدا یا خواجہ شمس الدینؒ
بیٹھا امیر صابری دامن کو پسارے — یہ صابری در کا گدا یا خواجہ شمس الدینؒ

حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابریؒ

تعارف ☆: شمس عوالم مثال، بدر منازل حضرت جمال، معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردہ لطف رسول مدنی، آئینہ جمال وجلال حقانی قطب ابدال حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ محرم حریم جلال ہیں۔ آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کی وہ شمع ہیں جس سے چشتیہ صابریہ سلسلہ کو عروج کمال حاصل ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو شمس الاولیاء کے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد ترک کے رہنے والے تھے۔ آپ کا تعلق خاندان سادات سے ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت محمد حنیفہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔ آپ علوی ہیں آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی سیّد احمدؒ

Marfat.com

ہے۔آپ ۲۱ جمادی الثانی ۵۹۷ھ بروز جمعہ کو بمقام سرخس ملک ترکستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام شمس الدین ہے۔آپ کا خطاب مشکل کشاء ہے اور مشکل کشاء کے خطاب سے پکارے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کا اسم گرامی کسی مشکل یا خاص مہم کے واسطے ایک لاکھ مرتبہ پڑھے تو آپ کے نام کی برکت سے اس کا کام پورا ہو جائے گا۔پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے وضو کر کے صدق و اخلاص سے یا شمس الدین ترک ایک لاکھ مرتبہ پڑھے اگر تنہا نہ پڑھ سکے تو اوروں کو شریک کر لے اکثر ہوتا یہ ہے کہ ابھی لاکھ ختم نہیں ہوتا کہ اس نام کی برکت سے حق تعالیٰ وہ مشکل آسان کر دیتے ہیں حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اقتباس الانوار صفحہ ۵۱۱ پر رقم طراز ہیں کہ ہمارے خاندان میں ہر مشکل اور مصیبت اور تکلیف کے وقت یہی ورد کیا جاتا ہے اور میں بذات خود بھی اکثر اوقات اپنی حاجات کے لئے پندرہ سے بیس مرتبہ آپ کا اسم گرامی پڑھتا ہوں تو مشکل آسان اور حاجت پوری ہو جاتی ہے اور میں نے جس کسی کو بھی پڑھنے کو بتایا وہ اپنے مقصد میں کامیاب و بامراد ہوا۔ اور اب بھی ضرورت مند حاجت مندان کو اجازت عام ہے۔بشرطیکہ کے اعتقاد صحیح ہو۔اور باوضو ہو کر پڑھے کارساز حقیقی سے قوی امید ہے کہ مقصد پورا ہوگا۔آپ کی نذر نیاز نان وحلوہ ہے۔جس قدر توفیق ہو کام ہونے پر پیش کر دیں۔سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کے خاندانوں اور گھروں میں شادی بیاہ کے موقع پر پہلے آپ کی نذر پیش کی جاتی ہے۔اس کے بعد کوئی اور کام ہوتا ہے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی تعلیم و تربیت ترکستان میں ہوئی آپ نے بہت جلد تفسیر و حدیث، فقہ، ریاضی، منطق، ہندسہ میں قابلیت حاصل کی جلد ہی علم معقول و منقول سے فارغ ہو کر علم باطنی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

تلاش حق ☆: تلاش حق کے جذبہ سے متاثر ہو کر آپ نے وطن عزیز کو خیر باد کہا اول ترکستان کی سیر و سیاحت کی جب وہاں کوئی مرشد کامل نہ ملا تو ماوراء النہر تشریف لائے۔ ملتان سے اجودھن تشریف لائے وہاں بہت سے بزرگوں سے ملے لیکن آپ کو تسکین نہ ہوئی۔ پھر آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے آپ کچھ عرصہ حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں رہ کر فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔

Marfat.com

بیعت وخلافت☆: حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ سے فرمایا کہ تمہارا حصہ دوسرے مرشد کے پاس ہے۔ حضرت باباصاحبؒ نے بتایا کہ تمہارا حصول نعمت وکمال دوسرے مرشد کے پاس ہے۔ اور آپ کو کلیر شریف حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت مخدوم پاک نے آپ کو دیکھ کر فرمایا شمس الدین تو میرا فرزند ہے۔ میں نے خدا سے چاہا کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور کلاوہ چہارترکی آپ کے سر پر رکھی۔ مقراض آپ کے سر پر گھمائی آپ گیارہ سال تک اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں رہے۔ حضرت نے آپ کو ۱۵ محرم الحرام ۶۶۲ھ بروز جمعہ خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اسم اعظم آپ کو تلقین کیا۔

پیرومرشد کی ہدایت☆: آپ کے پیرومرشد نے آپ کو رخصت کرتے وقت ہدایت فرمائی کہ پانی پت میں مستقل سکونت اختیار کریں کیونکہ پانی پت کی ولایت ان کے سپرد کی گئی اور فرمایا کہ میرے وصال کے بعد تین دن سے زیادہ کلیر شریف میں نہ رہنا آپ نے پیرومرشد سے عرض کیا کہ ابھی اتنی لیاقت نہیں ہے کہ کار منصبی کو سنبھال سکوں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ عرصہ ملازمت کرلوں۔ حضرت مخدوم پاک نے درخواست منظور فرمائی دوسری بات آپ نے اپنے پیرومرشد سے عرض کی کہ پانی پت کے شاہ ولایت حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ ہیں ان سے میری کیسے بنے گی حضرت مخدوم پاک نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ تمہارے پانی پت پہنچنے پر وہ دوسری جگہ چلے جائیں گے آپ اپنے پیرومرشد سے رخصت ہوکر سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر میں ملازم ہوگئے۔ ریاضت وعبادت اور مجاہدہ کے ساتھ ساتھ آپ اپنے فرائض منصبی پر بھی بخوبی انجام دیتے رہے۔ آپ اپنا حال کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ باوجود ~~الطاف~~ واعزازات کے فقروفاقہ میں گزارتے تھے۔ آپ سے جب کرامات کا اظہار ہوا اور سلطان بلبن اور لشکر والے آپ کے حال سے باخبر ہوئے تو آپ ملازمت سے مستعفی ہوکر کلیر شریف آگئے جب آپ کلیر شریف پہنچے تو حضرت مخدوم پاک کا وصال ہو چکا تھا۔

پانی پت میں آمد☆: اپنے پیرومرشد کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکر چوتھے روز آپ پانی

Marfat.com

پت روانہ ہو گئے پانی پت پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سائے کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کو آپ کی آمد کی اطلاع باطنی طور پر ہو گئی تھی۔ آپ نے دودھ سے بھرا ہوا پیالہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجا اور اپنا سلام کہلوایا۔ حضرت قلندر صاحبؒ اس پیالے کو دیکھ کر مسکرائے اور ایک گلاب کا پھول جو ان کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اٹھا کر اس دودھ بھرے پیالے پر رکھ کر واپس کر دیا اور اپنا سلام کہلا بھیجا جب وہ دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ بھی دیکھ کر مسکرائے۔

حاضرین حیران تھے اُن کی سمجھ میں یہ راز و نیاز اور رمز و کنایا نہ آیا۔ جب آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت بفرمان میرے مرشد کے میرے سپرد ہو چکی ہے۔ دوسرے کی گنجائش نہیں ہے اور حضرت قلندر صاحب نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت سے ان کا تعلق نہ ہو گا وہ پانی پت میں اس طرح رہیں گے جیسے پھول دودھ پر۔ لوگوں نے حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ صاحب عظمت و ولایت تھے علم ظاہر و باطنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ زہد و تقویٰ آپ کا مشہور تھا۔ ترک و تجرید ریاضت و عبادت اور مجاہدہ میں بے نظیر تھے۔ وضع قطع سے قلندر معلوم ہوتے تھے اور قلندروں والا لباس پہنتے تھے۔ جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت مخدوم پاک علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ:

ہمارا شمس الدین اولیاء میں سورج کی طرح ہے

کشف و کرامت☆: سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ آپ شاہی لشکر کے ساتھ تھے۔ قلعہ فتح نہ ہو سکا لیکن محاصرہ بدستور جاری رہا۔ ایک رات آندھی اور بارش کے طوفان سے لشکر والوں کے خیمے نیچے گر گئے۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا۔ آگ بجھ گئی۔ ایک

Marfat.com

بہشتی لوٹا لے کر سلطان کے وضو کے لئے پانی گرم کرنے کے واسطے آگ تلاش کرنے نکلا۔اس کی نگاہ آپ کے خیمے پر پڑی خیمہ بدستور قائم تھا وہ خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ چراغ روشن ہے۔اور آپ قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہیں وہ بہشتی خیمہ میں جا کر خاموش کھڑا ہو گیا آپ نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ آگ چاہیے تو لے جاؤ اس بہشتی نے لکڑی سلگائی اور واپس چلا گیا۔

دوسرے روز پھر آیا لیکن آپ کو خیمہ میں نہ پایا وہاں سے تالاب پر پانی بھرنے گیا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ آپ وضو کر رہے ہیں وہ ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا آپ کے جانے کے بعد اس نے مشکیزہ بھرا تو پانی کو خوب گرم پایا اس کو سخت تعجب ہوا اگلے روز علی الصبح آپ کے پہنچنے سے پہلے وہ تالاب پر پہنچ گیا پانی کو سرد پایا وہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے اور وضو کیا آپ کے جانے کے بعد اس نے جو مشک بھری تو پانی گرم پایا اب اُس کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ سب آپ کی نگاہ ولایت کا کرشمہ ہے۔اس نے سلطان بلبن سے ذکر کر دیا۔سلطان بلبن اس سقہ کو لے کر اس تالاب پر گیا اور وہ اور سقہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔

آپ تالاب پر تشریف لائے اور وضو کیا آپ کے جانے کے بعد سلطان بلبن نے تالاب پر جا کر دیکھا تو پانی گرم پایا اس کو کامل یقین ہو گیا کہ آپ کامل درویش ہیں سلطان بلبن آپ کے خیمے میں گیا آداب بجالایا اور آپ سے دعا کا طالب ہوا۔آپ نے دعا کی اور قلعہ فتح ہو گیا۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال ۱۵ جمادی الثانی ۷۱۵ھ بروز بدھ بوقت عصر کو ہوا۔مزار شریف پانی پت میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

کسی عارف کامل نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

رفت از عالم چو شمس الدین بخلد | سال وصل آں امام پیشوا
طالب مقبول شمس الدین بگو | نیز شمش الدین ولی باصفا
۷۱۵ھ | ۷۱۵ھ

Marfat.com

حضرت شیخ شبلی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، قطب زمانہ، مرشد یگانہ، محدث وجدو پیمان و عشق و مستی حضرت شیخ شبلی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق و اہل معرفت ہیں۔ آپ قطب الوقت حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مرید و خلیفہ و جانشین ہیں۔ آپ ظاہری و باطنی علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔ راہ طریقت میں قدم رکھ کر تجرید و تفرید میں کمال پایا۔ اہل دنیا اور علائق دنیا سے ہمیشہ دور رہے۔ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ آپ محفل سماع کے دلدادہ تھے سماع کے دوران عشق و مستی اور ذوق و شوق میں وجد کرتے تھے۔
چونکہ آپ ٹانگیں بوجہ بیماری بیکار ہو چکی تھیں جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ مگر مجلس سماع کے دوران جب وجد ہوتا اور رقت طاری ہوتی تو یہ معذوری رکاوٹ نہ بنتی اور کافی دیر کھڑے ہو کر حال کھیلتے اور وجد میں مشغول رہتے۔ اس دوران بعض دفعہ حالت یہ ہوتی تھی کہ دوران سماع حالت وجد میں آپ چھت تک جا پہنچتے۔ ایک مرتبہ وجد کی ایسی ہی حالت میں آپ کے چچا محفل میں موجود تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر آپ کو پکڑا اور فرمایا شبلی یہ تو اظہار کرامت ہے۔ اور کرامت برسرِ مجلس نہیں دکھائی جاتی۔ بس اُس دن کے بعد آپ نے کبھی وجد و رقص کا اظہار نہیں فرمایا اور ہمیشہ خاموشی سے سماع سنتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد زیادہ تر قوم افغان کے لوگ تھے۔ ایک دن آپ نے دعا کی اے اللہ میرے مرید افغانوں کے تیر کا نشانہ کبھی خطا نہ ہو۔ بس اُس دن سے افغان ایسے نشانہ باز ہوئے کہ کبھی کوئی تیر خطا نہ کرتا تھا۔ یہ افغان جس لشکر میں ہوتے دشمن کو تیروں کے نشانے میں لا کر تباہ کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک افغان نے اس دعا کو آزمانے کے لئے ایک تیر آسمان کی طرف پھینکا۔ جب تیر واپس آیا تو ایک اژدھا کو چیرتا ہوا آیا۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگا کہ واقعی کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں۔ کہ جن کے کہنے پر ایک تیر نشانے کو خطا نہیں کرتا اور ان کی زبان سے نکلا ہوا تیر کب خطا ہوتا ہے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۹ ربیع الاول شریف ۸۵۲ ہجری بمطابق ۱۴۴۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار والد گرامی حضرت جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری علیہ الرحمۃ

Marfat.com

کے پہلو میں پانی پت انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو منور کرتے ہیں مفتی غلام سرور لاہوری قادری علیہ الرحمۃ نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شد چواز دنیا بجنت یافت جا — حضرت شبلی شہہ ہر دوسرا

سال وصل اوبگو شبلی تقی — نیز شبلی واصل دین پیشوا

۸۵۲ھ — ۸۵۲ھ

حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: آں مدرس مسائل عشق وعرفان۔ محدث وجد وبیان۔ امام الفقراء سلطان الاصفیاء رہبر کاملاں حضرت خواجہ حاجی حافظ محمد شریف خان صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حافظ نورکلیامی آپ دہلی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی مرزا روح اللہ بیگ تھا۔ آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے ظہیر الدین بابر بادشاہ سے اس طرح ملتا ہے کہ مرزا روح اللہ بیگ بن مرزا رحیم بیگ بن بہادر شاہ ظفر بن شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر بن شہاب الدین شاہ جہان بن شہنشاہ جہانگیر بن جلال الدین محمد اکبر بن نصیر الدین محمد ہمایوں بن ظہیر الدین بابر بن عمر شیخ مرزا۔

فقیر کی صدا☆: آپ فوج میں رسالدار میجر کے عہدے پر فائز تھے۔ ایک دن آپ فوجی دستے کے ہمراہ پورے اعزاز سے دہلی کے بازار سے گذر رہے تھے کہ بازار میں ایک مجذوب درویش فقیر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے آپ کو دیکھ کر صدا دی کہ ہے کوئی جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور منہ مانگی مراد پائے۔ آپ آواز سُن کر اپنی سواری سے نیچے اترے اور فقیر کو اپنے ہمراہ لیا قریب ہی ایک چھابڑی والا تھا۔ جس کے پاس کھانے پینے کا سامان تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ فقیر بابا جو کھاتا ہے اسے کھلاؤ فقیر نے کھانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اس چھابڑی والے کا تمام سامان خورد ونوش ختم ہو گیا۔ مگر اس کے باوجود اُس نے پھر صدا لگائی کہ ہے جو فقیر کو پیٹ بھر کر کھلائے یہ سُن کر آپ

Marfat.com

نے اپنے پاس موجود تمام رقم گھوڑا زین ہتھیار حتیٰ کہ اپنے جسم کی قمیص تک اتار کر فقیر کو پیش کر دی یہ کمال محبت وسخاوت دیکھ کر فقیر خوش ہو کر اُٹھا اور آپ کو اپنے گلے لگا کر کہنے لگا تم نے میرا پیٹ کھانے سے بھرا ہے میں نے اس کے بدلے تمہارا سینہ نور سے بھر دیا ہے۔ لہٰذا اب تم فوراً جلال آباد چلے جاؤ وہاں پر ایک مرد باخدا اور غوث زماں جناب حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو جاؤ تمہارا حصہ ان کے پاس ہے۔

جلال آباد آمد اور بیعت و خلافت☆: آپ جب جلال آباد شریف پہنچے تو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ درس وتدریس میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ پہلے سے ہی آپ کے منتظر تھے۔ بڑی ہی محبت سے گلے لگا کر ملے اور اپنے قریب بٹھایا آپ کے دل میں خیال گذرا کہ میں تو اپنا سب کچھ لٹا کر جو لینے آیا ہوں وہ تو یہاں پر نہیں ہے۔ یہ تو قیل وقال میں مصروف ہیں۔ حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ آپ کے دل میں آنے والے اس وسوسے سے باطنی طور پر مطلع ہوئے اور فرمایا کہ بھئی میں تو ایک پنساری ہوں یہاں جیسا مریض آتا ہے ویسی ہی دوا دیتا ہوں۔ تم تو مریض عشق ہو میرے حجرے میں چلے جاؤ بعدازاں آپ کو اپنے حجرے میں شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیم سے نوازا۔

آپ نے اپنے مرشد کامل کے پاس رہ کر سخت مجاہدے کیے حتیٰ کہ ایک مجاہدہ کے موقع پر مرشد کامل نے آپ کو حجرے میں بند کر دیا۔ آپ چھ ماہ تک بے ہوشی کے عالم میں اس حجرے میں پڑے رہے۔ حتیٰ کہ آپ کے جسم کو سینکھ (ایک کیڑا ہے جو گوشت اور لکڑی کو کھاتا ہے) نے آپ کے جسم مبارک کو جگہ جگہ سے کھا لیا تھا چھ ماہ گذرنے کے بعد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے خدام کو حجرے کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا جب دروازہ کھول کر دیکھا تو آپ کے جسم مبارک کو جگہ جگہ سے سینکھ نے کھا لیا تھا آپ کے کپڑے اور جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو سینکھ سے محفوظ رہا ہو۔ حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ عشق کے بازار کا خریدار ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد مُرشد کامل نے آپ کے مجاہدے کی تکمیل ہوتی دیکھ کر فرط جذبات سے خوشی میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تو حافظ شریف خان

Marfat.com

صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی اور مرشد کامل کو اپنے قریب کھڑا دیکھ کر کروٹ لے کر اٹھنے کی کوشش کی مگر نقاہت اور زخموں کی وجہ سے نہ اُٹھ سکے۔ مگر مرشد کامل کے قدموں سے لپٹ گئے۔ آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب نے آپ کے جسم پر اپنا دست کرم پھیرا تو سارے جسم کے زخم ختم ہو گئے اور قوت بھی بحال ہوگئی۔ مُرشد کامل نے پھر آپ کو سینے سے لگا کر باطنی فیض سے آپ کے سینے کو منور اور روشن کر دیا اور فرمایا کہ فوج کی رسالداری کی بجائے ولایت کی سرداری تمہیں عطا کر دی۔ پھر آپ کو دستار اور خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر خطہ پوٹھوار کی ولایت عطا فرما کر حکم دیا اب یہاں سے فوراً کلیام چلے جاؤ وہاں ایک مرد قلندر پیدا ہونے والا ہے۔ جس سے ولایت وفقر کا ایک چشمہ جاری ہوگا اور وہ ہمارے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فیض کو عام کرے گا اور لاکھوں افراد اس سے فیض یاب ہوں گے۔

کلیام شریف کے لئے روانگی ☆: مرشد کامل نے کلیام شریف روانگی کے وقت آپ کو اپنا کُرتہ مُبارک ٹوپی، چوغہ اور تسبیح عنایت کی اور فرمایا کہ یہ ہماری امانت اُن تک پہنچا دینا۔ مُرشد کامل سے رخصت ہو کر آپ دہلی سے جانب کلیام شریف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے ابتدائی تعارف کے بعد فرمایا کہ کہاں سے آ رہے ہیں اور کس منزل کی جانب جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جلال آباد سے آ رہا ہوں اور کلیام شریف خطۂ پوٹھوار جانا ہے۔ یہ سُن کر مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور اگر کرم فرمائیں تو آج کی رات میرے پاس قیام فرمائیں۔ مجھے خدمت کا موقع دیں صبح کو آپ کو منزل کی جانب روانہ کر دوں گا۔ آپ نے مولوی کے زیادہ اصرار کرنے پر اُس کی خواہش پوری کی اور رات وہیں گذارنے کا پروگرام بنا لیا۔ آپ نے مسجد میں ہی قیام کیا اور رات کے وقت مولوی صاحب کو کچھ تبرکات ایک تھیلے میں ڈال کر دیئے اور فرمایا کہ یہ میرے مُرشد کے تبرکات ہیں جو میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ آپ ان کو اپنے گھر لے جا کر رکھ لیں صبح کو روانگی کے وقت تم سے واپس لے لوں گا۔ مولوی مذکورہ نے وہ تبرکات جا کر گھر میں رکھ لئے۔ مولوی صاحب اور اُن کے اہل خانہ جب سو گئے تو رات کے آخری پہر اُس تھیلے سے اللہ اکبر کی آوازیں آنے لگیں اور جوں جوں رات گذرتی جاتی اُس سے ذکر الٰہی کی آوازیں آتی رہیں۔ مولوی صاحب یہ کرامت دیکھ کر

Marfat.com

حیران و پریشان ہو گئے اور دلی طور پر بے ایمان بھی ہو گئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ اتنا متبرک تھیلا میں اب اُس درویش کو نہ دوں گا اور یہ برکت میں اپنے گھر میں ہی رکھوں گا۔

مولوی صاحب چونکہ صرف قیل وقال کو جانتے تھے صاحب حال لوگوں کے منصب سے بے خبر تھے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خواجہ حافظ شریف خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب اب ہماری یہاں سے روانگی کا وقت ہے۔ لہٰذا میری امانت لے آؤ تو مولوی صاحب کہنے لگے کونسی امانت میرے پاس تو آپ کی کوئی امانت ہے ہی نہیں۔ اس موقع پر مسجد کے باقی نمازی بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے آپ سے پوچھا اے اجنبی مسافر آپ کی کونسی امانت ہمارے امام صاحب کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے مُرشد کے تبرکات ہیں۔ جو میں نے مولوی کو رات کے وقت امانتاً دیئے تھے۔ مگر اب وہ میری امانت واپس نہیں کر رہا یہ بات سُن کر لوگوں نے کہا کہ اے فقیر ہمارا امام کوئی ایسا غریب شخص نہیں ہے کہ تمہاری ان چیزوں کے لئے بے ایمان ہو جائے۔ ہم عرصہ دراز سے اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا امام نیک آدمی ہے۔ بے ایمان نہیں ہے۔ آپ نے لوگوں کی بات سُن کر دل ہی دل میں سوچا کہ اب کیا کیا جائے ان تبرکات کو اس وعدہ خلاف مولوی کے پاس چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔ آپ نے بے بسی کے عالم میں اپنی متاع حیات کو اس طرح لٹتا دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی اور آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ آپ نے دوسرے روز اس مولوی سے پھر کہا کہ مسافروں اور فقیروں کو تنگ نہیں کیا کرتے۔ لہٰذا میرا تھیلا مجھے دے دو مگر مولوی پر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوا اور دھمکی دینے لگا کہ اب اگر تم نے مجھ سے دوبارہ کبھی بھی اس سے متعلق بات کی یا مجھ سے تھیلا مانگا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔ مولوی کی دھمکی سُن کر آپ کے دل سے آہ نکلی جو کہ مولوی کی بدبختی اور بدقسمتی کی داستان لکھتی ہوئی غائب ہو گئی۔ اور اسی روز مولوی صاحب کا ایک بیٹا مر گیا۔ مگر باوجود اس کے اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پھر مولوی سے مطالبہ کیا مگر اُس نے حسب معمول انکار کرتے ہوئے مزید سخت لہجہ اختیار کیا۔ تیسرے روز پھر مولوی کا دوسرا بیٹا مر گیا۔ اس پر لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ مسلسل دو روز سے اس درویش کے مطالبے کے بدلے اس مولوی کے دو بیٹے مر گئے بالآخر یہ معاملہ کیا ہے اور یہ شاہانہ لباس اور ٹھاٹھ باٹھ کی شان والا درویش جھوٹا نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا کہ شائد یہ درویش سچا

Marfat.com

ہواس لئے کہ سارا علاقہ اور بستی تو بالکل ٹھیک ہے۔ مگر مولوی کے گھر ہیضے کی بیماری پھوٹ پڑی ہے۔ اس میں ضرور کوئی بات ہے۔ لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی عام کُرتہ یا ٹوپی نہیں ہے بلکہ میرے مُرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری کے تبرکات ہیں جو کہ میرے پاس امانت ہیں۔ جو انہوں نے مجھے عطا کئے ہیں۔ آپ جب لوگوں سے بات کر رہے تھے تو چہرہ جلال سے سُرخ تھا۔ بات کرتے کرتے جب آپ کی نگاہ مولوی کے گھر پر پڑی تو اس کے گھر کو آگ لگ گئی یہ دیکھ کر لوگوں نے آپ سے معافی مانگنی شروع کر دی اور عرض کرنے لگے کہ آپ خدا کے لئے ہمیں معاف فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے تبرکات واپس نہ کئے تو تمہارا پورا علاقہ جلا کر راکھ کر دوں گا۔ آپ کا فرمان سُن کر تمام علاقے کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور کہنے لگے کہ آپ خود جا کر اپنی امانت نکال لائیں۔ آپ چلتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور اپنی چیزیں جو آگ سے بالکل محفوظ تھیں وہ لے کر باہر آ گئے جیسے ہی آپ نے وہ تبرکات حاصل کئے آگ بھی اُسی طرح ٹھنڈا ہونا شروع ہو گئی۔ یہ دیکھ کر تمام علاقے کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور معافی کے طلب گار ہوئے۔ آپ نے انہیں معاف فرما کر ان کے لئے دُعا فرمائی۔

جلال آباد کے لئے واپسی ☆: اس جگہ سے اپنے مُرشد کامل کے تبرکات لے کر اس علاقے سے خوشی خوشی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے تو اچانک اپنے اندر ایک بہت بڑی تبدیلی محسوس کی کہ باطنی اور روحانی فیض ضبط ہو چکا ہے۔ وہ نظر جو سب کچھ لُٹا کر حاصل کی تھی اور ولایت کی عطا کے ساتھ جو تصرفات ملے تھے۔ ان پر اختیار ختم ہو چکا تھا۔ وہ باطنی نظر جس کے سامنے کائنات کا ذرہ ذرہ روز روشن کی طرح عیاں تھا۔ وہ ختم ہو چکی تھی۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ واپس دوبارہ مُرشد کریم کی بارگاہ میں حاضری دی جائے اور ان کے سامنے سارا معاملہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ آپ مُرشد کریم کی بارگاہ میں واپس جلال آباد پہنچے اور تمام ماجرا عرض کر کے معافی کے خواستگار ہوئے اور مرشد کامل کے قدموں میں پڑے رہے بالآخر حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اظہار کرامت سے منع فرماتے ہوئے آپ کو معاف کر کے تمام باطنی دولت و نظر واپس عطا کر دی۔

دوبارہ سرزمین پوٹھوار کے لئے روانگی ☆: مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر

Marfat.com

علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے رخصت ہوتے وقت آپ نے عہد کرلیا کہ اب میری جان بھی چلی جائے تو کرامت کا اظہار نہ ہونے دوں گا۔ جلال آباد سے روانہ ہوکر دہلی آئے اور اپنے گھربار رشتہ دار عزیز و اقارب کو خدا کے سپرد کرکے اللہ کی رضا کی خاطر جانب پوٹھوار چل دیئے اور چلتے چلتے کابل پہنچ گئے۔ وہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ آپ اصل جگہ تو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ آپ کا علاقہ اٹک کی حدود میں ہے۔ وہاں سے واپس حضرت عبداللطیف شاہ قادری کاظمی المعروف بری امام کی خدمت میں پہنچ کر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی حضرت امام بری شاہ لطیفؒ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ وہاں سے رخصت ہوکر حضرت شاہ چن چراغؒ کے مزار اقدس پر پہنچے۔ ایک رات وہاں ہی گذاری فاتحہ پڑھی حضرت شاہ چن چراغؒ نے بھی آپ کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ آپ کا مقام یہی ہے۔ آپ کے آنے سے اس علاقے کو سکون و امن ملے گا۔ آپ کی وجہ سے اس علاقے اور خطہ پوٹھوار کو خداوند قدوس قحط سالی سے محفوظ رکھے گا۔ پوٹھوار کے تمام صوفیاء آپ کے تابع فرمان ہونگے اس کے علاوہ آپ جس ذات اور شخصیت کی تربیت و نگرانی کے لئے خصوصی طور پر سفر کرکے یہاں تشریف لائے ہیں۔ وہ شخصیت بھی جلد ہی آپ کو ملے گی۔ وہ شخص بہت بلند اور اعلیٰ مقام کا حامل ہوگا۔ جس کی خوشبو اکناف عالم میں پھیل جائے گی۔ بہت سے لوگ اس کے ذریعے فیض اور روحانی کمال حاصل کرینگے وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں مقبول اور مقرب خاص ہونگے اور اللہ کریم کی جانب سے اسے عشق الٰہی کی دولت نصیب ہوگی۔

حضرت شاہ چن چراغؒ سے حفظ قرآن کی بشارت ☆: حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ نے آپ کو روحانی طور پر بتایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفظ قرآن مجید کی سعادت تمہارے مقدر میں لکھی جاچکی ہے۔ اس لئے آپ فوری طور پر کسی کامل اور باعمل استاد سے قرآن مجید کو حفظ کرنے کا سلسلہ شروع کردیں۔

حفظ قرآن کے لئے لنڈی پٹی روانگی ☆: آپ حفظ قرآن کے لئے حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ سے رخصت ہوکر لنڈی پٹی روانہ ہوئے۔ آپ کو کسی نے بتایا کہ وہاں بقہ دھن نامی ایک گاؤں ہے۔ وہاں پر ایک بہت ہی نیک سیرت باکردار باعمل حافظ قرآن ہیں۔ جو بہت ہی

Marfat.com

خوش الحان اور بہترین قاری ہیں۔آپ وہاں پہنچے اور اپنے استاد سے بہت جلد قرآن کریم کو حفظ کیا ۔آپ کے اُستاد کے ایک بہترین دوست میاں محمد حاجی تھے۔ جو اس علاقہ میں بہت بڑے زاہد و عابد متقی پرہیزگار اعلیٰ سیرت و کردار کے حوالے سے بہت مشہور تھے۔میاں محمد حاجی نے اپنی باطنی نظر سے آپکو پہچان لیا تھا کہ یہ ملوک زادہ شاہی خانوادے سے تعلق رکھنے والا آج کسی مرد قلندر کا رنگا ہوا ہے جس نے شاہی پوشاک کو ترک کر کے فقر کی گودڑی کو اپنایا اور ایک وقت آئے گا کہ چہار دانگ عالم میں اس کی ولایت کا شہرہ اور چرچا ہوگا اس کی پیشانی چودھوی کے چاند کی طرح چمک رہی ہے ۔خوش بختی اس کے چہرے سے عیاں ہے۔کیوں نہ اسے اپنا بیٹا بنا لیا جائے۔میاں محمد حاجی کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔صرف اور صرف ایک نیک سیرت با کردار متقی اور صالحہ بچی تھی۔میاں محمد حاجی نے آپ کے استاد اور اپنے دوست سے اس بات کا اظہار کیا۔میرا ارادہ ہے کہ اپنی بچی کا نکاح دہلی کے شہزادے اور حضرت خواجہ مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے نور نظر سے کردی جائے۔آپ کے استاد نے کہا کہ میاں محمد حاجی پھر دیر کیوں کرتے ہو نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔

آپ کی شادی اور اولاد☆: آپ کے اُستاد اور میاں محمد حاجی دونوں نے مل کر آپ سے نکاح کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اجنبی مسافر ہوں اور میرے پاس نہ تو دنیاوی جاہ و حشم ہے اور نہ ہی مال و دولت ہے۔لہٰذا میں اس صورت میں شادی کیسے کر سکتا ہوں۔محمد میاں حاجی نے کہا کہ میرے پاس رزق زمین جائیداد سب کچھ خدا کا دیا موجود ہے۔اور مجھے آپ کی طرف سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔آپ نکاح کے لئے ہاں کر دیں تو میں زندگی بھر آپ کا مشکور ہوں گا۔آپ نے محمد میاں حاجی کے پُر زور اصرار اور اپنے استاد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نکاح کے لئے حامی بھر لی۔اس طرح آپ کا نکاح آپ کے استاد نے محمد میاں حاجی کی دختر نیک اختر سے ہوگیا۔شادی کے بعد اللہ نے ایک نیک سیرت خاتون کے شکم سے آپ کو بیٹا دیا۔آپ نے اس کا نام غلام مصطفیٰ رکھا۔کچھ عرصہ کے بعد آپ ہندوستان تشریف لے گئے۔واپس آئے تو خدا نے دوسرا بیٹا عنایت کیا آپ نے اُس کا نام غلام مرتضیٰ رکھا۔اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا صابر و شاکر ہونے کے علاوہ نفس پر جبر کرنے والا ہوگا۔انہی دنوں صاحبزادوں سے آپ کی اولاد کا سلسلہ چلا جس میں بے شمار مردان خدا اور فقیر و درویش پیدا ہوئے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حافظ شریف خانؒ کی کلیام شریف آمد☆: کچھ عرصہ کے بعد آپ نے پنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میں اس جگہ مزید نہیں ٹھہر سکتا میرا مقام کہیں اور ہے۔ میرے ذمے ایک بہت بڑا فریضہ ہے۔ جو میں نے کلیام جا کر ادا کرنا ہے اس پر آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ آپ کے دونوں صاحبزادے آپ کی کمی محسوس کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بچہ تم رکھ لو ایک میں ساتھ لے جاتا ہوں۔ آپ نے بڑے صاحبزادے کو گھر پر ہی چھوڑا اور چھوٹے صاحبزادے غلام مرتضیٰ کو ساتھ لے کر کلیام شریف میں کریم بخش نامی شخص کے ہاں ٹھہرے اس کے بیٹے کا نام درگاہی تھا اور اس کی بیوی انتہائی نیک سیرت با کردار اور بلند اخلاق تھی۔ اس نے بڑی محبت سے آپ کے بیٹے غلام مرتضیٰ کو پالا اور مثل ماں کے اس نے حذمت اور تربیت کی۔ آپ کو درگاہی کی والدہ کی یہ ادا پسند آ گئی اور وہیں پر مستقلاً قیام پذیر ہو گئے۔

بختاور بی بی کی خدمت کا صِلہ☆: درگاہی کی والدہ جن کا نام بختاور بی بی تھا نے کسی جگہ درگاہی کا رشتہ کر دیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد ہی درگاہی کے والد کریم بخش کا انتقال ہو گیا۔ جس کی وجہ سے درگاہی اور بختیار بی بی کے معاشی حالات خراب ہونے شروع ہو گئے ادھر ان کے حالات خراب ہونے شروع ہو گئے دوسری طرف سے لڑکی والوں نے شادی جلدی کرنے کا مطالبہ کر دیا کہ ہم زیادہ دن نہیں ٹھہر سکتے ان حالات میں درگاہی اور اس کی والدہ سخت پریشان ہو گئے۔ اور گھر میں بیٹھ کر دونوں ماں بیٹا تدبیریں سوچنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے حالات تو پہلے ہی سے خراب ہیں۔ اگر شادی کر لی گئی تو حالات مزید خراب ہو جائیں گے اور گذر اوقات ناممکن ہو جائے گی اور اگر لڑکی والوں کو رشتہ سے انکار کر دیا جائے تو خاندان اور برادری ناراض ہو جائے گی۔ بختاور بی بی نے اپنے بیٹے درگاہی کی سسرال والوں کو کہا کہ میں کسی سے ادھار لینے کی کوشش کرتی ہوں اور اگر ادھار نہ ملا تو ایک سال کے عرصے میں ہم شادی کر لیں گے۔ لہٰذا ہمیں وقت اور مہلت دی جائے۔ یہ تمام باتیں حضرت خواجہ حاجی محمد شریف خان رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کے گھر میں رہ کر سن لیں وہ نیک سیرت خاتون بختاور بی بی روز بروز اسی غم میں پریشان ہو کر وقت گذار رہی تھی کہ ایک دن آپ نے پوچھا اے خاتون تو پریشان کیوں ہے۔ آپ کی بات سُن کر بختاور بی بی رونے لگی۔ اور روتے روتے تمام ماجرا آپ کے گوش گذار کیا اور کہنے لگی حضور ہم شادی کے اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے بلکہ ایک دن کی

Marfat.com

مائیوں کا خرچہ صرف ۱۲ من آٹا ہے۔ اس لئے کہ ہماری برادری بہت بڑی ہے اور میں یہ خرچ برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھر میں اس وقت کتنی گندم ہے۔ اس نے کہا کہ ایک من آپ نے جواباً فرمایا کہ اس کو کسی برتن میں آٹا بنا کر ڈال دو جس کے اندر پورا ایک من آٹا سما جائے اور ڈھکن سے بند کر دو۔ مائی نے آٹا پیس کر ایک برتن کوٹھی میں رکھ دیا اور کوٹھی کو ڈھکن سے ڈھانپ دیا۔ پھر عرض کی کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق آٹا پیس کر ایک برتن میں ڈال دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اب اپنے بیٹے کی شادی کر و مگر کسی دوسرے آدمی کو اس بات کی خبر نہ دینا۔ اب تیرے گھر میں رزق کی فراوانی اس وقت تک رہے گی۔ جب تک س راز کو راز میں رکھے گی اور کمی نہ آئے گی اگر یہ بات ظاہر کر دی تو برکت اُٹھ جائے گی۔ بختاور بی بی کے بیٹے کی شادی بھی ہو گئی۔ کھلا آٹا خرچ ہوا اس کے بعد عرصہ دراز تک وہ آٹا اسی طرح نکلتا رہا اور گھر میں استعمال تا رہا۔ مگر کوئی کمی واقع نہ ہوئی ارد گرد کی عورتوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مائی بختاور کو عرصہ ہوا کبھی مائی ختاور کو آٹا پیستے نہیں دیکھا آخر اس نے کتنا آٹا پیس کر رکھا ہوا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ ایک دن مائی بختاور کی بہن نے پوچھا بہن کیا بات ہے کہ تمہیں کبھی آٹا پیستے نہیں دیکھا اور تیرے ہاتھوں پر چکی چلانے کے نشان بھی نظر نہیں آتے جب کہ دونوں وقت آٹا پیس پیس کر میرے ہاتھوں میں نشان پڑھ چکے ہیں۔ ایک وقت اگر آٹا نہ پیسوں تو وقت نہیں گذرتا اور تم ہو کہ سالہا سال سے چکی نہیں پیس رہی اور نہ ہی بتاتی ہو کہ کیا ماجرا ہے اگر کوئی راز کی بات ہے تو مجھے بتا دو آخر تمہاری بہن ہوں۔ مائی بختاور نے مجبور ہو کر اس سے کہا کہ تم نے اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کرنا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے گھر میں جو ہندوستانی فقیر رہتا ہے۔ یہ بڑا باکمال اور بابرکت شخص ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ تمہارے گھر میں جتنی گندم ہے وہ پیس کر ایک برتن میں ڈال دو۔ میں نے آٹا پیس کر برتن میں ڈال کر فقیر کو بلایا تو انہوں نے آٹے پر اپنے ہاتھ کا پنجہ لگایا اور فرمایا کہ اب ڈھکن نہ کھولنا اس میں سے آٹا نکالے جاؤ استعمال کیئے جاؤ یہ سب کچھ اس فقیر حضرت حاجی حافظ شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر تم کسی سے ذکر نہ کرو گی تو قیامت تک یہ آٹا ختم نہ ہوگا۔ جس دن بی بی بختاور نے اپنی بہن سے اس کا ذکر کیا اس کے بعد وہ خیر و برکت ختم ہو گئی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہو کے رہا اس واقعہ کے بعد آپ کی شہرت عام ہو گئی لوگوں کا اژدھام آپ کے گرد رہنے لگا۔ اس وجہ سے آپ اس مائی بختاور بی بی کے گھر سے بابا نظام الدین کے دادا محمد صدیق کے گھر تشریف لے آئے۔ بابا محمد صدیق اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا کہ اللہ کے ولی نے قدم رکھ کر اس کے گھر کو رشک جنت بنایا۔

Marfat.com

حضرت بابا فضل الدین کلیامیؒ کی بیعت ☆: جن دنوں آپ بابا محمد صدیق ملک کے گھر قیام پذیر ہوئے انہی دنوں حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ حضور بابا جی فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کے بڑے بھائی حافظ غلام رسولؒ نے بھی اسی بیٹھک میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کی تھی۔ بابا محمد صدیق ملک کی بیٹھک کی بھی ابدی خوش بختی تھی کہ اُس میں حضور شہنشاہ کلیام اور دیگر حضرات آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ اس طرح آپ کا وہ فرض بھی ادا ہو گیا۔ جس کے لئے آپ کو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے بھیجا تھا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین کی تعداد اس طرح نہ تھی۔ جس طرح اُس زمانہ قدیم اور آج کل کے دور میں مشائخ کے ہاں ہوتی ہے۔ آپ نے گنتی کے چند مُرید کئے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (۱) حضرت غلام حسین صاحب۔ (مغل) حضرت میاں دین محمد (کلیام شریف) ایک روہتاس ضلع جہلم کے تھے جن کا نام معلوم نہ ہو سکا اور حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ

آپ کی اہلیہ اور بڑے صاحبزادے کی کلیام آمد ☆: آپ نے کئی سال بابا محمد صدیق ملک کے گھر کو رونق بخشی اور فیض عام کا مرکز بنایا اس کے بعد آپ دین محمد کی خصوصی پیش کش پر اس کے گھر میں جلوہ گر ہوئے۔ اسی دوران آپ کی زوجہ محترمہ اور بڑے صاحبزادے اپنے گاؤں لڈوہ نوترہ میں کافی عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد کلیام شریف آپ کے پاس تشریف لے آئیں۔

نوازش انعام ☆: حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عمر شریف کے آخری حصے میں کھانسی کی وجہ سے اکثر تکلیف میں رہنے لگے۔ اسی بیماری کے دوران ہی آپ نے اپنے مرید خاص اور خدمت گار غلام رسولؒ سے فرمایا کہ آج ایسی چیز کھانے کی طبیعت ہے۔ جس کو عرصہ دراز سے کھانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ غلام رسول صاحب نے عرض کیا۔ حضور حکم فرمائیں کس چیز کو طبیعت چاہتی ہے۔ وہ تیار کرا دی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ کھیر کھانے کو جی چاہتا ہے۔ حکم ملتے ہی خادم خاص غلام رسولؒ صاحب فوراً کھیر تیار کروا کر لے آئے اس وقت آپ کی خدمت میں

Marfat.com

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما تھے۔کھیر آپ کی خدمت میں پیش کی گئی آپ نے ابھی پہلا لقمہ ہی منہ میں ڈالا تھا کہ کھانسی شروع ہوگئی تو آپ نے فوراً وہ لقمہ باہر نکال کر اس پلیٹ میں واپس ڈال دیا اور غلام رسولؒ سے فرمایا کہ یہ کھیر تم کھالو یہ سُن کر غلام رسولؒ خاموش ہو گئے۔فوراً حضرت شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ بولے اور کہنے لگے حکم ہو تو یہ کھیر میں کھالوں آپ نے فرمایا فضل الدین تم کھالو آپ نے وہ تمام کھیر کھالی اور مٹی کا وہ پیالہ جس میں کھیر تھی وہ بھی رگڑا اور اس کی خاک تک کھالی اور اس خزانہ کے وارث بن گئے۔جو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آباد چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے پیرو مرشد نے عطا فرمایا تھا۔مرید صادق کی یہ ادا دیکھ کر مُرشد کریم خوش ہوئے اور حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ کو باطنی انعام و اکرام سے نوازا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے۔

وصال ☆: آپ نے اپنے وصال سے قبل ہی وصیت فرمادی تھی کہ جب میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو ایک شخص کا انتظار ضرور کرنا۔اس لئے کہ وہ بہت دور سے آئے گا۔ آپ کا یہ ارشاد گرامی سُن کر حضور خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ تڑپ گئے اور رونا شروع کر دیا ۔آپ نے فرمایا کہ فضل الدین رونا دھونا کوئی اچھا عمل نہیں ہے اور نہ ہی شریعت مطہرہ اس کی اجازت دیتی ہے۔بس میری وصیت پر عمل کرنا۔کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۴۹ء بمطابق ۱۲۷۰ ہجری بروز جمعہ کو آپ کا وصال با کمال ہوا اور آپ کی وصیت کے مطابق چوتھے دن آپ کو دفنایا گیا۔

مزار مبارک کی تعمیر اور عرس پاک کی اجازت ☆: آپ کے وصال با کمال کے بعد آپ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے آپ سے روضہ مبارک کی تعمیر اور عرس پاک کی اجازت مانگی اور میٹھے پانی کے کنوئیں کی دعا کی کیونکہ اس وقت کلیام شریف کے علاقے میں جہاں آپ کا مزار مقدس ہے۔میٹھے پانی کا کوئی انتظام نہ تھا۔جب حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کے دربار پر حاضر ہو کے دعا کی اور اجازت مانگی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔جس پر حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ نے ان تمام معاملات میں خاموشی اختیار کر لی اچانک کچھ عرصہ کے بعد حضرت خواجہ حافظ شریف خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ

Marfat.com

جلال آبادی علیہ الرحمۃ کے پوتے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ کلیام شریف تشریف لائے۔ جن کے چہرہ مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہیں تھیں۔ اور چہرہ انور کو دیکھ کر ہر شخص بے ساختہ کہہ رہا تھا کہ واقعی حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آباد علیہ الرحمۃ کا پرتو نظر آرہا ہے۔ آپ کی آمد کلیام شریف کے باسیوں کے لئے باعث رحمت ثابت ہوئی۔ حضرت بابا فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے اپنے دادا مُرشد کے پوتے کا انتہائی والہانہ انداز میں استقبال کیا اور اُن کے قیام کے دوران خوب خدمت کی چند دن گزرنے کے بعد حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ حضور میں نے اپنے مرشد گرامی سے تین باتوں کی اجازت مانگی مگر مجھے اجازت نہیں ملی۔ آپ کا مجھ پر اور کلیام والوں پر بہت احسان ہوگا کہ آپ تینوں چیزوں کی مجھے منظوری لے دیں کیونکہ آپ میرے مرشد گرامی مرشد کی اولاد پاک سے ہیں۔ میرے مرشد آپ کی بات کو ہرگز نہ ٹالیں گے آپ کی بات سُن کر حضرت پیر سید فتح علی شاہ نے فرمایا کہ میں رات کو عرض کروں گا۔ صبح تمہیں جواب مل جائے گا۔ اگلے روز صبح سویرے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کو خوشخبری سنائی کہ تینوں باتیں مان لی گئیں ہیں اور مجھے خاص طور پر حکم ہوا ہے کہ میں خود کنوئیں کی ابتداء کروں چنانچہ ہر دو حضرات نے مل کر کنویں کی کھدائی کے لئے سب سے پہلے تبرکاً تھوڑی سی کھدائی کی تا کہ میٹھا پانی نکل آئے۔ چنانچہ کھدائی مکمل ہونے پر بہت ہی میٹھا پانی نکلا جو کہ ضرورت سے بھی زیادہ تھا۔ بعدازاں آپ کا دربار شریف بھی تعمیر ہوا اور عرس مبارک بھی دس دن ہوتا ہے۔ آپ کا مزار فیض آثار کلیام شریف تحصیل گوجر خان نزد حدود تھانہ مندرہ ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا تعلق بھی اسی سلسلہ عالیہ سے ہے۔ آپ کے مرید خاص و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ المعروف میاں صاحب ماڑی والے کے سجادہ نشین بحر العلوم حضرت قبلہ حاجی منیر احمد چشتی صابری مدظلہ العالی کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا ہے اور بارہا آپ کے آستانہ عالیہ کلیام شریف میں عرس کے علاوہ بھی اکثر و بیشتر حاضری کا اتفاق اور سعادت نصیب ہوتی رہتی ہے۔ دُعا ہے کہ خواجگان چشت اہل بہشت کا صدقہ قیامت تک اس در کی غلامی کا شرف عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

Marfat.com

حضرت بابا شیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : مقتدائے عارفاں، رہنمائے سالکاں، شمع حق و صداقت، حضرت بابا شیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اشرف الاولیائے کبار سے ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے روحانی پیشوا حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری جالندھری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ حضرت سید جان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت سید جان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ موضع مدھ گھیراں سے حضرت امام ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے اور اپنے مرشد کامل سید علیم اللہ علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔ یہیں آپ کی ملاقات حضرت سید جان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی تھی۔

آپ کی ولایت کے شہرہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ درگاہ حضرت امام ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین بابا عمر بخش ناصری علیہ الرحمۃ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار شہر جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت میاں شہاب الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : صوفی باصفا، پیکر صدق و وفا، فنافی المرشد حضرت میاں شہاب الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ابن قاضی محمد عمر بخش قادری علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد گرامی حضرت قاضی محمد عمر بخش سلسلہ عالیہ قادریہ کے معروف بزرگ ہوئے ہیں بہت سے لوگوں نے اُن سے اکتساب فیض کیا ہے۔

آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی کے دست مبارک پر بیعت کی بعد ازاں گورداسپور جا کر سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق

Marfat.com

پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت سے مشرف ہو کر انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے گہرا عشق اور خصوصی لگاؤ تھا۔ اکثر اوقات مرشد کامل کی خدمت میں رہتے اور ان کے روئے تاباں کی زیارت کر کے مسرور ہوتے۔

عبادت و ریاضت میں یکتا، مجاہدہ و سلوک میں بے مثال تھے۔ تمام زندگی ذکر خدا اور عشق مصطفیٰ ﷺ اور اتباع مرشد میں گزاری۔ دنیا اور اہل دنیا سے کوئی غرض یا سروکار نہ تھا۔

اپنے مرشد کے چاہنے والوں خصوصاً بالخصوص مناظر اسلام شیخ العصر حضرت علامہ مولانا محمد نواب الدین رمداسی ثمہ سنکوہی چشتی صابری جو کہ آپ کے پیر بھائی بھی تھے ان سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے۔ ہر وقت ان کی تعریف کرتے تھے۔

۱۹۴۷ء میں آپ کا تمام گاؤں خالی ہو گیا مگر آپ نے اپنے گھر بار کو نہ چھوڑا۔ چنانچہ سکھوں نے آپ کے گھر پر حملہ کیا اور گرفتار کر کے لے گئے۔ ایک ماہ بعد قید سے رہائی پا کر پاکستان لاہور چلے آئے۔ اور اپنے فرزند ارجمند محمد دین کلیم لاہوری کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔

آپ کی تمام اولاد صغرسنی میں ہی فوت ہو گئی تھی۔ اولاد میں صرف محمد دین کلیم ہی اکلوتے فرزند ارجمند ہیں جو کہ مورخ لاہور کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں جو اپنے خاندان اور بزرگان کے ماننے والوں کا بہت بڑا سرمایہ حیات ہیں کہ جن سے بقول حضرت علامہ قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا ہے جو بڑے بڑے اہل علم نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی زندگی میں برکت دے تاکہ بقایا کام پایہ تکمیل کو پہنچا سکیں۔ فقیر نے موصوف کی کتب کا مطالعہ کیا ہے آپ کی تصنیف کردہ کل کتب کی تعداد تقریباً بارہ کے قریب ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ حضرت میاں شہاب الدین چشتی صابری قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال باکمال ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء کو ہوا۔ مرقد منورہ محلہ فیروز گنج لاہور میں موجود ہے۔ سجادہ نشین مورخ لاہور جناب محمد دین کلیم لاہوری ہیں۔

Marfat.com

حضرت محمد شریف عرف منّو شاہ صابری شہید رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہید تیغ محبت، عارف اکمل اور افضل حضرت محمد شریف المعروف منو شاہ چشتی صابری شہید کلیر شریف میں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یہیں خدمت وعبادت وریاضت میں مصروف ومشغول رہے۔

آپ کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ کس جگہ سے آئے۔ کس کے مرید وخلیفہ تھے۔

اتنا معلوم ہوسکا ہے کہ آپ راجپورہ سے پیدل چل کر دہرہ دون جارہے تھے کہ آپ کو فوج کے سپاہی نے گولی مار کر شہید کردیا۔ اور آپ کی میت اُسی جگہ پڑی تھی کہ آپ نے رات کے وقت فوج کے ایک کرنل کو خواب میں بشارت دی کہ میری میت کو اٹھا کر کلیر شریف لے جاؤ اور وہاں مجھے دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ کرنل صبح کو بیدار ہوا چند فوجی ہمراہ لے کر آپ کی میت کے قریب پہنچا میت کو غسل اور کفن دے کر فوجی گاڑی میں کلیر شریف لے گیا اور وہاں آپ کو دفن کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۹ راگست ۱۹۴۷ء بمطابق ۲ شوال ۱۳۶۶ھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار تکیہ حضرت بابا نہال شاہ کے عقب کلیر شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ سید محمد شفیع چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی، فخر السادات، قطب الاقطاب، مجذوب عشق رحمان و مخمور شراب عرفان، ناطق اللسان، فرد حقیقت، شہباز طریقت حضرت خواجہ محمد شفیع چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۴ء کو سرزمین بھوپال انڈیا میں سادات بخاری کے عظیم نیر تاباں حضرت خواجہ سید محمد رضا شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ کی ولادت کے بعد دیکھنے والوں نے بے ساختہ کہا کہ یہ اپنے وقت میں اولیاء کے سرخیل ہوں

Marfat.com

گے اور ایک جہان ان سے منور ہو گا۔ گھر کے مذہبی اور روحانی ماحول کا آپ کی تربیت پر خاصہ اثر پڑا۔ جس کی بدولت آپ نے بہت جلد ابتدائی تعلیم مکمل کر لی۔

ابھی بچپن کا عالم تھا کہ آپ کے والدین کا انتقال ہو گیا۔ جس کی بنا پر آپ کی زندگی کے نئے سفر کا دور ہوا۔ اور اس طرح مصیبتوں اور آزمائشوں کے نئے دور کا آغاز شروع ہو گیا۔ آپ ابھی تعلیم کے حصول کے لئے کوشاں تھے ایک دن سکول کی طرف جا رہے تھے کہ ایک نئی مصیبت آن پڑی۔

کہ راستے میں ایک ناعاقبت اندیش فرد ملا اور اس نے آپ کو اپنے جال میں پھانسنے کیلئے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں تم کو سیر کرالاؤں اور میلہ دکھا کر لاؤں۔

چونکہ آپ طبعاً سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ زمانہ سازی اور اس کے نشیب فراز سے ناآشنا تھے۔ اس کی باتوں میں آ کر اسکے ساتھ چل دیئے۔ وہ شخص آپ کو وہاں سے دہلی اور پھر وہاں سے کو بہ کو بہ قریہ بہ قریہ شہر در شہر پھراتا ہوا سرزمین پنجاب میں لے آیا۔ اس طرح یہ قدرت کا شاہکار اپنے خاندان سے بچھڑ کر گھر سے دور ہو گیا۔ اس پورے سفر میں آپ کے ہمراہ ایک لڑکا اور بھی تھا جو کہ عمر کے لحاظ سے آپ سے کچھ بڑا تھا۔ دونوں اُس کے ساتھ پھرتے پھراتے امرتسر کے ایک موضع دوبرجی پہنچے رات ہوئی تو وہاں پر جس مکان میں قیام کیا وہ ایک خدا رسید بزرگ کے خادم کا مکان تھا۔

زندگی کے اہم فیصلے کی رات ☆: امرتسر کے گاؤں موضع دوبرجی میں جس مکان میں آپ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قیام کیا اس مکان میں ایک خدا رسیدہ بزرگ اور اپنے زمانے شہباز ولایت حضرت خواجہ بابا خدا بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ قیام پذیر تھے۔ جب اُن کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑی تو سمجھ گئے کہ یہ بچہ سادات کے عظیم گھرانے کا چشم و چراغ ہے جس کے چہرے سے ولایت کے آثار نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ ''ولی را ولی می شناسد'' کے مصداق آپ کو پہچان لیا۔

چونکہ آپ دور دراز کے تھکے ہوئے تھے اس لئے جلد ہی زمین پر لیٹ گئے جبکہ حضرت بابا خدا بخش پلنگ پر آرام فرما تھے۔ جب آپ کے ساتھی سو گئے تو حضرت بابا صاحب نے آپ کو زمین سے اٹھایا اور اپنے پلنگ پر اپنے ساتھ لیٹا لیا۔ اور آپ کے بارے میں سوچتے رہے کہ نہ جانے کون ہے کس خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ یہ حسین و جمیل اور نورانی چہرے والا آئندہ کس منزل سے گزرے گا

Marfat.com

وغیرہ وغیرہ۔ اسی اثناء اور سوچ و بچار میں حضرت بابا خدا بخش صابریؒ صاحب پر باطنی طور پر تمام حقیقت کھل گئی۔ جب صبح ہوئی سب بیدار ہوئے تو حضرت نے اُس شخص سے پوچھا کہ یہ بچے تمہارے ہیں۔اس نے جواب میں عرض کیا جی حضور یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔

بابا صاحب نے فرمایا کہ یہ دونوں تو اردو بولتے ہیں جبکہ تمہاری مادری زبان پنجابی ہے۔تو اُس نے کہا کہ ان کی والدہ ہندوستانی ہے۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ تو پھر ان کو اردو پنجابی مکس کر کے بولنی چاہیے۔اس کے علاوہ حضرت بابا صاحب نے کچھ سخت اور ترش قسم کے سوالات سختی کے لہجے میں اس سے کیئے تو وہ گھبرا کر دونوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔اس کے بعد حضرت نے ان دونوں سے حقیقت حال پوچھی تو دوسرا لڑکا جو عمر میں بڑا بھی تھا۔اس نے عرض کی حضور میرا تعلق بڑھئی خاندان سے ہے اور ان کا تعلق سادات سے اور یہ یتیم بھی ہیں۔اور وہ شخص عرصہ چھ ماہ سے ہمیں در بدر لئے پھر رہا تھا۔ہماری خوش قسمتی کی آپ کی وجہ سے ہماری جان اُس سے چھوٹ گئی۔

چنانچہ حضرت بابا خدا بخش صابریؒ علیہ الرحمۃ نے اُس بڑے لڑکے کو واپس دہلی بھجوا دیا۔اور آپ کو اپنے پاس ہی رکھ لیا۔اور آپ کی تربیت وتعلیم ظاہری و باطنی پر مکمل توجہ دینا شروع کر دی۔

اسی دوران کچھ عرصہ کے بعد حضرت بابا خدا بخش وہاں سے ہجرت کر کے ایمن آباد نزد گوجرانوالہ میں تشریف لے آئے اور خانقاہی نظام قائم کر کے مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ جب عالم شباب کو پہنچے تو دینی تعلیم کے حصول کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلسل محنت ولگن سے تکمیل حاصل کی۔اور عبادت و ریاضت اور زہد وتقویٰ کو اختیار کیا اور سخت مجاہدات میں مشغول ہو کر منازل سلوک کو طے کیا۔

مگر دل میں بار بار والد گرامی کی نصیحت وفرمان کا خیال گزرتا۔جس کے پیش نظر آپ یہ سوچتے تھے نہ جانے میں اس معیار پر پورا اتر رہا ہوں یا نہیں۔ایک دن اسی خیال میں طبیعت مضطرب تھی کہ رقت طاری ہو گئی اور اسی کیفیت میں غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔جن سے آپ کے دل کی کلی کھل گئی اور مسرت وخوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔آپ نے جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنا مدعا عرض کیا اور حال

Marfat.com

دل سنایا تو حضرت امام عالی مقام نے دست شفقت پھیرا اور توجہ فرمائی۔ آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنے دست مبارک پر بیعت سے مشرف فرما کر اعزاز و اکرام اور فیوضات باطنیہ سے نواز کر ظاہری بیعت کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو دل کی دنیا چونکہ بدل چکی تھی۔ آپ حضرت بابا خدا بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

مرشد کامل نے نہ صرف بیعت سے مشرف فرمایا بلکہ آپ کو خرقہ خلافت سے بھی سرفراز و ممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔ اور فرمایا کہ آپ کا کام مکمل ہو چکا ہے لہٰذا آپ امرتسر کے موضع مکھن پور تشریف لے جائیں اور خانقاہ قائم کر کے خلق خدا کو فیض باطنی سے مالا مال کریں۔ آپ نے عرض کیا حضور وہاں کے لوگ تو بہت سخت ہیں۔ میرا کیسے گزارا ہو گا۔

مرشد کامل نے فرمایا ''شاہ جی مٹھیاں مجاں تے ہر کوئی چولیندا اے۔ کوڑیاں چوئے تے فیرای مزا آوندا اے۔''

موضع مکھن پور میں صابری فیضان کی بارش ☆: مرشد کامل کا فرمان سنتے ہی آپ ایمن آباد گوجرانوالہ سے مکھن پور امرتسر انڈیا پہنچے اور وہاں پر خانقاہ قائم کی اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ مسلمان تو مسلمان رہے آپ کے پاس ہندو اور سکھوں کے جھتے کے جھتے آنے لگے۔ سکھ بڑی یہ پیار اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور دل سے آپ کا احترام کرتے تھے۔ آپ کی نگاہ ولایت و معرفت جس پر ایک بار پڑ جاتی وہ نہ صرف گرویدہ ہو کے رہ جاتا بلکہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا۔

لوگ جوق در جوق سلسلہ میں آپ کے ہاتھ پر داخل ہونے گے۔ ہندو اور سکھ کی اکثریت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے لگی۔ مکھن پور جہاں آپ کو جاننے والا کوئی نہ تھا اب کیفیت یہ تھی کہ اس کے کسی بھی گلی محلے سے گزرتے مسلمان تو الگ رہے ہندو اور سکھ بھی احتراماً آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس مقام پر آپ نے دو سال تک قیام کیا اور اس کے بعد آپ اس کے نزدیکی گاؤں رانی پنڈ تشریف لے گئے۔

رانی پنڈ میں صابری فیضان کی منتقلی ☆: مکھن پور سے آپ رانی پنڈ تشریف لے گئے اور یہاں پر سلسلہ رشد و ہدایت قائم کیا۔ یہاں کے لوگ بہت سخت دل اور ڈاکے چوری

Marfat.com

چکاری زنا بدکاری کا ارتکاب بر سر عام کرتے بلکہ اس فعل بد پر فخر محسوس کرتے تھے۔

مشیت خداوندی کے حضور مخدوم پاک صابر علاؤالدین شاہ کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاڈلہ ان سخت لوگوں میں قیام پذیر ہوا کہ ان کو خدا کا حکم اور نبی کریم ﷺ کی سنت پہنچائی جائے مگر چونکہ یہ لوگ ان تمام تعلیم و تعلم سے بے خبر اور برائی میں مست الست تھے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کا فارغ وقت میں ایک بہترین مشغلہ ایک کتاب جس میں ہیر رانجھے کی کہانی اور داستان تھی اس کو سنا کرتے تھے۔ آپ نے حضور غریب نواز کی طریقت پر عمل کرتے ہوئے ان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور ان لوگوں کو اپنی خوبصورت آواز میں ہیر پڑھ کر سنانا شروع کر دی۔ مطلب یہ تھا کہ کسی بھی بہانے آئیں تو سہی۔ جب آئیں گے تو اپنا رنگ چڑھانا کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔

چنانچہ آپ کی جادوئی آواز نے سب کو ایک ایک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور لوگ آپ کی طرف مائل ہونے لگے۔ دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ لوگ اسلام قبول کرتے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ اس طرح اس پورے علاقے کے اطراف میں اسلام کی شمع روشن ہوئی اور ہر طرف حق صابر یا صابر کے نعرے لگنے لگے۔

سیرت و کردار☆: آپ صحیح النسب سادات بخاری سے ہیں، دین اسلام کی شمع کو فروزاں کرنے میں تمام عمر مصروف رہے۔ ہزاروں کافر آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ نے تمام عمر دین مصطفیٰ ﷺ کے فروغ اور تحفظ اور اس کی اشاعت میں گزاری۔ کوئی لمحہ بھی یاد خدا سے غافل نہ رہے۔ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، مجاہدہ و سلوک، پرہیزگاری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ حضور مخدوم پاک صابر کلیری کے فیضان کو پھیلانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ آپ حضرت مخدوم پاک شاہ کلیری کے سچے پکے عاشق صادق تھے۔ ہر وقت اپنے مرشد کے جلووں میں گم رہتے۔ ایک لمحہ کو بھی مرشد سے جدا نہ ہوتے۔ چاہے قریب ہوں یا دور۔ جلوہ مرشد آپ سے کبھی پنہاں نہ رہا۔ سخاوت میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے اخلاق محمدیہ کا عملی نمونہ اور پیکر تھے۔ زندگی میں جس قدر بھی بحران آئے کبھی حرف شکوہ زبان پر نہ آنے دیا۔ ہر حال میں اپنے خالق و مالک کی رضا پر راضی رہتے تھے۔

تحریک پاکستان اور ہجرت☆: آپ پنڈ رانی میں جب دین رسد اور سلسلہ عالیہ

Marfat.com

چشتیہ صابریہ کے فروغ اور احیاء کیلئے دن و رات مصروف و مشغول تھے کوان دنوں تحریک پاکستان بھی اپنے عروج پر تھی آپ نے تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا اور اپنے علاقے میں اس کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ جب پاکستان بن گیا تو آپ پنڈ رانی امرتسر سے ہجرت کر کے پاکستان میں گوجرانوالہ کے مقام پر تشریف لے آئے اور یہاں پر خانقاہ چشتیہ آباد شریف کی بنیاد رکھی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رشد و ہدایت کا آغاز کیا اور ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت سے ہمکنار کیا اور لاتعداد دکھی دل لوگوں کی حاجت روائی کی۔ بے شمار بیماروں کو آپ کے دم سے شفا نصیب ہوئی۔ اور ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ان میں چند کاملین کو آپ نے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

دیگر مشائخ سے اکتساب فیض ☆: اپنے شیخ کامل کے علاوہ امرتسر کے علاقہ کے ایک مجذوب درویش جو آپ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ نے ان سے بھی روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت سلیمان پھلواری سے بھی آپ کو خصوصی ارادت تھی۔ انہوں نے سلسلہ عالیہ قادریہ سے آپ خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت سیدی و مرشدی سندی آقائی و مولائی پیر سید غلام حسین شاہ حیدرآبادکنی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے بھی آپ کو خرقہ خلافت حاصل ہے۔ آپ حضرت شاہ غلام حسین شاہ صاحب کی خدمت میں کافی عرصہ اکتساب فیض کرتے رہے۔

کشف و کرامات ☆: آپ کے حلقہ ارادت خلیفہ مجاز سائیں امام بخش رحمتہ اللہ علیہ نامی ایک بزرگ گزرے ہیں جو پہلے آپ کی نظروں کا قیدی نہیں ہوا تھا۔ آپ قبلہ عالم کا سخت مخالف تھا ایک دن وہ اپنے ناجائز اور ناپاک عزائم کے ساتھ کلہاڑی لے کر سامنے آ گیا پاس بیٹھے ہوئے لوگ خوف کے مارے کانپ اٹھے۔ کیونکہ وہ اس علاقے کا سب سے بڑا بدمعاش مانا جاتا تھا لیکن آپ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ جب سامنے آیا نگاہیں چار ہوئیں وہ تھر تھر کانپنے لگا کلہاڑی ہاتھ سے گر گئی اور اسم اعظم کا ورد زبان پر جاری ہو گیا۔ اور گر کر بے ہوش ہو گیا۔ سخت گرمی میں اپنی کوئی ہوش نہ رہی دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دوپہر کی گرمی میں وہ کئی گھنٹے پڑا رہا۔ جب ہوش آیا تو کہا دنیا اجڑ گئی کے الفاظ پکارتا ہوا جنگل کی

Marfat.com

طرف نکل پڑا۔ روحانیت اور جذب کی کیفیت نے اس پر گرمی اور سردی اور کھانے پینے کے تصور سے باہر کر دیا چھ ماہ کا عرصہ جنگلوں میں ذکر الٰہی سے اپنے دل کو گرماتا رہا پھر ایک دن شیخ حق کی خدمت میں حاضر ہوا تو پاؤں پر گر پڑا اور اپنے کئے پر معافی مانگنے لگا ادھر اس کی والدہ نے کہا حضور میرا اکلوتا بیٹا ہے اس کو زندگی بخش دیں آپ نے فرمایا اماں اب یہ زندہ تو رہے گا لیکن تمہارے کسی کام کا نہیں رہا۔ مرشد کامل نے اٹھا کر سینے سے لگایا اور مقام ابدال پر فائز کر دیا۔ فیضان روحانی سے بھی دل معمور کر دیا۔ آپ نے اپنا بچا ہوا پانی عطا فرمایا پانی پینے کی دیر تھی اس کی زبان پر دنیا آباد ہو گئی کے الفاظ جاری ہو گئے پہلے تو صرف انسان تھا مگر اب انسان کامل بن گیا۔ ادنیٰ تھا اعلیٰ بن گیا کثافت لطافت میں بدل گئی، اندھیرا اجالے میں تبدیل ہو گیا۔ یہ بابا امام بخش تاحیات اپنے پیر کامل کے امر پر عمل پیرا رہے اور خلق خدا کو راہ ہدایت سکھاتا رہا اور آج بھی ان کا مزار ضلع شیخوپورہ میں بقعہ نور بنا ہوا ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆ : ایک دفعہ چک پنڈوری میں تشریف فرما تھے۔ عقیدت مندوں کا خاصہ ہجوم تھا۔ محفل نعت و نصیحت منعقد ہوئی سردیوں کا موسم تھا۔ کوئلوں کی انگیٹھی جل رہی تھی۔ رات کو جب محفل اپنے اختتام پر پہنچی سب لوگ آرام کی غرض سے جا چکے تھے۔ آپ کا ایک خادم مہر دین تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ نعت شریف سناؤ جب اس نے نعت شریف شروع کی تو آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی وجدانی کیفیت میں آپ انگیٹھی پر آ گرے تمام کوئلے بکھر گئے آپ ان پر رقص کنا تھے۔ جب حالت جذب سے کیفیت کا رخ بدلہ تو آپ آرام کرنے کی غرض سے چارپائی پر لیٹ گئے۔ صبح جب نماز کے لئے بیدار ہوئے تو درویش آپ کے جسم اطہر کو دیکھنے لگے حضور نے پوچھا کیا دیکھتے ہو تو عرض کی حضور رات کو یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اسی سبب کی وجہ سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ حضور کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔ حضور رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم سے آگ نے کیا لینا ہے۔ جو شخص فنافی اللہ فنافی الرسول فنافی الشیخ ہو اس کو آگ جلائے یہ ہو نہیں سکتا۔

کرامت نمبر۳ ☆ : سائیں امام بخش رحمتہ اللہ علیہ جن کا ذکر پچھلے صفحات پر ہو چکا ہے۔ آپ کے خلیفہ مجاز تھے۔ جن کو آپ نے فیضان باطن سے ایسا سرشار کیا کہ مقام ابدال پر فائز کیا۔ ساری عمر پیدل سفر کیا۔ دور و نزدیک کی مسافت ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی زمین ان کے لئے

Marfat.com

سمت جاتی تھی۔ ایک شب وہ اپنے احباب کے گھر گئے جہاں وہ پہلے بھی جایا کرتے تھے لیکن گھر والوں نے انہیں مشکوک نظروں سے دیکھا اور غلط گمان کیا۔ اور بغیر کسی عذر داری کی قبولیت کے ان کو مارنا شروع کر دیا اور انتہائی شرمناک طریقے سے مارا ادھر وہ لوگ اس کو مار رہے تھے اور دوسری طرف شیخ کامل اس مار کی تکلیف کو برداشت کر رہے تھے۔ آپ ان کے گاؤں پہنچے اور مارنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے ان کے سوال کا خود ہی جواب عطا فرمایا جس کے متعلق تم بدگمانی کا اتہام لگاتے ہو ان کی تو قوائے شہوانیہ ہی میں نے سلب کر رکھی ہیں۔ آپ نے اپنی کمر مبارک سے قمیص اٹھا کر انہیں دیکھایا کہ دیکھو جتنی ضربیں تم نے میرے اس درویش کو لگائی ہیں۔ وہ میرے جسم پر موجود ہیں۔ اس جلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر خدا کی طرف سے قہر نازل ہو گیا۔ اور وہ روز بروز روبہ زوال ہوتے چلے گئے۔ کئی برس کے بعد وہ معافی کی طلبگار ہوئے اور عرق ندامت بہانے لگے۔ فقیر رحم دل ہوتا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا۔

کرامت نمبر۴ ☆: ایک دفعہ آپ اپنے عزیز و اقارب کو ملنے کے لئے دہلی تشریف لے گئے آپ گاڑی سے اتر کر گھر پہنچ گئے تو یاد آیا کہ وظائف والا بیگ وہیں گاڑی میں ہی رہ گیا ہے۔ غلاموں نے عرض کیا ہم تو بھول گئے ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا کہ جاؤ پتہ کرو وہ گاڑی ابھی نہیں جائے گی۔ چنانچہ یہ سب لوگ گئے تو گاڑی وہیں اسٹیشن پر موجود تھی۔ انہوں نے وظائف والا بیگ مطلوب جگہ سے حاصل کر لیا ڈرائیور کا بیان ہے کہ میں نے گاڑی کو بڑی حرارت دی لیکن گاڑی چلتی ہی نہ تھی وظائف والا بیگ اتار لیا گیا تب گاڑی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔

کرامت نمبر۵ ☆: اسی طرح کا واقعہ علی محمد مہر وہ کہتے ہیں کہ میں رات کو لیٹا دل میں خیال کر رہا تھا کہ بابا فتح محمد مرحوم بیمار ہے اس کو صحت پانا چاہیے رات کو خواب میں حضور قبلہ سید محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور میں نے عرض کیا حضور بابا فتح محمد بیمار ہے دعا فرمائیں جب میں صبح اس کے پاس آیا اور پوچھا بابا کیا حال ہے اس نے عرض کیا کہ حضور رات کو خواب میں آئے تھے اور مجھے تندرست کر گئے ہیں۔ بابا علی محمد کہتا ہے کہ بالکل اسی ٹائم پر وہ مجھے ملے اور اسی ٹائم پر وہ بابا فتح محمد کے پاس آئے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کے وصال کو تقریباً ۳۰ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔

Marfat.com

مراثی مراثی ہی رہا☆: آپ کے گاؤں کا ایک مراثی تھا یہ واقعہ غلام محمد عرض کرتا ہے کہ اس مراثی نے عرض کیا حضور مجھے کچھ نوازیں آپ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اس نے عرض کی حضور مجھے ایسا تصرف دیں کے آپ جس جگہ پر موجود ہوں مجھے پتہ چل جائے آپ نے اس کو اپنے ہمے سے کچھ نواز دیا ایک دفعہ کسی آدمی نے عرض کیا کہ میں بہت مشکلات میں ہوں حضور کا کہیں پتہ نہیں چلتا کہ وہ کہاں ہے تو اس مراثی نے عرض کیا کہ میں بتا سکتا ہوں کہ آپ کہاں ہیں وہ اسی وقت فلاں گاؤں میں ہیں اور آج آپؒ نے رانی تشریف لانا ہے اور آپ پیدل آ رہے ہیں جاؤ انہیں آگے سے لے آؤ جب وہ مطلوبہ شخص آگے سے انہیں لینے گئے تو آپؒ نے پوچھا تمہیں کس نے بتایا ہے انہوں نے عرض کی حضور ہمیں فلاں گاؤں کے مراثی نے بتایا ہے آپؒ جب رانی پہنچے اور اسے طلب کیا اور فرمایا کہ تمہیں اس لئے بتایا تھا کہ تو ہر شخص کو یہ بتلاتا پھرے کہ میں کہاں پر موجود ہوں جاتو آج وہی مراثی ہے جو پہلے تھا۔ صرف ایک غلطی کرنے سے تمام تصرفات کو سلب کر کے رکھ دیا۔

ظرف کے اسرار کمینوں میں نہیں ہوتے☆: آپ کا ایک خادم سائیں صادق تھا جس کو آپؒ نے کچھ اسباق بتلائے تھے۔ اور وہ ان اوراد سے اپنا کلام چلاتا تھا۔ ایک دفعہ وہ آپؒ کے کسی مرید کے ہاں گیا اور وہاں پر حضور قبلہ عالم کی چارپائی بچھی ہوئی تھی اور وہ اس پر جا بیٹھا گھر والوں نے کہا کہ یہ حضور کے لئے بچھائی ہے۔ اس پر ان کے علاوہ اور کوئی نہیں بیٹھ سکتا اس نے زبان درازی کی کہا کہ کیا ہوا میں سمندر ہوں اور وہ دریا ہیں یہ بات حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئی آپؒ اس سے ملے اور کہا کہ میں دریا ہوں اور تو سمندر ہو گیا ہے یہ کہنا تھا کہ اس کی قوت گویائی ختم ہو گئی سب کچھ ختم یعنی (سلب) ہو کر رہ گیا۔

مقام حضوری اور درجہ قطب☆: آپ کا ایک درویش تھا اس کو رات خواب آیا کہ وہ حضور ﷺ کی کچہری میں حاضر ہے وہاں پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور دوسرے تمام صحاب رسول جمع تھے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا کہ فلاں علاقے کا قطب جن کا نام (بابا دین شاہ) تھا ان کا وصال ہو گیا ہے۔ اور وہ جگہ خالی ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور

Marfat.com

وہاں پر کسی قطب کو نامزد کیا جائے آپ نے پوچھا کوئی ہے عرض کی جی ہاں ہے نام پوچھا بتایا گیا کہ وہاں پر حضرت پیر سید محمد شفیع ہیں تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ وہ میرا خاص آدمی ہے۔ اس کو میرے ساتھ محبت ہے اور مجھے اس کے ساتھ محبت ہے۔ میں اس کو اس علاقے کا قطب مقرر کرتا ہوں۔

مقام دیگر است ☆: آپ کے ایک خادم اور درگاہ عالیہ کے پرانے درویش جناب بابا فتح محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور کی درگاہ پر حاضر تھا کہ ذرا اونگھ سی آئی تو قسمت جاگ اُٹھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سید عالم ﷺ اپنے غلاموں کے جلو میں تشریف لا رہے ہیں آپ ﷺ کے پہلو میں حضور خواجہ سید محمد شفیع بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے اشکبار آنکھوں سے سلام عرض کیا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ سید محمد شفیع نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضور سید عالم ﷺ کے حضور عرض کی ''کہ آقا یہ ہمارا پرانا خادم خاص ہے اس کا خیال رکھئے گا۔''

وصال با کمال ☆: آج کل جہاں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔ ایک دن آپ بمع احباب اس جگہ پر ٹہل رہے تھے کہ اچانک احباب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ جگہ کیسی رہے گی؟ انہوں نے عرض کیا حضور جیسے آپ کی مرضی اور حکم ہو۔ آپ نے اپنے لئے اسی جگہ کو منتخب فرمایا۔

وصال سے قبل دس محرم الحرام کو سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ نے حاضرین سے خطاب کے دوران فرمایا کہ جو لوگ آج کے عرس مبارک میں شریک ہیں وہ بہت خوش نصیب ہیں۔

شاید چند دنوں کے بعد آپ کو دوبارہ پھر آنا پڑے۔ چنانچہ ٹھیک بارہ دن کے بعد ۲۲ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۹ راگست ۱۹۵۷ء بروز منگل آپ کا وصال با کمال ہوا۔ مزار پُر انوار کا موکی منڈی شہر سے صرف ایک میل کے فاصلے پر ضلع گوجرانوالہ میں چشتیہ آباد شریف کے نام سے مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے اور منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر سید خلیل الرحمٰن چشتی ایم اے جو کہ عالم دین اور شیخ طریقت ہونے کے علاوہ علاقہ بھر کی معروف مذہبی و سیاسی شخصیت کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔ پورے علاقے میں فلاحی کاموں کا جال بچھائے ہوئے ہیں لوگوں کے دکھ درد میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔ اور پنجاب اسمبلی کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔

Marfat.com

جبکہ اہل سنت کے پلیٹ فارم سے تحریکی خدمات بھی ان کا مقدر ہیں۔ ہر باطل قوت کے خلاف ڈٹے رہنا ان کی فطرت اور طبیعت کا خاصہ ہے۔ دوسرے صاحبزادے جناب حضرت پیر سید جمیل الرحمٰن چشتی بہاولپور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی کیا۔ آج کل گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور ہر دو حضرات اپنے عظیم والد گرامی کے مشن کی تکمیل میں مصروف ہونے کے علاوہ دربار شریف کے زائرین کی ہر ضرورت اور سہولت کا خیال بھی رکھتے ہیں۔
سب سے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید صابر حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ وصال فرما چکے ہیں۔ اپنے عظیم والد کے پہلو میں دفن ہیں۔ ان کے صاحبزادے جناب سید عبدالمصطفیٰ شاہ صابری بھی اپنے والد گرامی کے مشن پر کاربند رہتے ہوئے آستانہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔ جو کہ انتہائی خلیق و مہربان شخصیت کے مالک ہیں۔

حضرت شاہ شبیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی العصر، شیخ یگانہ، عارف باللہ، مرد حقیقت آگاہ حضرت پیر شاہ شبیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بیسویں صدی عیسوی کے عظیم روحانی پیشوا اور عارف کامل واکمل گزرے ہیں جو کہ حضرت مشتاق احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ انتہا درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے علاوہ دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ آپ نہایت ہی منکسر المزاج حلیم الطبع و درویش تھے۔ آنے والے سے اس قدر اخلاق سے ملتے کہ وہ اپنا غم بھول جاتا اور یہ تصور کرتا کہ حضرت شیخ جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں اتنا کسی اور سے نہیں کرتے۔ آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے بہت سے سفر کئے اس دوران بہت سے بزرگوں کے مزارات پر حاضری کا شرف بھی حاصل کیا۔ تمام عمر حیدر آباد دکن میں گزاری اور وہیں پر آپ کا وصال ہوا مزار پُر انوار حیدر آباد دکن میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ حیدر آباد دکن کے نواب میر عثمان علی خان کے محکمہ اوقاف میں خطیب تھے میر عثمان علی خاں آپ کے عقیدت کیش تھے

Marfat.com

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سردرد کے مستقل مریضوں کے خطوط آپ کے پاس آتے خط پڑھتے ہی دردسر ٹھیک ہو جاتا آپ نے یہ عمل میر عثمان صاحب کی خواہش پر چند ساعتوں میں انہیں بخش دیا پھر میر صاحب میں بھی وہی اثر آ گیا کہ وہ بھی جب دور دراز سے آئے ہوئے خطوط پڑھتے تو دردسر خواہ کتنا ہی پرانا ہو آرام آ جاتا۔

حضرت شاہ شہید اللہ فریدی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محدث وجد و بیان حقائق و معارف، مدرس مسائل عشق و عرفان و محبت، فاضل نگینہ عاشق مدینہ حضرت شاہ شہید اللہ فریدی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ واقف رموز ربانی ہیں۔ آپ کا تعلق انگلستان کے ایک معزز ترین گھرانے سے ہے۔ آپ کے والد گرامی بہت بڑے تاجر اور انجمن تاجران کے صدر تھے۔ لندم میں عالی شان مکان کے علاوہ گھریلو ضروریات کے لئے چار کاریں اور عیش و عشرت کا تمام سامان مہیا تھا لیکن بمصداق کسی شاعر کے

پنجۂ عشقت لباس پارسائی پارہ شد   طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظام رہ شد

حضرت شاہ شہید اللہ اور آپ کے بھائی پر ایسا غلبہ طاری ہوا کہ گھر بار چھوڑ کر اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کیا۔ اور حضرت سید علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معروف زمانہ کتاب ''کشف المحجوب'' کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس کے بعد حضرت شاہ نیاز بریلوی کے شعر کے

عشق میں تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط چھوڑ کر درد لیا جو ہو سو ہو

کے مطابق آپ نے امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ چھوڑ کر عیش و عشرت ترک کر کے کوچۂ عشق الٰہی میں قدم رکھا اور تلاش شیخ میں مصر اور شام سے ہوتے ہوئے برصغیر میں آ پہنچے۔

چونکہ نواب صاحب بہاولپور سے لندن کی مجالس میں متعارف ہو چکے تھے۔ دونوں بھائی سب سے پہلے ڈیرہ نواب صاحب پہنچے۔ اور ہر شخص سے یہی سوال کرتے تھے کہ ہمیں شیخ کامل کا پتہ بتاؤ۔ ہم

Marfat.com

مرید ہونے اور حق تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے بھائی کے ہمراہ تھانہ بھون میں مولوی اشرف علی تھانوی کے پاس بھی گئے تھے۔ لیکن چونکہ وہ انگریزی نہیں جانتے تھے اور آپ اردو نہیں جانتے تھے۔ اس لئے رشد و ہدایت کا سلسلہ قائم نہ ہو سکا دوسری بات یہ بھی طے شدہ ہے کہ جس کا حصہ جہاں ہوتا ہے وہ وہیں پہنچتا ہے۔

غرضیکہ آپ برصغیر میں پھرتے پھراتے حیدر آباد دکن تشریف لے گئے وہاں پر آپ کی ملاقات حضرت سید محمد المعروف ذوقی شاہ علیہ الرحمۃ چشتی صابری سے ہوئی۔ اور ان کی خدمت میں رہ کر ان کے کمالات ظاہری و باطنی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ گرویدہ ہو کے رہ گئے۔

بیعت و خلافت☆: آپ حضرت سید محمد المعروف ذوقی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے اور درجہ کمال کو پہنچے۔

سیرت و کردار☆: جب آپ حضرت ذوقی شاہ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے اس کے بعد سے دن و رات عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہ کر اپنی خداداد صلاحیت و استعداد اور ''ہمت مرداں مرد خدا'' کے اصول کے مطابق حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرب و معرفت کی منازل تیزی سے طے کرنے لگے۔

اس دوران آپ کے بھائی حضرت فاروق احمد جن کو ابھی مسلمان ہوئے صرف آٹھ برس ہی ہوئے تھے۔ ان کا وصال ہو گیا۔ ان کا مزار پُر انوار حضرت داتا گنج بخش کے مزار پُر انوار کے قرب میں موجود ہے۔ آپ نے مجاہدات و منازل سلوک کی تکمیل کے بعد اپنے شیخ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور اس کے بعد اپنے پیر بھائیوں اور مریدین کی تربیت کے لئے ایک روحانی خانقاہ قائم کی اور شب روز رشد و ہدایت میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ آپ کے مریدین میں کراچی کے علاوہ صوبہ سندھ، پنجاب اور سرحد کے ارباب ذوق شامل ہوتے رہے۔ آپ ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق روحانی منازل طے کراتے رہے۔ آپ بہت ہی باکمال شیخ طریقت تھے روحانی کمالات کے علاوہ آپ ظاہری علوم اسلامیہ پر بھی بڑی دسترس رکھتے تھے۔ برصغیر کے قیام کے چند سالہ دور میں آپ

Marfat.com

نے عربی فارسی اور اردو زبانوں پر مکمل دسترس اور عبور حاصل کیا۔ اور اس پر مضامین اور کتابیں لکھیں۔ آپ نے روحانی طور پر پورا سلوک الی اللہ طے کیا۔ اور مقام قرب و معرفت الٰہی میں بہت بلند درجہ مقام حاصل کیا۔ معرفت الٰہیہ میں آپ کو اس قدر کمال حاصل تھا کہ بڑے بڑے مشائخ عظام کے نکات معرفت نہایت سادہ الفاظ میں بیان فرما کر تشنگان علوم معرفت کی پیاس بجھا دیتے تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم لکھاری اور فاضل علوم دینیہ و باطنیہ حضرت علامہ الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ملفوظ **من ارد و العبادة بعد الوصول کفر** پر آپ نے ایسی گفتگو فرمائی کے میری عقل دنگ رہ گئی۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی کوٹ مٹھن شریف کے سرائیکی دیوان کے ایک شعر پر ان کے سلسلہ کے ایک عالم فاضل شخص نے آپ سے استفادہ کیا تو آپ نے نہایت ذوق و شوق اور جوش و خروش سے شعر کے ایسے باطنی مضامین بیان فرمائے کہ وہ عالم جو صوفی منش باعمل بھی تھا۔ عش عش کر اٹھا اور کہنے لگا کہ حضرت خواجہ غلام فرید کے خاص خلفا اور علماء اور صوفیا میری تشفی نہ فرما سکے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ ایک انگلستان کے رہنے والے نے میرا دیرینہ عقدہ حل کر دیا ہے۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ نے سب سے پہلے اپنے شیخ کی کتابوں کی اشاعت کے لئے محفل ذوقیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ اور ان کی تمام تصانیف کو شائع کیا۔ اس کے بعد آپ نے خود تصنیف کردہ کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ جس میں آپ کی انگلش میں لکھی ہوئی کتاب کی اشاعت کی جس کو پڑھ کر ایک انگریزی نومسلم حبیب اللہ جو برطانیہ میں ایک کالج کے پروفیسر تھے۔ یہ کتاب پڑھ کر نہایت حیرت کے عالم میں اعتراف کیا کہ اس کتاب سے بہتر کتاب میں نے آج تک نہیں دیکھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چند روز کی علالت کے بعد ہوا۔ مزار پُر انوار شمال کراچی ٹی حسن کے قبرستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ وہیں آپ کا سالانہ عرس مبارک بھی منایا جاتا ہے۔ آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت سید شمیم الحسن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف کامل، فاضل اکمل، شیخ العصر، شہباز طریقت حضرت پیر سید شمیم الحسن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فرد حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت سہارنپور شریف کے ایک علمی و روحانی خاندان کے عظیم چشم و چراغ حضرت پیر سید امور الحسن شاہ بن شیخ سید احمد کبیر علیہ الرحمۃ کے گھر انڈیا میں ہوئی۔ قیام پاکستان کے وقت آپ والد گرامی کے ہمراہ پاکستان تشریف لے آئے اور والد گرامی کے ساتھ ہی وقت گزارتے رہے۔ آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ظاہری باطنی علوم سے مرصع تھے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر سید امور الحسن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے اور اپنے والد گرامی کے سجادہ و خلیفہ اکبر مقرر ہوئے۔ آپ نے والد گرامی کے عظیم مشن کو پایہ تکمیل پر پہنچایا۔ شریعت و طریقت کی پاسداری آپ کا شعار رہا ہے۔ تمام عمر تبلیغ اسلام اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

آپ نے اپنے والد کے اور اپنے دور میں بڑے مشائخ علماء کی زیارت کی اور ان کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔

اپنے والد گرامی کی طرح حلیم الطبع خوش مزاج، اعلیٰ ظرف کے مالک و باصلاحیت پابند شریعت و طریقت، نیک متقی صالح پرہیزگار عابد و زاہد اور منتظم المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے والد گرامی کے وصال کے بعد ان کی تعلیمات اور حالات زندگی لوگوں تک پہنچانے کے لئے ۲۱۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''حیات و تعلیمات'' جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مظفر عالم جاوید پرنسپل آرمی پبلک سکول اینڈ کالج چونیاں کینٹ ضلع قصور سے کہہ کر لکھوائی جس کی سرپرستی خود فرماتے رہے۔

فقیر راقم الحروف جن دنوں اپنی معروف اور سب سے بڑی کتاب ''گلدستہ اولیاء'' مرتب کر رہا تھا تو شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ کے عرس منعقدہ ۲۰۰۲ء کو جب پاکپتن شریف حاضر ہوا۔ تو اس دوران آپ سے ملاقات کا خیال پیدا ہوا۔ مگر دل میں بار بار یہ بھی خیال آیا کہ واقفیت تو ہے نہیں۔ چونکہ بڑے بزرگوار حضرت پیر سید امور الحسن شاہ علیہ الرحمۃ سے توشناسائی

Marfat.com

تھی مگر آپ سے بالمشافہ کوئی ملاقات نہ تھی۔

بہرکیف آستانہ عالیہ اموریہ لطیفیہ نزد عزیز کی پہنچا باہر بیٹھے ہوئے خادم کو اپنا کارڈ دیا اور کہا کہ اندر جا کر صاحبزادہ صاحب کو بتاؤ کہ راولپنڈی سے مہمان آئے ہیں۔ اُس نے کہا کہ اب ملاقات نہیں ہو سکتی شام کو بعد مغرب تشریف لائیں شام ۴ بجے کا وقت تھا۔ فقیر راقم الحروف نے اس سے کہا کہ بھائی تمہارا کام ہے اندر جا کر کارڈ دینا۔ ملنا نہ ملنا، بلانا نہ بلانا اُن کا کام ہے آپ اپنا کام کریں۔ وہ بیچارہ اندر گیا اور کارڈ پیش کیا تو آپ نے پڑھا تو فوراً کہنے لگے جلدی سے بلاؤ۔ فقیر اندر گیا بڑے تپاک سے ملے تو فقیر نے بتایا کہ میں حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دربار کا منتظم اعلیٰ ہوں اور آپ کے والد گرامی کا عرصہ دراز سے نیاز مند رہا ہوں۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ چائے منگوائی کھانے کے لئے بھی اصرار کیا مگر چونکہ فقیر راقم الحروف کو جلدی تھی۔

فقیر نے عرض کیا ایک تو والد گرامی حضرت سید امور الحسن صابری صاحب کے دربار پر حاضری مقصود تھی دوسرا یہ کہ مجھے ایک کتاب ''حیات وتعلیمات'' چاہیے اور غالباً آپ کے پاس بھی صرف ایک ہی ہے مگر مجھے اس کی شدید ضرورت ہے۔ فرمانے لگے بھیا واقعی میرے پاس بھی ایک ہی کتاب ہے میں کسی کو دے نہیں سکتا۔ وعدہ رہا کہ دوسرا ایڈیشن چھپنے پر پیش کردوں گا۔ میں نے عرض کیا حضرت ابھی آپ خود ہی پیش کردیں گے اس لئے کہ فقیر نے صابری انسائیکلوپیڈیا پر کام شروع کیا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں تمام صابری درویشوں کے حالات درکار ہیں اکٹھے کررہا ہوں حضرت کے والد سے دیرینہ تعلق ہے اگر ان کا میری کتاب میں ذکر نہ ہوا تو میرے دل میں تشنگی رہے گی۔ یہ سن کر فوراً اٹھے اور کتاب الماری سے نکال کر پیش کی فرمایا کہ آپ کی ضرورت بجا ہے آپ لے جائیں۔

چنانچہ فقیر کتاب لے آیا اور آپ کے والد گرامی کے حالات اس کتاب سے لکھے گئے ہیں۔

فقیر سے آپ کی ملاقات پہلی اور آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۴۲۶ھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار والد گرامی کے پہلو میں خانقاہ اموریہ لطیفیہ نزد پیر کی صاحب پاکپتن شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

ردیف ص

منقبت حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

مچی ہے دھوم جہاں میں اس آستانے کی
اگرچہ دیر ہے تو دیر ہاتھ اٹھانے کی

لگی ہے بھیڑ مستوں کے آنے جانے کی
جگہ نہ ملتی ہے قدموں میں سر جھکانے کی

یہ جس خزانے کے منگتے کھڑے ہیں چوکھٹ پر
تمہارے پاس ہے چابی اس خزانے کی

تمہارے فیض قدم سے سیر فیض جاری ہے
پوری ہوتی ہے ہر آرزو زمانے کی

تم آج حسن منور کے اپنے جلوؤں سے
نقاب اٹھا کے بدل دو فضا زمانے کی

میں سر کو رکھ ہتھیلی پہ آج لایا ہوں
یہ راہ نکالی ہے سرکار کو منانے کی

امیر صابری مستی میں جھومتے آئے
کچھ اور ہو گئی حالت شراب خانے کی

از قلم: حضرت امیر صابری

حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرآۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل و حال، قطب وحدت، حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابری بن حضرت شیخ فتح اللہ گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے آپ عبادت و ریاضت میں بے مثال زہد و تقویٰ میں باکمال تھے آپ اپنے مریدوں کی تربیت و تعلیم اور علم سلوک کے بتانے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت قطب یزدانی حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ اور جانشین ہیں۔

ریاضت و مجاہدہ ☆: حضرت شیخ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے شغل

Marfat.com

سہ پایہ کی ورزش کمال کے درجہ پر پہنچائی۔آپ بالکل آرام نہ فرماتے تھے۔آخرالامر محویت بے خودی پیدا ہوگئی۔اس بے خودی میں اس قدر اسرار ذات بے کیف کے آپ پر مکشوف ہوئے کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں۔اس بے خودی میں مقام وراالورائے ماہیت منکشف ہوگئی۔اور دیکھا کہ سینہ مبارک آپ کا شق ہوگیا۔ایک روزن نمودار ہوا جس میں صحرائے نہایت نور سرخ سے بھرا ہوا نظر پڑا اس میں بے شمار اشکال معلوم ہوئے اور ایسا خیال ہوا کہ اشکال فَاَیْنَمَا تُوَانُوْفَتُمْ وَجْهُ اللّٰه کے آثار ہیں۔

اس کے بعد تین شیر نوری سرخ رنگ کے نمودار ہوئے جن کی آنکھیں آفتاب کی طرح چمک رہی تھیں اور یہ معلوم ہوا کہ یہ تینوں اشکال شیر ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ذات علی المرتضٰی وجہہ الکریم اور ذات پیر و مرشد حضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ گنگوہی ہیں۔پھر تینوں شیر اشکال کی شکل میں آگئے اور تخت نورانی سعید پر تینوں رونق افروز ہوئے اور فرمایا اے شیخ محمد صادق اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں مرتبہ محبوبی عطا فرماتا ہے۔اور تجلیات ذات وصفا تیرے طالب ہیں۔جس مشاہدے میں چاہے اس میں رہ حضرت شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات سن کر جواب دیا کہ ذات مشاہدے کے سوا اور کچھ میری خواہش نہیں ہے۔اس کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے نور کی چادر عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ ادائے معشوق ہے۔اور میری طرف سے ولایت مطلقہ تمہیں عطا ہوئی۔اس کا حق ادا کرنا اس سے شہود ذاتی کا دوام ہوگا اور وہ مقام حاصل ہوگا جو لوازم مقام نبوت سے ہے۔اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نور خالص کی تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ تلوار لو۔اس سے ولایت مطلقہ کے تصرفات تمہیں عطا ہوئے اس کے بعد حضرت ابوسعید علیہ الرحمۃ نے ایک صاف آئینہ عطا کیا اور فرمایا کہ یہ علم حکم الٰہی کی صورت ہے۔جو تمہیں مرحمت ہوئی ہیں عالم تجلیات اس کے بعد بے پناہ مجھ پر منکشف ہونے لگے۔

سیرت و کردار☆: آپ زہد و تقویٰ ریاضت و عبادت کے پیکر تھے۔آپ کے زمانے کے مشائخ آپ کے کشف و کرامت کا اعتراف کرتے تھے۔آپ کے پاس جو طالب خدا آتا آپ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ کے پاس بھیج دیتے تھے۔

جب آپ اپنے پیر و مرشد کے جانشین مقرر ہوئے تو آپ کی ولایت کا دور دور چرچہ ہونے لگا اور

Marfat.com

آپ کی ہدایت کے نور نے اطراف عالم کو گھیر لیا۔ ذکر جہر کے حلقہ سے صبح و شام اللہ کی آواز سنائی دینے لگی۔ اس سے قبل صوفیاء متاخرین کے زمانے میں ایسی رونق اور آواز اللہ کی نہیں سنی گئی۔

کرامت ☆: آپ کی صورت دیکھ کر کافر دولت اسلام سے مشرف ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ گنگوہ شریف سے سہارنپور تشریف لے گئے سہارنپور پہنچنے پر آپ اپنی سواری سے اتر کر بازار کی طرف جا رہے تھے۔ کہ ایک ہندو ساہوکار اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس ہندو کی نظر حضرت شیخ محمد صادق پر پڑی۔ حضرت کا جمال باکمال دیکھتے ہی بیتابانہ طور پر حضرت کے ہمراہ ہو لیا۔ منزل پر پہنچنے کے بعد آپ کے قدموں پر گرا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

ایک بُت کا آپ سے ہمکلام ہونا ☆: دوران سیاحت آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں ایک بُت تھا جس کا نام جگناتھ تھا اس پر ہمیشہ پردہ پڑا رہتا تھا اور کفار اس کی پوجا کرتے تھے۔ صبح کے وقت اس کے منہ سے پردہ اٹھایا جاتا تھا۔ اور تمام کفار اس کے سامنے سجدہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت اسی طرح تھی کہ ایک دن صبح کے وقت اس بت کے منہ سے جب پردہ اٹھایا گیا تو آپ اچانک سامنے آئے۔ اس بُت کی صورت ذاتی نے ظاہر ہو کر آپ سے کہا کہ میں معبود ہوں میرے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ یہ سُن کر آپ غلبۂ حال میں آ کر سجدہ میں گر گئے۔ لیکن بت کی طرف نہیں بلکہ قبلہ رخ سجدہ کیا جبکہ دیگر کفار جو موجود تھے نے بُت کو سجدہ کیا۔ اس کے بعد اس بت نے آپ کو دوبارہ مخاطب کر کے کہا کہ **فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ** جدھر منہ کرو ذات حق ادھر ہے۔ کو تم بھول گئے ہو۔ یہاں تم نے کسی غیر کو دیکھا ہے کہ سجدہ قبلہ کی جانب کر رہے ہو۔ حالانکہ شہود ذاتی تجھے میرے اندر حاصل ہوا ہے۔ لہٰذا میری جانب سجدہ کرو۔ آپ نے فرمایا کہ حق وہی ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ لیکن رسالت پناہ محمد الرسول اللہ ﷺ باوجود کمال مشاہدہ حق تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر جگہ سمت قبلہ میں سجدہ کرتے تھے۔ میں نے حضور ﷺ کی متابعت میں قبلہ کی جانب سجدہ کیا۔ یہ سن کر اس بُت نے آپ کی تعریف کی اور خاموش ہو گیا۔ یہ مشاہدہ دیکھ کر بے شمار کفار مسلمان ہو گئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۸ محرم الحرام ۱۰۳۶ھ کو ہوا۔ مزار فیض آثار گنگوہ

Marfat.com

شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔
آپ کے وصال پر کسی عاشق نے یہ قطعہ تاریخ لکھی:

رفت صادق چوں زدارے حیات | سال ترحیلش بصد صدق و یقین
وارث دین محمد صادق است | باد دیگر صادق جنت نشین

حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، شیخ الاتقیاء، امام العرفا، سلطان الاصفیا حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ اپنے وقت کے بہترین عالم و فاضل اور جامع شریعت و طریقت و حقیقت ہیں۔ دن کے وقت اپنے قائم کردہ مدرسہ میں طلبا کو دینی علوم کی درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے۔ جبکہ رات کے وقت مریدین کی تربیت میں مشغول رہتے تھے۔ مشائخ وقت اور علمائے کرام آپ کے گرویدہ تھے۔ حسن اخلاق تواضع آپ کا شعار تھا۔ آپ کی نگاہ ولایت کا عالم یہ تھا کہ جس پر نگاہ پڑتی وہ تارک الدنیا ہو کے رہ جاتا تھا۔ آپ حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری کے وہ مرید شیخ جان اللہ چشتی صابری ثمہ لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری علیہم الرحمۃ اجمعین کے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۸۴ھ بمطابق ۵ مارچ ۱۶۷۳ء بعہد محی الدین اورنگزیب عالمگیر کو ہوا۔ مزار پُرانوار میدانِ زین خان بیرون موچی دروازہ چیمبرلین روڈ پر احاطہ قادر بخش میں لکڑی کی دکانوں کے پاس لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔
حضرت مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے:

زد نیارفت در خلد معلیٰ | چوں صدیق آں ولی راہ تحقیق
رقم شد شیخ قدسی سال تاریخ | بدیگر بار شمع عشق صدیق
۱۰۸۴ھ | ۱۰۸۴

Marfat.com

حضرت سیّد صابر علی شاہ عرف شاہ صابر بخش چشتی صابریؒ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل وافضل، ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، فخر السادات دہلی حضرت سید صابر علی شاہ المعروف شاہ صابر بخش چشتی صابریؒ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۴ھ کو ولی العصر حضرت شیخ سید نصیر الدین شاہ کے گھر دہلی میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب معروف صوفی بزرگ اور روحانی پیشوا حضرت سید شیخ محمد سلیم چشتی علیہ الرحمۃ سے اس طرح ملتا ہے۔ سید صابر علی بن سید نصیر الدین شاہ بن شاہ غلام سادات چشتی بن شیخ عبدالواحد عرف نواب بشارت خان برادر حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد سلیم چشتی علیہم الرحمۃ اور سلسلہ طریقت آپ کا اس طرح ہے کہ سید صابرؒ علی شاہ جو مرید وخلیفہ وسجادہ نشین ہیں اپنے دادا حضرت شاہ غلام سادات چشتی صابریؒ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد سلیم چشتی دہلوی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد ابراہیم رامپوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابریؒ قدوسی رحمۃ اللہ علیہم کے تھے۔ آپ حضرت سید صابر علی شاہ شاہ صابر بخش صابری کے نام سے معروف ہوئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ نام آپ کو اپنے دادا پیرومرشد سے عنایت ہوا تھا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کے خاندان کی سخاوت اور فیاضی کے ڈنکے دور دور بج رہے ہیں۔ در پہ آیا ہوا سوالی کبھی نہ لوٹا خالی۔ روزانہ آپ کی خانقاہ سے ہزاروں افراد لنگر کھا کر جاتے ہر اپنے بیگانے کی یکساں خدمت آپ کا مستقل معمول تھا۔ بے پناہ طالب علم حصول علم کے لئے آپ کی خانقاہ میں ہمہ وقت موجود رہتے۔ ان کے خرچ کا تمام انتظام وانصرام آپ ہی کی ذات والا صفات کے ذمہ تھا۔ اجرائے لنگر وانعقاد مجالس اعرائس وخدمت مساکین وخبر گیری آپ کو ورثہ میں ملی ہوئی تھی۔ سخاوت وعبادت اور ریاضت میں آپ شہرہ چاردانگ عالم میں بلند تھا۔ آپ طریقت میں چشتیہ صابریہ قدوسیہ ومشرب وجودیہ ومذہب حنفیہ ومتابعت شریعت محمدیہ رکھتے تھے۔ لاتعداد بزرگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ بمطابق ۱۸۲۱ء بعمر ۶۳ سال میں ہوا۔ مزار پُرانوار شاہجہان آباد دریا گنج دہلی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت محمد صابر علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حضرت محمد صابر علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عمدۃ السالکین زبدۃ العارفین ہیں۔ آپ نے پہلے قرآن کریم تجوید کے ساتھ حفظ کیا تھا۔ آپ نہایت خوش الحان تھے۔ قرأت اور ترتیل سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اُس کے بعد علوم دینیہ کی تعلیم کے واسطے دہلی پہنچے۔ نصف تعلیم حاصل کر چکے تھے کہ عذر ہو گیا۔ اور آپ وطن واپس آ گئے دہلی کے قیام کے دوران حافظ مجذوب صاحبؒ جو صاحب خدمت دہلی مانے جاتے تھے۔ آپ کے پاس آتے اور نظر شفقت سے دیکھتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں آپ کے اوقات وظائف واوراد سے منضبط تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت میانجی کریم بخش صاحب رامپوری کے مرید وخلیفہ ہیں۔

سیرت وکردار ☆: آپ ہر وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ کوئی وقت قرأت وقرآن شریف اور درود شریف اور اذکار واشغال سے خالی نہیں جاتا تھا۔ آپ نے برادری کی تقریبات میں جانا بالکل بند کر رکھا تھا۔ تمام عمر کبھی کسی نے نہیں دیکھا ہو گا کہ بلاضرورت کسی دنیادار کے پاس گئے ہوں۔ باوجود عیال و اطفال زیادہ ہونے کے اور اجلا خرچ ہونے کے دنیا کی فکر میں خلوت خانہ سے باہر جانا پسند نہیں کیا۔ ہمیشہ متوکل اور خوش رہے علمی استعداد فارسی کے علاوہ عربی میں بہت اچھی تھی۔ علوم دینیہ سے بقدر ضرورت ماہر تھے تمام امور میں اتباع شریعت کو مقدم سمجھتے تھے۔ عام محفل سماع میں شریک نہ ہوتے تھے۔ ہاں اگر خلوت میں مع لحاظ شرائط کے سماع ہوتا تب اُس کو بہت ہی اچھا اور نہایت مفید خیال فرماتے تھے۔

کشف وکرامت ☆: مولانا مشتاق احمد صاحب انبہٹوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ محمد علی چشتی صابری کے وصال کے ۱۵ مہینے بعد مولوی سید ستار حسین صاحب منگلوری رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت حافظ صاحب کے رفص الخواص خدام میں سے تھے۔ حضرت کا مزار مقدس پختہ بنوانا چاہا۔ لحد کے قریب سے بنیاد کی دیوار اٹھانا چاہی تاکہ آئندہ نقصان نہ پہنچے چنانچہ بنیاد کھودی جا رہی تھی کہ لحد کھل گئی۔ کیا دیکھا کہ حضرت پیر ومرشد حافظ محمد صابر علی صاحب کا کفن بھی اس پندرہ مہینے کے عرصہ میں میلا نہ ہوا۔ بلکہ بدستور سفید ہے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ عجیب کیفیت

Marfat.com

ہے۔اور تصدیق کہ حضرت اولیاء اللہ سے ہیں۔فالحمد اللہ ثم الحمد اللہ علی ذالک۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء شب جمعہ کو ہوا۔ مزار شریف رامپور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت صدق شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، معدن گنجینہ علوم لدنی حضرت صدق شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر وفضل وکمال ہیں۔آپ موضع سلہریاں کلاں تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا کے ایک معزز خاندان راجپوت قوم کی گوت منڈے کے چشم و چراغ ہیں۔ بچپن سے ہی مزاج شریف میں سیاحت کا ذوق وشوق تھا۔تمام عمر ازدواجی رشتہ سے علیحدہ رہے۔بلکہ مجرد زندگی گزاری۔آپ نے تمام عمر اپنے مرشد کامل حضرت سائیں رحمت شاہ جو کہ قوم گجر سے تعلق رکھتے تھے کے ساتھ گزاری۔ ہمہ وقت مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہ کر دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرتے رہے۔آپ کے مرشد کامل موضع گورسیاں متصل دریائے بیاس (کاہنواں) ضلع گورداسپور کے نزدیک قیام پذیر تھے۔وہاں پر باقاعدہ دربار بنا ہوا تھا جو کہ ان کے ایک مرید سید چراغ علی شاہ کی ملکیتی زمین تھی انہوں نے باقاعدہ دربار شریف کے نام وقف کر دی تھی۔سید چراغ شاہ کا وصال ۱۹۰۸ء میں ہو گیا تھا۔ جن کو وہیں دفن کیا گیا۔اس کے علاوہ دربار شریف کے نام دس ایکڑ اراضی بھی تھی۔وہیں پر آپ کے پیرو مرشد کا مزار پُر انوار بھی بنا۔آپ کا شجرہ طریقت اس طرح ہے کہ حضرت صدق شاہ مرید وخلیفہ سائیں رحمت شاہ جو مرید وخلیفہ ہیں پیر بہادر شاہ ٹھسکہ والوں کے وہ مرید وخلیفہ نور علی شاہ کے وہ مرید وخلیفہ پیر محمد عمر شاہ کے وہ مرید وخلیفہ پیر عبداللہ شاہ چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید محمد سعید کاظمی المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرضوان والغفر ان کے ہیں۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۸۹۸ء بمطابق ۱۳۱۶ء کو ہوا۔مزار پُرانوار مرشد کے دربار کے ایک طرف کونے میں موضع گورسیاں متصل دریائے بیاس (کاہنواں) ضلع گورداسپور انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ شاہ صندل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، امام الواصلین حضرت خواجہ شاہ صندل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم روحانی پیشوا اور شیخ طریقت گزرے ہیں۔

آپ حضرت شاہ محمد عبداللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ انتہا درجہ کے نیک عابد و زاہد عبادت گزار نیک سیرت و باکردار شخصیت کے مالک تھے فرض نماز کے علاوہ نوافل تک کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے اپنے متعلقین کو اپنے شیوخ کے طریقہ کے مطابق منازل سلوک طے کراتے اور ان پر خصوصی توجہ و شفقت فرماتے یہی وجہ تھی کہ آپ کے پاس آنے والا جلد ہی کامل و اکمل بن جاتا تھا۔

حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیکر شوکت و جمال، آئینہ جلال و جمال، مزین بعزت و مرتبہ کمال، قمری شاخ سارِ احدیت، بلبل مرغزارِ صمدیت، فائز بہ کمالات الفقر فخری، متصرف بہ ولایت شرقی و غربی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب نور توحید و تفرید ہیں۔ آپ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے نامور بزرگوں اور نادر روزگار شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کی ذات سے سلسلہ عالیہ کو کافی تقویت ملی اور دور دراز علاقوں میں وسعت ملی۔

آپ حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے حضرت غوث بہادر الحق زکریا ملتانی سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد شروع ہی مذہب سے لگاؤ رکھتے تھے۔ گھر کے مذہبی ماحول کا آپ پر گہرا اثر پڑا۔ جس کی بدولت آپ نے بہت جلد علوم ظاہری اور معقولات و منقولات میں تکمیل حاصل کی۔ اور قرآن مجید، تفسیر و حدیث، فقہ، منطق، ریاضی، علم طب و شعر و ادب میں دسترس حاصل کر کے بلند مرتبہ حاصل کیا۔

Marfat.com

علمی ادبی و روحانی کے حلقہ مشائخ و علماء آپ کو دلبر حسنین، دلدار قادر اور محبوب صابر اور خواجہ صاحب کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے تھے۔ بڑے بڑے شیوخ زمانہ تصوف کے مسائل کی گتھیاں سلجھانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا تصوف سے گہرا تعلق ہونے کی بنا پر گھر میں ہی فرات بہہ رہا تھا۔ علم و عرفان کی صدائیں بچپن ہی سے آپ کے کان میں گونج رہی تھیں۔ اس لئے بچپن ہی سے تصوف کی طرف طبیعت کا مائل ہونا ایک فطری عمل تھا۔ علوم ظاہری کے بعد باطنی علوم اور تصوف کے حصول کی طلب بڑھتی گئی۔ دل میں عشق کی چنگاری سلگ رہی تھی۔ دھواں اٹھ رہا تھا صرف ہوا کے جھونکے کی ضرورت تھی۔ بالآخر ایک رات آپ کے کان میں ذکر جہر کی آواز آئی جسے سن کر بے ساختہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آواز کا تعاقب کیا تو کیا دیکھا یہ آواز عارف ربانی حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری ثمہ گنگوہی علیہ الرحمۃ کی آواز تھی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ المشائخ عارف ربانی حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

تکمیل مجاہدات و حصول فیوض و برکات ☆: آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے گاؤں قصبہ ملانہ میں بطور مدرس سکول میں ٹیچر مقرر تھے۔ بیعت اختیار کرنے کے بعد آپ کے پاس یہ موقع بہت ہی سنہرا تھا کہ ہر روز مرشد کامل کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے اور ان کے زیر سایہ رہ کر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و سلوک میں مشغول ہو گئے۔ اور اس قدر سخت مجاہدات طے کئے کہ آپ بیمار ہو گئے۔ جس کا علاج حکما اطباء سے کرایا جاتا رہا مگر **"جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا۔"**

چنانچہ ایک تجربہ کار طبیب نے بتایا کہ تم جو کچھ سمجھ رہے ہو۔ ان کو وہ مرض نہیں بلکہ یہ مریض عشق و محبت میں مبتلا ہے۔ انہیں عشق الٰہی کا مرض ہے یہ دنیاوی اور ظاہری علاج بالکل فضول ہے۔

چنانچہ ظاہری علاج بند کر دیا گیا۔ آپ اسی کیفیت میں قصبہ ملانہ سے ۱۴۔۱۳ کوس دور ساڈھورا کے مقام پر

Marfat.com

قادری سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت شاہ قمیص قادری علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار کی جانب ہر روز بعد نماز مغرب پیدل تشریف لے جاتے تمام رات مصروف عبادت رہنے کے بعد صبح کے وقت پیدل ہی اپنے قصبہ اور گھر واپس ملانہ تشریف لاتے تھے۔ ایک عرصہ تک مسلسل حاضری کی بنا پر حضرت شاہ قمیص قادری علیہ الرحمۃ کے فیضان روحانی سے مستفیض ہوتے رہے۔ اس طرح ان بزرگوں کی روحانی توجہ اور برکت سے آپ کو قادری سلسلہ کا فیضان بھی حاصل تھا۔ اور اپنے مرشد کامل سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں فیضان حاصل تھا۔

سیرت و کردار☆: آپ علوم ظاہری و باطنی متجر جامع صفات تھے۔ جذب و سلوک میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ مگر اس کے باوجود عبادت و ریاضت مجاہدہ و سلوک اور پابندی شریعت و طریقت میں یکتا تھے۔ پوری زندگی اتباع شریعت مصطفی ﷺ اور اپنے خواجگان کی طریقت کے مطابق گزاری۔ زہد و تقویٰ ایثار و بلندی عشق و مستی میں عدیم النظیر تھے۔ اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔ آپ انتہائی خلیق و متواضع اور منکسر المزاج اور مہمان نواز تھے۔ مہمان نوازی کا عالم یہ تھا کہ ہر آنے والے مہمان کی خود خدمت کرنا اپنا فریضہ تصور فرماتے تھے۔ سخاوت میں عدیم المثال تھے۔ عبادت و ریاضت کا یہ عالم کہ تمام رات عبادت اور نوافل میں گزر جاتی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ عشاء کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو صبح نماز فجر ادا کرنے کے بعد فارغ ہو کر رب کعبہ کے حضور عرض کرتے کہ مالک جس طرح تیری عبادت کا حق بنتا تھا میں اس طرح تیری بارگاہ میں عبادت و ریاضت نہ کر سکا۔ میرے اس عمل کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما۔ کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کے سینے میں آتش عشق اس طرح بھڑکتی تھی کہ جب آہ بھرتے تو ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کی حالت غیر ہو جاتی اور وہ مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تھا۔ نگاہ میں ایسی مستی و خمار کہ جس کی طرف نگاہ بھر کے دیکھ لیتے مقدر بدل کر رکھ دیتے تھے۔ جس بیمار کو اپنی نگاہ ولایت سے دیکھتے اس کے جسم کی تمام بیماریاں دور ہو جاتیں۔ اور قلب روشن اور منور ہو جاتا تھا۔

زیارت مقامات مقدسہ☆: آپ ساڈھوڑا شریف میں حضرت شاہ قمیص قادری اور گنگوہ شریف میں حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور دیگر بزرگان گنگوہ شریف اور ھانیسر شریف نزد دہلی میں حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھسکہ شریف میں حضرت غوث العالم سید میراں

Marfat.com

شاہ بھیکھ اور کلیر شریف میں حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مزارات کے علاوہ مراد آباد شریف میں حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابری مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی ظاہری حیات مبارکہ میں اپنے شیخ کامل کے ہمراہ حاضر رہتے رہے۔ ایک مرتبہ مراد آباد شریف کی حاضری کے موقع پر آپ کے دادا مرشد حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو "بلبل گلستان صابری" کا خطاب عنایت فرمایا۔ جبکہ اسی موقعہ پر آپ کے شیخ کامل نے آپ کو خواجہ کے خطاب ذیشان سے نوازا تھا۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ آپ تھانیسر شریف نزد دہلی میں حضرت شیخ خواجہ نظام الدین بلخی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مقدس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو اُس وقت آپ کے مرید خاص صوفی محمد یامین چشتی صابری آف منڈی بہاؤالدین بھی ہمراہ تھے۔ صوفی محمد یامین بچپن سے ہی آپ کے پاس پلے اور جوان ہوئے وہ آپ کے مرید خاص تھے جو کہ ہمہ وقت سفر و حضر میں آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔ دوران عرس ایک رات سخت آندھی طوفان کی وجہ سے سناٹا چھایا ہوا تھا۔ مطلع ابر آلود اور ہواؤں میں ڈراؤنی آوازوں کا شور برپا تھا کہ اچانک آپ نے صوفی محمد یامین سے فرمایا صوفی صاحب اٹھو ذرا باہر گھوم پھر کر آتے ہیں۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حکم ملتے ہی چونک سا گیا کہ رات کے اس اندھیرے میں ایک بجے باہر جانے میں کیا حکمت ہے۔ بہرکیف بندہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اٹھا اور حضرت کی پاپوش مبارک سیدھی کی اور باہر کی طرف آپ کے ہمراہ چل دیا۔ بادلوں کی گرج چمک تیز ہواؤں کے باوجود بے خوف و خطر آپ چلتے چلتے ایک چوک میں پہنچے۔

ابھی دو سیکنڈ بھی نہ گزرے تھے کہ آپ مجھ کو وہیں چھوڑ کر چند قدم آگے بڑھے۔ صوفی یامین صاحب فرماتے ہیں کہ میں کیا دیکھتا ہوں ایک قوی ہیکل نوجوان تقریباً ۱۶ فٹ لمبا قد سڈول جسم آیا اور اُس نے حضرت خواجہ محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو سلام کیا۔ آپ نے جواباً وعلیکم السلام فرمایا۔ اس نے مصافحہ کیا اور دو منٹ تک آپ سے نہ جانے کون سی زبان میں گفتگو کی آپ اُسی زبان میں جواب دیتے رہے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ کہ اُس نے کیا کہا آپ نے کیا جواب دیا۔ آنے والے نے واپس جاتے ہوئے پھر سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔

Marfat.com

صوفی محمد یامین صابری فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے پوری زندگی اس قسم کا قوی ہیکل نوجوان انسان کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ڈر کے مارے میرے جسم سے جان نکل رہی تھی۔ خوف کی وجہ سے میرے حواس باختہ ہو چکے تھے۔ جسم تھرتھر کانپ رہا تھا۔ زبان گنگ ہو چکی تھی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ میری اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت خواجہ صاحب نے مجھے دم کیا تو طبیعت سنبھلی۔ جب ہوش ٹھکانے آئے تو واپس لوٹنے کا حکم ملا۔ میں نے چلتے چلتے عرض کی حضور یہ آنے والا کون تھا۔ مجھے تو انسان نہیں بلکہ دیو معلوم ہوتا تھا۔ میری بات سن کر آپ مسکرا دیئے۔ میں نے پھر اصرار کیا حضور اس راز سے پردہ تو اٹھائیں۔ جب میرا اصرار بڑھا تو آپ نے فرمایا صوفی صاحب اس کائنات میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں۔ قسم قسم کے انسان خداوند کریم نے پیدا کئے ہیں۔ تمہیں یہ معلوم کر کے کیا لینا یہ کون تھے۔ یہ راستے کا مسافر تھا اس نے مجھ سے راستہ پوچھا اور چلتا بنا۔ میں نے عرض کی حضور راستہ پوچھنے اور بتانے میں اتنی دیر نہیں لگتی۔ ذرا مہربانی فرما کر یہ معمہ حل کریں تاکہ میری ذہنی الجھن دور ہو جائے۔ آپ یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ اچھا اب سو جاؤ۔ صبح کو بتاؤں گا۔ چنانچہ رات تھی کہ جس طرح کٹی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے پھر عرض کیا حضور رات والی بات سے پردہ اٹھائیں۔ آپ نے فرمایا صوفی صاحب پہلے وعدہ کرو کسی کو بتاؤ گے تو نہیں۔ میں نے عرض کیا حضور آپ کی زندگی میں انشاء اللہ کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ آنے والے اس شخص نے مجھے عشاء کے وقت اطلاع دی تھی کہ میں آ رہا ہوں۔ اور آپ فلاں جگہ فلاں چوک کے پاس مجھے ملیں چونکہ آپ سے کوئی ضروری باتیں کرنی ہیں۔ لہٰذا میں ان کی آمد کی وجہ سے آ گیا اور ان کی بات سن لی۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور یہ تھا کون آپ نے فرمایا صوفی صاحب یہ اپنے وقت کا ابدال تھا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر مدینہ شریف سے چلا اور اب یہ کلیر شریف حضور سلطان الاولیاء سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے جا رہا ہے۔ اور سنو جب ہم چوک سے انہیں الوداع کر کے اپنے حجرے میں آئے تھے وہ ابدال اس وقت کلیر شریف کی زمین پہ قدم رکھ چکا تھا۔ یہ واقعہ صوفی محمد یامین آف منڈی بہاؤالدین نے آپ کے چہلم والے دن اپنے پیر بھائیوں کو سنایا تھا۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے ایک عقیدت مند صوفی جہانگیر نے ایک مرتبہ آپ کو اپنے گھر محفل میلاد کے لئے دعوت دی تو آپ اپنے شیخ کامل کے ہمراہ ان کی قیادت میں صوفی جہانگیر کے

Marfat.com

گھر موضع سریٹری تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر صوفی جہانگیر صاحب نے جو اہتمام کیا وہ قابل دید تھا۔ شب بھر محفل میلاد شریف ختم خواجگان اور وسیع لنگر کا اہتمام تھا۔ جس سے صوفی صاحب کی عقیدت ومحبت کا کھلے عام اظہار ہو رہا تھا۔ اُن کے اس اہتمام اور عقیدت ومحبت کو دیکھ کر آپ صوفی صاحب کے ساتھ نہایت محبت وشفقت سے پیش آئے۔

آپ کو مہربان پاتے ہوئے صوفی جہانگیر صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور میرا بیٹا فوج میں ملازم ہے۔ اور ملٹری کے افسران اس کو لڑائی کے لئے میدان جنگ میں بھیجنا چاہتے ہیں۔ جبکہ اس کی والدہ سخت پریشان ہے وہ کہتی ہے چاہے نوکری چھوڑنی پڑ جائے مگر میں اپنے بیٹے کو میدان جنگ میں نہیں جانے دوں گی۔ وہ ماں ہے ہر وقت اپنے بچے کی وجہ سے زار وقطار روتی رہتی ہے۔ اس کا بے چین ہونا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ آخر میں بھی اس کا باپ ہوں لہٰذا جناب کی خدمت میں التجا ہے کہ دعا فرمائیں ہمارا بچہ جنگ میں جانے کی بجائے گھر واپس لوٹ آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے ملٹری سے اس کا نام خارج کرانے کے لئے بہت جتن کئے ہیں مگر میری تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

حضرت آپ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ میرے بچے کو بخیریت گھر واپس آنے کا کوئی سبب بنا دے۔

آپ نے فرمایا صوفی صاحب فکر نہ کریں وہ جلد ہی گھر واپس آ جائے گا۔ آج آپ حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کی نیاز کا اہتمام کریں۔ سستے زمانے تھے صوفی جہانگیر صاحب نے دو روپے کی مٹھائی بازار سے منگوائی اور شام کو حضرت قلندر صاحب کی نیاز کے وقت حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنی پُر درد اور لحن داؤدی میں تلاوت قرآن کریم کی اور ختم شریف پڑھ کر رب کعبہ کے حضور دعا مانگی۔ جب محفل برخاست ہوئی تو آپ نے فرمایا جہانگیر صاحب تمہارا کام ہو گیا۔ انشاءاللہ تمہارا بیٹا پرسوں آ جائے گا۔ آپ کی زبان ترجمان سے یہ سن کر صوفی جہانگیر صاحب قدموں میں گر گئے۔ چنانچہ اگلے روز دوپہر کے وقت جب جملہ مہمان قیلولہ کر رہے تھے تو ایک طرف صوفی جہانگیر بھی آرام فرما رہے تھے تو کیا دیکھا کہ مکان کی چھت میں سوراخ ہوا۔ اور اس سوراخ سے ایک ہاتھ نیچے کی طرف آیا اور آواز آئی کہ صوفی صاحب تمہاری درخواست خواجہ محمد صدیق سائر صابری صاحب کی سفارش پر منظور تو ہو گئی لیکن آپ نے قلندر صاحب کو بہت دن بعد یاد کیا ہے۔ جب سر پر پڑی تو قلندر صاحب اور ان کی نیاز یاد آ گئی۔ یہ لو اپنی نیاز ہم ایسی نیاز نہیں لیا کرتے جس

Marfat.com

میں خواہشات دنیاوی پائی جائے۔ یہ کہہ کر وہ دو روپے صوفی جہانگیر کی چھاتی پر پھینک دیئے۔ یہ دیکھ کر صوفی جہانگیر صاحب خواب سے ہڑبڑا کر بیدار ہوئے تو کیا دیکھا کہ وہ دو روپے وہی ہیں جو کل حلوائی کو دے کر آئے تھے۔ صوفی صاحب کی یہ کیفیت دیکھ کر سب حیران تھے مگر چونکہ حضرت خواجہ صاحب اس راز سے بخوبی واقف تھے۔ ادھر یہ کام شروع تھا اُدھر مذکورہ لڑکا جو سینکڑوں میل دور اپنی پلٹن میں تھا اس کو اس کے آفیسر نے بلا کر کہا کہ تم بیمار رہتے ہو جس کی وجہ سے فیلڈ میں نہیں جا سکتے۔ لہٰذا ہم تم کو ڈسچارج کرتے ہیں آپ اپنے گھر واپس چلے جائیں۔

چنانچہ افسران بالا نے اس کو اسی وقت ڈسچارج کر کے فوراً گھر بھیج دیا۔ اور وہ لڑکا اگلے ہی روز اپنے گھر واپس پہنچ گیا۔ والدین نے جب اپنے نور چشم کو دیکھا تو مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ جب لڑکے سے داستان سنی تو اس نے تمام ماجرا گوش گزار کر دیا۔

کرامت نمبر۳☆: قصبہ بیبال ضلع انبالہ انڈیا کا ایک شخص نتھو خان جو کہ خوش الحانی میں اپنی مثال آپ تھا۔ اور یہ خوش الحانی اس کو وراثت میں ملی تھی۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ تخم تاثیر صحبت کا اثر۔ خاندانی پیشہ تھا۔ ایک بار وہ اپنی حاجت لے کر آپ کے حضور پیش ہوا۔ اور حاجت پیش کرنے سے پہلے اس نے آپ کو حضور مخدوم پاک صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں منقبت پیش کی۔ نتھو خان ایک ٹانگ سے معذور بھی تھا۔ آپ اس کی خوش الحانی اور منقبت پیش کرنے سے بہت محظوظ ہوئے جس کی وجہ سے اُس پر خصوصی شفقت فرمائی اور محبت بھرے لہجے میں فرمایا نتھو خان آج فقیر موج میں ہے مانگ کیا مانگتا ہے۔ اُس نے عرض کی حضور کیا مانگوں اور کیا بتاؤں۔ معذور آدمی ہوں مزدوری کر نہیں سکتا بلدیہ کے دفتر میں ملازمت کے لئے درخواستیں دے دے کر تھک گیا ہوں۔ کامیابی میں ناکامی کے سوا کچھ نہیں بالآخر تھک ہار کر بیٹھ گیا ہوں۔ آپ اللہ کے ولی ہیں رب کریم کی بارگاہ میں دعا کریں کہ غیب سے میری روزی کے معاملے میں مدد ہو جائے تاکہ سکھ چین سے خود بھی روٹی کھا سکوں اور بچوں کو بھی کھلا سکوں۔ آپ نے اس سے فرمایا نتھو خان صبح کو ایک درخواست لکھ کر میونسپل کمیٹی کے دفتر کے سیکرٹری کو دے دو۔ اللہ کریم اور حضور صابر مخدوم پاک کارساز ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا کام بہت جلد ہو جائیگا۔

چنانچہ اگلے روز صبح کو جب نتھو خان بیدار ہوا تو اس کے کانوں میں بار بار آپ کے الفاظ گونج رہے تھے

Marfat.com

کہ انشاء اللہ بہت جلد تمہارا کام ہو جائے گا۔ اللہ کریم اور حضور مخدوم صابر پاک کارساز ہیں۔ اُس نے ہمت کی اور ایک درخواست آپ کے فرمان کے مطابق لکھ کر کمیٹی کے سیکرٹری کے پاس پہنچ گیا۔ جونہی یہ سیکرٹری کے پاس پہنچا تو اُس نے دیکھتے ہی کہا کہ تم کہاں غائب رہے ہم تو تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔ لہٰذا جلدی سے جاؤ فلاں سکول میں مدرس کی جگہ خالی پڑی ہے وہاں جلدی سے پہنچ کر چارج لے لو۔

چنانچہ یہ وہاں پہنچا اور جاتے ہی چارج سنبھال کر مدرس تعینات ہو گیا۔ اور مسلسل لگاتار ڈیوٹی انجام دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی فاقہ کشی دور ہوئی اور کل تک جو لوگ گاؤں کے وڈیرے اور چوہدری صاحبان اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آج وہی لوگ اس کی عزت کرنے پر مجبور تھے اس لئے کہ وہ اللہ کے ولی کی بارگاہ میں مقبول ہو چکا تھا۔ اور ولی کامل کی نگاہ نے اُس کو معاشرے کا ایک اہم اور باعزت فرد بنا دیا تھا۔

کبھی ایثار کے جذبے کمینوں میں نہیں ہوتے ☆: نتھو خان کے دن بدن حالات بدلنے لگے۔ جوں جوں حالات بدلنے لگے۔ معاشی طور پر کہیں سے کہیں چلا گیا۔

ایک دن حضرت خواجہ صاحب نے نتھو خان کو پیغام بھیجا کہ کلیر شریف کا عرس قریب آرہا ہے۔ لہٰذا اس مرتبہ تم ہمارے ساتھ کلیر شریف مخدوم پاک کے درِ دولت پر چل کر ضرور حاضری دینا۔

نتھو خان نے پیغام ملنے پر کسی شخص کے ہاتھ آپ کو کہلا بھیجا کہ حضرت سے کہہ دیں کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ لہٰذا میں آپ کے ساتھ کلیر شریف نہیں جاؤں گا۔ آپ کو جب یہ پیغام پہنچا تو طبیعت میں سخت ملال پیدا ہوا۔ اس لئے کہ آپ کی نگاہ ولایت اس کی نیت اور طبیعت سے باخبر تھی فوراً آپ کی زبان ترجمان سے نکلا کہ اچھا طبیعت ٹھیک ہی نہیں ہوگی۔ بس آپ کی زبان ترجمان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ وہ شخص حقیقتاً بیمار ہو گیا اور اس کی حالت خراب ہو گئی اور اس خراب حالت میں وہ شخص مر ہی گیا۔

کرامت نمبر ۴ ☆: آپ کے ایک پیر بھائی حضرت سائیں نصیر الدین چشتی صابری ننکانہ والے جو کہ آپ کے ہم جماعت اور ہم سبق بھی رہے ہیں۔ اور نہایت ہی سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔ آپ کے ساتھ بڑی تکلفی سے پیش آتے تھے۔ اور آپ بھی ان کی سادہ سادہ باتوں سے خوب محظوظ ہوتے تھے۔

ایک دن سائیں نصیر الدین صابری صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ فلاں دن آپ کی دعوت

Marfat.com

میرے گھر پر ہے۔آپ سن کر مسکرائے اور فرمایا سائیں جی ''میری دعوت اور آپ کے گھر'' سبحان اللہ ہمیں منظور ہے۔یہ سن کر سائیں صاحب بولے دعوت تو پیروں کی ہوتی ہے ہم تو پیر بھائی ہیں۔میں نے یہاں کھالیا۔آپ میرے گھر کھالیں۔حضرت خواجہ صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بہت بہتر۔

چنانچہ سائیں صاحب گھر پہنچے اور کھانے پینے کے انتظام وانصرام میں لگ گئے۔جب شام ہوئی تو مقررہ وقت پر سائیں صاحب لینے کے لئے آ گئے۔آپ نے اپنے ہمراہ دوتین خدام لئے اور سائیں جی کے ہمراہ چل دیئے اور ان کے گھر پہنچے۔جب دستر خوان لگا اور کھانا شروع ہوا تو دستر خوان بالکل صاف۔آپ نے سائیں صاحب سے فرمایا سائیں صاحب اور بھی کچھ ہے وہ کہنے لگے جی ہاں بہت جتنا طلب کریں۔آپ نے فرمایا لے آؤ۔جب مزید کھانا آیا تو وہ بھی صاف ہو گیا۔الغرض جتنا کھانا پکا تھا ختم ہو گیا تو سائیں صاحب نے گھر میں آواز دی کے تواچولھے پر رکھ دو اور روٹیاں پکا کر محفل میں دستر خوان پر بھیجتے رہے۔بالآخر جب سائیں صاحب کا آٹا بالکل ختم ہو گیا تو سائیں صاحب سوچ میں ڈوب کر کھڑے ہو گئے۔آپ نے پوچھا سائیں جی کس سوچ میں پڑ گئے ہو۔کہنے لگے کچھ نہیں۔آپ نے فرمایا سائیں جی دعوت تو پیروں کی ہوتی ہے ہم تم تو پیر بھائی ہیں۔تم ہمارے کھالو ہم تمہارے۔یہ سن کر سائیں صاحب گھبرائے اور معافی کے خواستگار ہوئے اور کہنے لگے حضرت واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔آپ واقعی پیر کامل وصادق ہیں۔میں تو فقیر آدمی ہوں۔اور ہنسی خوشی واپس آ گئے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: آپ کے گاؤں قصبہ ملانہ شریف میں اللہ کے ایک ولی کامل حضرت سید محمود علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے جو کہ بہت بڑے درویش اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔پہلے پہل تو اکثر لوگوں کو ان کے دربار اور مقام کا علم نہ تھا اگر چند لوگوں کو علم تھا بھی تو وہ دربار شریف پر کوئی خاص توجہ نہ دیتے تھے نہ ہی جھاڑو نہ ہی دیا بتی نہ کوئی چراغ جلانے والا ہوتا۔

آپ نے اپنی نور فراست سے اس مزار کا پتہ چلایا اور از سر نو پختہ تعمیر کروایا چار دیواری بنوائی اور پختہ فرش یہ تمام کام آپ نے اپنی جیب: ذرذاتی مصارف سے کروایا۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے ان بزرگ کا عرس منانا چاہا۔تو کئی ہفتے پہلے ہی تیاریاں شروع کر دیں علمائے کرام نعت خوان حضرات اور قوالوں کو پیغام بھجوا دیئے گئے۔چنانچہ جب عرس کا دن آیا تو بستی

Marfat.com

کے رہنے والے ہندوؤں کو بھی اس پروگرام کا پتہ چلا تو وہ کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہماری آبادی اور عین بازار میں اس قسم کا پروگرام اور راگ رنگ ہو۔ دراصل اس تمام کارروائی کے پیچھے مذہبی تعصب کارفرما تھا۔ جو بار بار انہیں شرارت کرنے پر آمادہ کر رہا تھا۔

چنانچہ انہوں نے تھانے میں ایک درخواست کے ذریعے رپٹ لکھوا دی کہ مسلمانوں نے یہ سب ڈھونگ رچایا ہوا ہے اور وہ ہندوؤں سے تعصب رکھتے ہیں اور ہندوؤں کے خلاف ہیں۔

اس زمانے میں پولیس اور دیگر سرکاری مشنری میں تمام عملہ اور افسران بالا بھی ہندو سکھ ہی تھے۔ جب انہوں نے یہ ماجرا سنا اور درخواست پڑھی تو ان کی آتش انتقام بھڑک اٹھی اور سب کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ یہاں پر قوالی نہیں ہوگی۔

آپ جس قدر حلیم الطبع تھے اسی قدر مذہبی غیرت کی بنا پر جاہ جلال بھی رکھتے تھے۔ آپ مزار سید محمود شاہ کی چار دیواری کے ساتھ بڑے اطمینان سے تشریف فرما تھے کہ اتنی دیر میں تھانے سے ایک اہلکار آیا اور آپ سے کہنے لگا اٹھو آپ کو تھانیدار نے تھانے میں طلب کیا ہے۔

آپ نے دوٹوک اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ جاؤ ہم نہیں آتے۔ تھانیدار سے کہہ دو کہ کوئی بات کرنی ہے تو خود چل کر یہاں آجاؤ۔ یہ سن کر وہ اہلکار کپڑوں سے باہر ہو گیا۔

جب آپ نے اس کی گستاخی کو حد سے تجاوز کرتے ہوئے دیکھا تو جوش میں آ کر کھڑے ہوئے اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ اس زور سے رسید کیا کہ زمین پر گرتے ہی تڑپنے لگا۔

ابھی وہ تڑپ ہی رہا تھا کہ اتنی دیر میں بذات خود تھانیدار اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر آپ کی جانب نہایت ہی غضبناک حالت میں آیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ ان کو گرفتار کر لو۔

آپ نے اپنی نگاہ ولایت اٹھائی اور تھانیدار کی طرف دیکھا تو وہ گھوڑی سمیت منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ گھوڑی کہیں تھانیدار کہیں نہ گھوڑی زمین سے اٹھنے کے قابل نہ ہی تھانیدار۔

ادھر سپاہی جو پہلے سے تڑپ رہا تھا اس کی حالت بری ہوگئی اور اس کے ناک اور منہ سے خون بہنے لگا۔ جب بستی کے دیگر ہندو اور مسلمانوں نے یہ کرامت دیکھی کہ قدموں میں گر کر درخواست گزار ہوئے کہ حضور ان کی بے ادبی کو معاف فرما دیں۔

چنانچہ آپ کو ان کی حالت پر ترس آیا اور ان کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد تمام ہندو اپنی ناپاک حرکتوں سے باز

Marfat.com

آ گئے۔اور عرس مبارک مقررہ وقت پر پروگرام کے مطابق شان وشوکت سے منایا گیا۔اور اس کے بعد سے تا حال وہ عرس اسی طرح بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔کسی کی مجال نہیں کہ دم مار جائے۔

ذرا سی بدگمانی سے مرید کا فیضان بند ہو گیا☆: آپ کے ایک خلیفہ حضرت صوفی مبارک علی اوج صابری فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تقسیم ہند سے قبل حضرت خواجہ صاحب کی زیارت اور ملاقات کے لئے قصبہ سمانہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ کہیں اپنے شیخ کامل حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی غرض سے قصبہ ساڈھوڑا گئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ میں نے رات کا قیام قصبہ ملانہ میں آستانے پر ہی کیا تو مجھے وہاں ایک پیر بھائی جن سے میری پہلی ملاقات تھی اور وہ ایک بہت بڑے خاندار کے رئیس اور نواب تھے۔انہوں نے مجھ سے سوال کیا کیا آپ خواجہ صاحب کے مرید ہیں تو میں نے جواباً عرض کیا جی ہاں یہ بندہ حضرت کا غلام ہے۔

پھر میں نے اُن نواب صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ بھی حضرت خواجہ صاحب کے مرید ہیں۔انہوں نے بڑے ہی مضطرانہ انداز میں کہا جی میں بھی آپ ہی کا مرید ہوں۔یہ کہتے ہی انہوں نے رونا شروع کر دیا۔میں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد آپ کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف شروع کیے تو میرا مردہ قلب زندہ ہو گیا اور مجھ اسرار و مشاہدات وانکشافات کھلنے شروع ہو گئے۔ایک روز میں اپنے ماموں جان جو کہ ایک سفید پوش اور ذیلدار بھی ہیں کے گھر گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کی ارادت کہاں ہے۔تو میں نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق صاحب چشتی صابری جن کا آستانہ قصبہ ملانہ ضلع انبالہ میں ہے۔انہوں نے جواب میں کہا کہ ٹھیک ہے خواجہ صاحب یوں تو بہت ہی بزرگ ہستی ہیں۔لیکن وہاں کوئی بڑی گدی نہیں ہے کہ جس کے وہ گدی نشین ہوں۔

نواب صاحب کہنے لگے کہ اُس وقت میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی کہ خدا کی دین ہے وہ جسے چاہے نواز دے۔اور اس طریق کے لئے گدی نشین ہونا کوئی شرط نہ ہے۔

نواب صاحب کہنے لگے میرے دل نے ماموں کی بات کو قبول کیا اور معاً میرا ذہن اس طرف گیا کہ واقعی ماموں ٹھیک رہے ہیں کہ خواجہ صاحب واقعی کسی گدی کے مالک تو ہیں نہیں۔اور ہم بہت بڑے

Marfat.com

زمیندار اور رئیس لوگ ہیں اگر کسی بڑی گدی پر بیعت ہوتے تو بہتر تھا۔

نواب صاحب کہتے ہیں کہ جونہی میرے ذہن میں یہ خیال آتا گیا اس کے ساتھ ہی وہ نعمت باطنیہ اور روحانی فیضان و برکات اور اسرار و غیبات جو بطفیل مرشد مجھے نصیب تھیں وہ جاتی رہیں اور دل کی روشنی ختم ہو کے رہ گئی اور آج تک اس بات پر رو رہا ہوں کہ مرشد کے بارے میں ذرا سی بدگمانی کی بنا پر نعمت باطنی اور انکشافات کے دروازے بند ہو گئے۔

آپ کے مرشد کے خطوط آپ کی جانب☆:

محبی و مخلصی سلم اللہ القوی

مبتلائے خواہشات نفسانی طالب غفور رحمانی حقیر فقیر ذلیل و دریں محمد اسماعیل ذبیح صابری مطالعہ بفرمائنگ السلام علیکم۔ مزاج شریف

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ صلعم۔ لفافہ راحت ملفوضہ صادر ہو کر کاشف حالات ہوا۔ آپ صاحبان کی خیریت اور ذوق و شوق اور صوفی محمد اصغر صاحب کے حالات کرامات سے نہایت خوشی اور تسلی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کو خوش و خرم رکھے۔ اور سلسلہ عالیہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ (آمین ثمہ آمین)

صوفی فقیر محمد صابری عارف باللہ صاحب ملتانی کے جس مضمون خط کی طرف میرا اشارہ اور مطالبہ ہے اس کی بابت آپ نے کچھ بھی نہیں لکھا۔ نہیں معلوم کہ وہ مضمون آپ کی نظر سے نہیں گزرا یا اگر گزرا تو آپ نے اس کو بے وقعت جان کر ٹال دیا۔ سنیئے آپ بھی سنیں اور تمام احباب سلسلہ بھی سنیں۔ وہ مضمون یہ ہے صوفی فقیر محمد صاحب۔ لکھتے ہیں کہ ایک رات عالم تصور میں جبکہ حضرت سائر اور خاکسار ذبیح بھی موجود تھے۔ حضور قبلہ و کعبہ جناب مولوی صوفی سید محمد حسین صاحب مراد آبادی قدس اللہ العزیز نے فرمایا کہ بھئی فقیر محمد صاحب ایک دعوت ہمارے قبلہ و کعبہ حضرت حافظ علی حسین شاہ صاحب قدس سرہ کی بھی کر دو۔ میرے دوستو یہ وہ نعمت اور دولت ہے جو آج تک مجھے تو کیا میرے فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اور میں اس دولت کو دولت دو جہاں سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ مگر افسوس کہ آپ لوگوں نے اس دولت کی کچھ قدر نہ کی۔ ورنہ آپ ضرور مجھے اگر مبارکباد نہ دیتے تو کم از کم اظہار شادمانی تو کرتے۔ اگر جلیبیوں اور ربڑی پر ختم نہ دلاتے تو چائے کی پیالی ہی پر اظہار

Marfat.com

شکریہ کر لیجئے۔ اِدھر میں ہوں کہ صوفی فقیر محمد صاحب کو بھی اور حضرت سائر صاحب کو بھی اور حضرت سائر صاحب کے مریدوں کو بھی مبارک باد دے رہا ہوں۔ کہ آپ کا خاندان سلسلہ آپ کا بڑا گھر اللہ اور رسول ﷺ اور پیرانِ عظان کا مقبول ہے۔ بریں مژدہ گرجاں فشانم رواست میں پھر مکرر سکرر آپ لوگوں کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جیسے پیر یعنی حضرت سائر صاحب جیسی تعلیم سلسلہ آپ لوگوں کو ملی ہے شاید وہ کسی کو ملی ہے۔ مجھے تو اس بات پر فخر اور ناز ہے۔ آپ لوگ قدر کریں یا نہ کریں۔ دیکھو اس لفافہ کے جواب میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اور اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اور پیران عظام کی دعا کی برکت سے صوفی غلام فرید صابری صاحب کی شادی خانہ آبادی خیر وخوبی انجام پائے۔ تاکہ سب کہہ سکیں (شادی خانہ آبادی محب عروس) تاریخی الفاظ ہے اور قومی امام دین صابری کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اور اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اور پیران عظام کی دعا کی برکت سے مولود سید عطا فرمائیں۔ ترکیب ادائے توشہ کی ذاکر صاحب نے بتلا ہی دی اب کسر کیا ہے صدق وخلوص اگر ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ مطلب حاصل ہے۔ مواعظ غوثیہ کی شروع کی چار پانچ سطروں ضرور پڑھ لیں اور ہر وقت ان کو یاد رکھیں۔

ایک بات رات سے دل میں تھی مگر کہتے وقت یاد نہیں آتی تھی آج یاد آ گئی۔ وہ یہ کہ ٹھٹھ نواب سنگھ والوں کو بھی منازل کلمہ شریف طیبہ شریف کی تعلیم دی گئی یا نہیں۔ اس طرف بھی ضرور غور توجہ فرمائیں اور بھکر کے حالات سلسلہ بھی کچھ تحریر فرمائیں تاکہ اور زیادہ خوشی کا باعث ہو۔ آج لاہور سے متین محمد صاحب کا بھی خط آیا ہے۔ مہینہ پندرہ دن میں تین پیسے اس بیچارے کے لئے بھی خرچ کر دیا کرو یا خانقاہ میں محرروں منشیوں کی کمی ہے جو وہ مہینہ میں ایک کارڈ بھی لاہور نہیں لکھ سکتے۔ اور ہاں میری اس بات کا جواب تو آپ نے دیا ہی نہیں۔ کہ بتقریب عرس مبارک حضور آقائے نامدار سرکار کلیری قدس سرہ کے لئے کون سی تاریخ کو منڈی کا لیکی یعنی کلیر ثانی شریف سے روانہ ہونگے اور یہاں کون سی تاریخ کو کس جگہ پہنچے گے اور کون کون احباب تشریف لائینگے اس لفافہ کا جواب اِس جواب سے خالی نہ ہو۔ آج دن پیر ہے اگلے سے اگلے پیر تک مجھے جواب مل جائے تاکہ یہ چار مہینے انتظار یار کی خوشی میں بسر ہوں۔ اُمید ہے اِس عرصہ میں حضرت سائر صاحب بھی تشریف لے آئینگے۔ اور صوفی مبارک علی سے دریافت کر کے یہ جواب نہ دینا کہ ان کو وہ حروف کہاں سے اور کس سے کس طرح ملے۔ تعجب اور افسوس ہے کہ میری بعض باتوں کو تو

Marfat.com

آپ حلوہ سمجھ کر ایسا ہضم کر بیٹھتے ہیں کہ ہاں یا نہ کچھ جواب ہی نہیں دیتے۔ جس سے مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے کہ شاید میرا لفافہ ہی نہیں ملا۔ اور زیادہ کیا تحریر کروں ایک علیحدہ کاغذ پر عمل بھی لکھ رہا ہوں۔ جو نہایت مجرب فائدہ بخش، بے خطا، آسان، نہ تسبیح کی ضرورت نہ چلہ کشی کی ضرورت۔ نہ وضو کی نہ غسل کی نہ زیادہ وقت کی ضرورت نہ کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔ گویا مفت راچہ گفت والا معاملہ ہے۔ اور وہی سارے علموں کی بنیاد ہے۔ اِس کے بغیر لکھنا پڑھنا وظیفہ، چلہ کشی، کھانا پینا، سواری، پیدل چلنا حتیٰ کہ بیوی سے مباشرت بچوں سے محبت دوستوں سے مفارقت اور مشاورت، سوداگری، دکانداری، ملازمت وغیرہ وغیرہ سب بیکار ہیں۔ ذرا سنیئے اور دل و دماغ میں بیٹھائیے۔ سہارنپور کے نزدیک ایک قصبہ ملیح پور ہے۔ وہاں پر ایک ہندو ڈاکٹر نارتھی ہے۔ اُس نے کسی شخص سے اپنا حال بیان کیا اور اس شخص نے مجھے سنایا اور مجھے بہت پسند آیا اور اب اس کو آپ صاحبان سے عرض کرتا ہوں۔ وہ ڈاکٹر ضلع گورداسپور کے رہنے والا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جب ہڑبونگ میں ہندو مسلمان کی کاٹ چھانٹ ہو رہی تھی۔ تو میں نے اپنے ہمسایہ جو کہ پیر صاحب تھے سے عرض کیا کہ پیر صاحب ہمارا تو سلام لیجیے میرے پڑوسی تو کٹ چکے اب صبح و شام میں بھی کٹنے والا ہوں۔ پیر صاحب نے کہا کہ نہیں ڈاکٹر صاحب تم ہمارے مکان میں آ جاؤ چنانچہ ڈاکٹر صاحب اپنے بال بچوں سمیت پیر صاحب کے گھر آ گئے۔ پندرہ روز کے بعد پیر صاحب نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب اب تم بھی کٹو گے اور میں کٹوں گا۔ کیونکہ راز فاش ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اچھا پیر جی میں آپ کو کیوں مصیبت میں ڈالوں میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔ پیر صاحب نے کہا کہ نہیں ڈاکٹر صاحب یہ تو بے مروتی ہے ہاں ایک صورت ہے کہ ہم تم ایک موٹر میں بیٹھ کر یہاں سے روانہ ہو جائیں اور میں آپ کو امرتسر چھوڑ آؤں۔ ڈاکٹر صاحب بہت خوش ہوئے اور شکریہ ادا کیا۔ رات کے دس بجے پیر جی اور ایک ان کا دوست/مرید ڈاکٹر اور اس کے بال بچوں کو لے کر موٹر میں سوار ہو گیا۔ جب صبح کے چار بجے تھے تو موٹر ڈرائیور نے آگے جانے سے انکار کر دیا کہ اگر میں آگے گیا تو واپسی میں صبح ہو جائے گی اور میں گرفتار ہو جاؤنگا۔ کیونکہ مجھ سے پوچھا جائے گا کہ سچ بتا تو کس کو چھوڑ کر آیا ہے بس میں مارا جاؤنگا۔ یہ سن کر پیر صاحب اور ڈاکٹر صاحب معہ اہل و عیال موٹر سے نیچے اترے۔ اب ڈاکٹر صاحب نے کہا پیر جی آپ سچے آپ کا مذہب سچا۔ آپ کا رسول سچا مجھے کوئی ایسی پڑھنے کی چیز بتائیے جس کو میں پڑھتا ہوا آرام سے امرتسر پہنچ جاؤں۔ پیر جی نے فرمایا کہ ہاں تم اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ لو اور وہ اپنے بیٹے کا اور وہ اپنے

Marfat.com

بھائی کا اور بھائی اپنے بھائی کا اور کثرت سے ورد زبانی رہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے چلے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ اب ذرا ڈاکٹر صاحب کی سنیئے کہ جب حکم پیر جی پر عمل کر کے ہم چل دیئے تو دونوں طرف قتل عام ہو رہا تھا مگر ہمارے اوپر کسی کی نظر بھی نہ پڑی اور امرتسر بخیریت پہنچ گئے اور ہندوؤں نے ہم کو اپنی گود میں لے لیا چنانچہ اب بھی وہ ڈاکٹر جس کو نسخہ دیتے ہیں تو بسم اللہ شریف پڑھ کر دیتے ہیں اور اس کو شفا ہو جاتی ہے اور سینکڑوں ہزاروں روپے روزانہ کما رہے ہیں۔ اب ذرا آپ لوگ ہماری حالت پر غور کریں کہ کتنے ہیں جو کھاتے پیتے چلتے اٹھتے بیٹھتے جاگتے سوتے سفر کرتے اور سوار ہوتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں یا شاید ہمیں ضرورت نہ ہو۔ ہم تو مسلمان ہیں گو نام کے ہی سہی اور کتنے ہیں جو اپنی مستورات اور اولاد کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ تم کھاتے وقت پیتے وقت ارادہ سفر کے وقت آٹا گوندھتے وقت روٹی پکاتے وقت وغیرہ وغیرہ۔ اوقات میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں اور پڑھواتے ہیں اور پڑھا کرو، ایک بزرگ کا ذکر ہے۔ کہ اگر انسان بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یَا بِسْمِ اللّٰہِ ھل ذی لا. بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِی لَایَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۝ پڑھ کر کھانا کھائے تو اس پر زہر بھی اثر نہ کرے۔ امید ہے آپ صاحبان اس تحریر پر ضرور عمل کریں گے۔ نام مسلمان نہیں بلکہ کام کے مسلمان بنے گے۔ اگر شروع میں بھول جاؤ یا درمیان میں یا جب یاد آئے پڑھو۔ وہ اس طرح سے پڑھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اول و آخرہ موکلات اور ہمراز و جنات و شیاطین کی تسخیر کے عمل سے یہ عمل عمدہ اور آسان ہے۔ نہ کچھ دیر لگتی ہے نہ کچھ خرچ ہوتا ہے نہ کچھ دیر لگتی ہے اور صاحب خط لکھنے کے بعد جو دوات کا ڈھکنا بند کرنے لگا تو بند ہی نہ ہوا۔ آخر بسم اللہ پڑھی اُسی وقت بند ہو گیا۔ اس کو پڑھ کر یا سن کر کوئی صاحب کہہ بیٹھے کہ بس اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ ہر وقت بسم اللہ پڑھا کریں۔ میں اُن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر ایسا ہی تو اس میں آپ کا کیا حرج و نقصان ہے۔ دل میں ہی تو پڑھنا ہے گالیاں دینا اور غیبت کرنے سے بہتر ہے نامہ اعمال میں نیکیاں ہی لکھی جائیں گی۔ سب دوست احباب کو حسب مراتب نام بنام دعا و سلام عرض ہے۔

فقیر محمد اسماعیل ذبیح صابری گنگوہ شریف

آستانہ عالیہ قدوسیہ ۲۴ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ

Marfat.com

محبی ومخلصی سلم اللہ القوی

مبتلائے خواہشات نفسانی طالب غفور رحمانی حقیر فقیر ذلیل و دریں محمد اسماعیل ذبیح صابری مطالعہ بفر مائیں السلام علیکم۔ مزاج شریف

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ! آپ صاحبان جملہ احباب سلسلہ کی محبت اور عقیدت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ کے ہر ایک خط میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ خط کو چوما آنکھوں سے لگایا لیکن میرے دوستو یہ غائبانہ محبت ہے۔ اگر مجھے آکر دیکھو تو شاید میرے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہ کرو۔ یہ وہی مثال نہ ہو۔ کہ دور کے ڈھول سہانے اور آپ دوستوں کی بے خبری بھی ہو اور دراصل یہ بھی میرا قصور ہے کہ میں نے آج تک آپ لوگوں کو خبر دار نہ کیا۔ ورنہ آپ بجائے میرے خطوط کے حضرت سائر صاحب عارف ربانی سلمہ کے ہاتھوں کو بلکہ پاؤں کو چومتے۔ خیر اب تھوڑی سی واقفیت آپ کو دلاتا ہوں دیکھیے کے دعوت نامے جو شاہوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ کسی ایلچی یا قاصد کے ہاتھ جاتے ہیں۔ اب آپ غور کریں کہ ایلچی تو ایلچی ہی ہے وہ بادشاہ تو ہو نہیں سکتا۔ بعینہٖ یہی مثال میری اور صوفی صاحب سائر عارف ربانی سلمہ کی ہے۔ حضور صابر پاک قدس سرہ العزیز کی نظر عنایت اور نگہ الفت حضرت سائر صاحب سلمہ پر تھی ان کو بلانا نیاز مند کو ایلچی بنا دیا۔ ورنہ جو کمالات اور تصرفات صوفی صاحب سلمہ کے اندر میرے فرشتوں کو بھی ان کی خبر نہیں۔ لیجیے سنئے (۱) آغاز شباب میں صوفی صاحب سلمہ بیمار ہوئے اور ہر وقت بخار زدہ رہتے۔ آپ کے عزیزوں نے آپ کو حکیموں اور ڈاکٹروں کو دکھلایا دوائیں دیں مگر بے فاعدہ آخر ایک تجربہ کار حکیم نے بتایا کہ ان کو مرض عشق ہے۔ آپ کے عزیزوں علاجہ معالجہ سب چھوڑ دیا۔ اور سب اعزا تو ان کے خلاف اور بدگمان ہو گئے کہ یہ تو کسی عورت پر عاشق ہیں۔ مگر آپ کا مرض کیا تھا کہ بعد نماز مغرب گھر سے غائب اور علی الصبح گھر پر موجود۔ کسی کو خبر نہیں کہ رات بھر کہاں رہے ملانہ سے ساڈھورہ شریف دس بارہ کوس ہے۔ وہاں حضور شاہ قمیص الاعظم قادری قدس سرہ العزیز کا مزار پُر انوار ہے۔ آپ رات بھر وہاں رہتے اور ایسا ایک دو دن نہیں بلکہ مہینوں ہوا۔ نہ سواری، نہ سائیکل بعد مغرب جانا شب بھر روضہ پر رہنا پھر پیدل ہی علی الصبح گھر پر پہنچ جانا۔ یہ تھا عشق الٰہی جس میں آپ مبتلا تھے اور لطف یہ کہ کسی اپنے بیگانے کو خبر تک نہ ہوتی۔

(۲) اسی اثنا میں آپ نے چلے اور وظیفے شروع کر دیے ملانہ سے ملی ہوئی ایک ندی ہے جس کو

Marfat.com

مارکنڈا کہتے ہیں اس کے کنارے بیٹھ کر آپ چلہ کشی کرتے تھے۔ جب چلہ پورا ہوتا اور وہ بزرگ تشریف لا کر پوچھتے تھے کہ آپ کا عمل پورا ہو گیا ہے۔ بتاؤ تمہارا کیا مطلب اور مقصد ہے۔ تو صوفی سائر صاحب سلمہ فرماتے کہ میرا مطلب تو آپ ہی ہیں اور کچھ نہیں۔ سبحان اللہ

(۳) ایک مرتبہ آپ بعد نماز فجر وظیفہ میں مشغول تھے اور ایک سانپ آپ کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ کبھی کپڑوں میں کبھی باہر۔ آپ کا ایک خادم وہاں موجود تھا۔ (جس کا نام میں بھول گیا) وہ بہت گھبرایا اور ایک دو آدمی اور آ گئے سب گھبرائے مگر صوفی صاحب کو کچھ بھی خبر نہ تھی۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ آخر ان لوگوں نے سانپ کو مارنا چاہا مگر نہ مار سکے۔ اور وہ سانپ خود ہی غائب ہو گیا۔

(۴) ایک مرتبہ آپ نے بیس پچیس آدمیوں کی دعوت کی خانقاہ شریف میں سب کو بٹھا کر کھانا کھلایا کھانا کھا کر سب لوگ رخصت ہو گئے۔ ایک بھلا مانس برتن بھی لے گیا۔ رات کو کسی بزرگ نے اس کو ڈانٹا۔ اور حکم دیا کہ صوفی صاحب کے برتن تو واپس کر دیئے ہوتے یا وہ بھی کھانے کے ساتھ ہی تمہارے ہو گئے۔ صبح کو وہ شخص برتن لے کر صوفی صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ معافی مانگی اور برتن حاضر کئے آپ نے معافی تو دیدی مگر برتن واپس نہ لئے۔ کہ بھائی یہ برتن اگر میرے ہوتے تو یہاں سے جاتے ہی کیوں یہ تمہارے ہیں۔ جلدی لے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کوئی پولیس والا آ جائے اور تم کو گرفتار کرکے۔ چنانچہ وہ شخص برتن اپنے ساتھ ہی لے گیا۔

(۵) آپ جد امجد حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ العزیز کے تمام کمالات کا اندازہ تو کوئی نہیں کر سکتا مگر ان کا ایک ادنیٰ کمال میں آپ کو سناتا ہوں۔ حضور والا نے ایک سال روزے رکھے۔ ایک رتی خوراک اور ایک رتی پانی افطار فرماتے تھے۔ سال بھر کے بعد پھر آپ نے کھانا شروع کیا تو ہر روز ایک گائے کا گوشت اور ایک دھڑی چاول دو سیر پختہ گھی کی پلاؤ ایک دفعہ تناول فرماتے اور روزانہ تناول فرماتے تھے۔ لطف یہ کہ پیشاب پاخانہ تو درکنار وضو بھی کبھی نہ ٹوٹا تجدید ضرور فرما لیا کرتے تھے۔ اب ان کے لخت جگر حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر صابری کا حال سنیئے کہ خانقاہ شریف میں ہم لوگوں کے لئے تو انواع و اقسام کے لذیذ کھانے اور آپ گھر کے اندر رات کا باسی ٹکڑا کھا لیتے تھے۔ ہم لوگ کھانے کو کہتے تو آپ فرماتے کہ میں گھر کھا آیا ہوں اور گھر والے کہتے تو فرماتے کہ خانقاہ میں کھا لیا ہے۔ اور کھایا کہیں بھی نہیں۔ یہ معمول ایک عرصہ تک چلتا رہا اور کھانے کی سنیئے کہ ایک دفعہ سائیں نصیر الدین

Marfat.com

ننکانہ والوں نے آپؒ کی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ سائیں صاحب دعوت تو پیروں کی ہوتی ہے۔ سائیں نصیر الدین کہنے لگے صوفی جی آپ میرے پیر بھائی ہیں میں نے آپ کے ہاں کھالیا آپ میرے ہاں کھالیں۔ خیر آپ معہ دو تین احباب کے کھانے چلے گئے۔ نصیر الدین صاحب گھر سے لاتے رہے اور صوفی صاحب کھاتے رہے دسترخوان کو خالی دیکھ کر آپ نے فرمایا سائیں صاحب اور کچھ ہے اب سائیں نصیر الدین صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور کہا سرکار مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ آپ واقعی پیر صادق ہیں۔ لہٰذا آپ نے دسترخوان سے ہاتھ کھینچ لیا۔

(٦) ایک دفعہ پیران کلیر شریف کا عرس قریب آ گیا۔ اِدھر آپ کے مکان کے صحن کے دروازہ کے کواڑ ٹوٹ گئے۔ گھر والوں نے کہا کہ آپ کلیر شریف جا رہے ہیں۔ پیچھے دروازہ کھلا رہے گا۔ تم از کم کواڑ تو لگوا دیتے آپ بھی کہتے رہے بہت اچھا۔ لگوا دینگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کواڑ ندارد اور آپ کلیر شریف کو روانہ۔ کلیر شریف سے واپسی پر آپ نے گھر والوں سے کہا کہ کواڑ نہ ہونے کی وجہ سے تم لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی۔ کیا کروں۔ مجھے کچھ خیال نہ رہا۔ ورنہ کواڑ لگوا کر جاتا۔ گھر والوں نے نہایت خوش ہوکر کہا کہ ہم تو کواڑوں سے بھی اچھی طرح رہے صوفی صاحب نے فرمایا کہ وہ کس طرح۔ کہا کہ ایک کتا آتا تھا اور رات بھر دروازہ پر بیٹھا رہتا تھا کسی آدمی اور جانور کی طاقت نہ تھی جو گھر کے اندر گھسے اور ہم نہایت بے فکری کے ساتھ رات گزارتے تھے۔ سبحان اللہ۔ واقعی محبوبان الٰہی کی یہی شان ہے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیارے ہر وقت ان کے محافظ اور نگہبان ہیں۔ یہ تو صوفی صاحب کے کمالات باطنی کا ایک نمونہ ہے۔ اور ظاہری کمالات کو لیجئے جس بیمار کو کہیں سے شفا حاصل نہ ہوتی وہ وہ آپ کے زیر سایہ رہ کر شفا حاصل کرتا ہے۔ اور ولی کا کیا ذکر خود میری موت کا دن ۴۴۔٦۔٦ تھا مگر واہ رے صوفی جی۔ ایسا مقدمہ بنایا کہ بیچارے ملک الموت کو باہر نکال کیا اور میں اب تک زندہ ہوں۔ اب بتلایئے کہ میں ان کا شکریہ کہاں تک ادا کروں۔ زندگی بھی ان کی عطا کردہ ہے۔ پیری بھی۔ مگر آپ لوگ تو صرف یہ دیکھ رہے ہیں کہ صوفی صاحب نبض دیکھتے ہیں اور دوا دیتے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ روٹی پان کھاتے ہیں۔ بس آپ ان کے ظاہر سے واقف ہیں باطن سے نہیں۔ چومنے کے صوفی صاحب کے ہاتھ ہیں ان کے قدم ہیں۔ ان کے پاؤں کی خاک بھی اگر چومی جائے تو کیمیا کا اثر رکھتی ہے۔ بھائی میرے کاغذوں میں کیا دھرا ہے جن کو آپ چومتے ہیں۔ ایک اور بات سنیئے میرے پاس باتیں ہی ہیں اور پلے کچھ بھی

Marfat.com

نہیں۔صرف آپ دوستوں کی دعاؤں سے بیڑا پار لگ جانے کی امید ہے۔ورنہ۔من آدم کہ من دانم

پیری مریدی ☆: زمانہ موجودہ میں پیری مریدی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔اصلیت کا شاید کہیں نشان ہو۔مجھے تو نظر نہیں آتا سوائے ایک صوفی صاحب ہمارا اور آپ کا سب کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر المطلق ہے جو چاہے سو کر سکتا ہے۔اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اور ہم سب پوچھے جائینگے کہ ایسا کیوں کیا مگر باوجود اس قدرت کے اللہ تعالیٰ کی عادت بھی ہے۔مثلاً اس کو قدرت ہے کہ انسانوں کے بچے درختوں کی شاخوں سے پیدا کر دے اور بغیر ماں باپ کے پیدا کر دے جیسا کہ حضرت حوا۔حضرت آدم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔مگر عادت یہی ہے کہ مرد عوت کے ملنے سے نو مہینے پیٹ کے اندر رہ کر پیدا ہو۔اسی طرح جس کو وہ چاہے ہدایت دے۔ اور جس کو چاہے گمراہ کر دے لیکن عادت کیا ہے؟ یہ قرآن شریف پارہ ۱۵ سورہ کہف میں پڑھیے۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہ ہدایت پاتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو مرشد کامل نہیں ملتا۔گویا ہدایت پائینگے مرشد ولی کی ضرورت سے حدیث شریف ہے۔ **من لا شیخ لہ فشیخہ شیطان** ۔یعنی جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ایک اور حدیث کا مضمون حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں اس طرح بیان فرمایا۔

گفت پیغمبر علی را کا اے علی ‍ ‍ ‍ شیرِ حقی پہلوانی بروِلی

ترجمہ ☆: بولے پیغمبر علی سے اے علی۔شیر حق ہو تم بہت مردِ جری

مہک بر شیری مکن ہم اعتمید ‍ ‍ ‍ اندر آدر سایۂ خاص اُمد

ترجمہ ☆: پیر شیری پر کرو کچھ اعتماد۔سایۂ مرشد میں آ کر لو مراد۔

مضمون مذکورہ بالا سے یہ حقیقت واضع ہو گئی کہ ہدایت کیلئے پیری مریدی ضروری اور لازمی ہے۔ بزرگان دین کے شجرے اسی حقیقت کو واضح کر رہے ہیں۔جناب امیر، جناب مولانا روم، خواجہ غریب نواز، شیخ سعدی، حضور غوث پاک، حضور صابر پاک اور جس بزرگ کو بھی دیکھو پیری مریدی سے باہر نہیں۔اگر شاذ و نادر کوئی بزرگ ایسے ہوں تو وہ اویسی طریقہ سے کسی بزرگ سے فیض یاب ہونگے۔

Marfat.com

اب دیکھنا یہ کہ پیر کس کو بنایا جائے۔ سو جس کو پیر بنانا ہے۔ اس کے اندر دو باتیں دیکھو اول یہ کہ اہل سنت والجماعت ہو دوسرے یہ کہ اس کو کسی شیخ کامل سے اجازت ملی ہوئی ہو۔ بس اور کسی کشف و کرامات کو مت دیکھو۔ ورنہ سینکڑوں ہزاروں مسمر یزم والے شعبدہ باز مل جائینگے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ پیر کیسا ہونا چاہیے اور مرید کیسا۔ ذرا غور سے سنیے۔ ایک پیر ہے اس کے پاس پانی کا گھڑا بھرا رکھا ہے اور اس پر پیالہ بھی پڑا ہے۔ مگر اس پیر کے دل میں یہ طمع ہے کہ گھڑے میں سے مرید پیالہ بھر کر پانی پلائے۔ سو وہ پیر نہیں بلکہ وہ ٹھگ ہے۔ سو پیر ایسا ہونا چاہیے جو طمع نفسانی نہ رکھتا ہو۔ ہاں مرید کی اصلاح سلوک کے لئے اگر مرید سے شہر میں محلوں سے ٹکڑے بھی منگوا دے تو جائز ہے اور اگر مرید یہ سمجھے کہ وہ اور اس کا تمام گھر بار پیر کی ملکیت ہے میرا کچھ نہیں تب وہ مرید ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ کامیاب و کامران ہوگا۔ اگر اس کے دل میں یہ خیال ہے کہ کس کتاب کو کہیں چھپا کر رکھوں ایسا نہ ہو پیر جی دیکھ لیں اور یہ کتاب پیر جی کو دینی پڑے وہ بھی مرید نہیں ہے بلکہ مکار دھوکہ باز دنیا دار ہے۔

میں ایک روایت لکھ کر اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ وہ روایت یہ ہے کہ ایک شخص حضور غوث پاک کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ذرا میرے ساتھ جنگل میں چلو ایک ضروری کام ہے۔ حضور ان کے ساتھ جنگل کو چلے گئے۔ جنگل میں جا کر صاحب نے فرمایا کہ آپ ذرا یہاں ٹھہریں مجھے شہر میں ایک کام یاد آ گیا اِسے کر آؤں۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا۔ چنانچہ وہ صاحب شہر میں چلے گئے اور سال بھر تک جنگل میں نہ گئے۔ سال بھر کے بعد وہ جا کر دیکھا تو حضور غوث پاک وہیں موجود ہیں پھر وہی سوال و جواب ہوئے تیسرے سال پھر ایسا ہی ہوا۔ اور آپ نے فرمایا کہ خضر ہوں تمہارا حصہ ابو سعید مخزمی کے پاس ہے وہاں چلے جاؤ۔

سو میرے دوستو اب آپ خود اندازہ لگا لو کہ صرف وعدہ وفائی میں تین سال ایک جگہ ایسی جگہ گزار دیئے جہاں نہ سایہ نہ آرام کا سرمایہ۔ اب بتلایئے کہ ہمارے اور تمہارے میں کوئی ایسا ہے جو وعدہ وفائی تو رہی الگ بات۔ پیر حکم دے کہ ایک گھنٹہ دھوپ میں کھڑا رہے اگر خدانخواستہ پیر صاحب کسی کو ایسا حکم لگا بھی دیں تو مرید یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ ان کے تو دماغ میں خلل آ گیا ہے جو دھوپ میں کھڑا کر کے مارنے لگے۔ سو برادرم جیسی ہماری عقیدت۔ محبت خلوص نیت ہے ویسا ہی ہم کو پھل ملے گا۔

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

Marfat.com

آپ ہر روز شجرہ میں حضور امام حسن بصری کا نام پڑھتے ہیں۔ معلوم ہے آپ کا زمانہ کون سا تھا۔ آپ نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور حضور سرور عالم ﷺ کی گود میں پرورش پائی ہے۔ آپ زمانہ کا اندازہ خود لگا لو۔ آپ سے لوگوں نے دریافت کیا مسلمانی کیا ہوتی ہے۔ حضور نے جواب دیا کہ مسلمانی در کتاب است و مسلماناں در گور۔ حضرت امام جعفر صادقؓ کے زمانہ کو بھی آپ جانتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ دنیا سے وفا تیز رفتاری کے ساتھ بھاگ گئی۔ لوگ گمانوں اور شکوں میں پڑ گئے۔ مروت جاتی رہی دوستی جاتی رہی سو دوستو یہ اس زمانہ کا ذکر ہے۔ اب آپ اِس چودھویں صدی جس سے بھیڑیوں نے پناہ مانگی ہے۔ کس طرح مسلمان کی تلاش کرو گے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آج کل پیر نہیں ملتا یہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ کہ آج کل مرید نہیں ملتا۔ دنیا کے طالب ہیں طالب حق کوئی نہیں طالب دنیا کے لئے انبیاء اور اولیا بھی کچھ نہیں فقط والسلام حضرات سائر ذاکر۔ محمد اسماعیل غلام فرید ولی محمد صاحبزادگان صابری کی خدمت میں حسب مراتب سلام ودعا۔ فقیر محمد اسماعیل ذبیح صابری از گنگوہ شریف ضلع سہارنپور آستانہ عالیہ قدوسیہ

۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۵ جمادی الاول ۱۳۷۴ھ بمطابق ۱۶ ماہ نومبر ۱۹۵۴ء بروز اتوار بوقت نماز مغرب کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ سائر پورہ کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند جانشین حضرت صاحبزادہ جمیل اختر چشتی صابری صدیقی ہیں جو کہ بڑے لکھے متبحر عالم دین اور ظاہری و باطنی علوم پر مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ ہمہ صفت اوصاف کے مالک اور قرآن وحدیث تفسیر وفقہ علم الاعداد علم جعفر و دیگر علوم ظاہریہ و باطنیہ کے اسرار ورموز سے واقف ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف اپنے والد گرامی کے تمام خلفاء اور ان خلفا کے آگے جتنے جتنے خلفائے کرام ہیں سب کے احوال سے بخوبی واقف ہیں۔ موصوف اپنے وقت کے بہترین پختہ شاعر اور ادیب بھی ہیں۔ اپنے سلسلہ کے بارے میں ایک کتاب بنام ''کلید السالکین'' انہوں نے طبع

Marfat.com

کرائی ہے۔ علاوہ ازیں ایک کتاب حیات خواجہ جو اپنے پیرومرشد کے حالات پر مفصل کتاب کا قلمی نسخہ تیار ہے جلد ہی چھپ جائے تو مناسب ہوگا۔

فقیر کو تمام معلومات صاحبزادہ جمیل اختر چشتی صابری صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے اور فقیر سے مسلسل بذریعہ فون رابطے میں ہیں۔

آپ کے پیرومرشد جو اس وقت گنگوہ شریف میں ظاہری طور پر حیات تھے انہوں نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے۔

رفعت از دہر حزیں صدیق حیٔ درجناں گشتہ مکیں صدیق
سن نقلش گفت ہاتف اے ذبیح سائر خلد بریں صدیق

۱۳۷۴ھ

منقبت درشان

حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابر رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری نوراللہ مرقدہ، گنگوہ شریف

عاشق سوختہ جانثار صابر میکش خواجہ معین بادہ گساء صابر
حق کے پیارے ہیں نبی اور علی کے محبوب دلبر غوث و قطب باغ و بہار صابر
عرش اعظم پہ سجا صبر کا ڈنکا انکا ان کی آنکھوں میں ہر وقت مزار صابر
مست انوار خدا صوفی محمد صدیق حق نے بخشا ہے انہیں حسن شعارِ صابر
شمس اور شمع کے مانند بنے ان کے مرید مرحبا فیض شرف بخش نگار صابر
بھر دیا جلوۂ عرفان سے کلیر ثانی کو آپ کے دم سے ہے ہمرنگ دیارِ صابر

فخر کیوں نہ ہو اس ہستی پہ تجھ کو اے ذبیح
شان حیدر جسے حاصل ہو وقارِ صابر

Marfat.com

منقبت (ازقلم......صاحبزادہ جمیل اختر صابری)

حضرت خواجہ محمد صدیق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

ذرۂ ناچیز کو ادنیٰ سے اعلیٰ کر دیا
جس پہ نظریں ڈال دیں بندے سے مولا کر دیا

کیا تھا اور آپ نے کیا سے مجھے کیا کر دیا
قطرۂ شبنم سمجھ کر مجھ کو دریا کر دیا

کیوں نہ میں اپنی گدائی پر سدا نازاں رہوں
اپنے منگتے کو میرے خواجہ نے داتا کر دیا

جو سوالی بن کے آیا مانگنے دل کی مراد
اس قدر خیرات دی پر اُس کا کاسہ کر دیا

آ گیا جو زیر دامانِ صدیق صابری
فکر عقبیٰ سے مبرا اپنا بندہ کر دیا

وہ میرے حالات پر کھاتے رہے ہر دم ترس
یہ بھی کیا کم ہے سر محفل نہ رسوا کر دیا

اے جمیل صابری یہ بھی مقام شکر ہے
میرے خواجہ نے مجھے غم سے شناسا کر دیا

Marfat.com

حضرت شیخ محمد صدیق ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ العصر، پیر طریقت، امیر شریعت، حضرت خلیفہ شیخ محمد صدیق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۴ء کو ہوئی۔ آپ حضرت ماسٹر رحیم بخش چشتی صابری ناصری علیہ الرحمتہ کے بعد حضرت امام ناصر الدین چشتی کی درگاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے اور سلسلہ عالیہ کی ترویج میں اپنے اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہے۔ آپ حضرت مولانا نواب الدین سنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کر کے گلی نمبر ۱۴۵ ہری شاہ پارک، محلہ شیخاں پیر غازی روڈ اچھرہ لاہور میں آ کر قیام پذیر ہوئے اور تادم آخر اسی جگہ پر سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۴۰۰ء کو ہوا۔ مرقد منورہ قبرستان اچھرہ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت پیر سید صابر حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، جلیس مسند حق الیقین، خورشید ولایت حضرت خواجہ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب توحید و تفرید ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت سادات بخاری کے عظیم نیر تاباں حضرت خواجہ پیر سید محمد شفیع بھوپالی ثمہ گوجرانوالہ چشتیہ آباد شریف کے گھر ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بن خواجہ سید محمد شفیع بن سید محمد رضا بن سید صوفی احمد بخش بن سید مولا بخش بن سید خدا بخش بن سید میراں درویش بن سید رضا شاہ عرف رحمان شاہ بن سید خواجہ شاہ عرف معراج شاہ بن سید حمزہ شاہ بن سید نوا شاہ بن سید رجب شاہ بن سید نظام شاہ بن سید احمد شاہ بن سید اسماعیل شاہ بن سید بدر الدین شاہ بن

Marfat.com

سید سلطان صدر الدین شاہ بن سید محمد علی عرف شاہ سوار بن سید بدرالدین قندھاری بن سید محمد شجاع مراسانی بن سید قاسم شاہ بن سید حمزہ شاہ بن سید ابراہیم شاہ بن سید زید (زین العابدین) بن سید انور علی بن سید محمد ہارون بن سید عقیل ابی یوسف بن سید محمود (اسماعیل) بن سید محمد علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام محمد تقی بن امام تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام باقر بن امام زین العابدین بن حضرت سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین علیہم السلام والرضوان علیہم اجمعین بن حضرت امام المشارق والمغارب حضرت امیر المومنین مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

تربیت و تعلیم ☆: آپ کی تمام تربیت و تعلیم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید محمد شفیع چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ عاطفت میں مکمل ہوئی۔ قبلہ والد گرامی نے بھی تمام زندگی آپ کی تربیت کا خصوصی خیال رکھا۔ کسی قسم کی بھی کوتاہی نہ ہونے دی۔ اس لئے کہ ان کی دور رس نگاہیں اس بات کو بخوبی جانتی تھیں کہ آنے والے وقتوں میں میرا یہ فرزند نیرّ افق ولایت ہوگا۔ اور اس امانت کا امین ہوگا۔

بیعت و خلافت ☆: ظاہری و باطنی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ اپنے والد گرامی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے اور بعد ان کے وصال کے آپ ہی سجادہ کی مسند پر جلوہ افروز رہے۔ آپ نے اپنے دور میں سلسلہ عالیہ کی بے مثال خدمات انجام دیں اور اپنی خانقاہ و آستانے میں ایسا نظام قائم کیا جو آنے والوں کے لئے صدیوں تک مشعل راہ رہے گا۔ آپ کی زندگی ایک مرد مومن کی زندگی تھی۔ سیدھی سادھی پاک و صاف اور اپنی واضح زندگی جو کھلی ہوئی کتاب کی شکل میں بغیر کسی داؤ پیچ اور ابہام سے مبرا زندگی تھی۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جو بات دل میں وہی زبان پر ہوتی تھی۔ پوری زندگی میں کوئی کام خلاف شرع یا طریقت کے خلاف نہیں ہونے دیا۔ آپ شریعت کے آداب کو کما حقہ، پورا کرنے کی کوشش میں رہے اسی طرح طریقت کے معاملات میں اگر کوئی بات شریعت سے ٹکراتی نظر آتی تو آپ نے شریعت کو مقدم سمجھا۔ تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت میں وقف کیے رکھی۔ دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی مایوس نہیں لوٹایا۔

Marfat.com

آنے والے مہمان کی دل و جان سے خدمت اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ اپنے معمولات اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ مریدین کی تربیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

شجرہ سلسلہ طریقت ☆: آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔

حضرت سید صابر حسین چشتی صابری مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد شفیع مرید و خلیفہ بابا خدا بخش (ایمن آباد) مرید و خلیفہ حضرت غلام محمد لاڈو آنہ (ننکانہ) صاحب مرید و خلیفہ حضرت خواجہ مہلے شاہ (ننکانہ) مرید و خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد شاہ (ایمن آباد) مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شاہ رمضان (کابل) مرید و خلیفہ حضرت خواجہ امام شاہ (ایمن آباد) مرید و خلیفہ حضرت خواجہ عبدالوہاب مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شاہ محمد حیات مرید و خلیفہ حضرت شاہ امان اللہ پانی پتی مرید و خلیفہ حضرت غوث العالم سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ ٹھسکہ میراں ریاست پٹیالہ مشرقی پنجاب انڈیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۸ جنوری ۱۹۹۲ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار چشتیہ آباد شریف نزد کاموں کی منڈی ضلع گوجرانوالہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے صاحبزادے سید عبدالمصطفیٰ حسن چشتی صابری ایک پڑھے لکھے منجھے ہوئے اور باشعور انسان ہیں جو کہ سلسلہ عالیہ کی خدمت اپنے عظیم والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انجام دے رہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ اور ٹیلی فونک رابطہ مسلسل ہے۔

Marfat.com

ردیف ض

حضرت حافظ محمد ضامن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فنافی اللہ، بقاباللہ، عارف کامل، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت حافظ محمد ضامن شہید رحمتہ اللہ علیہ تھانہ بھون مظفر نگر انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ بیک وقت عالم اور شیخ کامل تھے۔ اپنے زمانے کے ممتاز لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ ولایت میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ سیف زبان اس قدر کے جو فرماتے اُسی وقت پورا ہو کے رہتا۔ آپ متصرف بہ تصرفات تھے۔ ایک وقت میں کئی جگہ دیکھے جاتے تھے۔ جبکہ آپ اُس لمحے تھانہ بھون کی مسجد پیر محمد والی میں تشریف فرما ہوتے تھے۔

ابتداء میں جب طلب حق پیدا ہوئی تو آپ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابری کے در دولت پر لوہاری میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لئے درخواست کی۔ تو میاں جیو صاحب نے انکار کر دیا۔ مگر آپ بار بار میاں جیو کی خدمت میں آتے جاتے رہے۔ مگر دوبارہ بیعت کے لئے اصرار نہیں کیا۔ جب تقریباً دو تین مہینے گزر گئے تو ایک دن میاں جی نور محمد چشتی صابری جھنجھانوی نے آپ سے پوچھا کہ کیا اب بھی وہی خیال ہے تو آپ نے عرض کیا حضرت میں تو اِسی غرض سے آتا جاتا ہوں مگر خلاف ادب ہونے کی وجہ سے اصرار بھی نہیں کرتا۔ یہ جواب سن کر حضرت شاہ نور محمد جھنجھانوی علیہ الرحمتہ نے خوش ہو کر آپ سے فرمایا کہ اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ آؤ۔ اس کے بعد حضرت نے آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور بعد میں آپ کو تکمیل منازل سلوک کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

کشف وکرامات☆: مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ارواح ثلاثہ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک صاحب کشف آپ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے اور بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں۔ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ کسی مردے پر

Marfat.com

فاتحہ پڑھو۔ یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔تو وہ پوچھنے لگے یہ کیا بات ہے۔تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت حافظ محمد ضامن شہید چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

کرامت نمبر۲ ☆: جس وقت کابل کا معرکہ ہوا آپ اُس وقت لاہور میں تشریف فرما تھے۔مگر کابل میں ہونے والی معرکہ آرائی باطنی طور پر آپ دیکھتے تھے لاہور کے مختلف علاقوں اور آبادیوں کے لوگ مغرب کے وقت آپ کو گرد آلود دیکھتے تھے۔

اس دوران کچھ لوگ پشاور سے آپ کی خدمت میں آئے تو لاہور والوں نے ان سے پوچھا کہ کیا اس تاریخ کو مغرب کے وقت کہاں تھے وہ کہنے لگے ہمارے پاس پشاور میں مگر لاہور والوں نے کہا کہ نہیں اس تاریخ کو مغرب کے وقت ہم نے آپ کو دیکھا ہے۔

مرشد کامل سے محبت وعقیدت ☆: مولوی تھانوی صاحب اپنی کتاب ارواح ثلاثہ میں رقم طراز ہیں کہ آپ اپنے مرشد حضرت شیخ میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ ان کا جوتا بغل میں لے کر اور توبرہ گلے میں ڈال کر جھنجھانہ تشریف لے جاتے تھے۔ جبکہ آپ کے بیٹے کی سسرال والوں کا گھر بھی جھنجھانہ میں ہی تھا۔

لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کا اس حالت میں جھنجھانہ جانا ٹھیک نہیں ہے۔وہ لوگ حقیر سمجھ کر کہیں رشتہ نہ توڑ ڈالیں۔آپ نے فرمایا کہ رشتہ کی ایسی تیسی میں جھنجھانہ جانے میں اپنی سعادت ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۷۲ھ بمطابق ۹۔۱۷۵۸ء کو ہوا۔مزار پُرانوار قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

ردیف ط

حضرت شیخ طالب علی المعروف چنگاڑی شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، عاشق حضرت مخدوم صابر کلیری، حضرت شیخ طالب علی المعروف چنگاڑی شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ امام الاولیاء حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابری کے مرید وخلیفہ اور مجذوب فقیر تھے۔

آپ بیس برس تک حضرت بادشاہ دوجہاں والی کلیر مخدوم العلمین سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار پر چلہ کش رہے اس دوران حضور مخدوم پاک کے مزار پُر انوار کی خدمت عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

بہت سے لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کلیر شریف میں بہت سے ناموں سے متعارف تھے۔ جن میں چنگاڑی شاہ، جنگلی شاہ، چوٹی شاہ وغیرہ شامل ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹۶۶ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار حضرت بابا نہال شاہ کے تکیہ کلیر شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

ردیف ظ

حضرت خواجہ محمد ظہور الحق شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پیر روشن ضمیر، عالم ربانی، مرشد لاثانی، حضرت خواجہ شاہ محمد ظہور الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین اور قدوۃ السالکین ہیں۔ آپ گورداسپور انڈیا میں سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے گھر پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت گھر سے ہی مکمل ہوئی۔ باقی دنیاوی علوم کی تکمیل کے اعلیٰ ترین اساتذہ کرام سے حاصل کرنے کے مختلف سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم رہ کر ایف اے تک تکمیل کرنے کے بعد محکمہ پولیس میں بطور ڈی ایس پی تعینات ہوئے اور بڑے ہی احسن انداز سے ملازمت جاری تھی کہ ایک روز خانقاہ سراجیہ میں عرس مقدس کی تقریب جاری تھی۔

بقول قاری محمد شریف بن قاری فضل دین علیہ الرحمۃ کے ذکر جاری تھا۔ ہزار ہا صوفیائے کرام اور خدام ذکر میں مصروف تھے کہ حضور قبلہ عالم سراج الاولیاء علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلایا تو سرکاری یونیفارم میں ہی تشریف لے آئے۔ اور عرض کرنے لگے حضور ''کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟'' حضرت قبلہ عالم نے اپنی نگاہ ولایت سے ایک نظر آپ کو دیکھا اور فرمایا جاؤ۔ لیکن یہ نظر ایسی نظر تھی کہ سینے سے اترتی چلی گئی اور کام کرگئی۔ اور آپ کو اَلْوَ لَدُ لِاَ بِیْہِ کے مصداق بنا دیا۔

چشم مست عجیبے ار بدا ساز عجیبے
عشوا باز عجیبے بندہ نوازے عجیبے

سیرت وکردار اور عہد جانشینی ☆: آپ اپنے والد گرامی کی زندگی کا عملی نمونہ تھے۔ شریعت وطریقت کی پاسداری اور اپنے خواجگان بالخصوص والد گرامی کے وضع کردہ طریقے پر سختی سے کاربند تھے۔ تمام زندگی غیر شرعی معاملات سے دوری اختیار کیے رکھی۔ ڈی ایس پی جیسے اہم عہدے پر تعینات رہتے ہوئے بھی اپنے دامن پر طرفداری یا کرپشن کا داغ نہیں لگنے دیا۔ دوران ملازمت میں احکام خداوندی کو ہمیشہ سامنے رکھا اور نماز روزہ کی سختی سے پابندی فرماتے رہے۔

Marfat.com

حضور قبلہ سراج الاولیاء کے وصال با کمال کے بعد جب آپ کی رسم سجادگی ادا کی گئی تو ہزار ہا کے اجتماع میں سینکڑوں جید علمائے کرام کے سامنے سلطان المناظرین حضرت علامہ خواجہ محمد نواب الدینؒ چشتی صابری حضرت مولانا عبدالعزیز، صوفی محمد شریف، پیر طریقت حضرت شاہ عبدالغنی چشتی صابری سراجی علیہم الرحمۃ جیسی نابغہ روزگار شخصیات نے آپ کی دستار بندی میں حصہ لیا اور رسم دستار بندی ادا کی۔

آپ کی ذات والا صفات نے سجادگی کی مسند پر بیٹھنے کے بعد جب تبلیغ دین متین اور خانقاہی نظام کے احیاء کے لئے کام شروع کیا تو سب سے پہلے سرکاری ملازمت کو خیر باد کہا اور اپنے عظیم والد گرامی وشیخ طریقت کے مزار پُر انوار کی تعمیر کے کام کا آغاز کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حضور سراج الاولیاء کی دیرینہ خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسا دار العلوم قائم کیا۔

جس میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک تک تعلیم بھی دی جا سکے گی تعمیر کے کام کا آغاز کیا۔ اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت جلد ان تمام مقاصد میں کامیابی حاصل کر لی اور جلد ہی تعلیمی نظام کو متعارف کرانے میں کامیاب ہوئے مگر بدقسمتی سے قیام پاکستان کے بعد دو سکول صابریہ سراجیہ ہائی سکول سنت پورہ فیصل آباد اور ایک سکول ڈھاکہ میں قومیائے جا چکے ہیں۔

اس کے علاوہ پاکستان بھر میں مدارس دینیہ کی سرپرستی فرماتے رہے اور فیصل آباد میں اب بھی صابریہ سراجیہ سکول جس کے پرنسپل آج کل آپ کے صاحبزادے ہیں اور یہ ادارے آپ کی یادگار ہیں۔

خانقاہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں سال میں دو مرتبہ عرس کے انتظامات اور معمولات کوئی معمولی کام نہیں ہیں۔ ذکر حدادی اور حلقہ کا ایسا روح پرور منظر ہوتا ہے جس کی دوسرے عرسوں میں نظیر نہیں ملتی۔

اس کے علاوہ ہفتہ وار مجلس ذکر ختم خواجگان، ماہانہ گیارہویں شریف اور روزانہ کے آنے جانے والے مہمان علمائے کرام مشائخ عظام صوفیائے کرام اور عقیدت مندان کی خدمت وعزت ان کے لنگر خورد ونوش کا انتظام یہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ پر آپ کے خواجگان بالخصوص آپ کے شیخ طریقت و والد گرامی کے فیضان کا ہی نتیجہ ہے۔

اور جو بنیاد آپ نے رکھ دی ہے اس سے یہ تمام معاملات تا قیامت جاری وساری رہیں گے۔ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ:

Marfat.com

آپ نے خانقاہ صابریہ سراجیہ کا سجادہ نشین ہونے کا حق ادا کر دیا ہے

آپ جیسی شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں کہ جن کے چہرے کی زیارت کی جائے تو اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آپ کا روحانی فیضان عام ہے ہزاروں افراد نے استفادہ کیا اور راہِ دایت حاصل کی۔ آج بھی آپ کا سلسلہ و فیضان جاری ہے۔ آپ کے تقریباً سولہ سے زیادہ خلفا آپ کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کئے ہوئے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد صمیر الحق چشتی صابری سراجی مدظلہ العالی بحیثیت سجادہ نشین بڑی ہی خوش اسلوبی سے اپنے اسلاف کے مشن کی تکمیل میں مصروف ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰ ذی الحج ۱۴۰۴ھ بمطابق ۷ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعرات بوقت نماز مغرب ہوا۔

مزار پُر انوار مرکز سراجیہ پیپلز کالونی نمبر ا فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذھان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

ردیف ع

منقبت (ازقلم.....محمد امیر صابریؔ)

حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

محتاج کرم ہوں کیجئے کرم نظر عنائت عبدالحقؒ
ہے دین میرا ایمان میرا آقا کی محبت عبدالحقؒ

مدت سے بھٹکتا پھرتا ہوں بیتاب تڑپتا پھرتا ہوں
اب بہر خدا کر دیجیے عطا عشق کی دولت عبدالحقؒ

حسرت ہے میری چوکھٹ پہ مروں تا حشر تیرے قدموں رہوں
جو آپ کی مرضی میری رضا یہ ہے میری جنت عبدالحقؒ

جو آپ کے صدقے سے مانگے فوراً ہی ملے نہ دیر لگے
قدرت نے عطا کی یہ قدرت ہے زندہ کرامت عبدالحقؒ

ہر وقت تصور میں چاہوں ہر وقت تمہیں دیکھا ہی کروں
یہ میری ریاضت عبدالحقؒ یہ میری عبادت عبدالحقؒ

روضے پہ فرشتے آتے ہیں ۔ توحید کے نغمے گاتے ہیں
دن رات برستی ہے اللہ کی رحمت عبدالحقؒ

ماوا ہو تمہیں ملجا ہو تمہیں قبلہ ہو تمہیں
آقا ہے امیرؔ صابری کا یہ حسن عقیدت عبدالحقؒ

Marfat.com

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صاحب جذبات جلال ونفحاتِ جمال خورشید ولایت۔غرق شہود ذات مطلق قطب زمانہ۔حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مستغرق بحر توحید میں آپ کا سلسلہ پدری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔آپ کے دادا شیخ داؤد بلخ میں رہتے تھے۔جب ہلاکو خان نے ملک کو برباد کیا اور انتشار اور ابتری رونما ہوئی تو انہوں نے بلخ سے سکونت ترک کر کے مع چند خاندانی افراد کے سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد میں ہندوستان کا رخ کیا۔سلطان علاؤالدین خلجی نے صوبہ اودھ میں ان کی رہائش کا بندوبست کیا۔وہ ردولی میں رہنے لگے آپ کے دادا حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی عمر ہے۔آپ کے بڑے بھائی شیخ تقی الدین علیہ الرحمۃ بہت بڑے عالم تھے۔اور دہلی میں رہتے تھے۔ آپ ردولی میں پیدا ہوئے۔آپ کا نام احمد ہے۔آپ عبدالحق کے خطاب سے مشہور تھے۔آپ کی یہ عادت تھی کہ اٹھتے بیٹھتے وقت کھاتے پیتے وقت حق حق حق تین مرتبہ بلند آواز سے فرماتے تھے۔آپ کے پیرومرشد نے بحکم رب آپ کو عبدالحق کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سات سال کی عمر سے آپ نماز پابندی سے پڑھنے لگے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آپ بھی اٹھتے اور چھپ کر نماز تہجد ادا فرماتے جب آپ کی والدہ کو اس بات کا علم ہوا۔تو آپ کو منع فرمایا آپ کو ناگوار گزرا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ ماں میرے راستے میں راہزن ہے۔جو مجھ کو خدا کی عبادت سے باز رکھتی ہے۔وطن سے رخصت ہو کر دہلی کی راہ لی اس وقت آپ کی عمر بارہ سال کی تھی۔دہلی پہنچ کر آپ نے بڑے بھائی شیخ تقی الدین علیہ الرحمۃ کے پاس رہنے لگے اور اُن سے علم ظاہری پڑھنے لگے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ کے گھر پر ہوئی دہلی میں اپنے بڑے بھائی سے علوم ظاہری حاصل کیا لیکن آپ کا قلبی رجحان اس طرف نہ تھا۔آپ کے بڑے بھائی آپ کو ایک مشہور عالم دین کے پاس لے گئے اور اُس سے آپ کی شکایت کی اور استدعا کی کہ آپ ہی عبدالحق کو کچھ

Marfat.com

پڑھایئے اس عالم نے آپ کو میزان الصرف پڑھانا شروع کیا۔ جب آپ ضرب اضربا کے مقام پر پہنچے اور اس کے معنی استاد نے بتائے تو آپ نے اپنے استاد سے کہا کہ راہ حق میں زدن اور زدہ شدن کا کیا کام جس سے معرفت حق تعالیٰ حاصل نہ ہو۔ استاد نے تمام ماجرا آپ کے بڑے بھائی کے روبرو پیش کر دیا اور کہا کہ جس چیز کی طلب آپ کو ہے وہ میں پوری نہیں کر سکتا اور میں انہیں پڑھانے سے قاصر ہوں۔ استاد کی بات سُن کر آپ کے بڑے بھائی پریشان ہوئے اور دل میں خیال کیا کہ اگر آپ کی شادی کر دی جائے تو ہو سکتا ہے آپ میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی چنانچہ انہوں نے آپ کی شادی کی کوشش کی مگر آپ نے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ میں شادی کے لائق نہیں ہوں۔

تلاش حق ☆: دہلی سے آپ تلاش حق میں نکلے شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ کر ہری گھاس یہ کہہ کر پیش کی۔ "بابا صفا ست" شیخ نور قطب عالمؒ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ "بابا عزت ست" ان سے رخصت ہو کر بہار آئے۔ وہاں شیخ علاؤالدین اور ایک بزرگ جن کو نیم لنگوٹی کہا جاتا ہے۔ ان سے ملے بابا نیم لنگوٹی کی صحبت سے آپ کو قدرے تسکین ہوئی۔ ذوق وشوق میں اضافہ ہوا۔ طلب جستجو میں زیادتی ہوئی۔ ان سے رخصت ہو کر اودھ میں حضرت شیخ فتح اللہ اودھی سے ملے اُن سے بھی آپ کی تسکین نہ ہوئی۔ آخر ناامید ہو کر اپنے دل میں کہا اے احمد زندوں سے تو گوہر مقصود نہ ملا۔ اب مردوں کی صحبت میں چلو۔ شاید گوہر مقصود ہاتھ آجائے۔ یہ خیال کر کے آپ نے اس شہر کے قبرستانوں اور آس پاس کے جنگلوں میں **"یَاھَادِیُ۔ یَاھَادِیُ"** کہتے ہوئے گھومنا شروع کر دیا۔ اور اسی طرح چند سال گھومتے رہے لیکن درِ مقصود ہاتھ نہ آیا اس طرح سے بھی جب مقصود بر آری نہ ہوئی۔ تو اپنے دل میں کہا اے احمد اب مر جاؤ اور زندہ درگور ہو جاؤ۔

چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک قبر کھودی اور اُس میں چھ ماہ تک یادِ حق میں مشغول رہے۔ ریاضت ومجاہدہ کے بعد بھی آپ کو تسکین نہ ہوئی تو ایک روز عالم غیب سے بشارت ہوئی کہ اے احمد جلد پانی پت جا کر حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کی خدمت کی سعادت حاصل کرو۔

پانی پت آمد ☆: اس بشارت سے آپ کو بہت خوشی ہوئی اور پانی پت خنداں وفرحاں روانہ

Marfat.com

ہوئے۔حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کو بذریعہ کشف آپ کی آمد کی اطلاع ہوگئی انہوں نے آپ کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے چند گھوڑے کھلوا کر خانقاہ کے دروازے پر کھڑے کروا دیئے اور خانقاہ کے اندر دستر خوان بچھا کر مختلف قسم کے کھانے چنوا دیئے۔آپ جب خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو گھوڑے کھڑے دیکھے اور جب خانقاہ کے اندر داخل ہوئے تو دستر خوان پر پُر تکلف کھانے چنے، ہوئے پائے آپ نے دل میں کہا جو شخص ایسی شاہانہ زندگی گزارتا ہو اس کو محبت اور معرفت الٰہی سے کیا کام۔

چنانچہ خانقاہ سے باہر آ کر اپنی راہ لی اور دن بھر چلتے پھرتے رہے۔شام کو ایک مقام پر پہنچ کر نام دریافت کیا۔جب معلوم ہوا کہ پانی پت ہے تو آپ کو حیرت ہوئی۔رات شہر سے باہر گزاری دوسرے ن پھر روانہ ہوئے۔تھوڑی دور جا کر راستہ بھول گئے۔ایک شخص ایک خشک درخت پر ٹوپی پہنے بیٹھے یکھا اس سے راستہ دریافت کیا۔اُس شخص نے آپ کو بتایا کہ شیخ جلال الدین کے دروازے کے سامنے سے راستہ گیا ہے۔اگر تمہیں یقین نہ آئے تو وہ دو شخص آتے ہیں ان سے پوچھ لیں۔کچھ دور چل کر آپ دو آدمیوں سے ملے اُن سے راستہ دریافت کیا۔تو انہوں نے وہی کچھ بتایا یہ سن کر آپ نے سوچا کہ خداوند تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کے پاس جایا جائے اور ان سے بیعت کی جائے۔پس آپ حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کی خانقاہ پر پہنچے راستہ میں آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ حضرت جلال الدین بیعت کرتے وقت اپنی ٹوپی اپنے پیر و مرشد کے دربار سے مس کر کے میرے سر پر رکھیں اور نان حلوہ مرحمت فرمائیں۔

بیعت و خلافت ☆: آپ خانقاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گئے ہوئے ہیں۔آپ دربار شریف پہنچے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔حضرت جلال الدین علیہ الرحمۃ نے اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اپنے پیر و مرشد کے مزار سے مس کر کے آپ کے سر پر رکھی۔اتنے میں ایک شخص نان اور حلوہ لایا۔حضرت کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ نے وہ نان اور حلوہ آپ کو مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ یہ تمہاری آرزو ہے بعد ازاں حضرت کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت سے مشرف فرمایا کچھ عرصہ بعد آپ نے خرقہ خلافت عطا فرما دیا۔اس کے بعد آپ ردولی شریف تشریف لے آئے۔اور عبادت و ریاضت اور تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔

Marfat.com

سیرت و کردار☆: آپ صاحب عظمت و صاحب کرامت و نعمت اور صاحب ترک و تجرید تھے۔ ریاضت و عبادت اور مجاہدہ میں یکتا تھے۔ جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے کان میں تین مرتبہ حق حق حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش آتا تھا۔ آپ جامع مسجد میں اول وقت جاتے اور جھاڑو دیتے تقریباً پچاس سال تک جامع مسجد میں جاتے رہے لیکن راستہ نہیں جانتے تھے۔ آپ کے مریدوں میں سے کوئی مرید حق کہتا تب آپ اس طرف جاتے تھے۔

توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق☆: جب آپ قبر میں بیٹھ کر چھ ماہ کا چلہ مکمل کر کے اور ذات خداوندی کے حکم سے باہر آئے تو حاجت مند لوگ روٹی کو گھی سے تر کر کے اور اس پہ کچھ شکر رکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ آپ ان کی دلجوئی کے لئے تھوڑا بہت تناول فرما لیتے تھے اور باقی حاضرین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ اور یہ بھی فرماتے کہ جو بھی شخص ہمارا توشہ ہماری اجازت کے بغیر کھائے گا جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ یہ سنت آج تک جاری ہے اور حضرت اقدس کے جانشینوں اور مریدین کی اجازت کے بغیر کوئی شخص نانِ توشہ نہیں کھاتا۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مشائخ فرماتے ہیں کہ آپ کا توشہ نذر کرنے سے بڑی سے بڑی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ مقصد حاصل ہونے سے پہلے نذر ادا کر دی جائے۔ اگر بعد میں بھی دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور فرمادیا کہ کوئی بھی شخص توشہ کسی دور دراز مقام پر تیار کرتا ہے تو وہ ہمارے سلسلہ عالیہ کے مریدین کو کھلا سکتا ہے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی مسکین اور درویش کو دے۔ انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی۔

توشہ تیار کرنے اور دینے کا طریقہ کار☆: توشہ تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پانچ پاؤ آٹا گندم، پانچ چھٹانک سفید شکر، پانچ چھٹانک گھی۔ کمال احتیاط کے ساتھ منگوا کر۔ باوضو ہو کر پاک و صاف جگہ پر روٹی پکائی جائے اور گھی سے تر کر کے اس پر شکر رکھی جائے۔ اور پھر حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ اللہ علیہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کی فاتحہ پڑھی جائے۔ اگر حضرت احمد عبدالحق ردولوی علیہ کی اولاد پاک اس موقعہ پر یا علاقہ میں موجود ہو تو ان کے علاوہ کسی کو نہ دیا جائے اگر آپ کی اولاد موجود نہ ہو تو آپ کے سلسلہ کے جو مریدین نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں ان کو کھلائے اگر

Marfat.com

مریدین بھی نہ ہوں تو پھر پنجگانہ نمازی کو کھلایا جائے۔ آپ کے زمانے میں یہ نیاز خانقاہ ردولی شریف کے مریدین کے علاوہ کسی کو کھانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد عارف حق علیہ الرحمۃ نے عام اجازت دے دی تھی۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ذات حق بے نام ونشان ہے۔ لیکن اس ذات پاک کے اسماء میں سے کوئی اسم ذات پاک کا اطلاق کریں تو وہ حق کے اسم سے بہتر اور بزرگ تر نہ ہوگا۔ لیکن اسم حق کے معنی جملہ کائنات کے سزاوار اور ثابت بذات ہیں۔ پس ذات پاک پر اسم حق کا اطلاق بر منہائے کمال ہے۔

کشف وکرامات ☆: ایک دن غلبۂ حال میں آپ نے یہ شعر پڑھا:

اگر گیتی سراسر بادگیرد ۔۔۔ چراغ مقبلاں ہرگز نیمرد

شعر پڑھ کر آپ نے فرمایا کہ جس طرح گازردن میں خواجہ ابو اسحاق گازرونی کا چراغ جل رہا ہے اور قیامت تک جلتا رہے گا۔ اسی طرح میں بھی کھانا تیار کروں گا اور لوگ ہمیشہ کھاتے رہیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس علاقے میں جہاں لوگ کثرت سے رہتے تھے۔ آپ نے ایک دیگ پکوائی اور اُس دیگ کو شارع عام میں رکھ دیا۔ ہر شخص کو اجازت تھی کہ اس میں سے کھانا کھائے۔ چنانچہ تین روز تک ہزاروں آدمی اس میں سے کھانا کھاتے رہے۔ مگر کھانا کم نہ ہوا۔ تین روز کے بعد آپ نے اپنے آپ سے کہا کہ اے احمد جہان میں شور برپا ہو جائے گا کہ احمد ایسا شیخ ہے۔ اور رزاق مطلق حق تعالیٰ کی ذات ہے وہی اپنے بندوں کا پالنے والا ہے تم درمیان سے ہٹ جاؤ اور اپنے آپ کو الگ کرلو۔ نام ونشان کو ترک کر کے بے نشانی اختیار کرو۔ چنانچہ وہ دیگ وہاں سے اٹھوائی اور زمین پر مار کر اُسے توڑ دیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولی نے شادی کی اولاد بھی پیدا ہوئی مگر اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ جو بچہ پیدا ہوتا تھا۔ وہ تین مرتبہ حق حق حق کہہ کر مر جاتا تھا۔
ایک مرتبہ آپ کی بیوی اس رنج کی وجہ سے کہ اولاد رہتی نہیں آپ کے سامنے روئیں آپ نے فرمایا اچھا اب جو بچہ پیدا ہوگا وہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ پھر جو بچہ پیدا ہوا اس نے حق حق نہیں کہا اور وہ زندہ رہا۔ آپ کے اُن فرزند کا نام شیخ محمد عارف حق تھا۔

Marfat.com

اور وہی بعد کو آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور انہی سے سلسلہ عالیہ کو دوام ملا۔

خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی ☆ : حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی

رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب انوار العیون میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کا ایک خاص مرید تھا جس کا نام مخلص تھا۔ حضرت شیخ کے حسن تربیت سے وہ مرتبہ تکمیل تک پہنچ چکے تھے اور عالم معنوی ان پر اس زور سے متجلی ہو چکا تھا کہ اس جہان کثیف میں رہنا ان کے لئے دوبھر ہو گیا تھا۔ ایک دن انہوں نے حضرت اقدس سے عرض کیا کہ میرا یہ جامہ (جسم) کہنہ ہو چکا ہے۔ اگر اجازت ہو تو اس جہان فانی سے چلا جاؤں۔ آپ نے کمال مہربانی سے فرمایا کہ چند یوم صبر کرو ہم تمہارے ساتھ چلینگے۔ مخلص کو معلوم ہو گیا کہ حضرت اقدس اجازت نہیں دینگے چونکہ ان کا دل دنیا سے سخت متنفر ہو چکا تھا۔ اپنے لڑکے بہرام سے کہا کہ میں اس جہان فانی سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔ جب میں مر جاؤں تو فوراً میری تجہیز و تکفین کر کے دفن کر دینا اور پھر حضرت شیخ کو اطلاع دینا۔ اس وصیت کو ہرگز نہ بھولنا۔ بہرام حیران تھا کہ میرا باپ کیا کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد مخلص نے چادر منہ پر ڈالی اور جان حق تعالیٰ کو سونپ دی۔ اس سے بہت پریشان ہوا اور تمام ماجرا آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مخلص نے ہماری مرضی کے خلاف عمل کیا ہے۔ یہ کہہ کر اٹھے ان کے جنازہ کے قریب جا کر بلند آواز سے مخلص مخلص پکارنا شروع کیا۔ آپ نے چالیس پچاس بار مخلص مخلص کہا ہوگا کہ وہ زندہ ہو کر اٹھ بیٹھے اور آپ کے قدموں میں گر گئے۔ اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر مل رہے تھے۔ اور ادب کی وجہ سے خاموش کھڑے تھے۔ حضرت اقدس نے ان کو نئی جان بخشی اور خانقاہ میں واپس لے آئے۔ اس کے بعد مخلص کو اطلاع کر دی۔ اب تم حضرت اقدس کی خدمت میں جاؤ اور نہایت عجز و انکساری سے عرض کرو کہ مجھے اب اس دنیا میں رہنے کی طاقت نہیں ہے۔ بہرام نے جا کر معروضہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے والد سے کہو کہ چند روز اور صبر کر لو دونوں اکٹھے جائینگے۔ نیز فرمایا تمہارا باپ جب بھی اس دنیا سے کوچ کرنا چاہے مجھے اطلاع کر دے میں وہاں پہنچ جاؤنگا۔ بہرام نے باپ کے پاس جا کر حضرت اقدس کا پیغام دیا انہوں نے کہا کہ میرے پیر دستگیر کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ اب آنے اور جانے کا وقت نہیں رہا اب تو صرف جانے کا کام ہے۔ جب بہرام نے حضرت اقدس کی خدمت میں معروضہ پیش کیا

Marfat.com

تو آپ نے فرمایا کہ اپنے باپ سے کہو کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو پیش کرو۔ مخلص نے جو پروردۂ اخلاق تھے۔ جواب دیا کہ اب بندہ کو اپنے پیر دستگیر کی مہربانی سے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔ سوائے اس بات کے کہ اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں حضرت اقدس نے کمال مہربانی سے اجازت دے دی اور فرمایا کہ اس سے کہہ کہ اگر تمہاری مرضی یہی ہے تو جا سکتے ہو۔ بہرام سے یہ مژدہ جانفزا سنتے ہی انہوں نے (اِذاتمّ الفقر) کی چادر منہ پر ڈالی اور جاں بحق ہو گئے۔ (ان اولیا اللہ لا یموتون بل ینقلون من دارِالی دار) یقیناً اولیا اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ کا اشارہ اسی طرف ہے **فهم من فهم**

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ☆: حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صاحب سراۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ اپنے مریدین کے ہمراہ سفر میں تھے کہ جنگل میں آپ نے ایک درخت دیکھا جو بہت ہی سرسبز اور شاداب نظر آ رہا تھا۔ اور اس کے نیچے صاف وشفاف صحن تھا۔ آپ کو وہ جگہ پسند آئی اور وہیں قیام فرما کر ذات حق میں مشغول ہو گئے اور ایسے مستغرق ہوئے کہ روح مبارک قفس عنصری سے جدا ہو کر ملک بقا میں پہنچ گئی۔ یہ دیکھ کر مریدین بے حد پریشان ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ لوگ خیال کریں گے کہ سفر میں آپ کو فتوحات بہت ملی ہونگی۔ مریدین نے مال ودولت کی خاطر ان کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت اقدس کو ان کے اضطراب کا علم ہو گیا اور اپنی اصلی حالت میں واپس آ کر فرمایا کہ مجھے یہ مقام پسند آیا تھا اس لئے یہاں رہنا چاہا لیکن جب تم لوگوں نے اس قدر بے طاقتی کا مظاہرہ کیا چند یوم مزید اس دنیا میں رہ جائینگے۔ چنانچہ وہاں سے روانہ ہو کر آپ اپنے گھر پہنچ گئے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ کو ہوا مزار شریف ردولی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ صوفیاء نے آپ کی تاریخ وصال اس طرح لکھی ہے۔

حضرت مخدوم قطبِ ابدال حق — چورہ حجاب ہستی خود کردہ عشق
بہر تاریخش ندا آمد از غیب — عارف حق احمد عبدالحق بحق
۸۳۷ھ

Marfat.com

منقبت حضرت مخدوم شیخ عارف احمد صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

(از قلم۔ بشیر حسینؔ ناظم)

عشق کا بستاں درد کا چارہ شیخ عارف احمد
حسن کی دنیا نور کی صہبا شیخ عارف احمد

پیکر راحت بحرِ عنایت گنج مروّت زین عطا
کان سخاوت فیض کا دریا شیخ عارف احمد

قولِ حلاوت پند سعادت بات حقیقت نور سخن
آپ سراپا عنبر سارا شیخ عارف احمد،

ذکر تمہارا قریہ قریہ فیض تمہارا چار جہت
کوچہ کوچہ شہر تمہارا شیخ عارف احمد

دید تمہاری کا مداوا یاد تمہاری زیست میری
کیا کہنے اے میرے مسیحا شیخ عارف احمد

حضرت مخدوم شیخ عارف احمد چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آں مدرس مسائل عشق و عرفاں، محدث حقائق وجد و بیان قبلۂ طالبان وصل و شہود، فارغ از قید مشائخیت و نمود، قطب دوراں، حضرت شیخ المشائخ عارف احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ العالم شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور جانشین تھے۔ آپ کی روش پسندیدہ اور خلق محمدی ﷺ تھا۔ ہر ایک آدمی آپ سے مل کر خوش ہوتا۔

حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب انوار العیون میں لکھتے ہیں کہ اس فقیر نے مدۃ العمر کسی سے یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ حضرت شیخ عارف احمد سے مجھے محبت نہیں یا حضرت عارف احمد رحمتہ اللہ علیہ میرے اوپر دست شفقت نہیں فرماتے بلکہ ہر ایک کا یہ خیال تھا کہ حضرت شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ مجھ سے زیادہ کسی سے خوش نہیں ہے۔ مظہر اتم حضور رسول مقبول ﷺ یعنی خلق عظیم کے مصداق تھے۔

سیرت و کردار ☆: آپ فقر و غناء میں بلند ہمت اور عبادت و ریاضت میں یکتا اور اعلیٰ مقام ولایت رکھتے تھے تربیت مریدین میں یگانہ روزگار تھے۔ ایک ہی توجہ سے طالبان حق کو مرتبہ وصل و عرفان پر پہنچا دیتے تھے۔ توحید کا بیان کرنے میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ کشف و کرامات

Marfat.com

میں آپ معجزات محمدی ﷺ اور متابعت احکام شریعت میں روش احمدی پر قائم تھے۔ جملہ صفات حسنہ اور خلق عظیم کے مظہر تھے۔ آپ خلق خدا سے محبت وشفقت سے پیش آتے۔

آپ کی ولادت باسعادت☆: آپ کے والد محترم حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ اور دیگر اہل خانہ اس خیال سے مغموم رہتے تھے کہ ہمارے ہاں کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا بلکہ جو بھی پیدا ہوتا ہے۔ مرجاتا ہے۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے ایک دن اپنے اہل خانہ سے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرزند ہے جو تمہیں دیا جائے گا۔ مگر وہ فی الحال پختہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں سفر پر جارہا ہوں۔ اسے تمہارے لئے پختہ کر کے لاؤں گا۔ اور تمہارے حوالے کردوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم نے اسے کچھ کہنا نہیں ہے۔ اور سب کام اس کی مرضی کے مطابق کرنا ہوں گے۔ تمام اہل خانہ نے یہ بات قبول کرلی۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ کو خدا نے فرزند عطا کیا جس کا نام شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ رکھا گیا۔ جو اپنے وقت کے محقق کامل اور شیخ اکمل ہوئے۔

آپ کی شادی☆: آپ کے والد ماجد شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے ایک دن اپنے اہل خانہ سے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سبحانہ کی بہت نافرمانی کی ہے۔ مجھے چند مرتبہ بلوایا مگر میں نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ جب تک اپنے بیٹے شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ کی خوشی نہیں دیکھ لوں گا۔ میں نہیں آؤں گا۔ لہٰذا اے کھوری کی والدہ جلدی کرو اور اس کی شادی کا انتظام کرو۔ یاد رہے کہ حضرت شیخ مخدوم عارف علیہ الرحمۃ کو گھر والے پیار سے کھوری کہا کرتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ نورالدین علیہ الرحمۃ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ اپنی بیٹی کا رشتہ شیخ مخدوم عارف کے ساتھ کردیں انہوں نے بخوشی اس بات کو قبول کرلیا۔ اور رشتہ کے لئے ہاں کردی۔ حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ اپنے مریدین اور بیٹے کے ہمراہ شیخ نورالدین علیہ الرحمۃ کے گھر پہنچے تاکہ اسی روز شادی سے فارغ ہوجائیں۔ جب بارات شیخ نورالدین علیہ الرحمۃ کے دروازے پر پہنچی تو شیخ مقررالدین علیہ الرحمۃ نے اندر جاکر اپنی اہلیہ سے تمام واقعہ بیان کیا۔ تو انہوں نے بھی ہاں کردی اور کہا کہ جب وہ بارات لے ہی آئے ہیں۔ تو انکار کیسا لیکن جب یہ بات شیخ نورالدین علیہ الرحمۃ کے سسر قاضی شمس تک پہنچی تو چونکہ وہ بڑے امیر کبیر لوگ تھے۔ انہوں نے اس رشتہ کو پسند نہ کیا بلکہ کہلا بھیجا

Marfat.com

کہ ہمیں درویشوں کے ساتھ کیا نسبت خصوصاً ایسا درویش جس کے ایک رخسار پر آتش اور دوسرے پر آب یعنی آپ کے چہرے کے جلال و جمال کے بارے میں یہ بات کہی۔ جب اس کا علم شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کو ہوا کہ قاضی شمس اس رشتہ پر خوش نہیں بلکہ معترض ہے تو فوراً جلال میں آگئے آپ کی جلال بھری نگاہ قاضی شمس پر پڑی تو قاضی کے پیٹ سے خون جاری ہو گیا۔ لوگوں نے قاضی کو اٹھایا اور آپ کے قدموں پر لا کر رکھ دیا۔ اور معافی اور دعا کے طالب ہوئے آپ نے شیخ بختیار علیہ الرحمۃ سے مشورہ کیا اور اتنی مہلت عطا فرمائی کہ شیخ مخدوم عارف علیہ الرحمۃ کی شادی ہو جائے۔ چنانچہ فی الفور نکاح ہوا اور لڑکی والوں نے چند روز کی مہلت مانگی تا کہ ہم جہیز کے لئے کچھ سامان خرید لیں۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۷ صفر ۸۵۸ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار ردولوی شریف میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ کسی عارف کامل نے آپ کے وصال پر قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوز دنیاے دوں رخت سفر بست   جناب شیخ عارف واقف حق
عجب تاریخ وصلش جلوہ گر شد   زقطب الحق معلّٰی عارف حق
۸۵۸ھ

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ساقی خمخانہ اسرار، سرشاد بادۂ خمار، شاہد بزم الانساں سری، ہادی ساکنان بحری و بری۔ غزالی صحرائے الوہیت، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ مقبول بارگاہ احادیت ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمۃ ردولی میں رہتے تھے۔ وہ حضرت سیّد میر اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آپ کے والد کا نام نامی اسم گرامی شیخ اسماعیل ہے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸۶۱ھ کو ردولی میں ہوئی۔ آپ نے تعلیم زیادہ دن جاری نہیں رکھی۔ علم ظاہری اور شغل ظاہری سے آپ کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ بچپن ہی سے علم لدنی خداوند کریم نے آپ کی ذات کے اندر ودیعت کر دیا تھا جس کی وجہ سے علم ظاہری چھوڑ کر آپ علم باطنی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آپ جب ذرا

Marfat.com

بڑے ہوئے تو حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پر جھاڑو دینا شروع کر دیا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ ایک کتاب (کافیہ) ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ مزار کے اندر سے حق حق کی ایسی آواز سنی کہ آپ از خود رفتہ ہو گئے حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے۔ اسی روز سے پڑھنا لکھنا چھوڑ دیا۔ اور علم باطنی اور شغل باطنی میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت بھی پایا۔ آپ حضرت شیخ محمد درویش قاسمؒ اودھی کے بھی مرید وخلیفہ ہیں۔ لیکن آپ اصل میں حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کی روحانیت سے مستفید ومستفیض تھے۔ آپ کو اویسی طریقہ پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ سے فیض پہنچا۔

حالات زندگی ☆: آپ جلد ہی مدارج سلوک طے کر کے مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچے۔ ایک روز آپ کو حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے یہ بشارت دی اے عبدالقدوس تجھ کو میں نے ولایت عطا کی عمر خان کاشی جو سلطان سکندر لودھی کے امرا میں سے تھا اور آپ کا معتقد خاص تھا۔ اس کی درخواست پر آپ بمع اہل وعیال ردولی سے سکونت ترک کر کے شاہ آباد جو دہلی کے قرب وجوار میں واقع ہے۔ تشریف لے گئے۔ اور وہاں تیس سال سے زیادہ قیام فرمایا۔ شاہ آباد پٹھانوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ وہاں افغان کافی تعداد میں تھے جب بابر نے ہندوستان فتح کیا تو افغانوں کو منتشر کرنے کی غرض سے شاہ آباد کو بھی برباد کیا۔ آپ سے شاہ آباد کی بربادی نہ دیکھی گئی۔ آپ نے وہاں سے سکونت ترک کرنے کی ٹھان لی۔
چنانچہ آپ مع متعلقین گنگوہ تشریف لے گئے۔ اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ کے سات لڑکے تھے۔ جن میں شیخ حمیدالدین شیخ الکبیر اور شیخ رکن الدین علیہم الرحمۃ مشہور عالم وزاہد تھے۔

سیرت وکردار ☆: آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔ سماع کا شوق تھا۔ جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے تھے۔ وہی واقع ہوتا۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پابند تھے۔ آپ کامل درویش اور بے نظیر عارف تھے۔ سماع میں اکثر آپ پر کیفیت طاری ہوتی اور آپ رقص کرنے لگتے۔ اور والہانہ انداز میں کچھ فرما دیتے۔ ایک مرتبہ دہلی میں آپ محفل سماع میں شریک تھے۔ آپ

Marfat.com

پر کیفیت وجد طاری ہوگئی۔ اور آپ حالتِ وجد میں کھڑے ہو کر کلمات فرمانے لگے۔

منصور کو نادانوں نے قتل کیا۔ کئی مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ علماء بھی محفل میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک بڑے عالم کا نام لیا۔ جو منصور کے زمانے میں تھا۔ اور آپ سے کہا کہ کیا وہ بھی نادان تھا۔ آپ نے اسی حالت میں اور اسی طرح فرمایا کہ میں اسی کو کہتا ہوں۔ سب خاموش ہو گئے۔

حضرت شیخ جلال الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند مصنف سیر الاقطاب جواہر اعلیٰ میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر گیا تو شیخ کو اس طرح محسوس پایا کہ آپ کا سر مبارک تو قبر میں ہے اور پاؤں ایک مرد روشن ضمیر کے زانو پر۔ یہ حالت دیکھ کر میں ہیبت ناک ہوا تو اس مرد روشن ضمیر نے مجھ کو حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے قدموں میں ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ یہ میرا پیرزادہ ہے۔ پھر ایک ساعت کے بعد دونوں میری نظر سے غائب ہو گئے۔ پھر سات برس کے بعد اس شخص روشن ضمیر کو کرنال میں دیکھا اور معلوم کیا تو وہ آپ حضرت قطب عالم عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔

آپ کے ہاں کی یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ کی خانقاہ کے دھوبی اور گھوڑوں کے سائیس بھی ولی تھے۔ آپ وصال سے تین برس قبل ساکت ہو گئے تھے کلام کرنا بالکل ترک کر دیا تھا ہر وقت مستغرق رہتے تھے۔ بچپن میں آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ مسجد میں جا کر تمام نمازیوں کے جوتے سیدھے کرتے تھے تاکہ نمازی آسانی سے جوتا پہن سکے۔ نیز آپ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ اول وقت پر مسجد میں جا کر بیٹھ جاتے تھے جب نمازی جمع ہونا شروع ہو جاتے تو آپ ہر شخص کو اپنے آپ سے پہلے جگہ دیتے تھے اور خود پیچھے ہٹتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ آخری صف میں پہنچ جاتے تھے اس سے آپ کی غرض مخالفت وخواری نفس تھی۔ عبادت و ریاضت ومجاہدہ کا یہ حال تھا کہ نہ قلم سے تحریر کیا جا سکتا ہے نہ کسی کے کان سننے کی طاقت رکھتے ہیں۔ آپ کے حجرہ انور میں اکثر سانپ رہتے تھے لیکن آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بے نماز قصاب کے ہاتھ کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے۔ مشکوک طعام اور لباس سے اجتناب فرماتے تھے۔ آپ غسل اور وضو کے لئے کنویں کا پانی استعمال نہیں فرماتے تھے بلکہ شہر سے دور ایک تالاب کا پانی استعمال فرماتے تھے۔

ابتدائی زمانہ میں آپ فرائض اور سنن کے علاوہ آٹھ سو رکعتیں نفل روزانہ چار سورات کو چار سو دن بھر

Marfat.com

میں جب موسم سرما میں برف باری ہوتی تو آپ کے پاؤں پھٹ جاتے اور ٹانگوں میں ورم آجاتا۔ جب سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت محسوس ہوتی تو آپ اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرماتے کہ اتنی رکعتیں پوری کر کے تیری خواہش پوری کروں گا۔

شعروشاعری ☆: آپ کو شاعری کا شوق تھا آپ صاحب دیوان ہیں قدوس آپ کا تخلص تھا۔آپ کی ایک مشہور غزل حسب ذیل ہے۔

آستین برزخ کشیدہ ہم چو مکار آمدی
باخودی خود در تماشہ سوئے بازار آمدی

در بہاراں گلشن شدی در صحن گلزار آمدی
بعدازاں بلبل شدی در صحن گلزار آمدی

خویشتن تن راجلوہ کردی اندرایں آئینہ ہا
آئینہ اسم نہادی خود بااظہار آمدی

شور منصور از کجا ودار منصور از کجا
خود زدیں بانگیں اناالحق برسر دار آمدی

گفت قدوس فقیرے در فناء ودر بقا
خودبخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

نوٹ ☆: اس غزل کی اردو تضمین حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش حیدرآباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھی ہے جو کہ ان کے دیوان میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔اور وہ دیوان فقیر راقم الحروف کی لائبریری میں موجود ہے۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں۔بھوک دو قسم کی ہوتی ہے۔علوی اور سفلی۔

(نمبر ۱) آپ فرماتے ہیں گرسنگی کثیف کو لطیف تک پہنچاتی ہے اور مقید کو مطلق کا نشان دیتی ہے۔ اور انسانیت کو روحانیت تک پہنچاتی ہے۔ کیونکہ گرسنگی سے آدمی خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

(نمبر ۲) آپ فرماتے ہیں کہ بھوک کے تین مقام ہیں پہلے مقام کو بھوک کی آگ کہتے ہیں۔جس کی غذا پانی اور طعام ہے۔ دوسرے مقام کو درد محبت وعشق کی آگ کہتے ہیں۔اس کی غذا خون جگر اور خاشاک وغیرہ ہے۔ تیسرے مقام کو محبوب ومعشوق کی آگ کہتے ہیں۔جس کی غذا حسن وجمال اور اوصاف کمال ہیں۔(نمبر ۳) آپ فرماتے ہیں کہ خانہ بشریت سے نکل کر شہر احدیت کی طرف ہجرت کرنا چاہیے اور حضرت صمدیت کا مشتاق ہونا چاہیے۔

Marfat.com

آپ کی ذات تمام سلاسل طریقت کا مرکز ومحور ہے☆: آپ کی روحانی تعلیم وتربیت حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی روحانیت پاک سے ہوئی تھی جس کو عرف عام میں فیض باطنی کہا جاتا ہے چونکہ حضرت شیخ کے ساتھ آپ کی نسبت اویسی تھی جبکہ ظاہری بیعت وخلافت حضرت شیخ محمد چشتی صابری بن حضرت شیخ عارف چشتی صابری بن حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہم الرضوان سے تھی۔ اس طرح آپ ظاہری طور پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی کے پڑپوتے مرید اور باطنی طور پر بطریق اویسی حضرت شیخ کے مرید خاص تھے۔ علاوہ ازیں آپ کو دیگر سلاسل طریقت کے دیگر مشائخ عظام سے بھی خلافت واجازت تھی جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سلسلہ نظامیہ حضرت بندگی میاں شیخ بن حکیم اودھی اور اس کے علاوہ نظامیہ قادریہ اور سہروردیہ میں حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھی علیہم الرضوان سے خرقۂ خلافت حاصل ہے۔ نیز ان تمام بزرگوں اور تمام خانوادوں کے شجرے آپ تک پہنچتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے تمام بزرگوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ چار پیر اور چودہ خانوادوں کے مالک ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگ اپنے مرید کو چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں بیعت سے مشرف فرماتے ہیں۔ یہ اعزاز صابریوں کی خصوصیت کا امتیازی نشان ہے جو کہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کے فیض وکرم سے ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے متعلقین پر آپ کے دو بڑے احسان ہیں۔ (نمبر۱) یہ کہ آپ کی وجہ سے صابری چار پیر چودہ خانوادوں کے مالک اور وارث (نمبر۲) یہ کہ حضور مخدوم پاک علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ کے جلال کو جمال میں 300 برس بعد از وصال آپ نے تبدیل کیا اور حضور مخدوم پاک مزار مبارک کا نشان ہم صابریوں کو آپ کی روحانی کوششوں کے ذریعے ملا۔

آپ کی علمی خدمات وتصانیف☆: حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی الحنفی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے جہاں اپنے درس وتدریس کے سکے جمائے وہاں پر آپ نے تصانیف کے میدان میں بھی انقلابی خدمت انجام دیں اور بہت سی تصانیف تشنگان علوم ظاہریہ وباطنیہ کے لئے چھوڑی ہیں ان میں (نمبر۱) شرح عوارف المعارف۔ (نمبر۲) حاشیہ فصوص الحکم۔ (نمبر۳) رسالہ قدوسیہ۔ (نمبر۴) غرائب الفوائد۔ (نمبر۵) رشد نامہ۔ (نمبر۶) مظہر عجائب۔ (نمبر۷) مکتوبات قدوسیہ۔ (نمبر۸) انوارلعیون فی اسرار المکنون۔ (نمبر۹) لطائف قدوسی آپ کی تصانیف ہیں جن میں سے انوارلعیون کا اردو ترجمہ ہمارے

Marfat.com

علمی ساتھی و بزرگ دوست جناب زبیر احمد گلزاری آف اسلام آباد نے چھپوا دیا ہے جبکہ آپ کی دوسری کتاب مکتوبات قدوسیہ الفیصل بک اردو بازار والوں نے شائع کی ہے جس میں آپ کے ۱۹۳ مکتوب جو کہ ۸۰۷ صفحات پر مشتمل ہیں منظر عام پر آ چکی ہے۔ باقی تصانیف کے بارے میں فقیر نے بہت کوشش کی مگر وہ کم از کم پاکستان میں دستیاب نہ ہیں۔ آج کل آپ کے فارسی دیوان کا ترجمہ فاضل شہر محقق سلسلہ صابریہ الحاج کپتان واحد بخش سیال فرما رہے ہیں امید ہے کہ جلد ہی چھپ کر منظر عام پر آ جائے گا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: ویسے تو آپ کے خلفاء کی تعداد کئی ہزار بتائی جاتی ہے۔ صاحب مراۃ الاسرار حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی اور صاحب اقتباس الانوار شیخ محمد اکرم قدوسی نے مندرجہ ذیل خلفاء کے اسمائے گرامی تحریر کئے ہیں۔ (نمبر۱) حضرت شیخ رکن الدین جو کہ آپ کے صاجزادے ہیں۔ (نمبر۲) حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوری۔ (نمبر۳) حضرت بندگی شیخ خان خانپوری۔ (نمبر۴) حضرت شیخ عبدالعزیز کیرانوی۔ (نمبر۵) حضرت شیخ عبدالستار سہارنپوری۔ (نمبر۶) حضرت میر سید رفیع الدین اکبر آبادی۔ (نمبر۷) حضرت شیخ عبدالرحمٰن۔ (نمبر۸) حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری علیہم الرضوان ہیں۔

حضرت قطب عالم کا مشرب☆: تمام اولیائے کاملین کی طرح آپ کا مسلک و مشرب وحدت الوجود تھا۔ آپ کو حق تعالیٰ کی ذات اقدس نے علم لدنی سے بہرہ ور فرمایا تھا جس کی وجہ سے آپ کو تمام علوم ظاہری و باطنی پر عبور تھا۔ اور اپنے مسلک وحدت الوجود کو حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی طرح قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کرتے تھے۔ اور اس کے ساتھ حضرت ابن عربی کی طرح آپ شریعت کی بھی سختی سے پابندی فرماتے تھے اور احکام شرع سے بال برابر بھی تجاوز گوارا نہیں کرتے تھے۔ ایک طبقہ لوگوں کو وحدت الوجود اور شریعت کو الگ الگ ثابت کرنے کی کوشش میں ہے ہم آپ کے فرمودات کی روشنی میں مختصر طور پر وحدت الوجود کی حقیقت کو پیش کر رہے ہیں۔

حقیقت وحدت الوجود☆: مسئلہ وحدت الوجود بے حد پیچیدہ اور پُر خطر ہے۔ کیونکہ عام اذہان کی رسائی سے بالاتر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق خود ذات باری تعالیٰ سے ہے۔ جس کا ادراک

Marfat.com

حد بشریت سے باہر ہے۔ وحدت الوجود کی حقیقت صرف ان حضرات پر آشنکار ہوتی ہے جو تزکیہ نفس وتصفیہ قلب کی منازل طے کر کے عالم اجساد سے اوپر نکل جاتے ہیں اور عالم ارواح، عالم جبروت اور عالم لاہوت، کی پاک ومقدس فضا میں سیر کرتے ہیں اس لئے شروع سے اہل ظواہر اور اہل باطن میں اس کے متعلق نزاع چلا آ رہا ہے۔ اہل ظاہر کثرت وجود کے قائل ہیں اور اہل باطن وحدت وجود کے قائل ہیں۔ اہل باطن کے نزدیک وجود صرف ایک ہے اور ایک ہو سکتا ہے اور وہ وجود ذات باری تعالیٰ کا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک ہے اور جب وجود بھی اس کی ایک صفت ہے تو پھر صفت وجود میں اس کا کوئی کس طرح شریک ہو سکتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ہستی لامحدود ہے۔ اگر اس کو محدود مانا جائے تو کفر لازم آتا ہے۔ لیکن وحدت الوجود کے انکار سے اس کی ہستی محدود ہو جاتی ہے کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ اشیاء کائنات حق تعالیٰ کا عین نہیں غیر ہیں تو اس کی ہستی محدود ہو جاتی ہے کیونکہ جس ہستی سے کائنات خارج ہو یا جو ہستی کائنات سے خارج ہو اور علیحدہ ہو وہ لازماً محدود ہے یعنی کائنات کی اشیاء میں نہیں ہے۔ باقی ہر جگہ ہے۔ اس سے حق تعالیٰ کی ہستی کا محدود ہونا لازم ہے جو کفر ہے۔

کشف وکرامت ☆: ایک مرتبہ آپ موضع چھاج پور میں مقیم تھے۔ عین مشغولی کی حالت میں آپ نے با آواز بلند فرمایا کہ گاؤں کے لوگوں کو چاہیے کہ اپنا مال واسباب لے کر گھروں سے باہر نکل آئیں۔ گاؤں میں آگ لگنے والی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہی گاؤں میں آگ لگ گئی۔ اور جن لوگوں نے آپ کی ہدایت پر عمل نہیں کیا وہ پشیمان ہوئے۔ اور ان کو نقصان پہنچا۔

کرامت ۲ ☆: مولانا چندن جو آپکے صاحبزادے رکن الدین کے استاد تھے اور آپ حضرت عبدالقدوس سے بیعت تھے۔ ایک مرتبہ کپڑے دھونے تالاب پر گئے وہاں ایک حسین عورت کو دیکھ کر اسی پر شفیتہ وفریفتہ ہو گئے۔ خلوت نے ان کو دست درازی کی ترغیب دی قبل اس کے کہ وہ دست دراز کریں۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ تالاب میں کھڑے ہیں۔ مولانا چندن آپ کو تالاب میں کھڑے دیکھ کر اپنے خیالات فاسدہ پر شرمندہ ہوئے۔ تالاب سے واپس ہوئے اور جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مولانا کچھ دہشت کی بات نہیں۔ پیر محافظ وقت ہوتے ہیں۔

Marfat.com

وصال باکمال☆: آپ کا وصال ۲۴ جمادی الآخر بعمر چوراسی سال بروز منگل ۹۴۴ھ کو ہوا۔ بعض روایت کے مطابق آپ کا وصال ۹۴۵ھ لکھا ہے۔ مزار شریف آج بھی گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کونور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ کسی عارف نے آپ کے وصال کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چو شیخ قدس و اقدس عبدقدوس   بملک قدس از حق یافت شاہی
زمشتاق جناں سالش عیاں شد   دگر مشتاق محبوب الٰہی
۹۴۵ھ   ۹۴۵ھ

منقبت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ

قطب عالم آفتاب اولیا   تابشِ مہتاب حُسن مصطفیٰ ﷺ
طلعتِ شاہ علاؤ الدین ہو   جلوۂ ماہ جلال الدین ہو
سلسلے کے ایسے ناظم آپ ہیں   صابری رنگوں کے قاسم آپ ہیں
خواجہ قطب الدین کے حسن نظر   فیض یاب حضرت گنج شکر
اے حبیب خواجۂ ہندالولی   اے لبیبِ شہر یار کلیری
دلبری کی شان و شوکت کا جہاں   جنت الفردوس باب آستاں
باغِ صابر کے حسین سرو رواں   آپ سے ضوبار دل کا آسمان
جو بھی آیا آپ کے دربار میں   آ گیا وہ عشق کے گلزار میں
عالموں میں علم کی پہچان ہو   اولیاؤں میں بھی عالی شان ہو
ارفع و اعلیٰ و اکمل بے گماں   آپ سے ارض ادب انجم فشاں
صدقہ سبطینؔ ہو سبطینؔ پر   میرے خواجہ بارشِ لعل و گہر

از قلم: شاہ محمد سبطین شاہجہانی

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالکبیر بالا پیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، قطب ابن قطب العالم، متصرف بہ تصرفات، عالم حقائق ومعارف علم لدنی، شہباز طریقت حضرت شیخ عبدالکبیر بالا پیر چشتی صابری گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب ہیں۔ آپ قطب العالم بندگی حضرت شیخ الشیوخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور مرید وخلیفہ مجاز ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ زہد وتقویٰ ورع، عبادت وریاضت میں درجہ کمال رکھتے تھے، سخاوت آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ شجاعت میں بے مثال تھے۔ ذوق سماع میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا صدور رہا۔ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کا وجود باجود سراپا کرامت تھا۔

کشف وکرامت ☆: ایک دن سلطان سکندر بن بہلول اپنے دو وزیروں کے ہمراہ آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آپ کی خانقاہ معلّیٰ میں حاضر ہوا۔ ان تینوں نے اپنے اپنے دل میں اپنی اپنی مرضی کی تین چیزیں کھانے کی سوچ لیں تھیں اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر حضرت شیخ عبدالکبیر بالا پیر عارف کامل ہوئے تو ہماری خواہش پوری کریں گے۔ وگرنہ ہم سمجھیں گے یہ عارف نہ ہیں۔

جب یہ تینوں خانقاہ میں پہنچے تو حضرت شیخ کبیر نے ہرن کے گوشت کے سموسے سلطان سکندر کے سامنے اور میاں بڈھا کے سامنے یخنی کا پیالہ اور ملک محمد کے سامنے حلوے کی پلیٹ رکھ دی۔ ان تینوں کی خواہش بھی یہی تھی۔ یہ دیکھ کر تینوں حیران ہوئے تو حضرت شیخ کبیر نے فرمایا کہ گھبرانے اور حیران ہونے کی کوئی ضرورت نہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو دنیاداروں کے سامنے شرمندہ نہیں ہونے دیتا۔ اُن سے جو چیز طلب کی جاتی ہے۔ وہ کارساز خود بھجوا دیتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۶ ربیع الثانی ۹۴۷ھ بمطابق ۱۵۴۰ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار دہلی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

مفتی غلام سرور قادری لاہوری علیہ الرحمۃ نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے

Marfat.com

حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی متصرف بہ تصرفات، مطلق عین شہود ذات، فنافی اللہ بقاباللہ، حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشہور زمانہ اولیائے کبار سے ہیں۔ اپنے زمانے کے مشائخ وعلماء میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روح رواں تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ عبدالکبیر چشتی صابری بن حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزندار جمند اور مرید وخلیفہ اور سجادہ نشین تھے۔

سجادہ نشینی اور اس کا فیصلہ☆: آپ کے تین بھائی تھے ایک حضرت شیخ حسین حضرت شیخ برہان اور حضرت شیخ محمود۔ شیخ حسین آپ سے بڑے تھے اور اپنے والد ماجد کی ظاہری حیات میں انتقال فرما گئے تھے۔ ان کے دو بیٹے شیخ نورالدین اور شیخ غفور یادگار زمانہ رہے۔ جب آپ کے والد گرامی حضرت شیخ عبدالکبیر فوت ہوئے تو حضرت شیخ عثمان زندہ پیر ہی کو سجادہ نشین منتخب کیا گیا۔ مگر بوجہ اختلاف شیخ حسین کے دونوں بیٹوں نے سجادگی کا دعویٰ بادشاہ وقت سلطان ابراہیم لودھی کی عدالت میں کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی اور حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء علیہم الرحمۃ کے مزارات پر آنے والی فتوحات اور نذرانوں کا دعویٰ بھی کر دیا۔ چنانچہ بادشاہ سلطان ابراہیم لودھی اس مقدمہ اور جھگڑے کا فیصلہ کرنے خود پانی پت آ گیا۔ اگرچہ آپ کی والدہ ماجدہ اور دیگر مریدین وعقیدت مندان وامرائے شہر سب آپ حضرت عثمان زندہ پیر چشتی صابری کے حق میں تھے۔ چونکہ شیخ حسین کے دونوں صاحبزادوں کا بادشاہ کے دربار میں اثر ورسوخ تھا۔ اس وجہ سے بادشاہ نے طرف داری کرتے ہوئے سجادہ نشینی دو حصوں میں تقسیم کر دی۔ سجادہ نشینی کے منصب سنبھالنے کے بعد جب پہلی مرتبہ عید کے روز دونوں سجادہ نشین شہر سے باہر آئے تو دونوں میں لڑائی ہو گئی۔ شیخ حسین کے بیٹے چنڈول پر سوار تھے وہ نیچے گر گئے اور زخمی ہو گئے اور عیدگاہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور حضرت شیخ عثمان زندہ پیر رحمتہ اللہ علیہ صحیح سلامت عیدگاہ میں پہنچے اور نماز عید ادا کی۔ اس دن کے بعد سے شیخ حسین کے دونوں صاحبزادوں میں مقابلہ کی سکت نہ رہی اور

Marfat.com

سجادہ نشینی حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی رہی۔

کشف و کرامات ☆: جٹ برادری کے دو آدمی ایک ہندو ایک مسلمان آپس میں اختلاف رکھتے تھے۔ ان کے معاملات میں فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ وہ دونوں اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اختلاف آپ کے سامنے بیان کیا آپ نے دونوں کی باتیں سنیں اور اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمان حق پر ہے۔ چنانچہ آپ نے مسلمان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ہندو نے فیصلہ کے خلاف احتجاج کیا اور کہنے لگا کہ آپ نے مسلمان ہونے کے ناطے دوسرے مسلمان کی طرف داری کی ہے۔ وگرنہ میں حق پر ہوں فیصلہ میرے حق میں ہونا چاہیے تھا۔

آپ اس ہندو کی بات سن کر مراقبہ میں چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ تمہاری دونوں کی بیویاں حاملہ ہیں۔ تم دونوں کے لئے حکم دیا جاتا ہے کہ سیدھے گھروں کو چلے جاؤ۔ تم دونوں میں سے جو سچا ہوگا۔ اس کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ اور جو جھوٹا ہوگا اس کے ہاں لڑکی پیدا ہو گی۔ وہ دونوں اس فیصلے پر متفق ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد مسلمان کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور ہندو کے گھر میں لڑکی۔ یہ دیکھ کر معترض کا اعتراض ختم ہو گیا اور دونوں نے آپ کے فیصلے پر متفق ہو کر آپس کا جھگڑا ختم کر دیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے صاحبزادے شیخ نظام الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے ایک کنواں بنوایا تو وہ اپنے والد گرامی کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ آپ فاتحہ اور دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ پہلے دعوت کا انتظام کرو۔ جس میں ایک گائے ذبح کرو اور اتنے من گندم کا آٹا پکا کر لوگوں کو کھانا کھلاؤ پھر میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ حضرت شیخ نظام الدین نے عرض کیا میرے پاس تو ایک بکری ہے۔ میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا ہماری زبان سے جو نکل گیا ہے اُسے پورا کرو ورنہ مجھے ڈر ہے کہ تمہارا کنواں گر جائے گا۔ حضرت شیخ نظام الدین دعوت کا انتظام کرنے سے ہچکچاہٹ سے کام لیتے رہے اور کنواں نیچے سے بیٹھنے کے سبب گر گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دس ذی العقد ۹۹۰ھ بمطابق ۱۵۸۲ء کو ہوا۔

Marfat.com

مزار پُر انوار پانی پت ہندوستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ حضرت علامہ مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

شیخ عثمان پیر عالمگیر چشت　　رفت از دنیائے دون اندر جناں
رحلتش رکن جہاں عثمان بگو　　نیز قطب الوصلین عثمان بخوان
۹۹۰ھ

حضرت شیخ عبدالغفور چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام ربانی، مرشد لاثانی، شیر یزدانی، نور محض در طلسم جسمانی حضرت شیخ عبدالغفور چشتی صابری رحمتہ اللہ علی مشاہیر اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ ابتدائی زمانہ میں سپہ گری اور ملازمت کرتے تھے۔ ایک دن بازار میں کھڑے تھے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری علیہ الرحمۃ کے مکتوبات کا ایک جزو لے کر کھڑا ہوا تھا کہ آپ نے اس سے کتاب لے کر مطالعہ شروع کیا اور اس میں دنیا اور اس کی مذمت کا بیان تھا۔ اس کو پڑھتے ہی آپ کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی اور سارا مال و اسباب راہ حق میں دے کر خلوت نشین ہو گئے۔ اور یاد حق میں مشغول ہو گئے۔ ایک رات خلوت میں بیٹھے تھے کہ سامنے کی دیوار پھٹ گئی اور وہاں سے ایک سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ سے کہا اسلام علیکم یا سراج العارفین یہ کہہ کر دوسری طرف یعنی مشرق کی دیوار سے نکل گیا۔ اسی طرح چالیس ابدال مقابل کی دیوار سے آئے اور سلام کر کے مشرق کی دیوار سے نکل گئے۔ آخری آدمی نے کہا کہ آپ کیوں بیٹھے ہیں اٹھیں اور مردان خدا کا دامن پکڑیں۔ کیونکہ یہ کام خود بخود نہیں ہوتا۔ اسی روز آئے آپ کے دل میں حق سے آگاہی پیدا ہوئی۔ اور دوسرے دن باہر نکل کر تلاش شیخ میں جا بجا پھرنے لگے۔ ادھر حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو کشف باطن سے اس بات کا علم ہو گیا۔ اور ایک خط لکھ کر ایک درویش کو دیا اور فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک شخص اس حلیہ کا تلاش شیخ میں پھر رہا ہے یہ خط اس کو پہنچا دو اور اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ درویش خط لے کر اس علاقے میں گیا اور آپ کو تلاش کر کے خط دے دیا۔ آپ نے جب خط کو دیکھا تو پہلا شعر یہ تھا:

Marfat.com

چنگ در حضرت خدادد لا آنچہ او نیست پشت پازدہ

ترجمہ☆: تم نے خدا کے دامن میں ہاتھ ڈالا ہے اور غیر اللہ پر لات ماری ہے۔ یہ پڑھتے ہی فوراً حالت دگرگوں ہوگئی اور وہاں سے گنگوہ شریف کی جانب روانگی فرمائی۔

بیعت و خلافت☆: آپ قطب العالم مجدد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوکر عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہ کر اپنے شیخ سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ حضرت قطب العالم نے خرقہ خلافت عطا فرما کر آپ کو اپنے وطن اعظم پور روانہ فرمادیا۔

اور یہ بھی وصیت فرمائی تمہیں نعمت باطنی کا ایک حصہ ایک مجذوب سے ملنا ہے۔ جو فرقہ ملامتیہ سے تعلق رکھتا ہے وہ قصبہ ھتناور میں رہتے ہیں وہاں جاکر اپنا حصہ اُن سے لے لینا۔

مجذوب کی خدمت میں حاضری☆: آپ جب اپنے گھر اعظم پور پہنچے تو چند روز قیام فرما کر حضرت شیخ کے فرمان کے مطابق قصبہ ھتناور تشریف لے گئے اور اس مجذوب کو دیکھا کہ شراب کی صراحی ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں۔ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع کام کر رہا ہے مجھے کیا نعمت دے گا۔ چنانچہ وہاں سے روانہ ہوکر قصبہ کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور جاکر سو گئے۔ دل میں ارادہ یہ تھا کہ نماز کے بعد واپس اعظم پور چلا جاؤں گا۔ اتفاقاً نیند کی حالت میں آپ کو احتلام ہوگیا۔ اور غسل کی نیت سے غسلخانہ میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھڑا شراب سے لبریز ہے اس کے بعد دوسری مسجد میں گئے وہاں بھی تمام مٹکوں اور گھڑوں میں پانی کی بجائے شراب ہی دیکھی۔ اس کے دریائے گنگا پر گئے تو وہاں بھی شراب کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ اس لئے آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ سب کچھ اس مجذوب کے تصرف کا نتیجہ ہے۔ ناچار اپنے وساوس سے تائب ہوکر ان کی خدمت میں پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھتے ہی آپ سے فرمایا اگرچہ ہم لوگ ملامتی ہیں لیکن تم عالم ہو تمہیں حدیث نبوی ظُنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا (مومن کا گمان نیک ہونا چاہیے) پر عمل کرنا چاہیے اور ہر شخص پر نیک گمان کرنا چاہیے۔ تمہیں یاد نہیں کہ تمہارے پیر دستگیر حضرت قطب العالم کا فرمان کیا تھا۔ آپ نے

Marfat.com

نہایت ہی عاجزی سے عرض کیا حضرت مجھ سے خطا ہوگئی ہے مجھے معاف فرمادیں۔ مجذوب نے ازراہ کرم آپ پر شفقت فرمائی۔ اور وہ نعمت جوان کے پاس باطنی طور پر تھی۔ وہ امانت آپ کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد آپ واپس اعظم پور آ کر عبادت وریاضت ومجاہدہ اور تربیت مریدین میں مشغول ہوگئے۔ آپ کے حسن تربیت سے بہت سے لوگ مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دسویں صدی ہجری کو اعظم پور انڈیا میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی اعظم پور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مخدوم ملت اسلامیہ، مخصوص بعنایات رسول عربی، متصرف ولایت شرقی وغربی، معلم مکتب خانہ ام الکتاب، معلم مدرسہ یہدی بہ اللہ من اناب، بدانش ملک شریعت را انتظام حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد چشتی صابری فاروقی رحمتہ اللہ علیہ وقت کے اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے والد گرامی اور فاروقی النسل حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ آپ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ معلیٰ گنگوہ شریف جب حاضر ہوئے تو روئے تاباں جناب حضرت شیخ رکن الدین جو کہ قطب عالم کے عظیم فرزندار جمند ہیں پر پڑی تو فریفتہ ہو کے رہ گئے۔ اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد از تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک کے انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ تحفۃ الابرار میں ہے کہ حضرت شیخ رکن الدین نے اپنے والد گرامی کے حکم سے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا تھا۔ اور اجازت خانوادۂ قادریہ وچشتیہ صابریہ آپ کو عطا کی تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷۷ برس کی عمر شریف میں ۱۰۰۷ھ بمطابق ۱۵۹۹ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار سرہند شریف انڈیا پنجاب میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی، گنجیہ علوم و معرفت و طریقت و شریعت حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت ۹ ربیع الآخر ۱۰۰۵ھ کو رسول پور عرف دھنتی لکھنو میں ہوئی۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم سرخیل ہیں۔ آپ مغلیہ خاندان کے بادشاہ جہانگیر اور شاہجہان کے ہم عصر تھے۔ شہنشاہ اورنگزیب کے چند ایام آپ نے دیکھے ہیں۔ آپ نسبتاً قریشی ہاشمی علوی ہیں۔ آپ کے آباؤاجداد کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ گھر کے مذہبی ماحول نے آپ کو اسقدر متاثر کیا کہ آپ نے بہت جلد علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی اور مجاہدہ و سلوک میں مصروف و مشغول ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ حمید بن شیخ قطب الدین چشتی صابری جو کہ ساتویں پشت میں حضرت احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی اولاد ہیں کہ دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہیں اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ اپنی معروف زمانہ کتاب "مرآۃ الاسرار" کے صفحہ 1167 پر خود لکھتے ہیں۔

اس فقیر کو بھی اس عارف ربانی کے ہاں ایک خلوت نصیب ہوئی۔ آپ روزانہ اس فقیر کے خلوت خانہ میں تشریف لاتے تھے۔ اور عالم باطن سے جو کچھ احقر پر وارد ہوتا تھا۔ وہ مفصل حضرت شیخ کے سامنے بیان کرتا تھا۔ آپ قطب وقت تھے حضرت مخدومی قبلہ گاہی حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے عالم معاملہ میں اس فقیر کو بتایا تھا کہ میرا بیٹا شیخ حمید قطب وقت ہے۔

جب یہ عاصی خلوت سے باہر آیا تو آپ نے خرقہ خلات مع امانت خواجگان چشت عطا فرمایا۔ اور فقیر کے حال پر بہت توجہ فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تجھے ملا ہے۔ سب شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کے حکم سے ملا ہے۔ کیونکہ ہمارے مشائخ کا سلسلہ تجھ سے روشن ہوگا۔ اس وقت خواجگان چشت کی ولایت تمہارے سپرد کر دی گئی ہے۔ اب اپنے گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ولایت تقسیم کرتے رہو اور تجھے یہ کام مبارک ہو۔ اس عنایت بے پایاں کا کس زبان سے شکر ادا کروں۔

Marfat.com

مختلف بزرگوں کی روحانی توجہات ☆: روحانی طور پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی چشم عنایت آپ پر رہی۔ جسکی وجہ سے آپ نے بڑے روحانی مدارج اور مقامات طے کیئے۔ اسکے علاوہ حضرت خواجۂ بزرگ حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت سے بھی آپ نے بہت فیضان حاصل کیا۔ اور حضرت کی زیر تربیت رہ کر بلند روحانی منازل پر پہنچے۔ اس کے علاوہ باطنی نظام کے تحت آپ شاہان مغلیہ کے معاملات کی دیکھ بھال اور حفاظت سلطنت اسلامیہ پر مامور تھے۔

ظاہری طور پر آپ کو جہانگیر اور شاہجہان کے دربار میں آنے جانے کے مواقع حاصل تھے اور اکثر مجالس میں آپ کی شرکت رہتی تھی۔ آپ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی کے قریبی دوست تھے۔ جو کہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کےتین واسطوں سے مرید اور اکابر مشائخ سے تھے۔ آپ نے بیس برس کی طویل مدت میں ایک کتاب ''مرآۃ الاسرار'' تصنیف فرمائی۔ جو کہ بزرگان دین کی سوانح حیات اور تعلیمات کے حوالے سے بہت عظیم خدمت ہے۔ جو کہ **1263** صفحات پر مشتمل ضخیم جلد ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۹۴ھ بمطابق ۱۶۸۳ء میں ہوئی۔ مزار پرانوار رسول پور لکھنو میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ عبداللہ پاک بندگی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، دلیل الکاملین، برہان العاشقین، حضرت شیخ عبداللہ پاک بندگی چشتی صابری رحمۃ اللہ عالیہ قبلہ اہل تصوف ہیں۔ عارف کامل تھے۔ اور حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ بہت سے افراد نے آپ سے فیض اور دولت علم و عرفان کو حاصل کیا۔ آپکے حالات زندگی پر مزید کوئی تفصیل نہیں ملی۔ مزار پرانوار باغ بھگت رام میں واقع ہے۔ جس کا اب کوئی نام نشان باقی نہیں رہا۔ آپکی تاریخ وصال سن وصال کہیں سے بھی معلوم نہ ہوسکی۔ غالباً گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالسلام المعروف شاہ اعلیٰ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف ربانی، ولی العصر، شیخ زمانہ، مرشد یگانہ، حضرت شیخ عبدالسلام بہ ملقب حضرت شاہ اعلیٰ چشتی صابری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ۸۹۰ھ مادہ تاریخ ولادت از سیر الاقطاب ''فیاض'' نکلتا ہے جو کہ اپنے زمانے کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ نظام الدین بن شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ پانی پتی کے فرزند ارجمند اور حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے اپنی ظاہری و باطنی تکمیل کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ نظام الدین بن حضرت شیخ عثمان زندہ پیر چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی جو کہ اپنے عہد کے بڑے عارف کامل ہیں ان سے بھی خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ چنانچہ کسی نے ان کے حق میں بہت خوبصورت شعر کہا۔

نظامش پیر و ہم پدرش نظام است　　　نظام دوجہاں روئے تمام است

آپ کے ایک مرید اللہ دیا نے آپ کے ملفوظات اور حالات واقعات پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''جواہر اعلیٰ'' ہے اس میں اس نے لکھا کہ آپ کا اصل نام عبدالسلام ہے مگر حضرت شیخ نظام الدین نارنولی نے آپ کو شاہ اعلیٰ کا خطاب دیا۔ اور اسی نام سے آپ نے شہرت پائی۔

نوکری کے دوران طلب حق ☆: سیر الاقطاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت شاہ اعلیٰ ابتدائی دور میں بابر کے ایک امیر خاندان کی نوکری کرتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد تیراندازی میں آپ نے بہت شہرت پائی جس سے تمام فوج میں ممتاز اور یکتا نظر آتے تھے۔ مگر دل تھا کہ طلب حق میں بے چین دن ورات کی بے چشنی کے باعث آخر آپ نے فوج کی نوکری کو خیر باد کہا اور اپنے وطن پانی پت پہنچ کر والد گرامی سے دلی طبیعت کی کیفیت بیان کیا۔ تو انہوں نے حکم دیا کہ آپ شمس الارض حضرت خواجہ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار کے ساتھ حجرے میں بیٹھ کر عبادت و ریاضت کریں۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پُرانوار پر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ ابھی چالیس دن میں بھی

Marfat.com

پورے نہیں ہوئے تھے کہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی باطنی طور پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارا باطنی حصہ میرے پاس ہے لہٰذا تم میرے پاس نارنول میں آ ؤ۔ چنانچہ آپ اسی بیخودی کے عالم میں گرتے پڑتے نارنول پہنچے اور حضرت شیخ نظام الدین نارنولی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر شاہ اعلیٰ کے خطاب سے نواز کر رخصت کیا۔

کشف وکرامات ☆: کتاب جواہر اعلیٰ میں شیخ اللہ دیا آپ کا مرید خاص رقم طراز ہے کہ ایک بار میں نے حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں نذر مانی کہ اگر میرا کام ہوگیا تو میں نذر پیش کروں گا۔ خدا کے فضل وکرم سے میرا کام میری مرضی کے عین مطابق ہوگیا تو ایک دن وہ نذر پوری کرنے کے لئے میں حضرت پیر عبدالسلام بہ ملقب شاہ اعلیٰ اپنے پیر ومرشد کو لے کر حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف چل دیا۔ کہ راستے میں ایک دم شدید بارش آ گئی۔ میں کچھ فکرمند ہوا تو آپ نے فرمایا فکر نہ کرو بارش تم پر نہیں برسے گی۔
پھر ہوا بھی ایسے ہی کہ بارش ہم سے دس دس قدم دور فاصلے پر ہوتی رہی لیکن ہم پر ایک قطرہ بھی نہیں گرا۔ اس طرح ہم بحفاظت وبخیریت حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے دربار میں پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں دیگیں پکوائیں۔ انہیں تقسیم کیا گیا لیکن اتنی زوردار بارش کے باوجود ہم پر ایک قطرہ بارش کا نہیں گرا حالانکہ چاروں طرف پانی ہی پانی تھا۔

کرامت نمبر۲ ☆: سیدالاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ اعلیٰ کے مریدوں میں سے ایک شخص نے سونے کی کچھ اشرفیاں چمڑے کے تھیلے میں ڈال کر اپنے حجرے میں دفن کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد جب اسے ضرورت پیش آئی تو اس نے اشرفیاں تلاش کیں۔ زمین کھودی گئی لیکن وہاں اشرفیوں کا نام ونشان بھی نہ ملا۔ بالآخر تھک ہار کر حضرت شاہ اعلیٰ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس کی بات سن کر آپ بذات خود اس کے گھر تشریف لے گئے۔ ابھی اس کے گھر پہنچے ہی تھے کہ اچانک ایک جگہ پر (کسی) مار کر فرمایا اس جگہ کو کھودو تمہارا خزانہ یہاں دفن ہے۔ چنانچہ اس شخص نے وہاں سے زمین کھودی تو اسے چمڑے کے تھیلے میں پڑی ہوئی اشرفیاں وہاں سے مل گئیں۔ جنہیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور عرض کرنے لگا

Marfat.com

حضور میں نے یہ اشرفیاں اپنے حجرے میں دفن کیں تھیں۔لیکن اب یہ راستے میں برآمد ہو رہی ہیں۔ خدا معلوم کیا راز ہے۔آپ نے فرمایا یہ اسرار الٰہی ہے۔ان کا انکشاف نہیں کیا جا سکتا۔

کرامت نمبر ۳ ☆: آپ کی خانقاہ میں ایک کنواں ہے جو آپ نے خود کھودا تھا۔جب وہ مکمل ہو گیا تو اس کا پانی کھارا نکلا۔مریدین نے آپ کی خدمت میں پانی کے کھارے ہونے کی شکایت کی تو اتفاقاً وہاں ایک شخص چند روٹیاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے دربار سے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضرت شاہ اعلیٰ نے ان روٹیوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا اور کنویں میں ڈال دیا۔اس کے بعد دعا کی اور فرمایا کہ اب پانی نکالو اور پیئو۔جب پانی نکالا گیا تو وہ میٹھا تھا اور ٹھنڈا بھی۔

کرامت نمبر ۴ ☆: آپ کے وصال باکمال کے چند سال بعد ایک ضعیف عورت جس کا شاہی خاندان سے تعلق اس طرح ہے کہ نور الدین بادشاہ نے اپنی کنیزوں میں سے ایسے ایک کنیز اپنے رضاعی بھائی نواب مقرب خان کو عنایت کی تھی۔وہ بی بی نہایت ہی عفت ماب اور قرآن پاک کی حافظہ تھیں۔نواب اور ان کا تمام خاندان عطیہ سلطانی سمجھ کر ان کی عزت کرتا تھا۔یہ بی بی نہایت متقیہ اور پرہیز گار تھیں اور نماز پنجگانہ کی پابند تھیں اور امرائے پانی پت کی لڑکیوں کی استانی تھیں۔ دختر نواب مقرب خان دختر دیوان عبدالرحیم اور دیگر لڑکیاں اس خاندان کے دیگر شرفاء کی ان کے پاس قرآن پڑھتی تھیں ان بی بی کے پاس زیور بھی بہت تھا۔ان کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس کو فروخت کر کے حضرت شاہ اعلیٰ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بنوا دیا جائے۔

اس بی بی نے مزار کی تعمیر کا کام شروع کرا دیا۔دوران تعمیر جو معمار کام کر رہا تھا نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ اعلیٰ اپنی قبر کے سرہانے کھڑے ہیں۔اور فرما رہے ہیں کہ عمارت کا جو چبوترہ تم بنوا رہے ہو۔ اس سے ہمارے صندوق کا تختہ ٹوٹ گیا ہے اور ایک اینٹ صندوق میں گر گئی ہے۔لہٰذا مناسب یہ ہے کہ چبوترہ کو گرا دو اور اینٹ کو صندوق سے باہر نکالو اور تختے کو درست کر کے دوبارہ چبوترہ بناؤ۔

صبح ہوئی تو وہ معمار ان نیک بی بی کے پاس ان کے گھر گیا اور رات کا خواب ان کے سامنے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جس طرح حضرت شاہ اعلیٰ کا حکم ہے اسی طرح کرو۔چنانچہ وقت مقرر ہوا اور شہر کے بڑے بڑے لوگ جمع ہو گئے۔چبوترے کی عمارت کو ہٹا دیا گیا اور صندوق کو باہر نکالا گیا تو کیا دیکھا کہ واقعی

Marfat.com

صندوق کا تختہ ٹوٹا ہوا ہے اور اس کے اندر اینٹ پڑی ہوئی ہے یہ اینٹ حضرت کے زانوں کے نیچے تھی اور آپ کا دایاں پاؤں دراز تھا لیکن بایاں پاؤں اینٹ کی وجہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا جسم صحیح سالم موجود ہے۔ آنکھیں اس طرح روشن ہیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں۔ چنانچہ شہر کے رہنے والے چھوٹے بڑے آپ کی زیارت سے مشرف اور فیض یاب ہوئے۔ صندوق کے تختے کو دوبارہ درست کیا گیا اور عمارت کو از سر نو اس کی بنیاد کو تیار کر کے اٹھایا گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۲ برس کی عمر شریف میں ۱۰۳۳ھ بمطابق ۱۶۳۱ء کو ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار پانی پت ہندوستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے جن میں سے ایک کا نام شاہ منصور دوسرے کا نام شاہ نور تھا۔ ان دونوں کا انتقال آپ کی ظاہری حیات مبارک میں ہی ہو گیا تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے شاہ منصور کے بڑے فرزند حضرت شاہ محمد آپ کے وصال کے بعد اپنے دادا کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

سیر الاقطاب کے مصنف نے آپ کی تاریخ وصال ۱۰۳۳ سے ''شاہ اعلیٰ'' نکالی ہے جبکہ خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کے وصال کی قطعہ تاریخ یہ لکھی ہے:

جناب شاہ اعلیٰ پیر اسلام   نظام الدین و دنیا شیخ والا
بگو بالغ بخوان غالب بترحیل   دگر سرور معلی شاہ اعلیٰ

۱۰۳۳ھ

حضرت سید علی غواص ترمذی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ثانی حضرت غوث اعظم، منبع علم و عرفان، قطب دائرہ کائنات، ہادی ساکنان بحری و بری حضرت سید علی غواص ترمذی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے روزگار زمانہ بزرگ اور غوث الوقت، صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔

آپ حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز ہیں۔ جب آپ نے منازل سلوک طے کیں۔ مرشد کامل نے آپ کے مقام اور منازل سلوک کی تکمیل کو دیکھ کر آپ کو خرقہ

Marfat.com

خلافت سے سرفراز وممتاز فرما کر آپ کو صوبہ سرحد کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ آپ مرشد سے اجازت لیکر صوبہ سرحد میں یوسف زئی قبیلہ کی طرف چلے گئے۔ یوسف زئی قبیلہ کے بے شمار لوگ آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔ حضرت مولانا اخوند درویزہ اور انکے دو صاحبزادے بھی اسی علاقہ میں آپکے دست حق پرست سے بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔

آپ کا اصل نام سید علی ترمذی ہے جبکہ مرشد کامل نے آپکے مقام ولایت کو دیکھتے ہوئے آپکو غواص کا خطاب دیا۔ جو کہ بعد میں آپکے نام کا حصہ بن گیا۔ یوسف زئی پٹھانوں کا قبیلہ جو کہ اپنے اندر ایک خاص مقام رکھتا ہے یہ لوگ جلدی جلدی کسی سے عقیدت ومحبت نہیں کرتے۔ جب کسی مذہبی شخصیت سے تعلق جوڑ لیتے ہیں تو پھر اس کا نام لیکر پکارنا اس کی توہین سمجھتے ہیں۔ جب یہ قبیلہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا تو پھر وہ تمام کے تمام لوگ آپکو پیر بابا کے نام سے یاد کرنے لگے۔

نوٹ ☆: پیر بابا نام کے ایک اور بزرگ جو کہ سوات سے آگے موجود ہیں انکا سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ شطاریہ ہے۔ اور ان کا نام بھی سید علی ترمذی ہے۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام سید حسن ہے جبکہ آپ کا نام بھی سید علی ترمذی ہے مگر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے آپ علمبردار ہیں۔ اور غواص کا لقب آپکے مرشد نے دیا تھا۔ چونکہ آپ اسرار تصوف وعرفان کے موتی چننے میں غواص کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو یہ خطاب ملا تھا۔ اور اپ بھی علاقہ یوسف زئی سوات صوبہ سرحد میں تمام عمر بسر کی۔ اور تادم آخر فیضان صابریہ تقسیم فرماتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال ۱۰۴۰ھ بمطابق ۱۶۳۱ء کو شاہجہان بادشاہ کے دور میں ہوا مزار پرانوار علاقہ یوسف زئی سوات سے آگے علاقہ بونیر کے موضع پارچہ کلے صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوزود غوطہ در بحر وصل خدا علی شاہ غواص والی ولی
تخی پیرا مجد علی سال اوست بفرما دگر شیخ ہادی علی

۱۰۴۰ھ

Marfat.com

حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے علم وعرفان، قبلہ طالبان، محدث وجدو پیمان، شمع قصرہدایت، حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ انصاری قبیلہ کے عظیم نیر تاباں حضرت شیخ مخدوم الملک عبداللہ انصاری کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ اپنے زمانے کے بہت جید عالم مفسر اور محدث وفقیہہ اور شیخ کامل ہوئے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر ہی مکمل کی اور بعد ازاں جید اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے ظاہری علم کی تکمیل کی۔

جس زمانے میں اکبر بادشاہ کے والد گرامی کو ہندوستان بدر کر دیا تھا۔ تو آپ کے والد گرامی آپکو اپنے ہمراہ لیکر مکہ مکرمہ چلے گئے اور کافی عرصہ سکونت پذیر رہے اس دوران آپ نے مکہ مکرمہ میں حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ واپس ہندوستان اپنے والد گرامی کے ہمراہ تشریف لے آئے۔ مگر اس کے کچھ عرصہ کے بعد آپ کے والد گرامی کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور اسی جگہ کو جہاں آجکل آپ کا مزار پرانوار ہے کو تبلیغ اسلام کا مرکز قرار دیکر رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جہاں آپ کے پاس عوام وخواص کا ایک جم غفیر جمع رہتا تھا اور آپ کی ذات ولاصفات سے ہزاروں افراد نے فیوض وبرکات حاصل کئے۔ غیر مسلم آپکے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ ان میں سے کچھ افراد آپکی صحبت میں رہ کر اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے اور کاملین میں شمار ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ نظام الدین بلخی تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

دوسری مرتبہ حج بیت اللہ شریف ☆: جب آپ دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے اپنے دوستوں کے ہمراہ پاپیادہ خشکی کے راستے گئے تو ایک مقام پر جا کر راستہ بھول گئے اور ایک ویران جنگل بیابان میں جا نکلے۔ جہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہیں تھا جب آپ

Marfat.com

کے دوستوں کو پیاس نے ستایا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر پانی کے لئے دعا چاہی۔آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اسی وقت دعا قبول ہو گئی۔اس وقت ایک تیتر آپ کے سر پر اڑتا ہوا آیا اور آواز دیتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔آپ سمجھ گئے کہ جہاں پرندے ہوتے ہیں وہاں پانی ضرور ہوتا ہے۔آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس طرف گئے تو میٹھے پانی کا ایک چشمہ ملا۔سب نے پانی پیا وضو کیا غسل کیا اور کپڑے دھوئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا چونکہ ہمیں تیتر کی وجہ سے پانی ملا ہے۔ چنانچہ جو بھی میرا مرید ہے نہ ہی وہ تیتر کا شکار کرے گا اور نہ ہی اسکا گوشت کھائے گا۔آپ کے اس فرمان کے بعد سے آپ کے مریدین نے تیتر کا شکار اور اسکا گوشت کھانا بند کر دیا۔

کشف و کرامات☆: ایک دن آپ اپنی خانقاہ سے اٹھ کر حضرت پیر زیدی کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔کہ راستے میں شیرا نامی ایک مرید ملا اور عرض کرنے لگا حضور آج حج بیت اللہ کا دن ہے بہت سے خوش نصیب آج عرفات میں حج پڑھ رہے ہو نگے اور ہم کس قدر بد بخت ہیں کہ ہم اس نعمت سے محروم ہیں۔آپ نے فرمایا کیا تم حج پر جانا چاہتے ہو؟ آؤ ہم بھی حج کرنے چلیں تم میرے پیچھے چلے آؤ چند قدم آگے چل کر فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر کے میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھو اور میرے ساتھ چلو۔ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا ہو گا کہ آپ نے فرمایا کہ شیرا آنکھیں کھولو۔جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہم میدان عرفات میں کھڑے ہیں۔حج کیا اور حج سے فارغ ہو کر جس طرح گیا اسی طرح واپس پھر لاہور پہنچ گیا۔

آپکی اولاد اور انکے کمالات☆: آپ کے چار بیٹے ہیں۔ایک کا نام شیخ یحییٰ دوسرے کا نام شیخ اعلیٰ نور، تیسرے کا نام عبدالحق اور چوتھے کا نام اعلیٰ حضور ہے۔ان چاروں میں سے شیخ یحییٰ جید عالم دین اور صاحب کمال بزرگ ہوئے ہیں اور ان سے لوگوں نے بہت فیض حاصل کیا۔

یہ بات بہت ہی شہرت کو پہنچی ہے کہ ایک دن خیرو نامی ڈاکو موضع سیہ والا سے اٹھ کر لاہور ڈاکہ ڈالنے آیا اور لاہور کے بازاروں میں گھومتا رہا۔لیکن اس کا کہیں بھی موقع نہ لگا۔

رات ہوئی تو وہ حضرت شیخ یحییٰ کی خانقاہ میں پہنچا اور آپکے دو بیل کھول کر روانہ ہو گیا۔لیکن تھوڑی دور جا کر اندھا ہو گیا۔ناچار مجبوراً بیلوں کو لیکر واپس آپ کی خانقاہ کے پاس آیا تو ٹھیک ہو گیا۔پھر وہ جانے لگا

Marfat.com

تو اندھا ہو گیا۔ کئی مرتبہ جب اسی طرح ہوا تو اس نے بیل خانقاہ سے باہر باندھے اور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ دن نکلا تو خانقاہ کے ملازمین نے خیروڈا کو باہر بیٹھے دیکھا تو آپ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ ادھر خیروڈا کو بھی اٹھا اور خانقاہ میں داخل ہو کر آپکے قدموں میں گر کر تمام واقعہ عرض کر دیا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ اس لئے تم قابل رحم ہو۔ پھر اپنا دست مبارک اسکے چہرے پر پھیرا تو وہ اسی وقت بینا ہو گیا۔ وہ آپ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہو کر خدام میں شامل ہو کر مرتبہ کمال کو پہنچا۔

تصنیف و تالیف ☆: جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے کہ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم فقیہہ و محدث ہوئے ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل تصانیف بھی ترتیب دی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں فصوص الحکم کی شرح بزبان فارسی معتبر اور بہت اعلیٰ کتاب ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے ازکار، اشغال اور اسرار پر بڑے ہی شاندار اور عجیب رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ازکار و مشاغل پر بھی ایک رسالہ لکھا ہے۔ جسکا نام مصباح العارفین ہے۔ آپ اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ آج تمام کمالات ولایت و نبوت کا جامع ولی اللہ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری الحنفی کے سلسلے کے سوا کہیں نہیں ہے۔ اور اس سلسلہ عالیہ کی شان شوکت کا (غلغلہ) قیامت تک شہرت پائے گا اور اس میں روز بروز ترقی ہوگی۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک کتاب اسرار عجیبہ ہے جسمیں چشتیہ سلسلے کے مشاغل اور اذکار درج ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال ۲۷ رجب المرجب شریف ۱۰۴۵ھ بمطابق 1635ء کو ہوا۔ مزار پر انوار متصل باغ زیب النساء نواہ کوٹ یتیم خانہ روڈ پر چھپر اسٹاپ پر بائیں جانب گلی نما بازار جسکا راستہ سمن آباد کو جاتا ہے اس کے بائیں کونے پر مزار پر انوار لاہور میں مرجع خاص و عام ہے جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء میں قطعہ تاریخ اسطرح لکھی ہے۔

شیخ اکرم کریم بااکرام مکرمت یافت جوں بخلد بریں
مقتدائے شفیق دان سالش نیز بر حق کریم کاشف دیں

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، شیخ العصر حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ جان اللہ لاہوری چشتی صابری جو کہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ فقر وفاقہ ترک وتجرید میں بلند مقام کے مالک تھے۔ سماع کے دوران آپ پر وجد کی ایک خاص کیفیت ہوتی تھی اس موقع پر جس کسی پر آپ کی نگاہ پڑ جاتی بے خود کر دیتے تھے۔ دوران سماع اکثر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ لوگوں کو شبہ ہو جاتا تھا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ جو شخص بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتا وہ کامل ہو کے واپس جاتا تھا۔ مخلوق خدا کا ایک اژدہام آپ کی خدمت میں ہمہ وقت موجود رہتا۔ آنے والا سائل کبھی آپکے دربار سے خالی واپس نہ جاتا۔ لنگر آپ کا ہر خاص وعام کے لئے ہمہ وقت کھلا رہتا تھا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲ رجب المرجب شریف ۱۰۵۹ھ بمطابق ۱۲ جولائی ۱۶۴۹ء کو بعہد شہاب الدین شاہجہان ہوا۔ مزار پُر انوار میدان زین خان بیرون موچی دروازہ لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

چوں عبدخالق زِ دارِ فنا   مکان کر در دار خلد بریں

وصالش بگو فیض حقانی ست   دگر عبد خالق امام یقیں

۱۰۵۹ھ

حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، آشنائے رموز وکنایات، حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب توحید وتفرید ہیں۔ آپ فقر واستغنا کی وجہ سے میاں عارف کے نام سے معروف تھے۔

Marfat.com

آپ صاحب کشف و کرامات اور زہد و تقویٰ ورع عبادات و ریاضت، مجاہدہ و سلوک اور علم و عرفان میں بے مثل و بے مثال تھے۔

آپ کے زمانے تمام شیوخ و علماء دل کی گہرائی سے آپ کا احترام کرتے تھے۔ شہزادہ دارشکوہ مختلف مسائل توحید و معرفت پر آپ سے گفتگو کے لئے حاضر ہوتے اور آپ کی گفتگو سے خوب محظوظ ہوتے تھے۔ آپ ہر مہینے کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے اور اپنے حجرے کا دروازہ دس روز تک بند کر کے عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ اس دوران کھانا بالکل نہ کھاتے جب اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو باہر تشریف لاتے تو تمام لوگوں کو جو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ان کو دور کر دیا جاتا۔ اگر کوئی شخص وہاں رہ جاتا تو اُس پر آپ کی نگاہ ولایت و جلالت پڑنے سے تین دن تک بیہوشی طاری رہتی اور تارک الدنیا ہو جاتا۔ محفل سماع میں آپ کی حالت وجد ایسی ہو جاتی تھی کہ اکثر لوگ سمجھ بیٹھتے تھے کہ آپ کا وصال باکمال ہو چکا ہے۔

بیعت و خلافت☆: آپ حضرت شیخ اسحاق بن حضرت شاہ کاکو چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

مرشد کامل سے خلافت حاصل ہونے کے بعد آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رشد و ہدایت کی ترویج و اشاعت کا اس قدر فریضہ انجام دیا کہ ہمہ وقت آپ کی خانقاہ میں عوام و خواص کا ہجوم نظر آتا تھا۔ لنگر چوبیس گھنٹے جاری رہتا تھا۔ آنے والا کوئی سائل کبھی محروم نہ رہا۔ ہزاروں افراد آپ کے فیض سے مستفید و مالا مال ہوئے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۶۴ھ بمطابق ۱۶۵۴ء کو بعہد شاہجہان حالت اعتکاف میں ہوا۔ مزار پُرانوار قبرستان میانی صاحب بہاولپور روڈ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ موجودہ حالت میں مزار شریف ایک چبوترے کی شکل میں ایک احاطہ میں ون کے درخت کے نیچے واقع ہے۔ مفتی غلام سرور قادری لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوں جناب عارف چشتی ولی   سوئے جنت شد ازیں عالم رواں
سال وصلش گو فرید حق پرست   بار دیگر عارف چشتی بخواں

Marfat.com

حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: متصرف بہ تصرفات، جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض و برکات حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ عبدالخالق صابری لاہوری کے مرید ہیں وہ مرید حضرت شیخ جان اللہ لاہوری کے وہ مرید حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی ثمہ تھانیسری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہم کے تھے۔

آپ شیخ محمد عارف اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ اور عارف کامل اور سیف اللسان تھے۔ اپنی زبان ترجمان سے جو فرما دیتے تھے وہ اسی وقت پورا ہو کے رہتا تھا۔ ایک دن آپ کی خانقاہ میں محفل سماع ہو رہی تھی کہ قوال نے دوران سماع یہ شعر پڑھا۔

آں مسیحائے کہ جان در دست اوست

میسد ہد جان گز بہ میر چند بار

(ترجمہ) وہ مسیحا جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں ہزار بار بھی مر جاؤں تو وہ میری جان لوٹا دے گا۔ آپ نے جب یہ شعر سنا تو وجد میں آ گئے ناگاہ ایک شخص اپنے بیمار بیٹے کو جو موت کے کنارے پر پہنچا ہوا تھا۔ چارپائی پر ڈالے ہوئے مجلس میں لے آیا اور دعا کے لئے التجا کی۔

آپ اپنی جگہ سے اٹھے قوال ابھی یہی شعر پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اس بیمار کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو وہ اس وقت شفاء یاب ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷ ذی الحجہ ۱۰۷۲ھ بعہد اورنگزیب عالمگیر 24 جولائی 1662ء کو ہوا۔ مزار پر انوار میدان زین خان بیرونی موچی دروازہ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ میں لکھی ہے۔

شیخ عارف عارف اہل کمال — شد چو از دنیا بخلد جاوداں

رحلتش عارف ثریا جاہ گو — ہم بخواں عارف شہنشاہ جہاں

Marfat.com

حضرت مولانا شیخ عبدالکریم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : آئینہ جلال و جمال حقانی، مرشد لاثانی، مرد باکمال، دریائے گوہر فضل وکمال حضرت مولانا شیخ عبدالکریم المعروف اخوند کریم داد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم ترجمان اور شیخ کامل حضرت میر سید علی غواص چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت اخوند درویزہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند اور خلیفہ جانشین ہیں۔ حضرت اخوند درویزہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت میر سید علی غواص کے مرید وخلیفہ وہ مرید حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری ثمہ تھانیسری علیہ الرحمۃ کے تھے۔ حضرت مولانا عبدالکریم چشتی صابری پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کو محقق افغانستان کا خطاب حاصل ہوا آپ علم وفضل کا دریا اور بلند مرتبہ کے عارف کامل اور اخلاق محمدی کا نمونہ تھے۔ علم شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ نے ایک کتاب بنام ''مخزن اسلام'' لکھی ہے۔ اسکے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رات کے وقت سفید کاغذ کا ایک دستہ اپنے حجرے میں لے کر جاتے اور چراغ روشن کیے بغیر لکھتے جاتے صبح اپنے دوستوں کو دے دیتے۔ اس طرح آپ نے تمام کتاب ''مخزن اسلام'' مکمل کی تھی۔

مکاشفہ عجیب ☆ : ایک دن آپ نے اپنے والد گرامی حضرت اخوند درویزہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ جس دن آپ میری والدہ محترمہ کو شادی کر کے اپنے گھر لائے تھے۔ تو راستے میں نکاح سے پہلے آپ نے دست درازی کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اسوقت فلاں درخت کے تنے سے یہ آواز نہیں آئی تھی کہ ابھی تک یہ عورت تمہارے لئے نامحرم ہے۔ نکاح سے پہلے دست درازی کرنا درست نہیں بلکہ اسے چھونا بھی حرام ہے۔ ابا جان یہ آواز میری ہی تھی۔

ایک سوال اور اسکا جواب ☆ : کتاب معارج الولایت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ غوث کسے کہتے ہیں؟ اور اسکی تعریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب غوث فوت ہو جاتا ہے تو جو شخص بھی اس کے چہرے پر نظر ڈالتا ہے تو وہ مسکراتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو وہ شخص امتحان کے لئے آپ کے پاس گیا۔ اور آپ کے چہرے کو دیکھا تو آپ

Marfat.com

مسکراتے ہوئے دکھائی دیئے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ ابھی بات کرنے والے ہیں۔ وہ شخص یہ دیکھ کر اپنے خیالات فاسدہ سے تائب ہوا اور کہا کہ بس مجھے اس سے زیادہ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷۰ھ بمطابق ۲۔۱۹۶۱ء کو ہوا۔ مزار پرانوار یوسف زئی بونیز نزد سوات صوبہ سرحد پاکستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے آپکی قطعہ تاریخ وصال اسطرح لکھی ہے۔

چوں کریم و اکرم اہل کرم — باکرامت گشت درجنت مقیم
اہل خلوت سال وصلش ہست و نیز — ولی عرفان کریم ابن کریم
۱۳۷۰ھ

حضرت شیخ عبدالسبحان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مشرف بہ دیدار مصطفویؐ، آئینہ جلاول و جمالی حقانی، مجوزات حق، محب اللہ، حضرت شیخ عبدالسبحان چشتی صابری ثمہ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بلند درجہ اولیاء کبار سے ہیں۔ آپ ابتدا تصوف و طریقت اور فقراً سے عقیدت نہ رکھتے تھے بلکہ طریقہ درویشی کو پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ اپنے زمانے کے معروف اور بڑے ہی لطیف طبع کے مالک تھے۔ ایک رات قسمت نے یاوری کی کہ سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کیا دیکھا کہ امام الانبیا ﷺ کے ہمراہ اصحاب کے علاوہ ایک بزرگ ولی کامل بھی موجود ہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا عبدالسبحان یہ تمھارے پیر ہیں اور پھر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو حضور کے ساتھ تھے کی طرف اشارہ کر کے حضور نے ارشاد فرمایا عبدالسبحان گنگوہ جاکر انکے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ۔ اور مطلوب حقیقی تک رسائی حاصل کرو۔

بیعت وخلافت ☆: خواب میں حکم ملنے کے بعد آپ بیدار ہوئے ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ آپ نے صبح ہونے کا انتظار بھی نہ کیا اور رات ہی کو گنگوہ شریف کی جانب پاپیادہ چل دیئے اور روتے ہوئے حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور ریاضت ومجاہدہ کی تکمیل کے بعد اپنے شیخ کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ اور شیخ کے حکم سے سہارنپور تشریف لائے اور خانقاہی نظام کو فروغ دیا اور ہدایت خلق خدا میں مصروف ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کے فیض تربیت سے بے شمار لوگ مستفیض ہوئے اور لاتعداد گمراہوں پر ہدایت کے دروازے کھلے۔

فرقہ رافضی باطل اور اہل سنت حق پر ہیں ☆: حاکم سہارنپور جو کہ رافضی تھا ایک مرتبہ اس نے اہل طریقت کے حق میں نازیبا کلمات منہ سے نکالے۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اسے ایک اسم تلقین کیا۔ اور فرمایا اسے پڑھ کر سو جانا۔ اس کے بعد خواب میں ہی تمہیں اہل سنت و جماعت کی حقیقت اور افضیت کے باطل ہونے کا علم ہو جائے گا۔ اس کے بعد تجھے خدا تعالیٰ توفیق ہدایت عطا فرما دیں تو اہل طریقت کا مذہب اختیار کر لینا۔ چنانچہ اس حاکم نے فرمان کے مطابق شب جمعہ کو وظیفہ پڑھا اور پڑھتے پڑھتے غنودگی طاری ہوئی اور سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ دو صفیں کھڑی نماز پڑھ رہی ہیں ایک صف اہل سنت و جماعت کی ہے اور دوسری صرف رافضیوں کی ہے۔ لیکن اہل سنت و جماعت کا منہ قبلہ کی طرف ہے اور رافضیوں کا منہ الٹی یعنی مشرق کی جانب ہے۔ اور اس نے اپنے آپ کو بھی رافضیوں کی جماعت میں کھڑا پایا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اہل سنت و جماعت حق پر ہیں۔ کیونکہ ان کے منہ قبلہ کی طرف ہے۔ اور رافضی باطل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے قبلہ کی طرف پیٹھ کر رکھی ہے مگر اسی وقت اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آیت کریمہ **فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ** تم جس طرف منہ کرو حق تعالیٰ کی ذات سامنے ہے کہ مطابق مشرق کی طرف بھی ذات حق ہے۔ اس لئے جو لوگ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ بھی حق پر ہیں۔ مگر چونکہ اس کی قسمت کا ستارہ چمک چکا تھا دل کی سیاہی جہاں آرا سے دور ہو گئی تھی اس لئے فوراً اس کی عقل نے پہلے والے خیال کا رد کیا۔ اور دل سے آواز نکلی کے اگر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہوتا تو حضرت رسالت مآب ﷺ بھی اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے۔ چونکہ سرکار علیہ السلام کی جانب قبلہ رو ہو کر نماز پڑھتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت حق پر ہیں اور رافضی باطل ہیں۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر رفض سے تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر کامیاب و بامراد ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں سہارنپور میں ہوا۔ مزار پُر انوار سہارنپور' یوپی' انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالجلیل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سراج السالکین، برھان العارفین، دلیل الکاملین، حجۃ الواصلین حضرت شیخ عبدالجلیل چشتی صابری ثمہ الہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ محقق اولیاء کبار سے ہیں۔ آپ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بلند پایہ شاگردوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے علم ظاہری کے ساتھ باطنی علوم و مرتبہ پر بھی کمال درجہ عبور کیا اور نعمت خداوندی سے مشرف ہوئے۔ آپ ابھی دہلی میں زیر تعلیم ہی تھے کہ ایک رات مدینے کے تاجدار امام الانبیاء ﷺ کو ایک نورانی اور وسیع صحرا میں ابلق گھوڑے پر سوار کی صورت میں جلوہ گر دیکھا تو یک دم سے آگے بڑھے اور قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ تو نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم قیل وقال کسی کام نہیں آتا۔ اس وقت آپ کو حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی زیارت کرائی گئی۔ اور فرمایا کہ گنگوہ شریف میں اس شخص کے پاس جاؤ کیونکہ میری امت کے اکابر اولیائے کبار میں سے ہیں۔ لہٰذا ان کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ ورعلم قیل وقال کو چھوڑ کر حال میں مشغول ہو جاؤ۔

بیعت وخلافت ☆: صبح کو جب آپ بیدار ہوئے تو فوراً دہلی سے گنگوہ ضلع انبالہ پہنچے اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ اور بہت ہی جلد منازل سلوک طے کر کے مرشد کامل سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے اور مرشد کے حکم سے الہ آباد تشریف لے آئے اور وہاں پر خلق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے اور ایک جہاں نے آپ کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھایا اور اپنے سینوں کو نور ایمان سے منور کیا اور اپنے ایمانوں کو جلا بخشی۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے ☆: ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ سارے جہاں میں پھرا ہوں مگر کوئی صاحب کمال درویش نہیں دیکھا۔ ہر طرف جھوٹے پیر گدیوں پر بیٹھے دکانداری اور خلق خدا کے ساتھ ٹھگی کر رہے ہیں۔ آپ اس وقت مرتبہ اطلاق میں غرق تھے کہ آپ کو اس کی بات سن کر غیرا آئی اور پُر جوش لہجہ میں آنکھ کھولی اور فرمایا کہ اب تک

Marfat.com

نہیں دیکھا اب آنکھیں ہیں تو دیکھ لو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ شخص نابینا ہو گیا۔ اس نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو قدموں میں گر گیا اور تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا۔

سیلاب میں سلامت بیٹھے رہے ☆: جس زمانے میں آپ اپنے شیخ کامل سے خرقہ خلافت پا کر الٰہ آباد تشریف لائے تھے ان دنوں الٰہ آباد میں زبردست قسم کا سیلاب آیا جس سے اکثر شہر غرق ہو گئے بہت سے علاقے زیر آب آ گئے جس کے سبب بہت سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو کر دوسرے شہروں کو چلے گئے۔ مگر آپ اپنے مکان میں بڑے اطمینان سے بیٹھے رہے گھر کے صحن میں پانی داخل ہو گیا تھا۔ حاکم شہر کو جب واقعہ کا علم ہوا تو اس نے ازراہ ہمدردی آپ کے پاس چند جوان کشتیاں دے کر بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ بمع اہل وعیال اور اسباب لے کر نکل آئیں۔ مگر آپ نے اس کی پیشکش کو قبول نہ کیا اور حاکم کو کہلا بھیجا کہ اگر خداوند تعالیٰ نے ہماری محافظت فرمائی تو اس جگہ صحیح سلامت بیٹھے رہیں گے اگر ہماری موت کا بہانہ یہی ہے تو ان کشتیوں سے کچھ نہ بنے گا۔ کہتے ہیں کہ پانی آپ کے صحن بلکہ چارپائی تک پہنچ کر اترنا شروع ہو گیا اور ایک دو دن کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ اس دوران نہ آپ کے گھر کو کوئی نقصان پہنچا اور نہ ہی اہل خانہ اور نہ ہی اسباب وسامان کو نقصان پہنچا۔

کرامت ☆: ایک رات ایک چور آپ کے گھر میں داخل ہوا۔ اس وقت آپ گھر کے ایک کونے میں بیٹھے شغل باطن میں مشغول تھے۔ وہ چور جونہی گھر میں داخل ہوا تو اندھا ہو گیا۔ اس سے اس نے گھبرا کر آواز بلند سے کہا کہ اس گھر میں کوئی عارف کامل ہے جس کی نظر قہر سے میری بینائی چلی گئی ہے۔ اب میں عہد کرتا ہوں کہ اگر مجھے میری آنکھیں دوبارہ واپس مل جائیں تو چوری کا پیشہ چھوڑ دوں گا۔ اور ساری عمر اطاعت اور عبادت خداوندی میں گزار دوں گا۔

آپ نے فرمایا کہ چونکہ تو نے صدق دل سے توبہ کی ہے تجھے بینائی مل جائے گی۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور وہ فوراً گھر سے باہر چلا گیا۔

جب صبح ہوئی تو وہ اپنے اہل وعیال بیوی بچوں اور مال ومتاع کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوا اور شغل باطن میں مصروف ہو گیا۔ آپ کی اس کرامت کے بعد سے ہی آپ کی ولایت کا شہرہ بلند ہوا جو قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ آپ نے

Marfat.com

ازکار و اشغال کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ آپ کا کمال اس رسالہ اور آپ کے لکھے ہوئے عربی قصیدے سے معلوم ہوسکتا ہے جو سراسر عشق و مستی میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ نے اپنے بعد اپنا جانشین و ولی عہد اپنے فرزند اکبر غلام محی الدین کو مقرر فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۰۰ھ گیارہویں صدی ہجری کے آخر میں بمقام الہ آباد میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی الہ آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ سید عبدالرشید چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شاہد بزم الانسان سری، ہادی ساکنان ہجری و بری، امام ربانی، عارف یزدانی، حضرت شیخ عبدالرشید جالندھری چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ قطب دوراں اور غوث زماں اور قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں جناب سید محمد اشرف کے گھر سادات کے عظیم خانوادہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمر ابھی بہت تھوڑی تھی کہ یاد حق آپ کے دل میں بس گئی اور تلاش حق میں سرگرداں رہنے لگے۔ علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد آپ اپنے وطن سے نکلے اور کوبہ کو پھرتے پھرتے انبیٹہ میں حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ زمانہ حضرت شاہ ابوالمعالی کی پیرانہ سالی کا تھا۔ حضرت شاہ ابوالمعالی نے آپ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی اور جلد ہی اپنے نامور خلیفہ قطب زماں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے سپرد کر دیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ غوث زماں قطب الوقت حضرت میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت کر کے منازل سلوک کی تکمیل کے بعد انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

میراں جی کا آپ کے بارے میں فرمان ☆: قطب الوقت غوث زماں حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے ایک روز حضرت سید علیم اللہ صابری سے فرمایا کہ میرے پاس جو بھی مرید ہونے کو آتا ہے میں چھ سال تک اس کا امتحان لیتا ہوں۔ اس کے

Marfat.com

بعد دیکھتا ہوں کہ اس کا اعتقاد درست ہے یا نہیں۔ اگر اعتقاد درست ہو تو پھر اسے خداموں میں شمار کرتا ہوں۔ لیکن سید عبدالرشید جالندھری چشتی صابری علیہ الرحمۃ ایک ایسے شخص ہیں جنہیں میں نے پہلے دن سے ہی پختہ اعتقاد والا پایا۔ اور اپنا خادم بنالیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم ربیع الاول ۱۱۲۱ھ بمطابق ۱۷۰۹ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار جالندھر میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے صاحبزادے سید غلام محی الدین بھی حضرت میراں جی کے مرید ہوئے۔ مفتی غلام سرور لاہوری قطعہ تاریخ میں لکھتے ہیں۔

حضرت عبدالرشید آں میردین — چوز دنیا رفت در جنت رسید
سال اوست عارف حق پرست — بار دیگر سرور عالم رشید

حضرت شیخ سید عتیق اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، پروردہ نگاہ لطف رسول مدنی، امام الاولیاء حضرت شیخ سید عتیق اللہ چشتی صابری جالندھری رحمتہ اللہ علیہ اولیاء کبار سے ہیں۔ آپ صحیح النسب سادات جالندھر سے ہیں۔ آپ کی وجہ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو بہت تقویت اور فروغ ملا ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور لاتعداد گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔ آپ جامع الصفات وکمالات اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہوئے ہیں۔ تمام عمر خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع میں گزاری۔ درس وتدریس میں ممتاز اور یکتا تھے۔ بڑے بڑے نامور شیوخ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ جن میں سید عبدالرشید چشتی صابری جالندھری اور شاہ بہلول برکی خلیفہ حضرت شاہ میراں بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ شامل ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال سن ایک ہزار ایک سو اکتیس ۱۰۳۱ھ بمطابق ۱۷۱۸-۹ء میں ہوا۔ مزار پُرانوار جالندھر انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری جالندھری علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین وخلیفہ اکبر ہوئے ہیں جن کی وجہ سے سلسلہ کو بہت تقویت پہنچی ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ شاہ عضدالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے ارباب طریقت، رہنمائے طالبان حق، عارف باللہ حضرت شیخ شاہ عضدالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت امروہہ کے ایک مذہبی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم اور شیخ کامل تھے عبادت وریاضت میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ ہمہ وقت یاد خدا میں مشغول ومصروف ہمہ تن گوش رہتے تھے۔ ترک وتجرید میں یگانہ روزگار تھے۔ اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ اور مجسمہ حسنات اور منبع فیوض وبرکات تھے۔ علم شریعت وطریقت میں جامع اور مکمل مہارت تامہ رکھتے تھے۔ زہدورع تقویٰ میں بے مثال عفودرگزر آپ کا شعار تھا۔ آپ تعبیر رویاء میں مہارت کامل رکھتے تھے۔

آپ کی پیشن گوئی ☆: حاجی رفیع الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۱۶۹ھ کو بمقام امروہہ میں ایک مرتبہ بنفس نفیس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اچانک آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ ہمارے اوپر جو حکمران ہیں پھاگن کے مہینے میں ان پر سخت آفت آئے گی۔ میں نے عرض کیا کون سا پھاگن آپ نے فرمایا یہ نہیں کہہ سکتا۔ اس سال یا چند سال بعد۔ اس کے تین سال بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے فرمان کے مطابق ۱۱۸۵ھ میں قوم مرہٹہ نے شاہ عالم بادشاہ کو ہمراہ لے کر افغانوں پر حملہ کیا ضابطہ خان بھاگ گیا اور ملک ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اہل چل میں تمہیں کچھ اذیت نہ ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہمارے خاندان کے کسی فرد کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت شیخ سید محمد المعروف شاہ فیاض چشتی صابری ثمہ اکبر آبادی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ کا ایک مقولہ ☆: آپ کا مقولہ ہے کہ ''گمان نہ کرو کہ جو معلوم نہیں وہ موجود بھی نہیں ہے'' کیونکہ علم کسی شے کا موجب عدوم وجود اس کا نہیں ہے اور وہم نہ کرو کہ جو معلوم نہیں وہ موجود نہ ہو۔ وہ معبود نہیں ہے۔ کیونکہ عبادت کے لئے علم کا ضروری نہیں ہے۔ عبادت درحقیقت نقش غیر کا

Marfat.com

لوح دل سے مٹانا ہے۔ اور متخلق باخلاق اللہ ہونا ضروری ہے۔ جب تک شست وشعر میں ہے تمام اطاعت اس کی رویت اس کی سی ہے۔ جس وقت حجاب غیر درمیان سے اٹھ جائے دید دوست باقی رہ جاتی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ رجب المرجب شریف ۱۱۷۲ھ بمطابق ۱۷۵۹ء کو امروہہ میں ہوا۔ مزار پُر انوار امروہہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

سال تاریخ اوچو پر سیدم　　گفت ہاتف کہ شد بامر خدا

حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الاولیاء، برہان الاتقیان، شاہ زمین وزمن، مقبول بارگاہ رحمانی، پیر لاثانی، حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری ثمہ کرنالوی رحمتہ اللہ علیہ برہان ملت اور گنج عزلت ہیں۔ آپ مادرزاد ولی اور کشف وکرامات میں بے نظیر وعدیل تھے۔

آپ ترک وتجرید میں یگانہ روزگار تھے ساری عمر تقوئی اور خلوت میں گزاری اذکار واشغال میں اس قدر مست ومستغرق ہوئے۔ کہ دنیا اور اہل دنیا کو بھول گئے۔ نہ اس سے کوئی اور واسطہ رہا۔ عبادت و ریاضت ومجاہدہ میں آپ کے ہم عصروں میں ہم پلہ نہ تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اس سے پہلے کسی اور جگہ بیعت تھے۔ مگر روحانی تربیت کی تشنگی باقی تھی جس کی تکمیل کے لئے آپ حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ سوندھا مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ داؤد کے اور وہ مرید و خلیفہ سجادہ تھے اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری کے اور وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی کے اور وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے۔ آپ حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری ثمہ کرنالوی رحمتہ اللہ علیہ کو عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کی تکمیل کے بعد ان کے پیشواء حضرت شیخ محمد سوندھا چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے

Marfat.com

خرقہ خلافت سے نواز کر سرفراز وممتاز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

ایک سوال کے سات جواب☆: ایک مرتبہ ایک عالم نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی مسئلہ دریافت کیا لیکن آپ نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموش ہو گئے۔

رات کو جب آپ نماز تہجد کے بعد شغل باطن میں مشغول ہوئے تو آپ کے سینہ مبارک سے دو صورتیں برآمد ہوئیں اور ایک صورت نے دوسری صورت سے وہی مسئلہ دریافت کیا۔

دوسری صورت نے اس ایک سوال کے سات جواب دیئے۔ اس کے بعد وہ دونوں صورتیں آپ کے وجود باجود میں گم ہو گئیں۔ دوسرے دن وہ عالم جب دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے وہی جواب سنا دیئے۔ یہ دیکھ کر وہ عالم آپ پر دل و جان سے شیدا و فریفتہ ہو گیا۔ اور آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہو کر کامیاب و بامراد ہوا۔

صاحب اقتباس الانوار کی زبانی☆: سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی مشہور معروف کتاب ''اقتباس الانوار'' کے مصنف حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے پیر بھائی حضرت شیخ محمد عثمان چشتی صابری ثمہ کرنالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ رمضان المبارک میں نماز تراویح سے فارغ ہو کر اپنے حجرے میں شغل سیر وجود میں گم اور مشغول تھا کہ میری روح مثالی صورت اختیار کر کے میرے جسم سے باہر نکلی اور میرا جسم کپڑے کے مانند نیچے گر گیا۔ اور میری روح عروج کی طرف پرواز کر کے ہفت افلاک، عرش و کرسی سے نکل کر ایسے مقام پر جا پہنچی کہ حد فہم سے باہر ہے۔

صبح تک اسی حالت میں مغلوب رہا۔ جب افاقہ ہوا تو حضرت شیخ سوندھا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس چیز کو خلع بدن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس حالت میں طالب علم کی عالم جبروت سے رسائی ہوتی ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کو کرنال میں ہوا۔ اور کرنال نزد پانی پت انڈیا میں ہی آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مست الست نغمات بے ساز، خلوت کنت کنز ہر خاص و عام بے دلیل، قطب مادرزاد، شیخ المشائخ حضرت شاہ عنایت اللہ المعروف شاہ عنایت جیئو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ محرم راز مشائخ زمانہ سے ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک شیخ فخر الدین بن میاں غریب اللہ مجذوب ہے۔

آپ کے والد قندھار سے ہجرت کر کے بہلول پور تشریف لائے اور حضرت شاہ ابوالمعالی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ کی پیدائش ۲۷ رجب ۱۱۰۹ھ بمطابق گیارہ جولائی ۱۶۹۶ء بروز سوموار بوقت فجر بہلول پور میں ہوئی۔ آپ کی ذات والا صفات کی شبانہ روز کی جدوجہد سے حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سلسلہ عالیہ کو خوب رونق ملی اور دور دور تک سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا شہرہ بلند ہوا۔ بڑے بڑے مشائخ زمانہ آپ کے دامان کرم سے وابستہ ہیں برصغیر پاک و ہند میں حضرت قطب العالم گنگوہی کے بعد حضرت میراں جی شاہ بھیکھ صابری علیہ الرحمۃ اس سلسلہ عالیہ کے سرخیل ثابت ہوئے اور حضرت میراں جی سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے لاتعداد خلفاء ہوئے ہیں جن میں سے بیالیس خلفائے کرام کے نام معلوم ہو سکے مگر ان میں سے ایک حضرت سید محمد سالم ترمذی چشتی صابری جن کا مزار روپڑ شریف ضلع انبالہ میں ہے سے حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری کا سلسلہ شروع ہوا اور چہار دانگ عالم میں اس کی شہرت ہوئی اور صابریوں میں یہ سلسلہ حافظ جی کے نام سے منسوب اور مشہور ہے۔

جبکہ دوسرے خلیفہ حضرت شاہ عنایت اللہ المعروف شاہ عنایت جیئو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جن کے نام سے اس مقدس سلسلہ کو پوری دنیا میں شہرت حاصل ہوئی اور یہ سلسلہ صابریوں میں شاہ عنایت جیئو کا سلسلہ کہلاتا ہے یعنی میراں جی کی دو مرکزی لائنیں نکلیں۔ ایک حافظ جی کے سلسلہ کی مانکپور شریف ضلع انبالہ سے اور دوسری شاہ عنایت جیئو کی شاخ بہلول پور لدھیانہ انڈیا سے آپ حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قوم سے گجر ہیں۔ ظاہری تعلیم آپ کی بالکل نہ تھی۔ مگر باطنی آپ کو ازبر تھے۔ تمام معاملات و مسائل کا حل باطنی علوم سے فرماتے تھے۔

Marfat.com

قسمت کی یاوری ☆: آپ ابتداً بھینس چرایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ جنگل میں بھینس چرا رہے تھے کہ حضرت غوث زماں سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا گزر ہوا تو آپ کو دیکھ کر میراں جی کھڑے ہو گئے۔ آپ آگے بڑھے اور میراں جی شاہ بھیکھ کے بیٹھنے کو اپنا کمبل زمین پر بچھا دیا اور عرض کیا حضور اس کمبل پر تشریف رکھیں۔

حضرت سید میراں شاہ بھیکھ نے پوچھا اے لڑکے تو نے کمبل کیوں بچھایا ہے؟ آپ نے عرض کیا حضور آپ مجھے پیارے لگ رہے ہیں۔ اور میرا جی چاہتا ہے کہ آج آپ میرے گھر پر قیام فرمائیں۔ حضرت میراں جی نے فرمایا نہیں ابھی تو میں کہیں اور جاتا ہوں پھر واپسی پر تمہارے پاس قیام کروں گا۔ چنانچہ چند روز کے بعد حضرت میراں جی واپس تشریف لائے تو آپ کے گھر پر رات کا قیام بھی فرمایا۔ آپ کے والدین نے جی بھر کر مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ رات کو جب سب احباب چلے گئے تو حضرت میراں جی نے فرمایا شاہ عنایت تم یہیں سو جاؤ۔ آپ نے عرض کیا حضور میرا جو مطلب ہے وہ بپاس ادب عرض نہیں کر سکتا۔ حضرت میراں جی نے فرمایا بیشک کہو۔ تو آپ نے عرض کیا میرا دل حضور کے ساتھ سونے کو چاہتا ہے۔ حضرت میراں جی نے آپ کی اس بات کو قبول فرمایا اور اپنے ساتھ لیٹنے کا حکم دیا۔ جب آپ حضرت شاہ بھیکھ کے ساتھ لیٹے اور سینہ حضرت میراں جی کے سینہ فیض گنجینہ سے لگتے ہی آپ پر حقائق و معارف کے دروازے کھل گئے۔ صبح کو چلتے وقت حضرت میراں جی نے آپ کے ورثا کو فرمایا کہ اگر اس لڑکے کا جنون زیادہ بڑھ جائے تو تم اس کو لے کر قصبہ ٹھسکہ شریف ضلع کرنال آ جانا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ پر جنون کی حالت بڑھتی گئی تو ورثا آپ کو لے کر ٹھسکہ میں حضرت شاہ بھیکھ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ کو جب ورثا ٹھسکہ لے کر پہنچے تو حضرت شاہ میراں بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت بخشا جس سے آپ کے قلب کو اطمینان و سکون نصیب ہوا اور آپ اپنی اصلی حالت میں واپس آ گئے۔ بعد ازاں میراں جی کے بتائے ہوئے اذکار و اشغال اور درود ہزارہ کے ورد میں مشغول ہو گئے۔ آپ ٹھسکہ شریف سے واپس گھر تشریف لے آئے اور مرشد کے تلقین کیے ہوئے اذکار اور درود ہزارہ پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ جیسا کہ اس سے قبل تحریر کیا گیا ہے کہ آپ کے پاس ظاہر تعلیم تو بالکل نہ تھی جس کے سبب بجائے **مـــائة الف**

Marfat.com

الف مرۃ کے آپ کی زبان پر حرفاً مرفاً چڑھ گیا۔ اور اسی طرح پڑھتے رہے۔ آپ پر اس درود ہزارہ کی برکت اور مرشد کے فرمان کی تاثیر سے عرش سے لے کر فرش تک ہر چیز منکشف ہوگئی۔ پھر کیفیت یہ تھی کہ جو زبان ترجمان سے فرماتے وہ ہو کے رہتا تھا۔ جس کے سبب چار دانگ عالم میں آپ کی کرامات وکشف کا چرچا بلند ہوگیا۔

خلق خدا کا آپ کے پاس حاضر ہونا ☆: مرشد کامل سے خرقہ خلافت پانے کے بعد جب آپ بہلول پور میں مسند پر رونق افروز ہوئے اور مخلوق کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے لگے تو خانقاہ عالیہ کے قائم ہوتے ہی اطراف عالم سے مخلوق خدا آپ کے پاس آنے لگی۔ جس میں علماء مشائخ وصوفیاء امراؤ صلحا ہر خاص وعام آپ کی خدمت میں حاضری دے کر گوہر مقصود پانے لگے۔

کلیر شریف میں حاضری ☆: آپ اپنے شیخ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ کے طریقہ اور حکم کے مطابق ہر سال حضور مخدوم العلمین کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے کلیر شریف تشریف لے جاتے اور حضور مخدوم پاک کی بارگاہ میں حاضری دے کر فیوض وبرکات سے مالا مال ہو کر آتے۔ آپ سے بھی ہزاروں افراد اس موقع پر فیض یاب ہوتے ہیں۔

بادشاہ محمد عالم شاہ کو نصیحت ☆: آپ نے محمد شاہ عالم کو درج ذیل نصیحتیں فرمائیں۔ (نمبر۱) خلق اللہ پر ظلم نہ کرنا۔ (نمبر۲) فسق وفجور سے باز رہنا۔ (نمبر۳) سلسلہ چشتیہ سے محبت رکھو۔ (نمبر۴) بادشاہ بے ادب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے رعایا غافل اور عیش وعشرت میں مشغول ہوجاتی ہے اس کی وجہ سے ظلم اور گناہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ (نمبر۵) اگر تم بھی ایسا ہی کرو گے تو بادشاہی نصاری کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ (۶) صوم صلوٰۃ کی پابندی کرو۔ (۷) عادل حقیقی اللہ رب العزت کو عدل وانصاف پسند ہے۔ خواہ کسی بھی ملت ومشرب سے ہو۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۵ رمضان المبارک ۱۱۹۵ھ بمطابق ۱۹۸۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار بہلول پور ضلع لدھیانہ مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز طریقت، مردمیدان حقیقت پیشوائے اہل صفا، مرجع طالبان حق حضرت شاہ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عارف کامل اور صوفی بزرگ حضرت شیخ محمد حافظ کے گھر امروہہ انڈیا میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والدین نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جب آپ کی عمر عزیز چار برس کی تھی تو اتفاقاً حضرت شیخ سید محمدی المعروف شاہ فیاض آپ کے گھر میں آپ کے والد کے پاس تشریف لائے ہوئے تھے۔ کہ حضرت شیخ نے وضو کر کے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو قبلہ کی طرف منہ کیا۔ چونکہ شیخ محمد کو آنکھوں سے بوجہ ضعف کم نظر آتا تھا۔ اس لئے قبلہ رخ صحیح نہ کھڑے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ کی عمر عزیز صرف چار برس تھی آپ یکدم آگے بڑھے اور حضرت شیخ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رخ کر دیا۔ جس سے حضرت شیخ کا دل بہت خوش ہوا۔ اور آپ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد حافظ علیہ الرحمۃ کو بشارت دی کہ یہ بچہ مقتدائے وقت کا ہوگا۔ اور ایک عالم اس سے فیض یاب ہوگا۔ حضرت شیخ سید محمدی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی ابتداء ہی سے آپ پر ایسی توجہ پڑی کہ بچپن ہی سے عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اور جنگلوں میں پھرنے لگے۔ تو ایک دن رسول خدا ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا آبادی میں رہ کر خلق اللہ کو نفع پہنچاؤ۔ آپ یہ حکم ملتے ہی آبادی میں آئے تو لوگوں کی کثرت یکدم آپ کی مرید ہوگئی۔

بیعت وخلافت ☆: جب آپ پر طلب حق کا غلبہ طاری تھا تو آپ کو مرشد کامل کی جستجو ہوئی۔ بعض دوست صلحا کے مشورے اور کہنے پر آپ حضرت شاہ سید محمدی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ نامدار حضرت شاہ عضدالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدہ وریاضت وعبادت اور تکمیل منازل سلوک کی تکمیل پر اپنے شیخ کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر درجہ کمال کو پہنچے۔ اور ہزاروں افراد کو آپ کی روحانیت سے فائدہ پہنچا۔ بہت سے طالبان حق آپ کی توجہ خاص سے اپنے مقصود کو پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چار رمضان المبارک بروز جمعتہ المبارک ۱۱۹۹ھ بمطابق ۱۷۸۵ء کو ہوا۔ مزار پرانوار امروہہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر فیوض وبرکات کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سید علیم اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مردمیدان جاہد و فی اللہ، ناظر جمال مطلق در مقید محقق در مقام ذوق و شہود، قطب حقیقت حضرت سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ شاہ فاضل جالندھری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے غوث زماں تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت جالندھر انڈیا پنجاب کے معروف سادا گھرانے کے عظیم روشن چراغ حضرت سید عتیق اللہ شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور حضرت میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری کے پیر بھائی کے گھر بائیس جمادی الاول ۱۱۰۹ھ کو ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ میں ولایت کے آثار موجود تھے۔ بچپن سے ہی نیکی اور بھلائی زہد و تقویٰ ورع عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اور نہایت ہی قابل و فاضل اساتذہ سے اعلیٰ تعلیم دلوا کر آپ کو منزل حقیقی پر پہنچانے کے لئے اپنی زیر نگرانی مجاہدات کی تکمیل کرائی۔

ابتدائی زمانے میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ ان کے پیر و مرشد حضرت سید شاہ ابوالمعالی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر رہ کر بھی اکتساب فیض کرتے رہے۔ بعد ازاں ایک دن رسول کریم ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سید میراں شاہ بھیکھ کی خدمت میں جا کر استفادہ کرو تمہارا حصہ وہاں ہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سرکار علیہ السلام کا حکم سنتے ہی حضرت قطب دوراں غوث زماں سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گھڑام شریف پہنچے اور اپنا مدعا پیش کیا تو حضرت میراں شاہ بھیکھ نے آپ کو گلے سے لگا کر اپنے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف فرمایا۔ بعد تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے آپ کو خرقہ خلافت اور کلاہ چہار ترکی سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

کمال علمی و تصنیف و تالیف ☆: آپ اپنے وقت کے بہت بڑے جید عالم دین اور صاحب تصنیف و تالیف تھے۔ آپ کی تصانیف میں انہار الاسرار شرح بوستان سعدی، نزہۃ

Marfat.com

السالکین، شرح اخلاق ناصری، زبدۃ الروایات فقہ، نثر الجواہر۔ ترجمہ الدار المرجان (عربی) مولف مزاخان برکی محدث۔ اس کے علاوہ آپ صاحب دیوان بھی ہیں۔ شعر لکھنے میں بلند پایہ مقام رکھتے ہیں آپ کی ایک غزل کا مقطع اور مطلع پیش خدمت ہے۔

یارِ از خلوت گہہ قدسی عیاں تاختہ — شیخ استغنا بگر دن ہائے اعتبار آختہ
از تلو نہائے تو شکر لبا گاہے علیم — ہچو سیخ افسردہ گاہے چوں نمک بگواختہ

اپنے وقت کے علماء اور مشائخ میں آپ کا علمی و روحانی لحاظ سے بہت بڑا مقام و احترام تھا۔ بڑے بڑے شیوخ وقت آپ کی خدمت میں مسائل کے حل کے لئے آتے اور آپ پل بھر میں مسئلہ کا حل نکال دینے میں دسترس رکھتے تھے۔

کشف و کرامت ☆: آدینہ بیگ فوجدار دوآبہ جالندھر کے زمانہ میں ایک شخص صدیق بیگ کو قصبہ نور محل کا حاکم بنا دیا گیا۔ اس نے نور محل پہنچتے ہی سب سے پہلا اقدام یہ کیا کہ ایک سید جو سادات جالندھر کے خانوادہ سے متعلق تھا کی تمام جائیداد ضبط کر لی اور ساتھ ہی تیس روپے جرمانہ بھی کر دیا۔ وہ سید آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ اس حاکم کو اس ظلم سے روکنے کی سفارش فرما دیں۔ آپ نے قصبہ نور محل کے حاکم صدیق بیگ کے نام ایک سفارشی خط لکھا۔ مگر حاکم نے سفارش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آپ کے متعلق بڑی بے ہودہ اور نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ مگر ہوا یہ کہ دوسرے ہی دن آدینہ بیگ حاکم جالندھر نے صدیق بیگ حاکم قصبہ نور محل کو کسی پرانے جرم میں طلب کر کے قید کر دیا اور تیس ہزار روپیہ تاوان بھی مقرر کر دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۶ رصفر المظفر ۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۷۸۷ء کو ۹۳ سال کی عمر میں ہوا۔ مزار پُرانوار جالندھر شہر کے مشرقی کنارے چھاؤنی کی سڑک پر مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار پر "آفتاب چشتیہ" سے تاریخ نکال کر پتھر پر لکھی گئی ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

حضرت سید علیم اللہ پیر — صاحب صدق و صفا خیر الانام
فیض دیدار است تولیدش عیاں — سال تر حیلش بگو شیخ الکرام
۱۲۰۲ھ

Marfat.com

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۵ محرم الحرام کو منایا جاتا ہے خلق خدا کا اژدھام ہوتا ہے تمام سلاسل کے لوگ حاضری دے کر فیضان حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے مزار کا دروازہ بہشتی دروازہ کے نام سے مشہور ہے جو کہ ۶۔۵ محرم الحرام کی رات کو کھلتا ہے۔ آپ کے سجادہ نشین مولانا نواب الدین چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر بیعت تھے وہ حضرت مولانا شیخ سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری فاتح قادیاں کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی اولاد سے کچھ احباب ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں جو لاہور میں اپنی رہائش پر آپ کا سالانہ عرس کراتے ہیں۔

حضرت عبدالکریم المعروف ملا اخوند فقیر شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی زمانہ، قطب یگانہ، شیخ العصر، شہباز طریقت، امیر شریعت حضرت ملاں اخوند عبدالکریم المعروف فقیر شاہ قطب الدین چشتی صابری رامپوری رحمۃ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی عبدالکریم ہے اور لقب آپ کا ملاں اخوند فقیر شاہ اور قطب الدارین ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت شاہ عبدالقدوس قطب العالم چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور حضرت سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ بن نعمان ثابت سے اس طرح ملتا ہے۔ شاہ عبدالکریم بن شیخ رحمت اللہ بن شیخ حافظ برخوردار بن حضرت شیخ محمد حیات عرف شیخ محمد کبیر گجراتی بن حضرت شیخ محمد صادق بن حضرت شیخ فتح اللہ بن شیخ عبدالصمد بن شیخ عبدالمجید بن قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی حنفی چشتی صابری علیہم الرضوان سے آگے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ بن نعمان بن ثابت سے ملتا ہے۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت ۴ رجب المرجب شریف بروز جمعرات بوقت فجر ۱۱۴۳ھ بمطابق ۶ جولائی ۱۷۲۹ء بمقام گجرات (افغانستان کا قصبہ) میں حضرت شیخ رحمت اللہ بن شیخ حافظ برخوردار قدوسی حنفی کے گھر ہوئی۔

تعلیم وتربیت وسیاحت ☆: آپ کی تربیت اور ابتدائی تعلیم اپنے گھر ہی میں والدین سے ہوئی۔ بنیادی تعلیم کے بعد آپ ہندوستان اور افغانستان کی سیاحت کے لئے گھر سے نکلے تو اسی

Marfat.com

دوران مختلف مدارس میں نامور علماء سے تعلیم مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد پشاور، ہندوستان کے مختلف شہروں اور بغداد شریف اور بلاد عرب کی سیاحت کی۔ اس دوران لاتعداد علماء اور مشائخ و فقرا سے بھی ملاقاتیں کیں۔

بیعت و خلافت☆: آپ جن دنوں سیاحت پر رواں دواں تھے۔ سیاحت کرتے ہوئے سرہند شریف پہنچے تو اُن دنوں حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا بہت چرچا تھا۔ شہرہ سن کر آپ بہلول پور شریف پہنچے اور حضرت شاہ عنایت اللہ المعروف شاہ عنایت جیو کے دست حق پرست پر ۵ رمضان المبارک ۱۱۶۷ھ کو شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد از تکمیل مجاہدہ انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ ابھی آپ حضرت شاہ عنایت جیو کے پاس پہنچے بھی نہ تھے کہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ نے حضرت شاہ عنایت سے فرما دیا تھا کہ تمہارے پاس ایک شخص اس حلیے کا آئے گا اس کو داخل سلسلہ کر کے میری تسبیح و ناسدان ان کے سپرد کر دینا۔ چنانچہ حضرت شاہ عنایت جیو نے آپ کو بیعت فرمانے کے بعد مرشد کے حکم کے مطابق ان کی تسبیح و ناسدان آپ کے حوالے کر دیا۔

بریلی شریف اور رامپور میں ورود مسعود☆: آپ اپنے پیر و مرشد سے اجازت لے کر حافظ رحمت خان روہیلہ (والی روہیلکھنڈ) کے ہمراہ بریلی شریف تشریف لائے اور سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت کا کام شروع کیا تو عوام کا ایک اژدہام آپ کی خانقاہ شریف میں جمع رہنے لگا۔ لاتعداد افراد نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ حافظ رحمت خان مذکور نے بھی بیعت کی۔ بہت سے افراد کو آپ کی ذات سے ہدایت و رہنمائی ملی۔ سینکڑوں افراد نے آپ کے فیوض و برکات سے استفادہ کیا۔

وہاں سے آپ رامپور تشریف لے آئے اور پھر تادم آخر یہیں پر مخلوق خدا کو علم و عرفان کی دولت سے مالا مال کرتے رہے۔ والی رام پور فیض اللہ خان بھی آپ کے مرید تھے۔

سیرت و کردار☆: آپ علوم ظاہری اور باطنی کے بحر بے کنار تھے۔ طبیعت میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اخلاق میں بہت عمدہ اور حلم اور بردباری آپ کی طبیعت کا خاصہ تھی۔ عبادت

Marfat.com

دریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ اپنے زمانے کے مشائخ وعلماء میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

حصول فیضان سلسلہ عالیہ قادریہ☆: حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی جو حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ اور سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ حضرت شاہ منور علی شاہ قادری علیہ الرحمۃ جو کہ حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کافی عرصہ تک قیام پذیر رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور غوث اعظم کو وضو کروا رہا تھا کہ اس دوران میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر مجھے آب حیات مل جائے تو میری عمر دراز ہو جائے گی۔ حضور شہنشاہ بغداد نے میرے دل کے اس خیال کو اپنے کشف سے بھانپ کر فرمایا

''باقی ماندہ آب وضوِ من کم از آب حیات نیست'' آپ کے باقی ماندہ وضو کے پانی کے میں نے چند قطرے پی لئے۔ اے بابا اخوند اس کی برکت سے میری عمر اس زمانہ تک دراز ہوئی۔ اسم ذات اللہ کی مشق کرنے سے میرے قلب میں ایک سوراخ ہو گیا۔ اور ناک بند ہو گئی تا کہ وہ پانی باہر نہ نکلے۔ پھر اپنی زبان حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخوند فقیر قطب الدارین رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈالی اور اس بقیہ وضو کے قطرات ملا اخون فقیر کے حلق سے نیچے اتارے۔

نوٹ☆: حضرت شاہ منور علی قادری علیہ الرحمۃ الہ آبادی گیارہ رمضان المبارک ۴۹۱ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے جبکہ ان کا وصال باکمال ۱۵ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ کو ہوا۔ اور مزار پُر انوار رانی باغ الہ آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جبکہ ان کے مرشد حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی ۴۹۹ھ کو پیدا ہوئے اور ۶۰۳ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ مزار پُر انوار گجرات میں مرجع خاص وعام ہے۔ اس طرح آپ کے توسل سے سلسلہ عالیہ قادریہ بھی آپ کے مریدین وخلفاء میں جاری ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ حضرت شاہ منور علی شاہ قادری کے خلیفہ حضرت شاہ عبدالکریم رامپوری ان کے خلیفہ حضرت حافظ عبدالرحمٰن ان کے خلیفہ شاہ غلام حسین ان کے خلیفہ حضرت میاں محمود الحق ان کے خلیفہ حضرت حافظ علی حسین مراد آبادی ان کے خلیفہ صوفی محمد حسین مراد آبادی ان کے خلیفہ حضرت شاہ سراج الحق گورداسپوری ان کے خلیفہ حضرت شاہ مولانا عبدالغنی لاہوری ان کے خلیفہ حضرت پیر

Marfat.com

ابومظہر علی اصغر چشتی صابری ثمہ لاہوری کے علاوہ دیگر خلفائے سلسلہ عالیہ صابریہ بھی ہیں۔ حضرت ابومظہر پیر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ اپنی کتاب ''شمیم ولایت'' میں انوار العارفین کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخوند فقیر پندرہویں ماہ ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ بوقت نماز اشراق الہہ پہنچ کر حضرت شاہ منور علی قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنی آنکھوں کے پڑے ہوئے پردے کو اٹھا کر دیکھا اور فرمایا ''اے اخوند دیر کشید'' اس کے بعد تمام اشغال غوثیہ آپ کو تعلیم کئے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام تبرکات کلاہ وغیرہ جو آپ کے پاس امانت تھے وہ تمام امانتیں آپ کو عنایت فرمادیں۔

آپ کی علمی خدمات☆: آپ نے اشاعت علم ظاہری و باطنی کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام بھی جاری رکھی۔ دستر خوان آپ کا کشادہ تھا۔ طالب علم اور درویش اور مسافر آپ کی خانقاہ معلیٰ میں کثرت سے جمع رہتے اور سب کو باقاعدہ کھانا ملتا تھا۔ آپ کا ایک مرید تھا جس کا نام احمد خان تھا جو کتابوں کی نقل اور جلد بندی پر مامور تھا۔ طلباء میں سے نظام خان گردوں، ملا اکرم سواتی، ملا احمد خان رزڑ، ملا شاہ زمان خان مہمند زئی اکثر حاضر رہتے تھے۔ علمائے کرام بھی حاضری دیا کرتے اور آپ کے فیضان سے مستفیض ہوتے جن میں ملا موتم اخوند، ملا حاتم اخوند شب و روز حاضر رہتے تھے۔ گویا علوم دینیہ اور علوم باطنیہ کا آپ مرکز و محور تھے۔ آپ کے مریدین ہندو پاک کے کونے کونے میں سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہیں۔ نگینہ کے قاضیوں کا خاندان اسی سلسلہ سے منسلک ہے۔

آپ نے جن حضرات شیوخ سے استفادہ کیا ان کی تعداد ۲۲ کے لگ بھگ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے چودہ برس تک زمین سے کمر نہیں لگائی کہ کہیں مبادا کسی شیخ طریقت کی طرف پیر نہ ہو جائیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۳ شعبان المعظم ۱۲۰۶ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۱۷۹۲ء شب جمعہ بعد از نماز تہجد ہوا۔

مزار پُر انوار رام پور یوپی انڈیا میں مسجد حلقہ والی میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سید علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : خوکردۂ جمال محمدی، پروردۂ کمال احمدی، فائز کمالات الفقر فخری، حضرت سید علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔ آپ جالندھر کے سادات گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ بچپن میں آثار ولایت چہرے سے عیاں تھے۔ آپ عبادت و ریاضت میں یکتا اور مجاہدہ و سلوک میں بے مثال تھے۔ آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ بڑے بڑے مسائل کے حل کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے تمام عمر رشد و ہدایت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج و اشاعت میں گزاری۔ سخاوت میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اخلاق کریمانہ ایسا کہ ایک مرتبہ ملنے والا گرویدہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

آپ حضرت سید علیم اللہ جالندھری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ لاتعداد لوگوں نے اکتساب فیض کیا۔

آپ کا وصال باکمال ۱۲۱۳ھ بمطابق ۹-۱۷۹۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت میاں عالم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : جامع الحسنات و کمالات، منبع فیوض و برکات و معرفت، حضرت میاں عالم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صفات اولیائے کبار سے ہیں۔

آپ کی ولادت سیانی وال (نور محل) ضلع جالندھر میں جناب میاں مراد کے گھر ہوئی۔ بعد میں آپ کے والدین ہجرت کر کے موضع بابو جالندھر میں آ کر آباد ہو گئے۔ اس موضع کے تمام باشندے ایک ہی بزرگ کی اولاد تھے۔ ان کی پوچھڑیال گوت تھی۔ بعد میں وہ ملوکڑے کہلانے لگے۔ ان کی برادری کے کچھ لوگ موضع سلیم پور دریائے ستلج کے پار بھی رہتے تھے۔

آپ کو بچپن ہی سے درویشی کا شوق رہا۔ اور بچپن ہی سے عجیب و غریب باتیں کیا کرتے تھے۔ ان میں سے بہت سی باتیں بطور کرامت سرزد ہوئیں۔ آپ کی طبیعت پر سکر غالب تھا۔ اکثر مستانہ حالت میں

Marfat.com

رہتے تھے۔آپ کی بہت سی کرامات زبان زد خاص وعام اور مشہور ہیں۔ایک دفعہ مستی کے عالم میں تھے کہ ایک کوڑھی آپ کے سامنے آیا تو نگاہ ولایت پڑتے ہی اس کا مرض جاتا رہا۔ایک دن گھاس کھود کر لا رہے تھے کہ راستے میں ایک بھینسا بھوکا دیکھا۔تو تمام گھاس اس کے آگے ڈال دیا۔ایک مرتبہ غلہ کی گٹھڑی سر پر رکھے آرہے تھے کہ راستے میں بہت سے پرندے دیکھے تو تمام غلہ ان کے آگے ڈال دیا۔آپ کی یہ عادت تھی کہ موسم گرما میں مشک لے کر مسافروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت حافظ باقر چشتی صابری کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ کے پیرو مرشد کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے کہ میاں عالم شاہ جو کہ مرید وخلیفہ ہیں حافظ باقر چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت محمد فاضل کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت محمد حیات چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت امان اللہ شاہ چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت سید میراں شاہ بھیکھ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال سلیم التواریخ کے مطابق ۱۲۳۳ھ بمطابق ۸۔۱۸۱۷ء کو ہوا۔مزار پُر انوار نور محل سے نکودر جانے والی سڑک پر جالندھر میں مرجع خاص وعام ہے۔آپ کے بعد آپ کے بھائی کی اولاد سے اسماعیل عرف سیلا آپ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔جو رائے پور میں رہتے تھے۔

حضرت الحاج شاہ عبدالرحیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیر طریقت، رہبر شریعت، شہید راہ محبت، حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی چشتی صابری پشاور کے ایک علاقہ روہ کے سادات کے چشم وچراغ ہیں۔سب سے پہلے آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ رحم علی جو کہ حضرت شاہ قمیص ساڈھورا ضلع انبالہ کی اولاد سے ہیں کہ ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے۔بعد ازاں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت کی غرض سے اپنے دو ساتھیوں

Marfat.com

کے ہمراہ امروہہ میں حضرت شاہ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلے تو تین دن تک آپ حضرت شیخ عبدالہادی صاحب کے ہاں مسجد میں مہمان رہے۔ شیخ عبدالہادی صاحب نے آپ پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اپنے حجرے سے نکل کر نماز کے لئے آتے اور نماز پڑھ کر اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے۔ جب اسی طرح تین دن گزر گئے تو دونوں ہمراہیوں نے آپ سے کہا یہ پیر صاحب تو ایک امیر آدمی معلوم ہوتے ہیں ہماری طرف بالکل بھی توجہ نہیں کرتے۔ پھر ہم مرید ہو کر کیا کریں گے۔ لہٰذا چلو کوئی دوسری جگہ دیکھیں جہاں فقیری اور درویشی ہو۔

آپ نے فرمایا بھائی تمہیں اختیار ہے تم جا سکتے ہو میں تو اسی جگہ کا ہو کے رہ گیا۔ بالآخر وہ دونوں تو چلے گئے اور آپ حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے سب سے پہلے تو آڑے ہاتھوں لیا اور سخت غصے کا اظہار کرتے ہوئے خوب ڈرایا دھمکایا کہ یہاں کیوں پڑے ہو جاتے کیوں نہیں؟ آپ نے عرض کیا حضرت مجھے تو سلسلہ عالیہ کے خدام میں شامل کر لیں۔ شیخ عبدالہادی نے جواب میں ارشاد فرمایا میاں میں تو ایک امیر آدمی ہوں پان چھالیہ کھاتا ہوں۔ میں بیعت کرنے کے قابل نہیں ہوں نہ ہی میں تم کو بیعت کرتا ہوں۔ جاؤ کوئی اور جگہ دیکھو۔ یہ سن کر آپ نے گردن جھکا لی اور عرض کیا حضرت مجھے تو بیعت فرما لیں۔ آخر دو چار دن کے بعد حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ یہ بیعت کے بغیر نہیں جائیں گے۔

تب ظہر و عصر کے درمیان آپ کو لے کر دریا کے کنارے پر گئے اور وہاں آپ کو بیعت کیا۔ مگر بیعت کے فوراً بعد آپ پر شدید قسم کی ہنسی کا غلبہ طاری ہوا اور اس کے ساتھ ہی حضرت شیخ عبدالہادی امام بنے اور آپ مقتدی مگر ہنسی تھی کہ ختم نہ ہوتی تھی۔ نماز کی نیت دونوں حضرات نہ کر سکے۔ بالآخر جب نماز کا وقت تنگ ہونے لگا تو بمشکل جذبات کو قابو کر کے نماز پڑھی۔ پھر چند دنوں کے بعد اپنے شیخ سے اجازت لے کر چھ ماہ تک ایک جگہ پر مقید ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ چھ ماہ کے بعد جب واپس امروہہ تشریف لے گئے تو حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے سید احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔

کرامت ☆: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' میں لکھا ہے کہ خانقاہ پنجسالہ میں جو تالاب ہے اس کو حضرت حاجی عبدالرحیم شہید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے

Marfat.com

ہاتھوں سے کھودا تھا۔ پیر جیو محمد جعفر ساڈھوروی نے عرض کیا حضرت پہلے تمام سال تک اس تالاب میں بکثرت پانی رہتا تھا۔ دوسرے تالاب سارے سوکھ جاتے تھے مگر اس کا پانی خشک ہوتا کبھی نہ دیکھا تھا۔ مگر اب دس بارہ برس ہوئے کہ اس تالاب کو گاؤں والوں نے صاف کیا اور مٹی نکال کر گہرا کر دیا ہے۔ اس وقت سے یہ بات جاتی رہی ہے اب تو برسات برسات پانی نظر آتا ہے اور بعد میں سوکھ جاتا ہے۔ برسات کے بعد ایک ماہ بھی پورا اس تالاب میں پانی نہیں رہتا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں جو بات اس تالاب میں تھی وہ تو جاتی رہی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۴۶ھ بمطابق ۱۸۳۱ء کو ہوا۔ مزار شریف موضع اوہ پشاور صوبہ سرحد میں موجود ہے۔

حضرت شاہ علی محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فرد حقیقت، مرد میدان معرفت، محبوب حق حضرت شاہ علی محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عارف زمانہ اور حقیقت و معرفت میں یگانہ اور ممتاز تھے۔ آپ حضرت عبدالکریم بہ معروف اخوند فقیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ اختیار کر کے منازل سلوک طے کیں اور مرشد کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ اور ترا و یج کے لئے بہت محنت شاقہ کی اور آپ کی وجہ سلسلہ عالیہ کو عافی شہرت و دوام ملا۔ آپ قوت باطنیہ کے علاوہ قوت ظاہریہ بھی رکھتے تھے۔ مدد علی پہلوان جو قوت میں بہت مشہور و شہہ زور تھا۔ وہ آپ کی قوت کو بیان کرتا ہے کہ میں نے آزمائش کے لئے اپنا ہاتھ آپ کے آگے کیا۔ آپ نے میری ساعد یعنی کلائی کو دو انگلیوں سے پکڑ کر دبایا تو میں آپ کی گرفت کی تاب نہ لا سکا۔ اور عرض کیا میاں صاحب میرا ہاتھ چھوڑ دو ورنہ ٹوٹ جائے گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہ جمادی الاول ۱۲۵۰ھ بمطابق ۱۸۳۴ء کو موضع پیلی متصل رامپور ضلع سہارنپور یوپی انڈیا میں خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سندالکاملین، برھان الواصلین، امام العارفین، زبدۃ السالکین حضرت خواجہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی چشتی صابری رامپوری رحمتہ اللہ علیہ معدن اسرار ہیں۔ آپ قوم سے افغان ہیں آپ کے جدامجد افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور رامپور میں سکونت اختیار کی۔ آپ کا مقام اپنے زمانے کے تمام مشائخ میں بلند و بالا ہے بڑے بڑے اہل علم مسائل کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے مرشد کے اعاظم خلفا سے ہیں۔ حضرت ملاں اخون فقیر عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے اکثر مریدین خلفاحتیٰ کے پسران ملااخون رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ سے تعلیم باطنی حاصل کی۔ حضرت ملاں اخون کے تیسرے صاجزادے حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ سے تربیت حاصل کر کے آپ کو اپنا پیر صحبت تسلیم کیا ہے اور شجرہ شریف میں پہلے نام آپ کا لیتے ہیں اور پھر بعداوان اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالکریم کا نام نامی اسم گرامی کا ورد کرتے ہیں۔

حضرت شاہ محمد حسین اور شاہ غلام حسین ☆: حضرت شاہ محمد حسین مرادآبادی علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ عبدالکریم اخون علیہ الرحمۃ کا اصل نام شاہ غلام حسین ہے انہوں نے اپنے مرشد کے صاجزادے جناب شاہ غلام حسین کے اسم گرامی یک وجہ سے اپنا نام شاہ غلام حسین کی بجائے شاہ محمد حسین مرادآبادی تبدیل کر لیا تھا۔ حضرت شاہ محمد حسین نے اپنے دست مبارک سے حضرت حافظ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کی فرمائش پر شجرہ شریف ترتیب دیا۔ جیسا کہ انوارالعارفین کے مصنف حضرت حافظ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں۔

شجرہ منظومہ مع تاریخ فوت حضرات چشتیہ تصنیف خاص و بدستخط خاص آنحضرت شاہ

Marfat.com

محمد حسین نوشتہ دیدم کہ درآں مینو پسند تمام شد شجرۂ طیبہ پیران چشت اہل بہشت قدس اسرارھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ راقم افقر احقر گنہگار محمد حسین سرہندی قدوسی پیش از عصر بفرمائش حافظ عبدالرحمٰن صاحب

اس تمام عبارت سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب کا اپنے تمام پیر بھائیوں میں بہت بلند مقام تھا۔ آپ اپنے پیرومرشد حضرت ملا فقیر اخوند شاہ عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ معلیٰ رام پور شریف کے ایک حجرے میں مقیم رہتے تھے۔ اکثر و بیشتر مشائخ و صوفیاء و مستان آپ کے حجرہ مبارکہ میں مصروف عبادت و مراقبہ رہنا بہت پسند کرتے تھے۔

آپ کے حالات کتابوں میں ناپید ہیں۔ رامپور سے چھپنے والی کتاب ''تذکرہ کاملان رامپور'' میں بھی آپ کے حالات نہیں ملتے۔ حالانکہ اکثر بزرگان دین نے آپ سے ظاہری و باطنی فیضان حاصل کیا ہے اور آپ کا مزار پُرانوار بھی قصبہ رامپور شریف میں ہی مرجع خاص و عام ہے۔

صاحب انوار العارفین نے اپنی کتاب میں مختلف جگہ چند الفاظ میں آپ کا ذکر خیر کیا ہے جس سے یہ الفاظ شمیم ولایت کے مصنف ابومظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ العالی نے نقل کیے ہیں۔

نوٹ ☆: شمیم ولایت میں اس مقام پر غلطی سے سید محمد حسین ترمذی المعروف غلام حسین شاہ مراد آبادی کو صوفی محمد حسین مراد آبادی سے ملا دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ سید محمد حسین عرف غلام حسین شاہ ۱۸۱۳ء میں فوت ہوئے ہیں جبکہ صوفی محمد حسین ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ مصنف انوار العارفین نے صوفی محمد حسین کا اپنی کتاب میں کہیں تذکرہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اس وقت لڑکپن میں تھے اور ولایت کے درجے پر نہیں آئے تھے۔ البتہ ان کے پیر حافظ علی حسین صاحب کا تذکرہ ''انوار العارفین'' میں ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۵ رمضان المبارک کو ہوا۔ سن وصال نہیں مل سکا۔ تاریخ وصال مسلمہ ہے۔ اس تاریخ کو پوری دنیا میں آپ کے عقیدت مند آپ کا عرس مناتے ہیں۔

حضرت خواجہ ظہور الحسن فاروقی اوہی علیہ الرحمۃ نے بقول صاحب انوار العارفین ایک درویش خدمت علی صاحب مرحوم کا واقعہ نقل کیا ہے جو سن بارہ سو پچاس ہجری رونما ہوا ہے۔ اس واقعہ کے بعد جناب ظہور الحسن

Marfat.com

شاہ صاحب شاہ جہاں پور میں تشریف لائے اور شاہ نور محمد نامی درویش جو حضرت اخوند ملاں فقیر کا مرید تھا سے ملاقات فرمائی اس کے بعد رام پور تشریف لائے اور حضرت حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں قیام پذیر ہوئے۔ اور قبلہ حافظ صاحب سے درویش مذکورہ کا تذکرہ کیا تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ ''ایں درویش را در حجرہ خود جا وہید ایں فقیر ہر روز در خدمت شیخ حاضر میشد''

اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حافظ صاحب ۱۲۵۲ھ تک اس عالم ناسوتی میں موجود تھے۔ اغلب خیال ہے کہ آپ کی وفات ۱۲۵۵ھ بمطابق ۱۸۳۹ء کے قریب قریب ہوئی ہو۔ واللہ اعلم

حضرت مخدوم شاہ محمد حسین رامپوری چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ مصنف ''تواریخ آئینہ تصوف'' نے لکھا ہے کہ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۹ صفر ۱۱۸۷ھ جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ بمقام رامپور حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت پایا۔

حضرت شیخ عبدالباری چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نگاہ ولایت، ولی العصر، حضرت شیخ عبدالباری چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت شیخ ظہور اللہ امروہہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے جد امجد حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ نے آپ کو بچپن ہی اپنی آغوش تربیت میں لے لیا تھا۔ آپ کے ایک اور حقیقی بھائی حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابرؔی تھے۔ ان سے آپ کے دادا بزرگوار نے سخت مجاہدہ لیا تھا اور آپ کو کمزور ضعیف و ناتواں خیال کر کے آپ سے زیادہ محنت نہیں کرائی۔ اپنی نگاہ ولایت سے ہی مالا مال کر کے درجہ کمال پر پہنچا کر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا کام تمام کرا دیا تھا۔ آپ دونوں بھائیوں سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جاری ہوا۔ آپ اپنے دادا بزرگوار حضرت شیخ عبدالہادی چشتی صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان کے وصال کے بعد آپ ہی ان کے جانشین مقرر ہوئے اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچاتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہ شعبان المعظم بروز جمعتہ المبارک ۱۲۶۳ھ بمطابق ۱۸۴۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار امروہہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق صادق وفنافی المرشد، فارغ از قید مشیخیت، مست الست نغمات بے ساز حضرت شاہ جی عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلطان العاشقین ہیں۔ آپ رہنے والے مراد آباد کے تھے۔ بچپن ہی سے عارف کامل واکمل حضرت سیدی شاہ غلام حسین المعروف شاہ محمد حسین مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لاکر مرشد کامل کی غلامی اختیار کی اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدات کے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔
آپ نے اپنی جوانی اور تمام عمر شیخ کے قدموں میں گزار دی۔ حتیٰ کہ شیخ کامل کے وصال کے بعد شیخ کے مزار کی مٹی اپنے اوپر ڈالتے۔ شیخ کے وصال کے بعد بھی تمام عمر شیخ کی چوکھٹ پر ہی بسر کی۔ اپنے شیخ کے مزار کے ساتھ ایک مسجد بنوائی۔ شیخ کا مزار پختہ بنوایا۔ آپ نے تمام عمر عشق شیخ میں گزار دی اور شادی بھی نہیں کی۔ تمام عمر علماء مشائخ سے پیار کرتے رہے۔ عبادت و ریاضت، مجاہدہ وسلوک، سخاوت وحلم، علم و بردباری آپ کی طبیعت کا خاصہ رہی۔ ہمہ وقت ذکر خدا میں مست الست رہتے تھے۔ اہل دنیا سے کوئی سروکار نہ تھا۔ پوری زندگی میں صرف حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو مرید وسجادہ نشین بنایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۸۶۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مرشد کامل کی خانقاہ کے اندر محلہ بغیہ مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کا سلسلہ تاہنوز جاری وساری ہے۔

حضرت عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف کامل، شیخ العصر، قطب الوقت، جامع الحسنات و برکات، حضرت پیر سید عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل عرفان ہیں۔ آپ صوفی لامکانی طائر لاہوتی وملکوتی حضرت شیخ الشیوخ حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوکر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت حافظ محمد موسیٰ

Marfat.com

مانکپوری علیہ الرحمۃ سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ شیخ کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ حالت یہ تھی کہ بیس برس تک آپ نے اپنی کمر بستر پر نہیں لگائی۔

مریدین کی تربیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے مریدوں میں تصفیہ قلوب کے ذریعہ توجہ فرماتے تھے۔ صاحب ''انوار العارفین'' نے آپ کی شان میں درج ذیل اشعار لکھے ہیں۔

اگر دام دلِ آگاہ دیکھا   جمال شاہ عبداللہ دیکھا
حجاب تیرگی جب پیش آیا   وہ نور رخ چراغ راہ دیکھا

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ ذیعقد ۱۲۸۸ھ بمطابق ۱۸۷۲ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار تھانیسر نزد دہلی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت حافظ علی حسین خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قطب زمانہ، مرشد یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، ولی ابن ولی، متصرف بر تصرفات، آشنائے رموز و کنایات، محو توحید و معرفت، خورشید ولایت آثار ولایتش ظاہر بر خاص و عام بے دلیل حضرت حافظ صوفی علی حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی و ہدایت ہیں۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی نواب حافظ علی حسین خان ہے جبکہ مشہور حافظ میاں کے نام سے ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت جناب نواب غلام حسین خان صاحب المعروف حضرت فقیر شاہ چشتی صابری کے گھر مراد آباد میں ہوئی۔ ولادت کے بعد آپ نے تین دن تک والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ والدہ ماجدہ ہزار کوشش کے باوجود بھی دودھ نہیں پلا سکیں۔ آپ کی نظریں آسمان کی جانب لگیں ہوئیں تھیں۔ اور ضرب لگاتے تھے۔ اس واقعہ سے والدہ ماجدہ خوفزدہ اور پریشان تھیں۔ بالآخر تیسرے روز والدہ ماجدہ حضرت قبلہ فقیر شاہ علیہ الرحمۃ نے قرب و جوار کے بزرگوں درویشوں کو مدعو کر کے ان کی دعوت کی اور ان سے اس کا تذکرہ فرمایا۔

اس موقعہ پر سب سے پہلے آپ کے والد گرامی حضرت غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری علیہ

Marfat.com

الرحمۃ نے خود دعائیں اور کلمات طیبہ پڑھ کر آپ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دم فرمایا۔ پھر تمام بزرگوں نے باری تعالیٰ کے حضور آپ کے لئے دعائیں کیں اور دم کیا۔ اس کے بعد والد گرامی نے آپ کو والدہ کی آغوش مبارک میں دیتے ہوئے فرمایا۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہے بچہ پیدائشی ولی ہے۔ پیدائش سے لے کر اب تک ذکر جہر ضرب لگا کر کرتے رہے۔ اب آئندہ خفی ذکر کریں گے۔ اس کے بعد سے آپ نے اچھل کر ضربیں لگانا موقوف کر دیں۔

بچپن کے حالات و کرامات☆: ابھی آپ کا بچپن تھا کہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حلقہ درویشاں میں تشریف لائے۔ اس وقت ایک شخص روتا چلاتا ہوا مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضرت مجھے بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ تمام ہاتھ مونڈھے تک بیکار ہو گیا ہے اور پورے جسم میں زہر پھیل رہا ہے۔ خدارا آپ دم کریں تا کہ آرام آ جائے۔ اُس وقت آپ نے پوچھا کہ یہ شخص کیوں روتا ہے؟ بتایا گیا کہ اس کو بچھو نے ڈنگ مارا ہے۔ اس لئے روتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بچھو ہم اتار دیتے ہیں۔ یہ سُن کر سب درویشوں کو تعجب ہوا کہ بھلا آپ کس طرح بچھو کے ڈنگ کا درد ختم کریں گے۔ یہ تو ابھی بچے ہیں۔ اور ان کو ابھی کچھ یاد بھی نہیں ہے کہ پڑھ کر دم کر دیں گے۔ درویش ابھی تعجب میں تھے کہ آپ نے فرمایا کہاں ہے بچھو، کہاں ہے بچھو، بچھو بھاگ گیا، یہ فرمانا تھا کہ بچھو کا زہر فوراً جاتا رہا اور وہ شخص ایسا ہو گیا کہ جیسے بچھو نے کاٹا ہی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر حاضرین اور بھی زیادہ تعجب میں پڑ گئے۔

دوسرا واقعہ☆: آپ کے بچپن کا دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ دودھ بیچنے والا ایک شخص آپ کے والد گرامی حضرت فقیر شاہ صابری کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا حضور میری بھینس کو نظر ہو گئی ہے سات آٹھ روز سے دودھ دھوتے دھوتے پھٹ جاتا ہے۔ ہر چند کے نظر کا علاج کیا مگر دودھ پھٹنا بند نہیں ہو رہا۔ اس وقت آپ کی عمر عزیز ۳-۴ برس تھی اور آپ اپنے والد گرامی کے حضور تشریف رکھتے تھے۔ اس موقعہ پر حسب معمول خانقاہ میں بہت سے درویش بھی تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ تیری بھینس کا دودھ اچھا ہو جائے گا تو آج کا دودھ لے کر آ۔ ہم کھیر پکا کر کھائیں گے۔

وہ اپنے گھر گیا اور دودھ دوہ کر لے آیا جو کہ نہایت ہی اچھا دودھ تھا اور پھر کبھی نہ پھٹا۔ جب ایسے

Marfat.com

واقعات ظہور پذیر ہوئے تو ہر طرف شہرہ ہو گیا لوگ اپنی اپنی حاجات لے کر حضرت فقیر شاہ صاحب کے پاس آتے اور عرض کرتے حضرت اپنے صاحبزادے سے کہلا دیجئے کہ ہمارے کام پورے ہو جائیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہاں ہاں کام ہو جائے گا۔ اللہ کے فضل و کرم سے وہ کام ہو جاتا تھا۔

حفظ قرآن اور بیعت ☆: آپ کے والد گرامی نے جب یہ واقعات دیکھے تو آپ کو قرآن کریم پڑھنے کے لئے بٹھا دیا۔ آپ نے چند مہینوں میں قرآن کریم پڑھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کر دیا۔ مکتب میں جو لڑکے برسوں اور مہینوں پہلے سے حفظ کر رہے تھے آپ نے اُن سے پہلے قرآن کریم حفظ کر لیا اور ماہ رمضان المبارک میں محراب میں کھڑے ہو کر قرآن سنا دیا۔ اس موقع پر تمام خاندان اور درویشوں کو خوشی ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی حضرت غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے علم سینہ در سینہ کی تعلیم حاصل فرمائی اور تربیت طریقت اور بیعت کے لئے اپنے والد گرامی سے رجوع کیا۔ والد گرامی نے آپ کو بیعت تعلیم و تربیت سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ و جملہ سلاسل چار پیر چودہ خانوادوں کی تفصیل سے اپنے دست حق پر بیعت فرمایا۔

خرقہ خلافت ☆: آپ کے والد گرامی حضرت غلام حسین المعروف فقیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور آپ ہر دو حضرات ایک ہی مرشد حضرت شاہ غلام حسین بن حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر چشتی صابری رامپوری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ دونوں باپ بیٹے کے رشتہ اور بزرگی اور برخورداری کے مرتبہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو تلقین فرمائی کہ وہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت فقیر شاہ صابری سے رجوع کریں۔

چنانچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت فقیر شاہ نے خرقہ خلافت و اجازت بیعت عطا فرمائی۔ اس طرح آپ اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ مجاز اور جانشین ہوئے۔

اور اسی وجہ سے آپ کے اور والد گرامی کے درمیان مرتبہ بزرگی و عظمت و احترام اور بھی زیادہ مضبوط ہو گیا۔ اور آپ والد گرامی کے بعد ان کے سجادہ مسند نشین مقرر ہوئے۔ الحمد للہ اب تک آپ کی ہی اولاد حقیقی و خانوادہ و قریبی میں ہی سلسلہ سجادگی مسند نشینی بحسن و خوبی نیک نامی سے جاری و ساری ہے۔

Marfat.com

سیرت و کردار☆: آپ نہایت حسین وجمیل اور دراز قد تھے، چہرہ مبارک نورانی اور چمک دمک والا، آنکھیں پُرکشش وپُرجلال تھیں آپ کسی کو بھی نظر اٹھا کرنہیں دیکھتے تھے۔ اگر کسی پر اتفاقیہ نظر پڑ بھی جاتی تو تڑپنے لگتا تھا، جسم مبارک آپ کا مضبوط مگر گوشت پوست کم تھا۔

ہمہ وقت مشغول ومعروف ذکر رہتے، ہر عضو بدن حتیٰ کہ دہن مبارک سے ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی، جہر کا عالم یہ تھا کہ جب اِلاَّ اللّٰہ کی ضرب لگاتے تو آواز کوسوں دور تک سنائی دیتی تھی۔ صحبت کا اثر یہ کہ بیٹھنے والے کو حرارت ایمان، نور یقین اور تعلق باللہ کا گرانقدر سرمایہ میسر ہوتا، مستورات کی جانب کبھی نظر نہ فرماتے اس لئے کہ ہمہ وقت یادالٰہی میں مشغول اور مشاہدہ حق میں رہتے۔ آپ نے شادی نہیں کی تھی، کٹ گھر والی خانقاہ میں جو عورتیں آتیں جہاں موجودہ رکشہ اسٹینڈ ہے اس سے آگے عورتوں کو آنے کی اجازت نہ تھی، آپ کو اپنے کشف اور روحانیت کے ذریعے ان کی تکالیف دردو مرضوں غرضوں کا پتہ چل جاتا تھا۔ آپ ان کی حاجات کے مطابق تعویز یا دم کیا ہوا پانی اپنے مرید خاص کے ہاتھ بھیج دیتے تھے۔ آپ زہد وتقویٰ، فنافی الشیخ جیسی بے مثال خوبیوں کے مخزن وبیش بہا خزانہ تھے، علم وعرفان، شرم وحیا، جود وعطا کے عظیم پیکر تھے۔

حضرت مخدوم پاک سے نسبت وعقیدت☆: آپ اکثر پیران کلیر شریف بادشاہ دوجہاں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ ہر وقت مراقب باحضور رہتے تھے۔ ادب کا یہ حال تھا کہ پیران کلیر شریف کی حدود میں کبھی آپ ضرورت کو بھی نہیں بیٹھتے تھے، یہاں تک کہ پان کھانا بھی ترک فرمادیتے تھے۔ آپ کو حضور مخدوم پاک صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی لگاؤ اور تعلق تھا۔

کشف وکرامات☆: آپ ایک مرتبہ مارہرہ تشریف رکھتے تھے۔ اور یہاں مرادآباد میں عشرہ محرم میں ہندو مسلم فساد برپا ہوا۔ جس کی بنا پر دونوں طرف کے لوگ مارے گئے، اس ضمن میں آپ کے چھوٹے بھائی ہدایت علی خان پر قتل کا مقدمہ قائم کردیا گیا۔ اس سلسلہ میں پولیس نے بہت چھاپے مارے اور ان کو گرفتار کر کے جیل بھیج کر مقدمہ قتل شروع کردیا گیا۔

Marfat.com

آپ کے کشف انکشاف جذب عاشقیت اور معشوقیت اور کرامت کی حالت یہ تھی کہ باتوں باتوں میں ہر جگہ کے ہونے والے واقعات بیان فرما دیتے اور عقدہ کشائی خلق فرما دیتے تھے۔

آپ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ ہدایت علی خان مقدمہ قتل میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ آپ نے سجادہ نشین شاہ ابوالحسن سے فرمایا کہ مراد آباد چلتے ہیں بھائی ہدایت علی خان پر قتل کا مقدمہ ہو گیا ہے۔ شاہ ابوالحسن کو تعجب ہوا کہ نہ کوئی آدمی آیا نہ خط آیا پھر جناب کو کیونکر معلوم ہوا کہ ہدایت علی خان گرفتار ہو گئے۔ غرض کہ آپ معہ شاہ جی عنایت شاہ صاحب مراد آباد تشریف لائے اور فوراً پیران کلیر جانے کی تیاری کی۔

چونکہ راستے پیدل کے تھے تقریباً ہفتہ دس دن میں آپ بمعہ ہمراہیوں کے کلیر شریف پہنچے اور وضو کیا اور مزار شریف کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ دو چار منٹ کے اندر ہی آپ روضۂ انور حضور مخدوم پاک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا الحمد للہ قتل سے بری ہو گئے۔ اس کے بعد کلیر شریف میں بالکل قیام نہ فرمایا اور فوراً وہاں سے براہ راست مراد آباد جو کے راستے میں پڑتا ہے پہنچے تو ایک شخص راستے میں ملا اس نے بتایا کہ حضرت جناب کے بھائی ہدایت علی خان صاحب فلاں تاریخ فلاں وقت مقدمہ قتل سے بری ہو گئے ہیں۔

کرامت نمبر ۲ ☆: حافظ شمس الدین بریلوی نے میاں صاحب گھیرے والے جو آپ کے خلیفہ مجاز ہیں سے فرمایا کہ شیخ نور احمد رئیس مادھو پور ضلع پیلی بھیت ایک عورت پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔ ہر چند اپنے رئیس ہونے کا اس پر مکر و فریب بھی کیا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ روپیہ پیسہ بھی بہت خرچ کیا مگر بے سود رہا۔ الغرض میاں صاحب گھیرے والے حافظ شمس الدین اور رئیس نور احمد کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا سب حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا نور احمد تم اس کام کے لئے کسی اور کے پاس چلے جاؤ وہ تمہارا کام تعویذ گنڈے سے کر دے گا۔ نور احمد ہم کو تعویذ گنڈا نہیں آتا اور نہ ہم کرتے ہیں۔ ان دونوں نے عرض کیا حضور ہم نے بہت تعویذ گنڈے کروائے مگر ناکام رہے۔ اب تو آپ ہی مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ نور احمد کہنے لگا حضور میں تو آپ ہی کا غلام اور نام لیوا ہوں میں تو یہیں پڑا رہوں گا۔ اور جاروب کشی کرتا رہوں گا۔ اور جب تک آپ میرا مسئلہ حل نہیں فرمائیں گے نہیں جاؤں گا۔

جب آپ نے دیکھا کہ نور احمد بہت ہی بے چین ہے تو ارشاد فرمایا نور احمد یہ بتلاؤ کہ اس عورت کا نام

Marfat.com

کیا ہے۔ نور احمد نے عرض کیا حضور اس کا نام اکبری بیگم ہے۔ آپ نے فرمایا نور احمد اس کے دروازے پر جا کر یہ پکارو کہ ''اکبری نور احمد کے گھر آ پڑی'' اور خبردار حرام نہ کرنا۔ عقد شرعی پہلے کر لینا۔ آپ ارشاد مبارک سن کر دونوں صاحبان واپس چلے گئے اور اکبری کے مکان پر پہنچ کر وہی الفاظ پکارے۔ یہ پکار سن کر اکبری کے تن بدن میں نور احمد کے عشق کی آگ بھڑکی اور سب کو چھوڑ کر نور احمد کے گھر پہلی بھیت آ گئی۔

آپ کا ذوق سماع ☆ : آپ کو سماع کا بہت ذوق تھا۔ اکثر جناب کے مرید حیدر بخش قوال آپ کو عارفانہ کلام سنایا کرتے تھے۔ دوران محفل سماع کے جب آپ کو کیف و وجد ہوتا اس وقت جو چشم مبارک کے سامنے آتا وہ بھی کیف و مستی اور حال قال میں مصروف ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ گنگوہ شریف کے سجادہ نشین حضرت شاہ میاں محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کلیر شریف کے عرس کے موقعہ پر حضرت صوفی احمد حسین المعروف میاں صاحب گھیرے والے چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے خلیفہ نامدار ہیں کے بستر پر آ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ آج کے وقت میں صابری سلسلہ میں حافظ علی حسین مراد آبادی جیسا پیر پرست درویش کہیں نظر نہیں آتا۔ فرمانے لگے ایک مرتبہ آپ گنگوہ شریف حضرت قطب العالم کے عرس مقدس میں تشریف لائے۔ اس وقت گنگوہ شریف کی خانقاہ میں اور بھی بہت سے درویش موجود تھے۔ قوال نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا کلام شروع کیا۔ جب اس شعر پر پہنچے

نور پاکم آمدہ در مشتِ خاک کور چشماں را اگر روشن نیم

اس وقت آپ قوال کی طرف مخاطب ہوئے اور آپ کو اس مصرع پر وجد و کیف ہو گیا اور زبان مبارک سے فرماتے جاتے تھے۔

نور پاکم آمدہ در مشت خاک

اس کیفیت کے دوران آپ کی چشم کرم کا جس طرف اشارہ ہوتا پوری کی پوری صف درویشوں اور مشائخ کی وجد و حال میں مستغرق ہو جاتی تھی۔ جس کے جسم کے ساتھ آپ کا جسم مبارک کا حصہ لگ جاتا وہ بھی وجد و حال میں مستغرق ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

سجادہ نشین گنگوہ شریف فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسا حال و وجد کسی درویش میں نہیں دیکھا۔ اس وقت ایک شخص نے بااعتراض یہ لفظ کہا کہ سنا کرتے تھے کہ حافظ علی حسین مرادآبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہی صاحب شریعت بزرگ اور درویش ہیں مگر آج تو ہم مجلس سماع میں خلاف شرع حال و وجد دیکھ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی گستاخانہ کلمات کہے۔ آپ کو بذریعہ کشف اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اپنی نظر مبارک اس کی طرف کی تو اس طرف بیٹھے ہوئے تمام درویشوں اور مشائخ کو ایسا وجد ہوا کہ سب سلوک میں آ گئے۔ اور اس گستاخ کو حال عتاب شروع ہوا۔ اُس نے اپنے جسم پر پہنے ہوئے کپڑے پھاڑنا شروع کر دیئے اور جسم سے خون جاری ہو گیا مگر حال عتاب سے کم نہیں تھا کہ وہ قریب المرگ ہو گیا۔ اور سب کو معلوم ہو گیا کہ یہ بے ادبی اور گستاخی جو اس نے آپ کی شان میں کی اس کی وجہ سے سب کچھ ہے۔ اب جب تک آپ معاف نہیں فرمائیں گے یہ اسی طرح تڑپتا رہے گا۔ اس کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر تمام مشائخ اور درویشوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور اس کا قصور معاف فرما دیں۔ یہ اپنے کئے کی سزا پا چکا ہے۔ اور اب یہ قریب المرگ ہے۔
آپ نے فرمایا کہ اس کو مشائخ چشتیہ کی سماع اور وجد و حال پر اعتراض کی جرأت کیسے ہوئی۔ جو ہمارے مشائخ کی سماع کا منکر ہو گا اس کی سزا یہی ہے۔ جب تمام حاضرین نے بار بار التجا کی تب آپ نے پانی دم کر کے منہ پر چھڑکا تب ہوش میں آیا اور فوراً معافی کا خواستگار ہو کر عرض کرنے لگا حضور نے مجھے معاف فرمایا ہے اب مجھ کو سلسلہ علایہ میں بیعت سے مشرف فرما دیجیے۔ آپ نے اس کو اپنے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف فرما دیا۔

معمولات قبل از وصال☆: آپ چالیس سلاسل طریقت میں مختلف بزرگوں سے فیض یافتہ و خلیفہ مجاز تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ مارہرہ شریف کے قیام کے دوران چند مشائخ سلسلہ قادریہ سے اکتساب فیض کیا۔ خصوصاً سلسلہ عالیہ چشتیہ و قادریہ میں حضرت شاہ محمود صاحب سے بیعت ہوئے جن کا مزار رامپور میں دریائے کوسی پر واقع ہے۔ ان کے پیر و مرشد حضرت غلام حسین شاہ جو حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب سے بیعت تھے اور وہ حضرت ملا اخون فقیر شاہ عبدالکریم رامپوری چشتی صابری کے مرید و خلیفہ تھے۔ یعنی رامپور رہ کر دادا مرشد کے حضور سے مراتب و

Marfat.com

مدارج روحانی تمام فرمائے۔ آپ اپنے دادا مرشد کے مزار شریف پر رہ کر ریاضت ذکر و شغل یاد الٰہی اور مراقبہ میں مصروف رہتے تھے۔ کہ اس دوران دادا مرشد حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون فقیر چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر دوران عبادت و ریاضت آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔

آپ کی وصیت اور بعد از وصال کرامت ☆: آپ کی وصیت تھی کہ بعد از وصال مجھے میرے والد گرامی حضرت فقیر شاہ کے مزار کے پاس دفنایا جائے۔ رامپور شریف میں جب آپ کا وصال باکمال ہوا تو اقربا خلفا مریدین کو وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ مبارک مراد آباد لانے کی فکر لاحق ہوئی۔ اس وقت تک ریل نہ ہونے کی وجہ سے عام آمد و رفت خشکی کے راستے یا پھر دریائے رام گنگا میں کشتی کے ذریعے ہوتی تھی۔ چونکہ موسم برسات کا تھا جس کی وجہ سے دریا میں طغیانی آئی ہوئی تھی۔ جنازہ مبارک لانے کے لئے ملاحوں سے کشتی لگانے کو کہا تو طغیانی کی وجہ سے پہلے تو انکار کرتے رہے۔ جب حاضرین مریدین اہل اللہ نے ملاحوں کو ہمت بندھائی اور کہا کہ تم اللہ کا نام لے کر کشتی لگاؤ۔ اللہ کریم خود ہی اس کشتی کی حفاظت و نگہبانی فرمائیں گے۔ چنانچہ ملاح تیار ہو گئے کشتی لگائی گئی اللہ کا نام لے کر جسدِ مبارک کشتی میں رکھا کہ کشتی کے بندھن کھول دیئے گئے اور کشتی خدا کے نام پر چھوڑ دی۔ کشتی رواں دواں ہوئی اور طوفانی موجوں اور طغیانی کے تھپیڑے عبور کر کے منزل پر پہنچ گئی۔ یہ سب آپ ہی کی کرامت تھی کہ الحمدللہ کشتی میں ایک بوند تک کا اثر نہ ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال پانچ رمضان المبارک ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار والد گرامی حضرت فقیر شاہ صابریؔ کے ساتھ محلہ کاغذیاں مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

مادہ تاریخ وصال عیسوی **قطب وقت رفت**

۱۱۱۔۵۰۶۔۶۸۰

جبکہ سن ہجری کے اعتبار سے **حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد**

۱۲۹۷

Marfat.com

حضرت شیخ محمد علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: روندۂ قدم بہ قدم رسول عربی، بہ نظر عنایت حق منظور و مقبول، در شیوۂ فقر و فنا، یگانہ روزگار، در زہد و ریاضت ہمتائے مشائخ کبار، واقف اسرار خفی و جلی از چشم اغیار حضرت شیخ محمد علی چشتی صابری ثمہ براسوی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید و توکل اور صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔

آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی حضرت شیخ اللہ بخش براسوی قادری علیہ الرحمۃ ہے جو کہ حضرت میاں میر قادری ثمہ لاہوری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور اپنے زمانے کے عظیم صوفی بزرگ اور ولی کامل ہو گزرے ہیں۔ حضرت شیخ محمد علی کی اولاد میں سے ایک صاحبزادے جن کا نام تصوف و فقر ولایت اور روحانی علمی دنیا میں جانا پہچانا نام حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری ثمہ براسوی کا نام ہے جو کہ تا قیامت زندہ و تابندہ رہے گا۔ عارف باللہ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ حضرت شیخ اللہ بخش قادری کے پوتے اور حضرت شیخ محمد علی صابری کے وہ عظیم فرزند ہیں کہ ایک طرف خود ولایت کے مقام پر فائز رہ کر آپ نے جو چراغ روشن کیے ہیں وہ تا قیامت تک جگمگاتے رہیں گے اور دوسری طرف حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی کی معروف زمانہ کتاب ''اقتباس الانوار'' جو کہ چشتی صابری سلسلہ کی عظیم اور جامع تصنیف لطیف ہے اس کی اشاعت و تعلیمات قیامت تک حوالہ در حوالہ سلسلہ بسلسلہ نقل ہوتی رہیں گی جو کہ ان کی علمیت کا آئینہ دار ہے۔

اس سے آپ کی اپنی فضیلت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جن کے لخت جگر کا یہ مقام ہے اس کے عظیم والد گرامی حضرت شیخ محمد علی کا ولایت میں کتنا بڑا مقام ہوگا۔

حضرت شیخ محمد علی چشتی رحمتہ اللہ علیہ زہد و تقویٰ، تجرید و توکل، فقر و فنا، عبادت و ریاضت، عشق و مستی اور ظاہری باطنی علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔ تمام عمر کسی شخص پر اپنا بھید کھلنے نہ دیا۔ ہمیشہ اپنے کو چھپائے رکھنا سب سے کم جاننا اپنے آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے الگ تھلگ رکھنا آپ کا شیوہ خاص تھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد گرامی حضرت شیخ اللہ بخش قادری براسوی علیہ الرحمۃ نے ہی مکمل کی تھی۔ جب سن بلوغ کو پہنچے تو مقامی علماء سے تعلیم ظاہری مکمل کی۔ اس کے بعد والدہ ماجدہ نے آپ کی شادی کرنال کے ایک بزرگ حضرت شیخ محمد اسحاق انصاری جو کہ حضرت ابوایوب

Marfat.com

انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے کی صاحبزادی جان بی بی سے کردی۔

آپ کے صاحبزادے عارف باللہ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی لکھتے ہیں کہ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونے سے قبل آپ مختلف کتابوں میں سے اوراد و وظائف دیکھ کر اپنے والد حضرت شیخ اللہ بخش کا تصور کر کے ہمہ وقت مشغول بحق رہتے تھے۔

بیعت و خلافت☆: آپ حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تو حضرت شیخ نے آپ کو چند ایام میں ہی تمام اذکار و مشاغل مثل ذکر نفی و اثبات، ذکر اور ذوق و شوق سے ان اذکار و مشاغل پر عمل کیا اور یہ نہ جانا کہ دن کب نکلا اور رات کب طاری ہوئی تمام چیزوں سے قطع تعلق رہ کر آپ نے بعض چلے بھی مکمل کیے اور طے کے روزے بھی رکھے۔ بالآخر اپنے شیخ کی توجہ سے آپ مرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچ گئے۔ تو آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہا درجہ کے متقی و پرہیز گار تھے۔ تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ اگر آپ کی کوئی بھینس کبھی کسی دوسرے کھیت میں جا کر چرآتی گھاس کھا لیتی تو آپ ہمیشہ کے لئے اس کا دودھ پینا بند فرما دیتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ اکثر دن کے وقت روزہ رکھتے تھے۔ اور رات کو جاگتے تھے۔ حلال کھانا، سچ کہنا آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ شریعت و طریقت کی پابندی میں آپ قدرے ہمت سے کام لیتے کوئی کام بھی خلاف شرع یا خلاف طریقت سرزد نہ ہونے دیتے تھے۔ عشق و مستی سوز و گداز میں بے مثال تھے جو بھی آپ کے چہرہ انور کی زیارت کرتا گرویدہ ہو کے رہ جاتا اور بے ساختہ آپ کی ذات والا صفات کو ولایت کا حامل قرار دیتا تھا۔ آپ کو قرآن مجید کی تلاوت سے بہت شغف تھا اور دنیا اور اہل دنیا سے آپ مستغنی تھے۔ جود و سخا میں درجہ کمال حاصل تھا۔ قصبہ براس کے یتیموں غریبوں اور بیواؤں کو آپ کے گھر سے روزانہ کھانا ملتا تھا۔ آپ شغل باطن میں ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے۔ حتیٰ کے مرض الموت میں بھی چھ ماہ تک کوئی وظیفہ ترک نہ ہوا۔ وفات سے قبل آپ نے اپنا کفن تین دن پہلے تیار کرالیا تھا۔ چونکہ آپ کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ موت سے پہلے غشی کی وجہ سے پانچ نمازیں فوت ہو جائینگی۔ آپ نے اُن نمازوں کا فدیہ اپنی زندگی میں

Marfat.com

ہی ادا کر دیا تھا۔ اور وصال سے پہلے اپنے صاحبزادے شیخ محمد اکرم قدوسی سے فرمایا تھا کہ میں چھ ماہ بعد اسی مرض میں دارالبقا کی طرف سفر کروں گا۔ آپ نے بھی اپنے والد گرامی کی طرح حیات و ممات میں اپنے جمال ولایت کو نظر اغیار سے مستور رکھا۔ آپ نے تمام عمر کسی کو نہ مرید بنایا اور آپ نے اپنی مرضی کے مطابق موت کو قبول کیا۔ جب آپ کے صاحبزادے شیخ محمد اکرم قدوسی علیہ الرحمۃ نے مرض کے ایام میں آپ کی صحت کے لئے رب کعبہ کے حضور دعا مانگی تو آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تجھے دیر تک زندہ وسلامت رکھے تم ہمارے خاندان کا چراغ ہو اور تمہاری بدولت ہمیں عزت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے اپنی باقی عمر تمہیں بخشی ہے اور اب میں جا رہا ہوں۔

وصال باکمال ☆: آپ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو تین مرتبہ اللہ اللہ بلند آواز سے پکارا اور سب جمعہ کو آخری پہر آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار موضع براس کرنال نزد پانی پت انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر سکون قلب پاتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد اکرم قدوس مصنف کتاب ''اقتباس الانوار'' سجادہ ہوئے اور بڑی دھوم دھام سے سلسلہ کی خدمت کا فریضہ انجام بجالا کر رضائے حق میں وصال فرما چکے ہیں۔

نوٹ ☆: آپ کا سن اور تاریخ وصال کہیں سے بھی دستیاب نہ ہوسکی۔ حتیٰ کے آپ کے صاحبزادے شیخ اکرم قدوس کی کتاب اقتباس الانوار میں بھی نہ ہے۔

حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل فاضل بے بدل، صوفی باصفا، پیکر عشق ووفا، کشتہ عشق رسول ﷺ حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ یگانہ روزگار ہیں۔ آپ کی ولادت امروہہ ہندوستان میں ہوئی۔ وہیں پر ظاہری علوم ابتدائی طور پر حاصل کر کے مزید تحصیل علوم کے لئے حضرت خواجہ مولوی احمد حسن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مراد آباد تشریف لے گئے اور عرصہ دراز تک ان کی صحبت سے مستفیض ہو کر علوم دینیہ کی سند فراغ حاصل کی۔ دوران قیام آپ اپنے استاد مولانا احمد حسن سے

Marfat.com

حضرت مولانا پیر سید امانت علی شاہ چشتی صابری کی بزرگی کے چرچے اور تذکرے سنتے رہتے تھے۔۔۔
کی تکمیل کے فوراً بعد امروہہ تشریف لے جا کر حضرت مولانا سید امانت علی شاہ چشتی صابری ثمہ امروہی
علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے حاصل کیا۔ اور تکمیل مجاہدات وسلوک کے بعد آپ و
شیخ کامل نے خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری کے آخری دور میں امروہہ
میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی امروہہ میں ہی مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت بابا شیخ عمر بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، محرم رازِ خفی وجلی، آئینہ جمال حقانی، حضرت بابا شیخ عمر بخش ناصری
چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عظیم عارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ حضرت بابا سندھی سجادہ نشین درگاہ
حضرت امام ناصرالدین چشتی علیہ الرحمۃ جن کا وصال ۳۴۴ھ کو جالندھر میں ہوا اور چشتیہ سلسلہ کے
بانی حضرت ابواسحاق شامی چشتی علیہ الرحمۃ کے زمانہ سے قبل کے بزرگ ہیں۔ حضرت بابا سندھی
اس درگاہ کے سجادہ نشین اور بابا شیخ عمر بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے بزرگوار گرامی ہیں۔
حضرت بابا شیخ محمد بخش ناصری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ درگاہ حضرت امام صاحب کے سجادہ نشین
اور حضرت بابا شیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز ہوئے ہیں۔ حضرت بابا شیخ محمد بخش کا
مزار پُر انوار درگاہ امام حضرت ناصرالدین چشتی علیہ الرحمۃ کے احاطہ جالندھر میں اپنے بزرگوار
حضرت بابا سندھی کے مزار کے ہمراہ ہے۔ آپ کا وصال تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔

حضرت پیر سید عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، پروردۂ آغوش ولایت، عارف کامل، شیخ العصر، قطب الوقت
حضرت پیر سید عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ عارف حق حضرت سید صابر علی شاہ چشتی صابری
علیہ الرحمۃ کے فرزند وجانشین وخلیفہ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲ رمضان المبارک کو دہلی میں ہوئی تھی۔

Marfat.com

آپ بچپن ہی سے یادِ خدا میں مست و مستغرق اور عبادت و ریاضت میں مصروف تھے۔ جس کے انوار و تجلیات آپ کے چہرہ انور سے عیاں تھے۔ بڑے سے بڑے جاہ و جلال کا مالک ہو یا بادشاہ وقت یا انگریز حکمران یورپین آپ کے سامنے دست بستہ مؤدب کھڑے ہوتے ہیں۔ اور آپ کا اعزاز و اکرام کرتے تھے۔ دہلی کے تمام پیرزادگان میں یگانہ عصر تھے۔ اگرچہ سخاوت و شاہی آپ کو ورثہ میں ملی تھی مگر باوجود اس کے تمام زندگی کا انداز اور لباس فقیرانہ ہی رہا۔ آپ کے زمانہ کے مشائخ آپ کو سراج دہلی، فخرِ دہلی، اور برکات دہلی کے نام سے پکارتے تھے۔ سینکڑوں لوگوں نے آپ کے علوم معرفت سے فیض پایا۔ ہزاروں طالبان حق کو راہِ ہدایت ملی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۰۴ھ بمطابق ۱۸۸۷ء کو ہوا۔ مزارِ پُر انوار شاہجہان آباد دریا گنج دہلی میں آپ کے والد گرامی کے ساتھ ہی مرجع خاص و عام ہے۔ سلسلہ آپ کا جاری و ساری ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت شاہ جی عبدالرحیم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینہ جمال و جلال حقانی، شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، شمع قصر ہدایت، فرد حقیقت، ماہتاب شریعت، شہباز معرفت و طریقت حضرت شیخ شاہ جی عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب بلندی ہائے عظمت و جلال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت اٹھارہویں صدی ہجری کے ربع اول میں مراد آباد کے ایک معزز اور صوفی منش بزرگ حضرت محمد نور خان کے گھر ہوئی۔ آپ کے والد گرامی اور دیگر اجداد رام پور کے رہنے والے تھے۔ قوم یوسف زئی پٹھان ہے۔ والد گرامی جناب محمد نور خان رام پور سے نقل مکانی کر کے مراد آباد تشریف لائے اور وہیں کے ہو کے رہ گئے۔ بالآخر وہیں زندگی تمام ہوئی اور خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ سے ملحق بیرونی قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی۔

آپ بچپن ہی سے تصوف اور فقراء درویشوں کی طرف مائل تھے۔ فقراء سے پیار محبت اس قدر کے ہمہ وقت

Marfat.com

انہی میں رہتے تھے۔ بارہ برس کی عمر عزیز میں آپ خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد میں حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس آنے جانے لگے اور ان کے پاس بیٹھ کر منازل سلوک طے کیں۔

بیعت و خلافت☆: ۱۸۳۳ء میں آپ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری مراد آبادی المعروف سید محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت دینے کے علاوہ اپنے بعد اپنا جانشین اور سجادہ بھی مقرر کیا۔

دینی خدمات سیرت و کردار☆: آپ اپنے وقت کے جید عالم دین تھے۔ عربی و فارسی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ قرآن کریم کی تعلیم دینے اور اس کی تفسیر کو بہت اچھے اور آسان اسلوب میں لوگوں کے ذہن میں بٹھاتے تھے۔ آپ نے اپنے دور میں بعض نام نہاد پیروں اور تصوف اور طریقت سے دور کم علم اور جاہل مولویوں کا زبردست طریقے سے مقابلہ کیا۔ اور عوام کو ان کے شر سے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوششیں کیں۔ مراد آباد اور روہیل کھنڈ کے اکثر شہروں میں آپ کی مساعی جمیلہ سے دین اسلام کو بہت تقویت ملی۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو فروغ دینے میں آپ کا مرکزی کردار رہا ہے۔ جس کا اعتراف تاریخ صوفیائے کرام کی فارسی میں مشہور کتاب ''انوار العارفین'' کے مصنف نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے کہ ''آپ مراد آباد کے سرکردہ ترین صوفیاء میں سے ہیں'' حالانکہ اس وقت آپ عین شباب کے عالم میں تھے اور جوانی میں ہی منازل سلوک طے کر رہے تھے۔ آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی بلکہ مجرد زندگی گزاری۔

اسی طرح آپ کے ہم عصر صوفیائے کرام، علمائے کرام، مشائخ عظام، فقرا، صلحا، آپ کی ذات سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت ملا اخوند فقیر شاہ عبدالکریم رامپوری چشتی آپ کے پردادا مرشد ہیں ان کے سلسلہ میں اس دور میں آپ کو بہت بلند بالا مقام حاصل رہا ہے کہ ہر طرف سے آپ کی ولایت کا شہرہ زبان زد خاص و عام تھا۔ پورے ہندوستان اور افغانستان کے بڑے بڑے قبیلوں کے سردار آپ کے حلقہ بگوش اور غلام تھے۔ جبکہ آپ کے مرشد اعلیٰ کے قصبے رامپور کے نواب

Marfat.com

کلب علی خان کو آپ سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔نواب رامپور کلب علی خان اکثر آپ سے ملاقات کے لئے خود خانقاہ بغیہ مراد آباد میں نہایت ہی عاجزی سے حاضری دیتے تھے۔

آپ کے عقیدت مندوں میں نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی شامل تھے اور حاجات برآری اور دعا کے لئے آتے۔آپ بھی یکساں طور پر ان کے لئے دعا گو رہتے تھے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے مریدین کی تعداد بے شمار ہے۔مگر خلفا صرف دو ہی ہوئے ہیں۔ان میں اول شاہ عبدالرحمٰن خان چشتی صابری جو کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔دوم حضرت صوفی جان شاہ صابری علیہم الرحمۃ ہوئے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال ۱۳۰۷ھ بمطابق ۱۸۹۰ء کو مراد آباد میں ہوا۔مزار پُر انوار اپنے مرشد کے پہلو میں خانقاہ معلیٰ چشتیہ صابریہ بغیہ مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحمٰن خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: مظہر نامہ کمال انسانی، عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بقیۃ السلف ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۳۸ء کے لگ بھگ مراد آباد انڈیا میں معروف صوفی بزرگ جناب محمد نور خان صاحب کے گھر ہوئی۔آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی جناب محمد نور خان اور اپنے بڑے بھائی شیخ العصر حضرت شاہ عبدالرحیم مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے مکمل کی۔اس کے بعد دینی و دنیاوی علوم کے حصول کے لئے مختلف مکتب و مدارس میں اپنے وقت کے بہترین مایہ ناز اساتذہ سے اکتساب کرتے رہے۔

آپ کو عربی، فارسی، انگریزی، اردو زبان پر خصوصی دستگاہ حاصل تھی۔آپ اپنے ہمعصر دوستوں سے فارسی میں خط و کتابت کرتے تھے۔اوائل عمر میں آپ کافی عرصہ تک ریاست جے پور میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس تعینات رہے۔پھر استعفیٰ دے کر واپس مراد آباد تشریف لا کر وکیسینیشن

Marfat.com

انسپکٹر تعینات ہوئے۔ باوجود اس مرتبہ وجاہ حشمت کے آپ کو تصوف سے خصوصی لگاؤ تھا۔ اور اپنے بزرگوں کے طریقت پر کاربند رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ ہمہ وقت یاد خدا اور ذکر وفکر میں مست ومستغرق رہتے تھے۔ عبادت وریاضت اور فرائض کے علاوہ سنت ونوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے بڑے بھائی شیخ العصر حضرت شاہ عبدالرحیم مرادآبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی درگاہ بغیہ چشتیہ صابریہ کا سجادہ اور اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ آپ اپنے برادرِ بزرگوار اور شیخ طریقت کے وصال باکمال کے بعد سات برس تک سجادگی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اپنے دور سجادگی میں بہترین طریقہ سے خانقاہ بغیہ کا انتظام وانصرام چلایا۔ اور بڑی دھوم دھام سے ہر سال اپنے بزرگوں کا عرس منعقد کرتے رہے۔ اور مخلوق کی رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۶ء کو مرادآباد میں ہے۔ مزار پُرانوار خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مرادآباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ نے اپنی حیات میں ہی اپنے صاحبزادہ شاہ عزیز الرحمٰن کو سجادہ نشین درگاہ بغیہ مقرر فرمایا۔ دیگر دو پسران محمد حسین خان و شاہ احمد حسن خان صابری بھی تھے۔ اور تینوں صاحبزادے باکمال اور صاحب جمال ہوئے۔

حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات، منبع فیوض وبرکات، مخزن اخلاق، حضرت شاہ عزیز الرحمٰن مرادآبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ غریق دریائے گوہر فضل وکمال ہیں۔

• آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۰ء میں مرادآباد کے نامور صوفی و درویش خدا پرست حضرت شاہ عبدالرحمٰن چشتی صابری کے گھر ہوئی۔ گھر کا ماحول چونکہ شروع سے ہی علم وعرفان سے مرصع تھا، ایسے روحانی اور علمی ماحول میں آپ نے پرورش پائی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت گھر ہی میں اپنے

Marfat.com

والد بزرگوار اور دیگر اعزا سے حاصل کی۔ اس کے بعد تمام علوم ظاہری و باطنی اپنے تایا بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم مرادآبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ جی محمد عبداللہ شاہ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے اُن سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

بیعت و خلافت و سجادگی ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ والد گرامی نے اپنے وصال سے پہلے ہی آپ کو خانقاہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مرادآباد کا سجادہ نشین مقرر فرما دیا تھا۔ جبکہ ۱۸۹۶ء میں والد گرامی کے وصال باکمال کے بعد سے سجادگی کے فرائض باقاعدہ انجام دینا شروع کئے اور لوگوں کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سلسلہ کے فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض فرماتے رہے اور رشد و ہدایت کے ذریعے مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔

آپ کی دینی خدمات ☆: آپ اپنی خانقاہ معلٰی میں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس بڑے اہتمام سے فرماتے تھے۔ جس میں برصغیر کے نامور قوال شرکت کر کے عارفانہ کلام سے سامعین کو محظوظ کرتے تھے جبکہ معروف ثنا خوان اور علمائے کرام مشائخ عظام بھی اس میں شرکت کر کے رونق کو دوبالا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ جن میں سے چند نامی گرامی احباب کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: حضرت مولانا محمد عمر نعیمی مرادآبادی، خلیفہ عزیز احمد، عبدالستار خان اور ابوعلی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل ہی حضرت علامہ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں اپنے تینوں صاحبزادگان جن میں حضرت حافظ شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابری، حضرت شاہ خلیل الرحمٰن چشتی صابری، حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابری علیہم الرحمۃ کو آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ بغیہ مرادآباد کا سجادہ نشین مقرر کر دیا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۵۸ھ بمطابق ۲۷ راگست ۱۹۳۹ء کو مرادآباد میں ہوا جبکہ مزار پُرانوار خانقاہ معلٰی چشتیہ صابریہ بغیہ مرادآباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت پیر علی احمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف کامل، پیر طریقت، امیر شریعت حضرت پیر علی احمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صوفی لامکانی عارف ربانی، حافظ آیت قرآنی، قندیل نورانی، حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر موضع ڈنگولی میں آپ نے خانقاہ قائم کی اور اپنے مرشد کی طریقت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے رشد و ہدایت اور خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے تحصیل روپڑ شریف اور ضلع انبالہ میں آپ کے مریدین بہت بڑا حلقہ تھا بہت سے لوگوں نے آپ دولت علم و عرفان لوٹی۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ جب مغلوں کی حکومت کا سورج غروب ہو چکا تھا ان کے علاقے میں سکھوں کی دہشت گردی تھی۔ اور انگریزوں کی حکومت کے پاؤں مضبوط سے مضبوط تر ہو رہے تھے۔

انگریز مسلمانوں کے مذہبی راہنما اور مبلغین کو نفرت سے دیکھتے تھے اور ان کو ختم کرنے کے لئے مختلف منصوبے بنا رہے تھے۔ مغل حکمرانوں اور شہزادوں کی بداعمالیوں کی سزا مسلمان عوام بھگت رہے تھے۔ اکثر صوفیاء اور درویش شہر سے باہر جنگلوں میں پناہ لینے پر مجبور تھے اور صوفیاء نے اپنے اخلاق و عادات و کردار اور تائید غیبی سے اپنے آپ کو بچائے رکھا اور اپنے مشن پر کام کرتے رہے۔ اسی طرح ان صوفیاء کے غریب پیروکاروں نے اپنے بزرگوں کی طریقت پر عمل پیرا ہو کر اسلام کی شمع کو جلائے رکھا۔

اس پُرفتن دور میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار موضع ڈنگولی ضلع انبالہ میں مرجع خاص و عام ہے جہاں سے آج بھی لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

حضرت الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امیر شریعت، شہباز طریقت، جامع الحسنات و کمالات و فیوضات، منبع کمالات حضرت خواجہ الحاج مولوی عبدالستار صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ طالبان عشق و معرفت و محبت ہیں۔ آپ آزاد کشمیر کے ضلع مظفر آباد کے موضع کن چھتر کے رہنے والے اور اپنے زمانے کے ممتاز عالم

Marfat.com

دین ہیں۔ تمام زندگی شریعت مصطفیٰ علیہ السلام کی اتباع اور دفاع میں گزاری۔ پوری زندگی حصول علم اور اس کے فروغ کے لئے وقف رکھی۔ دین مصطفیٰ علیہ السلام کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے آپ کو طلب حق کی جستجو ہوئی تو وہاں سے چلتے ہوئے خطہ پوٹھوار میں پہنچ کر کلیام شریف میں حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ نے اپنے مرشد کامل کے بتلائے ہوئے اوراد ووظائف کو کبھی بھی نہ چھوڑا۔ تمام زندگی شریعت وطریقت کے مطابق گزاری۔ تصور شیخ کے جلوؤں میں گم رہتے۔ آپ کی وہ ذات ہے کہ آنے کے بعد سے آج تک بلکہ قیامت تک کیلئے مرشد کامل کے قدموں میں وقت گزاریں گے۔ آپ نے اپنے شیخ کامل کی طرح سخت مجاہدے کیے اور جس پتھر کی سل پر حضرت خواجہ کلیامی تپتی ہوئی دھوپ میں لیٹتے تھے آپ بھی سنت شیخ سمجھ کر اس پتھر پر تپتی ہوئی دھوپ کے دنوں میں اپنے اوراد و وظائف مکمل کرتے۔ خداوند کریم نے آپ کو ظاہری و باطنی علوم اور دولت عرفان سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ آپ ہر سال تاجدار گولڑہ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ سجادہ نشین گولڑہ شریف محبوب المشائخ عاشق رسول علیہ السلام حضرت قبلہ پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آپ کو عرس کے موقع پر خصوصی اہمیت دیتے تھے۔ اس طرح آپ نے اپنے مرشد خواجہ کلیامی کے اُس تعلق کو جو انہیں گولڑہ شریف سے حاصل تھا کو برقرار رکھا۔ آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی اپنا جانشین وخلیفہ اعظم حضرت سید شاہ حسین صابری علیہ الرحمۃ جن کا وصال ۱۹۷۸ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے کو منور فرما دیا تھا۔ ان کے علاوہ حضرت پیر رحمت شاہ جنڈ ملہو شریف اور حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے نام بھی آپ کے خلفاء میں شامل ہیں۔ آج کل موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ ساکن موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی بڑی جانفشانی سے سجادگی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت صوفی علی بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، پیکر اخلاص ووفا، کشتۂ عشق صابر کلیری، حکیم ملت صابر یہ حضرت صوفی علی بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کاملین زمانہ سے ہوئے ہیں۔آپ کی ولادت جالندھر کے نواحی گاؤں سنگھ پور جو کہ جالندھر شہر سے چودہ میل کے فاصلے پر ہے میں ہوئی۔آپ نے جب ہوش سنبھالا تو ملتان تشریف لا کر محنت ومزدوری کرنے لگے۔اوراس کے ساتھ ساتھ حسین آگاہی بازار ملتان شہر کے مدرسے میں علوم دینیہ کے حصول کے لئے داخلہ بھی لے لیا۔اور وہیں سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔اس کے ساتھ ساتھ علم طب بھی ملتان ہی میں پڑھا۔آپ فارسی اور عربی میں خصوصی دسترس رکھتے تھے۔مسئلہ وحدت الوجود کو خوب سمجھتے تھے۔درد کاکوری کی تحریروں کے عاشق اور حضرت سعدی ورومی کے کلام کا بطور خاص مطالعہ کیا کرتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ آپ کے مرشد کامل نے آپ کو سعدی جالندھر کا خطاب دیا ہوا تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت مولانا خواجہ نواب الدین سنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے جو کہ حضرت خواجہ سراج الحق گرداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ مولانا نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ کوہستان شوالک کے بعض سفروں میں شریک رہے۔آپ کو اپنے مرشد سے خصوصی عشق اور محبت وعقیدت تھی۔اور مرشد کامل بھی آپ کے ساتھ والہانہ انداز میں پیار کرتے تھے۔آپ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اپنے مرشد کہ اولین مریدین میں سے تھے اور مرشد کامل کی ظاہری حیات کے آخری ایام میں بھی اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر خدمت رہتے تھے۔اور مرشد کامل سے وصال کے وقت آخری ملاقات کرنے والوں میں بھی آپ ہی ہیں۔حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صابری علیہ الرحمۃ سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے اور مولانا عبدالغنی آپ سے ملاقات کی غرض سے آپ کے آبائی گاؤں سنگھ پور تشریف لایا کرتے تھے۔آپ کو طب میں بھی خاص مہارت تامہ حاصل تھی۔تپدق اور دیوانگی تک کے کامیاب معالج تھے۔اس طرح آپ بیک وقت ظاہری اور باطنی **معالج** کے طور پر ابھرے اور بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چند روزہ علالت کے بعد ۱۳۶۵ھ بمطابق ماہ ستمبر

Marfat.com

۱۹۴۶ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار سنگھ پور نزد جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند جناب چوہدری نذر محمد صابری مدظلہ قیام پاکستان کے بعد اٹک شہر پنجاب پاکستان تشریف لے آئے اور وہیں پر مستقلاً قیام پذیر ہیں۔ پڑھے لکھے ادیب اور شاعر ہیں۔ انتہائی سادہ طبیعت و سادہ لباس وضع قطع اور پُر وقار شخصیت کے مالک ہیں۔ فقیر راقم الحروف کی آپ سے ملاقات اور بذریعہ خطوط رابطہ اور اچھی یاد اللہ ہے بڑے ہی خلیق و متواضع اور متوکل و مہمان نواز ہیں۔ اگرچہ بڑے درجہ کے ادبا میں آپ کا شمار ہوتا ہے مگر باوجود اس کے فقیر پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری

تعارف☆: عالم ربانی، شیخ لاثانی، قندیل نورانی، آپ حضرت خواجہ میاں محمد حسین چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر سے ہی حاصل کی اور بعد از مدرسے سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ نے چھاری تحصیل گوجرخان میں قرآن مجید حفظ کیا اور وہاں سے دیگر شرعی علوم میں استفادہ کیا۔ اس دوران آپ موضع **ککھری** منڈرہ میں قیام پذیر رہے۔ بعد ازاں اپنے بزرگوں سے باطنی علوم میں کمال حاصل کیا۔ اپنے **والد سے** بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ دسمبر ۱۹۱۹ء میں آپ کے والد محترم حضرت خواجہ محمد حسین اس دار فانی سے پردہ فرما گئے تو آپ کو منصب سجادگی عطا ہوا۔ اور اپنے اجداد کی ظاہری اور باطنی تعلیمات کو طالبان حق تک پہنچانے میں آپ مصروف رہے۔ مرشد کے پردہ کرنے کے بعد سلوک کی دیگر منازل طے کرنے کے لئے آپ حضرت خواجہ مولوی عبدالستار صابری کلیامی سے اکتساب آتے رہے اور ان کے صحبت سے فیض یاب رہے۔ علاوہ ازیں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے آپ کو بے حد پیار اور روحانی تعلق تھا وہ پیر صاحب کا بے حد احترام کرتے اور انتہائی شفقت سے پیش آتے آپ اکثر ان کی ہمراہی میں عرس بابا پاکپتن شریف میں بھی شرکت کی اور وہاں مولوی عبدالستار صابری کے ساتھ قیام فرماتے۔ اور حضور گنج شکر کے عرس کی تقریبات میں شریک ہوئے۔ آپ نے آستانہ عالیہ سے ہزاروں بندگان خدا کو تلقین فرمائی اور بے شمار لوگوں نے آپ سے قرآن کی تعلیم

Marfat.com

حاصل کی آپ پورے علاقہ میں واحد حافظ قرآن تھے آپ کو خدا نے ظاہری و باطنی حسن کے ساتھ ساتھ بہت خوبصورت آواز کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔ آپ اذان پڑھتے تو اردگرد کی تمام بستیوں تک آواز جاتی اور لوگ آپ سے اذان سن کر اللہ کے گھر کی طرف رجوع کرتے یا روزہ افطار کرتے۔ آپ بہت خوش الحان قاری تھے۔ الغرض آپ نے اپنے شیخ کے سلسلہ کو بہت خوش اسلوبی سے جاری وساری رکھا اور ہر سال عرس کا اہتمام کرتے اور کلیام شریف عرس پر باقاعدگی سے حاضری دیتے آپ کا پیشہ زراعت تھا اور کھیتی باڑی سے رزق حلال کماتے آپ کے پاس علاقہ بھر لوگ ہندو اور مسلمان اپنی نقد رقوم اور زیورات امانتاً رکھتے تھے آپ کے پاس بے شمار لوگوں کی امانتیں پڑی رہتی تھیں اور آپ نے کبھی کس کی امانت میں خیانت نہ کی کہ آپ اس زمانے میں ایک بینک کی طرح لوگوں کے اعتماد کا نشان تھے۔ غریبوں اور بے سہاروں کی مدد فرماتے مظلوم کا ساتھ دیتے۔ اوران کی دادرسی کے لئے اعلیٰ حکام تک رابطے کر کے ان کی دلجوئی کرتے۔ آپ کے صبر کا عالم یہ تھا آپ کے تین جواں سال بیٹے تھے۔ صادق حسین، ظہور حسین اور کرم حسین جبکہ چار صاجزادیاں تھیں۔ آپ کے چاروں بیٹے آپ کی حیات میں ہی دارِ فانی سے پردہ کر گئے مگر آپ کی آنکھ سے آنسو نہ گرا آپ اسی طرح اپنے معمولات میں مشغول رہے نماز پڑھاتے اور دیگر امور انجام دیتے۔ آپ کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ جس دن تیسرے بیٹے کی وفات کی خبر سنی تو اندر اندھیرے کمرے میں جا کر دروازے کے پیچھے روتے رہے میں اندر گئی تو پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں تو فرمانے لگے فاطمہ میں وضو کر کے نماز پڑھنے جا رہا ہوں آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر تھی میں نے کہا کہ آپ کا دل کیسے برداشت کرتا ہے آپ روکیوں نہیں لیتے آپ فرمانے لگے صبر کرو، صبر سے بڑھ کر کوئی درماں نہیں۔

آپ نے یکم ربیع الاول ۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۳ جنوری ۱۹۵۰ء کو اس دارفانی سے پردہ کیا۔ اور آپ کے پس ماندگان میں آپ کی چار صاجزادیاں جو شادی شدہ تھیں اور دو پوتے حاجی منیر احمد صابری علیہ الرحمۃ اور جہانگیر احمد صابری ہیں۔ آپ کا سلسلہ عالیہ بفضلہ تعالیٰ آج بھی دربار عالیہ ماڑی شریف میں جاری وساری ہے۔

Marfat.com

حضرت علامہ الحاج محمد علم الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات و برکات، منبع فیوض و کمالات، عالم باعمل حضرت علامہ مولانا الحاج محمد علم الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ عاشق رب رحمان ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۰۲ء میں موضع ننگل سہادل تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر انڈیا میں جناب میاں خیر الدین قادری کے گھر ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم موضع ننگل میں ہی حاصل کی پھر رمداس مڈل سکول سے مڈل پاس کیا۔ اور جی وی کا کورس گورداسپور سے پاس کر کے گورداسپور میں ہی بطور ٹیچر ملازم ہو گئے۔ اس دوران آپ کی ملاقات سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی تو ان کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ابھی بیعت ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ حضرت گورداسپوری کا وصال ہو گیا۔ اُن کے وصال کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت صوفی پیر محمد ظہور الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

حصول علوم دینیہ ☆: آپ کو علوم دینیہ کی کتابوں کا بہت شوق تھا۔ جہاں کہیں تشریف لے جاتے کوئی نہ کوئی کتاب ضرور خریدتے تھے حتیٰ کہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں سے قرآن مجید اور احادیث کی کتابیں خرید کر لائے اور ان سے اپنی لائبریری کو زینت بخشی۔ علوم دینیہ کے حصول کے لئے آپ نے اپنے گاؤں کو چھوڑ دیا اور وہاں سے قصبہ رمداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر شریف لا کر سکونت اختیار کی۔ اس لئے کہ اس قصبے کا ماحول دینی تھا اور یہاں برصغیر کی معروف علمی شخصیت حضرت سلطان المناظر فاتح قادیاں علامہ محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے پیر و مرشد ہیں کے سامنے زانوے تلمذ طے کئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔

سکول کی ملازمت کے دوران بھی آپ حصول علوم دینیہ اور اس کے فروغ کے لئے کوشاں رہے۔ ۱۶/

Marfat.com

اگست کو قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور گوجرانوالہ اور لاہور کے درمیان فیروز والا میں سکول ٹیچر تعینات ہوئے۔ آپ کا معمول تھا کہ ملازمت کے دوران جس مقام پر بھی متعین ہوئے۔ اس جگہ تبلیغ دین کے کام کو ہمیشہ اہمیت دی۔ ضلع گورداسپور کے قصبہ فتح گڑھ میں کئی سال تک مسلسل نماز جمعہ کا خطبہ دیتے رہے اور اپنی علمی و روحانی تقریروں سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو نور ایمانی سے منور کرتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں آپ نے حج بیت اللہ ادا کیا اور زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ سے مشرف ہوئے۔

تصنیفات ☆: ۱۹۴۷ء سے لے کر دسمبر ۱۹۵۸ء تک آپ تبلیغ دین متین میں عملی طور پر مصروف رہے۔ ہزار ہا افراد کو فائدہ پہنچایا اور بہت سے لوگ آپ کے ہاتھ پر داخل سلسلہ ہوئے۔

اسی دوران آپ نے اپنی نوک قلم سے ''شجرہ عالیہ قادریہ، چشتیہ صابریہ سراجیہ (منظوم)'' اس کے علاوہ بیعت مرشد اور برکات صالحین اور گیارہویں شریف جیسے اہم ابواب وعنوان پر قلم اٹھا کر اہل سنت وجماعت کے لئے کتب کی صورت میں عظیم سرمایہ چھوڑا ہے۔

وصال باکمال ☆: ۳۰ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز بدھ بمطابق یکم رجب ۱۳۷۹ھ کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُر انوار فیروز والا نزد لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فاضل جلیل، عالم نبیل فارغ از قید مشائخیت و نمود، شیخ یگانہ، مرشد العلماء، حضرت علامہ مولانا پیر عبدالغنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۳ء کو بمقام دسوہہ ضلع ہوشیار پور انڈیا میں حکیم غلام رسول کے گھر ہوئی۔ عبدالغنی سعدی ۱۳۱۱ھ سے خود سن ولادت کا استخراج کیا۔ آپ کے اساتذہ کے بارے میں تفصیلات نہ مل سکیں۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ آپ نے امرتسر کے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔ ابتداً آپ غیر مقلد تھے۔ جبکہ آپ کے والد گرامی اور برادر محترم جناب دولت علی عارف سنی حنفی تھے۔

Marfat.com

بیعت و خلافت☆: آپ حضرت عارف باللہ حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی مجلس میں جب تشریف لے گئے اوران کے روئے تاباں کی زیارت کی تو وہیں کے ہو کے رہ گئے۔ اور باطل عقیدہ سے تائب ہوکر حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعداز تکمیل مجاہدات کے حضرت خواجہ سے ہی خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز ہوئے۔

دیگر عارفین کی خدمت میں حاضری☆: آپ کی ذات والاصفات نے اپنے شیخ کامل کے علاوہ حضرت عارف ربانی میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی، حضرت میاں عبدالخالق (جہانخیلاں) ضلع ہوشیار پور بھارت، امیر ملت سنوسی ہندو حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری اور سائیں فتح علی لاہوری، مدفون بی بی پاکدامن لاہور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے باطنی استفادہ کیا۔

تبلیغی خدمات اور ملت کا درد☆: آپ اپنے دل میں تبلیغ کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ کئی کئی ماہ بسلسلہ تبلیغ دین اسلام گھر سے باہر رہتے اس سلسلہ میں کبھی بھی کسی سے کوئی معاوضہ طلب نہ کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ پاک وہند کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں میں نے تبلیغ نہ کی ہو۔
اعلائے کلمۃ الحق آپ کا شیوۂ خاص تھا۔ اہل ثروت کے سامنے جھکنا کبھی گوارا نہ کیا۔ مسلمانوں کی زبوں حالی اور تجارتی و تعلیمی میدان میں ہندوؤں کی اجارہ داری کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اسی بنا پر چند متمول اہل دل مسلمانوں کے تعاون سے آپ نے اسلامیہ ہائی سکول (دسوہہ) قائم کیا۔ جس کی بنیاد سنوسی ہند امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے رکھی۔ آپ نے اپنی گرہ سے زر کثیر صرف کر کے مسلمانوں کو تجارت کا مشورہ دیا۔

تحریک پاکستان کے لئے خدمات☆: جب قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کا آغاز کیا تو آپ بھی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ اور حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی معیت میں شہر بہ شہر قریہ قریہ بستی بستی جا

Marfat.com

کر نظریہ پاکستان کے حق میں تقریریں کیں۔ اور قیام پاکستان تک اس تحریک سے وابستہ رہے۔

سیرت و کردار☆: آپ عبادت و ریاضت میں اپنی مثال آپ تھے، اٹھارہ برس کی عمر عزیز سے نماز تہجد اور اعتکاف کی ابتداء کی اور باقاعدگی سے اس کا اہتمام فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۵۵ء میں ٹانگ ٹوٹ جانے سے معذور ہو گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد جلدی سو جاتے اور رات کے پچھلے پہر اٹھ کر نوافل ادا فرماتے اس کے بعد اپنے خواجگان کے طریقہ کے مطابق فجر کی نماز تک ذکر بالجہر میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کو نبی کریم ﷺ کی ذات پاک سے قلبی عشق و محبت تھا۔ سرکار علیہ السلام کا ذکر خیر کرتے یا سنتے تو بے اختیار آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ آپ کو دیگر سلاسل طریقت کے مشائخ کے علاوہ بالخصوص چشتیہ صابریہ سلسلہ کے مشائخ و علماء سے خصوصی عقیدت و محبت تھی۔ بہت سے احباب ایسے بھی ہیں کہ جن کو ملنے کے لئے آپ دور دراز کے سفر کی صعوبت بھی برداشت کرتے تھے۔

مختلف علماء اور مشائخ سے تعلق☆: یوں تو آپ کے تعلق بہت سے مشاہیر زمانہ سے تھے۔ مگر چند علماء اور مشائخ سے آپ کے گہرے تعلق اور روابط تھے۔ جن میں حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، استاذ المحدثین مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے گہرے تعلق تھے۔ ان کے علاوہ حضرت محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری رضوی فیصل آبادی، خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا غلام الدین (لاہوری) خطیب ملت ترجمان اہل سنت حضرت علامہ غلام محمد ترنم صاحب اور مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش چشتی صابری وغیرہ ہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

دینی خدمات☆: قیام پاکستان کے بعد آپ لاہور تشریف لا کر بادامی باغ میں مقیم ہو گئے پہلے بیگم شاہی مسجد میں خطبہ جمعہ دیتے رہے۔ پھر ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۵۶ء تک جامع مسجد شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ میں فی سبیل اللہ خطبہ دیتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں اپنے پیر بھائی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہوئے۔

Marfat.com

پیرو مرشد سے عقیدت اور بے تکلفی ☆: آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ اسی طرح حضرت خواجہ گورداسپوری بھی آپ پر کمال شفقت فرماتے تھے۔ گویا کہ دونوں عاشق و معشوق تھے۔

حضرت سراج الاولیاء خواجہ گورداسپوری کے دربار میں اکثر سناٹا ہوتا تھا۔ بڑے بڑے اکابر علماء آپ کی بارگاہ میں سرنگوں دیکھے جاتے تھے۔ لیکن جیسے ہی آپ داخل ہوتے سناٹا ختم ہو جاتا تھا۔

آپ کی آواز چونکہ بلند تھی آہستہ بولے سے بھی آہستہ نہیں بول سکتے تھے۔ حضرت خواجہ قبلہ عالم سے گفتگو کے دوران بھی اونچی آواز میں گفتگو آپ کا معمول تھا۔ اور جب تک موجود رہتے کبھی خاموش نہ ہوتے۔ کئی مرتبہ دیگر مریدین نے حضرت قبلہ خواجہ گورداسپوری کی خدمت میں عرض کیا کہ مولوی عبدالغنی صاحب محفل کے آداب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ ان کی بات سن کر حضرت خواجہ گورداسپوری فرماتے کہ مولوی صاحب کی آواز میں پیار اور محبت جھلکتی ہے۔ (نمبر۲) حضرت خواجہ گورداسپوری اپنی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں بخار کی شدت کی وجہ سے سخت تکلیف کی حالت میں تھے کہ ہر شخص غمگین اور پریشان تھا۔ جدائی کی گھڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ آپ بھی غمزدہ ایک کونے میں خاموش تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت خواجہ گورداسپوری نے اچانک اِدھر اُدھر نظروں کو گھما کر فرمایا کیا مولوی عبدالغنی نے حقہ پینا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے یہاں موجود نہیں ہیں۔ خانقاہ میں حقہ سگریٹ پینے والے احباب ایک علیحدہ کمرے میں جمع ہوتے تھے اس لئے کہ حضرت خواجہ کے سامنے کوئی بھی حقہ یا سگریٹ پینے کی جسارت نہیں کرتا تھا۔ چونکہ آپ ایک کونے میں غمزدہ تشریف فرما تھے کہ حضرت کا فرمان سنتے ہی فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت گورداسپوری کی خدمت میں عرض کی چونکہ حضرت کی طبیعت ناساز ہے اور میری عادت اونچا بولنے کی ہے اس وجہ سے میں دور بیٹھا ہوں تاکہ میری آواز کے سبب سے حضرت کو تکلیف نہ ہو۔ آپ کی بات سن کر حضرت خواجہ گورداسپوری نے فرمایا ''نہیں تو بلکہ آپ کی گفتگو سے ہمیں راحت ہوتی ہے'' اس جملے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پیرو مرشد کے دربار میں بلکہ قلب میں آپ کا کس قدر مقام تھا۔ (نمبر۳) ایک مرتبہ آپ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ گورداسپوری کے دربار میں حاضر تھے کہ کسی دوست نے خواجہ گورداسپوری سے عرض کیا حضرت آج

Marfat.com

گیارہویں ہے۔ فرمایا آج تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ چائے بنالو اسی پر ختم شریف پڑھ کر تقسیم کر دیتے ہیں۔ آپ نے ایک روپیہ نکالا اور حاضر خدمت کر دیا۔ حضور خواجہ گورداسپوری نے فرمایا لو بھئی مولوی صاحب نے گیارہویں شریف مکمل کر دی۔ روپیہ کے رس بسکٹ لا کر سب کو چائے کے ساتھ دے دو اس کے بعد محفل ذکر ہوئی اور ختم شریف پڑھا گیا۔ (نمبر ۴) ایک مرتبہ آپ نے حضرت خواجہ گورداسپوری کو اپنے گاؤں دوسوہہ آنے کی دعوت دی۔ حضرت قبلہ خواجہ گورداسپوری نے دعوت قبول کی جب تشریف لائے تو شدید بارش تھی۔ بغیر چھتری ریلوے اسٹیشن سے گھر تشریف لائے۔ دوسوہہ کے عقیدت مندوں نے اپنے اپنے گھروں میں دعوتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔

جو بھی دعوت کرتا مرغ گوشت پکاتا۔ حضرت خواجہ گورداسپوری نے آپ سے فرمایا مولوی صاحب آپ کے قصبے میں دال نہیں ہوتی۔ آپ نے جواباً بذلہ سنجی سے کام لیتے ہوئے عرض کیا "حضور دال ہمارے لئے پیدا نہیں کی گئی، یہ مغضوب کھانا یہودیوں کے لئے نازل ہوا تھا۔" یہ جواب سن کر حضرت خواجہ گورداسپوری مسکرائے اور فرمایا مولوی صاحب ہر محفل کو محفل زعفران بنا دیتے ہیں۔ (نمبر ۵) ایک دن آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ گورداسپوری کی بارگاہ میں عرض کیا حضور میں امرتسر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور اس سے پہلے کبھی گیا بھی نہیں۔

حضرت گورداسپوری نے فرمایا ہاں جاؤ مولانا ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث کے نام رقعہ لے جاؤ۔ وہ تمہارے قیام و طعام کا انتظام کر دیں گے۔ کھانا کھاؤ اور چلے جاؤ۔ عرض کیا حضور کھانا وہیں کھاؤں گا۔ کونسا دور ہے۔ حضرت خواجہ گورداسپوری نے فرمایا بھئی پنجابی کی مثال ہے۔ گھروں جائیے کھا کے اگوں ملن پکا کے۔" آپ نے عرض کیا حضور یوں نہیں۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کیوں بھئی اور کیسے۔ آپ نے عرض کیا:

پلے خرچ نہیں بنھدے پنچھی تے درویش جہاں تقوی ربدا انہاں رزق ہمیش

یہ سن کر حضرت خواجہ گورداسپوری نے فرمایا۔ مولوی صاحب بہت خوب۔

چنانچہ ہوا بھی ایسے ہی کہ جب آپ امرتسر پہنچے تو مولوی ثناء اللہ اہل حدیث سے ملنا مناسب نہ سمجھا اور ایک مسجد میں قیام فرمایا اور شام تک اسی مسجد میں بیٹھے رہے۔ شام کو ایک نوجوان حاضر خدمت ہو کر کھانے کا پوچھنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بازار کا علم نہ ہے۔ لہٰذا تم مجھ سے پیسے لے جاؤ اور مجھے کھانا لا دو۔ یہ سن کر وہ لڑکا بھاگ گیا۔ اور چند ہی منٹوں بعد ایک پیالہ دودھ اور دو روٹیاں لے کر حاضر

Marfat.com

ہوا۔ اور روٹی وغیرہ رکھ کر بھاگ گیا۔ کئی دن آپ کا قیام اس مسجد میں رہا۔ وہ لڑکا مسجد میں نماز کے وقت آتا اور کھانے کے وقت کھانا آپ کے سامنے رکھ کر غائب ہو جاتا اور دوسری نماز کے بعد برتن واپس لے جاتا۔ جس سے یہ بات سچ ثابت ہوتی ہے کہ:

پلے خرچ نہیں بنھدے پنچھی تے درویش　　جنہاں تقویٰ ربدا انہاں رزق ہمیش

خریدنے گئے آلو پہنچے آپ کلکتے ☆: آپ کی طبیعت سیلانی تھی کلکتہ سے لے کر چمن کے باڈر تک کوئی شہر قصبہ ایسا نہیں جہاں آپ وعظ و نصیحت اور تبلیغ اسلام کیلئے تشریف نہ لے گئے ہوں۔ اکثر ہوتا یہ تھا کہ گھر سے کسی کام کی غرض سے نکلتے اور پہنچ کسی دوسرے شہر میں جاتے اور پھر دنوں نہیں مہینوں میں واپس تشریف لاتے اور گھر والے انتظار کرتے رہتے۔ ایک دفعہ آپ اپنے گھر دوسوہہ سے بازار گئے گوشت خرید کر گھر دیا اور دوبارہ آلو خریدنے کے لئے بازار تشریف لے گئے۔ عادت اور معمول کے مطابق آپ کا عصا اور کندھے کا رومال بھی پاس تھا۔ ابھی آپ سبزی والے کی دکان پر نہیں پہنچے تھے کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کلکتہ جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم بھی تمہارے ساتھ کلکتہ چلتے ہیں۔ بس پھر گیا تھا۔ گھر والے انتظار کرتے رہے۔ اور آپ کلکتہ پہنچ گئے۔

کلکتہ میں چھ ماہ تک قیام کیا۔ وہاں کی صرف مسجدوں میں ہی نہیں بلکہ فوجی بیرکوں میں بھی خطاب کے لئے جاتے رہے۔ اکثر و بیشتر فوجی افسر آپ کے معتقد ہو گئے۔ دوران قیام وہاں رمضان شریف آ گیا۔ روزے بھی وہیں رکھے اور عید بھی وہیں گزاری۔ عید کے دن نماز عید کے لئے عید گاہ جا رہے تھے کہ سرراہ مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے اپنی کار سے آپ کو دیکھ کر گاڑی روکی اور آپ کو ہمراہ لے کر عید گاہ گئے۔ تقریر مولانا ابوالکلام آزاد نے کی اور نماز عید آپ نے پڑھائی۔

آپ کے مرید و خلیفہ حضرت علامہ پیر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ صاحب تصنیف، شمیم ولایت و شمیم جالندھر فرماتے ہیں کہ میری حضرت کے جس پیر بھائی اور واقف کار سے ملاقات ہوئی اور میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میں مولانا عبدالغنی صابری دوسوہوی کا غلام ہوں تو ہر ایک کی زبان سے بے ساختہ یہی فقرہ نکلا کہ وہ مولوی عبدالغنی جو گھر سے آلو لینے گئے اور کلکتہ پہنچ گئے۔

حضرت مخدوم پاک سے عقیدت ☆: آپ کو صرف مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ سے قلبی لگاؤ اور عشق تھا۔ ہر سال پیران کلیر شریف کے عرس کے موقع

Marfat.com

پرآپ تشریف لے جاکر شرکت فرمایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ آپ کے حالات مالی طور پر کمزور تھے۔ اور ربیع الاول شریف کا چاند نظر آ گیا لیکن عرس میں شرکت کے لئے کوئی ظاہری اسباب نظر نہیں آ رہے تھے۔ یہاں تک کے عرس ختم ہونے میں چند دن باقی رہ گئے۔ایک دن آپ گھر میں موجود تھے کہ ایک شخص آیا اور پچاس روپیہ نذرانہ پیش کرتے ہوئے دیر سے آنے کی معذرت چاہی۔ چونکہ آپ ہمیشہ پہلی تاریخ کو کلیر شریف پہنچ جاتے تھے۔اس لئے ارادہ بدل دیا اور ساری رقم گھر پر دے دی۔ اُسی دن آپ کے بڑے صاحبزادے بیمار ہو گئے۔ حکیم عبداللطیف شادائی کو دکھایا۔ انہوں نے علاج شروع کیا۔لیکن دوسرے روز حالت زیادہ خراب ہونے پر جواب دے دیا کہ بچے کی حالت خطرے میں ہے۔آپ نے جب حکیم شادائی سے خطرے کا الارم سنا تو فوراً اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ میں تو کلیر شریف جا رہا ہوں۔ اگر میرے جانے کے بعد یہ بچہ مرگیا تو میرا انتظار نہ کرنا اسے فوراً دفن کر دینا۔ یہ کہہ کر آپ حضرت مخدوم سید علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں شرکت کے لئے کلیر شریف تشریف لے گئے۔اور ایک ماہ کے بعد جب گھر تشریف لائے تو بچے کو صحت یاب پایا۔ دریافت کرنے پر اہلیہ محترمہ نے فرمایا کہ آپ ابھی سٹیشن پر ہی ہوں گے تو افضل نے آنکھیں کھول دی تھیں اور شام تک کھیلنے لگا۔ یہ سن کر فوراً آپ نے فرمایا ہاں حضرت مخدوم صابر کا ہی سارا تصرف ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: یوں تو آپ کے لاتعداد خلفاء ہیں مگر خلیفہ اکبر حضرت علامہ مولانا ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ العالی ہیں۔ جو آپ کی خلوت وجلوت اور شب و روز کے ساتھی ہیں۔اور جس قدر فیوض و برکات انہوں نے سمیٹے ہیں وہ انہی کا حصہ ہیں۔اپنے شیخ کی ہر ہر ادا پر فدا اور اتباع شیخ کے پابند۔ پڑھے لکھے فاضل ترین عالم دین اور شیخ طریقت ہیں۔ بہت سی کتب اپنی نوک قلم سے لکھیں بالخصوص سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ حضرت خواجہ سیّد محمد حسین مرادآبادی اور حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق کرنالوی ثمہ گورداسپوری چشتی صابری کے بارے میں جو معلومات اس فقیر ناچیز کو ملی وہ آپ حضرت مولانا پیر ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری دام فیوضکم الجاریہ کی تصانیف کی بدولت ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ بمطابق گیارہ اکتوبر ۱۹۵۹ء بروز اتوار کو ہوا۔ مزار پُرانوار بادامی باغ کے ریلوے اسٹیشن کے شمال میں صدیق پورہ کی

Marfat.com

آبادی کے نزدیک مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر ہر سال گیارہ اکتوبر کو آپ کا عرس مبارک حضرت مولانا علی اصغر چشتی صابریؒ کے زیر سایہ انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت حکیم مولانا عبدالغفور قیس چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حکیم حاذق، فاضل اجل، عالم باعمل شیخ طریقت، امیر شریعت حکیم مولانا عبدالغفور قیس چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد پاک سے ہی خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ آپ نے باطنی علوم اور اسرار و رموز طریقت کی تعلیم اپنے پیر بھائی سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابریؒ کرنالوی ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ آپ نے بہت سی پرانی کتابوں کے ترجمے فارسی اور عربی سے اردو میں کروا کر شائع کیں۔ مثنوی حضرت شاہ شرف الدین قلندر پانی پتی کا بھی منظوم ترجمہ آپ نے کیا۔ جس کو اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور والوں نے شائع کیا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ء میں آپ کا وصال لاہور میں ہوا۔ مزار پُر انوار بھی لاہور ہی میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ محمد عمر دین عرف اصغر چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، مرد حقیقت آگاہ، جامع الحسنات و کمالات، حضرت خواجہ صوفی محمد عمر الدین چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ کوٹ میراں ضلع امرتسر انڈیا میں جناب صوفی جان محمد مرحوم کے گھر پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا آپ کا مقدر تھا گھر کا ماحول بھی دینی

Marfat.com

اور مذہبی تھا اس ماحول کی بنا پر نیکی زہد و تقویٰ اور نماز پنجگانہ، پابندی تہجد آپکا معمول رہا۔ خداوند کریم نے دینی اور دنیاوی تعلیم سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ آپ کا ظاہر و باطن بالکل صاف تھا قول و فعل میں کبھی تضاد نہیں برتا۔ قیام پاکستان کے بعد ہندوستان سے ہجرت کر کے نارووال کے علاقہ بدوملہی میں تشریف لے آئے اور وہیں پر مقیم رہے۔ آپ ڈاکخانہ جات کے محکمہ میں سب پوسٹ ماسٹر تھے تمام عمر بڑی دیانتداری اور انتہائی جانفشانی سے کارسرکار انجام دیتے رہے۔ آپ اپنے محکمہ میں ایک ذمہ دار اور دیانتدار افسر کے طور پر متعارف اور مشہور تھے۔ ذیل میں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جس سے آپ کی دیانتداری اظہر من الشمس ہوتی ہے۔

دیانت داری اور جرأت پر انعام☆: یکم جنوری ۱۹۶۴ء کو ہیڈ مرالہ کے قریب چپراڑ پوسٹ آفس میں آپ ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے۔ کہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران چپراڑ پر انڈیا کی **فوج** نے قبضہ کرلیا۔ آپ نے جب دیکھا کہ انڈیا کی فوج نے قبضہ کرلیا ہے اور اب ہجرت ضروری ہوئی تو آپ نے ڈاکخانہ میں جمع رقم جو لاکھوں میں تھی وہاں سے نکالی اور اپنی چادر میں روپے باندھ کر سر پر رکھے اور وہاں سے پاپیادہ چل کر سیالکوٹ پہنچے اور وہ تمام رقم سیالکوٹ کے بڑے ڈاکخانے میں جمع کرادی۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنی امانتوں سے محروم ہونے سے بچ گئے آپ کی اس جرأت اور بہادری و دیانت داری کی اطلاع افسران کے ذریعہ جب ایوان صدر میں پہنچی تو فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان نے آپ کو اس ایمانداری پر تمغہ جرأت عطا کیا تھا۔

آپ کی دیانت اور حاسدین کا حسد☆: آپ کے ڈاکخانے کے ایک پوسٹ مین نے کسی غریب بیوہ عورت کا منی آرڈر ہضم کرلیا۔ جب وہ بیوہ آپ کے پاس چونکہ آپ سب پوسٹ ماسٹر تھے حاضر ہوکر فریادی ہوئی تو آپ نے جرم ثابت ہونے پر متعلقہ افسر کو اس کی رپورٹ کردی۔ سرکاری انکوائری پر ڈاکیہ مذکورہ کو محکمانہ کارروائی کے بعد نوکری سے برطرف کردیا گیا۔ نوکری سے برطرف ہونے کے بعد ڈاکیہ مذکورہ آپ کا دشمن بن گیا اور آپ کے خلاف اوچھے ہتھکنڈے پر اتر آیا۔ آپ کا معمول تھا کہ ہفتے کو بدوملہی اپنے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ حاسد موقعہ کی تاک میں رہتا تھا۔ اس نے آپ کی شکایت متعلقہ آفیسر سے کردی۔ متعلقہ آفیسر اتوار

Marfat.com

کے روز چیراڑ آیا تو اس نے دیکھا کہ آپ ڈاکخانے میں بیٹھے ہوئے ڈیوٹی کر رہے ہیں وہ آفیسر کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھ کر واپس چل دیا۔ ابھی وہ چار پانچ میل ہی واپس گیا ہوگا کہ وہ حاسد سائیکل پر اس کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ سب پوسٹ ماسٹر باؤ عمر الدین تمہارے واپس آنے کے بعد غائب ہو گیا ہے۔ آپ چل کر دیکھ لیں چنانچہ متعلقہ آفیسر پھر واپس ہوا اور ڈاکخانہ میں آ کر دیکھا تو آپ اپنی سیٹ پر موجود تھے۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا ہر دفعہ آفیسر آتا اور آپ کو دیکھ کر واپس چلا جاتا جب تیسری مرتبہ آیا اور آپ کو موجود پایا تو حاضر خدمت ہو کر معذرت طلب کی اور واپس چلا گیا۔ اُس وقت قانون یہ تھا کہ سب پوسٹ ماسٹر کی رہائش بھی پوسٹ آفس کے قریب ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے چھٹی والے دن بھی چھٹی نہ ملتی تھی۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر چھٹی کرنی بھی پڑ جائے تو پھر کسی دوسرے شخص کی ڈیوٹی لگا کر انتظام کرنا پڑتا تھا۔ اتوار کو ڈاکخانہ کی چھٹی ہوتی تھی مگر اتوار کے دن سب پوسٹ ماسٹر کو ارجنٹ ڈاک اور تار وغیرہ بھیجنے کی ڈیوٹی کرنی پڑتی تھی۔ آپ ہفتہ کو اپنے گاؤں بدوملی تشریف لے جاتے اور سوموار کو واپس چیراڑ ڈاکخانے میں آتے تھے۔ اس مرتبہ جب سوموار کو آپ واپس چیراڑ پہنچے تو لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کل بروز اتوار آپ دفتر میں تھے تمام دن ڈیوٹی کی انکوائری افسر سے تین مرتبہ ملے مگر آج پھر حسب معمول گھر سے واپس تشریف لا رہے ہیں یہ دیکھ کر تمام لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو گئے اور دل و جان سے آپ کے معتقد ہو گئے اور حاسدین کو منہ کی کھانی پڑی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی تبدیلی قصبہ کنجروڑ تحصیل شکر گڑھ میں کروالی۔ وہاں بھی لاتعداد لوگ آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہوئے اور بہت سے آپ کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ عارف ربانی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری آف کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور درجہ تکمیل کو پہنچ کر خرقہ خلافت سے سرفراز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کے مرشد نے آپ کا نام اصغر صابری رکھا اور دعاؤں سے نوازا۔

حج بیت اللہ اور تعمیر مسجد ☆: ۱۹۵۶ء میں آپ کے دل میں حج بیت اللہ شریف کی خواہش

Marfat.com

پیدا ہوئی تو آپ نے پاسپورٹ بنوایا اور اس کا ذکر اپنے پیر بھائیوں سے کیا تو وہ سب بہت خوش ہوئے۔ اس سے بعد آپ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر حج کے لئے درخواست دینے کی اجازت چاہی تو پیرومرشد نے فرمایا صوفی صاحب اپنے گاؤں بدوملہی میں ایک مسجد تعمیر کروادو۔ بس آپ کا یہی حج ہے۔ آپ نے پیرومرشد کے حکم پر حج کا ارادہ منسوخ کر دیا اور اپنے گاؤں کی مندروالی گلی میں جامع مسجد صابری کے نام سے عظیم الشان مسجد تعمیر کروا دی۔ جوکہ آج بھی آپ کی عظیم یادگار اور قیامت تک کے لئے آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔

صاحبزادگان ☆: خداوند کریم نے آپ کو چار صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ صاحبزادہ ابوفرید، صاحبزادہ محمد حفیظ، صاحبزادہ صابر شبیر کبیر، صاحبزادہ غلام باقر چشتی صابری جن میں صاحبزادہ ابوالفرید صاحبزادہ محمد حفیظ کا وصال ہو چکا ہے باقی دو صاحبزادے حیات ہیں جن میں سے صاحبزادہ باقر چشتی صابری آج بھی اپنے گاؤں بدوملہی نارووال میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ بحیثیت سجادہ نشین انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے پوتے غلام فرید چشتی صابری بھی سلسلہ کی خدمت میں مصروف اور بہترین نعت گو شاعر ہیں ان کے کلام کے تین شعر درج ذیل ہیں:

عشق رسول پاک عبادت عظیم ہے　　مصروف جس میں ہر گھڑی رب کریم ہے
یارب دکھا مجھے بھی چہرۂ والضحیٰ　　محو نظارہ جس میں اب تک کلیم ہے
اے کشتگان راہ صفا تم کو میرا سلام　　پیام لائی یہ مدینے سے بادِ نسیم ہے

وصال باکمال ☆: اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ لاہور میں تشریف فرما تھے کہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۸ء بمطابق ۲۸ ذی الحج ۱۳۸۸ھ بروز جمعرات آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق کوٹ خواجہ سعید قبرستان آرائیاں مہر محمد حنیف روڈ لاہور میں آپ کا مزار پُرانوار مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۲۸ ذی الحج کو منایا جاتا ہے۔ آپ کے مریدین میں جناب صوفی محمد اکبر چشتی صابری انتہائی نیک اور شریف وخدمت گار شخص ہیں۔ ریلوے پولیس لاہور اسٹیشن پر ملازم ہیں۔ خدا ان کو دین ودنیا کی ترقیاں نصیب فرمائے۔ کالیکی منڈی کے سالانہ عرس پر فقیر راقم الحروف کی ملاقات صاحبزادہ جمیل اختر صابری نے کرائی تھی۔

Marfat.com

حضرت محمد عبداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : بحرالعلوم، واقف اسرار رموز طریقت ومعرفت حضرت پیر محمد عبداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 جنوری 1912ءمیں مانک پور شریف میں ہوئی۔ آپ خلیفہ ومرید حضرت سید محمد حسین المعروف پیش امام صاحب دکن حیدرآبادؒ کے تھے۔ جو کہ حضرت سید شاہ محمد ہاشم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین درگاہ صابری حیدرآباد دکن تھے۔ اور مرید وخلیفہ سجادہ حضرت شاہ سید محمد معین الدین شاہ خاموش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے وہ مرید حافظ موسیٰ مانکپوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید اعظم کے وہ مرید وخلیفہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی علیہم الرحمۃ کے تھے۔ آپ کو خلافت اپنے پیر ومرشد سے عطا ہوئی تھی مگر کسی کو بیعت نہ فرمایا۔ آپ کے پاس لوگوں کا ہجوم رہتا اور ہر کوئی فیض یاب ہو کر جاتا۔ آپ لوگوں کی امانتیں اپنے پاس رکھنے کی وجہ سے امین مشہور تھے۔ آپ کا شجرہ نسب میاں جی رحیم بخش چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوتا ہوا آپ کے جد امجد میاں جی عظیم اللہ چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ سے جا ملتا ہے۔ جو کہ قاضی کے عہدے پر فائز تھے اور حافظ محمد موسیٰ چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ سے بیعت کے بعد ہمہ وقت ان کی خدمت میں رہتے تھے۔ بعد ازاں حافظ صاحبؒ نے میاں عظیم اللہ کی شادی دامن کوہ شواک کے ایک گاؤں ''سیسواں'' میں کردی۔ اور دامن کوہ میں آباد لوگوں کی اصلاح کی خدمت پر مامور فرمایا۔ یہ خاندان قاضیوں کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ حضرت محمد عبداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آئے اور بھائی پھیرو میں مستقل سکونت اختیار کی۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال 10 فروری 1969ء میں ہوا مرقد منورہ بھائی پھیرو میں ہے۔ آپ کی اولاد میں دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے حاجی خلیل الرحمٰن قادری چشتی صابری سرکاری محکمہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد لاہور ہی میں رہائش پذیر ہیں اور حیات ہیں۔ فقیر آدمی ہیں۔ شاعری کا شوق فرماتے ہیں۔ سادگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت حاجی علی احمد چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، عاشق صادق وفنافی المرشد، پیر طریقت حاجی الحرمین شریفین حضرت حاجی علی احمد چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ السالکین ہیں۔ آپ رہنے والے مراد آباد کے تھے۔ اور حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین چشتی صابریؔ ثمہ مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ جب کبھی لاہور تشریف لاتے تو اپنے پیر بھائی حضرت حافظ صوفی محمد امین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے صاجبزادگان کے ہاں قیام فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۹۱ھ بمطابق ۳۱ جنوری ۱۹۷۱ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار مراد آباد شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے بھتیجے اور مرید وخلیفہ پیرزادہ حکیم کامل چشتی صابریؔ نظامی دہلوی لاہور میں مطب کرتے ہیں۔

حضرت شاہ محمد عارف صابریؔ المعروف بھائی جان رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارفِ حقانی، مرشد لاثانی، پیکر ایثار ومحبت، مجسمہ صدق ووفا، گنجینہ مہر ووفا، مرد حقیقت آگاہ، نور نظر مرشد باخدا حضرت شاہ محمد عارف خان چشتی صابری المعروف بھائی جان رحمتہ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی ۵ ستمبر ۱۹۱۹ء بروز جمعتہ المبارک یوم عرفہ کو راجہ محمد غزن خان نوشاہی مرحوم کے گھر خطہ پوٹھوار کے مردم خیز علاقہ قصبہ ببول ڈھوک بدھال داخلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی راجہ غزن خان سلسلہ عالیہ نوشاہیہ قادریہ میں بیعت تھے اور انتہائی درجہ کے نیک متقی وپرہیزگار، عابد وزاہد، پابند صوم وصلوٰۃ بزرگ تھے۔ آپ کا نسبتی تعلق قطب شاہی اعوان قبیلہ سے ہے جنہیں سادات کرام کے عون یعنی مددگار اور دست راست ہونے کا شرف حاصل ہے۔ کتب تواریخ کے مطابق قطب شاہی اعوان قبیلہ کے افراد بھی حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد ہیں۔ لیکن غیر فاطمی یعنی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے نہ ہونے کے سبب چونکہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت خاتون جنت کی موجودگی

Marfat.com

میں دوسری شادی نہیں کی تھی حضرت خاتون جنت کے وصال باکمال ۱۱ھ کے بعد جو دیگر شادیاں کیں تھیں ان میں سے ہونے والے ایک بیٹے حضرت عون کی اولاد قطب شاہی اعوان کہلائی۔

آپ کا بچپن اور والدہ محترمہ کی تربیت وشفقت ☆: آپ کی والدہ ماجدہ کا تعلق حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے خانوادے سے تھا جو کہ انتہائی نیک پارسا اور متقی اور ولیہ خاتون تھیں۔ حالت تقویٰ یہ تھی کہ آپ فرماتی تھیں کہ جس عورت کا لباس کسی غیر مرد کے ہاتھ میں اگرچہ دھونے کی غرض سے ہی کیوں نہ گیا ہو۔ اس کا پردہ کہاں رہا۔ آپ ہمیشہ باوضو رہتیں حتیٰ کہ بچوں کو دودھ بھی باوضو ہو کر پلاتیں۔ گھر کا کام کاج اور کھانا بھی باوضو پکاتیں۔ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر محلے کے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتیں۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد درجہ عقیدت رکھتی تھیں۔ اور ہر ماہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ہدیہ اور نذر ونیاز پیش کرتی تھیں۔ ایسی ولیہ ماں کے بطن مبارک سے آپ نے جنم لیا اور انہوں نے ہی آپ کی تربیت اپنے ہاتھوں سے کی۔ والدہ محترمہ اکثر گود میں لے کر فرماتی کہ عارف تو میرا سائیں بیٹا ہے۔ گھر سے کبھی اکیلے آپ کو نکلنے نہ دیتیں۔ جب آپ کو اسکول بھیجتی تو سر پر پگڑی باندھ کر ایک ملازم کے ہاتھ آپ کو سکول روانہ کرتیں۔ آپ کو بازار کی بنی ہوئی چیزیں نہ کھانے دیتیں بلکہ آپ جس چیز کی تمنا فرماتے والدہ گھر میں ہی تیار کر کے دیتیں۔

آپ کی والدہ محترمہ کی یہ مخصوص عادت تھی کہ جہاں کہیں کسی اللہ کے نیک بندے کے آنے کی خبر ملتی آپ کو تیار کر کے ملازم کے ہمراہ اس بزرگ کی محفل میں بھیج دیتیں۔ ایک روز ایسی ہی کسی محفل سے آپ باچشم تر واپس تشریف لائے۔ والدہ نے پوچھا بیٹا کیا بات ہے کہ آنکھیں پُرنم ہیں تو آپ نے والدہ سے عرض کیا ان بزرگوں کی دین کی باتیں اتنی پُر اثر تھیں کہ مجھ پر رقت طاری ہوگئی۔ آپ کی والدہ محترمہ نے ایک نیا جوڑا کپڑا اور کچھ نقدی نذرانے کے طور پر ان بزرگ کو بھجوائی اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ حضرت ہم لوگ آپ کے مشکور ہیں کہ آپ کے فیضان نظر ومحبت سے ہمارے بیٹے کے قلب میں گداز پیدا ہوا اور وہ آپ کی محفل سے آنسوؤں کی نعمت لے کر آیا۔ ابھی آپ کی عمر عزیز تقریباً ساڑھے بارہ برس کی تھی کہ شفیق والدہ ۱۹۳۲ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ جس کا آپ کے دل میں انتہائی صدمہ ہوا کہ ولیہ کاملہ عارفہ والدہ کی جدائی کا صدمہ نصیب ہوا۔ وصال کے بعد اکثر وبیشتر والدہ ماجدہ

Marfat.com

آپ سے بذریعہ خواب ملاقات فرماتیں اور آپ کو مختلف معاملات بتاتیں اور جو جو امانتیں اہل محلہ کی ان کے پاس تھیں وہ آپ کو بتاتیں کہ فلاں جگہ پر اتنا زیور پڑا ہے وہ محلے کی فلاں عورت کا ہے۔ فلاں مقام پر گھر میں اتنے روپے نقدی پڑی ہیں وہ فلاں کے ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی کو بتاتے وہ بذات خود امانتیں اہل محلہ میں تقسیم کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ روحانی طور پر بھی آپ کو بہت سے راز سے باخبر کرتی رہیں مگر چونکہ آپ کا بچپن تھا اس لئے عام لوگوں کو بھی وہ خاص بتا دیتے بالآخر ایک دن والدہ نے فرمایا کہ بیٹا جن رازوں سے میں تمہیں آگاہ کرتی ہوں وہ عام لوگوں تک پہچانے کی باتیں نہیں مگر تم بات بتا دیتے ہو لہٰذا آج کے بعد نہیں بتاؤں گی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے میاں اس فقیر کو بارگاہ رب العزت سے جو کچھ بھی عطا ہوا ہے وہ بیشتر میری والدہ ماجدہ کی ہی دعاؤں کا اثر ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز اور صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کے مرشد کا آپ کے بارے میں اظہار خیال ☆: آپ کے پیر ومرشد حضرت شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کے بارے میں ایک مرتبہ فرمایا کہ ''مکھن تو لے گئے میاں عارف'' اب تو چھاچھ باقی ہے یہ بھی کوئی نصیب والا ہی لے گا۔ ایک مرتبہ دوران گفتگو فرمایا کہ جو کچھ اس فقیر نے دینا تھا وہ میاں عارف کو دے دیا۔ نہ ایسا لینے والا آئے گا نہ ہی ایسا دینے والا آئے گا۔ پھر ایک دفعہ رنج والم اور اظہار مسرت کے ملے جلے جذبات میں فرمایا کہ ''طریقت پر حسن بیان تو میاں عارف پر ختم ہوگیا'' یہ آپ کے پیر ومرشد کا اپنے مرید بلکہ مراد کے بارے میں محبت بھرا خیال نہیں تھا بلکہ بڑے بڑے علماء فضلا آپ کی محفل میں بیٹھ کر محظوظ ہوتے اور آپ کے حسن بیان کی داد دیتے۔ بڑے بڑے چوٹی کے مناظر اور دہریئے آپ کی محفل میں آتے شکوک وشبہات کا اظہار کرتے لیکن جواب باصواب پا کر خاموش ہی نہیں بلکہ دنگ رہ جاتے۔ آپ علم کا بحر بے کنار اور استدلال کے بادشاہ تھے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار، عالم باعمل، پابند شریعت و طریقت اور واقف اسرار حقیقت و رموز معرفت سے آشنا تھے۔ آپ جب محفل میں شریعت وطریقت

Marfat.com

کے موضوع پر گفتگو فرماتے تو اسرار حقیقت و معرفت کے ایسے ایسے رموز و نکات بیان فرما دیتے کے سننے والوں کی عقل دنگ رہ جاتی۔ آپ کا قلب و روح سوز و گداز اور کیف و سرور سے بھرپور تھا۔

بزرگان دین سے آپ کو محبت☆: یوں تو تمامی اولیائے کاملین اور بزرگان دین سے آپ کو دلی محبت و عقیدت تھی مگر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی السیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی، حضرت شہنشاہ ولایت عطائے رسول حضرت خواجہ غریب النواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری، حضرت قطب الاقطاب، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی، حضرت زہدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، سلطان الاولیاء، بادشاہ دو جہاں حضرت مخدوم پاک سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زربخت رحمتہ اللہ علیہم اجمعین سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ بات بات میں ان بزرگان دین کے اقوال بیان فرماتے۔

آپ کے ملفوظات و ارشادات☆: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے میاں اللہ کریم سے محبت کرنی ہے تو اس کی مخلوق سے محبت کرنا سیکھ لو بشرطیکہ ایسی محبت جو بے غرض اور بے ریا ہو۔ (نمبر۲) آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کا تو پہلا سبق یہی ہے کہ دشمن سے بھی دوست کی طرح محبت کرو اس کی بھی بھلائی اور خیر خواہی کی کوشش کرو۔ لیکن انتقام لینے کی کبھی کوشش نہ کرنا۔ یہ تو ایک کمزوری ہے۔ آپ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے ان ارشادات پر بہت زور دیتے کہ دیکھو اگر کوئی تمہارے راستے میں کانٹا رکھے اور تم جواباً کانٹے رکھو تو چہار سو کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ اپنی راہ سے کانٹے تو چن لو لیکن دوسروں کو کبھی دکھ نہ دو۔ (نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ مخالفین کا برا کرنا تو برا ہے ہی۔ ان کا برا چاہنا اور بھی برا ہے۔ اچھوں سے اچھا سلوک تو ہر کوئی کرلے گا۔ کمال تو یہ ہے کہ بروں سے بھی اچھا سلوک کیا جائے۔ (نمبر۴) آپ اکثر فرمایا کرتے تھے میاں اگر اپنے دشمن کے لئے بھی پوری دل سوزی اور دردمندی کے ساتھ اس کی بھلائی کے لئے دعا نہ کرو گے تو تمہیں فقیر کے کوچہ کی ہوا بھی نہ لگے گی۔ اگر فقیر ایسا نہیں کرے گا تو پھر عام دنیادار انسان اور درویش میں کیا فرق رہ گیا۔

Marfat.com

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال ۶/ذی الحجہ بمطابق ۱۲/جنوری ۱۹۷۳ء کو ۵۴ برس کی عمر عزیز میں ہوا۔ مزار پُر انوار اسلام آباد کے معروف قبرستان میں آپ کے والد گرامی جناب راجہ محمد عزن خان قادری نوشاہی کے دائیں جانب مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔

حضرت پیر عاشق الدین فقیر نواز صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ آغوش، ولایت، واقف اسرار خفی و جلی، نیر اُفق ولایت حضرت پیر عاشق الدین المعروف فقیر نواز صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی کے چوتھے فرزند ار جمند ہیں۔

ابھی آپ کی ولادت نہیں ہوئی تھی کہ والدین اجمیر شریف میں حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار پر حاضری دے رہے تھے کہ کسی فقیر نے آپ کی والدہ کو آپ کی ولادت کی خوشخبری دی۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو والدین نے آپ کا نام نامی عاشق والدین المعروف فقیر نواز رکھا۔ فقیر نواز نام سے آپ کو اس لئے پکارا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت کی خبر کسی فقیر نے غریب نواز کے دربار میں دی تھی۔ اس لئے آپ فقیر نواز کے نام سے مشہور اور جانے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کو سکول داخل کرایا جاتا تھا مگر آپ اسکول نہیں جاتے تھے۔ دنیاوی تعلیم ایک دن بھی سکول میں حاصل نہیں کی اور دینی تعلیم بھی اسی طرح تھوڑی بہت اسلام کے بنیادی مسائل اور تعلیم قرآن سے باخبر تھے۔ مگر آپ کی لکھائی کا خط اس قدر خوشخط تھا کہ لوگ دنگ رہ جاتے اور بڑے بڑے سخت لفظ آپ با آسانی لکھ اور پڑھ لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ فارسی اور انگریزی زبان پر آپ کو مکمل عبور تھا۔ بڑی آسانی سے بول لیا کرتے تھے جبکہ فارسی کو لکھ بھی لیتے تھے۔

چلہ معکوس ☆: بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال جناب عزیز میاں چشتی نظامی مرحوم ایک مرتبہ حسن ابدال خواجہ نگر کے عرس کے موقع پر آپ کے بڑے بھائی پیر طریقت مرد قلندر خواجہ غلام فرید

Marfat.com

صابری چشتی رحیمی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے حضرت خواجہ غلام فریدی صابری چشتی رحیمی علیہ الرحمۃ سے عرض کیا۔ حضور چلہ معکوس طریقت میں کسے کہتے ہیں اور اس کی بنیاد اور طریقہ کیا ہے تو خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں خواجہ فقیر نواز کو بلاتا ہوں وہ آپ کو اس کی مکمل تفصیل بتا دیں گے۔ چنانچہ بلانے پر آپ تشریف لائے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ عزیز میاں کو چلہ معکوس کے بارے میں تفصیل بتائیں تو آپ نے چلہ معکوس کی بنیاد اور اس کا طریقہ تمام کا تمام تصوف کی معتبر کتابوں کے حوالے سے بیان کیا۔ حالانکہ آپ اردو ذرا بھی پڑھے ہوئے نہ تھے نہ ہی طریقت و تصوف کی ظاہری طور پر آپ نے کوئی کتاب پڑھی ہوئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ باطنی طور پر زیور تعلیم سے مرصع تھے۔ جس کو علم لدنی کہتے ہیں۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۸ جون ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۳۹۹ھ میں صرف ۴۵ برس کی عمر میں ہوا مزار شریف دربار خواجہ نگر حسن ابدال میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا مخدوم عبدالحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہید تیغ مصطفیٰ ﷺ، سلطان ملک بقاء، خود کردہ جمال محمدی، پروردۂ کمال احمدی، عاشق و محبوب رب رحمان، مخمور شراب عشق و عرفان، حضرت مولانا ابوالریاض فیض السراج حضرت شیخ مخدوم عبدالحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ، سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔ آپ کی ولادت یکم مارچ ۱۹۰۱ء کو بمقام قصبہ مہتہ تحصیل و ضلع امرتسر میں قریشی خاندان کے ایک معزز فرد حقیقت حضرت میاں دین محمد قادری علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ کے والد گرامی نسباً قریشی اور نسبتاً قادری سلسلہ میں حضرت حافظ محمد فاضل قادری بٹالوی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور حکمت کو اپنا ذریعہ معاش بنائے ہوئے تھے۔ اپنے وقت کے بہترین فاضلین میں آپ کا شمار ہوتا تھا حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت مخدوم عبدالحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت چونکہ ایک مذہبی ماحول میں ہوئی تھی۔ اس لئے بچپن سے ہی عشق و محبت اور جوش مستی کا آپ پر غلبہ رہا۔ آپ نے قادریہ سلسلہ میں اپنے والد بزرگوار سے ہی فیوض و برکات حاصل کئے۔

Marfat.com

بیعت و خلافت ☆: بائیس برس کی عمر میں سراج الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعداز تکمیل مجاہدات و منازل سلوک کے مرشد کامل سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ عشق مصطفی ﷺ میں لبریز و سرشار اور میدان توحید کے شاہسوارِ کامل اور تسلیم و رضا کے پیکر تھے۔ آپ بزم عشق کے ساقی اور دنائے راز تھے۔ آثارِ ولایت جبینِ سعادت پر روز اول سے روشن اور عیاں تھے۔ اطاعت مرشد کامل آپ کے انگ انگ سے آشکار تھی۔ ہر وقت جمال شیخ میں مست الست رہتے، اپنے مرشد اور سلسلہ صابری کے ماننے والوں سے خصوصی شفقت و محبت سے پیش آتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے پیر بھائی میں اپنے شیخ کا حیلہ ملاحظہ نہیں کرتا وہ محروم فیض ہے۔ آپ جب کبھی اپنے کسی بھی پیر بھائی بالخصوص حضرت مولانا پیر عبدالغنی چشتی صابری کو تو اپنی جان سمجھتے تھے کو ملتے تو انداز یہ ہوتا تھا کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ یہ آپس میں پیر بھائی نہیں بلکہ عقیدت مند ہیں۔ آپ ایک طرف زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، مجاہدہ و سلوک میں یکتا تھے دوسری طرف ایک نعت گو شاعر ہونے کے علاوہ کشتۂ عشق رسول ﷺ تھے۔ ذکر مصطفی ﷺ آپ کی زبان پر ہر وقت جاری رہتا۔ اور فرماتے کہ حب مصطفی ﷺ کے بغیر حب الٰہی کا دعویٰ ایک سراب ہے۔ ذکر مصطفی ﷺ کے وقت آپ کی کیفیت دیدنی ہوتی تھی۔ چہرے پر نور رسالت کی شعائیں ہر وقت ہالہ کیے رکھتی تھیں۔ دیکھنے والے اور ملنے والے کی یہ خواہش ہوتی کہ آپ کے جسم سے لپٹ جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں متعدد نعتیں لکھیں۔ جو کہ سرکار علیہ السلام سے محبت کا آئینہ دار ہیں۔ آپ کی طبعیت کا خاصہ تھا کہ معترضین کو شیریں گفتاری سے قائل کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں زرہ برابر بھی بے ادبی برداشت نہ کرتے تھے۔

آپ کی ذات والا صفات میں جب نبی ﷺ کے اثرات اتنے گہرے ہیں کہ آپ کی اولاد استفادہ اور اولاد دولادہ (یعنی آپ کے بیٹے بیٹیاں نواسے نواسیاں اور مریدین عقیدتمندان) کی اکثریت حمد و نعت خود لکھتے بھی اور پڑھتے بھی ہیں۔ آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ جب رسول اللہ ﷺ سے سرشار ذکر توحید و رسالت کی محافل سجائے ہوئے قریہ قریہ بستی بستی نظر آتے ہیں۔ یہ سب آپ کی توجہ باطنی کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

سرکار علیہ السلام کے عشق و مستی میں ڈوب کر اکثر آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا ابوجہل کو محبوب ﷺ دکھائے نہیں جاتے

دید احمد ﷺ ہر کسے را کار نیست چشم ہر یک لائق دیدار نیست

اپنے پیرومرشد کی شان میں آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

آں سراج الحق چشتی صابری درحقیقت بود صابر کلیری

فخر دارم بزیں نسبت کہ حق فیض سراج الحق رموز معرفت دارم محمد مصطفیٰ ﷺ دارم

ہجرت وحصول رزق حلال ☆: قیام پاکستان سے قبل آپ نے طلب رزق حلال کے لئے محکمہ تعلیم کا انتخاب کیا اور عہد برطانیہ میں بے خوف وخطر سکول میں بچوں کو دنیاوی تعلیم اور مسلمان بچوں کو دنیاوی تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم کے لئے باقاعدہ الگ وقت دیتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ملازمت حلال روزی کا ذریعہ ہے ہم نے مذہب اور ضمیر کا سودا نہیں کیا۔ ساری ملازمت کے دوران قصبہ مہتہ کے سکول میں ہیڈ ماسٹر متعین رہے۔ حتیٰ کہ ملک تقسیم ہو گیا آپ ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور بادامی باغ کے علاقے میں کرائے کا مکان لے کر رہائش پذیر ہوئے۔

جب کلیم میں ملنے والا مکان الاٹ ہوا تو وہاں منتقل ہو گئے۔ یہ مکان صرف دو کمروں اور چار دیواری پر مشتمل اور زیر تعمیر تھا۔ اس میں کچھ شہتیر اور مختصر سامان تھا جو آپ نے اپنے محلہ کی نور مسجد کی تعمیر میں دے دیا تھا۔ بعد ازاں اس الاٹ شدہ مکان کو خود قابل رہائش کر کے خاص للّٰہیت کے نور سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی جو شمع آپ کے شیخ کامل نے سینے میں روشن کی تھی۔ اس کو روشن کرنے اور دوسروں تک اس کی کرنیں منتقل کرنے کے لئے خانقاہ قائم کی اور رشد وہدایت اور تعلیم وتعلم کے کام کا آغاز کیا۔

وصال باکمال ☆: ۱۲ ستمبر بروز بدھ ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء کو اسم ذات اللہ، اللہ، اللہ کرتے ہوئے عین ظہر کی اذان شروع ہوتے ہی آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اگلے روز ۱۳ ستمبر ۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مزار پُرانوار کرشن نگر کے قبرستان میں باقاعدہ ایک گنبد کی صورت میں موجود ہے۔ سجادہ نشین آپ کے نور نظر جناب صاحبزادہ میاں محمد ریاض الحق

Marfat.com

قریشی فاروقی مدظلہ العالی آپ کے سجادہ نشین ہیں۔
جبکہ خلیفہ مجاز حضرت علامہ مولانا عبدالحمید عاصم جن کی رہائش بادامی باغ لاہور میں ہے۔ انتہائی نیک سیرت خوبصورت اور اپنے شیخ کے متبع ہیں۔ اللہ کریم سلامت رکھے۔ اور ان کے فیضان کو چاردانگ عالم میں پھیلائے۔ آمین

حضرت مخدوم شاہ محمد عارف حسن چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عالم ابن عالم، برھان حقیقت، شہباز طریقت، واقف علوم اسرار معرفت و شریعت حضرت مخدوم شاہ محمد عارف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔
آپ ۷ ربیع الاول شریف ۱۲۸۵ھ بروز جمعتہ المبارک بوقت اشراق قصبہ رام پور انڈیا میں غوث زماں مخدوم زمن شاہ محمد حسن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ کے ہاں بہت سی اولادیں ہوئی مگر کوئی بھی زندہ نہ رہی۔
آپ کی ولادت سے قبل عطائے رسول ہند الولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں آپ کی والدہ سے فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا نام عارف رکھنا۔ اس سے ایک عالم فیض یاب ہوگا۔ ابھی آپ کی عمر عزیز پانچ برس کی تھی کہ والدہ محترمہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئیں مگر راستے میں ہی ان کا انتقال ہوگیا۔
اس کے بعد آپ کی پرورش و تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری آپ کے والد گرامی حضرت مخدوم زمن شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ پر آ گئی اور انہوں نے بڑی محبت سے آپ کی تربیت مکمل کی۔ آپ بچپن ہی سے لذیذ غذائیں پسند نہیں کرتے تھے۔ ہر وقت ذکر و فکر میں محو رہتے تھے۔ سات برس کی عمر میں قرآن مجید مکمل ختم کیا۔ آٹھ برس کی عمر میں والد بزرگوار نے ظاہری علوم کے حصول کے لئے مولانا ارشاد حسین کی نگرانی میں چھوڑ دیا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم متداولہ میں دستگاہ حاصل کر کے علم طب کی طرف راغب ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالغفور حکیم مولوی حسین رضا خان، حکیم احمد رضا خان، حکیم عبدالعزیز لکھنوی، حکیم عبدالعلی لکھنوی سرفہرست ہیں۔

Marfat.com

بیعت وخلافت ☆ : آپ نے ۴محرم الحرام ۱۳۰۰ھ بروز جمعرات بعد نماز مغرب اجمیر شریف میں اپنے والد گرامی حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔اور ۱۳جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ کلیر شریف میں بحکم حضرت بادشاہ دوجہاں سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس کے روبرو اپنے والد گرامی وشیخ طریقت سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔حصول خلافت کے بعد آپ نے ہزار ہا بندگان خدا کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر صراط مستقیم پر لگایا۔آپ کے خلفاء کی تعداد ۹ ہے۔

حضور مخدوم پاک کی غیبی رہنمائی ☆ : جب آپ کی شادی ہوئی تو اس کے پانچویں روز آپ پاپیادہ کلیر شریف کی طرف روانہ ہو لئے۔ان دنوں آپ کے والد گرامی کلیر شریف میں ہی موجود تھے۔آپ جب کلیر شریف کی جانب تشریف لے جا رہے تھے تو راستہ میں کچھ دیر تک ایک غیبی شخص نے آپ کی رہنمائی کی پھر وہ غائب ہو گیا۔رات تاریک تھی آپ پریشان ہوئے کہ اچانک ایک روشنی نظر آئی۔اس روشنی میں آپ کلیر شریف پہنچ گئے۔والد گرامی نے پوچھا میاں تم کیسے آ گئے۔ عرض کی حضور صابر خود لے آئے ہیں۔اس وقت آپ کے والد گرامی کے پاس ان کے خلفا میں سے مولانا محمد فاروق،حسن،حضرت رفیق حسن،حضرت احمد حسن،حضرت محمد بخش،حضرت قاسم علی خان، محمد عاشق حسن،حضرت کلن شاہ اور حافظ حسن علی شاہ بھی موجود تھے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوا۔مزار پُرانوار قصبہ رامپور شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔جہاں اہل عقید ومحبت آج بھی حاضری دے کر فیض یاب ہوتے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : فاضل بے بدل،عالم باعمل،مرجع علوم ظاہری و باطنی،حضرت مولوی عبدالعزیز چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔

Marfat.com

آپ ضلع جالندھر کے موضع ڈھینگہ میں چھ ذیعقد ۱۲۶۰ھ کو حضرت مولانا محمد اسماعیل جو اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم دین اور نیک و متقی بزرگ تھے کے گھر پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ بعدازاں علم منطق مولوی ابراہیم ساکن بوٹ جالندھر سے پڑھا۔ اس کے بعد مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی مولوی ابوسعید شاہ اور شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی سے دہلی جا کر اکتساب فیض کر کے سند حدیث حاصل کی۔ پہلے آپ نے مولوی غلام رسول نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی۔ جن کا سلسلہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ملتا ہے۔ بعدازاں شیخ العرب والعجم حضرت شاہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں ان سے خرقہ خلافت حاصل کر کے صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ حنفی المذہب اور وقت کے جید اور باعمل عالم دین تھے اخلاق و کردار میں بے مثال اور لوگوں کی روحانی تربیت میں یکتا ہے۔

آنے والے حضرات آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر گرویدہ ہو جاتے تھے۔ آپ نے تین مرتبہ حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی۔ تمام عمر درس و تدریس رشد و ہدایت و تبلیغ میں گزاری۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بھی بہت پائے کے عالم اور مفتی تھے۔ علاقے کے لوگ فتوے کے لئے انہی سے رجوع فرماتے تھے۔ تقریر کا انداز ایسا تھا کہ لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے بارہ بارہ کوس سے پیدل چل کر آتے اور نماز جمعہ ان کے پیچھے پڑھتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں موضع قتو ڈھینگہ ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر میں ہوا۔ وہیں ان کا مزار پُرانوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت صوفی عبداللطیف شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، شیخ طریقت حضرت عبداللطیف شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابری سلسلہ کے معروف شیوخ سے ہوئے ہیں۔ میرٹھ شہر میں حضرت شاہ ولایت زاہد میرٹھی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

کے دربار کے سجادہ نشین کی حیثیت سے تمام عمر براجمان رہے۔
زنانہ لباس زیب تن کئے رکھتے تھے۔ بہت ہی معلوماتی گفتگو کرتے تھے۔
آپ حضرت صوفی منشی انتظام علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ بعد ان کے وصال سجادہ نشین بنے۔ پاکستان میں آپ کے نامور خلیفہ حضرت سید صوفی امورالحسن شاہ چشتی صابری پاکپتنی علیہ الرحمۃ ہوئے ہیں۔ جن کا سلسلہ بہت وسیع اور دراز ہے۔ ان کے علاوہ ایک خلیفہ لاہور میں جناب حضرت میاں غلام صابر چشتی صابری ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ بمطابق ماہ ستمبر ۱۹۸۵ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار حضرت شاہ ولایت زاہد میرٹھی کے مزار کے احاطے میرٹھ یوپی انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

نوٹ ☆: ۱۹۸۳ء میں فقیر راقم الحروف جب میرٹھ گیا تھا تو آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جو کہ ایک یادگار ملاقات ہے۔

حضرت سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلف صالحین کی عظیم نشانی، پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی ﷺ فخر السادات گیلانی الحسنی والحسینی، قطب الوقت، غوث زماں، مطلع سالکان، مقطع عارفاں، حضرت خواجہ سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب بلندی عظمت وجلال وجمال ہیں۔ آپ حسنی حسینی سید اور حضور غوث الاعظم سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ رہنے والے ہنزہ علاقہ شمالی جات پاکستان کے تھے۔ ظاہری وباطنی علوم سے مرصع اور باوجاہت و مستغنی المزاج فقیر تھے۔ تمام عمر یاد خدا میں بسر کی نماز پنجگانہ کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے کوئی نماز ضائع نہ ہونے دیتے اوراد وازکار کی سختی سے پابندی فرماتے نوافل کثرت سے ادا کرنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری

Marfat.com

علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اورانہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

بذات خود فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت ساہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہوا تو میری عمر حضرت پیر و مرشد سے سترہ برس زیادہ تھی۔

نوٹ ☆: یہ بھی یادرہے کہ آپ کا وصال حضرت حاجی صاحب کے وصال کے تقریباً ۹۳ سال کے بعد ۱۹۸۵ء میں ہوا۔اس کے علاوہ سلطان المناظرین، امام المقررین حضرت خواجہ مولانا محمد نواب الدین ستکوہی ثمہ ردای چشتی صابری علیہ الرحمۃ ۷۔۱۹۴۶ء نے بھی آپ کو تاج خلافت کے اعزاز سے نواز کر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں اجازت عطا فرمائی تھی۔

آپ کی تبلیغی خدمات ☆: آپ تمام زندگی دین اسلام کی تبلیغ و ترویج واشاعت میں گزاری۔اس سلسلہ میں آپ نے بڑے بڑے طویل سفر پیدل طے کیے۔

حسان العصر عاشق رسول ﷺ ممتاز نعت گو شاعر پیر طریقت حضرت حافظ محمد مظہر الدین مظہر چشتی صابری سراجی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں آپ اسلام آباد میں مقیم تھے غالباً ۷۰ کی دہائی کا زمانہ تھا تو میں آپ سے ملنے کے لئے گیا تو دوران گفتگو آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ کے والد گرامی مولانا نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ساتھ راولپنڈی سے ہنزہ گلگت شمالی علاقہ جات بشمول کشمیر و ہزارہ بشام تک کا سفر پیدل طے کیا۔جبکہ ہم دونوں کے پاس صرف ایک ایک گرم چادر تھی۔نہ زادہ سفر نہ بستر نہ کوئی کپڑا تھا صرف خدا کے توکل پر یہ تمام سفر ایک سال کے عرصہ میں پیدل طے کیا اور واپس بھی آ گئے۔ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ راستے میں مختلف خوفناک چیزیں بھی ملتی تھیں۔جو راستے کی رکاوٹ سمجھی جاتی تھیں مگر قسم بہ خدا جب وہ ہمارے سامنے آتیں تو غلام بے دام بن کر رہ جاتیں۔نہ ہی ہمیں کسی نے کبھی کسی پاسپورٹ کا پوچھا بلکہ جس ملک میں جاتے وہاں کے بارڈر پر موجود لوگ ہمارا چہرہ دیکھتے رہتے مگر پوچھتے نہ تھے کہ آپ لوگ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں۔کہاں جانے کا ارادہ ہے۔آپ نے چین، روس، نیپال، سری لنکا، ملائشیا،

Marfat.com

بنگال، تبت، منگولیا و دیگر ممالک کا سفر حضرت مولانا نواب الدین علیہ الرحمۃ کے ہمراہ کیا۔

حج بیت اللہ شریف و زیارت روضہ رسول ﷺ ☆: آپ نے اپنی طویل زندگی میں ۸۰ مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ سے مشرف ہوئے۔ ان ۸۰ حج میں سے ۱۳ حج مبارک آپ نے ہنزہ گلگت سے لے کر حرمین شریفین تک پیدل سفر کئے۔ عہد خلافت عثمانیہ میں سلطان عبدالحمید وارثی جو کہ حضور عالم پناہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اس نے آپ کا وظیفہ باندھا ہوا تھا۔ جب دور خلافت ختم ہوا تو سعودی حکومت وجود میں آئی تو سلطان عبدالعزیز نے سرکاری طور پر حکم دیا کہ جب تک حضرت سید عبدالمعبود گیلانی صابری زندہ ہیں تا حیات ان کو سعودی حکومت کے خرچ پر ہر سال حج کرایا جائے۔ شروع شروع میں سعودی حکومت کو آپ کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں تھیں جو کہ سلطان عبدالعزیز سے ملاقات کے بعد ختم ہو گئیں تھیں اسی موقعہ پر سلطان عبدالعزیز نے تاحیات حج بیت اللہ کا حکم نامہ جاری کیا تھا۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ نے یوں تو بہت سی کتابیں فارسی وعربی میں تصنیف فرمائیں۔

ان میں سے ایک کتاب **قَابَ قُوْسَیْن** کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں کہ یہ کتاب میری روداد حیات کا زریں باب ہے۔ اس کے علاوہ جس تصنیف پر میری زباں خدا کا شکر نہیں ادا کر سکتی وہ ''میری بے نقط تفسیر قرآن ہے'' جو میں نے عربی زبان میں لکھی ہے۔

نوٹ ☆: مغل بادشاہ اکبر کے دور میں فیضی نے بے نقط تفسیر لکھی تھی۔ جو کہ اکبر نے شائع کرا دی تھی۔ جس کے چند نسخے انڈیا کی مختلف لائبریریوں اور لندن میوزیم میں موجود ہیں۔ جو کہ آج تک علمی ادبی دنیا میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر حضرت سید پیر عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی بے نقط تفسیر آج تک پاکستان کی کوئی بھی حکومت شائع نہ کرا سکی۔ جبکہ وزارت مذہبی امور میں اس مد میں کروڑوں روپے موجود ہوتے ہیں۔

مگر ہماری حکومتیں ثقافت کے نام پر اللوں تللوں پہ لاکھوں نہیں کروڑوں روپے سالانہ ضائع اور خرچ کر دیتی ہے مگر قرآن کریم کی اس نادر تفسیر کے لئے نہ ہی حکومت کے پاس فنڈ میسر آیا اور نہ ہی

Marfat.com

حضرت پیر سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی دعاؤں سے ہجویری ایرلائنز کے مالک بننے والے آپ کے مریدین نے اس کے لئے کوئی رقم مختص کی۔ جب زندگی میں اس کام پر کسی نے کوئی خاص توجہ نہ دی۔ تو حضرت کے بعد از وصال کون ہے جو آپ کی تفسیر کو پوچھے۔

مرادر دور بے سوز آفرزند

آپ آیات الٰہیہ میں سے ہیں ☆: آپ نے اپنی زندگی میں انگریزوں کا دور حکومت دیکھا۔ خلافت عثمانیہ دیکھی۔ پھر سعودی حکومت بنتے دیکھی قیام پاکستان کی تحریک تحریک خلافت غرض کے ۱۶۳ سال کی طویل زندگی کا ایک ایک لمحہ یاد خدا اور عشق رسول ﷺ میں گزارا۔ ہمہ وقت اپنے شیوخ کی طریقت پر عمل پیرا رہے۔ عربی و فارسی اردو کشمیری اور شمالی علاقہ جات کی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔ لوگوں کو بہت کم مرید کرتے تھے زندگی کے آخری تقریباً تیس برس سے زیادہ کا عرصہ اسلام آباد میں گزارا۔ مگر خاموشی کے ساتھ۔

فقیر راقم الحروف سمیت جتنے بھی شخص آپ کی ذات سے واقف ہیں وہ صرف سینہ بسینہ معلومات پر علم ہوا کہ اس جگہ پر بھی ایک طویل العمر مرد باخدا موجود ہیں۔ جو کہ آیات الٰہیہ میں سے ہیں۔ جن کا وجود اسلام آباد کے لئے لوگوں کے لئے غنیمت ہے۔ فقیر راقم الحروف کو افسوس ہے کہ آپ کے حالات زندگی کہیں سے نہ مل سکے۔ یہ تمام تر معلومات حسان العصر حضرت حافظ مظہر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے شائع کردہ مضمون سید عبدالمعبود اور مولانا نواب الدین جو کہ حافظ صاحب نے ۲۴ مئی ۱۹۷۸ء کو روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی میں شائع کیا تھا۔ اس مضمون کو جناب محمد طفیل ناصری چشتی صابری نے اپنی کتاب ''ذکر پاکاں'' میں شائع کیا ہے سے نقل کیا ہے۔ بہرکیف اس نادر روزگار شخصیت کا ذکر نہ کرنا بھی زیادتی تھی راقم الحروف کی خوش بختی ہے کہ حضرت منظور المشائخ کے خلیفہ جناب پیر طریقت محمد الیاس صابری لاہوری مدظلہ نے آپ کے حالات ذکر پاکاں مہیا کر کے کتاب طبع کرنے کا سبب بنا دیا۔ جس کے لئے میں صوفی محمد الیاس صابری صاحب کا مشکور ہوں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۶۳ برس کی عمر شریف میں مورخہ ۳۰ نومبر

Marfat.com

۱۹۸۵ء بمطابق ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۶ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار مرکزی قبرستان ایچ ایٹ اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت صوفی عبدالرشید چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : صوفی باصفا، پیکر عشق و وفا، مجسمہ کمالات و فیوض و برکات حضرت صوفی عبدالرشید چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ آفتاب کرم و احسان ہیں۔

آپ نے تمام عمر یاد خدا اور ذکر و فکر، عبادت و ریاضت میں گزاری۔ پابندی شریعت و طریقت خواجگان چشت آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ حضرت عارف باللہ صوفی باصفا عاشق صابر حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کی زیر سرپرستی تمام مجاہدات و سلوک کی منازل طے کیں۔ اپنے مرشد کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ تمام زندگی مرشد کے آستانے سے وابستہ رہے اور عرس وغیرہ کے موقع پر انتظام و انصرام اور مہمانوں کو راحت و سکون پہنچانے کے لئے خصوصی توجہ دیتے اور معاملات پر کڑی نظر رکھتے تھے۔

آپ ہی کی ذات واحد ذات ہے جن کی خدمات اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کی دلچسپی اور آپ کی عبادت و ریاضت اور شب بیداری کو دیکھ کر مرشد کامل عارف باللہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابریؒ علیہ الرحمۃ نے آستانہ عالیہ صابریہ کالے کی منڈی کی طرف سے آپ کو سب سے پہلے دستار خلافت عنایت کر کے سرفراز و ممتاز فرمایا کہ صاحب ارشاد و مجاز فرمایا۔

خرقہ خلافت ملنے کے بعد آپ نے بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں خانقاہ قائم کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج و اشاعت اور مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض باطنی پایا۔ اور لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ جبکہ آپ کے خلفاء میں پیر طریقت جناب صوفی محمد طفیل صابری آپ کے بعد سلسلہ عالیہ کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔ اور ہر سال آپ کا عرس انتہائی شان و شوکت سے بھیرہ شریف میں مناتے ہیں۔

Marfat.com

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲۱ جنوری ۱۹۸۸ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب کو نور عرفان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت بابا سید عبدالرحمٰن چشتی صابری تاجی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: سلطان الاصفیاء، برھان الاتقیاء، صوفی باصفا، منبع صدو سخا حضرت بابا سید عبدالرحمٰن شاہ چشتی صابری تاجی رحمتہ اللہ علیہ نیر افق ولایت ہیں۔

آپ ہندوستان کی معروف روحانی مرکزی ریاست حیدرآباد دکن کے شہر اکولہ کے رہنے والے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف روحانی پیشوا حضرت بابا تاج الدین ناگپوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز حضرت سید علی پنجابی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے عظیم روحانی اور واقف اسرار ورموز حقیقت اور پابند شریعت وطریقت اور صاحب کشف وکرامت اور صاحب جمال وباکمال تھے۔ مگر اس کے باوجود آپ نے پوری زندگی اپنا بھید کسی پر بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ اس پر مزید یہ کہ آپ نے پوری زندگی کسی سے بھی کھل کر اپنے دینی دنیاوی وروحانی معاملات پر گفتگو نہیں کی۔

آپ کی گفتگو کا انداز بالخصوص یہ تھا کہ آنے والے کے دل کی بات اس کی زبان پر آنے سے پہلے خود ہی فرمادیا کرتے تھے۔ اور وہ مطمئن ہو کر واپس چلا جاتا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ سب سے پہلے لاہور میں قیام پذیر ہوئے اس کے بعد کچھ عرصہ کراچی میں قیام رہا۔ پھر واپس لاہور میں موچی دروازہ کے قریب زیادہ تر قیام پذیر رہے۔

۱۹۵۴ء میں آپ کے خصوصی عقیدت مند و مرید خاص جناب حاجی نذر حسین مرحوم آپ کو لاہور سے راولپنڈی لے آئے۔ راولپنڈی میں آپ لیاقت باغ چوک میں ایک گیراج کے اندر قیام پذیر رہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ڈھوک دلال نزد چونگی نمبر ۴ راولپنڈی شہر کے ایک جفت سازی کے کارخانے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں قیام پذیر ہو گئے اور تادم حیات اسی کمرے میں مقیم

Marfat.com

رہے۔آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی حاجی محمد شریف کو گھر کی حفاظت کے لئے چار بیاں حوالے کر دیں اور ان کو اپنا جانشین مقرر فرمادیا۔ اور وصیت کی کہ میرے عقیدت مندوں کو چار باتوں کی تلقین کرنی ہے۔(اول) اپنے ماں باپ کی خدمت کرنا۔(دوم) پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرنا (سوم) جھوٹ نہ بولنا (چہارم) داڑھی سنت رسول ﷺ کے مطابق رکھنا۔آپ نے فرمایا جو شخص میری ان چار باتوں پر سختی سے عمل پیرا رہے گا۔اس شخص کا دماغ کچھ عرصے کے بعد انوار الٰہیہ سے روشن ہو جائے گا۔اور جو چاہے گا خداوند کریم وہی عطا فرمادے گا۔

آپ کی نظر کا عالم یہ تھا کہ جس پر پڑ جاتی اس کے حالات بدل جاتے۔آپ ایک عظیم شیخ طریقت اور مرد قلندر ہیں۔سیف زبان ایسے تھے کہ جو فرماتے باذن اللہ پورا ہو کے رہتا۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی خانقاہ معلیٰ سے کبھی کوئی مایوس نہیں لوٹا۔جو آیا مرادوں سے دامن کو بھر کر گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ماہ ذی الحج بروز جمعرات بوقت اذان مغرب سے کچھ قبل ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء ماہ اگست میں ہوا۔مزار پُر انوار ڈھوک دلال نزد جامع مسجد گلزار مدینہ خیابان سر سید روڈ چونگی نمبر ۴ راولپنڈی شہر میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

آپ کے مرید خاص جناب حاجی نذر حسین چشتی صابری تاجی رحمتہ اللہ علیہ سے فقیر راقم الحروف کی چند مرتبہ ملاقات رہی۔ پیار محبت کا مرکز و محور تھے گفتگو میں شیرینی تھی اخلاق معاملات بہت عمدہ تھیں۔سخاوت میں بے مثل و باکمال شخص تھے۔تمام عمر اپنے اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو ہر حال میں پورا کرتے تھے۔عجب آزاد مرد تھے۔ بہت یاد آتی ہے اس عظیم انسان کی۔خدا اپنی عنایت کا صدقہ ان کو خواجگان کی معیت روز حشر نصیب فرمائے۔

آج کل حاجی نذر حسین کے صاحبزادے دربار شریف کی خدمت اور عرس وغیرہ کا انتظام و انصرام اپنے معاونین کے ہمراہ سنبھالے ہوئے ہیں۔وہ بھی انتہائی بااخلاق و محبت کی چاشنی رکھنے والے ہیں۔خدا خواجگان کے صدقے دینی و دنیاوی حاجات کو پورا فرمائے۔آمین بحق خواجگان چشت اہل بہشت

Marfat.com

حضرت سید عبداللہ شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : نمونہ سلف صالحین، شیخ یگانہ، مرشد زمانہ حضرت پیر سید عبداللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ضلع گجرات کاٹھیاوار (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حضرت سید محمد نواب تھا۔ آپ سلسلہ صابریہ میں حاجی سید تسلیم احمد صابری کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت عطا ہوئی۔ جو کہ سجادہ نشین دربار حضرت علاؤالدین علی احمد صابرؒ کے تھے اور پھر یہ سجادہ نشینی اپنے خلیفہ سید عبداللہ شاہ صاحب کو منتقل ہوگئی۔ سید عبداللہ شاہ صاحبؒ کو چار سلاسل کی خلافت بھی حاصل تھی مگر اکثر سلسلہ صابریہ میں ہی بیعت کرتے۔

آپ کا شجرہ طریقت درج ذیل ہے۔

۱۔ حضرت محمد عبداللہ شاہ چشتی صابریؒ ۲۔ حضرت حاجی تسلیم احمد صابریؒ ۳۔ حضرت معبود بخش صابریؒ ۴۔ حضرت فصیح الدین صابریؒ ۵۔ حضرت امام الدین صابریؒ ۶۔ حضرت امیر الدین صابریؒ ۷۔ حضرت غلام علی صابریؒ ۸۔ حضرت خواجہ حیات محمد صابریؒ ۹۔ حضرت خواجہ جمال الدین صابریؒ ۱۰۔ حضرت سید محمد اعظم صابریؒ ۱۱۔ حضرت محمد غریب اللہ صابریؒ ۱۲۔ حضرت شیخ محمد حق صابریؒ ۱۳۔ حضرت محمد صادق صابریؒ ۱۴۔ حضرت ابوسعید صابریؒ ۱۵۔ حضرت نظام الدین صابریؒ ۱۶۔ حضرت جلال الدین صابریؒ ۱۷۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ

آپ کے خلفاء کی تعداد تقریباً ۴۲ ہے۔ جن میں چند یہ ہیں۔ صوفی فضل کریم صابری گوجرانوالہ، صوفی شبیر احمد صابری (خراد والے) لاہور، حافظ صفدر علی صابریؒ محمد عادل چشتی صابری، صوفی شبیر احمد خان صابری۔

انڈیا سے ہجرت کے بعد اختر کالونی اور پھر ڈیفنس (کراچی) میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ کی عمر مبارک تقریباً ۱۵۰ سال سے زائد تھی۔

وصال باکمال ☆ : ۱۹۸۹ء میں آپ کا وصال کراچی میں ہوا۔ اور مزار اقدس 3-1/2 کورنگی نزد بانسوں والی سڑک میں واقع ہے۔ ہر سال ۲۰ ذوالحجہ کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

Marfat.com

ردیف غ

حضرت سیّد غریب اللہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، صاحب کشف و کرامات حضرت سید غریب اللہ چشتی صابریؔ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ قصبہ کیرانہ ضلع کے سادات گھرانے میں حضرت سید عبدالرسول جو کہ اپنے وقت کے عظیم عارف کامل تھے کہ گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ صاحب اقتباس الانوار شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحب سیر الاقطاب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ میرے رضاعی بھائی اور رشتہ دار ہیں۔ یعنی میری دادی اور ان کی دادی سگی بہنیں ہیں۔
آپ سادات گھرانے کے عظیم روشن چراغ اور سنت رسول ﷺ کے متبع اور نیک سیرت با کردار عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ سے مرصع اور صاحب کشف و کرامت اور علوم ظاہری و باطنی سے لبریز تھے۔ آپ اکثری حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر سالانہ عرس میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ عرس خواجہ قطب پر تشریف لے گئے تو کیا دیکھا کہ ایک نقشبندی بزرگ جن کو بادشاہ عالمگیر کے ہاں قرب حاصل تھا۔ سرکاری محتسب کو ساتھ لے کر احتساب کی خاطر مجلس سماع میں پہنچ گئے۔ اور قوالوں کو سماع سے روکا۔ اس سے تمام فقرا اہل درد بے ذوق ہو گئے۔
حضرت سید غریب اللہ شاہ چشتی صابریؔ نے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمتہ کے مزار شریف کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا تاکہ معلوم ہو سکے۔ یہ سب کچھ آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے یا یہ لوگ خود اپنی طرف سے کر رہے ہیں۔ عین توجہ کے وقت حضرت سید غریب اللہ شاہ صاحب نے دیکھا کہ حضرت قطب الاقطاب کی قبر مبارک پھٹی ہے اور آپ سرخ لباس پہنے رعب و جلال کے ساتھ باہر آ کر قبر پر سوار ہو کر بیٹھ گئے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

کلگوں لباس کردد سوار سمند شد　　　یاران حذر کینہ کہ آتش بلند شد

ترجمہ☆: محبوب رنگین لباس زیب تن کر کے گھوڑے پر سوار ہو کے باہر آیا ہے۔ دوستو خیال کرو شعلہ

Marfat.com

آتش بلند ہوگیا ہے۔ جب آپ نے یہ شعر سنا اور یہ منظر دیکھا تو آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی اور رقص کرنے لگے بس پھر کیا تھا کہ پوری مجلس ان پیرزادوں سمیت سب پر حال طاری ہوگیا۔ کسی نے خوب کہا:

از اثر یک جہتی گشت مست　　　ہم بُت وھم بُت گرد ہم بت پرست

ترجمہ☆: عشق بے پناہ کا ایسا اثر ہوا کہ بت پرست کے ساتھ بُت اور بُت گر بھی مست ہوگیا

اس کیفیت سے وہ نقشبندی بزرگ اور محتسب بھی متاثر ہوئے اور قوالوں نے بڑے ذوق وشوق سے خوالی شروع کر دی اور مجلس میں ایسا ذوق وشوق پیدا ہوا کہ پہلے نہ ہوا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ نقشبندی بزرگ بھی حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی غیرت کی وجہ سے بری حالت میں مرگیا۔ اور بادشاہ عالمگیر بھی ملک دکن جا کر واپس نہ آسکا۔

تلاش مرشد اور بیعت کا واقعہ☆: آپ نے تلاش مرشد کے لئے بہت سے سفر کئے۔ اس کیلئے آپ مختلف بزرگوں کے سالانہ اعراس میں جایا کرتے اور وہاں پر درویشوں میں بیٹھتے کہ شاید مقصد حقیقی مل جائے۔ ایک مرتبہ آپ بادشاہ دوجہاں مخدوالعالمین سلطان الاولیاء حضرت سید ناعلاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس پر کلیر شریف تشریف لے گئے۔ عرس کے موقع پر کثیر تعداد میں اولیائے کاملین بزرگان دین موجود تھے۔ کہ آپ کی نگاہ حضرت شیخ محمد جی بندگی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے چہرہ انور پر پڑی تو دل سے بے ساختہ کہنے لگے مرشد ہو تو ایسا ہو۔ جو اوصاف ایک شیخ کامل میں ہونے چاہئیں وہ سب آپ کی ذات والاصفات میں موجود ہیں۔

پیران کلیر شریف کے عرس کے اختتام پر آپ حضرت شیخ محمد جی بندگی گنگوہی چشتی صابری خلیفہ مجاز حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی جو کہ شاہ ابوسعید گنگوہی کے مرید وخلیفہ ہیں کے ساتھ گنگوہ شریف ضلع انبالہ تشریف لے آئے اور ایک سال تک متواتر خدمت وعبادت وریاضت زہد وتقویٰ میں مشغول و معروف رہے۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہو کر مجاہدات ومنازل سلوک کی تکمیل میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران بے شمار واقعات ومشاہدات آپ پر وارد ہوئے مگر خاموشی سے کسی کو بتائے بغیر اپنے کام میں مصروف رہے۔

حضرت مخدوم پاک کی طرف سے انعام واکرام کی بارش☆: ایک

Marfat.com

مرتبہ آپ کے پیرومرشد بندگی حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مع درویشوں اور خادمان حضرت مخدوم پاک کے عرس مبارک کے لئے روانہ ہوئے تو آپ بھی مرشد کے ہمراہ تھے۔

آپ کے ہمراہی درویشوں نے اپنا سامان بھی آپ کی پشت اور سر پر لاد دیا۔ جس سے اگرچہ آپ کو تکلیف تو ہوئی مگر آپ نے کسی کو انکار نہیں کیا۔ چلتے چلتے جب قصبہ رامپور پہنچے تو وہاں سولانی ندی کے کنارے جب قیام ہوا تو کسی نے وضو کیا اور کسی نے غسل اور سب نے ارادہ کیا کہ حسب دستور یہاں سے کلیر شریف تک ذکر جہر کرتے ہوئے جائیں گے۔

آپ کے پیرومرشد حضرت بندگی شیخ محمد جی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف مراقبہ کے لئے بیٹھ گئے۔ ابھی مراقبہ میں سر جھکایا ہی تھا تو کیا دیکھا کہ حضرت مخدوم پاک اپنے روضہ انور پر تشریف فرما ہیں۔ اور درویشوں کو بلاتے ہیں مگر حضرت شیخ محمد جی سے فرماتے ہیں کہ تم میرے ہاں نہ آؤ۔ جب تک میرے غریب کا حق نہ ادا کر دو۔ عرض کیا حضور وہ کون ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا غریب اس کا نام غریب اس کی عادت ہے غریب اس کی قوم ہے۔ غریب اس کی صورت ہے اختیار پور کا رہنے والا ہے۔ حضرت شیخ محمد جی نے عرض کیا حضور آپ کے آستانہ پاک پر حاضر ہو کر اس کا حق ادا کروں گا۔ حضرت مخدوم پاک نے فرمایا نہیں اسی جگہ رامپور کے تکیہ میں اس کا حق ادا کرو۔

حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور حضرت شاہ غریب اللہ شاہ کو بلا کر فرمایا جلدی جاؤ اور غسل کر کے میرے پاس آ جاؤ۔ حضرت سید غریب اللہ شاہ نے غسل کیا اور حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ محمد جی صابری نے اپنے سامنے بٹھا کر اسرار حق تعلیم کئے اور اسم اعظم سکھایا اور نسبت صوری و معنوی منتقل کی اور فرمایا کہ سید غریب اللہ شاہ کو خلافت حضرت مخدوم العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عطا فرمائی ہے۔

لہٰذا جو شخص حضرت مخدوم العالمین بادشاہ دو جہاں والی کلیر سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشنودی چاہے وہ غریب اللہ شاہ کو پالکی میں بٹھا کر ان کی پالکی کو کندھا دے۔ چنانچہ آپ کو بحکم شیخ پالکی پر سوار کیا گیا کسی نے کندھا دیا۔ کسی نے ہاتھ لگایا۔ اور چلتے چلتے سولانی ندی کے پار اتارا۔ جب اس عزت کے ساتھ کلیر شریف پہنچے اور وہاں سے عرس کے بعد واپس آئے تو اس سے آپ کی مقبولیت و شہرت میں بہت اضافہ ہوا۔ جب آپ اپنے مرشد کے ہمراہ واپس پہنچے تو آپ کے پیرومرشد کی اہلیہ

Marfat.com

محترمہ نے اپنی خادمہ سے کہلوا کر بھیجا کہ حضرت سید غریب اللہ شاہ سے جا کر کہو کے بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ اگر تم اپنے مرشد کا چراغ جلتا ہوا دیکھنا چاہتے ہو تو اولاد کے واسطے دعا کرو۔ سخت سردی کا موسم تھا آپ اُسی وقت صدر پور کی جھیل میں جہاں ناف ناف جتنا پانی تھا کھڑے ہو گئے اور دعا میں مصروف ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے مالک ہلاک ہو جاؤں گا۔ لیکن نامراد نہیں واپس جاؤں گا۔ طفیل حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ میری دعا کو قبول کر اور میرے مرشد کے گھر میں فرزند عنایت کر۔

سرد موسم ہونے کے باوجود آپ مسلسل دعا والتجا میں مصروف رہے حتیٰ کے مغلوب الحال ہو گئے مگر اپنی جان کی پرواہ نہ کی۔ چنانچہ شب کے وقت آپ کو الہام ہوا کہ تمہارے پیر کے ہاں ایک بیٹا ہوگا۔ آپ نے عرض کی اے کریم تو وہاب ہے اور زیادہ دے آواز آئی دو بیٹے ہوں گے۔ پھر عرض کیا اور زیادہ دے۔ پھر آواز آئی چار بیٹے ہوں گے۔ پھر آپ نے عرض کیا مالک میری تمنا ہے کہ چاروں حافظ و عالم اور صوفی ہوں۔ اُدھر آپ کے شیخ حضرت محمد جی صابری کو عالم مکاشفہ میں معلوم ہوا کہ سید غریب اللہ شاہ خدا سے ضد کر رہا ہے۔ چنانچہ اُسی وقت مرشد کامل کی صورت روحانی طور پر نظر آئی اور کہا غریب اللہ شاہ اس ضد سے باز رہو جو کچھ خدا نے عطا کر دیا ہے اس پر شکر خداوندی کرو۔ اور پانی سے باہر چلے آؤ۔ مرشد کا حکم ملتے ہی آپ پانی سے باہر آ گئے اور صبح کو بعد نماز اشراق دروازہ پر جا کر بی بی صاحبہ کو خوشخبری سنائی کے مبارک ہو چار بیٹے ہوں گے۔ وہاں سے واپس ہو کر پیر و مرشد کی خانقاہ میں حاضر خدمت ہوئے اور سلام عرض کیا تو حضرت شیخ آپ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اب تم کو پیرزادیاں بار بار تنگ کریں گی۔ لہٰذا تم یہاں سے اختیار پور چلے جاؤ۔

مرشد کا حکم ملتے ہی آپ وہاں سے رخصت ہو کر اختیار پور تشریف اور خانقاہ قائم کر کے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور لنگر عام جاری کیا۔ اختیار پور میں خلق خدا آپ کے گرد رہنے لگی۔ ہزاروں افراد آپ سے بیعت و مستفیض ہوئے۔ آپ نے ان میں سے بہت سے طالبان حق کو منزل مقصود تک پہنچایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہ رمضان المبارک ۱۱۳۳ھ بمطابق ۱۷۲۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار اختیار پور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے دامنوں کو گوہر مقصود سے بھرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، فنافی اللہ، بقاباللہ، مرشد حق آ گاہ حضرت خواجہ غلام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔آپ کی ذات والاصفات سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کو کافی فروغ حاصل ہوا۔آپ جامع الحسنات وکمالات اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہوئے ہیں۔ظاہری و باطنی علوم سے مرصع تھے۔ہزاروں افراد نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔بہت سے گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ جیون شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سے مرید وخلیفہ ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری میں قصبہ ڈھلوان ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوا۔وہیں آپ کا مزارِ پُرانوار مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت سید غلام علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حضرت مولانا سید غلام علی شاہ صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مرشد آباد سادات کے گھرانے سے آپ کا تعلق ہے۔آپ ایک خاندانی رئیس اور زبردست عالم تھے۔عبادت وریاضت کے پابند اور شریعت وطریقت کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔حسن اخلاق صدق ووفا کے آپ پیکر ہیں۔علم ظاہری وباطنی میں بے مثال تھے۔

بیعت وخلافت ☆: ایک مرتبہ آپ زیارت حرمین شریفین کے واسطے حاضر ہوئے وہاں یکا یک طلب خدا کا شوق دل میں پیدا ہوا پیر کامل کی تلاش کرتے ہوئے ہندوستان آ کر اجمیر شریف میں حاضر ہوئے۔وہاں کسی پر عقیدہ نہ جما۔وہاں سے دہلی اور پانی پت میں آئے۔

وہاں حضرت قلندر صاحبؒ نے روحانی طور پر دستگیری فرمائی۔خواب میں کیا دیکھا۔کہ حضرت قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک گھوڑے پر سوار ہیں۔دوسرے پر حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ سوار ہیں۔حضرت قلندر

Marfat.com

صاحب رحمتہ اللہ علیہ مولانا غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ یہ تیرا پیر ہے۔ رہنہ میں اس کا مکان ہے شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ اس کا نام ہے۔ چنانچہ آپ صبح ہی رہنہ پہنچے۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا وہ تو عالم نہیں ہیں۔ قوم کے راجپوت ہیں اور دیہاتی ہیں۔ وہاں سے واپس آ گئے۔ عقیدہ نہیں جما۔ دوسری شب پھر قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں رہنہ جا۔ شاہ محمد جمال وہی ہیں جن کو تو نے دیکھا ہے۔ چنانچہ دوسری دفعہ گئے دوسری دفعہ بھی وابستگی حاصل نہ ہوئی واپس ہو گئے۔ اور سخت بے قرار ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیا۔ آخر رات کو دیکھا کہ ایک اژدھا نے آ کر نگلنا شروع کر دیا۔ مولانا نے ہر چند عملیات پڑھنے شروع کیے کچھ اثر نہ ہوا۔ اس وقت حضرت شاہ محمد جمال یاد آ گئے۔ اور بے اختیار ہو کر پکارا یا محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ اس وقت میری دستگیری کرو۔ چنانچہ اس وقت کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہیں اور نزدیک آ پہنچے اور اژدھے کے سر پر برچھا مارا۔ اس نے اگلنا شرع کر دیا یہاں تک کہ تمام بدن اگل دیا اور وہ صورت وہاں سے غائب ہو گئی جب آپ کو حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ کے عالم نہ ہونے کا خیال آیا تو خود امّی بن گئے۔ تمام علم بھول گئے۔ مولانا نے عرض کیا آپ ہی نماز پڑھائیں مجھے کچھ نہیں یاد رہا۔ حضرت نے فرمایا اے مولوی صاحب تم نے صفائیوں سے نسبت حاصل کی ہے۔ فقیروں کے ساتھ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ رات کا خاصہ ہے کہ صفات پر غالب رہتی ہے۔ تب آپ اپنے علم کے جال سے خالی ہو کر حضرت شاہ محمد جمال رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی اور طریقہ پیران چشت کا حاصل کیا۔ حضرت مولانا صوفی مشتاق احمد انبیہٹوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ شاہ آباد ضلع انبالہ میں غلام بھیکہ نامی نمبردار کے مکان پر گیا ان کے دروازہ میں ایک جگہ محفوظ دیکھی کہ تمام لوگ اس کو متبرک سمجھتے ہوئے ان کی عزت کرتے ہیں میں نے وجہ دریافت کی لوگوں نے بتایا کہ ہمارے جد امجد حضرت سید غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید صحبت یافتہ ذکر میں مصروف ہیں کہ ان کے انتقال کا وقت آ گیا یہیں ان کی چارپائی تھی یکایک وہ تعظیم کو اٹھے اور بشاش ہو گئے۔ جب سب نے حال دریافت کیا تو بتلایا کہ میرے پیر و مرشد حضرت مولانا غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روح مقدس اس وقت رونق افروز تھی چنانچہ اسی وقت سے ہم اس جگہ کا ادب کرتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۵ جمادی الاول ۱۲۱۰ھ بمطابق ۱۷۹۵ء کو ہوا۔ مزار شریف سلیھانی شریف انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی زمانہ، شیخ یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، حضرت صاحبزادہ غلام شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گنجینہ معرفت وحقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۸۰ھ کو حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون فقیر قطب الدارین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی دوسری اہلیہ محترمہ کے بطن مبارک سے قصبہ رام پور شریف انڈیا میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر عزیز چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو والد گرامی نے خود علوم ظاہری کی تعلیم دینا شروع کر دی اور سات برس تک خود زیور تعلیم سے آراستہ کرتے رہے۔ بعدازاں اپنے مرید صادق حضرت شاہ غلام حسین مراد آبادی چشتی صابری کے سپرد کر دیا۔ آپ جب تمام علوم ظاہری صرف نحو، فقہ، اصول حکمت، تفسیر وحدیث سے فارغ التحصیل ہوئے تو تلاش حق کی طرف مائل ہوئے۔

بیعت وخلافت☆: جب آپ کے سینے میں عشق کی آتش بھڑکی تو آپ کو والد گرامی حضرت شاہ عبدالکریم اخون فقیر علیہ الرحمۃ نے اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور ایک حجرہ میں گڑھا کھود کر اسم جلالیہ کی زکوٰۃ جس کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بیس ہزار بنتی ہے ایک سال میں پوری کی۔ اور ایک سال بعد حجرے سے باہر تشریف لائے تو والد گرامی اور شیخ طریقت کی طرف سے خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔ آپ نے جس حجرہ میں عبادت وریاضت کی اس میں سے بہت عمدہ خوشبو نکلتی تھی۔ لوگ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ آپ کے والد گرامی نے اس حجرے کو بند کروا دیا۔ اور وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد مجھے اس حجرے میں دفن کرنا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخون فقیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کو وصیت کے مطابق اُسی حجرے میں دفن کیا گیا۔

سیرت وکردار☆: آپ انتہائی نیک متقی وپرہیزگار تھے چھ سال کی عمر عزیز سے فرض نماز کی تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہونے دی۔ شب بھر میں دو گھنٹے سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔ شب وروز عبادت وریاضت میں مشغول رہتے اور خادموں کو تعلیم طریقت سکھاتے۔ آپ نے عمر بھر درس وتدریس کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ آپ کا اخلاق بہت عمدہ اور مہمان نواز بہت زیادہ تھے۔ حالت یہ تھی کہ سب سے پہلے مہمانوں اور خدام کو کھانا اپنے ہاتھ سے کھلاتے۔ پھر تھوڑا سا خود تناول

Marfat.com

فرماتے۔ ماہ رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ ماہ شوال کے چھ روزے بھی تمام زندگی رکھتے رہے۔ ہر سال ماہ رمضان میں دس روز کا اعتکاف فرماتے۔ بسا اوقات پورے پورے مہینے کا اعتکاف بھی کرتے تھے۔ عشرہ محرم میں روزے رکھتے۔ ان دنوں مساکین کو کھانا کھلاتے اور شربت تقسیم فرماتے تھے۔ ہر ہفتہ میں دوشنبہ اور پنجشنبہ اور ہر ماہ چاند کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ کو بھی روزہ رکھتے تھے۔ ربیع الاول شریف میں یکم سے گیارہ ربیع الاول تک روزے رکھتے تھے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۷ جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ بمطابق ۱۸۲۷ء کو رام پور شریف انڈیا میں ہوا۔ مزار پُر انوار والد گرامی کے مزار کے بالمقابل قصبہ رام پور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت میاں غلام حسین حریف چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، فیوض یزدانی، حضرت میاں غلام حسین حریف چشتی صابری رامپوری رحمتہ اللہ علیہ دلیل الکاملین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت غالباً ۱۲۰۳ھ کو رامپور شریف میں حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر چشتی صابری کے گھر ہوئی۔
آپ کا نام میاں غلام حسین ہے۔ آپ حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر کے صاحبزادے اور قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔

تعلیم و تربیت☆: آپ نے ابتدائی ظاہری تعلیم اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر اور حضرت شاہ غلام حسین مراد آبادی سے حاصل کی۔ ۱۲۲۹ھ میں بزرگان دہلی کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے تلاوت قرآن مجید اور دلائل الخیرات کی اجازت حاصل کی۔

بیعت و خلافت☆: آپ کی باطنی نسبت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اپنے والد گرامی کے خلفا سے تھی۔ جن میں حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی چشتی صابری صاحبزادہ عبدالقدوس چشتی صابری

Marfat.com

حافظ محمد حضرت ملا دریا خان، حضرت اخوند شاہ زمان اور حضرت شاہ غلام حسین المعروف شاہ محمد حسین مراد آبادی سے فیضان حاصل کیا ان سب حضرات سے اجازت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حاصل ہے۔ مگر غالب نسبت اور اجازت حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی ہے اسی لئے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں آپ کے پیشواؤں میں حضرت قبلہ حافظ صاحب کا نام آتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی سے اجازت وخلافت ہے۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں دعائے سیفی ودیگر اعمال وظائف میں حضرت میاں سید آل احمد اچھے میاں سے قصبہ مارہرہ میں ماذون ہوئے۔

مسند نشینی ☆: آپ چھ سلاسل سے اجازت لے کر اپنے والد مکرم حضرت شاہ عبدالکریم کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ سماع کے بہت شوقین تھے۔ وجد ورقص میں آپ کا چہرے کا رنگ بالکل متغیر ہو جاتا تھا۔ اپنے ہاتھوں کو بار بار اپنے سینے پر مارتے اور لباس کو عالم بیخودی میں چاک کر دیتے تھے۔ حاضرین مجلس حظ ولطف اٹھاتے تھے۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والے تمام امرا صاحب حیثیت تھے۔ ان میں اگر کوئی کسی مسکین کی امداد نہ کرتا تو آپ بہت ناخوش ہوتے تھے۔ اپنے مریدین پر شفقت فرماتے تھے۔ آپ کے تمام مریدین صاحب ذوق تھے۔ آپ اکثر وبیشتر اپنے پیر بھائی شیخ غلام حسین المعروف شاہ محمد حسین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے عرس میں شرکت کے لئے مراد آباد تشریف لے جاتے تھے۔ مراد آباد کے تمام شیوخ آپ کا دل وجان سے احترام کرتے تھے۔ خداوند عالم نے آپ کو بہت وجیہہ اور دراز قد خوبصورت وضع قطع کا مالک بنایا تھا۔

قسم عاشق اعتباری ندارد ☆: آپ کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند فقیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ایک مرید جو کہ امیر وکبیر اور صاحب حیثیت تھا۔ اس کا نام بھی امیر خان تھا۔ وہ آپ کی بارگاہ میں آیا کرتا تھا مگر آپ کو اس کا آنا پسند نہ تھا۔ کئی مرتبہ اس کو منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا۔ بالآخر وہ قید ہو گیا۔ اور پاؤں میں زنجیریں ڈال دی گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ رہا ہوا تو حضرت شاہ عبدالکریم ملاں اخوند کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ کسی نے اس سے پوچھا کیا تم نے شراب اب چھوڑ دی ہے۔ اس نے جواب دیا قسم عاشق اعتبار ندارد

Marfat.com

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے تین خلفائے نامدار ہوئے ہیں تینوں حضرات سے سلسلہ جاری ہوا۔ ان میں (اول) حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد محمود الحق چشتی صابری (دوم) حضرت غلام حسین خان عرف فقیر شاہ چشتی صابری (سوم) حضرت سید حافظ علی حسین چشتی صابری مرادآبادی علیہم الرحمۃ ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ رمضان المبارک بروز سوموار ۱۲۵۹ھ بمطابق ۱۸۴۳ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار والد گرامی کے ساتھ قصبہ رامپور شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مولوی غلام مصطفیٰ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: قدوۃ السالکین، عمدۃ الواصلین، سند الکاملین حضرت مولوی غلام مصطفیٰ چشتی صابری ثمہ وزیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ الاخیار ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف بزرگوں سے ہیں اور مرید وخلیفہ حضرت شیخ اللہ دتہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے تھے وہ مرید وخلیفہ شیخ کریم الدین کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد غوث کے وہ مرید وخلیفہ شیخ قادر بخش کے وہ مرید وخلیفہ حامد شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد صدیق لاہوری چشتی صابری کے وہ مرید وخلیفہ تھے شیخ محمد عارف کے وہ مرید وہ خلیفہ شیخ عبدالخالق وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ جان اللہ لاہوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے تھے۔ آپ اپنے وقت کے مشائخ میں صاحب دل اور صاحب باطن اور ممتاز واکمل اور صاحب کشف وکرامت اور پابند شریعت وطریقت بزرگ ہوئے ہیں۔ عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں درجہ کمال حاصل تھا۔ آپ انتہائی خلیق اور مہربان صفت کے مالک تھے۔ بناوت تصنع ریاکاری سے کوسوں دور تھے۔ آپ کے بعد آپ کے خالہ زاد بھائی حضرت سید چراغ علی شاہ سبزواری چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے خلفا میں ممتاز اور سجادہ نشین ہوئے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۶۷ھ بمطابق ۱۸۵۰ء کو ہوا۔ جناب

Marfat.com

بہادر شاہ لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات لفظ ''خدا پرست'' نکالی ہے۔

حضرت مفتی غلام سرور لاہوری قادری علیہ الرحمۃ نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے۔

چو از دنیا بفردوس بریں رفت غلام مصطفیٰ ہادی عالم

وصالش مخزن شرع است سرور دوبارہ جلوہ گر شد نور اعظم

۱۲۶۷ھ ۱۲۶۷ھ

مزار پُر انوار لاہور میں ہے۔

حضرت شاہ غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے جمیع اہل کمال، مرآۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل و حال سلطان ملک بقا قیم مقام رجال، ناطق اللسان احوال حضرت شاہ غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ حضرت شیخ شہاب الدین خان عرف کٹے بابا قادری علیہ الرحمۃ جو کہ اپنے وقت کے بہت بڑے نواب ہونے کے ساتھ ساتھ فقیروں درویشوں کے ساتھ خصوصی لگاؤ اور دلچسپی رکھتے تھے۔ برسوں خانقاہوں میں جاروب کشی فرماتے رہے۔ قادریہ سلسلہ میں بیعت تھے بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ کا آبائی علاقہ قندھار موضع پشین اور وطن شوراوک تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد قندھار سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے اور مراد آباد میں مستقل قیام پذیر ہو کر مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے والد گرامی نواب مدد علی خان کی شادی مرزا خان صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی۔ نواب مرزا خان کے ایک صاحبزادے جو کہ نوجوان اور نوابی کے باوجود نیک متقی و پارسا خدا ترس شخصیت کے مالک تھے۔ باوجود نواب زادہ ہونے کے پیدل سفر حج کرتے۔ کربلا معلی، نجف اشرف، عراق ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے تھے۔ اور ہر تیسرے سال واپس تشریف لایا کرتے تھے۔ انہیں اپنی ہمشیرہ (والدہ حضرت فقیر شاہ) سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو انہیں تبرکات دیتے تھے۔ جب ساتویں بار حج بیت اللہ شریف سے واپس ہوئے تو اس وقت آپ (حضرت فقیر شاہ) گود میں تھے۔ انہوں نے گود میں اٹھا

Marfat.com

کر خوب پیار کیا اور تبرکات چٹائے۔ اس وقت آپ کی عمر ڈھائی سال کی تھی۔ وہ آپ کو اپنی زبان چسایا کرتے تھے۔ ابتدائی عمر میں آپ نے تعلیم فقر سلسلہ آزادیہ کے کمالات تیرہ سال میں پورے کئے۔ جب آپ کی عمر سولہ برس کی ہوئی تو جلسہ فقر آزادایہ میں شرکت کرنے لگے۔ آپ نہایت خوبصورت تھے۔ سیاہ کفنی کنٹھ بیراگن جسم مبارک پر ہوتی تھی، آپ کو درویش اور دنیادار دیکھ کر ششدرہ رہ جاتے تھے۔ سولہ برس کا سن آغاز شباب، رنگ سرخ وسفید، سونے پر سہاگہ، نوابزادہ اور لباس فقر آزادیہ شان اور مرتبہ یہ کہ جس پر آپ کی ایک نظر پڑی یا جس نے کمال عقیدت سے دیکھا فوراً سیاہ کفنی کنٹھ کا عاشق ہو کر مرید ہو جاتا تھا۔

آزادیوں کا جلسہ☆: ایک مرتبہ مراد آباد محلہ گلشہید عقب مسجد سرائے میں ایک بہت بڑا اجتماع تھا۔ جس میں آزادیوں کا ایک جلسہ ہوا۔ سلسلہ آزادیہ سے تعلق رکھنے والے دور دراز مقامات اور پنجاب سے درویش آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو کسی سے معلوم کیا کہ یہ درویش نوعمر کون ہیں؟ کسی نے بتایا کہ یہ نواب روندے خاں کے پوتے نواب غلام حسین خان ہیں۔ ان کو لباس درویشی کا شوق ہو گیا ہے اس لئے پہن لیتے ہیں۔ پنجاب سے آئے ہوئے درویش ششدرہ رہ گئے اور کہنے لگے نوابزادے اور یہ لباس۔ آخران درویشوں نے آپ سے فقر کے متعلق گفتگو شروع کی اور کہا کہ اگر ہمارے سوالوں کا جواب صحیح نہ دے سکے تو یہ سیاہ کفنی بیرا کنٹھ ہم تم سے چھین لیں گے اور جب تک ہمارے مرید نہ ہو گے تب تک یہ لباس پہننے نہ دیں گے۔
یہ سن کر آپ ان درویشوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ بتاؤ تمہارا سوال کیا ہے؟ اس فقیر کو جو کچھ یاد ہوگا وہ تم سے کہہ دے گا۔ اگر تمہارے سوال کا جواب نہ دے سکا تو یہ لباس اتار کر تم کو دے دوں گا۔ مگر یہ بات بھی سن لو کہ تمہارے سوال کے بعد ایک سوال میں بھی تم سے کروں گا۔ یہ شرائط طے ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ بتاؤ تمہارا سوال کیا ہے؟ پنجابی درویشوں نے دل میں خیال کیا کہ یہ تو نوابزادے ہیں ان کو فقر سے کیا تعلق ہوگا اور ان کا سوال ہی کیا ہوگا۔ یہ تو شوقیہ لباس درویشوں والا پہن کر اپنے کو فقیر کہلاتے ہیں۔ بالآخر اُن درویشوں نے اپنے سلسلہ آزادیہ کے طریقہ کے متعلق آپ سے چند سوال کئے جن کا جواب آپ نے پورے اعتماد سے ان کی مرضی کے مطابق دیا اور پھر ان سے پوچھا

Marfat.com

کیا تمہارے سوالوں کا جواب تمہیں مل گیا ہے۔ وہ کہنے لگے جناب آپ کے جوابات سے ہماری تسلی ہو گئی ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے جو سوالات مجھ سے کیے ہیں ان کا جواب ہر فقیر دے سکتا ہے اور کوچہ فقر اور ان سوالات سے فقیر کو کچھ تعلق نہیں تمہارے سوالات جدا ہیں اور فقیری جدا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم میرے سوال کا جواب دے کر میری خواہش بھی پوری کرو۔ انہوں نے عرض کیا جناب فرمایئے آپ کا سوال کیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اب فقیر کی تسبیح بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o پڑھتی ہے۔ اور تمہاری تسبیح اگر کلمہ طیبہ پڑھے اور بیراگن کلمہ شہادت پڑھے اور تم میں سے ہر فقیر کی بیراگن کلمہ توحید پڑھے گی۔ یہ سن کر وہ خاموش اور حیران رہ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے اور تمہاری تسبیح سے آواز نہیں نکلے گی تو تمہیں جملہ سامان کفنی بیراگن مجھے دینا ہوگی۔ تمام درویش سلسلہ آزادیاں حیران ششدہ رہ گئے۔ چہروں کے رنگ فق ہو گئے اور جواب نہ دے سکے۔ اور قدموں میں گر کر عرض کرنے لگے یا حضرت ہمیں اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشیں اور ہماری گستاخی معاف فرمایئے۔ ہم نے آج تک سخن آیات یاد کیں اور اس کو فقر و فخر سمجھتے رہے۔ مگر آواز کا نکلنا لباس فقر کے یہ کام اولیائے اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ہوسکتا۔ وہ تمام درویش آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنا تمام سامان فقر اور لباس آپ کے حوالے کر کے مدت دراز ت آپ کی خدمت میں مصروف و مشغول رہے۔ آپ کے فیضان و کرم سے یہ تمام کے تمام دولت فقر سے مالا مال ہو کر پنجاب کی جانب رخصت ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: جب آپ کی ولایت کا شہرہ پنجاب اور دیگر شہروں میں ہوا تو ہر طرف سے مخلوق خدا آکر فیضیاب ہونے لگی۔ اور آپ نے سلسلہ آزادیہ میں پوری طرح تکمیل فرما لی اور کتب دینیہ کے مطالعہ سے فراغت پائی تو آپ رامپور شریف لے گئے اور وہاں جا کر اپنے ہم نام بزرگ جناب حضرت شیخ غلام حسین شاہ چشتی صابری سجادہ نشین زیارت حلقہ والی رامپور کے دست حق پرست پر چار پیر چودہ خانوادوں میں بیعت سے مشرف ہوئے اور ان تمام سلاسل و خانوادوں کی اجازت اور خلافت اپنے مرشد سے حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

نوٹ ☆: آپ کے پیشواء کا نام نامی بھی غلام حسین ہے اور آپ کا نام بھی غلام حسین خرقہ

Marfat.com

خلافت عطا فرماتے ہوئے آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا تمہارا نام فقیر شاہ رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سے آپ فقیر شاہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ حالانکہ آپ نوابزادہ تھے، آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔ غلام حسین المعروف فقیر شاہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ غلام حسین مرید و خلیفہ پسر بزرگوار حضرت شاہ عبدالکریم ملا اخوند فقیر مرید و خلیفہ حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری مرید و خلیفہ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرضوان۔

بے ادب بے مراد با ادب با مراد☆: ضلع مراد آباد کا مردم خیز قصبہ کندرکی جہاں مختلف مذاہب اور فرقوں کے لوگ رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ بیل گاڑی میں سوار ہو کر کہیں سفر سے واپس آ رہے تھے کہ کندرکی کے مقام کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ چند لڑکے حلقہ مشائخ کی نقل کر رہے ہیں۔ آپ بیل گاڑی سے نیچے اترے اور ان لڑکوں کے پاس جا کر دو چار ضربیں لگائیں اور بیل گاڑی میں بیٹھ کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد ان لڑکوں نے بھی ذکر شروع کیا۔ اور ضربیں لگانے میں اسی قدر مصروف ہو گئے کہ ان کو اپنی خبر نہ رہی۔ یہاں تک کہ بہت سے لڑکے ذکر کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ لڑکوں کے والدین پکڑ پکڑ کر ان کو گھروں کی طرف لے جا رہے تھے جب چھوڑتے تو وہ گھر سے نکل کر اُسی جگہ آ جاتے تھے۔ جب وارثان نے دیکھا کہ یہ کسی طرح بھی قابو میں نہیں آتے اور ان کو بالکل ہوش نہ ہے تو وہ ان کو گودیوں میں اٹھا کر آپ کی خدمت اقدس میں لے کر آئے۔ آپ نے پانی دم کر کے پلایا تو ہوش میں آ گئے۔ ان میں سے بہت سے شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے اپنے عقیدہ سے توبہ کی اور سنی حنفی ہو کر آپ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

واقعہ قبل از وصال☆: ۱۳ شوال بروز جمعہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر جب گھر تشریف لائے تو اپنے ساتھ کورے مٹکے مٹی کے لوٹے اور کفن کا کپڑا اور آم لائے اور اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ آم کھالو۔ عورتوں کا جیسا معمول ہے اس کے مطابق انہوں نے جواب دیا رکھ دو کھالوں گی۔ یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا مگر ان ہاتھوں سے کھانا نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ اٹھیں اور آم کھائے۔ آپ چادر تان کر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد گھر والوں نے دیکھا تو آپ کا وصال با کمال ہو چکا تھا۔

Marfat.com

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۳ شوال بروز جمعۃ المبارک ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۸۵۴ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار بمقام کٹ گھر کنارہ دریائے گنگا مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

مادہ تاریخ وصال۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۱۲۷۰ھ ہے

حضرت سائیں غلام قادر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : پیکر علم و عرفان، شیخ العصر حضرت سائیں غلام قادر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ موضع میٹراں، سرہند کورالی کے نزدیک رہنے والے اور قوم سے جٹ زمیندار تھے۔ آپ ہمیشہ بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے عرس وغیرہ میں شرکت فرماتے۔ خانقاہ عالیہ حافظیہ مانکپور شریف میں بڑی ہی عقیدت و محبت سے آپ کا آنا جانا رہتا تھا۔ آپ ہمہ وقت محویت میں رہا کرتے تھے۔ مست الست زندگی آپ کا خاصا رہا ہے۔ آپ حضرت گوہر علی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف تھے تمام زندگی مرشد کی خدمت کی اور ان کی تعلیمات پر سختی سے کاربند رہے۔ حضرت مخدوم صابر کلیری سے جنون کی حد تک عشق تھا۔ مرشد کامل نے سلوک کی منازل طے کرانے کے بعد آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا۔ آپ کا سلسلہ بہت وسیع تھا آپ کے حلقہ میں مسلمان تو مسلمان ہندو بھی آپ کے غلام اور عقیدت مند تھے۔ بہت سے افراد آپ سے فیض یاب ہو کر کامل و اکمل بنے ان میں حضرت پیر میاں قدرت اللہ شاہ کے ذریعے سلسلہ کو بہت عروج ملا۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۲۸ء ماہ جیٹھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار موضع میٹراں ضلع انبالہ انڈیا میں تعمیر کیا گیا۔ ۱۹۴۷ء کے غدر سے پہلے تک آپ کا دربار اصل حالت میں تھا قیام پاکستان کے بعد حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری علیہ الرحمۃ نے مرمت کرائی۔ تقسیم ہند کے بعد اس جگہ پر سکھوں نے قبضہ کرلیا تھا جس کی وجہ سے دربار شریف کا تقدس بھی پامال ہوا اور آپ کے دربار شریف کے ساتھ مسجد پر بھی سکھوں نے قبضہ کر کے رہائش

Marfat.com

اختیار کر لی تھی۔ تقسیم ہند کے وقت جب لوگ پاکستان آ رہے تھے تو اس قافلے میں آپ کے صاحبزادے بھی تھے جن کو سکھوں ہندوؤں نے شہید کر دیا تھا آپ کے خاندان کے بقیہ لوگ گوجرانوالہ میں آ کر آباد ہوئے۔

حضرت پیر غلام محمد چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجمع الحسنات، مجسمہ کمالات وفیوض وبرکات وکرامات، حضرت پیر غلام محمد چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ مزین بعزت مرتبہ کمال ہیں۔ آپ پشاور کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے والد گرامی اور ماموں حضرت شاہ عبدالرحمٰن رامپوری چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وعقیدت مند تھے۔ آپ حضرت محمد قاسم شاہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت محمد قاسم شاہ چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ نے ایک دن آپ کو حکم دیا کہ آپ پشاور سے ہجرت کر کے لاہور چلے جائیں اور وہاں پر خانقاہ قائم کر کے سلسلہ رشد و ہدایت جاری کریں۔ چنانچہ شیخ کامل کا حکم ملتے ہی آپ لاہور پہنچے اور خانقاہ قائم کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رشد وہدایت کے کام کا آغاز کر دیا۔ آپ کی خانقاہ میں ہر وقت مستور اور دکھی انسانیت کا ہجوم رہنے لگا۔ ہزاروں افراد کے آپ کے در دولت سے عرفان وفیضان کی دولت حاصل کر کے واپس لوٹے۔

لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ لاہور میں رہ کر آپ اکثر و بیشتر حضرت سیدنا عثمان علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار مرکز تجلیات پر حاضری دیتے تھے۔ ہر جمعہ کو آپ کی خانقاہ عالیہ میں محفل ذکر وفکر وختم خواجگان ہوتی تھی۔ ہر ماہ قمری چھ تاریخ کو خواجہ غریب نواز کا ختم شریف اور ہر ماہ کی قمری تیرا تاریخ کو سلطان الاولیاء حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کراتے تھے۔ آپ کا سلسلہ طریقت حضرت مرشد پاکاں خواجہ سید صوفی محمد حسین مراد آبادی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ سے اس طرح ملتا ہے۔ پیر غلام محمد مرید وخلیفہ حضرت سید محمد قاسم شاہ مرید وخلیفہ سید عبدالرحمٰن شاہ کے تھے وہ فرزند مرید وخلیفہ تھے سید محمد شاہ کے۔ وہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ صوفی محمد حسین مراد آبادی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کو لاہور میں ہوا۔ وہیں مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

منقبت درشان حضرت سیّد غلام حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

یہ رمز عنایت ہے تفسیر حقیقت ہے
ہر رنگِ عطا ان کا عنوان محبت ہے
شاہ جی کے گداؤں میں اِک شان فراست ہے
ہر بات مکمل ہے ہر قول حقیقت ہے
خالق شاہ ہوں یا عبدالحکیم یا حضرت فیض الدین
شاہ جی کے جلوؤں کی ہر اِک پہ عنایت ہے
خود قطب دکن نے دستار تمہیں باندھی
یہ شان فضیلت ہے یہ حسن خلافت ہے
قرآن پڑھیں شب بھر ہر روز ہوں روزے سے
یہ رغبت قرآں ہے یہ اوج طہارت ہے
جو مقتدی ان کا ہے وہ قائد عقبیٰ ہے
یہ ان کے مراتب ہیں یہ اُن کی امامت ہے
سبطین میں کیا مانگوں کیا میں نے نہیں پایا
ہر شعبۂ ہستی میں اللہ کی رحمت ہے

کلام: حضرت سبطین شاہ جہانی

حضرت خواجہ سیّد غلام حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : نسبت رسولی، پروردۂ نگاہ لطف مدنی، گنجینۂ علوم لدنی، عالم ربانی، مقیم لامکانی، مرشد لاثانی، مقبول بارگاہ رحمانی، محرم اسرار سبحانی، واقف اسرار رموز حقانی، مالک دو بین، پیشوائے اہل دین، متمکن بمقام یقین، دلیل العارفین، محبوب رب العالمین، سر حلقۂ اربابِ صدق و یقین، عمدۃ السالکین، امام العاشقین، برہان الواصلین، منہاج المتقین، محدث وجدو پیان قبلۂ طالبان، حضرت خواجہ پیر سیّد غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سادات حیدر آباد دکن کے عظیم روحانی چشم و چراغ اور نیرّ تاباں ہیں۔ اور حیدر آباد دکن میں ہی آپ کی ولادت باسعادت ظہور پذیر ہوئی۔ سلسلہ ولایت وعلم وعرفان آپ کے گھر میں پُشت در پُشت نسل در نسل چلا آ رہا ہے۔ گھر کے علمی اور روحانی ماحول کی بنا پر آپ جلد ہی ایک کندن بن گئے اور دنیاوی اور دینی علوم مروجہ سے فراغت کی سند پا کر خانقاہی نظام سے منسلک ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کے روئے تاباں پر بچپن سے ہی آثار ولایت نظر آتے تھے۔ آپ کے چہرۂ انور کو دیکھنے والا چہرہ پر علم وعرفان کی بارش دیکھ کر دنگ رہ جاتا۔ خداوند کریم نے جس طرح ظاہری حسن کی دولت سے آپ کو نوازا ہوا تھا۔ اسی طرح باطنی حسن سے بھی مالا مال تھے۔

بیعت وخلافت☆: آپ پیر دستگیر حضرت سیّد ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری حیدر آبادکنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے بعدازاں عبادت وریاضت کی تکمیل اور مدارج سلوک طے کرانے کے بعد آپ کے پیرومرشد نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرمایا کہ صاحب ارشاد کیا اور آپ کو اپنا خلیفہ اکبر واعظم مقرر فرما کر اعزاز بخشا۔

سیرت وکردار☆: آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی صالح عابد وزاہد اور نیک نام تھے۔ تمام زندگی حصول علم کے متلاشی رہے اور نماز پنجگانہ کا خصوصی اہتمام فرماتے حتیٰ کہ حالت یہ تھی کہ آپ نے کبھی تکبیر اولیٰ تک فوت نہ ہونے دی۔ نماز تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد کے علاوہ کثرت سے نوافل کا اہتمام فرماتے تھے۔ آدھی رات کے بعد ذکر و جہر حضرت سید میراں شاہ بھیکھ کے انداز کے مطابق کرنا آپ کا معمول تھا دن کے وقت دو گھنٹے طالبین کو تعلیم رشد و ہدایت دیتے بعدازاں قیلولہ فرماتے بعد نماز ظہر اوراد وازکار سے فارغ ہو کر آنے والے مہمانوں پر توجہ دیتے۔ بعد نماز عصر عقیدت مندان کو خصوصی ہدایات دیتے اور تصوف کے مسائل سمجھاتے غرض کہ دن ورات آپ کا اوڑھنا بچھونا شریعت وطریقت کی تعلیم کا حصول اور طالبان رشد وہدایت کی رہنمائی آپ کا شعار رہا۔ آپ ہمہ وقت باوضو رہتے کبھی بھی ماسوائے قضائے حاجت کے آپ کا وضو باطل نہ ہوا۔ ہر وقت یاد خدا اور تصور شیخ میں مستغرق رہتے۔ خداوند کریم نے آپ کو ظاہر و باطنی حسن کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے غیر مسلم صرف آپ کا روئے تاباں دیکھ نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوئے بلکہ آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہو کر عابد وزاہد کہلائے۔ سلوک کی تعلیم دینے کا آپ کو اس قدر ملکہ اور خاصہ تھا کہ عام آدمی بھی باآسانی آپ کی بات اور اس سے نکلنے والے مقصد کو سمجھ جاتا اور یہی وجہ تھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے حضرات بہت جلد اپنی منزل اور مقام کو پالیتے اور خدا رسیدہ ہو جاتے تھے۔

Marfat.com

آپ کی تحریر وتقریر میں ایک جادو آنہ تاثیر تھی کہ سننے والے کے دل میں اترتی جاتی اور تحریر کا حال یہ کہ معمولی پڑھا لکھا بھی پڑھنے کے بعد بڑے پڑھے لکھوں سے گفتگو میں آگے نکل جاتا تھا۔ اخلاق محمدی کا عملی نمونہ آپ کی ذات والا صفات تھی ایثار کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی نہ جھڑکا اور مانگنے والے کو اس کی ضرورت سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ سخاوت کا عالم یہ تھا کہ خانقاہ شریف کے دروازے ہر شخص کے لئے کھلے تھے۔ دن ہو یا رات آپ کا لنگر جاری رہتا تھا۔ آنے والے مہمان سے آپ سب سے پہلا جو سوال کرتے تھے وہ لنگر کا ہوتا اور فرماتے کے فقیر کے دروازے سے لنگر کھائے بغیر نہیں جانا چاہیے۔ آپ کی گفتگو میں اس قدر حلیمی اور نرمی تھی آنے والا جب کوئی تکلیف بیان کرتا یا اپنا کوئی مسئلہ پیش کرتا تو آپ اس کی بات کو پوری توجہ سے سنتے۔ ابھی آپ اُس کو پورا جواب بھی نہ دے پاتے تھے کہ آنے والا اس طرح محسوس کرتا کہ میرا مسئلہ اور مشکل حل ہو چکی ہے۔ آپ کے پاس تمام مکاتب فکر اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی آ کر فیض یاب ہوتے تھے۔۔ آپ کا معمول تھا کہ سال بھر میں ایک مرتبہ اپنے عقیدت مندان اور بزرگان کے ہاں عرس یا میلاد شریف کی محافل میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ حیدر آباد دکن میں ہونے والی روحانی تقریبات کے علاوہ بالخصوص میرٹھ میں حضرت سیّد مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ، حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور حضرت صابر بخش علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ دریا گنج نزد دہلی شہر کے علاوہ انبالہ مظفر نگر اور مشرقی پنجاب کی طرف ضرور تشریف لے جاتے اور اس دوران اپنے بزرگان کے علاوہ دیگر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کرتے ان کے عرس کی محافل میں شریک ہوتے اور اپنے عقیدت مندان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے اور پوری پوری رات ان کو ذکر جہر کا طریقہ بتاتے۔ آپ کے زمانے کے صوفیاء اپنے مریدین کو تربیت کے لئے آپ کی خدمت میں روانہ کرتے وہ اس لئے کہ آپ کا انداز تربیت انتہائی آسان اور عام فہم ہونے کے علاوہ اخلاق وعرفان سے مزین ہوتا تھا۔ آپ نے پوری زندگی کسی کا دل نہ دکھایا اور نہ ہی کسی کا مال اپنے اوپر روا سمجھا اگر کوئی عقیدت مند آپ کو نذر کے طور پر کچھ دیتا تو آپ اسے واپس لوٹا دیتے اور فرماتے اس پیسے سے کچھ سامان خرید کر اپنے بچوں کو میری طرف سے دے دینا۔ مجھ سے زیادہ ان کا حق تم پر ہے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ مرید کا پیسہ پیر پر اس وقت تک حرام ہے جب تک وہ

Marfat.com

ایک کے بدلے دس دلوانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ آپ فرماتے تھے کہ پیر کا کام مرید سے لینا نہیں بلکہ دینا ہے چونکہ مریدین بیچارے صبح سے شام تک اپنی گزر اوقات کے لئے محنت و مزدوری اپنے بال بچوں کے لئے کرتا ہے نہ کہ پیر کے لئے۔ اس لئے شیخ کو چاہیے کہ وہ مرید کے مال پر نظر نہ رکھے بلکہ اس کے حال پر نظر رکھے۔ محفل سماع آپ اس قدر سنتے تھے کہ بے خود ہو جاتے اور اس بے خودی میں قوالوں پر روپوں کی بارش کرتے رہتے۔ اہل دنیا حیران و دنگ رہ جاتے کہ صرف جیب میں ہاتھ جانے کی دیر ہوتی کہ روپوں کے انبار نکلتے رہتے ہیں۔ بعض حضرات آپ کے خرچ اور انداز شاہانہ کو دیکھ یہ محسوس کرتے کہ آپ کے پاس دست غیب ہے۔

حضرت قمر المشائخ کا آپ کو خراج تحسین ☆: راولپنڈی شہر کے عظیم روحانی پیشوا قمر المشائخ پیر طریقت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۔۱۶ ذی الحج ۱۹۹۹ء اکثر اپنی محافل اور مجالس میں آپ حضرت سید غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑی محبت سے فرمایا کرتے۔ حالت یہ تھی کہ حضرت قمر المشائخ جب آپ کا اسم گرامی زبان پر لاتے تو آبدیدہ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے میں اگر چہ اپنے مرشد حضرت اللہ دیا شاہ علیہ الرحمۃ کا مرید و خلیفہ ہوں مگر تصوف کی تعلیم میں نے حضرت سید غلام حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حاصل کی ہے۔ حضرت قمر المشائخ فرماتے تھے کہ حضرت کا انداز گفتگو اس قدر پختہ اور علمی ہوتا تھا مگر باوجود اس کے عام آدمی با آسانی بات اور اس کے مقصد کو سمجھ جاتا تھا۔ آپ انتہائی درجہ کے خلیق و شفیق اور مہربان طبیعت کے مالک تصور کیے جاتے ہیں۔ حضرت قمر المشائخ فرماتے ہیں کہ میرٹھ میں جب کبھی آپ اپنے پیر بھائی حضرت اللہ دیا شاہ علیہ الرحمۃ جو کہ میرے پیر و مرشد ہیں کے پاس تشریف لاتے تو آپ مجھ پر خصوصی شفقت اور توجہ فرماتے اور پھر گرد و نواح میں جہاں کہیں بھی عرس وغیرہ کی محافل میں تشریف لے جاتے تو مجھ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ آج کے دور میں حضرت جیسا درویش کوئی نظر ہی نہیں آتا۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: یوں تو آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر راقم الحروف کو ابھی تک جن حضرات کے اسمائے گرامی ملے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ (نمبر ۱) حضرت خلیفہ

Marfat.com

جمیل احمد خان چشتی صابری امروہوی محلہ بٹواں امروہہ ضلع مراد آباد یوپی انڈیا۔ (نمبر۲) خلیفہ وزیر علی چشتی صابری امروہوی ضلع مراد آباد انڈیا۔ (نمبر۳) خلیفہ حضرت سید ولی محمد شاہ علیہ الرحمۃ ساکن موضع پوٹھ ضلع میرٹھ۔ (نمبر۴) حضرت صوفی عبدالحکیم چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ پاکستان میں مرجع خاص وعام ہے۔ (نمبر۵) خلیفہ حضرت صوفی پیر سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار گلالی پور شریف چک ۲۷ گ۔ب فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ (نمبر۶) خلیفہ حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ المتوفی ۲۴ جون ۲۶ جمادی الثانی ۱۹۷۶ء بروز جمعرات بوقت بعد نماز فجر آپ کی مرقد منورہ مرکزی قبرستان عیدگاہ شریف راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جو کہ فقیر راقم الحروف کے والد گرامی ہیں اور آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کی یاد میں قائم کردہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ہر سال ۳ یا ۴ جولائی کو منایا جاتا ہے۔ ملک بھر سے جید علمائے کرام اور مشائخ عظام اور لاتعداد عقیدتمندان شرکت کرتے ہیں۔ تمام رات محفل سماع ہوتی اور لنگر عام بھی ہوتا ہے۔

آپ کی علمی یادگاریں ☆: آپ ایک بہترین عارفانہ کلام کے شاعر بھی تھے کافی تعداد میں آپ کی مناقبات قبلہ والد گرامی کے ورثہ سے قلمی مخطوطے فقیر راقم الحروف کے پاس موجود ہیں جن میں چند ایک مناقبات اور غزلیں مضمون کے آخر میں عوام وخواص کے استفادہ کے لئے پیش کی جاری ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے چچا مرشد اور پیر بھائی حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ احمد آبادی ثمہ میرٹھی علیہ الرحمۃ کے نام سے منسوب کر کے ایک کتاب تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ اور اس کے علاوہ دوسری کتاب اخلاق صابری فی عرفان باری جو کہ تصوف کی تعلیم پر ہے اور اس میں پہلے سوال پھر جواب کے انداز میں لکھی ہے یہ کتاب فقیر راقم الحروف کے پاس لائبریری میں موجود ہے۔ جس میں سے چند ایک سوال وجواب عوام وخواص کے لئے پیش خدمت ہیں۔

سوال نمبر۱☆: کسی نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت خدا سے کیا مانگنا چاہیے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ خدا سے خدا کو مانگنا چاہیے اور خیریت وعافیت دونوں جہاں کی۔ پھر آپ نے درج ذیل شعر پڑھا:

خواہم از تو خوبی ہر دوسرا   وز تو خوا ہم از ترا اے رہنما

Marfat.com

چاہتا ہوں تجھ سے یا رب خوبی دو جہان کی۔ اور تجھ سے تجھ کو چاہتا ہوں۔ اے خدا۔ اے رہنما۔

سوال نمبر۲ ☆: کسی نے آپ سے پوچھا کہ سلوک کیا ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ سلوک یہ ہے کہ: احکام الٰہی کا بجالانا۔ اور بندگان خدا پر شفقت کرنا۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

سالکان حق در اسراو　　　یک زماں غافل نیند از جستجو

ترجمہ ☆: سالکان راہ اس کے حکم میں ایک لحظہ بھی غافل نہیں ہیں جستجو سے۔

سوال نمبر۳ ☆: کسی نے آپ سے سوال کیا حضرت زندگی کیونکر بسر کرنی چاہیے۔ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: کہ زندگی خوشی اور کم آزاری کے ساتھ۔ پھر آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا:

باید چو برق خندہ زنان زیست در جہاں　　　نہ ہچوا بر برسرِ دنیا گریستن

ترجمہ ☆: چاہیے کہ مثل بجلی کے ہستی ہووے جینا جہان میں۔ نہ کہ ابر کی مانند دنیا میں روتے رہنا۔

سوال نمبر۴ ☆: کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ حضرت عمر کو کس شغل میں صرف کرنا چاہیے۔ تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ اپنی زندگی کو علم کے حصول اور اس پر عمل کرنے میں صرف کرنا چاہیے پھر آپ نے اس مقام پر شعر پڑھا:

میا موز جر علم گرعا قلی　　　کہ معلم بودن بود غافلی

ترجمہ ☆: مت سیکھ سوائے علم کے اگر عقلمند ہے تو۔ کہ بے علم رہنا غفلت میں رہنا ہے۔

سوال نمبر۵ ☆: پھر اسی شخص نے دوبارہ سوال کیا حضرت علم حاصل کرنے سے کیا نتیجہ ملتا ہے؟ تو آپ نے بڑا ہی خوبصورت جواب عنایت فرمایا: کہ علم کو حاصل کرنے والا اگر چھوٹا ہو تو بڑا اور بزرگ بن جاتا ہے۔ اور اگر فقیر ہے تو تونگر بن جاتا ہے۔ پھر آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا:

قیمت علم ہم چو زر باشد　　　چونکہ شد کہنہ تازہ تر باشد

ترجمہ ☆: علم کی قیمت مانند زر کے ہے جبکہ کہنہ ہووے زیادہ ہوئے تازہ ہوئے۔

سوال نمبر۶ ☆: آپ کی خدمت میں کسی نے سوال کیا کہ سیدھا راستہ کیونکر معلوم ہووے۔ تو

Marfat.com

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ سیدھا راستہ علم کی روشنائی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر یہ شعر پڑھا:

چو شمع از پیئے علم باید گداخت　　　که بے علم نتواں خدارا شناخت

ترجمہ☆: مانند شمع کے علم کیلئے گلنا چاہیے۔ کیونکہ بغیر علم کے آدمی خدا کو نہیں پہچان سکتا۔

سوال نمبر ۷☆: ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کیا حضرت یہ فرمایئے کہ دنیا کس کو کہتے ہیں؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو شئے آخرت میں کام نہ آوے اس کو دنیا کہتے ہیں۔ پھر آپ نے درج ذیل شعر مناسب حال پڑھا:

چیست دنیا از خدا غافل بدن　　　نے قماش نقرۂ و فرزند وزن

ترجمہ☆: دنیا کیا ہے؟ خدا سے غافل ہونا۔ چاندی سونا مال و دولت بیوی بچے کیا یہ دنیا نہیں ہے۔

سوال نمبر ۸☆: کسی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور یہ فرمایئے کہ سلوک کے راستہ کے لئے روشنائی کیا ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مغلوبی نفس، یعنی نفس کو عاجز کرنا۔ پھر آپ نے درج ذیل شعر پڑھا:

ہر کہ نفس خویش را مغلوب کرد　　　آتش دوزخ بروگر دید سرد

ترجمہ☆: جس نے اپنے نفس کو قابو کیا، عاجز کیا۔ دوزخ کی آگ اس پر سرد ہو جائے گی۔

سوال نمبر ۹☆: کسی نے آپ سے پوچھا کہ نفس کس تدبیر سے عاجز ہوتا ہے؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ نفس کو مغلوب کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس کی مخالفت کی جائے۔ پھر آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا:

مراد ہر کہ بر آری مطیع امر شود　　　خلاف نفس کہ فرماں چو یافت بیزار است

ترجمہ☆: مراد جس کی تو پوری کرے گا وہ تیرے تابع اور فرمانبردار رہے گا۔ بخلاف نفس کہ جب نفس کی مراد پوری ہوتی ہے تو یہ سرکشی کرتا ہے۔ لہٰذا اس کی مراد پوری نہیں کرنی چاہیے۔

سوال نمبر ۱۰☆: ایک شخص نے سوال کیا حضرت عزت کس چیز سے زیادہ ہوتی ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کم بولنے سے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا درج ذیل پڑھا:

Marfat.com

بہ پیرے رسیدم در اقصائے یونان بدو گفتم اے آنکہ با عقل و ہوشی

ترجمہ☆: میں ایک بزرگ کے پاس ملک یونان میں گیا۔ ان سے میں نے پوچھا کہ آپ صاحب عقل و ہوش ہیں۔ آدمی کے لئے بہر حال میں کون سی بات بہتر ہے جو اختیار کرے تو فرمایا اگر سچ پوچھتا ہے تو خاموشی ہے۔ خاموشی یعنی خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔

سوال نمبر ۱۱☆: کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ نیکی سب سے زیادہ کس کے ساتھ کرنا چاہیے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ماں اور باپ کے حق میں۔ یعنی سب سے زیادہ نیکی ماں باپ کے ساتھ کرنا بہتر ہے۔ اس کے بعد آپ نے درج ذیل شعر پڑھا اور فرمایا:

جنت برضائے مادر انست حقا کہ رضائے مادر انست

ترجمہ☆: جنت ماں باپ کی رضامندی سے ملتی ہے۔ قسم اللہ کی ہماری رضامندی بھی اسی میں ہے۔

آپکی تبلیغی خدمات☆ آپ کا زندگی بھر کا معمول تھا کہ سال بھر میں صرف دو ماہ اپنے گھر حیدرآباد دکن میں قیام فرماتے اور بقایا سال کے ۱۰ ماہ تبلیغی دروے پر رہتے حیدرآباد دکنی سے پورب، مدراس، کچھوچھہ شریف، بمبئی، کلکتہ، آگرہ، دہلی، مظفر نگر، سہارنپور، کرنال، پانی پت، میرٹھ، انبالہ، گنگوہ شریف، روپڑ شریف، ٹھیکہ، گھڑام شریف، کلیر شریف، اجمیر شریف، مہرولی شریف، جالندھر، پٹیالہ، امرتسر، لاہور، بہاولپور، بہاولنگر، سمہ سٹہ اور دیگر اضلاع میں آپ نے مریدین کے ہاں خانقاہیں قائم کی ہوئی تھیں۔ ہر جگہ پر قیام فرما کر اس علاقے کے تمام مریدین کو جمع کر کے انکی تربیت فرماتے ہر روز بعد نماز عشاء کچھ دیر تصوف کے مسائل پر گفتگو اور بعد ازاں حلقہ ذکر جہر بعد ازاں کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد صبح تہجد کے وقت خود بھی بیدار ہوتے مریدین کو بھی بیدار فرماتے۔ تہجد کے نوافل کی ادائیگی کے بعد صبح حلقہ ذکر جہر بعد ازاں اوراد و وظائف کا معمول پورا فرماتے نماز فجر کی ادائیگی بعد پھر اوراد و وظائف پورے فرماتے نماز اشراق ادا فرما کر ناشتہ اور پھر مریدین و عقیدتمندان کا دکھ درد سنتے دم درود اور تعویزات کا سلسلہ شروع ہو جاتا آپ کی تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہوئی نہ کوئی جائیداد نہ بینک بیلنس نہ کار کوٹھی، بنگلہ تمام عمر دل میں ایک ہی خواہش تھی کہ

Marfat.com

داخل سلسلہ ہونے والے حضرات تعلیم سے محروم نہ رہ جائیں اور ہر علاقہ میں سال میں صرف ایک ہی بار جاتے اور وہاں کے تمام مریدین کو جمع کر کے چند روز تک ان کی تربیت فرماتے رہنا یہ آپ کے نہ صرف معمول میں شامل تھا بلکہ یہ زندگی بھر کا مشغلہ تھا اور اسی دورے کے دوران مریدین کے ہاں اپنے پیشواؤں کے عرسوں کی تاریخوں کا تعین تھا تمام عرس مبارک اپنی اپنی تاریخوں پر اپنی اپنی جگہ انعقاد پذیر ہوتے۔ اسی دوران آپ اس دورے میں اپنے پیران عظام کے علاوہ دیگر مشائخ کبار کے مزارات پر بھی حاضری دیتے اور وہاں قیام فرماتے۔

کشف کرامات ☆: آپ نے اپنے مرید خاص حضرت خواجہ صوفی شاہ عبدالحکیم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے وصال سے قبل ہی فرما دیا تھا کہ تمہارے ہاں میرے وصال کے بعد اللہ کریم کے فضل و کرم سے فرزند پیدا ہوگا جو کہ تمہاری جلائی ہوئی شمع کو روشن کریگا۔ چنانچہ آپ کے وصال کے ٹھیک ۴۵ روز بعد صوفی عبدالحکیم صابری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا جس کا نام بھی آپ نے خود ہی غلام فرید تجویز فرما دیا تھا جو کہ حضرت صوفی عبدالحکیم صابری کے سجادہ نشین بعد از وصال مقرر ہوئے اور سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت انجام دی۔ سینکڑوں مرید انکے ہاتھ پر بیعت ہوئے جس سے آپ کی جلائی ہوئی شمع آج بھی روشن ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے ایک مرید کی بیٹی دریا میں ڈوب کر ہلاک ہوگئی جب آپ کو پتہ چلا تو آپ ان کے گھر گئے اور بچی کو دیکھ کر آپ نے پوچھا کیا ہوا تو سب نے بتایا کہ پانی سے گزرتے ہوئے ڈوب کر مر گئی آپ نے پوچھا کتنی دیر پہلے کا واقعہ ہے تو مریدین نے عرض کیا حضور تقریباً چھ گھنٹے گزر گئے ہیں۔ آپ نے مٹی کا ایک گھڑا منگوایا اور بچی کو اس پر انداز سے لٹایا کہ اس کا پیٹ گھڑے پر رہے اس کے بعد آپ مراقبہ میں چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد سب نے دیکھا کہ اس بچی کے جسم میں حرکت پیدا ہوگئی۔ اس کے بعد وارثان نے سیدھا کر کے بٹھایا تو دیکھا کہ بچی زندہ تھی۔

زندگی کا آخری دورہ اور واقعہ عجیب ☆: وصال سے چند ماہ قبل آپ حیدر آباد دکن سے مختلف مقامات پر مریدین کی تعلیم و تربیت کرتے ہوئے ضلع کرنال کے ایک گاؤں میں

Marfat.com

اپنے مریدین کے ہاں پہنچے تو آپ کی صحت کافی خراب تھی۔ خرابی صحت کی بنا پر آپ چونکہ دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک زوجہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ آپ نے اس جگہ قیام فرما کر اپنے مریدین کے ذریعے اپنے ایک خلیفہ حافظ یاسین کو دوسرے گاؤں پیغام بھیج کر بلوایا اور فرمایا کہ میں نے ۱۰ ماہ کے دورے پر جانا ہے۔ طبیعت بھی خراب ہے چاہتا ہوں کہ اس مرتبہ دورے میں تم میرے ساتھ رہو۔ حافظ یاسین نے عرض کیا حضور بہتر ہے جیسے آپکا حکم۔ اگلے روز حافظ یاسین کے گھر سے کوئی شخص آیا اس نے حافظ یاسین کو ایک خط دیا اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ تمہاری بیوی بیمار ہے گھر آ جاؤ۔

حافظ یاسین نے وہ خط آپ کو دیا آپ نے پڑھا تو فرمایا ٹھیک ہے تم جاؤ چونکہ تمہاری بیوی بیمار ہے چونکہ آپ سمجھ گئے تھے کہ حافظ یاسین نے اب جانا ہی ہے رکنا نہیں اس لئے فوراً اجازت دی اور ایک رقعہ تحریر کر کے ایک مرید کے ہاتھ اپنے خلیفہ حضرت صوفی عبدالحکیم کے گاؤں چھوں شریف ضلع کرنال بجھوا دیا اس میں تحریر تھا کہ بیٹا عبدالحکیم میں نے اپنے ساتھ دورے پر لے جانے کے حافظ یاسین کو بلوایا تھا وہ آیا بھی مگر اس کی بیوی بیماری ہوگئی اور وہ چلا گیا۔ لہٰذا میں فلاں گاؤں میں ٹھہرا ہوا ہوں تماری روحانی ماں بھی میرے ساتھ ہے۔ طبیعت بھی خراب ہے لہٰذا تم مجھے آ کر لے جاؤ۔

خادم رقعہ لے کر جب حضرت صوفی عبدالحکیم صاحب کے گاؤں چھوں شریف پہنچا تو نماز مغرب کا وقت تھا۔ رقعہ ملتے ہی صوفی عبدالحکیم صاحب فوراً وہاں سے جہاں آپ ٹھہرے ہوئے تھے کیلئے روانہ ہوئے۔ وہ گاؤں تقریباً چار گاؤں دور تھا رات بارہ بجے وہاں پہنچے آپ کے بارے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ آپ دوپہر کا کھانا تناول فرما کر فلاں جگہ دوسرے گاؤں میں دعوت پر گئے ہیں۔ چنانچہ صوفی عبدالحکیم صابری صاحب وہاں سے سخت سردی اور بارش میں چلے اس گاؤں میں پہنچے تو پتہ چلا کہ آپ کھانا کھانے کے بعد رات کے قیام کی غرض سے کسی اور جگہ تشریف لے گئے ہیں۔ جناب صوفی عبدالحکیم صاحب نے ان سے ایڈریس معلوم کیا تو انھوں نے کہا کہ رات کا ڈیڑھ بج گیا ہے آپ آرام کریں صبح کو ہم خود چھوڑ آئیں گے مگر انھوں نے ایک نہ مانی برستی بارش میں وہاں سے چلے اور دوسرے گاؤں میں پہنچے تو دیکھا کہ مرشد کامل پہلے ہی دروازہ کھولے انتظار میں کھڑے ہیں اور مرید بامراد کو دیکھتے ہی فرمایا کہ میرا بیٹا آ گیا ہے۔ فوراً گلے لگایا پیار کیا دعائیں دیں اور اپنا بیگ کھولا ایک جوڑا کپڑوں کا نکالا اور فرمایا کہ میرا بیٹا بارش میں بھیگ گیا ہے سردی بھی ہے لہٰذا اٹھو یہ میرا کپڑوں کا جوڑا پہن لو۔

Marfat.com

چنانچہ تعمیل ارشاد کی خاطر کپڑوں کا جوڑا پہن کر فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا میں اب تمہارے گاؤں جانا چاہتا ہوں۔ مرید بامراد نے عرض کیا حضور انشاء اللہ صبح بارش رکتے ہی چل دیں گے۔
چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ اپنے مرید صادق کے ہمراہ وہاں سے رخصت ہوئے اور جموں شریف صوفی عبدالحکیم کے گاؤں پہنچے تو انکی بیوی نے بڑی محبت کا اظہار کرتے ہوئے طبعیت وصحت کا پوچھا تو فرمایا بیٹی اب مجھے کوئی فکر نہیں میں اپنے گھر آ گیا ہوں۔
دراصل آپ بتانا یہ چاہتے تھے کہ یہی جگہ میرا اصلی گھر ہے کسی کو کیا خبر آپ کیا فرمارہے ہیں دو روز قیام کیا مریدین کی تعداد خوب جمع تھی کہ اچانک آپ نے ایک مرید سے فرمایا کہ میں دس ماہ کے طویل دورے پر تمہیں ساتھ لے جانا چاہتا ہوں کیا خیال ہے میرے ساتھ چلو گے اس نے اپنے گھر کی مجبوریوں کا ذکر کرتے ہوئے معذوری پیش کی آپ نے دوسرے سے پھر تیسرے سے حتیٰ کہ تمام مریدین نے کوئی نہ کوئی بہانا بنا کر معذوری ظاہر کر دی آخر میں سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے اپنے مرید خاص وخلیفہ صوفی عبدالحکیم صابری سے فرمایا بیٹا تم دس ماہ کیلئے میرے ساتھ چلو گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ضرور چلوں گا میں تیار ہوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا بیٹا گھر کی کوئی مجبوری تو نہیں عرض کی حضور کوئی مجبوری نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم میرے ساتھ چلو گے۔
ادھر مستورات میں آپ کی اہلیہ محترمہ تشریف فرما تھیں صبح کے وقت روانگی سے پہلے انہوں نے آپ کو بلا کر فرمایا کہ آپ صوفی عبدالحکیم صاحب کو لیکر جا رہے ہیں جبکہ ان کے گھر میں نہ کوئی دوسرا مرد نہ عورت انکی اہلیہ کے ہاں دو ماہ بعد بچے کی ولادت بھی ہونے کو ہے۔ جبکہ گھر کے معاشی حالات بھی ٹھیک نہ ہیں۔ لہٰذا آپ ان کو اپنے ہمراہ لیکر نہ جائیں تو آپ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم خدا کس کام میں راضی ہے میں صوفی عبدالحکیم کو لیکر ضرور جاؤں گا باقی تمام معاملات خدا کے سپرد کرتا ہوں۔
آپ نے حضرت صوفی عبدالحکیم صابری صاب سے فرمایا کہ گاؤں میں سے کسی گاڑی والے کو بلالا اسے کہیں کہ حضرت سید بھیکھ شاہ علیہ الرحمتہ کے دربار پر جانا ہے۔

نوٹ ☆: اس زمانے میں بیل گاڑی کو گاڑی کہا جاتا تھا اور دور دراز کا سفر اسی پر کیا جاتا تھا۔ اُد حضرت صوفی عبدالحکیم صابری تعمیل ارشاد کی خاطر بیل گاڑی والے کے گھر گئے اس کو پیغام دیا۔ اس

Marfat.com

کہا کہ صوفی صاحب مجھے جانے میں کوئی اعتراض نہیں مگر راستے میں ایک برساتی نالہ پڑتا ہے اس میں بارشوں کی وجہ سے کافی پانی آیا ہوا ہے لہٰذ جب تک پانی اتر نہیں جاتا گاڑی نہیں گزر سکتی۔ صوفی عبدالحکیم صاحب جو اس کا جواب سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور معاملہ اس طرح ہے کہ پانی کی وجہ سے سفر مشکل ہے آپ نے انکی بات سنی اور چادر تان کر لیٹ گئے اور دو گھنٹے کے بعد اٹھے اور فرمایا صوفی صاحب بیل گاڑی والے سے کہہ دو پانی اتر گیا ہے لہٰذا اب دیر نہ کرو آ جاؤ وقت بہت تھوڑا ہے۔ صوفی صاحب گئے اور بیل گاڑی والے کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ بیل گاڑی آتے ہی آپ اس میں سوار ہوئے اور حضرت صوفی عبدالحکیم صابری کو سوار ہونے کا حکم دیا جب وہ سوار ہوئے تو گاؤں کے کچھ اور مریدین بھی بیل گاڑی پر سوار ہو گئے۔ غوث العالم حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمتہ کا دربار وہاں سے چند میل کے فاصلے پر تھا آپ جب وہاں پہنچے تو مریدین نے آپ کو بازو سے پکڑ کر نیچے اتارا چونکہ خرابی صحت کی بنا پر آپ کافی کمزور ہو گئے تھے۔ نقاہت کی بنا پر چلنے پھرنے سے بھی معذور تھے۔ مریدین بازو پکڑے ہوئے حضرت میراں شاہ بھکھ کے دربار کی چوکھٹ تک لے گئے جب چوکھٹ تک آپ پہنچے تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ اس کے بعد آپ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ کے دربار شریف کے اندر داخل ہوئے اور بغیر کسی سہارے کے سات چکر لگائے اس کے بعد میراں شاہ بھیکھ کے مزار کے ساتھ چادر تان کر لیٹ گئے۔

کچھ دیر بعد آپ اٹھے اور دربار شریف سے باہر نکلے اور حضرت حضرت صوفی عبدالحکیم صابری صاحب سے فرمایا اب جلدی چلو وقت تھوڑا ہے اگر ساتھ والے گاؤں کے کسی مرید کو پتہ چل گیا اور وہ لینے آ گیا تو تمہارے دامن میں کچھ نہ رہے گا۔ لہٰذا مجھے فوراً اپنے گاؤں چھوں شریف لے چلو۔

چنانچہ آپ بیل گاڑی میں سوار ہو کر لیٹ گئے تمام مریدین بمع حضرت صوفی عبدالحکیم کے ہمراہ تھے کہ چھوں شریف جا کر جب دیکھا تو آپ کا وصال باکمال ہو چکا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال حضرت سید میراں شاہ علیہ الرحمتہ کے دربار سے واپسی پر چھوں شریف ضلع کرنال جاتے ہوئے راستے میں مورخہ گیارہ ذالحجہ ۱۳۶۱ھ کو ہوا مزار شریف موضع چھوں شریف ضلع کرنال میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

تقسیم ہند کے بعد اگرچہ موضع چھوں شریف کی آبادی میں صرف ہندو ہی رہتے ہیں مسلمانوں کا ایک بھی گھر موجود نہ ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ کے دربار پر ہندو آپکا عرس مبارک کرتے ہیں اور اپنی حاجات کے لئے آپ کے دربار پر حاضری دیکر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں جسکا مشاہدہ حضرت حضرت صوفی عبدالحکیم صابری کے فرزند حضرت پیر غلام فرید صابر چشم دید سے کر کے آئے ہیں۔

حضرت مولانا خواجہ غلام ربانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، علامہ ابن علامہ، عالم باعمل فاضل بے بدل، عالم ربانی، مرشد لاثانی، حضرت خواجہ مولانا غلام ربانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۸ء کو قصبہ رمداس تحصیل انبالہ ضلع امرتسر میں سلطان المناظرین ولی العصر حضرت علامہ خواجہ محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ کے والد گرامی پیرومرشد حضرت سراج الاولیاء قبلہ عالم خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری کی دعا سے خدا نے آپ کو دو فرزند عطا فرمائے اور بفضلہ تعالیٰ دونوں اپنے اپنے زمانے کے نامور عالم اور شیخ طریقت ہوئے ہیں۔

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر میں والد گرامی اور علاقے کے بہترین اور فاضل ترین اساتذہ سے ہوئی بعد ازاں علوم دینیہ کی مکمل تکمیل کے لئے آپ دار العلوم حزب الاحناف لاہور تشریف لائے اور تھوڑے ہی عرصے میں فراغت پا کر سند فضیلت حاصل کر کے بلند مقام پر فائز المرام ہوئے۔ جس زمانے میں آپ تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوئے وہ تحریک پاکستان کا زمانہ تھا۔ آپ نے فراغت کے بعد اپنے عظیم والد گرامی کے ہمراہ مختلف سیاسی و مذہبی اجتماعات میں خطاب کرنا شروع کر دیا۔ اور ان سیاسی وملی سرگرمیوں کے سلسلہ میں آپ نے جالندھر، نکودر، لاہور، کھیم کرن، امرتسر، بٹالہ، رمداس حتیٰ کے بمبئی تک سفر کئے اور بڑے بڑے جلسوں سے خطاب فرماتے رہے۔ اس سلسلہ میں اکثر اوقات حضرت مولانا غلام محمد ترنم اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہم الرحمۃ بھی آپ کے ہمراہ ہوئے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی سلطان المناظرین فاتح قادیان شیخ العصر،

Marfat.com

حضرت علامہ خواجہ مولانا محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے تمام سلاسل میں خرقہ خلافت پا کر صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ اپنے زمانے کے جید عالم دین اور باعمل و با کردار شخص تھے، تمام عمر شریعت و طریقت کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہے۔ نہایت ہی حلیم الطبع اور کم گو اور حکمت و درگزر سے کام لینے والے تھے۔ مگر خوددار بھی اس قدر کے بڑے سے بڑے آدمی سے کبھی مرعوب نہ ہوئے۔ مریدین کی تربیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ بیٹھنے والا بہت جلد ایک عظیم انسان بن جاتا تھا۔ اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ تھے۔ دوستی کے معاملے میں دھڑے باز اور پختہ ذہن کے مالک تھے۔ آپ ایک جگہ مستقلاً بیٹھ کر کام نہ کر سکے بلکہ طبیعت سیلانی تھی سفر اور دوروں پر زیادہ رہتے۔ مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری اور بزرگان دین کے عرسوں میں شرکت آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ سادگی اس قدر کے جس کے گھر جاتے اسے کسی قسم کی کوئی خاص زحمت نہ کرنا پڑتی تھی۔

درحقیقت آپ پر آپ کے والد گرامی و شیخ طریقت کا صحیح رنگ غالب تھا۔ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کی شخصیت ایک نادر روزگار اور نمونہ سلف صالحین تھی۔ کبھی علم اور فقر کا زعم اور خمار ذہن پر سوار نہ ہوا۔ ہر ایک کو اپنے سے بہتر تصور کرتے تھے۔ بالخصوص اپنے ہم عصر علمائے کرام کا خصوصی احترام فرماتے۔ جن میں حضرت علامہ غلام مرتضیٰ میکش حضرت غلام محمد ترنم حضرت علامہ نواب الدین جسرو والے حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابری علیہم الرحمۃ سے آپ کو خصوصی لگاؤ اور انس تھا۔

خانقاہی نظام کا قیام اور چشت نگر☆: آپ کے مریدین و عقیدت مندان کا دائرہ لاہور، فیصل آباد، جھنگ، بھائی پھیرو، ملتان، پاکپتن شریف، اور شاہدرہ کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں اور بالخصوص ملتان تک پھیلا ہوا ہے۔

آپ کے مریدین کی اسی فیصد تعداد ایسی ہے کہ ذکر و فکر میں ان پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس سے آپ کے مرتبہ ولایت کی بلندی کا پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ نے کس قدر محنت و جانفشانی سے مریدین کی تربیت کر کے انہیں تصوف کی بھٹی میں ڈال کر کندن بنایا اور ان کے سینوں میں عشق و محبت کی شمع کو روشن کیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ ملتان تشریف لے آئے اور آپ کے بڑے بھائی

Marfat.com

حضرت حسان العصر عاشق رسول ﷺ خواجہ حافظ محمد مظہر الدین ۱۹۴۸ء میں راولپنڈی تشریف لا کر مستقل سکونت اختیار کر کے راولپنڈی سے جاری ہونے والے ایک قومی اخبار روزنامہ تعمیر سے منسلک ہو گئے۔ اور تادم آخر راولپنڈی میں ہی رہے۔ آپ نے ملتان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد اپنی سیلانی طبیعت کے بعد وہاں سے نقل مکانی کی اور بھائی پھیرو تشریف لے آئے۔ طبیعت نہ لگنے اور دیگر وجوہات کی بنا پر دوبارہ ملتان کے قریب خانقاہ قائم کی اور سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت میں مصروف عمل ہو گئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک دن آپ نے اپنے مریدین و عقیدت مندان سے فرمایا کہ سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری نے مجھے یہاں سے خانقاہ اٹھانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اُسی رات کو آپ اُس جگہ سے دو فرلانگ آگے چلے گئے اور ڈیرے ڈال دیئے وہاں خانقاہ قائم کی اور اس جگہ کا نام چشت نگر رکھا۔ یہاں پر ایک وسیع و عریض مسجد اور مہمانوں کے لئے زنانہ و مردانہ کمرے اور لنگر خانہ بنوا کر تبلیغ اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا اور تادم آخر وہیں مستقلاً خانقاہی نظام سے وابستہ رہے اور وہیں پر آپ کا وصال ہو گیا۔

انداز تبلیغ ☆: حضرت مولانا ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ سے ملاقات کی غرض سے رائے ونڈ گیا تو نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد آپ مسجد سے باہر نکلے تو ایک نوجوان آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ جامع مسجد کی ڈیوڑھی میں اس نوجوان سے محو گفتگو ہو گئے۔ اور اس سے پوچھا برخوردار تمہارا نام کیا ہے؟ اس لڑکے نے اپنا نام بتایا آپ نے پوچھا تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا فوت ہو چکے ہیں۔ والدہ محنت مزدوری کرتی ہیں۔ آپ نے اُس سے پوچھا کیا آپ بھی اُن کا ساتھ دیتے ہیں؟ اُس نے کہا میں سکول میں پڑھتا ہوں فارغ وقت میں گدھوں پر مٹی لاد کر ضرورت مندوں کو پہنچاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا والدہ کی خدمت کیا کریں اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا: عبادت (نماز) کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے سامنے بندہ ہونے کا اظہار کرے۔ خود کو ذلیل و خوار سمجھ کر اس کے آگے جھکا دے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سارے جسم کو بنا کر سر کو بدن کا سردار بنا دیا ہے اور یہ اس کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتا۔ انسان اپنے بدن کے افضل حصے کو رب کریم کے سامنے خاک پر رکھ کر اپنا بندہ ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اور اگر ماتھے پر

Marfat.com

کپڑا ہو اور ماتھا زمین پر نہ لگے تو مقصد بندگی فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ماتھے کو ننگا رکھنا چاہیے۔
اصل میں مسئلہ صرف یہ تھا کہ اس نوجوان کا نماز کے دوران ماتھا ڈھکا ہوا تھا۔ صرف اس کو یہ مسئلہ سمجھانے کے لئے آدھ گھنٹے کا وقت صرف کیا۔ حق ہے کہ ایسے ہی لوگ تبلیغ کا صحیح حق ادا کرتے ہیں۔

وصال با کمال ☆: وصال باکمال سے قبل آپ ۵ محرم الحرام کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شمولیت کے لئے پاکپتن شریف لے گئے عرس سے فارغ ہو کر ملتان تشریف لے آئے۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ بمطابق ۳ ستمبر بروز ہفتہ ۱۹۸۸ء کو لوہاری دروازے کی رہائش گاہ پر آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مورخہ ۲۱ محرم ۶ ستمبر بروز اتوار حضرت شاہ رکن عالم ملتانی کے دربار سے ملحقہ گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔
مزار پُر انوار ملتان میں نوکسی کے قریب چک نمبر ۲۲ چشت نگر میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق ذات الہٰ، فنافی الرسول والرشد، عارف ربانی، مرد حقیقت آگاہ، ولی العصر، شیخ یگانہ حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ المعروف بابا سائیں خواجہ نگر حسن ابدال کے علمی وروحانی مرکز میں حضرت امام الاولیاء برھان شریعت خواجہ معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمتہ کے گھر 1930ء کو ببرکی شریف نزد واہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے آنکھ کھولی تو گھر کا ماحول علم وعرفان کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ اس ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا۔ آپ نے کبھی زمانہ طفولیت میں بھی دنیاوی آلائش و معاملات کو نہ چھوا، بچپن سے ہی یاد خدا میں مستغرق اور اپنے اسلاف کی طریقت کے اصولوں پر کاربند رہے۔ آپ کے والدین کی خصوصی تربیت اور توجہ نے آپ کو کندن بنا دیا تھا۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے لئے شب و روز محنت شاقہ سے کام لیتے ہوئے جلد ہی تکمیل حاصل کر لی اور خانقاہی نظام سے منسلک ہو گئے۔

Marfat.com

ولادت مبارکہ سے پہلے کا واقعہ☆: سائیں حمید کی والدہ جن کا تعلق بڑے سرکار حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گاؤں بہرکی شریف سے ہے فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے تو رات کو جہاں آپ کی والدہ ماجدہ آرام کر رہی ہوتیں تھیں۔ اکثر رات کو آپ مائی صاحبہ کی چارپائی پر آسمان سے ایک نورانی روشنی پڑ رہی ہوتی تھی۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ طریقت میں اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی خواجہ رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہائی سادہ طبیعت، بلند اخلاق، ملنسار بامروت وضع دار، عبادت گزار، پیکر علم وعرفان، متقی و پرہیز گار شخص تھے۔

آپ میں سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تمام زندگی دنیا کو اپنے قریب نہ بھٹکنے دیا بلکہ آپ کی خدمت میں مریدین جو نذرانہ وغیرہ پیش کرتے۔ آپ فوراً اسے لنگر پر اور مہمان نوازی پر خرچ کر دیتے اور باقی ماندہ تمام رقم فقراء میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کی زندگی کو دیکھ کر قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے بالکل الگ تھلگ آپ کی زندگی کا شعار رہا ہے۔

آپ کے در دولت پر حاضری دینے والے اکثر علماء اور مشائخ صوفیاء آپ کے اس قدر گرویدہ تھے کہ ہر ملاقات کے بعد دوسری ملاقات کی خواہش و آرزو باقی رکھتے تھے۔ آپ اخلاق محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عملی نمونہ تھے۔ آنے والے حضرات سے اس اخلاق سے پیش آتے کہ ہر آنے والا یہ سمجھتا تھا کہ حضور بابا سائیں جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں اتنا کسی اور سے نہیں کرتے۔ سیرت و کردار قول وفعل میں آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ علم اور اہل علم سے آپ خصوصی لگاؤ رکھتے تھے۔ مجاہدہ مشقت تقویٰ اور پرہیز گاری میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ تمام عمر پائے استقلال میں جنبش نہ آنے دی آپ کی ذات صبر ورضا کا مجسمہ تھی۔ آپ کی آنکھیں انتہائی خوبصورت و مدبھری اور پُر جلال تھیں۔ بڑے سے بڑا شخص

Marfat.com

بھی ایک لمحہ کے لئے آپ کی آنکھ سے آنکھ نہیں ملا سکتا تھا۔آپ نے تمام عمر سادہ لباس زیب تن کیا۔ سر پر جو گیا (صابری رنگ) یا نسواری (چشتی) رنگ کی دستار عمامہ شریف باندھتے تھے۔آپ کے پاس بیٹھنے والا کوئی شخص ثابت نہیں کرسکتا کہ آپ نے کبھی بھی کسی قسم کی کوئی گھڑی یا انگوٹھی نگینہ وغیرہ پہنا ہو۔آپ متوکل وصابر وشاکر شخصیت کے مالک تھے اکثر مریدین کو فرماتے کہ زندگی میں جو کچھ اچھا یا برا ہے من جانب اللہ ہے لہٰذا انسان کو ہر حال میں صابر وشاکر رہنا چاہیے۔

آپ ہمیشہ سادہ اور عام غذا کھاتے۔سادہ لباس پہنتے۔اپنے لئے کبھی بھی مسند وغیرہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔کبھی کوئی مرید آپ کے پاؤں وغیرہ دبانے کی کوشش کرتا تو آپ ناراضگی کا اظہار فرماتے۔تنہا رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔بھیڑ بھاڑ اور رش سے آپ کو الجھن ہوتی تھی۔

آپ کا علمی تبحر☆: آپ نے طریقہ مروجہ کے تحت کسی دینی مدرسہ میں داخلہ اگرچہ نہ لیا اور نہ ہی وہاں سے کوئی اکتساب فیض کیا مگر باوجود اس کے آپ علم ظاہری وباطنی پر اس قدر استعداد رکھتے تھے کہ بڑے بڑے جید علمائے کرام مشائخ عظام مذہبی دانشور آپ کے علمی نکات سن کر دنگ رہ جاتے۔بڑی بڑی دور سے لوگ شریعت وطریقت وتصوف کے مسائل کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیکر کامیاب وبامراد واپس لوٹتے تھے۔اور جانے والوں سے پوچھتے تھے کہ آپ کے سوال کا جواب مل گیا ہے کیا تمہارے دل کو تسلی ہوگئی ہے اگر کوئی سقم باقی رہ گیا ہے تو بتا دو پھر سے بیان کیئے دیتا ہوں تا کہ تشفی ہو جائے۔

نوٹ☆: بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال عزیز میاں مرحوم کے ساتھ آپ کا خصوصی اور گہرا تعلق تھا وہ اکثر فارغ اوقات میں آپ کے پاس تشریف لاتے اور تصوف کے پیچیدہ مسائل چھیڑ کر خوب مزے لیتے اور بڑی بڑی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر واپس جاتے تھے۔آپ بذات خود کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے تقریباً تین ہزار کتابیں پڑھی ہیں تصوف میں آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا مگر اہل بصیرت جانتے ہیں کہ ظاہری علم کے علاوہ آپ کے پاس باطنی علم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا اور آپ ہر وقت اس میں غوطہ زن رہتے تھے۔

Marfat.com

آپ کا توکل ☆: دربار عالیہ خواجہ نگر شریف کے موجودہ سجادہ نشین اور آپ کے بڑے صاحبزادے پیرِ طریقت الحاج صاحبزادہ علاؤالدین چشتی صابری مدظلہ العالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں آپ حضرت بابا سائیں جیسا متوکل شخص نہیں دیکھا۔

اکثر آپ بذات خود توکل کے بارے میں فرماتے تھے کہ بڑے سرکار علیہ الرحمۃ کے زمانے میں کبھی لانگری آ کر عرض کرتا حضور آج لنگر کے لئے راشن نہیں ہے تو بڑے سرکار فرماتے کہ بابا لانگری برتن الٹے کر کے رکھ دو۔ رب کو منظور ہوا تو سیدھے فرما دیگا۔ اور اہل دنیا نے دیکھا کہ برتن اکثر دست غیب سے سیدھے ہوتے رہے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

اسی طرح آپ کے دور میں بھی کبھی اگر ایسا ہوتا تو فرماتے فکر کی کوئی بات نہیں جس کا لنگر ہے وہ جانے آپ انتظام کر دے گا اور خدا کے فضل و کرم سے انتظام ہوتا رہا اور فقیر کا لنگر چلتا رہا۔ حضرت صاحبزادہ الحاج علاؤالدین صابری مدظلہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود توکل حضور بابا سائیں سے سیکھا ہے۔

آپ کی تعلیمات ☆: آپ اپنے پاس آنے والوں سے فرماتے بیٹا فقر نفس کی مخالفت کا نام ہے اور درویشی خلاف نفس کو کہتے ہیں۔ اور خلاف نفس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نفس کہے اس کے خلاف کام کیا جاوے اس کے ساتھ موافقت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ایک قدم نفس پر دوسرا یار کی گلی میں ہونا چاہیے۔ (نمبر۲) آپ فرماتے کہ سیوہ بن میوہ نہیں ولی اللہ اور فقیر کی سیوہ اور خدمت میں سب کچھ پوشیدہ ہے۔ (نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ رب کی ذات کا کرم تلاش کرو۔ (نمبر۴) آپ فرماتے ہیں کہ مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا شعار بناؤ اور اس سے محبت کرو۔

سلسلہ عالیہ کے لئے آپ کی خدمات ☆: امام العارفین خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری المعروف بڑے سرکار علیہ الرحمۃ کی زندگی بھر کی علمی و دینی خدمات اور ان کے ظاہری و باطنی علم اور ان کی تعلیمات آپ حضرت بابا سائیں کے ذریعے ہی آج زندۂ تابندہ ہیں آپ نے ہی اپنی شبانہ روز کی جد و جہد سے یہ تمام معاملات بڑے سرکار کے اور اپنے مریدین و عقیدت مندان اور رہتید نیا تک کے لئے فراہم کی ہیں۔ آپ تقریباً 28 برس تک بڑے

Marfat.com

سرکار کے دربار خواجہ نگر شریف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ہر روز صبح نماز فجر سے پہلے دربار شریف کھولتے اور شام کو خواجگان چشت کے طریقہ کے مطابق چراغی پیش کرتے۔ صحن دربار میں اپنے ہاتھ سے جھاڑو دینا ہر مہینے گیارہویں شریف کا ختم شریف ہر جمعرات مریدین کی تعلیم و تربیت اور سالانہ عرس مبارک کے فرائض آپ نے بڑی خندہ پیشانی اور اچھے طریقے سے ادا کیے۔

آپ کے ہم عصر صوفیا علماء☆: یوں تو علمائے کرام مشائخ عظام کا ایک بہت بڑا حلقہ آپ کا گرویدہ اور ہم عصر تھا مگر چند نام تبرکاً عرض خدمت ہیں جن میں قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ متوفی 1999ء جن کا مزار موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ہے وہ عرصہ 25 برس تک ہر سال باقاعدگی سے دربار خواجہ نگر شریف میں عرس مبارک میں شرکت فرماتے اس موقعہ پر وہ آپ سے بھی ملاقات کرتے۔ آپ بھی حضرت قمر المشائخ سے بہت پیار کرتے۔ کبھی اپنے مرید مرزا انوار بیگ کی دعوت پر یا کسی خصوصی کام کی غرض سے ان کے گھر راولپنڈی تشریف لاتے تو آپ حضرت قمر المشائخ سے ضرور ملاقات فرماتے تھے۔ (نمبر۲) سلسلہ وارثی کے عظیم احرام پوش درویش عاشق رسول حضرت صوفی محمد ہلال وارثی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۔ اگست ۱۹۸۰ء راولپنڈی۔ (نمبر۳) بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال اور صوفی منش درویش جناب عزیز میاں مرحوم چشتی نظامی متوفی 2000ء راولپنڈی مزار شریف ملتان میں واقع ہے۔ (نمبر۴) حضرت بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز عارف کامل حضرت بابا سید جمال الدین المعروف باباغریب شاہ چشتی صابری رحیمی علیہ الرحمۃ متوفی ۲۰۰۱ء مزار پر انوار کلیر شریف انڈیا بھارت۔ (نمبر۵) حضرت بابا متوالی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور عظیم روحانی پیشوا ہوئے جن کا مزار پر انوار کلیر شریف انڈیا میں واقع ہے۔ (نمبر۶) سائیں اکبر المعروف بہشتی بابا چشتی صابری علیہ الرحمۃ بھی بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور لاڈلے مرید تھے۔ ان کا مزار شریف کا کشال پشاور میں ہے۔ (نمبر۷) حضرت پیر سیّد منور شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ بھی بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور اپنے وقت کے عظیم شیخ طریقت ہوئے۔ مزار پر انوار اسلام آباد میں ہے

Marfat.com

(نمبر۹) حضرت سیّد مقصود حسین شاہ صاحب قلندری

حال مقیم اردو بازار راولپنڈی۔ (نمبر۱۰) فقیر راقم الحروف کا بھی آپ کے ساتھ ۱۹۷۴ء سے تعارف اور تعلق واسطہ رہا ہے کے علاوہ حسن ابدال واہ کینٹ واہ گاؤں گردونواح کے علمائے کرام جن میں شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ آف چمبہ پنڈ حال مزار شریف وزیر آباد، علامہ مفتی غلام محبوب سبحانی حسن ابدال، مولانا عبدالغفور صاحب حسن ابدال مدرسہ فیض القرآن علامہ قاری عبدالرحمٰن چشتی حال مقیم وخطیب بیرون ملک۔

اسی طرح آپ کے مریدین کی بھی ایک بہت بڑی جماعت ہے زیادہ تر آپ کے مرید حسن ابدال، واہ کینٹ ٹیکسلا، پشاور، مردان، راولپنڈی، چیچہ وطنی، گوجرانوالہ، کراچی، فیصل آباد، اٹک کے علاوہ بیرون ملک کینیڈا، امریکہ، فرانس، دوبئی، سعودی عرب میں بھی موجود ہیں جو کہ ہر سال ۲۱۔۲۲۔۲۳ محرم الحرام کو بڑے سرکار کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے بڑی عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔

زیارات مقامات مقدسہ☆: یوں تو آپ نے اپنے عقیدت مندوں کی دعوت پر لاتعداد سفر کئے حالانکہ معمول تھا کہ درگاہ خواجہ نگر شریف سے بمشکل نکلتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ سفر کی وجہ سے دربار شریف کے معمولات اور اپنے اوراد و وظائف میں فرق آتا ہے مگر اس کے باوجود بھی آپ مریدین وعقیدت مندان کی دلجوئی کے لئے ان کی دعوت پر چیچہ وطنی، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اٹک، راولپنڈی، پشاور، سال میں ایک ایک مرتبہ ضرور تشریف لے جاتے تھے۔

اس کے علاوہ آپ سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف کی زیارت اور سنوسی ہند حضرت خواجہ جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ چشتی صابری رحیمی کی زیارت اور ملاقات کے لئے کلیر شریف تشریف لے جاتے۔ اس کے علاوہ حضرت مخدوم العالمین زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کی حاضری کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے جاتے۔ اجمیر شریف شہنشاہ ولایت عطائے رسولؐ حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف پر تقریباً ایک ہفتہ قیام فرما کر حاضری دیتے رہے۔ اسی طرح ان مواقع پر دہلی میں تمامی خواجگان کی چوکھٹ کو بوسہ دینے کیلئے تشریف لے جاتے رہے۔

Marfat.com

حضرت بڑے سرکار خواجہ رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ بھی آپ بچپن کے دور میں انڈیا بھارت میں کلیر شریف دہلی، مہرولی، اجمیر شریف میں حاضری دیکر آئے تھے۔

آپ کے مریدین سائیں محمد شیراز، سائیں فرید، مظفر لانگری، تسلیم احمد، اور جملہ مریدین بیان کرتے ہیں کہ حضور بابا سائیں سرکار اپنی زندگی میں آخری بار زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر حاضری کے لئے خواجہ نگر حسن ابدال سے روانہ ہونے لگے تو آپ نے فرمایا میں حضور بابا صاحب کی بارگاہ میں آخری مرتبہ حاضری دینے کیلئے جا رہا ہوں نہ جانے زندگی میں دوبارہ موقع ملے نہ ملے۔ جب آپ حضرت مسعود العلمین بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر پہنچے تو آپ کے ہمراہ صاحبزادہ حماد الدین، صاحبزادہ مصباح الدین، صاحبزادہ عمران الٰہی، سائیں حمید، سردار علی اور عبدالشکور چیچہ وطنی کے علاوہ دیگر عقیدت مندان و مریدین موجود تھے۔ جو بڑے عجز و نیاز سے آپ کو تھامے ہوئے حضور بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کے اندر لے گئے۔ آپ نے بڑی ہی عاجزی و انکساری سے درفرید پر سلام پیش کیا تو باہر کھڑے ہوئے حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کے دربار کے خدام نے دربار شریف کا دروازہ بند کر دیا آپ نے پونے دو گھنٹے تک جی بھر کر حاضری دی اور اپنا عقیدت بھرا نذرانہ پیش کیا۔

حاضری دے کر جب باہر نکلے تو سامنے ہی حضور مخدوم العالمین سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کا حجرہ مبارک تھا وہاں تشریف لے گئے اور سلام پیش کیا اور دل بھر کر خوب حاضری دی۔ حاضری سے فارغ ہو کر اپنے مریدین سے فرمایا کہ حضور مخدوم پاک کے حجرے پر سلام پیش کرتے ہوئے جب میں ہاتھ پھیلا رہا تھا تو وہاں کون موجود تھا۔ مریدین نے عرض کیا حضور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم ناچیزوں کو کیا پتہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے حجرے کے اندر حضور مخدوم پاک خود کھڑے ہوئے تھے۔ اور میں نے ان کو سلام پیش کیا اور معانقہ کیا۔ اس کے بعد چونکہ ضعیفی اور نقاہت اور سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے آپ تھک گئے تھے اور بابا صاحب کے دربار شریف سے ملحقہ مسجد میں اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے تو فرمایا حضور بابا گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں میرا یہ آخری سلام ہے شاید اب دوبارہ زندگی میں یہ وقت آئے یا نہ آئے۔ آپ کی یہ گفتگو سن کر مریدین کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور رونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ رونا دھونا اچھا نہیں۔ بالآخر ایک دن یہ وقت آ کر رہے گا۔

Marfat.com

چیچہ وطنی اور پاکپتن شریف کے ایک سفر کے موقع پر آپ کے بڑے صاحبزادے پیر طریقت الحاج علاؤالدین چشتی صابری مدظلہ اور آپ کے نواسے صاحبزادہ عمران الٰہی صابری آف راولپنڈی جو کہ آپ کے پیر بھائی حاجی فضل الٰہی سکنہ واہ گاؤں حال مقیم بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی کے پوتے اور حاجی محبوب الٰہی صابری کے فرزند ارجمند ہیں۔

نوٹ ☆: حاجی فضل الٰہی سکنہ واہ گاؤں وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جب سے وہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے تادم آخر حضور بڑے سرکار کی خدمت میں مشغول رہے۔ حالانکہ خدا کا دیا سب کچھ تھا بڑے تونگر اور صاحب استطاعت شخص تھے خاندانی پس منظر بھی بہت اچھا تھا مگر باوجود اس کے فقرا کی خدمت و خاطر اس گھرانے کا وطیرہ رہا ہے۔ اور حاجی فضل الٰہی صابری مرحوم وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں بڑے سرکار اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے مجھے چار بیٹے اپنے فضل سے دیئے ہیں۔ اور فضل الٰہی میرا پانچواں بیٹا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ بڑے سرکار کے وصال کے وقت آپ کے چاروں صاحبزادے چھوٹے تھے اس لئے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں آپ بڑے سرکار نے حاجی فضل الٰہی صاحب کو تمام معاملات کا عملی طور پر اختیار دے دیا تھا۔ اور اپنے چاروں صاحبزادوں کی سرپرستی بھی اپنے حاجی فضل الٰہی مرحوم کو دے دی تھی۔ اور ہوا بھی اسی طرح کے حاجی صاحب مذکورہ مرحوم نے بھی اپنے پیر و مرشد خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ کے چاروں صاحبزادوں کا مکمل خیال رکھا اور لنگر شریف عرس وغیرہ دیگر معاملات میں مرکزی کردار ادا کرتے رہے۔ اسی طرح آپ کے چاروں صاحبزادگان بھی حاجی فضل الٰہی صابری صاحب کا دلی طور پر احترام کرتے تھے۔ جس وقت حاجی فضل الٰہی صابری صاحب کا اٹک میں وصال ہوا تو ان کی میت خواجہ نگر لائی گئی تو حضرت صاحبزادہ نذر دیوان اور آپ نے ان کی چارپائی ان کے گھر نہیں جاتے وہ بلکہ اپنی حویلی میں رکھی اور خود ان کی تجہیز و تکفین غسل کے معاملات پورے کئے۔

اسی طرح حاجی فضل الٰہی مرحوم کے بعد ان کے صاحبزادے حاجی محبوب الٰہی صابری بھی اپنے والد گرامی کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے دربار شریف کے معاملات میں آپ حضرت بابا سائیں کے ساتھ مکمل تعاون کرتے رہے۔ حاجی صاحب مذکور تادم تحریر حیات اور رو بصحت ہیں خداوند کریم آپ کو

Marfat.com

سلامت رکھے۔ ایک مرتبہ صاحبزادہ الحاج علاؤالدین صابری اور صاحبزادہ عمران الٰہی صابری جب آپ کے ہمراہ پاکپتن شریف گئے اور اس موقع پر آپ کی کیفیت درفرید پر جاتے ہی بدل گئیں۔ وہاں سے چیچہ وطنی پہنچے تو آپ نے ہر دو حضرات صاحبزادہ علاؤالدین اور صاحبزادہ عمران الٰہی صابری سے فرمایا کہ میرے ان چیچہ وطنی والے مریدین کا خاص خیال رکھنا اور ان کو تم دونوں کے حوالے کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی پاکپتن شریف کی حاضری مسلسل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

کشف و کرامات☆: آپ کی سب سے بڑی کرامت آپ کا زہد وتقویٰ، عبادت و ریاضت، صبر و شکر، تحمل و بردباری سخاوت و ریاضت و مجاہدہ، خلوص للّٰہیت، جود و سخا، ایثار و خدمت خلق، ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ علیہ ﷺ میں ہر وقت مشغولیت اور شریعت و طریقت کے اصولوں پر استقامت و ثابت قدمی ہے۔ اور اسی چیز کو ارباب طریقت نے معنوی کرامت کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ جس کے مقابلے میں حسی کرامت ہیچ ہے۔

لیکن چونکہ عوام حسی کرامت یعنی خرق عادت کے امور کے اظہار کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں بلکہ اس کو معیار ولایت قرار دیتے ہیں مزید برآں یہ کہ سوانحی کتابوں میں ان کا ذکر و بیان ضروری ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے حضرت بابا سائیں علیہ الرحمۃ کی چند کرامات خرق عادات واقعات تحریر کیے جاتے ہیں۔

کرامت نمبر ۱☆: چوہدری بشارت علی ساکن حسن ابدال جو کہ آپ کے دوست چوہدری اورنگزیب ٹھیکیدار کا بیٹا ہے۔ نشہ کرنا اس کی فطرت بن گئی تھی۔ حتیٰ کہ اس کا دماغی توازن تک خراب ہو گیا۔ یہ لڑکا انتہائی ذہین و فتین اور کیڈٹ کالج حسن ابدال کا تعلیم یافتہ تھا۔ جب وہ جرمنی گیا تو اس دوران اس کو عارفین، انجکشن، کوکین اور دیگر شدید قسم کے نشوں کی عادت پڑ گئی۔

جب اس کے والد کو اس کے بارے میں علم ہوا تو واپس بلا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے اس کو دم کیا اور اس کے لئے دعا بھی کی۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ لڑکا بالکل روبہ صحت ہو گیا اور آج کل سلطنت آف عمان کے دارالخلافہ مسقط اور دوبئی میں دو کمپنیوں کا مالک ہے۔

کرامت نمبر ۲☆: چیچہ وطنی سے عقیدت مندان اور مریدین کے ہاں سال ہا سال سے اولاد نہ ہوئی تھی۔ وہ آپ کے پاس اولاد کے لئے دعا کی درخواست کرتے۔ آپ ان کے لئے دعا

Marfat.com

فرماتے اور کچے سوت کا دھاگہ دم کر کے دیتے اور فرماتے کہ انشاء اللہ میرا خدا تمہیں اولاد نرینہ عطا فرمائے گا اور اگلے برس جب دوبارہ جاتے تو وہ تمام کے تمام بے اولاد اپنی گود میں بچے لے کر حاضر ہوتے اور عرض کرتے کہ بابا سرکار یہ آپ کی دعا سے پیدا ہوا ہے اور اب اس کا نام بھی آپ ہی رکھیں۔ اور یہ سلسلہ تواتر سے چلتا رہا۔ اس طرح چیچہ وطنی کے دورے کے موقع پر عبدالشکور کا گھر آپ کے قدموں کی برکت سے رشکِ جنت بنا رہتا۔

زندگی کے آخری ایام☆: آپ کی صحت آخری عمر تک اچھی رہی اور اپنے تمام دینی و دنیاوی امور اور دربار شریف کے تمام تر انتظامات میں آخری وقت تک دلچسپی لیتے رہے۔ زندگی کے آخری چند روز آپ کچھ علیل رہے۔ اور بیماری کے پہلے روز ہی اپنے صاحبزادے پیر طریقت الحاج پیر علاؤالدین بن چشتی صابری مدظلہ اور سائیں محمد شیراز سے فرمایا کہ وصال کے بعد مجھے اپنے ہاتھ سے غسل دینا۔ زندگی کے آخری ایام آپ حالت سکر میں تھے۔ عام لوگوں سے کم ملتے اور کم بولتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے پیر طریقت الحاج علاؤالدین صابری مدظلہ العالی فرماتے وصال سے ایک دن پہلے میری اور ماما مظفر سائیں شیراز کی موجودگی میں حاجی محبوب الٰہی صابری ساکن بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی نے کاغذ اور قلم آپ کے ہاتھ میں دی اور تحریر لکھنے کو کہا آپ نے اپنی زندگی کی جو آخری تحریر لکھی اس کے الفاظ یہ ہیں کہ اپنا لکھا پورا کر رہا ہوں۔ جو رب العزت نے لکھا تھا وہ پورا ہو کر رہے گا۔ اس تحریر کے دوسرے روز ایک درویش جو صابری رنگ کے لباس میں تھا حاضر ہوا اور تنہائی میں ملاقات کی اور چلے گئے۔ باہر سے آنے والے ملاقاتیوں میں یہ آخری شخص تھا کہ جس نے آپ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد جب وقت آخر آیا تو آپ کے بڑے صاحبزادے الحاج پیر علاؤالدین صابری صاحب لالہ سلطان، ماما مظفر، سائیں شیراز، سائیں ملک مشتاق، تسلیم صوفی حق بابا، حاجی سائیں فرید اور اختر صاحب موجود تھے جنہوں نے آپ کے ایام علالت میں بہت خدمت کی تھی یہ تمام احباب موجود تھے کہ خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۹ ذی الحج ۱۴۲۰ھ بروز اتوار 26 مارچ 2000ء کو ہوا۔ مزار پرانوار صحن دربار عالیہ خواجہ نگر شریف دیوار مسجد کے ساتھ مرجع خاص و عام ہے

Marfat.com

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کونورایمان سے منور کرتے ہیں۔ اور منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادہ الحاج پیر علاؤ الدین چشتی صابری مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں جن کو آپ نے اپنی حیات میں ہی نامزد کر دیا تھا۔

خانوادے کے دستور کے مطابق آپ کے ختم چہلم کے موقع پر موجودہ سجادہ نشین کی دستار بندی بدست صاحبزادہ غلام معین الدین چشتی اولاد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے سینکڑوں علماء ومشائخ و مذہبی وقومی شخصیات کے سامنے کی۔ اس موقع پر آپ کے نواسے صاحبزادہ عمران الٰہی صابری کی بھی دستار بندی کی گئی جو کہ آج کل دربار شریف کے منتظم بھی ہیں۔ اس کے بعد موجودہ سجادہ نشین الحاج علاؤ الدین صاحب اور صاحبزادے افتخار الدین صاحب اور دیگر احباب کے ہمراہ کلیر شریف میں حضرت خواجہ جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے گئے اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حضرت بابا غریب شاہ علیہ الرحمۃ نے نہ صرف آپ کو بیعت کیا بلکہ فوراً ہی خرقۂ خلافت سے بھی سرفراز فرما کر رخصت فرمایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے پیر علاؤ الدین صابری مدظلہ آج کل دربار شریف کے نظام کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ بڑی خندہ پیشانی سے تمام امور کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ بڑے ذہین بردبار حلیم الطبع بلند اخلاق وکردار کے مالک ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے خصوصی تعلق ورابطہ ہے بہت ہی شفیق اور نفیس شخصیت کے مالک ہیں۔ خدا نصیب کرے عمر دراز۔

حضرت مولانا غلام فرید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فاضل جلیل، عمدۃ المدرسین، سند الکاملین، محبوب العارفین حضرت علامہ مولانا غلام فرید چشتی صابری سعیدی رضوی ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کی ولادت ۵ شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ گیارہ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو موضع جھاڑ مضافات تربیلہ (ہزارہ) میں اپنے زمانے کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا الحاج عبد الجلیل بن مولانا امیر غلام کے گھر ہوئی۔ آپ کا نسبی تعلق مشہور پٹھان قوم عیسیٰ خیل کے مورث اعلیٰ عیسیٰ خان سے ہے۔ جبکہ آپ کے ایک اور جد اعلیٰ عبد الرشید خان قندھار کے حاکم اعلیٰ ہو گزرے ہیں۔ آپ کا تعلق علمی وروحانی خاندان سے ہے۔ آپ کے والد گرامی علامہ الحاج عبد الجلیل

Marfat.com

شب و روز تبلیغ دین میں مصروف و مشغول رہتے تھے۔ آپ کے جدامجد کے حقیقی بھائی پیر طریقت علامہ امیر محمود اپنے علاقے کے مرکز رشد و ہدایت ہیں۔ سینکڑوں طلباء نے اُن سے اکتساب فیض کیا۔ نہایت سادہ صوفی منش اور پابند شریعت و طریقت بزرگ ہوئے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف اپنی اولاد کو علوم دینیہ سے بہرہ ور کیا۔ بلکہ دامادی کے لئے بھی اصحاب علوم اسلامیہ کا انتخاب کیا۔

تعلیم و تربیت☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کی مساجد میں ہی حاصل کی بعد ازاں اپنے والد گرامی کی وساطت سے ہزارہ ڈویژن کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ میں داخلہ لے کر مولانا قاضی حبیب الرحمٰن اور مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی سے علمی استفادہ شروع کیا۔ ان حضرات میں اول الذکر حضرت علامہ قاضی عبدالسبحان کھلابٹی علیہ الرحمۃ کے داماد اور آخر الذکر قاضی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔

جب حضرت قاضی عبدالسبحان کھلابٹی دارالعلوم رحمانیہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے تو ان سے بھی علمی استفادہ کیا ان کے علاوہ ایک اور نہایت ہی محنتی اور شفیق استاد مولانا حافظ محمد یوسف صاحب سے بھی ابتدائی چند اسباق پڑھے چار سال بعد جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد میں داخلہ لیا۔ جب دو سال بعد حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے تو آپ جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں آپ نے سات سال تک علامہ مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ درس نظامی کی آخری کتاب میر زاہد، ملا جلال حمداللہ، قاضی، شمس بازغہ وغیرہ مولانا حسین امام مولانا قاضی حبیب الرحمٰن اور مولانا قاضی عزیز الرحمٰن مردانوی سے پڑھیں۔ ہدایہ حضرت فقیہہ العصر مفتی اعجاز ولی خان علیہ الرحمۃ سے پڑھا۔ بخاری شریف کا درس حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد حسین نعیمی سے لیا۔ ان کے علاوہ کچھ اسباق حضرت مولانا مفتی عزیز احمد بدایونی سے بھی پڑھے۔ ۱۹۵۹ء میں جامعہ نعیمیہ سے دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کی اور ۱۹۶۰ء میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ چشتی صابری سے علم حدیث پڑھ سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔

درس و تدریس☆: آپ تدریس کا آغاز جامعہ گنج بخش لاہور سے کیا۔ یہ ادارہ حضرت مفتی

Marfat.com

اعجاز ولی خان علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا۔ یہاں آپ نے ابتدائی اور متوسط کتب پڑھائیں۔ دو سال تک جامعہ امینیہ گوجرانوالہ میں اور دو سال دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں مسند تدریس پر فائز رہے۔ ۱۹۶۶ء میں آپ غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حکم پر مدرسہ جامع العلوم خانیوال میں مدرس کی حیثیت سے تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۷۲۔۱۹۷۱ء جامعہ فضل العلوم ڈسکہ میں دو برس تک مدرس رہے۔ اس کے بعد آپ مستقلاً جامعہ فاروقیہ رضویہ تعلیم القرآن گوجرانوالہ میں بطور صدر مدرس علوم اسلامیہ کی تدریس میں مصروف ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے جامعہ فاروقیہ گوجرانوالہ میں دورۂ حدیث شریف شروع کرادیا جو کہ بہت کامیابی سے ہمکنار ہے۔ اور اسی دارالعلوم کے ساتھ جامع مسجد فاروقیہ میں نماز جمعہ کی خطابت کے فرائض تادم آخر سرانجام دیتے رہے۔

آپ کے چند معروف تلامذہ ☆: یوں تو ملک بھر کے کثیر تعداد طلباء علماء نے آپ سے علمی استفادہ کیا ہے۔ جن میں سے چند معروف تلامذہ کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ مولانا سید بشیر حسین شاہ گوجرانوالہ، مولانا خالد حسن مجددی گوجرانوالہ، مولانا سعید احمد مجددی گوجرنوالہ، مولانا گل احمد عتیقی فیصل آباد، مولانا صداقت علی، مولانا قاضی محمد یوسف، مولانا حافظ محمد علی، مولانا قاری عبدالرزاق، مولانا محمد حنیف اختر خانیوال، حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ لاہور قابل ذکر ہیں۔ ممتاز عالم دین استاذی العلماء حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ لاہور مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ میں نے ہری پور جامعہ رحمانیہ میں ایک سال اور جامع العلوم خانیوال میں دو برس تک آپ سے اکتساب فیض کیا ہے۔ آپ انتہائی مشفق اور مہربان استاد ہیں۔ طالب علم کی علمی ضرورت ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی ضروریات کو پورا کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی فرماتے ہیں کہ جس شفقت اور ہمدردی سے آپ نے بندہ پروری کی اور تربیت فرمائی وہ ناقابل فراموش احسان ہے۔ جو زندگی بھر مجھے یاد رہے گا۔

تحریکی اور سیاسی سرگرمیاں ☆: آپ سیاسی طور پر سواد اعظم کی نمائندہ تنظیم جمعیت علمائے پاکستان سے تمام عمر وابستہ رہے۔ تحریک جمہوریت ۱۹۶۹ء میں آپ نے خانیوال میں بڑے

Marfat.com

بڑے جلوسوں کی قیادت کی۔ حالانکہ آپ جس دار العلوم سے متعلق اور وابستہ تھے وہ محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام ایک مسجد میں قائم تھا۔ لیکن آپ نے کسی خطرہ کی پرواہ کئے بغیر تحریک میں حصہ لیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بھرپور حصہ لیا۔ گوجرانوالہ میں متعدد جلسوں میں لوگوں کو فتنہ مرزائیت سے آگاہ کیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ ۱۹۷۷ء میں آپ کی کارکردگی پر عوام اہل سنت اور علمائے گوجرانوالہ شاہد ہیں کہ ایک دو کے علاوہ ہر جلوس کی قیادت میں شریک رہے اور بعض جلوسوں کی قیادت تو بلاشرکت غیرے کی۔ نماز جمعہ کے بعد چوک گھنٹہ گھر سے مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق رضوی مدظلہ اور خطیب شیریں مقال علامہ ابوالطاہر عبدالعزیز چشتی مدظلہ العالی کے ہمراہ گرفتاری پیش کی۔ دو دن اور دو راتیں صدر تھانہ گوجرانوالہ میں رہے اور اس کے بعد رہائی ہوئی۔

ردعقائد باطلہ کے لئے مناظرے☆: خانیوال میں قیام کے دوران انجمن اصلاح المسلمین سے وابستگی رہی اور انجمن کے زیر اہتمام بڑی سرگرمی سے تبلیغی و اصلاحی کام کئے۔ خانیوال اور گوجرانوالہ مین متعدد بار بدعقیدہ لوگوں سے مناظرے ہوئے اور بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی حاصل ہوئی۔ مولوی غلام اللہ زا راولپنڈی سے بحث ہوئی اور دیوبندی مکتبہ فکر کے سید نور الحسن شاہ بخاری کو میدان مناظرہ سے بھگایا۔ خانیوال کے ایک مناظرہ میں دیوبندی عالم بے شمار کتابیں لے کر آیا۔ جبکہ آپ کے پاس صرف قصیدہ بردہ شریف تھا۔ لیکن آپ نے ابتدائی گفتگو میں ہی مخالفین کو میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

آپ کی قلمی خدمات☆: فیاض مطلق نے آپ کو تدریسی خوبیوں کے علاوہ تقاریر کے میدان میں جس قدر نوازا ہوا تھا۔ اسی طرح رب کریم نے آپ کو جوہر قلم سے بھی سرفراز فرمایا ہوا تھا۔ آپ نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود مندرجہ ذیل تصانیف اہل سنت کے لئے یادگار چھوڑی ہیں۔ جن میں "صداقت میلاد بجواب حقیقت میلاد" نمبر۲ "حاضر و ناظر اور علم غیب ملا علی قاری کی نظر میں" نمبر۳ "اثبات الدعا بعد الجنازہ بجواب دعا بعد الجنازہ" نمبر۴ "رسالہ علم غیب۔ غیر مطبوعہ" نمبر۵ "ملا علی قاری اور سرفراز گکھڑوی"

بیعت و خلافت☆: آپ غزالی زماں حضرت علامہ شیخ العصر سید احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر جامعہ اسلامیہ بہاولپور جا کر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں

Marfat.com

شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اُنہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز اور صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ نے علوم ظاہری کے ساتھ باطنی علوم پر بھی توجہ دی اور اس کے حصول کے لئے عبادت و ریاضت میں سخت محنت شاقہ سے کام لیا۔ اپنے پاس آنے والوں کو سلسلہ طریقت کی تعلیم دیتے ہفتہ وار محافل ذکر وختم خواجگان آپ کا مستقل معمول تھا۔ اپنے اسلاف کا سالانہ عرس مبارک بھی منایا کرتے تھے۔ آپ جتنے بڑے عالم تھے اتنے ہی بڑے صوفی اور شیخ بھی تھے۔ مگر آپ نے کبھی مشائخیت کا لباس اور ناز انداز کسی کو نہ دکھایا۔ انتہائی سادہ مگر باعمل و باکردار زندگی گزاری اور گوجرانوالہ میں اپنے بعد اپنی زندگی کو ایک عملی نمونہ کے طور پر چھوڑا۔

حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین ☆: ۱۹۷۶ء میں آپ اپنے والد گرامی کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور گنبد خضریٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

اولاد و امجاد ☆: بہت سی روحانی اولادوں کے علاوہ آپ کی چار صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے جن کا نام صاحبزادہ محمد ریاض الرحمٰن ہے۔ جو کہ گوجرانوالہ میں آپ کے قائم کردہ دارالعلوم کو چلانے کے علاوہ بہت بڑے کاروبار کے مالک ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸/ اگست ۲۰۰۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلّہ فاروق گنج، گلی مسجد دارے والی نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا غلام فرید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفیا باصفا، عالم ربانی، شیخ لاثانی، صاحب علم وعرفان، حضرت علامہ مولانا صوفی غلام فرید چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قبلہ اہل تحقیق ہیں۔ آپ کا تمام بچپن حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پاس گزرا۔ انہی سے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کر کے انہی کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا۔ اور خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

Marfat.com

آپ نے اپنی پوری زندگی خدا کے دین کے واسطے وقف کر رکھی تھی۔ تمام عمر درس و تدریس میں گزاری اور سینکڑوں بچوں کو قرآن پڑھا کر ان کے سینوں کو نور قرآن سے منور کیا۔

ابتدائی دور آپ اپنے گاؤں میں کالیکی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد کے نواحی گاؤں موضع سرا میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا معمول تھا کہ نماز عشاء کالیکی منڈی اپنے مرشد کامل کے پاس پڑھ کر رات کو اپنے گاؤں تشریف لے جاتے جو کہ کالیکی منڈی سے دو ڈھائی میل دور تھا۔ رات کے وقت راستے میں اینٹوں کے ایک بھٹے کے پاس جو کہ غیر آباد جگہ پر تھا وہاں طرح طرح کی سیٹیاں بجنے کی آوازیں آنے لگیں۔ ایک دن حسب معمول بعد نماز عشاء گھر جا رہے تھے کہ جب اس جگہ پہنچے تو کچھ بدروحیں نظر آئیں۔ آپ نے یہ دیکھ کر آگے جانے کی بجائے پیچھے واپس جانے میں اپنی عافیت سمجھی اور آستانے پر واپس آ کر مرشد کامل کے حضور تمام ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے دیکھا کہ آپ کی سانس پھولی ہوئی ہے۔ جب طبیعت سنبھلی تو ایک رقعہ تحریر کر کے فرمایا غلام فرید جاؤ، اُس جگہ پر رقعہ پھینک دینا۔ آپ تعمیل ارشاد کی خاطر وہاں سے چلے اور مقرر جگہ پر پہنچے تو کچھ لوگ نظر آئے اور آپ سے کہنے لگے تم نے ہماری شکایت کی ہے۔ آپ نے وہ رقعہ انہیں دے دیا۔ انہوں نے رقعہ پڑھا تو اس پر یہ عبارت درج تھی کہ تم یہ جگہ فوری طور پر خالی کر دو اور کہیں اور جا کر اپنی بستی بساؤ۔ اس دن کے بعد وہ بدروحیں وہاں سے غائب ہو گئیں۔ اب وہ جگہ سرسبز و شاداب اور آباد ہے۔

بعد ازاں فیصل آباد جامع مسجد گلزار مدینہ میں آخر دم تک خطیب و امام رہے۔

فیصل آباد کے مقامی علمائے کرام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور دینی معاملات میں مشورہ لیتے تھے۔ ہر سال اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے عرس میں شرکت فرماتے تھے۔ آپ کو اپنے شیخ سے خصوصی اور والہانہ انداز میں عشق و محبت تھا۔ ہمہ وقت اپنے شیخ کے جلوؤں میں گم رہتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۰۰۵ء کو ہوا۔ مزار مبارک چک نمبر ۲۲۵ ملکھاں والا جامع مسجد گلزار مدینہ فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

ردیف ف

حضرت سید محمد فاخر شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: منبع الحسنات وفیوض وبرکات، جامع الصفات وکمالات ومعرفت حضرت سید محمد فاخر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ صحیح النسب سید اور عارف کامل ومحقق و مدقق اور صاحب علم وفضل وکمال صاحب بصیرت وصاحب کشف وکرامات بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت قطب زماں غوث العالم سید محمد سعید کاظمی المعروف حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

حضرت قطب زماں میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کی خصوصی توجہ اور عنایت سے آپ نے مجاہدہ وسلوک میں بہت کامیابی حاصل کی۔

آپ نے حضرت میراں جی کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف پوری محنت ومشقت سے انجام دیئے اور یہی وجہ تھی کہ مرشد کامل کی خاصی شفقت وعنایات کا آپ پر نزول تھا۔

آپ کو اپنے مرشد سے بہت پختہ اعتقاد تھا۔ اور درویشی میں نہایت ہی راسخ اور پائیدار جس قدر مذاق آپ کو حاصل تھا وہ آپ کے زمانے میں بہت ہی کم دیکھنے میں آیا۔ آپ نے اگر توحید میں قدم رکھا تو وہ بہت مضبوط ومستحکم رکھا۔

تمام عمر تقویٰ پرہیزگاری اور طہارت سے مرصع تھی۔ جالندھر کے باشندگان نے آپ کے لئے ایک عظیم الشان مسجد بنائی تھی آپ اُسی مسجد کے حجرے میں ہی تادم حیات سکونت پذیر رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہویں صدی ہجری میں اپنی مسجد کے حجرے میں ہوا۔ اور اس مسجد کے ایک کونے میں آپ کا مزار پُرانوار جالندھر میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: جامع الحسنات و برکات، منبع فیوض و کمالات، آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ لاہور کے مشہور صاحب حال اور باکمال بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ صاحب کشف و کرامات و وجد و حال اور مقامات سلوک میں وراالوریٰ تھے۔ عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ ترک و تجرید اور مجاہدہ میں باکمال تھے۔ ہر روز رات کو تین مرتبہ غسل فرماتے اور تمام رات اللہ کریم کی عبادت میں مصروف رہتے۔ آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے کوئی غرض نہ تھی۔ ریشمی کپڑے بنا کر فروخت کر کے گزر اوقات کرتے تھے۔ کھانے پینے میں دنیاوی لذتوں سے اس قدر بے نیاز تھے کہ کبھی کبھی زردہ کھانے کو پیش کیا جاتا تو آپ اس میں نمک ڈال کر تناول فرماتے اور کبھی حلوہ پیش کیا جاتا تو اس میں مرچیں ڈال کر تناول فرماتے تھے۔ آپ حضرت پیر سید حیدر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ وہ مرید و خلیفہ حضرت شیخ خیرالدین شاہ المعروف خیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے شیخ عبدالخالق چشتی صابری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری کے وہ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی ثمہ تھانیسری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے تھے۔

وصال باکمال☆: وصال سے قبل آپ بخار کی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ ۹ رجب المرجب شریف ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۵/اکتوبر ۱۸۶۹ء کو وصال سے چند ساعت قبل آپ نے حافظ قادر بخش نعت خوان کو طلب فرمایا اور فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نعت سناؤ۔ انہوں نے درج ذیل کے چند شعر پڑھنا شروع کیے۔

منم خاک درِ کوئے محمد ﷺ اسیرِ حلقۂ گیسوئے محمد ﷺ

قتیل نوک شمشیر نگاہش شہید تیغ ابروئے محمد ﷺ

یہ نعت سنتے ہی آپ پر وجد طاری ہوا اور تڑپنے لگے۔ جسم پسینہ سے شرابور ہو گیا۔ اور اسی حالت میں

Marfat.com

آپ کا وصال با کمال ہو گیا۔ مزار قبرستان میانی صاحب لاہور میں ہے۔ مزار پُر انوار حضرت مفتی غلام سرور لاہوری علیہ الرحمۃ نے قطعہ تاریخ لکھی:

زدا رالفنا سوی فردوس رفت　　　چون آہ فیض بخش صفا اہل فیض
بگو محرم فیض حق سالِ اُو　　　وگر مرد اہل عطا اہل فیض
۱۲۸۶ھ　　　۱۲۸۶ھ

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، قطب زمانہ، وارث ولایتِ کلیری سلطان العارفین، برہان الواصلین، امام العاشقین، قدوۃ السالکین، حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے جدامجد حضرت شیخ حافظ ذکاؤ الدین علیہ الرحمۃ موہدی پور ضلع گجرات سے ہجرت کر کے کلیام سیداں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی میں آکر مقیم ہوئے۔ آپ کا تعلق بنو ہاشم کے خاندان سے ہے آپ کا سلسلہ نسب آباؤ اجداد کی طرف سے سہام قریشی خاندان سے ہے جو کہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے اور اس خاندان کے ہزاروں افراد ضلع گجرات کے مختلف دیہات مدینہ، جمال پور، عالی سیداں، قلعے والی سیداں، کوٹ حسن شاہ، ٹبہ حامد شاہ، ٹبہ بوٹے شاہ اور سیدھڑی میں ہزاروں کی تعداد میں آباد ہیں۔
آپ کے جدامجد حضرت شیخ ذکاؤ الدین علیہ الرحمۃ نے کلیام سیداں کے سہام قریشی خاندان میں شادی کی۔ اور کلیام سیداں کی مسجد میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے صاحبزادے فتاء اللہ ہاشمی نے بھی اسی خاندان میں شادی کی۔ جن کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔
(۱) حافظ نور احمد (۲) حافظ غلام رسول (۳) حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہم الرضوان۔ یہ تینوں اپنے وقت کے بلند پایہ عالم دین اور اُردو، عربی و فارسی کے بہترین خوشنویس تھے۔ ان تینوں میں سے صرف حافظ نور احمد نے شادی کی۔ بقیہ دوسرے بھائیوں نے شادی نہیں کی

ولادت ☆: شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت

Marfat.com

۱۲۲۳ ہجری کلیام سیداں تحصیل گوجر خان (المعروف شاہاں دی کلیام) میں ہوئی۔آپ کے والد ماجد حافظ فناء اللہ ہاشمی قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب تک میں نے شادی نہ کی تھی۔ میری نگاہ ساتوں زمینوں کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر تک جاتی تھی۔اور پہلے پانچ آسمانوں کے اوپر تو سب کچھ صاف نظر آتا تھا۔لیکن جب سے میں نے شادی کی ہے۔اب میری نگاہ دو آسمانوں سے اوپر نہیں جاتی۔یعنی جب آپ میری صلب میں تھے۔تو تمام جہاں مجھ پر روشن اور عیاں تھا۔یہ سب آپ کے نور ولایت کی برکت سے ہی تھا۔

حسب ونسب ☆: طریقت میں آپ کا تعلق چشتیہ صابریہ سلسلہ سے تھا۔آپ اس سلسلہ کے بزرگوں سے بہت عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں باقاعدگی سے حاضری دیتے۔اور کبھی کبھی تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ سالانہ عرس مبارک میں پاکپتن شریف تشریف لے جاتے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم فناء اللہ ہاشمی علیہ الرحمۃ سے ہی مکمل کی۔آپ دینی اور دنیاوی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔اور خوشنویسی میں مکمل مہارت تھی۔ علوم ظاہریہ کی انتہا یہ تھی کہ وقت کے بڑے بڑے علماء فضلاً آپ کے سامنے گنگ ہو کے رہ جاتے۔

انوکھی مثال ☆: اگر عرب وعجم اور برصغیر پاک وہند کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں۔تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ پوری دنیا کے شیخ طریقت اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور غوث زماں اور بڑے بڑے شہباز ولایت مقصد کے حصول کے لئے اپنی باطنی تعلیم کے تکمیل و تصدیق کے لئے بذات خود چل کر مرشد کامل کے دروازے پر گئے۔اور ان کے سامنے زانوے تلمذ طے کیئے۔اور سالہا سال تک ان کی خدمت میں مصروف رہے۔اور اصول بھی یہی ہے کہ طالب ہی مطلوب کے پاس، عاشق ہی معشوق کے پاس، محب ہی محبوب کے پاس، شاگرد ہی استاد کے پاس، مرید ہی پیر کے پاس چل کر جاتا ہے۔مگر والی کلیام حضر بابا فضل الدین کلیامی کے ہاں یہ تمام طور طریقے بدل گئے۔آپ کے دادا مرشد مظہر الاولیاء حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری جلال آبادی علیہ

Marfat.com

الرحمۃ نے بابر بادشاہ کی اولاد سے نگینہ ولایت کشتۂ عشق رسول شریف الاولیاء حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ کو حکم دیا کہ کلیام کی بستی میں ایک ایسے بچے کی ولایت ہونے والی ہے۔ جو کہ اپنے وقت میں اولیاء اللہ کی جماعت کا سرخیل ہوگا۔ اس کا ثانی اِس زمانے میں نہ ہوگا۔ لہٰذا آپ کلیام شریف تشریف لے جائیں۔ اور ان کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت مکمل کریں۔ مرشد کامل کا حکم سنتے ہی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ دہلی سے روانہ ہو کر کلیام اعوان آباد ہو گئے۔ موضع کلیام اعوان کلیام سیداں سے ۲ کلومیٹر دور واقع ہے۔ والی کلیام حضور باباجی صاحب اور آپ کے برادر اکبر حافظ غلام رسول علیہ الرحمۃ اپنے والد گرامی سے علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد کلیام اعوان آ کر حضور حافظ خواجہ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ سے تعلیم حاصل کرتے۔ رفتہ رفتہ مرشد کامل کی محبت اور خصوصی توجہ اور کشش کی بدولت آپ اپنے برادر اکبر حافظ غلام رسول کے ہمراہ کلیام سیداں سے کلیام اعوان ہی مستقل طور پر تشریف لے آئے۔ اور تمام زندگی مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہے۔

روشن از عکس جمالش عالم امکان ما ☆: ایک دن آپ کے والد ماجد مسجد سے نماز ادا کر کے گھر واپس تشریف لائے۔ تو کیا دیکھا کہ آپ دیوار کی طرف منہ کر کے لیٹے ہوئے درج ذیل اشعار پڑھ رہے ہیں۔

دین اساں دردراتجھے داروز ازل تھیں آیا بھارا بھا رمحبت والا سر پر چا اٹھایا

سو بدیاں تے لکھ طعنے میرے پر جھگڑا آیا

اوجے نظر کرم دی رکھے میرا دیہوں دیہوں نہیں سوایا

جس وقت آپ یہ درد بھرے اشعار پڑھ رہے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۸ برس تھی۔ آپ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ آپ کی اِس اس کیفیت کو دیکھ کر آپ کے والد گرامی نے آپ کی والدہ ماجدہ کو بلایا اور کہنے لگے نہ جانے اس عمر میں اس بچے کو کیا ہوگیا ہے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ دیکھو اس وقت اس کا چہرہ کس طرح چمک رہا ہے۔ اگر آپ کو سورج بھی دیکھے تو شرما جائے۔ کیونکہ اس وقت آپ کی پیشانی پر نور کی ایک خاص جھلک نظر آ رہی ہے۔

Marfat.com

بچپن کا واقعہ ☆ : ابھی آپ کم سن ہی تھے ۔ اتنی چھوٹی عمر تھی کہ چل پھر بھی نہیں سکتے تھے ۔ والدہ ماجدہ گود میں اٹھائے گھر کا کام کرتی تھیں ۔ ایک دن شام کے وقت ہانڈی روٹی پکانے کیلئے چولہے کے پاس کام کاج میں مصروف تھیں ۔ آپ والدہ کی گود میں تشریف رکھتے تھے ۔ دوران کام والدہ ماجدہ کو گھر سے کوئی چیز لانے کا خیال آیا تو انہوں نے آپ کو چولہے کے پاس بٹھایا اور اندر کمرے میں چلی گئیں ۔ جب واپس آئیں تو کیا دیکھا کہ آپ چولہے کے اندر آگ کے انگاروں پر بیٹھے کھیل رہے ہیں ۔ والدہ دوڑیں اور شور مچا کر کہنے لگیں کہ (ہائے مہاڑا فضل سڑ گیا) یعنی میرا فضل جل گیا ۔ یہ کہہ کر فوراً آگ سے آپ کو اٹھا کر سینے سے لگا کر آپ کے چہرے کو دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے ۔ آگ کے انگاروں نے ذرا بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچایا ۔

شہنشاہ کلیامؒ اور پیر سید فضل الدین گولڑویؒ ☆ : حضور شہنشاہ کلیام کے عید انامی مرید کی شادی گولڑہ شریف میں ہوئی تھی ۔ اس لئے وہ کبھی کبھی گولڑہ شریف اپنی سسرال جایا آیا کرتا تھا ۔ گولڑہ شریف میں تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ماموں پیر سید فضل الدین قادری گولڑوی علیہ الرحمۃ کو جب یہ معلوم ہوا کہ عیدا شہنشاہ کلیام کا مرید ہے ۔ تو اس وجہ سے عیدا کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور شفقت فرماتے تھے ۔ ایک مرتبہ پیر سید فضل الدین قادری گولڑوی علیہ الرحمۃ نے عیدا سے فرمایا کہ سنا ہے کہ تمہارے مرشد آج کل کلیام شریف سے راولپنڈی شہر تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ میری بہن کے بیٹے سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ حال ہی میں ہندوستان سے علم ظاہری کی تکمیل کے بعد گولڑہ پہنچے ہیں ۔ ان کو راولپنڈی ساتھ لے جاؤ اور شہنشاہ کلیام سے ملاقات کراؤ اور میری طرف سے ۲ روپے اور ۲ کلو مصری لے جاؤ انکو نذرانہ بھی پیش کرنا اور میرا اسلام بھی عرض کرنا ۔ چنانچہ سید پیر فضل الدین گولڑوی علیہ الرحمۃ کی ہدایت کے مطابق شہنشاہ کلیام کا مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ راولپنڈی شہر میں سرکلر روڈ پر تکیہ شاہو حضور شہنشہ کلیام کے پاس حاضر ہوئے ۔

نوٹ ☆ : تکیہ شاہو سرکلر روڈ پر اسلامیہ ہائی سکول نمبر ۲ کے مدمقابل جہاں آج کل صابری سروس اسٹیشن ہے ۔ اس جگہ کا نام ہے ۔

Marfat.com

آپ کے مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ نے آپ کو سلام عرض کیا اور پیر سید فضل دین شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کا سلام بھی پہنچایا اور ان کا نذرانہ اور مصری بھی آپ کو دی۔ آپ نے سلام کا جواب ضرور دیا۔ مگر مزید کوئی بات نہ فرمائی۔ آپ کے مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے قریب بیٹھ گئے اور آپ حاضرین سے گفتگو فرماتے رہے۔ مگر پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور نہ ہی حال احوال پوچھا آپ کے مرید عیدا کے دل میں یہ خیال بار بار آ رہا تھا کہ جب سے میں سید مہر علی شاہ کو لے کر آیا ہوں آپ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ نہ ہی حال احوال پوچھا گولڑے شریف جا کر میری بے عزتی ہوگی۔ اسی پریشانی میں بیٹھے بیٹھے نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہم نے نماز کیلئے شہنشاہ کلیام سے اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی۔ نماز پڑھ کر عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ واپس آئے اور آپ کی محفل میں دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ مگر آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ بیٹھے بیٹھے نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ عیدا کہتے ہیں کہ ہم نے اجازت لی اور نماز پڑھ کر حسب معمول واپس آئے اور دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ اسی طرح بیٹھے بیٹھے نماز مغرب کا وقت ہوا تو ہم نے نماز پڑھنے کی اجازت مانگی تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا۔ جا اگر دل چاہتا ہے تو پڑھ آ۔ نماز مغرب سے واپسی پر ہم دوبارہ مجلس میں آ کر دوزانو بیٹھ گئے۔ آپ کے مریدین لنگر کھا رہے تھے۔ آپ نے نہ تو ہمیں کھانے کا پوچھا اور نہ ہی ہمیں کوئی توجہ دی۔ میں لنگر خانے سے لنگر لے کر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس آیا اور ہم دونوں نے لنگر کھانا شروع کیا۔ مگر پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے ۲ نوالے کھانے کے بعد کھانا چھوڑ دیا اس کے بعد عشاء کی نماز کا وقت ہو گیا۔ تو ہم نے آپ سے نماز عشاء کی اجازت مانگی۔ تو حسب معمول آپ نے فرمایا کہ اگر دل مانتا ہے۔ تو نماز پڑھ آ۔ پھر فرمایا چلے جاؤ ہم نماز پڑھنے چلے گئے واپس آ کر آپ کی مجلس میں دوزانوں ہو کر بیٹھ کر آپ کے مریدین نے آرام کرنے کے لئے بستر لگانے شروع کر دیئے اور تمام بستر آپس میں تقسیم کر لئے۔ مگر ہمیں کوئی بستر نہ دیا۔ جب میں نے بستر مانگا تو فرمایا کہ پرسوں بنیں گے اور پھر فرمایا۔

ستھر گاہ گاہ سمدج اندر ساری عمر گذاری

اج میں اسنوں سیج سوالاں مت تیری کیوں ماری

جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا تو عیدا فرماتے ہیں کہ میں بہت شرمندہ ہوا کہ میں ایک عزت دار آدمی کو

Marfat.com

ساتھ لے کر آیا ہوں۔ اور میری وجہ سے سیدزادے بھی پریشان ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم مسجد چلے گئے اور نماز عشاء کے بعد پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ چراغ کے نیچے کتاب لے کر بیٹھ گئے اور کتاب پڑھتے رہے سخت سردی کا موسم تھا۔ میں نے پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا پیر صاحب آپ میرا کمبل اور اپنی لوئی جوڑ کر اپنے اوپر اوڑھ کر سو جائیں تو آپ نے فرمایا کہ بابا چپ کر خاموشی سے سو جا مجھے آج کوئی بات اچھی نہیں لگ رہی۔ اس پریشانی میں میری نیند بھی اڑ گئی۔ اور رات بھی اسی طرح گذری پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ تمام رات کتاب پڑھتے رہے۔ صبح کی اذان سے پہلے فرمانے لگے۔ بابا آپ ادھر ہی رہیں اور میں جا رہا ہوں۔ تو میں نے عرض کیا حضرت آپ اس وقت کہاں اور کیوں جا رہے ہیں۔ تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ کے پاس جا رہا ہوں۔ صبح کی نماز بھی وہاں پڑھوں گا۔ اور سلام بھی کرنا ہے۔ تم ادھر ہی رہو میں آ جاؤں گا۔ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نماز کے لئے چلے گئے میں نماز پڑھنے کے بعد آپ کا انتظار کرتا رہا۔ صبح کا سورج نکل آیا۔ مگر آپ تشریف نہ لائے تو میں بذات خود حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ کے روضے پر آپ کا پتہ کرنے گیا تو کیا دیکھا کہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ دربار کے صحن میں بے خود پڑے ہیں۔ آپ کی کتابیں کہیں اور پگڑی کہیں اور دھسہ کہیں پڑا ہوا ہے۔ اور آپ کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے۔ میں نے دربار کے خدام سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ دربار میں کوئی شخص آیا اس نے ستار بجایا تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور اسی کیفیت میں بے ہوش پڑے ہیں۔ عیدا فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی پگڑی کتاب دُھسہ سنبھالا۔ اور اسی بے ہوشی کے عالم میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو اٹھایا۔ اور تکیہ شاہو حضور شہنشاہ کلیام کے پاس پہنچا۔ تو لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ بابا کیا کر کے آ گئے ہو تو میں نے رو کر حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں رات والا اور صبح والا واقعہ عرض کیا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے سر سے لے کر پیر تک اپنا ہاتھ پھیرا آپ ہوش میں آ گئے۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے دیوان حافظ کا شعر پڑھا۔ تو پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ اور منہ سے کچھ بول نہ سکے۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو دعا دی اور کمر پر تھاپڑا دیا۔ اور رخصت فرمایا۔ عیدا جب پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو لے کر گولڑہ شریف والے پیر سید فضل الدین شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس

Marfat.com

پہنچے تو تمام ماجرا سنایا۔آپ سنکر بہت خوش ہوئے اور عیدا سے فرمایا کہ عیدا تیرے مرشد فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کا اور میرا نام ایک ہے وہ اپنے نام کی لاج خود نبھائیں گے۔اور سنو عیدا سنو کہ تمہارے پیر کا ثانی اس جگ میں کوئی نہیں ہے۔بڑی بڑی مشکل کے وقت بیڑے پار لگاتے ہیں۔تمہیں مبارک ہو۔

کوڑھ کے مریض کو شفا ہو گئی ☆: موہڑہ گوہڑہ کلیام اعوان کا رہنے والا جنگ نامی شخص کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا۔اس بے چارے کی وجہ سے گھر والے بھی اس سے بےزار تھے۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آکر عرض کرنے لگا حضور مجھے اس موذی مرض سے نجات عطا فرمادیں۔آپ نے فرمایا کہ جمعہ حکیم کے پاس چلے جاؤ۔اس سے دوا لو جو پرہیز وہ بتائے اس کے مطابق دوا کھاؤ۔اللہ کرم کرے گا۔جنگ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔اور زاروقطار رونے لگا اور عرض کرنے لگا حضور دوائی پہلے بھی بہت کھا چکا ہوں۔کوئی آرام نہیں۔اب کوئی دوا نہیں کھاؤں گا۔اب تو صرف آپ کی نگاہ کی ضرورت ہے۔آپ اللہ کے ولی ہیں اگر ایک نظر فرمادیں تو مجھے اس مرض سے نجات مل جائے گی۔آپ نے فرمایا کہ اچھا اپنے گھر جا اور کپڑوں کا ایک جوڑا لے کر آؤ۔وہ اپنے گھر گیا اور کپڑے لے کر آیا۔حضور شہنشاہ کلیام نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تمام احباب اللہ سے دعا کرو کہ اسے شفا ہو جائے۔دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جنگ سے فرمایا کہ اپنا کوہڑ والا جسم میرے جسم سے مس کر اور میرے کنوئیں پر جا کر نہا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا کہ اپنا خون آلود کوہڑ والا جسم آپ کے جسم سے مس کیا اور آپ کے کنوئیں پر جا کر نہایا جب وہ نہا کر آیا۔تو لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کبھی اس کو مرض ہوا ہی نہیں۔

نابینا بینا ہو گیا ☆: ہندوستان کے ایک نابینا مولوی صاحب آپ کی خدمت عالیہ میں کلیام شریف پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ مولوی صاحب کس طرح آنا ہوا۔تو جواب میں مولوی صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا۔کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام جنگل میں کسی درخت کے نیچے آرام فرمارہے تھے کہ درخت پر ایک کوا بولنے لگا۔آپ نے جب اوپر نگاہ اٹھا کر کوے کی طرف دیکھا تو کوے کا رنگ تبدیل ہو کر سفید ہو گیا وہ کوا اپنی جگہ سے اڑ کر دوسری جگہ گیا۔ جہاں بہت سے کوے بیٹھے ہوئے تھے۔انہوں نے اس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا۔تو اس کو مارنا شروع کر دیا۔وہ

Marfat.com

اڑ کر اپنی پہلی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا اور موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ حضور میری برادری نے مجھے نہ پہچانتے ہوئے مارنا شروع کر دیا ہے وہ تو اس طرح مجھے مار ڈالیں گے۔ آپ نے اس کی فریاد سن کر دوبار نظر اس کی جانب کی تو وہ موتی چگنے لگا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھ پر بھی کرم کی نگاہ فرماتے ہوئے ظاہر و باطن کی نگاہ فرما دیں۔ تاکہ شیطان کی شر سے میں بچ سکوں۔

حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ مولوی تو نے نبی کے ساتھ میری مثال دی ہے۔ اٹھ یہاں سے چلا جا اور اپنے خادم نور علی جو کہ مغل گاؤں کے رہنے والے تھے ان سے فرمایا نور علی اس کو لے جاؤ اور کلیام سے باہر جا کر راستہ بتا دو۔ نور علی اس نابینا حافظ کو لے کر آپ کے آستانہ عالیہ سے نکلا۔ چلتے چلتے سڑک کے کنارے آ کر نور علی نے کہا کہ مولوی صاحب یہ راستہ سڑک کو جاتا ہے نابینا کہنے لگا نور علی اب مجھے چھوڑ دو میں نے جو شہنشاہ کلیام سے مانگا تھا۔ مجھے مل گیا ہے۔ خدا نے مجھے ظاہر و باطن کی روشنی دے دی ہے۔

پورے علاقہ کو شفا مل گئی ☆: دیوان صاحب پاکپتن شریف نے اپنے بیٹے کی شادی کے موقع پر تمام مشائخ کو دعوت دی۔ اسی سلسلہ میں دیوان صاحب کا خادم خاص حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں شادی کا پیغام لے کر پہنچا۔ آپ نے وعدہ فرمایا اور وقت مقررہ پر شادی میں شرکت کے لئے کچھ تحفے لے کر پاکپتن شریف پہنچے۔ تو اس وقت بارات تیار تھی۔ دیوان صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ صرف آپ کی آمد کا انتظار تھا۔ لہٰذا اجازت دیجئے۔ تاکہ بارات روانہ ہو سکے۔ آپ نے اجازت دی۔ بارات روانہ ہوئی۔ تو سب سے پہلے آپ کی پالکی تھی۔ جس میں آپ سوار تھے۔ اور اس کے پیچھے دیوان صاحب اور باقی تمام باراتی جن میں کئی سجادہ نشین مشائخ عظام شامل تھے۔ بارات میں گھوڑے، اونٹ ہاتھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ بارات بڑی شان و شوکت سے جاری تھی۔ جب بارات شہر کے نزدیک پہنچی تو کسی نے دیوان صاحب سے عرض کیا۔ حضور شہنشاہ کلیام میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی پالکی پیچھے کروائیں۔ اور آپ بذات خود آگے چلیں۔ دیوان صاحب نے اس کی بات مانتے ہوئے ایک گھوڑا سوار سے کہا کہ جاؤ شہنشاہ کلیام میاں فضل الدین علیہ الرحمۃ کی پالکی رکوا دو۔ جب گھوڑا سوار نے چلنے کا ارادہ کیا تو دیوان صاحب نے فرمایا کہ نہیں رہنے دو۔ اس لئے کہ شہنشاہ کلیام کی پالکی بذات خود حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے آگے رکھی ہوئی ہے۔ اس

Marfat.com

سفر میں حیوان تھک گئے ہیں۔ جبکہ میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی پالکی اٹھانے والے نہیں تھکے۔ وہ بالکل ہشاش بشاش نظر آ رہے ہیں۔ اس میں کوئی راز ضرور ہے۔

بارات چلتے چلتے لڑکی والوں کے شہر میں داخل ہوئی تو معلوم ہوا کہ پورے شہر میں چیچک کا مرض پھیلا ہوا ہے۔ ہر گھر میں چیچک کی وبا اور مرض ہے۔ لوگ اس وبا کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس شہر کے لوگ کرامات اولیاء کے منکر تھے۔ جب حضور شہنشاہ کلیام کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی چاول کے سات دانے مجھ سے دم کروا کر کھائے گا۔ اسے اس مرض سے شفا ہو جائے گی۔ آپ کا یہ اعلان سن کر شہر کے تمام لوگ آنا شروع ہو گئے۔ ہر شخص سات دانے چاول لاتا اور دم کروا کر کھالیتا۔ پورے شہر میں جس نے بھی چاول دم کروا کر کھائے خدا نے اسے شفا بخش دی۔ بالآخر فقرا اور اولیاء اللہ کی کرامت کے منکرین جب شفایاب ہو گئے تو کوئی شخص نقد رقم اور کوئی کھانا اور کوئی تحفے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں پیش کر رہا تھا۔ یہ تمام ماجرا دیکھ کر دیوان صاحب پاکپتن شریف نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ کے لئے پوری بارات آٹھ دن رکی رہی اور یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنی سواری کو حضور شہنشاہ کلیام کی سواری سے آگے نہ جانے دیا۔

شہنشاہ بغداد اور شہنشاہ کلیام☆: حضور شہنشاہ کلیام کی پالکی کو ۶۰ برس تک اٹھانے والے بابا متولی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم شہنشاہ کلیام کو پالکی میں بٹھائے پاکپتن شریف لے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ایک جگہ رات کے وقت قیام کیا۔ ہم تمام خدام سو گئے مگر آپ ساری رات اُف ہائے اُف ہائے کرتے ہوئے جاگتے رہے۔ صبح کے وقت آپ نے ہی تمام خدام کو اٹھایا اور چلنے کا حکم دیا۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے۔ مجھے پالکی کا وزن کچھ زیادہ محسوس ہونے لگا۔ کاندھے تھکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ مگر تھوڑی دیر گذری کہ پالکی کا وزن معمول کے مطابق ہو گیا اور بوجھ ہلکا سا محسوس ہونے لگا۔ آگے چل کر ایک مقام پر جب قیام فرمایا تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا حضور معاملہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ راستے میں چلتے چلتے پالکی کا وزن بڑھا بعد میں پھر اسی طرح کم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا بابا متولی تمہیں معلوم نہیں ہے۔ رات میری طبیعت خراب تھی اور مجھے سخت بخار تھا۔ اس لئے اب تمام سلاسل کے اولیاء اللہ اور حضور شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر میری عیادت کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے

Marfat.com

پالکی کا وزن بڑھ گیا تھا۔ اب وہ سارے مجھ سے رخصت ہو کر چلے گئے ہیں۔ فکر نہ کرو ہمت کر کے چلو۔

سجادہ نشین دربار کا کا صاحبؒ اور شہنشاہ کلیام ☆: صوبہ سرحد کی مشہور درگاہ کا کا صاحب علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ موضع کھینگر پوٹھوار میں اپنے مریدین سے ملنے اکثر آیا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور شہنشاہ کلیام کی تعریف اور چرچا سنا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ تارک الصلوٰۃ ہیں۔ انہیں آپ سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب وہ ملاقات کیلئے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں پہنچے تو آپ کے پاس عوام اور عقیدت مندان کا جم غفیر تھا۔ کچھ دیر کے بعد سجادہ نشین کا کا صاحب جناب مولوی عبدالحکیم صاحب آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور آپ سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان لوگوں کو باہر بھیج دیں تا کہ ہم تخلیے میں بات کرسکیں۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اتنے آدمیوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے ہم دونوں ہی یہاں سے الگ جگہ چلے جاتے ہیں۔ وہاں بات ہو جائے گی علیحدگی میں جانے کے بعد مولوی عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمۃ نے عرض کیا یا حضرت آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے اس کی خاص وجہ کیا ہے۔ تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ آپ تو فقرا کی اولاد ہیں اور عالم دین بھی میں آپ کو کیا بتاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اس ظاہری وجود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ خدا کے سامنے پیش کیا جائے اس لئے دوسرے وجود کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔ شہنشاہ کلیام کا یہ جواب سن کر مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ موضع کھینگر تشریف لائے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ فرمایئے۔ نماز کے بارے میں حضور شہنشاہ کلیام نے کیا جواب ارشاد فرمایا ہے تو مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ جہانداد خان تیرا مرشد لاثانی ہے۔ اور جو جواب تیرے مرشد نے دیا۔ وہ کسی اور سے ملنا مشکل ہے۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنیَا قَلِیْل ☆: پنجاب کا راجہ رنجیت سنگھ آپ کے دربار میں قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا اور ایک بہت بڑی جائیداد کا کاغذ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ حضور کے واسطے زمین کی ملکیت کے کاغذ ہیں۔ آپ نے راجہ رنجیت سنگھ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم مجھے دنیا کی دولت سے مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ میری حکومت تو تمام زمین پر ہے تم بولو کون کون سے علاقوں کی مسند حکومت دوں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک لنگر کی کوئی زمین نہیں۔ راجہ

Marfat.com

رنجیت سنگھ اپنے عمل پر نادم اور شرمسار ہو کر معافی چاہنے لگا اور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا۔ آپ نے دعا دیکر رخصت کر دیا۔ اس واقعہ سے بخوبی انداز ہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر شہنشاہ کلیام کو دولت سے محبت ہوتی تو وہ کبھی بھی اتنی بڑی جائیداد کی پیش کش کو مسترد نہ کرتے۔ جبکہ حالت حقیقتاً یہ تھی کہ بسا اوقات لنگر کی دال خریدنے کیلئے اگر آپ کے پاس پیسے نہ ہوتے تو آپ اپنی تسبیح گروی رکھ دیا کرتے اور مہمانوں کیلئے لنگر کا اہتمام ضرور فرماتے۔ فقر و فاقہ کی اس کیفیت کے باوجود آپ کے پاؤں میں کبھی لغزش نہیں آئی اور کبھی بھی دنیا کی دولت کو عزیز نہ سمجھا۔ بلکہ قل متاع الدنیا قلیل سمجھتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے۔

زمین کربلا اور شہنشاہ کلیام ☆: شہنشاہ کلیام حضور باباجی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک سید تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا کہ حضور میں نے آج رات خواب میں تمام کربلائے معلی کی زیارت کی اور واقعہ کربلا کے واقعات کو ملاحظہ کیا اور میں نے کربلا کا ریتلا میدان بھی دیکھا۔ جس کے سینے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا لاشہ پڑا رہا۔ اور وہ خیمے بھی دیکھے جس میں اہل بیت اُس وقت قیام پذیر تھے حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ شاہ صاحب جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے۔ آپ نے کربلا کے تمام واقعات کو دیکھا۔ پھر بھی ہوش میں پھر رہے ہیں۔ میری طرف دیکھیں میں نے میدان کربلا کا صرف ایک کونہ دیکھا ہے۔ تو اب تک ہوش میں نہ آ سکا اور اپنے جسم کو پتھر کی سل پر جلا رہا ہوں۔ اور چھری سے اپنے جسم کا گوشت کاٹ رہا ہوں کہ شاید ہوش میں آ جاؤں۔

نوٹ ☆: یہی وجہ تھی کہ حضور شہنشاہ کلیام نے تمام عمر اپنے جسم پر گوشت نہیں رہنے دیا اور نہ ہی کبھی سائے میں سوئے۔

تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ آپ کے زہد و تقوی کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ آج تک جتنے ولی اس دنیا میں تشریف لائے۔ انہوں نے نماز کی نیت کی اور سلام پھیرا۔ لیکن حضور شہنشاہ کلیام وہ ولی اللہ ہیں کہ جنہوں نے نماز کی نیت کر کے تمام عمر سلام نہیں پھیرا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ولی نے ایک حد تک عبادت کی۔ لیکن حضور شہنشاہ کلیام فرد الزماں باباجی کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی واحد ذات ہے۔ جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اپنی تمام عمر فانی میں یاد خدا اور یاد محبوب خدا سے ایک

Marfat.com

پل بھی دھیان نہ پھیرا۔ یہی وجہ ہے کہ غلامان شہنشاہ کلیام یہ بات بڑے فخر سے کہتے ہیں۔ میرے پیر کا رتبہ زمین پر کوئی فقیر نہیں بتا سکتا۔ ایک مرتبہ حالت وجد میں حضور شہنشاہ کلیام نے خود فرمایا کہ دریائے عشق کی اس گہرائی سے تیر کر نکلا ہوں۔ جہاں سے آج سے پہلے نہ کوئی نکلا ہے اور نہ ہی نکلے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا رتبہ لوگوں کو قیامت کے دن ہی معلوم ہوگا۔

حضور شہنشاہ کلیام کی نماز☆: حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ نے جب حضور شہنشاہ کلیام کی نماز کے بارے میں اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسے میری نماز کی خبر نہیں ہے۔ تو وہ شاہ سلیمان کی گدی کے لائق نہیں ہے۔ اسے کہنا کہ آج نماز کے وقت اٹھ کر دیکھنا خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ جب نماز کے لئے مسجد میں پہنچے نماز پڑھ کر جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ حضور شہنشاہ کلیام خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ کے دونوں طرف موجود ہیں۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ یہ معاملہ دیکھ کر پریشان اور خوفزدہ ہوئے۔ اور واپس آ کر معافی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ بے نماز غازی کا اس دن پتہ چلے گا۔ جس دن خدا قاضی ہوگا۔ پھر فرمایا کہ خواجہ اللہ بخش علیہ الرحمۃ اگر تو شاہ سلیمان علیہ الرحمۃ کا پوتا نہ ہوتا تو تیرا حشر دنیا دیکھتی۔

پیر صاحب موہڑہ شریفؒ اور نماز کا واقعہ☆: پیر صاحب موہڑہ شریف علیہ الرحمۃ ہندوستان سے واپسی پر جب گوجر خان پہنچے تو وہاں اپنے مریدوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی درویش صفت انسان بھی ہے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کچھ میل دور کلیام شریف میں خواجہ فضل الدین نامی ایک بزرگ ہیں۔ جو کہ راگ بھی سنتے ہیں اور عشق میں مبتلا ہو کر نماز بھی چھوڑ دی ہے۔ یہ بات سن کر پیر صاحب کو آپ سے ملنے کا زیادہ اشتیاق ہوا۔ چلتے چلتے کلیام شریف پہنچے۔ آپ سے ملاقات کے بعد پہلا سوال یہی کیا۔ کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ نے فرمایا کہ معذور ہوں۔ مگر باوجود اس کے پیر صاحب بضد ہو گئے کہ میں آج آپ کو نماز پڑھوا کر جاؤں گا۔ آ آپ نے فرمایا کہ اگر نہیں مانتے تو آؤ مسجد چلیں۔ مسجد میں داخل ہو کر آپ نے پیر صاحب سے وضو کے لئے لوٹا مانگا۔ پیر صاحب نے دو لوٹے پانی بھر کر پیش کیا۔ آپ نے جب ان کو ہاتھ لگایا تو دونوں خالی تھے۔ پیر صاحب کو بلا کر فرمایا کہ جناب یہ لوٹے تو خالی ہیں۔ وضو کیلئے پانی بھر کر لاؤ۔ دوبارہ اسی طرح پھر لوٹے پیش کئے

Marfat.com

گئے۔آپ نے ہاتھ لگایا تو وہ دونوں پھر خالی تھے۔حتی کہ اس طرح پیر صاحب بار بار پانی لاتے رہے۔ اٹھاون لوٹے پانی لایا گیا مگر آپ کا ہاتھ لگتے ہی خالی نظر آتے۔پیر صاحب حیران و پریشان تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔حضور شہنشاہ کلیام نے پیر صاحب کو پریشان دیکھ کر اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا تو پانی کی فوار نکلی اور ساتھ ہی فرمایا کہ تمہیں میرے وضو کی خبر نہیں اور بات نماز کی کرتے ہو۔یہ معاملہ دیکھ کر پیر صاحب معافی کے طلب گار ہوئے۔آپ نے پیر صاحب کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میرے راز دار اپنے پیر و مرشد کے پاس پہنچو تو میرا سلام ان کو کہنا۔چنانچہ جب وہ اپنے مرشد کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ بھئی میری امانت مجھے دو۔جب مرید نے آپ کی طرف بھیجا ہوا سلام اپنے پیر و مرشد کو دیا تو انہوں نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ شہنشاہ جہاں نے تمہاری وجہ سے ہمیں بھی یاد کیا۔

شہنشاہ کلیام اور عزت سادات ☆: حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔حضور میں دولتالہ سے حاضر ہوا ہوں اور سید ہوں۔آپ نے مریدین کو آواز دے کر فرمایا کہ یہ شاہ صاحب ہیں۔سید ہیں ان کی خوب تواضع اور خدمت خاطر کرو۔خدام نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے خوب خدمت کی اور رات گذارنے کے لئے مخصوص انتظام واہتمام کیا۔رات گذری صبح کے وقت وہ شخص شہنشاہ کلیام کی خدمت میں دوبارہ پہنچا تو حضور شہنشاہ کلیام نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرانے لگا ۔اپ نے فرمایا مسکراتے کیوں ہو تم جو کچھ بھی ہو وہ مجھے معلوم ہے۔کہ تم معمولی ذات کے مصلی ہو۔مگر ہم نے تمہاری جو عزت کی ہے کہ وہ صرف اور صرف اس سید کے نام پر کی ہے جس کا تم نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنتے ہی وہ نادم ہوا اور قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا۔

ایک مرغ ایک سو بیس آدمی ☆: گلشن فضل کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ماڑی بگیال شریف فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام حضرت سائیں فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ موضع ڈنے کسی کے گھر تشریف لے گئے۔ تو آپ کے مرید خاص سائیں عطر صاحب کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ شہنشاہ کلیام کی سواری پاک آج ہمارے گاؤں میں تشریف فرما ہے۔میں چاہتی ہوں کہ حضور شہنشاہ کلیام ہمارے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔اور میں اپنے ہاتھ سے حضور شہنشاہ کلیام کو کھانا پکا کر کھلاؤں۔سائیں عطر نے اپنی

Marfat.com

بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کیا کچھ موجود ہے۔تو بیوی نے کہا کہ ایک مرغ اور ۵ کلو آٹا ہے۔ یہ سن کر سائیں عطر نے کہا کہ حضورا کیلئے ہی تو نہیں۔ بلکہ آپ کے ساتھ کافی تعداد میں افراد موجود ہیں۔ اتنا کم راشن کیسے پورا ہوگا۔تو بیوی نے عرض کیا اے میرے شوہر نامدار آپ گاؤں میں کسی کے پاس چلے جائیں۔اور کچھ کھانے پینے کا سامان ادھار لے آئیں۔

سائیں عطر صاحب پورا گاؤں پھرے کسی کے گھر سے کچھ نہ ملا۔ ہر شخص نے ادھار دینے سے انکار کر دیا۔ صرف ایک گھر سے دو کلو دانے گندم کے ملے۔سائیں عطر نے وہ دانے لاکر بیوی کو دیئے۔عزیز و اقارب کی لڑکیوں کو لگا کر آٹا پیسا گیا۔مرغ ذبح ہو کر پکنا شروع ہو گیا۔جب کھانا تیار ہو گیا تو سائیں عطر نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم خود جا کر حضور شہنشاہ کلیام کو دعوت بھی دو اور اپنے گھر کے حالات بھی بتاؤ۔

چنانچہ بیوی آپ کے ڈیرے پہنچی اور دعوت کے لئے دست بستہ عرض کیا اور حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور ہم غریب لوگ ہیں۔اس قابل نہیں کہ آپ کا کھانا پکا سکیں۔ بہر حال ہماری دلی تمنا پوری فرما دیں اور حضور یہ بھی خیال رکھیں صرف ایک مرغ ہے اور تھوڑا سا آٹا ہے۔ لہٰذا چند افراد کے ہمراہ تشریف لائیں۔تا کہ آپ کی دعوت بھی ہو جائے اور غریب کا بھرم بھی رہ جائے۔ یہ سن کر حضور شہنشاہ کلیام نے اپنے ایک مرید کو بلایا جس کے ساتھ ۴۰ آدمی تھے۔اور فرمایا کہ تم اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر ان کے گھر چلو کھانا کھاؤ۔اس نے عرض کیا حضور ۵ کلو آٹا اور ایک مرغ پکا ہے۔ دعوت بھی صرف آپ کی ہے۔لہٰذا آپ تشریف لے جائیں ہم اتنے تھوڑے سے کھانے کیلئے جا کر کیا کریں گے۔آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت جاؤ اور کھانا کھا کر واپس آؤ۔لہٰذا وہ شخص اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سائیں عطر کے گھر پہنچا زمین پر کمبل بچھا کر تمام افراد کو بٹھا کر کھانا شروع کر دیا گیا۔ جب تمام احباب کھانا کھا چکے تو وہ اپنے چالیس ساتھیوں سمیت حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کیا کہ حضور ہم کھانا کھا آئے تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ اب تمام افراد جو میرے ساتھ آئے ہیں اور جو مہمان دوسرے گاؤں سے آئے ہیں۔سب چلیں جب گنتی کی گئی تو آپ کے ہمراہ اسی افراد تھے۔تمام کے تمام سائیں عطر کے گھر پہنچے۔کھانا شروع ہوا تو پہلے والا شخص عرض کرنے لگا۔حضور ۴۰ افراد تو ہم تھے۔۸۰ آپ ہیں۔ایک مرغ اور ۵ کلو آٹا کیسے پورا ہوگا۔تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ تم دیکھو ہوتا کیا ہے۔ جب حضور کھانا کھا چکے تو

Marfat.com

آپ نے سائیں عطر سے فرمایا کہ اندر جا کر مرغ کی بوٹیاں بھی گن لو۔ جب سائیں عطر اندر سے واپس آئے تو عرض کرتے ہیں۔ حضور مرغ کی بوٹیاں بھی پوری ہیں اور آٹا بھی اسی طرح ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابتداء میں گوندھا تھا۔ کھانا ذرا بھی کم نہ ہوا اور ۱۱۲۰ افراد نے کھا بھی لیا۔

نزول بارش ☆: راولپنڈی شہر میں سرکلر روڈ پر واقع تکیہ شاہو کے مقام پر ایک مرتبہ آپ نے دو ماہ تک قیام کیا۔ اس دوران کلیام اعوان کے چند افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ حضور آپ تو دو ماہ سے اپنے خدام سمیت شہر تشریف لے آئے۔ اور گاؤں کی یہ حالت ہے کہ ۴ ماہ گذر گئے۔ مگر بارش نہیں ہوئی۔ ہماری فصلیں تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ انسان وحیوان چرند پرند بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشان اور بیماریوں میں مبتلا ہے۔ اگر بارش نہ ہوئی تو قحط پڑ جائے گا۔ آپ اللہ کے ولی ہیں۔ بارش کیلئے دعا فرمائیں۔ تاکہ ملک سے قحط سالی بھی دور ہو جائے اور بیماریاں بھی ختم ہو جائیں۔ ان کی بات سن کر حضور شہنشاہ کلیام باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ وہ ہی خالق مالک اور کارساز ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے بارش بھی دے گا یہ تو فرما دیا مگر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے۔ جس پر گاؤں سے آئے ہوئے تمام افراد پریشان ہوئے شام کا وقت تھا کہ آپ نے اپنے خادم جس کا نام پیلو تھا جو کہ کوڑھ کا مریض بھی تھا اس کو بلایا اور فرمایا کہ یار پیلو آج دل بہت تنگ ہے۔ لہٰذا کوئی کہانی سناؤ۔

اس نے کہا یا حضرت اگر کہانی سننی ہے۔ تو پھر سنیں۔ ایک آدمی کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حشمت دوسری کا نام رحمت۔ حشمت ہمیشہ رحمت کو مارتی اور ناجائز تنگ کرتی تھی۔ ایک دن رحمت نے اپنے خاوند سے کہا کہ اے میرے شوہر نامدار حشمت مجھے روز مارتی اور تنگ کرتی ہے۔ آخر میں بھی آپ کی بیوی اور غلام ہوں۔ میں آپ کے علاوہ کس سے شکایت کروں۔ لہٰذا آپ اپنی دوسری بیوی حشمت کو سمجھائیں کہ وہ مجھ پر زیادتی بند کرے اس پر خاوند نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے۔ آئندہ اگر وہ تیرے ساتھ کوئی زیادتی کرے تو تو ایک کے بدلے اس کو سو باتیں سنا دینا۔ اس نے کہا کہ میری اتنی قدر کہاں کہ میں اس کو جواب دوں اور گھر میں آرام سے رہ لوں۔ وہ تو میرا جواب سن کر مجھے جوتے مارے گی۔ اس وقت آپ میرے قریب کھڑے ہو کر میرا تماشہ دیکھیں گے۔ رحمت کی بات سن کر

Marfat.com

خاوند نے کہا کہ تو فکر نہ کر میں تیرا ساتھ دوں گا۔ اور ایمان سے کہتا ہوں کہ حشمت نے اگر میرے سامنے کوئی زیادتی کی تو اسے میں پکڑ لوں گا۔ اور تجھ سے اسے مار پٹواؤں گا۔

چنانچہ دوسرے ہی دن حشمت نے رحمت سے زیادتی کی کوئی بات کی۔ رحمت نے اُسے پلٹ کر جواب دیا۔ تو اس نے کہا کہ تو نے میری بات کا جواب کیوں دیا اور غصے میں آ کر حشمت نے رحمت کو جوتی پھینک کر ماری اور کہنے لگی کہ تو نے خاوند کے کہنے پر ایسا کیا ہے۔ اب میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ یہ سن کر خاوند نے حشمت کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور رحمت کو کہا۔ کہ اب اس کے اوپر چڑھ کر اسے خوب مار جب رحمت نے حشمت کے اوپر چڑھ کر مارنا شروع کیا تو خاوند نے کہا کہ رحمت تکڑی ہو کر اس چنڈال کو مار اب اس کو چھوڑنا نہیں۔ اس لئے کہ تیرا سائیں تیرے ساتھ ہے۔

جب تکڑی تکڑی رحمت والی بات پیلو نے کہی تو شہنشاہ کلیام تڑپ گئے اور اٹھ کر حالات وجد میں رقص کرنے لگے۔ ادھر آپ حالت وجد میں رقص فرما رہے تھے کہ آسمان پر ایک دم بادل بن آیا اور آپ بار بار فرماتے تھے کہ تکڑی تکڑی رحمت جوں جوں آپ یہ جملہ دہراتے اسی طرح زوردار بارش شروع ہو گئی۔ اس جگہ قوال بھی موجود تھے۔ کہ انہوں نے آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر ساز کھول دیئے اور اس مصرع کی تکرار کرنے لگے۔

تکڑی ہوسیں تکڑی رحمت خسم تیرا ہے سنگی

جوں جوں قوال اس مصرع کی تکرار کرتے اسی طرح بارش بھی تیز ہوتی جاتی تھی۔ ادھر آپ کی وجدانی کیفیت میں بھی ہر لحہ اضافہ ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں آپ اپنے حجرے سے باہر بارش میں تشریف لے آئے اور کافی دیر تک آپ اپنے حجرے میں تھے۔ تمام افراد کو آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر پسینہ آ گیا۔ سب کے وجود پسینے سے شرابور تھے۔ ادھر آپ حجرے سے نکل کر باہر تشریف لائے۔ تو تمام حضرات بھی آپ کے پیچھے باہر ہی آ گئے اور بارش میں مسلسل بھیگتے رہے۔ خدا کی مہربانی سے کوئی بھی نہ بیمار ہوا۔ اور نہ ہی کوئی تکلیف ہوئی۔

جب آپ کی وجدانی کیفیت ختم ہوئی تو لوگ آپ کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ ہوش میں آئے تو بارش بھی رک گئی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضور بہت بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے اندر لے کر نہ آتے تو کم از کم گز گز پانی کھڑا ہو جاتا۔

Marfat.com

چور جنات ☆: ایک دفعہ قحط سالی کا زمانہ تھا نہ گندم آٹا وغیرہ وافر مقدار میں موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی بازار سے دستیاب تھا۔ حضور شہنشاہ کلیام کے لنگر میں روزانہ ۳۵ کلو آٹا پکتا تھا۔ قحط سالی کے باوجود لنگر کے آٹے میں یا مقدار میں کمی واقع نہ فرمائی۔ مگر اتفاق کی بات کے جتنا آٹا روزانہ پکتا تھا مہمان بھی تقریباً اتنے ہی آتے تھے۔ کہ اچانک معاملہ کچھ ایسا ہوا کہ آٹا بھی اتنا مہمان بھی اتنے ہی مگر کھانے کے وقت روٹیاں کم پڑ جائیں۔ لانگری اور خدام نے حضور شہنشاہ کلیام کی عرض کیا کہ حضور ماجرا سمجھ سے باہر ہے۔ روٹیاں پوری نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس طرح کرو کہ لنگر تقسیم کرتے وقت جس جگہ روٹیاں رکھی ہوتی ہیں۔ اس جگہ پر دائیں بائیں نظر رکھنا۔

چنانچہ حسب الارشاد لنگر تقسیم کرتے وقت روٹیوں کے برتن پر نظر رکھی گئی۔ تو خدام نے دیکھا کہ روٹیوں کے برتن پر ایک ہاتھ نمودار ہوا مگر جسم ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ تو آپ کے خادم خاص ملک سائیں نے آگے بڑھ کر وہ ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہاتھ پکڑا تو جسم بھی ظاہر ہو گیا۔ خدام نے قابو کر کے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں جننی ہوں یعنی جن کی مادہ اس نے رو کر اپنی داستان غم بیان کی اور کہنے لگی۔ میرا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تخی کے لنگر سے اپنے بچوں کی روٹیاں لے جا کر اپنے بچوں کو کھلاتی ہوں۔ خدام نے اسے حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی داستان سن کر فرمایا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آ گئی تھی۔ تو اپنے گھر اور بچوں کے لئے لے جاتی یہ تو اچھی بات نہیں کہ لنگر کھانے والے مہمان بھوکے رہیں اور تم فضول روٹیاں لے جا کر برباد کرو۔ اس پر وہ نادم ہوئی۔ اور آپ سے معافی مانگتے ہوئے کہنے لگی حضور اب دوبارہ ایسا نہ کروں گی۔ آپ نے اس کا قصور معاف فرما دیا اور اسے دعا دی۔ اور فرمایا جاؤ اللہ تمہیں کبھی رزق کی تنگی نہ دے۔ اور کسی کا محتاج نہ کرے۔ کلیام کے لوگ گواہ ہیں۔ اس کی نسلوں میں سے دوبارہ پھر کسی نے ایسی حرکت نہیں کی۔

ڈوبتی بیڑی پار لگا دی ☆: ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام پاک پتن شریف سے واپسی پر دریائے چناب کے کنارے پہنچے۔ تو شدید بارش شروع ہو کر بارش اور طوفان باد و باراں کی وجہ سے بیڑی دریا میں سے نہیں چل سکتی تھی۔ کافی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ بارش بھی تھی۔ لوگوں کے پاس دریا کے کنارے قیام کرنے کے اسباب کے علاوہ دوسری طرف سے کسی راستے پر جانے کیلئے زادراہ بھی موجود نہ

Marfat.com

تھا۔ جس کی وجہ سے کئی افراد کے بچے بھوک پیاس سے بلبلا رہے تھے۔ آپ سے ان کی یہ کیفیت برداشت نہ ہو سکی۔ آپ نے ملاح سے فرمایا کہ خدا پر توکل کر کے بیڑی میں سب کو بٹھاؤ اور چلو چلتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ نکلتے ہی تمام افراد کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی چھوٹی تھی۔ افراد زیادہ تھے۔ جب کشتی دریا سے منزل کی جانب روانہ ہوئی۔ تو اس میں زیادہ آدمیوں کی وجہ سے پانی بھرنا شروع ہو گیا اور بیڑی دریا میں ہی لڑکھڑانے لگی۔ لوگ کشتی سے پانی باہر نکالتے مگر پانی دوبارہ پھر اسی طرح اور زیادہ داخل ہو جاتا یہ کیفیت دیکھ کر تمام لوگ حیران و پریشان ہو کر دریا میں ہی رونے چیخنے لگے۔ چونکہ ان تمام کو موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ ادھر حضور شہنشاہ کلیام بڑے اطمینان سے کشتی میں سوار تھے۔ آپ کے چہرے پر کوئی غم یا پریشانی اور فکر نہ تھا۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے حضور ہم تو آپ کے کہنے پر بیڑی میں سوار ہوئے تھے۔ اب یہ دریا میں ڈوب رہی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں آپ دعا کریں۔ کہ اللہ اسے بچالے آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ڈوبتی ہوئی کشتی تیرنے لگی۔ اور کشتی میں سوار تمام افراد بخیریت اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ کنارے پر پہنچ کر سب نے اللہ کی ذات کا شکر ادا کیا اور آپ کے قدموں میں گر گئے۔

سنکھیا سے علاج ☆: آپ کے ایک مرید مہر و خان اعوان جو کہ موضع جھانڑوانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ایک دن میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں نابینا ہوں۔ میری آنکھوں سے مجھے نظر کچھ نہیں آتا۔ تم میرے ساتھ کلیام شریف چلو۔ اور اپنے مرشد شہنشاہ کلیام سے دعا کراؤ۔ کہ خدا مجھے آنکھیں عطا فرمادے۔ نابینا شخص کی بات سن کر مہر و خان نے کہا کہ میں تو دنیاداری کے کاموں میں مصروف ہوں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا ہاں رقعہ تحریر کر دیتا ہوں۔ تم کلیام شریف چلے جاؤ۔ حضور دعا فرمائیں گے۔ انشاءاللہ تمہیں شفا ہو جائیگی۔ نابینا نے کہا کہ اگر تم نہیں جا سکتے تو پھر رقعہ ہی بنا دو۔

چنانچہ مہر و خان نے رقعہ تحریر کیا۔ وہ نابینا اپنے بیٹے کو لے کر کلیام شریف پہنچا۔ تو اس وقت آپ کے پاس جذام کا ایک مریض بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے ایک شیشی سے تھوڑی سے دوائی نکال کر دی اور اسی شیشی میں سے اس نابینا کو دی اور فرمایا کہ رات کو سوتے وقت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈال کر سو جایا کرو۔ وہ نابینا دوائی لے کر گھر پہنچا۔ اس نے رات کو ایک ایک سلائی دوائی کی آنکھوں میں ڈالی

Marfat.com

اور سو گیا۔ صبح کو جب بیدار ہوا تو آنکھوں میں روشنی آ گئی تھی۔ اسے بینائی کی نعمت حاصل ہو چکی تھی۔ جب یہ بات لوگوں میں مشہور ہوئی تو ایک اور نابینا شخص اس کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ جو دوائی تمہیں شہنشاہ کلیام نے عنایت کی تھی وہ مجھے بھی دے دو۔ تا کہ مجھے بینائی جیسی نعمت مل جائے۔ اس نے کہا کہ مجھے مہر وخان نے رقعہ دے کر کلیام بھیجا تھا۔ لہٰذا تم بھی اسی کے پاس چلے جاؤ۔ وہ رقعہ دے گا تم بھی کلیام جا کر دوا لے آنا۔ وہاں پر ہم تم جیسے ہزاروں بیمار آتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔

چنانچہ وہ نابینا شخص بھی مہر وخان کے پاس پہنچا اور رقعہ مانگا۔ مہر وخان نے اسے کہا کہ تھوڑی دیر ادھر ٹھہر و اور ایک لڑکا بھیج کر اسے بلایا۔ جب وہ آیا تو مہر وخان نے کہا کہ تم تو بڑے مطلب پرست آدمی ہو۔ تم جب نابینا تھے۔ تو میرے پاس چکر لگاتے تھے۔ اب شفا حاصل ہو گئی تو اب اپنا حال بتانے بھی نہیں آئے۔ مہر وخان کے سوال پر اس نے بتایا کہ آپ کو شہنشاہ کلیام نے سلام بھی بھیجا ہے اور مجھے دوائی دی تھی۔ کہ تین دن تک رات کو سونے سے پہلے آنکھوں میں ڈالنا حالانکہ میرا کام تو پہلی ہی سلائی میں ہی ہو گیا تھا۔ مگر میں گھر سے ڈر کی وجہ سے نہیں نکلا کہ تین دن دوا استعمال کر لوں۔ تو پھر نکلوں گا۔ اسی وجہ سے نہ آپ کو سلام پہنچا سکا نہ ہی حال بتا سکا۔ مہر وخان نے کہا کہ اچھا دوائی تو دکھاؤ جو شہنشاہ کلیام نے عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ وہ شخص گھر گیا اور دوائی کی شیشی لیکر واپس آیا۔ مہر و خان نے جب دوائی شیشی سے نکال کر دیکھی تو دوائی کی بجائے سنکھیا تھا۔ تو اس نے کہا کہ بے وقوف یہ تو سنکھیاں ہے۔ مجھے وہ دوائی دکھاؤ جو کلیام کے والی سے لائے ہو۔ تو اس نے کہا کہ قسم با خدا آپ نے مجھے یہی دوائی دی تھی۔ جس سے میری آنکھیں روشن ہوئی ہیں۔

نسبت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ☆: والی کلیام حضور بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت دیوان صاحب پاکپتن شریف کے بیٹے کی شادی میں شرکت کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے گئے تھے اور شادی کے موقع آپ سے جو کرامت ظاہر ہوئی تھی۔ اس موقع پر بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے تعلق رکھنے والے حضرت پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے۔ انہوں نے جب شہنشاہ کلیام کی کرامت اور مرتبہ و مقام کو دیکھا تو فوج کی نوکری کرتے تھے۔ انہوں نے اسی وقت فوج کی نوکری کو خیر باد کہہ دیا اور آپ کے ہمراہ ہی کلیام شریف آ

Marfat.com

گئے۔ پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ چونکہ حضور سرکار گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے تھے آپ نے کلیام شریف کے قیام کے دوران اسی وجہ سے پیر کالا صاحب کو الگ کمرہ اور پلنگ عنایت فرما دیا تھا۔ کافی عرصہ تک پیر کالا صاحب ایک مرید صادق کی حیثیت سے کلیام شریف میں قیام پذیر رہے۔ ایک دن پیر کالا صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھے سیر کرنے کی اجازت عنایت فرما دیں۔ آپ نے اجازت بھی دی اور کچھ زادِ راہ بھی عطا فرمایا پیر کالا سیر کرتے کرتے انڈیا کے ایک علاقے فیروز پور پہنچ گئے۔ وہاں کے لوگ ان دنوں ایک بڑی مصیبت میں مبتلا تھے۔ ان دنوں وہاں پر اس قدر پانی چڑھ آیا تھا کہ لوگ اپنی جان و مال بچانے کی فکر میں تھے۔ وہاں کے لوگوں کو جب علم ہوا کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد سے پیر کالا صاحب اس بستی میں جلوہ گر ہیں۔ وہ تمام اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے اور عرض کیا حضور آپ زبدۃ الانبیاء کی اولاد ہیں۔ ہم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ یہ پانی ہم سب کو سامان اور مال و اسباب سمیت بہا کر لے جائے گا۔ آپ دعا کریں کہ خدا ہمارے سر سے یہ عذب دور کر دے۔ لوگوں کی بات سن کر پیر کالا صاحب نے فرمایا کہ اچھا اب تو تم چلے جاؤ صبح کو آنا تمہارے لئے کچھ کریں گے۔

جب لوگ چلے گئے تو پیر کالا صاحب نے اپنے ساتھی سے کہا کہ بھائی ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ ہم دعا کریں اور پانی یہاں سے چلا جائے۔ صبح ہو گی تو لوگ آئیں گے۔ تو ہم کیا جواب دیں گے۔ اسی لئے بہتر ہے کہ ابھی اپنا بوریا بستر لپیٹو اور یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ کی بات سن کر ساتھی نے کہا کہ حضور اب تھکے ہوئے ہیں۔ نیند بھی سخت آ رہی ہے۔ لہٰذا ابھی سو جاتے ہیں۔ آدھی رات کے وقت اٹھ کر یہاں سے کہیں! رچلے جائیں گے۔ چنانچہ حسب پروگرام آپ کا ساتھی تو سو گیا۔ مگر پیر کالا صاحب نے بستر گول کر کے سرہانے رکھا اور لیٹ گئے۔ اتفاق سے پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ کی آنکھ لگ گئی۔ تو خواب میں کیا دیکھا کہ مرشد کامل شہنشاہ کلیام حضور بابا صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ پیر صاحب سوتے کیوں نہیں ہو تو پیر کالا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ہم یہاں پر بالکل نہیں رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ گھبراتے کیوں ہو صبح تک یہیں رہو۔ جب شہر کے لوگ آئیں گے تو ان سے کہنا کہ ایک بکرا لیکر آؤ۔ بکرا ذبح کر کے اس کا سر دریا میں ڈال دینا۔ جہاں تک سر جائے پانی وہاں تک واپس ہو جائے گا۔ اور بکرے کے سینگ یا گلے میں یہ تعویز لکھ کر ڈال دینا۔ چنانچہ صبح بیدار ہوئے تو پورے شہر کے لوگ پیر کالا علیہ الرحمۃ کے پاس جمع ہو کر فریاد کرنے لگے کہ حضور آپ بابا

Marfat.com

فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد ہیں۔ برائے کرم مہربانی کر کے ہمیں اس طوفان اور آفت سے نجات دلائیے۔ پیر کالا صاحب نے کہا کہ جاؤ ایک بکرا ذبح کر کے لے آؤ۔

چنانچہ حسب الحکم بکرا ذبح کر کے لایا گیا۔ آپ نے بکرا پانی میں ڈال دیا۔ خدا کے فضل و کرم سے پانی اس جگہ سے چھ کوس دور چلا گیا شہر کے لوگ پیر کالا کی یہ کرامت دیکھ کر بہت معتقد اور مشکور ہوئے۔ چند روز کے بعد پیر کالا اپنے ساتھی کے ہمراہ وہاں سے رخصت ہو کر کلیام شریف شہنشاہ کلیام کے دربار گوہر بار میں پہنچے۔ تو آپ نے پیر کالا علیہ الرحمۃ کو خرقۂ خلافت سے نواز کر فیروز پور انڈیا کی ولایت عطا فرما دی۔ اس کے بعد پیر کالا صاحب تمام زندگی فیروز پور انڈیا میں ہی رہے۔ وہیں ان کا وصال ہوا۔ آج بھی ان کا مزار فیروز پور انڈیا میں مرجع خلائق عام ہے۔

وفات حسرت آیات کی قبل از وقت اطلاع ☆: حضور شہنشاہ کلیام بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے ایک ماہ قبل اپنے خدام سے فرما دیا تھا کہ ہمارا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب ہم تم میں جدائی پڑنے والی ہے۔ لہٰذا میرے لئے صندوق تیار کروا لیا جائے جب یہ خبر سنی۔ تو ایک کہرام برپا ہو گیا۔ لوگ زار و قطار رونے لگے۔ دردور تک لوگوں کو خبر ہو گئی۔ مریدین عقیدت مندان صبح شام آنے لگے۔ کلیام شریف کے باسی رو رو کر بے حال ہونے لگے۔ آپ نے جب لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ مردوں کا شیوہ نہیں کہ وہ روئیں۔ دوسری بات یہ کہ ہم موت سے ڈرنے والے نہیں بلکہ اس کو اپنے سینے سے لگاتے ہیں۔ جب سائیں فیض علی نے یہ خبر سنی تو روتے ہوئے باہر چلے گئے۔ آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ فیض علی ایک ضروری کام تمہارے ذمہ لگا رہا ہوں۔ اور میری یہ نصیحت یاد رکھو گے۔ تو زندگی میں کبھی خسارہ نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ فیض علی اللہ کے نام پر صدقہ خیرات کھلے دل سے کرتے رہنا اور اگر تیرے پاس کوئی آ کر کبھی بھی کچھ مانگے تو اس سے اس کا خاندان یا مقصد نہ پوچھنا بلکہ جو کچھ بھی مانگے دے دینا۔ یعنی تمہارے در سے کبھی کوئی سائل خالی نہ جائے اور سنو جو بھی تم نے کسی کو دینا ہے وہ اپنی جیب سے نہیں بلکہ خداوند قدوس میری وجہ سے غیب سے عطا فرماتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تیرے رزق میں برکت دے گا۔ سائیں گلاب علی بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے اسی طرح جدائی کے غم میں رو رہے تھے۔ تو شہنشاہ

Marfat.com

کلیام نے فرمایا گلاب علی خدا کے واسطے چپ ہو جا مجھے آخری وقت کیوں غم دیتا ہے۔ تو اس نے عرض کی حضور میری بادشاہی لٹی جا رہی ہے۔ میں کیوں نہ روں میری فوج کے جو لوگ مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ وہ آپ کی وجہ سے میرے تابع ہو گئے ہیں۔ حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ گلاب علی اگر اس بارگاہ میں میری منظور ہوئی تو تمہیں زندگی میں پریشان نہ ہونے دوں گا۔ اور اگر میں خدا کا فقیر ہوں ۔تو تمہیں زندگی بھر رزق کی تنگی نہیں آئے گی۔ اور اگر ذرہ برابر بھی فرق آیا تو سمجھنا کہ وہ تو ٹھگ تھا ۔ویسے ہی دنیا میں لارے لگا تا رہا آپ نے فرمایا کہ گلاب علی میری ایک وصیت یاد رکھنا کہ جب میرا جنازہ ہو تو میرے جنازے کے ساتھ یہ شعر ضرور پڑھنا۔

لالاں والیادے وبسیار و نج کھری گھراوہدے

دیس بیگانہ ماں پرائی لیکھے نال نبھادے

آپ کا فرمان سن کر سائیں گلاب نے عرض کیا۔ حضور اس وقت تو جنازہ میں بڑے بڑے مفتی قاضی' عالم ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہ چیز دیکھ کر جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیں۔ شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ کوئی میرا جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے مجھے اسکی فکر نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے جنازے میں تمام مسالک کے لوگ موجود ہوں گے۔ کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کرے گا اور میرا جنازہ تاجدار گولڑہ سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے چوٹی کے عالم اور شیخ طریقت ہیں۔ بڑی محبت و عقیدت سے پڑھائیں گے۔ اس لئے تم کسی کے منع کرنے سے میری خواہش کو بند نہ کرنا۔ بلکہ میری چارپائی کے ساتھ قبر تک یہ شعر ہمراہ رباب و چنگ گاتے رہنا۔

چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ جنازے کے وقت جب اس شعر کو رباب و چنگ کے ساتھ پڑھا جا رہا تھا۔ تو جنازہ کے حاضرین پر عجیب کیفیت طاری تھی۔

اہل کلیام کیلئے آخری دعا☆: آپ نے اپنے آخری وقت اہل کلیام کو جو آپ سے نسبت اور محبت تھی۔ اور انہوں نے جس خلوت و محبت سے آپ کی خدمت کی تھی۔

اس کے صلے میں آپ نے اہل کلیام کو جس دعا سے نوازا قیامت تک اس کے اثرات باقی رہیں گے۔ آپ نے فرمایا

Marfat.com

بریاں بریاں سب کوئی آکھے بہہ نیناں دیا چھڑیاں
سکھی وسو کلیامی لوگو اسیں بس کھیڈ کے ٹریاں
ہجر مصیبت آن جگایا ختم ہوئی زند گانی
فیض نام خدا دا رہسی کل دنیا ہے فانی

آپ کی زبان ترجمان سے یہ کلمات سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے روتے نڈھال ہو گئے۔ لوگوں کو روتا دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا۔

ایہہ دیہاڑا آ سی اک دن رونا ہے فضولی
عاشق مرنے کو خوشی جانے جین حیاتی سولی
جس مرنے توں خلق ڈردی عاشق خوشیاں کر دے
وچ حیاتی سڑک دے نت سولی پر چڑھدے
ماہ رمضان دی عیدی وانگوں رکھن نت اڈیکاں
آوے موت میلا ہووے سد سد مارن چیکاں
اس خالی تھیں لنگھنا اگے مینوں یار بھراؤ
ہر دم رکھو اللہ اللہ ادیہہ غم مول نہ کھاؤ

الوداعی دُعا☆: ایک شکاری شخص کسی جگہ سے لومڑی کا شکار کر کے گھر لے آیا۔ رات کو گھر پر رکھی۔ صبح سویرے گھر سے لے کر گاؤں سے باہر چلا گیا۔ لوگ اس لومڑی کو دیکھنے کیلئے جوق در جوق جا رہے تھے۔ شہنشاہ کلیام کے حجرے میں جو احباب تشریف فرما تھے۔ ان میں سے اکثر لوگ بھی شکار کے شوقین تھے۔ وہ بھی اس لومڑی کا تماشہ دیکھنے کے لئے لے گئے صرف چند آدمی آپ کے پاس باقی رہ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ دوستو الوداع کا وقت آ گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے بخش بخشوا کرنا ہے تو کر لو کیونکہ میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ اے مالک کائنات میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا ملنے والا کوئی بھی شخص دنیا میں بھوک کی تنگی نہ دیکھے

Marfat.com

اور میرے ملنے والوں کو ایمان کی موت عطا فرما۔ دعا مانگ کر آپ نے اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرے تو لوگ اپنی خواہشات عرض کرنے لگے۔

آپ کے مرید خاص اور منظور نظر درویش قاسم علی صاحب فرماتے ہیں کہ حجرہ مبارک میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ میرے قریب ایک ۱۵۔۱۶ سالہ نوجوان آیا اور کہنے لگا۔ مجھے اپنے پیر شہنشاہ کلیام کے پاس لے چلو اور ان سے میرے لئے دعا کراؤ کہ مجھے تاج سلطانی مل جائے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ میں سید آل رسول ہوں۔ سائیں قاسم علی فرماتے ہیں کہ میں نے تلاوت قرآن بند کی اور لڑکے کو لے کر جب شہنشاہ کلیام کے دربار میں پہنچا تو اس وقت آپ آخری الوداعی ملاقات کر کے فارغ ہو چکے تھے۔ اور مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپنے لگا۔ لیکن صبر و تحمل اور ضبط سے کام لیتے ہوئے شہنشاہ کلیام کے کاندھے کو ہلایا۔ آپ نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو میں نے عرض کیا حضور یہ سید زادہ آپ کے در پر کھڑا ہے۔ اس کی بات سنیں آپ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ حضور یہ تاج سلطانی مانگتا ہے۔ شہنشاہ کلیام نے دروازے کی طرف ہاتھ کر کے فرمایا کہ دیکھ لیا ہے۔ پھر اس سید زادے کے لئے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے دعا ختم ہوئی تو اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرنے کے بعد آپ کے ہاتھ گود میں گئے تو آپ کا وصال با کمال ہو چکا تھا۔ "ان اللہ وانا الیہ راجعون" اس کے بعد وہ لڑکا نظر نہیں آیا۔ اس کے بارے میں لوگوں میں مختلف قیاس آرائیاں ہوتی رہیں۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ حتی کہ لوگوں نے یہ بھی کہا یہ لڑکا ملکوت تھا۔ مختلف دلیلیں لوگ دیتے رہے۔ "واللہ اعلم ورسولہ"۔

جنازہ کی وصیت ☆: شہنشاہ کلیام حضور بابا جی فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے علالت کے آخری ایام میں تاجدار گولڑہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا تھا کہ ظاہری علم رکھنے والے مولوی میرے حال سے ناواقف ہیں۔ ان میں سے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم بابا فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے۔ لہذا پیر جی میری وصیت یاد رکھنا کہ میرا جنازہ آپ نے خود ہی پڑھانا ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنے مریدین سے بھی فرما دیا تھا کہ میرا جنازہ علم و فضل و کمال کے شہنشاہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے پڑھوانا۔

جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو وصیت کے مطابق مریدین نے حضور تاجدار گولڑہ شریف پیر سید مہر علی

Marfat.com

شاہ علیہ الرحمۃ کو بذریعہ ٹیلی گرام آپ کے وصال کی اطلاع کی اور ساتھ ہی ایک آدمی کو کلیام سے گولڑہ شریف بھیج دیا کہ ہوسکتا ہے کہ تار نہ ملے۔ اس لئے خود جا کر اطلاع دی جائے۔ جب وہ آدمی آپ کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے گولڑہ شریف پہنچا تو حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ تیاری کر کے کلیام شریف کی طرف روانہ ہونے والے تھے۔

جب آپ کا وصال باکمال ہوا تو بذریعہ تار اطلاع کرنے کے باوجود آدمی بھی روانہ کر دیا گیا تھا۔ لیکن ادھر وصال کے بعد خود حضور شہنشاہ کلیام حضور بابا جی صاحب کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ پیر جی آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ فوراً اٹھیں اور کلیام شریف پہنچ کر میرا جنازہ پڑھائیں۔ حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے خادم خاص حافظ فضل الدین کو بلایا اور فرمایا کہ میرا گھوڑا تیار کرو۔ جب سواری تیار ہوئی تو آپ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی روانہ ہو چکی تھی۔ آپ گھوڑے پر ہی سوار ہو کر راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ وہاں سے ریل کار میں بیٹھ کر کلیام شریف پہنچے تو شہنشاہ کلیام حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلیام کی حدود سے باہر مین سڑک پر استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ شہنشاہ کلیام کو دیکھ کر تاجدار گولڑہ نے پوچھا کہ بابا جی یہ کیا ہے۔ ادھر مجھے آپ نے خواب میں آکر خود فرمایا کہ کلیام پہنچ کر میرا جنازہ پڑھاؤ ادھر آپ سڑک پر کھڑے نظر آرہے ہیں۔ تاجدار گولڑہ کی یہ بات سن کر شہنشاہ کلیام نے فرمایا میں نے جو خواب میں کہا کہ میرا جنازہ پڑھاؤ یہ بات بھی بالکل درست ہے۔ لیکن پیر جی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سیدزادہ آئے اور میں اپنی حدود میں اس کا استقبال نہ کروں۔

تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ جب جنازہ گاہ میں پہنچے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ آپ کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کرنا پڑیں۔ نماز جنازہ کے بعد پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آج جس جس شخص نے بھی بابا جی کلیامی کی نماز جنازہ پڑھی وہ دوزخ میں نہ جلے گا۔ اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ نماز جنازہ کے موقع پر وہ تمام علماء جو زندگی بھر آپ پر فتوی لگاتے رہے۔ انہوں نے بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں پرنم تھیں۔ ان میں بعض نے بعد از وصال آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تھی۔ جو کہ بعد میں مجذوب ہو گئے تھے۔ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قوال جنازہ کے آگے قوالی کر رہا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ گولڑے کے تاجدار حضور پیر سید مہر علی شاہ

Marfat.com

علیہ الرحمۃ کو اُس وقت وجد طاری ہو گیا تھا اور تمام حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

تاریخ وصال ☆: مورخہ یکم جنوری ۱۳۰۸ ہجری ۱۸۹۲ء بروز جمعۃ المبارک آپ کا وصال باکمال ہوا۔ چار روز تک آپ کا جسد خاکی دیدار عام کیلئے کلیام شریف میں رکھا رہا۔ بروز سوموار آپ کی تدفین ہوئی۔ نماز جنازہ پیر سید مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے پڑھائی جبکہ آپ کو غسل قاضی فضل احمد قطبالی ؒ نے دیا۔ مولوی سید حسن صاحب اوپر سے پانی ڈالتے رہے۔ آپ کا مزار پرانوار اپنے پیرو مرشد حضرت حافظ میاں محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ کے قریب ہی ہے۔ جہاں پر آج بھی عقیدت مند زیارت کر کے اپنے قلوب واذہان اور ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔ آپ کا عُرس مبارک ہر سال یکم جنوری کو کلیام شریف میں شروع ہو کر ۱۰ دن تک جاری رہتا ہے۔ جس میں ہزاروں افراد روزانہ شرکت کرتے ہیں۔ ملک بھر کے معروف قوال حضرات دس روز تک متواتر عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں۔

منم محو خیال او نمیدانم کجا رفتم ☆: ۱۹۳۸ء میں آپ کے سالانہ عرس مبارک شروع تھا۔ ہزاروں تعداد میں لوگ آپ کے مزار پرانوار کے سامنے آغا بشیر رشید فریدی قوال اور ہمنواسے حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا کلام سن رہے تھے۔ جب قوال اس مصرع پر پہنچا کہ

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

تو ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی تربت ہلنے لگی۔ ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ حتیٰ تربت مبارک پر لگا ہوا پتھر بھی ہل گیا اور پھر تربت مبارک قوال کی سُر اور قوالی کی تھاپ کے مطابق رقص کرتی رہی۔ لوگوں نے دروازہ بند کرا دیا۔ بعد ازاں جب دروازہ کھولا گیا تو کیفیت وہی تھی پھر چشم فلک اور ہزاروں لوگوں نے اشکبار آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے مزار کا گنبد بھی رقص کرنے لگا۔ اس وقت قوال نے اس کا منظر یوں بیان کیا۔

سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صورت میں علی کرم اللہ وجہہ ہو تم ایسے ولی ہو

Marfat.com

روضہ بھی رقص کرتا ہے　　　یہ شان جلالی کلیام کے والی

حضور شہنشاہ کلیام کے خلفاء☆: (۱) حضرت سید امیر علی شاہ صاحب گیلانی علیہ الرحمۃ موضع شاہ درگاہی آپ کا مزار مبارک کلیام شریف میں موجود ہے۔ (۲) حضرت سائیں محمد حسین علیہ الرحمۃ المعروف سائیں سنگھوری والے مجذوب آپ کا مزار مبارک بھی کلیام شریف میں ہے۔ (۳) حضرت الحاج مولوی عبد الستار علیہ الرحمۃ آبائی علاقہ مظفر آباد ہے۔ جبکہ مزار شریف کلیام شریف میں واقع ہے۔ آپ کی تاریخ وصال ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۱ء ہے۔ (۴) حضرت پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ہیں آپ کا مزار پرانوار فیروز پور انڈیا میں ہے۔ (۵) حضرت خواجہ محمد حسین قریشی صاحب علیہ الرحمۃ آپ کا مزار پر انوار موضع ماڑی بگیال شریف بسالی روڈ براستہ روات تحصیل وضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔ تاریخ وصال مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۹ء (۶) قاضی محسن الدین علیہ الرحمۃ موضع بگا شیخاں تحصیل وضلع راولپنڈی (۷) حضرت راجہ دوست محمد علیہ الرحمۃ ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور حضور بابا جی کے خاص منظور نظر تھے۔ ان کا مزار پرانوار ان کے آبائی علاقہ جہلم میں واقع ہے۔ (۸) حضرت بدر الدین علیہ الرحمۃ المعروف بدری بابا آپ کا مزار قصر شیریں سویٹ ہاؤس کے ساتھ مری روڈ تیلی محلہ اسٹاپ راولپنڈی میں واقع ہے۔ (۹) حضرت قاضی امام الدین صاحب علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف موضع پھلینہ ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔ (۱۰) حضرت قاضی گاماں علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف موضع ہردو گہر نزد سہالہ میانہ تھب ضلع اسلام آباد میں ہے۔ (۱۱) حضرت سائیں برکت اللہ علیہ الرحمۃ چہارہ شریف میں مزار واقع ہے۔ (۱۲) حضرت سائیں اللہ دتہ علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہے۔

Marfat.com

منقبت (ازقلم......محمد امیر صابری)

حضرت خواجہ فضل شاہ کلیامی (کلیام شریف راولپنڈی) رحمتہ اللہ علیہ

فضلؒ شاہ کا بے حد فضل ہو رہا ہے
یہ در ہے سخی کا عمل ہو رہا ہے

نہ منگتا کوئی آج جائے گا خالی
کہ فیض و کرم برمحل ہو رہا ہے

یہاں پر حکومت ہے صابرؒ پیا کی
جو کچھ ہو رہا ہے اٹل ہو رہا ہے

علی احمدؒ صابر کے کلیر کا جلوہ
اے دل سوئے کلیام پر ہو رہا ہے

جسے سجدہ عشق عشاق کہتے
وہ سجدہ یہاں سر کے بل ہو رہا ہے

مرادوں کے دامن بھرے جارہے ہیں
کہ مشکل کا ہر عقدہ حل ہو رہا ہے

امیر حزیں تو ہے جن کا
نہ گھبرا کرم آج کل ہو رہا ہے

Marfat.com

منقبت حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابریؔ کلیامی رحمۃ اللہ علیہ

صابری ہے میکدہ اور معرفت کا جام　　بانٹنے والا فضل شاہ خواجہ کلیام ہے
مستیاں بکھری ہوئی ہیں سرزمیں چشت میں　　دوجہاں میں تیری فیاضی کا چرچا عام ہے
تیری عظمت کو کوئی ان کے سوا سمجھا نہیں　　حضرت مہر علی شاہ پیر جن کا نام ہے
ہیں محمد باحسین اور خواجہ حاجی منیر　　یہ ہیں ایسے صابری جن پر ترا اکرام ہے
حق فضل اور یافرید چشتیوں کی آج عید　　تیرے مستوں کی زباں پر ایک نعرہ عام ہے
”آئینہ اسم نہادی خود باظہار آمدی　　آئینہ حق نما خواجہ فضل کا کام ہے“
اے خدا صد شکر تو نے صابری ہم کو کیا　　ان کی نسبت مل گئی جن پر ترا انعام ہے
التجا میری کریں یا نہ کر اب وہ قبول　　عرض کردی صابریؔ میں نے جو میرا کام ہے

کلام: صاحبزادہ مشتاق احمد صابری، ماڑی بگیال

سلام بحضور حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابریؔ کلیامی

السلام اے شاہ بازِ لامکاں　　السلام اے شہریار چشتیاں
السلام اے مظہر حسن لطیف　　السلام اے نورِ عین حافظ شریف
السلام اے حسن شان حیدری　　السلام اے عکس صابر کلیری
السلام اے پیشوا و راہ بر　　السلام اے دلبرِ گنج شکر
السلام اے صورت ظل الہ　　السلام اے آئینہ حق نما
واقف سر حقیقت السلام　　اے شہنشاہ ولایت السلام

پیش کردہ: مشتاق احمد صابری

Marfat.com

حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل وافضل، صاحب فضل وکمال، آئینہ جلال و جمال حقانی حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر فضل وکمال ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۹ھ کو رامپور میں حضرت مولوی محمد حسن خان کے گھر ہوئی۔ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد طلب حق کی جستجو ہوئی تو مخدوم زمن حضرت شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعداز تکمیل مجاہدہ وسلوک مرشد کامل نے خصوصی نگاہ ولایت سے آپ کے سینے کو گنجینہ معرفت بنادیا اور خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرمایا۔ آپ صابری رنگ کا لباس پہنتے تھے۔ آپ کی ذات والا صفات سے سلسلہ عالیہ کو بہت فروغ ملا۔ آپ نہایت خلیق اور متواضع شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔ اکثر مہمان آپ کے دسترخوان سے لنگر کھاتے۔ آپ کی خدمت میں آنے والا کبھی مایوس نہیں لوٹا۔ مستجاب الدعوات تھے جو زبان سے فرماتے وہ ہو کے رہتا تھا۔ اللہ کریم نے آپ کو نیک صالح اولاد بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ کا سلسلہ روحانی جاری وساری ہے۔ وارثان سلسلہ عالیہ میں حضرت شاہ محمد فضل حسن صابری رحمتہ اللہ علیہ رامپور شریف میں مدفون ہیں۔ جبکہ حکیم منظور حسین صابری، شاہ محمد سلطان صابری، مالک مکتبہ صابریہ بستی چراغ شاہ قصور پنجاب پاکستان۔ جناب محمد احسان صابری، جناب محمد فیضان صابری وغیرہ ہم شامل ہیں۔ اللہ کریم ان کے فیضان کو تاقیامت جاری رکھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ رمضان المبارک بروز جمعرات ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۲ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار محلہ بنگلہ آزاد خان رامپور شریف انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد فضل دین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عالم باعمل، فاضل بے بدل، شیخ لاثانی حضرت علامہ مولانا قاری محمد فضل دین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان ہدایت ہیں۔ آپ ۱۸۸۷ء میں موضع فضل وال نزد قادیان ضلع گورداسپور میں اپنے زمانے کے عظیم شیخ طریقت حضرت پیر فقیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے پانی پت کرنال سے قرآن کریم حفظ کیا اور قرأت وتجوید کے علاوہ علوم جدیدہ میں موضع کلانور سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۱ء میں حضرت خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری

Marfat.com

علیہ الرحمۃ جب موضع کلانور کے دورے پر تھے اور اُن سے ملاقات کے بعد دینی تعلیم سے رغبت ہوئی تو حضرت مولوی عبدالعزیز خلیفہ حضرت گورداسپوری علیہ الرحمۃ سے گلستان بوستان پڑھی۔ حضرت خواجہ گورداسپوری کی آپ پر خاص نظر کرم تھی۔ انہوں نے آپ کو دین اسلام کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مدینہ منورہ بھیج دیا۔ آپ نے وہاں کے علماء سے سند حدیث حاصل کر کے فراغت حاصل کی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

مرشد کامل کی آپ کو مدینہ شریف سے واپسی کی ہدایت ☆: مرشد کامل حضرت خواجہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ نے جب تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلائی اور مرزا کا ہر طرف سے راستہ بند کرنے کا پروگرام ترتیب دیا تو مسلمانوں کے بچوں کو انگریزی کے قائم کردہ سکولوں اور ان میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی کو دیکھ کر ایک ہائی سکول قائم کرنے کا حکم دیا۔ کہ جس میں مسلمانوں کے بچے انگریزی اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی بہرہ ور ہوں۔ تو اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ کو پیغام بھیج کر مدینہ پاک سے گورداسپور واپس بلا لیا اور اس پورے شعبے کا آپ کو نگران مقرر کر دیا۔ آپ نے بھی اپنی خداداد صلاحیتوں سے اس شعبے میں اتنا کام کیا کہ مرشد کامل نے خوش ہو کر دعائیں دیں۔

صاحبزادگان ☆: خداوند کریم نے آپ کو چار صاحبزادے عطا فرمائے تھے۔ جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں (نمبر ۱) الحاج عبدالحمید صاحب (۲) محمد صدیق صاحب (۳) محمد بشیر صاحب (۴) قاری محمد شریف صاحب۔ جناب قاری محمد شریف صاحب کا ۱۹۹۰ء میں وصال ہو گیا تھا۔ باقی ماندہ تینوں صاحبزادے انتہائی متوکل اور درویش صفت انسان ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۵۰ھ بمطابق ۲۔۱۹۳۱ء کو گورداسپور میں ہوا۔ اور وہیں عام قبرستان میں دفن کئے گئے جبکہ آپ کا عرس ہر سال مرغی خانہ تکیہ سندر لاہور کینٹ میں منایا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت سائیں فضل الدین چشتی صابر رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرد قلندر، اوصاف یگانہ، ولی العصر، مقتدائے کاملاں پیکر تسلیم و رضا حضرت بابا سائیں فضل الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ مارچ ۱۸۴۲ء موضع میانہ تھب داخلی مغل نزد سہالہ ضلع اسلام آباد میں حضرت بابا سائیں نور علی علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حضرت بابا سائیں نور علی علیہ الرحمۃ بھی اپنے وقت کے عظیم روحانی پیشوا اور عابد و زاہد متقی و پرہیز گار پابند شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ جنہوں نے آپ کی تربیت و تعلیم اپنے ذمہ لے رکھی تھی آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت سائیں نور علی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ آپ کے چہرہ مبارک سے بچپن سے ہی ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ آپ کا بچپن انتہائی سادہ تمام بچوں سے مختلف اور خاموشی کے عالم میں گزرا۔ تعلیم و تربیت مکمل ہونے کے وقت چونکہ آپ پر فقر کا غلبہ تھا ہر وقت یاد خدا میں مست و مستغرق رہتے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنے والد گرامی سے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری کی اجازت چاہی تو والد گرامی نے بخوشی اجازت دے دی گھر سے نکلے اور لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دی اور عرصہ ۴ سال تک یاد خدا میں مست و مستغرق رہے اور روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کے بعد لاہور سے آپ پاکپتن شریف میں حضرت زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تشریف لے جا کر یاد خدا میں مصروف ہو گئے اور وہاں سے کچھ عرصے کے بعد آپ حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار پُر انوار سہون شریف تشریف لے گئے وہاں سے جلد ہی آپ شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوئے۔ یہاں پر تقریباً بارہ برس تک محو عبادت و ذکر و فکر رہے اور چلہ کشی کی اور تمام وقت عبادت و ریاضت میں گزارا وہاں سے آپ حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار پُر انوار کلفٹن کراچی میں حاضر ہوئے اور ذکر خدا اور ذکر رسول میں مصروف ہو گئے وہاں آپ کی ملاقات ایک فقیر سے ہوئی۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت اب کہاں جانے کا ارادہ ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ ہے۔ آپ کی بات سن کر اس فقیر نے آپ سے کہا کہ آپ واپس اپنے گھر چلے جائیں اور اپنے والدین کی خدمت کریں۔

Marfat.com

چنانچہ آپ کراچی سے جب اپنے گھر پہنچے تو آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو والد گرامی نے فرمایا کہ ابھی آپ کی منزل مکمل نہیں ہوئی والدِ گرامی کا فرمان ذیشان سن کر آپ گھر سے نکلے اور حضرت سخی شاہ درویش علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر بار پر تشریف لے گئے اور عبادت و ریاضت میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ کبھی کبھی اپنے آپ کو بھی بھول جاتے اور آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور اس وقت جو فرماتے اسی وقت خدا فضل و کرم سے پورا ہو جاتا۔

حالت استغراق میں آپ کی کیفیت ☆: جن دنوں آپ پر حالت استغراق طاری تھی تو ان دنوں آپ کے جسم پر ماسوائے تہبند کے کچھ نہ تھا کہ اسی استغراقی کیفیت میں آپ نے شہد کی مکھیوں کے جال پر پتھر دے مارا جس کے نتیجے میں مکھیوں نے اڑ کر آپ کے جسم کو کاٹنا شروع کر دیا تو آپ بار بار تکرار کے ساتھ مکھیوں سے فرماتے کہ مجھے کھاؤ اور خوب کھاؤ یہ بدن میرا ہے ہی نہیں۔ جب آپ نے یہ فرمایا کہ یہ بدن میرا ہے ہی نہیں تو اس کے بعد مکھیوں نے کاٹنا چھوڑ دیا۔

نمبر۲ ☆: استغراق کے عالم میں آپ کی کیفیت کبھی کبھی اس طرح بھی ہوتی تھی کہ آپ جذب کے عالم میں کانٹے دار جھاڑیوں میں قلابازیاں لگاتے آپ کا بدن کانٹوں کی وجہ سے لہولہان ہو جاتا آپ اپنے بدن سے سوال کرتے کہ تیرے اندر اب بھی کوئی تکبر و غرور ہے۔ اس کیفیت میں لوگ جب آپ کو دیکھتے تو آپ ان پر کوئی توجہ نہ دیتے بلکہ یادِالٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ بالآخر وہ وقت آیا کہ آپ پر جو استغراقی کیفیت تھی وہ ختم ہوئی اور آپ حالت سکر میں آئے اس کے بعد آپ گھر تشریف لائے اور والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو والد گرامی نے فرمایا کہ میری تیاری کا وقت آ گیا ہے لہٰذا آج سے تمام دینی و دنیاوی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد آپ کے والد گرامی سائیں نور علی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہو گیا۔ والد گرامی کے وصال کا آپ کے دل پر گہرا صدمہ اور رنج ہوا جس کی وجہ سے آپ پر دوبارہ استغراقی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ دو برس تک اپنے حجرہ مبارک میں عالم استغراق میں رہے اتنے عرصے میں آپ نے نہ کچھ کھایا نہ ہی پیا دو سال کے بعد جب استغراقی کیفیت ختم ہوئی اور آپ حالت سکر میں آئے تو پھر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ اور طریقت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔

کشف و کرامات ☆: آپ کے بارے میں یہ بات شہرت کو پہنچی ہے کہ آپ اکثر اوقات

Marfat.com

جذب کے عالم میں بستی کے قریب کنویں میں چھلانگ لگا دیا کرتے تھے۔لوگ پریشانی کے عالم میں جب آپ کو کنویں کے اندر تلاش کرتے تو آپ کنویں میں نظر نہ آتے بلکہ بستی کے کسی دوسرے راستے پر چلتے ہوئے نظر آتے لوگ حیرانی اور پریشانی کی حالت میں عرض کرتے حضرت ہم نے آپ کو خود دیکھا ہے کہ آپ نے کنویں میں چھلانگ لگائی مگر اب آپ راستے سے آتے ہوئے نظر آرہے ہیں بالآخر ماجرا کیا ہے آپ فرماتے کہ تم لوگوں نے مجھے کہاں سے آتے ہوئے دیکھا ہے تو لوگ کہتے کہ ہم نے واقعی آپ کو بستی کے راستے سے ہی آتے دیکھا تو آپ فرماتے کہ جب تم لوگوں نے خود دیکھ لیا کہ میں کہاں سے آرہا ہوں تو پھر میرے سامنے سوال کیسا؟

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ آپ موضع عثمان پور تحصیل کہوٹہ کے رہائشی اپنے مرید محمد گلاب کے گھر تشریف لے گئے تو آبادی کے لوگوں کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو سائیں محمد گلاب کے گھر عوام کا ایک ہجوم ہر وقت جمع رہنے لگا۔لوگ آپ کی خدمت میں آتے دعا کراتے اور کامیاب و بامراد لوٹتے۔ایک روز کچھ احباب نے محمد گلاب سے کہا کہ اللہ کے ولی حضرت سائیں فضل الدین تمہارے گھر میں تشریف فرما ہیں لوگ ان سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔لہٰذا آپ بھی ان سے اپنے لئے اولاد کی دعا کرائیں تاکہ خداوند کریم آپ کے طفیل تمہیں بھی اولاد جیسی نعمت سے نوازے۔

چنانچہ لوگوں کے اصرار پر میزبان محمد گلاب نے ایک دن ڈرتے ڈرتے آپ کی خدمت میں اولاد نرینہ کے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے محمد گلاب خان کے لئے دعا فرمائی۔اللہ کریم نے آپ کی دعا کی برکت سے محمد گلاب خان کو دو بیٹے عطا فرمائے جس میں سے ایک کا نام محمد سرور دوسرے کا نام محمد انور ہے جو کہ ابھی بھی تادم تحریر زندہ ہیں اور آپ کے سالانہ عرس مبارک پر ہر سال دربار عالیہ چشتیہ صابریہ میانہ تھب میں حاضری دے کر اپنے والد گرامی کے مشن پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ آپ چک تھب میں اپنی زمینوں میں ہل جوت کر گندم کا بیج ڈالنے کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں آپ نے بابا خان نامی ایک شخص کو دیکھا جو زمینوں پر بیٹھا ہوا رو رہا تھا آپ نے بابا خان سے رونے کا سبب پوچھا تو اُس نے بتایا کہ میں بیج سر پر رکھے زمینوں میں ڈالنے جا رہا تھا کہ سکھ آئے اور میرا بیج چھین کر لے گئے اب میں پریشان ہوں

Marfat.com

چونکہ میرے پاس مزید بیج نہ ہے اور نہ ہی بیج خریدنے کے لئے پیسے ہیں۔ اب بیج نہ ہونے کی بنا پر فصل کیسے ہوگی۔ اس طرح ہمارا تو سال بھر کا معاملہ ختم ہوگیا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا رونے کی ضرورت نہیں تم یہ میرا بیج لے جاؤ اور اپنا کام چلاؤ میرا اللہ مالک ہے۔ آپ نے بیج اس کو دیا اور خود ہل لے کر اپنی زمینوں پر چلے گئے اور بغیر بیج ڈالے زمینوں پر ہل چلاتے رہے ادھر گاؤں کے کسی آدمی نے آپ کے گھر یہ شکایت کردی تھی کہ سائیں فضل الدین نے تمام بیج بابا خان کو دے دیا اور خود بغیر بیج کے زمینوں پر ہل چلا رہے ہیں۔ جب آپ گھر پہنچے تو آپ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ جن کا آپ بے حد احترام فرماتے تھے انہوں نے ماجرا پوچھا تو آپ نے فرمایا اس بات کا چرچا کسی سے نہ کرنا۔ انشاء اللہ باقی گاؤں کے لوگوں کی فصل چھ دن کے بعد اُگے گی مگر ہماری زمین کی فصل پانچویں دن ہی اُگ جائے گی۔ اور پھر خدا کے فضل و کرم سے ایسا ہی ہوا کہ آپ کی زمین کی فصل بغیر بیج ڈالے لوگوں کی فصل سے ایک دن پہلے اُگ گئی تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹۰ برس کی عمر شریف میں مورخہ ۲۶ جنوری بروز جمعرات ۱۹۳۲ء کو ہوا۔ وصال کے وقت کلمہ طیبہ زبان پر بآواز بلند جاری تھا۔ آپ کا مزار پُرانوار موضع میاں تھب داخلی مغل براستہ سہالہ ضلع اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے دو صاحبزادے سائیں محبوب حسین اور سائیں محمد افضل بڑے نیک متقی و پرہیزگار اور آپ کے مشن کے وارث تھے۔ دونوں صاحبزادگان کا بھی وصال باکمال ہو چکا ہے۔ اب آپ کی اولاد میں سے موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ نعمت اللہ صابری اور صاحبزادہ حافظ غلام جیلانی چشتی ہیں جو کہ آپ کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف عمل ہیں۔

جناب صاحبزادہ پیر سائیں نعمت اللہ صابری راقم الحروف کے دیرینہ کرم فرما دوستوں میں سے ہیں غالباً ۱۹۹۰ء سے فقیر کے ساتھ تعلق و رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔ بڑے ہی ملنسار حلیم الطبع بلند اخلاق صاحب ذوق اور محبت و شفقت بھری شخصیت ہیں راقم الحروف نے اس نوجوان کو ہمیشہ اپنے بزرگوں کے مشن پر پایا بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی خدمات انجام دے رہے ہیں دعا ہے کہ

Marfat.com

حضرت میاں فضل کریم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عمدۃ الکاملین، برہان الواصلین، مرد حقیقت آگاہ حضرت میاں فضل کریم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت بارہ اپریل ۱۸۹۶ء کو موضع بانگی وال تحصیل نکودر ضلع جالندھر انڈیا میں ہوئی۔ شروع زمانے میں آپ محکمہ مال میں ملازم تھے۔ مگر آپ کی ملازمت کی زندگی بھی بے مثال تھی۔ تمام عمر رشوت، جھوٹ اور بڑے افسروں کی خوشامد سے پاک گزری۔ دوران ملازمت بھی عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ ہمیشہ یاد الٰہی میں مستغرق رہتے۔ پاکیزگی نفس آپ کی ضرب المثل تھی۔ سیرت وکردار بہت بلند، اخلاق میں بے مثال اوصاف میں یکتا تھے۔ ہمیشہ تلاش میں متلاشی رہتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت میاں نبی بخش چشتی صابری ساکن لوہ گڑھ انڈیا کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔
عبادت وریاضت ومجاہدہ وترک وتجرید میں یکتا دیکھ کر مرشد کامل نے منازل سلوک طے کرانے کے بعد آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر صاحب اجازت وارشاد کیا۔

ہندوستان سے ہجرت اور موجودہ جگہ پر ورودِ مسعود ☆: قیام پاکستان سے قبل ہی آپ اپنے آبائی علاقہ موضع بانگی تحصیل نکودر ضلع جالندھر انڈیا سے ہجرت کر کے موضع سمندوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ پاکستان میں تشریف لائے اور موجودہ جگہ سمندوانہ تحصیل شورکوٹ کو رشد وہدایت کا مرکز قرار دے کر دین حق اور طالبان حق کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اور اپنے مرشد کامل کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہفتہ وار اور ماہانہ ختم خواجگان اور گیارہویں شریف کا اہتمام کیا جس میں روز بروز عقیدتمندوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور لوگ جوق در جوق آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔

قبل از وصال صاحبزادے کو نصیحت ☆: ۱۷۔۱۸ شعبان کی درمیانی رات ۱۲

Marfat.com

۱۰؍اپریل ۱۹۵۵ء کو آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے عبدالحمید کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ جس وقت میری روح تہجد کے وقت پرواز کر جائے گی تو میرے کفن دفن میں بخل سے کام نہ لینا۔ میرے عقیدت منداز خود اس روز جنازے پر پہنچ جائیں گے۔ اور اگر تمہاری خالہ بھی پہنچ جائے تو مجھے خوشی ہوگی اس کے پاس سبز خومانی ہوگی جو مجھے بہت پسند ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مذکورہ عورت پچاس میل کا فاصلہ طے کر کے اچانک آپ کے گھر اُسی رات کو پہنچی تو اس کے پاس سبز خومانی تھی۔ جو اُس نے آپ کو پیش کیں اور آپ نے ان میں سے چند دانے خومانی کے تناول فرمائے۔ اور آپ سو گئے۔ عین تہجد کے وقت ۱۳۷۴ھ۔ ۱۷۔ ۱۸ شعبان بمطابق ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اور حسب وصیت قصبہ سمندوانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب میں آپ کی تدفین ہوئی۔ جہاں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آپ کا سالانہ عرس مبارک ۱۲/۱۳ اپریل کو ہر سال بڑے عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ملک بھر سے علمائے کرام نعت خوان حضرات اور معروف قوال حضرات شرکت کر کے اپنا اپنا نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے عبدالحمید صابریؔ سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ اپنے وقت کے بہترین صوفی بزرگ اور صاف ستھرے ذوق کے حامل ہیں اور اپنے بزرگوں کے مشن پر گامزن اور سختی سے ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے بہترین شاعر ہیں۔ شعروشاعری سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، خانوادۂ بغیہ کی روشن کلی، وارث علوم ولایت ہندالولی، پروردۂ کمال و جمال احمدی حضرت شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ شمع شبستان کلیری ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۸۹۳۔۹۴ء کو مراد آباد کے مشہور روحانی خانوادے بغیہ کے روحانی پیشوا حضرت شاہ عزیز الرحمٰن خان چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ اس کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول مراد آباد سے تعلیم حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ دینی علوم کے حصول کے لئے قابل ترین اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ کی تکمیل

Marfat.com

کر کے عربی، فارسی میں مکمل دسترس حاصل کی۔ اس دوران آپ نے قرآن مجید بھی مکمل طور پر حفظ کیا۔ تمام عمر ہر سال رمضان المبارک میں نماز تراویح میں کلام اللہ شریف سنانا آپ کا مستقل معمول رہا ہے۔ آپ ۱۹۲۳ء سے لے کر ۱۹۵۰ء تک مراد آباد کارپوریشن کے سرکاری سکول میں عربی و فارسی کے مدرس رہے۔ سینکڑوں طلباء کو زیور تعلیم سے مزین کیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد از تکمیل مجاہدہ وسلوک والد گرامی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی ایک بہت بڑے اجتماع کے اندر آپ کو اپنا سجادہ وجانشین مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ اس موقعہ پر مراد آباد شہر اور مضافات کے تمام شیوخ اور علمائے کرام اور لاتعداد مریدین خانقاہ بغیہ اور عوام الناس موجود تھے۔

دینی خدمت اور رشد وہدایت ☆: آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، اخلاص ومحبت، اخلاق وکردار، سخاوت وحلم وعلم کو اپنا معیار بنائے رکھا۔ تمام زندگی درس وتدریس باقاعدگی سے دیتے رہے۔ درگاہ شریف کی جامع مسجد میں نماز پنجگانہ، جمعہ خود پڑھاتے تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے سختی سے پابند تھے بیماری کے باوجود بھی کوئی نماز اور روزہ ترک نہ کیا۔ اپنی نگاہ ولایت سے لاتعداد افراد کو روحانیت سے سیراب ومالا مال کیا۔ لاتعداد اور انگنت لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں آپ کراچی تشریف لے آئے یہاں پر بھی مختلف مساجد ومدارس میں درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک رہ کر علوم دینیہ کے طلباء اور طالبان حق کو مستفید فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۶ فرزندان اور ۲ دختران عطا کیں۔ دو بیٹے اور دونوں بیٹیاں صاحب اولاد ہیں۔ ایک صاحبزادے حافظ لئیق الرحمٰن (نوکھر۔ حافظ آباد) حافظ قرآن تھے۔ انہوں نے تدریس قرآن میں بہت نام پیدا کیا۔ باقی صاحبزادگان دنیاوی معاملات میں الجھے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۹۶۲ء کو کراچی میں ہوا۔ اور کراچی میں ہی مرقد منورہ تعمیر کی گئی۔

Marfat.com

منقبت درشان حضرت حافظ فیض محمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

گلستاں کی فضاؤں میں نہ جنگل کی ہواؤں میں
میرے حافظ میں رہتا ہوں تیری یادوں کے گاؤں میں

عجب خوش کن مہک ہے تیرے کوچے کی ہواؤں میں
میرے حافظ میں بیٹھا ہوں تیری رحمت کی چھاؤں میں

مہ خورشید و اختر مانگتے ہیں روشنی تجھ سے
زہے خوبی کہ میں بھی ہوں تیرے در کے گداؤں میں

میرے حافظ تیرے مرشد کا سایہ ہے میرے سر پر
ہر را ہے میں بیٹھا ہوں گھنے برگد کی چھاؤں میں

یونہی آرام سے عاقل گذر جائے تو اچھا ہے
حیات چند روزہ دامن حافظ کی چھاؤں میں

ازقلم: عاقل کاظمی

حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: نمونہ سلف صالحین، قدوۃ السالکین، حافظ القرآن شیخ الحدیث والتفسیر عالم ربانی شیخ طریقت جناب حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ موضع بچھیٹی تحصیل دیوبند روڈ کی روڈ ضلع سہارنپور میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد رحمت اللہ تھا جو کہ ایک نیک سیرت

Marfat.com

بزرگ تھے۔ زمینداری آپ کا خاندانی مشغلہ تھا۔ قوم سے سروہی راجپوت تھے۔ گھر کے مذہبی ماحول کی وجہ سے آپ کو آپ کے گاؤں بچیٹی کے ساتھ کھجوری میں قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں داخل کرا دیا گیا اور بہترین صلاحیت اور ذہانت کی وجہ سے جلد ہی قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند جو کہ آپ کے گاؤں سے ۱۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے میں علوم دینیہ کے حصول کے لئے داخل ہو گئے۔ بہترین اساتذہ کی نگرانی میں آپ نے علوم دینیہ اور دورۂ تفسیر قرآن کریم اور دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد سند حدیث حاصل کر کے واپس اپنے گھر آ گئے۔ آپ چونکہ اپنے والد گرامی کے اکلوتے بیٹے تھے۔ گھر میں زمینداری کا نظام بہت وسیع تھا جو کہ والد گرامی کے اوپر کافی بوجھ تھا۔ آپ نے تعلیم ظاہری سے فراغت کے بعد والد گرامی کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور زمینداری میں مصروف ہو گئے۔ مگر دل میں ایک آگ سی تھی جو مسلسل بھڑک رہی تھی جس کی وجہ سے آپ کا دل زمینداری اور گھر میں نہ لگتا۔ کلیر شریف میں سلطان الاولیاء مخدوم العلمین حضرت سیّدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک شروع ہوا تو آپ کے دل میں خیال گذرا کہ مخدوم پاک کے دربار میں حاضری دی جائے کلیئر شریف آپ کے گاؤں سے بارہ کوس کے فاصلے پر تھا۔ آپ گھر سے نکلے اور حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے دربار میں پہنچے۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ کے گھر کا ماحول مذہبی ضرور تھا مگر اہل خاندان کی اکثریت دیو بندی ذہن کی تھی جو کہ عرس وغیرہ میں شرکت کو ناجائز تصور کرتے تھے۔ مگر چونکہ عشق کی آگ تھی جو کہ آپ کو حق کی طرف بلا رہی تھی اس لئے آپ کلیئر شریف پہنچے دل میں خیال وہی تھا جو کہ گھریلو ماحول کے مطابق مگر عشق تھا کہ سوئے دربار صابر کی طرف کھنچے چلے جا رہا تھا۔ حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلئیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ عجیب وغریب کیفیت میں بارگاہ صابر کی حاضری سے فارغ ہوئے تو گولر کے درخت کے نیچے ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو سمجھ گئے کہ گوہر مقصود ہاتھ آ گیا ہے۔ وہ بزرگ جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد دکنی تھے۔ آپ اُن کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ مرشد کامل نے بیعت کرنے کے بعد چند اوراد واذکار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے

Marfat.com

بتائے اور ایک کتاب اخلاق صابری فی عرفان باری جو کہ ان کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تھی، آپ کو عنایت فرمائی اور نماز و روزہ و شریعت و طریقت کی پابندی کا حکم دیا۔

نوٹ ☆: کتاب مذکورہ اخلاق صابری فی عرفان باری فقیر راقم الحروف کو قبلہ والد گرامی کے ترکہ میں ملی ہے جو کہ آج بھی فقیر کے کتب خانے میں موجود ہے۔ انشاءاللہ جلد ہی یہ قدیمی نسخہ جدید انداز اور کمپیوٹر کتابت کروا کر اہل علم تک پہنچادی جائے گی۔ آپ نے اپنے مُرشد کے بتائے ہوئے اذکار واشغال پر سختی سے محنت کی۔ دنیاداری اور زمینداری سے کنارہ کش ہو کر یاد خدا میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے مُرشد نے روحانی طور پر آپ کی بہت دستگیری کی اور آپ کو سلوک کی منزلیں طے کرائیں۔ خلافت واجازت سے نواز کر مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا فریضہ سونپا جو کہ آپ نے بخوبی انجام دیا۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی نیک متقی پرہیز گار تھے۔ نماز پنجگانہ تادم آخر کبھی قضا نہ کی تہجد کے علاوہ دیگر نوافل اوابین اشراق چاشت، آپکا معمول تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت سے بہت مسرور ہوتے تھے۔ تمام زندگی بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھاتے رہے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے آپ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے تمام زندگی مسجد کی امامت وخطابت کی لیکن کبھی بھی تنخواہ نہ لی۔ فی سبیل اللہ، اللہ کی رضا کی خاطر دین کی خدمت کرتے رہے۔ اپنے بچوں کے لئے صبح سے دوپہر تک کاروبار کر کے روزی کما کر اُن کا پیٹ پالتے تھے۔ آپ بڑے ہی بلند اخلاق اور روادار وضع دار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے دروازے پر آنے والوں کو کبھی بھی مایوس نہ لوٹاتے تھے۔ اور نہ ہی کسی کا دل دکھاتے آپ ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ خدا کی مخلوق کی بھی بہت خدمت کرتے تھے۔ اپنے سے متعلقہ حضرات اپنے ملنے جلنے والوں کے گھریلو کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے اور اُن کے اقتصادی اور معاشی معاملات کا حل بھی نکالتے۔ محلے یا علاقہ میں کبھی دو شخص لڑ پڑتے تو آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور پوری کوشش کر کے ان کے درمیان جھگڑا ختم کراتے آپ شریعت و طریقت کے ماہتاب وآفتاب تھے۔

امامت وخطابت کا آغاز ☆: پیر دستگیر حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد

Marfat.com

دکنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کا دل زمینداری جاگیرداری اور دنیا داری سے ہٹ گیا تھا۔آپ نے اپنے علاقے اور گھر بار کو خیر باد کہہ کر قصبہ بیال ضلع انبالہ کے مشہور قصبہ کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے لگےاور یادخدا میں مشغول ہو گئے ۔کافی عرصہ قصبہ بیال میں قیام کیا۔اور سینکڑوں کی تعداد میں بچوں اور بچیوں کو زیور قرآن کی تعلیم سے آراستہ کیا۔قیام بیال کے زمانہ میں آپ سے قرآن کریم کی تعلیم کا فیض حاصل کرنے والے چند افراد ایسے بھی ہیں جو بعد میں اپنے زمانے کے ولی کامل ہوئے۔ان میں سے قیام پاکستان کے بعد ملتان میں مقیم ہونے والے حضرت پیر فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار عزیز ہوٹل چوک نزد ڈیرہ اڈہ ملتان میں ہےاور پیر صوفی فرزند علی صابری جو کہ صابری بسیرا باغ محلہ جہلم شہر میں مقیم رہےاور بعداز وصال ان کا مزار حضرت سلیمان پارس کے مزار کے قریب ہی دریائے جہلم کے کنارے جہلم میں واقع ہےاور صوفی غلام محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ سرگودھا کے رہنے والے تھےاور وہیں ان کا وصال ہوا۔اوراسی طرح ایک بزرگ محمد سلیمان جو کہ ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے بڑے ہی نیک متقی وپرہیزگار تھے آپ کے وصال کے بعد راقم الحروف کے پاس تعزیت کے لئے آئے بعدازاں آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر فقیر راقم الحروف نے حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین صابری رحمۃ اللہ علیہ صوفی فرزند علی صابری علیہ الرحمۃ پیر سیّد دلدار حسین گیلانی، حافظ محمد یامین صابری رحمۃ اللہ علیہ، سیّد مظہر علی شاہ،صوفی محمد بلال وارثی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں ان کو قبلہ والد بزرگوار کی طرف سے دستار خلافت اور اجازت بیعت دی تھی جو کہ تاحال اپنے مشن میں مصروف ہیں اور بھی چند حضرات آپ ہی کی تربیت کی بدولت اپنے زمانے کے شیخ کامل بنے۔بہت سے لوگوں نے آپ سے قرآن کریم حفظ بھی کیا جو کہ سرگودھا شہر ملت آباد میں مقیم رہے۔ایک کے سوا تمام کا انتقال ہوگیا ہے۔

قصبہ بیال سے آپ انبالہ چھاؤنی گوشت مارکیٹ کی مسجد میں شیخ نظام الدین آڑھتی کی معرفت خطیب وامام مقرر ہوئے اور زندگی کا بہت طویل عرصہ وہاں پر گذارا اور مخلوق خدا کو رشد وہدایت دیتے رہے۔ تحریک خلافت شروع ہوئی تو آپ نے بھی اکابرین ملت کے شانہ بشانہ کام کیا اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تحریک خلافت کی کامیابی کے بعد ۱۹۴۰ میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔تحریک پاکستان کی کامیابی اور تقسیم ہند کے بعد آپ نے اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ

Marfat.com

پاکستان آنے کا فیصلہ کرلیا۔آپ کے برادر اصغر چوہدری مشتاق احمد سروہی جو اپنے گاؤں کے پردھان تھے انہوں نے ایک سکھ فوجی کو پیسوں کا لالچ دیا کہ میرے بھائی انبالہ چھاؤنی کی گوشت مارکیٹ خطیب و امام میں ہیں۔کسی طرح ان کو پہنچا دیں تو ہم پانچ سو روپے دے دیں گے۔جب وہ فوجی سکھ آپ کو لینے کی غرض سے انبالہ چھاؤنی گوشت مارکیٹ کی مسجد میں پہنچا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرا جینا مرنا ان لوگوں کے ساتھ ہے۔جنہوں نے مجھ سے نام خدا سیکھا ہے اور ہر طرح سے میرا خیال بھی رکھا۔لہٰذا میرے برادران سے کہہ دو کہ جاگیر اور زمیندارا تمہیں مبارک ہو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔میں اب واپس گھر نہیں جاؤں گا۔بلکہ جن لوگوں میں زندگی کا طویل عرصہ گذرا ہے۔جو کہ لوجہ اللہ ہے۔اب میرا جینا مرنا بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔اس کے بعد آپ اپنے مقتدیوں اور عقیدت مندان کے ہمراہ انبالہ چھاؤنی انڈیا سے جھنگی محلہ راولپنڈی پاکستان میں تشریف لے آئے۔

جھنگی محلّہ راولپنڈی پاکستان میں تبلیغی خدمات☆: ۱۹۴۷ء میں اپنے عقیدت مندان کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تو جھنگی محلہ راولپنڈی میں تشریف لا کر مستقل قیام پذیر ہوئے اور ایک مندر کا تالہ توڑ کر اپنے مقتدیوں کے ہمراہ اسے بتوں سے پاک کیا اور اسے مسجد قرار دے کر اس کا نام رحمانی مسجد رکھا اور اس میں پہلی آذان خود دی کچھ عرصہ کے بعد مسجد کی محراب و ممبر کی تعمیر کا کام مکمل کر کے باقاعدہ مسجد کی شکل بنا دی اور پھر بعد میں اوقاف سے قیمت لگوا کر اس کو مسجد کے نام باقاعدہ الاٹ کرا دیا اور اس میں ایک دینی مدرسہ بنام مدرسہ تجوید القرآن قائم کیا۔مدرسہ قائم ہونا تھا کہ طلباء اور طالبات کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی۔تقریباً ۲۵۰ بچے بچیاں داخل ہوئیں اور تادم آخر یہ مدرسہ اس طرح چلتا رہا اور اس میں داخل ہونے والے ہزاروں تشنگان علوم قرآنیہ اس سرچشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔

نوٹ☆: آپ کا قائم کردہ یہ دینی مدرسہ آج بھی اسی طرح قائم ہے اور خدمت قرآن کا فیض آج بھی جاری ہے جو کہ آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔آپ نے نصف صدی سے زیادہ دین متین کی خدمت کی جس کے نتیجہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق برصغیر پاک و ہند میں تقریباً دس ہزار کے قریب بچے بچیوں نے قرآن کریم پڑھا جن میں بہت سے افراد حافظ قرآن ہوئے۔جن میں حاجی حافظ مہر دین جو کہ سرگودھا میں آج بھی تادم تحریر بقید حیات ہیں۔

Marfat.com

آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ عظام ☆: آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (مرحوم) حضرت مولانا سید انعام اللہ شاہ انبالوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری سابق ڈسٹرکٹ خطیب راولپنڈی رحمۃ اللہ علیہ مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند جو کہ آپ کے قریبی عزیز اور رشتہ دار بھی تھے۔ مولانا عبدالحکیم سابق ایم۔ این۔ اے مہتمم جامعہ فرقانیہ کوہاٹی بازار راولپنڈی پیر طریقت صوفی محمد صدیق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد پیر طریقت صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جہلم والے پیر طریقت صوفی فقیر محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ملتان والے حضرت خواجہ پیر فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی جن کا مزار شجاع آباد ضلع ملتان میں ہے۔

نوٹ ☆: فقیر راقم الحروف نے حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ریواڑی انڈیا کے رہنے والے تھے اور جنہوں نے تمام عمر شجاع آباد ملتان میں گزاری ہے کی بارہا زیارت کی۔ راقم الحروف کا بچپن تھا اور ناظرہ قرآن کی تعلیم کا زمانہ تھا کہ اس وقت آپ خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شجاع آبادی کی عمر شریف تقریباً 80 برس سے زیادہ تھی قبلہ والد گرامی کے پاس عرس موہڑہ شریف کے موقع پر دو روز قیام فرماتے اور فقیر کو گود میں بٹھا کر پیار کرتے اور سر پر دست شفقت رکھتے تھے۔ پیر طریقت علامۃ الدھر سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی نظامی مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پرانوار سلطان پور تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں ہے۔ مولانا حافظ محمد اقبال چشتی ناظم اعلیٰ جامعہ مہریہ رتہ امرال شیر پنجاب حضرت علامہ مولانا محمد اورنگزیب قادری رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد قاسم آباد راولپنڈی عاشق رسول حضرت علامہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ میلاد نگر ڈھوک رتہ راولپنڈی علامہ حافظ محمد یعقوب نقشبندی راولپنڈی پیر طریقت حافظ محمد یامین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار اسلام آباد کے بڑے قبرستان میں ہے۔ پیر طریقت حضرت سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار گلالی پور شریف فیصل آباد میں ہے اور وہ آپ کے پیر بھائی اور حضرت شاہ غلام حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ پیر طریقت قمر المشائخ الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

نوٹ ☆: آپ حضرت شاہ خاموش سرکار کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ ہیں۔ حضرت شاہ خاموش کے خلیفہ حضرت سید مظہر علی شاہ احمد آبادی ثمہ میرٹھی اور دوسرے خلیفہ وسجادہ نشین حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری تھے۔ حضرت سید مظہر علی شاہ کے خلیفہ صوفی اللہ دیا شاہ میرٹھی تھے اور ہاشم حسینی صابری کے خلیفہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی تھے۔ حضرت اللہ دیا شاہ کے خلیفہ حافظ قمر الدین صاحب حضرت شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی کے خلیفہ مجاز حافظ فیض محمد چشتی صابری تھے۔ اس طرح دو واسطوں کے بعد آپ دونوں پیر بھائی تھے۔ دونوں میں قدرے پیار ومحبت کی فضا تھی۔ ایک دوسرے کا احترام ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا ایک دوسرے کی مجالس ومحافل میں شرکت حتیٰ کہ حضرت شاہ خاموش سرکار کا سالانہ عرس پاک منعقدہ ۴ ذیقعد کو آپ نہ صرف شرکت کرتے تھے۔ بلکہ اس میں برابر کا حصہ بھی لیتے تھے۔ اس طرح حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہونے والے اس عرس مقدس میں آپ بھرپور شرکت کرتے رات کو سماع صبح حلقہ ذکر اور ختم خواجگان میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے تھے۔

معمولات زندگی ☆: آپ کی زندگی کے معمولات کے اوقات کار بہت سخت تھے۔ صبح تہجد کے وقت بیدار ہونے کے بعد نماز تہجد ادا فرماتے بعد ازاں نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز فجر کے بعد مقتدیوں عقیدت مندوں کو قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرماتے بعد ازاں اپنے وظائف اور اوراد و شجرہ طیبہ کا معمول پورا فرما کر بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے۔

اس کے فوراً بعد آپ اپنے کاروبار کی غرض سے بازار چلے جاتے۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب واپس آکر دوپہر کا کھانا تناول فرماتے اس کے بعد کچھ دیر قیلولہ فرماتے اور نماز ظہر ادا کرتے۔ پھر بچوں کو قرآن عظیم کی تعلیم دیتے۔ بعد نماز عصر اپنے دوکانداروں سے اپنے کاروبار کی رقم جو مال دن کے وقت ان کو دیا تھا کی وصولی فرماتے اور نماز مغرب اپنی مسجد میں ہی خود آ کر پڑھاتے۔ نماز مغرب کے بعد اہل محلہ وعقیدت مندان کو دم درود اور تعویزات عنایت فرماتے۔ اور اگر محلہ میں کوئی لڑائی جھگڑا وغیرہ ہوا ہوتا تو سید ریاضت حسین چشتی ایڈووکیٹ مرحوم کے دفتر واقع جھنگی محلہ میں اس جھگڑے کا فیصلہ کراتے۔ بعد ازاں شام کا کھانا تناول فرما کر عشاء کی نماز پڑھا کر درس حدیث دیتے بعد ازاں مسجد کے اندر ہی اپنے اوراد و وظائف پورے فرما کر اول وقت میں آرام فرماتے۔

Marfat.com

سال میں ایک مرتبہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے اور اپنے منظور نظر شاگرد پیر طریقت صوفی فرزند علی شاہ چشتی صابری کے ہاں جہلم عرس شرکت کے لئے جاتے اور اپنے پیر بھائی حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر منعقد ہونے والے حضرت مخدوم سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری کے عرس میں ۱۳ ربیع الاول حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری کے عرس میں شرکت کے لئے ۱۶ شوال اور حضرت شاہ معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار کے عرس میں ۴ ذیقعد کو شرکت فرماتے اور کبھی کبھی حضرت امام بری شاہ لطیف کے عُرس میں شرکت کے لئے بھی تشریف لے جاتے۔ آپ اتحاد بین المسلمین کا مکمل عملی نمونہ تھے۔ آپ کے ہاں تمام مکاتب فکر کے لوگ آتے اور نماز باجماعت ادا کرتے اہل حدیث، دیوبندی، اہل تشیع، تبلیغی جماعت والے اور جماعت اسلامی والے تمام حضرات آپ کی اقتدا میں نماز پنجگانہ ادا کرتے رہے۔ پورے محلّہ میں کبھی کوئی فتنہ نہ کھڑا ہوا اور نہ ہی کوئی فرقہ وارانہ تعصب پیدا ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب (مرحوم) دو مرتبہ آپ کی حیات میں راولپنڈی پاکستان تشریف لائے تھے وہ چونکہ آپ کے قریبی عزیز ورشتہ دار بھی تھے۔ اس ناطے سے وہ پاکستان آکر آپ کے پاس ضرور تشریف لاتے یہی وجہ تھی مولوی غلام خان اور مولوی عبدالستار توحیدی مولوی عبدالحکیم (ایم۔ این۔ اے) اور قاری محمد امین ورکشاپی محلّہ والے آپ کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے تھے۔ مگر آپ تا دم آخر ان میں سے کسی کے گھر تشریف نہ لے کر گئے تھے۔

اولاد وامجاد☆: آپ کے چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ بڑے صاحبزادے حافظ نور احمد جو اسلام آباد کے کی ایک وزارت میں اہم عہدہ پر اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نعت گو شاعر بھی ہیں۔ دوسرے بیٹے قاری ظہور احمد وہ بھی اسلام آباد میں سرکاری دفتر میں سپرنٹنڈنٹ ہیں اور بہترین نعت خوان اور قاری ہیں۔ تیسرے صاحبزادے راقم الحروف جامعہ السلامیہ فیض القرآن چکری روڈ کے مہتم اور چوتھے صاحبزادے پیر طریقت صاحبزادہ مقبول احمد قادری قلندری جن کا ۳۰ جون ۱۹۸۶ء میں انتقال ہوگیا تھا اور مزار ڈھوک لکھن کے قریب قبرستان میں واقع ہے۔ پانچویں اور چھٹے صاحبزادے منظور احمد و منصور احمد جو کہ دنیادار ہیں اپنے اپنے کاروبار میں مصروف عمل ہیں۔

Marfat.com

کرامت ☆: ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور آ کر کہنے لگی حافظ صاحب میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی شادی کو ۲۱ سال گزر گئے ہیں۔ میرے واسطے دعا فرمائیں اور مجھے کوئی تعویز دے دیں۔ تاکہ اللہ کریم میری گود بھی ہری کر دے آپ نے اُس عورت کو ۲۱ دانے کالی مرچ کے کرم کر کے دیئے اور فرمایا ایک روز کھالیا کرو۔ اللہ کریم انشاء اللہ اولاد نرینہ عطا فرمائیے گا۔ خدا کی کرنی کہ ٹھیک ۱۰ ماہ بعد اس عورت کو خدا نے چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

کرامت ☆: ایک مرتبہ ایک عورت اپنے خاوند کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کے عرض کرنے لگی۔ حضور ہمارے ہاں بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہیں کوئی بھی زندہ نہیں رہا اللہ کریم کی بارگاہ میں ہمارے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا جب چاند چڑھے تو میرے پاس آنا چنانچہ مقررہ وقت پر وہ دونوں آئے تو آپ نے ایک تعویز لکھ کر دیا فرمایا کہ اس کو اپنے پیٹ پر باندھ لو۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے گلے میں ڈال دینا انشاء اللہ اَب تمہارے بچے نہیں مریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اس کے بچے نہیں مرے۔ اس قسم کے بے اولاد حضرات کے ہاں اولاد کا ہونا اور ہو کے مر جانا آپ کے علاج اور نظر ولایت سے سینکڑوں مریضوں کو شفا ملی ہے۔

کرامت ☆: مکان نمبر R۱۴۰ جھنگی محلہ آپ نے سرفراز نامی شخص سے خریدا اور اسے مرمت کرانا شروع کر دیا۔ مستری مزدوروں میں ایک مستری جو کہ بدنیت تھا دوران کام وہ آپ کی واسکٹ پر نظر رکھے ہوئے تھا کہ حافظ صاحب روزانہ ہزاروں روپیہ اس واسکٹ سے نکال کر خرچ کرتے ہیں جو کہ ختم نہیں ہوتے۔ ایک دن دوپہر کے کھانے کے وقفے کے بعد وہ آپ کی مسجد کے حجرے میں چلا گیا۔ آپ چونکہ قیلولہ فرما رہے تھے۔ وہ آنکھ بچا کر آپ کی واسکٹ لے کر بھاگ گیا آپ جب نماز ظہر کے لئے اٹھے تو سخت پریشانی ہوئی بعد ازاں درگزر فرما دیا فقیر راقم الحروف نے عرض کیا حضور چور بھاگنا نہیں چاہیئے واسکٹ میں پیسو کی تو بات نہیں گھر اور مسجد کی چابیاں ہیں اور اس میں آپ کی پرسنل ڈائری ہے۔ جس میں زندگی کی بہترین یادداشتیں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چلو خیر ہے کوئی بات نہیں ہمارا کیا بگڑا ہے۔ اللہ اور دے گا۔ جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ تین

Marfat.com

روز بعد چور آئے گا اور جہاں سے واسکٹ اٹھائی تھی وہیں رکھ جائے گا۔

چنانچہ وہ اسماعیل نامی مستری چور تین دن بعد آپ کے پاس مدرسے میں آیا۔ آپ نے بھرپور اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے چائے منگوائی وہ چائے پی کر بیٹھا رہا۔ مگر آپ نے اس سے کچھ استفار نہ کیا۔ بعدازاں وہ واپس جانے لگا تو آپ نے بخوشی اجازت دے دی۔

وصال باکمال ☆: ۲۱ جون ۱۹۷۶ء کو آپ کی طبیعت زیادہ علیل ہوگئی ور دو دن تک خراب رہی ۲۳ جون کو تمام نمازی معتقدین رات کو اکٹھے ہو گئے۔ آپ پر غنودگی کا عالم تھا کہ راقم الحروف نے عرض کیا کہ پانی پیش کروں تو فرمایا پانی دو۔ راقم نے آب زم زم شہد میں ملا کر دینا شروع کر دیا۔ پیر طریقت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابریؒ بھی عیادت کے لئے تشریف فرما تھے کہ رات ۱۲ بجے واپس جاتے ہوئے فرمایا کہ صاحبزادے اب جتنی خدمت ہو سکے کر لو کام تمام ہو چکا ہے۔ رات ۲ بجے آپ نے فرمایا کہ عشاء کا وقت ہو گیا ہے۔ راقم نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کہ مجھے بٹھا کر وضو کراؤ۔

چنانچہ تعمیل حکم کے بعد نماز عشاء پڑھوائی ۳ بجے شب فرمایا کہ وضو کراؤ راقم نے وضو کرایا بعدازاں آپ نے نماز تہجد ادا کی۔ صبح فجر کے وقت پھر وضو کا حکم دیا۔ راقم نے وضو کرایا تو فرمانے لگے نماز کھڑے ہو کر پڑھوں گا راقم نے عرض کیا۔ حضرت آپ کی ہمت جواب دے گئی ہے۔ آپ بیٹھ کر پڑھ لیں۔ فرمایا کہ نہیں تم مجھے سہارا دو نماز کھڑے ہو کر ہی پڑھوں گا۔ چنانچہ نماز کھڑے ہو کر پڑھوائی گئی۔ بعدازاں بستر استراحت پر لیٹ کر فرمایا کہ ٹھنڈا پانی بنانے کے لئے برف لے کر آؤ۔ بندہ بذات خود دوڑ کر برف لایا پانی دیا تو فرمایا کہ تم نے جو عرس پر لاؤڈ سپیکر لگایا تھا۔ اس سلسلہ میں تمہارے مقدمہ کی تاریخ ہے۔ جاؤ وکیل سے درخواست غیر حاضری کی دلوا کر جلد واپس آجانا۔ فقیر گھر سے نکلا مگر دل مطمئن نہ تھا۔ بنی چوک تک جا کر واپس آ گیا۔ ابھی محلہ میں پہنچا ہی تھا کہ چھوٹی ہمشیرہ نے کہا کہ ابا جان تمہیں بلا رہے ہیں جلدی چلو میں دوڑتا ہوا گھر پہنچا تو اہل محلہ جمع تھے۔ گھر میں ایک کہرام برپا تھا۔ ہر ایک کی زبان سے تلاوت قرآن اور ذکر خدا کی آواز آ رہی تھی۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ ہر دل غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر والدہ محترمہ نے کہا کہ آپ مقصود کو یاد کر رہے تھے۔ واپس آ گیا ہے۔ جب راقم لوگوں کو چیرتا پھاڑتا قریب گیا۔ تو آپ نے آنکھ کھولی اور نیچے جھکنے کا اشارہ کیا بندہ نیچے جھکا

Marfat.com

تو آپ نے میرے گریبان میں اپنی انگلی ڈال کر نیچے کی طرف کھینچا میرے سینے کو اپنے سینے پر رکھ لیا۔ ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ میں مکمل طور پر اپنے سینے کو آپ کے سینے سے مس کئے ہوئے تھا کہ آپ کا انتقال ہو گیا وہ چند لمحے ایسے تھے کہ زندگی میں دوبارہ وہ انوار و تجلیات و برکات کبھی نہ دیکھی۔

آپ کا وصال باکمال ۲۴ جون ۱۹۷۶ء ۲۶ جمادی الثانی بروز جمعرات بوقت بعد نماز فجر جھنگی محلہ کے مکان میں ہی ہوا۔ نماز جنازہ علامۃ الدہر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی والوں نے پڑھائی راولپنڈی کی مرکزی عیدگاہ کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔ پہلے پہل تو آپ کا تعویز کچا تھا۔ ۱۲ سال کے بعد آپ کے دوسرے صاحبزادے قاری ظہور احمد نے تعویز پکا بنا دیا ہے۔

نوٹ ☆: آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 4 جولائی کو آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز میں موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں منایا جاتا ہے۔ جس میں ہزاروں عقیدت مندان حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ علمائے کرام مشائخ عظام کی کثیر تعداد ملک بھر سے تشریف لاتے ہیں جبکہ عشاء کے بعد تمام رات محفل سماع ہوتی ہے۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد چہلم کی تقریب میں برادری کے سرکردہ افراد اور اہل علاقہ دیگر شاگردوں عزیزوں نے آپ کے بڑے صاحبزادہ جناب حافظ نور احمد قادری مدظلہ العالی کو گھر اور برادری کے معاملات میں بڑا سمجھتے ہوئے دستار بندی کی جس پر آج تک تمام برادری احباب شاگرد لواحقین پسران برادران متفق ہیں۔

آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اور آپ شاگرد خاص پیر طریقت جناب صوفی فرزند علی صابری رحمتہ اللہ علیہ صابر بسیرا جہلم پیر طریقت عاشق رسول حضرت حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ اسلام آباد صوفی باصفا جناب صوفی محمد بلال وارثی رحمتہ اللہ علیہ حضرت صوفی سائیں مقصود احمد قادری قلندری مرحوم حضرت پیر سید مظہر علی شاہ سجادہ نشین وارث خان حضرت صوفی محمد احمد چشتی صابری قادری قلندری مرحوم حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ صاحب قلندری قادری سجادہ نشین قلعہ سوبھا سنگھ نارووال کے علاوہ دیگر مشائخ و علماء کی موجودگی میں حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ قادری نے اعلان کیا کہ حضرت حافظ صاحب کے وصال کے بعد انکا سلسلہ طریقت چلانے کیلئے ضروری ہے کہ کسی شخص کو نامزد کیا جائے جو زیادہ نہیں تو

Marfat.com

کم از کم حافظ صاحب کا سالانہ عرس مبارک تو اس طرح منائے جس طرح آج منایا جا رہا ہے میں اپنی طرف سے حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند سوئم صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنے سلسلہ سے دستار خلافت دینے کا اعلان کرتا ہوں اس کیلئے تمام مشائخ اٹھیں اور صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے سر پر دستار خلافت باندھ کر سرفراز فرمائیں۔

اس اعلان کے بعد تمام مشائخ و علماء کھڑے ہوئے پیر دلدار حسین شاہ گیلانی قادری نے دستار مبارک حضرت قمر المشائخ کے ہاتھ میں دی انہوں نے دستار ہاتھ میں لیکر اعلان فرمایا کہ خلافت تو شاہ صاحب دے رہے ہیں لہٰذا اس موقع پر حافظ صاحب کے عقیدت مندان شاگردان کی موجودگی میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو حافظ صاحب کا سجادہ نشین مقرر کرنے کا بھی اعلان کرتا ہوں اگر کسی شاگرد کو اعتراض ہو تو کر سکتا ہے سب حاضرین مشائخ و علماء اور شاگردوں نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی جس کے بعد تمام مشائخ کے ہاتھ دستار پر لگوا کر حضرت المشائخ نے خلافت و سجادہ نشینی کی دستار باندھی ہر طرف سے مبارک مبارک کا شور تھا۔

بفضل تعالیٰ ہر سال آپ کا عرس مبارک فقیر راقم الحروف کی نگرانی میں بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا تھا ملک بھر سے علماء کرام مشائخ عظام شرکت و خطاب کرتے ہیں۔

ملک کے معروف ترین قوال محفل سماع میں عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں جبکہ نعت خوان حضرات بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ نعت و منقبت پیش کرتے ہیں۔ ۳۔۴ جولائی کی درمیانی تمام رات لنگر و محفل سماع جاری رہتی ہے۔

یہ سب آپ کے فیضان کا صدقہ ہے وگرنہ کیا میں اور کیا میری اوقات۔

موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں قائم دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری آپ ہی کے نام سے منسوب آپ کی یادگار ہیں جہاں سے اب تک ایک سو کے قریب طلبا شعبہ حفظ اور تقریباً ۵۰۰ کے قریب طلبا شعبہ ناظرہ اور ۸۰ کے قریب طلبا علماء شعبہ تفسیر سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں جبکہ جامعہ کے بلڈنگ کی تعمیر پر بیس لاکھ روپیہ کے قریب خرچ ہو چکا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

حضرت شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : آشنائے رموز معرفت وحقیقت، بحر اسرار ومعدن حقائق ومعارف، شمع قصر ہدایت، عاشق جمال احدیت، محبوب بارگاہ صمدیت، حکیم حاذق قطب وحدت، پیکر شوکت وجمال، آئینہ جلال و جمال، مزین بعزتِ مرتبہ کمال، فرد حقیقت، خورشید ولایت، قمر توحید ومعرفت ولائتش حضرت شاہ محمد فاروق محبوب رحمانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ پروردۂ لطف ورسول مدنی ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد کی نسبت عرب شیوخ ہے سے اور عمارتی کام اور صنعت کے ماہر تھے شہنشاہ شہاب الدین محمد شاہجہان کو جب عمارتی کام اور صنعتکاری کے لئے ماہرین کی ضرورت پڑی تو آپ کے اجدا وطن عزیز کو خیر آباد کہہ کر ہندوستان کے مرکزی شہر دہلی میں آ کر آباد ہوئے تھے۔ بعد ازاں دہلی سے لاہور کو مسکن بنایا جو ان دنوں اس صنعت کا مرکز تھا۔ شہنشاہ شاہجہان نے اس خاندان کی فنی صلاحیت اور ان کے دماغ سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور نئی سے نئی عمارت کی تعمیر اور اس کے نقشے اور پھر اس میں صنعت کاری کا بہت سا کام ان سے لیا۔ جس میں دہلی کی جامع مسجد کی تعمیر بہت اہمیت کی حامل ہے۔

اس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ: شاہجہان نے خواب میں ایک عظیم الشان مسجد دیکھی تو ارادہ کر لیا کہ اِس ڈیزائن کی مسجد ضرور تعمیر کرائی جائے۔ شاہجہان کے ذہن میں وہ نقشہ ضرور تھا مگر اس کاغذ پر اتارنا اس کے لئے ممکن نہ تھا۔ اور نہ ہی کسی کو اس کی تفصیل زبانی بتا سکتے تھے۔

آپ کے اجداد میں سے حامد نامی ایک بزرگ جو تعمیراتی کام کے اس زمانے میں بہت بڑے کاریگر اور باصلاحیت شخص تھے جو قلعہ دربار شاہی سے منسلک تھے۔ بادشاہ نے ان کو طلب کیا اور کہنے لگا خواب میں مسجد کا نقشہ دیکھا ہے مگر اس کو نہ کاغذ پر اتار سکتا ہوں نہ ہی زبانی بیان کر سکتا ہوں۔ بادشاہ کے الفاظ سن کر استاد حامد پریشان وحیران دربار سے واپس آئے اور سوچ میں پڑ گئے۔ بالآخر ایک خدا رسیدہ بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئے ان سے سارا قصہ بیان کیا۔ تو انہوں نے اپنے پاس بٹھا کر اپنا رومال استاد حامد کے سر پر ڈال دیا۔ بس پھر کیا تھا مسجد کا نقشہ سامنے آ گیا جس کو انہوں نے اپنے دماغ میں سمو لیا اور گھر آ کر اس کو کاغذ پر منتقل کیا۔ اور شاہجہان کے دربار میں لے کر پہنچ گئے۔ شاہجہان دیکھتے ہی اچھل پڑا۔ اور کہنے لگا کہ بے شک میں نے خواب میں یہی نقشہ مسجد کا دیکھا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ بادشاہ کے حکم پر مسجد شروع ہوگئی۔ جب مکمل ہوئی تو علمائے ظاہر نے شور وغوغا شروع کر دیا کہ اس کا قبلہ رخ کا تعین درست نہیں۔ اس لئے مسجد میں نماز جائز نہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نادم ہوا۔ اور استاد حامد کو بجائے انعام دینے کے لائق سزا گردانا۔ ادھر نقشہ دکھانے والے درویش کا انتقال ہو چکا تھا۔ اب کسی ایسے صاحب حال درویش کی ضرورت تھی۔ بہت تلاش کے بعد ایک درویش حضرت عبدالحکیم علیہ الرحمۃ جن کا مزار شورکوٹ کے قریب شہر عبدالحکیم میں مرجع خاص و عام ہے۔ پتہ چلا۔ استاد حامد ان کی خدمت میں پہنچے تمام حال عرض کیا ان کو نقشہ دکھایا۔ حضرت عبدالحکیم اس وقت کپڑا نچوڑ رہے تھے۔ فرمایا نقشہ نیچے رکھ دو اور میں کپڑا نچوڑتا ہوں۔ جس طرف سمت قبلہ کھسکانی ہو میرے کپڑے نچوڑنے کی حرکت کے ساتھ ساتھ نقشہ سرکاتے رہنا جب مقررہ مقام آ جائے تو روک دینا۔

چنانچہ استاد حامد ایسے ہی کرتے رہے حضرت عبدالحکیم نے فرمایا جاؤ سمت قبلہ درست ہوگئی ہے مگر محراب میں شگاف پڑ گیا ہے۔ جا کر اسے بھر دو۔ استاد حامد جب دہلی پہنچے مسجد کھول کر دیکھا تو واقعی محراب میں شگاف پڑا ہوا تھا۔ جو بھروا دیا گیا۔ بعد ازاں آپ ہی نے بادشاہ کے کمرے میں روحانی طور پر تشریف لا کر مسجد کی تعمیر کی مبارک باد دی اور خوشخبری سنائی کہ تمہاری مسجد کا افتتاح نبی کریم ﷺ نے فرما دیا ہے۔ جاؤ جا کر دیکھ لو ابھی تازہ وضو کے پانی سے پاؤں کے نشان موجود ہیں۔ بادشاہ پہنچا اور قدمین شریفین کے نشان بھی رات کے وقت پا کر خوش ہوا۔ دو رکعت نفل ادا کئے اور مسجد ہر خاص و عام کے لئے کھول دی گئی۔ اور شاہی قلعہ کے نزدیک محلہ کا نام استاد حامد۔ کے نام سے منسوب کر دیا جو کہ آج بھی اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ کے دادا تین بھائی تھے ان میں سے آپ کے دادا کے بھائی مسکین شاہ بہت بڑے ولی ہوئے ان کا مزار دہلی جامع مسجد کے اس مقام قدم شریف کے نزدیک مرجع خاص و عام ہے۔ انہیں حضرت مسکین شاہ صاحب نے ایک دن فرمایا کہ میرے خاندان کی دوسری پشت میں ایک چراغ روشن ہونے والا ہے جو پیدا ہو کر میرے سلسلے کو جاری کرے گا۔

چنانچہ ۱۹۰۲ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے فرمایا کہ آج حضرت مسکین شاہ علیہ الرحمۃ کی پیشن گوئی پوری ہوگئی۔ والد گرامی نے آپ کا نام محمد فاروق رکھا۔

آپ کی والدہ محترمہ جو کہ بہت ہی نیک عابدہ، زاہدہ، عارفہ کاملہ ولیہ تھیں دیگر عبادات و اوراد وظائف کے علاوہ نماز تہجد پابندی سے ادا فرماتی تھیں آپ ابھی کمسنی کے عالم میں تھے کہ والدہ کے

Marfat.com

ساتھ اٹھ کر تہجد ادا فرماتے تھے پھر جب سن شعور کو پہنچے تو والدہ محترمہ کو نماز تہجد کے لئے وضو کرایا کرتے اور ان کے ساتھ باقاعدہ نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔ دیگر نماز پنجگانہ اوراد و وظائف مستقل معمول تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا معمول تھا کہ جب کبھی دہلی میں کوئی عالم دین یا کوئی درویش آتا تو وہ اس کی دعوت ضرور کرتی تھیں۔ تو اس موقع پر اس مہمان کی مہمان نوازی کی ذمہ داری آپ کی ہوتی تھی۔ اس طرح آپ کو بچپن ہی سے بزرگوں اور علماء کی رفاقت وشفقت ومحبت نصیب رہی۔ اور والدہ محترمہ کی خدمت وعزت آپ کی زندگی کا بہترین شعار رہا۔

والدہ محترمہ کے وصال کے بعد آپ کو تلاش مرشد کی جستجو ہوئی تو آپ گھر سے نکل پڑے اور کو بہ کو قریہ قریہ پھرتے رہے مگر کہیں تسلی وتشفی نہ ہوئی۔ ایک رات خواب میں ایک بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ میاں محمد فاروق تم ہمارے ہو۔ آؤ سینے سے لگ جاؤ۔ سینے سے کیا لگے کہ آنکھ کھل گئی۔ اب خواب والی نورانی صورت کو ڈھونڈنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے جہاں بھی گئے ایک سے ایک بڑھ کر صاحب کمال وجمال نظر آتا مگر جو خواب میں دیکھا تھا وہ نظر نہیں آرہا تھا۔ نہ ہی نام معلوم نہ ہی کوئی پتہ معلوم آخر جائیں تو جائیں کہاں۔

چونکہ آپ سونے چاندی اور جواہرات کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دن آپ چاندنی چوک دہلی کے موتی بازار کے بالاخانے پر کمرے میں اپنے کاروبار میں مصروف تھے کہ آپ کے ایک ساتھی دکاندار منشی نورالعمر صاحب آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ ہی کو تلاش کر رہا تھا۔ اس لئے کہ میرے گھر ایک بزرگ تشریف لائے ہوئے ہیں اس وقت محفل بھی خوب جمی ہوئی ہے ملاقات کا اچھا وقت ہے آؤ میرے گھر چلو۔ ان کے کہنے پر آپ جب ان کے گھر پہنچے تو کیا دیکھا کہ محفل بھی جمی ہوئی ہے اور سامنے ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔ جب غور سے دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ تو وہی نورانی صورت والے بزرگ ہیں جو خواب میں اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرما گئے تھے۔

میزبان جناب منشی نورالعمر صاحب نے آپ کا تعارف کرایا کہ یہ میرے عزیز بھائی محمد فاروق ہیں۔ ان کو علم رمل وجفر کا شوق ہے اور اس میں بہت دسترس رکھتے ہیں اور بالکل صحیح پیشگوئی کرتے ہیں۔ ہماری تمام برادری انہیں پنڈت کہتی ہے۔ یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ میاں محمد فاروق علم جفر و رمل میں تم بڑے بڑے حساب کرتے ہو۔ بڑی معلومات ہیں تمہاری اب اور کیا چاہتے ہو؟

Marfat.com

آپ نے عرض کیا حضور اس علم جفر میں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ کام ہوگا یا یہ کام نہیں ہوگا۔ اب یہ چاہتا ہوں کہ جو نہ ہونا ہو وہ ہو یہ سن کر حضرت نے فرمایا میاں تلاش کر دایسے بھی مل جائیں گے۔
یہ سن کر آپ نے برجستہ عرض کی حضور مجھے مل گئے ہیں اور میرے سامنے ہیں۔

بیعت وخلافت☆: آپ کو خواب میں نظر آنے والے نورانی صورت کے بزرگ حضرت قبلہ شاہ محمد انعام الرحمٰن قدوسی چشتی صابری علیہ الرحمۃ تھے۔ آپ ان کے دست حق پرست پر پہاڑ گنج والی جامع مسجد قاضی والی دہلی میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد تکمیل مجاہدات کے انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار☆: آپ پابند شریعت وطریقت اور نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے۔ تہجد کی نماز بچپن سے تادم آخر کبھی فوت نہ ہونے دی۔ اوراد و وظائف کی سختی سے پابندی فرماتے، بناوٹ تصنع، ریاکاری، کذب بیانی، منافقت سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ بچپن سے لے کر تادم آخر مکروہات تو الگ رہے مشتبہ چیزیں بھی حلق سے نیچے نہ اترنے دی۔ رزق حلال سے اپنا اور اہل خانہ کا گزر بسر فرماتے تھے۔ پوری زندگی میں سخت سے سخت وقت میں بھی ادھار کبھی نہ لیا۔ اور نہ ہی کسی آنے والے کی جیب پر کبھی نظر رکھی۔ سخاوت کا عالم یہ تھا کہ پورا گھر لنگر خانہ بنا ہوا تھا۔ آنے والی خدا کی مخلوق کی خاطر تواضع گھر کے راشن اور گھر کے پکے ہوئے کھانے سے کی جاتی تھی۔ دکھی انسانیت کو دوائی فی سبیل اللہ دیتے بسا اوقات بعض حضرات کو خرچ کے لئے رقم دے کر رخصت کرتے اور اکثر لوگوں کو دم و درود کرنے اور دوائی دینے کے بعد کرایہ سے بھی نوازتے تھے۔ اپنے اعزا اور عقیدت مندوں اور ملنے والوں کی حاجت روائی آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔ آنے والے کو کبھی مایوس نہ لوٹایا۔ اس کی توقع سے بڑھ کر اس کی ضرورت کا خیال رکھا۔
آپ نے تمام عمر اپنے معمولات کا ایک مستقل نظام الاوقات بنایا ہوا تھا۔ شروع شروع میں آپ آدھا دن خدا کی مخلوق کی خدمت میں صرف فرماتے تھے۔ بعد ازاں آپ نے کاروبار کے لئے صرف اور صرف نماز ظہر تا عصر وہ بھی اپنے گھر پر ہی وقت مقرر کیا باقی تمام وقت خدا کی مخلوق کی خدمت میں صرف فرما دیتے تھے۔ ہندوستان سے قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے وہاں

Marfat.com

سے کراچی آ کر مقیم ہوئے تو آپ کے لٹے پٹے قافلے کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ خالی ہاتھ خالی جیب تھے۔ مگر آپ کی حالت یہ تھی کہ اس زمانے میں بھی مہاجر کیمپوں میں کھلا خرچ فرما دیتے تھے۔

آپ ہر سال محفل عید میلاد النبی ﷺ کراچی میں بڑے اہتمام سے کراتے اپنے پیر و مرشد کے عرس کے علاوہ دیگر خواجگان کے بھی عرس کراتے۔ سال میں ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں شرکت کرتے۔ اگلے برس حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے چلتے یعنی ایک سال پاکپتن شریف دوسرے سال حج بیت اللہ شریف کے لئے جاتے تو مولانا ضیاء الدین القادری علیہ الرحمۃ کے ہاں مدینہ پاک میں محفل میلاں بڑی شان و شوکت سے منعقد فرماتے تھے۔ ان تمام موقعوں پر اتنا خرچ کرتے کے دیکھنے والا دنگ رہ جاتے تھے۔

علمی استعداد☆: آپ کسی دار العلوم یا یونیورسٹی سے باقاعدہ فارغ التحصیل نہ تھے۔ مگر خدا کے فضل و کرم اور مرشد کامل کی نگاہ پاک کے تصرف سے اللہ نے آپ کو تمام علوم کا مرجع بنایا تھا۔ بڑے بڑے جید علماء پیچیدہ مسائل لے کر حاضر ہوتے اور جواب باصواب پا کر جاتے۔ کسبی علم کی بجائے وھبی یعنی علم لدنی سے آپ کا سینہ پُرنور تھا۔ کراچی میں تیس برس سے زیادہ آپ نے ہزاروں جگہ پر مختلف محفلوں جلسوں، جلوسوں اور ختمات اور مساجد میں رشد و ہدایت اور وعظ کا سلسلہ جاری رکھا۔ کبھی نہ تو غلط مسئلہ بیان کیا اور نہ ہی غلط یا کمزور بات دوران وعظ آپ کی زبان ترجمان سے نکلی۔ بسا اوقات عشاء کی نماز کے بعد گفتگو شروع ہوتی آدھی رات حتیٰ کہ تہجد کا وقت ہو جاتا اور آپ تمام رات ایک ہی انداز میں ایک ہی موضوع پر گفتگو فرماتے رہتے بعض جگہ پر لوگ محفل میں کھڑے ہو کر سوالات کی بوچھاڑ کر دیتے تو آپ بڑی خندہ پیشانی سے ان کو شافی و کافی جواب مرحمت فرماتے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ شریف، جدہ، شام، عراق و حجاز میں ہر جگہ مجالس ہوتیں اور آپ تصوف، اور طریقت اور شریعت و فقہ، ادب، فلسفہ، ہر موضوع پر مبسوط گفتگو کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔

مختلف بزرگوں سے فیضان نعمت☆: آپ کا بچپن سے معمول تھا کہ دس محرم الحرام کو حضرت امام عالی مقام امام حسینؓ کے ایصال ھدیہ کے لئے شربت کی سبیل لگاتے تھے۔ جس میں صفائی اور پاکیزگی کا خصوصی اہتمام و خیال فرماتے تھے۔ ایک دن ایک بزرگ سید عون علی شاہ نے خواب میں

Marfat.com

دیکھا کہ آپ نے سبیل لگائی ہوئی ہے اور حضرت سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام سبیل پر تشریف لائے ہیں اور گلاس بھر کر شربت نوشی فرما رہے ہیں۔ ان کی آنکھ کھلی تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا کہ آپ کی سبیل تو مقبول ہوگئی کے حضرت امام نے خود توجہ فرمائی کہ سبیل سے پانی پیا ہے۔

۱۹۵۳ء میں جب آپ سہارنپور ہندوستان اپنے مرشد کامل کے آستانے پر ملاقات وقدمبوسی کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو اپنے پیر بھائی حضرت شاہ محمد حافظ جعفر رحمانی علیہ الرحمۃ کے توسل سے سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا حکم دیا جب آپ کلیر شریف پہنچے اور حضرت مخدوم العالمین کے مزار پُرانوار پر مراقب ہوئے تو حضور مخدوم پاک صابر کلیری کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان سے ہمکلامی کا شرف آپ کو نصیب ہوا۔ اسی سال سہارنپور کی جامع مسجد حسنہ کے صحن میں محفل میلاد ہو رہی تھی کہ مسجد کا اندرونی حصہ خالی تھا۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے عرض کیا حضور مسجد کا اندرونی حصہ خالی کیوں رکھا گیا ہے کیا کوئی خاص مصلحت ہے۔ تو مرشد کامل نے اپنا دست مبارک آپ کی پشت پر رکھ کر فرمایا۔ دیکھو جب دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا جب دوبارہ دیکھنے کا ارشاد ہوا تو کیا دیکھا بے شمار ارواح مبارکہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان ارواح مقدس کی شبیہ بتلائی تو پیرو مرشد نے ان کے اسماء بتلائے۔

یہ حضرت مختلف قسم کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ شب کی مجلس میں فرمایا کہ یہ حضرت خواجہ سید معین الدین خواجہ غریب نواز اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور عالم پناہ حضرت خواجہ سید مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری اور سیدنا خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی علیہم الرحمۃ کی ارواحِ قدسیہ تھیں۔ ہم سب اُن کے فیضان روحانی سے بھی مالا مال ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ کو مدینہ شریف مسجد نبوی کے باب اسلام کے قریب نماز فجر کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کی نہ صرف زیارت ہوئی بلکہ بوقت ملاقات حضرت خضر نے آپ سے حال احوال بھی دریافت فرمایا تھا۔

آپ کے خلفاء نامدار ☆: آپ کے خلفاء نامدار کی تعداد ۳۷ ہے جنہوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت توبہ کی اور خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔

Marfat.com

ان میں آپ کے خلیفہ اکبر خواجہ محمد عارف چشتی صابری رحمانی المعروف بھائی جان الملقب بہ سالار رحمانی محبوب رحمانی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا مزار قبرستان ایچ ایٹ اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

ان ۳۷ خلفاء کے علاوہ بہت سے خلفاء ایسے بھی ہیں جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت تو بہ تو نہیں کی اور وہ مرید و خلیفہ اپنے شیخ سے تھے۔ مگر حصول فیض کے لئے جب آپ کی صحبت میں آئے تو آپ نے ان کو کامل واکمل دیکھتے ہوئے باطنی اشارے سے خرقہ خلافت سے سرفراز و صاحب ارشاد فرمایا۔ مزید جن میں ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں سلطان الاولیاء شاہ حبیب اللہ صاحب حادی آپ کے خلیفہ اکبر و سجادہ نشین شاہ محمد سبطین شاہجہانی (اسلام آباد) شامل ہیں۔ فقیر راقم الحروف کے شیخ طریقت بحر العلوم حضرت خواجہ حاجی منیر احمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ چشتی صابریہ ماڑی بگیال شریف براستہ بسالی تحصیل وضلع راولپنڈی جن کا وصال باکمال یکم جنوری ۲۰۰۵ء ہے کا نام نامی اسم گرامی بھی سرفہرست شامل ہے۔

کشف و کرامات ☆: ۱۹۷۱ء میں آپ حج پر تشریف لے گئے تو قافلے میں بریگیڈیئر محمد انور خان رحمانی چشتی صابری بھی مع اہلیہ کے شامل تھے۔ ان کو مکہ مکرمہ میں کسی نے اطلاع دی کہ ان کو فوج سے ریٹائرڈ کرنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے۔ اس وقت وہ کرنل کے عہدے پر فائز تھے۔ کرنل صاحب کی اہلیہ اس خبر سے خاص طور پر پریشان ہوئیں اور باوجود کرنل صاحب کے منع کرنے پر اس کا تذکرہ حضرت قبلہ شاہ محمد فاروق رحمانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سے کر دیا۔ کرنل انور خان رحمانی اپنے دنیاوی معاملات میں مرشد کو تکلیف دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ مگر دل میں بات رکھ کر عرض کر دیتے تھے۔ جس وقت آپ کو ان کی ریٹائرمنٹ کی خبر ملی اس وقت آپ اپنی مقررہ نشست کے بالمقابل رکنی یمانی مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے تھوڑی دیر مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا اگر کرنل صاحب کو ریٹائرڈ کر دیا تو کیا بریگیڈیئر مجھے بنائیں گے۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد پتہ چلا کہ وہ خبر غلط ہے۔ اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اسی ہفتے کرنل صاحب کو بریگیڈیئر بنا دیا گیا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے کہ آپ کے صاحبزادے میاں محمد اقبال رحمانی چشتی صابری کی دلہن ہسپتال میں داخل تھیں۔ ان کے ہاں بچے کی ولادت ہونے والی تھی۔ مگر

Marfat.com

ڈاکٹر بچے کی زندہ پیدائش سے مایوس ہو چکے تھے۔ تمام ڈاکٹروں نے حتمی فیصلہ دے دیا کہ بچہ مردہ ہے لہٰذا آپریشن کرنا پڑے گا۔ آپ کو پتہ چلا تو ہسپتال تشریف لے گئے اور دو گھنٹے تک مراقبہ کیا اور مختلف درباروں تک رسائی حاصل کر کے بارگاہ خداوندی میں عرض کی الٰہ العلمین بڑے ارمانوں اور شدید انتظار کا یہ ثمرہ ہے۔ میرے اقبال کا یہ پہلا بچہ ہے اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ کرم خاص ہو جائے اور امیدوں پر پانی نہ پھرے۔ آپ کے ہاں کس چیز کی کمی ہے۔ دو گھنٹے کی عجز وزاری کے بعد خبر ملی کہ بچہ زندہ پیدا ہوگا۔ اس کے بعد لیڈی ڈاکٹر نے دوبارہ معائنہ کیا تو دیکھ کر حیران رہ گئی کہ مردہ بچہ زندہ ہو گیا ہے اور حرکت کر رہا ہے۔ چنانچہ آپ کی نگاہ ولایت اور دعا سے خدا نے میاں اقبال رحمانی کو فرزند عطا فرمایا جن کا نام میاں فہیم احمد رکھا گیا جو کہ آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اور اپنے والد کے ساتھ تمام معاملات میں معاون ومددگار ہیں۔

کرامت نمبر۳ ☆: جناب سید حامد حسین بن صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی چشتی صابری فرماتے ہیں کہ میرے ہم زلف شیخ عزیز احمد پر لندن میں ۱۸؍اگست ۱۹۷۹ء کو دل کا سخت دورہ پڑا۔ خوش قسمتی سے وہ اس وقت نارتھوک پارک ہسپتال میں داخل تھے۔ ڈاکٹروں نے بمشکل بجلی کے جھٹکوں کے ذریعے حرکت قلب بحال کی۔ لیکن [illegible] کے بعد (کوما) یعنی گہری بیہوشی میں چلے گئے۔ کیونکہ دل کے دورے کے دوران ۱۸ منٹ حرکت قلب بند رہی جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحبان کو اندیشہ ہوا کہ مریض شاید ہی جانبر ہو سکے۔ اگر یہ بچ بھی گئے تو دورے کی شدت کی بنا پر دماغ کو خون نہ ملنے کی وجہ سے دماغ کے کسی بھی حصے کے مفلوج ہونے کے خطرہ کا امکان ہے۔

بہر حال [illegible] کو انتہائی نگہداشت کے شعبے میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں مریض کی حرکت قلب اور زندگی لائف سپورٹ مشینوں کے ذریعے بحال رکھی گئی۔ ڈاکٹروں نے تین روز کا وقت بتایا کہ اس کے بعد مشینوں کو بھی ہٹا دیا جائے گا۔ سید حامد حسین رحمانی صاحب فرماتے ہیں کہ اس صورتحال سے پریشان ہو کر میں نے رات کے وقت حضرت پیر و مرشد شاہ محمد فاروق رحمانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو کراچی فون کیا۔ چونکہ آپ شب بیدار تو تھے یہ گھنٹی بجنے پر فون کا ریسور آپ نے ہی اٹھایا میں نے تمام صورتحال آپ کے گوش گزار کی تو آپ نے کچھ توقف کے بعد فرمایا۔ کوئی بات نہیں ٹھیک ہو

Marfat.com

جائیں گے۔بس کچھ سرخ چیزوں کا صدقہ دے دو۔ میں نے عزیز بھائی کی اہلیہ کے اصرار کرنے پر حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضور ڈاکٹروں نے دماغ کے مفلوج ہونے کا اندیشہ بتایا ہے۔آپ نے انتہائی وثوق سے فرمایا میاں فکر نہ کرو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔تیسرے روز ہی عزیز بھائی کو ہوش آ گیا۔اور آپ کی دعا سے چند روز میں عزیز صاحب رو بہ صحت ہو گئے۔اور آپ کے خلیفہ سید ظہیر الحسن رحمانی چشتی صابری کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔اور آپ کی ظاہری حیات مبارکہ تک آپ کے حلقہ میں باقاعدہ حاضری دے کر فیض یاب ہوتے رہے۔

کرامت نمبر ۴ ☆: جناب نسیم احمد رحمانی لاہور والے ڈاکٹر ابوالفیض کی اہلیہ شاہدہ کو علاج کے لئے قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ڈاکٹر ابوالفیض اپنی اہلیہ کے علاج پر اس سے پہلے پانچ لاکھ روپے خرچ کر چکے تھے۔آپ نے ڈاکٹر صاحب کی بیوی کو دیکھا تو کوئی مرض نہ تھا۔ بلکہ اس پر سفلی علم کے اثرات کی وجہ سے تکلیف تھی۔آپ نے فرمایا کہ اس کا اتار ہو گا یہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔جس کے لئے آپ کو ایک دن میں دو مرتبہ دم کرانے کے لئے باقاعدگی سے آنا ہوگا۔اگر یہ منظور نہ ہو تو جو پروگرام آپ کا لندن جانے کا تھا سیدھے وہیں چلے جائیں۔نسیم احمد نے ذمہ داری قبول کی۔لگاتار آٹھ دن تک دم کے ذریعے علاج ہوتا رہا۔اور شاہدہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔

یہ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کو بہت خوشی اور سکون ہوا۔اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے لئے کوئی نگ تجویز فرمائیں۔آپ نے نیلم تجویز فرمایا اور بتایا کہ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے پہننے والے پر اگر کوئی مصیبت آنے والی ہو تو یہ تڑخ جاتا ہے۔اور بلا اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس کے بعد اس نگ کو روزانہ دیکھتے رہتے کہ کب تڑاخ ہوگا۔ایک دن ان سے کہا گیا کہ کیماڑی سے منوڑہ سمندر پار کر آؤ۔ڈاکٹر صاحب رات کو سوئے تو صبح کو پتھر تڑخا ہوا تھا۔ڈاکٹر صاحب نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پتھر تمہارے لئے مبارک ہے۔جس کی وجہ سے ڈاکٹر کا اعتقاد پہلے سے بھی زیادہ پختہ ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال گیارہ اگست ۱۹۸۳ء بمطابق یکم ذیعقد ۱۴۰۳ھ کو

Marfat.com

ہوا۔ مزار پُر انوار آستانہ عالیہ الفاروق جہانگیر روڈ کراچی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ اور اِس مقام پر ہی آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ اس وقت شاہ محمد ناصر رحمانی سجادہ نشین کار ہائے طریقت و نظام خانقاہی چلا رہے ہیں۔

حضرت صوفی فقیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عارف باللہ، مالک مقام فنافی اللہ وفنافی الرسول والمرشد، آثار ولایتیں ظاہر برخاص و عام بے دلیل حضرت صوفی فقیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صاحب ترک و تجرید ہیں۔ آپ ہندوستان کے علاقے قصبہ بیبال ضلع انبالہ کے رہنے والے تھے قیام پاکستان کے بعد ملتان میں چاہ بوہڑ والا میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ آپ پابند شریعت وطریقت بزرگ تھے تمام عمر شریعت محمدیہ کی پاسداری میں گزاری۔ اپنے خواجگان کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا تھے۔
عبادت وریاضت زہد وتقویٰ ورع میں آپ عدیم النظیر تھے۔ شب بیداری آپ کا مستقل معمول تھارات کے آخری حصہ میں اپنے خواجگان کے طریقہ کے مطابق ذکر جہر فرماتے تہجد کی نماز باقاعدگی سے ادا فرماتے۔ اس کے علاوہ دیگر نوافل کا بھی خصوصیت سے اہتمام کرتے تھے۔
آپ قیام پاکستان سے قبل ہی عارف ربانی صوفی لامکانی حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور تکمیل مجاہدات کے بعد مرشد سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی مرشد کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ہمہ وقت اپنے شیخ کی خدمت اور رضا کے طالب رہتے تھے۔
آپ کو نہ صرف اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا قرب پیار محبت وشفقت حاصل تھی بلکہ اپنے دادا مرشد شیخ المشائخ حضرت خواجہ مولانا محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا بھی قرب وزیارت نصیب تھی اور وہ آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔
جس کا اندازہ حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری کے ان خطوط سے ملتا ہے جو انہوں نے آپ کے لکھے۔ جن میں سے ایک خط کے اندر حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ

Marfat.com

لکھا اور حکم دیا کہ تمہارے مرشد کی طرف سے جو خلافتیں رہ گئیں ہیں وہ متعلقہ حضرات کو دے دی جائیں۔ جن میں حضرت صوفی مبارک علی اوج چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں ہے۔ دوسری خلافت حضرت صوفی فرزند علی چشتی صابری جن کا مزار پُر انوار کنارہ دریائے جہلم حضرت شاہ سلیمان پارس کے مزار کے احاطے میں ہے۔ تیسری خلافت حضرت صوفی غلام محمد چشتی صابری جو سرگودھا میں مقیم تھے وہیں ان کا وصال ہوا چوتھی خلافت حضرت مولانا صوفی غلام فرید چشتی صابری خطیب جامع مسجد گلزار مدینہ چک نمبر ۲۲۵ ملکھانواں فیصل آباد۔ ان تمام پیر بھائیوں کو اپنے دادا مرشد کے حکم سے آپ نے ہی عنایات فرمائی تھیں۔ جس سے آپ کی فضیلت اپنے پیر بھائیوں پر عیاں ہوتی ہیں۔

سلسلہ عالیہ میں آپ کی خدمات اور رشد و ہدایت کے لئے دن و رات آپ کی محنت شاقہ دیکھ کر آپ کے دادا مرشد حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح نے آپ کو عارف باللہ کا خطاب دیا اور اسی خطاب سے آپ کو اکثر خطوط میں نوازا گیا ہے۔ مرشد کامل کے وصال کے بعد آپ نے آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ صدیقیہ پر بحیثیت نائب خواجہ صاحب جو خدمات انجام دیں وہ قابل تعریف ہیں۔ سلسلہ عالیہ کی ترقی و ترویج و اشاعت کیلئے اور دربار شریف کی تعمیر کیلئے دیگر خلفائے کرام کو ساتھ ملا کر اور مریدین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ہر کام کو بحسن و خوبی احسن طریقہ سے انجام دیا۔ آپ کے دادا مرشد حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمۃ نے ایک خط میں آپ کو لکھا تھا کہ فقیر محمد آپ نائب خواجہ محمد صدیق سائر ہیں۔ یہ سلسلہ تا قیامت چلنا ہے۔

خلفائے کرام ☆: آپ نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں جن حضرات کو خرقہ خلافت سے نوازا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (نمبر ۱) حضرت صوفی عبدالحمید چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار کراچی میں ہے اور سلسلہ عالیہ جاری و ساری ہے۔ (نمبر ۲) جناب خلیفہ صوفی محمد رمضان چشتی صابری صاحب جو کہ کافی عمر میں بقید حیات ہیں اور کالے کی منڈی میں سلسلہ عالیہ کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ (نمبر ۳) جناب صوفی غلام سرور چشتی صابری ان کے علاوہ اور بھی خلفاء ہیں۔ جن کی ایک طویل فہرست ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دو شوال ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء کو ہوا۔ مزار

Marfat.com

پُرانوار چاہ بوہڑ والا نزد چوک عزیز ہوٹل ملتان کینٹ میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے پیرومرشد کے صاحبزادے جناب جمیل اختر صابری نے قطعہ تاریخ لکھی ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

ہر بشر ہے دیدہ نم ہر قلب کو ہے ملال — آہ فقیر صابری کا ہو گیا اس دن وصال
اے جمیل صابری کہہ دیجئے اب ماہ وسال — چودہ شش بہ سہہ شنبہ بتاریخ دو شوال

حضرت پیر صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیکر تسلیم ورضا، مجسمہ مہر وفا، آشنائے رموز اسرار حقیقت ومعرفت، شمع قصر ہدایت مست الست جمال احدیت وحمدیت، آثار ولایتش ظاہر وخاص وعام بے دلیل، سلطان ارباب مشاہدہ پیر طریقت حضرت صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بحر گنج اسرار طریقت وشریعت ہیں۔

آپ موضع بیہال ضلع انبالہ انڈیا کے ایک متوسط قریشی خاندان کے معزز فرد جناب رحمت علی قریشی کے گھر پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول چونکہ شروع ہی سے مذہبی تھا۔ اس لئے آپ کے والدین نے آپ کو سب سے پہلی تعلیم اپنے علاقہ کی مرکزی جامع مسجد بیہال میں معروف صوفی بزرگ حضرت فیض عالم حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پاس دلوائی جہاں آپ نے بہت جلد اپنی محنت شاقہ اور استاد محترم کی خصوصی توجہ سے جلد ہی قرآن کریم مکمل کرلیا۔ آپ کے ماموں چونکہ بے اولاد اور بہت بڑے ٹھیکیدار تھے۔ انہوں نے آپ کے والدین کی تمام اولاد یعنی آپ کے چاروں بہن بھائیوں کو گود لے لیا۔ قیام پاکستان سے قبل ہی جہلم آکر انہوں نے ٹھیکیداری ہی کے شعبے کو اپنا لیا تھا۔

آپ نے دنیاوی تعلیم جہلم میں ہی حاصل کی۔ اور تعلیم سے فراغت پاکر اپنے ماموں کے ساتھ مل کر کاروبار میں ہاتھ بٹانا چاہا مگر آپ کے ماموں نے آپ کو محکمہ پولیس میں بھرتی کروا دیا۔ پولیس کے محکمہ میں بھرتی تو ہو گئے مگر چونکہ یہ محکمہ آپ کی طبیعت اور مزاج کے موافق نہ تھا اس لئے جلد ہی نوکری کو خیر باد کہہ دیا۔ جس وقت آپ کی بڑی ہمشیرہ کی شادی یوپی انڈیا کے ایک معزز خاندان میں طے ہوئی تو آپ پھر دوبارہ انڈیا ضلع انبالہ تشریف لے گئے اور پھر نئے سرے سے اپنے پرانے گھروں کو

Marfat.com

آباد کیا۔ اور دوبارہ سے اپنا کاروباری نظام زندگی سنبھالا۔ اسی دوران دونوں بہنوں کی شادیوں کی ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہوئے اور بڑے ہی اچھے انداز میں خوشحالی کے ساتھ گزر بسر کرتے رہے۔

قیام پاکستان اور ہجرت کوٹ ادو میں قیام ☆: جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو آپ اپنے والدین اور چھوٹے بھائی جناب صوفی نور محمد صابری اور دیگر اہل خانہ کے ہمراہ موضع بیال ضلع انبالہ سے ہجرت کر کے کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کے علاقے پاکستان تشریف لے آئے۔ اور کوٹ ادو کے مہاجرین کے کیمپ میں قیام پذیر ہوئے۔ چونکہ آپ ۱۹۳۶ء کے زمانے میں اپنے ماموں کے ساتھ جہلم میں قیام فرما چکے تھے۔ اس لئے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں آپ کی عظمت آشکار تھی۔ جہلم کے ایک معزز کاروباری شخص شیخ کمال الدین کو جب آپ کے گھرانے کی ہجرت اور کوٹ ادو میں قیام کا علم ہوا تو وہ جہلم سے خود چل کر کوٹ ادو گئے اور آپ کو دوبارہ جہلم شہر باغ محلہ میں لے آئے۔

جہلم آ کر آپ ایک ٹرانسپورٹ کمپنی کے دفتر میں ملازم ہو گئے۔ آپ کی دیانت و امانت اور صاف ستھری گفتگو سے کمپنی کے مالک مرزا مظہر الحق پر بہت اچھے تاثرات مرتب ہوئے وہ دل و جان سے آپ کا احترام اور آپ کی ذات پر ہر معاملے میں مکمل اعتماد کرتے تھے۔

بلدیاتی انتخاب اور سیاسی زندگی ☆: چونکہ آپ کی نیک نامی اور ذاتی صلاحیت پورے جہلم شہر میں مسلم تھی اور آپ ہمہ صفت موصوف تھے۔ بلدیاتی انتخاب کا عمل شروع ہوا تو تمام برادری اور اہل محلہ اور معززین نے اس اہم کام اور علاقہ کے مسائل کے حل کیلئے آپ کو بلدیاتی انتخاب میں امیدوار نامزد کیا اور آپ نے بہت اچھی کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح آپ تین مرتبہ یکے بعد دیگرے بلدیاتی انتخابات میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کے الیکشن کے موقع پر آپ کی ذات پر اس وقت بہت بڑا امتحان آیا کہ جب ایک شخص ایوب خان کی حمایت کے لئے آپ کے پاس ساری رات مختلف حیلوں بہانوں اور سیاسی داؤ پیچوں حتیٰ کے آخری حربے کے طور پر ایک بہت بڑی رقم کی آپ کو پیشکش کر کے آپ کے ضمیر کو خریدنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس عمل میں آپ کے قریبی عزیز رشتہ دار، اور آپ کے شہر کے معززین بھی شریک تھے۔ جس کی بنا پر اہل محلہ اور آپ کے مخلص ووٹرز پریشان

Marfat.com

تھے۔ کہ آج فقیر کی قلعی کھل جائے گی۔ یہاں تک کے طرح طرح کی رشتہ داریاں آپ کے راستے کی رکاوٹ بن چکی تھیں۔ مگر آپ نے حق کا ساتھ نہ چھوڑا۔ فاطمہ جناح کے نام پر ووٹ عوام سے لے کر کامیابی حاصل کی تھی اور اپنا ووٹ اُسی طرح ایوب خان کی بجائے فاطمہ جناحؒ کے حق میں استعمال کیا۔ اور کھلم کھلا اعلان کر کے دنیا والوں کو بتایا کہ حق والوں کا ساتھ اس طرح دیا جاتا ہے۔

اہل خانہ واولاد وامجاد☆: آپ کی دو بہنیں اور آپ دو بھائی تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی کا نام نامی اسم گرامی صوفی نور محمد چشتی صابریؔ تھا۔ جو کہ حضرت پیر صوفی فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ دربار شریف واقع چاہ بوہڑ والا ملتان چھاؤنی کے مرید تھے۔

نوٹ☆: پیر طریقت صوفی فقیر محمد چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ آپ کے پیر بھائی تھے۔ اس لئے کہ وہ بھی حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابریؔ گنگوہی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ پیر طریقت صوفی محمد صدیق سائر صابریؔ دربار شریف واقع منڈی کالیکی ضلع حافظ آباد کے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت صوفی فرزند علی صابریؔ جب کبھی عرس یا میلاد شریف کی محافل میں تشریف لے جاتے تو اپنے بھائی صوفی نور محمد چشتی صابریؔ کے صاحبزادے جناب محمد احسان صابریؔ کو ہمراہ لے کر جاتے۔ جناب محمد احسان صابریؔ ہمہ صفت موصوف اور شبیہ حضرت صوفی فرزند علی صابری رحمتہ اللہ علیہ ہیں جو کہ نہایت ہی وضع دار، بااخلاق و بامروت شخصیت کے مالک اور ہمشکل صوفی صاحب ہونے کی وجہ سے ہمہ صفت موصوف اور پیکر اخلاص و محبت ہیں۔ کسی بھی محفل میں اگر فقیر راقم الحروف پر نظر پڑ جائے تو دوڑے ہوئے آتے ہیں اور اپنے ساتھیوں میں پوری عقیدت و محبت سے تعارف کراتے ہیں کہ یہ ہمارے والدین کے استاد محترم کے صاحبزادے ہیں۔ آج کل جہلم شہر میں اپنا ہوٹل چلا رہے ہیں۔ بہت ہی اخلاق و محبت والے شخص ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں بڑے بیٹے صوفی محمد الیاس صابریؔ اور چھوٹے بیٹے محمد دلشاد صابریؔ ہیں۔ اول الذکر آپ کے مرید و خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے بڑی یاد اللہ ہے اور انتہا درجہ کی محبت و شفقت کرتے ہیں۔ فقیر کی دعوت پر سالانہ عرس قبلہ والد گرامی ''عرس فیض عالم و بڑی گیارہویں شریف'' میں ایک مرتبہ تشریف لائے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی متعدد بار راولپنڈی اسلام آباد کے روحانی مذہبی اجتماعات اور اعراس میں آپ سے شرف نیاز حاصل رہا ہے۔

Marfat.com

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں معروف صوفی بزرگ اور شیخ کامل حضرت صوفی محمد صدیق چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد از تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا ہے۔

نوٹ ☆: آپ کے پیرومرشد حضرت صوفی محمد صدیق چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ جن کا دربار کالے کی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح گنگوہی چشتی صابرؔی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت صوفی محمد حسین مرادآبادی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت حافظ علی حسین کے وہ مرید وخلیفہ حضرت فقیر شاہ کے وہ مرید وخلیفہ حضرت حافظ شاہ محمود کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ غلام حسین کے وہ مرید وخلیفہ حضرت عبدالرحمٰن کے وہ مرید وخلیفہ ملا فقیر اخوند عبدالکریم کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری چشتی صابرؔی علیہم الرحمۃ کے وہ مرید وخلیفہ قطب زماں حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کے ہیں۔

سیرت وکردار ☆: آپ کی پوری زندگی میں نماز پنجگانہ کبھی قضا نہیں ہوئی نہ ہی کبھی نوافل کے اہتمام میں کسر چھوڑی۔ آپ عبادت وریاضت میں یکتا اور مجاہدہ وسلوک میں بلند مقام رکھتے تھے۔ تمام زندگی اپنے مرشد اور خواجگان کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے رہے۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت اور ظاہر داری بناوٹ اور منافقت سے پاک اور متوکل شخصیت کے حامل تھے۔ لالچ حرص طمع کو اپنے نزدیک بھٹکنے نہیں دیا۔

اگرچہ آپ کی آمدنی بہت قلیل تھی اگر یوں کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا کہ آمدن بالکل تھی ہی نہیں مگر اس کے باوجود کبھی کسی دنیادار کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا نہ ہی کسی کی جیب پر نظر رکھی۔ بلکہ اپنے مالک کریم کے بھروسے پر زندگی گزارتے رہے۔ غربت وافلاس نے اور بیماریوں نے اگرچہ آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اپنے بچوں کو نہ ہی اعلیٰ تعلیم دلوا سکے نہ ہی ان کی خواہشات کو کبھی پورا کیا۔ مگر آنے والے مہمان کی خدمت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے اور ہر قسم کی تواضع سے نوازتے تھے۔

Marfat.com

دستر خوان آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ ہر جمعرات کو ختم خواجگان اور ماہانہ گیارہویں شریف اور حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کا سالانہ عرس مبارک بڑے ہی اہتمام وعقیدت اور خلوص ومحبت سے مناتے تھے۔ دور سے مشائخ کو عرس کی دعوت دیتے۔ مشہور ومعروف قوالوں کو بلا کر سماع کراتے۔ محفل میلاد شریف میں نعت خوانوں کی دلجوئی فرماتے۔ اس کے علاوہ زندگی بھر آپ کا یہ معمول مستقل رہا کہ جن مشائخ وصوفیاء کے ساتھ آپ کے ذاتی مراسم تھے ان کے ہاں منعقد ہونے والے عرسوں میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ جسم پر صابری رنگ کا کرتہ اور سر پر صابری رنگ کی ٹوپی ہمہ وقت رکھتے تھے۔ لمبی لمبی سیاہ سفید زلفیں آپ کے شانو کے دونوں طرف بکھری ہوئیں حسن میں نکھار پیدا کرتی تھیں۔

اپنے پیر خانے کالیکی منڈی ہر سال اپنے مرشد کامل کے عرس مبارک میں خصوصی طور پر اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔ حالت یہ تھی کہ کالیکی منڈی جب تک آپ نہ پہنچتے۔ اس وقت تک عرس میں موجود تمام مشائخ وصوفیا حتیٰ کہ آپ کے تمام پیر بھائی خلفائے کرام کی نظریں خانقاہ کے دروازے پر لگی رہتیں۔ بس آپ کے پہنچنے کی دیر ہوتی تھی کہ عرس مبارک کی محفل میں رونق وبہار آ جاتی اور ہر چہرے پر مسرت وشادمانی کے آثار نمایاں نظر آنے لگتے تھے۔ آپ ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے اور پوری زندگی خواجگان چشت اہل بہشت کی طریقت پر عمل اور اس کی پاسداری فرماتے رہے۔ اپنے سے بڑوں کی عزت وتعظیم اور چھوٹوں پر شفقت ومحبت آپ کا وطیرہ تھا۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھایا آنے والے کی بات پوری توجہ سے سماعت فرما کر اس کا جواب ارشاد فرماتے اور اس کے مسئلے کا حل نکالتے۔

خدا نے آپ کو اس قدر وجیہہ اور قد آور اور باوجاہت وبارعب بنایا تھا کہ بڑے سے بڑے آدمی کی بھی جلدی جلدی آپ سے بات کرنے یا آپ کی بات کو نظر انداز کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر باوجود اتنی عظمت ومرتبہ ووجاہت کے حلیمی اور عاجزی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

تمام زندگی جب تک صحت جیسی عظیم نعمت آپ کو حاصل تھی۔ نماز روزہ اور عبادت وریاضت اوراد و وظائف کے علاوہ ہر سال رمضان کے آخری عشرے دس دن کا اعتکاف فرماتے رہے۔

حج بیت اللہ شریف ☆: آپ کے وسائل اگرچہ اس قدر نہ تھے کہ حج بیت اللہ شریف کے لئے جاتے۔ مگر جب خداوند کریم نے کسی کو اپنے گھر کی زیارت ور رسول اللہ ﷺ نے کسی کو

Marfat.com

مدینہ پاک بلانا ہوتو بغیر وسائل کے بھی اس طرح بلا لیتے ہیں کہ جس طرح آپ کی ذات والا صفات کو بلایا تھا۔ آپ کا ایک عقیدت مند آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور میرا کام نہیں ہو رہا ہے آپ دعا فرمائیں کہ میرا مقصد حل ہو جائے۔ آپ نے اس مرید کو دعاؤں سے نواز کر رخصت کر دیا۔ چند روز ہی گزرے تھے کہ وہ مرید بہت ہی شاداں و فرماں حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کرنے لگا حضور مسئلہ بہت پیچیدہ تھا جو کہ آپ کی دعا سے حل ہو گیا ہے۔ اب میری دلی تمنا ہے کہ شکرانے کے طور پر آپ کو حج بیت اللہ کے لئے بھیجوں اس طرح اُس شخص نے مکمل خرچ برداشت کیا۔ اور آپ نے حج بیت اللہ بھی ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ بھی کی۔

جاتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

اور اسی قسم کا واقعہ آپ کے چھوٹے بھائی صوفی نور محمد چشتی صابریؔ مرحوم کی زندگی میں پیش آیا اور انہوں نے بھی حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ سے مالا مال ہوئے۔

نعت گوئی اور شعر و شاعری ☆: آپ جس طرح نعت سننے کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اسی طرح نعت لکھنے اور پڑھنے کا بھی بہت عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ بہت سی نعتیں آپ نے لکھیں جن کا قلمی نسخہ آپ کے صاحبزادے و جانشین محمد الیاس صابریؔ صاحب پاس محفوظ ہیں۔ جس کی زیارت ان کے سوا ابھی تک کوئی نہ کر سکا جبکہ آپ بہت پختہ کلام تحریر فرماتے تھے ملک کے بڑے بڑے شعراءِ جن میں جناب حسان پاکستان محمد اعظم چشتی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اور شاعر ملت صابریہ اور مشرب صابریہ کے عظیم ترجمان جناب محمد امیر صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ جناب عبدالرحمٰن صابریؔ حاجی فضل داد صاحب جیسے شعرا اور نعت گو حضرات آپ کو اور آپ کے لکھے ہوئے کلام کو قدر کی نعمت سے دیکھتے تھے۔ جس کا بین الثبوت یہ ہے کہ یہ تمام حضرات گاہے گاہے آپ کے پاس جہلم تشریف لاتے اور آپ کے ہاں عرس کے موقع پر خصوصی طور پر تشریف لا کر کلام پیش کرتے تھے۔

ہم عصر مشائخ سے تعلق و رابطہ ☆: راولپنڈی کی مشہور و علمی و روحانی شخصیت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ حافظیہ خاموشیہ کے عظیم ترجمان حضرت قمر المشائخ قطب دوراں الحاج حافظ پیر قمر الدین چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار پُر انوار راقم الحروف کے مدرسے کے

Marfat.com

سامنے موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ہے۔ ان کے علاوہ حضرت قمر المشائخ کے خلیفہ صوفی نجم الدین صابری مرحوم ستلنہ مندر لاہور حضرت شیخ محمد شریف صابری شیخوپورہ حضرت شیخ کلن صابری، صوفی عبدالرشید صابری، سرفراز بھٹی صابری صوفی غیاث الدین صابری صوفی سید فیض الحسن شاہ صابری، سرائے عالمگیر والے جن کا مزار پاکپتن شریف میں ہے۔ حضرت صوفی سید امورالحسن شاہ صابری جن کا مزار پاکپتن شریف میں ہے کہ علاوہ لاتعداد مشائخ وصوفیاء کے ساتھ آپ کے ذاتی مراسم تھے ان کے ہاں آپ خود عرسوں میں تشریف لے جاتے اور یہ تمام حضرات آپ کے ہاں کے عرسوں میں رونق محفل ہوتے تھے۔

فقیر راقم الحروف سے آپ کا تعلق ☆ : آپ راقم الحروف کے والد گرامی حضور فیض عالم شیخ القرآن حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ قبلہ والد گرامی جس زمانے میں موضع بییال ضلع انبالہ انڈیا میں امامت وخطابت اور درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ انہی دنوں آپ نے قبلہ والد گرامی سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی تقریباً یہ ۳۳۔۱۹۳۲ء کی بات ہے۔

قرآن پاک کی تعلیم کے علاوہ ضروریات دین کے بنیادی مسائل بھی آپ نے قبلہ والد گرامی سے سیکھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی جناب صوفی نور محمد چشتی صابری مرحوم بھی والد گرامی ہی شاگرد تھے۔ اسی طرح آپ حضرت صوفی فرزند علی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی حضرت صوفی پیر فقیر محمد چشتی صابری جن کا مزار حسن پروانہ قبرستان ملتان میں ہے اور صوفی غلام محمد صابری جن کا مزار پُرانوار سرگودھا میں ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے دیگر پیر بھائی حضور فیض عالم قبلہ والد گرامی علیہ الرحمۃ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد جب آپ حضرت قمر المشائخ حافظ قمرالدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہاں عرس میں تشریف لاتے تو رات کا قیام ہمیشہ سے قبلہ والد گرامی کے پاس ہی کرتے یا کبھی کبھی اپنی بیٹی کے گھر محلہ امرپورہ میں محمد یاسین قریشی جو آپ کے مرید اور سمدھی تھے ان کے ہاں قیام فرماتے۔

نوٹ ☆ : آپ کے مرید محمد یاسین قریشی صابری مرحوم فقیر راقم الحروف کے بھی بہت قریبی

Marfat.com

رشتہ دار ہیں۔ محمد یاسین قریشی مرحوم کے بھائی محمد یامین قریشی صابری جو کہ فقیر راقم الحروف کی ہمشیرہ کے سسر ہیں حضور فیض عالم قبلہ والد گرامی بھی سال میں ایک مرتبہ آپ کے ہاں منعقد ہونے والے عرس میں جہلم تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ناغہ ہوتا۔

مگر تواتر سے تشریف لے جاتے تو آپ بھی اپنے استاد کا احترام اس طرح فرماتے کہ جس طرح حق ہے۔ اسی طرح والد گرامی بھی راولپنڈی آپ کی آمد پر آپ کو ایک مشائخ اور صاحب نسبت و طریقت سمجھ کر روانگی کے وقت با قاعدہ نذر پیش فرماتے تھے جیسا کہ ہمارے خواجگان کا طریقہ ہے۔

قبلہ والد گرامی کے وصال با کمال کے بعد یہ فقیر راقم الحروف جب بھی عرس کی محفل میں یا عرس کے علاوہ بھی جہلم کبھی گیا تو آپ استاد زادہ سمجھ کر بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے اور دل کھول کر مہمان نوازی فرماتے اور با قاعدہ نذرانہ پیش فرماتے فقیر کے عذر پر فرماتے کہ آپ ہمارے استاد کے بیٹے ہیں جس طرح میں ان کو نذر پیش کرتا تھا اسی طرح آپ کا حق بنتا ہے اسے قبول کریں۔

قبلہ والد گرامی کے پہلے سالانہ عرس کی مبارک ۱۹۷۷۔۶۔۲۴ کو جب فقیر راقم الحروف کی رسم سجادگی کی دستار بندی ہوئی تو اس میں آپ بھی شامل تھے۔

مزار شریف حضرت سلیمان پارس کے دربار کے احاطہ میں دریائے جہلم کے کنارے جہلم شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ گیارہ مئی ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۲ھ کو ہوا۔

Marfat.com

ردیف ق

حضرت مخدوم شیخ قطب الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مخدوم الاولیاء، شیخ الاصفیاء، امام الاولیاء، پیکر اخلاص و وفا، حضرت مخدوم شیخ قطب الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اس طائفہ صوفیاء کے محبین اور محبوبین میں ہوتا ہے۔ آپ شان کریم و عظیم، طبع کریم، لطف عمیم اور حالت مستقیم کے مالک تھے۔ آپ بڑے عبادت گزار اور مرد مجاہد تھے اور سلوک کی تمام منازل طے کر کے مسلک تجرید میں گامزن ہو کر آپ نے حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا اور مختلف شہروں کی سیر کرتے ہوئے متعدد مشائخ وقت کی صحبت سے مشرف ہوتے ہوئے واپس وطن تشریف لا کر تربیت مریدین میں مصروف مشغول ہو گئے۔

آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت شیخ پیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے زیر سایہ منازل سلوک طے کر خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے اور درجہ کمال کو پہنچے۔ مشہور صوفی بزرگ جناب شیخ معروف مجذوب جو قصبہ ہانی کے رہنے والے تھے آپ کے مرید خاص تھے۔

حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں حاضری ☆: آپ آخری مرتبہ جب کلیر شریف گئے تو آپ نے کلیر شریف میں حضرت مخدو سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر فتوح سے اکتساب فیض کیا۔ اس دوران ایک دن حضرت مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا۔ کہ اب تمہارا اجل کا وقت قریب آ گیا ہے لہٰذا اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔ اور اپنی ہڈیوں کو اپنے اجداد کے پہلو میں رکھو آپ نے عرض کیا کہ حضور میرے آباؤ اجداد کی عمریں تو بہت دراز تھیں۔
مجھ سے کیا غلطی ہو گئی کہ پچاس ساٹھ سال کی عمر میں جا رہا ہوں۔ حضرت مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنی عمر کے بیس سال رحمت خان کو دیئے ہیں۔ لہٰذا جاؤ اپنے مشائخ کی امانت کو امانت داروں کے سپرد کر کے فراغت حاصل کرو۔ امانت دار سے مراد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ حمید الدین ہیں۔

Marfat.com

اپنی عمر کے بیس سال رحمت خان کو دینے کا واقعہ☆ : رحمت خان جو بادشاہ جلال الدین اکبر کا مقرب خاص تھا اور آپ کا مرید بھی تھا۔ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا۔ آپ اس کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ وہ سخت پریشان اور تکلیف میں مبتلا تھا۔ آپ کو اس کی حالت دیکھ کر بہت رحم آیا اور زبان ترجمان سے فرمایا کہ میں نے اپنی عمر میں سے بیس سال رحمت خان کو دیئے۔ اور بارگاہ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

رب کریم نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور رحمت خان بالکل شفایاب ہو گیا۔ حضرت شیخ قطب الدین اس بات کو بھول چکے تھے۔ جب حضرت مخدوم پاک نے آپ کو یاد دلائی تو آپ نے حضرت مخدوم سے عرض کیا حضور اب میری عمر میں کتنے دن باقی ہیں۔ تو حضرت مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا کہ صرف تین ماہ باقی ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت شیخ قطب الدین فوراً گھر پہنچے اور خرقۂ خلافت اور امانت مشائخ چشت اہل بہشت اپنے فرزند ارجمند شیخ حمید الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سپرد کی اور تین ماہ کے بعد بفرمان حضرت مخدوم پاک آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔

وصال باکمال☆ : آپ کے وصال باکمال کے سن اور تاریخ کے بارے میں اہل فن اور مورخین خاموش ہیں بہرحال آپ کا مزار پُر انوار ردولی شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ اغلب خیال ہے کہ آپ کا وصال دسویں صدی ہجری میں ہوا۔

حضرت میاں قدرت اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆ : صوفی لامکانی، عارف ربانی، فخر سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت میاں صوفی قدرت اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۰ موضع خضر آباد نزد مانکپور شریف تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ انڈیا میں حضرت صوفی فقیر اللہ بن صوفی نجیب اللہ کے گھر ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد زمینداری کے شعبہ سے منسلک تھے آپ بھی ابتداً اس شعبہ سے منسلک ہے۔ آپ کو بچپن سے ہی اولیائے کاملین سے محبت و رغبت تھی اولیائے کاملین کے عرسوں میں شرکت کے لئے

Marfat.com

مختلف درباروں بالخصوص اپنے قریبی موضع مانکپور شریف میں حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بطور خاص شرکت فرماتے تھے۔اسی دوران آپ کی ملاقات حضرت پیر سائیں غلام قادر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سے ہوگئی جوں جوں وقت گزرتا گیا پیار بڑھتا رہا بالآخر آپ ان کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور عرصہ چھ سات برس تک اپنے مرشد کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے مرشد کامل نے آپ کو سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرما دیا۔

تقسیم ہند کے موقع پر آپ انبالہ سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے اور لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد گوجرخان ضلع راولپنڈی میں قیام پذیر ہو کر سلسلہ رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے جہاں آپ کے بیشمار مرید اور عقیدت مند آج بھی موجود ہیں۔آپ نے پورے پنجاب میں تبلیغی دورے کئے لوگوں کے دلوں میں محبت کے دیپ روشن کئے۔قیام گوجرخان کے زمانہ میں آپ اکثر راولپنڈی شہر میں قمر المشائخ الحاج حضرت حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے گھر تشریف لاتے تھے۔ آپ عشق و محبت اور شریعت و طریقت کے عنوان پر اپنے مریدوں کو درس دیا کرتے تھے۔محفل سماع میں حضرت جامی، حافظ شیرازی، سعدی، میراں بھیکھ، شاہ خاموش اور دیگر عارفین کے کلام کو ذوق وشوق سے سنتے تھے۔

اوکاڑہ میں قائم مدرسہ چشتیہ اور خانقاہ شریف بنانے کا حکم آپ نے ہی اپنے چہیتے اور منظور نظر مرید خلیفہ حضرت صوفی منظور احمد کو دیا تھا اور اس کی بنیاد آپ نے ہی رکھی تھی جبکہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں اس کی نگرانی حضرت منظور المشائخ فرماتے رہے۔الحمد اللہ وہ مدرسہ مسجد و خانقاہ موجود سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ سعید احمد صابری کی قیادت میں دن بدن ترقی کی منزلوں پر گامزن ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفاء میں حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری اوکاڑہ حاجی غلام حیدر آف راولپنڈی صوفی عزیز الدین بابا غلام سرور ملتانی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔جن میں حضرت بابا غلام سرور ملتانی اور حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد کا سلسلہ فیضان خوب جاری ہوا جس سے ہر طرف حضرت مخدوم صابر کلیری کے نام مبارک کی دھوم مچی ہوئی ہے۔

Marfat.com

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۶-۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کی درمیانی رات بمطابق ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ محلہ غازی آباد نزد دیپالپور چوک اوکاڑہ شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ آپ کے بعد حضرت منظور المشائخ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد جناب حضرت صاحبزادہ سعید احمد صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے جو بڑے ہی احسن انداز میں آپ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

منقبت (ازقلم......خلیفہ محمد الیاس صابری)

حضرت میاں قدرت اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

منبع رشد و ہدایت قدرت اللہ شاہ ولی
وارث فیض رسالت قدرت اللہ شاہ ولی
باعث فیضان حق ہے تیرا ذکر دل نشین
موجب اوج ولایت قدرت اللہ شاہ وَلی
تیرے در پر قدسیاں ہیں در قطار اندر قطار
پَر تو شمع رسالت قدرت اللہ شاہ ولی
خواجہ صابرؒ کے صدقے مجھ پر ہو نظر کرم
مخزن جودو عنایت قدرت اللہ شاہ ولی
گلدستہ بحر عقیدت الیاس ہے عاجز رقم
حاضر منظور خدمت قدرت اللہ شاہ ولی

Marfat.com

منقبت در شان حضرت قمر المشائخ

مرد قلندر پارسا قمر المشائخ صابریؔ
کردار و سیرت بے گماں قمر المشائخ صابریؔ

عالم فقیہ و زاہد و متقی و نیک نام
ہو راہنمائے کاملاں قمر المشائخ صابریؔ

مظہر نوری کہ ہو تم جانشین بالیقین
ذات مظہر کے ہیں پر تو قمر المشائخ صابریؔ

سلسلہ صابری کا کہتا ہے ہر اک فقیر
مخدوم صابر کے ہیں مظہر قمر المشائخ صابری

عارفوں کے پیشوا ہو عاشقوں کے رہنما
موج بحر عاشقاں قمر المشائخ صابریؔ

دین و دنیا میں رہیں گے خوش و خرم شاد و کام
کہلاتے ہیں جو بھی گدائے قمر المشائخ صابریؔ

آج لے ان کی پناہ کل یہ پوچھیں گے وہاں
مقصود کو دیں گے اماں قمر المشائخ صابریؔ

از قلم صاحبزادہ مقصود احمد صابری

Marfat.com

منقبت (ازقلم......طارق سلطانپوری)

حضرت الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

سکونِ قلب بات .آرامِ جاں قمرالمشائخ کی
تعالیٰ اللہ تاثیر زباں قمرالمشائخ کی
زمانے پر فضیلت ہے عیاں قمرالمشائخ کی
کہ شخصیت تھی معمولی کہاں قمرالمشائخ کی
زمانے میں ہے چرچا ان کے اوصافِ حمیدہ کا
ملیں گی کم کسی کو خوبیاں قمرالمشائخ کی
نظر تھی آگہی افروز اُس حق کیش بندے کی
گُہر افشانِ عرفاں تھی زبان قمرالمشائخ کی
دِلوں کے دُور اندھیرے کیے جہد مسلسل سے
ضیا بخشی ہے مشہور جہاں قمرالمشائخ کی
فروغِ فقر و عشق حق تھا مقصودِ حیات اُن کا
گئی کوشش نہ کوئی رائیگاں قمرالمشائخ کی
حیاتِ جاوداں بے شک ہے مرگ اللہ والوں کی
ہے قائم اب بھی بزمِ حق نشان قمرالمشائخ کی
مقامِ فیض ہے وہ سرزمیں لاریب دُنیا میں
بنی ہے تُربتِ انور جہاں قمرالمشائخ کی
محبانِ خدا و مصطفیٰ کا ذکر ہے دائم
رہے گی دُھوم زیرِ آسماں قمرالمشائخ کی
کیا اظہار طارق نے فقط اپنی عقیدت کا
مکمل کب کہی ہے داستاں قمرالمشائخ کی

Marfat.com

حضرت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: قبلۂ طالبان، محدث وجد و پیمان، مدرس مسائل عشق و عرفان، ماہتاب طریقت آفتاب شریعت عالم باعمل مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری رحمۃ اللہ علیہ ۳۰ رمضان المبارک یکم شوال کی درمیانی رات بعد نماز مغرب ۱۶ جون ۱۹۲۰ کو محلہ پیٹرا مل میرٹھ شہر یوپی انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب لوگ عید کا چاند دیکھ رہے تھے تو میں اپنے بطن سے پیدا ہونے والے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ نے رمضان المبارک کے پورے تیس روزے رکھے۔ ایک کا بھی ناغہ نہ کیا۔ شوال کا چاند دیکھنے کی نسبت سے ہی آپ کا نام نامی اسم گرامی قمر الدین رکھا گیا تھا اور بلاشبہ آپ چاند ہی تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی عبدالمجید تھا۔ جو ٹھکیداری کرتے تھے۔ اور میرٹھ ہی کے رہنے والے اور حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔

آپ نے قرآن مجید چھوٹی عمر میں ہی حفظ کر لیا تھا۔ اور دینی کتب کی تعلیم اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ نے میٹرک تک دنیاوی تعلیم بھی میرٹھ شہر میں ہی حاصل کی۔ آپ بچپن سے ہی صوفیانہ زندگی گذارنے کے عادی تھے۔ گھریلو ماحول اور بہترین اچھے قابل اساتذہ کی نگرانی میں علم حاصل کرنے والا یہ ہونہار جو ایک سادہ زندگی گذار رہا تھا۔ کسی کو کیا خبر تھی کہ آج ہمارے مکتب میں بیٹھنے والا یہ قمر آنے والے وقتوں میں قمر المشائخ بنے گا اور لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں بس کر اپنے پاس آنے والوں کی تقدیر بدل دے گا۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ بناوٹ اور ظاہر داری سے نفرت کرتے تھے۔ اپنے زمانہ کے احباب طریقت میں ممتاز اور یکتا تھے۔ تمام شیوخ آپ کا نہ صرف احترام فرماتے تھے۔ بلکہ طریقت کے بعض معاملات میں آپ سے راہنمائی بھی حاصل کرتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی کبھی بھی کسی حال میں نماز نہ چھوڑی پابندی نماز، روزہ احکام شریعت و طریقت آپ کا ورثہ ہے۔ اکثر مریدین سے شریعت و طریقت کے معاملہ میں سستی پر سختی سے باز پرس فرماتے تھے۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل اور عملی نمونہ تھے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ کے پاس آنے والے علماء صوفیاء مشائخ یا مریدین میں سے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ناراض ہو جاتا تو آپ بذات خود

Marfat.com

تلاش کر کے اسے راضی کرتے اور اس بات کو اپنی توہین نہ تصور کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید احکام خداوندی اور شریعت و طریقت کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتا اس سے آپ اس انداز سے سختی فرماتے کہ وہ خود بخود اپنی خامیوں کو دور کرتا اور آپ کے پاس آ کر نادم ہوتا اور معذرت کرتا۔

دنیا گواہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے سے دور رہنے والے دنیا کے کاموں میں مشغول اور معاشرتی برائیوں کا شکار اور عریانی فحاشی کے دلدادہ مکار عیاش و بدمعاش کتنے افراد جن کا شمار گنتی میں نہیں کیا جا سکتا۔ وہ صرف اور صرف آپ کی نظر عنایت ولایت اور شفقت و محبت سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار ہیں۔ ایسے لاتعداد لوگ جو کسی صوفی عالم یا درویش کو دیکھ کر مذاق بناتے تھے۔ آپ کی نظر کیمیاء سے وہ بذات خود صوفی اور درویش بلکہ ان میں سے بہت سے افراد مخلوق خدا کو ہدایت دینے پر مامور ہیں اور جن کی راتیں شراب و کباب کی محفلوں میں گذرتی تھیں اور پوری پوری رات سینما گھروں کلبوں میں دل بہلانے والے اکثر افراد ایسے ہیں۔ جو آپ کی تھوڑی سی توجہ کے سبب آج ذاکر و شاغل بنے ہوئے ہیں۔ پانچ وقت کی نماز احکام شریعت و طریقت کی پاسداری اور شب بیداری ذکر و فکر درود و سلام ان کا معمول بن چکا ہے۔ آپ نے تمام زندگی رزق حلال کو اپنا شعار بنایا۔ ملٹری اکاؤنٹ کے دفتر میرٹھ انڈیا میں ۱۹۴۷ء سے قبل ہی آپ نے ملازمت اختیار کر لی تھی اور پاکستان تشریف لانے کے بعد بھی اسی دفتر میں پرانے ریکارڈ کے انچارج کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ اپنے وصال باکمال سے چند برس پہلے آپ نے سروس پوری کر کے پنشن حاصل کر لی تھی۔

بیعت و خلافت ☆ : آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری مظہری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ اکبر تھے۔ آپ کے پیر و مرشد نے میرٹھ میں حضرت سید خواجہ مظہر علی شاہ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع ۱۵۔۱۶ شوال کو آپ کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا اور مریدین سے فرمایا کہ آج میں نے حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ کو دستار فضیلت اپنے بزرگوں کے طریقہ پر دے دی ہے۔ اور اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد میرا خلیفہ حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ میرا قائم مقام ہوگا۔ اور میرا لڑکا عبدالمجید حضرت

Marfat.com

سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سجادہ اور متولی رہے گا۔

ہجرت ☆: ۱۹۴۷ء میں جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو لوگ جوق در جوق اسلامی مملکت کے قیام کی غرض سے پاکستان آنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ جب آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ پاکستان معرض وجود میں آچکا ہے۔ اور اب پاکستان کے لئے ہجرت کرنا ہی پڑے گی۔ تو اس وقت آپ کی طبیعت میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔ ایک طرف تو پاکستان کے حصول کے لئے آپ نے علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری کی معیت میں اس تحریک کے لئے بھرپور کام کیا تھا اور اہل سنت کے علماء اور مشائخ نے لازوال قربانیاں پیش کی تھیں اور ہجرت جو کہ سنت رسول ﷺ بھی تھی۔ اس سنت کو پورا کرنا اور عمل پیرا بھی ہونا تھا۔ دوسری طرف آپ کے دادا پیر حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے پیر و مرشد صوفی اللہ دیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار تھے۔ جو کہ آپ کے لئے سرمایۂ حیات تھے۔ جہاں پر حاضری دینے کے بعد آپ کو ایک روحانی کیف اور سُرور ملتا تھا۔ جو کہ آپ کے لئے امید گاہ مرکز تھا ان درباروں سے جدائی اور مراکز سے علیحدگی کا آپ کے دل پر بہت شاق گزرا۔

مگر پھر اپنے مُرشد قبلہ حضرت صوفی اللہ دیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یاد آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کلو شاہ تم نے پاکستان جانا ہے اور راولپنڈی میں قیام کرنا ہے۔ حضرت شاہ عبد الطیف المعروف بری امام پر حاضریاں دینی ہیں۔ اور لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار پُر انوار پر بھی حاضری دینی ہے۔ جب آپ کے ذہن میں مُرشد کامل کا فرمان آیا تو اپنے پیران عظام کے مزارات ساڑھی دروازہ میرٹھ شہر میں آخری سلام کی غرض سے تشریف لے گئے۔ جی بھر کر سلام پیش کیا۔ اور حاضری دی نبی ﷺ کی سنت اور مرشد کا فرمان سمجھ کر پاکستان کے لئے رخت سفر باندھا اور چودہ اگست رمضان المبارک کی ۲۷ ویں رات ۱۹۴۷ء کو پاکستان تشریف لائے اور راولپنڈی میں لنڈا بازار کے مقام پر پڑاؤ کیا۔

بعد ازاں کلیم میں ملنے والے مکان واقع جھنگی محلہ میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ **1973**ء میں آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد آپ نے اپنا بستر جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار کے حجرہ میں لگا لیا۔ اور بقایا تمام عمر جامع مسجد نورانی صابری کے حجرے میں ہی گزار دی اور ہزارہا متلاشیان حق کو راہ حق دکھلائی اور اپنے پیشواؤں کے طریقے پر سختی سے کاربند رہے آپ کا معمول تھا

Marfat.com

کہ ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء اپنی رہائش گاہ پر اپنے شیوخ اور پیران طریقت کے طریقے کے مطابق ختم خواجگان کراتے آندھی آئے یا طوفان عید ہو یا بقرا عید چار آدمی ہوں یا چالیس آپ کسی چیز کو خاطر میں نہ لاتے اپنے پیشواؤں کے طریقہ پر سختی سے قائم رہتے۔

راقم الحروف بھی ۷۲۔۱۹۷۱ء سے آپ کے در دولت پر باقاعدگی سے ہر جمعرات کو اس ختم میں شامل ہوتا رہا۔ راقم الحروف نے دیکھا اور دنیا گواہ ہے کہ ایسے ایسے افراد جو ایک دن بھی کسی مکتب سکول یا مدرسے میں نہیں گئے حتیٰ کہ ناظرہ قرآن بھی نہیں پڑھا۔ مگر حضور قبلہ حضرت قمرالمشائخ کے آستانہ عالیہ پر ختم خواجگان میں شامل ہونے والے ان حضرات کو پورا ختم خواجگان مکمل یاد ہو گیا۔ آج ملک کے مختلف حصوں میں وہ لوگوں کو ختم خواجگان پڑھاتے ہیں۔ اور ذکر وفکر کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں آپ کے ہاں جو شجرہ طیبہ پڑھا جاتا ہے وہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ نے فارسی میں نظم کی صورت میں لکھا ہے اور وہ شجرہ شریف پوری جماعت مل کر پڑھتی ہے جب یہ شجرہ پڑھا جاتا ہے تو محفل میں ایک عجیب کیف ومستی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جمعرات کے اس ختم کے علاوہ آپ ہر روز نماز تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے اور صبح کی نماز کی امامت خود کرانے کے بعد پانچ سپارے تلاوت کرتے اس کے بعد ناشتہ سے فارغ ہو کر ملٹری اکاؤنٹ کے دفتر اپنی ملازمت پر تشریف لے جاتے۔ اور چاشت کی نماز دفتر میں ادا فرما کر پھر پانچ سپارے قرآن حکیم کی تلاوت فرما کر گوشت مارکیٹ صدر میں تشریف لے جاتے۔ چونکہ آپ کے دفتر میں آپ کے کمرے کے باہر لاتعداد بلیاں بلے اور کتے بیٹھے رہتے تھے۔ آپ اُن کے لئے اس مارکیٹ سے اپنے ایک مرید شیخ اقبال جو کہ چھوٹے گوشت کی دوکان کرتے تھے۔ ان سے اُن جانوروں کے لئے خوراک لے جاتے۔ آپ جب دفتر پہنچتے تو دفتر کے تمام احباب اس منظر کو دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے کہ تمام بلے اور بلیاں آپ کا استقبال کرتے اور دوڑتے ہوئے آپ کے کمرے کی جانب چلے جاتے اور تمام کے تمام آرام سے بیٹھ جاتے۔ آپ اپنے تھیلے سے اُن کی خوراک نکالتے۔ سب سے پہلے ہر بلے اور ہر بلی کے سامنے اخبار یا کاغذ کا ٹکڑا رکھتے اس پر اس کے حصے کی خوراک رکھ دیتے اس طرح تمام بلے بلیاں بغیر کسی لڑائی جھگڑا کے بڑے اطمینان سے اپنی اپنی خوراک کھا کر اپنی اپنی جگہ پر چلے جاتے۔ دفتر سے واپسی پر پھر حسب سابق اپنی دونوں مساجد میں اپنے فرائض سرانجام دیتے۔

اس طرح حضور قمرالمشائخ الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی باصفا حضرت قبلہ

Marfat.com

صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد تمام زندگی اپنے پیران عظام کے عرسوں میں پابندی وقت کے ساتھ اپنے شیوخ کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے عمل پیرا رہے آپ کا زندگی کا معمول رہا ہے کہ ۱۳۔۱۲ ربیع الاول شریف کو حضرت خواجۂ خواجگان بادشاہ دو جہاوالی کلئیر منبع سر نبوت حضرت خواجہ سیّد مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلئیری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اپنی رہائش گاہ واقع جھنگی محلہ میں مناتے۔اسی طرح ۹ رجب کو عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس منعقد کرتے۔ ۱۶ رمضان المبارک کو صوفی لا مکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس ختم شریف مسجد خواجگان صرافہ بازار میں کراتے۔ ۱۶۔۱۵ شوال کو مظہر اولیاء امام العارفین حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس کراتے۔

عارف باللہ فنافی اللہ اور فنافی المرشد حضرت خواجہ سید معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس مبارک ۴ ذوالقعدہ کو کراتے۔اسی طرح ۳ ذوالحج کو اپنے پیرو مُرشد صوفی باصفا حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ ختم شریف کراتے۔آپ کا معمول زندگی تھا کہ آپ ہر عرس کی دعوت بذات خود شہر کے صوفیاء علماء اور اپنے دوست واحباب وعقیدتمندان اور مریدین کو دیا کرتے تھے۔اور آنے والے مہمانوں کی خوب خاطر و تواضع کرتے۔بڑے اخلاق سے پیش آتے محفل سماع تمام رات خواجگان چشتیہ کے طریقہ کے مطابق سنتے۔دوروزہ عرس کے موقع پر اگلے روز صُبح محفل سماع شروع اور دوپہر تک جاری رہتی۔خواجگان چشتیہ کے طریقہ کے مطابق محفل سماع کے بعد محفل رنگ پر اختتام پذیر ہوتی۔آپ کا معمول زندگی تھا کہ اپنے پیران عظام کا عُرس خود کرواتے اور اس کے علاوہ شہر اور چھاؤنی کے علاقہ میں جو صوفیاء اپنے پیران عظام کے عُرس میں شرکت کے لیے دعوت دیتے تھے۔آپ اس میں اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے تھے۔

ایک عہد یا حسن انتخاب ☆: فقیر راقم الحروف اپنے دینی ادارے جامعہ اسلامیہ فیض القرآن گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں مورخہ ۹۸۔۲۔۷ دن گیارہ بجے اپنے دفتری کام میں مصروف تھا کہ اچانک خلیفہ محمد صابر چشتی صابری ادارے میں تشریف لائے بعد از حال وا

Marfat.com

حوال تشریف آوری کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ آج مجھے حضور قمر المشائخ حافظ صاحب نے حکم دے کر بھیجا ہے کہ مولانا مقصود احمد صابری کے پاس جائیں اور انہیں ۱۵۔۱۶ شوال ۹۸۔۲۔۴ کو مظہر الاولیاء حضرت قبلہ پیر سید مظہر علی شاہ صاحب کے عرس کی دعوت بھی دے کر آئیں اور یہ بھی کہیں کہ ۱۵ شوال کو حضور سید مظہر علی شاہ صاحب کے عرس کے موقع پر بعد نماز مغرب تقریر بھی کرنی ہے راقم الحروف نے خلیفہ صابر صاحب سے کہا کہ بندہ ہر سال بغیر کسی اطلاع کے تمام عُرسوں میں حاضری دیتا رہتا ہے۔ اس مرتبہ خصوصیت کے ساتھ اطلاع کیوں دی جارہی ہے۔ تو فرمایا مجھے کچھ معلوم نہیں بس اتنا پتہ ہے کہ قبلہ حافظ صاحب نے مجھے زور دے کر زبردستی بھیجا کہ ضرور جاؤ بلکہ ابھی جاؤ اور عُرس کی دعوت دے کر آؤ۔

فقیر راقم الحروف اپنے معمول سے ہٹ کر عصر کی نماز کے بعد اور مغرب سے پہلے جب آستانہ عالیہ پر محلہ جھنگی پہنچا تو باہر کھڑے ہوئے آپ کے خلیفہ حافظ محمد حسن اور دوسرے خلیفہ شیخ زاہد سلیم اور جناب محمد حنیف چشتی صابری جو کہ خواجہ نگر حسن ابدال والوں کے مرید ہیں نے کہا کہ حضرت آپ آگئے ہیں۔ آج کا عرس تو آپ کے نام ہے راقم نے عرض کیا بھئی خیریت تو ہے کہنے لگے کہ قبلہ حضور حافظ صاحبؒ آپ کے بارے میں بار بار پوچھ چکے ہیں۔ لہٰذا جلدی چلے جائیں اور ملاقات کریں۔

راقم نے اندر جاکر سلام عرض کیا ملاقات کے بعد مجھے پھر حکم ملا کہ آج آپ نے تقریر ضرور کرنی ہے۔

بعد نماز مغرب سلسلہ نعت خوانی ختم ہوا اس کے بعد آپ نے حافظ افتخار احمد صاحب کو حکم دیا کہ مولانا مقصود احمد صابری سے تقریر کروائیں۔ چنانچہ راقم الحروف کو جو کچھ آتا تھا عرض کر دیا۔ مگر ایک بات خصوصیت کے ساتھ یہ ضرور دیکھی ہے کہ اس عُرس میں عجیب قسم کی رونق اور بہار تھی ایک عجیب کیف و مستی کا عالم تھا۔ راقم الحروف کی تقریر کے بعد ممتاز صوفی بزرگ جناب صوفی عبدالحمید وارثی ڈھیری حسن آباد والوں نے تقریر کی۔ سلسلہ تقاریر کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوا اس کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ بعد ازاں تمام رات محفل سماع رہی۔ راقم الحروف ۲ بجے رات اپنے دارالعلوم واپس پہنچا۔

اگلے روز ۱۶ شوال کو صبح ۱۰ بجے کے قریب دوبارہ راقم آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ محفل رنگ جاری تھی۔ دوپہر ایک بجے کے قریب رنگ پڑھا گیا۔ دعا کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ بعد ازاں راقم الحروف حضرت قبلہ قمر المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کچھ دیر بعد آپ کے پاس چونکہ مریدین بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے سب سے علیحدگی میں سلسلہ عالیہ کے بارے میں گفتگو فرمائی اور مدرسہ کے بارے میں دریافت فرمایا

Marfat.com

کہ کیسا انتظام چل رہا ہے۔ کتنے طلباء ہیں۔ فقیر نے عرض کیا حضور جب سے مدرسہ بنا ہے شروع زمانے میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ مگر دوبارہ کبھی قدم رنجہ نہیں فرمایا چونکہ آپ آج کل بیمار بھی ہیں۔ زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔ برائے خیر و برکت ایک مرتبہ میرے مدرسے میں ضرور تشریف لائیں۔ میں آپ کے لئے گاڑی کا انتظام کرلوں گا۔ آپ کو آرام سے لے بھی جاؤں گا اور واپس بھی لے آؤں گا۔ اور یہ میرا وعدہ ہے کہ آپ کو پانچ منٹ سے زیادہ ٹھہرنے کی زحمت نہیں دونگا آپ نے ارشاد فرمایا میاں یہ تو ٹھیک ہے۔ آپ گاڑی بھی لے آئیں گے میں چلا بھی جاؤنگا مگر واپس آنے کے بعد میری تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے کہ بوجہ کمزوری میں سفر نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میری دلی خواہش تھی کہ آپ ایک مرتبہ ضرور تشریف لے چلیں تو آپ نے فوراً فرمایا کہ میاں صاحبزادے ہم آپ کے ہاں آئیں گے اور ایک ہی دفعہ آئیں گے اور زندگی بھر آپ کے پاس رہیں گے۔ بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ راقم الحروف سمجھ گیا کہ قبلہ حافظ صاحب مستقل ہی تشریف لانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کبھی بھی اصرار نہیں کیا۔ عُرس کے چند روز بعد راقم نے آپ کے خلیفہ محمد صابر سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اچھی بات ہے۔ مگر ابھی کسی سے بات نہ کریں۔ پہلے میں خود حافظ صاحب سے پوچھ لوں۔

اگلے برس ۳ فروری ۱۹۹۹ء کو ۱۵۔۱۶ شوال کے عُرس کے بعد خلیفہ محمد صابر راقم الحروف کے مدرسے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب حضرت قمر المشائخ کے آستانہ عالیہ کے لئے جگہ کی ضرورت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت قمر المشائخ کے لئے تو فقیر کا پورا مدرسہ حاضر ہے۔ جو جگہ آپ حکم کریں وہ حاضر ہے۔ یہ سن کر خلیفہ محمد صابر نے فرمایا کہ آپ کی پیش کش کا شکریہ۔ مگر ہمارا مقصد الگ جگہ لینے کا ہے۔ فقیر نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ جلد ہی کوئی پلاٹ دیکھ لیں گے۔ ابھی اس بات کو چند روز ہی گذرے تھے کہ خلیفہ محمد صابر اور حضرت قمر المشائخ کے صاحبزادے حافظ بدر الدین صاحب فقیر کے ادارے میں پہلی مرتبہ تشریف لائے تھے۔ راقم الحروف نے دوبارہ پیشکش کی تو حافظ صاحب فرمانے لگے ہم آپ کے مدرسے کی رونق ختم نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ مدرسے کی رونق کو مزید چار چاند لگیں۔ ہمارے لئے الگ پلاٹ دیکھا جائے۔ فقیر نے تین چار پلاٹ دکھائے۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ جو مناسب سمجھیں بات کرلیں اور ہمیں اطلاع کر دیں۔ ہم آجائیں گے۔

آخر کار ۱۰ مارچ ۱۹۹۹ء کو اس پلاٹ کا سودا ایک لاکھ پچیس ہزار روپے میں ہو گیا جہاں آج کل حضرت قمر

Marfat.com

المشائخ کا مزار پُر انوار بنا ہوا ہے۔ ۱۰ مارچ ۱۹۹۹ء کو راقم الحروف اپنے دفتر واقع موتی پلازہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ طبیعت مچل گئی اور شام ۴ بجے گاڑی میں بیٹھ کر جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار پہنچا تو دیکھا کہ حضور قمر المشائخ آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کے خادم خالد محمود پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ علاوہ اس کے دو افراد اور بھی تھے جن کے نام فقیر کو یاد نہیں بہر حال میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اپنا نام بتایا آپ نے پہچان کر فرمایا کہ میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ چونکہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب تھی۔ ضعیفی۔ کمزوری نقاہت اور منہ میں دانت نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی بات ہر کسی کو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ چنانچہ میں بھی بات کو سمجھ نہ سکا۔ لہٰذا خالد صاحب کو بلایا اور کہا کہ بھائی آپ سنیں کہ حضور کیا فرما رہے ہیں۔ خالد صاحب کے دوبارہ پوچھنے پر حضور نے فرمایا کہ مقصود صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ جب فقیر نے خالد صاحب سے یہ بات سنی تو حضور قمر المشائخ سے عرض کیا آپ کو اس کی کیا فکر ہے۔ اللہ کریم آپ کو سلامت رکھے ابھی تو آپ کی بہت ضرورت ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے بتاؤ کیا میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ فقیر نے عرض کیا جی حضور ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ اگلے روز راقم الحروف جماعت کی تنظیم سازی کے سلسلہ میں چوک اعظم لیہ ملتان بہاولپور، اوچ شریف، ساہیوال کے دورے پر روانہ ہو گیا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۹۹ء صبح ۹ بجے گھر پہنچا ایک بجے دو پہر تک آرام کیا ۲ بجے دفتر پہنچا اور معمول کے مطابق خلیفہ محمد صابر صاحب کے گھر فون کیا اور حضرت قمر المشائخ کی خیریت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہیں۔

چنانچہ میں دفتر کے کام میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً ساڑھے تین بجے خلیفہ محمد صابر صاحب کا فون آیا اور یہ افسوسناک خبر سنائی کہ تین بج کر پچیس منٹ پر قبلہ قمر المشائخ کا انتقال ہو گیا ہے۔ لہٰذا اپنے دوست و احباب کو فون کر کے اطلاع بھی کر دیں اور قبر کی کھدائی کا انتظام بھی کریں۔ فقیر نے پوچھا کہ میاں صاحب کا جنازہ کس وقت ہوگا تو کہنے لگے کہ صبح ۹ بجے۔ راقم الحروف نے یہ افسوسناک خبر اپنے جملہ دوست و احباب کو فون پر اطلاع دی اور اس کے علاوہ ملک بھر کے قومی اخبارات اور پاکستان ٹیلی ویژن نے اس خبر کو نشر کرایا۔ اس کے بعد مدرسہ کے سامنے والے پلاٹ میں حضرت صاحب کی لحد مبارک کی کھدائی شروع کرادی۔ فقیر راقم الحروف اپنے مدرسے کے قریب صبح سے راجہ محمد ظہور اختر کونسلر راجہ غلام مرتضی صاحب، بابا شیر محمد خان مرحوم کے ہمراہ پورے اطمینان سے جنازہ اور قبر کے انتظامات میں

Marfat.com

مصروف ہو گیا۔ لالہ ملتان بھائی چن محمد ٹھیکیدار محمد ایوب اور مستری محمد محبوب وغیرہ قبر کے انتظامات میں مصروف تھے۔ اور شیخ محمد اسلم، راجہ ظہور اختر، راجہ غلام مرتضیٰ، اور دیگر حضرات میرے ساتھ مل کر جنازہ میں آنے والے مہمانوں کی خدمت کے لئے انتظامات میں مصروف تھے۔ صبح ٹھیک ۹ بجے جامع مسجد پراچہ سرکلر روڈ میں جب جنازہ پہنچا تو مخلوق خدا سے مسجد بھر گئی۔ سرکلر روڈ تھانہ محلہ وارث خان سے لے کر اسلامیہ ہائی سکول تک صفیں بنی ہوئی تھیں۔ مخلوق کا شمار نہ تھا۔ اور ہر شخص کی زبان سے جاری تھا۔

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

ہر آنکھ پرنم ہر دل غمگسار ہر شخص کے چہرے پر اداسی اور آنسو ٹپک رہے تھے۔ صفوں کا شمار نہ ہو سکا۔ راولپنڈی کی ممتاز علمی اور روحانی شخصیت استاذ العلماء حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی نظامی سلطانپوری مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور فرمایا کہ آج حافظ قمرالدین صابری کے وصال سے سلسلہء عالیہ صابریہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ قبلہ حافظ صاحب پاکستان میں سلسلہ عالیہ صابریہ کی پہچان تھے۔ آپ نے صابریہ سلسلہ کی تعلیمات کو ملک بھر میں پھیلانے میں بہت بڑا مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ پراچہ مسجد میں جنازہ کے بعد ٹھیک گیارہ بجے آپ کا جنازہ جب چکری روڈ موہڑہ چھپر پہنچا۔ تو وہاں پر موجود ہزارہا افراد جو مقامی آبادی و دیہات کے لوگ تھے۔ اتنا بڑا جنازہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جنازہ آرہا ہے۔ کہ کسی دولہا کی برات آرہی ہے مین چکری روڈ پر ایمبولینس سے جنازہ اتار کر چارپائی کاندھوں پر اٹھائی گئی تو ہر طرف مریدین حق صابر یا صابر حق فرید یا فرید کے نعرے لگا رہے تھے۔ فقیر راقم الحروف اپنے علاقہ کے دوستوں کے ہمراہ جن میں شہر سے تشریف لائے ہوئے مولانا حافظ بشیر احمد سیالوی، مولانا ڈاکٹر محمد حنیف قادری، قاضی ظہور الٰہی قادری اسلام آباد کے خطیب قاضی وزیر حسین رضوی مقامی خطیب علامہ سید ذوالفقار حسین شاہ صاحب مولانا عبدالغفور جذباتی محترمہ بینظیر بھٹو کے مشیر جناب سیّد غلام یٰسین آزاد صاحب اور اپنے برادر اکبر حافظ نور احمد قادری، قاری ظہور احمد صاحبزادہ مسعود انجم قریشی صاحبزادہ قاضی سجاد احمد بشیر گرداور محکمہ مال صاحبزادہ مشتاق احمد صابری سجادہ نشین آستانہ عالیہ ماڑی بگیال شریف کے ہمراہ جنازہ کا استقبال کے لئے آگے بڑھا ایک عجیب کیف و مستی اس جنازہ کے موقع پر دیکھی جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ اس وقت راقم الحروف نے شیخ فواد صابری صاحب جو کہ حضرت قمرالمشائخ کے محبوب ترین مرید ہیں سے کہا کہ میرے حافظ صاحب نے مجھ سے کیا

Marfat.com

ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے کہ آج میرے ادارے کو رونق بخشی اور وہ بھی ایسی کے قیامت تک یہ رونق ختم نہ ہوگی اس لئے کہ اللہ والے جہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ وہاں رونقیں لگ جاتی ہیں راقم الحروف چونکہ شہر سے اکیلا ہی چکری روڈ پر آیا تھا۔ حضور قمر المشائخ کے تشریف لانے سے شہر کے متعلقین، مریدین، عقیدت مندان چکری روڈ موہڑہ چھپر جو کہ آج کل گلستان غریب نواز کے نام سے مشہور ہو چکا ہے۔ لوگ آ رہے ہیں ایک تو میری تنہائی ختم ہوئی دوسرا یہ کہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن جامعہ مسجد اکبری صابری آباد ہو گئی ہے۔

خیر موہڑہ چھپر چکری روڈ میں نماز جنازہ دوبارہ گیارہ بجے پڑھی گئی نماز جنازہ مولانا حافظ بشیر احمد سیالوی خطیب جامع مسجد مولوی نادر دین محلہ امام باڑا نے پڑھائی۔ اس وقت مقامی آبادی کے لاتعداد لوگوں کے علاوہ علاقہ کے معروف دھیمالی راجگان کی برادری کے سرخیل جناب راجہ لال خان مرحوم کے صاحبزادے راجہ محمد ناصر اپنے دیگر احباب و برادران کے ہمراہ موجود تھے۔ گیارہ صفیں بنیں، نماز جنازہ کے بعد آپ کے چہرۂ انور کا دیدار کرایا گیا تو ہر دیکھنے والا کہتا تھا کہ آفتاب ولایت چمک رہا ہے۔

جس وقت آپ کو لحد میں اتارا گیا تو مریدین نے لاتعداد پھول آپ کے مزار کے اندر ڈال دیئے۔ جب قبر تیار ہو گئی تو تمام مریدین نے تلقین اول و آخر پڑھی۔ ختم شریف، شجرہ شریف اس وقت علاقہ کی فضا پر ایک عجیب رنگ تھا۔ پورا علاقہ روحانی طور پر معطر ہو چکا تھا۔ آپ کے دم قدم سے اس علاقہ کو عزت ملی رونق ملی اور علاقہ پر بہار آ گئی۔ اس زمین کے مقدر سنور گئے دربار شریف پر رونق اور لوگوں کا اژدھام دیکھ کر دل کو مسرت ہوتی ہے۔ فقیر راقم الحروف نے ۱۴ اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۶۔ ذوالحج ۱۴۱۹ ہجری بروز اتوار جب حضور قمر المشائخ کا جنازہ لایا گیا تو یقین کر لیا کہ جس طرح ظاہری زندگی میں حضور حافظ صاحب نے لج پالی فرمائی۔ آج بعد از وصال بھی اپنی زندگی میں کیا ہوا وعدہ پورا فرما کر لج پالی کی انتہا کر دی اور تمام دنیا داروں کو بتا دیا کہ یہ فقیر کی مرضی بھی ہے اور حسن انتخاب بھی ہے۔

کشف و کرامات ☆: جس زمانے میں حضرت قمر المشائخ قبلہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملٹری اکاؤنٹس کے دفتر میں ملازم تھے۔ فقیر راقم الحروف کبھی کبھی آپ کے دفتر میں زیارت و ملاقات کے لئے چلا جاتا۔ ایک دن دفتر میں ملاقات کیلئے حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا چلو ایک دوست کے پاس جانا ہے۔ آپ دفتر سے اٹھے فقیر بھی ساتھ ہولیا چلتے چلتے مسی گیٹ اڈا جی ٹی ایس کی جامع مسجد کے نیچے ایک

Marfat.com

بک سٹال پر شیخ فواد صاحب کی دوکان پر جا پہنچے۔ شیخ صاحب نے قدم بوسی کی بعد دعا سلام اور ملاقات کے آپ نے شیخ فواد صابری صاحب سے فرمایا کہ میاں شیخ صاحب آپکی شادی جلد ہونے والی ہے۔ تھوڑے دنوں بعد آپ کے گھر ایک رشتہ لڑکی والے آپ کے لئے لے کر آئیں گے۔ مگر آپ نے انکار نہیں کرنا۔ فوراً ہی وہ رشتہ قبول کر لینا۔ شیخ فواد صاحب بے چارے بڑے پریشان تھے۔ کہ میں نے یا میرے والدین نے کسی سے رشتہ مانگا نہیں اور نہ ہی میرے رشتے کی کہیں بات چل رہی ہے۔ آخر وہ لوگ کون ہیں جو رشتہ لے کر آئیں گے۔ انہوں نے دل میں خیال بٹھا کر حضور قبلہ حافظ صاحب سے پھر پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ شیخ صاحب آپ اُن خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ جن کا رشتہ لے کر لڑکی والے خود آئیں گے۔ بس آپ نے ہاں کرنی ہے۔ انکار نہیں کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند روز بعد لڑکی والے رشتہ لے کر آئے اور ان کے والدین نے رشتہ قبول کر لیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: شیخ زاہد سلیم صاب جو کہ موتی بازار چوک میں منیاری کی دوکان کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عملیات کا کام بھی کرتے تھے۔ اکثر بیشتر دوستوں کی محفل میں کہا کرتے تھے۔ پاکستان میں ابھی کوئی ایسا فقیر پیدا نہیں ہوا۔ جو میرا ہاتھ پکڑ لے۔ ایک دفعہ کاروباری غرض سے لاہور گئے۔ واپسی پر راستے میں کسی ہوٹل پر چائے وغیرہ پینے اور کھانا کھانے کے لئے رکے۔ تو ہوٹل کے ایک طرف ایک فقیر کو دیکھا اس کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ خاموش فقیر ہیں۔ کسی سے کلام تک نہیں کرتے۔ اچانک وہ فقیر آئے اور شیخ زاہد سلیم سے سگرٹ مانگا۔ سگرٹ سلگا کر کہنے لگے تم یہاں پھر رہے ہو۔ راولپنڈی میں تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ شیخ زاہد سلیم نے کھانا چائے وغیرہ چھوڑا راولپنڈی کیلئے روانہ ہو گئے۔ کہ نہ جائے کیا معاملہ ہونے والا ہے۔ جب پنڈی پہنچ کر موتی بازار چوک میں اپنی دوکان پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ حضور قمر المشائخ دوکان پر کھڑے ہیں اور زاہد صاحب کے بھائی سے پوچھ رہے ہیں کہ زاہد صاحب کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ لاہور گئے ہوئے ہیں۔ ابھی انہوں نے یہ کہا ہی تھا کہ شیخ زاہد سلیم پہنچے اور کہنے لگے۔

جناب میرا نام زاہد ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟ آپ نے زور سے زاہد سلیم کا بازو پکڑا اور کہا چل اس بات کا شیخ زاہد سلیم پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً چل دیئے اور جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار پہنچے۔

Marfat.com

کچھ دیر بیٹھے رہے۔اس کے بعد سے وہی زاہد سلیم شیخ ہیں۔ جو کہ حضرت قمر المشائخ کے مرید بھی ہوئے۔اور ایام علالت میں اپنے مُرشد کی ایسی خدمت کی کہ حق ادا کر دیا اور پھر حضرت قمر المشائخ نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ جو کہ آج کل صاحب سلسلہ ہیں۔اور اپنے کام میں بڑے ہی اچھے انداز میں مشغول ہیں۔ بہت سے افراد ان کے ہاتھ پر داخلِ سلسلہ ہو چکے ہیں اور ہر ماہ کی 16 تاریخ چاند کی اپنے مرشد کا ختم شریف پورے اہتمام سے کراتے ہیں۔لنگر ان کا عام چل رہا ہے۔

کرامت نمبر۳ ☆: ۲ جولائی بروز جمعرات ۱۹۹۹ء بعد نماز مغرب جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ گلستان غریب نواز کے طلباء حسب معمول حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف پر ہدیہ نعت شریف پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ہمارے مدرسے کے طلباء کا یہ معمول ہے کہ ہر روز صبح نماز فجر کے بعد اور شام کو بعد نماز مغرب حضرت قمر المشائخ کے دربار پر حاضری بھی دیتے ہیں اور قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پڑھنے کے بعد اعلیٰ فاضل بریلوی کی شہرہ آفاق نعت

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا ولا ہمارا نبی

کے چند اشعار پڑھتے ہیں۔اور اس پورے گروپ کا لیڈر یعنی ہیڈ نعت خواں صاحبزادہ علی احمد صابری جو کہ راقم الحروف کا بڑا صاحبزادہ ہے۔وہ سب طلباء کو لے کر ہدیہ نعت پیش کرتا ہے۔مورخہ ۲ جولائی بروز جمعہ کو صاحبزادہ علی احمد صابری بوجہ علالت دربار پر حاضر نہ تھا۔تو فقیر راقم الحروف سمیت حضور قمر المشائخ کے خلیفہ جناب شیخ عبدالمجید صاحب تلواڑاں بازار والے،صوفی گلفام ارشد صابری محمد طارق صابری کے علاوہ علاقہ کے بھی چند افراد موجود تھے۔طلباء نے جب قصیدہ بُردہ شریف پڑھا۔نعت کی باری آئی تو راقم الحروف کو خیال گذرا کہ بجائے اس کہ کوئی طالب علم آگے نعت پڑھائے آج میں خود نعت پڑھواتا ہوں۔ چنانچہ راقم الحروف آگے آگے پڑھتا رہا تمام طلباء اور مریدین ساتھ ساتھ پڑھتے رہے۔نعت شریف کے دوران پورے مجمع پر ایک کیفیت طاری تھی کہ اچانک شیخ عبدالمجید خلیفہ دربار شریف سمیت دیگر مریدین نے دیکھا کہ حضور قمر المشائخ کی قبر انور کے مواجہ شریف کی جانب سے قبر مبارک پر پڑی ہوئی چادریں اس طرح بار بار اُٹھنا شروع ہو گئیں۔ جیسے ان کے درمیان کوئی چیز حرکت کر رہی ہے۔وہ حرکت مواجہ شریف سے

Marfat.com

قدموں کی طرف پھر واپس آپ کے چہرہ کی طرف تمام حاضرین پریشان ہو گئے۔نعت شریف کے اختتام پر خلیفہ عبدالمجید سمیت دیگر معززین کہنے لگے کہ قبر مبارک کی چادروں کے نیچے کوئی چیز داخل ہے۔
فقیر راقم الحروف اور صوفی گلفام ارشد صابری نے کہا کہ بھائی کوئی چیز نہیں ہے۔مگر لوگوں کے اصرار پر چادروں پر پڑے ہوئے پھول اتارے اور پھر تمام چادریں اتار دیں گئیں۔قبر مبارک کی مٹی نظر آنے لگی مگر کوئی چیز نظر نہیں آئی۔جب وہاں کچھ نظر نہ آیا تو پھر حیرانگی اور بڑھ گئی۔تو راقم الحروف نے حاضرین کو مخاطب ہو کر کہا کہ بھئی آج عرصہ ۲۰ سال بعد حضور قمر المشائخ کو میں نے نعت شریف سنائی ہے۔اس لئے آپ کو وجد ہو گیا تھا۔گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔حضور قمر المشائخ نعت شریف سن کر خوش ہو رہے تھے۔

کرامت نمبر۴ ☆: آپ کے ایک بہت پرانے مرید آپ کے پاس آئے عرض کرنے لگے حضور میں نے اپنی بیٹی کی شادی اپنی بہن کے لڑکے سے کی۔ابھی شادی کو چند ہی ماہ گزرے ہیں۔کہ انہوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے بیٹی کو تنگ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔اور آج انہوں نے میری بیٹی کا زیور چھپا لیا اور بیٹی پر چوری کا الزام لگا دیا اور کہا کہ یہ زیور تم نے چرا کر اپنے والدین کو دے دیا۔میں برادری میں ایک باعزت آدمی ہوں۔منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔خدارا اس زیور کی چوری میں میری مدد فرمائیے۔دعا کریں کہ خدا مجھے عزت و آبرو سے سرخرو فرمائے۔
یہ بات سن کر آپ جلال میں آئے اور فرمانے لگے۔برخوردار بیٹی کے سسرال کے گھر جاؤ فلاں کمرے میں اتنے بکسے ہیں اُن میں فلاں بکسے میں مطلوبہ زیور پڑا ہوا ہے۔تم نے صرف وہی بکس کھولنا ہے۔
چنانچہ وہ وہاں گئے اور اپنی بہن سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے۔انہوں نے میری بیٹی پر الزام لگاتے ہوئے مجھ سے بھی کہا کہ تمہاری بیٹی نے یہ زیور چوری کیا ہے۔تو میں نے وہاں جا کر اُن سے کہا کہ گھر میں تلاش کرتے ہیں کہ شاید کہیں بکسے میں پڑا ہو۔جب اُس مرید نے آپ کے فرمان کے مطابق اُسی کمرے میں اُس بکسے کو کھولا تو زیور پوٹلی میں بندھا ہوا پڑا تھا۔جو کہ اُن کی لڑکی کی ساس نے چھپا کر رکھا تھا۔دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئی اور اپنے بھائی کے پیروں میں گر کر معافی مانگنے لگی۔

کرامت نمبر۵ ☆: آپ کے صاحبزادے حافظ بدرالدین صابری کے بچپن کے دوست شیخ محمد نعمان جو کہ مسلکاً اہل حدیث ہیں۔ایک دن وہ آپ کے صاحبزادے کے ہمراہ آپ سے ملنے کے لئے

Marfat.com

مسجد نورانی صابری صرافہ بازار میں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک حلوائی کی دکان پر انہوں نے گرم گرم گلاب جامن دیکھی اور دل میں خیال کیا کہ آج حافظ صاحب اگر ہمیں گلاب جامن کھلائے تو اچھی بات ہے۔ یہ سوچ کر وہ مسجد میں پہنچ گئے ملاقات ہوئی، کافی دیر بیٹھے رہیں، جب وہ وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت قمر المشائخ بھی اُن کے ہمراہ مسجد سے باہر آئے اور اُس حلوائی کی دکان پر پہنچ کر آپ نے ہم دونوں کو روکا اور حلوائی سے کہا کہ اِن دونوں کو گرم گرم گلاب جامن کھلاؤ۔ اِس بات کو دیکھ کر شیخ محمد نعمان جو کہ غیر مقلد ہے بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے آج یقین ہو گیا کہ واقعی اولیاء کاملین کو کشف ہوتا ہے۔ اس واقعہ کے عینی شاہدین آج بھی تادم تحریر حیات ہیں۔ جس کی باقاعدہ تصدیق کی جاسکتی ہے۔

آپ کے سجادہ نشین آپ کے بڑے فرزند ارجمند و خلف الرشید پیر طریقت حافظ القرآن بدر المشائخ حضرت صاحبزادہ حاجی حافظ بدر الدین چشتی صابری مدظلہ العالی ہیں۔ جن کو حضرت قمر المشائخ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں دستار خلافت سے بھی نواز دیا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت قمر المشائخ کے تمام خلفا نے متفقہ طور پر آپ کو سجادہ تسلیم کرنے کا اعلان کیا اور رسم سجادگی کے موقع پر علامۃ الدہر رازی دوراں حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ چشتی نظامی سلطانپوری مہتم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک راولپنڈی جانشین حضرت منظور المشائخ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر سعید احمد صابری سجادہ نشین درگاہ حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ پیر طریقت حضرت قبلہ حافظ محمد یامین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد شاعر ہفت زبان بحر العلوم حضرت پیر شاہ محمد سبطین شاہ جہانی چشتی صابری جعفری رحمانی سجادہ نشین آستانہ صابری حضرت شاہ محمد حبیب اللہ حلوی جعفری رحمانی لاہور حال مقیم اسلام آباد کے علاوہ دیگر مشائخ و علماء کا جم غفیر تھا۔ فقیر راقم الحروف نے حضرت صاحبزادہ سعید احمد صابری صاحب کے ہاتھ میں سجادگی کی دستار دی اس کے بعد تمام مشائخ علماء نے دستار مبارک کو ہاتھ لگایا چوما اور پھر حضرت پیر سید حسین الدین شاہ صاحب صاحبزادہ سعید احمد صابری نے دستار حضرت صاحبزادہ حافظ بدر الدین صابری کے سر پر باندھی۔ اس کے بعد سے آپ سلسلہ عالیہ کو بڑے ہی احسن انداز میں چلا رہے ہیں اور اپنے عظیم والد گرامی کی تقلید کرتے ہوئے صابری دربار موہڑہ چھر کے نہ صرف عرسوں میں شرکت کرتے بلکہ تمام امور کی نگرانی بھی فرماتے ہیں جبکہ جھنگی محلہ والے آپ کے گھر میں ہر جمعرات کو ختم خواجگان حسب معمول جاری ہے۔ آپ کے وصال پر علامہ حافظ محمد ابراہیم شوق

Marfat.com

ساکن ڈیرہ اسماعیل خان قطعہ تاریخ وصال یوں لکھتے ہیں:

قطعہ تاریخ فارسی

گفت خلق خدا شدہ وصال کلو شاہ | بود محبوبِ مظہر عاشق ذوالجلال کلو شاہ
گفت ہاتف، غیب درگوش من | محبوب وماجد قمر المشائخ تاریخ وصال کلوشاہ

۱۴۱۹ھ

کہتی ہے خلق خدا یہ کہ آہ اٹھ گیا | بزم ولایت کا اک شہنشاہ اُٹھ گیا
وہ محبوب مظہر کہ جن کا نام تھا قمر الدین | شوق محبوب ماجد قمر المشائخ کلوشاہ اٹھ گیا

۱۴۱۹ھ

تاریخ وصال از قلم شمیم صاحب اسلام آباد:

چل بسے دہر سے آج حافظ قمر | خلد میں پا گئے قمر راسخ لکھو
وہ زاہد نیک قمر المشائخ لکھو

۱۴۱۹ھ

حضرت سید محمد قاسم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، شیخ لاثانی، پروردۂ نگاہ نبوت، فخر السادات، حضرت خواجہ پیر سید محمد قاسم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ ہیں۔ آپ اپنے وقت کے عظیم روحانی پیشوا ہیں۔ عبادت وریاضت میں یکتائے زمانہ تھے علوم ظاہری وباطنی میں افضل واکمل تھے۔ آپ حضرت خواجہ سید محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ پشاور اور گردونواح کے لاتعداد افراد آپ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف تھے۔ ہزاروں افراد دولت علم وعرفاں سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے صاحبزادے جناب سید مستان شاہ چشتی صابری مدظلہ العالی جو آج کے دور کے بہت بڑے

Marfat.com

شیخ طریقت اور پشاور اور گردونواح کے علاقے میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم ترجمان ہیں اور تمبر پورہ شریف ڈاکخانہ سے متصل ریلوے اسٹیشن ناصر پورہ ضلع پشاور میں مقیم ہیں۔ وہی آپ کے جانشین وسجادہ ہیں۔ حضرت سید مستان شاہ صابری جہاں کہیں تشریف لے جاتے ہیں صابریت کی جھلک ان کے قافلے میں نمایاں نظر آتی ہے صابری رنگ کا لباس اور جھنڈے ان کا امتیازی تعارف اور نشان ہے۔ دور حاضر کے بہترین عارف کامل اور صوفی باصفا ہیں۔ پشاور جیسے علاقے میں سلسلہ عالیہ کی رشد وہدایت اور خدمت انہی کا خاصہ ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔

مزار پُر انوار موضع تمبر پورہ نزد ریلوے اسٹیشن ناصر پورہ پشاور میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خلیفہ قادر بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فنا فی اللہ وفنا فی الرشد، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت خلیفہ قادر بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔ آپ حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں۔

آپ کے نام کے ساتھ لفظ خلیفہ خصوصیت سے پکارا اور لکھا جاتا ہے۔ آپ کو خلیفہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ میں فرشتوں جیسی خوبیاں موجود تھیں۔ دور ونزدیک سے پیشوا کی صورت دیکھ لیا کرتے تھے۔ (یعنی تصور شیخ اس قدر پختہ ہوگیا تھا کہ جب چاہتے جہاں چاہتے دیدار شیخ کرلیا کرتے تھے)

آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ سید صوفی محمد حسین شاہ مرادآبادی چشتی صابری علیہ الرحمتہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''خلیفہ خلیفہ رانام خدا تعلیم کردہ ام''

صاحب انوار العارفین لکھتے ہیں کہ ''احوال او بسیار است لائق بیان نیست'' آپ کا سلسلہ پورب دکن کے شہروں میں خوب پھیلا ہے جو کہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

آپ کا وصال تقریباً ۱۴ ویں صدی ہجری میں ہوا۔

Marfat.com

ردیف ک

حضرت شیخ شاہ کاکو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی ابن ولی، پیر روشن ضمیر، شیخ یگانہ، ہمہ صفت قلندرانہ، حضرت شیخ شاہ کاکو چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ اور ولی العصر حضرت شیخ علاؤالدین علاؤالحق بنگالی لاہوری کے صاحبزادے وخلیفہ حضرت نور قطب عالم کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شرف بیعت سے مشرف تھے۔ اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بھی بیعت سے مشرف ہیں اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اور سلسلہ عالیہ کی اشاعت وترویج میں مشغول ہوگئے۔ آپ کی ذات والا صفات سے اس قدر فیض جاری ہوا کہ ہزاروں افراد آپ کے فیض سے مالا مال ہوئے۔ لاتعداد افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری نے آپ کو رخصت کرتے وقت لاہور کی ولایت عطا فرمائی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہر وقت آپ کی خانقاہ میں عوام الناس کا ہجوم رہتا اور دن ورات لنگر ہر خاص وعام کے لئے جاری رہتا تھا۔

سیرت وکردار☆: آپ نہایت ہی جامع الکمالات اور عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، ورع میں کامل اور متوکل اور مرجع خلائق بزرگ تھے۔ آپ نے تمام عمر درس وتدریس اور رشد وہدایت میں گزاری۔ لودھیوں کے دور حکومت میں لاہور کے اندر آپ کا مدرسہ وخانقاہ شاہ کاکو چشتی صابری ایک اعلیٰ مقام رکھتی تھی۔ حضرت میاں میر قادری لاہوری علیہ الرحمۃ آپ کے مزار اقدس پر اکثر حاضری دیا کرتے اور فرماتے تھے کہ یہ مزار ایک ولی کامل کا ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۸۸۲ھ بمطابق ۱۴۷۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ شاہ کاکو شہید گنج لنڈا بازار لاہور میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے مزار کے ساتھ ایک مسجد بھی موجود ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ اسحاق شاہ کاکو چشتی صابری علیہ الرحمۃ سجادہ وخلیفہ ہوئے۔ جن سے وسیع پیمانے پر سلسلہ عالیہ کو فروغ حاصل ہوا۔

Marfat.com

حضرت سید محمد کبیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف لامکانی، حافظ آیات قرآنی، مرشد لاثانی، حضرت سید کبیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اعظم اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ ایک پختہ حافظ اور خوش الحان قاری قرآن اور اپنے وقت کے عظیم عارف کامل اور اسرار و رموز شریعت و طریقت سے آشنا بزرگ ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت سید شاہ ابوالمعالی چشتی صابری ثمہ انبہٹوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

بعد از وصال تلاوت قرآن ☆: کتاب شمیم جالندھر کے مصنف پیر طریقت جناب علی اصغر چشتی صابری جالندھری فرماتے ہیں کہ میرے بہنوئی حاجی محمد حسن صاحب متوفی ۱۹۸۱ء میں بیان کیا ہے کہ حضرت علامہ شمس الہند مولانا ولی محمد صاحب جالندھری رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید کبیر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے قریب سے گزرے تو اپنے مرید گھسیٹے سے فرمانے لگے۔ ''تم ذرا باہر ٹھہرو'' ہم قاری صاحب سے قرآن مجید سن لیں۔ مولانا مزار شریف کے اندر چلے گئے اور اندر جا کر مراقبہ کیا تو کچھ دیر بعد مزار شریف سے قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھنے کی آواز آنے لگی۔

بابا گھسیٹا پہلے تو بہت دیر تک باہر بیٹھا ہی قرآن پاک سنتا رہا۔ بالآخر اس نے قرآن پڑھنے والے قاری صاحب کی زیارت کرنی چاہی۔ تو وہ مزار شریف کے اندر چلا آیا۔ جب وہ اندر آیا تو آواز بند ہوگئی۔ اور اس نے دربار شریف کے اندر سوائے مولانا ولی محمد صاحب کے کسی اور کو اندر نہ پایا۔ مولانا چونکہ مراقبے میں تھے۔ جب آواز بند ہوئی تو انہوں نے گردن اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ بابا گھسیٹا ان کے قریب کھڑا ہے۔ اس کو دیکھتے ہی مولانا نے فرمایا ''بابا تم نے اندر آ کر ہمارا لطف بھی گنوا دیا۔''

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بستی شیخ درویش سے مشرقی جانب آدھا میل درد بستی شیخ کبیر میں ہوا۔ جو کہ آپ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ بستی شیخ کبیر جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہی آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کا وصال تقریباً گیارہویں صدی ہجری میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت میاں جی کریم بخش رامپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : زبدۃ الصالحین حضرت میانجی کریم بخش صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ آپ کو بچپن ہی سے نام خدا لینے کا شوق پیدا ہوا گیا تھا۔ آپ حضرت مولانا محمد حسن المعروف محمد بخش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے آپ نے اذکار و اشغال سا مجاہدے سے تروح کیے کہ آپ کی آواز میں گنگناہٹ پیدا ہوگئی تھی۔ ایک روز آپ جس دم کے ساتھ مسجد میں شغل کر رہے تھے۔ سخت بے قرار ہوئے اور کپڑے پھاڑ ڈالنے کو تیار ہوئے۔ کہ ایک دن حضرت مولانا محمد حسن المعروف محمد بخش کی روح مقدس مجسم تشریف لائی۔ اور پکڑ لیا اور ہر طرح سے تسلی فرما کر غائب ہوگئی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ جب میں ذکر کر کے سر اٹھاتا ہوں۔ تو اپنے سر سے آسمان تک ذکر لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔ مولوی عبدالخالق صاحب رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت حافظ ضامن صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سخت گرمی کے وقت دوپہر کے قریب بمقام رامپور حضرت میانجی کریم بخش رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جانے کا اتفاق ہوا۔ مسجد کے آگے چارپائی پر بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے تھے آپ نے حقہ میرے سامنے کر دیا میں چونکہ میانجی رحمتہ اللہ علیہ سے بے تکلف تھا۔ میں نے یہ کہا کہ ہم تو آپ کی بزرگی اس وقت تصور کریں گے کہ ایسی گرمی کے وقت بارش ہو جاوے۔ اور آرام ملے۔

چنانچہ آپ کچھ دیر سنتے رہے اور میں بار بار یہی اصرار کرتا رہا۔ اچانک ایک دم آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ بارش ہوگئی اور گرمی کی تپش دور ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ جس وقت آپ کے پیرو مرشد مولانا محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کا وقت آیا۔ تو میرے مریدین نے عرض کیا کہ آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا۔ تو فرمایا کریم بخش۔ سب یہ سن کر متعجب ہوئے کہ کریم بخش تو جے پور میں ملازم ہیں کس طرح آئیں گے اگلے ہی روز حضرت کا وصال ہوگیا۔ اور آپ وہاں پہنچ گئے اور نماز جنازہ پڑھائی۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۷ شوال ۱۲۷۹ھ بمطابق ۱۸۶۳ء کو ہوا۔ مزار شریف رامپور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: حافظ القرآن، عالم باعمل، شیخ یگانہ، عارف زمانہ، حضرت خواجہ حافظ کرم بخش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ عظیم مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت کمیٹی محلہ گنج شہر ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا کے مغل گھرانے میں تقریباً ۱۲۳۲ھ کو ہوئی۔ والدین چونکہ شروع ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نیک ومتقی تھے۔ گھر کے مذہبی ماحول کے پیش نظر سکول کی بجائے آپ کی تعلیم کا آغاز مسجد ومدرسہ سے ہوا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ اس کے بعد تجوید وقرأت اور عربی اور فارسی میں خاصی دسترس حاصل کی۔ بعض عربی کتابیں آپ کو مکمل طور پر حفظ تھیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلند پایہ تصنیف ''مرآۃ العارفین'' آپ نے اپنے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری کے لئے آپ نے زبانی تحریر کروائی تھی۔

بیعت وخلافت ☆: علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ کو تلاش حق کی جستجو ہوئی تو آپ ٹانڈہ میں حضرت امیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدات کے انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ پر عمل پیرا تھے۔ اپنے اہل وعیال کے گزر اوقات کے لئے محنت ومشقت فرما کر پیٹ پالتے اور ہمہ وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ عبادت وریاضت میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ بارہ برس تک روزانہ اپنے گھر کمیٹی محلہ گنج شہر سے بیس میل دور اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں ٹانڈہ تشریف لے جاتے اس دوران تلاوت قرآن مجید آپ کا معمول تھا۔ گھر سے نکل کر مرشد کے آستانے تک بیس میل کے سفر کے دوران آپ ایک قرآن مجید مکمل ختم فرماتے۔ اسی طرح مرشد کے آستانے سے واپسی پر اپنے گھر پہنچنے تک پورا قرآن ختم فرماتے تھے۔ اس طرح آپ روزانہ دو قرآن مجید ختم فرما لیتے تھے۔

ٹانڈہ سے جب آمد ورفت کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ رات کو روزانہ جھڑی بابا فرید جو کہ ہوشیار پور شہر

Marfat.com

سے شمال کی جانب ایک گھنے جنگل میں تشریف لے جا کر (جہاں بابا جی چلہ کر رہے تھے) میں تشریف لے جا کر عبادت وریاضت کرتے تھے۔

اولاد وامجاد وخلفائے کرام☆: آپ کے دو خلیفہ ہیں اول۔ حضرت خواجہ دیوان محمد صابری دوسرے خلیفہ شیخ برکت علی ہوشیار پوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہیں۔آپ کے دو صاحبزادے ہیں اول بڑے صاحبزادے میاں فخرالدین جو کہ محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ آ گئے اور ۱۹۸۰ء میں گوجرانوالہ میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ دوسرے صاحبزادے میاں دولت علی قیام پاکستان کے بعد پہلے گوجرانوالہ میں تشریف لائے بعدازاں قلعہ دیدار سنگھ چلے گئے وہاں سے غلام محمد آباد کوارٹر کالونی فیصل آباد آ کر مقیم ہوئے وہیں ۲۵ رمضان ۱۳۷۹ھ کو وصال ہوا۔

کشف وکرامات☆: ایک دفعہ ایک فوجی پنشنر جو قوم سے راجپوت تھا۔اُس کے دل میں والی کون ومکان سرکار دو عالم ﷺ کی محبت موجزن تھی۔ وہ بے قرار حالت میں بوقت شب ہاتھ میں ڈنڈا لئے جنگل میں سرگرداں پھرتا رہتا تھا۔اگر کوئی شخص راستے میں دکھائی دیتا تو گرجدار آواز میں پوچھتا کہ تم کون ہو؟ اگر کسی نے کسی نفسی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا میں فقیر منش آدمی ہوں۔
اس کے بعد وہ دوسرا سوال فوراً کر دیتا کہ اگر فقیر ہے تو مجھے سرکار دو عالم کے حضور پہنچا دو۔ وہ اگر ایسا کرنے میں عاجزی ظاہر کرتا تو وہ اُس کے سر میں اس زور سے ڈنڈا مارتا کہ وہ مر جاتا۔
ایک دن اس کی قسمت کا ستارہ چمکا کسی شخص نے اسے بتایا کہ ہوشیار پور میں ایک بحر بیکراں ہستی جن کا نام حضرت خواجہ کرم بخش چشتی صابری ہے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو عام لوگوں سے مخفی رکھا ہوا ہے۔ان سے ملاقات کا طریقہ یہ ہے کہ وہ رات کے وقت جھڑی بابا فرید گنج شکر میں عبادت کے لئے جاتے ہیں اور راستے میں ایک ندی پر غسل کرتے ہیں۔ لہٰذا تم اس ندی کے پاس چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ جب وہ تشریف لائیں تو اپنا مدعا پیش کر دینا۔ چنانچہ ہدایت کے مطابق وہ اس ندی کے کنارے بیٹھ گیا۔ جب اس نے پانی کی جانب سے کسی کے غسل کرنے کی آواز سنی تو آگے بڑھ کر حسب عادت گرجدار آواز میں وہی سوال کر دیا کہ تم کون ہو؟ تو آپ نے جھڑک کر فرمایا چپ رہو ہمیں غسل کرنے دو۔ آپ کی آواز کا اس پر ایسا رعب پڑا وہ دم بخت ہو کر ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ اور طاقت کا تمام نشہ کافور ہو گیا۔

Marfat.com

جب آپ غسل سے فارغ ہوئے اور کپڑے پہننے کو فارغ ہوئے اور پانی سے باہر تشریف لائے تو اُس سے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اُس نے ڈرتے ہوئے عاجزی اور انکساری سے عرض کیا کہ میری ازلی تمنا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا قرب نصیب ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ وضو کر کے دو نفل کی نیت باندھ کر میرے پیچھے مقتدی بن کر کھڑا ہو جا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جب اس شخص نے آپ کے ساتھ سجدے میں سر رکھا تو سرکارِ دو عالم ﷺ کے دربار اقدس میں پہنچ گیا۔ والئی دو جہاں نے نظر شفقت فرمائی وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ اس کے بعد وہ شخص اسی جگہ پر ڈیرے ڈال کر بیٹھ گیا حتیٰ کے وہیں انتقال ہوا اور وہیں قبر بنی۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک دفعہ حکیم شیخ عبدالرحمٰن نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی جب سر سجدے میں رکھا تو انہیں مقاماتِ مقدسہ، خانہ کعبہ، مدینہ منورہ، نجف اشرف، کربلا معلٰی وغیرہ کی زیارتیں ہو گئیں۔ جب سجدہ زیادہ طویل ہوا تو شیخ عبدالرحمٰن نے اپنا سر سجدے سے اٹھا لیا۔ لیکن آپ بدستور سجدہ میں سر رکھے ہوئے تھے۔ آپ کو دیکھ کر شیخ عبدالرحمٰن دوبارہ سجدے میں چلے گئے۔ مگر چونکہ اب وہ منظر ختم ہو چکا تھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حکیم صاحب نے عرض کی حضور آج تو آپ کی برکت سے مقامات مقدسہ کی زیارتیں ہو گئیں۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارا وہم وخیال ہے۔ اس نے کہا حضور سچ کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر سچ ہے تو تم نے سجدے سے سر کیوں اٹھایا تھا۔

ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق

وصال باکمال ☆: وصال شریف سے چند ماہ قبل آپ کی طبعیت اکثر اُداس رہنے لگی اور صحت میں کچھ خراب سی رہتی تھی۔ بالآخر علالت شدت اختیار کر گئی اور اسی علالت میں ۲۲ ذیعقد بروز سوموار ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء کو بعمر ۸۵ سال آپ کا وصال باکمال ہوا۔

مزار پُر انوار قبرستان کندن شاہ ہوشیار پور انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

ماہ وتاریخ ''حافظ قاری جید'' سے نکلتا ہے۔

۱۳۱۷ھ

Marfat.com

حضرت پیر کالا پاکپتنی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جگر گوشۂ حضرت بابا گنج شکر، بارگاہ فضل کے منظور نظر، ولی مادرزاد، حضرت خواجہ پیر کالا پاکپتنی چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ عظیم مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ حضرت زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم نیر تاباں، وارث علوم حضرت مخدوم صابر کلیری، شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن دنوں حضرت دیوان اللہ جوایا چشتی فریدی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند کی شادی میں شرکت کے لئے پاکپتن شریف لے گئے تھے تو بارات کے ہمراہ چلتے ہوئے جن مشاہدات و کرامت کو حضرت پیر کالا فریدی پاکپتنی دیکھ رہے تھے۔ جب بارات واپس آئی اور حضرت شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ واپس کلیام آنے لگے تو حضرت پیر کالا فریدی نے نوکری سے استعفیٰ دے دیا اور اپنے گھر بتا دیا کہ میں حضرت شہنشاہ کلیام کے ہمراہ کلیام شریف جا رہا ہوں۔ آپ جس وقت کلیام شریف پہنچے تو حضور شہنشاہ کلیام نے الگ کمرہ اور خوبصورت بستر آپ کے لئے عنایت فرمایا کہ یہ حضور گنج شکر کے لاڈلے اور اولاد ہیں۔
آپ بہت بڑے عالم و فاضل اور صاحب علم و عرفان اور صاحب کشف و کرامت تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کافی عرصہ تک اپنے شیخ کامل کے آستانہ پر مثل مرید بڑی عقیدت و محبت سے قیام پذیر رہے اور عبادت و ریاضت میں درجہ کمال کو پہنچے۔ طبیعت آپ کی انتہائی سادہ بناوٹ ظاہرداری اور تصنع سے پاک تھے۔

مرشد کی دستگیری کا واقعہ عجیب ☆: ایک دن آپ نے اپنے شیخ کامل حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں عرض کیا حضور میرا جی چاہتا ہے کہ اب باہر نکلوں اور کچھ دن سیر و تفریح اور زیارات کروں۔ حضور شہنشاہ کلیام لجپال نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جاؤ تمہیں اجازت ہے۔ روانگی سے

Marfat.com

قبل ایک خادم ہمراہ کیا اور آپ کو کچھ زادِ راہ بھی دیا۔ اور ایک گھوڑا بھی دے دیا۔ اور فرمایا جاؤ چین وسکون حاصل کرو۔ آپ سیر کرتے کرتے ہندوستان کے علاقے فیروز پور پہنچ گئے وہاں کے لوگ اُن دنوں ایک بڑی مصیبت میں گرفتار تھے۔ کہ ان دنوں وہاں پر پانی کا سیلاب اس قدر آ گیا تھا کہ لوگ اپنی جان بچانے کی فکر میں تھے۔ لوگوں کو جب آپ کے بارے علم ہوا کہ یہ حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کے لختِ جگر اور ان کی اولاد سے ہیں تو مخلوق خدا چاروں طرف سے دوڑی ہوئی آپ کی قیام گاہ جس مسجد میں تھی وہاں پہنچ گئی اور اکٹھے ہو کر عرض کرنے لگے حضور آپ بابا گنج شکر کی اولاد ہیں ہماری مصیبت کے وقت تشریف لائے خدا نے سبب بنا دیا۔ آپ خدا کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ رب کریم ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ حضور اگر یہ سیلاب کا پانی ایسے میں رہا تو ہمارے کچے مکان مٹی کے ڈھیر بن جائیں گے۔ تمام اسباب بھی برباد ہو جائے گا۔ لوگ زاروزار ہو کر آپ سے فریادی تھے۔

آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ اس وقت یہاں سے چلے جائیں ابھی تو ہم تھکے ہوئے ہیں رات کو آرام کریں گے اور صبح کو تمہارے لئے دعا کریں گے۔ آپ کا یہ فرمان سن کر تمام لوگ چلے گئے۔ تو آپ نے اپنے ہمراہی خادم سے فرمایا کہ اب گھوڑے پر زین ڈالو اور یہاں سے نکلو۔ اس لئے کہ یہ لوگ نہ جانے ہمیں کیا سمجھ بیٹھے ہیں اور اتنا مشکل کام ہمارے ذمہ لگا دیا۔ یہ کام تو وہی کر سکتا ہے جو بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو۔ ایسا نہ ہو کہ صبح کو وہ لوگ آئیں ہمیں ان کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ اس سے بہتر ہے کہ کہیں اور چلتے ہیں۔ ہمراہی خادم نے عرض کیا حضرت ابھی تو تھکے ہوئے ہیں نیند کا بھی کافی غلبہ ہے۔ لہٰذا اب سو جاتے ہیں اور آدھی رات کو اُٹھ کر سفر شروع کر دیں گے۔

آپ کو بھی یہ تجویز پسند آئی بستر لپیٹ کر سرہانے رکھا اور کچھ دیر آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔

ابھی آنکھ لگی ہی تھی کہ پیر و مرشد حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا پیر کالا صاحب اتنے عاجز ہو کر کیوں بیٹھے ہو۔ عرض کی حضور میں یہاں نہیں رہوں گا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا پیر جی صبح تک یہیں رہو۔ جب شہر کے لوگ آئیں گے تو ان سے کہنا کہ ایک بکرا لے آؤ۔ جب بکرا آ جائے تو ذبح کر کے اس کا سر پانی میں ڈال دینا اور بکرے کے سینگ میں یہ تعویز لکھ کر ڈال دینا۔ جہاں تک یہ سر جائے گا پانی وہاں سے آگے شہر کی جانب نہیں آئے گا۔ صبح ہوئی تو شہر کے لوگ قطار در قطار ٹولیوں کی صورت میں آنا شروع

Marfat.com

ہو گئے آپ نے فرمایا کہ بھائی ایک بکرا لے آؤ پھر دعا کریں گے۔

چنانچہ حکم کی تعمیل میں بکرا آ گیا۔ آپ نے ذبح کروا کر مرشد کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ایک تعویز لکھ کر اس کے سینگ میں ڈال کر وہ سر پانی کے اندر پورے زور سے پھینک دیا۔ بکرے کا وہ سر شہر سے چھ میل دور بہتا چلا گیا۔ خدا کے فضل و کرم سے پانی بھی چھ میل دور ہی سے واپس چلا گیا اس طرح اس شہر کے لوگوں کو آپ کی اس کرامت سے بہت بڑی مصیبت سے نجات ملی تو وہ لوگ سب کے گرویدہ ہو گئے۔ لاتعداد لوگ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کے معتقد اور عقیدت مند بنے۔ چند روز بعد آپ وہاں سے واپس کلیام شریف واپس آ گئے۔

وصال باکمال ☆ : آپ کو مرشد کامل نے دوبارہ فیروز پور جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس علاقے کی ولایت تمہیں بخشی لہٰذا آپ دوبارہ وہیں آ گئے زندگی بھر مخلوق خدا کو فیضان پہنچایا۔ نامرادوں کی مرادیں پوری کیں۔ محتاجوں کو غنی کیا۔ ہر سائل کی آس امید آپ کی دعا سے پوری ہوتی رہی۔ بالآخر وہیں آپ کا وصال ہوا۔ ہر سال کی فیروز پور انڈیا پنجاب میں آپ کا عرس ہوتا ہے۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا وصال تقریباً چودھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوا۔

حضرت پیر صوفی کرامت علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : صاحب کشف و کرامت، واقف اسرار رموز حقیقت حضرت پیر سیّد صوفی کرامت علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد زمیندار تھے اور بڑی عسرت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے۔ آپ کو جب طلب حق ہوئی تو مرشد کامل کی تلاش میں بھیرہ شریف ضلع سرگودھا پہنچے اور حضرت صوفی سید رحمت علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا جمال جہاں آرا دیکھ کر گرویدہ ہو گئے اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اگرچہ آپ بہت بڑے زمیندار گھرانے سے متعلق تھے مگر تمام اسائش و آرام چھوڑ کر فقر کو اپنایا اور مرشد کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف اپنے گاؤں رام چونترہ کے سامنے ایک جگہ کو منتخب کر کے عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔

Marfat.com

آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ہمہ وقت موجود بلکہ سفر و حضر میں بھی ان کے ہمراہ رہتے تھے۔

اس دوران آپ نے اپنے پیر و مرشد سے تمام اسلوب طریقت سیکھے۔ آپ اپنے مرشد کی اداؤں پر قربان ہوئے جاتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت پیر سید رحمت علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے وہ مرید و خلیفہ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ گنگوہی کے تھے۔

سید رحمت علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ بہت بڑے زمیندار خاندان کے چشم و چراغ تھے مگر وہ تارک الدنیا ہو گئے تھے اس طرح آپ بھی اپنے شیخ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تمام آرام و سکون کو چھوڑ کر تارک الدنیا ہو کے رہ گئے تھے اور مرشد کی ذات میں فنا کے درجہ پر فائز تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ کے مرشد کامل کا وصال باکمال ہوا تو آپ پر دنیا تاریک ہو گئی۔ کہیں بھی دل نہ لگتا تھا۔ ہر وقت چمٹا ہاتھ میں اٹھائے بجاتے رہتے اور اس کی دھن میں مگن رہتے تھے۔ مرشد کامل کے وصال کے بعد اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اکثر حاضری دیتے کہ دل کو تسکین مل جائے۔ حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس مبارک دادا مرشد کے آستانہ پاک کالیکی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد میں تمام ہمراہیوں پیر بھائیوں اور عقیدت مندوں کے ہمراہ تشریف لا کر شرکت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ اکیلے ہی کالیکی منڈی تشریف لائے تو دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ صوفی کرامت علی صابری اس مرتبہ اکیلے ہی عرس میں تشریف لائے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کی نظر کیمیا اثر نے فوراً پہچان لیا کہ ان کے دل میں ہجر یار کے شعلے بلند ہیں اور طبیعت میں بیقراری ہے کہ قرار آنا ناممکن ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور آپ کو پینے کے لئے پانی دیا۔ پانی پیتے ہی آپ کی طبیعت میں یک لخت انقلاب آ گیا اور طبیعت کی بیقراری دور ہو گئی اور سینے میں جو آگ بھڑک رہی تھی وہ سرد ہو گئی۔

جب ہوش میں آئے تو دادا مرشد کے قدموں میں گر گئے رقت طاری ہو گئی جس کی بنا پر حالت دیدنی تھی۔

حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو سینے سے لگا کر پیار کیا۔ اور ایک وظیفہ بتا کر ارشاد فرمایا اب جاؤ اور رام چونترہ میں اسی جھگی میں بیٹھ کر چلہ مکمل کرو جب کام مکمل ہو جائے تو

Marfat.com

سید ھے میرے پاس کالیکی منڈی آ جانا۔ آپ نے اوراد و وظائف اور چلہ مکمل کیا اور اپنے دادا مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو دستار خلافت سے نواز کر سرفراز کیا اور فرمایا کہ جاؤ اپنے علاقہ رام چونترہ تحصیل وضلع خانیوال میں بیٹھ کر رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دو۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ نے اپنے مرید خاص جناب راؤ غلام مرتضٰی صابری کو اپنی زندگی میں ہی جانشین وسجادہ مقرر فرما دیا تھا چونکہ وہ لاہور میں رہتے تھے اس لئے آپ نے دیگر حضرات کو اپنے تبرکات عنایت فرما کر وصیت کر دی تھی کہ یہ تمام تبرکات راؤ غلام مرتضٰی صابری صاحب کو دے دینا۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد وصیت کے مطابق راؤ صاحب کو آپ کا نائب و سجادہ مقرر کیا گیا۔ راؤ غلام مرتضٰی صابری چونکہ لاہور میں مقیم اور رہائش پذیر تھے اس لئے انہوں نے تمام انتظام وانصرام اپنے پاس رکھا۔ اور تمام خلفاء اور پیر بھائیوں سے مشورے کے بعد خلیفہ عمر دین صابری کو بطور نگران ومجاور مقرر کر دیا۔ ان کے وصال کے بعد ان ہی کے خلیفہ رئیس احمد صابری آج کل بطور مجاور دربار پر موجود ہیں۔ جبکہ راؤ صاحب نائب کے طور پر فرائض انجام دے رہے ہیں۔ راؤ غلام مرتضٰی صابری صاحب اپنے شیخ کے سچے اور پکے عاشق صادق ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کے لئے بہت لگن اور تڑپ رکھتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ میرے مرشد کے آستانے پر ایک دینی مدرسہ قائم ہو اور ایک دینی مدرسہ میرے دادا مرشد کے آستانے کالیکی منڈی میں قائم ہو جہاں سے قوم کے بچے حافظ اور قاری بن کر نکلیں اور ملک وملت و مذہب ومسلک کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیں۔

فقیر راقم الحروف کی راؤ غلام مرتضٰی صابری صاحب سے ایک ملاقات ہوئی ہے بڑے ہی وجیہہ اور باوقار اور درویش منش شخص ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع رام چونترہ تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آپ کا عرس مبارک ۱۴ شعبان کو ہر سال منایا جاتا ہے جبکہ ۱۲۔۱۳ ربیع الاول شریف کو عرس حضرت مخدوم پاک اور عرس سید رحمت علی شاہ منایا جاتا ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

ردیف گ

حضرت پیر گوہر علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: درویش یگانہ، مرشد زمانہ حضرت پیر گوہر علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ گجر قوم کے ایک متمول گھرانے سے متعلق زمیندار طبقے سے متعلق اور اپنے زمانہ کے عظیم درویش اور روحانی پیشوا ہوئے ہیں۔ آپ بڑے ہی صاحب ذوق عارف کامل پابند شریعت و طریقت بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ صوفی لامکانی دانائے کلام ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمتہ کے خلیفہ حضرت علی احمد جی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور منازل سلوک طے کرنے کے بعد انہی سے خرقۂ خلافت پا کر صاحب ارشاد و ممتاز ہوئے۔ آپ اپنے شیخ کی خدمت سب کاموں سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے۔ شیخ کامل سے اس درجہ عقیدت و محبت تھی کہ سال بعد جب فصل کی کٹائی ہوتی تو تمام فصل کاٹ کر اپنے مرشد کے آستانے پر ڈال جاتے۔ جب آپ کے مرشد کو پتہ چلا کہ تمام کی تمام فصل کاٹ کر یہاں ڈال گئے ہیں تو آپ کے پیر و مرشد اس فصل میں سے کچھ فصل رکھ کر باقی آپ کے گھر واپس بھجوا دیئے۔ اس کے بعد آپ وہ فصل اپنے گھر میں رکھ لیتے اور اپنے متعلقین سے فرماتے کہ یہ غلہ اناج میرے مرشد نے میرے لئے بھیجا ہے۔ جن دنوں مانکپور شریف میں حافظ موسیٰ مانکپوری کی ڈیوڑھی کی مرمت ہو رہی تھی تو آپ اپنے پیر حضرت علی احمد جی کے ہمراہ بیل گاڑی پر پہاڑوں سے پتھر لاتے اور اس طرح دیوار کا ایک حصہ مکمل کرایا۔

غدر کے زمانے میں آپ کالکا کے پہاڑوں پر جانور چرانے کے لئے جانوروں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیتے اور آپ بذات خود عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جاتے اور آپ کے جانوروں کی حفاظت جنگل کے درندے کرتے تھے۔ غدر کے بعد آپ پہاڑ کے نیچے کے علاقے نرائن گڑھ ضلع انبالہ موضع بکوری آئے اور آبادی سے باہر رہائش اختیار کر کے رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران بہت سے لوگوں نے آپ کی صحبت سے علم و عرفان حاصل کیا اور وہیں آپ کا وصال کمال ہوا۔ وہیں مرقد منورہ تعمیر کی گئی۔

Marfat.com

حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قطب زمانہ، زینت الاولیاء، حسن الاصفیا، فخر چشتیاں، فارغ از قید مشائخت، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۴۳ء کو موضع کلس شریف نزد ملکوال سرگودھا میں نیر افق ولایت حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمتہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی آپ کی دادی جان محترمہ جو ایک عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ نے گلزار حسین رکھا اور فرمایا کہ الحمدللہ مجھے جس کا انتظار تھا وہ امین میرے سیدن کا حقیقی وارث بن کر آ گیا ہے۔ آپ اپنے تمام بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے آپ کا شجرہ نسب کچھ واسطوں کے بعد حضرت غوث العالم شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمتہ سے ملتا ہے۔ جس کی تفصیل آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمتہ کے تذکرہ میں دی جا چکی ہے۔ آپ نسبی اعتبار سے ہاشمی قریشی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی تعلیم و تربیت پر آپ کے والد ماجد نے خصوصی توجہ دی ویسے تو آپ کے گھر کا ماحول مکمل طور پر دینی اور روحانی تھا سینکڑوں کی تعداد میں آ کر لوگ آپ کے اجداد سے علم حاصل کرتے تھے اسی طرح آپ نے بھی اپنی ابتدائی دینی تعلیم اپنے گھر سے ہی مکمل کی چھوٹی سی عمر میں قرآن کریم مکمل کر کے دینی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہوئے اور مدرسہ سے بھی بہت جلد فراغت حاصل کی۔ پورے مدرسہ میں آپ کی ذہانت اور قابلیت آپ کے ہم مکتب ساتھیوں اور آپ کے اساتذہ میں تسلیم شدہ تھی۔

سیرت و کردار ☆: آپ بچپن سے ہی منفرد عادات و اطوار اور شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے کبھی لہو لعب کھیل تماشہ کی طرف رغبت نہ کی اور نہ ہی کبھی فحش گوئی کی۔ دوران تعلیم معمول یہ تھا کہ مدرسے سے واپس آ کر اپنے والد گرامی کی خدمت میں پہنچ جاتے اور بقایا تمام وقت انہی کے پاس گزارتے جس کا اثر یہ ہوا کہ ان کی نگاہ ولایت سے آپ کی فکری، ذہنی صلاحیتیں اس انداز سے اجاگر ہوئیں کہ لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ ایک دفعہ کوئی تحریر یا تقریر نظر سے گزر جاتی یا سن لیتے تو آپ کو بلفظہ یاد ہو جاتی آپ کی تحریر اور گفتگو میں علمی نکات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا جو کہ خدا کا فضل و کرم کا انعام تھا۔ قرآن فہمی

Marfat.com

اور علم دین کی لگن آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ فرض نماز کے علاوہ دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے گفتگو میں شیرینی تھی۔ اپنے خواجگان اور بالخصوص والد گرامی کے دیئے ہوئے اوراد و وظائف مکمل طور پہ پورے کرتے، کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے۔ آپ حیدری ولایت کے مکمل آئینہ دار اور خدا کے شکر گزار بندے تھے۔ آپ اپنی فہم و فراست اور فطری جود و سخن اور حکمت و دانائی سے دکھی انسانیت کی خدمت اور دلجوئی فرماتے۔ اسی طرح آپ ایک سوشل ورکر اور سماجی کارکن کی حیثیت سے بھی علاقہ بھر کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرواتے رہتے۔ ایوبی دور میں آپ دو مرتبہ یونین کونسل کے نہ صرف ممبر منتخب ہوئے بلکہ آپ یونین کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔ اور اس دور میں آپ نے اپنے علاقے کی فلاح و بہبود کے لئے متعدد ترقیاتی کام کرائے۔ علاقہ میں چک سیدا اور نظام آباد اسٹیشن، تمام دیہاتوں اور متعلقہ آبادیوں میں بچوں اور بچیوں کے لئے سکول، پختہ گلیاں راستے دیگر رفاعی کام مخلوق خدا کی محبت اور اس کی خدمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بحیثیت چیئرمین یونین کونسل بہت سے مخالف گروہوں میں انصاف کی بنیاد پر ایسی مفاہمت کرائی کہ وہ آج تک پُر مسرت زندگی گزارنے پر ممنون ہیں۔ آپ کے دور کے آپ کے تحریر کردہ فیصلے اتنی بڑی عدیم المثال فراست کا ثبوت ہیں کہ آج تک انہیں ملک کی کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ نے اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انہی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور انہیں کے سجادہ نشین قرار پائے۔

آپ کا شعری ذوق ☆: آپ کو بچپن سے ہی شاعری سے لگاؤ تھا۔ آپ زیادہ تر پنجابی بند اور غزل لکھتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کے کلام میں فارسی، اردو اور ہندی کی شاعری کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔

آپ کی شادی و اولاد ☆: آپ کی شادی آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے مارچ ۱۹۵۲ء میں میاں مبارک شاہ ہاشمی قریشی ساکن چک نمبر ۴۹۷ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ جو کہ حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے نہایت خدارسیدہ اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے کہ صاحبزادی سے نہایت اہتمام و اکرام سے فرما کہ خوشیوں کا اظہار فرمایا جو کہ آنے

Marfat.com

والے کسی خوشبخت وارث کا آئینہ دار تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ٹھیک ایک سال بعد مارچ ۱۹۵۳ء میں آپ کو ایک عظیم صابر و شاکر حسین وجمیل بیٹا عطا فرمایا جس کا نام نامی اسم گرامی شمیم صابر صابری رکھا گیا۔ مگر شومیٔ قسمت کے اس نور نظر کی پیدائش کے چند ساعت بعد آپ کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہو گیا۔ پھر اس نومولود کی کفالت آپ کی والدہ یعنی نومولود کی دادی جان جو اپنے زمانہ کی متقیہ نیک سیرت خاتون تھیں نے اپنے ذمے لے لی اور سات ماہ تک یہ طفلِ اپنی دادی جان کا دودھ پیتا رہا۔

بعدازاں یہ سعادت کرم بی بی زوجہ پائندہ خان (قوم ارائیں) ساکن چل پور (موجودہ محلہ مولانگر) کو ملی۔ جس نے نہایت پیار و محبت اور خلوص سے بطریق احسن اس فریضہ کو انجام دیا۔ آج یہی شہزادہ حضرت پیر شمیم صابر صابری کی صورت میں ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء سے موجودہ سجادہ نشین کی صورت میں درگاہ عالیہ کلس شریف کی مسند پر جلوہ افروز ہے جو کہ اپنے بزرگان وخواجگان کی طریقت پر سختی سے عمل پیرا ہو کر سلسلہ عالیہ کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔ آپ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے اپنی پہلی زوجہ محترمہ کے وصال کے ٹھیک دس برس کے بعد ۱۹۶۳ء میں دوسری شادی موضع مبہ قائم کے ایک قریشی خاندان میں کی جو کہ میلی قتال کی اولاد میں سب سے بڑا صاحب عزوشرف خاندان ہے۔ آپ کی ان اہلیہ سے تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور اولاد نرینہ نہ ہوئی۔

دربار کلس شریف کی تعمیر میں آپ کی جدت پسندی ☆: آپ جب اپنے والد بزرگوار حضرت پیر سیّدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد مسند کلس شریف پر متمکن ہوئے تو جہاں آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیمات کو فروغ دینے میں مرکزی کردار ادا کیا وہاں آپ نے آنے والے مریدین کو نہ صرف اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا بلکہ انہیں ان کی حقیقی منزل سے بھی آگاہ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں پورے پاکستان بالخصوص پنجاب کے اندر آپ کا سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگوں میں شمار ہونے لگا اور صابری دربار شریف کی عزت و وقار میں اضافہ کے لئے آپ وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ رہتی دنیا تک آپ کی خدمات زندہ و تابندہ رہیں گی۔ تبلیغ و رشد و ہدایت کے ساتھ خداوند قدوس نے آپ کو بے تخلیقی صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا۔ آپ نے اپنی ان تخلیقی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے

Marfat.com

دربار شریف کی تعمیر میں وہ جدت پیش کی جس کی بنا پر ہر دیکھنے والا یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ صابری دربار کلس شریف آپ کے حسن تخلیق کا شاہکار ہے۔

آپ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد ان کا عظیم الشان خوبصورت مزار مبارک تعمیر کرایا۔ کلس شریف جیسے دور افتادہ اور پسماندہ گاؤں تک پکی سڑک اور آنے والے زائرین کے لئے درجنوں کمرے دیدہ زیب خوبصورت بارہ دری محفل کے لئے وسیع ہال اور لنگر کے لئے وسیع لنگر خانہ تعمیر کرایا۔ جہاں بہترین سہولتیں میسر ہیں۔ قدیم مجلس خانہ (بیٹھک) اور حضور سیدن سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ مبارک دوبارہ تعمیر کرایا اور اپنی والدۂ ماجدہ کا مزار شریف اور اس کے متصل قرآن محل تیار کروایا۔ اس کے علاوہ زائرین اور اہل علاقہ کی سہولت کے لئے بہترین وسیع وعریض خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔ جس کے ساتھ طہارت خانے، غسل خانے تیار کرائے۔ آب رسانی کے لئے ٹیوب ویل کا بندوبست اور موضع کلس کو دربار شریف کے نام پر بجلی کی سہولت دلائی۔ دربار شریف پر سرکاری طور پر ڈاک خانہ منظور کروا کر قائم کرایا جس کا فائدہ پوری بستی کو ہے جبکہ ڈاک خانہ کی جگہ ذاتی طور پر مہیا کی۔ اس طرح دربار شریف کے نام پورے موضع کلس کو ٹیلی فون جیسی سہولت مہیا کرائی۔ اس کے ساتھ ایک آرا مشین، ایک چکی کا بھی خصوصی انتظام کیا۔ دربار شریف کی مسجد میں نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز جمعہ کا اہتمام اور مسجد کے ساتھ ملحقہ مدرسہ گلزار چشت کا اجراء آپ کی دن رات کی تبلیغی مساعی، خدمت خلق اور دین حق کی خدمت کے لئے محنتوں کا واضح ثبوت ہے جس کے ثمرات سے تا قیام قیامت مخلوق خدا مستفیض ہوتی رہے گی۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے عظیم والد بزرگوار کے پیر و مرشد اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے سرخیل حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس واقع مگھو پنڈی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں بھی ان کے مزار اقدس کی مرمت کے ساتھ ساتھ وسیع وعریض مہمان خانے مجلس خانے اور لنگر خانے کے علاوہ خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔ اس کے علاوہ پاکپتن شریف میں جگہ خرید کر بہت سے مکانات مجلس خانہ لنگر خانہ تعمیر کرایا اور وضو غسل کا خاطر خواہ انتظام کیا۔

موضع مغل نزد جاتلی تحصیل گوجر خان میں اپنے والد گرامی کے مرید منظور نظر اور اپنے پیر بھائی حضرت سائیں رحمت دین صابری علیہ الرحمۃ کا مزار شریف بھی آپ کی ہی نگرانی میں مکمل ہوا جو کہ قابل رشک

Marfat.com

اندازِ تعمیر ہے۔ تبہ شریف موضع ساہنا میں حضرت مائی صاحبہ کے مزار اقدس کی تزئین و آرائش اور مہمان خانوں کی مرمت و دیکھ بھال کا انتظام بھی تادم آخر سنبھالے رکھا۔ حتیٰ کہ موضع بولا کے قریب صابری جامع مسجد اور آرام گاہ کی مرمت صفائی اور سجاوٹ کو بھی ہمیشہ شامل معمولات رکھتے رہے۔

کلس شریف اور گردونواح کے لوگ بخوبی اس بات سے آگاہ ہیں کہ اس دور افتادہ بستی کے لئے اس عظیم مردِ قلندر کی محنت شاقہ کے طفیل زندگی کی تمام بنیادی سہولتیں میسر ہیں۔ آپ نے کوئی بھی پہلو تشنہ نہ چھوڑا۔ اگر ایک طرف نظام آباد ریلوے اسٹیشن ہے تو دوسری طرف چک سیدا اسٹیشن منظور کروا کر دربار عالیہ تک پکی سڑک تعمیر کروائی۔ دوسری طرف ضلع جہلم کے علاقہ سے آنے والے مسافروں کے لئے چک نظام اسٹیشن بنوا دیا۔ یہ تمام معاملات صرف اور صرف آپ کی ذاتی سوچ اور آپ کے اجداد اور پیشواؤں کی نظر کرم سے پورے ہوئے ہیں جس کا اعتراف اہل حق اور اہل ایمان آج بھی کرتے ہیں۔

آپ کی قلمی و علمی خدمات☆: آپ نے اپنے قلم سے نہ صرف شاعری اور اپنے بزرگوں کی شان میں کلام لکھنے کی خدمت کا فریضہ انجام دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے علمی خدمت بھی کی۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں آپ کی تصنیف ''صدائے حق، شاہی گدائی، گلزار طیبہ، ذکر بلال، وسدیاں اکھیں، گلزار چشت، رموز دلبراں اور سب سے آخری تصنیف سیرت سیدنا المعروف شاہکار صابر'' آپ کی علمی خدمات کا انمول ذخیرہ ہیں۔

نوٹ☆: ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے پیروکار اس انمول خزانے کی حفاظت اس طرح کریں کہ ان تمام کتب کو بار بار چھپوا کر عقیدت مندان کو دی جائیں تاکہ وہ آپ کی ان تصانیف سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ مادیت کے اس پرفتن دور میں ڈائجسٹ، ناول، دیگر فحش کلچر اور شعر و شاعری کے موجودہ عاشقانہ انداز کا توڑ صرف اور صرف تصوف کی تعلیم اور صاحب حال بزرگوں کے کلام کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہر مرید و عقیدت مند کے گھر اپنے پیشواؤں کی تعلیمات کی کتب موجود ہوں گی تو آنے والی نئی نسل اس سے استفادہ کر سکے گی۔ الخ صابری

کلس ہمارا اور کلیر ان کا گھر ہے☆: دسمبر ۱۹۶۴ء میں آپ کے پیرومرشد

Marfat.com

اور والد بزرگوار حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ جب آخری مرتبہ کلیر شریف تشریف لے گئے تو حضور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۱۵ ربیع الاول شریف کے روز آپ کے والد گرامی آپ کو اپنے ہمراہ لے کر حضرت شہزادہ نواب میاں سجادہ نشین درگاہ حضور مخدوم صابر پاک کلیری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تعارف کرایا کہ یہ میرا بڑا برخوردار اور فرزند و ولی عہد ہے میں چاہتا ہوں کے بانی سلسلہ عالیہ حضرت مخدوم صابر پاک کے دربار سے اس کی دستار بندی ہو جائے۔ چنانچہ حضرت شہزادہ نواب میاں اپنے خلوت خانہ خاص میں تشریف لے گئے ایک چادر اور ایک گل ارمنی رنگ کی دستار مبارک ہاتھ میں لے کر آئے اور چادر مبارک آپ کے والد گرامی کو عنایت فرمائی اور دستار اپنے دست مبارک سے شہزادہ نواب میاں سجادہ نشین نے آپ کے سر پر باندھی اور خصوصی دعاؤں سے نواز کر رخصت کیا۔

نوٹ ☆: حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کو خو. حضور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ نے جانب پنجاب اپنی امانت دیکر کلس شریف بھیجا اور حضرت سید مردان علی شاہ صابری چک نظام ہو۔ یا مکھو پنڈی۔ یا کلس شریف جہاں بھی بیٹھے حضور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان تقسیم کرتے رہے۔

نمبر۲ ☆: اسی طرح آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ کو حضور مخدوم پاک کے دربار سے نہ صرف چادر شریف عنایت ہوئی بلکہ باطنی فیوض و برکات کا عظیم خزانہ ملا۔

نمبر۳ ☆: آپ کو اپنے والد گرامی پیر سیدن شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت حضرت سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور حضور مخدوم پاک صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا نہ صرف باطنی فیض ملا بلکہ حضور مخدوم پاک صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے دیار شریف سے صرف ۱۵ برس کی عمر عزیز میں سیدن سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ولی عہد اور مسند کا حقیقی وارث ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ بات ۱۹۶۴ء کی ہے۔

نمبر۴ ☆: جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو حضور مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین حضرت شاہ منصور اعجاز صاحب صابری قدوسی گنگوہی مدظلہ العالی خود کلیر شریف سے کلس شریف تشریف لائے اور آپ کے چہلم شریف کی محفل سے جو روح پرور خطاب

Marfat.com

فرمایا سبحان اللہ۔ جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور پھر اسی تقریب میں موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری مدظلہ کی دستار بندی بھی کلس میں اپنے دست مبارک سے فرمائی۔ اس کے بعد روانہ ہوتے وقت انہوں نے آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "سیرت سیدن رحمتہ اللہ علیہ۔ (شاہکار صابر)" کی تقریظ اپنی نوک قلم سے تحریر فرمائی۔ جو کہ آپ کے ذوق کے لئے سپرد قلم اور پیش خدمت ہے۔

تقریظ از قلم

حضرت شاہ منصور اعجاز صابری قدوسی گنگوہی سجادہ نشین کلیر شریف انڈیا

حمد ونعت کے بعد واضح ہو کہ ہم حضرت خواجہ بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی سلطان التارکین رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں جو کہ بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے چھٹے خلیفہ ہیں۔ اور یہ وہ ہستی ہیں کہ جنہیں آپ کا روضہ اقدس تعمیر کرنے کی اجازت اور سعادت ملی۔ حضور خواجہ گنگوہی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد درگاہ صابر رحمتہ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی اور غلامی ہمیں عطا ہوئی جو آج تک مسلسل چلی آ رہی ہے۔ درگاہ صابر رحمتہ اللہ علیہ ایسی درگاہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ روحانیت کا منبع اہل دل کا مرکز اور مخلوق خدا کا دارالسکون ہے۔ اس قدر کشش ہے کہ ہر شہر و دیار سے لوگ چلے آ رہے ہیں۔ چونکہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے بانی ہیں۔ اس لئے صابری حضرات تو اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ درگاہِ معلّٰی پر حاضر ہونے والوں پر حضور بہت مہربانی فرماتے ہیں۔ دامانِ مراد بھر دیتے ہیں اور ایسی نگاہ کرم ہوتی ہے کہ کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں ایسے لگتا ہے کہ حضور مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ سرکار ہر سائل کو اپنے ہاتھ سے خیرات عنایت فرما رہے ہیں۔ ہم حضور کی سخاوت وعطا اور سائلین پر فیض وکرم کی بارش ہر روز دیکھتے ہیں۔ لیکن اس دن ہماری حیرت کا ٹھکانہ نہ رہا جب اپریل ۱۹۸۰ء میں پاکستان سے ایک قافلہ درگاہ صابر پر حاضر ہوا۔ ان کی حاضری پرسوز اور پردرد تھی۔ ان پر حضور کی نوازشات کا تو کیا ہی کہنا۔ امیر قافلہ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ (سجادہ نشین صابری دربار کلس شریف سرگودھا پاکستان) تھے۔ آپ حسن اخلاق کا مجسمہ پیکر علم وادب سراپا

Marfat.com

سوز و گداز شیریں گفتار بلند کردار تھے۔

جب پیران کلیر آئے تو یوں لگا جیسے کوئی مدت کے بعد اپنے گھر آ رہا ہے۔ میرے والد گرامی جناب شاہ اعجاز الحسن صابری بھی آپ سے بہت متاثر ہوئے۔ حالانکہ وہ کسی سے بہت ہی کم متاثر ہوتے تھے۔ جناب سجادہ نشین صاحب نے آپ کی پُر خلوص مہمان نوازی کی اور ان کی خوب پذیرائی کی۔ شاہ صاحب اپنے مختصر قیام کے دوران ہم لوگوں سے درگاہ معلیٰ کے خدام اور دیگر احباب سے ایسے گھل مل گئے جیسے مدتوں سے یہیں رہ رہے ہوں۔ پھر جب صابر رحمتہ اللہ علیہ حضور سے اجازت لینے اور الوداعی سلام کے لئے درگاہ پاک میں داخل ہوئے تو ایک قیامت بپا ہوگئی۔ آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا آہ و فغاں اور پُر سوز نالے سنائی دے رہے تھے۔ اور صابری نعرے فضا میں گونج رہے تھے۔ لگتا تھا کہ در و دیوار اور گرد و پیش کی ہر چیز ''حق صابر، حق صابر'' کا ورد کر رہی ہے۔ پھر رخصت ہوئے تو ہر طرف اداسی چھا گئی جیسے رونقیں ان کے ساتھ ہی جا رہی ہوں۔ پھر کیا تھا شاہ صاحب ہر سال درگاہ مخدوم پر حاضری دیتے رہے اور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ انہیں نوازتے رہے۔ پھر صابری دربار کلس شریف پر ہمارا آنا جانا شروع ہو گیا۔ اور حضرت پیر سیدن شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب صابری کے سالانہ عرس پر ہم باقاعدہ شمولیت کرنے لگے۔

جب میں پہلی مرتبہ کلس شریف گیا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہاں صابر حضور رحمتہ اللہ علیہ کا بے انتہا کرم ہے۔ شاہ صاحب کے غلاموں کی بہت خدمت ان کے دلوں میں صابر پیا کی محبت اور شاہ صاحب سے ان کی والہانہ عقیدت دیکھ کر یقین ہو گیا کہ صابر حضور رحمتہ اللہ علیہ یہاں بنفس نفیس جلوہ افروز ہیں اور شاہ صاحب نے اپنی شیریں گفتار اعلیٰ کردار اور محبت و پیار سے اسم صابر مریدین کے دلوں پر نقش کر دیا ہے۔ اور صابری سلسلہ کو اس علاقے میں دور دور تک پھیلا دیا ہے۔ شاہ صاحب کی پُر سوز تقریروں اور دلکش تحریروں سے سلسلہ عالیہ صابریہ کو بہت فروغ ملا ہے۔ اب تو حال یہ ہے کہ ہم لوگ کلس دربار کے لئے اور کلس والے پیران کلیر کیلئے بے قرار رہتے ہیں۔ ''جیسا کہ کلس ہمارا اور کلیر ان کا گھر ہے'' کیوں نہ ہو یہ حضرت سیدن شاہ صاحب صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ان برہنہ پا سفروں کا صدقہ ہے جو انہوں نے درگاہ صابر پر حاضریاں دیں اور حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی پاک امانت حضرت پیر سید مردان علی شاہ صاحب کے ذریعے ان کے سپرد کی اور پھر آپ نے اس

Marfat.com

خطہ میں سلسلہ صابریہ کا تعارف کرایا۔ اور یہاں صابری فیض عام کیا۔ آپ نے ۱۹۷۳ء کو وصال فرمایا اور حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا سجادہ نشین منتخب فرمایا۔ واضح رہے کہ حضرت پیر گلزار حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب کی دستار بندی میرے دادا صاحب حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ صاحب سجادہ نشین نے کلیر شریف میں ۱۹۶۴ء میں اپنے ہاتھ سے کی جب آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری کے ہمراہ پہلی بار دربار کلیر حاضر ہوئے تھے۔ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم وفاضل بلند پایہ شاعر صاحب سوز وگداز اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لبریز شخصیت تھے۔ صاحب تقریر اور صاحب تحریر بھی تھے۔

آپ کی تحریر کردہ کتاب سیرت سیدن المعروف شاہکار صابر نگاہ سے گزری یہ کتاب رموزِ طریقت سے لبریز مسائل تصوف سے بھرپور اور دولت عشق سے مالا مال ہے۔ اپنے دامن میں رشد وہدایت کے خزانے سمیٹے ہوئے ہے۔ مشکل سے مشکل مسائل میں طالبان طریقت اور محبان اسلام کو مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ دقیق سے دقیق اور عمیق سے عمیق مسائل کو ایک نکتے میں حل کرنا اور آسان پیرایہ میں سمجھا دینا صرف شاہ صاحب ہی کا خاصہ ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب اہل اسلام اور اہل طریقت کے لئے روشنی کا ایک عظیم مینار ہوگی۔ پڑھنے سننے والوں کے دلوں کو صیقل کرے گی۔ اس لئے کہ کلام ولی بزبان ولی اور از قلم ولی دل ودماغ پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کتاب ہذا میں تصوف، خوارقِ دعادات، تعویز گنڈے اور جنات کی جو تشریح شاہ صاحب کی ہے وہ بس انہیں کا حصہ ہے۔ اس میں جھوٹے اور فریبی لوگوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے اور ان کے مکرو فریب کا دروازہ بند کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب نے یہ کتاب لکھ کر سلسلہ عالیہ صابریہ کی عظیم خدمت کی ہے۔ شاہ صاحب ۹۱۔۱۱۔۲۸ کو اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ شاہ صاحب کے انتقال پر ملال سے اہل طریقت اور صف اولیاء میں ایک نہ پُر ہونے والا خلا اور ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے کیونکہ ایسی عظیم ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جب یہ خبر تار کے ذریعے ہمیں کلیر میں پہنچی تو گویا ایک بجلی سی گری درگاہ پاک پر اور ہمارے گھر میں

Marfat.com

جس نے بھی سنا اُسے دلی صدمہ ہوا اور درگاہ کے خدام نے باقاعدہ سوگ منایا۔
میرا خیال تھا کہ چہلم سے صرف ایک دن پہلے 1992-1-1 کو کلس شریف پہنچ جاؤں گا لیکن حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ ''فوراً جاؤ'' شمیم صابر کی دستار بندی کرنی ہے اور دو چادریں چڑھانی ہیں اور پھر وہاں کافی عرصہ رہنا ہے۔ میں یہ حکم سن کر فوراً اٹھا اور تیاری شروع کر دی حضور کے کرم سے تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں اور میں کلس شریف پہنچ گیا۔ 1992-1-2 کو ایک عرس کا سماں تھا۔ بلکہ حاضرین کی تعداد عرس سے بھی زیادہ تھی۔ عصر سے مغرب شاہ صاحب کی رسم چہلم اور ختم خواجگان کا اہتمام کیا گیا۔ بعداز نماز عشاء 10 بجے رات بحیثیت سجادہ نشین درگاہ کلیر شریف مجھ سے دستار بندی کرنے کی استدعا کی گئی۔ چنانچہ میں نے صابر پیاء کی عطا کردہ دستار جو گلِ ارمنی رنگ کی تھی۔ صاحبزادہ پیر شمیم صابر کے سر پر باندھ دی۔ اور فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ پھر غلامان دربار کلس شریف نے اپنی اپنی طرف سے دستاریں پیش کیں۔ مریدین کی شاہ صاحب سے والہانہ عقیدت اور آپ کے سجادہ نشین سے اس قدر محبت و پیار دیکھ کر یقین ہو گیا کہ مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس سجادہ نشین سے اپنے مسلک کا کوئی عظیم کام لیں گے۔ اسی لئے تو اپنے دستار بھیجی ہے۔ میں خود حیران ہوں کہ حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا صاحبزادہ پیر شمیم صابر پر اتنا کرم ہے کہ درگاہ کلیر شریف کے سجادہ نشین حضرات صابری سلسلہ کے کسی خلیفہ کی دستار بندی کراتے ہیں تو وہ خود درگاہ صابر رحمتہ اللہ علیہ پر حاضر ہوتا ہے اور جس دن سجادہ نشین صاحب چاہیں اس کی دستار بندی کر دیتے ہیں۔ وہ درگاہ صابر کے علاوہ کسی دربار پر جا کر کسی کی دستار بندی نہیں کرتے۔

ہماری تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ بحکم صابر پاک مجھے شمیم صابر صاحب کی دستار بندی کرنے کے لئے کلس جانا پڑا اور یہ حضور کے کرم کی ایک انوکھی مثال ہے۔ ایک انوکھا طریقہ ہے۔

پھر چند احباب نے تقریروں اور نعتوں میں نذرانہ پیش کیا بڑا ہی پُر سکون سماں اور پُر سوز منظر تھا۔ بعدازاں محفل سماع کا آغاز ہوا اور رات گئے تک جاری رہا۔ سامعین پر رقت طاری رہی اور اذان فجر تک فضا ذکر حق سے معطر رہی۔

Marfat.com

۱۹۹۲-۲-۲۴ کو لاہور آیا سجادہ نشین پیر شمیم صابر صاحب صابری بھی لاہور تک آئے۔ رات اہل لاہور کی پُر درد محفل میں گزاری اور ۹۲-۲-۲۵ کو واپس کلیر شریف روانہ ہوا اور ساری کارروائی درگاہ مخدوم صابر رحمتہ اللہ علیہ میں پیش کر کے صابری مہر ثبت کرا دی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ کلس دربار سے ابد تک سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہے۔ فیض و برکات کی دولت بٹتی رہے اور تشنگان وحدت کی پیاس بجھتی رہے۔ حق کی سربلندی اور امت مسلمہ کی شیرازہ بندی ہوتی رہی۔ سلسلہ عالیہ صابریہ کو فروغ حاصل رہے اور یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف گامزن رہے۔

منبع سر نبوت ہم ولایت حیدری
آفتاب چشتیاں مخدوم صابر کلیری

احقر

شاہ منصور اعجاز صابری

سجادہ نشین درگاہ صابر پاک

پیران کلیر شریف سہارن پور انڈیا

آپ کی زندگی کے ایام علالت ☆: ۳۰ جون ۱۹۹۱ء کو آپ مکھو پنڈی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے دوران اجتماع عام سے خطاب فرما رہے تھے کہ آپ کی طبیعت اچانک علیل ہو گئی۔ وہاں سے آپ کو علاج کی غرض سے سرگودھا اور پھر اس کے چند روز بعد لاہور لے جایا گیا اور کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ میں داخل کرا دیا گیا۔ وہاں تقریباً تین ماہ زیر علاج رہے کچھ افاقہ ہونے پر واپس کلس شریف آ گئے اور سالانہ عرس پاک آپ ہی کی زیر صدارت منایا گیا۔

آپ کو اپنے مریدین سے حقیقی اور سچی محبت تھی ان کی پریشانی اور تکلیف پر تڑپ جاتے۔ عرس شریف کی آخری محفل کے اختتام پر جب آپ کے وفادار ساتھی غلام اور مرید وارادت مند ملاقات کر کے روانہ ہو رہے تھے۔ تو آپ نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار اس شعر سے فرمایا۔

گلے مِل مِل کر سارے دوست مجھ سے بچھڑے جاتے ہیں
میری آنکھوں میں یارب روشنی کم ہوتی جاتی ہے

Marfat.com

چنانچہ عرس کے بعد آپ کی طبیعت زیادہ علیل ہوگئی۔آپ کی وجہ سے آپ کو لاہور میں کارڈیالوجی ہسپتال داخل کرادیا گیا۔۲۶ نومبر کو آپ نے اپنے برادرِ خورد جناب صاحبزادہ آفتاب احمد صابری اور فرزند جناب شمیم صابر صابری اور حکیم غلام حسین صابری صاحب صابری محلہ ملکوال کو خصوصاً اپنے پاس بلا کر اپنے متعلقین اور مریدین کے نام پیغام دیا کہ سب کو میری طرف سے صدہا دعاؤں کے ساتھ سلام قبول ہو۔نیز میرے بعد شمیم صابر میرا جانشین ہوگا اور جناب آفتاب احمد صابری صاحب ان کے معاون ہونگے۔اپنے مالک حقیقی کو ہمیشہ یاد رکھنا ہمیشہ اس کی رضا کو سامنے رکھ کر نیک اعمال میں کوشاں رہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منع کردہ اور ناپسندیدہ اعمال بد سے بچنے کی کوشش کرنا ازحد ضروری ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء بوقت شام ہوا۔غسل مبارک کے وقت آپ کا جسدِ انور عجیب وغریب نرمی اور ملائمیت کا انداز پیش کررہا تھا۔چہرہ پُرانوار وتجلیات کی ایک بارش عیاں تھی۔نماز جنازہ حضرت پیر حاجی عاشق حسین صاحب سجادہ نشین ثانی بھگام شریف نزد چک رانب تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین نے پڑھائی۔ہزاروں افراد نے نماز جنازہ ادا کی۔

مزارِ پُرانوار موضع کلس شریف نزد ملکوال ضلع سرگودھا میں مرجع خاص دعام ہے۔آپ کے بعد آپ کے سجادہ نشین پیر شمیم صابر صابری جو کہ ایک پڑھے لکھے اور منجھے ہوئے قابل ترین باصلاحیت شیخ طریقت ہیں۔فقیر کو بارہا آپ سے شرف نیاز حاصل ہے فقیر راقم الحروف کی دعوت پر فقیر کے ادارے میں بڑی گیارہویں شریف و سالانہ عرس فیض عالم منعقدہ 4 جولائی کے پروگرام کی صدارت کے لئے دو مرتبہ تشریف لائے تھے۔فقیر کو دربار گوہر بار کلس شریف میں حاضری کا بارہا موقع نصیب ہوا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com

ردیف ل

حضرت شاہ لطف اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، فیوض یزدانی، قبلہ طالبان علم طریقت و شریعت، حضرت شاہ لطف اللہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اولیائے کبار میں سے ہیں۔ آپ قطب دوران حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ ہی پرورش پاتے رہے انہی سے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی اور بعد ازاں حضرت میراں جی شاہ بھیکھ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر خرقہ خلافت پا کر صاحب ارشاد اور سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ نے اپنے مرشد حضرت شاہ بھیکھ کی سوانح حیات و کرامات پر ایک کتاب ''ثمرۃ الفوائد'' بھی لکھی ہے جو کہ مقبول زمانہ ہے۔

نوٹ ☆: کتاب ثمرۃ الفوائد کا ایک نسخہ فقیر راقم الحروف کی لائبریری میں موجود ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بروز ہفتہ بیس ذیعقد ۱۱۸۶ھ کو ہوا۔ مزار فیض آثار جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

شد چوں لطف اللہ باالطاف آلہ
بعد فوت خود بقرب حق قبول
کن رقم اہل نظر تاریخ او
بار دیگر کن بیان فیض رسول

۱۱۸۶ھ

Marfat.com

ردیف م

منقبت درشان حضرت شیخ محمد بن عارف حق رحمتہ اللہ علیہ

تمہاری منقبت کرنے لگی جس دم زبانؔ میری
بلائیں لینے کی خاطر بڑھے گرد بیاں میری

تیری چشم کرم وجہ سرورِ زندگانی ہے
تیری چشم کرم روزِ ازل سے پاسباں میری

تیرے حسن نظر سے دل منور ہو گیا میرا.
تیرے حسن تکلم سے ہے رنگیں داستاں میری

تیرے ذکر مبارک میں حلاوت ہے حلاوت ہے
مزے لیتی ہے تیرے ذکر سے کیا کیا زباں میری

تعلق توڑ کے دنیا سے تیرے در تک آئی ہے
نظر گستاخ تھی دیکھو لڑی جا کر کہاں میری

تیرے در پر جبیں اپنی سرورِ بے نوا رکھ دے
پذیرائی ''تمنا'' کو عطا کر جان جاں میری

کلام سرور انبالوی

حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف حق صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف یگانہ پیشوائے مقتدایاں، رہبر کاملاں، حضرت شیخ محمد عارف ردولوی رحمتہ اللہ علیہ تجرید میں یکتا اور فقر و فاقہ اور فنا میں بے مثال تھے۔ استغراق آپ کو اس قدر تھا کہ ہر وقت دنیا و مافیہا سے بے خبر رہتے تھے۔ جب آپ کو آخری عمر میں مرض موت لاحق ہوا۔ تو اپنے بڑے

Marfat.com

صاحبزادے شیخ الاولیاء علیہ الرحمۃ کو یاد فرمایا اور وہ ان ایام میں حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے پاس شاہ آباد میں تعلیم پا رہے تھے۔ حاضرین نے عرض کی حضرت صاحبزادہ شیخ الاولیاء تو شیخ عبدالقدوس علیہ الرحمۃ کے پاس شاہ آباد رہتے ہیں۔ وہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آپ یہ بات سن کر خاموش ہوئے شیخ العالم کی روح مقدس مطہر نے حضرت قطب العالم سے فرمایا کہ شیخ الاولیاء کو جلدی ردولی لے جاؤ۔

آمد ردولوی ☆: کیونکہ حضرت شیخ الاولیاء عرف شیخ بدہ علیہ الرحمۃ حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ وہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے پاس رہتے تھے۔ جب آپ کے مرض الموت کے عالم میں اپنے فرزند ارجمند شیخ الاولیاء کا خیال آیا تو مریدین نے عرض کی حضور وہ تو حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے پاس ہیں تو آپ نے باطنی طور پر حضرت عبدالقدوس علیہ الرحمۃ کو اپنی کیفیت کا اظہار کیا کیونکہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ آپ کے خلیفہ اور مرید تھے اور باکمال درویش تھے۔ ظاہری و باطنی حالات سے ہر وقت باخبر رہتے تھے۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو جب آپ کی کیفیت کا علم باطنی طور پر ہوا تو قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ الاولیاء علیہ الرحمۃ کو خود لے کر ردولوی شریف پہنچے۔ تو دیکھا کہ حضرت شیخ العالم شیخ محمد عارف علیہ الرحمۃ حالت استغراق میں بخود ہیں۔ جب ہوش میں آئے تو یہ فرماتے سبحان اللہ میں سمجھا۔ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ نے عرض کی۔ حضرت کیا سمجھے تو حضرت شیخ محمد نے فرمایا توحید کا مطلب سمجھا ہوں۔ جب مفارقت روح کا وقت زیادہ قریب ہوا اور استغراق نے غلبہ زیادہ کیا تو حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ نے عرض کی یہ وقت مردانِ حق کے لئے ہوشیار رہنے کا ہے۔ یہ سُن کر حضرت شیخ محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اب ماسوائے ذات مطلق کے میرے سینے میں کوئی اور چیز نہیں بےفکر رہو۔

اس کے بعد آپ نے حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو خرقہ خلافت عطا کیا اور پیران چشت کی امانت اور اسم اعظم حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا اور اپنے بیٹے شیخ الاولیاء عرف شیخ بدہ کو حضرت قطب عالم کے سپرد کیا اور خوش و خرم عالم بقا کو سدھارے حضرت قطب العالم علیہ

Marfat.com

الرحمۃ نے حضرت شیخ الاولیاء عرف شیخ بدہ علیہ الرحمۃ فرزندار جمند حضرت شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم ظاہری اور تعلیم باطنی سے سرفراز فرما کر اپنی نیابت میں بٹھایا اور ان کو اپنا سجادہ بھی مقرر فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ نے اس دنیائے فانی کو ۲۱ رمضان المبارک ۸۸۴ھ کو خیر باد کہا۔ مزار پُر انوار ردولی شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت شیخ محب اللہ شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین، سلطان العاشقین، برہان الواصلین، دلیل الکاملین حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی صدر پوری چشتی صابری گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے جید عالم دین اور بلند پایہ عارف کامل ہیں۔ عبادت و ریاضت میں آپ یکتائے زمانہ ہیں۔ زہد و تقویٰ میں بے مثال فقر و فاقہ اور ترک و تجرید میں کمال درجہ کی خاصیت رکھتے تھے۔

تلاش حق ☆: جب آپ علم ظاہریہ، فلسفہ منطق وغیرہ اور تفسیر و حدیث، فقہ وغیرہ سے فارغ ہوئے تو دل میں طلب حق پیدا ہوئی۔ چنانچہ آپ اس سلسلہ میں بہت سے بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ بالآخر آپ دہلی تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے مزار پُر انوار پر حاضر ہو کر استخارہ کیا تو قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں فرمایا کہ حضرت مخدوم سید علاؤ الدین شاہ کلیری کے سلسلہ میں خوب رونق ہے۔ اور ان کے سلسلہ میں حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی ولایت کا بہت شہرہ اور چرچا ہے لہٰذا آپ گنگوہ تشریف لے جائیں۔

بیعت و خلافت ☆: دہلی میں خواجہ قطب صاحب سے اشارہ پا کر آپ وہاں سے روانہ ہو کر گنگوہ شریف ضلع انبالہ میں حضرت شیخ شاہ ابوسعید گنگوہی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو بیعت فرمانے کے بعد حضرت شاہ

Marfat.com

ابوسعید گنگوہی علیہ الرحمۃ نے اپنے مرید خاص مجاہد سے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر کے یہ تو معلوم کرو کہ شیخ محب اللہ کی استعداد کس نبی کی ولایت کے ساتھ ہے۔ تاکہ اس کے موافق تعلیم دی جا سکے۔

اُس خادم نے دوگانہ ادا کر کے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ محب اللہ کی مناسبت ولایت موسوی سے ہے۔ اس کے بعد حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے نفی واثبات اور اسم ذات کی تعلیم دے کر چلہ میں بٹھا دیا اور تصور شیخ کی تاکید فرمائی۔

مرشد کے فرمان سے آپ چلہ میں یکسوئی کے ساتھ بیٹھ گئے اور اس خلوت میں آپ کو اس قدر تصفیہ حاصل ہوا کہ علوم باطنی آپ پر اچھی طرح واضح ہونے لگے۔ اور تجلیات ملکوتیہ و جبروتیہ سے بہرہ ہوئے۔ لیکن تجلی ذات بے کیف اس خلوت میں میسر نہ آئی۔ حالانکہ آپ اس تجلی کے لئے بے حد خواہاں تھے۔ جب چلہ سے نکل کر آپ نے تمام واقعات اپنے شیخ کی خدمت میں بیان کئے تو انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ کے دل میں خیال آیا کہ ابھی تک مجھے شہودِ ذات بے کیف حاصل نہیں ہوا۔ میرے شیخ مجھے کس طرح خلافت کے لائق سمجھ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ سالکین جو عالم ملکوت اور عالم جبروت کی تجلیات میں ہیں خلافت کے قابل نہیں ہوتے اور وہ چیز جو سالک کو خلافت کے قابل بناتی ہے۔ اب تک مجھے حاصل نہیں ہوئی۔ میں اسی کا طالب ہوں جسے شہود لاکیف کہتے ہیں۔

آپ کے پیرو مرشد حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دل میں آنے والے وسوسے سے باطنی طور پر مطلع ہو گئے۔ اور آپ کے لئے دعا کی اور آپ پر خصوصی توجہ ڈالی۔ اللہ کریم نے اُن کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور تجلی ذاتی اُن پر منکشف ہوگئی۔ اور مقصود اصلی حاصل ہو گیا۔ مگر ادھر سے مرشد کامل کی توجہ برابر جاری تھی کہ جس کو آپ زیادہ برداشت نہ کر سکے اور مرشد کی بارگاہ میں عرض کیا حضور اتنا ہی کافی ہے۔ اب مزید ہمت نہ ہے۔ آپ کے مرشد نے آپ کے لئے رب کریم کی بارگاہ میں دعا کی کہ آپ مغلوب الحال نہ ہوں بلکہ تمکین کی حالت میں رہیں۔ اس کے بعد آپ اپنے مرشد گرامی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے واپس اپنے وطن صدر پور تشریف لے آئے۔

صدر پور سے الہ آباد میں ورود مسعود☆: گنگوہ شریف سے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے آبائی علاقہ صدر پور تشریف لے آئے اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے

Marfat.com

بعد آپ نے وہاں رہنا پسند نہیں کیا۔ اگرچہ یہ علاقہ آپ کا آبائی علاقہ تھا مگر فقر اور درویشی کے لئے مناسب نہ تھا۔ اس لئے آپ نے توکل و تجرید پر عمل کرتے ہوئے اس کو خیر باد کہا اور وہاں سے ہجرت کر کے الہ آباد کے لئے روانہ ہو گئے۔

شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے مزار پر حاضری☆: جب آپ صدر پور سے ردولی شریف پہنچے تو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی معروف علمی و روحانی شخصیت حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ مصنف کتاب ''مرآۃ الاسرار'' بھی ردولی شریف میں موجود تھے۔ جن سے آپ کی پرانی دوستی اور تعلق تھا۔ یہ دونوں بزرگ ردولی شریف میں اکٹھے رہے اور بڑی گرم اور مصفا صحبتیں ہونے لگیں۔ دونوں ایک دوسرے محظوظ ہوتے رہے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی طرف سے باطنی اشارہ پا کر دونوں اکٹھے روانہ ہوئے اور آپ کچھ دن حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مکان پر بھی قیام پذیر رہے وہاں ان میں دنوں حضرت پیر سید عبدالحکیم ساکن شہر ستنہ کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم تھے۔ ان کی خدمت میں رہ کر ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کئے۔ اور وہاں سے سیدھے الہ آباد کی جانب روانگی اختیار کی اور الہ آباد پہنچ کر اس جگہ کو اپنا مستقل مسکن قرار دے کر وہاں ایک خانقاہ قائم کی اور سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز کیا۔ جہاں پر عوام کا جسم غفیر ہر وقت آپ کے گرد جمع رہنے لگا۔ ہزاروں افراد آپ کی صحبت سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ آپ کی ذات والا صفات علوم ظاہری و باطنی کا مرجع تھی اس لئے آپ کی زبان ترجمان سے حقائق و معارف سن کر کئی گمراہوں کو راہ ہدایت ملی اور کئی طالبان حق اپنی منزلوں کو پہنچے۔ اکثر علماء جو مشرب توحید کے منکر تھے آپ کی فیض صحبت سے آپ کے گرویدہ ہو گئے اور یہی مسلک اختیار کیا۔ آپ نے الہ آباد میں تقریباً بیس برس تک مسند ارشاد پر بیٹھ کر خلق خدا کو ظاہری و باطنی علوم اور دینی و دنیاوی دولت سے مالا مال کیا۔

آپ کے مسلک و مشرب اور ظاہری و باطنی علوم کا اندازہ آپ کی کتابوں سے جن میں ایک جگہ آپ نے سوال و جواب کی شکل میں چند معارف بیان کئے ہیں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے آپ نے اس سلسلہ میں فرمایا:

Marfat.com

سوال نمبر ۱ ☆: وہ کون سا علم ہے جس کو حجاب اکبر کہا ہے؟

جواب ☆: جس حالت میں واقعی علم و عالم و معلوم ایک ہیں۔ پس جو علم کے مخالف تحقیق اس معنی کے ہو وہ حجاب اکبر ہے بلکہ سبب تفرقہ ابد و مانع وصول بہ مقصد۔

سوال نمبر ۲ ☆: طالب فانی ہوتا ہے یا مطلوب؟

جواب ☆: مرتبہ فنا میں طالب و مطلوب ہر دو فانی ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے میں مرتبہ بقا میں ہر دو صفات یک دیگر باقی رہتے ہیں چنانچہ ایک عارف نے فرمایا ہے کہ:

''ما برنگ یار گشتیم یار رنگ ما گرفت''

سوال نمبر ۳ ☆: عشق اور درد میں کیا فرق ہے؟

جواب ☆: عشق عبادت میل عاشق سے ہے طرف مشاہدہ محبوب کے۔ درد عبارت سوز و فراق سے ہے۔ در عین طلب تا وصال پس موجب ترقی درد ہے اگر کسی کو درد نہ ہو اس کو ترقی نہیں ہوتی۔

سوال نمبر ۴ ☆: نماز بے خطر کب حاصل ہوتی ہے؟

جواب ☆: یہ نماز اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ شغل بان مصلی پر اس قدر غالب ہو جائے کہ نفس غیر کا اس کے دل سے محو کر دے اور سوائے عشق کے کوئی دوسری چیز اس کو منظور نہ ہو۔

سوال نمبر ۵ ☆: ترقی کو نہایت ہے یا نہیں؟

جواب ☆: ترقی محمدی المشرب کے نہایت نہیں ہے اور دوسروں کو ترقی کی نہایت ہے۔

سوال نمبر ۶ ☆: موت کے بعد ترقی ہے یا نہیں؟

جواب ☆: موت کے بعد ترقی نہیں ہے لیکن شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ موت کے بعد بھی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن معرفت خدا میں ترقی نہیں ہوتی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۹ رجب المرجب شریف ۱۰۵۷ھ بمطابق ۱۶۴۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار الہ آباد انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز طریقت، مرد میدان حقیقت، عارف باللہ، فنافی اللہ و فنافی الرسول ﷺ، قطب دائرہ کائنات حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت بندگی شیخ محمد صادق چشتی صابری بن شیخ فتح اللہ گنگوہی الحنفی علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت شیخ شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ صاحب کشف و کرامت اور علو درجات کے حامل بزرگ ہیں۔ آپ علوم باطنیہ میں اس قدر دسترس رکھتے تھے آنے والے کو چند مجالس میں خدارسیدہ بنا کر روانہ کر دیتے تھے۔ آپ کے زیر تربیت رہنے والے حضرات کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے آپ حضرت شیخ محمد جی بندگی چشتی صابری نے تمام عمر عشق و محبت، فقر و فنا اور شغل باطن میں گزاری۔ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ بندگی محمد صادق گنگوہی علیہ الرحمۃ نے آپ کی تربیت بذات خود کی۔ اوراد کار و اشغال تعلیم فرما کر بہت جلد درجہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اور سجادہ نشینی کلیر شریف جو آپ کے ہاں قطب عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ وہ آپ کو عطا فرما دی۔ کلیر شریف میں ابھی تک سجادہ نشینی آپ ہی کی اولاد میں چلی آ رہی ہے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ جب آپ نے چاہا کہ جمال محبوب حقیقی کا بے پردہ مشاہدہ کریں تو آپ کا مرغ روح ہستی مجازی کا پردہ چاک کر کے آشیانہ لامکاں کی طرف پرواز کر گیا اور دوست سے یک رنگ ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۹۹ھ بمطابق ۸-۱۶۸۷ء کو ہوا۔ مزار پرانوار گنگوہ شریف ضلع انبالہ میں مرجع خاص و عام ہے جہاں آج بھی ہزاروں لوگ عرس کے موقع پر اور روزانہ لاتعداد افراد حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ سید محمدی المعروف شاہ فیاض چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرد حقیقت آگاہ، پیشوائے طریقت، رہنمائے ارباب حقیقت حضرت شیخ سید محمدی المعروف شاہ فیاض اکبرآبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت چودہ شوال ۱۰۲۱ھ کو ہوئی۔ ابتدائی

Marfat.com

تعلیم اپنے گھر میں مکمل کرنے کے بعد معروف اساتذہ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کر کے ظاہری تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو طلب حق کی جستجو ہوئی تو پھرتے پھراتے الہ آباد میں حضرت عارف باللہ شاہ محب اللہ الہ آبادی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور مرشد کامل کی خانقاہ میں چودہ برس مکمل قیام کر کے ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہ کر منازل سلوک کی تکمیل کی۔ بعد ازاں مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر ممتاز و مقبول فرما کر صاحب ارشاد فرما کر اکبر آباد کی ولایت عطا فرمائی اور رخصت کر دیا۔ مرشد کامل کے پاس سے روانہ ہو کر آپ اکبر آباد پہنچے اور خلق اللہ کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔

حاسدین کی معاندانہ کارروائیاں☆: اکبر آباد میں جب آپ نے سلسلہ رشد و ہدایت شروع کیا تو خلق اللہ کا ایک اژدھام خانقاہ میں جمع رہنے لگا۔ سینکڑوں لوگ روزانہ لنگر کھاتے۔ ہزاروں افراد آپ کی دعا سے صحت یاب ہوئے۔ ہزاروں افراد آپ کی روحانیت سے مستفید ہوئے۔ لاتعداد گمراہوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ آپ کا یہ عروج حاسدین کو ایک آنکھ نہ بھایا انہوں نے آپ کے خلاف معاندانہ کارروائیاں شروع کر دیں۔ جب وہ ذاتی طور پر تمام کوششوں میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے بادشاہ وقت اورنگزیب عالمگیر کو خطوط لکھنے شروع کر دیئے۔ بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے جب یہ شور و غوغا بڑھتا ہوا دیکھا تو آپ کو پیغام بھجوایا کہ آپ ان کی ان کارروائیوں سے بچنے کیلئے فی الحال حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ پر حاضری کے لئے حرمین شریفین تشریف لے جائیں۔ آپ کو بادشاہ کا یہ مشورہ بہت پسند آیا اور حج کیلئے تشریف لے گئے۔ جب بعد فراغت واپس اپنے وطن اکبر آباد پہنچے تو کچھ ہی عرصے کے بعد پھر وہی شور و غوغا اور طوفان بدتمیزی کھڑا ہو گیا۔ اور بادشاہ کے پاس درخواستوں اور شکایتوں کا سلسلہ روز بروز بڑھتا گیا۔ بالآخر بادشاہ نے آپ کو گرفتار کروا کر قلعہ اورنگ آباد میں قید کر دیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال قلعہ اورنگزیب آباد میں ۳ رجب المرجب شریف ۱۱۰۷ھ بمطابق ۱۶۹۶ء کو ۷۴ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا تابوت قلعہ اورنگزیب سے اکبر آباد آگرہ میں آپ کی خانقاہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ مزار [illegible] میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ شاہ محمد چشتی صابری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ہادی سالکانِ سراط مستقیم، مقتدائے عارفان، راہنمائے کاملاں حضرت شیخ محمد چشتی صابری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ حضرت شیخ محمد ابراہیم رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اکبر تھے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے۔

آپ فقر میں شان عالی اور بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے تمام علماء اور مشائخ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اور اپنے زمانے میں قطب دہلی تھے۔ تمام امرائے دہلی معتقد تھے۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں بے شمار کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۴ محرم الحرام ۱۱۶۵ھ بمطابق ۱۷۵۱ء کو دہلی میں ہوا۔ مزار پُر انوار دہلی میں لب دریا جو کہ شیخ محمد کی باولی مشہور ہے۔ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں ہمہ وقت عش ومستی کی ایک برسات برستی ہے اور نہایت ہی پُر فیض جگہ ہے۔

حضرت حافظ سید محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، حبیب رب کردگار، آشنائے رموز شریعت وطریقت و معرفت حضرت حافظ سید محمد چشتی محبوب صابری رحمۃ اللہ علیہ دریائے گنج معرفت ہیں۔ آپ کی ولادت موضع ڈسکہ ہریاؤ میں ہوئی۔ اور یہی آپ کا اصل آبائی وطن ہے۔ اس جگہ مزار پُر انوار حضرت شیخ شہاب الدین عارف سابوشاہ علیہ الرحمۃ کا ہے۔ آپ حضرت شیخ محمد روشن لقب بے ریا چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ اور تمام عمر آپ نے قصبہ سنام انڈیا میں رشد وہدایت وتبلیغ میں گزاری۔ آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی وپرہیزگار عبادت گزار پابند تہجد اور مرشد کے بتائے ہوئے ذکر واذکار پر سختی سے عمل پیرا

Marfat.com

رہتے تھے۔ آپ صاحب مجاہدہ اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہیں۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نماز عصر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد فرضوں سے پہلے سر برہنہ ہو کر ایک تسبیح آیت کریمہ پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیشک ان چار رکعتوں کے اور نماز عصر کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۶ رمضان المبارک ۱۲۴۰ھ بمطابق ۱۸۲۵ء میں مادہ تاریخ وفات۔ ''سید محمد چشتی محبوب صابری'' نکلتی ہے۔ مزار پُر انوار موضع سنام حضرت محمود نبوی علیہ الرحمۃ کے مزار سے متصل انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ مظفر المعروف نواب روشن الدولہ محمد ظفر خان صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان سلطنت مصطفوی، برھان محبت نبوی ﷺ، سلطان معرفت توحید تارراز مملکت دنیا حضرت خواجہ مظفر خان المعروف نواب روشن الدولہ محمد ظفر خان بہادر چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سلطان گنج معرفت وحقیقت ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی خواجہ عبدالقادر تھا۔ آپ انتہائی فقیر منش درویش صفت اور خدا ترس انسان ہیں۔ خوف خدا اور عشق رسول ﷺ آپ کے سینے میں موجزن اور محبت اولیائے کاملین آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ فقرا کی خدمت کو اپنے لئے باعث اعزاز سمجھتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں آپ بادشاہ کی فوج میں عام عہدے پر ملازم تھے مگر بعد ازاں خداوند کریم نے منصب عہدہ داری میں اتنا نوازا کے خود حیران ہو کے رہ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت غوث العالم سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

علو مرتبت ☆: بہادر شاہ جب تخت حکومت پر براجمان ہوا تو حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے حکم سے بادشاہ دہلیہ کے پاس ملازمت کے لئے بھیجا۔ جہاں آپ کو جاتے ہی اعلیٰ منصب سرکاری پر سرفرازی نصیب ہوئی۔ بادشاہ بہادر شاہ کے بعد محمد معزالدین المعروف بہ جہاندار شاہ تخت دہلی پر تخت نشین ہوا۔ تو آپ نے ایک عریضہ لکھ کر حضرت میراں جی علیہ

Marfat.com

الرحمۃ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور اس میں لکھا کہ چونکہ حال ہی میں نئے بادشاہ نے تخت سنبھالا ہے اور یہ غلام دربار شاہی کا نیا ملازم ہے۔ اس لئے لاہور جا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری سمجھتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو امر حضور کا ہو اور جو جناب اقدس مناسب خیال فرمائیں اس تحریر کے جواب میں واپسی پر ارشاد فرمادیں۔ حضرت قطب العالم سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ لاہور جانے کا قصد بھولے سے بھی نہ کرنا۔ بلکہ میرے خیال میں یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے آپ کو جس طرح اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے لشکر ظفر اثر شہزادہ فرخ سیر میں پہنچا ئیں۔ اور یہ بات بنسبت لاہور جانے کے زیادہ بہتر اولیٰ ہے۔

یہ جواب پاتے ہی خواجہ مظفر خان نے بلا توقف لشکر شہزادہ والا فرخ سیر میں حاضر ہو گئے۔ ان ایام میں شہزدہ فرخ کا لشکر خروج کر چکا تھا۔ اور ارادۂ جنگ سے بالکل کمر بستہ ہو چکا تھا۔

جب آپ وہاں شہزادہ فرخ کے پاس پہنچے تو آپ کو سہ ہزاری کے منصب پر فوراً مقرر کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بخشی گری کا عہدہ بھی عطا کیا گیا۔ بالآخر آپ کے شیخ طریقت حضرت میراں جی کی دعا و برکت سے آپ کا ستارہ قسمت بہت بلندی پر پہنچا اور آپ کو مرشد کی دعا سے دولت کونین بھی حاصل تھی۔ حق تعالیٰ کی ذات نے آپ کو دین و دنیا کی دولت سے مالا مال اور غنی کر دیا تھا۔

انہی دنوں ایک دن آپ اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں گھڑام شریف بغرض زیارت وقدمبوسی کو تشریف لے گئے تو آپ کو دیکھ کر حضرت میراں جی نے فرمایا کہ نواب روشن الدولہ بہادر آئے ہیں۔ حضرت سید میراں شاہ بھیکھ سرکار نے اس سے قبل کبھی بھی آپ کو ان الفاظ یا کسی اور تعظیمی لفظ سے یاد نہیں فرمایا تھا مگر اس مرتبہ دیکھتے ہی فرمایا کہ نواب روشن الدولہ بہادر تشریف لائے ہیں۔ آپ یہ الفاظ سنتے ہی زارو قطار رونے لگے۔

حضرت میراں جی نے صاحبزادہ سید محمد باقر شاہ جو وہاں موجود تھے سے فرمایا کہ وہ کپڑا اٹھا لاؤ۔ اور ایک طرف سے دونوں سرے تم پکڑو اور دوسری طرف سے میں پکڑتا ہوں تاکہ ظفر خان کو یہ سلارہ اوڑھا دیا جائے۔ جس سے مراد یہ ہوگی کہ میری اور نواب ممدوح کی عاقبت یکجا ہوگی۔ یہ ایک خلعت فاخرہ تھا۔ جو اس خاص وقت میں حضرت میاں جی نے آپ کو عطا فرمایا اور رخصت کر دیا۔ جب آپ کو رخصت کیا جانے لگا تو آپ کی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو نکل آئے اور زارو زار رونے لگے اور روتے روتے بے حال ہو گئے۔ وہاں پر موجود تمام لوگوں نے آپ کو مبارکباد یں دیں کہ آپ کو خلعت عطا ہوا ہے یہ تو خوشی

Marfat.com

کا مقام ہے اور آپ رو رہے ہیں۔ ہمیں آپ کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم نے حضرت میراں جی کی گفتگو کا اندازہ ہی نہیں کیا اور اس کے معنی کو سمجھا ہی نہیں کہ آپ نے کیا فرمادیا ہے۔ اس کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری زیارت و ملاقات اور قدمبوسی ہے دوسری مرتبہ جب میں گھڑام شریف میں آؤں گا تو ممکن ہے کہ زیارت میسر آئے یا نہ آئے۔ بعد وجوہ یہ ملاقات آخری ہے۔ اور پھر حقیقتاً ہوا بھی ایسا ہی کہ نواب صاحب کو دوبارہ ظاہری ملاقات نصیب نہ ہو سکی۔

بادشاہ کے دربار سے روشن الدولہ بہادر کا خطاب ☆: مرشد کامل کی بارگاہ سے نواب روشن الدولہ بہادر کا خطاب پاکر آپ جب دربار شاہی پہنچے اور بادشاہ اپنی مہمات میں فتح و کامیابی کامرانی حاصل کر کے واپس لوٹا اور تخت نشین ہوا تو آپ کی شخصیت کو اس کا خاطر خواہ فائدہ پہنچا۔ بادشاہ جب بھی اہل دربار پر نگاہ اٹھاتا تو اس کی نظر صرف آپ پر پڑتی تھی آپ کے مقدر کا ستارہ اپنے عروج پر تھا۔ بادشاہ فرخ شاہ جو بھی مہم آپ کو سونپتا وہ خاص خصوصیت سے اس کی توقع سے بڑھ کر انجام کو پہنچتی تھی۔ جس کی بنا پر بادشاہ فرخ شاہ نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کر کے نواب روشن الدولہ محمد ظفر خان بہادر کا خطاب بخشا۔ جیسا کہ اس سے قبل شیخ کامل حضرت میراں جی نے فرمایا تھا وہ آپ کو باقاعدہ خطاب سے نواز دیا گیا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف شاہی دربار میں بلکہ دربار شاہی سے نکل کر خاص وعام میں آپ کو ہر دلعزیزی حاصل تھی۔ اور ہر زبان پر آپ کی تعریف کے کلمات تھے۔

تعمیر مزار حضرت شاہ بھیکھ ☆: حضرت قطب العالم غوث زماں سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ نے گھڑام شریف میں ایک وسیع رقبہ خرید کر تین منزلہ مزار مبارک تعمیر کرایا کہ ایسا خوبصورت مزار پاک و ہند میں اس سے پہلے تیار نہ ہوا ہو۔ روضہ مبارک پر سنہری کلس والا اعلیٰ درجہ کا گنبد ہے اور دوسری منزل پر چاروں طرف محراب دار دروں کا برآمدہ ہے۔ برآمدے کی چھت پر چاروں طرف پتھر کی سلیں ڈالی ہوئی ہیں۔ مزار اقدس کا تعویذ پہلی منزل میں ہے۔ دوسری منزل پر پہنچنے والے تعویذ کے عین اوپر قبر کا نشان بنا کر غلاف ڈالا ہوا ہے تاکہ نیچے والے مزار اقدس کے عین اوپر چھت پر دوسری منزل میں پاؤں نہ آسکیں اور بے ادبی نہ ہو۔ گنبد کے چاروں طرف چار بڑے میناروں کے درمیان چوالیس چھوٹے چھوٹے مینار بھی بنے ہوئے ہیں اور روضہ مبارک کی تمام کلسیاں اور کلس سنہری اور خالص

Marfat.com

سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ مسجد روضہ سجادگان، مین گیٹ دربار مبارک سب عمارت کے مینار اور گنبد کے کلس اور کلسیاں تمام سنہری اور سونے کی ہیں۔ مسجد روضہ مبارک کے شمال کی جانب ہے۔ مسجد کے سامنے حوض ہے۔ مسجد کے ساتھ چلہ گاہ حجرہ مبارک حضرت میراجی کا ہے۔ مسجد اور دربار مبارک کے عقب میں آسمانی کنواں ہے۔ احاطہ کے اطراف میں حجرے بنے ہوئے ہیں جہاں زائرین آرام کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ آپ نے جب دربار شریف کی تعمیر کا کام شروع کیا تو روپے کے خرچ کے علاوہ سردردی بھی بہت کرنا پڑی تھی۔ درویشوں کے آرام کے حجرے زائرین کے لئے مکانات سواریوں کے جانوروں کے لئے تمام ضروریات اور علیحدہ مکان عیدگاہ ایک بڑا تالاب ایک عظیم الشان باغ جو کہ ایک مربع زمین پر واقع ہے وغیرہ کی تعمیر کے لئے جو زمین درکار تھی۔ اس پر آبادی تھی۔ لوگ قیمتاً دیتے تھے اور روپے کی بجائے اشرفیاں لیتے تھے یہ سلسلہ اتنا طویل ہوا کہ ہر شخص کی دیکھا دیکھی اور جو قطعات بیکار پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت وہ بھی قیمتی بتائے گئے اور ان کی بھاری قیمت وصول کی۔ مگر تاریخ گواہ ہے اور آفرین ہے کہ آپ نے اپنی عقیدت و محبت میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا بلکہ جس نے جو مانگا وہ عطا کر دیا۔ اور جس طرح کا دربار شریف بنوانے کا خیال آپ کے دل میں تھا ویسا ہی بنوا کر رہے۔ ذرہ بھر بھی فرق نہ ہونے دیا۔ آپ کو اپنے شیخ کامل سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ اس کے علاوہ کسی بھی سلسلے کا کوئی بھی درویش اگر ملا ہے تو آپ نے اس کی بھی خدمت و عزت کی۔ اسی طرح اپنے مرشد کے غلاموں اور پیر بھائیوں سے حد درجہ پیار و محبت اور الفت رکھتے تھے دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی مایوس نہ لوٹایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کو دہلی میں ہوا وہیں آپ کا مزار پُرانوار مرجع خاص و عام ہے۔ ہر جمعرات کو آپ کے دربار پر ختم شریف کی محفل ہوتی ہے۔ اور بعد ازاں محفل سماع بھی خوب ہوتی ہے۔

حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی، امام الواصلین، قدوۃ السالکین حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری تھانوی رحمتہ اللہ علیہ مقتدائے راہ دین ہیں۔ آپ قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا کے رہنے والے

Marfat.com

بڑے ہی عبادت گزار اور صاحب مجاہدہ تھے۔ فقر و فنا میں آپ کی ذات والا صفات بے نظیر و بے مثال تھی۔ آپ کے مجاہدہ کا یہ حال ہے کہ آپ تجلی صمدیت سے مشرف ہو چکے تھے۔ اور چالیس سال تک آپ نے آرام نہیں کیا اور نہ ہی کچھ کھایا پیا۔ اور نہ ہی آپ کو بول و براز کی حاجت ہوئی۔ یاد رہے کہ تجلی صمدیت وہ مقام ہے کہ جہاں کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور اسی تجلی میں آپ کا وصال بھی ہوا۔

بیعت و خلافت☆: آپ نے حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

مقام بعد از وصال اور کرامت☆: آپ کے وصال کے بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ سوندھا چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ بہت پریشان اور مغموم رہنے لگے۔ ایک رات نماز تہجد کے بعد حضرت شیخ سوندھا شغل باطن میں مصروف و مشغول تھے۔ کہ آپ کی روحانیت منکشف ہوئی اور اپنے شیخ سے کہنے لگے اگر آپ میری جدائی اور مفارقت میں بے چین ہیں تو میں دنیا میں واپس آتا ہوں۔ حضرت شیخ سوندھا نے پوچھا کیسے آؤ گے۔ آپ نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے مجھے دنیا اور عقبیٰ کا اختیار دے دیا ہے۔ اور مجھے قدرت عطا فرمایئے کہ میں جب چاہوں دنیا میں آ جاؤں۔ حضرت شیخ سوندھا نے فرمایا کہ اب جبکہ تم دنیا سے جا چکے ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہیں رہ جاؤ اور دنیا میں مت آؤ۔ کیونکہ آج تک مرنے کے بعد کوئی واپس نہیں آیا۔ اور یہی سنت اللہ ہے۔

محبت شیخ ہو تو ایسی ہو☆: آپ اپنے شیخ کامل حضرت سوندھا کی ذات میں اس قدر فنا اور ان کی محبت میں اتنے بے اختیار تھے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ سوندھا علیہ الرحمۃ غلبہ سکر و استغراق میں صحرا کی طرف نکل گئے اور ایک کنویں تک پہنچ گئے۔ آپ نے روکنے کی بہت کوشش کی کہ آپ کنویں کی طرف نہ جائیں ایسا نہ ہو کہ اس میں گر جائیں۔ لیکن وہ جذبہ سکر استغراق میں کنویں کی طرف بڑھتے گئے اور اس کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر آپ نے خود کنویں میں اس خیال سے چھلانگ لگا دی کہ اگر حضرت شیخ سوندھا کنویں میں گرے گئے تو میری کمر پر ہی گریں گے۔ اس طرح ان کو چوٹ نہیں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت شیخ سوندھا علیہ الرحمۃ کنویں میں گر گئے۔ جب لوگوں کو اس

Marfat.com

بات کا علم ہوا تو فوراً پہنچے اور دونوں کو کنویں سے باہر نکالا تو کیا دیکھا کہ حضرت شیخ سوندھا کو خراش تک نہ آئی جبکہ حضرت شیخ پیر محمد کو شدید چوٹیں آئیں اور اسی وجہ سے آپ کی موت واقعہ ہوئی۔

کرامت نمبر۲☆: دیوبندیوں کے معروف عالم مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ملفوظات کی کتاب ''الافادات الیومیہ'' جلد نہم کے صفحہ ۲۶۶ پر آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ: ہماری خانقاہ کی مسجد میں ایک مؤذن رہتے تھے جن کا نام پیر محمد تھا۔ اُنہیں کے نام سے یہ مسجد پیر محمد والی مشہور ہے۔ وہ بہت نیک اور بزرگ تھے۔ بکریاں پالتے تھے۔ لیکن چونکہ ان کے رات کے رہنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ مسجد ہی میں بکریوں کو رکھتے تھے۔ لیکن یہ اُن کی کرامت تھی کہ جب کسی بکری کو پیشاب یا مینگنیں کرنا ہوتیں تو وہ فوراً مسجد سے باہر چلی جاتی اور فراغت کے بعد واپس آ جاتی تھی۔ غرض کہ جب تک مسجد میں بیٹھی تھیں مینگنی پیشاب کبھی نہیں کرتی تھیں۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو باہر چلی گئیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری میں قصبہ بہو ہرنز د تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا میں ہوا۔ اور وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت میاں محمود الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: آئینہ جلال و جمال حقانی، فیوض یزدانی، عارف ربانی، مرشد لاثانی، حضرت میاں محمود الحق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر فضل و کمال ہیں۔ آپ حضرت صاحبزادہ غلام حسین بن شاہ عبدالکریم ملا اخون فقیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہا کے خلیفہ اعظم ہیں۔ علم و فضل اور عشق و مستی میں بلند پایہ عالم و فقیر و درویش تھے۔ اپنے پیر بھائی حضرت غلام حسین عرف فقیر شاہ سے ملاقات کے لئے مراد آباد تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت حافظ علی حسین ابن حضرت غلام حسین عرف فقیر شاہ اگرچہ صاحبزادہ غلام حسین رامپوری کے مرید تھے لیکن وہ اپنے والد گرامی حضرت فقیر شاہ اور حضرت میاں محمود الحق خان رامپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا پیر صحبت تسلیم کرتے تھے۔ حضرت حافظ علی حسین صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات میں اس کا مفصل ذکر ہے۔ آپ کے تفصیلی حالات اور سن وصال نہیں مل سکا تاریخ وصال ۸ ذی الحج غالباً ۱۳ اویں صدی ہجری کو وصال ہوا۔ ۸ ذی الحج کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔ تاریخ مسلمہ ہے۔

Marfat.com

حضرت سید محمد شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العاشقین، برہان الواصلین، دلیل الکاملین، قدوۃ السالکین حضرت خواجہ سید محمد شاہ چشتی صابریؔ رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ صحیح النسب سادات سے ہیں آپ کے اجداد میں سے لاتعداد افراد اپنے دور کے شیوخ ہوئے ہیں۔ آپ نے ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے لئے انتھک جدوجہد کی۔ اور منزل کو پہنچے۔ بڑے بڑے سخت مجاہدات کئے اور منازل سلوک طے کیں۔ عبادت و ریاضت، مجاہدات، ذکر و اذکار، تہجد، دیگر نوافل، اور نماز پنجگانہ کے اہتمام کو ادائیگی میں بے مثال تھے۔ آپ کے دور کے بڑے بڑے علماء مسائل کی درستگی اور اصلاح احوال اور شریعت و طریقت کے معاملات کے حل کیلئے آپ کے پاس تشریف لاتے۔ سخاوت میں آپ یکتائے زمانہ ایسے کہ لوگ آپ کے لنگر اور سخاوت و دریا دلی کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں تکمیل کے بعد تلاش مرشد میں آپ کو بہ قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر پنجاب اور سرحد کے علاقوں میں پھرتے رہے۔ بالآخر آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے ملے مگر کہیں بھی تسلی نہ ہوئی دن بدن تشنگی بڑھتی رہی۔ چنانچہ آپ مراد آباد پہنچے حضرت مرشد پاکان شیخ العرب و عجم حضرت خواجہ صوفی سید محمد حسین شاہ الحسنی والحسینی سبزواری چشتی صابریؔ علیہ الرحمتہ کے جمال باکمال کو دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئے۔ اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ مرشد کامل نے بھی پہلی نگاہ میں کام تمام کر دیا اور منازل سلوک طے کرا کر آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور پشاور کو روانہ کر دیا۔ آپ کی اپنے مرشد سے یہ پہلا اور آخری ملاقات تھی۔ آپ تمبر پورہ پشاور پہنچے اور خانقاہ قائم کر کے رشد و ہدایت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ میں مشغول ہو گئے۔ ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ لاتعداد افراد آپ کے علم و عرفان سے مالا مال ہوئے۔ سینکڑوں دکھی دل افراد نے سکھ حاصل کیا۔ لاتعداد بیچاروں کو آپ کی روحانی توجہ سے شفا ملی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۴۰ھ بمطابق ۵۔۱۸۲۴ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار تمبر پورہ نزد ناصر پورہ پشاور صوبہ سرحد میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا سلسلہ و فیضان حضرت پیر سید مستان شاہ صاحب صابری جاری رکھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

منقبت (ازقلم......محمد امیر صابری)

حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

دکھا دو ایک جلوہ اے میری سرکار یہ حافظؒ — تڑپتا ہے تمہارا طالب دیدار یا حافظؒ
چراغ چشتیاں روشن ہے مانک پور کی بستی میں — شرق سے تا غرب وحدت کے ہیں انوار یا حافظؒ
معین الدینؒ شاہ خاموش نے تم سے جلا پائی — تمہارا فیض ہے دکن میں جلوہ بار یا یا حافظؒ
ملی دکن سے دولت جو طفیل حضرت خاموشؒ — تمہارا فیض ہے یہ سب میری سرکار یا حافظؒ
پھنسی ہے میری کشتی بحر طوفان میں میرے آقا — لگا کر ایک ٹھوکر اس کو کر دو پار یا حافظ
میرے رشک مسیحا اب مسیحائی دکھا دیجیے — کہاں جائے تمہارا عشق کا بیمار یا حافظؒ

امیرؔ صابری کو اپنی تلچھٹ ہی پلا دیجیے
ہے یہ بھی آپ کے میخانے کا میخوار یا حافظؒ

حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہسوار طریقت، برھان شریعت، فخر الکاملین عارف ربانی صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اور صاحب مجاز تھے۔ آپ پابند صوم وصلوٰۃ عبادت وریاضت میں یگانہ تھے۔ آپ شریعت و طریقت حقیقت ومعرفت کے اسرار ورموز سے واقف تھے۔ جب آپ کو یاد خداوند کا شوق ولولہ پیدا ہوا تو پیر ومرشد کی تلاش میں گھر سے نکلے اور کوبکو پھرتے رہے۔ آخرالامر غیب سے اشارہ ہوا کہ روپڑ شریف چلے جاؤ وہاں سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری روپڑی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیں جب آپ روپڑ شریف پہنچے تو حضور سیّد محمد اعظم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے ملاقات کے بعد تسکین قلب حاصل ہوئی اور

Marfat.com

حضرت سید محمد اعظم شاہ صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔
آپ کے پیرومرشد نے حسب قاعدہ تعلیم و تلقین اذکار شغل فرمائی۔ آپ نے اپنے شیوخ کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے سلوک کی منزلوں کو طے کیا اور آسمان ولایت کے آفتاب بن گئے۔ آپ سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد مانکپور شریف میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا اور ہزاروں طالبان حق کو خدا رسیدہ بنا دیا۔ آپ کی عجب شان محبوبیت تھی کہ جس پر ایک مرتبہ نظر فرماتے وہ تمام عمر کے لئے آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا اور یاد خدا میں مست ہو جاتا۔

عبادت وریاضت ☆: آپ ہمیشہ رات کے وقت اپنے مریدین کے ساتھ بیٹھ کر ذکر جہر فرماتے تھے۔ جو مرید یا درویش حلقہ سے غائب ہوتا وہ صبح اشراق کے بعد جب قدم بوسی کے لئے آتا تو آپ سختی سے باز پرس فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کیا وجہ ہے کہ آج حلقہ ذکر جہر میں نہیں آئے۔ آپ کے روزانہ کے معمولات یہ تھے کہ آپ روزانہ صبح اشراق کے بعد درس حقائق و معارف دیا کرتے تھے۔ اور نماز ظہر کے بعد سوا لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور سوا لاکھ بار اسم ذات پڑھا کرتے تھے۔ اور رات کے وقت حلقہ ذکر جہر ہوا کرتا تھا۔ الغرض صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مانکپور شریف کی در و دیوار سے اللہ اللہ کی آوازیں نکلتی تھیں۔ اور خانقاہ شریف پر تجلیات الٰہی کا ایک خاص جلوہ نظر آتا تھا۔ موضع مانکپور ضلع انبالہ کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو کہ راجپوتوں کی آبادی سے بھر پور ہے۔ اگرچہ وہ گاؤں چھوٹا سا تھا مگر حضور قبلہ حافظ محمد موسیٰ مانکپوری کی وجہ سے اس گاؤں نے بڑے پیمانے پر شہرت حاصل کی۔ وہاں کے راجہ نے آپ کو گاؤں کی زمین الاٹ کرنا چاہی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ آپ کے پاس تحفے تحائف اور فتوحات کثرت سے آتیں۔ مگر آپ اسے اپنے پاس نہ رکھتے بلکہ خانقاہ شریف کے لنگر میں خرچ فرما دیتے اور غریبوں اور مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں پر خرچ کر دیتے تھے۔

حضرت سیّد میراں شاہ بھیکھ سے محبت ☆: آپ اویسی حضرت قطب الاقطاب سیّد میراں شاہ بھیک علیہ الرحمۃ سے ہیں۔ حضرت سیّد میراں شاہ بھیک علیہ الرحمۃ سے خصوصی صحبت اور تعلق تھا۔ آپ کے خلیفہ حضرت عارف باللہ مولانا سیّد امانت علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد بار حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میراں جی یہ کام نہیں ہوا جو کام بن پڑا

Marfat.com

آپ مدد کے لئے حضرت سیّد میراں شاہ بھیکھ علیہ الرحمۃ کو پکارتے تھے۔

رئیس مرادآباد کا وسوسہ☆: رئیس مرادآباد عباس خان جو کہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہو چکا تھا۔ ایک روز حضرت حافظ صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں حضرت حافظ صاحب کا مرید ہو گیا ہوں۔ مگر فائدہ کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ یہ وسوسہ رئیس مرادآبادی کے دل میں آیا ہی تھا کہ بدن میں جنبش سی پیدا ہو گئی۔ اور اس قدر جنبش غالب ہوئی کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔ تو رئیس مرادآباد نے جواب دیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے سر کے سامنے تکیہ رکھا ہوا ہے اور میں بے ہوشی میں سر زمین پر مار رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی غلطی کی حضرت حافظ صاحب سے معافی چاہی۔ اور تائب ہو کر شرمندہ بھی ہوا حضرت حافظ صاحب نے بھی معاف کر دیا اور تلقین کر دی کہ آئندہ اِس قسم کا خیال کبھی دل میں نہ لانا۔

ایک مشہور واقعہ☆: ایک کتا جس کا نام حضرت نے کلوا رکھا تھا۔ اور وہ آپ کی خانقاہ شریف کے دروازے پر رہتا تھا۔ لنگر خانہ سے مثل درویشوں کے اس کا کھانا بھی مقرر تھا۔ آٹھ پہر آستانہ مبارک پر پڑا رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک عرصہ کے بعد ماہ کاتک میں کتا کہیں باہر چلا گیا۔ حضور نے بھنڈاری سے پوچھا کلوا کہاں ہے۔ عرض کیا حضور کتوں کا موسم ہے کتیوں کے ساتھ پھر رہا ہو گا۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ اب اس کو یہاں نہ آنے دینا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ کلوا کتا آ گیا۔ اور خانقاہ شریف کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ آپ کو جب اس کی آمد کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ میاں کلوا یہاں سے چلے جاؤ اس واسطے کہ تم دوسرے کی مادہ سے خراب ہوئے ہو اور دوسرے کتوں سے لڑ کر زخمی بھی ہوئے ہو۔
چنانچہ کتا شرمندہ ہو کر فوراً خانقاہ کے دروازے سے چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے خدام سے فرمایا۔ دیکھو کلوا کہاں ہے۔ ہر چند لوگوں نے اس کو تلاش کیا۔ اس کو نہ پایا شام کے وقت ایک درویش نے دیکھا کہ تالاب کے کنارے کیچڑ میں سر پھنسا کے مر گیا۔ خدام نے یہ حال دیکھا تو حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو چنانچہ باغ میں دفن کر دیا گیا۔

نوٹ☆: یہ واقعہ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب امداد المشتاق صفحہ ۱۵۷ میں

Marfat.com

لکھا ہے جو کہ بعینہٖ نقل ہے۔ جبکہ فقیر راقم الحروف نے اس واقعہ کو حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی زبان ترجمان سے بھی مکمل طور پر بار ہا سنا ہے مگر اس میں فرق صرف اتنا ہے جب آپ کے کہنے پر وہ کتا شرمندہ ہو کے خانقاہ کے دروازے سے چلا گیا تو حضرت قمر المشائخ فرماتے ہیں کہ اس کتے نے آپ کے لنگر خانے والے کمرے کے باہر کی جانب نالی میں اپنا منہ ڈال دیا۔ جس کی وجہ سے نالی بند ہوگئی کمرے میں پانی آ گیا لانگری نے نالی کھولنے کے لئے جب ڈنڈا اس سوراخ میں مارا اور بار بار مارا تو اس نالی سے خون نظر آیا وہ فوراً دوڑتا ہوا حافظ صاحب کی خدمت میں پہنچا ماجرا عرض کیا تو آپ بذات خود باہر کی جانب گئے اور کیا دیکھا کہ وہ کتا نالی میں منہ دیئے ہوئے مر چکا ہے اور یہ خون اسی کتے کا خون تھا جو اس کے منہ سے ڈنڈہ لگنے کی وجہ بہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ کلوا غیرت مند تھا کہ دروازے پر ہی تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

ایک واقعہ☆: ایک روز حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید خاص وخلیفہ حضرت پیر شاہ کی طرف توجہ فرما کر صرف ہمت کرنے لگے۔ حافظ صاحب کی ظاہری نظر بوجہ ضعیفی کے کمزور تھی۔ مولوی امانت علی شاہ جو کہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں وہ بھی حضرت پیر شاہ کے برابر بیٹھ کر نسبت کو اپنی طرف اخذ کرنے لگے۔ ایک ساعت کے بعد حضرت حافظ صاحب نے پیر شاہ سے پوچھا کہ تمہارے ہمراہ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ حضور مولوی امانت علی شاہ صاحب ہیں۔ مولوی امانت علی شاہ صاحب کی خاطر حضرت حافظ صاحب خاموش ہوگئے اور کچھ نہ کہا۔

آپ کے خلفاء☆: آپ کے مشہور و معروف خلفا یہ ہیں۔ جن سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جاری ہوا۔ جن میں حضرت سیّد شاہ معین الدین حسینی المعروف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری حیدر آباد دکنی مولوی میر سیّد امانت علی شاہ امروہی حاجی اکبر شاہ امروہی حاجی غلام علی شاہ امروہی حافظ شاہ محمد حسین المعروف حافظ بانکے صاحب جے پوری جن کا مزار جے پور میں ہے۔ مولوی خواجہ عبداللہ صاحب مولوی خواجہ حسین بخش امروہی اور حضرت پیر شاہ صاحب اجمعین رحمۃ اللہ علیہم جن کا مزار شریف بھی مانکپور میں ہے۔ آپ کے تمام خلفاء میں سے حضرت سیّد شاہ معین الدین چشتی المعروف حضرت شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سیّد امانت علی شاہ صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ زیادہ مشہور ہیں۔ مولانا سیّد امانت علی شاہ عارف کامل و شیخ

Marfat.com

کامل تھے۔ ابتدا ہی سے آپ زیور تقویٰ اور پرہیزگاری سے آراستہ ہیں۔ آپ نے علوم ظاہری دہلی میں حاصل کئے۔ اور طریقت کے آداب شروع ہی سے حضرت سیّد شاہ غلام حسین شاہ سے سیکھے تھے۔ مگر چونکہ آپ کی استعداد غالب تھی۔ اس کے بعد حسب الارشاد حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب مانکپوری کی تعلیم کے بعد اسم ذات کی ورزش کو خوب ریاضت اور محنت سے ادا کیا۔ بعد میں اس مجاہدے اور ریاضت کے فارغ ہونے پر حضرت حافظ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور اپنے تمام خدام پر ممتاز کر دیا۔ خانقاہ شریف میں جب بھی کوئی مجلس یا محفل ہوتی جس کو بھی جہاں جگہ ملتی وہ وہیں بیٹھ جاتا۔ مولانا سیّد امانت علی شاہ صاحب کے واسطے حضرت حافظ صاحب نے اپنے برابر تخت بچھا دیا تھا۔ اس پر بٹھاتے۔

آپ کا وصال باکمال☆: ایک مرتبہ حضرت سیّد امانت علی شاہ اور حضرت سیّد معین الدین شاہ المعروف خاموش رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد دکنی حضرت عبداللہ تھانیسری حضرت شاہ جی جان اللہ شاہ صاحب خانپوری اور حاجی مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری نے فرمایا کہ تم میں سے کون سا ایسا شخص ہے کہ جو میری جگہ بیٹھے اور خانقاہ کے انتظام اور مریدین کی تعلیم تربیت کا کام اپنے ذمہ لے۔ یہ سوال سن کر تمام حضرات نے اس پر اظہار عذر کیا۔ آخر الامر حضرت پیر شاہ کو منتخب فرمایا گیا۔ اس بات پر تمام درویش بھی رضامند ہو گئے کیونکہ حضرت حافظ صاحبؒ جب بیمار تھے۔ تو پیر شاہ نے بیماری میں حضرت حافظ جی کی بہت خدمت کی تھی۔ اس لئے حضرت پیر شاہ کو اس کا حقدار سمجھا گیا۔ بالآخر ۱۶ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ بروز یکشنبہ بوقت ظہر آپ نے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔ مزار شریف مانکپور ضلع انبالہ میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے وصال کے بعد تمام خلفاء اور درویشوں نے حضرت پیر شاہ کو سجادگی کی دستار بندی کی اور مسند پر بٹھا دیا۔ کسی عارف کامل نے آپ کی قطعہ تاریخ یوں لکھی ہے:

بہر دیدارِ حق چو از دنیا — رفت در ملک جاوداں موسیٰ
کن رقم سال رحلتش سرور — زیب دین حظ مار جہان موسیٰ
۱۲۴۷ھ

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

منقبت (ازقلم......محمد امیر صابری)

حضرت سیدؒ معین الدین المعروف شاہ خاموش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

پیمانے پہ بھردو پیمانہ خاموشؒ پیا خاموشؒ پیا
میں بھی ہوں تمہارا دیوانہ خاموشؒ پیا خاموشؒ پیا

تم نقشہ و حسن حافظؒ ہو تم شمع بزم حافظؒ ہو
عالم ہے تمہارا پروانہ خاموش پیا خاموشؒ پیا

بھر بھر کے خوب پلائی ہے مستوں نے عید منائی ہے
آباد رہے یہ میخانہ خاموشؒ پیا خاموشؒ پیا

جسکو ہے دیکھا کر ڈالا بس ایک نظر سے متوالا
اے جلوۂ حسن جانانہ خاموشؒ پیا خاموشؒ پیا

میں آپ کے در کا منگتا ہوں میں آپ کا در کا بردا ہوں
کیا چیز ہے تخت شاہانہ خاموشؒ پیا خاموشؒ پیا

اک نظر کرم کر دیجیے عطا اے مبلغ بحر جودو سخا
یہ جان و جگر میں نذرانہ خاموشؒ پیا خاموشؒ پیا

آقا اس امیرؔ صابری کو بس ایک نظر ہی دکھلا دو
سرکار وہ روئے تابانہ خاموشؒ پیا خاموشؒ پیا

Marfat.com

حضرت سیّد معین الدین المعروف شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العاشقین محبوب السالکین فنافی الرسول و فنافی المرشد۔ امام العارفین برہان الواصلین عارف باللہ حضرت سیّد معین الدین شاہ المعروف حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ حیدر آباد دکن میں ۱۲۱۵ھ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے اوصاف حمیدہ و ذکر مجاہدات و ریاضت شاقہ مقام فقر احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

آپ کے بچپن کا واقعہ ☆: ایک روز جب حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکان سے باہر محلہ میں ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ایک بزرگ حضرت بندہ علی شاہ صاحب مجذوب علیہ الرحمۃ کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے حضرت کو کھیلتا ہوا دیکھ کر فرمایا "تم شیر ہو کر گیدڑوں میں کھیلتے ہو۔" نمک کی پوٹلی حضرت کو دی۔ اور خود وہاں سے چلے گئے بس اس کے بعد سے شوق الی اللہ کا غلبہ شروع ہوا۔ اور حق جوئی کی طرف توجہ غالب ہوئی۔ ذکر و شغل پسند خاطر مبارک ہوا۔

غریب نواز کی بارگاہ کی حاضری ☆: آپ گھر تشریف لائے اور والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت سفر اجمیر چاہی۔ انہوں نے آپ کو ایک گھوڑا دیا اور ایک مرید ہمراہ روانہ کیا اور اس کے ساتھ ایک رقعہ بنا کر دیا اور فرمایا کہ رقعہ اپنے مرشد کو دینا اور جو جواب وہ دیں مجھے لا کر دینا۔ بیدر سے ایک منزل آگے جا کر گھوڑا کسی پیر بھائی کے حوالے کیا اور پاپیادہ اسی تفکر میں سفر طے فرما کر حضور خواجہ خواجگان خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک پر حاضری دی اور کئی سال مزار اقدس پر لگاتار روزانہ حاضری دیتے رہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے پنجاب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور ارشاد مبارک ہوا کہ مانکپور میں حافظ موسیٰ صاحب کے پاس تمہاری قسمت کا فیض ہے۔ جا کر فیض حاصل کرو۔

چنانچہ اجمیر شریف سے آپ نے پاپیادہ سفر اختیار فرمایا اور پنجاب کو پہنچ گئے۔ وہاں پر ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ بزرگ اپنے ہزاروں مریدین و معتقدین میں گھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت کو

Marfat.com

دیکھتے ہی قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ آپ حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ کی طرف بھیجے گئے ہیں اور آپ کا پیر مجھ سے زیادہ چوکا (یعنی بہتر) ہے۔ راہ بتلا دی سارے مریدین نے پریشان ہو کر پوچھا کہ یہ کون صاحبزادہ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ سادات دکن سے ہیں۔ حضور غریب نواز خواجہ اعظم کے روانہ کردہ ہیں اور اپنے مقصد کی تلاش میں نکلے ہیں یہ صاحبزادہ پیدائش سے ہی حاملِ ولایت ہے۔ تکمیل ظاہری وحقائق باطنی کیلئے حضرت حافظ جی کے پاس بھیجے گئے ہیں۔

آپ کے مانکپور شریف ضلع انبالہ پہنچنے سے قبل حضرت حافظ موسیٰ صاحب علیہ الرحمۃ نے حضور غریب نواز حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ ہمارا بچہ تمہاری طرف آ رہا ہے۔ اس کو لے لو۔ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ خواب سے چونکے اور سب مریدین ، معتقدین و حاضرین خانقاہ کو حکم دیا کہ حضور غریب نواز کا بھیجا ہوا صاحبزادہ آ رہا ہے۔ سب یہاں سے استقبال کے لئے دو میل دور موضع ماجری پر جا کر استقبال کر کے لائیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر خلفاء مریدین عقیدت مندان پر مشتمل حلقہ ذکر کے ساتھ ایک عظیم الشان گروہ استقبال کے لئے بھیجا گیا۔ چنانچہ آپ کی آمد آمد پر تمامی حضرات عاشقان خواجہ مانکپوری نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور حلقہ ذکر کے ساتھ مانکپور شریف اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں لے گئے۔

ادھر حافظ موسیٰ اپنی خانقاہ کے دروازے پر منتظر کھڑے تھے۔ حضرت حافظ صاحب نے آپ کو اپنے گلے لپٹا لیا اور سب کے سب رونے لگے۔ حجرۂ خاص میں آپ کو ٹھہرایا گیا عام مریدین اور خاص مریدین سے بھی زیادہ تعظیم کی گئی۔ اس طرح طریقہ قدیم کے موافق آج تک جب بھی سجادہ نشین حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمۃ حیدرآباد دکن سے خانقاہ عالیہ حافظیہ مانکپور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ تمام فقراء خانقاہ حافظیہ اور سب باشندگان مانک پور شریف حلقہ ذکر کرتے ہوئے دو میل آگے مقام ماجرئی سے استقبال کر کے ذکر کے ساتھ مانک پور لاتے ہیں۔

والد گرامی کی طرف سے مرشد کی خدمت میں عریضہ☆: مرشد کامل کی خدمت میں جب پہنچے تو آپ نے اپنے والد گرامی کا تحریر کردہ رقعہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ رقعہ میں تحریر تھا کہ حافظ صاحب اس بچے کو دیکھیں۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ حضرت حافظ نے

Marfat.com

رقعہ پڑھ کر آپ سے پوچھا کہ برخوردار کیا تم شادی شدہ ہو۔ آپ نے جواباً عرض کیا۔ جی حضور! دو بچے بھی ہیں۔ اس کے بعد حضرت حافظ صاحب نے آپ کے والد محترم کے نام جوابی رقعہ لکھا اور تحریر کیا کہ بچہ ایک ولی کامل ہوگا مگر ہے چرب زبان۔ یعنی ایک سوال کے دو جواب دینے والا۔ یہ جواب ملنے پر آپ کے والد محترم نے دوبارہ آپ کو حکم دیا کہ واپس جاؤ اور حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ سے بیعت کا شرف حاصل کرو۔ چنانچہ آپ دوبارہ حاضر خدمت ہو کر حضرت حافظ صاحب مانکپوری کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

خلافت☆: آپ نے حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کے بعد تمام مجاہدات وریاضات اور سلوک کی تمام منازل کو بڑی آسانی سے اور بہت جلد طے کیا۔ آپ کے مرشد نے آپ کی محنت اور سلسلہ سے لگن اور پیر بھائیوں سے پیار اور محبت کے بڑھتے رشتے دیکھ کر آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور خلق خدا کی رشد وہدایت کیلئے امروہہ ضلع مراد آباد میں مخلوق خدا کی رشد و ہدایت پر مامور فرمایا۔ مرشد کے حکم سے آپ نے امروہہ میں ۱۲ سال تک قیام کیا۔ اس دوران آپ اپنے پیرو مرشد حافظ محمد موسیٰ مانک پوری کی زیارت کے لئے کبھی کبھی مانک پور بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

سعادت حج بیت اللہ شریف☆: حضرت حافظ محمد موسیٰ مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ اپنے پیرو مرشد حضور حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کی تعمیر میں مصروف ہوگئے۔ بعداز فراغت آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کیلئے روانہ ہوگئے۔ اور ایک سال تک آپ حجاز مقدس میں مقیم رہے۔

حیدر آباد دکن میں قیام☆: حج بیت اللہ سے واپسی پر آپ اپنے شیخ کامل صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کے اشارہ باطنی پر ۱۲۵۳ھ میں مستقل طور پر حیدر آباد دکن میں قیام پذیر ہوگئے۔ اور خلق خدا کی رشد وہدایت اور خانقاہ کا نظام سنبھالا اور یاد حق میں مشغول ہوگئے۔ اور تمام ساکنان حیدر آباد دکن کو سرچشمہ فیض سے سیراب کرتے رہے۔

حضرت کی سوانح جو حیدر آباد دکن سے تقریباً 65 برس قبل آپ کے سجادہ نشین کی مطبوعہ ہے۔ اس میں یہ

Marfat.com

واقعہ درج ہے۔ کہ مولوی سیّد امانت علی صاحب خلیفہ حضرت حافظ صاحب قبلہ نے اپنے پیرومرشد کو فرماتے سنا ہے کہ صاحبزادہ شاہ خاموش میرے سلسلہ کی فیوضات میں ثانی حضرت نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ رہیں گے اور صاحبزادہ نہایت سخی ہوں گے ہندو دکن ان کے فیوضات ظاہری و باطنی سے معمور وفیض یاب رہے گا۔ ایک دوسرے خلیفہ حضرت مولوی سیّد امانت علی شاہ امروہی فرماتے ہیں کہ حضور حافظ صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ ''مولانا میر امانت علی صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت سیّد میراں بھیکھ صاحب علیہ الرحمۃ (جو حضرت حافظ صاحب کے پڑدادا پیر تھے) حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کے سر پر عمامہ اپنے دست مبارک سے باندھ رہے ہیں۔ صبح بیدار ہو کر اپنے پیرو مرشد حضرت حافظ صاحب سے خواب بیان فرمایا۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بھیکھ علیہ الرحمۃ کے عمامہ باندھنے پر کیا تعجب ہے۔ وہ تو حضور خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول بارگاہ فرستادہ وفیضیاب ہے۔ شہر روپڑہ شریف جہاں حافظ صاحب قبلہ کے پیرومرشد حضرت پیر سیّد اعظم صاحب اور دادا پیر حضرت پیر سیّد سالم علیہم الرحمۃ کی درگاہ شریف واقع ہیں۔ جوسر ہند سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آج تک حضرت شاہ خاموش سرکار کا حجرہ مبارک مشہور ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے۔ جس میں ذکر واشغال وعبادت گزاری فرمایا کرتے تھے۔

اکثر تواریخ وسوانح حیات میں درج ہے کہ حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کو ذکر وشغل میں پاس انفاس بہت تھا۔ ایک بھی نفس خالی نہیں جاتی تھی۔ اس پاس انفاس کی وجہ سے عرصہ تیس سال تک کسی سے کلام تک نہ کیا۔ اگر کسی کو کچھ پیغام یا کلام دینا ہوتو اشارہ سے وہ بھی بہت کم۔ حضرت سیّد امانت علی صاحب قبلہ اور حضرت مولوی میر امانت علی شاہ صاحب قبلہ امروہی علیہم الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز ہم دونوں حضور حافظ صاحب کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اہل سلسلہ بکثرت موجود ہیں۔ کہ حضور نے صاحبزادہ سیّد معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے سر پر دستار خلافت باندھی اور دکن کی قطبیت وولایت سرفراز فرما کر تاکید فرمائی کہ ہماری حیات تک امروہہ میں رہ کر ہر دوسرے تیسرے ماہ آیا کرو ہمارے بعد دکن میں مقیم رہنا۔ حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ نے تمہیں قطبیت دکن عطا فرمائی ہے۔ حضور حافظ صاحب نے اُن کے سینہ کو علم ظاہر وباطن سے بھر دیا اور حقائق منکشف فرمائے۔

کشف وکرامات ☆: مشہور ہے کہ امانت خان ساکن محلہ کٹکوئی امروہی نے بکمال عقیدت

Marfat.com

حضرت کی دعوت فرمائی مجلس سماع بھی منعقد تھی۔ لوگ زیادہ جمع ہو گئے جس سے امانت خان پریشان ہو گئے۔ حضرت نے اُن کے چہرے سے حال معلوم فرمایا اور ارشاد فرمایا کھانے کے مقام پر ہم کو لے چلو۔ حضرت نے روٹی کے تھالوں پر اپنی چادر ڈال دی اور کھانے کی دیگ پر رومال ڈھانک دیا۔ اور کھانا کھلانے کا حکم فرمایا۔ تمام اہل مجلس سیر ہو کر کھا چکے مگر کھانا جوں کا توں بچ رہا۔ بعدازاں بچا ہوا کھانا تقسیم کروا دیا گیا۔ اس واقعہ سے تمام اہل شہر میں دھوم مچ گئی۔ اور ہزاروں افراد نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آج تک ان شہروں میں حضرت کے اہل سلسلہ مریدوں کے مرید بکثرت بحمداللہ موجود ہیں۔ دس سال تک حضرت کی تشریف فرمائی۔ وہاں رہی۔ سینکڑوں کرامات خرق عادات سرزد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار اور حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی، حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی ، میاں حضرت عبداللہ شاہ صاحب دہلوی، حضرت جمعدار صاحب ابوالعلائی، حضرت شاہ سعداللہ صاحب نقشبندی، حضرت شاہ سعداللہ صاحب نقشبندی، حضرت مولوی حافظ محمد علی صاحب چشتی نظامی، خیرآبادی حضرت مولانا شجاع الدین حسینی چشتی قادری، حضرت مولوی محمد حسین صاحب، ابوالعلائی، حضرت محمود میاں صاحب احمد آبادی، حضرت شاہ خاموش صاحب علیہم الرضوان ایک دوسرے کو بھائی فرماتے اور ان تمام بزرگوں میں باہم بہت محبت تھی۔

کرامت ۲ ☆: آپ کے خرق عادات و کرامات ہزارہا مشہور ہیں۔ لیکن آپ حضرت ان کے اظہار بیان سے ناخوش ہوا کرتے تھے۔ اس لئے قلم ان خاص حالات کی تحریر سے قاصر ہے۔ مگر برکت کے لئے تبرکاً چار کرامات پیش خدمت ہیں۔ سابقہ سوانح نویسوں نے لکھا ہے کہ ایک روز جبکہ حضرت امروہہ میں بہلول خان کی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا کئی ہزار کا زیور کھو گیا ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ العالم عبدالحق ردولوی صاحب علیہ الرحمۃ کے توشہ شریف کی نیاز کر اس شخص نے نیاز مان لی۔ مگر ادا نہ کی بعدازاں پھر دوبارہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور میرا زیورا بھی تک نہیں ملا ہے؟ حضرت قبلہ نے فرمایا پہلے توشہ کی نیاز ادا کرو۔ تعمیل حکم میں وہ صاحب بنیئے کی دکان پر گئے ڈبہ سے ترازو میں بنیئے نے جو شکر ڈالی اس میں زیور کی پوٹلی بھی شکر کے ساتھ گری بنیئے نے پوٹلی اٹھائی

Marfat.com

چاہی اس شخص نے پوٹلی پکڑلی کہ یہ میری ہے۔ بنیئے نے پوٹلی دے دی اور چور کا نام بتا دیا وہ شخص خوش بخوش حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور نیاز توشہ شریف ادا کی گئی۔

کرامت ۳ ☆: ایک روز کا واقعہ ہے کہ نواب افضل الدولہ بہادر شاہ دکن نے ازراہِ عقیدت نامپلی کا بنی باغ حضرت کی خدمت میں نذر کیا۔ آپ نے حضرت یوسف صاحب وشریف صاحب کی مروت ومحبت کے لحاظ سے اسے قبول فرمایا۔ اس باغ میں ایک روز اپنے کئی سو مریدین کے ساتھ سیر فرما رہے تھے۔ ہر طرف کی آراستگی وصفائی دیکھی لیکن ایک مقام غیر صاف حالت میں پڑا ہوا تھا۔ باغ کے داروغہ سے دریافت کرنے پر اس نے عرض کیا کہ اس جگہ ایک بڑا اژدھا ہے۔ اس کے ڈر سے کوئی وہاں جا کر صاف کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔ حضرت مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور پانچ مریدین کو حکم دیا کہ تم جا کر اس اژدھے سے ہمارا اسلام کہنا اور کہنا یہاں اب ہمارے رہنے کا قصد ہے۔ تم دوسری طرف چلے جاؤ۔ جیسے ہی ان مریدین نے حضرت کا حکم سنایا۔ وہ اژدھا اپنے بھٹے سے نکلا اور مسجد کے سامنے سے حضرت یوسف صاحب کی درگاہ کی جانب جو دروازہ ہے اس میں ہوتا ہوا قبرستان کی طرف چلا گیا۔ اس کو سینکڑوں تماشائی بھی دیکھ رہے تھے۔ پھر اسی مقام پر حضرت کا مقام مبارک اور گنبد شریف بنایا گیا۔

کرامت ۴ ☆: بہ زمانہ قیام مانک پور شریف وضو کے لئے پانی طلب فرمایا۔ پانی دستیاب نہ ہوا حضرت نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس آم کے درخت سے پانی لو۔ آم کے چھوٹے پودے کو جو وہاں موجود تھا۔ حضرت نے جھکا دیا درخت سے پانی نکل آیا۔ آج تک اس درخت سے پانی نکلتا ہے۔ اور ہزار ہا آدمی اس پانی کو دفع امراض کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس درخت کا قطر تقریباً ۶۰ فٹ ہے۔ اور تنا تقریباً ۱۶ فٹ بلند ہے۔ جس سے پانی نکلتا ہے۔

کیفیت قبل از وصال ☆: حضرت خاموش شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت شاہ پیراں حسینی صاحب جو حضرت سیّد محمد ہاشم حسینی شاہ صاحب قبلہ کے والد بزرگوار تھے۔ وہ بھی حضرت ہی سے بیعت وخلافت رکھتے تھے۔ حضرت پیر دستگیر سیّد محمد ہاشم حسینی صاحب سندھی افواج کے صدر جمعدار تھے۔ حضرت شاہ خاموش صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے خلیفہ حضرت ہلالی شاہ صاحب، حضرت

Marfat.com

بہبود علی شاہ کو حکم دیا کہ جمعدار محمد شاہ کو بلالاؤ یہ دونوں حضرات ڈیوڑھی پر پہنچے اور جمعدار صاحب علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ حضرت نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔

حضرت سید ہاشم حسینی شاہ علیہ الرحمۃ نے سواری نکالنے کا حکم دیا۔ تمام فوج اس زمانہ کے رواج کے مطابق ہاتھی گھوڑے پالکی اور سب لوازم کے ساتھ سواری برآمد ہوئی اور خانقاہ کے عقب مکہ مسجد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔ جیسے ہی جمعدار صاحب موصوف اپنے پیرومرشد حضرت شاہ خاموش سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے اپنے خلفاء و مریدین کو حکم دیا کہ ان کا لباس بمعہ جامہ و پگڑی اور ہزاروں روپے کے قیمتی ہتھیار جو زیب تن تھے۔ تمام اتار لو اور خود اپنا فقیرانہ لباس و خرقہ خلافت و سجادگی پہنا کر اپنا جانشین فرما دیا۔ پھر جمعدار موصوف نے یہ نہیں دیکھا۔ ڈیوڑھی کہاں گئی اور صاحبزادگان کا کون خبر گیراں ہے۔ اور بقایا زندگی اپنے پیرومرشد کی خدمت اقدس میں حصول فیض کے لئے مشغول رہ کر گزار دی۔

جب اس واقعہ کی خبر فرخندہ یار جنگ کلاں اور نواب نصیر جنگ نے نواب مختار الملک کو دی۔ نواب موصوف نے خدمت جمعداری پر بڑے فرزند حضرت سیّد شاہ اکبر حسینی صاحب کا تقرر فرما دیا۔ اس کے بعد حضرت شاہ خاموش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی علالت شروع ہوگئی اور حضرت سیّد شاہ اکبر حسین صاحب اور حضرت سیّد محمد شاہ اصغر حسینی صاحب علیہ الرحمۃ دونوں صاحبزادگان کو حضرت سیّد محمد شاہ ہاشم حسینی علیہ الرحمۃ نے اور ڈاکٹر محمد اشرف صاحب (مرحوم) نے بھی اپنے فرزند ڈاکٹر لقمان الدولہ بہادر سٹاف سرجن شاہ دکن کو حضرت قبلہ کی بیعت میں داخل کر دیا۔ اس طرح ہزاروں مریدین و خلفاء نے اپنے اپنے فرزندوں کو بیعت میں داخل کیا۔ مزاج مبارک کی نازلی زیادہ ہوتی گئی۔ حکماء اور ڈاکٹر مصروف علاج رہے۔ یکم ذیعقد بروز جمعہ تمام حکماء و خلفاء و معززین کی موجودگی میں حضرت پر غشی طاری ہوئی اور سبھی نے سمجھا وصال ہوگیا ہے۔ چیخ و پکار شروع ہوگئی۔ حکیموں نے نبض دیکھ کر یقین کر لیا کہ وفات ہوگئی ہے۔ لوگوں کی چیخ و پکار سے حضرت شاہ خاموش سرکار متوجہ ہوئے۔ اور دریافت فرمایا کہ آج کیا دن ہے۔ سبھی نے عرض کیا کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ حضرت نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ پیر کے دن پر رکھیئے۔ بڑے فرخندہ یار جنگ جو بیٹھے ہوئے تھے۔ نے عرض کیا کہ حضرت کے اختیار کی بات ہے۔ چند دن اور تشریف فرما رہیں تو مناسب ہے۔ حضرت نے جواب

Marfat.com

میں ارشاد فرمایا ''کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتُ'' بڑے فرخندہ یار جنگ اور حضرت سید محمد شاہ ہاشم حسینی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس آیۃ مبارکہ کو اس انداز میں ارشاد فرمایا کہ ہم سب کو موت کا ذائقہ ولذت محسوس ہوئی۔ اس کے چار روز بعد پیر کے دن چار ذیعقد ۱۲۸۸ھ حضرت نے خانقاہ میں باجماعت ظہر کی دو رکعتیں ادا فرمائی تھیں۔ حالت نماز میں روحِ مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ مکہ مسجد میں لاکھوں کے مجمع نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

تواریخ وسوانح نویسوں نے لکھا ہے کہ مکہ مسجد کے اطراف جو بنگلے واقع تھے۔ چار مینار تک ان کی چھتوں پر ہزار ہا امراء وعہدیدار ہاتھیوں پر سوار تھے۔ جب نیچے پاؤں رکھنے کو جگہ نہ ملی تو ہاتھیوں پر سوار ہی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت شاہ خاموش سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے بعد حضرت مرشدی و موالائی حضرت پیر دستگیر سید ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ سجادہ نشین رہے اور انہوں نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اپنے منجھلے صاحبزادے حضرت سیّد محمد اصغر حسینی صاحب کو اپنی جگہ جانشین مقرر فرما کر بہ ماہ محرم ۱۳۸۸ھ میں انتقال فرمایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ٦ ذیعقد ۱۲۸۸ھ بروز سوموار ظہر کے وقت ہوا۔ مزار شریف محلّہ نام پلّی کے اسٹیشن کے قریب حیدرآباد دکن میں مرجع خاص وعام ہے۔ آج بھی اہل دنیا، اہل عشق اور اہل طریقت طالبان خدا آپ کے دربار سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ آپ کے وصال پر کسی عاشق صادق نے آپ کا قطع تاریخ وفات یوں لکھا ہے۔

قطب عالم برشاخ پنج تنی — دروطن آنکہ پسندید غریب الوطنی
نام آن قطب زماں شاہ معین الدین بود — ہست از گوہر سادات حسینی حسنی
سال تاریخ وفات شہہ عالی درجات — گفت ہاتف شہہ خاموش چراغِ دکنی
۱۲۸۸ھ

آپ صاحب دیوان بھی ہیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف کے علاوہ منقبت اور معرفت کے کلام بھی لکھے ہیں۔

آپ کے کلام کا ایک ذخیرہ فقیر راقم الحروف کی لائبریری میں موجود ہے۔

Marfat.com

مولانا مشتاق احمد انبیہٹوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محقق سلسلہ عالیہ صابریہ عارف باللہ، عالم باعمل، شیخ کامل حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی صابری انبیہٹوی رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم باعمل اور صوفی بزرگ تھے۔ اپنے زمانے کے علماء اور مشائخ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ حضرت حافظ محمد صابر علی رامپوری چشتی صابری کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کے پیرومرشد نے مولانا محمد عمر (مرحوم) سے ارشاد فرمایا کہ مشتاق احمد سلسلہ میں داخل ہو جاوے تو اچھا ہے۔ مگر آپ کو دیگر حضرات سے عقیدہ تھا۔ جب آپ مدرسہ دیوبند پہنچے اور قیلولہ کیا تو کیا دیکھا کہ دیوبند کی طرف سے رامپور حضرت حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ امام علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ دونوں رونق افروز ہیں دیکھتے ہی دونوں کے گرد طواف کرتے اور طواف کرتے کرتے دونوں میں فنا ہو گئے۔ مولانا محمد عمر دیکھ رہے تھے اور تعجب کر رہے تھے کہ یہ سوتا سوتا کیوں رو رہا ہے۔ اس کے بعد آپ کے دل کو ایسی کشش ہوئی کہ دیوبند سے رامپور پہنچ کر بیعت سے مشرف ہوئے اس کے بعد آپ کے پیرومرشد نے جب آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز کرنا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا کہ حضرت میں اس کے اہل نہیں مگر آپ کے پیرومرشد نے فرمایا کہ ہمیں معاملہ میں دو یا تین دوپٹے سر کے باندھنے کے ملے ہیں بالآخر وصال سے چند ماہ بیشتر خلافت نامہ تحریر فرما کر بذریعہ ڈاک آپ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے اس خلافت کو قبول فرما کر سر آنکھوں پر رکھا مگر اس کی اطلاع کسی کو نہ دی۔ آپ کا وصال باکمال ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق 1937ء کو ۹۹ برس کی عمر میں انبہٹہ ضلع سہارنپور (انڈیا) میں ہوا۔

حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ چشتی صابری

تعارف ☆: مظہر اولیاء، عاشق ذات الہٰ، سلطان ملک بقا، مرد میدان جاہد و فی اللہ، امام الاولیاء، زبدۃ العارفین، امام العاشقین برہان الواصلین، دلیل الکاملین، عارف باللہ، فنانی الشیخ، حضرت خواجہ محمد ابراہیم المعروف حضرت سید مظہر علی شاہ بہ لقب حضور خواجہ مظہر نوری رحمتہ اللہ علیہ آپ سادات خاندان کے چشم وچراغ ہیں آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے حضرت سید محمد ابراہیم المعروف سید مظہر علی

Marfat.com

شاہ چشتی صابریؒ بن حضرت دادا میاں نقشبندیؒ بن سید شہاب الدینؒ بن سید قطب الدینؒ بن حضرت سید مخدوم شاہ شرف الدینؒ بن سید رکن الدینؒ بن سید شرف الدینؒ بن سید حسن اسماعیلؒ بن سید علی شہید ہمدانیؒ بن سید حسنؒ بن سید علی نقیبؒ بن سید اسماعیل علیہم الرحمۃ بن حضرت امام موسیٰ کاظمؑ بن حضرت سید امام جعفر صادقؑ بن سیدنا امام باقرؑ بن حضرت سیدنا امام زین العابدینؑ بن حضرت سیدنا امام حسین علیہم السلام بن حضرت امام المشارق والمغارب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔

سکونت ☆: آپ حضرت خواجہ سید محمد ابراہیم المعروف حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ مظہر نوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صوبہ گجرات احمد آباد کے رہنے والے ہیں آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے سکونت ترک کر کے احمد آباد گجرات میں آ کر مقیم ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت سید دادا میاں رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر خواجگان نقشبندیہ کی تعلیمات سے لوگوں کو فیض یاب کرتے رہے ہزاوں بندگان خدا کو راہ ہدایت سکھائی اور زاہد بنایا آپ کا مزار شریف احمد آباد محلّہ پیڑیہ ہٹر میں آج بھی مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت خواجہ سید محمد ابراہیم المعروف خواجہ سید مظہر علی شاہ حضور خواجہ مظہر نوری رحمتہ اللہ علیہ آپ چار بھائی ہیں جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔
سید شاہ شرف الدین سید شاہ رکن الدین، سید شاہ شہاب الدین اور سید محمد ابراہیم المعروف حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی متقی پرہیز گار و فاضل ذاکر و شاغل تھے آپ کو بچپن ہی سے اولیائے کاملین سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی اکثر و بیشتر مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینا آپ کا معمول تھا اور صوفیا، صلحاء کی محفل اور صحبت میں بیٹھنا آپ کے معمولات کا حصہ تھا۔ آپ کو تنہائی پسند تھی دنیا داروں اور ان کے تمام مشاغل سے علیحدہ رہتے ہر وقت ذکر خدا اور ذکر رسول کریم ﷺ اور ذکر پاکان امت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ 14-13 سال کی عمر سے ہی مستی کی حالت میں تھے رات کے وقت آپ حضرت محمد شیر احمد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جایا کرتے تھے جس وقت آپ کے والد محترم جناب حضرت سید دادا میاں رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر سولہ، سترہ سال تھی والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کے حصے میں جائیداد کا جو حصہ بنتا تھا وہ

Marfat.com

اس وقت کے تین لاکھ روپے بنتے تھے۔آپ نے اپنے تمام بھائیوں کو جمع کر کے کہا کہ والد صاحب کی جائیداد میں جو میرا حصہ بنتا ہے میں اس سے دستبردار ہوتا ہوں وہ آج کے بعد آپ تینوں بھائیوں کا ہے اپنی جائیداد کی تقسیم سے فارغ ہو کر آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ میں دہلی جانا چاہتا ہوں لہٰذا مجھے اجازت دی جائے والدہ ماجدہ نے اجازت بھی دی اور آپ کو کچھ اشرفیاں بھی دیں آپ وہ لے کر دہلی آ گئے اور دریا کے کنارے جامع مسجد زینت المساجد میں چھ ماہ تک قیام پذیر رہے اور چھ ماہ گزرنے کے بعد آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کو خط لکھا کہ میں دنیاداری کو خیر باد کہہ چکا ہوں لہٰذا اب فقیری کروں گا آپ دل و جان سے بخوشی مجھے فقیری کرنے کی اجازت عنایت فرما دیں والدہ ماجدہ نے خط پڑھ کر جواب تحریر کیا کہ کیا تم مجھے ستا کر فقیری کرو گے تمہاری فقیری قبول نہ ہوگی لہٰذا فوراً گھر واپس آ جاؤ۔ والدہ کا حکم ملتے ہی آپ فوراً گھر پہنچے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی شادی کر دی۔ شادی کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ بعدازاں ان کا وصال ہو گیا۔ اہلیہ کے انتقال کے بعد آپ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ ایک سال کے عرصہ کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی اس دنیائے فانی کو خیر باد کہہ دیا اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد آپ نے ان کا چہلم کیا بعدازاں اپنے برادران کو بلا کر کہا بھائیو! تمہیں ہمارا اسلام ہے ہم یہاں سے جا رہے ہیں آپ جانیں اور یہ جائیداد۔

ترک سکونت ☆ : آپ احمد آباد کو مستقل خیر باد کہہ کر آگرہ تشریف لے گئے اور وہاں پر جامع مسجد کے عقب میں ایک فقیر جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ تھا وہ مجذوب تھے آپ ان کی خدمت میں دو سال تک رہے ایک روز وہ مجذوب کہنے لگے ابراہیم شاہ آپ اٹاوہ کے مقام پر ایک مجذوب ہیں ان کے پاس چلے جائیں۔ آپ اشارہ ملتے ہی وہاں چلے گئے اس مجذوب کی خدمت میں چھ ماہ تک رہے چھ ماہ کے بعد ان مجذوب جن کا نام رتبہ شاہ تھا انہوں نے پھر آپ کو فرمایا کہ آپ واپس حضرت مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس چلے جائیں اور ان ہی کی خدمت کریں اور سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پیغام بھیجا کہ لڑکا بہت ہونہار ہے ہمارے بس کا نہیں لہٰذا آپ کے پاس واپس بھیج رہا ہوں۔

Marfat.com

مجذوب کے پاس سے آگرہ کی واپسی☆: آپ حضرت سید ابراہیم شاہ المعروف سید مظہر علی رحمۃ اللہ علیہ اس مجذوب رتبہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام لے کر واپس آگرہ میں حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا میاں شاہ صاحب ایک بزرگ حیدر آباد دکن سے آگرہ میں آرہے ہیں آپ ان سے ملیں اور ان کے دست حق پر بیعت کریں چونکہ آپ کا حصہ اُن کے پاس ہے۔

مرشد کی بارگاہ میں حاضری☆: اتفاقاً اس سال حضرت پیر دستگیر حضرت سید محمد معین الدین شاہ حسینی چشتی صابری المعروف حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ اپنے پیرومرشد صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے لئے حیدر آباد دکن سے مانکپور تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں آگرہ میں بھی قیام فرمایا۔ آپ کو جب معلوم ہوا کہ حضور (حیدر آباد دکن سے) آگرہ میں اپنے کسی مرید کے گھر پر تشریف فرما ہیں تو آپ فوراً حضرت سید محمد معین الدین چشتی صابری المعروف حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مقصد و مدعا بیان کیا حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمۃ نے آپ کی بات سن کر فوراً آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور آگرہ کے چار روز قیام کے موقع پر آپ کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہو گئے اور صرف چار روز کے بعد ہی آپ کے پیرومرشد پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے بھی سرفراز فرمایا اور صاحب مجاز کیا۔

آگرہ سے میرٹھ کا سفر☆: آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ خاموش آگرہ میں چار روز قیام فرما کر مانکپور شریف کے لئے روانہ ہوئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ چل دیئے چلتے چلتے جب آپ میرٹھ پہنچے تو آپ نے حضرت پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمۃ سے میرٹھ میں قیام کی اجازت چاہی تو انہوں نے بخوشی اجازت دے دی اور خود مانکپور شریف تشریف لے گئے۔

میرٹھ میں قیام☆: جب آپ میرٹھ میں قیام پذیر ہو گئے تو لوگوں کی آمدورفت کا ایک عجیب سلسلہ جاری ہو گیا ہر وقت آپ کے دروازے پر فقراء، مجذوب، طالبان خدا عوام اور عاشقان

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کا ایک جم غفیر رہنے لگا۔ مسلمان تو مسلمان بلکہ ہندو بھی آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے جو کہ دل و جان سے آپ کا احترام کرتے تھے۔

مرشد کامل سے محبت ☆: امام العارفین حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حیات مظہریہ میں میرٹھ کے رہنے والے صوفی اکبر حسین قادری نقشبندی جو حکیم حسین صاحب کے بھانجے تھے ان سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ لال کڑتی سے آ رہے تھے کہ آپ برف خانہ کے قریب رک گئے اور فاتحہ پڑھی اور رونے لگے میں نے عرض کیا کہ حضور کیا یہاں پر کسی کا مزار ہے جو حضور نے فاتحہ پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میرے پیرو مرشد حضرت سید معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ حالت سفر میں اس مقام پر مجھ سے جدا ہو کر مانکپور شریف تشریف لے گئے تھے میں جب کبھی اس مقام سے گزرتا ہوں مجھے وہ منظر یاد آ جاتا ہے۔ اس لئے یہاں فاتحہ پڑھتا ہوں اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ حیدر آباد دکن سے آتے ہوئے اپنے مرشد کے دست مبارک پر بیعت ہوئے تھے اور آگرہ سے میرٹھ تک کے سفر میں جو کچھ تعلیم باقی تھی وہ دوران سفر پوری کر دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ فقیر کو لازم ہے کہ جہاں اپنی دلچسپی ہو وہاں بیٹھے اور اپنا کام تنہائی میں کرتا رہے اگر وہاں شہرت کا ڈر ہو تو وہاں سے دوسری جگہ چلا جائے پھر بعد اطمینان ایک جگہ ایسا بیٹھے کہ دوبارہ نہ اٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہم نے بتایا ہے کئے جاؤ جہاں بھی جاؤ کسی کی پرواہ نہ کرو **(الاستقامت فوق الکرامت)**

سید مظہر علی شاہ کے نام سے مشہور ہونے کی خاص وجہ ☆: آپ نے اپنے پیرو مرشد کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور کسی کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام میں مصروف رہے اور پھر اپنے پیرو مرشد پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق دوبارہ آگرہ میں حضرت سید مظہر علی شاہ مجذوب علیہ الرحمۃ سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے مجذوب فقیر سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے جب آپ کو دیکھا تو فرمایا کہ میاں ابراہیم اب تمہارا سینہ روشن ہو گیا ہے میں قربان جاؤں اس رنگریز کے بہت اچھا رنگ چڑھایا میاں سید ہمارے پاس یہ رنگ نہیں تھا ہمارا رنگ

Marfat.com

ظاہر بگاڑ اور باطن درست اور یہ رنگ ایسا ہے جو ظاہر اور باطن روشن ہے میاں ابراہیم اب ہماری طرف سے تمہیں یہ انعام ہے ہمارا نام تمہارا نام ہوگا یعنی آج کے بعد آپ کا نام ہمارے نام پر ہوگا لوگوں میں ابراہیم شاہ کی بجائے سید مظہر علی شاہ کے نام سے مشہور رہو گے۔

آگرہ سے ملک پور روانگی ☆: آگرہ والے مجذوب فقیر سے سید مظہر علی شاہ کا لقب لے کر آپ آگرہ سے ملک پور تشریف لے گئے اور وہاں پر بارہ سال تک مخلوق خدا کو راہ ہدایت دکھاتے رہے اور ہزاروں بندگان خدا کو ان کی حقیقی منزل دکھائی اور اب تک آپ کی چلّہ گاہ اسی طرح موجود ہے۔

میراں پور ضلع مظفرنگر میں قیام ☆: ملک پور سے آپ میراں پور ضلع مظفرنگر میں تشریف لے گئے اور تین سال کے عرصہ تک بندگان خدا کو توحید کا درس دیا اور ہزاروں گمراہوں کو راہ سلوک دکھائی میراں پور میں آپ کی نشست کا چبوترہ اب تک اسی طرح موجود ہے وہاں کے ہندو اور مسلمان بحالت بیماری اس چبوترہ کی مٹی لے جاتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔

میرٹھ میں مستقل قیام ☆: میراں پور سے آپ چھپر والی مسجد میرٹھ میں تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ قیام کیا۔

فوج میں نوکری ☆: میرٹھ چھاؤنی میں ایوب خان نامی ایک رسالدار تھے ایک روز آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہمارا نوکری کرنے کا ارادہ ہے۔ ایوب رسالدار نے کہا کہ اچھا ہم نوکر رکھ لیں گے مگر ضمانتی لاؤ آپ نے فرمایا ہمارا کون ضمانتی ہے اللہ کے سوا، اس بات کا رسالدار پر ایسا رعب پڑا کہ فوراً آپ کو رسالا میں ملازم رکھ لیا۔ آپ ملازمت کرتے رہے کچھ روز بعد ایک مولوی صاحب جو ایوب رسالدار کے مرشد تھے رسالدار کے پاس تشریف لائے تو رسالدار نے اپنے پیر و مرشد کی دعوت کی حضرت چونکہ ملازم ہونے کی وجہ سے اس رسالدار کے اردلی تھے دعوت کے موقع پر مہمانوں کو پانی پلانے پر مامور تھے آپ کی جانب جب اچانک ایوب رسالدار کے پیر و مرشد کی نگاہ پڑی تو فوراً اس رسالدار سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں جو مہمانوں کو پانی پلا رہے ہیں اس نے کہا کہ یہ رسالا میں ملازم ہیں میرے اردلی ہیں رسالدار کے پیر و مرشد مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ سوار شہسوار ہیں یہ اگر کھانا کھائیں گے تو ہم بھی

Marfat.com

کھائیں گے وگرنہ ہم بھی نہ کھائیں گے رسالدار نے حکم دیا کہ آپ پانی رکھ دیں اور میرے پیرومرشد کے ساتھ کھانا کھائیں حضرت نے مجبوراً موجب حکم رسالدار کے مولوی صاحب کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا اگلے روز صبح گھوڑا چھوڑ کر مولوی صاحب سے فرمایا کہ آپ نے ہمارا راز فاش کر دیا اب ہم نوکری نہیں کریں گے ہر چند رسالدار صاحب نے خوشامد کی مگر آپ انکار ہی کرتے رہے اور فرمایا لو اب ہم جاتے ہیں۔ ہمارا سلام ہے رسالدار صاحب نے کہا آپ نوکری نہیں کرتے نہ کریں آپ صرف میرے گھر تشریف رکھیں آپ کا میرے گھر تشریف رکھنا باعث برکت ہوگا۔ مگر آپ نے رسالدار صاحب کی ایک نہ مانی بلکہ تشریف لے گئے اس طرح آپ اس رسالدار کے ساتھ چھ ماہ تک ملازم رہے وہاں سے ملازمت چھوڑ کر ایک انگریز کے پاس بطور اردلی ملازم رہے مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ نے وہ نوکری بھی چھوڑ دی۔

میرٹھ شہر میں قیام اور آپ کی پہلی کرامت ☆: انگریز کے ہاں سے نوکری چھوڑنے کے بعد آپ میرٹھ میں حضرت مخدوم شاہ، ولایت علیہ الرحمۃ کے ہاں تین روز تک قیام پذیر رہے وہاں سے میرٹھ شہر کی طرف رخ کیا راستے میں ایک لالہ ہرسا نامی کشمیری سے ملاقات ہوئی اس نے بصد تعظیم آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا حضور کہاں رہتے ہیں آپ نے فرمایا بابا ہم فقیر لوگ ہیں ہر جگہ ہمارا گھر ہے اور کہیں بھی نہیں وہ ہندو بہت فقیر دوست تھا اس کے اولاد پیدا نہیں ہوتی تھی اور فقیروں سے بہت ملتا اور اس نیت سے خدمت کرتا کہ شاید کسی کی دعا سے مجھے اولاد مل جائے اس نے حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا حضور اگر کرم فرمائیں تو میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور وہاں ہی قیام فرمائیں اور میں حضور کا غلام ہوں ہر طرح سے آپ کی خدمت کروں گا۔ حضرت نے سوچا کہ شاید یہ غیبی حکم ہے جو یہ کہہ رہا ہے حضرت اس کی دلجوئی کے خیال سے اس کے ہمراہ ہو گئے وہ ہندو حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر لے گیا اور ایک کمرہ آپ کے لئے الگ مختص کر دیا اور آپ کی نماز کے لئے تمام سامان مہیا کر دیا اور ہر وقت حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مصروف رہنے لگا۔ اسی طرح بارہ سال تک آپ اس ہندو کے مکان میں قیام پذیر رہے اور وہ بھی عقیدت مندی سے آپ کی خدمت کرتا رہا ایک روز آپ نے لالہ ہرسا سے فرمایا لو بھائی اب ہم جاتے ہیں تم نے کتنا عرصہ

Marfat.com

ہماری خدمت کی ہے اس نے جواب میں عرض کیا سرکار آپ نے بارہ سال تک میرے گھر میں قدم رنجہ فرما کر میرے گھر کو رشک جنت بنایا آپ نے فرمایا تو نے جس غرض سے ہماری خدمت کی ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ تیری بیوی کتیا کی طرح بچے جنے گی۔ چنانچہ حسب الارشاد آپ کے فرمان کے مطابق ایسا ہی ہوا اس کی بیوی کی کثیر اولاد ہوئی اب تک اس کا سلسلہ اولاد کثرت سے جاری ہے پوتا پوتی، نواسا نواسی والی ہوئی اس ہندو لالہ ہرسا کے خاندان کے لوگ اب تک آپ کے معتقد ہیں۔ اس مکان کے کمرہ کی جہاں پر آپ بارہ سال تک رہے اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی اولاد حضرت کی نذر نیاز فاتحہ بھی کراتی ہے آپ کے بعد از وصال آپ کے مرید خاص وخلیفہ اعظم و جانشین حضرت صوفی اللہ بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کی بھی اس ہندو لالہ کی اولاد خدمت کرتی رہی۔ یہ میرٹھ میں آپ کی پہلی کرامت تھی اس کے بعد آپ پیڑا مل بازار کی مسجد میں قیام پذیر ہوئے اور مسجد کے صحن کے ایک کونہ میں چھپر ڈلوالیا تھا جس میں ایک چارپائی بچھائی جاسکے اور نماز کے لئے ایک مصلیٰ کی جگہ تھی اس حالت میں آپ نے اپنی زندگی کے بیس بائیس سال اس چھپر میں تادم آخر گزار دیئے۔ آپ کے مریدین میں بڑے بڑے روسا حافظ شیخ عبدالکریم شیخ بشیر الدین نے چاہا کہ آپ کے لئے علیحدہ خانقاہ و مسجد و باغ بنوا دیا جائے مگر ان کی ہزار کوشش کے باوجود آپ نے قبول نہ کیا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: حضرت سید مستان شاہ صاحب کابلی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص منشی غلام باری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور چند احباب میرٹھ شہر سے آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے گھر سے روانہ ہوئے راستے میں خیال آیا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں شکر قند یا حلیم عرض کھانے کی کوئی چیز لے چلیں جو وہاں حضرت کے ہاں سب مل کر آپ کے دستر خوان پر کھائیں گے پھر یہ طے پایا کہ حضرت کے پاس اس طرح چلتے ہیں وہاں سے کسی آدمی کو بھیج کر بازار سے کچھ منگوالیں گے جب ہم تمام حضرات آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا ارے بھائی یہ فلاں چیز کھانے کی خواہش رکھتے ہیں میں اس وقت اس چیز کا نام بھول گیا ہوں جو منشی موصوف فرماتے تھے غرض وہی چیز جو ہم خواہش رکھتے تھے حضرت نے چارپائی کے نیچے سے گرم منگا کر ہمارے سامنے رکھ دی اور فرمایا منشی جی کھاؤ یہ معاملہ دیکھ کر میں اور میرے ساتھی حیرت میں رہ گئے۔

Marfat.com

کرامت نمبر ۳ ☆: یہی منشی غلام باری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ باہر سے کچھ مہمان آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے فرمایا منشی کو بلاؤ۔ منشی جی آپ کے مرید صادق اور صاحب خدمت تھے۔ اکثر و بیشتر آپ کے مہمانوں کے لئے وہی اپنے گھر سے کھانا پکوا کر لایا کرتے تھے غرض جب منشی صاحب کو بلانے کے لئے گئے تو اسی اثناء میں دو خوان جن میں چار مشقاب پلاؤ و زردے کے بھرے ہوئے تھے۔ کہیں سے حضرت کے پاس آئے۔ منشی غلام ربانی فرماتے ہیں کہ میں نے وہ برتن خالی کر دیئے آپ نے آواز دے کر فرمایا کہ منشی غلام باری دستر خوان بچھاؤ، دستر خوان بچھا دیا گیا اور اندر سے کھانا لاتے ہوئے یہ خیال دل میں پیدا ہوا کہ مہمان تھوڑے ہیں۔ کھانا زیادہ ہے لہٰذا دو مشقاب کھانا کافی ہوگا باقی کل کسی اور مہمان کے کام آ جائے گا۔ آپ نے با آواز بلند فرمایا کہ منشی صاحب کل کی فکر نہ کرو جس نے آج بھیجا ہے وہی کل بھیجے گا لہٰذا سب کھانا لے آیئے۔ منشی غلام باری فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر حضرت بڑے صاحب کشف ہیں جو خیال میرے دل میں تھا حضرت اس خطرے سے فوراً واقف ہو گئے وہ تمام کھانا دستر خوان پر لایا گیا سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا جو کھانا بچا وہ غریبوں میں تقسیم کر دیا۔

کرامت نمبر ۴ ☆: صوفی شرف الامین وارثی علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت حافظ پیاری صاحب علیہ الرحمۃ کے احرام پوش اور صاحب نسبت شخص ہیں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کے ہمراہ دہلی میں حضرت سید مستان شاہ کابلی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی دعوت میں گیا جب دہلی کے اسٹیشن پر اترے تو حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو لے جانے کے لئے محترم علی چشتی صاحب نے دو گھوڑوں والی بگھی بھیجی تھی حضرت نے دوسرے لوگ جو دعوتی تھے انہیں بگھی پر سوار کر دیا اور مجھ سے فرمایا کہ کوئی تانگہ کرایا کا لاؤ میں حسب الارشاد کرائے کا تانگہ لے آیا اور ہم دونوں اس میں سوار ہو گئے۔ دوران سفر میرے دل میں خیال آیا کہ میزبانوں نے شاہ صاحب کے لئے نہایت عمدہ سواری بھیجی تھی آپ اس میں سوار نہ ہوئے اور کرایہ کے خراب تانگہ میں سوار ہو گئے۔ اس خیال کے دل میں آتے ہی آپ نے فوراً میری طرف پلٹ کر دیکھا اور فرمایا کہ صوفی جس گاڑی کی تم بات کر رہے ہو وہ راستے میں ہی ٹوٹ جائے گی اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اس گاڑی میں جاؤں لہٰذا ہم نے ان تمام کو اس گاڑی میں سوار کر دیا اور

Marfat.com

خود اس ٹانگے میں بیٹھ گئے ہم اور تم آرام سے جائیں گے اور ان سے پہلے پہنچیں گے۔
صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا وہ گاڑی راستے میں ٹوٹ گئی اس پر سوار تمام لوگ پریشان ہوئے اور ہم آرام سے اپنی منزل پر پہنچے۔ صوفی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت حضور سید مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے تقدس اور صاحب کشف ہونے کا پتہ چلا۔ ایک دن حضرت صاحب عشاء کے بعد ذوق و شوق سے محفل سماع سن رہے تھے اور بار بار قوالوں کو روپیہ دے رہے تھے۔ مجھے حیرت تھی کہ یہ روپیہ کہاں سے نکال کر دے رہے ہیں صبح پانچ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا نماز فجر کے بعد پھر یہ سلسلہ شروع ہوا اس روز میں نے حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر عجیب کیفیت دیکھی آپ پر وجد طاری تھا۔

کرامت نمبر ۵ ☆: چوہدری محمد عمر صاحب جو کہ حضرت کے مرید خاص ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے چچا مجھ پر ناحق خفا ہوئے اور گالیاں دینے لگے۔ میں غیرت کے مارے روتا ہوا شہر سے باہر چلا گیا اور یہ خیال کیا کہ کسی کنویں میں چھلانگ لگا کر زندگی کا خاتمہ کرلوں میں حضرت مخدوم شاہ ولایت صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس ایک مسجد میں چھپ کر سو گیا مگر میرے یہاں سونے کا کسی کو علم نہ تھا میں سو رہا تھا کہ میرے مرشد حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا نام لے کر عمر عمر کہہ کر مجھے سوتے ہوئے جگایا۔ میں فوراً اٹھ گیا فرمانے لگے مردار موت جان دیتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں تو کس طرح مرتا ہے میں نے عرض کیا حضور آپ کو کس نے بتایا میں یہاں سو رہا ہوں فرمانے لگے اب ہمیں ہمارے خدا نے کہا ہم سے اور کون کہتا ہے ہم کو خدا سب باتوں کی خبر دیتا ہے محمد عمر کہتے ہیں کہ میں حیران رہ گیا پھر مجھے اپنے ہمراہ لے آئے اور کھانا کھلایا اور میرے والد صاحب کے پاس پہنچا دیا اس لئے کہ والد صاحب میری تلاش میں پریشان تھے اللہ اکبر یہ ہیں وہ پیر کامل کہ مرید جان سے روٹھ گیا اور اس کو پکڑ کر لائے بقول مولانا رومی

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست　　　دست او جز قبضۂ اللہ نیست

کرامت نمبر ۶ ☆: حضرت صوفی قدرت اللہ شاہ لاہوری اور حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک ہندو ساہوکار کا مقدمہ عرصہ دراز سے لگا ہوا تھا اور مختلف عدالتوں سے ہندو مقدمہ ہارتا رہا آخری عدالت میں مقدمہ کی آخری تاریخ پڑی تو اس کو فکر لاحق ہوئی کہیں پہلے کی طرح اس عدالت سے بھی مقدمہ ہار نہ جاؤں۔ بالآخر ہندو ساہوکار آپ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوا اور مقدمہ کی ساری روداد سنائی اور عرض کیا کہ حضور مقدمہ لڑتے لڑتے تھک گیا ہوں۔ ہزاروں روپیہ بھی خرچ ہو گیا اس کے باوجود ہندوستان کی تمام چھوٹی بڑی عدالتوں سے مقدمہ ہارتا ہی رہا اب آخری عدالت ہے اور آخری تاریخ فیصلے کی ہے حضور دعا فرما دیں تاکہ مجھے مقدمہ میں کامیابی حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اچھا بھئی ہم دعا کریں گے خدا کے فضل سے حضرت کی دعا کی برکت سے اس ساہوکار نے مقدمہ جیت لیا عدالت نے فیصلہ اس کے حق میں کر دیا ساہوکار نے خوش ہو کر ایک ہزار روپیہ نقد اور مٹھائی لے کر حضور کی خدمت میں پیش کی اور خود قدموں میں گر گیا اور عرض کیا کہ حضور کی دعا کی برکت سے میں کامیاب ہو گیا آپ نے اس کی مٹھائی پر فاتحہ پڑھی اور سب کو تقسیم کرا دی اور روپوں والی تھیلی کی نسبت فرمایا یہ کیا ہے ہندو نے عرض کی یہ حضور کی نذر ہے فرمایا میں کیا کروں گا تو لے جا کر ان پیسوں سے غریبوں کو کھانا کھلا دے جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے خفا ہو کر اسے خانقاہ سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ فقیر کو اس کی کوئی حاجت نہیں۔

کرامت نمبر ۷☆: حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اور صوفی جان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک سبزی فروش کسی طوائف پر فریفتہ ہو گیا بہت عرصہ تک پریشان رہا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے کچھ وظائف کی مدد لیتا رہا۔ مگر کوئی عمل کارگر ثابت نہ ہوا بالآخر کسی نے آپ کا پتہ بتا دیا کہ ایک بزرگ حضرت سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ پیڑا مل بازار کی مسجد میں رہتے ہیں وہاں چلے جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا سبزی فروش مذکور ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا مدعا بیان کیا آپ نے پہلے تو ٹال دیا مگر وہ بار بار حاضری دیتا رہا بالآخر ایک روز آپ نے اس کو کاغذ پر ایک نقش لکھ کر دیا اور فرمایا جہاں وہ بیٹھی ہے چلا جا سبزی فروش وہ نقش لے کر اس کی تلاش میں گیا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ طوائف شہر میں کسی کی شادی میں گانے کے لئے گئی ہوئی ہے سبزی فروش شادی والے گھر پہنچ گیا جہاں وہ گانا گا رہی تھی اور مجمع میں بیٹھ گیا کہ اچانک اس طوائف کی نظر سبزی فروش پر پڑ گئی تو اس نے فوراً گانا بجانا چھوڑا اور سبزی فروش کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگی چل مجھے کہاں لے کر چلتا ہے۔ یہ ماجرہ دیکھ کر شادی والے گھر میں بیٹھے ہوئے سب لوگ حیران و پریشان ہو گئے اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اس سبزی فروش کے ساتھ چل پڑی وہ بڑی خوشی سے اپنے گھر لے گیا وہ ایک مالدار شخص تھا بالآخر اس شخص نے اس طوائف سے بڑی دھوم

Marfat.com

دھام سے شادی کر لی حضرت قبلہ اللہ دیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے زمانے تک وہ طوائف شہر میں زندہ رہی ضعیف ہو گئی ہے جبکہ اس سبزی فروش کا انتقال ہو چکا ہے اس سبزی فروش کے بچے بھی ہیں حالانکہ حضرت قبلہ مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عامل نہ تھے کسی کو نقش وغیرہ لکھ کر نہیں دیا کرتے تھے مگر بار بار تنگ کرنے پر آپ نے اللہ کا نام لکھ کر دے دیا جو اس کیلئے کیمیا بن گیا۔

کرامت نمبر ۸ ☆ : آپ کی مسجد کے پیش امام حاجی صاحب آپ سے بے تکلفی سے بات کرتے تھے آپ جواب دیا کرتے تھے کہ ہم تو بدعتی ہیں لیکن تمہاری تو قبر بھی کہیں نہ ہوگی۔ چنانچہ امام مسجد حاجی صاحب کا سفر حج میں انتقال ہوا اور جہاز میں سے لاش سمندر کے سپرد کر دی گئی۔

کرامت نمبر ۹ ☆ : وارثی سلسلہ کے صوفی شرف الدین علیہ الرحمۃ جو کہ میرٹھ ہی کے رہنے والے تھے آپ کے پاس بڑی عقیدت ومحبت سے آیا کرتے تھے ایک روز بیمار ہو گئے آپ ان کے گھر گئے اور دیکھ کر فرمایا کہ کیا بات ہے گھر والوں نے بتایا کہ حضور ہیضہ ہو گیا ہے۔ صوفی شرف الدین علیہ الرحمۃ کے گھر والے ان کے لئے کچھ دوا پیس رہے تھے آپ دوا پسوا کر دوا تو خود ساتھ لے گئے اور چلتے ہوئے فرمایا کہ صوفی تو اچھا ہو گیا ہے بیمار نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صوفی شرف الدین وارثی علیہ الرحمۃ کو صحت کاملہ حاصل ہو گئی اور کوئی بیماری نہ رہی۔

کرامت نمبر ۱۰ ☆ : منگلور کے مشہور رئیس نواب صاحب جو کہ حضور قبلہ خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تو نہ تھے مگر مثل مرشد خدمت کرتے ایک دفعہ نواب کے ہاتھ سے ایک چمار مر گیا۔ واقعے کے وقت تو سمجھ نہ آیا بعد میں پریشان ہوا تو دعا کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اپنے مرشد سے رجوع کریں اور اپنے مرشد کو خط لکھیں وہ دعا کریں گے۔ موصوف نے اپنے مرشد کو خط میں سب واقعہ لکھا جو دیوبند کے رہنے والے تھے اور دعا کی درخواست کی نواب صاحب کے مرشد نے خط کا جواب تحریر کیا کہ اگر قتل کیا ہے اس کی سزا ملے گی اور نہیں کیا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کریں گے نواب صاحب اپنے مرشد کا جواب لے کر دوبارہ آپ کی خدمت میں پہنچے اور خط آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا جب مقدمہ کی تاریخ ہو تو

Marfat.com

ہم کو خط لکھ دینا نواب صاحب نے خط میں تاریخ لکھی جو پیشی تھی اس تاریخ کو آپ مظفر نگر پہنچ گئے اور جامع مسجد میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جب جج کے سامنے پیش ہوں تو مجھے اطلاع کریں چنانچہ پیشی کے وقت آپ کو اطلاع دی گئی آپ مسجد میں بیٹھے بیٹھے جذب میں آ گئے اور اوپر اڑے اور عالم جذب میں فرمانے لگے اللہ تیری طاقت ہے۔ اے اللہ سچ کو جھوٹ کر دے جھوٹ کو سچ کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مجسٹریٹ نے پہلی پیشی پر ہی جھوٹ کہہ کر مقدمہ خارج کر دیا ادھر حضرت کا جسم مسجد کے اندر لہولہان ہو گیا آپ عالم جذب میں فرماتے اللہ میں خون کا بدلہ خون دیتا ہوں۔

استغناء☆: ایک مرتبہ احمد آباد سے آپ کے بھائی سید شہاب الدین شاہ صاحب آپ کو دیکھنے اور ملنے کے لئے میرٹھ تشریف لائے آپ نے ان کو دیکھ کر مثل اور لوگوں کے تعظیم و تکریم کے ساتھ بٹھایا حضرت سید شہاب الدین شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میاں میں آپ کا بھائی ہوں آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں آپ کا وہ بھائی نہیں ہوں جس کو آپ بھائی سمجھتے ہیں۔ یہاں پر سب میرے لئے بھائی ہے جس طرح اور تشریف لاتے ہیں آپ بھی میرے مہمان ہیں شوق سے تشریف رکھیں اور پھر اپنے پیر و مرشد قبلہ حضرت سید معین الدین المعروف شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھے۔

دل میں تیرے گر ہے خویش و برادر چھوڑ دے بے
در پر اس کے مر جانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو
عشق کی راہ میں نہیں فخر نسب اِے خاموش
پیر زادہ ہے کسی شیخ کا گو پوتا ہے

فرمایا کہ میں نے سب کو چھوڑا اور مجھ سے چھوٹ گئے اب میرا کوئی بھائی ہے نہ کوئی بند ہے جس کا تعلق خدا سے ہے اس کا تعلق کسی سے نہیں حضرت شہاب الدین علیہ الرحمۃ آپ کا استغناء دیکھ حیرت میں رہ گئے اور آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ الحمد للہ میرے بھائی اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گئے اس کے بعد آپ کے بھائی سید شہاب الدین شاہ علیہ الرحمۃ کئی دن تک تشریف فرما رہے حضرت قبلہ پیر خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خدام اُن کی ہر طرح خدمت خاطر مدارت کرتے رہے جب میرٹھ سے گھر جانے کے لئے آپ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے ایک کمبل تقریباً پچیس یا پچاس روپے نذر کے طور پر پیش کئے اور فرمایا اللہ حافظ۔

Marfat.com

شریعت وطریقت کی پابندی اور آپ کے معمولات ☆: آپ شریعت کے بہت پابند تھے لباس بہت پاکیزہ اور سفید قمیص شلوار پہنتے تھے اور پاؤں میں زرد بانات کا جوتا رہا کرتا تھا کبھی کبھی تبرکاً صابری چادر یا رومال رکھ لیا کرتے تھے۔ نماز باجماعت کا بہت اہتمام فرماتے تھے جب آپ ملک پور تشریف لائے تو اس زمانے میں آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا اس پر سوار ہو کر میرٹھ کی جامع مسجد میں آ کر نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ پوری زندگی میں کوئی بات یا کام خلاف شریعت آپ سے سرزد نہیں ہوا اپنے پیران طریقت کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہے اپنے پیروں کا ختم شریف عرس وغیرہ ان کی مقررہ تاریخ پر کیا کرتے تھے۔ چار ذیعقد کو اپنے پیرومرشد پیر دستگیر جناب سید معین الدین المعروف شاہ خاموش چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے عرس کی رات کو میلاد شریف کا اہتمام فرماتے تھے معمولات زندگی میں آپ ابتداء سے انتہا تک ایک ترکیب پر عمل پیرا رہے۔ آپ اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ تھے متواضع، خلیق، ہمدرد اور رفیق مزاج میں انکساری، عاجزی اور مہمان نوازی غرض کے آپ تمام اوصاف درویشی کی مکمل تفسیر تھے۔ شب بیدار و ذاکر و شاغل تھے۔ اپنے پیروں کے طریقہ کے مطابق خود ذکر جہر کرتے تھے اور مریدین سے حلقہ کراتے تھے اور بعد نماز فجر شجرہ شریف با آواز بلند پڑھتے تھے اور مریدین سے بھی پڑھواتے تھے۔ اپنے معمولات اور وظائف کے پابند تھے اور اکثر بزرگان دین کے عرس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور مریدین وغیرہ بھی ساتھ ہوا کرتے تھے عرس کی تقریبات میں محفل سماع کے دوران قوالوں کو روپیہ پیسہ بھی خوب دیا کرتے تھے اپنا کھانا علیحدہ پکوایا کرتے تھے لوگ حیرت میں ہوتے تھے کہ حضرت کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آتا ہے اکثر لوگ سمجھتے تھے کہ آپ کے پاس دست غیب ہے روزانہ آپ کے دسترخوان پر پانچ یا دس آدمی ایک وقت کے کھانے پر ضرور رہتے تھے۔

حضرت خواجہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس میں کلیر شریف مریدین کے ساتھ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کلیر شریف میں گولر کے درخت کے نیچے آپ کا بستر رہا کرتا تھا کلیر شریف میں بہت ہی انتظام و انصرام سے آپ حاضری دیتے تھے وہاں پر لنگر وغیرہ کا اتنا خرچ فرماتے تھے لوگ حیران ہو جاتے تھے۔ یہ فقیر ہیں مگر لنگر شہنشاہوں سے بھی زیادہ فراخدلی سے کرتے ہیں ویسے بھی آپ طبعاً بہت سخی تھے جو کچھ آپ کے پاس آجاتا کسی چیز کی پرواہ کئے بغیر دونوں ہاتھوں سے

Marfat.com

تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔آپ کا معمول تھا دہلی حضرت دریا گنج اور حضرت صابر بخش رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے عرس شریف میں 24 محرم الحرام ضرور تشریف لے جاتے پیر سید امیر حسین صاحب علیہ الرحمۃ کو آپ سے کمال درجہ کی محبت تھی اب تک حضرت شاہ امیر حسین علیہ الرحمۃ کے پوتے سید شاکر حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حضرت سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین وخلفاء سے ویسے ہی تعلقات ہیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ☆: حضرت خواجہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ راقم الحروف کے والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پیر ومرشد ہیں۔آپ فرماتے ہیں ایک سال میں پیران کلیر شریف حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے حاضر تھا اس سال چشتی نظامی سلسلہ کے معروف بزرگ فاتح قادیاں حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ گولڑے شریف والے بھی تشریف لائے ہوئے تھے حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی صاحب چلیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی ملاقات کرتے ہیں۔حضرت شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت قبلہ دونوں پیر مہر علی شاہ سے ملاقات کیلئے گئے پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے بہت محبت کے ساتھ مصافحہ ومعانقہ کیا اور بہت سی باتیں محبت آمیز لہجہ میں فرماتے رہے۔جب وہاں سے رخصت ہوئے میں نے پوچھا حضور فرمایئے پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے بارے میں کیا خیال ہے کیسے لوگ ہیں آپ نے فرمایا اچھے عالم و فاضل اور صاحب تقویٰ ہیں امیری میں فقیر ہیں۔

حضرت سیّد شاہ غلام حسین شاہؒ سے محبت ☆: حضرت خواجہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فقیر پر حضور خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا بڑا کرم تھا۔بڑی غایت اور شفقت فرماتے تھے اور مجھے بھائی کے خطاب سے پکارا کرتے تھے حالانکہ حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میرے چچا پیر تھے مگر یہ ان کی غلام نوازی تھی جو مجھے بھائی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

آپ کی دوسری مرتبہ خلافت ☆: حضرت شاہ غلام حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

فرماتے ہیں مجھے بھائی کہہ کر پکارنے کا ایک سبب یہ بھی ہے حضرت سید خواجہ مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو دوبارہ خلافت واجازت میرے پیرومرشد حضرت امام العارفین سید محمد ہاشم حسینی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی تھی اور یہ بات مجھ سے میرے پیرومرشد حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین حضرت سید شاہ محمد اصغر حسین صاحب علیہ الرحمۃ نے دریا گنج میں خانقاہ حضرت صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ واقع دہلی میں بیان فرمائی تھی کہ پیر جی شاہ امیر حسین صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلہ حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لوگ بہت زیادہ معتقد ہیں مگر یہ مرید نہیں فرماتے آپ ان سے فرمادیں کہ یہ مرید کیا کریں پھر حضرت قبلہ ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ سید مظہر علی شاہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ ہمارے پیر بھائی ہیں اور صاحب اجازت وخلافت بھی ہیں۔

اس کے باوجود آپ لوگوں کو بیعت کیوں نہیں کرتے آپ حضور قبلہ سید مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ حضور میرے پیر بھائی میاں عبداللہ شاہ وغیرہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس اجازت وخلافت کی کیا سند ہے دوسری بات یہ کہ میں اس قابل بھی نہیں ہوں یہ جواب سن کر حضرت سید محمد ہاشم شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ لوگ غلط کہتے ہیں رشک سے کہتے ہیں تم مرید کیا کرو حضرت کی اجازت ہے اور ہماری بھی اجازت ہے یہ واقعہ 1305 ہجری کا ہے پھر اسی روز بہت سے لوگ رسالہ وپلٹن کے ملازم آپ سے مرید ہو گئے پھر آپ میرٹھ سے 1312ء میں پیدل حیدرآباد دکن تشریف لے گئے اور اپنے پیرومرشد حضرت سید معین الدین شاہ المعروف شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کا عرس کیا بعدازاں حضور شاہ خاموش علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت وخلافت نامہ ہر دو شجرہ شریف چشتیہ صابریہ وچشتیہ قادریہ عالیہ سے آپ کو ممتاز فرمایا بروز ختم شریف یعنی قل شریف کے روز حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جو کیفیت وجد طاری ہوئی بہت عجیب وغریب کیفیت تھی جو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے محفل میں تمام حاضرین کو حسرت وسکتہ تھا بار بار حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ کے قدموں میں گرتے تھے اور قوالوں کو روپے پر روپے دے رہے تھے محفل رنگ اور لنگر کے بعد آپ نے حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ حیدرآباد دکنی سے اجازت لے کر واپس میرٹھ تشریف لے آئے چلتے ہوئے

Marfat.com

حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے بہت چاہا کہ آپ کو زادراہ کے لئے کچھ رقم پیش کی جائے مگر آپ نے انکار کر دیا اور میرٹھ تشریف لے آئے پھر آپ نے شجرہ شریف میں حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا نام مبارک اور حضرت میاں صاحب کا نام مبارک شامل کیا سبحان اللہ ایسے ہی لوگ بزرگوں سے فیض پاتے ہیں کہ جس سے خدا کے نام کا ایک حرف سیکھتے ہیں اس کو پیر تربیت و پیر اجازت مانتے ہیں آپ کی شان عجب شانِ محبوبی تھی ہر ایک سے محبت کرتے۔

خلافت ☆: آپ امام العارفین برہان الواصلین پیرو دستگیر حضرت سید شاہ معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ و صاحب اجازت اور حضرت سید ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ سے بھی خلافت یافتہ اور صاحب اجازت تھے دیگر خلفاء کی نسبت آپ اپنی شان میں یکتا تھے۔

مقام آخر کی تلاش اور بیماری کے ایام ☆: کلیر شریف سے میرٹھ واپسی پر کچھ دنوں کے بعد آپ قبرستان فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے جہاں آج کل آپ کا مزار پُر انوار ہے وہ جگہ ملاحظہ فرما کر آپ نے اپنے خلیفہ حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ یہ جگہ کس کی ہے جواب میں حضرت صوفی اللہ دیا شاہ علیہ الرحمۃ نے عرض کیا حضور یہ جگہ آپ کے غلام کی ہے آپ نے فرمایا اللہ دیا شاہ یہ جگہ بہت اچھی ہے یہاں ایک باغیچہ بناؤ ہم یہاں آکر بیٹھا کریں گے۔ لوگوں نے اس کے علاوہ اور بھی جگہیں تجویز فرمائیں مگر بالا اتفاق یہی جگہ تجویز ہوئی جو حضرت نے پہلے پسند فرمائی تھی چھٹی جمادی الثانی 1332ء کو آپ بیمار ہوئے تین ماہ دس دن تک آپ نے کوئی غذا نہیں کھائی بہت سے مریدین عقیدت مندان کچھ میوا غذا انگور وغیرہ لاتے تھے آپ ان کی دلجوئی کے لئے ایک دانہ چبا کر تھوک دیتے تھے میرٹھ شہر کے ڈاکٹر حکیم چوبیس گھنٹے آپ کی بیمار پرسی اور طبیعت کو دیکھنے کے لئے حاضر رہتے لاتعداد دوائیاں بھی کھلائیں مگر کوئی بھی کارگر ثابت نہ ہوئی تمام ڈاکٹر حکیم صاحبان نے متفقہ طور پر کہا کہ حضور کو کوئی مرض جسمانی نہیں ہے بلکہ یہ مریض عشق ہیں۔

اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے عشق میں فنا ہو جاتے ہیں انہیں کوئی دوا اثر نہیں کرتی ایام علالت میں تین ماہ دس دن تک آپ نے ایک بھی نماز نہ چھوڑی۔ پانچ وقت کی نماز کا باقاعدہ اہتمام

Marfat.com

فرماتے رہے جب تک جسم ظاہری میں طاقت رہی پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا فرماتے رہے جب کمزوری بہت زیادہ ہوگئی تو آپ اپنے کمرے میں ہی تیمم فرما کر چارپائی پر ہی بیٹھ کر نماز ادا فرماتے رہے اپنے پیران عظام کی مثل کبھی بھی آپ نے شریعت کی خلاف ورزی نہ کی بلکہ ایک مستحب عمل بھی کبھی ترک نہ کیا زمانہ علالت سے آپ کی خانقاہ و مسجد شریف ایک شادی خانہ بنا ہوا تھا۔ جوق در جوق شہر و دیہات سے لوگ آپ کی عیادت و ملاقات کے لئے حاضر ہوتے حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا گھر بھی لنگر خانہ بنا ہوا تھا جہاں صبح سے شام تک مہمانوں کے لئے لنگر جاری رہتا۔ مستری حکیم اللہ صاحب و عبدالمجید ٹھیکیدار فرماتے ہیں کہ آپ اپنی مسجد میں ایسے بیٹھے رہتے تھے جیسے کوئی شیر بیٹھا ہو ہم اور محلّہ کے بچے مسجد میں آتے ہوئے خوف کھاتے تھے۔

خلفائے نامدار☆: حضور سید پیر مظہر علی شاہ صاحب احمد آبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ خلفائے نامدار ہوئے ہیں جن میں آپ کے پہلے خلیفہ حضرت صوفی اللہ دیا شاہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری مظہری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے جانشین و سجادہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال مبارک سے کئی سال پہلے حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر کلیر شریف کے درخت کے نیچے ایک بڑے اجتماع میں آپ کو خرقہ خلافت اور دستار عطا فرمائی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مجلس میں ہزاروں احباب کے علاوہ بہت سے مشائخ بھی موجود تھے۔ میں بھی اس موقع پر موجود تھا۔

وصیت☆: حضور خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ احمد آبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے پہلے اپنے مرید خاص و خلیفہ و جانشین حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی تھی میرے وصال کے بعد نیا تختہ بنوانا نئی چارپائی لانا اور مجھے غسل بھی اپنے ہاتھوں سے دینا اور قبرستان کے اندر جہاں میرے بیٹھنے کا چبوترہ ہے وہیں میرا مزار بنوانا۔ بابو رحمت علی کو تیس یا چالیس اشرفیاں دیں اور فرمایا کہ ان سے میرا کفن خریدنا چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے نیا تختہ بنوایا نیا پلنگ بنوایا اور انہیں اشرفیوں سے آپ کا کفن منگوایا اپنے ہاتھ سے غسل دے کر جنازہ مبارک تیار کروایا جب جنازہ تیار ہوگیا تو پورے شہر کے لوگ جنازہ پڑھنے کو حاضر تھے۔ میرٹھ کے

Marfat.com

لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پوری زندگی میں اتنا بڑا جنازہ میرٹھ میں نہیں دیکھا تا حد نگاہ مخلوق خدا کا ہجوم تھا۔ حضور قبلہ سیدی وسندی حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنازہ اس شان کا تھا کہ دیکھنے والے سمجھتے تھے کہ کسی کی بارات جارہی ہے اور اس منظر کو دیکھ کر مخلوق کے دلوں میں جذبات و محبت کی لہریں دوڑتی تھیں اور زبان سے بے ساختہ نکل رہا تھا۔

عاشق کا جنازہ ہے بڑی دھوم سے نکلے　　محبوب کی گلیوں سے ذرا جھوم کے نکلے

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال رمضان المبارک ۱۳۴۷ ہجری بروز شنبہ بوقت نماز ظہر ہوا بعد نماز مغرب آپ کو لحد میں اتارا گیا آپ کا مزار ساڑی دروازہ گھمیا پل میرٹھ شہر کے قبرستان تکیہ اللہ دیا شاہ میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے جہاں آج بھی اہل عشق و محبت اور اولیاء اللہ کے ماننے والے آتے ہیں۔ جہاں ان کے دامن گوہر مراد سے بھر دیئے جاتے ہیں۔

نوٹ ☆: ۱۹۸۳ء میں فقیر راقم الحروف بھی اپنے چچا پیر حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ محمد صابر چشتی صابری مظہری کے ہمراہ میرٹھ شہر میں بمع شیخ محمد بوٹا نورالدین غلام صابر وغیرہ کے ہمراہ آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تھے اور آپ کے مزار مبارک کی سفیدی اور گنبد شریف اور مزار شریف کے کمرے کی مرمت وغیرہ اپنے ہاتھوں کر کے آئے تھے الحمد للہ بڑا ہی پُرسکون ماحول اور اطمینان قلب حاصل کرنے کی جگہ ہے وہاں جو انوار و تجلیات بکھر رہے ہیں وہ احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔

نوٹ ☆: آپ کا وصال سولہ رمضان بوقت نماز ظہر ہوا اسی طرح آپ کے پیر و مرشد حضرت قبلہ سید معین الدین شاہ المعروف شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کا وصال بھی وقت ظہر حالت نماز میں وصال ہوا۔ اسی طرح آپ کے دادا پیر حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کا وصال بھی چودہ رمضان المبارک بوقت نماز ظہر ہوا سبحان اللہ، اللہ والوں کی نسبتیں دیکھیں کہ اپنے پیشوا کی ہی تاریخ اور وقت نصیب ہوئے۔

مریدین کی عقیدت ☆: آپ کے وصال کے بعد محمد ولایت خان کوتوال شہر میرٹھ نے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنوا کر مزار شریف کچا بنوا دیا تھا اور لوہے کا جالی دار سایہ آپ کے مزار پر بنوا دیا تھا صوفی

Marfat.com

قدرت اللہ شاہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ جو آپ کے مرید خاص ہیں انہوں نے چاردیواری اور ٹین کا سایہ گنبد نما بہت ہی محبت سے بنوایا اور حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمتہ نے آپ کے مزار کے قریب ایک مسجد بنوائی بابو لیاقت علی صاحب جو کہ حضرت کے مرید اور معتقد خاص تھے انہوں نے بہت سارا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کیا جبکہ صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمتہ نے مزار کے بازو کی طرف ایک حجرہ اپنے پیسوں سے بنوایا جس میں حضرت کے مزار کا خدمت گار رہائش پذیر تھا جن کا نام حبیب شاہ تھا اس کے علاوہ مسجد کا سامان بھی اس حجرے میں رہتا اور آنے والے مریدین اور دربار پر حاضری دینے والے احباب بھی اس حجرہ میں قیام فرماتے تھے۔ ہر جمعرات کو بڑا ہجوم عقیدت مندوں کا رہتا ہے ہر جمعرات کو آپ کے دربار پر قوالی بھی ہوتی ہے اور کبھی کبھی میلاد شریف ہوتا ہے آپ کا مزار بیرون ساڑھی دروازہ گھمیال پل تکیہ اللہ دیا شاہ میں زیارت گاہ ہر خاص وعام اور شہرہ آفاق ہے۔

قطعہ تاریخ وصال اردو

حضرت مظہر علی شاہ صابری جب ہوئے واصل بذات ذوالجلال
فکر کی تاریخ کی جب صابری کہہ دیا ہاتف نے سن اے نیک فال
یک الف اللہ کا شامل مغفور کر دیکھ لے پھر اس میں تاریخ وصال

۱۳۲۷

قطہ تاریخ فارسی

حضرت مظہر علی شہہ صابری شد وصالش چوں بذات ذوالجلال
سال رحلت چوں بجستم صابری گفت ہاتف بشنوائے نیکو خصال
کن تو خارج دو عدد از نام او سید مظہر علی سال وصال

۱۳۲۷

از قلم سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

منقبت درشان حضرت سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

ہیں مقبل جلال وعلا مظہر علی شاہ صابری
نور چشم مصطفیٰ ﷺ مظہر علی شاہ صابری

لخت جگر شاہ علی سبط نبی ﷺ سالار دین
فرزند شاہ کربلا مظہر علی شاہ صابری

بس خلق اور اخلاق میں رکھتے تھے خلق صابری
بس تھے حبیب کبریا مظہر علی شاہ صابری

کہتے ہیں سب خوردو کلاں میرٹھ بے شک بے گمان
اوصاف ہیں صدق و صفامظہر علی شاہ صابری

فانی بخود باقی بحق انسان کامل دل رہا
واللہ تھے شاہ مصدر مظہر علی شاہ صابری

خواجہ معین کے لاڈلے صابر کے ہیں نور نظر
دل بند خاموش اولیاء مظہر علی شاہ صابری

در پر جو آیا آپ کے پائیں مرادیں دل کی سب
ایسے تھے مقبول دعا مظہر علی شاہ صابری

مدحت میں ان کی صابری قاصر زباں ہے اب میری
تھے سر بسر شان خدا مظہر علی شاہ صابری

از قلم حضور شاہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدر آباد دکنی رحمتہ اللہ علیہ۔

Marfat.com

حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری جلال آبادی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: واقف اسرارِ رموز طریقت و معرفت، شہسوار میدان حقیقت، حضرت پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب ہیں۔ آپ خاندان سادات کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کو گھر میں ہی خالص دینی ماحول ملا۔ جس میں للّٰہیت، اخلاص، سچائی اور نیکی کی تمام خصوصیت شامل تھیں۔ اِس ماحول میں یقیناً قطرے کو سمندر کی تہہ میں سیپ میسر آنے کے بعد گوہر بننے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ آپ نے اپنے گھر سے ہی تمام خصوصیات حمیدہ اور اخلاق حسنہ سیکھ لئے تھے اور جوں جوں زندگی کے لمحے آگے بڑھتے گئے آپ کے اندر یادِ خدا اور خوفِ الٰہی کے جذبات مزید فروغ پاتے گئے۔ آپ نے تعلیم و تربیت مکمل کرنے کے فوراً بعد ایک درس گاہ قائم کی جس میں آپ نے قال اللہ و قال رسول کی تعلیم دینی شروع کی اور ساتھ ہی ساتھ آنے والے تشنگانِ علم کو روحانی فیوض و برکات عطا کرنے کا آغاز کیا۔ آپ کے علم، زہد و ورع اور تقویٰ کا چرچا عام ہونے لگا اور دور دراز تک آپ کے علم و عمل اور تقویٰ و طہارت سے فیض پانے والے افراد آپ کی ذات و شخصیت کا تعارف بن گئے۔ جن میں بڑے بڑے علماء، صلحا، صوفیا اور سالکان راہ طریقت شامل ہی ان فیض یافتگان میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف کے بانی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بھی ہے۔ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ جیسی نابغہ روزگار شخصیت اور بحرِ بیکراں آپ کے سلسلہ میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان کلیامی رحمتہ اللہ علیہ جب آپ کی خدمت اقدس میں ایک مجذوب کی رہنمائی سے پہنچے تو آپ نے ایک درسگاہ کا ماحول دیکھا جس میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری تھا۔ خواجہ حافظ صاحب کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید یہاں صرف ظاہری علوم کا ہی سلسلہ ہے مگر خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے دل میں آنے والے خیالات پر نظر کرتے ہوئے فرمایا: میں تو ایک پنسار کی طرح ہوں جو آدمی جس مرض کی دوا لینے کے لئے آتا ہے میں دے دیتا ہوں۔ اگر کوئی ظاہری علم کا پیاسا ہو تو اُسے وہ ملے گا اور اگر کوئی باطنی اسرار و رموز کا متلاشی ہے تو وہ ہی مجھ سے ملے گا۔ یوں آپ نے خواجہ حافظ صاحب کو فیض باطنی کے خزانے عطا کرتے ہوئے ولایت کا شہنشاہ بنا دیا۔ اور پھر وہ سلسلہ فیض آج تک پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے۔

Marfat.com

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری کے اواخر میں ہوا۔ مزار پُرانوار جلال آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت قاضی محسن الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل بے بدل، فقیر یگانہ، حضرت قاضی محسن الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے عظیم اولیائے کبار سے ہیں آپ کے فیضان کا ڈنگا دور دور تک بج رہا ہے۔ آپ حضرت شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کو خدا نے ظاہری وباطنی حسن و جمال اور علم وعرفان سے نواز کر مالا مال کیا ہوا تھا۔ آپ اپنے شیخ کامل کے سچے عاشق اور مثل شمع کے پروانے تھے۔ ہمہ وقت تصور شیخ میں گم رہنا آپ کی خصوصی صفت تھی۔ چہرے پر گریہ وزاری کے اثرات نمایاں تھے۔ آپ کے پیرومرشد حضور شہنشاہ کلیام اپنے پیرومرشد شریف الاولیاء حضرت حافظ محمد شریف خان صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کے سامنے بیٹھ کر رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ بالآخر ایک دن فقیر کے کرم نے جوش مارا۔ اور شہنشاہ کلیام موج میں آئے بلا کر سینے سے لگایا اور دولت عرفان سے نواز کر صاحب ارشاد فرمادیا۔ آپ وصال موضع بگا شیخاں میں ہوا۔ مزار پُرانوار موضع بگا شیخاں نزد روات۔ بسالی موڑ تحصیل وضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے بعد آپ کا سلسلہ جاری ہے حضرت سائیں قائم الدین آپ کے بعد معروف بزرگ ہوئے ہیں۔ اور ان کے خلیفہ اول و آخر سائیں چوہدری مقصود احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اصغر مال سکیم والے ہوئے ہیں۔

نوٹ ☆: جناب حضرت چوہدری سائیں مقصود احمد صابری علیہ الرحمۃ گنگوہ شریف میں حضرت شاہ قریشی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف تھے جبکہ تاج خلافت حضرت سائیں قائم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ بگا شیخاں سے حاصل تھا۔ فقیر راقم الحروف کے ہم نام، ہم مسلک وہم مشرب تھے ۱۹۶۹ء سے تعلق تادم آخر رہا۔

جبکہ آج کل دربار عالیہ بگا شیخاں کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ قاضی منظور احمد صابری ہیں۔ فقیر

Marfat.com

راقم الحروف عرصہ دس برس میں تقریباً بیس مرتبہ بگا شیخاں دربار پر جا کر حاضری دے چکا ہے۔ مگر سجادہ نشین مذکور سے ایک مرتبہ بھی ملاقات نہ ہو سکی۔ فقیر راقم الحروف کے لئے پوری دنیا میں یہ واحد دربار ہے کہ جس جگہ متعدد بار حاضری دینے ویزٹنگ کارڈ دینے اور مختلف پروگراموں کی دعوت دینے کے باوجود موجودہ سجادہ نشین صاحب سے نہ ملاقات ہو سکی نہ ہی ان کی طرف سے کوئی رابطہ یا خط نہیں موصول ہوا۔ تقریباً دو مرتبہ فقیر کے ہمراہ مرزا محمد نواز صابری آف کلیام شریف بھی ہمراہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے پوٹھوار کی دو جلدیں چھپ گئیں۔ مگر بگا شیخاں کا دربار جو کہ پوٹھوار کے دل میں واقع ہے کا تذکرہ نہیں چھپ سکا۔ نہ ہی سجادہ نشین صاحب نے معلومات فراہم کیں نہ ہی مکتبہ صابریہ چھاپ سکا۔ کہ شاید سجادہ صاحب کسی ایسے اہم کام میں مصروف ہوں گے یا پھر شاید وہ اس قسم کی باتوں اور معاملات کو ضروری نہ سمجھتے ہوں گے۔ مؤلف صابری آپ کا وصال ۱۳ ویں صدی ہجری میں ہوا۔

حضرت سید میراں شاہ گیلانی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : فخر السادات، منظور نظر حضرت خواجہ فضل، حضرت خواجہ سید میراں شاہ گیلانی چشتی صابری درگاہی والے رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم عارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ حسنی حسینی گیلانی سید اور حضور شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے صحیح النسب سید ہیں۔ آپ کا نام سید میراں شاہ ہے۔ سخی اور لجپال طبیعت کے مالک تھے۔ خدا نے ظاہری و باطنی حسن سے مالا مال کیا ہوا تھا۔ چہرہ انور اس قدر خوبصورت کہ جس سے چاند بھی شرماتا تھا۔ آپ حضور شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں تمام عمر اپنے شیخ کی اتباع میں گزاری۔ شریعت و طریقت کی پاسداری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس دنیا سے کوچ کیا۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال تیرہویں صدی ہجری کو ہوا۔ مزار پُر انوار کلیام شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہر سال آپ کا عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ ہزاروں افراد حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمانی سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت مشتاق احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: امام العاشقین، برہان الواصلین، دلیل الکاملین، حضرت مشتاق احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے عظیم ولی کامل ہوئے ہیں تمام عمر ترک تجرید فقر و فاقہ میں گزاری۔ دنیا اور اہل دنیا سے نہ کبھی واسطہ رکھا نہ ہی اس کو اپنے نزدیک بھٹکنے دیا۔ آپ کی ذات والاصفات میں وہ تمام صفات و عادات موجود تھیں جو ایک ولی کامل میں موجود ہونی چاہیں۔ آپ نے تمام عمر دین مصطفی ﷺ اور خدمت دین متین کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ ولی کامل ہونے کے ساتھ ایک مستند حکیم و طبیب بھی تھے۔ آپ حضرت شاہ صندل چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر صاحب ارشاد ہوئے۔ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد آپ تمام عمر اپنے شیخ کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف پوری توجہ سے مکمل فرمائے اس کے بعد تمام رات عبادت و ریاضت اور تلاوت قرآن پاک اور نوافل کی ادائیگی میں گزارتے اس مشن پر قائم رہتے ہوئے آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اپنے مشن کی تکمیل کیلئے آپ نے بہت سے خلفا مقرر فرمائے۔ مگر ان میں حضرت شاہ شبیر احمد چشتی صابری حیدر آباد دکن نے بہت شہرت پائی جن کا فیضان آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت صوفی مشتاق احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: جامع الحسنات و کمالات۔ منبع فیوض و برکات و معرفت، صاحب اسرار علم لدنی گنجینہ تصوف و معرفت حضرت خواجہ صوفی مشتاق احمد چشتی صابری سراجی جالندھری ثمہ لاہوری رحمتہ اللہ علیہ مست و مستغرق و بحر توحید و معرفت ہیں۔ آپ قوم سے قصاب اور بستی شیخ درویش جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں حضرت مولانا خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔

صوفی نواب الدین جنڈ والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبلہ عالم حضرت خواجہ سراج الحق علیہ

Marfat.com

الرحمۃ کی تلاش میں جالندھر گیا۔ تو بستی شیخ درویشاں کے قبرستان والی مسجد میں لیٹ گیا رات کے آخری پہر اللہ اللہ کی آواز گونجی تو میں اس آواز پر چلتا گیا۔ جب منزل پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ صوفی مشتاق احمد صابری صاحب کا مکان ہے اور حضرت خواجہ سراج الحق صابری علیہ الرحمۃ بھی جو کہ آپ سے حد درجہ کا پیار اور شفقت فرماتے تھے آپ کے گھر تشریف فرما ہو کر ذکر میں محو تھے۔ ابھی آپ کو خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپور چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خلافت نہیں ملی تھی کہ حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق صابری صاحب کا وصال با کمال ہو گیا تھا۔ انکے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد سراج الحق گورداسپوری صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد نواب الدین صابری ستکوہی علیہ الرحمۃ اور حضرت بابا ظہور شاہ صابری شکر گڑھی نے خلافت سے نوازا تھا۔ مگر آپ شجرہ میں اپنا سلسلہ خواجہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری صابری علیہ الرحمۃ سے ملاتے تھے۔

آپ کے بارے میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ ہندو پاک کا شاید کوئی دربار ہو جہاں آپ نے اعتکاف نہ کیا ہو۔ قیام پاکستان سے قبل جب آپ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار پر معتکف تھے تو ہر جمعرات صوفی لعل دین صاحب امرتسر سے آ کر محفل میں شامل ہوتے تھے۔ جناب صوفی لعل دین نہ صرف آپکے ہمسفر تھے بلکہ انہوں نے تمام زندگی آپ کی بھرپور خدمت سرانجام دی ہے۔ آپ بڑے وجیہہ اور دراز قد بھاری بھرکم جسم کے مالک اور عشق و مستی کا بحر بیکنار تھے۔ اکثر طبیعت پر جذب غالب رہتا تھا۔ آپ کے مریدین کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز کر گئی تھی۔ کتاب شمیم جالندھری کے مصنف۔ حضرت پیر طریقت ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مزار پر یہ فقیر آپ کی محفل میں حاضر تھا۔ تو میں نے آپ کو فرماتے سنا۔ چشتی اور قادری سلسلہ میں سوا لاکھ مرید کرنے کی اجازت ہے۔ فقیر نے لاکھ مرید کر لیا ہے۔ پچیس ہزار کی کمی ہے۔ انشاء اللہ وہ بھی پورا ہو جائے گی۔ **1960ء** میں جامع مسجد وزیر خان میں انجمن حزب الاحناف کے زیر اہتمام آپ نے سالانہ جلسہ کی صدارت کی۔ ان ہی دنوں میں حضرت علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت مولانا خلیل احمد قادری ابن علامہ ابوالحسنات اور علامہ محمود احمد رضوی آپ سے بہت متاثر تھے۔

Marfat.com

حضرت قمر المشائخ سے آپکا تعلق ☆: قیام پاکستان کے بعد آپ کشمیری بازار نزد فوارہ چوک راولپنڈی میں قیام پذیر ہوئے تو آپ حضرت قمر المشائخ الحاج پیر حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری علیہ الرحمۃ کے آستانے واقع جھنگی محلہ سرکلر روڈ نزد بنی چوک راولپنڈی میں اکثر و بیشتر ملاقات کے لئے تشریف لاتے تھے اور حضرت قمر المشائخ کے ہاں انکے دادا مرشد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ میرٹھی صابری علیہ الرحمۃ کے عرس ۱۶۔۱۵ شوال اور حضرت مخدوم العالمین بادشاہ دو جہاں سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک منعقدہ ۱۳۔۱۲ ربیع الاول شریف میں خصوصی طور پر شرکت فرماتے تھے حضرت قمر المشائخ بھی راولپنڈی کے علاوہ آپکے لاہور والے مکان جو کہ حضرت داتا صاحب کے سونے کے دروازے کے سامنے ہے میں ملاقات و عرس وغیرہ میں شرکت کے لئے ضرور تشریف لاتے تھے۔

دونوں حضرات کا تعلق باہم بہت گہرا تھا ایک دوسرے کے ساتھ خوب وضع داری نبھاتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے پیر طریقت حضرت خواجہ بشیر احمد مشتاقی چشتی صابری مدظلہ نے بھی اس تعلق کو قائم رکھا۔ اور لاہور تشریف لانے پر حضرت قمر المشائخ اور فقیر راقم الحروف کے والد گرامی کا خصوصی خیال فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ ذیعقد ۱۳۸۴ھ بمطابق 26 مارچ 1965ء کو ہوا۔ مزار پر انوار رائل پارک میلا رام مل بازار داتا صاحب گنج بخش روڈ نزد پرانہ برف خانہ لاہور میں مرجع خاصی و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر آپکے خلیفہ اعظم جانشین وسجادہ آپکے صاحبزادے جناب حضرت صاحبزادہ صوفی بشیر احمد چشتی صابری مشتاقی مدظلہ العالی ہیں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو جب جانشین مقرر فرمایا تھا تو ایک تحریر کے ذریعہ فرما دیا تھا کہ میرا جو خلیفہ یا مرید میرے جانشین صاحبزادے بشیر احمد کی حکم عدولی کرے گا وہ میرے سلسلے سے خارج تصور ہوگا۔ وہ نہ ہی میرا مرید اور نہ خلیفہ تصور کیا جائے گا۔ آپ کے صاحبزادے جناب حضرت صوفی بشیر احمد چشتی صابری مدظلہ

Marfat.com

العالی بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کو چلا رہے ہیں۔ صاحب دل صاحب حال۔ صاحب زوق وشوق اور بلند ہمت و مرتبہ کے فقیر اور درویش ہیں انکا وجود سلسلہ عالیہ صابریہ کے پیروکاروں کے لئے ایک نعمت مرقبہ ہے۔ ہمہ وقت استغراقی کیفیت آپ پر سوار رہتی ہے۔

فقیر راقم الحروف کی ۱۹۷۳ء سے آپ کے ساتھ بوساطت حضرت قمر المشائخ اچھی یاد اللہ رہی ۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۰ء تک ہر سال حضور داتا صاحب کے عرس مبارک پر جب یہ فقیر اپنے عقیدتمندوں اور دوستوں تقریباً ۸۰۔۷۰ افراد کے ہمراہ شرکت کے لئے لاہور حاضری دیتا تھا۔ تو آپ اپنے والد گرامی کے دربار کا ایک کمرہ مکمل صحن اور چند خدام اور لانگری فقیر کو دے دیا کرتے تھے تاکہ مہمانوں کو لنگر پکوانے اور کھلانے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ بعدازاں فقیر نے مختلف ہوٹلوں میں ہر سال اپنا قیام رکھنا شروع کر دیا تاکہ کسی کو زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

حضرت الحاج پیر محمد علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات و کمالات، منبع فیوض و برکات، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت الحاج نور محمد المعروف پیر محمد علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے درخشاں آفتاب و ماہتاب ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت چودہویں صدی کے شروع میں تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک کے موضع پیرانہ کے ایک معزز گھرانے میں ہوئی۔ والدین نے آپ کا نام نامی اسم گرامی نور محمد رکھا تھا مگر بیعت کے بعد آپ کے مرشد کامل نے آپ کو علی محمد کے لقب سے نوازا۔ اور آپ اسی نام سے معروف اور مشہور ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف بزرگ حضرت خواجہ پیر خوشی محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر مسند ارشاد پر فائز المرام ہوئے۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت خوشی محمد مرید و خلیفہ تھے حضرت پیر غلام محمد جھنگ شریف کے۔

Marfat.com

سیرت و کردار عبادت و ریاضت☆: آپ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ پنجاب کے جنگلوں، ویرانوں، بیابانوں میں ہی گزرا۔ ان جنگلوں میں عبادت و ریاضت کرتے اور متعدد چلے آپ نے مکمل کیے۔

آپ نے اپنی تمام چلے مجاہدے، عبادت و ریاضت بارہ برس تک اپنے مرشد کامل کی سرپرستی میں ہی مکمل کئے۔ بالآخر بارہ برس بعد مرشد کامل نے آپ کو اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہونے اور سلسلہ رشد و ہدایت جاری کرنے کا حکم دیا۔ تو آپ وہاں سے روانہ ہو کر پنڈ سلطانی قریب موضع گڑھی شریف تشریف لے آئے اور خدمت خلق خدا میں مصروف ہو گئے۔

اس دوران آپ نے لاتعداد غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا کر ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔ مسلمانوں کی عبادت و ریاضت کے لئے اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے جگہ خریدی اور عالی شان مسجد تعمیر کروائی جو اپنے فن تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔ پتھریلی زمین پر مسجد کے احاطہ میں ایک کنواں کھودوایا جو کہ آپ کی زندہ کرامت ہے جو کہ آج بھی اسی طرح موجود ہے۔

آپ کی پوری زندگی شریعت محمدیہ کے عین مطابق گزر تمام زندگی شریعت و طریقت کی پاسداری اور اس کے فروغ اور احیا کے لئے وقف کیے رکھی۔ لنگر آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ قول و فعل میں تضاد نہ تھا۔ آپ ایک متبحر عالم اور قادر الکلام شاعر تھے۔ پنجابی زبان میں بہت سا کلام لکھا ہے۔ جو کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے نے کتابی شکل میں شائع کرا دیا ہے جو کہ آپ کی عظمی یادگار ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال یکم بھادوں ۲۳ رمضان المبارک بروز جمعتہ المبارک ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۷۹ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار آستانہ عالیہ گڑھی موضع سلطانی تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں آپ کا سالانہ عرس مبارک ۵ ستمبر کو آپ کے صاحبزادے جناب محمد نواز صابری کی زیر نگرانی نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ ملک بھر سے مریدین عقیدت مندان شرکت کر کے اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

Marfat.com

منقبت حضرت حافظ مظہر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

دل ہے بابا پہ فدا جاں ہے فدائے مظہر
کوئی لا دے یہ خبر آئے وہ آئے مظہر

خاص نسبت ہے مجھے شاہ نواب الدین سے
شکر صد شکر ہے دامن میں عطائے مظہر

مخزن عشق و محبت ہیں معین و عثمان
للہ الحمد کہ سر پر ہے ردائے مظہر

للہ الحمد کہ سر پر ہے ردائے مظہر
میری ہر سانس کا عنوان عطائے مظہر

دل کی نگری میں وہ غنچے ہی کھلا دیتے ہیں
سارے عالم میں مسلم ہے سخائے مظہر

سارے عالم میں مسلم ہے سخائے مظہر
خسرو مسلک ولایت ہے گدائے مظہر

خوف محشر کا نہیں رحمت حق پر ہے یقیں
شکر صد شکر کہ حاصل ہے دعائے مظہر

دونوں عالم سے ہوئے مستغنی ان کے فقیر
مرحبا صلے علے یہ ہے عطائے مظہر

تا قیامت رہے آباد یہ چھتر کی زمیں
محوِ دیدار ہیں، محو لقائے مظہر

کیف پرور ہے فضا نور کے نغموں سے اویس
گونجتی رہتی ہے کانوں میں صدائے مظہر

حسان العصر حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حسان العصر عاشق رسول ﷺ عالم باعمل قدوۃ السالکین برھان العارفین حضرت علامہ مولانا حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۴ء میں فاضل اجل خطیب بے بدل فاتح قادیاں حضرت علامہ مولانا محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر بمقام رمداس ضلع امرتسر ہندوستان سے ایک پڑھے لکھے اور مذہبی گھرانے میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ نے جب آنکھ کھولی تو گھر میں ہر طرف سے قال اللہ اور قال الرسول کی آوازیں آ رہی تھیں۔ایسے ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔آپ کے والد گرامی جناب پیر طریقت حضرت مناظر اسلام مولانا

Marfat.com

نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے چوٹی کے فاضل اور شیخ طریقت تھے۔ اس زمانے کے علماء میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔ آپ کے والد ماجد آپ کی ولادت باسعادت سے قبل اپنے علاقہ قصبہ رمداس ضلع امرتسر سے ہجرت مکانی کر کے ستکوتا نزد قادیان واقع ہندوستان میں آ کر آباد ہوئے۔

ستکوتا میں آمد کا سبب ☆: آپ کے والد گرامی حضرت مناظر اسلام علامہ محمد نواب الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ طریقت غوث زماں سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے حکم کی تعمیل کی غرض سے اپنا آبائی علاقہ رمداس ضلع امرتسر چھوڑ کر ستکوہا نزد قادیان تشریف لائے تھے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی اس زمانے میں قادیانی فتنہ کے سرخیل مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہوا تھا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے حضرت غوث زماں خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے تمام خلفاء کو قادیان کے چاروں طرف مختلف علاقوں میں بٹھا کر قادیان کو گھیرے میں لے لیا تھا کہ قادیانی فتنہ کی سرکوبی اچھی طرح سے کی جا سکے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ کے والد ماجد کے پیرو مرشد نے حکم دیا کہ اپنا علاقہ اور گھر بار چھوڑ کر ستکوہا نزد قادیان میں آباد ہو جائیں۔ چنانچہ پیرو مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ کر آپ کے والد ماجد ستکوہا میں مقیم ہو گئے اور فتنہ قادیانی کے خلاف مضبوط اور منظم طریقے سے کام شروع کر دیا۔ آپ کے والد گرامی نے مرزائیوں سے تاریخی مقدمہ لڑا جس کے ذریعے ثابت کیا گیا کہ مسلمانوں کا مرزائیوں سے نکاح جائز نہیں ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مرزائیوں کے سر پر یہ پہلی آئینی ضرب کاری تھی جو آپ کے والد گرامی نے ماری تھی اور یہی تحریک اور مقدمہ بالآخر مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا سبب بنی۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے ایسے علمی ماحول اور دنیائے اسلام کے عظیم مبلغ و مناظر فاتح قادیان حضرت علامہ محمد نواب الدین علیہ الرحمۃ کے گھر میں آنکھ کھولی۔ ابھی آپ بچپن کے عالم میں تھے کہ آپ کے والد صاحب مناظر اہلسنت علامہ محمد نواب الدین علیہ الرحمۃ چشتی صابری نے آپ کو اپنی ایک مریدہ اور عقیدت مند خاتون حافظہ سلمٰی بی بی کے سپرد کر دیا جو آپ کو ریاست پٹیالہ لے گئیں اور انہوں نے آپ کو قرآن پاک حفظ کرایا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم امیر مینائی کے شاگرد جناب صوفی باصفا عبدالرزاق رامپوری سے اکتساب فیض کیا۔

Marfat.com

آپ آستانہ عالیہ علی پور سیداں ضلع نارووال اور دارالعلوم دیوبند میں بھی کچھ عرصہ حصول علم کے لئے داخل رہے بعدازاں تکمیل علم کے لئے حضرت سید ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے سند فراغ اور دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت و خلافت☆: ۱۹۳۲ء میں آپ اپنے وقت کے شیخ کامل طریقت عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ طریقت میں سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ نواب الدین چشتی نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

نوٹ☆: آپ کے والدین کریمین بھی حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور حضرت محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری علیہ الرحمۃ بھی حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ محدث اعظم پاکستان مرید حضرت خواجہ محمد سراج الحق علیہ الرحمۃ کے تھے اور ان کو دستار کو سلسلہ قادریہ میں خلافت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ سے صاحبزادے سے تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی صابری سلسلہ میں مرید ہونے کے باوجود قادری سلسلہ میں لوگوں کو بیعت فرماتے رہے کہ آپ پر قادریت کا غلبہ تھا اور دستار بھی سلسلہ قادری سے تھی۔ آپ کے والد گرامی حضرت علامہ محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ چونکہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور آپ بھی انہی سے شرف بیعت رکھتے تھے اور آپ کے والد کو خرقہ خلافت واجازت بھی خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی علیہ الرحمۃ نے ہی مشرف فرمایا تھا۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیزگار تھے۔ پوری زندگی میں خلاف شریعت وطریقت کوئی کام نہیں کیا۔ ہمہ وقت عشق رسول اللہ ﷺ کے سمندر میں غوطہ زن رہتے۔ دنیاوی آلائشوں سے پاک عشق رسول ﷺ کی مستی میں سرشار زندگی دین اسلام اور نعت رسول ﷺ

Marfat.com

کے لئے وقف تھی۔ آپ نے دین اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کا سختی سے مقابلہ کیا۔ تحریک ختم نبوت، تحریک خلافت، تحریک پاکستان اور تحریک نظام مصطفی ﷺ میں بھرپور حصہ لیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر جب قومی اسمبلی کے اندر قائد اہلسنت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی قیادت میں تمام مکاتب فکر کے علماء متحد تھے تو اسمبلی کے اندر مرزا طاہر اپنے ۴۰ وکلاء کے پینل کے ساتھ تمام ریکارڈ لے کر آتا اور روزانہ مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سائی کرتا ادھر تمام مکاتب فکر کی طرف سے قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ العالی اس کے سامنے مناظر کی حیثیت سے لوہے کی دیوار بن کر کھڑے تھے۔ مرزائیوں کی طرف سے آئے روز نئے من گھڑت معاملات کی وجہ سے علماء پریشان تھے کہ ہارلے سٹریٹ راولپنڈی میں بمبئے پلائی وڈ فیکٹری کے مالک الحاج غلام حیدر مرحوم کی کوٹھی پر ملک بھر کے سرکردہ علماء کا ایک اجلاس ہوا جس میں قمر الملت والدین شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے علماء کی پریشانی پر جواب دیتے ہوئے کہا کہ فاتح قادیان کے بیٹے علامہ حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری صاحب یہاں موجود ہیں۔ مرزائیوں کے ہر معاملے اور مسئلے کا جواب ان سے لیا کرو ان کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے جلدی جلدی لکھنے والے دو افراد دے دیں۔ اور مرزائیوں کے سوالات دیں میں لکھواتا جاؤں گا اور وہ حضرت لکھتے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزائیوں کی طرف سے اسمبلی میں آنے والے سوالات کا مکمل شرح بست کے ساتھ آپ رد فرماتے اور اگلے دن آپ کی طرف سے لکھے ہوئے جوابات اسمبلی میں پیش کئے جاتے۔ بالآخر علمائے اہل سنت وقائدین کی کوششیں رنگ لائیں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اسی طرح اس معاملہ میں بھی آپ اپنے والد گرامی کی طرح بھرپور انداز میں کردار ادا کرتے رہے اور فاتح قادیان کا اعزاز برقرار رکھا۔ آپ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے شب و روز ذکر خدا میں مست رہتے، کوئی دم غافل نہ ہوتے تھے۔ آپ کے چہرہ پر کبھی غصہ نہیں آیا انتہائی درجہ کے حلیم الطبع اور نرم مزاج تھے۔ سخاوت میں بے مثل تھے۔ آنے والوں سے اس انداز کریمانہ سے ملتے کہ اخلاق محمدی کا عملی نمونہ نظر آتے محبت و شفقت کا کوہ گراں تھے۔

آپ کی شخصیت پیر محمد کرم شاہ کی نظر میں ☆: ضیاء الامت مفسر قرآن حضرت پیر

Marfat.com

محمد کرم شاہ صاحب الازھری علیہ الرحمۃ آپ کی شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ برصغیر پاک و ہند میں دور حاضر کے عظیم نعت گو شاعر تھے۔ آپ نے تمام عمر سرکار علیہ السلام کی شان میں نعتیں لکھتے ہوئے گزاری۔ آپ نے بہت سے نعتیہ دیوان بھی لکھے ہیں آپ کے عشق رسول ﷺ اور عارفانہ کلام کے پیش نظر پیر محمد کرم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے حافظ محمد مظہر الدین کے دل کو اپنے حبیب ﷺ کی محبت کے لئے اور ان کے قلم کو آقا علیہ السلام کی مدحت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ مبدا فیاض نے ان کو نعت گوئی جدت طرازی، بے ساختگی، و برجستگی، شیریں بیانی، سلاست، و روانی کی جو انمول صلاحیتیں بخشیں ہیں۔ اور ان کا رخ ہر طرف سے موڑ کر اپنے حبیب ﷺ کی نعت گوئی کی طرف پھیر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ نابغہ روزگار نعت کے میدان کا یہ بانکا شہسوار تا دیر سلامت رہے۔

مشہور شاعر احسان دانش کی رائے آپ کے بارے میں ☆: مشہور شاعر احسان دانش آپ کی شخصیت کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ حافظ محمد مظہر الدین صاحب شاعر بھی ہیں۔ ادیب بھی اور عامل بھی وہ عشق رسول ﷺ میں مستغرق ہیں، زبان سے نسبتاً کم اور آنسوؤں سے زیادہ گفتگو کرتے ہیں۔ میں نے پاکستان میں بہت کم لوگ حافظ صاحب کی طرح رقیق القلب عاشق رسول ﷺ دیکھے ہیں اور دیکھا جائے تو نعت کا حق بھی عاشق رسول ﷺ ہی کو پہنچتا ہے اور وہی کام دلوں میں گداز اور پلکوں میں بادلہ لگاتا ہے۔

جناب محمد ایوب مصنف نوائے فردا کی نظر میں آپ کی شخصیت ☆:

جناب محمد ایوب مصنف نوائے فردا حضرت حافظ موصوف کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ خوش نصیبی کا کرشمہ کہیے یا رسائی طبع کی کرامت یا عشق رسول ﷺ کا معجزہ کہ حافظ صاحب نے نعت گوئی کو اپنے دل کا منتہا بنا رکھا ہے۔ ان کے ذوق وشوق کا عالم رسول اللہ ﷺ اور عشق رسول ﷺ سے آباد ہے۔

گولڑہ شریف کے پیر سید نصیر الدین کی نظر میں آپ کی شخصیت ☆:

پاکستان کی معروف روحانی درگاہ گولڑہ شریف کے چشم و چراغ حضرت پیر سید نصیر الدین اپنے منظوم کلام میں آپ کی ذات کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

مظہر کے بذوق و شوق فرد است | در راہ ادب یگانہ مرد است
آں حق نگرے است حق پسندے | درویش نواز درد مندے
درویش نواز درد مندے | با کج کلہاں بناز بیش است
رغبت بہ سکندراں نہ دارد | نفرت ز قلندراں نہ دارد
شعرش را پایہ است عالی | آہنگ جذبہ بلالی

آپ کی ملی و دینی خدمات ☆: آپ کے علمی و قلمی، ادبی مضامین روزنامہ ''کوہستان'' اور ''ندائے ملت'' میں مسلسل چھپتے رہے ہیں اور آج بھی الحمدللہ آپ کا نعتیہ کلام تمام قومی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہوتا رہتا ہے اور پوری دنیا میں ثناخوان رسول ﷺ نعت کی ہر محفل میں کوئی نہ کوئی ثناخوان آپ کا کلام ضرور پڑھتا ہے۔ آپ نے دین اسلام کے تحفظ کے لئے قلمی محاذ پر بہت کام کیا ہے۔ مختلف اخباری مضامین اور کالموں کے علاوہ آپ کے رشحات قلم درج ذیل ہیں۔

(۱) خاتم المرسلین ☆ ۱۹۳۷ء میں حزب الاحناف لاہور کی طرف سے شائع ہوئی جو کہ پھر کافی عرصہ نایاب رہی اور اب پھر آپ کے صاحبزادے جناب اویس مظہر صاحب کی کاوش سے منظر عام پر آ گئی ہے۔ (۲) شمشیر و سنان قومی نظمیں و ترانے (۳) حرب و ضرب: قومی نظمیں و ترانے (۴) تجلیات (۵) جلوہ گاہ (۶) باب جبریل، (۷) نشان راہ (اول، دوم، سوم) (۸) وادیٔ نیل (۹) میزاب

آپ کا منظوم کلام ☆: آپ موجودہ دور کے سب سے بڑے نعت گو شاعر تھے۔ اور وقت کے حسان عشق رسول ﷺ ان کے دل و دماغ میں سمایا ہوا تھا آپ کی نعت کا ہر شعر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ محفل نعت میں آپ کا لکھا ہوا کلام پڑھا جائے تو محفل کا رنگ ڈھنگ ہی بدل جاتا ہے۔ یہ آپ کے کلام کی خصوصیت ہے کہ دلوں کی کھیتی کو سیراب کر دیتا ہے۔ آپ کا منظوم کلام آج کے دور میں بھی کثرت سے موجود ہے جس کا شمار ناممکن ہے صرف ایک کلام پیش خدمت ہے۔

Marfat.com

ادھر بھی کوئی ابر رحمت کا چھینٹا ادھر بھی نظر بے سہاروں کے والی
نگاہوں میں ہے تیری بخشش کا عالم کھڑے ہیں ترے در پہ تیرے سوالی
کبھی اک زمانے مین تھی وجہ نازش تیرے نام لیواؤں کی شان عالی
مگر اب تو ہے عبرتوں کا فسانہ ہم اہل مصیبت کی آشفتہ حالی
ہمیں پھر عطا ہو جلال ابوذر ہمیں پھر نایت ہو شان بلالی
دمکتے رہیں تیرے گنبد کے جلوے سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
بجا ہے ہم تشنگان کرم کا عمل کی حقیقت سے دامن ہے خالی
مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے تیری ذات سے ایک نسبت ہے عالی
جہاں سے ملی تھی بوصیری کو چادر جہاں کیف ساماں تھی روح غزالی
مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے تری ذات سے اک نسبت ہے عالی
وہاں لے کے آیا ہوں کلیوں کے گجرے وہاں لے پہنچا ہوں پھولوں کی ڈالی
شب زندگی کی سحر کرنے والے خذف کو حریف گہر کرنے والے
عرب تیرے فیضان رحمت کا طالب عجم تیری چشم کرم کا سوالی

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ بروز جمعہ کو ہوا۔ مزار پُر انوار فیض آباد راولپنڈی سے مری کی شاہراہ پر جاتے ہوئے بھارہ کہو سے آگے چھتر پارک کے پُر فضا مقام پر مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے جناب میاں اویس احمد مظہر صاحب جو کہ نعت گو شاعر بھی ہیں سجادگی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ ہے۔ خدا خوش رکھے۔ بڑے ہی خلیق اور ملنسار طبیعت کے مالک ہیں۔

Marfat.com

حضرت بابا محمد شاہ چشتی صابری رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: حضرت بابا محمد شاہ چشتی صابری رحیمی رحمۃ اللہ علیہ مجدد ملت صابری حضرت خواجہ جمال الدین انور المعروف بابا غریب شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور عاشق صادق اور عارف کامل تھے۔ تمام عمر مرشد کی خدمت و اتباع میں گذار کر ماہ شوال ۱۴۰۱ھ بمطابق **1981**ء کو آپکا وصال باکمال ہوا۔

مزار پر انوار حضرت بابا نہال شاہ کے تکیے کلیر شریف یو پی انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

منظور المشائخ حضرت صوفی منظور احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، مرد حقیقت آگاہ، شہباز طریقت منظور المشائخ حضرت صوفی منظور احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۶ء کو نرائن گڑھ ضلع انبالہ انڈیا کے جٹ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب سن شعور کو پہنچے تو سکول میں دنیاوی اور مسجد میں مذہبی تعلیم کی غرض سے داخل ہوئے۔ ابتدائی تعلیم نرائن گڑھ میں ہی حاصل کی بعد ازاں ٹیکنیکل تعلیم انبالہ میں حاصل کی۔ ۱۹۳۷ء کے قریب آپ سراج السالکین، برہان الواصلین حضرت پیر صوفی قدرت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور عرصہ دراز تک ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ جس کی بدولت آپ کا سینہ نور عرفان سے لبریز اور کملی والے آقا علیہ السلام کے عشق کا سمندر آپ کے سینے میں موجزن ہو گیا اور سلطان الاولیاء حضرت سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی محبت آپ کے دل میں گھر کرتی گئی پھر کیا تھا ہر سال کلیر شریف کی حاضری آپ کا مقدر بن گئی اور کلیر شریف میں حضور مخدوم پاک کے دربار پر حاضری کے وقت دل سے ایک ہی آواز نکلتی تھی۔

میں کیا بتاؤں تمنائے زندگی کیا ہے   حضور آپ سلامت رہیں کمی کیا ہے

مرشد کامل کی خصوصی توجہ اور نظر عنایت سے آپ اپنے خواجگان کے اوراد و وظائف ذکر و اذکار کا تختہ

Marfat.com

سے پابند اور شب بیداری آپ کا معمول خاص تھا۔

تقسیم ہند سے قبل اگرچہ آپ کا آبائی علاقہ نرائن گڑھ ضلع انبالہ تھا اور آپ چونکہ ایک کھاتے پیتے اور کاروباری خاندان اور متمول گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ اپنی کاروباری مصروفیت کی بنا پر نرائن گڑھ سے انبالہ چھاؤنی تشریف لے آئے تھے اور وہیں پر رہائش رکھی اور لکڑی اور دھات کے کاروبار میں مصروف ہو کر اپنے اہل خانہ کے لئے رزق حلال کے لئے کوشاں رہے اس کے ساتھ ہی اپنے شیخ کے طریقہ پر عمل پیرا ہو کر درویشوں کی خدمت و عظمت اور ان کی صحبت اختیار فرماتے۔ اپنے شہر اور گردونواح میں خواجگان کے عرسوں کی تقاریب میں بھی شرکت فرماتے۔ آپ چونکہ زمینداری طبقہ سے متعلق تھے اس بنا پر انسانوں سے پیار تو تھا ہی مگر جانوروں پر خصوصی شفقت فرماتے ان کے دھوپ چھاؤں صفائی کھانے پینے کا خصوصی خیال فرماتے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے آپ ملتان تشریف لائے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت میاں صوفی قدرت اللہ شاہ نے مدینۃ الاولیاء ملتان کی روحانی سرزمین پر آپ کو دستار خلافت سے نوازا اور صاحب ارشاد فرما کر آپ کو اپنا خلیفہ اکبر۔ بلکہ اول و آخر مقرر فرما کر سرفراز فرما۔

منظور احمد سے منظور المشائخ ☆: آپ کے پیر و مرشد حضرت صوفی میاں قدرت اللہ شاہ علیہ الرحمۃ آپ سے خصوصی شفقت و محبت فرمایا کرتے تھے۔ اس کی دو وجہ تھیں۔ اول یہ کہ حضرت کے ہاں اولاد نہ تھی۔ انہوں نے آپ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا جو کہ تمام مریدین و خلفاء میں آپ کا خصوصی امتیاز تھا۔ آپ نے بھی مثلِ بیٹا اس انداز سے خدمت کی کہ مرشد کامل تمام معاملات میں آپ کو آگے رکھتے ہر شخص سے فرماتے میرے بیٹے منظور احمد سے بات کرو۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ نے مرشد کامل کے دست مبارک پر بیعت اختیار کرنے کے بعد اپنے تمام اختیارات ختم کر کے ہر دم رضائے جاناں کا مصداق بن گئے یک سر مو بھی مرشد کے کسی حکم میں کوتاہی تو الگ بات بلکہ اس میں تاخیر بھی نہ ہونے دی جیسا حکم ملتا گیا ویسے ہی فوراً تعمیل ہوتی گئی۔ اور یہی وجہ تھی کہ حضرت میاں قدرت اللہ شاہ علیہ الرحمۃ اپنے پاس آنے والے تمامی احباب گرامی اور علمائے مشائخ عظام سے وجد میں آ کر اکثر فرمایا کرتے تھے۔ منظور میرا منظور نظر ہے اور کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے میرا اول بھی منظور آخر بھی منظور ہے یعنی میری زندگی میں اور میرے بعد تمام معاملات میں میر

Marfat.com

اول وآخر صوفی منظور احمد ہی ہے۔ اور یہ مرشد کامل ہی کی نظر عنایت ومحبت وشفقت اور ولایت کا تصرف ہے حضرت قدرت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے زمانہ حیات کے مشائخ وعلماء اور بعد کے تمام حضرات علمائے کرام مشائخ عظام آپ کو منظور المشائخ کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ کی خدمات ☆: مدینۃ الاولیا ملتان میں جب آپ کو دستار خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا گیا تو ملتان میں ہی آپ نے سلسلہ علایہ کی ترویج واشاعت کا آغاز کر دیا۔ بعدازاں مرشد کامل کے حکم سے رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں مستقلاً سکونت اختیار کر کے دیپالپور چوک اوکاڑہ شہر محلہ غازی آباد میں ایک قطعہ زمین پر آپ نے مدرسہ چشتیہ اور مسجد اور خانقاہ کی بنیاد ۲۲ مئی ۱۹۵۶ء میں رکھی اور سلسلہ طریقت کا اس انداز سے کام شروع کیا اوکاڑہ کے شرق وغرب کیا تو پورے ملک سے دور دور تک سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ، بھیکھیہ، حافظیہ کی شاخیں قائم ہوگئیں۔ اوکاڑہ، لاہور، ملتان، کاموکی، گوجرانوالہ، شکر گڑھ، فیصل آباد، سیالکوٹ، بہاولنگر، بہاولپور، کراچی، سانگڑھ، راولپنڈی، اسلام آباد، صوبہ سرحد پشاور اور دیگر اضلاع میں آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اپنے دست مبارک سے ۳۲ کے قریب حضرات کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا۔ جو اپنے اپنے علاقے میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

وصال باکمال ☆: مورخہ ۲ صفر ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۵ء کو طویل علالت کے بعد ۷۸ برس کی عمر میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پرُانوار آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ محلہ غازی آباد نزد دیپالپور چوک اپنے مرشد کے پہلو میں مرجع خاص وعام ہے۔ اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بارہا پاکپتن شریف میں واقع صابری ڈیرہ پر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا ہے۔ جبکہ بعد از وصال ۲ مرتبہ آپ کے عرسوں میں اور کئی مرتبہ اس کے علاوہ حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین خلیفہ اکبر وسجادہ پیکر اخلاص ومحبت صوفی باصفا درویش یگانہ پیر طریقت صاحبزادہ سعید احمد صابری اس خانوادہ کے سالار رہبر وراہنما ہیں۔ جو ایک پڑھے لکھے زیرک سمجھدار، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باطنی صلاحیتوں سے مرصع شخصیت ہیں بڑے ہی تحمل وبردباری سے سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ آستانہ عالیہ اور سلسلہ عالیہ کے کام میں جانفشانی سے مصروف عمل ہیں۔ ان کے ہمراہ ان کے

Marfat.com

تمام برادران جن میں صاحبزادہ بختیار احمد صاحبزادہ فضیل احمد اور دیگر برادران اپنی اپنی ہمت کے مطابق سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف اور آپ کے جلائے ہوئے چراغ کو روشن کیے ہوئے ہیں۔ بڑے ہی ملنسار اور مہمان نواز و حلیم الطبع شخص ہیں علم اور اہل علم سے محبت ان کے رگ و ریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ تمام مشائخ و علماء کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ فقیر کا آپ کے آستانہ اور لاہور والے گھر میں آنا جانا اکثر رہتا ہے جبکہ آپ بھی فقیر کی دعوت پر کئی مرتبہ عرس میں شرکت کے لئے راولپنڈی تشریف لا چکے ہیں راولپنڈی اسلام آباد آمد کے موقع پر بھی آپ اکثر غریب خانے پر تشریف لاتے رہتے ہیں۔

منقبت (ازقلم......خلیفہ محمد الیاس صابری)

منظور المشائخ حضرت صوفی منظور احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

صبح دم اٹھ کر کہوں منظور احمد صابری
تورے نام کی سمرن جیوں منظور احمد صابری
صورت تیری سیرت تیری نقشہ تیرا چہرہ تیرا
من کے مندر میں رکھوں منظور احمد صابری
شیام مورے آو ذرا انگنا مورے مرلی بجا
سر تورے چرنن میں دھروں منظور احمد صابری
تجھ بن میرا اب کون ہے جیا مورا بے چین ہے
دکھ اپنا میں اب کس سے کہوں منظور احمد صابری
صابری گھاٹ پر الا اللہ کی ضرب پر
میلا من اجلا کروں منظور احمد صابری

Marfat.com

حضرت صوفی مبارک علی اوج چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفاء، مرشد لاثانی، عارف ربانی، شیخ العصر، حضرت صوفی مبارک علی اوج چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آفتاب نور توحید ہیں۔ آپ انتہائی نیک سیرت و باکردار پابند عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ پوری زندگی اپنے اسلاف کے اصولوں پر کاربند رہے۔ آپ رہنے والے موضع برو ملہی ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔

مرشد کامل حضرت عارف باللہ خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تو آپ سیالکوٹ چھوڑ کر کالے کی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد میں اپنے مرشد خانے تشریف لے آئے اور ہیں قیام پذیر ہو کر آستانہ عالیہ و مرشد کامل کی خدمت اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے اور مجاہدہ و منازل سلوک کی تکمیل میں مصروف رہے۔ آپکے مرشد کامل حضرت خواجہ صوفی محمد صدیق سائر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپکے دادا مرشد حضرت شاہ مولانا محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے ایک خط کے ذریعے آپکے پیر بھائی حضرت خواجہ صوفی فقیر محمد ملتانی چشتی صابری کو حکم دیا کہ صوفی مبارک علی اوج کو اپنے مرشد کی طرف سے خرقہ خلافت عنایت کر دو۔ چنانچہ حسب الحکم حضرت صوفی فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے آپکو اپنے مرشد کی طرف سے خرقہ خلافت عنایت فرما کر سرفراز و ممتاز فرمایا۔ حصول خلافت کے بعد آپ کالے کی منڈی سے علی پور چٹھہ تشریف لے گئے۔ وہاں طبیعت نہ لگی تو بالآخر کوٹ مومن ضلع سرگودھا تشریف لے گئے اور وہاں پر خانقاہ قائم کر کے مخلوق کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کیا اور سلسلہ عالیہ کی ترویج اور اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ لاتعداد افراد نے آپکے دست حق پرست پر بیعت کی اور بہت سے لوگوں کو آپ نے خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا۔ جن میں آپ کے خلیفہ جناب صوفی منصب علی صابری جنکا وصال ہو گیا (۲) جناب صوفی محمد افسر چشتی صابری ظاہر پیر تحصیل خانیوال (۳) جناب صوفی محمد یاسین صابری کالیکی منڈی (۴) جناب خلیفہ صوفی محمد علی محصور چشتی صابری لاہوری (۵) خلیفہ محمد خالد صابری ٹنڈو الہ یار سندھ (۶) خلیفہ صوفی محمد سمیع اللہ خان صابری لاہور (۷) خلیفہ صوفی غلام علی جو کہ آپ کے صاحبزادے اور سجادے ہیں کوٹ مومن سرگودھا (۸)

Marfat.com

خلیفہ غلام حسین چشتی صابریؔ لاہور، گوجرانوالہ کے حضرت صوفی خلیفہ علی جان صابریؔ جو کہ حقیقتاً سلسلہ عالیہ کی جان ہیں اور گوجرانوالہ میں ان کا سلسلہ اپنے عروج پر ہے۔ کے علاوہ بے شمار مرید ہیں اور بہت سے خلفاء سلسلہ عالیہ کی رشد ہدایت میں مصروف ہیں۔ آپ کا سلسلہ تا حال جاری و ساری ہے۔ ہر سال آپکا سالانہ عرس مبارک کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں منایا جاتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ بروز بدھ بمطابق ۱۹۹۶ء میں ہوا۔ مزار پرانور کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے صاحبزادے صوفی غلام غلام علی صابریؔ سجادہ نشین ہیں جو کہ بڑے احسن انداز میں دیگر خلفائے کے مشورے اور تعاون سے سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔

حضرت الحاج منیر احمد چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ساقی خمخانہ اسرار، ساقی بادۂ خمار، ناطق اللسان احوال فارغ از گفتگوئے اغیار مست الست نغمات بے ساز، قطب مادرزاد، آثار ولایتش ظاہر بر خاص و عام بے دلیل، شہباز طریقت، امیر شریعت حضرت الحاج پیر منیر احمد چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ بحر توحید و معرفت، گنجیہ اسرار حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت راولپنڈی سے 35 کلومیٹر دور موضع ماڑی بگیال شریف بسائی روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی کے ایک علمی و روحانی ماحول میں حضرت صاحبزادہ صادق حسین ہاشمی قریشی چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء میں ہوئی۔ آپ کا تعلق قریشی ہاشمی خاندان سے ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد محمدی پور مدینہ سے کلیام شریف آ کر آباد ہوئے۔ بعد ازاں ماڑی بگیال شریف کو مستقل جائے مسکن بنایا۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابریؔ سے حاصل کی۔ جبکہ درس نظامی کی کتابیں حضرت شیخ الجامعہ مولانا محب النبی علیہ الرحمۃ آف بھوئی شریف سے پڑھیں۔ گھر کا ماحول شروع سے ہی مذہبی علمی روحانی تھا۔ آپ کے اجداد میں حضرت میاں حبیب اللہ قریشی ہاشمی علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے بلند پائیہ عالم اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے پڑدادا جان شیخ الشیوخ دریائے گوہر فضل و کمال، بلبل چمنستان فضلی، عارف باللہ فنا فی اللہ، بقا

Marfat.com

باالله، مرد حقیقت آگاہ شہباز سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت خواجہ میاں محمد حسین چشتی صابری المعروف میاں صاحب ماڑی والے علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے عظیم مرد قلندر اور ولی کامل تھے۔ ہزاروں افراد نے ان سے فیض پایا۔اس طرح آپ کے دادا جان حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آسمان طہارت و پاکیزگی کے آفتاب و ماہتاب تھے۔لاتعداد لوگوں نے ان سے بھی اکتساب فیض کیا اور ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے عظیم دادا بزرگوار حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔حالانکہ ابھی آپ نوعمری کے عالم میں تھے مگر آپ کے دادا جان اور پیرومرشد نے اپنی نگاہ ولایت سے آپ کی باطنی کیفیت کو پہچان لیا اور تکمیل مجاہدات وسلوک کے بعد انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز اور صاحب ارشاد ہوئے۔اپنے شیخ کامل اور دادا بزرگوار کے وصال باکمال کے بعد آپ کو باقاعدہ طور پر آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیاں شریف کا سجادہ نشین مقرر کیا گیا۔اس طرح آپ نے اپنے اجداد کے سلسلہ اور خدمت خلق و خدمت اسلام کو اپنا شعار بنا کر اپنے مشائخ کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

عبادت و ریاضت ☆: آپ عبادت و ریاضت میں اپنے شیوخ کے طریقہ کار پر کاربند رہتے ہوئے سخت سے سخت مجاہدے کے حامل تھے۔آپ نے شغل سہ پایہ۔حبس بے دم اور سلطان الاذکار کو اپنا معمول بنایا۔ رحیم یار خان کے علاقے میں ایک مرتبہ آپ نے ایک غار میں اینٹیں چنوا کر غار کے اندر چالیس یوم کا چلہ مکمل کیا۔جبکہ غار میں ایک سوراخ تک باقی نہ چھوڑا تھا۔چالیس دن کے بعد آپکے خادم خاص نے جب غار کو کھولا تو آپکا جسم گل چکا تھا۔خدام نے روئی چاروں طرف لپیٹ کر آپ کو اٹھایا اور اپنے گھر لے گئے۔اس حالت میں پانی پینے کی سکت بھی نہ تھی۔خدام روئی کے پھوئے پانی میں بھگو کر آپکے ہونٹوں سے لگاتے جس سے چند قطرے آپ کے وجود میں داخل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ وہاں پر مزید چلے کیے گئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ نے تمام زندگی قرآن وحدیث کی تعلیمات میں بسر کی، عبادت

Marfat.com

وریاضت کواپنا شعار بنائے رکھا۔ پوری زندگی میں خلاف شریعت وطریقت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا ور نہ ہی کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر برداشت کرتے تھے۔ دینی غیرت وحمیت آپ میں اس قدر تھی کہ بڑے سے بڑے شخص کو بھی شرعی یا طریقت کے معاملات میں غلط بات پر روک اور ٹوک دیا کرتے تھے۔ نماز پنجگانہ تمام زندگی باجماعت ادا فرماتے رہے حتیٰ کہ بیماری کے ایام میں کرسی اور پھر وہیل چیئر پر تشریف لاکر باجماعت نماز ادا فرماتے تھ۔ آپکا معمول تھا کہ نماز کے فرض باجماعت مسجد میں ادا فرما کر سنتیں ادا نوافل دربار شریف میں آکر ادا فرماتے تھے۔ اسکے علاوہ دیگر نوافل کا بھی خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ اپنے خواجگان اور شیوخ اور اوراد وظائف میں کبھی اور کسی حال میں فرق نہ آنے دیا۔ ان کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ آپ کی زندگی بالکل صاف ستھری سفید کپڑے کی مانند تھی کہ اپنی عصمت کی چادر پر کبھی قسم کا دھبہ نہ آنے دیا۔ آپ صبر ورضا کے پیکر اعظم ایسے تھے کہ بڑی سے بڑی تکلیف اور مصیبت کے وقت بھی زبان پر کبھی حرف شکوہ نہ لائے۔ بلکہ ہر حال میں ہر وقت مالک کریم کا شکر ادا کرتے رہتے تھے۔ آپ نے تقریباً تین برس سخت علالت میں گزارے مگر باوجود اسکے چہرہ ہشاش بشاش اور ہر آنے والے کو خوش اخلاقی ومحبت بلکہ اپنی خصوصی مسکراہٹ سے ملتے اور حال پوچھنے والے کو بڑے تحمل سے جواب دیتے کہ خدا کی ذات کا شکر ہے۔ حسن اخلاق ،شفقت ومحبت میں آپ بے مثال تھے۔ مہمان نوازی آپکو ورثہ میں ملی تھی کہ ہر آنے والے کی خدمت اپنا فرض اولین تصور فرماتے تھے۔ مریدین اور عقیدت مند پر شفقت کا یہ عالم کہ غریب مرید کو الوداع کرتے ہوئے اپنی جیب خاص سے کچھ رقم بطور کرایہ عنایت فرماتے تھے۔ بہت سے غریب مریدین کے گھروں میں جاکر کسی نہ کسی بہانے کچھ نہ کچھ امداد فرماتے رہتے تھے۔

شادی واولاد☆: آپ کی شادی خانہ آبادی ۱۹۶۳ء میں اپنے وقت کے قطب الارشاد زبدۃ العارفین حاجی الحرمین الحاج حضرت مولوی لعل حسین نقشبندی چشتی نظامی رتیالوی علیہ الرحمۃ کی دختر نیک اختر سے طے پائی۔ آپ کے سسر اپنے وقت کے عظیم صوفی اور شیخ کامل تھے ہزاروں افراد اور طالبین حق کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں انہوں نے رہنمائی فرمائی۔ آپ کی شادی کی رسم انتہائی سادگی سے شرعی تقاضوں کے مطابق انجام بخیر ہوئی۔ خدا نے آپ کو تین صاحبزادے ایک صاحبزادی

Marfat.com

عنایت کی۔ صاحبزادوں میں جناب صاحبزادہ مشتاق احمد صابری، صاحبزادہ نصیر احمد صابری، صاحبزادہ حاجی غلام فرید صابری ہیں جو کہ سلسلہ کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

آپکی زندگی کے مستقل معمولات☆: آستانہ عالیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف تحصیل وضلع راولپنڈی میں آپ کا زندگی بھر کا معمول رہا ہے کہ ہر ماہ چاند کی دس تاریخ کو بعد نماز عصر حضرت غوث اعظم السیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے انکی خدمت میں گیارہویں شریف کا ختم دلا کر نذرانہ پیش فرماتے تھے۔ تمام حاضرین کو لنگر تقسیم کیا جاتا تھا۔ علمائے کرام سے تقاریر کروا کر حضرت غوث اعظم کی شان وعظمت وکمالات کو سنتے اور نعت خوان حضرات اس موقع پر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کرتے۔ جب سے منصب سجادگی سنبھالی اسوقت سے تادم آخر اپنے عظیم دادا اور پڑدادا بزرگوار کا سالانہ عرس مبارک اور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس 22 دسمبر تا 25 دسمبر کو نہایت ہی ذوق وشوق اور محبت وخلوص سے انعقاد فرماتے۔ اس موقع پر بڑے بڑے جید علمائے کرام مشائخ عظام ونعت خوان حضرت اور قوالوں کو دعوت دیکر بلاتے اور انکی خوب خدمت وخاطر بھی فرماتے۔

ماہ ربیع الاول شریف میں جامع مسجد دربار ماڑی بگیال شریف میں ہر سال آپ عظیم الشان میلاد شریف کا عظیم الشان پروگرام منعقد فرماتے اس میں خطاب کے لئے نامی گرامی اور بڑے بڑے فاضلین علمائے کرام کو بلوکر میلاد شریف کی عظمت واہمیت اور حضور کی زندگی وسیرت پر بیان کرواتے۔ بڑے بڑے نعت خوان حضرات اس موقع پر آتے اور حضور کی بارگاہ میں نعت کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔ آپ نے رحیم یار خان کے قریب شہباز پور چوک میں ایک جگہ چلہ کیا۔ چلہ کی تکمیل پر اس جگہ آپ نے ایک جھوٹی سی مسجد اور چند کمرے بنوا کر اس کا نام ڈیرہ فریدی رکھ دیا۔ آپ فرماتے تھے اس مقام پر حضور بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالت بیداری میں مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا اور نوازشیں کیں ہیں۔ ربیع الاول شریف میں ہی یکم تا بارہ ربیع الاول شریف رحیم یار خان کے مریدین کی دعوت پر بارہ روزہ میلاد شریف کی محافل جو آپ کی ہی زیر صدارت ہوتی تھیں ان میں باقاعدگی سے ہر سال تشریف لے جا کر شرکت فرماتے۔ حتیٰ کے بیماری کے دنوں میں بھی دو سال تک تشریف لے جاتے رہے۔ زیادہ

Marfat.com

تکلیف ہوجانے کی بناء پر اپنے بڑے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت صاحبزادہ مشتاق احمد صابری صاحب کو بھیجتے رہے۔اس طرح اپنے علاقہ میں مختلف جگہ پر محافل میلاد شریف میں نہ صرف شرکت کرتے بلکہ ان کے انعقاد کے لئے بھرپور کردار ادا کرتے تھے۔

عشق رسول ﷺ آپکا سرمایہ حیات تھا زندگی کی سب سے بڑی تمنا یہی رہی کے آقا علیہ السلام کی تعریف وتوصیف کرتا اور سنتا رہوں۔اور اس کو جزوِ ایمان بنائے رکھا۔اپنے مسلک سنی حنفی بریلوی اور مشرب چشتی صابری پر کبھی لچک نہیں پیدا کی۔عقائد ونظریات پر کبھی کسی کا لحاظ نہ کیا۔اور پختگی کے ساتھ اپنے مشن پر ڈٹے رہے۔اور اپنے مریدین کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر ماہ گیارہویں شریف کے پروگرام میں علمائے کرام کو اس لئے بلاتا ہوں کہ ان کے فرمودات سن کر تم اپنے عقیدے درست کرو اور اس پر پختگی سے قائم ہوجاؤ۔

آپ کا معمول تھا کہ دسمبر اور جون کے مہینہ میں آستانہ عالیہ کلیام شریف کے سالانہ دونوں عرسوں میں نہ صرف خود شرکت فرماتے بلکہ اپنے مریدین کو بھی اس عرس میں شرکت کے لئے تاکید فرماتے۔

اسی طرح پاکپتن شریف جو کہ آپکا روحانی مسکن اور مرکز تجلیات تھا۔دل ونگاہ زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالی عنہ کے عشق میں مست ومخمور تھا۔ آپکی سینے کی ہر دھڑکن سے حق فرید یا فرید کی آواز آتی تھی۔ہر سانس سے حق فرید یا فرید کا ذکر بلند ہوتا۔اس دربار فیض بار اور مرکز انوار وتجلیات پر حاضری کیلئے آپ بہانے ڈھونڈتے تھے کہ کونسا وقت ہو کہ در فرید کی چوکھٹ کو چوم کر آؤں۔ وصال باکمال سے دو برس قبل آپ کے گردوں اور مثانے کا آپریشن ہوا۔آپریشن کے بعد جب ہسپتال سے گھر پہنچے تو اگلے ہی روز اپنے مرید اور ڈرائیور فرحت کیانی سے فرمایا کہ گاڑی نکالو۔صاحبزادہ مشتاق احمد صابری صاحب اور انکی والدہ محترمہ اور دیگر اہل خانہ وعقیدتمند نے پوچھا کہاں جانا ہے تو فرمایا کہ میں نے کلیام شریف حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے آستانہ پر سلام کرنے جانا ہے۔سب نے منع کیا مگر بضد ہو کر پور اشتیاق وشوق سے اپنے مرشد خانے تشریف لے گئے۔جی بھر کر حاضری دی۔

فارغ ہو کر گاڑی میں بیٹھے جب گاڑی کلیام شریف سے نکل کر جی ٹی روڈ پر پہنچی تو فرمایا کہ گاڑی کا رخ راولپنڈی ماڑی شریف کی بجائے پاکپتن شریف کی طرف موڑ لو۔وہ بیچارہ مرید تھا بہ پاس ادب خاموشی

Marfat.com

کے ساتھ چل دیا۔ اور بلا تامل آپ حضرت شیخ الاسلام مسعود العلمین حضرت گنج شکر رضی اللہ عنہ کے دربار گوہر بار میں پہنچ کر جبیں سائی کرنے لگے۔ تو وہاں پر آپکے ایک خصوصی مرید غوث محمد خان چشتی صابری کو پتہ چلا تو دوڑے ہوئے آئے اور اپنے گھر لے گئے وہاں پر دیگر مریدین بھی جمع ہونا شروع ہوگئے۔ پاکپتن شریف میں آپ بار بار حضرت گنج شکر کے دربار گوہر بار میں حاضری کے لئے تشریف لاتے اور اپنے قلوب واذہان کو حضور گنج شکر کے فیضان سے منور فرماتے رہے۔ حضور گنج شکر کے سالانہ عرس پر قیام کے دوران کم از کم چار پانچ دن ہمیشہ بلکہ اس سے زیادہ بھی قیام فرماتے تھے۔

یوں تو یہ خواہش عرصہ دراز سے آپ کے دل میں تھی۔ کہ وصال سے تقریباً ایک سال قبل آپ نے برملا فرمادیا تھا کہ میرے وصال کے بعد میری قبر حضور بابا صاحب کے آستانہ کے صحن میں بنائی جائے۔ اس کے لئے جب یہ پتہ چلا کہ اس کی منظوری وزیر اوقاب پنجاب دیتے ہیں۔ تو آپ نے ماہانہ گیارہویں شریف کے پروگرام میں فقیر راقم الحروف کی شرکت کے موقع فقیر کو پرالک بلا کر فرمایا کہ کسی طرح صوبائی وزیر اوقاف سے رابطہ کر کے میری قبر کے لئے منظوری لے لو۔ فقیر ارقم الحروف نے برملا عرض کر دیا کہ حضور ہم آپ کو اپنے دربار سے کبھی جدا نہیں ہونے دیں گے۔ جب وقت آئے گا جو کچھ ہوگا یہیں پر ہوگا۔ یہ سن کر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ بابا صاحب میرے من کے مندر میں ایسے بسے ہوئے ہیں کہ میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کچھ دنوں بعد طبیعت دوبارہ خراب ہوئی تو پورے ملک سے مریدین کی آمد شروع ہوگئی۔ فخر المشائخ جگر گوشہ گنج شکر حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی خلف الرشید حضرت دیوان غلام قطب الدین سجادہ نشین پاکپتن شریف کو برادر طریقت غوث محمد خان صابری کی معرفت آپ کی علالت کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی عیادت کے لئے ماڑی شریف جاؤں گا۔

نوٹ ☆: حضرت صاحبزادہ دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی پاکپتن شریف آپ کی ذات والا صفات سے بہت پیار اور شفقت فرماتے تھے۔ آپکی علالت کے دوران تقریباً چار مرتبہ خصوصی طور پر صرف اور صرف عیادت کے لئے پاکپتن شریف سے ماڑی شریف تشریف لاتے رہے۔ کہ لجپالوں کی اولاد ہیں۔ اپنے حضور گنج شکر کے عقیدت مندوں کا خصوصی خیال اور لجپالی فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی پاکپتن سے ماڑی شریف تشریف لائے تو فقیر راقم الحروف

Marfat.com

اور دیگر تمام پیر بھائیوں کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بھی پہنچ گئے۔ آپ نے بستر علالت سے اٹھ کر حضرت دیوان صاحب کا استقبال کرنا چاہا مگر حضور دیوان صاحب نے منع فرمادیا بلکہ سہارا دیکر لیٹا دیا۔ مگر آپ بار بار فرما رہے تھے کہ حضور گنج شکر کے لال ہو دربار شریف سے آئے ہیں مجھے قدمبوسی کیوں نہیں کرتے دیتے۔ آپ نے حضور دیوان صاحب سے عرض کیا میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ میری قبر حضور بابا صاحب کے صحن میں بنے۔ حضرت دیوان صاحب نے فرمایا کہ خدا خیر کرے ہماری دعا ہے کہ خدا آپ کو صحت دے اور اپنے غلاموں پر سلامت رکھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا مجھ سے وعدہ کرو کہ جب وقت آئے تو میری قبر پاکپتن میں بنے گی۔ تو اس موقعہ پر صاحبزادہ مشتاق احمد صابری صاحب کی کیفیت دیدنی تھی کہ رقت سے برا حال تھا۔

اس وقت فقیر راقم الحروف نے بڑے ادب سے حضور دیوان صاحب سے عرض کیا کہ حضرت اگر حضور قبلہ حاجی صاحب کا معاملہ پاکپتن کردیا جائے تو ماڑی شریف کا کیا بنے گا۔ حاجی صاحب کے تمام غلام پاکپتن شریف ہی جائیں گے۔ اور پاکپتن شریف تو ہمارا مرکز وقبلہ ہے وہاں پر تو بہر صورت ہماری حاضری اب بھی رہتی ہے زندگی بھر رہے گی۔ مگر یہ فیصلہ دربار ماڑی شریف کے حق میں اور غریب مریدین کے حق میں بالکل اچھا نہ ہوگا لہٰذا آپ حضرت سے بذات خود فرمادیں کے آپ پاکپتن کا ارادہ ترک کردیں اور اپنا مسکن اپنی جائے مولد کو ہی بنائیں۔ قبلہ دیوان عظمت نے فرمایا کہ کیا یہ زمین جگہ حضور بابا صاحب کی نہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک اُن کی ہے تو پھر دیوان صاحب نے فرمایا تو پھر ہماری خواہش ہے کہ آپ کی آخری آرام گاہ ماڑی بگیال شریف میں ہی ہو تو باباجی نے جواب میں فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے آپ بھی وعدہ فرمائیں کہ آپ بھی تشریف لاتے رہیں گے۔ دیوان صاحب نے جواباً فرمایا کہ جب تک میری زندگی ہے میں آتا رہوں گا۔ حضرت دیوان صاحب نے بڑی محبت وشفقت سے آپ سے یہ کہا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی پھر وقت آنے پر ایسا ہی ہو کے رہا جیسا کہ غلامان ماڑی شریف کی دلی خواہش اور خدا کو منظور تھا۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ ☆: آپ نے ۱۹۶۷ میں پہلی مرتبہ سڑک کے راستے حج بیت اللہ شریف کے لئے اپنے سسر حضرت قبلہ الحاج

Marfat.com

مولوی لعل حسین کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر روضۂ رسول کریم ﷺ کے لئے مدینہ پاک تشریف لے گئے اور زیارت سے مشرف ہو گئے۔ اس سفر میں آپ نے ایران، عراق، شام شریف کی زیارات سے بھی مشرف ہوئے۔

آپکی دینی خدمات اور یادگاریں☆: آپ اپنے مجاہدات اور سیاحت وحج بیت اللہ سے فارغ ہو کر ۱۹۸۵ء میں دربار عالیہ ماڑی شریف واپس تشریف لائے اور آپ نے دربار عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی شریف کی تعمیر وتوسیع کے لئے جو فریضہ سرانجام دیا ہے وہ قیامت تک کے لیئے صدقہ جاریہ اور کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ منصب سجادگی سنبھالنے کے بعد دربار شریف کے گنبد کی تزئین و آرائش اور نقش ونگار کا کام۔ پھر بارہ دری اور محفل سماع کے لئے مزار شریف سے متصل بہترین ہال اور کھلا برآمدہ اور لنگر خانے کے لئے جگہ حاصل کر کے اسکی تعمیر دربار شریف میں اپنے لئے حجرہ اور مہمان خانے لنگر سے ملحقہ مریدین اور باہر سے آنے والوں کے لئے آرام کے کمرے پانی کا کھلا نظام اور مین گیٹ کی تعمیر۔ اسکے علاوہ دربار شریف کے ساتھ پرانی مسجد کو شہید کر کے عظیم الشان اور وسیع وعریض جامع مسجد کی تعمیر اسکی آرائش وزیبائش کے لئے خوشنما ٹائیلوں کی خریداری بذات خود سٹی صدر روڈ راولپنڈی جا کر کرنی دوران تعمیر خود بھی کام کرنا تمام دن مزدوروں مستریوں کے سر پر اس ضیعفی اور بیماری کے عالم میں کھڑے ہو کر کام کروانا یہ آپ کی عظیم الشان دینی خدمت اور یادگاریں ہیں۔

اس کے علاوہ فقیر راقم الحروف کے دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری موہڑہ چھپر چکری روڈ گلستان غریب نواز راولپنڈی کی مکمل سرپرستی زندگی بھر آپ کا معمول خاص رہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے فقیر راقم الحروف کو ایک کتاب حیلہ اسقاط کے موضوع پر لکھنے کا حکم دیا۔ فقیر راقم الحروف نے حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ ایک کتاب صداقت اہل سنت لکھنی شروع کی تھی جس کے گیارہ ابواب بنائے اور اس میں ایک باب حیلہ اسقاط بھی لکھا یہ کتاب بڑی آب وتاب کے ساتھ مارکیٹ میں آئی تین ایڈیشن اب تک چھپ چکے ہیں۔ یہ آپ ہی کے حکم اور نظر عنایت سے مکمل ہو کر کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ جو کہ آپکے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ اس سے آپ کے علمی ذوق اور علم سے پیار کا انداز لگتا ہے کہ آپ عوام الناس کو کس قسم کا علمی مواد دینا چاہتے تھے۔

Marfat.com

اس کتاب میں دیگر مسلک کی لوگوں کی کتابوں کے حوالہ جات سے مسلک اہل سنت کا تحفظ کیا گیا۔ اورانہی کی کتابوں سے ہی ان کے عقیدے کا رڈ کیا گیا۔ جس پر آپ بے حد خوش تھے۔ اکثر فقیر کی اس محنت کا اچھے الفاظ میں تذکرہ فرماتے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ علاقے کی فلاح و بہبود اور اس میں زندگی کی سہولیات کی چیزیں فراہم کرانے کے لئے بھی مختلف ذرائع سے کوشاں رہتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں پورے ملک کے اندر تبلیغی دورے کیلئے اور لوگوں تک پیغام حق پہنچایا۔ اور بہت سے گمراہوں کو راہ راست دکھائی بہت سے لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ میں داخل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

آپ کے مریدین کا حلقہ احباب کراچی، حیدر آباد، بھکر، رحیم یار خان، ملتان، منڈی جہانیاں، ضلع خانیوال، پاکپتن شریف، فیصل آباد، لاہور، گوجر خان، کلیام شریف، ماڑی بگیال شریف، بسالی، سفیر چک بیلی، پوٹھی بنجیال، ماڑی جبر، راولپنڈی، شہر اور بیرون ممالک دوبئی، جرمنی، سعودی عرب اور امریکہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ 1952ء سے لیکر 2005ء تک مسند سجادگی پر فائز رہ کر آپ نے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کا حق ادا کر دیا۔ نصف صدی سے زیادہ کے عرصے تک جو خدمات انجام دیں اسکی مثال ناممکن ہے۔

فقیر راقم الحروف کا حلقہ غلامی میں داخل ہونا☆: فقیر حقیر بندۂ ناچیز صاحبزادہ مقصود احمد صابری مولف کتاب ھذا کے والد گرامی حضور فیض عالم شیخ التفسیر حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت سیدی سندی آقائی مولائی حضور سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آبادی دکنی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے کہ وصال باکمال کے بعد فقیر راقم الحروف کے والد گرامی کے پیر بھائی حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا حصہ میرے پاس نہیں۔ دوسرا یہ کہ ابھی تمہاری تربیت کی ضرورت ہے۔ جمعرات کو جس طرح ختم خواجگان میں آتے ہو آتے رہنا۔ اسکے علاوہ ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ تمہارا جہاں حصہ ہے خود پہنچ جاؤ گے۔
چنانچہ یہ فقیر اس کے بعد سے مسلسل ہر جمعرات کو ختم خواجگان میں ۱۹۸۳ء تک باقاعدہ حاضری دیتا رہا۔

Marfat.com

اس کے بعد چونکہ امامت کے وخطابت کے سلسلہ میں حاجیاء گلی تحصیل وضلع ایبٹ آباد تقرر ہوا تو پھر حاضری مفقود ضرور ہوئی مگر وہی ختم خواجگان ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۶ء مسلسل اپنی مسجد میں کرواتا رہا جس میں تقریباً ۸۰۔۷۰ افراد ہر جمعرات کو شرکت کرتے تھے اس ختم شریف میں دودھ کی کھیر ہر جمعرات کو تقسیم ہوتی تھی۔ ۱۹۸۸ء سے غیر جماعتی سیاست کا آغاز مرکزی بزم غلامات اولیائے کرام کے پلیٹ فارم سے شروع کیا جس کی بناء پر راولپنڈی ڈویژن کے علمائے کرام مشائخ عظام سے رابطے بنے۔

۱۹۹۱ء یکم جنوری سے باقاعدہ جماعتی سیاست جمیعت مشائخ پاکستان کے پلیٹ فارم سے آغاز کیا۔ جس کی وجہ سے ملک بھر کے مشائخ عظام علمائے کرام اور نوجوانان اہلسنت سے رابطے کرنے کا اور ان کے قریب بیٹھنے کا موقع ملا۔ بڑے بڑے صاحب علم وعرفان اور صاحب کمال بزرگوں کی صحبت میسر آئی۔ مگر چونکہ حصہ جہاں تھا وہیں سے ملنا تھا۔ اس لئے کسی پر نظر نہیں ٹھہری نہ ہی اس سلسلہ میں کبھی کسی سے کوئی تذکرہ کیا۔ ان ہی رابطوں کے سلسلے میں حضرت شریف الاولیاء قطب زمانی شیخ لاثانی حضرت خواجہ حاجی حافظ محمد شریف خان دہلوی ثمہ کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے جناب صاحبزادہ مرزا محمد نواز کلیامی چشتی صابری سے بھی رابطہ ہوا۔ جو کہ ضلع کچہری میں بطور کلرک ملازم ہیں۔ ان سے ملاقاتوں کے دوران جناب صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری جو کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب کے اکلوتے بھتیجے ہیں سے ملاقات ہوئی۔ ان سے خوب طبعیت ملی دو چار ملاقاتوں کے بعد فرمانے لگے رواٹ سے آگے بسالی روڈ پر آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف میں ہمارے اجداد کا سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے اور ہر ماہ گیارہویں شریف بھی چاند کی دس کو ہوتی ہے۔ اس مرتبہ آپ کا خطاب کروانا ہے۔ فقیر نے وعدہ کرلیا۔ اور حسب وعدہ صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری صاحب کی معیت میں دربار عالیہ ماڑی شریف پہنچا۔ محفل گیارہویں شریف میں حضرت حاجی صاحب اپنے سادے سے انداز اور لباس میں تشریف فرما تھے۔ کسی نئے آنے والے کو یہ محسوس نہیں سکتا کہ محفل میں اس سادے سے انداز سے بیٹھا ہو شخص بھی اپنے وقت کا عظیم مرد قلندر ہو سکتا ہے۔ درحقیقت معاملہ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا جو ہوا سو ہوا مگر خوب ہوا اور معاملہ کچھ اس طرح پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اور پھر یہ کہنا پڑا کہ

پیچ تیری زلف کا خم میری تقدیر کا سلسلہ اچھا بنا زنجیر سے زنجیر کا

کیا کہوں کے میری آنکھ نے کیا دیکھا ہے ہر اک دیکھنے والے سے نیا دیکھا ہے

Marfat.com

پروگرام کے مطابق تقریر ہوئی۔ اس مرد قلندر کے سامنے ہم نے تقریر کیا خاک کرنی تھی یا ہمیں کرنے آتی تھی یہ تو بزرگوں کی نظر کرم کی بات ہے۔ کہ ان کی بات سے ہماری بات بن گئی۔ بقول شخصے

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرت کرتے

محفل گیارہویں شریف ختم ہوئی بعد از دعا ہم نے جب اجازت چاہی تو حکم ملا کہ اگلے مہینے پھر آجانا۔ چونکہ سیاسی مصروفیت کی بناء پر ہر ماہ پابندی سے آنا میرے لئے بہت بڑا مسئلہ تھا۔ مگر معاملہ ادھر بھی کچھ اس طرح کا تھا کہ ایک عالم یا خطیب جو ایک مرتبہ آیا اسے دوبارہ نہیں بلایا گیا۔ چند ایک خوش نصیب حضرت علماء کرام کے علاوہ جن میں مفتی احمد عزیز اللہ مرحوم دو مرتبہ علامہ قاری غلام محمد چشتی کو چار مرتبہ لیکن فقیر راقم الحروف جب اگلے ماہ گیا تو فرمایا کہ صابری صاحب ہر مہینے آجایا کرو۔ پھر کیا تھا کہ مسلسل تسلسل کے ساتھ ہر ماہ ۱۰ تاریخ کو حاضری ہوتی رہی اور بندہ اپنے آقائے نعمت بحر العلوم منبع فیوض برکات و کمالات حضرت الحاج صاحبزادہ منیر احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوتا رہا۔ پھر وہ عظیم اور مسرت کی گھڑی آئی کہ سالانہ عرس پاک حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری و حضرت خواجہ حافظ عبد الرحمٰن چشتی صابری منعقدہ ۲۲ تا ۲۵ دسمبر ۱۹۵۵ء آیا۔ تو فقیر خطیب اہل سنت علامہ راشد محمد رضوی صاحب کو تقریر کے لئے ہمراہ لیکر جناب اسد جہانگیر صاحب کے ہمراہ دربار گوہر بار آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی شریف کی جانب روانہ ہوا۔ تو فقیر نے راستے میں جناب صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری صاحب سے اچانک بے ساختہ کہا کہ اسد صاحب آج دربار شریف پہنچ کر قبلہ حضور حاجی مدظلہ العالی سے میں جب بات کروں گا تو آپ نے میری بات کی تائید کر کے مجھے حاجی صاحب کا مرید کروانا ہے۔

نوٹ ☆: اتنے طویل عرصے کی آمد و رفت اور ہر ماہ میں دو چار مرتبہ ملاقات کے باوجود کبھی بھی دل میں بیعت ہونے کا خیال نہ آیا مگر اُس روز اچانک خیال بنا۔ یہ بات صرف اور صرف میرے اور صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری کے درمیان تھی۔ کسی اور کو کچھ علم نہ تھا۔ جب آستانہ عالیہ پر پہنچے تو عرس کی محفل عروج پر تھی۔ فقیر نے پہنچتے ہی حسب معمول اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھال لئے۔ حضرت قبلہ حاجی صاحب صدارت کی سند پر جلوہ افروز تھے۔ صاحبزادہ اسد جہانگیر ہمیں دربار کے

Marfat.com

مین گیٹ سے اندر داخل کر کے خود اپنی تائی اماں کو سلام کرنے اور دیگر اہل خاندان سے ملاقات کی غرض سے گھر میں چلے گئے۔ نماز مغرب کے وقت عرس کی پہلی نشست ختم ہوئی۔ حضور حاجی صاحب نے فقیر کو نماز مغرب پڑھانے کا حکم دیا سینکڑوں افراد نے فقیر کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ حضرت قبلہ حاجی صاحب کا زندگی بھر کا معمول یہ رہا کہ نماز ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے اور فرضوں کی دعا کے بعد دیگر سنتیں اور نوافل دربار شریف میں ادا فرماتے تھے۔ اور نماز کے بعد دربار شریف سے باہر نکل کر ملحقہ مین ہال کے ایک مخصوص مقام پر مسند نشین ہوتے تھے۔ مگر اس روز ہوا یہ کہ فقیر نماز مغرب کی دعا کرانے کے بعد دربار شریف کی جانب اس نیت سے چلا یا کہ جا کر بیعت کے لئے درخواست کروں۔ ادھر حضرت قبلہ حاجی صاحب نماز ادا کر کے برآمدے کی بارہ دری میں مسند نشین ہونے کی بجائے واپس مسجد کی طرف تشریف لائے اور دربار شریف اور مسجد کے صحن کے درمیان سیڑھیوں پر آپ سے آمنا سامنا ہوا تو اپنی خصوصی مسکراہٹ سے مسکراتے ہوئے۔ فقیر کے کچھ عرض کرنے سے پہلے فرمانے لگے صابری صاحب آج مرید ہونے کا پکا فیصلہ کر کے آئے ہو۔

فقیر نے عرض کیا جی حضور۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ آ جاؤ۔ پھر اپنے ہمراہ دربار شریف میں لے گئے اور اپنے عظیم جد امجد دادا بزرگوار ہر دو خواجگان ماڑی شریف کے مزارات کے سامنے بٹھا کر اس فقیر کمترین کو بیعت سے مشرف فرما کر فقیر کی دلی تمنا کو پورا کر کے مقصد حیات دیا۔

سکون قلب ملا لذت حیات ملی — در کریم ملا تو ساری کائنات ملی

بیعت کے بعد جب ہم دربار شریف سے باہر نکلے تو جناب صاحبزادہ اسد جہانگیری صابری صاحب گھر سے جلدی جلدی تشریف لائے اور آ کر عرض کرنے لگے تایا جی دلی خواہش ہے کہ جناب صاحبزادہ مقصود احمد صابری ہمارے پیر بھائی بن جائیں لہٰذا آپ ان کو اپنا مرید کر لیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری دلی خواہش تمہارے کہے بغیر پوری ہو چکی ہے۔ اور صابری صاحب داخل سلسلہ ہو چکے ہیں اس طرح یہ فقیر اس در کا گدا اور آپ کا نیاز مند کفش بردار بنا جسکا ذریعہ اول جناب صاحبزادہ مرزا محمد نواز کلیامی اور صاحبزادہ اسد جہانگیری صابر صاحب بنے۔ جن کا یہ فقیر تہہ دل سے ممنون و مشکور ہے۔ اور یہی وجہ سے بہت سے معاملات میں نظریاتی اختلاف ہر دور میں ہر دو حضرت سے رہا ہے۔ مگر پھر بھی فقیر اپنی عادت کے مطابق ان کی احسان مندی اور راہنمائی سے ان سے مسلسل رابطے میں ہے۔

Marfat.com

آپکی خصوصی بندہ پروری ☆: یوں تو آپ کی ذات والا صفات کریم ابن کریم ہے سب پر ہی خصوصی توجہ اور شفقت فرماتے ہیں مگر فقیر پر آپ کی خصوصی توجہ بہت ہی زیادہ رہی۔ اس لئے کہ فقیر آپ کے غلاموں میں سب سے زیادہ گنہگار و بدکار تھا کہ آپ بار بار توجہ فرما کر مجھے اصل منزل کی طرف گامزن کرنا چاہتے تھے۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس کو کیا کرنا چاہیے اور اس سے کیا کام لینا ہے۔ آپ کے معمول میں یہ بات شامل تھی کہ ماہانہ گیارہویں کے موقع پر اگر یہ فقیر غیر حاضر نہ ہوتا تو آپ اس کے بعد دو چار دن میں کسی بھی وقت غریب خانے پر موہڑہ چھپر چکری روڈ تشریف لا کر بظاہر غیر حاضری کا سبب پوچھتے مگر بباطن غیر حاضری کا احساس دلاتے۔

فقیر کو اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۹۵ تا ۲۰۰۳ء آپ دربار شریف کے سالانہ عرس مبارک منعقدہ ۲۲ تا ۲۵ دسمبر کے لئے فقیر کے پاس ایک ماہ پہلے تشریف لا کر مشورہ فرماتے کہ علماء کرام میں سے کس کو بلانا ہے۔ نعت خوان حضرات میں سے کون کون ہونے چاہیں۔ اشتہار، دعوت نامے اور مہمانان خصوصی، مشائخ عظام۔ غرض کے تمام معاملات کے بارے مشورے ہوتے اور مختلف حضرت کو دعوت نامے دینے اور رابطوں کی ذمہ داری فقیر پر لگاتے تھے۔ اسی طرح سالانہ محفل میلاد منعقدہ ماہ ربیع الاول شریف کے بارے میں بھی ایک ماہ پہلے تشریف لا کر پروگرام ترتیب فرماتے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ میرے شیخ کامل اچانک تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میرا خیال گیا ہے کہ پرانی مسجد جو کہ بہت چھوٹی ہے اور قبلہ رخ بھی درست سمت پر نہ ہے۔ لہٰذا اس کو شہید کر کے نئی اور بڑی مسجد تعمیر کی جائے۔

فقیر راقم الحروف نے عرض کیا حضور مہنگائی بہت ہے۔ اور نئی تعمیر کا خرچ بہت وسیع ہے فی الحال یہ ارادہ ملتوی فرمادیں پھر کسی مناسب وقت میں دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خرچ کا ذمہ دار نہیں مالک آپ پورا کرے گا۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم صرف ایک مرتبہ دربار شریف میں آؤ میں موقع پر تم سے کچھ مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ فقیر حسب الحکم جب پہنچا تو پرانی مسجد شہید ہو چکی تھی وہاں پر کھڑے ہو کر آپ نے نئے نقشے کے مطابق فقیر کو زبانی بتایا کہ اس انداز سے کام کرانے کا خیال ہے۔ فقیر کو آپکا نظریہ تعمیر بہت پسند آیا اور عرض کیا حضور جیسا آپکا خیال ہے وہ درست ہے۔ پھر آپ نے مسجد کے تعمیراتی کام کی افتتاحی تقریب کے

Marfat.com

لئے مشورہ کیا اور طے ہو گیا کہ فلاں تاریخ کو بعد نماز ظہر تقریب ہوگی۔ جس کے مہمان خصوصی وزارت مذہبی امور کے کوارڈی نیٹر جناب یوسف چاند ہونگے اور سنگ بنیاد حضرت پیر سید سلطان علی شاہ ھنگالی شریف اور حضرت الحاج سائیں میرابخش صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ رکھیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا۔

آپ نے فقیر کو ایک کتاب حیلہ اسقاط کے موضوع پر لکھنے کا کہہ کر دراصل فقیر کی توجہ دنیاوی اور سیاسی معاملات سے ہٹانا چاہی۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اسوقت تک آپ کی نگاہ کرم کا صدقہ فقیر سولہ (۱۶) کتابیں مکمل کر کے چھاپ چکا ہے۔ جن میں نو (۹) کتابیں بڑی اور چھ کتابیں چھوٹی ہیں۔ بڑی کتابوں میں چارسو صفحات سے لیکر گیارہ سو صفحات تک کتابیں شامل ہیں۔ جو کہ آپکی نظر کرم و عنایت کا صدقہ ہیں۔ اگر چہ ان میں بہت سی کتابوں پر **1979**ء سے کام جاری تھا۔ اور متعدد مکمل تھیں مگر ایک کے سوا کوئی کتاب چھپ نہ سکی تھی۔ یہ آپ کا اور حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ گیلانی ثمہ غازی آباد ڈھوک سیداں راولپنڈی کا اس اہم معاملے پر خصوصی کردار ہے کہ بار بار فقیر کو اس سلسلہ پر توجہ دلاتے رہے بالآخر اب وہ وقت آ گیا ہے کہ فقیر اپنی تمام مصروفیات کو منسوخ کر کے عرض آٹھ سال سے بند کمرے میں بیٹھ کر تقریباً اٹھارہ بیس گھنٹے تسلسل کے ساتھ صرف اور صرف تحریری کام میں مصروف ہے۔ جس کا فائدہ ہر اہل طریقت اور سنی حنفی کو پہنچ رہا ہے اور تا قیامت پہنچتا رہے گا۔

آستانہ عالیہ جلالپور شریف سے نسبت خاص ☆: حضرت خواجہ حاجی منیر احمد صابری علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ حضرت پیر سید برکات احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلالپور شریف سے گہری عقیدت اور دلی لگاؤ تھا قبلہ شاہ صاحب کے وصال پر آپ علیل ہونے کے باوجود صاحبزادہ اسد جہانگیر اور چوہدری محمد سعید چشتی (رحیم یار خان) کے ہمراہ جلالپور شریف تشریف لے گئے اور رات وہیں قیام کیا۔ جناب پیر انیس حیدر شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی اور مزارات مبارکہ پر حاضری دی۔ آپ پیر برکات احمد شاہ صاحب اسلام کی سربلندی کے لئے کی جانے والی کوششوں سے بے حد متاثر تھے اور اس کا برملا اعتراف کرتے تھے۔ کیونکہ آپ بذات خود نظام مصطفیٰ ﷺ اور غلبہ اسلام کے متمنی تھے۔ اس لئے وہ اس سلسلہ میں کی گئی ہر قسم کی کاوشوں کی پذیرائی کرتے بلکہ اس جدوجہد میں شانہ بشانہ شریک ہوتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بزرگان دین کی خانقاہیں تعلیم و تربیت کے بہترین مراکز ہیں ان

Marfat.com

جگہوں سے نہ صرف قلب وروح کو تسکین حاصل ہوتی ہے بلکہ یہاں آنے والے ایک آفاقی ابدی پیغام لے کر جاتے ہیں اور یہ خانقاہیں زندگی میں ایک انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

کشف وکرامات☆: جناب مولانا محمد یعقوب نقشبندی جو کہ مسجد میں خطیب وامام تھے آپ فرماتے ہیں میں چونکہ مسجد کے ساتھ ہی حجرے میں رہتا تھا اور عرس کے دوران قوالی ہوتی تھی تو مجھے وہاں بھی بیٹھنا پڑتا تھا اور قوالی بھی سننا پڑتی تھی۔ میں نے اپنے پیرومرشد جو سلسلہ نقشبندیہ سے ہیں سے عرض کی تو انہوں نے اجازت دے دی اور میں اس طرح قوالی بھی سن لیتا تھا۔ عرس کے دوران ایک دن میں گاؤں کی ایک بستی میں ختم شریف پڑھنے گیا واپسی پر گاؤں کا ایک آدمی جو بظاہر عقیدت رکھتا تھا مگر آپ کے خلاف اِدھر اُدھر باتیں کرتا رہتا تھا۔ وہ میرے ساتھ ہولیا اور ایک زہریلی زبان استعمال کی کہ یہ سب جھوٹ فراڈ ہے یہ کہاں کے پیر ہیں اور ان کو کون سی ولایت حاصل ہے، یہ تو ایسے ویسے ہیں الغرض اس نے ایسی بکواسات کیں کہ میں اُس کا منہ بند نہ کرسکا اور ناچار سنتا رہا۔ واپس آکر میں اپنے حجرے میں آرام کی غرض سے لیٹ گیا اور یہی سوچتا رہا کہ سچ ہے کیا یہ ہزاروں زائرین جو عرس پر آتے ہیں اندھے ہیں اور یہ بندہ جو کچھ کہہ رہا تھا کیا سچ ہے ساری رات یہی خیال رہا صبح نماز پڑھی عرس کا آخری دن تھا۔ قرآن کی تلاوت کی اور پھر ذرا لیٹ گیا کہ رات کو دیر تک جاگتا رہا تھا۔ اس لئے آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ چادر پوشی کی رسم جاری ہے اور بڑے گھر کے اندر سب لوگ جمع ہیں۔ قوالی ہورہی ہے اور قوال گا رہے ہیں کہ صابر پاک بھی آتے ہیں کہ معاً کیا دیکھتا ہوں کہ حضور مخدوم علاؤالدین صابر پاک اُڑتے ہوئے تشریف لاتے ہیں اور ان کے ساتھ بہت سے دوسرے اولیاء کرام بھی ہیں۔ اور عین جہاں حاجی محمد احمد صابری تشریف فرما ہیں وہ اتر جاتے ہیں اور قوال اور زیادہ گانا شروع کردیتے ہیں۔ ساری محفل پر ایک رقت طاری ہوجاتی ہے اور ایک عجیب کیفیت ہے کہ بیان نہیں کرسکتا حتیٰ کہ صاحبزادہ نفیس صاحب ایک بندہ بھیج کر مولوی صاحب کو جگاؤ اور کہو کہ جلدی آئیں چادریں لے کر جارہے ہیں ختم شریف کا وقت ہوگیا ہے۔ میری آنکھ کھلتی ہے جلدی جلدی وضو کر کے بڑے گھر آئے اندر داخل ہوتا ہوں تو وہی قوالی قوال گا رہے ہیں جو خواب میں سن چکا تھا اور عین وہی منظر اور کیفیت تھی کہ

Marfat.com

اتنا خوش کبھی نہ تھا کہ اس باعث مجھے کیسی کیسی برگزیدہ ہستیوں کی زیارت نصیب ہوئی اور دوسرا میرے دل کو بھی اس بات پر استقامت ملی اور میں اس بدنصیب شخص کی قسمت پر افسوس کرتا رہا۔

کرامت نمبر۲ ☆ : صرافہ بازار راولپنڈی میں ایک نام نہاد عامل اور صوفی نے فقیر راقم الحروف کے ہم زلف محمود ارمان مغل کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو جا کر یہ پیغام دے دو کہ آج منگل ہے اور کل بدھ۔ اگلے بدھ کے روز اپنے کفن کا انتظام کرلے کہ اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ ہم نے اس کا پورا انتظام کر دیا ہے اب وہ اس سے زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا۔ میرے ہم زلف اسی وقت گھبرائے ہوئے پریشانی کے عالم میں میرے پاس آئے اور تمام ماجرہ سنایا۔ فقیر راقم الحروف نے سنا اُن سنا کر دیا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ ہم بھی کوئی لاوارث نہیں۔

انہی کو لاج ہوگی جن کا کہلاتا ہوں میں

خیر برادرم محمود ارمان تو چلے گئے رات کے وقت طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوئی اور مشاہدے میں یہ بات آئی کہ جھنڈ چیچی کے علاقہ میں صوفی صاحب صرافہ بازار والوں نے کسی عیسائی چوہڑے عالم کو جو کالا علم کرتا ہے کو بیس ہزار روپے طے کئے ہیں کہ اس کو کالے علم کے ذریعے مار دیا جائے۔ فقیر صبح کے وقت اٹھا اور بازار کی جانب معمول سے ہٹ کر ذرا جلدی اپنے گھر سے نکلا اور چلا آیا۔

اِدھر صبح ۱۰ بجے کے قریب بحر العلوم پیر روشن ضمیر مرشد دستگیر حضرت قبلہ الحاج منیر احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ فقیر کے جامعہ میں تشریف لائے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب تشریف لاتے تو میرا دفتر کھلا ہوا دیکھ کر گاڑی سے اتر آتے اور اگر دفتر بند دیکھتے تو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ڈرائیور یا کسی بھی مرید سے فرماتے کہ گھنٹی بجاؤ، بچوں کی آمد پر آپ پوچھ کر پیغام دے کر تشریف لے جاتے۔ قیام نہ فرماتے تھے۔

مگر اس روز معاملہ کچھ الٹ ہوا۔ کہ دفتر بند دیکھ کر آپ گاڑی سے اترے اور گھنٹی بجائی صاحبزادہ علی احمد صابری جو کہ فقیر راقم الحروف کا بڑا بیٹا ہے سے دفتر کھلوایا اور فقیر کی کرسی پر بیٹھ گئے۔

چائے وغیرہ پی چکے تو صاحبزادہ علی احمد صابری نے عرض کی میں ابو کو فون کر کے بلواتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں ان کو نہیں بلوانا۔ تھوڑی دیر کے بعد علی احمد نے پھر اجازت چاہی کہ فون کر کے بلوا لوں، آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے ابو کو ملنے نہیں کسی اور کام سے آیا ہوں۔ لہٰذا انہیں مت بلواؤ۔ تھوڑی

Marfat.com

یہ کے بعد صاحبزادے نے پھر ٹیلی فون کرنے کی اجازت چاہی اور عرض کی حضرت اگر ابو کو اطلاع نہ کی تو واپس آ کر ہم پر غصہ کریں گے۔ آپ نے فرمایا کچھ نہیں کہیں گے اور خاموش ہو جاؤ میں کسی کام سے آیا ہوں مجھے کچھ کام کرنے دو۔ دوپہر کا وقت ہوا لنگر تناول فرمایا نماز ظہر پڑھائی اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے کہ ابو آئیں تو ان کو بتا دینا حاجی صاحب آئے تھے کام کچھ نہ تھا اور یہ بھی بتا دینا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں خدا نے خیر کر دی ہے۔ فقیر راقم الحروف جب رات گئے گھر پہنچا تو تمام صورتحال کا علم ہوا۔ اور آپ کا یہ ارشاد سن کر کہ خدا نے خیر کر دی ہے۔ سمجھ گیا کہ میرے مرشد کو تمام صورتحال کا علم ہو گیا ہے۔ صبح کو بیدار ہوا تو دن گیارہ بجے حضرت قبلہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ جہانگیر احمد قریشی کے گھر فون کر کے آپ کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ آپ واپس ماڑی شریف جانے کیلئے گاڑی میں سوار ہو رہے ہیں۔ فقیر نے فون سننے والے کو بتایا کہ حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ صابری صاحب آ رہے ہیں لہٰذا تھوڑی سا انتظار فرمالیں تو مہربانی ہو گی۔ فقیر راقم الحروف نے ٹیکسی کرایہ پر لی اور آپ کے بھائی کے گھر لالہ زار چوک شیر زمان کالونی راولپنڈی پہنچا۔ تو آپ کمرے میں منتظر تھے فقیر کو دیکھ کر فرمایا کہ خیریت تو تھی آپ نے فون کیا تھا۔ آپ کا سن کر رک گیا ہوں۔ کیا مسئلہ ہے۔ فقیر راقم الحروف نے عرض کیا حضور صرافہ بازار میں ایک صوفی صاحب نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگلے بدھ کو تمہاری زندگی کا آخری دن ہے۔ اگرچہ فقیر اس پیغام کو کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر مناسب سمجھا کہ آپ کے گوش گزار کر دوں۔

یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے آنکھیں سرخ ہو گئیں اور فرمانے لگے تمام دن تمہارے جامعہ میں بیٹھا رہا۔ میں وہاں کوئی جھک مارنے تو نہیں گیا تھا۔ میں اس چیلنج کی بنا پر گیا تھا۔ تم نے اس بات پر کیسے یقین کر لیا۔ کیا ہم لوگ لاوارث ہیں یا کنگلے ہیں۔

جاؤ اس صوفی کو پیغام بھجوا دو کہ جو میرا بگاڑنا ہے بگاڑ لو ہم کوئی لاوارث نہیں بلکہ خصموں والے ہیں۔ پھر اسی جلال میں فرمایا کہ لوگوں کو بھی شرم نہیں آتی ایک طرف تو صوفی اور پیر فقیر کہلاتے ہیں دوسری طرف چوہڑوں سے کالے علم کروا کر لوگوں کی زندگیاں خراب کرتے ہیں۔ مگر انہیں غلط فہمی ہو گئی ہے وہ ہمارے بارے میں غلط اندازہ لگائے ہوئے ہیں جس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا اور ان کی موت بھی خدا کے فضل و کرم سے عبرتناک ہو گی لوگ دیر تک یاد رکھیں گے۔ فقیر وہاں سے مطمئن ہو کر چلا

Marfat.com

آیا اور سر سے تمام بوجھ اتار دیا کہ مالک جانے وہ آپ کرم کرے گا۔ اور کسی کا برا سوچنے والے کو خداوند کریم خود ہی پوچھ لے گا۔ اس کے بعد تقریباً سات برس گزر گئے ہیں سینکڑوں بدھ گزر گئے فقیر کا بال بھی بھیگا نہ ہوا۔ اور وہ صوفی صاحب اس کے بعد سے ۵ برس تک مسلسل چارپائی پر موت و زندگی کی کشمکش میں مبتلا رہے۔ حالت یہ تھی کہ بڑے بیٹے نے رکھنے سے انکار کر دیا پھر چھوٹے کے پاس پھر وہاں سے بڑے کے پاس حتیٰ کہ اسی کشمکش اور ابتلاء و مصیبت کا وقت گزارتے رہے۔

صرافہ بازار کے میرے ایک عزیز ترین دوست کے ذریعے ان کے چھوٹے صاحبزادے نے فون پر مطلع کیا کہ بابا یاد کر رہے ہیں۔ آپ آ جائیں اس کے بعد بھی درجنوں مرتبہ فون پر کئی دوستوں سے پیغام دیا۔ بالآخر ایک دوست نے سولہ رمضان کو زبردستی مجھے ان کے پاس جانے کو کہا تو دل میں خیال آیا کہ وہ میرے مرشد کامل کی پکڑ میں ہیں۔ بری حالت میں وقت گزار رہے ہیں۔ فقیر از راہ رحم اور خدا خوفی ان کے گھر چلا گیا جب پہنچا تو صوفی صاحب نے رونا شروع کر دیا اور دہائی و واسطے دے کر کہہ رہے تھے مجھے معاف کر دو۔ فقیر نے از راہ خدا ان کو معاف کر دیا جسکے کچھ دنوں بعد ان کی موت واقع ہوگئی۔

کرامت نمبر ۳ ☆: ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء دس محرم الحرام اور جمعرات کا دن تھا۔ آستانہ عالیہ چشتیہ صابری ۲ ماڑی بگیال شریف تحصیل و ضلع راولپنڈی میں بحر العلوم، پیکر صبر و رضا، منبع جود و سخا، آقائے نعمت، مرشد روشن ضمیر، پیر دستگیر، حضرت قبلہ حاجی منیر احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی زیر صدارت سید الشہداء راکب دوش مصطفی علیہ حضرت سیدنا امام حسنین علیہ السلام اور دیگر شہدائے کربلا کے ایصال ثواب کے لئے حسب معمول پروگرام کا انعقاد ہوا۔

فقیر راقم الحروف اس پروگرام میں عرصہ دس برس سے نہ صرف شرکت کرتا تھا بلکہ اس پروگرام میں صرف اور صرف فقیر راقم الحروف کا خطاب ہوتا تھا۔ مختلف علاقوں سے تمام پیر بھائی بھی حاضری دیتے ہیں۔ ۲۰۰۲ء دسویں محرم کو بھی حسب معمول فقیر درگاہ شریف پہنچا۔ آپ نے حسب معمول فقیر کو تقریر کا حکم دیا۔ فقیر نے تعمیل ارشاد کی تو اس روز محفل پر کچھ عجیب رنگ طاری ہوا کہ پوری محفل پر وجدانی کیفیت اور حضرت قبلہ پیر مرشد سمیت ہر شخص پر رقت طاری تھی۔ نہ جانے کس کی آمد تھی۔ کس کی جلوہ گری تھی۔ کہ ہر طرف کرم بالائے کرم ہی نظر آ رہا تھا۔

Marfat.com

جب فقیر نے تقریر ختم کی اور ختم شریف برائے ایصال ثواب پڑھا گیا۔ جب دعا کے لئے حضرت قبلہ حاجی صاحب نے دست مبارک اٹھائے ایصال ثواب پیش کرنے کے بعد دعا کے دوران ہی آپ پر رقت طاری ہوئی کے ہچکیاں بندھ گئیں۔ اور زار و قطار روتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے تقریر کے دوران جو رنگ باندھا۔ میں حضور گنج شکر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کی یہ محفل قبول ہو گئی ہے۔ اور آج جو بھی اس محفل میں شریک ہوا ہے حلفاً گنج شکر اور حضور مخدوم پاک صابر کلیری کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محفل کے سارے حضرات جنتی ہیں، جنتی ہیں، جنتی ہیں۔ میرے اللہ نے آج محفل میں شرکت کرنے والوں کو بخش دیا ہے۔ دعا کے بعد آپ نے فقیر راقم الحروف سے فرمایا صابری صاحب آج جو رنگ آپ نے باندھا ہے اس سے پہلے کبھی اتنا کرم نہیں ہوا۔ میری خواہش ہے کہ کل جمعہ کے روز نماز جمعہ سے قبل پھر اسی مضمون جس کا عنوان تھا ''عظمت رفقائے مصطفیٰ ﷺ'' کا اگلا حصہ بیان کیا جائے۔ فقیر نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے آپ کے دیرینہ ہمسفر اور عقیدت مند برادر محمد تنویر ہاشمی کی طرف دیکھ کر آپ کو اشارہ کیا کہ حضور اس کو کہہ دیں کل گاڑی لے کر میرے پاس آ جائے تاکہ میں بہ سہولت حاضر ہو سکوں۔

آپ نے اسی وقت تنویر ہاشمی کو حکم دیا کہ صبح ۱۱ بجے صابری صاحب کے گھر موہڑہ چھپر جانا اور ۱۲ بجے تک ان کو لے کر دربار شریف پہنچ جانا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے پُر زور اعلان کیا کہ تمام ساتھی حضرات کل ۱۲ بجے آ جائیں اور ساڑھے بارہ بجے سے لے کر ۲ بجے تک صاحبزادہ مقصود احمد صابری آج والے مضمون کو مکمل کریں گے۔ اور پھر نماز جمعہ کے بعد آج کی طرح پھر لنگر حسینی کھلایا جائے گا۔ چنانچہ اس روز فقیر وعدے کے مطابق پہنچا بیان کیا اور پھر وہی رنگ وہی سماں تھا ہر آنکھ اشکبار تھی ہر چہرہ غمگین تھا۔ بعد نماز جمعہ دُعا کے دوران پھر وہی کیفیت اور ایسی کیفیت میں وہی اعلان کہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اپنے گنج شکر بابا فرید کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کی محفل بھی حسنین کریمین کی بارگاہ میں قبول و منظور ہو گئی ہے اور جو بھی آج کی محفل میں شریک ہوئے سب کے سب جنتی ہیں۔ جنتی ہیں۔ جنتی ہیں۔

کرامت نمبر ۴ ☆: آپ کے ایک مرید جناب محمد یونس مغل صابری ایکسین ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ضلع پاکپتن شریف و ضلع اوکاڑہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں اور میرے پیر بھائی جناب

Marfat.com

جاوید اقبال صابری (کراچی) والے اپنے شیخ کامل کی معیت میں مزار حضرت عبداللہ شاہ غازی کلفٹن کراچی گئے۔ مزار شریف پر حاضری کے بعد آپ نے فرمایا آؤ محفل سماع کے ہال میں چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم آپ کی معیت میں محفل سماع کے ہال میں داخل ہوئے جو عوام کے جم غفیر سے بھرا ہوا تھا۔ ہمیں سب سے پیچھے جگہ ملی اور ہم وہیں بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ سماع ہال کے اسٹیج پر ایک نورانی بزرگ اس وقت محفل کی صدارت فرما رہے تھے کہ اچانک ان بزرگ کی آنکھیں اہل محفل کی طرف پھرنے لگیں۔ جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہی ہوں۔ اسی اثناء میں ان کی نگاہ آپ کے روئے تاباں پر پڑی تو فوراً اسٹیج سے نیچے اترے اور آپ کے پاس آ کر بڑے ادب سے مصافحہ کیا اور آپ کو پکڑ کر اسٹیج پر لے گئے اور جا کر محفل سماع بند کروائی اور مائیک پکڑ کر اعلان کیا کہ آپ حضرات میں سے کسی نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی زیارت کی ہے اگر نہیں کی تو ان بزرگوں کی زیارت کر لے۔

وصال باکمال ☆: آپ کم و بیش تین برس تک علالت میں رہے اور تقریباً آخری چھ ماہ بستر پر صاحب فراش رہے۔ مگر اس دوران بھی دربار حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضری دیتے رہے۔ ایک مرتبہ تازہ تازہ آپریشن ہوا تھا ٹانکے لگے ہوئے مگر دربار حضور گنج شکر کی حاضری کے لئے چل دیئے اس دوران ٹانکے کھل گئے، زخم ہرے ہو گئے خون بہہ رہا ہے مگر باوجود یہ سب کچھ ہونے کے سفر جاری ہے۔ مریدین و اہل خانہ نے عرض کیا کہ اس حال میں بھی آپ سفر پر جا رہے ہیں تو فرمایا میں حضور بابا صاحب سے اجازت لینے کے لئے جا رہا ہوں۔ کسی کو اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ وصال کے بعد معلوم ہوا کہ کس چیز کی اجازت لینے گئے تھے۔ آپ کا وصال باکمال ۳۰ نومبر بروز منگل ۲۰۰۴ء بوقت صبح ۸ بج کر چالیس منٹ پر بمطابق ۱۴۲۵ھ کو ہوا۔ یکم دسمبر ۲۰۰۴ء تین بجے سہ پہر آپ کا نماز جنازہ ادا کیا گیا۔ نماز جنازہ میں حضرت دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی پاکپتن شریف، حضرت صاحبزادہ پیر علاؤالدین صابری خواجہ نگر شریف، حضرت صاحبزادہ پیر سید رضا حسین شاہ، پیر سید زبیر حسین شاہ چراہ شریف، حضرت خواجہ محمد حسین رتیال شریف، سائیں اسرارالحق کلیام شریف، صاحبزادہ حافظ بدرالدین صابری سجادہ نشین صابری دربار چکری روڈ، علامہ پیر عبدالقادر ایم اے واہ کینٹ، علامہ قاری غلام محمد چشتی خطیب کلمہ چوک

Marfat.com

راولپنڈی، علامہ محمد سرفراز خطیب کلیام شریف کے علاوہ لاتعداد علماء اور مشائخ اور ہزاروں کی تعداد میں مریدین وعقیدت مندان نے شرکت کی۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے فرزند جناب صاحبزادہ مشتاق احمد صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ آپ کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے ماہانہ گیارہویں شریف سالانہ عرس مبارک اور سالانہ محفل میلاد کا خصوصیت سے اہتمام وانتظام فرماتے ہیں۔

ترتیب ختم شریف خواجگان چشت اہل بہشت

(۱) الحمد شریف (سورۃ فاتحہ) سات مرتبہ...... (۲) درود شریف (ایک سو مرتبہ)...... (۳) سورہ الم نشرح (۷۹ مرتبہ)...... (۴) سورۃ اخلاص (ایک ہزار مرتبہ)...... (۵) اللھم یا شافی الامراض (ایک سو مرتبہ)...... (۶) اللھم یا دافع البلیات (ایک سو مرتبہ)...... (۷) اللھم یا کافی المھمات (ایک سو مرتبہ)...... (۸) اللھم یا منزل البرکات (ایک سو مرتبہ)...... (۹) اللھم یا حل المشکلات (ایک سو مرتبہ)...... (۱۰) اللھم یا قاضی الحاجات (ایک سو مرتبہ)...... (۱۱) اللھم یا مسبب الاسباب (ایک سو مرتبہ)...... (۱۲) اللھم یا مفتح الابواب (ایک سو مرتبہ)...... (۱۳) اللھم یا رافع الدرجات (ایک سو مرتبہ)...... (۱۴) اللھم یا مجیب الدعوات (ایک سو مرتبہ)...... (۱۵) اللھم یا غیاث المستغیثینا اغثنا (ایک سو مرتبہ)...... (۱۶) سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر (ایک سو مرتبہ)...... (۱۷) لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (ایک سو مرتبہ)...... (۱۸) سورۃ یٰسین (ایک مرتبہ)...... (۱۹) بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی (ایک سو مرتبہ)......
(۲۰) برحمتک یا ارحم الراحمین (ایک سو مرتبہ)...... (۲۱) درود شریف (ایک سو مرتبہ)......

اس کے بعد چھوٹا ختم خواجگان (سورۃ ملک چاروں قل فاتحہ سورۃ بقرہ کی آیات اور درود تاج) پڑھ کر دعا کریں۔

Marfat.com

شجرہ طیبہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اے خداوندا بذاتِ کبریا کے واسطے — رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

میں ہوا ہوں بہت عاجز بندِ غفلت میں اسیر — کھول دے مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے

خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہو شفیع — شیخ عبدالواحد اہل بقا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض — شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے

حضرت خواجہ غذیفہ کے لئے تک رحم کر — بوہیرہ بصری صاحب رضا کے واسطے

خواجہ ممشاد کی خاطر مرا دل شاد کر — شیخ بواسحاق قطب چشتیاں کے واسطے

خواجہ ابدال احمد، بومحمد مقتدیٰ — خواجہ بویوسف صاحب سخا کے واسطے

خواجہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف — خواجہ عثمان اہلِ اقتدا کے واسطے

والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن — شیخ قطب الدین قطب الاتقیا کے واسطے

کام کر شیریں طفیل خواجہ گنج شکر — حضرت علی احمد صابر غذا کے واسطے

شمس الدین اہل ہدایت رہبر دیا و دین — اور جلال الدین کبیرالاولیاء کے واسطے

حضرت احمد کہ عبدالحق ہے ان کا لقب — شیخ عارف ابن احمد ذوعطا کے واسطے

حضرت خواجہ محمد بن عارف ذوالکرم — حنفی عبدالقدوس پارسا کے واسطے

حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسر محترم — اور نظام الدین بلخی بادشاہ کے واسطے

حاکم گنگوہ خواجہ بوسعید راہ نما — اور محمد صادق صاحب صفا کے واسطے

حضرت شیخ محمد ساکن گنگوہ شریف — حامی دین محمد مجتبیٰ کے واسطے

مہرباں بر ہر غریب و شاہ عبداللہ سخی — اور محمد اعظم سالک رضا کے واسطے

دے جمال اپنا مجھے حضرت محمد کے طفیل — شاہ حیات اللہ ولی خوش لقا کے واسطے

حضرت میراں مظفر صاحب عز و شرف — خواجہ سید جمال اہل بقا کے واسطے

رحم کر مجھ پر طفیل خواجہ مظہر علی — خواجہ حافظ شریف خان صاحب حیا کے واسطے

طوطی باغ شریعت پیر کامل فضل الدیں — گوہر دریا حقیقت بے بہا کے واسطے

Marfat.com

بلبل لبستان احمد خواجہ محمد حسین — زینت کونین کعبہ مدعا کے واسطے
یاالٰہی راہ حق میں استقامت دے مجھے — خواجہ حافظ عبدالرحمٰن خوش نوا کے واسطے
پیکر صبر و رضا حاجی منیر احمد سخی — طوطی گلزارِ زہد الانبیاء کے واسطے

منقبت حضرت خواجہ حاجی منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

ایسی مستی لائے پیمانہ ترا — ہم سے نہ چھوٹے گا میخانہ ترا
بھول جاؤ وہ تیری بے پرواہیاں — لوگ جب کہتے ہیں دیوانہ ترا
دل تو پہلے ہی تمہیں ہم دے چکے — جان بھی اے جان نذرانہ ترا
زندگی ہے دیکھتے رہنا ترا — موت ہے آنکھیں بدل جانا ترا
ہیں قلندر بھی یہاں ابدال بھی — کس قدر دربار شاہانہ ترا
تو پلائے ہے شراب صابری — کل جہاں مشتاق مستانہ ترا

صاحبزادہ مشتاق احمد صابری
مارٹا بکیال شریف

آپ کی لکھی ہوئی دعائے بارہ امام علیہم السلام

اے خالق ارض و سما، بہر جناب مصطفیٰ — ہر دو جہاں میں کر عطا مجھ کو ولائے مرتضیٰ
حسنین کا طالب ہوں زین العبا کا نام لوں — باقر کی الفت میں مروں جعفر کی ہو مجھ پہ عطا
کاظم کے صدقے سے میرے حب رضا دل میں رہے — سید تقی کے جام سے نقی سے مے پلا
عسکری سید حسن مجھ پہ رہیں سایہ فگن — مہدی امام ہرزمن کرتے رہیں جود و سخا
منیر صابری کہہ برملا بارہ اماموں کی ولا — دیتی ہے اللہ سے ملا ہے ضامن روز جزا

از قلم حضرت حاجی منیر احمد صابری

Marfat.com

ردیف ن

حضرت شیخ نظام الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صاحب فضل وکمال وکشف وکرامات کا عارف حق، ہمہ صفت موصوف حضرت شیخ نظام الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ مصدر جود یزدانی ہیں۔

مشائخ وقت میں آپکا بہت بلند مقام تھا۔ دور دور تک آپکی ولایت کا شہرہ تھا۔ ہمہ وقت مخلوق خدا دادرسی اور اپنی حاجات پر آری کے لئے آپ کے پاس جمع رہتی۔ آپ انتہائی راست گو انسان تھے۔ آنے والوں سے وجہ اللہ پیار اور شفقت فرماتے تھے۔ فقر وفاقہ اور ترک وتفرید میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت عثمان زندہ پیر چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ اور جانشین تھے۔

جب آپ کے والد گرامی کا وصال باکمال ہوا تو شہر کے امرا اور صوفیا نے آپکے بڑے بھائی شیخ کمال الدین کے سر پر دستار باندھ کر سجادہ نشین مقرر کرنا چاہا تو آپکے بڑے بھائی شیخ کمال الدین نے انکار کر دیا اور دستار لیکر خود اپنے ہاتھ سے اپنے چھوٹے بھائی شیخ نظام الدین چشتی صابری بن حضرت شیخ عثمان زندہ پیر بن شیخ عبدالکبیر علیھم الرحمۃ کے سر پر دستار مبارک باندھی اور سجادہ نشین مقرر فرما دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸ ۱۰۱ ہجری ۱۰۶۹ء کو ہوا۔ مزار پرانوار پانی پت انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں آج بھی اہل عقیدت سرِ نیاز خم کر کے منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔ حضرت مفتی غلام سرور لاہوری نے قطعہ تاریخ لکھی

چوں نظام الدین دو جہاں — از جہاں آخر بجنت شد مقیم
سال ترحلیش چو جستم از خرد — شد عیاں مخدوم محبوب کریم

Marfat.com

منقبت حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ

محبت کی مودت کی عجب وہ اک نشانی ہیں
نظام الدین بلخی صورتِ شاہ جہانی ہیں
رسول اللہ کی سیرت کا تھا ان میں عکس روشن تھا
رسول اللہ کی سیرت کی وہ ظاہر نشانی ہیں
مزین تھے وہ اخلاق نبوت کے جواہر سے
یہ بندہ پروری کی داستانِ غیر فانی ہیں
ولایت میں بڑا رتبہ ملا تھا شاہ کلیر سے
یہ شان و شوکت و عظمت یہ شہرت جاودانی ہیں
احاطہ کر نہیں سکتا کوئی ان کے فضائل کا
کہ احوال و مناقب ان کے سارے طورِ معانی ہیں
جو ان کی یاد سے مہکیں جو ان کے ذکر میں گزریں
وہی صبحیں ہانی ہیں وہی شامیں سہانی ہیں

حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: متصرف ولایتِ شرقی وغربی، بدانش ملک شریعت، وانتظام، قطب دائرہ کائنات، حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری ثمہ البلخی بن شیخ عبدالشکور رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے وقت کے مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ آپ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ کے بھتیجے اور داماد اور مرید وخلیفہ اکبر تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ نسباً

Marfat.com

فاروقی اور مسلکاً حنفی تھے۔ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہ کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے بہت نوازا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں آپ کی مشہور کتاب ریاض القدس ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے قرآن کریم کی دو شرحیں بھی لکھی ہیں۔ جن میں سے ایک مکہ معظمہ میں لکھی اس کا نام مکی رکھا دوسری مدینہ منورہ میں لکھی اس کا نام مدنی رکھا۔ محققین صوفیا نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ کے مکشوفات اور محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ میں بڑا تضاد ہے۔ وہ یہ کہ مکشوفات حضرت شیخ نظام الدین کمالات نبوت سے لئے گئے ہیں۔ اور مکشوفات محی الدین ابن عربی کمالات ولایت سے ناشی ہیں۔ چونکہ آپ کے خادم اور آپ کے مرید بہت جلد درجۂ ولایت پر پہنچ جاتے تھے۔ اور اسی واسطے آپ کا نام شیخ ولی تراش کے نام سے مشہور ہے۔

مجاہدہ و ریاضت ☆: مولانا محمد اکرمؒ قدوسی محقق سلسلہ صابریہ اپنی کتاب اقتباس الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیرو مرشد حضرت جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ سے عرض کیا اگر اجازت ہو تو موافق قاعدہ ریاضت حضرت سیّدنا مخدوم پر جان قربان کردوں۔ یا کہ منزل مقصود تک پہنچوں۔ حضرت شیخ جلال الدین نے تحسین فرمائی اور شغل بہونکم اور شغل سہ پایہ تلقین فرمایا۔ اور یہ حکم دیا کہ خلوت میں سہ پایہ اس طرح کرنا چاہیے۔ 9 دفعہ اسم ذات کہہ کر تسبیح کا ایک دانہ ڈالنا چاہیے اور کم از کم دو تسبیحیں ایک سانس میں اس طرح پڑھنی چاہیں۔ چنانچہ حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے خلوت میں داخل ہو کر باہر سے دروازہ بالکل بند کرا دیا۔ اور شغل سہ پایہ کی منزل میں اس درجہ تک پہنچے کہ ایک سانس میں مع تمام شرائط کے تین سو مرتبہ بلکہ چار سو مرتبہ ادا کرنے لگے۔ ایک ماہ کے بعد ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا سینہ شک ہو گیا اور صحرائے وسیع مانند صحرائے لامکان ظاہر ہوا۔ جس میں سرخ نور بھرا ہوا تھا۔ اس میں ایک صورت چہاردہ سالہ کی سامنے آئی جس کے سر پر گیسو دراز اور سیاہ تھے۔ وہ صورت دائیں بازو پر بیٹھی اور کہنے لگی کہ تجھے کس نے حکم دیا ہے۔ اس قدر مجاہدہ کر کے جان گنوادے۔ جب آپ نے اس کے یہ الفاظ سنے تو آپ بے ہوش ہو گئے اور گیارہ دن تک بے ہوش پڑے رہے۔ آخر الامر شہود لا کیف کے درجہ پر پہنچے اور عالم بیرنگی میں ہمرنگ ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ

Marfat.com

ہیں۔حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا اور اپنے کلام اور مریدین کو اپنی حیات ہی میں آپ کے سپرد کر دیا۔

سیرت و کردار☆: سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کا خاص مقام ہے۔آپ عبادت وریاضت زہد وتقویٰ میں بے مثل و بے مثال تھے۔ہمت واستقلال میں پختہ عزم رکھتے تھے۔بادشاہ وقت سے ملاقات کم کرتے تھے آپ نے مناسک حج کے دوران مکہ مکرمہ میں تقریباً ۷۰۰ افراد کو اپنی نظر ولایت سے فیض بخشا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: اگرچہ آپ کے خلفائے کرام کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر چند بزرگوں کے اسمائے گرامی عرض خدمت ہیں جن میں حضرت خواجہ ابوسعید گنگوہی، حضرت شیخ حسین بہوبری، حضرت شیخ ولی محمد نارنولی، حضرت شیخ پائندہ صنوبری سید اللہ بخش لاہوری، حضرت شیخ عبدالکریم لاہوری (آپ کا مزار نواں کوٹ لاہور میں ہے)، حضرت شیخ بندگی، حضرت شیخ اللہ داد لاہوری، حضرت شیخ دوست محمد لاہوری، حضرت شیخ مصطفیٰ، حضرت شیخ عبدالفتاح اندری، حضرت شیخ عبدالرحمٰن کشمیری، حضرت شیخ سید قاسم برہانپوری، حضرت شیخ قاضی عبدالحئی بن قاضی سالم، حضرت شیخ برہانپوری، حضرت شیخ فتحی، حضرت شیخ اسماعیل اکبرآبادی، حضرت شیخ جان اللہ لاہوری (آپ کا مزار مہان سنگھ کے باغ میں ہے) یہ تمام حضرات آپ کے وہ خلفائے نامدار ہیں جن سے آپ کا سلسلہ چلا اور ہمیں ان کی معلومات میسر آسکیں۔

کشف و کرامت☆: بلخ میں آپ کی کرامت بہت مشہور ہیں کہ آپ نماز جمعہ اپنی خانقاہ میں ادا فرماتے تھے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے بالکل نہ جاتے تھے۔علماء ظاہر نے بادشاہ وقت سے شکایت کر دی کہ حضرت شیخ نظام الدین کے اس سبب سے شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے لگا اور یہ بات شریعت کے خلاف ہے۔بادشاہ نے حضرت شیخ نظام الدین کو بلا کر اس کی وجہ دریافت کی حضرت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں جامع مسجد میں نماز جمعہ اس لئے ادا نہیں کرتا کہ جامع مسجد کا امام رافضی ہے۔آپ کا یہ فرمانا تھا کہ تمام شہر میں غل مچ گیا۔امام جامع مسجد اور اس کے عزیز دوست مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔خود امام تلوار لیکر پہنچ گیا۔ہزاروں آدمی اس کے ہمراہ تھے۔بادشاہ بلخ بھی وہاں موجود تھا۔سب کی زبان پر یہ تھا۔کہ امام جامعہ مسجد رافضی ثابت نہ ہؤا تو نظام الدین کو زندہ نہ

Marfat.com

چھوڑیں گے حضرت نظام الدین نے سر جھکایا اور مراقبہ کیا فارغ ہو کر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امام کے پاؤں کے موزوں میں شیخین کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ امام سے اسی وقت موزے اتروائے گئے اندر سے چمڑا کھولا گیا تو اندر سے ایک کاغذ نکلا جس پر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام لکھے ہوئے تھے۔ یہ بات دیکھ کر فوراً اہل اسلام نے جذبہ ایمانی رکھتے ہوئے امام جامع مسجد اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال ۲۸ رجب المرجب ۱۰۳۶ھ باختلاف روایت ۱۰۳۵ھ کو ہوا مزار شریف بلخ میں مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے وصال پر کسی عاشق صادق قطعہ تاریخ وصال یوں لکھی ہے۔

نظام الدین ولی بلخی چو از دنیا بجنت راہی

وصالش ناظم پاکیزہ جستم دوبارہ شدعیاں نظم الہی

۱۰۳۶ھ

حضرت شیخ نواب بھکاری خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: محو توحید و معرفت، خورشید ولایت، فرد حقیقت حضرت خواجہ شیخ نواب بھکاری خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے زمانہ ہیں کے اعلیٰ عہدے پر فائز اور بہت ہی امیر و کبیر رئیس اور حضرت قطب زماں غوث الوقت حضرت سید کاظمی المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ مجاز اور اپنے شیخ کے سچے عاشق صادق تھے۔

آپ کے والد گرامی حضرت نواب مظفر خان روشن الدولہ نے آپ کی ولادت پر آپکا نام نامی اسم گرامی اپنے پیر و مرشد حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے نام پر آپکا نام نواب بھکاری خان رکھا تھا۔ آپ نواب میر معین الملک المعروف میر منور ناظم لاہور کے زمانہ میں امیر الامرا میں سے تھے اور بادشاہ محمد شاہ کی جانب سے نائب صوبیدار لاہور تھے۔ آپ انتہائی خوبرو، قدرآور باوجاہت زمتقی و عالم، عبادت گزار، پابند تہجد اور سخاوت و اخلاق میں بے مثال تھے۔ آپ قطب عالم حضرت

Marfat.com

سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ چونکہ نہایت ہی حسین وجمیل تھے اس لئے نواب معین الملک المعروف میر منور کے انتقال کے بعد اسکی بیوی مراد بیگم نے آپ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا جسکی بناء پر وہ نامراد آپکی دشمن ہوگئی۔ بالآخر محل میں دھوکے سے بلوا کر آپ کو شہید کرا دیا۔ اور آپ کی نعش مبارک کا نام ونشان تک مٹا دیا۔ اسطرح یہ نیکوکار اور صالح جوان اس ستم گر عورت کے ہاتھوں شہادت کے درجہ کو پہنچا۔ آپ **1752**ء **۱۱۶۵**ھ کو شہادت کے منصب پر فائز ہوئے مرقد منورہ لاہور ہی میں واقع ہے۔ مگر مقام کا تعین نہیں ہوسکا۔

حضرت میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی با صفا، پیکر عشق ومحبت، ولی العصر، عالم ربانی حضرت میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم بزرگوار حضرت شیخ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے اور قصبہ جھنجھانہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ اپنے زمانے صوفی منش سادہ طبعیت کے مالک اور مجسمہ حسنات تھے۔ آپ کی تمام عمر سادگی۔ نماز روزہ کی پابندی۔ کثرت نوافل اوز عبادت اور ریاضت میں گذری۔ آپ ترک تجرید میں یکتا مقام رکھتے تھے۔ بناوٹ، ظاہر داری، ریاکاری سے سخت نفرت بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو چھپاتے تھے کسی پر اپنا راز ظاہر نہ فرماتے تھے آپ قصبہ لوہاری میں بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے۔ اسی سلسلہ میں اپنی ولایت کو چھپائے رکھا عرصہ تیس برس تک آپکی تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہوئی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم ولایتی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر درجہ کمال کو پہنچے۔

کشف وکرامات ☆: ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت میاں حاجی نور محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا جسم ٹکڑے

Marfat.com

لٹکڑے ہوئے پڑا ہے۔ مجھے دیکھ کر تمام اعضاء یکجا ہو گئے اور آپ اٹھ بیٹھے اور مجھے بلا کر فرمایا کہ اس بات کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک دفعہ ایک سادھو نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اکیسر دی اور کہا کہ اس سے آپ لنگر کا انتظام کریں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب اس نے دوسری بار پھر تیسری بار اصرار کیا تو آپ نے ایک ڈھیلا اٹھا کر سامنے دیوار پر مارا جس سے ساری دیوار سونے کی ہو گئی۔ یہ دیکھ کر سادھو نے کہا ٹھیک ہے اب میں سمجھا کہ اسی وجہ سے تو میاں جی کو اکیسر کی ضرورت نہیں ہے۔

کرامت نمبر۳ ☆: کتاب ارواح ثلاثہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر ہے کہ ایک مرتبہ ایک صاحب کشف جھنجھانہ تشریف لائے اور میاں جی کے مزار پر حاضر ہوئے اور بعد میں انہوں نے کہا کہ افسوس کس ظالم نے ان کو امام سید محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس دفن کر دیا ہے۔ یہ یہاں ادب کی وجہ سے اپنے انوار روکے ہوئے ہیں۔ اگر کسی ویرانے میں ان کا مزار ہوتا تو دنیا ان کے انوار سے جگمگا جاتی۔ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انکی ہڈیاں نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیتا۔ پھر ان کے انوار و برکات کا مشاہدہ ہوتا۔ یہ روایت بھی آپ کے حوالے سے مشہور ہے کہ جو حالت شیخ منصور حلاج پر وارد ہوئی تھی اور انا الحق کہہ اٹھے تھے۔ وہی حالت آپ پر بھی چھ مہینے تک طاری رہی۔ لیکن کسی کو خبر نہ ہونے دی اور بچوں کو قرآن پڑھاتے رہے۔

آپکے خلفائے نامدار ☆: آپکے خلفائے نامدار کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر چشتی صابری، حضرت شیخ پیر محمد محدث تھانہ بھون چشتی صابری، حضرت حافظ محمد ضامن شہید، حضرت مولانا فتح محمد فاروقی، حضرت شیر محمد خان لوہاروی، حضرت سید محمد امیر جھنجھانوی حضرت شیخ برکت علی رحمۃ اللہ علیھم اجمعین

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال چار رمضان المبارک ۱۲۴۹ ہجری بمطابق ۱۸۳۴ء کو ہوا۔ مزار پر انوار قصبہ جھنجھانہ ضلع سہارنپور انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت ناصر الدین المعروف محمد ناصر خان صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: حضرت ناصر الدین المعروف محمد ناصر خان صاحب چشتی صابری حضرت حافظ محمد حسین عرف حافظ بانکے صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں ریاضت و مجاہدہ آپکا پہلے بزرگوں تے سے ملتا جلتا ہے۔ مدتوں تک روزمرہ روزہ رکھتے رہے۔ ساری ساری رات عبادت میں گزارتے تھے۔ جواز کار و اشغال آپکے پیر و مرشد حافظ بانکے صاحب نے بتلائے تھے۔ نہایت احترام سے انکو پورا کرتے تھے آخر الامر حضرت حافظ صاحبؒ نے خوش ہو کر آپ کو اپنا خلیفہ اور قائم مقام بنایا۔ بڑی تعداد میں لوگ آپکے مرید ہوئے اور صدہا عقائد باطلہ نے آپ کے ہاتھ پہ بیعت توبہ کی۔ آپکو حضرت صابر علاؤالدین شاہ کلیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ جب صابر صاحبؒ کا نام نامی سنتے تو بے اختیار رونے لگے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ شوال ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں ہوا۔ مزار شریف فیروز آباد ضلع آگرہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا نوازش علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل و افضل، ولی کامل، حضرت خواجہ مولانا نوازش علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ یکتائے زمانہ بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ حضرت صوفی لامکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ نے سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت کی۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض اٹھایا۔ ...وں گم کردہ راہوں کو راہ ہدیت ملی۔ بہت سے حضرات آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کا مزار پرانوار ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں واقع مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالعزیز چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہیں۔ جنہوں نے اپنے وقت میں سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت کی۔ غالباً آپکا وصال ۱۲ ویں صدی ہجری کے آخر عشرے میں ہوا ہے۔

Marfat.com

حضرت سید نفیر عالم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مخصوص بعنایات رسول عربی، پروردہ نگاہ نبوت ولایت، مزین بعزت مرتبہ کمال حضرت خواجہ سید نفیر عالم شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ ڈھونہ نزد کاکوری ضلع سہارنپور انڈیا میں ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی عمر میں ہی آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا اور پھر علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ اسکے علاوہ قرأت وتجوید بھی مہارت تامہ حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ رمضان علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا شجرہ طریقت حضرت خواجہ سلطان الاولیاء مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔ خواجہ علی احمد نصیر عالم مرید وخلیفہ حضرت خواجہ محمد رمضان علی شاہ مرید وخلیفہ حضرت آفاق احمد مرید وخلیفہ حضرت ضیاء اللہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر مرید وخلیفہ حضرت خواجہ محمد مرید وخلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم مرید و خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی مرید وخلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد مرید وخلیفہ حضرت خواجہ رکن الدین مرید وخلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہم الرحمۃ۔

سلسلہ رشد وہدایت ☆: مرشد کامل سے خلافت عطا ہونے کے بعد آپ سہارنپور سے ملتان تشریف لے آئے وہاں 25 برس تک قیام پذیر رہ کر سلسلہ عالیہ کو فروغ دیتے رہے اس دوران آپ کئی مرتبہ لاہور بھی تشریف لے آئے اور مزنگ میں قیام فرمایا وہاں سے نفیر آباد تشریف لے گئے جو اسوقت بالکل جنگل بیابان تھا۔ آپ نے اس جگہ کو آباد کیا۔ اور پھر یہی آبادی بعدازاں آپ ہی کے نام سے منسوب ہوگئی۔

خلفائے نامدار ☆: آپ کے خلفائے نامدار میں حضرت شہباز عالم چشتی صابری (بمبئی) حضرت شیخ غلام محی الدین چشتی صابری (مدفون میانی صاحب لاہور) اور سید عبدالغفور شاہ گیلانی اور آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ عبدالحمید جان عالم چشتی صابری جنکا وصال 1954ء کو لاہور

Marfat.com

میں ہوا۔ اور آپ کے مزار کے ساتھ دفن ہیں۔ حضرت خواجہ غلام حسنین چشتی صابری جو کہ آپ کے خلیفہ و سجادہ نشین بھی ہیں۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۶۵ برس کی عمر میں ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء کو ہوا۔ مزار پر انوار نفیر آباد نزد شالا مار ٹاؤن لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آجکل بہترین عظیم الشان گنبد اور مزار تعمیر ہو چکا ہے۔ یہ جگہ پہلے زمانے میں ہندوؤں کا گڑھ تھا۔ جہاں ان کا بہت بڑا مندر تھا۔ جن میں ایک بہت بڑا اور گہرا تالاب تھا۔ جو اب بھی قائم ہے۔ آپ کے دربار کے ساتھ بہترین مسجد اور مسجد میں دینی مدرسہ موسومہ تعلیم القرآن چشتیہ نفیریہ قائم ہے۔ ۱۹۵۴ء میں آپ کے پوتے خواجہ غلام حسین عرف گلو شاہ چشتی صابری سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت علامہ خواجہ محمد نواب الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان المناظرین رئیس المقررین، سند الکاملین، حجۃ الواصلین، برھان العاشقین حضرت علامہ مولانا خواجہ صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری ستکوہی ثم رمداسی رحمۃ اللہ علیہ آفتاب توحید و تفرید ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۷۰ء کو موضع رمداس ضلع امرتسر انڈیا میں ایک متمول گھرانے کے زمیندار جناب محمد موسیٰ الراعی کے گھر ہوئے۔ بدقسمتی سے آپ کے والد گرامی کا وصال آپ کی ولادت سے تین ماہ قبل ہو گیا تھا۔ آپ کی ولادت کے بعد آپ کی کفالت تعلیم و تربیت کا تمام بوجھ والدہ ماجدہ پر پڑ گیا۔ جنہوں نے محنت و مزدوری کر کے بحسن و خوبی اس فریضہ کو سرانجام دیا۔ اور والدہ ماجدہ کی ہی تربیت نے آپ کو اس قابل بنایا کہ برصغیر پاک و ہند کے بڑے بڑے مدارس دینیہ میں آپ نے وقت کے بہترین فاضلین و عارفین سے استفادہ کیا۔ جن میں کوہاٹ، دہلی، اجمیر، مراد آباد فرخ آباد، امرتسر، الہٰ آباد، بٹالہ، گنجاہ اور فاضلکا میں تشریف لے گئے۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا سید گل محمد شاہ قادری مراد آبادی، مفتی غلام مصطفیٰ امرتسری، مولانا حافظ سید ظہور حسین بٹالوی، علامہ پیر شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، جیسی نادر روزگار ہستیاں شامل ہیں۔ حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ آپ کے ہم سبق رہے ہیں۔

Marfat.com

بیعت و خلافت ☆: تکمیل علوم دینیہ کے بعد آپ کو تلاش حق کی جستجو ہوئی تو آپ گولڑہ میں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے گئے اور بیعت ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت خواجہ گولڑوی نے ارشاد فرمایا مولانا آپ تو خود بہت بڑے عالم دین اور بزرگ ہیں۔ میں آپ کو کیسے بیعت کرلوں۔

آپ کا حصہ تو حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق کرنالوی گورداسپوری چشتی صابری کے پاس ہے لہٰذا آپ فوراً گورداسپور تشریف لے جائیں اور ان کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کریں۔ یہ سن کر آپ وہاں سے گورداسپور شریف پہنچے اور حضرت خواجہ شاہ م حمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

تبلیغی دورے ☆: آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاحت اور تبلیغ میں گزرا ہے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں آپ نے روسی، چینی، سرحدوں کوہ ہمالیہ کے پہاڑوں میں وقت گزارا۔ اس کے علاوہ ہندوستان اور پنجاب میں تبلیغی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں۔ جہاں آج بھی آپ کے عقیدت مندوں اور ان کی اولادوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد مختلف غیر ممالک مثلاً براعظم افریقہ، ترکی، ایران، افغانستان، روس، چین، سری لنکا، منگولیا، تبت، ملائشیا، بنگال، نیپال، کشمیر، سوات، ہنزہ و دیگر شمالی علاقہ جات اور پورے برصغیر پاک و ہند کا دورہ کیا۔ اور ہزاروں افراد کو حلقہ بگوش اسلام فرمایا۔ غیر ملکی دوروں میں آپ کے خلفا میں سے مولانا مست جمال چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ مختلف دوروں میں آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔

نوٹ ☆: حضرت مولانا پیر سید عبدالمعبود شاہ گیلانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور آپ کے درمیان ایک خصوصی تعلق پیار و محبت لوجہ اللہ تھا۔ آپ کے خلیفہ مولانا مست جمال چشتی صابری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ مولانا محمد نواب الدین صابری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت متعدد غیر ملکی دورے کیے۔ ایران و عراق کی تمام زیارتوں خصوصاً حضرت امام علی رضا علیہ

Marfat.com

السلام کے مزار اقدس پر کئی بار حاضری دی ہے جبکہ گیارہ مرتبہ سے زیادہ اپنے شیخ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کا مجھے شرف حاصل رہا ہے۔ حصول علم اور تبلیغی دوروں میں آپ کی ملاقات بہت سے قلندروں، درویشوں بزرگوں سے بھی ہوئی اوران کے باطنی احوال سے استفادہ فرماتے رہے۔ جس کا تذکرہ آپ بذات خود اپنی کتاب پیغام حق کے مقدمہ کے صفحہ ۵۸۔۵۶ پر فرماتے ہیں۔

واقعہ نمبرا ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی لوگ جن کے باطن میں روشنی اور حرارت موجود ہے ان کا یہ حال ہے کہ اگر وہ نظر کرم کر دیں تو طالب کا ایک نگاہ میں بیڑا پار کر دیں۔ اور تمام عمر کے گناہ جلا کر خاک کر دیں۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے ایسے روحانی لوگ بہت دیکھے ہیں۔ ایک دفعہ ڈلہوزی پہاڑی پر مقیم تھا اور میری یہ عادت تھی کہ میں اپنے کھانے سے پہلے کھانا اٹھا کر دور ونزدیک تک پھرتا رہتا کہ کوئی خدا کا بندہ بھوکا مل جائے تو اسے کھانا کھلاؤں۔ میں پہاڑی سے نیچے جا رہا تھا۔ جب سڑک کی گولائی پر پہنچا تو پہاڑ کے اوپر ایک ضعیف اور نحیف شخص کو دیکھا اور میں اس کو غریب اور عاجز جان کر اس کی طرف بڑھا اور کھانا اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ مرد خدا کھانا کھا کر خوش ہوا۔ اور میری طرف نگاہ کی۔ اور انہوں نے میری زندگی کے تمام گزشتہ حالات بیان کئے۔ اس وقت جو میرا حال ہوا وہ بیان نہیں کر سکتا۔

واقعہ نمبر۲ ☆: ایک اور بزرگ سے اپنی ملاقات کا ذکر تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں امرتسر کی مسجد خیر دین میں رات کے وقت نماز پڑھا کرتا۔ اور ایک بوڑھے شخص کو رات بھر عبادت میں دیکھتا۔ اور جو وہ طلب کرتا میں حاضر کر دیتا۔ ایک دفعہ وہ بزرگ فرمانے لگے کچھ ہمیں بھی کہو۔ اُس وقت میری زبان سے نکلا حضرت قبلہ ام! یہ سامان محمد شریف ولد مولوی نظام الدین چرم فروش کے گھر سے آتا ہے۔ آپ اس کے لئے دعا کریں۔ اس بزرگ نے محمد شریف کے لئے بڑی لمبی دعا فرمائی اور بعد اس دعا کے میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے ''تم کچھ مانگو'' میں خاموش رہا۔ بعد میں پھر یہی فرمایا غرض کئی دفعہ انہوں نے فرمایا مگر میں خاموش رہا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ پر ایک نگاہ ایسی ڈالی کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ اور مدتوں تک بے ہوش رہا۔ جب مجھے قدرے افاقہ ہوا تو میں یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

ہوشم بنگاہ بُرد جانا نہ چنیں باید   یک جرعہ خرابم کرد پیمانہ چنیں باید

Marfat.com

اس کے بعد اس بزرگ نے میرے حق میں چند کلمات ارشاد فرمائے۔ وہ اسی طرح ہوئے جیسا کہ ارشاد فرمایا تھا جو کہ قابل تحریر نہیں۔

آپ کے عظیم معرکے ومناظرے☆: آپ نے اپنی زندگی میں بدعقیدہ لوگوں اور بدمذہبوں کے ساتھ جو مناظرے کیے ان کا شمار بہت مشکل ہے۔ یہ مناظرے آریاؤں، عیسائیوں، مرزائیوں کے علاوہ بعض غیر مقلد حضرات سے بھی ہوتے رہے۔ اسی وجہ سے آپ کو سلطان المناظرین کہا جاتا ہے۔ جو کہ آپ پر صادق آتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو فاتح قادیان کے اعزاز سے بھی نوازا گیا کہ مردود کذاب مرزا قادیانی لعنتی کے خلاف سب سے پہلا مقدمہ آپ نے قائم کیا۔ اور مناظرہ بھی سب سے پہلے آپ ہی نے کیا اور جیتا تھا۔ آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ جب آپ مناظرے کے لئے اسٹیج پر تشریف لاتے تو سامعین پر سکوت طاری ہو جاتا۔ ہر شخص کی نگاہیں آپکی سحرانگیز شخصیت پر مرکوز ہو جاتیں چونکہ مولانا کو خدا نے جلال و جمال کا پیکر بنا کر بھیجا تھا۔ اسی بنا پر فریق مخالف بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ بہت کم مناظر ایسے ہوئے جو اپنی گھبراہٹ چھپانے میں بمشکل کامیاب ہوئے۔ ایک تو آپ کی آواز میں گھن گرج دوسرا یہ کہ آپ کی پُرجلال شخصیت کے مخالف پر گہرا اثر پڑتا تھا۔ آپ نے پوری زندگی کتابیں سامنے رکھ کر مناظرہ نہیں کیا۔ طرز استدلال معقولی ہوتا اور بیان میں روانی اس قدر کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ فصاحت و بلاغت اور دلائل براہین کا ایک دریا امڈتا چلا آ رہا ہے۔ غیر مقلد مناظرین کے سامنے آپ اس قدر تیزی سے قرآنی آیات پڑھتے تھے کہ وہ سکتے میں رہ جاتے۔ غیر مسلم بدمذہب مناظر کے سامنے آپ تمثیل ونظائر پیش کر کے اسے بدحواس کر دیتے تھے۔

مناظروں کے علاوہ آپ کی بعض دشمنان اسلام سے جنگیں بھی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ پر بہت سے دشمنان حملے اور آپ کے خلاف لاتعداد اور مقدمات بھی قائم کیے گئے لیکن خدا کی نصرت ہمیشہ آپ کے شامل حال رہی۔

مولوی عطاء اللہ احراری فرار ہو گیا☆: ۲۲-۱۹۲۰ء کے زمانے کی بات ہے کہ ملتان کے معروف باغ لانگے خان میں ایک عظیم تاریخی مناظرہ علمائے دیوبند سے ہوا۔ جس میں لاکھوں

Marfat.com

افراد نے شرکت کی۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے آپ اور دیوبندیوں کی طرف سے معروف کانگریسی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی منظور احمد نعمانی مقرر ہوئے۔

دوران مناظرہ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کی کسی بات پر آپ یکدم جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور مولوی عطاء اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا آؤ تمہیں اس بات کا جواب دیں۔ ہمت ہے تو مجھ سے بات کرو۔ یہ سنتے ہی مولوی عطاء اللہ بھرے اجتماع میں ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور معافی مانگنے لگا اور آپ کی ریش مبارک کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا جناب آپ تو میرے استاد ہیں۔ میں آپ کے سامنے بات نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو استاد مانتا ہوں۔ یہ کہہ کر مولوی عطاء اللہ بخاری نے مناظرہ سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ اس مناظرہ کو دیکھنے والے لاکھوں افراد جو دور دراز سے آئے تھے حیران ہو کے رہ گئے۔

مولوی ثناء اللہ لاجواب ہو گیا☆: ایک مرتبہ مولوی ثناء اللہ امرتسری جو کٹر قسم کا غیر مقلد تھا اور بزرگان دین خصوصاً صوفیائے کرام کے مسلک کو بدعت سمجھتا تھا۔ اس موضوع پر اس سے ملتان میں مناظرہ طے پایا جو دہلی گیٹ کے قریب تھا۔ جگہ مناظرہ پر جب مولوی ثناء اللہ امرتسری آیا تو اس کے ہمراہ پولیس کی بھاری نفری ایک ڈی ایس پی کی قیادت میں آئی۔ جس کو دیکھ کر آپ نے ڈی ایس پی سے فرمایا کہ یہاں امن عامہ کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔ تو آپ نے اس قدر تکلیف اور زحمت کیوں کی۔ ڈی ایس پی نے مولوی ثناء اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ اپنی امداد کے لئے ہمیں لائے ہیں۔ یہ سن کر آپؒ نے برجستہ مولوی ثناء اللہ سے فرمایا کہ ”یہی غیر اللہ سے امداد اور وسیلہ ہے جو تم لائے ہو۔“ یہ سن کر مولوی ثناء اللہ لاجواب ہوا اور بغیر مناظرہ کئے وہاں سے فرار ہو گیا۔ موقع پر موجود لوگوں نے مولوی ثناء اللہ کو بہت مطعون کیا۔

عبداللہ روپڑی مناظرہ میں رو پڑا☆: آپ کا ایک اور عظیم مناظرہ جو تاریخی حیثیت رکھتا ہے جو کہ تحصیل نکودر موضع مدگھیراں میں غیر مقلد مولوی عبداللہ روپڑی کے ساتھ ہوا۔ ہزار ہا افراد اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا محمد یوسف سیالکوٹی اور آپ کے مایہ ناز شاگرد علامہ محمد عمر اچھروی علیہم الرحمۃ بھی موجود تھے۔

بعد نماز ظہر یہ تاریخی مناظرہ شروع ہوا۔ آپ اس مناظرہ میں اہل سنت و جماعت کی طرف سے

Marfat.com

اکیلے مناظر تھے جبکہ غیر مقلد مناظر کے ساتھ مولویوں کی ایک فوج تھی جوکہ اس کی معاون بنی۔ اس موقع پر غیر مقلدین نے اپنی سابقہ روایت کے مطابق پولیس کی نفری کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا تھا۔ آپ نے پولیس والوں سے پوچھا کہ اتنی بھاری نفری لے کر آنے کا تمہارا کیا سبب ہے؟ ڈی ایس پی نے جواب دیا کہ حضرت ہمیں مولوی عبداللہ نے اپنی حفاظت کے لئے بلایا ہے کہ آپ اسے ماریں گے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میں انہیں ضرور ماروں گا۔ وہ بھی تمہاری موجودگی میں کیونکہ یہ بدعقیدہ لوگ سخت بدزبان ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی شان میں سخت گستاخیاں کرتے ہیں۔

چنانچہ مناظرہ شروع ہوا تو دوران مناظرہ آپ نے مولوی عبداللہ روپڑی کی ایک تحریر پر جو حضور ﷺ کے علم غیب کے خلاف فتویٰ کی صورت میں آپ کے پاس موجود تھی۔ آپ نے سامنے رکھے اور مولوی عبداللہ پر شدید عقابی حملے کئے اور اس پر ایسی گرفت ڈالی کہ وہ تاب نہ لا سکا۔ اور اس تحریر سے صاف انکار کر گیا کہ یہ میری تحریر ہی نہیں ہے۔ اس پر ڈی ایس پی نے مداخلت کرتے ہوئے وہ فتویٰ لے کر مولوی عبداللہ کے دستخط ملائے تو وہ فتوے کی تحریر سے مل گئے اس بنا پر ڈی ایس پی نے مولوی عبداللہ روپڑی کو سخت الفاظ میں ڈانٹا۔ آپ نے بمشکل ڈی ایس پی سے مولوی عبداللہ کی جان چھڑائی۔ مولوی عبداللہ کے حواس باختہ ہو چکے تھے آپ کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے عشاء کے بعد ہونے والی دوسری نشست سے قبل ہی اپنے کپڑے اور کتابیں چھوڑ کر اپنے حواریوں کے ہمراہ وہاں سے بھاگ گیا۔ عوام اہلسنت پر ان کی فرار کا بہت اچھا اثر پڑا اور کچھ غیر مسلم جو موقع پر موجود تھے اہل سنت کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کے دست حق پر سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

مولانا نواب الدین ستکوہی کی خدمات ☆ : مرزا غلام احمد قادیانی کے رد و ابطال کے سلسلے میں علماء و مشائخ کی خدمات بڑی وقیع ہیں۔ اگر انہیں منضبط کیا جائے تو یہ تاریخی سرمایہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔ ہمیں اپنے اسلاف کے ولولہ انگیز کارناموں سے نئی زندگی ملے گی۔ انگریز کے عہد میں قرآن حکیم کو تحریف معنوی سے بچانے کیلئے جن بزرگوں نے انتھک کوششیں کیں۔ وہ یہی لوگ ہیں۔ صوفیاء کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک وہ جو کھل کر سامنے آ گئے۔ اور ایک طبقہ وہ تھا جس نے پس منظر میں رہ کر خدمات سرانجام دیں۔ اس طبقے کی حیثیت وہی تھی جو فوج کے اعلیٰ افسر کی ہوتی ہے۔

Marfat.com

جو پس منظر میں اپنے سپاہیوں کو ہدایات دیتا ہے اور ان کی نقل و حرکت پر گہری نظر رکھتا ہو۔ اس نوع کے بزرگوں میں یوں تو تمام صوفیائے کرام شامل ہیں۔ لیکن خصوصیت سے اس سلسلے میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت صوفی محمد حسین صاحب مراد آبادی کا نام لیا جا سکتا ہے۔ حاجی صاحب نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو یہ کہہ کر حجاز مقدس کی اقامت سے باز رکھا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے جس کا استیصال آپ کے ہاتھوں ہوگا اور حضرت صوفی صاحب نے اپنے نامور خلیفہ خواجہ سراج الحق صاحب کرنالوی کو بنفس نفیس مراد آباد سے تشریف لا کر گورداسپور بٹھایا تھا۔ اور حضرت خواجہ نے یہیں سے تبلیغ کا آغاز کیا۔ مرزا نے جب سنسنی خیز پیشین گوئیوں کے ذریعے عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کیا تو حضرت خواجہ نے علماء اور صوفیاء کی جماعت لے کر قادیان کے گرد ایک تبلیغی حصار قائم کر لیا۔ دیہات کے لوگ مرزا سے واقف تھے۔ مرزا کی کریہہ صورت میں ان کے لئے کوئی جاذبیت اور کشش نہ تھی۔ جب وہ خواجہ سراج الحق کرنالوی کی صورت میں نور کے پیکر کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھتے تو ان کے لئے حق و باطل میں امتیاز کرنا مشکل نہ رہتا۔ وہ حضرت کی بیعت کر لیتے۔ حضرت خواجہ نے کوئی دس بارہ افراد کو خلعت خلافت سے سرفراز کر کے تبلیغ کا کام سونپ دیا۔ یہ علماء اور صوفیاء اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت مولانا نواب الدین صاحب قصبہ رمداس ضلع امرتسر کے تھے اور چونکہ حضرت کے خلیفہ اعظم تھے اور غیر معمولی اوصاف و کمالات کے حامل تھے۔ اِس لئے انہیں قادیان کے خطرناک محاذ ستکوہا پر متعین کیا گیا۔ جو قادیان سے تین کوس کے فاصلے پر تھا۔ اور بٹالہ سے اگلے سٹیشن چھینا سے اُتر کر قادیان جانے والوں کی رہگذر میں ایک اہم مقام کی حیثیت رکھتا تھا۔

تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد جب مولانا خواجہ محمد نواب الدین صابریؒ قادیان پر حملہ آور ہوتے تو تیزی سے دیہات میں یہ خبر پھیل جاتی کہ مولوی صاحب مرزا سے مناظرہ کرنے آ رہے ہیں۔ اور دیہاتی عوام اپنے ہل چھوڑ کر ساتھ ہو جاتے۔ حضرت حافظ مظہر الدین صابریؒ فرماتے ہیں کہ واقعہ میری پیدائش سے چند سال پہلے کا ہے۔ مرزا غلام احمد اور حکیم نور الدین سے گفتگو کا سلسلہ صرف علمی مباحث تک ہی محدود نہ رہتا بلکہ والد صاحب اُسے شدید مطعون بھی کرتے یہ خبریں مجھ تک عینی شاہدوں سے بکثرت پہنچی ہیں کہ مرزا غلام احمد دِق ہو کر عجز و انکساری کی راہ اختیار کر لیتا اور اپنے دعوؤں کی تاویلیں کرنے لگتا۔ مرزا کی موت کے بعد مناظروں کا دور شروع ہوا تو والد

Marfat.com

صاحب پنجاب کے عظیم مناظر ہونے کی حیثیت سے ان کا مقابلہ کرنے لگے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اِن مناظروں کی تعداد کتنی ہے؟ سینکڑوں یا ہزاروں۔ بہر حال مناظروں میں زبانی کلامی یہ باتیں نہ ہوتی تھیں۔ بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز بھی ہو جاتا تھا۔ بہت کم مناظرے ایسے ہوئے ہیں جن میں والد صاحبؒ نے اپنے چھ سات فٹ لٹھ کا استعمال نہ کیا ہو۔ غالباً ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ پاکپتن شریف کی درگاہ میں والد صاحب سے جو مناظرہ ہوا تھا۔ اُس میں والد صاحب نے لٹھ سے کام نہ لیا تھا۔ شاید اس لئے کہ یہ ان کے پیر و مرشد کی درگاہ تھی۔ اس وقت پاکپتن شریف کی جامع مسجد کے خطیب ایک متبحر عالم دین مولانا عبدالحق صاحب تھے جو یہیں کے ایک زمیندار تھے۔ مرزائیوں سے شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے مولانا تشریف لے جانے لگے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ مرزائی بڑے کروفر کے ساتھ آئے، میں ان کی کتابوں کے انبار اور ان کا کروفر دیکھ کر مرعوب ہو گیا۔ دل میں یہ خیال گزرنے لگا کہ میرے والد صاحب کے پاس کوئی کتاب نہیں وہ کیسے مناظر کریں گے۔ چنانچہ جب میں نے اپنے خدشہ کا والد صاحب سے اظہار کیا تو وہ ہنس پڑے اور مولانا عبدالحق سے فرمانے لگے کہ دیکھو! مظہر کیا کہہ رہا ہے۔ پھر مولانا سے فرمایا ''اِس لڑکے کو سمجھاؤ کہ مناظرہ کتابوں سے نہیں تائید ربانی سے ہوتا ہے اور الحمد للہ یہ ہمیشہ میرے شامل حال رہی ہے۔ میں نے زندگی میں ارباب باطل سے تمام مناظرے کتاب کے بغیر کیے ہیں۔'' یہاں یہ ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مرزائیوں نے عام دستور کے خلاف پاکپتن شریف کے مناظرے میں والد ماجد کے مقابلہ میں کہن سالہ اور گرگان باراں دیدہ کی بجائے نوجوان مناظروں کو بھیجا جو والد ماجد کے تبحر علمی، زورِ خطابت، شخصیت، ذہانت و فطانت اور شجاعت سے قطعی طور پر ناآشنا تھے۔ اِن نوجوانوں کے سرخیل تین مناظروں کا نام تو مجھے اب تک یاد ہے۔ جلال الدین شمس، عبدالرحمٰن اور سلیم۔ الحمد للہ اسی مناظرے میں تیس آدمیوں نے مرزائیت سے توبہ کی۔ اور والد صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ محمدی بیگم کے قصبہ ''پٹی'' میں جب والد صاحب کا مناظرہ ہوا تو فریق مخالف آنکھ ملا کر بات کرنے سے گریز کر رہا تھا۔ والد ماجد نے متعدد بار کڑک کر کہا کہ اِدھر دیکھو! لیکن وہ آنکھیں چرا رہا تھا۔ سٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے کہا۔ حضرت اِن لوگوں کا خیال ہے کہ آپ جادوگر ہیں اور آپ کی آنکھوں میں سحر ہے۔ یہ سُن کر والد صاحب ہنس پڑے اور اپنے مخصوص انداز میں فرمایا:

''تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا　　　دھلوی ہے داغ بنگالی نہیں''

Marfat.com

ضمناً یہ بات بھی سن لیجئے جو میں نے والد ماجد سے اُن کی زبان سے سنی ہے۔ فرمایا کہ "ایک روز قادیان سے گزر ہوا۔ تو میں نے احباب سے کہا کہ مرزا غلام احمد سے ملے بغیر یہ سفر نا تمام رہے گا۔ آؤ مرزا سے ملنے چلیں۔ جب میں گیا تو مرزا اور حکیم نور الدین چند لوگوں کے سامنے مثنوی مولانا روم پڑھ رہے تھے۔ مرزا کی زبان سے مولانا روم کی تعریف و توصیف سن کر میں نے کہا کہ مولانا روم تو حیات مسیح کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں

عیسیٰ و ادریسؑ چوں ایں راز یافت　　　برفرازِ گنبد چہارم شتافت
عیسیٰ و ادریسؑ برگردوں شدند　　　زانکہ از جنس ملائک آمدند

مرزا نے جواب دیا کہ یہ ان کی انفرادی رائے ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کی رائے انفرادی نہیں یہ اجتماعی ہے؟ مرزا نے جھٹ حکیم نور الدین سے کہا کہ بھئی! مولانا کے لئے چائے لاؤ۔ ایک صاحب نے جھٹ پوچھا کہ حضرت! آپ نے چائے پی! فرمایا۔ استغفر اللہ یہ کیسے ممکن تھا۔

یہاں مجھے بے اختیار ایک واقعہ یاد آ گیا۔ اور وہ یہ کہ والد صاحب نے اپنی موت سے ہفتہ عشرہ پہلے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "مظہر! اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔" تھوڑے سے وقفہ کے بعد فرمانے لگے کہ "اعمال کے باعث نہیں۔ اعمال کا محاسبہ ہوا تو جہنم کا کوئی مناسب گوشہ ہی نہیں ملے گا۔ میں نے زندگی میں مرزائیوں کو بہت مارا ہے۔ اسی لئے امید ہے کہ اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔"

جب مرزا ایک مقدمے میں ماخوذ ہو کر گورداسپور کی کچہری میں آیا۔ تو والد صاحب بھاگم بھاگ کچہری میں پہنچ گئے۔ اور مرزا کے گرد لوگوں کا حلقہ توڑ کر مرزا کا بازو پکڑ لیا۔ بازو کو ایک شدید جھٹکا دے کر فرمانے لگے کہ "مردود! نبوت اگر جاری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس علاقے میں کوئی نبی بھیجتا۔ تو بتا کہ مجھ جیسے وجیہہ انسان کو بھیجتا یا تجھ جیسے بجو کو۔" یہ سن کر حاضرین کے انبوہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا۔ اور مرزا پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔ والد صاحب کی روانگی کے وقت ہی خواجہ سراج الحق صاحب کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ مولوی صاحب مرزا سے باتیں کرنے کے لئے گئے ہیں۔ چنانچہ بہت جلد حضرت بھی پہنچ گئے اور والد صاحب کو اپنے ساتھ لے آئے۔

میری عمر ابھی بہت تھوڑی تھی کہ ہمارے خاندان میں سے ایک خاتون کا رشتہ ایک مرزائی سے ہو گیا۔ بعد

Marfat.com

میں معلوم ہوا کہ یہ شخص مرزائی ہے۔ تو والد صاحب کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کافر سے مسلمان خاتون کا رشتہ جائز نہیں۔ لیکن میرے ماموں چودھری ابراہیم تحصیلدار جو مشہور ناول نگار نسیم حجازی کے والد صاحب تھے۔ اگرچہ مرزا کے بہت مخالف تھے اور مرزا کے رد میں بالعموم یہ دلیل دیا کرتے تھے کہ میں نے اور مرزا غلام احمد نے سیالکوٹ میں پٹوار کا امتحان دیا۔ وہ فیل ہوگیا اور میں پاس ہوگیا۔ جو پٹواری نہ بن سکے وہ شخص فرستادۂ خدا کیسے ہوسکتا ہے؟ مگر وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے خاندان کی لڑکی عدالت میں نہ جائے۔ چنانچہ والد صاحب نے یہ کہہ کر موصوفہ سے نکاح کرلیا کہ عدالت کا معاملہ میں نپٹ لوں گا۔ مرزائیوں کو جب اِس نکاح کی اطلاع ملی تو انہوں نے گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ سات سال تک جاری رہا۔ انجام کار والد صاحب کو فتح ہوئی اور میری دوسری والدہ مرزا بشیر الدین اور چوہدری ظفر اللہ خاں کی انتہائی سعی وکوشش کے باوجود ایک بار بھی عدالت میں پیش نہ ہوسکیں۔

جب مرزا بشیر الدین بطور گواہ عدالت میں آیا تو ظفر اللہ خان نے یہ مسئلہ کھڑا کر دیا کہ بشیر الدین کو عدالت میں کرسی ملنی چاہیے۔ اِدھر سے یہ تقاضہ تھا کہ کرسی ملے تو دونوں کو۔ ورنہ دونوں کھڑے رہیں۔ والد صاحب بیٹھنے پر کھڑے رہنے کو ترجیح دے رہے تھے۔ کافی بحث کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ دونوں کھڑے رہیں۔ بشیر الدین اور ظفر اللہ خاں پر والد صاحب کی جرح دیدنی تھی۔ جس کا تھوڑا سا تصور اب بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ ”برخوردار! تیرے والد کو حیض آتا تھا؟“ اور ظفر اللہ ٹپٹا رہا تھا۔ مختصر یہ کہ تنسیخ نکاح کا یہ پہلا مقدمہ تھا جو والد صاحب نے جیتا۔ مقدمہ بہاولپور تو بہت بعد کی بات ہے۔ مقدمہ گورداسپور کے دوران مسلمانوں کی طرف سے تنہا حضرت مولانا نواب الدین صاحب ہی تھے اور مرزائیوں کے خلاف عدالت میں فتویٰ آپ ہی نے دیا تھا۔ اور بار آخر اللہ تعالیٰ نے حق فتح دی۔ اور فیصلہ حضرت مولانا نواب الدین صاحب کے ہی حق میں ہوا تھا۔ اور یوں سب سے پہلے عدالت سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا سہرا بھی حضرت اقدس کے سر بندھا۔ یہ فیصلہ ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا۔ (فیصلہ کرنے والا جج ایک انگریز تھا)۔

مقدمہ بہاولپور میں بھی سب سے پہلے گواہ (۱۹۳۳ء کے اوائل میں) بقول شیخ حسام الدین صاحب (ریٹائرڈ چیف آفیسر ڈی جی خان) علامہ نواب الدین ہی تھے۔ جب شہریوں نے آپ کا سنا کہ آپ گواہی دیں گے اور جرح کریں گے تو دکانیں اور تعلیمی ادارے بند ہوگئے تھے۔ مقدمہ بہاولپور

Marfat.com

میں اس وقت کے جج اکبر صاحب نے مقدمہ گورداسپور کے فیصلے کو مثال مانتے ہوئے مرزائیوں کیخلاف فیصلہ دیا تھا۔ ۱۹۵۲ء میں مرزائیوں کے خلاف فسادات میں بے شمار گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ اور عدالت میں مقدمات چلے۔ جناب آغا شورش کاشمیری مرحوم نے اپنے مقدمہ بنام مغربی پاکستان۔ لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس منیر کی انکوائری رپورٹ میں جسٹس محمد گل اور جسٹس کرم الٰہی چوہان کی عدالت میں اپنے دائر کردہ مقدمہ میں مقدمہ گورداسپور ۱۹۲۵ء اور مقدمہ بہاولپور ۱۹۳۳ء کے فیصلوں کی نقول منتھی کی تھیں۔ اور حوالے بھی پیش کئے تھے۔ یہ بات عدالتی ریکارڈ پر موجود ہیں۔

(بحوالہ: عدالتی ریکارڈ مطبوعہ ۱۹۶۹ء پی ایل ڈی صفحہ ۲۸۰)

مقدمہ گورداسپو کی روئیداد شیخ الجامعہ حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب نظامی گھوٹوی علیہ الرحمۃ کی زیر قیادت کئے جانیوالے مقدمہ بہاولپور کی روئیداد میں علمائے دیوبند کی طرف سے شائع کی جا چکی ہے۔

مقدمہ جیتنے کے بعد ہندوستان کے تمام فرقوں کے جید علماء اور مشائخ نے باہم مل کر حضرت مولانا نواب الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ''فاتح مرزائیت'' اور ''فاتح قادیان'' کے القابات دیئے تھے۔

تحریک ختم نبوت کے دوران تنسیخ نکاح کے سلسلے میں جتنی تحریریں میرے سامنے آئی ہیں۔ ان میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں کہ تنسیخ نکاح کا یہ پہلا مقدمہ مولوی نواب الدین ستکوہی نے جیتا تھا۔ حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ جس کا انکار کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

یہاں میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم سے اپنے آسمان پر نکاح ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو والد صاحب محمدی بیگم کے قصبہ ''پٹی'' پہنچے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے اپنی سحر بیانی اور روحانی قوت سے ''پٹی'' کے مغلوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔ محمدی بیگم کا خاندان بھی والد صاحب کا مرید ہو گیا۔ یوں مرزا غلام احمد کا آسمانی نکاح زمین پر نہ ہو سکا۔ یہ والد صاحب کا مرزا پر سیاسی حملہ تھا۔ پٹی میں والد صاحب کے ورود مسعود کی داستان ان کے ایک مرید مشہور صحافی اور شاعر حاجی لق لق (مرحوم) کے قلم سے چند سال پیشتر ہفت روزہ رسالہ ''چٹان'' میں چھپ چکی ہے۔

آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر کے اسلامی اجتماعات کے اشتہارات کو اگر دیکھا جائے تو ان میں والد ماجد کے نام کے ساتھ ''فاتح قادیان'' کے الفاظ ملیں گے۔ یہ خطاب علمائے اسلام نے والد صاحب کو اسی لئے دیا تھا کہ انہوں نے تنسیخ نکاح کا پہلا مقدمہ جیتا تھا۔ ورنہ مناظر تو اس عہد میں اور بھی تھے۔

Marfat.com

غالباً ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے کہ مرزائیوں نے ریاست جموں وکشمیر کو اپنی تخریبی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنالیا تھا۔ چنانچہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس فتنے کے سدباب کے لئے جموں میں ایک تبلیغی کانفرنس منعقد کی۔ اور مشاہیر اسلام کو دعوت نامے بھیجے۔ اِن میں والد صاحب کا نام بھی تھا۔ یہ وہ عہد تھا کہ والد صاحب اپنے آبائی وطن رمدارس ضلع امرتسر میں تشریف لا چکے تھے۔ اس وقت ہمارا عظیم الشان مکان زیر تعمیر تھا۔ اور والد صاحب کی ساری توجہ مکان کی تعمیر پر مرکوز تھی۔

اِسی دوران میں حضرت امیر ملت کا دعوت نامہ آ گیا اور والد صاحب تمام کام چھوڑ کر جموں روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت مجھ سے فرمایا کہ تم بھی چلو گے؟ لیکن اس وقت عہد طفولیت میں میری تمام تر توجہ اپنے کبوتروں پر مرکوز تھی۔ میں نے جواب دینے میں تامل کیا۔ تو مسکرا کر فرمانے لگے کہ تیرے کبوتروں کی حفاظت کے لئے خاص آدمی مقرر کر دیتا ہوں۔ جموں میں مَیں مرزائیوں کو جو پٹخنیاں دونگا وہ تیرے کبوتروں کی قلابازیوں سے بہتر ہوں گی۔ مزا نہ آیا تو کسی کے ساتھ بھیج دوں گا۔ یہ سن کر میں ہنس پڑا اور ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ کانفرنس میں زیادہ تر والد ماجد ہی کی تقریریں ہوتی تھیں۔ اس معرکے سے خوش ہو کر حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو اپنے ساتھ علی پور لے گئے۔ علی پور میں والد صاحب کا قیام طویل تر ہوتا چلا گیا۔ ہر روز رات کو والد صاحب کی تقریر ہوتی تھی۔ اور سارا دن علمی اور عرفانی باتوں میں گزرتا تھا۔ ایک بچے کے لئے ایسے ماحول میں زیادہ دیر ٹھہرنا مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ میں گاؤں میں گھومنے پھرنے لگا۔ بلکہ حضرت امیر ملت خود فرما دیتے کہ مظہر! جاؤ اور مسجد، مدرسہ اور تہ خانے دیکھ آؤ۔ ایک روز میں واپس آیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مسجد اور مدرسہ پسند آیا؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ تو فرمانے لگے کہ بس تعلیم کیلئے یہیں آ جاؤ۔ مختصراً یہ کہ یہیں سے میرے صاحبزادگان سے تعلقات کی ابتداء ہوئی۔

کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مرزائیوں نے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب، مولانا دیدار علی شاہ صاحب اور والد ماجد کا جموں وکشمیر میں داخلہ قانوناً رکوا دیا۔ اِس سے عوام نے اور بھی خوشگوار اثر لیا۔ وہ سمجھنے لگے کہ مرزائی مسلمان علماء کی تاب نہیں لا سکتے۔

میرے عنفوان شباب میں والد صاحب کے مرزائیوں سے جو مناظرے ہوئے انہی کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے تمام سوالات وجوابات یاد ہو گئے۔ جنہیں میں نے قلمبند کر کے ''خاتم المرسلین'' کے نام سے شائع کر

Marfat.com

دیا۔ یہ میری پہلی تصنیف تھی جس پر استاد محترم ابوالبرکات سید احمد صاحب، والد ماجد اور مرتضیٰ احمد خان میکش نے تقریظیں لکھیں۔ میرے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد والد صاحب کے جو مناظرے ہوئے۔ ان کی علمی باتیں اب تک میرے حافظے میں محفوظ ہیں۔

جن نفوس قدسیہ نے تبلیغ حق کے سلسلے میں حضرت سراج الحق صاحب اور والد ماجد کا ساتھ دیا۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان کا تذکرہ بھی کروں۔ لیکن ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ مختصر طور پر یہی کہہ سکتا ہوں کہ حضرت خواجہ کے ساتھ درویشوں کی ایک جماعت ہوتی تھی جنہیں دیکھ کر یہ گمان گزرنے لگتا کہ سلف صالحین کی کوئی جماعت قبروں سے نکل آئی ہے۔ دراز قامت چہرے درخشندہ طویل ڈاڑھی، مودراز، ہاتھ میں لمبا عصا اور تسبیح اور رنگین لباس میں ملبوس، قدسیوں کی اس جماعت کے ساتھ حضرت خواجہ کسی گاؤں میں پہنچتے تو لوگ جمع ہو جاتے۔ غایت درجہ عقیدت و محبت کا اظہار کرنے لگتے۔ اور دعاؤں اور تعویزات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ نماز تہجد کے بعد حضرت خواجہ ذکر جہر فرماتے۔ تو سامعین پر وجد و کیف کا عالم طاری ہو جاتا۔ مرزائیوں میں ذوق شوق کی یہ متاع کہاں تھی؟ وہ عوام کا تاثر زائل کرنے کے لئے کمال بے حیائی سے یہی کہتے کہ یہ جذب و شوق نہیں۔ نئی گندم کھانے کا اثر ہے۔ لیکن ایسی خرافات سے عوام کے تاثر کا زائل ہونا ناممکن ہے۔

والد ماجد کے ساتھ زیادہ تعداد علماء و فضلا ادبا اور شعراء کی ہوتی تھی۔ جن میں حفیظ جالندھری، مرتضیٰ احمد خان میکش، حاجی لق لق، عبدالمجید قریشی (سیرت کمیٹی والے) اور محمدی بیگم کے ایک قریبی عزیز مرزا نوازش علی بیگ بھی تھے۔ مولانا عبدالمجید سالک بھی کبھی کبھار آ جاتے تھے۔ خیر یہ تو معروف شخصیتوں کا ذکر ہے۔ غیر معروف شخصیتوں میں بھی بڑے لوگ موجود تھے۔ زندگی میں کبھی فرصت ملی تو اس داستان کو پوری تفصیل سے لکھوں گا۔ اور ان اصحاب کا ذکر بھی کروں گا۔ جنہوں نے مرزائیوں کے ساتھ مقدمہ میں سات سال تک اپنا سرمایہ صرف کیا۔ ان لوگوں کو بڑی شدت سے یہ احساس تھا کہ اگر ہمارے پیر و مرشد مقدمہ ہار گئے تو مرزائیوں کو بڑی تقویت ملے گی۔

آخر میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ تمام خواجگان چشت کے عرسوں کی تاریخیں ہجری سنہ کے اعتبار سے مقرر چلی آ رہی تھیں۔ بخلاف اِس کے خواجہ سراج الحق صاحب نے گورداسپور میں عرس کا افتتاح کیا تو عرس کی تاریخ عیسوی سنہ کے اعتبار سے مقرر کی۔ میرے عہد طفولیت میں ایک دفعہ

Marfat.com

ایک صاحب نے سوال کیا۔ کہ حضرت! اپنے بزرگوں کے مسلک کے خلاف عرس کی تاریخ عیسوی کیوں مقرر کی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ انہی تاریخوں میں قادیان کا جلسہ ہوتا ہے۔ ہمارا مقصد ہے کہ لوگ اُدھر نہ جائیں۔ بلکہ اِدھر آئیں بظاہر یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عوام کو مرزائیت سے باز رکھنے کی حضرت کو کس قدر فکر تھی۔ عین ممکن ہے کہ یہ تدبیر بھی حضرت نے اپنے پیرومرشد صوفی محمد حسین صاحب مرادآبادی کے ایماء اور مشورے سے اختیار کی ہو۔''

ملتان کے نامور ادیب اور شاعر جناب مولانا نور احمد خاں صاحب فریدی نے بیان کیا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں حضرت اقدس حسین آگاہی میں جیلانی پریس ملتان میں بیٹھ کر ''پیغام حق'' کے کتابت شدہ حصوں کی پروف ریڈنگ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میرے ایک سوال پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ ''مولوی صاحب! مرزا کذاب کو نبی ماننا تو کجا۔ اُسے تو ایک شریف وعقلمند انسان بھی نہیں مانا جا سکتا۔ وہ پاگل اور احمق تھا۔ کیونکہ اُس کذاب کی تحریروں سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔'' مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا نواب الدین علیہ الرحمتہ نے خدا جانے کتنے مناظرے، مباہلے اور مقابلے زندگی بھر کئے۔ یہ اَن گنت ہیں۔ بہرحال مرزائیوں کے علاوہ مولانا نواب الدین صاحب نے بدمذہب، سکھ، ہندو، یہودی، پارسی، اچھوت، عیسائی اور وہابیوں اور رافضیوں کے تمام گروہوں کے ساتھ مناظروں کے علاوہ شدھی تحریک سناتن دھرمی۔ آریہ سماجی ٹولہ۔ سکھوں کی اکالی پارٹی مسلم دشمن تحریکوں اور کانفرنس جماعت کے طوفان کے آگے بہت عظیم ترین بند باندھے۔ غرض کوئی بھی فتنہ جو مسلمان اور اسلام کے خلاف اٹھایا گیا ہو۔ آپ نے اسے سختی سے کچل دیا۔

اس واقعہ کے کچھ عینی شاید اب بھی موجود ہوں گے کہ مرزا کذاب کی عذابناک موت کے بعد ایک بار حضرت اقدس اپنے سمدھی مولانا دولت علی صاحب (وسوہہ والے) حکیم قادر بخش صاحب مقصود پوری اور ملتان کے ایک بڑے تاجر چرم۔ کے ہمراہ قادیاں گئے۔ اور جلسہ عام میں اعلان کر دیا کہ فلاں دن ہم مرزا کی قبر کھودیں گے۔ کہ وہ قبر میں صحیح وسالم موجود ہے؟ کیونکہ احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کچھ نہیں ہوتا۔ ان کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی اور وہ صحیح سالم ہوتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ ''میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا اپنی قبر میں گل سڑ کر بدبودار اور بدصورت ہو چکا ہے اگر مرزا صحیح وسالم پایا گیا تو میں اور میرے لاکھوں مرید مرزا کو سچا مان لیں گے۔''

Marfat.com

اس اعلان کے بعد مرزائیوں نے راتوں رات ایک چوکور کمرہ مرزا کی قبر پر بنا دیا۔ کافی پولیس بھی منگوالی تھی۔ اور کافی ہنگامہ ہوا۔ حضرت مولانا کے اِس اعلان کا مقصد یہی تھا کہ ''اب مرزا کے مرنے کے بعد کا حشر بھی عوام کو دکھلا دوں۔''

نوٹ ☆ : حضرت سلطان المناظرین حضرت علامہ خواجہ محمد نواب الدین صابری رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء کو ہوا اور ان کو عیدگاہ راولپنڈی کے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔ بعد ازاں ان کو ایک برس کے بعد ۲۰ مئی ۱۹۸۲ء کو حضرت چھتر پارک مری روڈ میں دفن کیا گیا سینکڑوں لوگوں نے دیکھا کہ جس طرح جس حالت میں دفن کیا گیا تھا بعینہٖ آپ کا وجود سلامت تھا۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شاعر دربار رسالت کا چہرہ جگمگا رہا ہے۔ بات کا صرف مقصد یہ تھا کہ مرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے غلام کا چہرہ نہ بگڑتا نہ قبلہ رخ سے پھرتا ہے نہ جسم گلتا ہے۔ کجا ایک شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا منہ دکھانے میں کیا قباحت ہے۔

آپ کے سراپا اوصاف حمیدہ اور شخصیت کا سحر (بالاختصار) ☆ :

حضرت اقدس رحمتہ اللہ علیہ بے حد وجیہہ وشکیل۔ دراز قامت۔ متناسب الاعضا۔ سرخی مائل گندم گوں رنگت۔ دلکش و روشن چہرہ جمال وجلال کی جھلک لئے ہوئے۔ شخصیت میں شاہانہ وقار اور دبدبہ وہیبت کے باوجود آپ نہایت حلیم الطبع اور منسکر المزاج تھے۔ خوش گفتاری وخوش خلقی کے ساتھ طبیعت میں حد درجہ سنجیدگی ومتانت پائی جاتی تھی۔ نرم خو، ذوق سلیم اور نفاست طبع کے مالک تھے۔

مشفقوں کے مشفق، محبتوں، غمزدوں اور بے چاروں کے غمگسار چارہ گر، جود وسخا کے مخزن، لطف و عطا کے معدن، اخلاص وایثار کے پیکر، بے سہاروں اور کمزوروں پر مہربان، متکبروں اور ظالموں کے لئے قہر الٰہی، شجاعت وشہامت کے نشان، حق گوئی آپ کا شیوہ، سادگی اور استغنارہ آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ بیحد سخی تھے۔ جو کچھ پاس ہوتا حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے۔ اور اپنے پاس کچھ نہ رکھتے۔ دنیوی آسائشوں اور ضروریات زندگی سے بے نیاز رہتے تھے۔ آپ کے کلام میں غایت درجہ شیرینی اور دلکشی تھی۔ کہ دل آپ کی طرف کھنچتے تھے۔ آپ کی قرأت قرآنی نہایت وجد آفرین

Marfat.com

تھی۔نماز میں تلاوت فرماتے تو فیضان کلام ربانی سے نور عرفان کی بارش ہوتی اور مسجد کے در و دیوار رقص کرتے نظر آتے اور مقتدیوں پر وجد و سرور کا عالم طاری ہو جاتا۔نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو آپ کا لہجہ بیحد رقت آمیز ہوتا۔اور تضرع اور زاری سے بارگاہ ایزدی میں اپنی التجائیں اور محرومیاں بیان فرماتے کہ دل پھڑک اٹھتے۔اور ہاؤ ھو کا شور برپا ہو جاتا۔

آپ کے مشاہیر و مریدین ☆: حفیظ جالندھری، حاجی لق لق، مولانا مرتضٰی احمد خان میکش، عزیز حاصل پوری، الطاف پرواز، صوفی تبسم، غلام محمد نذر صابری اٹک، ساحر صدیقی، پیر طریقت غلام محی الدین خان لودھی صابری فیصل آباد، عبدالمجید سالک۔

کلیر شریف میں حضرت کی آخری حاضریوں کے چند دلگداز واقعات

حضرت مخدوم پاک کے آستانہ پر غلبہ عشق اور جذب و بیخودی میں لوٹنا☆:

کلیر شریف کے سالانہ عرسوں کے مواقع پر آپ ہمیشہ حاضری دیتے تھے۔صرف سکر کے دنوں میں حاضر نہ ہو سکے۔کلیر شریف کے مشہور درویش اور رئیس سید محمد شاہ صاحب نے ایک موقع پر فرمایا کہ جوانی کے عہد میں ایک دفعہ مولانا کا ایک عرس سے لے کر اگلے عرس تک وہیں قیام رہا۔ان دنوں آپ پر عشق کا غلبہ تھا۔ہردوار کے علاقہ میں گھومتے رہتے۔اس علاقہ کے بہت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔سجادہ نشین صاحب نے بھی انہی ایام میں بیعت کی تھی۔

آخری حاضری کے وقت آپ کے ساتھ کثیر جماعت تھی۔صاحبزادگان بھی۔شیخ محمد اسماعیل، ڈاکٹر مشتاق، ساحر صدیقی اور مولا بخش بھی۔اس عہد کے احوال و کیفیات کا یہ رسالہ متحمل نہیں ہو سکتا۔اس عرس میں آپ پورا مہینہ کلیر شریف میں قیام پذیر رہے۔رات دن نوری کیفیات اور بے پناہ گریہ طاری رہتا۔ایک دن شیخ اسماعیل بھاگتے ہوئے آئے اور حافظ صاحب سے کہنے لگے کہ حضرت پر بے پناہ کیفیت طاری ہے جلدی چلو۔حافظ مظہر الدین صاحب چند احباب کے ساتھ گئے تو آپ حضرت مخدوم پاک کے آستانے پر لوٹ رہے تھے۔یہ سلسلہ گھنٹوں جاری رہا۔ایک درویش نے حافظ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا ''میاں صاحبزادے آپ کے والد کا آخری وقت ہے ہوشیار رہو۔'' حافظ صاحب نے سوال کیا کہ ''آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟'' فرمانے لگے۔''جب درویش اپنے شیخ کے

Marfat.com

دروازے پر لوٹنے لگ جائے تو یہ آخری وقت ہوتا ہے۔'' حافظ صاحب نے کہا ''یہ کہیں پڑھا تو نہیں۔'' بولے ''میاں کتابوں کی بات چھوڑیئے۔'' میری بات کو یاد رکھنا۔'' چنانچہ چند ماہ بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔'' عرس کے بعد لوگ جانے لگے تو آپ نے اہل سلسلہ کو کہا کہ سفر خرچ کے علاوہ جو کچھ بھی باقی ہے۔ مجھے دیتے جاؤ۔ چنانچہ چند یوم میں یہ سرمایہ بھی ختم ہوگیا۔ ساحر (مرحوم) کے پاس چند آنے بچ گئے تھے۔ وہ صبح پیدل رُڑکی چلے جاتے اور حضرت کے لئے پانی لے آتے۔ تا آنکہ اُن کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ حافظ صاحب نے بھی اسماعیل خزانچی سے کہا اب کیا ہوگا؟ اتنے لوگوں کے ساتھ واپسی کیسے ہوگی؟ وہ ہنس کر بولے۔ ہونا کیا ہے۔ اگلے عرس تک شیخ کے ساتھ مخدوم پاک کی بارگاہ میں قیام رہے گا۔ کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ حضرت نے اسماعیل سے کہا کہ مظہر کو بلاؤ۔ حافظ صاحب حاضر ہوئے تو آپ نے ایک وجیہہ انسان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ اُرلمڑ کا رہنے والا ہے۔ چالیس سال پہلے یہ سلسلہ میں داخل ہوا تھا۔ یہ آٹھ سو روپے اسی نے نذر کئے ہیں۔'' پھر عنایت کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ''یہ لڑکا سوچ رہا تھا کہ اب اخراجات کہاں سے آئیں گے۔ حالانکہ میں اپنے مخدوم کے آستانے پر بیٹھا ہوں۔ جہاں رسوا ہونے کا سوال یہ پیدا نہیں ہوتا۔''

ایک دفعہ رُڑکی سے احباب ٹانگوں میں بیٹھنے لگے تو صاحبزادہ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ بھی بیٹھ جائیں۔ پیدل چلنے میں تکلیف ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ زندگی بھر مخدوم پاک کی درگاہ میں پیدل حاضری دی ہے اب سوار ہوکر کیسے جاؤں۔

پیدل چل کر آپ کلیر شریف پہنچے ہی تھے کہ مغرب کی اذان ہونے لگی۔ بڑی بیزاری سے فرمایا ''یہ بے سرا مؤذن کہاں سے آ گیا؟ اسے روکو۔'' اسماعیل نے بھاگ کر اُسے روک دیا۔ چنانچہ آپ نے اذان دینا شروع کی۔ اذان کی آواز سن کر پرانے درویش اور فقراء اپنی اپنی قیام گاہوں سے باہر نکل آئے۔ سب پر رقت طاری ہوگئی۔ ایک ضعیف اور خستہ حال مجذوب درویش نے کہنا شروع کر دیا۔ ''یہ تو میرے میاں کے قوال کی آواج معلوم ہووے ہے۔'' بعض لوگوں نے کہا ''کون سا قوال؟ یہ تو ہمارے حضرت ہیں۔'' وہ بھنا کر بولا۔ ''کون سے حجرت؟ یہ تو نواب قوال کی آواج ہے۔''

اذان کے وقت مجذوب سامنے کھڑا آہ واہ کرتا رہا۔ اور آنسوؤں کو اپنے پلو سے پونچھتا رہا۔ اذان کے بعد زور سے بولا۔ ''اے قوال! تو کہاں سے آ گیا۔ اتنی مدت کہاں رہا؟'' حضرت اُسے دیکھ کر

Marfat.com

والہانہ آگے بڑھے اور دست بوسی کی۔ پھر حافظ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ''یہ میرے دادا مرشد حضرت صوفی صاحب کے خادم خاص ہیں۔ زندگی بھر شیخ کے آستانہ کی جاروب کشی کی ہے۔'' عرض کیا گیا۔ یہ تو آپ کو قوال کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ''ہاں دادا مرشد مجھے اِسی نام سے پکارتے تھے۔ پنجابی قوال میراسرکاری لقب ہے۔'' پھر دس روپے بطور نذر پیش کئے۔ اور حافظ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ''تم بھی نذر پیش کرو۔'' وصال کے تھوڑی دیر بعد آپ کا جنازہ جامع مسجد لے جایا گیا۔ کیونکہ شہر میں بہت زیادہ بھیڑ ہو چکی تھی۔ رات بھر تلاوت ہوتی رہی۔ اگلے دن عقیدت مندوں کے قافلے آنے شروع ہو گئے۔ جالندھر سے حضرت خلیفہ محمد صدیق صاحب کی رہنمائی میں بڑا ہجوم آیا تو غسل دینے کا وقت ہو چکا تھا۔ موصوف کا بیان ہے کہ ''میں نے حضرت کے دیدار کے لئے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا تو آپ نے آنکھیں کھول دیں اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ میں نے قریب والوں سے کہا کہ کچھ دیکھا ہے؟ تو بعض نے اثبات میں جواب دیا۔

رمداس سے کوئی ایک میل دور آپ کی حویلی میں آپ کا جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ مظہر الدین صاحب نے پڑھایا۔ دوسرا جنازہ فقیہ اعظم مولانا محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں نے پڑھایا۔ چہلم کے موقع پر جملہ خلفا اور مریدین نے حافظ مظہر الدین مظہر صابری کی دستار بندی کی۔ دونوں صاحبزادگان (جناب حافظ مظہر الدین صاحب اور مولانا حضرت غلام ربانی صاحب حضرت اقدس سے صاحب مجاز ہیں۔ الحمد للہ! یہ دونوں حضرات حضرت کے فیض کے وارث ہیں۔ اور ان کا اپنا اپنا رنگ اور شان ہے۔ دونوں کے ارادتمندوں کا سلسلہ وسیع ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے دست حق پرست پر چھ لاکھ افراد نے شرف بیعت حاصل کیا اور لاتعداد افراد کو آپ نے خرقہ خلافت سے نواز کر سرفراز فرمایا جن کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ ان خلفا میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (نمبر۱) حضرت مولانا حافظ محمد مظہر الدین (نمبر۲) حضرت مولانا غلام ربانی (نمبر۳) حضرت مولانا مست جمال (نمبر۴) حضرت خلیفہ محمد صدیق ناصری (نمبر۵) حضرت سید عبدالمعبود شاہ گیلانی گلگت والے مدفن اسلام آباد (نمبر۶) سجادہ نشین کلیر شریف انڈیا (نمبر۷) مولانا مرتضٰی احمد خان مکیش ایڈووکیٹ لاہور

Marfat.com

(نمبر۸) حضرت سید حسن شاہ سجادہ نشین شاہ دانہ شہید ملتان (نمبر۹) حضرت پیر مشتاق علی لاہور (نمبر۱۰) حضرت خلیفہ محمد عظیم بسی شریف ہوشیار پورے والے جھنگ (نمبر۱۱) مولانا حکیم قادر بخش ملتان (نمبر۱۲) حضرت سید زین العابدین شاہ سجادہ نشین دربار موسیٰ پاک شہید ملتان ان تمام حضرات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال ۱۳۶۵ھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار قصبہ رمداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ محمد مظہر الدین مظہر چشتی صابری جانشین مقرر ہوئے جبکہ آپ کے دونوں صاحبزادے جناب حافظ مظہر الدین اور چھوٹے صاحبزادے مولانا غلام ربانی ثمہ ملتانی چشتی صابری علیہم الرحمۃ صاحب مجاز وصاحب سلسلہ میں ہردو حضرات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ خدا آپ کے فیضان کو چار دانگ عالم میں پھیلائے۔

حضرت پیر سید نوازش علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل، صوفی باصفا، شہباز طریقت، پاسبان شریعت حضرت خواجہ پیر نوازش علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ گنجینہ معرفت ہیں آپ کی ولادت باسعادت **1885**ء میں بمقام نوشہرہ ڈھالا ضلع امرتسر انڈیا میں سادات کے عظیم علمی وروحانی گھرانے میں جناب سید غلام مرتضےٰ شاہ بن سید بابا حیدر شاہ قادری نوشاہی کے گھر میں ہوئی۔ آپ نے علوم مروجہ کی تعلیم مولوی محمد علی بڑھانوی سے حاصل کی جو اپنے وقت کے متبحر عالم دین اور خدارسیدہ بزرگ تھے جو کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے معروف بزرگ اور صاحب نسبت تھے۔ تحصیل علم کے بعد آپ ذکر وفکر اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اور کئی برس تک مجاہدات میں مصروف رہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد فاروق حسن چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے

Marfat.com

دست حق پرست پر بیعت اختیار کی۔ جو کہ حضرت مخدوم شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ نے شاہ محمد فاروق حسن صابری سے ہی خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب ارشاد ہو کر ممتاز ہوئے۔

ورد لاہور اور سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز ☆: ۱۹۱۹ء میں آپ اپنے آبائی علاقے نوشہرہ ڈھالا جو کہ پاک و ہند کی سرحد پر برکی سے چھ سات میل کے فاصلے پر واقع ہے سے لاہور تشریف لائے اور گڑھی شاہو میں اقامت اختیار کی جہاں پہلے سے نواب جعفر خان اور انکے لڑکے کاظم خان کے مزارات تھے۔ نواب موصوف عہد شاہجہان میں وزیر تعمیرات و ہفت ہزاری تھے۔ چونکہ اس محراب شریف کی دیکھ بھال کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ اس لئے آپ نے لاہور میں تشریف لاتے ہی اس جگہ قیام فرمایا اور اس جگہ بہترین مسجد تعمیر کرائی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے اور تیس برس تک مسلسل رشد و ہدایت میں مصروف رہے اور تیس برس تک مسلسل رشد و ہدایت کے چراغ جلتے رہے۔ آپ نے عارف نامہ ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا تھا جو کہ پنجابی زبان میں ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء بمطابق ۱۳۶۷ھ کو ہوا۔ مزار پر انوار محراب شریف واقع نوازش سٹریٹ گڑھی شاہو میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا شاہ نظام الدین فاروقی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: جگر گوشہ حضرت گنج شکر، پروردۂ آغوش ولایت، شہباز طریقت، نیر افق ولایت حضرت خواجہ مولانا شاہ نظام الدین فاروقی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ غوث الوقت اور قطب العارفین ہوئے ہیں۔ آپ زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین، محبوب رب العلمین، حضرت شیخ خواجہ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔

آپ شجرہ نسب اسطرح ہے۔ خواجہ محمد نظام الدین بن خواجہ محمد حسین بن خواجہ قطب زماں اللہ جوریا بن خواجہ شرف الدین بن خواجہ یار محمد بن خواجہ غلام رسول بن خواجہ عبدالسبحان شہید بن خواجہ محمد یوسف بن خواجہ محمد سعید بن خواجہ محمد اشرف بن خواجہ محمد ابراھیم بن خواجہ شہاب الدین بن خواجہ عطا اللہ بن

Marfat.com

خواجہ شاہ احمد بن خواجہ محمد یونس بن خواجہ بہاؤ الدین بن خواجہ نور الدین بن خواجہ منور عیسٰی دم بن خواجہ محمد فضل بن خواجہ معز الدین بن قطب العالم علاؤ الدین بن خواجہ بدر الدین سلیمان بن حضرت خواجہ شیخ الاسلام والمسلمین بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین

بیعت وخلافت☆: آپ حضرت شیخ خواجہ شاہ محمد حسن رامپوری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپکا سلسلہ طریقت اسطرح ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین جو کہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ خواجہ شاہ محمد حسن رامپوری کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ میاں امیر شاہ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں شاہ غلام چشتی صابری کے وہ حضرت قطب الدین ملا فقیر اخون شاہ عبدالکریم کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ عنایت جیو چشتی صابری کے وہ مرید و خلیفہ حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیھم اجمعین کے تھے۔

آپکے خلفائے نامدار☆: یوں تو آپکے خلفاء کی بہت تعداد ہے مگر ان میں حضرت سید محمد پیر شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ساکن دھولیہ شریف ضلع جالندھر بہت ہی علمی وروحانی شخصیت کے مالک ہوئے ہیں ہزاروں افراد نے ان سے اکتساب فیض کیا ہے۔ وہ آپکے دست حق پرست پر مرید اور آپکے خلیفہ مجاز ہوئے ہیں۔ انہوں نے آپکے ارشادات کو کتاب کی شکل میں نظام التوحید کے نام سے شائع ہے۔ جو کہ تصوف ومعرفت پر بہترین اور نادر کتاب ہے۔

وصال باکمال☆: آپکا وصال چودھویں صدی کے وسط میں ہوا۔ مزار پر انوار موضع دھولیہ شریف ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ نذر دیوان صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: نیر ولایتؒ، مہر تاباں، بقیۃ السلف، پیر طریقت حضرت صاحبزادہ نذر دیوان صابری چشتی رحیمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری تخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اکبر اور سجادہ نشین تھے آپ کی ولادت ۲۱ ستمبر ۱۹۳۰ء کو ببر کی شریف

Marfat.com

تحصیل حسن ابدال میں ہوئی۔آپ کے والدین نے بچپن ہی سے آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔آپ ظاہری و باطنی تعلیم کے زیور سے مکمل طور پر آراستہ تھے۔تمام عمر بڑی جرأت و خودداری سے اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے والد گرامی کے سلسلہ عالیہ کو جاری رکھا۔
آپ نے خواجہ نگر شریف میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ان کے سالانہ عرس کا جو نظام اور پروگرام ترتیب دیا وہ انتہائی قابل رشک تھا جو کہ آج بھی آپ کے بعد قائم و دائم ہے۔آپ بڑے باہمت و بلند حوصلہ، نیک سیرت، باکردار، باصلاحیت، عبادت گزار اور نماز روزہ کے پابند تھے۔اپنے شیوخ کی طریقت اور اسوہ حسنہ کے ساتھ ساتھ شریعت محمدیہ علی صاحبہا وسلام کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔آپ بڑے پکے اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔حسن ابدال میں ۱۲ ربیع الاول شریف کے دن جلوس میلاد النبی کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔اور اس کی قیادت بھی اپنے ہمعصر علماء اور مشائخ کے ہمراہ خود فرماتے تھے۔آپ علماء و مشائخ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔اور ان کے مشن کو زندہ رکھنے کے لئے بڑی بڑی تحریکات میں آپ خود حصہ لیتے تھے۔ملکی سطح پر علماء اور مشائخ کے ساتھ آپ نہ صرف کام کیا بلکہ حکمرانوں کے ضمیروں کو بھی جھنجھوڑ کرتے تھے۔
آپ کا انتظامیہ پر اتنا رعب و دبدبہ تھا کہ بڑے بڑے افسران نام سن کر گھبراتے تھے حتیٰ کہ حسن ابدال اور ضلع راولپنڈی کی اہم سیاسی شخصیات آج بھی اس بات کی شاہد ہیں کہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو سابق وزیر اعظم پاکستان آپ کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ کبھی کبھار خواجہ نگر کے آستانے پر ٹیلی فون کر کے بات بھی کرتے اور دعا کے لئے عرض کرتے تھے۔
آپ اتحاد بین المسلمین کے عظیم داعی اور علمبردار تھے۔اس کے علاوہ آپ کی پوری زندگی سماجی و فلاحی کاموں کے لئے وقف رہی۔حالانکہ والد گرامی کے بعد ان کے مریدوں کا خیال پھر اپنے ہزاروں مریدین کی جماعت کی مصروفیات کے باوجود پوری زندگی خدمت خلق خدا میں گزار دی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال مورخہ ۱۸ ستمبر بروز جمعہ ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ کو حسن ابدال میں ہوا۔مزار شریف خواجہ نگر میں ہری پور روڈ حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com

حضرت صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا کے پیکر صدق وصفا، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت صوفی محمد نواب الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ السالکین ہیں۔ آپ موضع جسڑ نارووال میں ۱۳۰۵ھ بمطابق ۱۸۸۸ء کو پیدا ہوئے۔

شروع زمانے میں چمڑے کا کاروبار کرتے تھے، شروع ہی سے اولیاء اللہ سے پیار کرتے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں سراج الاولیاء حضرت خواجہ صوفی محمد سراج الحق چشتی صابری ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت گورداسپوری کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد ظہور الحق چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے خرقہ پاکر سرفراز ہوئے۔

مختلف مجازیب کی خدمت میں حاضری ☆: آپ کو مجذوب فقراء کی خدمت میں حاضری دینے اور انکی خدمت کرنے کا بہت شوق تھا۔ اس سلسلہ میں آپ خود فرماتے ہیں کہ دھرم کوٹ کے صوفی فضل احمد نے فرمایا کہ جموں میں جیون شاہ نامی ایک مجذوب ہیں۔ میں ان کی زیارت کے لئے چل نکلا۔ کچھ راستہ گاڑی میں اور کچھ پیدل طے کر کے بارہ بجے شب کے قریب میں جموں پہنچا۔ وہاں ایک ہندو سے آپ کا پتہ چلا۔ اس نے کہا کہ اسوقت ان کا ملنا مشکل ہے علی الصبح ان کے پاس لے چلوں گا۔ رات بھر بے چینی اور ملاقات کی تمنا میں نیند بھی نہیں آئی سردی کا موسم تھا۔ راتیں بھی لمبی نماز سے قبل ہی وہ ہندو مجھے حضرت بابا جیون شاہ مجذوب کے پاس لے گیا۔ لیکن انہوں نے مجھے دیکھتے ہی فوراً دور سے ہی فرمایا کہ پٹھان کوٹ چلے جاؤ۔ وہاں مائی اکرو کے پاس تمھارا فیضان ہے۔ میں الٹے پاؤں بھوکا پیاسا رات کے وقت ان کے پاس پہنچا۔ وہاں کے ہائی سکول کے چپڑاسی میرے پیر بھائی تھے میں انکے پاس ٹھہر گیا۔ انہوں نے بحیثیت پیر بھائی میری خدمت خاطر کی۔ جب صبح ہوئی تو مائی صاحب مجذوب کے پاس حاضری ہوئی تو فرمانے لگیں تم جموں میں میاں جیون شاہ کے پاس کیوں گئے تھے۔ جبکہ وہاں تمہارا حصہ نہیں تھا۔ اس کے بعد بہت سی مہربانیاں فرما کر الوداع کیا۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے مجازیب سے استفادہ کیا۔ آپ پر ہمہ وقت سکر کی حالت طاری رہتی تھی۔

Marfat.com

شادی واولاد☆: آپ کی شادی ہوئی تو خداوند کریم نے آپکو ایک بیٹا دیا جو حافظ قرآن ہے۔ مگر شومئی قسمت کے آپکی اہلیہ محترمہ بیٹے کی ولادت کے تھوڑے عرصے بعد ہی اللہ کو نوجوانی کی عمر میں پیاری ہوگئیں۔

دو میں سے ایک کام کرلو☆: جن دنوں آپکی اہلیہ محترمہ کا وصال ہوا۔ انہیں دنوں حضرت پیر طریقت مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابری علیہ الرحمۃ موضع جسٹر میں تشریف لائے۔ تو آپ سے فرمایا صوفی نواب الدین دو کاموں میں سے ایک کام کرلو۔ اول یہ کہ تم نوجوان ہو اور دولت بھی تمہارے پاس ہے اسلئے تم شادی کرلو۔ اگر میرا یہ مشورہ پسند نہیں تو پھر ذکر کی محفل سجایا کرو اور ذکر کی محفل میں آنے والوں کو لنگر کھلایا کرو۔ آپ نے اپنے پیر بھائی حضرت مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابری ثمہ دوسوہوی علیہ الرحمۃ کے اس مشورہ کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اس وقت تمام پیر بھائیوں کے پاس دعوت بھجوادی۔ علمائے کرام، نعت خواں حضرات کو مدعو کیا۔ اور عرس مبارک کی تقریب منعقد کی۔ اور فرماتے ہیں کہ میرے پیر بھائی نے بہت اچھا مشورہ دیکر مجھے سیدھے راستے لگا دیا۔ پیر طریقت حضرت مولانا ابومظہر علی چشتی صابری دام فیوضکم الجاریہ سے اکثر فرماتے تھے مولوی صاحب یہ سب فیضان تمہارے شیخ کا ہے۔

سیرت وکردار☆: آپ انتہائی شفیق و مہربان طبعیت کے مالک تھے ہر ایک پر شفقت فرماتے تھے۔ شریعت و طریقت کی پاسداری آپ کی طبعیت کا خاصہ رہی۔ اپنے شیخ کامل کی اتباع کے پابند تھے۔ نسبت کا حال یہ تھا کہ شجرہ شریف میں اپنے نام کے بعد اپنے مرشد کے صاحبزادے کہ جن سے آپ کو خلافت ملی تھی۔ ان کا نام لیتے اس کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق صابری ثمہ گورداسپوری علیہ الرحمۃ کا نام نامی پڑھتے تھے۔ اور یہی اصل طریقہ ہے نسبت حاصل کرنے اور صحیح نسبت رکھنے کی بنا پر ہی کمال عروج اور فیضان ملتا ہے۔

کیفیت وجد☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت علامہ خواجہ غلام ربانی چشتی صابری ثمہ ملتانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ گورداسپور شریف میں عرس کی تقریب کے موقع پر ذکر حدادی ہورہا تھا۔ آپ قریب ہی ایک بڑے کڑاہے میں لنگر کی روٹیوں کے لئے آٹا گوندھ رہے تھے۔ جس کی وجہ سے تمام ہاتھ بازوؤں تک آٹے سے بھرے ہوئے تھے۔

Marfat.com

انہی دنوں مرزا کے ہاں قادیان میں جلسہ ہو رہا تھا۔ اور قادیان کے راستے گورداسپور کے مقام پر حضرت خواجہ گورداسپوری نے یہ عرس مبارک کی محفل اس بنا پر ان دنوں میں رکھی تھی کہ کوئی مسلمان مرزا کے اس پروگرام میں نہ جانے پائے۔ اور لوگ عرس مبارک کی تقریب میں شامل ہو کر تصوف اور اسلام کی چاشنی سے مستفیض ہو سکیں۔ عرس کے موقع پر دوران خدادی ذکر آپ قبلہ پر آٹا گوندھتے ہوئے وجد طاری ہو گیا۔ آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہہ نکلے۔ آپ آنکھوں سے نکلنے والے آنسو آٹے سے بھرے ہوئے ہاتھوں سے پونچھ رہے تھے کہ آٹا آپ کی ریش مبارک پر لگتا جا رہا تھا جسکی سفیدی کی وجہ سے عجیب سی شکل بن گئی۔ مگر ان دیوانوں کو اس چیز کی پرواہ تو نہیں ہوتی۔ وہاں مرزا کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کالجوں کے چندلڑکے بھی تماشہ دیکھنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔ وہ نوجوان آپکے اس حلیئے کو دیکھ کر قہقہے مار رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ''او چھوکرو سانوں اپنی بنی پئی ہے اے تُسیں مذاق اڑاندے او'' بس اتنا کہنا تھا کہ تمام نوجوانوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ نوجوان نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے کئی ذکر کے حلقے میں کود کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور کئی نوجوانوں نے دریا میں چھلانگیں لگا دیں۔ حضرت خواجہ گورداسپوری کے مریدین نے ان کو دریاء سے نکالا۔ ان میں سے ایک دو کی لاشیں پانی میں بہہ جانے کے سبب نہیں ملیں۔ اس کے بعد حضرت خواجہ گورادسپوری نے ان سب نوجوانوں پر نظر کرم فرمائی تو وہ سب کے سب دست بیعت ہو کر حلقہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں داخل ہو گئے۔ اور مرزائیت سے توبہ کر لی۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲۳ جون ۱۹۸۸ء بروز منگل کو ہوا۔ دوسرے دن صبح ۶ بجے آپکی تدفین ہوئی۔ مزار پر انوار محلہ مقبول پورہ بر لب نہر فتح گڑھ ٹاؤن لاہور میں گنبد کی شکل میں موجود اور مرجع خاص وعام ہے۔ مزار شریف کے ساتھ خانقاہ ہے۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے۔ خلفاء میں سے حضرت صوفی عبدالرشید صابری صاحب حال بزرگ ہوئے ہیں۔ جو کہ المدینہ کالونی نزد ریلوے سٹیشن لاہور میں مقیم رہے۔ سلسلہ کی بہتر انداز میں خدمت کرتے ہوئے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء کو انکا بھی وصال باکمال ہو گیا۔

Marfat.com

ردیف و

حضرت خلیفہ پیر جی وزیر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف ربانی، مرشد لاثانی، حضرت خلیفہ پیر جی وزیر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی شیخ طریقت ہیں۔ آپکا نام نامی اسم گرامی پیر جی وزیر علی اور عرف عام میں دنبہ والے میاں صاحب چونکہ آپ کی گردن پر ایک دنبہ یعنی خشک رسولی جیسی کوئی چیز تھی۔ اسی وجہ سے دنبے والے میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

بیعت خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت حافظ علی حسین بن حضرت فقیر شاہ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

تصرف ونظر عنایت کا ایک واقعہ ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے مرشد کامل حضرت حافظ علی حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ بمعہ دیگر پیر بھائیوں کے شہر کے صاحب ولایت حضرت شاہ بلاقی علیہ الرحمۃ کا مزار آبادی سے جانب شمال وغرب دریائے گنگارام کے کنارے پر واقع ہے۔ جبکہ اسی دریا کے کنارے آبادی سے مشرق کی جانب حضرت غلام حسین المعروف فقیر شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کا مزار محلہ لنگھر میں واقع ہے۔ یعنی حضرت فقیر شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار سے حضرت شاہ بلاقی علیہ الرحمۃ کے مزار تک دریا دریا ایک خوشگوار راستہ ہے۔ جب آپ اپنے مرشد حافظ صاحب اور دیگر پیر بھائیوں کے ہمراہ حضرت شاہ بلاقی علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر جارہے تھے ان دنوں دریا میں طغیانی آئی ہوئی تھی۔ حضرت شاہ بلاقی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو واپسی پر آپ چونکہ تیرنا نہیں جانتے تھے۔ مگر مرشد کے حکم کی تعمیل لازمی جان کر خدا کا نام لیا اور دریا میں قدم رکھ دیا۔ آپکے پیر و مرشد بمع مریدین سڑک کے راستے واپس لنگھر آستانہ عالیہ پہنچ گئے۔ ہمراہیوں نے کچھ

Marfat.com

دیر کے بعد دیکھا آپ دریائی جانب سے چلے آرہے ہیں۔موقع پاکر ساتھیوں نے آپ سے پوچھا۔کہیئے کیسے گذری؟ آپ نے فرمایا بھائی مجھے تو حضرت حافظ صاحب قبلہ نے اپنے کاندھوں پر بٹھا کر یہاں تک پہنچایا ہے۔میرا تو کرتہ تک نہ بھیگا۔اگر کسی کو شک ہو تو دیکھ سکتا ہے۔

جنات کا سلامی کے لئے حاضر ہونا ☆: آپکا ایک مرید خاص ماسٹر مختار صاحب جو آپکے دست حق پرست پر اٹھارہ برس کی عمر میں بیعت ہوئے تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ اپنے مریدین کے ہمراہ اپنے پیرومرشد کے عرس میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں کچھ کتے ملے۔ آپ نے ان سے سلام علیک کی۔آگے چل کر کچھ سفید پوش ملے جو حضور قبلہ حافظ صاحب کے عرس سے واپس آرہے تھے۔آپ نے ان سے بھی علیک سلیک کی اور مصافحہ کیا اور آگے بڑھ گئے۔کچھ آگے جا کر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور یہ لوگ کون تھے آپ نے فرمایا یہ جنات تھے۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال محلہ کسرول ضلع مراد آباد انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کی تاریخ اور سن وصال معلوم نہ ہوسکا۔غالباً ۱۴۰۰ اصدی ہجری کے اوائل کا زمانہ ہوگا۔

حضرت سید محمد وارث حسن شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، شیخ کامل، فرد حقیقت، شہباز طریقت، امیر شریعت حضرت مولانا شاہ وارث حسن کوڑہ جہاں آبادی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ دلیل الکاملین ہیں۔ آپ کا شمار دور حاضر کے جلیل القدر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔آپ اپنے وقت کے متبحر عالم دین اور شیخ کامل ہیں۔ آپ شیخ العرب والعجم حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔آپ کی تربیت مولوی رشید احمد گنگوہی چشتی صابری جو کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید وخلیفہ مجاز ہیں نے کی۔اور انہوں نے ہی اپنے شیخ کے جانب سے آپ کو خرقہ خلافت عنایت کر کے صاحب ارشاد کیا۔ آپ کے حالات وملفوظات پر مشتمل ایک کتاب بنام ''شمامتہ العنبر یہ'' کپتان علامہ واحد بخش سیال نے لکھی ہے۔مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔آپ کا وصال باکمال ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ کو بمطابق ۱۹۳۶ء کو ہوا۔مزار پر انوار ٹیلہ لکھنو انڈیا میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کشتۂ عشق ومحبت، تاجدار تصوف، پیکر علم وعرفان، مجسمہ سوز وگداز، فخر چشت اہل بہشت حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ والی کلیام اور خطہ پوٹھوار میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بانی حضرت امام الاولیاء حافظ حاجی شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔اپنے آباؤاجداد کی طرح آپ نے بھی دنیا سے کنارہ کش ہوکر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دین کی تبلیغ کے فریضے کو سرانجام دیا۔تمام زندگی یاد خدا میں گزاری شب وروز یاد خدا میں مستغرق اور خدمت خلق خدا میں مصروف رہتے تھے۔آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند ہے جس کے گواہ سینکڑوں افراد ابھی زندہ موجود ہیں۔خواجگان چشت اہل بہشت کے جواز کار اور اد و وظائف بالخصوص آپ کے جداعلیٰ اور حضرت شہنشاہ کلیام کے جو بھی معمولات تھے وہ آپ اپنی زندگی میں پورے کرتے رہے کوئی لمحہ یاد خدا سے غافل نہ گزرتا۔ ہمہ وقت اپنے خواجگان کی طریقت پر گامزن رہتے۔ دنیاوی مال ومتاع کی قطعی پرواہ نہ فرماتے۔سنت رسول اللہ ﷺ کی متابعت اختیار فرماتے صبر کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔فقروفاقہ میں راضی برضا رہتے۔ جون جولائی کی سخت گرمی کے موسم میں تپتے پتھروں پر لیٹ کر اللہ رب العزت کا ذکر فرماتے تھے۔آپ اپنی خوراک کے طور پر ستو کو استعمال فرماتے تھے آپ نے اپنی زندگی کے مسلسل 47 سال خدا اور اس کے رسول کے احکام اور خواجگان چشت اہل بہشت کی طریقت اور اپنے آباؤاجداد کے مشن پر گزاری۔جس طرح آپ کے جداعلیٰ حضرت حافظ محمد شریف خان نے اپنی اولاد کیلئے کوئی دنیاوی مال ومتاع نہیں چھوڑا تھا۔اسی طرح آپ نے بھی اپنی اولاد کے لئے کوئی مال ومتاع نہیں چھوڑا ہے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی سادہ مزاج حلیم الطبع اور بڑے ہی خلیق ومہربان شخصیت کے حامل تھے ظاہری بناوٹ دکھلاوا ریاکاری تصنع سے سخت نفرت فرماتے تھے۔آپ کا ظاہروباطن ایک تھا کبھی کسی کے بارے میں غلط خیال تک دل میں نہ آنے دیا۔درگزر آپ کا شعار رہا ہے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ دروازے پر آنے والا سائل کبھی خالی نہ لوٹا یا کچھ نہ کچھ دے کر بھیجتے تھے۔

Marfat.com

لنگر وسیع اور دراز تھا ہر وقت دو چار یا اس سے زیادہ مہمان آپ کے دستر خوان پر موجود رہتے تھے۔ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تمام عمر فقر و فاقہ اور صبر و رضا میں گزاری دنیاوی مال و متاع اپنے پاس کبھی بھی جمع نہ ہونے دیا۔ شب و روز یاد خدا میں مست الست رہتے۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر مسند پر صاحب ارشاد ہوئے۔ جس وقت آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل ہونے کے لئے الحاج مولوی عبدالستار صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے جد اعلیٰ کے خلیفہ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور روحانی جانشین تھے کے ہاتھ پر بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مریدوں کا مرید ہونا بھی کوئی عقلمندی ہے۔ اس وقت آپ نے عرض کیا جو روحانی خزانہ ہمارے باپ دادا کا آپ کے پاس ہے اس میں سے حصہ لینا چاہتا ہوں۔ تو جواب میں آپ کے پیر و مرشد حضرت الحاج مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس بات میں کوئی شک نہیں آؤ میں تمہیں بیعت کرتا ہوں۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمانے کے بعد آپ کو خواجگان چشت اہل بہشت کی تعلیم سے آراستہ کر کے جب آپ کو خرقہ خلافت عنایت فرمایا تو اس موقع پر محفل میں موجود کلیام شریف کا ایک شخص کہنے لگا یہ بچہ ابھی نابالغ ہے آپ اس کو خلافت کیوں دے رہے ہیں جبکہ یہ اس کا اہل نہیں ہے۔ تو اس کی بات سن کر حضرت قبلہ مولوی عبدالستار صابری کلیامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ یہ خلافت نہ تیرے باپ کی ہے نہ میرے باپ کی یہ اس کے اپنے باپ دادا کا مال ہے جو میرے پاس امانت تھی میں نے اس کے سپرد کر دی ہے دوسرے کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہ ہے۔

جد اعلیٰ سے روحانی تعلق☆: جس زمانے میں آپ کلیام شریف میں قیام پذیر تھے آپ کا یہ مستقل معمول تھا کہ ہر روز صبح نماز فجر سے اپنے جد اعلیٰ کے مزار شریف پر حاضری دیتے اور نوافل بھی وہیں ادا کرتے تھے چونکہ بزرگوں نے ورثے میں مال و دولت تو چھوڑا نہیں تھا اس وجہ سے آپ کے گھریلو حالات تنگ دستی کا شکار تھے۔

Marfat.com

معمول کی حاضری کے دوران ایک دن آپ نے اپنے جداعلیٰ حضرت حافظ شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر درد بھرے لہجے میں اپنی تنگدستی کا ذکر کیا اور کہا کہ کسی اور کو حال کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ دن گزرا رات کو خواب میں حضرت خواجہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حافظ صاحب نے فرمایا کہ میری قبر کے فلاں کونے کی اینٹ کے نیچے سے تمہیں روزانہ خرچے کے لئے اتنی رقم مل جایا کرے گی۔ وہ لے لیا کرو مگر اس راز سے پردہ نہ اٹھانا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں روزانہ حسب معمول جاتا نوافل ادا کرتا اور حاضری کے بعد مقررہ جگہ سے وہ رقم اٹھاتا اور خرچ کرتا۔ اسی دوران دیکھتے دیکھتے میرے حالات بدلنا شروع ہو گئے۔ ارد گرد کے لوگ اور رشتہ داروں نے پوچھنا شروع کر دیا کہ بتاؤ یہ رقم کہاں سے لاتے ہو تمہارا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے۔ بعض حضرات کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہر وقت ذکر خدا میں مستغرق رہتے ہیں ہو سکتا ہے کیمیا گری کا کوئی نسخہ مل گیا ہو جس کی وجہ سے حالات بدل گئے اسی طرح جتنے منہ اتنی باتیں۔ ایک دن بہت سے لوگوں نے مجبور کیا اور آپ کو گھیرے میں لے کر پوچھنے لگے آخر یہ راز کیا ہے ہمیں کیوں نہیں بتاتے۔ آج تو بتانا ہی پڑے گا۔ بالآخر مجبوراً آپ کو اس راز سے پردہ اٹھانا پڑا۔

جب آپ نے اصل صورتحال سے لوگوں کو آگاہ کیا تو اس کے بعد سے وہ خرچہ ملنا بند ہو گیا۔

اس کے بعد حالات پھر دگرگوں ہو گئے جس کی وجہ سے طرح طرح کے خیالات دل میں آنے شروع ہو گئے۔ بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ راز سے پردہ اٹھانے کی سزا ملی ہے۔ مگر آپ بالکل نہ گھبرائے اور دربار شریف کی مستقل حاضری کا معمول نہ چھوڑا۔

ایک دن آپ نماز فجر سے پہلے دربار شریف میں حاضر تھے کہ حضرت حاجی محمد شریف خان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پوتا مرید جناب کہیبہ خان آپ کے سامنے تشریف لائے اور آپ کی حالت زار کو دیکھنے کے بعد کہنے لگے صاحبزادہ صاحب کیوں پریشان ہو۔ کون سا کسی غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑتا ہے تمہارے اپنے دادے کا دربار ہے پھر اپنے دادا سے عرض کرو جس نے پہلے دلوائے تھے وہ اب بھی دلوا دے گا۔ سائیں کہیبہ خان کی بات سن کر آپ کو بہت حوصلہ ملا آپ نے پھر اپنے جداعلیٰ کی خدمت میں دوبارہ اپنا حال زار پیش کیا تو جواب ملا کہ اتنی رقم تمہیں دوبارہ کچھ عرصے تک ملتی رہے گی اور پھر اس میں کچھ کمی نہیں آئے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا وہ

Marfat.com

سلسلہ دوبارہ بحال ہوگیا اور تمام معاملات درست ہو گئے اس کے بعد مقررہ مدت کے بعد رقم ملنا تو بند ہوگئی مگر اس کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق دوبارہ تنگدستی کبھی نہیں آئی۔

لاج رکھ لی میری لجپال نے ☆: جیسا کہ اس سے پہلے عرض کیا چکا ہے کہ آپ ہر روز بلا ناغہ نماز فجر سے پہلے اپنے دادا حضرت حافظ صاحب کے مزار پرانوار پر حاضری کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک دن معمول کے مطابق جب آپ دربار شریف میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ مجاور نے تالا لگایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ میں نے حسب معمول دربار شریف میں حاضری دینی ہے۔ لہٰذا تالا کھولو تو جواب میں مجاور نے کہا کہ تالا نہیں کھلے گا۔ آپ کے دل میں خیال گزرا کہ یہ شخص مجھے میرے دادا کے مزار پر حاضری دینے سے کیسے روک سکتا ہے۔ آپ وہاں سے گھر تشریف لائے اور اپنے برادران چچازاد بھائیوں جناب غلام جیلانی صاحب عبدالکریم صاحب اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت میاں محمد یوسف صاحب کو ساتھ لیا اور ساتھ ہی دروازہ کھولنے کے لئے کچھ سامان اور کسی معاملہ سے نمبٹنے کے لئے کلہاڑی ڈنڈے ہاکیاں وغیرہ ساتھ لے کر جب دربار شریف میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ مجاوروں نے اپنے تمام رفقاء کو دربار میں جمع کر رکھا تھا کافی تعداد میں لوگوں کو دیکھ کر آپ کے ساتھ جو احباب گئے تھے وہ بھی مشتعل ہو گئے ان میں سے کسی نے کلہاڑا مارا اور دربار شریف کا تالا توڑ دیا۔ اتنے میں مجاورین کے رفقاء نے آپ کے ساتھیوں پر ڈنڈوں لاٹھیوں سے حملہ کر دیا۔ ایک شخص نے آپ کو سوٹی کی ٹکر ماری جس سے آپ حضرت حافظ شریف خان علیہ الرحمۃ قبرانور پر جا گرے۔ ابھی آپ قبرانوار پر گرے ہی تھے کہ حضرت حافظ صاحب کی قبر مبارک سے آواز آئی۔ او بدبخت ہم نے تیرا کیا نقصان کیا تھا دو گھڑیاں اور جی لے۔ اس کے ساتھ ہی قبر مبارک سے ایک بوتل کے کاک کے نکلنے کی آواز آئی جو اس شخص کو لگا۔

اس دوران کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی تھی وہ بھی موقع پر پہنچ گئی۔ پولیس کے خوف سے آپ کے ساتھیوں نے ڈنڈے ہاکیاں کلہاڑیاں حضرت حافظ صاحب کے مزار شریف کا غلاف اٹھا کر اس کے نیچے چھپا دیئے۔ جب پولیس پہنچی تو مجاورین کے لوگوں نے گواہی دی کہ ان کے پاس فلاں فلاں چیز تھی جو انہوں نے مزار کے غلاف کے نیچے چھپا دی ہے۔ جب پولیس نے غلاف اٹھائے تو دیکھا وہاں کچھ بھی

Marfat.com

نہ تھا لوگوں نے بھی بار بار تلاشی لی مگر وہاں سے کچھ نہ ملا۔ پولیس سمیت تمام افراد حیران و پریشان تھے کہ مزار شریف کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں یہ چیزیں چھپائی جا سکیں۔ اور یہ حضرات دربار شریف سے باہر بھی کہیں نہیں گئے بالاخر وہ چیزیں کہاں گئیں۔ آپ کو چونکہ شدید ضربیں لگیں تھیں اس لئے رفقاء نے آپ کو ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ جب آپ ہوش میں آئے تو پولیس ہسپتال میں ہی آپ کا بیان لینے کے لئے پہنچ گئی مگر آپ نے یہ کہہ کر بیان دینے سے انکار کر دیا کہ میرا فیصلہ عدالت میں ہو چکا ہے پولیس اور آپ کے رفقا پریشان تھے کہ ابھی مقدمہ درج نہیں ہوا اور آپ فرما رہے ہیں کہ میرا فیصلہ عدالت میں ہو چکا ہے۔ پولیس افسران نے ہر چند کہا کہ آپ کے بیان نہ دینے سے کیس کمزور ہو جائے گا مگر آپ نے فرمایا کہ میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

ابھی آپ ہسپتال میں ہی زیر علاج تھے کہ جس شخص نے آپ کو لکڑی کی نکر ماری تھی اور اس کو قبر سے بوتل کا کاک نکل کر لگا تھا اس کے گھر والے اس کو لے کر ہسپتال میں ہی آ گئے اور معافی تلافی کرنے کے لئے عرض کرنے لگے اور کہنے لگے کہ خدا کے لئے اسے معاف کر دیں اس سے غلطی ہو گئی ہے اس کی حالت غیر ہو گئی تھی اور بڑے کرب میں مبتلا تھا آپ نے فرمایا کہ میں کون ہوتا ہوں معاف کرنے والا مجھ سے کیوں معافیاں مانگتے ہو جس نے اس کو سزا دی ہے اس سے جا کر معافی مانگو لیکن چونکہ وقت نکل چکا تھا اور تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

بقول عارف: تیر جستہ باز گردانند زرا

وہ شخص جانبر نہ ہو سکا چند ہی دنوں میں اس کا اسی تکلیف سے انتقال ہو گیا۔ آج بھی کلیام شریف میں اس واقعہ کے چشم دید کافی تعداد میں بزرگ موجود ہیں کہ پولیس کے جانے کے بعد جب آپ کے رفقاء نے اپنے چھپائے ہوئے ڈنڈے، ہاکیاں، کلہاڑیاں مزار شریف کے غلاف کے نیچے چھپائی تھیں جو پولیس کو بار بار تلاشی کے باوجود نہیں ملے تھے آپ کے رفقاء کو چادر اٹھاتے ہی مل گئے۔

کلیام شریف سے کھیری مورت آمد☆: حضرت قبلہ مولوی الحاج عبدالستار چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ زیادہ دیر کلیام میں نہ رہے بلکہ جلد ہی وہاں سے ہجرت مکانی کر کے موضع کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں

Marfat.com

تشریف لے آئے اور اپنی زندگی کے سنتالیس برس آپ نے اس جگہ پر اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شریعت وطریقت کے چراغ جلائے اور ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت دکھلائی۔

آپ کی اولاد☆: اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ سب سے بڑے صاحبزادے محمد عارف، دوسرے بشارت حسین، تیسرے صاحبزادے محمود سلطان ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے جناب صاحبزادہ محمد عارف آپ کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے ہیں جو بڑے بلند اخلاق اور سادہ طبیعت کے مالک ہیں بڑی جانفشانی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۸ راگست ۱۹۹۸ء کو ہوا نماز جنازہ میں ہر مکتبہ فکر اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ آپ کا مزار فیض آثار موضع کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت حکیم وزیرالدین آصف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف کامل، حکیم ملت صابریہ، شیخ العصر، پیر طریقت حضرت حکیم وزیرالدین آصف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کاملین سے ہوئے ہیں۔

آپ ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ بمطابق ۲۱ جون ۱۹۱۷ء بروز جمعرات حکیم شہاب الدین چشتی نظامی کے گھر محلہ سید کبیر جالندھر انڈیا میں پیدا ہوئے۔

اسلامیہ ہائی سکول نزد بستی مٹھو صاحب جالندھر سے آپ نے میٹرک پاس کیا اور اسکے بعد پروفیسر انوارالحق شیر کوٹی فاضل دیوبند، ماسٹر وزیر علی خان، مولوی نبی بخش مرحوم، ماسٹر علی گوہر، ماسٹر سلطان علی خان، قاری محمد کامل، مولوی محمد شعیب، مولانا عمادالدین شیر کوٹی سے علمی استفادہ کیا۔

بیعت وخلافت☆: قصبہ ہردوتھلہ ضلع ہوشیار پور میں حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ ہر سال ۱۶ مئی کو اپنے پیران عظام کا عرس کروایا کرتے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں آپ جالندھر سے سید انور علی شاہ جالندھری کی معیت میں عرس پاک میں شرکت کے لئے گئے تو وہاں حضرت خواجہ دیوان محمد

Marfat.com

صابری کے پیرو مرشد حضرت خواجہ حافظ کرم بخش صابری کے صاحبزادے میاں دولت علی صابری علیہم الرحمۃ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ ان تمام بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرس مبارک کے اختتام پر ان متذکرہ بزرگوں کو حضرت خواجہ دیوان محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ الوداع بھی کہنے گئے۔ اس دوران آپ حضرت خواجہ محمد دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوگئے آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔ حکیم وزیر الدین آصف صابری مرید وخلیفہ حضرت خواجہ محمد دیوان وہ صابری و مرید و خلیفہ ہیں حافظ کرم بخش صابری ہوشیار پوری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ امیر شاہ ٹانڈوی کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ جلال الدین ٹانڈوی صابری کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ محمد افضل صابری ٹانڈوی کے وہ مرید و خلیفہ خواجہ محمد یوسف سر بندی کے وہ مرید خلیفہ حضرت خواجہ ابوالفتح سنوری کے وہ مرید و خلیفہ خواجہ عبدالقادر سنوری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ داؤد گنگوہی صابری کے وہ مرید وخلیفہ شیخ محمد صادق گنگوہی کے وہ مرید وخلیفہ شیخ ابوسعید گنگوہی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہم الرحمۃ اجمعین کے ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ کو آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ دیوان محمد صابری علیہ الرحمۃ کا وصال ہوگیا تو اس کے بعد انکے سجادہ نشین وخلیفہ مجاز واعظم حضرت بابا رستم علی صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲ اگست ۱۹۹۷ء بروز اتوار کو ہوا۔ مزار پر انوار بسم اللہ پور چک نمبر ۲۴۸ تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، ہمالہ علوم، فدائے حضرت مخدوم صابر کلیری، محقق سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ حضرت علامہ الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ علوم ومعرفت کے بحر بیکراں ہیں۔ آپ رہنے والے بہاولپور کے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ نے تمام

Marfat.com

عمر تصوف اور علم کی خدمت اور اسکی اشاعت و رشد و ہدایت میں گذاری۔ آپ کے ہم عصر علماء میں سے کوئی بھی تصنیف وتالیف بالخصوص تصوف اور بزرگان دین کی سوانح نگاری میں وہ خدمت انجام نہ دے سکا جو خدمت آپ نے انجام دی۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت ذوقی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے۔ بارہ برس تک مرشد کی خدمت میں مجاہدات یے اور منازل سلوک طے کیں۔ جسکے بعد حضرت ذوقی شاہ چشتی صابری نے آپکو خرقہ خلافت سے سرفراز وممتاز فرمایا۔ آپ ۱۲ برس تک مرشد کامل کی خدمت کرتے رہے اور ۱۰ برس تک تقریباً سلسلہ عالیہ سے عملی طور پر منسلک رہے۔ لاتعداد مشائخ سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔ اور لاتعداد علماء اور مشائخ آپ کے پاس سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں درس وتدریس کے علاوہ تربیت کے لئے آتے رہے جنہیں آپ نے صابری جام معرفت پلا کر مست ومخمور کریا۔ آپ نے اپنی عملی زندگی میں تصوف کی جو خدمت کی اس میں سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیمات کو زندہ واجاگر کیا۔ آپ نے اس شمع کو مختلف کتابوں کے تراجم پیش کر کے اس پر تحقیق سے کام کیا اور اسکو منظر عام پر لے کر آئے۔ جس سے آج کے دور کے صابریوں کو اپنے بزرگوں کی تاریخ ملی اور اہل علم واہل قلم حضرات اور آئندہ صدی کے مورخین کو منزل تحقیق میں آسانی ملی۔

آپ کی تصانیف☆: آپ کی ایک کتاب حج ذوقی جس میں آپ نے اپنے مرشد عامل حضرت علامہ ذوقی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مناسک حج کی ادائیگی اور سفر حج کی تفصیلات اور ارکان حج کے باطنی مطالب ومعنی تحریر کئے ہیں۔ (نمبر۲) ''مشاہدہ حق'' اس کتاب میں مشائخ عظام کی راہ طریقت میں تعلیمات کا نچوڑ دیا گیا ہے۔ اور یورپی مصنفین اور تصوف مخالفین کے اعتراضات کے بے بنیاد الزامات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

(نمبر۳) ''اسلامک صوفی ازم'' تصوف کے موضوع پر یہ کتاب انگریزی زبان میں شائع ہوئی تھی۔

(نمبر۴) تربیت العشاق۔ یہ آپکے مرشد کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔

(نمبر۵) ''وحدت الوجود ووحدت الشہود'' اس کتاب میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے مسلک

Marfat.com

وحدت الوجود اور حضرت مجدد الف ثانی کے مسلک وحدت الشہود میں تطبیق ثابت کر کے اولیاء اللہ کے مابین ایک خیالی اختلاف کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی سعی جمیلہ کی ہے۔

(نمبر ۶) ''عظمت اہل بیت'' یہ کتاب بدنام زمانہ خارجی محمود عباسی کی کتاب کے جواب میں ہے۔

(نمبر ۷) ''اقوام متحدہ اسلامیہ کا تصور'' یہ کتاب انگریزی زبان میں ہے۔ جس میں مسلمانان عالم کو بیدار کیا گیا ہے کہ متحد ہو کر ایک قوت بن جاؤ۔

(نمبر ۸) ''مقابیس المجالس'' یہ کتاب حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن شریف والوں کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ جس کا آپ نے نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ 150 صفحات پر مشتمل اس کتاب کا مقدمہ بھی لکھا۔

(نمبر ۹) ''مرآۃ الاسرار'' یہ کتاب حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی ہے جو کہ انہوں نے ۱۰۴۵ھ میں شروع کی اور ۱۰۶۵ھ میں ختم کی مگر چھپ نہ سکی۔ سلسلہ صابریہ کے معروف بزرگ جو کہ برطانوی الاصل تھے نے لندن میوزیم لائبریری سے اس کا ایک مائیکروفلم نسخہ حاصل کیا تھا۔ آپ نے اس کا فارسی سے اردو ترجمہ کر کے اسے سالکین طریقت ومحبان اولیائے کبار کے لئے شائع کیا۔

(نمبر ۱۰) ''جوامع الکلم'' یہ کتاب حضرت بندہ نواز گیسوراز کے ملفوظات اور خواجگان چشت کے حالات ومقامات پر ہے۔ اس کا بھی آپ نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ جو کہ آجکل عام ملتی ہے۔

(نمبر ۱۱) ''مکتوبات قدوسیہ'' یہ کتاب حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے ملفوظات وخطوط جنکے ذریعے انہوں نے مریدین کی روحانی تربیت فرمائی ہے۔

اس کا بھی فارسی سے اردو ترجمہ آپ نے کر کے شائع کیا۔

(نمبر ۱۲) ''ملفوظات خواجہ خدا بخش خیر پوری'' یہ حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اسکا بھی آپ ہی نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے

(نمبر ۱۳) ''ترجمہ تلقین لدنی'' یہ کتاب حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے کیا اور اس کو بہاولپور کی اردو اکیڈمی نے شائع کیا۔

(نمبر ۱۴) ''ترجمہ شرح لوائح جامی'' اس کتاب کا درس بڑے بڑے مشائخ اپنے مریدین کو دیا کرتے تھے۔ آپ نے ترجمہ کر کے شائع کیا۔

(نمبر ۱۵) ''اقتباس الانوار'' یہ کتاب حضرت شیخ محمد اکرم براسوی قدوسی کی کتاب ہے جو کہ سلسلہ

Marfat.com

عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگوں کی سوانح حیات وتعلیمات کا مجموعہ ہے۔آپ نے اس کتاب کا ترجمہ کر کے ملت صابریہ پر احسان عظیم فرماتے ہوئے سے شائع کرایا ہے۔

(نمبر۱۶) ''حقیقت تصوف'' یہ کتاب آپکے پیر و مرشد کے انگریزی رسالہ بنام ۔صوفی ازم اردو ترجمہ ہے آپ نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔

(نمبر۱۷) ''مضامین ذوقی'' یہ کتاب آپکے شیخ طریقت علامہ ذوقی شاہ نے انگریزی زبان میں اپنے مضامین پر لکھی ہے۔آپ نے اس کا ترجمہ اردو میں کر کے شائع کیا ہے۔اسکے علاوہ آپ کی متعدد کتب غیر مطبوعہ ہیں۔جن میں (نمبر۱) فضائل جہاد (نمبر۲) حج العارفین (نمبر۳) حکایات مثنوی (نمبر۴) ''ترجمہ مرصاد العباد'' مصنف حضرت شیخ نجم الدین رازی (نمبر۵) تاریخ مشائخ چشت بزبان (اردو) (انگریزی) (نمبر۶) ترجمہ شرح کشف المحجوب (اردو) (انگریزی) یہ شائع ہوچکی ہے (نمبر۷) پاکستان کی عظیم الشان دفاعی قوت (نمبر۸) انگلش ترجمہ وشرح کیمیائے سعادت (نمبر۹) انگلش ترجمہ وشرح عورف المعارف (نمبر۱۰) لغت تصوف (انگریزی) (اردو)

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۴۲۶ء کو ہوا۔ مرقد منورہ بہاولپور میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

ردیف ہ

منقبت حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

ابھی ہو جائے گا جل تھل ابھی لہرائے گا سبزہ
اٹھا ہے جھوم کر ابرِ بہار ہاشم حسینی شاہ محمد

ادھر بھی اِک نگاہ لطف اے ارباب میخانہ
میری جانب بھی جام زرنگار ہاشم حسینی شاہ محمد

اسے سرمہ بنا کر اپنی آنکھوں میں لگاؤں گا
اگر مل جائے خاک رہگذار ہاشم حسینی شاہ محمد

رہِ دشوار کا کیا غم تمہیں اے قافلے والو
بہت ہموار ہے یہ رہگذار ہاشم حسینی شاہ محمد

عجب اک بیخودی کی کیفیت طاری ہے غنچوں پر
میرے گلشن میں آئی ہے بہار ہاشم حسینی شاہ محمد

خدا رکھے سلامت دم غلام حسنین شاہ کا
لئے بیٹھے ہیں ہم اِک یادگار ہاشم حسینی شاہ محمد

غلام حسنین فیض الدین اور مقصود زندہ ہیں ابھی عاقل
ابھی باقی ہے کچھ بوئے دیار ہاشم حسینی شاہ محمد

کلام: عاقل کاظمی

Marfat.com

حضرت سیّد ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فرزند صوری و معنوی حضرت محمد مصطفیٰ، وارث ولایت خاص علی المرتضیٰ، معلم مدرسۃ یہدی اللہ من اناب، قطب دائرہ کائنات، تارک مملکت دنیا، طالب عقبیٰ، سبوح طریقت، واصل اصل حقیقت، محرم اسرار ربوبیت، مستغرق درمقام رویت، مؤحد حمیدہ صفات، مستغرق تجلی ذات، مقرب احدیث، مقدس حمدیت، پاکباز ولایت، شاہباز ہدایت، عزیق بحر حقیقت، قطب وقت، مقتدائے طریقت، عارف حقیقت، قبلہ اہل بصیرت، پیشوائے ارباب طریقت، ولی مادرزاد، فخر السادات، سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے نیّر تاباں حضرت خواجہ پیر سیّد ہاشم حسینی شاہ محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت محمد شاہ صاحب آپ سادات حیدرآباد دکن کے نیّر تاباں حضرت خواجہ سیّد محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے اور اما العارفین چراغ دکنی حضرت سیّد محمد معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے بھتیجے اور مرید و خلیفہ اکبر و سجادہ نشین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بمقام بیدر محمد آباد میں ۱۴ صفر المظفر بروز جمعۃ المبارک ۱۲۵۷ھ کو حضرت سید شاہ پیراں حسینی حیدرآبادی علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی جب آپ کی عمر عزیز آٹھ برس کی ہوئی تو ۱۲۶۵ھ میں اپنے وطن مالوف بیدر محمد آباد سے اپنے چچا امام العارفین حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے پاس گلبرگہ حیدرآباد دکن تشریف لے آئے اور انہی کے زیر سایہ آپ نے ظاہری و باطنی تعلیم مکمل کی۔ آپ کو ظاہری و باطنی علوم پر اس قدر استعداد حاصل تھی کہ بڑے بڑے اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اپنے مسائل کے حل کے لئے تشریف لاتے اور آپ کی طرف سے شافی جواب ملنے پر مطمئن ہو کر جاتے شروع شروع میں دنیاوی امور میں آپ ایک منتظم المزاج شخصیت کے مالک تھے زمانے کے رؤسا و نواب آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے تھے۔

فوج میں ملازمت ☆: علوم ظاہریہ میں اعلیٰ استعداد رکھنے کی بنا پر نواب ناصر الدولہ والی ریاست حیدرآباد دکن نے آپ کو اپنی فوج میں بطور جمعدار پانچ سو روپے ماہوار پر مقرر کر دیا اور آپ نواب ناصر الدولہ والی ریاست دکن کے دور سے میر محبوب علی خان بہادر والی ریاست دکن کے زمانے تک اس عہدہ پر کام کرتے رہے۔ جب آپ سواری پر سوار ہو کر کار سرکار کے لئے نکلتے تو تین سو فوجی سپاہیوں کا دستہ آپ کے ہمراہ ہوتا تھا۔ جسم پر ہزاروں روپے کے ہتھیار حرب آویزاں ہوتے تھے۔

Marfat.com

بیعت وخلافت☆: آپ امام العارفین دلیل الکاملین، سلطان العاشقین حضرت خواجہ سید محمد معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار صابری علیہ الرحمۃ حیدرآباد دکنی کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور مجاہدہ وریاضت شاقہ کی تکمیل اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد اپنے چچا و پیرومرشد حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت پاکر مسند ارشاد پر فائز ہوئے اور ان کی ظاہری حیات مبارکہ میں سجادہ نشین مقرر ہو کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

نوٹ☆: آپ اپنے پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش سرکار کے بھتیجے اور داماد، مرید خاص وخلیفہ اکبر وسجادہ نشین تھے۔ یہ تمام سعادتیں بیک وقت آپ ہی کو زیبا تھیں۔ نیز آپ کے والد گرامی حضرت سید شاہ پیراں حسینی چشتی صابری علیہ الرحمۃ بھی حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح آپ کے والد گرامی آپ کے پیر بھائی بھی ہوئے۔

سیرت وکردار☆: آپ میں بچپن سے ہی ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ فقر واستغنا آپ کی طبیعت کا خاصہ رہا۔ عالم شباب سے نماز پنجگانہ نماز تہجد ذکر واشغال کے پابند تھے۔ عبادت وریاضت میں یگانہ روزگار رہتے، سخاوت میں عدیم المثال تھے، عاجزی وانکساری آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ خلق محمدی کا عملی نمونہ اور صورت وسیرت میں ایسے حسین یوسف ثانی تھے کہ جہاں رونق افروز ہوتے وہاں شمع محفل نظر آتے۔ اور ہزاروں سامعین وناظرین آپ کے چہرۂ انور کو حیرت سے دیکھتے ہی رہ جاتے۔ آپ اپنے پیرومرشد سے اس طرح اور اتنا عشق کرتے تھے کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے تھے کہ آپ خسروِ زمانہ ہیں۔ لاکھوں روپے اپنے پیرومرشد کے مزار مبارک کی تعمیر میں اپنی گرہ سے خرچ کئے۔ محفل سماع کا یہ عالم تھا کہ بس قوالوں کو روپے اور نذر اس قدر عطا فرماتے تھے کہ لوگ دنگ رہ جاتے کہ اتنا روپیہ کہاں سے آرہا ہے۔ نوکری کے زمانہ میں ہزاروں روپے اپنے پیر دستگیر حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے قدموں پر نچھاور کرتے رہے۔ دروازے پر آنے والے کو نہ کبھی جھڑکا اور نہ ہی مایوس لوٹایا۔ آپ کا معمول تھا کہ اپنے مرشد کی خانقاہ شریف میں روزانہ ایک سو کے قریب درویشوں کو لنگر کھلاتے اور یہ معمول سجادگی کے اول روز سے زندگی کے ظاہری آخری دن تک تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔ آپ کے لئے ہر دن عید کا دن ہوتا اور ہر رات شب برأت ہوتی

Marfat.com

تھی۔ خانقاہ شریف میں ہر طرف ذکر جہر کے حلقے ہوتے تھے۔ آپ کے دور میں خانقاہ شریف کے اندر کہیں ذکر وفکر کی مجالس کہیں محافل میلاد شریف اور کہیں محفل سماع کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ مکہ مسجد اور خانقاہ شریف کے در و دیوار سے اللہ اللہ کی آوازیں آتیں آپ کی خانقاہ کیا تھی عرش آشیاں وجنت مکان تھی آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے لئے ایک الگ دفتر درکار ہے۔ ان مختصر اوراق میں اس کی گنجائش نہ ہے۔ آپ نے چالیس سال تین ماہ کے عرصہ میں تمام عالم کو فوائد دینی و دنیوی و روحانی سے مفخر وممتاز کیا اور ہزار ہا بندگان خدا کو خدا رسیدہ بنایا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: جن حضرات نے آپ سے خرقہ خلافت و دستار فضیلت و اجازت حاصل کی ان میں آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی عرف منجھلے میاں جو کہ آپ کے سجادہ اور خلیفہ اول ہیں اور دوسرے خلیفہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد اکبر حسینی عرف بڑے میاں تیسرے خلیفہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے سید محمد بندہ حسینی عرف فقیر میاں چوتھے خلیفہ سید شہباز حسینی پانچویں خلیفہ منشی فیض الدین شاہ چھٹے خلیفہ محمد حسین شاہ پیش امام خانقاہ شریف جو کہ آپ کے وصال باکمال کے بعد لاہور تشریف لا کر قیام پذیر ہوئے ان کے مریدین نے مزنگ لاہور میں درگاہ شاسلپہانی میں خانقاہ بنوادی تھی۔ تمام عمر اُسی مقام پر بندگان خدا کو رشد وہدایت کا پیغام دیتے رہے اور وہیں پر اپنے پیر ومرشد کا سالانہ عرس مبارک کراتے رہے۔ ساتویں خلیفہ حضرت محمد عبدالزندہ ولیمکھ جبکہ آٹھویں خلیفہ حضرت سید ابراہیم شاہ المعروف حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابریؔ احمد آبادی ثمہ میرٹھی ہیں۔ جن کو حضور شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ نے اپنے دست مبارک سے خرقہ خلافت عطا کیا تھا مگر وہ اپنے پیر بھائیوں کے رویہ سے نالاں ہونے کی بنا پر سلسلہ عالیہ کو موقوف کئے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ خانقاہ حضرت صابر بخش علیہ الرحمۃ واقع دریاء گنج دہلی میں آپ حضرت سید محمد ہاشم حسینی شاہ محمد صابری حیدر آباد دکن سے عرس میں شرکت کے لئے دہلی تشریف لائے تو پیر جی حضرت شاہ امیر حسین صابریؔ علیہ الرحمۃ نے حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ سید مظہر علی شاہ صاحب سے لوگ بہت معتقد ہیں مگر وہ مرید نہیں کرتے۔ آپ ان سے فرمادیں کہ یہ مرید کیا کریں۔ پھر حضرت قبلہ ہاشم حسینی شاہ محمد صابریؔ نے فرمایا مظہر علی شاہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم ہمارے پیر بھائی و صاحب

Marfat.com

اجازت ہو۔تو حضرت سید مظہر علی شاہ صاحب نے عرض کیا حضور میرے پیر بھائی میاں عبداللہ شاہ وغیرہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس خلافت کی کیا سند ہے اور دوسرا یہ غلام اس لائق نہیں۔حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمۃ اللہ علیہ المعروف محمد شاہ نے یہ سن کر فرمایا لوگ غلط کہتے ہیں رشک سے کہتے ہیں تم مرید کرو حضرت کی اجازت ہے اور ہماری بھی اجازت ہے۔یہ واقعہ ۱۳۰۵ھ کا ہے۔پھر اُسی روز بہت سے لوگ رسالہ و پلٹن کے آپ سے مرید ہوئے۔اس کے بعد حضرت سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ ۱۳۱۲ھ میں پیدل میرٹھ سے حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور اپنے پیر و مرشد کا عرس کرنے کے بعد حضرت سید ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ خلافت و خلافت نامہ و ہر دو شجرہ شریف چشتیہ عالیہ و قادریہ عالیہ سے ممتاز ہوئے۔حیدر آباد دکن میں بر موقع عرس قل شریف کی محفل میں حضرت سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو جو کیفیت وجد ہوئی کچھ عجیب اور پُر لطف و غریب کیفیت تھی سب حاضرین کو حیرت و سکتہ تھا۔بار بار حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر پڑتے تھے اور روپے نظر دے رہے تھے۔اللہ اکبر پیر پرست ایسے ہوتے ہیں۔پھر شجرہ شریف میں حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ کا نام مبارک اور حضرت میاں کا نام شریک کیا۔سبحان اللہ ایسے ہی لوگ بزرگوں سے فیض پاتے ہیں جس سے خدا کے نام کا ایک حرف سیکھتے ہیں اُس کو پیر تربیت و پیر اجازت مانتے ہیں۔

آج ایسے لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں جو کسی سے صدہا باتیں سیکھتے ہیں اور انجان بن جاتے ہیں۔حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ کے نویں خلیفہ حضرت پیر دستگیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی ہیں جن کے دم قدم سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو بے پناہ عروج حاصل ہوا اور اس کا فیضان تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

عطائے منصب سجادگی ☆: آپ کے پیر و مرشد حضور سید معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ نے اپنے وصال با کمال سے ایک ہفتہ قبل اپنے تمام خلفا سے مشورہ کر کے آپ کو اپنا سجادہ مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔اور اپنے خلیفہ حضرت ہلالی شاہ اور حضرت بہبود علی شاہ علیہم الرحمۃ کو حکم دیا کہ جمعدار محمد شاہ کو بلا لاؤ۔یہ دونوں حضرات آپ کی ڈیوڑھی میں پہنچے اور عرض کیا کہ آپ کو حضور قبلہ شاہ خاموش سرکار نے یاد فرمایا ہے۔آپ نے خدام کو سواری باہر نکالنے کا حکم

Marfat.com

صادر فرمایا۔ تمام فوج اس زمانہ کے رسم ورواج کے مطابق ہاتھی گھوڑے پالکی دیگر لوازمات کے ساتھ برآمد ہوئے۔ اور خانقاہ کے عقب مکہ مسجد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔ آپ جیسے ہی اپنے پیرو مرشد حضور شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ نے اپنے خلفاء و مریدین کو حکم دیا کہ ان کا لباس بمعہ جامہ و پگڑی اور ہزاروں روپے کے قیمتی ہتھیار جو زیب تن تھے تمام اتارلو۔ جب حکم کی تعمیل ہوگئی تو حضور شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ نے خود اپنا فقیرانہ لباس وخرقہ خلافت وسجادگی پہنا کر اپنا جانشین مقرر فرمادیا۔ اس کے بعد پھر آپ نے نہیں دیکھا کہ ڈیوڑھی کہاں گئی اور صاحبزادگان کا کوئی خبر گیراں ہے۔ بس اس کے بعد سے اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں شب و روز مصروف ہو کر حصول فیض میں مشغول رہے۔

وصال باکمال☆: آپ اپنے پیرو مرشد شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال سے آٹھ روز قبل سجادہ نشین درگاہ شریف وخانقاہ معلیٰ حیدرآباد دکن مقرر ہوئے اور عرصہ چالیس سال تین ماہ تک اس انداز سے فرائض سجادگی انجام دیئے جس کی مثال ناممکن ہے۔ آپ کے دور سجادگی کو دیکھنے والے بزرگ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی بزرگ کے ایسے سجادہ نشین دیکھے نہ سنے ہیں۔

حیدرآباد دکن کی روحانی درگاہ خانقاہ چشتیہ صابریہ پر چالیس برس تین ماہ سجادگی کرنے کے بعد بالآخر ۲۴ محرم الحرام بروز جمعرات بوقت نماز تہجد ۱۳۳۰ھ کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُرانوار خانقاہ معلیٰ گلبرگہ حیدرآباد دکن انڈیا بھارت میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری حیدرآباد دکنی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے فرزند و نور نظر حضرت سید محمد شاہ صابر الحسینی کو ماہ محرم ۱۳۴۸ھ میں اپنی جگہ خانقاہ معلیٰ حیدرآباد دکن کا سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ حضرت سید محمد شاہ صابر الحسینی چشتی صابری نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنے نور نظر و دلبند حضرت محمد سید شاہ قطب الدین الحسینی چشتی صابری کو ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ کو سجادہ نشین درگاہ حضرت سید معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش سرکار علیہ الرحمۃ مقرر کیا اور اسی دن دوسرے فرزند حضرت سید شاہ فرید الدین حسینی چشتی صابری کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

ردیف ی

حضرت شیخ محمد یوسف جی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ زمانہ، عارف یگانہ حضرت شیخ محمد یوسف چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہترینا کابرین اور یکتائے زمانہ شیخ ہوئے ہیں۔ آپ حضرت بندگی شیخ محمد صادق گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہوئے ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات جامع الحسنات وبرکات و منبع فیوض وکمالات ہے۔ آپ اپنے زمانے کے صلحاء اور علماء میں ممتاز تھے، ریاضت ومجاہدہ آپکا سلف صالحین کے موافق تھا۔ پیران کلیر شریف میں آپ نے ایک چلہ کر کے منزل حقیقی کو پایا۔ آپکے خلفاء میں حضرت مولانا مفتی محمد سلیم منگلوری ہوئے ہیں انکے خلیفہ حضرت عارف باللہ مولانا شاہ نور الہدیٰ منگلوری ان کے خلیفہ حضرت ثانی محی الدین ابی عبدالرحمٰن چشتی صابری لکھنوی صاحب تصنیف مرآۃ الاسرار ہوئے ہیں۔ آپکا سلسلہ اب بھی بڑی دھوم دھام سے جاری ہے آپ کے ایک خلیفہ بہت مشہور ہوئے ہیں جنکا نام حضرت سید امیر علی شاہ شہید ہوئے ہیں انکے خلیفہ مولانا محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو مثنوی شریف کے معروف استاد ہوئے ہیں انکے خلیفہ عظیم شاہ بھی ہوئے ہیں آپ اصل میں حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری کے مرید تھے بعد ان کے وصال کے آپکی تعلیم وتربیت حضرت شیخ محمد صادق نے مکمل کی اور انہوں نے ہی آپکو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔ آپ نے حضرت شیخ نظام الدین بلخی تھانیسری علیہ الرحمۃ کی بھی زیارت کی ہے۔ آپ ولایت کوہستان کے باشندہ تھے۔ اور طبیعت میں بہت سختی تھی پہلے پہلے آداب پیری مریدی سے بالکل آشنا نہ تھے۔ اکثر اوقات ایسے کلمات صادر فرماتے تھے کہ مرشد کامل کو اذیت پہنچتی تھی مگر بعد ازاں آپ کو آپ کے شیخ محمد صادق گنگوہی نے آپ کو آپ کے کہنے پر خلافت عطا فرما دی تھی۔ لیکن کافی جدوجہد کے باوجود کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچا لیکن وہ اپنی ذات سے عارف کامل و رہبر واصل الی اللہ تھے۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال گیارہویں صدی ہجری کو سامانہ میں ہوا۔ اور مزار پر انوار سمانہ میں مرجع خاص وعام ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ یحیٰی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆ : کریم ابن کریم، عارف ابن عارف، ولی ابن ولی، قطب مادرزاد حضرت شیخ یحیٰی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کبار سے ہیں۔

آپ حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند اور انکے مرید اور خلیفہ و سجادہ نشین ہیں۔ آپکے والد گرامی حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ شیخ نظام الدین بلخی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز ہیں۔

آپ نے اپنے والد کے ۔ مسند رشد و ہدایت پر بیٹھ کر دن ورات سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ترویج و اشاعت میں بھرپور کردار ادا لیا

۔آپ بڑے صاحب کمال اور صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے، زہد و تقویٰ وعبادت وریاضت، علم وعمل اور حلم وبردباری، سخاوت اور اخلاق کریمانہ میں بے مثل وبے مثال تھے۔

آپ کے دور کے بڑے بڑے نامور مشائخ وعلماء آپ کے پاس نہ صرف تشریف لاتے بلکہ دل سے احترام بھی کرتے تھے۔

کرامت ☆ : ایک دفعہ خیرو نامی چور موضع سید والا سے لاہور میں چوری کرنے کی نیت سے آیا۔ جب کسی اور جگہ داؤ نہ لگا تو آپکی خانقاہ میں داخل ہو کر آپ کی گائے کھول کر جانے لگا۔ مگر اندھا ہو گیا اور اس کو راستہ نظر نہ آیا ناچار مجبور ہو کر گائے واپس کھونٹے سے باندھ دی۔ اور وہیں بیٹھ کر رات گزاری، جب صبح ہوئی تو آپ نے اسے دیکھ کر پوچھا کون ہو۔

تو اس نے تمام ماجرا سنا دیا۔ آپ نے اسکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا جس سے اسکی بینائی واپس آ گئی۔

وصال باکمال ☆ : آپ کا وصال باکمال ۱۱۳۲ھ بمطابق ۲۰-۱۹۱۷ء کو ہوا۔ مزار پرانوار والد گرامی کے پہلو میں باغ زیب النساء نواں کوٹ لاہور میں مرجع عام وخاص ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ یار محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام الاتقیاء، برھان الاصفیاء، سلطان العارفین، دلیل الکاملین حضرت خواجہ یار محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ سلطان الذاکرین ہیں۔

آپ حضرت خواجہ محمد افضل چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کی ذات سے سلسلہ عالیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے۔ ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت ملی۔ سینکڑوں افراد روحانیت سے مالا مال ہوئے۔ لاتعداد لوگوں نے آپکے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ انتہائی نیک پاک باز متقی وصالح دیانتدار صوم وصلوٰۃ عبادت وریاضت، زہدوتقویٰ میں یکتائے زمانہ تھے۔ سخاوت حلم بردباری اور اخلاق کریمانہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے حالات زندگی اور تاریخ پیدائش ووصال نہیں مل سکی۔ صرف آپکے جائے مدفن کے بارے میں معلوم ہوسکا ہے۔ آپکا مزار پر انوار موضع ٹانڈہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ غالباً آپکا وصال ۱۳ ویں صدی کے آخر میں ہوا۔

حضرت شیخ سید حافظ محمد یسٰین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، دلبند رسول، خوکردہ جمال محمدی، پروردہ کمال احمدی، فائز در کمالات الفقر فخری حضرت شیخ سید حافظ محمد یسٰین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ شہید تیغ تسلیم ورضا ہیں۔

آپکی ولادت قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر یو پی انڈیا میں ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ آپ ولی مادرزاد ہیں۔ عہد طفلی سے ہی آپ کی ذات سے اکثر ایسے خوارق وعادات ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے کہ جس سے اہل خاندان اور عزیز واقارب محسوس کرنے لگے کہ اللہ کے دوست اور ولی ہیں۔

آپکے بچپن کا واقعہ ہے کہ ابھی عمر عزیز صرف تین برس تھی کہ آپکے گھر میں ایک ایسی بھینس آگئی۔ جو کسی کو بھی اپنے قریب نہ آنے دیتی دودھ چونا تو درکنار تھا۔ تمام گھر والے بھینس سے پریشان تھے۔ مگر آپ اس کے قریب جاتے تو وہ مؤدب کھڑی رہتی حتیٰ کہ حرکت نہ کرتی تھی۔ جس پر تمام گھر والے تعجب

Marfat.com

کرتے تھے بلکہ اس بات کا اہل محلہ میں بھی چرچا ہونے لگا اور لوگ دیکھتے جن میں قطب ارشاد حضرت صوفی محمد ابراھیم چشتی صابری کیرانوی علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت جلال الدین محمد کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ہیں۔ اور قصبہ کیرانہ میں ہی سکونت پذیر ہیں۔ آپ کے عہد طفلی میں آپکے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ اور اکثر فرماتے تھے کہ یہ بچہ نہایت ہی واجب الاحترام ہے کہ آنے والے وقت میں بہت ہی باکمال ہوگا۔ تم انکی قدر و منزلت سے واقف نہیں ہو۔ جلد ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔

تکمیل حفظ قرآن وعلوم دینیہ ☆: سات برس کی عمر میں آپ کو والدین نے مکتب میں قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے بٹھادیا۔ دس برس کی عمر میں قرآن کریم مکمل حفظ کر کے فارغ ہوئے تو والد گرامی نے علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے آپ کو دارالعلوم دیوبند میں داخل کرادیا۔ بارہ برس کی مکمل جدوجہد کے بعد عربی وفارسی علوم دینیہ مکمل درس نظامی اور میٹرک تک تعلیم مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔

بطور ڈرائیور ملازمت ☆: اپنے عہد شباب میں ڈپٹی صاحب خان بہادر کے یہاں ملازمت اختیار کرلی۔ آپ کے طرز زندگی اور معمولات و دیانتداری اور قلبی صفائی و روحانیت کو دیکھ کر یہ اثر پڑا کہ ڈپٹی صاحب خان بہادر بوقت ضرورت آپ کے سامنے دست بستہ گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ معروف صوفی بزرگ اور سادات حیدرآباد دکن کے عظیم روحانی چشم و چراغ حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ حیدرآباد دکنی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور تکمیل مجاہدات کے بعد انہی کے دست مبارک سے ۱۹۳۹ئمیں خرقہ خلافت پاکر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اس طرح آپ راقم الحروف کے والد گرامی حضور فیض عالم حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی ہوئے اور راقم الحروف کے چچا پیر۔

آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔ سید یسٰین شاہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ غلام حسین شاہ مرید و خلیفہ حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ خاموش سرکار حیدرآباد دکنی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری کے وہ مرید و خلیفہ حضرت سید محمد اعظم شاہ روپڑی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت سید محمد سالم ترمذی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت قطب دوراں سید محمد سعید شاہ کاظمی المعروف

Marfat.com

سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے۔

سیرت و کردار☆: آپ ولی مادر زاد ہیں بچپن ہی سے یاد خدا میں مست و مستغرق تھے، تمام زندگی یاد خدا اور خلق خدا کی رشد و ہدایت اور بھلائی میں گذاری، آپکا بچپن ہو جوانی کا ہر شخص آپکے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آتا، جس مقصد کے لئے کوئی ملتجی ہوتا آپ کی دعا سے کامیابی پاتا تھا۔ آپ مستجاب الدعوات تھے کبھی آپ کی دعا رد نہیں ہوئی۔ عبادت و ریاضت، مجاہدہ و سلوک تسبیح و تحلیل میں یکتائے زمانہ تھے آپکے ہم عصر علماء اور مشائخ نہ صرف آپ کی تعظیم فرماتے تھے بلکہ آپ سے اکتساب فیض بھی کرتے تھے۔ درگاہ حضور مخدوم صابر پاک کلیر میں غلامانہ انداز سے رہتے۔ ہر سال عرس کے موقعہ پر کلیر شریف میں تعمیر کردہ اپنی سہ دردی میں جو آپ نے اپنے شیخ کی ظاہری حیات میں تعمیر کی تھی میں بیٹھ کر بارہ روز تک درویشوں میں لنگر تقسیم فرماتے تھے۔ اپنے شیخ کے سچے پکے عاشق و مرید صادق تھے۔ بزرگوں کے عرسوں میں اپنے شیخ کی طرح حاضری دیتے تھے۔

نوٹ☆: کلیر شریف میں آپ کی تعمیر کردہ سہ دری آج بھی موجود ہے جہاں پر آپ کے عقیدت مندان اب بھی عرس مخدوم صابر کلیری پر لنگر پکاتے ہیں۔

کشف و کرامات☆: موضع امین پور علاقہ ہاپوڑ ضلع میرٹھ کے رہنے والے آپکے ایک مرید و خلیفہ شیخ اللہ راضی کے مکان پر آپ ۲۳۔۲۲ ربیع الثانی کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس میں شرکت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ عرس مبارک کے موقع پر اسی گاؤں کی رہنے والی ایک ضعیفہ عورت بعد از نماز فجر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور چائے کی دعوت کی درخواست کی۔ آپ نے صاحب خانہ کی اجازت لیکر دعوت قبول کی اور بمعہ مریدین اس ضعیفہ عورت کے گھر تشریف لے گئے۔ ضعیفہ نے چائے کے بعد عرض کیا حضور میرے دو ہی بیٹے ہیں اور دونوں بچوں کی اسی ہفتے میں پھانسی کا حکم سنایا جانے والا ہے۔ حضور آپ اللہ کے ولی ہیں۔ میں اچھی طرح سمجھتی ہوں کہ اللہ کے ولی کی زبان سے اگر کوئی بات نکل جائے تو خدا پوری کر دیتا ہے۔ آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ خدا کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ میرے دونوں بیٹے پھانسی سے بچ جائیں تاکہ میرے گھر کا چراغ جلتا رہے۔ میں

Marfat.com

آ پکو آ پکے پیر و مرشد اور رسول کریم ﷺ کو واسطہ پیش کر کے عرض کرتی ہوں خداوند کریم کی بارگاہ میں میرے بچوں کی رہائی کے لئے دعا کریں دیں۔ وہ عورت زار وقطار روتی تھی اور بار بار دعا کے لئے درخواست کرتی تھی۔ آپ سے اسکا رونا نہ دیکھا گیا اس کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے فرمایا کہ جلدی سے دو کبوتر لا کر پیش کرو۔ اس عورت نے جسقدر جلدی ہوسکتا تھا کبوتر لا کر پیش کئے۔

آپ نے اپنے گلے میں پڑے ہوئے رومال میں دونوں کبوتروں کو باندھا اور اس عورت کے مکان کے خالی کمرے میں داخل ہو کر اندر کی کنڈی لگالی۔ یہ تمام ماجرا دیکھ کر تمام مریدوں اور معتقدین اہل محلہ پر سکوت طاری تھا۔ سب کی نظریں اور کان کمرے کی طرف لگے ہوئے تھے۔ گاہے گاہے کمرے کی طرف سے رونے کی آواز آتی تھی۔ بالآخر آدھا گھنٹے بعد آپ نے کنڈی کھولی اور کمرے سے باہر تشریف لائے اور ایک عدد کبوتر اپنے دست مبارک سے ہوا میں اڑاتے ہوئے فرمایا کہ اے ضعیفہ لو تمھارا ایک بیٹا بری کیا۔ یہ سن کر تمام حاضرین نے خوشی اور یقین کا اظہار کیا۔ تھوڑے سے وقفے کے بعد پھر سرکار نے دوسرا کبوتر آزاد کیا اور ہوا میں اڑاتے ہوئے فرمایا لو تمہارا دوسرا بیٹا بھی بری ہوا۔

یہ سن کر ضعیفہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ آپ کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ اس کے بعد آپ ضعیفہ سے اجازت لیکر بمعہ مریدین واپس اپنے خلیفہ اللہ راضی کے گھر تشریف لے آئے۔ اور عرس کے معاملات میں مصروف ہوگئے۔ جب عرس ختم ہوا تو قل شریف سے پہلے وہ عورت اور اس کے دونوں لڑکے جو اللہ کے فضل وکرم اور آپ کی دعا سے اسی دن بری ہوگئے تھے۔ اور قل شریف والے دن اسی وقت رہائی پا کر گھر پہنچے تھے۔ انکو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ لڑکے آپکے قدموں میں گر گئے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے ایک مرید شبیر احمد بزمی کے گھر سہارنپور بعد نماز عصر پہنچے اور فرمایا بزمی آج شام کا کھانا تمہارے پاس کھائیں گے۔ اور رات کا قیام باقر علی کے مکان پر کریں گے۔ شبیر بزمی نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کیا پکانا ہے۔ تو اس نے کہا کہ خشک قیمہ اور زردہ پکائیں گے۔ اس نے اہلیہ سے کہا کہ آپ کے دو چار یا اس سے زیادہ مہمان بھی ہوسکتے ہیں۔ اسلئے اتنا مختصر انتظام مناسب نہیں۔ اہلیہ نے کہا کہ آپ نہیں جانتے کہ سرکار کے ساتھ کتنے ہی آدمی کیوں نہ ہوں کھانے میں کمی کبھی واقع نہیں ہوئی۔ یہ تو ہم سب کا بارہا کا مشاہدہ ہے۔ شبیر بزمی نے اہلیہ

Marfat.com

سے کہا کہ آپ کے ساتھ دو صاحبزادے اور گھر سے ہم نو افراد ہیں کل بارہ تو یہ اور نہ جانے وقت پر کتنے آ جائیں۔ اہلیہ نے کہا آپ تو عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں مگر میرا عقیدہ یہ ہے کہ کھانے میں کمی واقع نہ ہوگی۔ اب دیکھیں گے جیت عقل کی ہوگی یا عقیدے کی۔

آج تو میری بات ماننی پڑے گی۔ بالآخر اہلیہ نے اپنی مرضی کے مطابق کھانا تیار کیا۔ بعد نماز عشاء کھانا جب تیار ہوا تو اسوقت کھانے والے اڑتالیس افراد گھر پر موجود تھے۔ چنانچہ دستر خوان لگایا گیا ختم شریف پڑھایا گیا دعا ہوئی تو اتنی دیر میں منشی عبدالغفور جو فن شعر و ادب میں بشیر بزمی کے استاد بھی ہیں بمع دو مہمانوں کے وہ بھی تشریف لے آئے جب کھانا شروع ہوا تو ان دو حضرات کے سامنے پیالے موجود نہ تھے۔ آپ سرکار نے بشیر بزمی کو حکم دیا کہ گھر سے دو پیالے لے آؤ۔ بشیر بزمی گھر کے اندر گئے تو اہلیہ چونکہ پہلے ہی شرمندہ تھی بولیں مجھ سے خطا ہوگئی۔ لہٰذا اب تو کسی بھی طرح وقت گذار لو۔ آئندہ میں ایسی غلطی نہ کروں گی۔ سالن کا برتن دیکھا تو خالی تھا۔

شبیر بزمی فرماتے ہیں کہ سرکار نے ایک دعا مجھے برکت کے لئے عطا کر رکھی تھی میں نے اس کا استعمال کیا۔ لیکن ناکام رہا۔ اتنی دیر میں آپ سرکار نے آواز دی شبیر باہر آؤ۔ شبیر جب باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ شبیر بیٹا دیکھو کسی مہمان کے آگے فالتو پیالے تو نہیں رکھے ہوئے۔ انہوں نے دیکھا تو واقعی دو پیالے فالتو رکھے ہوئے نظر آئے۔ جو انکے گھر کے پیالوں جیسے تو نہ تھے مگر تھے خشک قیمے سے لبریز۔ بعد از طعام حکم فرمایا کہ روحانی غذا لاؤ۔ شبیر بزمی چونکہ قوال تھے۔ انہوں نے گھر سے ساز نکالے اور پارٹی کو باہر بٹھا کر آپکے سامنے حضرت بوعلی شاہ قلندر کا ایک کلام سنایا اسکے بعد آپ بمعہ مریدین جناب باقر علی کے مکان پر تشریف لے گئے۔ منشی عبدالغفور اور بشیر بزمی کی پارٹی کے دو ساتھی بیٹھک میں ہی شعر و سخن میں مصروف تھے کہ اہلیہ نے دستک دیکر بلایا اور کہنے لگی کھانا کھالو۔ شبیر بزمی نے تعجب سے پوچھا کیا کھانا اور پکایا ہے تو کہنے لگی کہ نہیں وہی کھانا خدا گواہ ہے کہ ابھی موجود ہے۔

شبیر بزمی کے گھر والوں پھر اہل محلہ کی وہ عورتیں جو آپ کی قدمبوسی کو آئی تھیں سب نے کھانا کھایا۔ پھر وہ کیتلی جس میں ہم نے چائے بنا کر سرکار کو پیش کی تھی وہ دستر خوان پر موجود تھی۔ اسکو ہاتھ لگایا تو وزنی معلوم ہوئی۔ اہلیہ نے کہا کہ منشی جی کو دوبارہ چائے پلا دو۔ ہم نے بیٹھک میں بیٹھے چار آدمیوں کو دوبارہ چائے پلائی۔ گھر میں موجود والدہ کو پلائی ۔ یہ کیتلی کل چھ پیالے چائی کی کیتلی ہے۔

Marfat.com

دوبارہ پھر اہلیہ نے کہا ابھی کچھ چائے باقی ہے پھر سب کو پلا دو۔ حتیٰ کہ آپ کے جانے کے بعد چار مرتبہ چائے پی گئی۔ پانچویں مرتبہ کیتلی کا ڈھکن اتار کر دیکھا تو چائے ختم ہو چکی تھی۔ تب شبیر کی اہلیہ نے کہا اب بتاؤ کیا جواب ہے آپکے پاس عقل اور عقیدہ کے متعلق۔ بالآخر شبیر بزمی کو عقیدے کے متعلق کہنا پڑا کہ عقیدہ بڑی چیز ہے۔ اسطرح عقل کو مات اور عقیدہ کی جیت ثابت ہوگئی۔

وصال باکمال ☆: آپکا وصال باکمال چار محرم الحرام ۱۳۸۶ ہجری بوقت رات ۱۲:۴۵ بمطابق ۱۹۶۶ء کو ہوا۔ مزار پرانوار عیدگاہ مظفر نگر کے عقب میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپکے دو صاحبزادے سجادہ نشین مقرر ہوئے جنکے نام صاحبزادہ سید اصغر میاں دوسرے صاحبزادہ نعیم احمد عرف کالی میاں دونوں اپنے والد گرامی کے حقیقی وسچے جانشین ہیں انکی نگرانی میں آپ کا عرس ہر سال منایا جاتا ہے۔

منقبت (ازقلم......شبیر بزمی)

حضرت حافظ سید محمد یٰسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

اے نور وحدت کی کرن حافظ چراغ صابری
اے جلوہ ظلمت شکن حافظ چراغ صابری
اے تاجدارِ علم و فن حافظ چراغ صابری
اے پیکر شیریں سخن حافظ چراغ صابری
روشن ہے تم سے آج بھی اہل طریقت کیلئے
صبر و رضا کی انجمن حافظ چراغ صابری
یوں رہبری فرمائی ہے تم نے کہ منزل مل گئی
اے رہبر ایمان من حافظ چراغ صابری
قندیل ہستی کی ضیاء ہے آپ ہی کے فیض سے
بزمؔی کے دل میں ضو فگن، حافظ چراغ صابریؔ

Marfat.com

حضرت پیر حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عاشق رسول ﷺ پیکر اخلاص ومحبت مجسمہ اخلاق پیکر علم وعرفان فنافی المرشد حضرت پیر طریقت حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا نسبی تعلق ضلع انبالہ انڈیا بھارت سے ہے۔ تقسیم برصغیر کے وقت آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے اور کوہاٹی بازار نزد بنی چوک راولپنڈی میں سیمنٹ کی ایجنسی لے کر تجارت کو اپنا ذریعہ روزگار بنایا اور زندگی کی تمام راتیں خدا کی یاد میں گزاریں۔ آپ پانچ وقت کے نمازی اور تہجد کے پابند تھے۔ صبح کے بعد اور رات عشاء کے بعد اپنے اوراد و وظائف مکمل فرماتے۔ ہمہ وقت یاد خدا میں مست اور سرشار رہتے۔ آنے والے صوفیاء علماء اور مشائخ کی بہت تعظیم فرماتے۔ اپنے عقیدت مندان اور مریدین پر خصوصی نگاہ اور شفقت فرماتے۔ در پر آنے والے فقیروں کو خالی نہ لوٹاتے تھے۔ دستر خوان بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ آپ نہایت ہی ملنسار بلند اخلاق خوش طبیعت خوش مزاج اور انتہائی مستقل مزاج بلند حوصلہ کی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے اوصاف وکمالات عبادت و ریاضت زہد وتقویٰ، پرہیزگاری، شب بیداری، بدرجہ اتم اس قدر موجود تھی کہ احاطہ تحریر میں لانے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ فقیر راقم الحروف کے والد گرامی سے آپ کا روحانی سلسلہ صابریہ کا تعلق تھا۔ اسی بناء پر فقیر کا تعلق آپ کی ذات سے ۱۹۶۸ء تا ۲۰۰۰ء یعنی تادم آخر رہا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم صوفی بزرگ شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

نوٹ ☆: یہ بات بھی اپنی شہرت کو پہنچی ہے کہ مولانا محمد اسماعیل ذبیح علیہ الرحمۃ کے خلیفہ صوفی محمد صدیق صابری کالیکی منڈی ضلع حافظ آباد کے خلیفہ صوفی عبدالرشید صابری نے جہلم میں صوفی فرزند علی صابری کے آستانے پر آپ کو دستار خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا۔

آپ سال میں ایک مرتبہ اپنے پیرومرشد حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح کا سالانہ عرس مبارک اور حضور مخدوم اولیاء ختم اللہ ارواح حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد کلیری صابری رحمتہ اللہ علیہ اور

Marfat.com

خواجہ خواجگان فخر کون ومکان شہنشاہ ولایت عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک کراتے محفل سماع کا ذوق خوب تھا اور عرس میں آنے والے مہمانوں کی خدمت خوب اور خود کرتے ہر ایک کا خیال فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۴ نومبر ۵ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ بروز ہفتہ ۲۰۰۰ء میں ہوا۔ آپ کو اسلام آباد کے مرکزی قبرستان ایچ ایٹ میں ہزاروں عقیدتمندوں کی موجودگی میں دفن کیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مادہ ہائے تاریخ: کتابِ مستطاب = صابری انسائیکلوپیڈیا

سن اشاعت بار اوّل (بحساب تقویم عیسوی 2006ء)

از......علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری زیبِ سجادہ گلستان غریب نواز راولپنڈی

استخراج شدہ = ملک محبوب الرسول قادری

بحساب تقویم عیسوی

118	240	53	713	303
صاحبزادہ	مقصود	احمد	چشتی	صابری

1427ھ

1: خیرالمسلمین 1071، المعروف 427، صابری 303، انسائیکلوپیڈیا 205 (صابری + انسائیکلوپیڈیا = 508)

2006ء

2: اچھوتا 416، فیضِ 890، دربارِ 407، صابر 293

2006ء

3: فرہنگِ 355، فیضانِ 941، صابری 303، دربار 407

2006ء

محبوب قادری

Marfat.com

قطعہ تاریخ طباعت کتاب مستطاب

گلزار صابری المعروف صابری انسائیکلوپیڈیا

گلزار صابری جو لکھی کتاب
تا حشر مل سکے گا نہ اس کا کہیں جواب

ہر اک ورق ہے اوراق چرخ سے ہے برتر
ہر صفحہ بس صفحات دہر سے ہے خوش آب

ہر اک مضمون اک موج ہے بحر آب حیات
ہر ایک لفظ کتاب گوہر ثمین نایاب

ہر ایک لفظ پہ حرفت زماں ہوا قربان
ہر ایک نقطہ خال روئے حور ہے جناب

جو فکر جمیل صابری نے کی پئے تاریخ
سن دو ہزار چھ میں طبع ہو گئی کتاب

از قلم
مخدوم ومحترم جناب صاحبزادہ جمیل اختر صابری صدیقی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ صدیقیہ
کالیکی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد

Marfat.com

قطعہ تاریخ طباعت کتاب (از قلم...... صاحبزادہ مشتاق احمد صابری)

چشت اہل ارم کی عظمت
واہ کیا شان کرم کی عظمت
ہمیں رستے کا پتہ دیتی ہے
انہی کے نقش قدم کی عظمت
روشنی کو بکھیر دیتے ہیں
ہے یہی اہل علم کی عظمت
حرف سے آگہی تلاش کرو
"جب ہے قرطاس و قلم کی عظمت"

2006ء

جب	ہے	قرطاس	و	قلم	کی	عظمت
5	15	370	6	170	30	1410

Marfat.com

اظہارِ تشکر

نسبت فریدی ہے تیری مقصود احمد صابری　　نسبت سے ہے عزت ملی مقصود احمد صابری

اولیائے چشت کے جو تذکرے لکھتا رہا　　اک فقیر صابری مقصود احمد صابری

مقبولیت اجمیر سے کلیر سے اور کلیام سے　　لائی مسرت کی گھڑی مقصود احمد صابری

نقشبندی اور چشتی اولیا راضی ہوئے　　سہروردی قادری مقصود احمد صابری

حق پرستوں کے لئے تو نے مزین کر دیئے　　کتنے نشانِ حیدری مقصود احمد صابری

سعی قلم سے آج یہ قرطاس کو عظمت ملی　　ظاہر حقیقت ہو گئی مقصود احمد صابری

پوچھیں ملائک مجھ سے جب دنیا سے کیا لایا ہے تُو　　شانِ ولایت ہے لکھی مقصود احمد صابری

پہلے کبھی نہ بجھ سکی تو نے بجھائی ہے ابھی　　اہلِ علم کی تشنگی مقصود احمد صابری

حاجی منیر صابری کا حکم تھا لکھتے رہو　　میں نے تو بس تعمیل کی مقصود احمد صابری

پیر طریقت نے میرے جنت کا مژدہ دے دیا　　مجھ کو بشارت مل گئی مقصود احمد صابری

میں تو فقیر بے نوا سگ ہوں درِ فرید کا　　اوقات کیا ورنہ مری مقصود احمد صابری

Marfat.com

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ حافظ محمد موسیٰ مانک پوری پاکستان میں مرکز راولپنڈی

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری	گھڑام شریف، ریاست پٹیالہ۔ انڈیا
2	حضرت سید محمد سالم ترمذی چشتی صابری	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
3	حضرت سید محمد اعظم شاہ چشتی صابری	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
4	حضرت حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
5	حضرت سید محمد معین الدین شاہ خاموش چشتی صابری	ناپلی، گلبرگہ حیدر آباد دکن۔ انڈیا
6	حضرت سید محمد شاہ ہاشم حسینی چشتی صابری	ناپلی، گلبرگہ حیدر آباد دکن۔ انڈیا
7	حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی چشتی صابری	ناپلی، گلبرگہ حیدر آباد دکن۔ انڈیا
8	حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری	موضع چموں شریف، ضلع کرنال، انڈیا
9	حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری	عیدگاہ شریف راولپنڈی شہر
10	حضرت صوفی سید عبدالخالق چشتی صابری	چک نمبر ۷۸۔ ر۔ ب۔ گلالی پور شریف فیصل آباد
11	حضرت صوفی عبدالحکیم چشتی صابری	منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ
12	حضرت شیخ سید حافظ محمد یٰسین شاہ چشتی صابری	عقب عیدگاہ مظفر نگر شہر یوپی انڈیا
13	حضرت سید محمد حسین شاہ چشتی صابری المعروف پیش امام صاحب	باغ گل بیگم قبرستان میانی صاحب لاہور
14	حضرت صوفی محمد امیر بخش امیر صابری	لاپتہ ہیں
15	راولپنڈی میں موجودہ سجادہ نشین	آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز، موہڑہ
	صاحبزادہ مقصود احمد صابری	چھپر چکری روڈ، راولپنڈی

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ حافظ محمد موسیٰ مانک پوری پاکستان میں مرکز راولپنڈی

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ، انڈیا
2	حضرت سید محمد سالم ترمذی چشتی صابری	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
3	حضرت سید محمد اعظم شاہ چشتی صابری	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
4	حضرت حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری	مانکپور شریف، ضلع انبالہ، انڈیا

Marfat.com

5	حضرت سید محمد معین الدین شاہ خاموش صابریؒ	ناملی، گلبرگہ حیدرآباد دکن، انڈیا
6	حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابریؒ	گھمبیاپل ساڑھی دروازہ میرٹھ شہر انڈیا
7	حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابریؒ	گھمبیاپل ساڑھی دروازہ میرٹھ شہر انڈیا
8	حضرت حافظ قمر الدین چشتی صابریؒ	موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی
9	راولپنڈی میں موجودہ سجادہ نشین	صابری دربار، موہڑہ چھپر چکری روڈ،

صاحبزادہ حافظ بدر الدین صابری راولپنڈی

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ حافظ محمد موسیٰ مانک پوری کا پاکستان میں مرکز ملتان

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؒ	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ، انڈیا
2	حضرت سید محمد سالم ترمذی چشتی صابریؒ	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
3	حضرت سید محمد اعظم شاہ چشتی صابریؒ	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
4	حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابریؒ	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
5	حضرت مولانا سید امانت علی شاہ صابریؒ	امروہہ، ضلع مرادآباد، انڈیا
6	حضرت غلام حیدر شاہ چشتی صابریؒ	
7	حضرت سید مختار احمد شاہ کاظمی چشتی صابریؒ	امروہہ انڈیا
8	حضرت سید خلیل احمد شاہ کاظمی چشتی صابریؒ	امروہہ انڈیا
9	حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی چشتی صابریؒ	شاہی عیدگاہ۔ ملتان۔ پاکستان
10	حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی صابریؒ	مسجد دارے والی، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
11	ملتان میں موجودہ سجادہ نشین	شاداب کالونی، ملتان

صاحبزادہ سیّد مظہر سعید کاظمی چشتی صابری

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ حافظ محمد موسیٰ مانک پوری پاکستان میں مرکز۔ اوکاڑہ

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؒ	گھڑام شریف، ریاست پٹیالہ، انڈیا
2	حضرت سید محمد سالم ترمذی چشتی صابریؒ	روپڑ شریف۔ ضلع انبالہ۔ انڈیا

Marfat.com

3	حضرت سید محمد اعظم شاہ چشتی صابریؒ	روپڑ شریف۔ ضلع انبالہ۔ انڈیا
4	حضرت حافظ محمد موسیٰ چشتی صابریؒ	مانکپور شریف۔ ضلع انبالہ۔ انڈیا
5	حضرت پیر علی احمد جی چشتی صابریؒ	موضع ڈنگولی۔ ضلع انبالہ۔ انڈیا
6	حضرت پیر گوہر علی چشتی صابریؒ	موضع دبکوری نرائن گڑھ ضلع انبالہ، انڈیا
7	حضرت پیر سائیں غلام قادر چشتی صابریؒ	موضع میڑاں ضلع انبالہ۔ انڈیا
8	حضرت پیر صوفی قدرت اللہ شاہ چشتی صابریؒ	محلہ غازی آباد اوکاڑہ شہر پنجاب پاکستان
9	حضرت صوفی منظور احمد چشتی صابریؒ	محلہ غازی آباد اوکاڑہ شہر پنجاب پاکستان
10	اوکاڑہ میں موجودہ سجادہ نشین	دربار حضرت منظور المشائخ، محلہ غازی
	صاحبزادہ سعید احمد صابری	آباد، قدرت اللہ شاہ روڈ، اوکاڑہ

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ حافظ محمد موسیٰ مانک پوری پاکستان میں مرکز۔ اسلام آباد

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؒ	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ، انڈیا
2	حضرت سید محمد سالم ترمذی چشتی صابریؒ	روپڑ شریف ضلع انبالہ، انڈیا
3	حضرت سید محمد اعظم شاہ صابریؒ	روپڑ شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
4	حضرت حافظ محمد موسیٰ چشتی صابریؒ	مانکپور شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
5	حضرت خواجہ عبداللہ شاہ چشتی صابریؒ	مانکپور شریف، ضلع انبالہ، انڈیا
6	حضرت شاہ صندل چشتی صابریؒ	
7	حضرت شاہ مشتاق احمد چشتی صابریؒ	
8	حضرت شاہ شبیر احمد چشتی صابریؒ	حیدرآباد، دکن۔ انڈیا
9	حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن چشتی صابریؒ	قبرستان گوٹے شاہ سہارنپور یوپی۔ انڈیا
10	حضرت شاہ محمد جعفر چشتی صابریؒ رحمانی	قبرستان گوٹے شاہ سہارنپور یوپی۔ انڈیا
11	حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی صابریؒ	میاں میر کالونی لاہور کینٹ
12	حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابریؒ	جہانگیر روڈ، الفاروق، کراچی

Marfat.com

13	حضرت شاہ محمد عارف خان چشتی صابریؒ	قبرستان ایچ ایٹ، اسلام آباد
14	حضرت شاہ محمد انور صابریؒ	ماڈل ٹاؤن، لاہور
15	اسلام آباد میں موجودہ سجادہ نشین شاہ محمد سبطین شاہجہانی چشتی صابری (ج،ر)	D-18، سنگ جانی، ضلع اسلام آباد، پوسٹ بکس 1193 اسلام آباد

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ **بغیہ شریف مراد آباد** کا لاہور میں مرکز

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؒ	گھڑام شریف، ریاست پٹیالہ، انڈیا
2	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابریؒ	بہلول شریف ضلع لدھیانہ انڈیا
3	حضرت اخوند فقیر عبدالکریم شاہ صابریؒ	رامپور شریف۔ انڈیا
4	حضرت شاہ غلام حسین شاہ ترمذی صابریؒ	محلہ بغیہ نواب پورہ، مراد آباد، انڈیا
5	حضرت شاہ جی عبداللہ چشتی صابریؒ	محلہ بغیہ، نواب پورہ، مراد آباد، انڈیا
6	حضرت شاہ جی عبدالرحیم شاہ صابریؒ	محلہ بغیہ، نواب پورہ، مراد آباد، انڈیا
7	حضرت شاہ عبدالرحمٰن چشتی صابریؒ	محلّہ بغیہ، نواب پورہ، مراد آباد۔ انڈیا
8	حضرت صوفی جان چشتی صابریؒ	قصبہ بہادر پور، برہان پور۔ انڈیا
9	حضرت شاہ عزیز الرحمٰن چشتی صابریؒ	محلّہ بغیہ، نواب پورہ، مراد آباد۔ انڈیا
10	حضرت شاہ احمد حسن چشتی صابریؒ	قبرستان میانی صاحب لاہور
11	حضرت شاہ فضل الرحمٰن چشتی صابریؒ	قبرستان پاپوش نگر، کراچی
12	حضرت شاہ خلیل الرحمٰن چشتی صابریؒ	محلّہ بغیہ، نواب پورہ، مراد آباد۔ انڈیا
13	حضرت شاہ حبیب الرحمٰن چشتی صابریؒ	قبرستان لال باغ، مراد آباد۔ انڈیا
14	لاہور میں موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ مسعود الحسن خان صابری (MA-LLB)	صابری سٹریٹ 12، مکان نمبر B-69، صداقت پارک، سانده خورد، لاہور

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ شاہ محمد حسن رامپوری کا پاکستان میں مرکز بہاولپور

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؒ	گھڑام شریف، ریاست پٹیالہ، انڈیا

Marfat.com

2	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری	بہلول پور شریف، ضلع جالندھر، انڈیا
3	حضرت اخوند فقیر عبدالکریم چشتی صابری	رامپور شریف، انڈیا
4	حضرت میاں غلام شاہ چشتی صابری	رامپور شریف، انڈیا
5	حضرت شاہ محمد امیر چشتی صابری	رامپور شریف، انڈیا
6	حضرت مخدوم شاہ محمد حسن چشتی صابری	رامپور شریف، انڈیا
7	حضرت پیر محمد حسین چشتی صابری	دربھنگہ کلکتہ، انڈیا
8	حضرت شاہ نظام الدین فاروقی صابری	دولت آباد مشرقی پنجاب۔انڈیا
9	حضرت شاہ محمد پیر بخاری چشتی صابری	مغل پورہ۔لاہور
10	حضرت پیر محمد حسین شاہ چشتی صابری	مغل پورہ۔لاہور
11	حضرت شاہ محمد سلیمان قلندر چشتی صابری	ماڈل ٹاؤن بی۔بہاولپور
12	حضرت مولانا امان اللہ خان چشتی صابری	دھریجہ نگر۔خانپور ضلع رحیم یار خان
13	حضرت شاہ محمد فاروق چشتی صابری	محلہ بنگلہ آزاد خان رامپور شریف۔انڈیا
14	حضرت مولانا محمد زین غریب چشتی صابری	امرتسر۔انڈیا
15	حضرت شاہ محمد عارف حسن چشتی صابری	
16	بہاولپور میں موجودہ سجادہ نشین	B ماڈل ٹاؤن، بہاولپور

صاحبزادہ اسد علی احمد صابری

سلسلہ عالیہ صابریہ۔خانوادہ صوفی محمد حسین مراد آبادی کا پاکستان میں مرکز کالیکی منڈی

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ۔انڈیا
2	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری	بہلول پور شریف ضلع لدھیانہ۔انڈیا
3	حضرت ملا اخوند فقیر عبدالکریم شاہ صابری	رامپور شریف۔انڈیا
4	حضرت حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی صابری	رامپور شریف۔انڈیا
5	حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری عرف فقیر شاہ	رامپور شریف۔انڈیا

Marfat.com

6	حضرت محمد محمود الحق چشتی صابریؒ	راموپور شریف۔ انڈیا
7	حضرت حافظ سید علی حسین چشتی صابریؒ	دھری گھاٹ کٹگھر مراد آباد۔ انڈیا
8	حضرت صوفی سید محمد حسین چشتی صابریؒ	قدیمی مغل پورہ محل سرا مراد آباد۔ انڈیا
9	حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح صابریؒ	گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا
10	حضرت صوفی محمد صدیق صابریؒ	کالیکی منڈی۔ تحصیل و ضلع حافظ آباد
11	حضرت حافظ محمد یامین چشتی صابریؒ	قبرستان ایچ ایٹ۔ اسلام آباد
12	حضرت صوفی فقیر محمد صابریؒ	چاہ بوہڑہ والا ملتان چھاؤنی
13	حضرت پیر صوفی فرزند علی صابریؒ	دربار حضرت سلیمان پارس کنارہ دریا جہلم شہر
14	حضرت صوفی عبدالرشید چشتی صابریؒ	بھیرہ شریف، ضلع سرگودھا
15	حضرت سید رحمت علی شاہ چشتی صابریؒ	میانوالی
16	حضرت صوفی مبارک علی اوج صابریؒ	کوٹ مومن ضلع سرگودھا
17	حضرت مولانا غلام فرید صابریؒ	فیصل آباد
18	حضرت صوفی غلام محمد چشتی صابریؒ	ملت آباد سرگودھا
19	حضرت صوفی عمر دین چشتی صابریؒ	لاہور
20	حضرت سید حشمت علی شاہ صابریؒ	ڈگی محلہ صدر بازار، لاہور کینٹ
21	حضرت سید کرامت علی شاہ چشتی صابریؒ	رام چونترہ تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال
22	کالیکی منڈی میں موجودہ سجادہ نشین **صاحبزادہ جمیل اختر صابری صدیقی**	آستانہ عالیہ صابریہ صدیقیہ، محلہ سائر پورہ، کالیکی منڈی، تحصیل و ضلع حافظ آباد

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ صوفی سید محمد حسین مراد آبادی کا پاکستان میں مرکز پاکپتن

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؒ	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ۔ انڈیا
2	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابریؒ	بہلول پور شریف ضلع لدھیانہ۔ انڈیا
3	حضرت ملا اخوند فقیر عبدالکریم شاہ صابریؒ	رامپور شریف۔ انڈیا

Marfat.com

4	حضرت حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی صابری	رامپور شریف۔انڈیا
5	حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری عرف فقیر شاہ	رامپور شریف۔انڈیا
6	حضرت محمد محمود الحق چشتی صابری	رامپور شریف۔انڈیا
7	حضرت حافظ سید علی حسین صابری	دھری گھاٹ کٹگھر مرادآباد انڈیا
8	حضرت صوفی سید محمد حسین چشتی صابری	قدیمی مغل پورہ سرا مرادآباد۔انڈیا
9	حضرت منشی محمد انتظام علی شاہ چشتی صابری	دربار حضرت شاہ ولایت میرٹھ شہر انڈیا
10	حضرت صوفی عبداللطیف شاہ صابری	دربار حضرت شاہ ولایت میرٹھ شہر انڈیا
11	حضرت سید امورالحسن شاہ چشتی صابری	نزد درگاہ خواجہ عزیز جلکی پاکپتن شریف
12	حضرت سید شمیم الحسن چشتی صابری	درگاہ حضرت امورالحسن نزد خواجہ عزیز بکی پاکپتن
13	پاکپتن شریف درگاہ (امور) میں موجودہ سجادہ نشین	نزد دربار پیر عزیز جلکی شاہ، پاکپتن شریف

صاحبزادہ سعید الحسن چشتی صابری

سلسلہ عالیہ صابریہ۔حضرت شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری کا پاکستان میں مرکز لاہور

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ۔انڈیا
2	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری	بہلول پور شریف ضلع لدھیانہ۔انڈیا
3	حضرت ملا اخوند فقیر عبدالکریم شاہ صابری	رامپور شریف۔انڈیا
4	حضرت حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی صابری	رامپور شریف۔انڈیا
5	حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری عرف فقیر شاہ	رامپور شریف۔انڈیا
6	حضرت محمد محمود الحق چشتی صابری	رامپور شریف۔انڈیا
7	حضرت حافظ سید علی حسین صابری	دھری گھاٹ کٹگھر مرادآباد انڈیا
8	حضرت صوفی سید محمد حسین چشتی صابری	قدیمی مغل پورہ سرا مرادآباد۔انڈیا
9	حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری	محلہ غفوری نزد جھولنا محل، ہنومان گیٹ، گورداسپور انڈیا
10	حضرت خواجہ صوفی مشتاق احمد چشتی صابری	میلا رام مل نزد برف خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

11 لاہور میں موجودہ سجادہ نشین — نزد برف خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

صاحبزادہ صوفی بشیر احمد صابری مشتاقی

سلسلہ صابریہ۔ خانوادہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری کا پاکستان میں مرکز لاہور

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؔ	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ۔ انڈیا
2	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابریؔ	بہلول پور شریف ضلع لدھیانہ۔ انڈیا
3	حضرت ملا اخوند فقیر عبدالکریم شاہ صابریؔ	رامپور شریف۔ انڈیا
4	حضرت حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی صابریؔ	رامپور شریف۔ انڈیا
5	حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابریؔ عرف فقیر شاہ	رامپور شریف۔ انڈیا
6	حضرت محمد محمود الحق چشتی صابریؔ	رامپور شریف۔ انڈیا
7	حضرت حافظ سید علی حسین صابریؔ	دھری گھاٹ کنگھر مراد آباد انڈیا
8	حضرت صوفی سید محمد حسین چشتی صابریؔ	قدیمی مغل پورہ سرا مراد آباد۔ انڈیا
9	حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابریؔ	محلہ غفوری نزد جھولنا محل، ہنومان گیٹ، گورداسپور انڈیا
10	حضرت مولانا شاہ عبدالغنی چشتی صابریؔ	بادامی باغ، صدیق پورہ۔ لاہور
11	حضرت مخدوم عبدالحق چشتی صابریؔ	کرشن نگر۔ لاہور
12	حضرت میاں شہاب الدین صابریؔ	محلہ فیروز گنج۔ لاہور
13	حضرت صوفی محمد نواب الدین چشتی صابریؔ	محلہ مقبول پورہ برلب نہر فتح گڑھ ٹاؤن لاہور
14	لاہور میں موجودہ سجادہ نشین	مدرسہ شوکت الاسلام، اندرون شاہ عالمی،

حضرت علامہ پیر ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری غنوی — نزد فوارہ لاہور

سلسلہ صابریہ۔ خانوادہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری کا پاکستان میں مرکز فیصل آباد

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابریؔ	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ۔ انڈیا
2	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابریؔ	بہلول پور شریف ضلع لدھیانہ۔ انڈیا
3	حضرت ملا اخوند فقیر عبدالکریم شاہ صابریؔ	رامپور شریف۔ انڈیا

Marfat.com

4	حضرت حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی چشتی صابری	رامپور شریف۔ انڈیا
5	حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری عرف فقیر شاہ	رامپور شریف۔ انڈیا
6	حضرت محمد محمود الحق چشتی صابری	رامپور شریف۔ انڈیا
7	حضرت حافظ سید علی حسین شاہ چشتی صابری	دھری گھاٹ کٹگھر مراد آباد انڈیا
8	حضرت صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری	قدیمی مغل پورہ سرا مراد آباد۔ انڈیا
9	حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری	محلہ غفوری نزد جھولنا محل، ہنومان گیٹ، گورداسپور انڈیا
10	حضرت خواجہ شاہ محمد ظہور الحق چشتی صابری	مرکز صابریہ سراجیہ پیپلز کالونی فیصل آباد
11	فیصل آباد میں موجودہ سجادہ نشین	مرکز صابریہ سراجیہ پیپلز کالونی فیصل آباد

صاحبزادہ پیر محمد ضمیر الحق صابری سراجی

سلسلہ صابریہ۔ خانوادہ شاہ محمد سراج الحق گورداسپوری کا پاکستان میں شاہراہ مری راولپنڈی

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ۔ انڈیا
2	حضرت شاہ عنایت اللہ چشتی صابری	بہلول پور شریف ضلع لدھیانہ۔ انڈیا
3	حضرت ملا اخوند فقیر عبدالکریم شاہ صابری	رامپور شریف۔ انڈیا
4	حضرت حافظ عبدالرحمٰن اصفہانی چشتی صابری	رامپور شریف۔ انڈیا
5	حضرت شاہ غلام حسین عرف فقیر شاہ صابری	رامپور شریف۔ انڈیا
6	حضرت محمد محمود الحق چشتی صابری	رامپور شریف۔ انڈیا
7	حضرت حافظ سید علی حسین شاہ چشتی صابری	دھری گھاٹ کٹگھر مراد آباد انڈیا
8	حضرت صوفی سید محمد حسین شاہ چشتی صابری	قدیمی مغل پورہ سرا مراد آباد۔ انڈیا
9	حضرت خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری	محلہ غفوری نزد جھولنا محل، ہنومان گیٹ، گورداسپور انڈیا
10	حضرت مولانا خواجہ محمد نواب الدین چشتی صابری	شاہراہ مری چھتر پارک ضلع راولپنڈی
11	حضرت حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری	شاہراہ مری چھتر پارک ضلع راولپنڈی
12	حضرت مولانا غلام ربانی چشتی صابری	موضع نوکسی، چشت نگر، ملتان

Marfat.com

13	حضرت شیخ محمد صدیق ناصری چشتی صابری	قبرستان اچھرہ۔ لاہور
14	راولپنڈی میں موجودہ سجادہ نشین **صاحبزادہ اویس مظہر چشتی صابری**	ڈھوک چوہدریاں، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ

سلسلہ صابریہ۔ خانوادہ شیخ نظام الدین بلخی کا پاکستان لاہور میں مرکز

1	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری	گنگوہ شریف ضلع انبالہ۔ انڈیا
2	حضرت شیخ جلال الدین محمد چشتی صابری	تھانیسر نزد، دہلی۔ انڈیا
3	حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری	بلخ شریف۔ ملک عرب
4	حضرت شیخ جان اللہ چشتی صابری	میکلوڈ روڈ (فیروز دین روڈ) لاہور
5	حضرت شیخ حاجی عبدالکریم چشتی صابری	یتیم خانہ روڈ نواں کوٹ، قادر پارک لاہور
6	حضرت شیخ عبدالخالق چشتی صابری	میدان زین خان عقب موچی دروازہ لاہور
7	حضرت شیخ محمد عارف چشتی صابری	بیرون موچی دروازہ چیمبرلین روڈ لاہور
8	حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری	میدان زین خان عقب موچی دروازہ لاہور
9	حضرت شیخ محمد سلیم چشتی صابری	میدان زین خان عقب موچی دروازہ لاہور
10	حضرت شیخ عارف چشتی صابری	قبرستان میانی صاحب لاہور
11	حضرت شیخ خیر الدین عرف شاہ خیرا چشتی صابری	میدان زین خان عقب موچی دروازہ لاہور
12	حضرت شیخ فیض بخش چشتی صابری	قبرستان میانی صاحب لاہور
13	حضرت سید اللہ بخش چشتی صابری	لاہور
14	حضرت مولوی غلام مصطفیٰ چشتی صابری	لاہور

سلسلہ صابریہ۔ خانوادہ شیخ نظام الدین بلخی کا پاکستان سوات سرحد مرکز

1	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری	گنگوہ شریف ضلع انبالہ۔ انڈیا
2	حضرت شیخ جلال الدین محمد چشتی صابری	تھانیسر نزد، دہلی۔ انڈیا
3	حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری	بلخ شریف۔ ملک عرب

Marfat.com

4	حضرت سید علی خواص ترمذی چشتی صابری	سوات صوبہ سرحد پاکستان
5	حضرت مولانا شیخ عبدالکریم اخوند کریم داد صابری	سوات صوبہ سرحد پاکستان
6	حضرت شیخ اخوند درویزہ چشتی صابری	علاقہ سوات صوبہ سرحد
7	حضرت شیخ پنجو بابا چشتی صابری	پشاور صوبہ سرحد

سلسلہ صابریہ۔ خانوادہ خواجہ فضل الدین کلیامی کا پاکستان میں مرکز

کلیام شریف تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

1	حضرت خواہ شاہ ابوسعید گنگوہی صابری	گنگوہ شریف ضلع انبالہ۔ انڈیا
2	حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی صابری	گنگوہ شریف ضلع انبالہ۔ انڈیا
3	حضرت شیخ محمد جی چشتی صابری	گنگوہ شریف ضلع انبالہ۔ انڈیا
4	حضرت شیخ غریب اللہ شاہ چشتی صابری	موضع رنبہ ضلع کرنال انڈیا
5	حضرت شیخ محمد اعظم رنبوی چشتی صابری	قصبہ رنبہ ضلع کرنال۔ انڈیا
6	حضرت شاہ محمد جمال رنبوی چشتی صابری	قصبہ رنبہ ضلع کرنال۔ انڈیا
7	حضرت شاہ محمد حیات چشتی صابری	دارا آبادی مشرقی پنجاب انڈیا
8	حضرت میراں مظفر علی چشتی صابری	دارا آبادی مشرقی پنجاب انڈیا
9	حضرت شیخ جمال علی چشتی صابری گنگوہی	گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا
10	حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری	جلال آباد، دہلی انڈیا
11	حضرت خواجہ محمد شریف خان چشتی صابری	کلیام شریف تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی
12	حضرت خواجہ محمد فضل الدین چشتی صابری	کلیام شریف تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی
13	حضرت پیر کالا پاکپتنی چشتی صابری	فیروز پور۔ انڈیا
14	حضرت راجہ دوست محمد چشتی صابری	موضع گڈاری ضلع جہلم
15	حضرت قاضی محسن الدین چشتی صابری	بگاشیخاں (نزد روات) تحصیل و ضلع راولپنڈی
16	حضرت سید میراں شاہ درگاہی چشتی صابری	کلیام شریف تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی
17	حضرت قاضی اماالدین چشتی صابری	موضع پھلینہ نزد کلر سیداں ضلع راولپنڈی

Marfat.com

18	حضرت شیخ بدرالدین عرف بدری بابا صابری	تیلی محلہ مری روڈ، قصر شیریں، راولپنڈی
19	حضرت سائیں اللہ دتہ چشتی صابری	گوجر خان ضلع راولپنڈی
20	حضرت شاہ محمد امیر چشتی صابری	کلیام سیداں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی
21	حضرت سائیں محمد حسین چشتی صابری	سنگھوری کلیا ماعوان تحصیل گوجر خان
22	حضرت سائیں برکت اللہ چشتی صابری	چہاری شریف تحصیل گوجر خان، ضلع راولپنڈی
23	حضرت خواجہ مولوی عبدالستار چشتی صابری	کلیام شریف تحصیل وضلع راولپنڈی
24	حضرت سید شاہ حسین چشتی صابری	موہڑہ چھپر چکری روڈ، راولپنڈی
25	حضرت سائیں رحمت دین چشتی صابری	جنڈ مہلو شریف تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی
26	حضرت میاں ولایت حسین چشتی صابری	کھیری مورت تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک
27	حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری	ماڑی بگیال شریف بسالی روڈ، راولپنڈی
28	حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری	ماڑی بگیال شریف بسالی روڈ، راولپنڈی
29	حضرت خواجہ حاجی منیر احمد صابری	ماڑی بگیال شریف بسالی روڈ، راولپنڈی
30	دربار عالیہ ماڑی بگیال شریف میں موجودہ سجادہ نشین **صاحبزادہ پیر مشتاق احمد چشتی صابری**	آستانہ عالیہ ماڑی بگیال شریف، بسالی روڈ تحصیل وضلع راولپنڈی

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ **خانوادہ خواجہ نگر شریف** حسن ابدال ضلع اٹک

1	حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری	خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک
2	حضرت خواجہ نذر دیوان چشتی صابری	خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک
3	حضرت خواجہ پیر سجاول دین چشتی صابری	خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک
4	حضرت خواجہ پیر عاشق الدین چشتی صابری	خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک
5	حضرت خواجہ پیر غلام فریدالدین چشتی صابری	خواجہ نگر شریف حسن ابدال ضلع اٹک
6	حضرت خواجہ جمال الدین بابا غریب شاہ صابری	درگاہ امام صاحب، کلیر شریف، انڈیا
7	حضرت خواجہ بابا متولی شاہ چشتی صابری	درگاہ امام صاحب، کلیر شریف، انڈیا

Marfat.com

8	حضرت بابا محمد شاہ چشتی صابری	تکیہ بابا نہال شاہ کلیر شریف۔ سہارنپور، انڈیا
9	خواجہ نگر میں موجودہ سجادہ نشین	دربار عالیہ خواجہ نگر شریف، حسن ابدال، ضلع

صاحبزادہ الحاج پیر علاؤالدین چشتی صابری اٹک

حضرت سید محمد سعید المعروف میراں شاہ بھیکھ کا فیضان جالندھر کے گردونواح میں

1	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابری	گھڑام شریف ریاست پٹیالہ، انڈیا
2	حضرت سید علیم اللہ شاہ جالندھری چشتی صابری	جالندھر مشرقی پنجاب۔ انڈیا
3	حضرت سید عبدالرشید چشتی صابری	جالندھر۔ انڈیا
4	حضرت سید جان محمد چشتی صابری	جالندھر۔ انڈیا
5	حضرت شیخ جیون چشتی صابری	موضع ڈھیریاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر انڈیا
6	حضرت شاہ بہلول برکی چشتی صابری	عیدگاہ جالندھر۔ انڈیا
7	شیخ بابا محمد جمال چشتی صابری	بستی شیخ درویش جالندھر۔ انڈیا
8	حضرت خواجہ کرم بخش چشتی صابری	محلّہ کمیٹی گنج شہر ہوشیار پور۔ انڈیا
9	حضرت خواجہ دیوان محمد چشتی صابری	موضع ہردوتھلہ تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیار انڈیا
10	حضرت شیخ عمر بخش چشتی صابری ناصری	درگاہ حضرت امام صاحب، جالندھر۔ انڈیا
11	حضرت خواجہ غلام علی شاہ چشتی صابری	قصبہ ڈھلوانا ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر انڈیا
12	حضرت شیخ محمد سعید چشتی صابری	قصبہ راہوں جالندھر۔ انڈیا
13	حضرت بابا شیر محمد چشتی صابری	جالندھر شہر۔ انڈیا
14	حضرت سید محمد فاخر شاہ چشتی صابری	جالندھر۔ انڈیا
15	حضرت شاہ لطف اللہ چشتی صابری	جالندھر۔ انڈیا
16	حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری	قصبہ ڈھلوان ریاست کپورتھلہ۔ انڈیا
17	حضرت شاہ نظام الدین فاروقی صابری	موضع دھولیہ شریف ضلع جالندھر انڈیا

Marfat.com

سلسلہ عالیہ صابریہ۔ خانوادہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مراکز

1	حضرت شیخ شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری	گنگوہ شریف ضلع انبالہ۔ انڈیا
2	حضرت شیخ محب اللہ شاہ چشتی صابری	الہ آباد۔ انڈیا
3	حضرت سید محمدی عرف شاہ فیاض چشتی صابری	اکبرآباد، آگرہ۔ انڈیا
4	حضرت شاہ عضدالدین چشتی صابری	امروہہ۔ انڈیا
5	حضرت شاہ عبدالہادی چشتی صابری	امروہہ۔ انڈیا
6	حضرت شاہ عبدالباری چشتی صابری	امروہہ۔ انڈیا
7	حضرت شاہ عبدالرحیم چشتی صابری	موضع اوہ پشاور صوبہ سرحد
8	حضرت میاں جی نور محمد چشتی صابری	جھنجھانہ ضلع سہارنپور یوپی۔ انڈیا
9	حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری	جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ حجاز مقدس
10	حضرت سید محمد وارث حسن چشتی صابری	ٹیلہ لکھنؤ انڈیا
11	حضرت سید محمد ذوقی شاہ چشتی صابری	میدان عرفان مکہ مکرمہ۔ حجاز مقدس
12	حضرت شاہ شہید اللہ چشتی صابری	قبرستان سخی حسن شمالی کراچی
13	حضرت حافظ محمد ضامن شہید چشتی صابری	قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر یوپی۔ انڈیا
14	حضرت شیخ محمد حسن چشتی صابری (الہ آبادی)	اجمیر شریف۔ انڈیا
15	حضرت مولانا عبدالعزیز چشتی صابری	موضع فتو دھنگہ ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر
16	حضرت شیخ پیر محمد چشتی صابری	قصبہ بھوبرنزد تھانہ بھون ضلع مظفرنگر یوپی۔ انڈیا
17	حضرت الحاج کپتان واحد بخش سیال صابری	بہاولپور

Marfat.com

کتابیات صابری انسائیکلوپیڈیا

نمبر شمار	کتاب	مصنف
1	قرآن مجید	
2	ترجمہ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت بریلوی
3	تفسیر کبیر	امام فخرالدین رازی
4	تفسیر ابن کثیر	حافظ ابن کثیر
5	تفسیر مظہری	قاضی ثناءاللہ پانی پتی
6	تفسیر نبوی	علامہ نبی بخش حلوائی
7	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی
8	تفسیر حقانی	علامہ محمد عبدالحق حقانی
9	تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری
10	تفسیر انوار القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری
11	قصص القرآن	حافظ حفیظ الرحمٰن سیوہاروی
12	بخاری شریف کامل	حضرت امام بخاری
13	تفہیم البخاری شرح بخاری کامل	محدث کبیر علامہ غلام رسول رضوی
14	مرآۃ شرح مشکوۃ۔کامل	مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی
15	نہج البلاغہ	حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم
16	جواہر البحار شریف کامل	امام یوسف۔نبہانی
17	جامع کرامات اولیاء	امام یوسف۔نبہانی
18	برکات آل رسول	امام یوسف۔نبہانی

Marfat.com

19	شرح تعرف	ابوبکر بن ابی اسحاق بخاری
20	نزہۃ المجالس	امام عبدالرحمٰن صفوری
21	ثمرۃ الفوائد	شاہ لطف اللہ صابری
22	مکتوبات قدوسی	شیخ عبدالقدوس گنگوہی
23	ہشت بہشت	مکتبہ نوریہ، لاہور
24	شواہد النبوت	علامہ عبدالرحمٰن جامی
25	نفحات الانس	علامہ عبدالرحمٰن جامی
26	تاریخ فرشتہ	محمد بن قاسم
27	اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
28	مرآۃ الاسرار	حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی
29	اقتباس الانوار	حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی
30	انیس الارواح	حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی
31	اسرار حقیقی	حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی
32	دلیل العارفین	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
33	فوائد السالکین	حضرت بابا فرید الدین گنج شکر
34	خیالات العشاق	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری
35	اسرار الاولیاء	حضرت بدر الدین اسحاق چشتی
36	راحت القلوب	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
37	فوائد الفوائد	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
38	افضل الفوائد	حضرت امیر خسرو
39	راحت المحبین	حضرت امیر خسرو

Marfat.com

40	نسب و نسبت فرید	مفتی ضیاء الحبیب صابری
41	آداب الطالبین	شیخ محمد بن قطب الاولیاء
42	انتباہ المریدین	شیخ محمد بن قطب الاولیاء
43	حقیقت گلزار صابری	شاہ محمد حسن رامپوری صابری
44	تواریخ آئینہ تصوف	شاہ محمد حسن رامپوری صابری
45	وصل عرفان محمدی رسالہ فیضان حسینیہ	شاہ محمد حسن رامپوری
46	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار
47	تحفۃ الابرار	مرزا آفتاب بیگ محمد نواب بیگ مرزا
48	تذکرہ فریدیہ	مولانا مشتاق احمد صابری انبیہٹوی
49	انوار العاشقین	مولانا مشتاق احمد صابری انبیہٹوی
50	تحفۃ السالکین	مولانا مشتاق احمد انبیہٹوی
51	تذکرہ مشائخ دکن	محمود علی قطبی
52	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی
53	رود کوثر	شیخ محمد اکرم
54	آب کوثر	شیخ محمد اکرم
55	نزہۃ البساتین	امام یافعی یمنی
56	سبع سنابل	میر عبد الواحد بلگرامی
57	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد حارثی المکی
58	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ
59	رسائل تصوف	شاہ ولی اللہ دہلوی
60	مقام گنج شکر	کپتان واحد بخش سیال صابری

Marfat.com

61	مدینۃ الاولیاء	محمد دین کلیم لاہوری
62	ارشاد الطالبین	حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری
63	قصر عارفاں	حضرت شیخ مولوی احمد علی چشتی
64	فیضان علی	حضرت شیخ محمد صالح
65	تذکرہ قطب الاقطاب	خلیفہ محمد یونس صابریؔ
66	تذکرہ مشائخ چشت (حصہ اول، دوم، سوم)	خلیفہ محمد یونس صابری
67	مورکھ سمجھاونی	مترجم: خلیفہ محمد یونس صابریؔ
68	ارشادِ الطالبین	مترجم: خلیفہ محمد یونس صابریؔ
69	شانِ قدرت	خلیفہ محمد الیاس صابریؔ
70	ذکر پاکاں (حصہ اول، دوم)	محمد طفیل ناصری صابریؔ
71	نظام التوحید	حضرت شاہ محمد پیر شاہ صابریؔ
72	مفتاح العاشقین	حضرت خواجہ محب اللہ چشتی
73	سیر الاولیاء	حضرت سید محمد مبارک العلوی الکرمانی
74	سر العارفین	شیخ بہاؤ الدین محمود ناگوری چشتی
75	مجالس الحسنہ	حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی
76	ملفوظات مہریہ	حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی
77	خزینۃ الاصفیاء کامل (۳ جلد)	مفتی غلام سرور لاہوری
78	حدیقۃ الاولیاء	مفتی غلام سرور لاہوری
79	تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ	شاہ غلام حسین صابری حیدر آباد دکنی
80	اخلاق صابریؔ فی عرفان باری	شاہ غلام حسین صابری حیدر آباد دکنی
81	گلزار فضل	راجہ مولا بخش صابریؔ

Marfat.com

82	خیابان معرفت	محمد حنیف حنفی
83	تقوۃ الاولیاء	محمد صلاح الدین اویسی
84	شمشیر قہاری	مخدوم ابرار احمد خاں صابری
85	عرفان روحی	ایف ایم ظفر ایڈووکیٹ صابری حیدر آباد
86	اولیائے پاک و ہند کا انسائیکلوپیڈیا	مرزا محمد اختر دہلوی
87	قصص الاولیاء	صوفی شرف الدین وارثی میرٹھی
88	بزم صوفیاء	صباح الدین عبدالرحمٰن
89	شان اولیاء	احمد مصطفیٰ صدیقی
90	قدیم حالات کلیر	حضرت بابا غریب شاہ صابری
91	فیضان کلیام	صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صابری
92	تذکرہ علمائے اہل سنت	مفتی محمد صدیق ہزاروی
93	تذکرہ اکابرین اہل سنت	علامہ عبدالحکیم شرف قادری
94	شاہکار صابر	پیر گلزار حسین صابری
95	دہلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
96	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
97	ربیع المجالس	صوفی سید محمد ظہیر الحسن صابری
98	گلشن صابر	سید محمد زمان شاہ صابری
99	تذکرہ قطب العالم	عبدالستار گوہر میاں
100	شمیم ولایت	ابو مظہر علی اصغر صابری
101	شمیم جالندھر	ابو مظہر علی اصغر صابری
102	چراغ صابری	شبیر بزمی صابری

Marfat.com

103	تذکرہ مولانا غلام ربانی	محمد نذر صابری
104	لاہور میں اسلام کے سفیر	خواجہ عابد نظامی
105	گلزار قلندر	احمد بدر اخلاق صابری
106	مشائخ ہوشیار پور	میاں عطاء اللہ ساغرِ وارثی
107	انوار قلندر	صاحبزادہ طارق علی احمد صابری
108	کلید السالکین	صاحبزادہ جمیل اختر صابری
109	حیات خواجہ	صاحبزادہ جمیل اختر صابری
110	فیضان مرشد	غلام عباس صابری
111	تذکرۃ مفتی غلام فرید ہزاروی	محمد مجیب الرحمٰن نورانی
112	امداد المشتاق	مولوی اشرف علی تھانوی
113	ارواح ثلاثہ	مولوی اشرف علی تھانوی
114	ملفوظات حکیم الامت (کامل ۱۰ جلدیں)	مولوی اشرف علی تھانوی
115	نشر الطیب	مولوی اشرف علی تھانوی
116	امداد السلوک	مولوی رشید احمد گنگوہی
117	تاریخ مشائخ چشت	مولوی محمد زکریا سہارنپوری
118	تذکرہ مشائخ احمد آباد (جلد اول، دوم)	مولانا محمد یوسف ابن سلیمان متالا
119	المعجم المفہرس	محمد فواد عبد الباقی
120	فیروز اللغات	مولوی فیروز الدین
121	اردو لغت	سعید اے شیخ
122	سّرِ دلبراں	علامہ ذوقی شاہ صابری
123	حیات و تعلیمات	پروفیسر ڈاکٹر مظفر عالم جاوید

Marfat.com

124	ثقافت سرحد تاریخ کے آئینہ میں	قاری جاوید اقبال
125	قطب اکبر گنج شکر	غنی سکندر شیخ
126	حالات و واقعات خواجہ نگر	صاحبزادہ افتخار الدین صابری
127	شجرہ ہائے طریقت	طارق علی احمد صابری
128	شجرہ شریف	جماعت سراجیہ فیصل آباد
129	گلدستہ اولیاء	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
130	تجلیات خواجگان چشت	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
131	تذکرۃ العارفین	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
132	تذکرہ اولیاء پوٹھوار (جلد اول)	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
133	تذکرہ اولیاء پوٹھوار (جلد دوم)	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
134	صداقت اہل سنت	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
135	حضرت امیر خسرو کی شاعری	شاہد مختار
136	دیوان حضرت شاہ خاموش	محمود علی قطبی
137	فیضان صابر	محمد امیر صابری
138	چشت اہل بہشت	ڈاکٹر پاتو آنہ
139	تقویم	پروفیسر عبدالقدوس ہاشمی۔ ادارہ تحقیقات اسلامی
140	گیان لہر	حضرت میراں بھیکھ
141	گیان پرکاش	حضرت میراں بھیکھ
142	مورکھ سمجھاونی	حضرت سید میراں شاہ بھیکھ

Marfat.com

رباعیات در شان حضور گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

(ازقلم: صاحبزادہ مشتاق احمد صابری)

تیری جناب سے بابا جو فیض یاب ہوئے
ترے غلام ہوئے جو بھی لاجواب ہوئے
حقیر ذروں کو تو نے وہ روشنی بخشی
ترے حضور جو پہنچے وہ آفتاب ہوئے

شراب عشق ہے جام طہور ملتا ہے
ہو جتنا ظرف تو اتنا ضرور ملتا ہے
یہاں جو آیا وہ صابر ہوا نظام ہوا
درِ فرید سے ایسا سرور ملتا ہے

ہم ان کو حال اپنا سنائے چلے گے
تربت سے ان کی پھول اٹھائے چلے گے
ہم صابری فقیر ہیں اِس در پہ ناز ہے
بابا کے آستاں پہ آئے چلے گئے

تیرے دَر کا ہوں بھکاری ہے یہی شان میری
تیری نسبت کے حوالے سے ہے پہچان میری
میں تیرا نام اے بابا پکار لیتا ہوں
کوئی مشکل ہو وہ ہو جاتی ہے آسان مری

Marfat.com

رباعی درشان حضور بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

اسی چشتی صابری ہاں سانوں
ایس گل اُتے کیوں نہ فخر ہووے
کسے دا زہد نہیں زہدالانبیاء ورگا
صابر پاک ورگا کتھوں صبر ہووے
حشر وچ ہو جانی برات اُسدی
جسدا پیر سوہنا گنج شکر ہووے
اُسدی فقر وچہ صابری بادشاہی
جس تے بابا فرید وی نظر ہووے

Marfat.com

منقبت (از قلم...... صاحبزادہ جمیل اختر صابری)

حضور سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غم کے مارو یا صابرؒ پکارو میرا مخدوم مشکل کشا ہے
ذرہ ذرہ بیابان کلیر بے کسوں کی صدا دے رہا ہے
ڈوب سکتی نہیں ہے وہ کشتی لاکھ گرداب میں گو پھنسی ہو
اس کو طوفان میں ساحل ملا ہے جس کا صابرؒ پیا ناخدا ہے
یوں جہاں میں بہت اولیاء ہیں غوث اور قطب داتا پیا ہیں
قابل قدر ہیں سارے لیکن میرا کلیر میں جی کھو گیا ہے
پکڑ گولر جو صابرؒ کھڑے ہیں سر تا پا عرش تک روشنی ہے
چار سو تیغ صابرؒ چلی ہے خود خدا ہی تو جلوہ نما ہے
کوٹ مومن ہو ملتان جہلم آپ ہی کا تو ہے فیض کرم
خواجہ صدیق اور شاہ ذبیحا! آپ کی ہم پہ عمدہ عطا ہے
خود جنازہ پڑھایا ہے اپنا کھلا عقدہ فنا اور بقا کا
رخ سے پردہ اٹھایا تھا جس دم میں نے کلیر میں دیکھا خدا ہے
یہ غریب الوطن ناتواں ہے آج کل مبتلا ابتلا ہے
اس جمیل حزیں پر کرم ہو لاج رکھ لو کہ منگتا تیرا ہے

Marfat.com

حضرت مخدوم سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

کے سلسلہ کے 316 بزرگان دین کی سوانح حیات

کا حسین مرقع

گلزار صابری

المعروف

صابری انسائیکلوپیڈیا

مصنف:

پاسبان مسلک اولیاء

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

بک سنٹر

[illegible]

Marfat.com